تاریخ راجگان ہند

موسوم بہ

وقائع راجستان

جسمیں جملہ ہند اقوام وملل خصوصاً قوم راجپوت اور اُسکی مختلف شاخوں کا مفصل ومستند بیان از ابتدا تا انتہا موجود ہے۔ یہ ایک آئینہ ہے جس میں اُن غیر قوموں کی سچی تصویریں نظر آتی ہیں جو بیرونجات سے آئیں۔ اصلی باشندگان ہند کو مغلوب کرکے قطاع ملک پر قابض ہوئیں۔ اور ہندوستان میں رہکر ہندو کہلانے لگیں۔ ان اقوام کے بعد مسلمانوں کا آنا۔ اُنکے اقبال وزوال کے حالات۔ پھر اُنکے بعد انگریزی حکومت کا قائم ہونا وغیرہ وغیرہ تا زمانہ حال بیان کیا گیا ہے۔ رزم بزم۔ جدال وقتال۔ روایات رسوم حالات تاریخی وجغرافیائی وغیرہ کا یہ کتاب بیش بہا مرقع ہے۔ اور پھر خوبی یہ ہے کہ فاضل محقق مولف نے کرنل ٹاڈ ودیگر مورخین کی تمام غلط بیانیوں کی تردید واصلاح نہایت شرح وبسط اور دلائل وثبوت کے ساتھ فرمائی ہے۔ اس بے نظیر کتاب کا ہر ایک ریاست عالیہ رامپور کا بیش بہا کتب خانہ ہے۔

من تالیف لطیف فاضل اجل محقق بے بدل مورخ بے مثیل صاحب کتب کثیرہ

مولوی حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری،

باہتمام خواجہ آسد پرنٹر پبلشر

ہمدرد پریس لکھنؤ میں طبع ہو کر زینت عالم تاریخ ہوئی

سنہ ۱۹۲۵ء

سوانح عمری مؤلف

مولوی نجم الغنی خان کی ولادت شہر رام پور ملک روہیلکھنڈ مین دسوین ربیع الاول سنہ ۱۲۷۶ ہجری مطابق ۸ ماہ اکتوبر
سنہ ۱۸۵۹ع کو ظہور مین آئی محمد نجم الغنی نام سے سنہ ولادت حاصل ہوتا ہے۔ انکا خاندان اس شہر کے اہل علم مین سے
انکے والد مولوی عبد الغنی خان نے علم معقول ومنقول کی پوری تحصیل کی سنہ ۱۸۶۳ع مین وہ ریاست اودیپور ملک میواڑ مین گئے او
وہان تینتس سال سے زیادہ عرصے تک مختلف معزز عہدون پر ممتاز رہے آخر مین ریاست اودیپور نے پنشن مقرر کرکے [illegible]
وطن کو رخصت کیا۔ ۲ اپریل سنہ ۱۸۹۹ع کو انتقال کر گئے۔

مولوی نجم الغنی خان کی والدہ روزی خان مشہور روہیلہ سردار کی پوتی تھین حکیم محمد اعظم خان مشہور مصنف کتب طبیہ
انکے بھائی تھے۔ مولوی نجم الغنی خان اوائل عمر مین اپنے پدر بزرگوار کے پاس اودیپور چلے گئے وہان فارسی وعربی کی
کتب ابتدائی کا مطالعہ کیا سنہ ۱۳۰۱ ہجری کو رامپور واپس آئے اور یہان رہ کر متعدد علماے متبحر سے تحصیل علم کی
فلسفۂ قدیمہ مولوی عبد الحق صاحب خیر آبادی سے سیکھا اور علم ادب عربی مولوی محمد طیب صاحب ادیب مکی
حاصل کیا۔ مولوی نجم الغنی خان نے فن طب یونانی کی کتابین اپنے ماموں حکیم محمد اعظم خان اور دوسرے اطبا سے پڑھ
مطب کیا محمد نجم الغنی ان چند اہل ہمت اصحاب سے ہین جنھون نے اپنی ذاتی کوشش سے مدارج کمال پر عروج کیا
اور متعدد کار آمد تصانیف کی وجہ سے کس مپرسی کی حالت سے نکلکر مشاہیر مین شامل ہوئے یکم نومبر سنہ ۱۹۰۱ع سے وہ
اودیپور ملک میواڑ کے ہائی اسکول کے ہیڈ مولوی مقرر ہوئے اور سنہ ۱۹۲۴ع سے اس عہدے سے سبکدوش ہوے سنہ ۱۸۹۳ع
اُنکے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام شمس الغنی ہے۔ شمس الغنی خان نے سنہ ۱۹۱۰ع مین میٹریکولیشن کا امتحان پاس کر
اور سنہ ۱۹۱۲ع مین اندور کے ہلکر کالج سے ایف۔ اے کے امتحان مین شریک ہوکر کامیاب ہوئے سنہ ۱۹۱۷ع مین ریاست
رام پور کے ہائی اسکول سے ماسٹری کی حالت مین یونیورسٹی الہ آباد کے امتحان بی۔ اے مین پرائیوٹ امیدوار کی
حیثیت سے شرکت کی اور سکنڈ ڈویژن مین کامیاب ہوئے پھر سنبھل کے ہائی اسکول کے سکنڈ ماسٹر
مقرر ہوئے پھر اودیپور کی ریاست نے اپنے کالج کا پرشین پروفیسر کرکے بلا لیا پھر بارہ بنکی اور کھیری کے علاقون مین
سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس رہے اور یہین سے الہ آباد کے ٹریننگ کالج مین شریک ہوکر ایل ٹی کے امتحان مین
اول ڈویژن مین اول نمبر پر کامیاب ہوئے اسکے بعد اوریٔ کے ہائی اسکول کے اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے
یہان سے علیگڈھ کی اسلامیہ یونیورسٹی نے اپنے ان کے ٹریننگ کالج کے پروفیسر کے عہدے پر بلا لیا یہان سے گورنمنٹ
نارمل اسکول اجمیر کی ہیڈ ماسٹری کے عہدے پر بلائے گئے اور انکی کوشش سے وہ ٹریننگ کے قریب ترقی کر گیا۔

مولوی نجم الغنی خان نے اپنے وطن کے سرکاری کتب خانے کی مدد سے وہ وہ معرکہ آرا کتابین لکھین جو اہل علم
قبولیت کا شرف حاصل کرنے مین کامیاب ہوئین اور ایک ایک مضمون پر بار بار کئی کئی کتابین لکھکر چھپوائین مثلاً

(۱) خواص الادویہ فن مفردات طب مین دوبارہ اضافہ ہوکر خزانۃ الادویہ نام پر چھپی تیسری بار خزائن الادویہ کے نام سے
آخری مکمل کتاب ہے (۲) راجپوتون کے حالات مین تاریخ ایکبار کارنامہ راجپوتان کے نام سے چھپی دوسری بار
تاریخ راجپوتانہ کے نام سے تیسری بار وقائع راجستان کے نام سے یہ آخری سب سے مکمل کتاب ہے (۳) مذاہب الاسلام
کبھی تاریخ مذاہب الاسلام کے نام سے بھی چھپی (۴) تاریخ اودھ (۵) تاریخ روہیلہ موسوم بہ اخبار الصنادید (۶)
تعلیم الایمان شرح فقہ اکبر (۷) تہذیب العقائد شرح عقائد نسفی (۸) مزیل الغواشی شرح اصول شاشی (۹) شرح
سراجی فن فرائض مین (۱۰) نہج الادب صرف ونحو قواعد فارسی وتحقیقات السنہ مین یہ فارسی زبان مین ہے (۱۱)
قرابادین نجم الغنی (۱۲) سلک الجواہر فی احوال البواہر یہ اسماعیلیہ بوہرون کی تاریخ ہے ایک بار عقود الجواہر
فی احوال البواہر کے نام سے چھپی ہے (۱۳) تذکرۃ السلوک فلسفۂ تصوف مین (۱۴) منتہی القواعد عرف قواعد
حامدی صرف ونحو فارسی مین (۱۵) شرح چہل کاف (۱۶) بحر الفصاحت یہ کتاب علم معانی وبیان وبدیع وعروض وقافیہ کے
بیان مین ہے اور پنجاب یونیورسٹی کے اُردو فاضل کے کورس مین داخل ہے (۱۷) مفتاح البلاغت یہ انتخاب ہے
بحر الفصاحت کا (۱۸) معیار الافکار یہ فن منطق مین فارسی زبان مین ہے (۱۹) رسالہ نجم الغنی یہ انتخاب ہے نہج الادب کا
(۲۰) مفتاح المطالب یہ آیات قرآنی سے فال نکالنے کا رسالہ ہے (۲۱) تسہیل اللغات یہ ضخیم کتاب غیر مطبوع ہے۔
نوٹ:۔ اصول فقہ اور علم معانی وملل ونحل کو اُردو کا اول جامہ پہنانے والے یہی ہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اوضح لنا سبیل الرشاد واھدی لنا طریق السداد والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین
اہل علم پر واضح ہو کہ جن لوگون نے تاریخی واقعات راجستان کے لکھے ہین وہ تنقید اور تحقیق کو کام مین نہین لائے
ہین اسلئے مین نے ارادہ کیا کہ جان سوزی کے ساتھ اس مبحث پر کچھ لکھون۔ کوئی خاص کتاب میری تمام اغراض کو کافی
نہ تھی اسلئے متعدد فارسی ہندی کی کتابون کو مطالعہ کر کے یہ ذخیرہ فراہم کیا۔ انگریزی کتابون سے مسلمان بادشاہون
کے واقعات مین استمداد کرنی غلطی ہے کیونکہ ان کتابون کا ماخذ بھی فارسی کی کتابین ہین ان کتابون سے اپنی علمی
استعداد کے مطابق اور قومی تعصب کے انضمام کے ساتھ پروپیگنڈا پھیلانے کو جو واقعات یورپین مؤرخون نے نقل کئے
ہین انپر کیک منصف مؤرخ کا اپنی تاریخ کو مبنی کرنا بہت ہی شرمناک بات ہے۔

فن تاریخ مین بہت سے فائدے مضمر ہین

(۱) جو صاحبان ذکا اس فن مین مہارت رکھتے ہین انکو رغبت معرفت علم کی زیادہ ہوتی ہے۔
(۲) اس علم سے خرمی ودلچسپی حاصل ہوتی ہے شامت وملالت کا زنگ آئینہ خاطر سے زائل ہو جاتا ہے۔
(۳) باوجود کثرت فوائد کے یہ علم سہل الحصول بھی ہے اسکے حاصل کرنے مین محنت ومشقت زیادہ نہین کرنی پڑتی۔
(۴) اس فن کے واقف کو ہمعصرون مین شرف وعزت حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ روایات ثقات کی مطابقت
اختیار کرتا ہے اور جو کچھ اسکے مخالف ہو اسکو مردود سمجھتا ہے۔
(۵) تجربہ حاصل ہوتا ہے اور تجربہ آدمی کے لیے نہایت ضروری ہے
(۶) جو شخص علم تاریخ کے واقعات وسانحات مین غور کرتا ہے گویا کہ عقلائے عالم سے مشورہ کرتا ہے
(۷) علم تاریخ سبب زیادتی عقل وسیلۂ ازدیاد فضل اور ذریعۂ اصابت رائے وتدبیر ہے۔
(۸) اہل اقتدار کے دل حوادث مشکلہ مین اس فن کے مطالعے سے مطمئن وبرقرار رہتے ہین کیونکہ کیسی ہی صعوبت
پیش آئے زمانۂ سلف کے واقعات عظیم پر خیال کر کے امید کامیابی منقطع نہین ہوتی۔

(۹) جو شخص علم تاریخ سے بخوبی ماہر ہوتا ہے وہ حصول مرتبۂ صبر و رضا سے بہرہ مند ہو جاتا ہے۔
(۱۰) اس فن مین عجائب انقلابات و غرائب تغیرات ظاہر ہو کر قدرت قاہرۂ حضرت مالک الملک پر اعتقاد زیادہ حاصل ہو جاتا ہے کہ نعمت و نکبت اور عسرت و سہولت کو چندان بقا نہین پس کثرت اموال سے مغرور اور حوادث ادبار سے ملول ہونا فضول ہے۔

نتیجۂ تاریخ

تاریخ کا بڑا نتیجہ یہ نصیحت ہے کہ والیان ملک کو حکمرانی کرنے مین غرور نکرنا چاہیئے پل سکے پل مین بادشاہ فقیر اور حاکم محکوم ہو جاتا ہے۔ سلطنت ڈھلتی پھرتی چھاؤن ہے جن شاہنشاہون کے ایک ادنے اشارۂ ابرو پر ہزارون گردنین جھک جاتی تھین اُنکی اولاد آج بھیک مانگتی پھرتی ہے۔

بنیاد تاریخ

تاریخ عالم مین لکھا ہے کہ تاریخ کی بنیاد ان باتون پر منحصر ہے (۱) روایات سماعی (۲) قصائد و اشعار عمومی (۳) اخبار یا آثار سنویہ (۴) تاریخ ہمعصری یا ذاتی وغیرہ (۵) دفاتر سلطانی یعنی کاغذات ملکی وغیرہ (۶) مینار و سکہ و عمارات وغیرہ۔
روایات سماعی اُن باتون کو کہتے ہین کہ ایک کی زبان سے دوسرا پشت بہ پشت سنتا چلا آئے ایام سلف کا حال جو بہت قدیم ہے اکثر اسی قسم کے اخبار پر مبنی ہے قصائد اور اشعار عمومی خواہ روایات مروجہ پر منحصر ہین خواہ کسی ماجرائے حال یا اشخاص مشہورہ کی صفات پر جو بطور یادگار رکھے گئے۔ آثار سنویہ مختصر دفتر سالانہ بابت حال و واقعات کے ہین جو سرکار یا کوئی خاص شخص لکھتا ہو چنانچہ ان دنون مین جو اخبار جاری ہین وہ اسی قسم کے کاغذ ہین۔ تاریخ ہمعصری یا ذاتی اسکو کہتے ہین جس کے احوال کو اس شخص نے لکھا ہو جسکے زمانے مین اُنکا ظہور ہوا ہو یا اُسنے اپنی آنکھون سے اُنکو دیکھا ہو یا وہ بذات خود اُن مین شریک ہو تاریخ قدیم اکثر اسی قسم سے ہے دفاتر سلطانی اصلی نوشتے مثلاً قانون تحریری اسناد۔ منادی۔ فرمان۔ اور صلح نامے اکثر پتھر یا دھات پر کندہ کئے جاتے ہین اور اس قسم کے نوشتے زمانِ حال مین بہت ہین۔ اور عام کتب خانون مین بھی قدیم زمانے کے نوشتے ملتے ہین اور ان دنون اس قسم کے نوشتون کی نقلین دفترون مین جو خاص اسی کام کے لیے بنے ہین احتیاط سے رکھی جاتی ہین پہلے زمانے کے ایسے نوشتے ہو نا پائدار چیزون پر لکھے جاتے تھے اکثر جلتے رہے اور جو رہ گئے وہ اکثر پتھر یا تانبے کے پتر پر کندہ ہین ہندوستان مین اس قسم کے نوشتے بہت ہین اور وہ سنسکرت زبان مین بخط ناگری لکھے ہوئے ہین اور اس قسم کے نوشتے ہزار برس سے زیادہ کے نہین ملتے۔ اکثر تحریرات ہین جن کے حروف پڑھے نہین جاتے اسی قسم کی تحریر مینارۂ دہلی پر ہے جسکو فیروز شاہ کی لاٹ کہتے ہین سکہ۔ تمغہ۔ قبر۔ مندر۔ مسجد اور عمارات عام سے بھی تاریخ لکھنے مین بہت مدد ملتی ہے۔ ہندوستان مین بہت سے پرانے سکے دستیاب ہوئے ہین مگر بسبب نہونے تاریخ اور نام کے ہرگز معلوم نہین ہو سکتا کہ کس راجہ کا وہ سکہ ہے ہندوستان مین کوئی ایسی عمارت نہین جسکی قدامت مین کچھ شک نہو۔ اور سب سے پرانے بُدھ کے مندر ہین کے نشان ملتے ہین جو گیا۔ بھیلسہ اور پنجاب مین موجود ہین اور جنوبی ہندوستان مین بھی بہت مندر وہان ملتے ہین سب سے عجیب یادگار فلان

والے مندر ہیں اور انہیں سے مشہور وہ مندر ہیں جو ایلورا متعلقہ صوبہ اورنگ آباد اور ایلیفنٹا اور سالسیٹ معروف بہ جھالنا دو جزیرونمیں جو بمبئی کے پاس ہین واقع ہین۔ ان مندرون کی بنا کی تاریخ اور اصل دریافت نہین ہوئی اور جو تحریران مین پائی جاتی ہے وہ بیندلتون سے بھی پڑھی نہین جاتی علم نظم زمان بھی علم تاریخ کا ایک ضروری جزہے یعنی اُسکے وسیلے سے دریافت ہوجاتا ہے کہ کونسی حادثات کس زمانے مین واقع ہوئی جسطرح قدیم زمانے کے آدمی علم تاریخ کی طرف توجہ کم رکھتے تھے اسیطرح علم نظم زمان پر اُن کا کچھ دھیان نہ تھا اول علم تاریخ کی ترقی ہوئی بعد اسکے نظم زمان کی یعنی مؤرخون نے تواریخین تو مفصل لکھین مگر سنہ وسال کے لکھنے مین کوتہ قلمی کی۔ بہ لحاظ علم نظم زمان کے تاریخ زمان قدیم اور زمان جدید پر منقسم ہوئی تاریخ قدیم وہ ہو جسمین شروع پیدائش دنیا سے تباہ ہونے رومی مغربی سلطنت تک جو پانچوین صدی سنہ عیسوی مین واقع ہوئی کیفیت مرقوم ہے اور تاریخ جدید یورپ کی بڑی بڑی سلطنتون کی بنیاد پر مبنی ہو اور پانچوین صدی سے پندرھوین صدی تک کا نام زمانہ درمیانی رکھا گیا ہو۔ ہندوستان کی پُرانی تاریخ محمود غزنوی کے حملے کے وقت گیارھوین صدی عیسوی مین ختم ہوئی۔

جغرافیہ

جغرافیہ جسکے معنے زمین کے بیان کئے ہین اُسکو تین شاخون مین تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) حسابی یا ریاضی جغرافیہ جسمین زمین کی شکل۔ حرکات اور جسامت کا بیان ہوتا ہے وہ حساب و نجوم کے علم سے تعلق رکھتا ہے۔

۲ طبعی جغرافیہ۔ اس مین سطح زمین کی قدرتی تقسیم اور اُسکے مادے اور اُس کی ساخت کا۔ اُسکی مختلف پیداوار ان حیوانات و نباتات۔ اس کو ارضی کی آب و ہوا اور دوسری تفصیلات کا جو اسکی جسمانی یا قدرتی حالت سے متعلق ہوتی ہین ذکر ہوتا ہے۔

۳۔ سیاسی جغرافیہ۔ اس مین ملکون اور سلطنتون کی زمین کی تقسیم کا مع ان کی وسعت۔ آبادی۔ ذرائع آمدنی۔ طرز ہائے حکومت۔ زمین۔ مذاہب۔ رسم و رواج۔ اوضاع و اطوار۔ علم اور دوسری تمام ایسی باتون کا جو انسان سے بحیثیت ایک سیاسی یا تمدنی ہستی کے متعلق ہوتی ہین بیان ہوتا ہے۔ لہذا جغرافیہ کی اسی شاخ کا تعلق تاریخ اور سیاسی اقتصادیات سے ہے۔

ضروری گذارش

مین اپنی اس تاریخ مین حتے الوسع واقعات تحقیق کرکے راست اور بے کم و کاست درج کرکے نہایت ادب کے ساتھ اُردو خوان پبلک کے روبرو پیش کرتا ہون۔

اس کتاب مین اگر سنہ و سال مین بے ترتیبی پائی جائے تو اسکا سبب یہ سمجھنا چاہئے کہ جن کتابون سے مطالب اخذ کئے ہین انہین باہم ایکدیگر علی العموم سنہ و سال کا اختلاف کیا ہو کسی مین کچھ لکھدیا ہے کسی مین کچھ اور وہ سب کتابین اپنی اپنی جگہ مستند مانی گئی ہین۔

محمد نجم الغنی ساکن رامپور ملک روہیلکھنڈ ابن مولوی محمد عبدالغنی خان خلف مولوی محمد عبدالعلی خان خلف مولوی محمد عبدالرحمن خان خلف مولانا حاجی محمد سعید خان شاگرد رشید مولانا حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی -

ہندوستان کے اصلی باشندے

جب غیر ملک والے ہندوستان کو فتح کرتے گئے تب اصلی باشندے پہاڑون اور جنگلون اور گھاٹون مین بھاگ کر چلے گئے اور وہان باوجود تبدیل زمانہ اور گردش روزگار کے جو ہندوستانیون مین ہمیشہ آتی رہتی تھین اُن جنگلیون کی گفتگو ویسی ہی بے محاورہ رہی اور اُن کی راہ و رسم اور دین کبھی نہ بدلنے پائے اور جب سے پھر کبھی وہ ہندوستان سے نہ ملے - یہ ہندوستانی اصلی آدمی باہر کے آنے والون جیسے بہادر اور پھرتیلے اور خوش رنگ تو نہ تھے مگر سب کے سب جنگلی اور وحشی بھی نہ تھے کہ ان مین سے اکثر شہرون اور گاؤن مین رہتے تھے کھیتی باڑی کرتے تھے اُنکے سردار بھی تھے جو لڑائی مین سپہ سالار ہوتے اور امن کے دنون مین اُنپر حکومت کرتے یہ بہت سی زبانین بولتے تھے اُن مین سے سب سے بڑی موجودہ تامل زبان کی ایک بہت پرانی بولی تھی جو جنوبی ہند مین بولی جاتی تھی چونکہ وہ ہزارون سال سے گرم ملک مین رہتے چلے آئے تھے رنگ کے سانولے ہو گئے یہ قدیم زمانے مین سانپون درختون اور اپنے مرے ہوئے آبا و اجداد کی روحون کی پوجا کرتے تھے اپنے ان دیوتاؤن سے بہت ڈرتے تھے اور ان سے یہی دعا مانگتے تھے کہ وہ اُنھین تکلیف نہ دین اور اپنے مُردون کو سادے پتھر کے تلے دفناتے تھے -

ہند کے نہایت قدیم باشندون کے چند فرقے تھے اُن کے زمانے کے نوشتے موجود نہین بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ حروف اور کسی طرح کی علامتون کے استعمال سے ناواقف تھے -

قدیم و جدید تاریخ لکھنے والون نے آرین اور غیر آرین کی سکونت سے پہلے ایک ابتدائی قوم کی جو نہایت غیر تربیت یافتہ تھی بود و باش تبلائی ہے اُنکی تحقیق کا دار و مدار اُن کے آثار قدیمہ کے پائے جانے پر رکھا گیا ہے جو بڑے بڑے پہاڑون اور کھوؤن مین پائے گئے ہین خصوصاً دریاے نربدا کے قریب گھاٹی مین اُن قومونکے پتھر سے بنائی ہوئی اشیا کے ذخیرے ملے ہین جو لیشب کی چھریان اور چقماق کے پتھر کے ناتراشیدہ ہتھیار ہین یہ لوگ بالکل دھات سے ناواقف تھے پھر انکے بعد ایک ایسی قوم ہوئی جو اگرچہ دھات سے ناواقف تھی مگر شکار کھیلنے اور لڑنے کے واسطے تیر اور دیگر اوزار چقماق کے پتھر کے مثل اُن کے جو شمالی یورپ مین پاے جاتے ہین ابتدائی قومون کی بہ نسبت بڑی صفائی اور حکمت سے بناتی تھی انکے بعد ہندوستان مین غیر آرین لوگون کی آبادی قائم ہوئی اُنکے حالات کہین کہین ہندوستان کے تاریخی صفحات پر پائے بھی جاتے ہین مگر محض جزوی طور پر جس کی کوئی تشریح یا تفصیل نہین کی جا سکتی -

اتنا تبلایا جاتا ہے کہ یہ قوم ہندوستان مین ہمالیہ کی شرقی اور شمالی جانب سے آکر آباد ہوئی جو دستکاریان انکی ہم تک پہنچی ہین وہ صرف ناتراشیدہ پتھر کے حلقے و ٹھیان اور پشتے ہین جن کے نیچے وہ اپنے مردون کو قدیم اہل یورپ کے دستور کے موافق دفنایا کرتے تھے اور اُن چیزون سے جو ان قبرون سے نکلی ہین دریافت

ہوتا ہے کہ کسی دور و دراز زمانے مین جو صحیح طور سے معین نہین ہو سکتا یہ لوگ سخت مٹی کی ہلکی اور خوش قطع ہنڈیا اور
برتن بنانا جانتے تھے اور لوہے کے ہتھیارون سے لڑتے اور تانبے اور سونے کے زیور پہنتے تھے اور اس سے بھی قدیم
اشیا کے ذریعہ سے جو دستیاب ہوئی ہین ثبوت بہم پہونچتا ہے کہ یہ لوگ جو قبرین بنایا کرتے تھے ابتدائی نسلون کے
سلسلے کی ایک کڑی ہین ان کی بقیہ اور یادگار قومین ہندوستان کے قریب قریب تمام حصون مین مختلف ناموں کے ساتھ
پائی جاتی ہین اور جن کو گونڈ۔ کھانڈلا منڈا۔ کول ۔ بھیل اور سنتال وغیرہ کہتے ہین۔
پس جاننا چاہیے کہ جن کو ہم اصلی باشندے کہتے ہین اور جو آرین کے تلوارون سے پامال ہوئے اُن کا زمانہ
اُن زمانون کے بعد ہوا ہے جو دھات اور پتھر کے زمانے کے نام سے تعبیر کیے گئے ہین۔
ظفر مند آرین اگلے زمانے کے فرقون کو دسیو یعنی دشمن یا داس یعنی غلام کہتے تھے آرین شمال کے سرد ملکون
سے ہند مین آئے اور اُنکو اپنے صاف رنگ پر بڑا فخر تھا سنسکرت زبان مین رنگ کو ورن کہتے ہین اور اس لفظ کے معنی
رفتہ رفتہ نسل یا ذات کے ہوگئے۔ کم سے کم تین یا چار ہزار سال کا عرصہ ہوا کہ آرین شاعرون نے وید تصنیف کیے
اور اُن مین روشن دیوتاؤن کی تعریف کی ہے کہ اُنھون نے داس کو قتل کیا اور آرین رنگ کی حفاظت کی اور
سیاہ فامون کو آرین کا مطیع کیا جون جون زمانہ گذرا اور اُن غیر تربیت یافتہ فرقون نے جنگل مین پناہ لی تو اُن کی
زشت روئی کے بیان مین زیادہ ترقی ہوئی یہانتک کہ آرین شاعرون اور پوجاریون نے راکشس اور دیو کے
الفاظ انھین کی نسبت استعمال کئے ہین اور دسیو یعنی دشمن جو انکی نسل کا نام تھا رفتہ رفتہ بھوت یا پریت کے معنے
مین مستعمل ہونے لگا وید کے زمانے سے کم از کم ایک ہزار سال کے بعد سکندر اعظم کے ساتھیون نے بھی جب وہ ہند
کی مہم پر آئے تھے ایشیا کے ایک غیر آرین فرقے کی بد ہئیتی کا بیان کیا ہے۔
لیکن کل اصلی فرقے وحشی نہ تھے کیونکہ دسیو یعنی غیر آرین کے صاحب دول ہونے کا ذکر آیا ہے اور وید کے بھجنون مین
ان کی ساٹھ گڑھیون اور نوے قلعون کا بیان ہوا ہے۔ بعد گذرنے ایک زمانے کے آرین نے غیر آرین
فرقون سے رابطۂ اتحاد پیدا کیا اور بعض قوی مملکتون پر غیر آرین لوگ سلطنت بھی کرتے تھے اور مذہبی رسوم اور
حیات آئندہ کی تمنا سے بھی یہ لوگ معرّا نہ تھے۔
غیر آرین کی تین نسلین ہین اول تبتی برہما کے فرقے جو گوشۂ شمال و مشرق سے داخل ہوئے اور ہنوز ہمالیہ کے
پہلوون پر مقیم ہین چنانچہ گورکھے ہمالیہ کی غیر آرین قوم سے ہین۔
دوم کول اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی شمال و مشرق کے درون سے بنگالے مین آئے یہ خاص اُس سلسلے کو
پر جو جنوبی ہند کے میدان مرتفع کے شمال و مشرق کو واقع ہین رہتے ہین کول بھیلون سے بہت مشابہ ہین چھوٹے
ناگ پور کے کولون مین تورانی عنصر زیادہ ہے برخلاف اسکے گجرات کے کولون مین راجپوتون کا میل ہو گیا ہے ان
لوگو کو برہمنون نے شودرون کے طبقے مین شامل کیا ہی ہر قسم کا موٹا کام کرتے ہین اور قلی کے نام سے مشہور ہین یہ
قلی تمام انگلستان کی نوآبادیون اور امریکہ مین پھیلے ہوئے ہین یہ ایک خاص زبان بولتے ہین جسکا نام کولاری

لکھا گیا ہے سنتال اور مالیہ جو بہار اور بنگالے کے درمیانی پہاڑون مین رہتے ہین کولون کے خاندان مین داخل ہین سنتالیون کی زبان کل کولاری ہے۔
سوم ڈراوڈ جو پنجاب مین شمال و مشرق کے درون سے داخل ہوئے اور اب سطح مرتفع کے جنوبی حصے مین تو ہند کے سرے یعنی راس کماری تک ہے بستے ہین ڈاکٹر لیبان فرانسیسی کا خیال ہے کہ قوم ڈراوڈیا تامل فاتحین و مفتوحین کے میل سے بنی ہے دوسری عبارت مین قوم ڈراوڈ ملک ہند کے قدیم باشندون اور اُن اقوام زرد رنگ کے میل سے بنی ہے جو برہم پُتر کی طرف سے ہندوستان مین آئین پھر ان مین تورانیون کا جو شمال و غرب سے آئے میل ہوگیا ڈراوڈو نکی دو تقسیمین کی گئی ہین اولاً وہ جن مین اصلی باشندون کا جز غالب ہے ان کو پرو ٹو ڈراوڈ کہتے ہین ثانیاً وہ جو پروٹو ڈراوڈ اور تورانی اقوام کے میل سے بنی ہین یہ خالص ڈراوڈ ہین گونڈمون کی نسبت کہہ سکتے ہین کہ یہ حبشی قسم کے قدیم پروٹو ڈراوڈ ہین نہایت بدصورت پست قد اور نہایت سیاہ فام ہین۔

ہندوستان مین باہر سے آنے والے فاتح جو ہندو بن گئے

ہندوستان کے شمال مین ہمالیہ سے پار جو ملک ہے اُسے وسط ایشیا کہتے ہین وہان شدت کی سردی ہوتی ہے قدیم تاریخون مین اس وسط ایشیا کے وسیع صحرا اور بڑے بڑے وادی تمام دنیا کی موجودہ قومون کے مورث اور آباؤ اجداد کے اصلی وطن اور حقیقی مسکن بتلاے جاتے ہین دنیا کے تمام حصے مختلف اور متفرق قومون سے جہان جہان آباد ہین عام اس سے کہ وہ ایشیا ہو یا یورپ وہان یہین کی قومین جا کر آباد ہوئی ہین۔
ان قومون کے حالات پر پردہ ہے مگر جو کچھ تاریخی محققین نے لکھا ہے وہ یہی ہے کہ چار یا پانچ ہزار برس قبل یعنی مسیح کی ولادت سے دو تین ہزار برس پیشتر مغربی حصے یعنی پنجاب مین چند ایسی قومین آباد تھین جن کا رنگ گورا اور قد دراز تھا یہ لپنے آپکو آریا کہتی تھین اور فرنگی انکو آرین کہتے ہین سنسکرت مین لفظ آریا کے معنے معزز اور عالی خاندان کے ہین اور اسی لفظ سے ہندوستان کا نام آریا ورت یعنی شریف النسل کا مسکن آیا ہے زردشت کی زند اُستا مین بھی وسط ایشیا اور ایران کو ایریا لکھا ہے یہی لفظ ارمنی اور یونانی اور جرمنی زبانون مین بھی پایا جاتا ہے آریہ قومین سابق مین عموماً مویشیون کو پالا کرتی تھین اور اُنکے بڑے بڑے گروہ انکے ساتھ رہا کرتے تھے وہ خانہ بدوش تھے اور خاص کر مویشیون کی ضرورت سے کھلے میدان وسیع سبزہ زار اور بڑی بڑی چراگاہون مین سالہا سال پڑے رہتے تھے جب ان میدانون مین چارہ ختم ہو جاتا تھا تو وہ اپنے ڈیرے ڈانڈے اُٹھا لیتے تھے یہ لوگ ہر قسم کے جانور گائے بھینس اور بکری وغیرہ پالتے تھے اور اُن کو اپنی جانون سے زیادہ عزیز رکھتے تھے وہ لوہے کے اوزار اور اُن کے استعمال سے خوب واقف تھے کپڑے پہنتے تھے ہندوستان کے قدیمی باشندون کی طرح ننگے نہین رہتے تھے پکا کھانا کھاتے تھے یہ قومین وسط ایشیا سے پھیل کر تمام دنیا مین آباد ہوئین انھین لوگون مین سے بعض لوگون نے ہندوستان کا رخ کیا اور شمالی کوہستانی راستون سے ممالک ہند مین داخل ہوئے۔ انکے آنے کے دو راستے تبلاے جاتے ہین ایک درۂ خیبر

پشاور کی راہ سے دوسرا آسام کی گھاٹی مشرقی ہمالیہ کی راہ سے جس سے تبت کے لوگونکی ہندوستان مین آمد و رفت ہی
اس مین شک نہین کہ اُنھون نے ہندوستان کو سب سے پہلے فتح کیا - اُن کے ہندوستان مین آنے کی
تاریخ اب تلاش کرنا لاحاصل ہے یہ اعلے درجے کی قوم شمال و مغرب کے جانب سے آنیوالی جنوب کے رہنے والے
آدمیون سے خوش شکل بہت توانا اور مضبوط تھی - سورج - چاند - آسمان - ہوا - اور بادلون کو دیوتا سمجھکر پوجتی
تھی - اور بہت ہی قدیم زبان سنسکرت کی ایک بولی بولتی تھی انکی نسل اب تمام ہند مین بالتخصیص برہمن
اور راجپوت کے نام سے پھیلی ہوئی ہے - اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اسی وسط ایشیا کے مرکز سے چند شاخین مشرق
اور چند مغرب کو روانہ ہوئین اور مغرب کی جانب روانہ ہونے والون مین سے ایک شاخ نے فارس کی سلطنت کی بنا
ڈالی اور دوسری نے اتھنس اور اسپارٹا کے شہر تعمیر کیے اور قوم یونانی کہلائی - تیسری نے ملک اطالیہ مین سات
پہاڑیون پر وہ شہر بنایا جو انجام کار شاہان روم کے لقب سے مشہور ہوا - اسی نسل کے ایک گروہ سے تواریخی زمانے
کے قبل ولایت اسپین آباد ہوئی اور جب انگلستان کی طرف نظر کی جاتی ہی تو وہان پر بھی ایک آرین نسل کی آبادی کی مدت
کی ڈالیون کی بنی ہوئی ڈونگیون مین مچھلی پکڑتی یا کارن وال مین ٹین کی کانین کھودتی ملتی ہے رفتہ رفتہ
اسی طرف سے اور لوگون نے آنا شروع کیا ان مین ایک تک شک نسل ہے جو توران کی طرف سے
چھٹی صدی قبل از مسیح مین ہندوستان پر حملہ آور ہوئی اور اس سے دیگر اقوام بطور شاخ نکلین اور ایک نسل
ستھین یا ستھیا اسکا ہے اسنے سنہ عیسوی کے شروع مین ہندوستان پر حملہ آور ہوکر ہند کے معاملات پر
بڑا اثر ڈالا - اور اقوام جاٹ بھی جو ستھین سے نکلنے کے دعوے مین شریک ہین ایران سے دریاے اٹک کے پاس
آئین اور پانچوین یا چھٹی صدی مسیحی مین ہندوستان مین قائم ہوئین - بعد مین آنے والون کا مذہب شاید سب
پہلون کے طریقے سے برخلاف تھا اور ان دونون مذہبون کی آمیزش سے رفتہ رفتہ ہندوستان کا شاستر بنا
غرضکہ شمال کی طرف سے بہت سی قومین یکے بعد دیگرے آتی گئین جو آریا - یونانی - ایرانی - ترک - ستھین
تک شک - جاٹ اور ہُن کہلاتی تھین - ان کے علاوہ بہت سی قومین تھین جنکے نام تک بھی اب معدوم ہوگئین
آریا نسل اور خاصکر اُن نسلون سے جو آریا نہین ہین ایک مخلوط النسل قوم پیدا ہو گئی - تمدن ہند مین بیان
کیا ہو کہ اقوام ہند چار اقوام سے مرکب ہین حبشی - زرد قوم - تورانی اور آریا - ان چار اصلی اجزا کے مختلف
تناسب مین ملنے کی وجہ سے اور نیز اُن اثرون کی وجہ سے جو اختلاف مرز و بوم سے پیدا ہوتے ہین ایک
بہت بڑا گروہ ذیلی اقوام کا پیدا ہو گیا -

آریا

انکی نسبت ہمکو صرف اتنا معلوم ہے کہ انکا اصلی وطن وسط ایشیا یا ترکستان تھا یہ لوگ رنگ کے گورے
دراز قد اور خوبصورت تھے انکی پیشانی اونچی تھی یہ اُن زرد رنگ کے چپٹے چہرے والون سے بالکل جدا تھے
جو مشرق کی جانب منگولیا مین رہتے تھے جو آریا ہند مین آکر بسے ہم انکو ہندی آریا کہہ سکتے ہین

آریا جو پہلے ہمالیہ کے اطراف میں اور ہند یا چل تک بستے تھے چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں قبائلی زندگی بسر کرتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُنھوں نے ملک پر بتدریج چڑھائی کی۔ یہ سچ ہے کہ وہ لکھنا بھی نہیں جانتے تھے اور ہمارے لئے اپنی کوئی ایسی تحریریں نہیں چھوڑ گئے جن سے اُنکے مفصل اور مکمل حالات معلوم کئے جائیں تاہم وہ دیوتاؤں کی تعریف میں منتر پڑھا کرتے تھے اور اپنی اولاد کو صحت اور صفائی کے ساتھ اُن منتروں کا پڑھنا سکھاتے تھے۔ منتر ایسے ازبر ہو جاتے تھے کہ اُن کا بھولنا مشکل تھا یہی سبب ہے کہ صدیوں تک منتر سینہ بسینہ چلے آئے آخر کار لکھنے کا فن بھی ایجاد ہو گیا منتر تحریر میں آگئے اب ہندوؤں کے ہاں یہ سب منتر لکھے ہوئے موجود ہیں۔

ہند میں آنیوالے آریا کے اپنے وطن میں رہنے اور وہاں سے جنوب و مشرق کی طرف سفر کرنے کا حال رگ وید کے بھجنوں سے بخوبی منکشف ہوتا ہے اسکے بھجن کابل میں درخیبر کے شمال تک پہونچنے اور پھیلے دریاے گنگا تک وارد ہونے کی خبر دیتے ہیں اور مشرق کی جانب درمیانی راہ فتح مندی سے طے کرنے کی کیفیت وید کے نوشتوں میں ایسی مفصل پائی جاتی ہے کہ قدم قدم کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔ خطۂ پنجاب جو پانچ دریاؤں سے سیراب پایا تو اپنا آبائی طریقہ خانہ بدوش چرواہوں کا چھوڑ کر پیشہ زراعت مستقل طور پر اختیار کر لیا رگ وید کے بھجنوں سے آریا کے حالات دریافت ہوتے ہیں کہ دریاے انڈس کے کنارے متعدد فرقوں میں تقسیم ہو کر کبھی آپس میں برسر جنگ ہوتے اور کبھی باہم متفق ہو کر سیاہ فام اصلی باشندوں کا مقابلہ کرتے تھے

ہند میں آنے سے پہلے جبکہ اپنے سرد شمالی وطن میں مقیم تھے ان کو کھانا پکانے اور گرم رہنے کے لیے آگ کی ضرورت پڑتی تھی اس لیے یہ اگنی دیوتا کی پرستش کرتے تھے لیکن پنجاب میں آکر دیکھا کہ فصلوں کے لیے مینھ کی ضرورت ہے تو فضاے آسمانی کے دیوتا اِندرؔ کی پوجا کرنے لگے اور اُسکی تعریف میں منتر پڑھنے لگے یہ لوگ خیال کرتے تھے کہ گرج اندر کی آواز ہے بجلی اُسکا نیزہ ہے اور یہ نیزہ جب کالے بادلوں کی پیٹھ میں گھستا ہے تو اُن میں سے مینھ کی دھار نکل کر کھیتوں کو سیراب کرنے لگتی ہے وہ خیال کرتے تھے کہ مرنے کے بعد انسان کی روح ہوا اور آسمان سے پرے ایک نورانی طبقے میں پہونچتی ہے جہاں کسی قسم کا درد نہیں ہے ہر وقت روز روشن اور سدا بہار ہے ہمیشہ راحت و آرام اور امن و آسائش کا دور دورہ ہے اور جہاں ہر وقت دوستوں اور عزیزوں کا قرب نصیب ہے انکی اصطلاح میں اس طبقے کے حاکم کا نام یمؔ تھا انکا یہ بھی خیال تھا کہ مرنے کے بعد سب لوگ یمؔ کے سامنے پیش ہوتے ہیں اور وہ اُنکے اعمال کا لیکھا کرتا ہے اُن کے علاوہ اور دیوتا بھی تھے جنکے وہ پوجتے تھے مثلاً ورُن جو نیلگوں آسمان پر حکومت کرتا تھا سوریہ یا سورج۔ وایو یا ہوا۔ رُدرؔ یا گرج اُشسؔ یا صبح کی سنہری اور سرخ شفق

آریا ہمالیہ کی رفعت و عظمت کو پیش نظر رکھ کر اُسکی الوہیت کے قائل ہو گئے اور اُسکی مدح و ثنا میں اپنی عقیدت و خلوص کا اظہار کرنے لگے جیسا کہ وید کے ایک بھجن سے ظاہر ہوتا ہے تو ایسا ہے کہ جسکی عظمت اور رفعت کو برف سے چھپے ہوئے چٹان بڑے بڑے موج مارنے والے سمندر اور دریا مانے ہوئے ہیں۔ پہاڑوں پر موقوف نہیں دریاؤں کے ساتھ بھی عقیدت و خلوص کے یہی انداز قائم رکھے گئے۔ وید کی کتابوں میں بہت سے بھجن ایسے پائے جاتے ہیں

جن کی عبارت مین آریا لوگون کا پنجاب کے دریا اور نیز گنگا جمنا۔ سرستی۔ اور دیگر چشمون سے اپنی کاشتکاری کی سیرابی
اور شادابی کی دعائین مانگنا پورے طور پر ثابت ہوتا ہے۔ پہاڑ اور دریا کی عظمت کچھ آریا لوگون کے زمانے تک
محدود نہین رہی بلکہ آریا لوگون کے بعد بھی جب ہندوستان کی تمام قومون نے ہندو دھرم کا مذہبی لباس پہنا اور شاستر اور
پُران کا رشتہ عقیدت اپنی گردنون مین ڈالا تو اُسوقت سے لیکر ان دونون اشیا کو آج تک بہت بڑا متبرک اور بہت بڑا
مقدس سمجھا اور کوہ ہمالیہ اور اُسکے تمام مرتفع مقامات خاص دیوتاؤن کا قیام گاہ سمجھے جاتے ہین اور آج تک اُن کا ہر ایک
نیک اور باعمل شخص اپنے مرنے کے بعد انھین مقامات کو اپنی روح کی دائمی آسائش گاہ ہونے کے لیے اپنے دارالخلد اور بہشت
برین سے تعبیر کرتا ہے۔ اسی طرح دریاے گنگا۔ جمنا۔ سرستی وغیرہ وغیرہ کی عظمت و وقعت عقیدتمند ہندوؤن کے دلون مین
آج تک قائم ہے۔

قدیم ہندی آریا آج کل کے کُل ہندوؤن سے کئی باتون مین مختلف تھے اُن مین ذات پات کی تمیز نہ تھی جو مُن بعد مقرر ہوئی
ہر گھرانے مین باپ پوجاری کا کام دیتا تھا اسیطرح سردار بھی اپنے فرقے کا بزرگ اور پوجاری سمجھا جاتا تھا مگر البتہ بڑے تیوہارون مین
وہ کسی فاضل کو جو مقدس چڑھاوؤنکی اداے رسوم سے واقف ہو منتخب کرتا تھا تاکہ وہ لوگون کی طرف سے قربانی گذارے
نہ اُنکے شوالے اور ٹھاکر دوارے تھے نہ ٹھاکر اور مورتیان تھین اُن کی لڑکیان اپنے لیے خود خاوند پسند کرتی تھین بیوا اُنکی
شادی ہوتی تھی اُنکی غذا مین غلہ اور گوشت دونون شامل تھے یہ سوم کا منشی رس پیتے تھے زمین جوتتے تھے جَو اور
گیہون کی فصلین تیار کرتے تھے سوت کاتنا اور کپڑا بننا جانتے تھے لیکن لوہے کے اوزار بنانا انھین معلوم نہ تھا ہان تانبے
اور جست کو آگ پر پگھلاتے تھے اور انکو ملا کر بھورے رنگ کی ایک دھات بناتے تھے جسے پیتل کہتے ہین اس سے چاقو اور
نیزون کی بھالین بناتے تھے۔

ابتدا مین آریا صرف شمال ہی کی طرف راج کرتے تھے اگرچہ وہ دکن پر چڑھائی کرتے تھے لیکن بہت مدت تک اُن ملکون
کو جو نربدا کی سمت دکن واقع ہین اپنے قبضے مین بخوبی نہ لا سکے ظاہر ہے کہ جس زمانے مین منو کی دھرم شاستر تصنیف ہوئی
تھی آریا کی سلطنت صرف شمال ہی مین تھی شاسترون مین لکھا ہے کہ شمال دیوتون کا اور اشراف آدمیون کا مقام
ہے یعنی آریا کا مسکن ہے اور باقی ہندوستان ملیچھ یعنی قدیم باشندون کا ملک ہے۔

ٹاڈ صاحب نے راجستان کی تاریخ مین لکھا ہے اور دوسرے مصنف بھی کہتے ہین کہ دو ہزار برس گذرے ہونگے کہ ایک
نئی قوم کے بہادرون نے جن کو اگنی کُل کہتے ہین پہلے شمالی ہندوستان کو فتح کیا اور ہندوؤن کے راجہ شکست پاکر
نربدا پار اُتر کے دکن کی طرف آباد ہوئے

معلوم ہوتا ہے کہ جس عصر مین مہابھارت اور رامائن بنائی گئی تھین تب تک ہندو یعنی راجپوت اور برہمن دکن
کو خوب طرح سے نہین جانتے تھے اسکو کہانی مین سنا کرتے اور بندرون کے رہنے کی جگہ خیال کرتے جن مین کہ سردار
اور سپہ سالار ہوتے تھے اور وہان ریچھون کے سردار اور راکششون کے بادشاہ رہا کرتے تھے اس بات سے ثابت
ہے کہ جن کو ان کتابون مین بندر اور ریچھ اور راکشش ٹھہرایا ہے وہ شمال کے رہنے والونکی بہ نسبت برہمنون

کے مذہب مین پیچھے آئے۔

تک شک یا تاک

سنہ عیسوی سے چھ سو برس پہلے اور شاید دارا کے حملے سے چند مدت پیشتر ایک نئی قوم نے تاتار سے آکر سندھ کے پار ہو کر ہندوستان مین بہت سی فتحین حاصل کین جو لوگ تاتار سے ہندوستان مین آئے اُن کو تک شک کی نسل مین سے کہتے ہین جسکی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ سانپ اُنکی قوم کا تمغا یا جھنڈے کا نشان ہو گا ابو الغازی نے لکھا ہے کہ تانک خلف ترک یا ترکچے تی وہی تھا جسکو یرانون مین ترشک لکھا ہے اور چینی مورخون کا تک تک یک جسنے یونان کی بکٹریا (باختر) سلطنت کی تباہی مین اعانت کی اور اُس ملک کا اپنے نام سے ترکستان نام رکھا وہی ہے۔ اور تاجک نسل جو اس ملک مین پھیلی ہوئی ہے اور جس کی تاریخ مفقود ہے تک شک کی اولاد معلوم ہوتی ہے زبان سنسکرت مین لفظ ناگ و تک شک سانپ کے ہم معنے ہین اور قدیم تاریخ ہندوستان کا ناگ بنس تک شک کہلاتا ہے مہابھارت مین بطور رنگینی عبارت کنایہ و اشارہ حال جنگ مین پانڈوی اندر پرستھ (دہلی) و قوم تک شک شمالی درج ہے۔ تک شکون کا پریکشت (بہلے معروف) کو قتل کرنا اور اُسکے پسر جن مے جے کا اُن سے جنگ و جدل کرنا اور آخر مین اُن سے عہد نامہ خراج گذاری لکھانا جو مہابھارت مین لکھا ہے اگر مبالغے سے صاف کیا جائے تو در حقیقت ایک تاریخی واقعہ ہے۔ تک شک کا دوسرا نام تاک تائے فوقانی و کاف تازی سے بھی نظر سے گذرا ہے اور ناگ نون اور کاف فارسی سے بھی۔ ڈاکٹر لیبان کا قول ہے کہ ناگ در اصل تورانی فاتحین تھے جنھون نے جنوبی ہند مین بڑی بڑی حکومتین قائم کی تھین اور اپنی رعایا یعنی قدیم اقوام دراوڑ کے ساتھ اُنھون نے سانپ کی پرستش اختیار کی تھی لنکا کا راجہ راون بھی ناگ قوم سے تھا جس پر رام نے چڑھائی کی تھی (فائدہ) حق تحقیق یہ ہے کہ اندوسیتھک لوگ حیوان کے نام سے مشہور ہوتے ہین لومڑی اور بز یعنی خوک اور تک شک یعنی سانپ اور اشویا یعنی گھوڑا۔ پُران مین اول ذکر حملہ تک شک جو شیشناگ دیس (دو نون شین معجمہ کے درمیان یائے مجہول) سے نکلا ہے درج ہے۔ شیش ناگ دیس میری دانست مین جائے سکونت قوم تک شک ہے جسکو چین والے تک یک اور ترکستان والے تاجک کہتے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم وہی ہے جسکو یرانون مین ترشک لکھا ہے اور عوام ہنود ترک بولتے ہین اور شیشناگ دیس سے مراد منگولیا ہے جسکو چینی ماتار اور ایرانی آدمی توران کہتے ہین اور اُسکے باشندون کو تورانی بولتے ہین جب اہل عرب نے اسکو فتح کر لیا تو بوجہ اس بات کے کہ یہ ملک سرزمین ایران سے دریائے جیحون کے دوسرے کنارے کی طرف واقع تھا ماورا النہر کہنے لگے جو زبانون پر تخفف پاکر ماورا النہر مشہور ہو گیا۔ اُس کے جنوب کی طرف تخارستان اور چترال کے پہاڑ شمال کی طرف بلاد خوارزم اور دشت قپچاق مغرب کی طرف ملک جرجان و خراسان مشرق کی جانب سرزمین ترکستان و مغولستان ہے وہ مسکن تک شک کہ ہند پر حملہ آور ہوئے ہین اور پرانون مین اُنکا حال درج ہے۔ از روے حساب یہ حملہ چھٹی صدی قبل از مسیح کے واقع ہوا ہے۔ قریب قریب اُسی عہد کے انھین اقوام نے حملہ کر کے ایشیائے کوچک کو فتح کیا شیش ناگ جو اُن کا سردار تھا اُس کی ہمراہی مین اُنھون نے شمالی ہندوستان کو فتح کیا اور درجہ بدرجہ اُن قومون سے جو اُن سے پہلے ہندوستان مین آئی

ؔ تاجک تک کا مبدل تاجیک ہے اور تاجک اسکا مخفف ہے ۱۲ استفادہ از تسہیل اللغات مؤلفہ مؤلف مرآت الہنود

تھین ملتے گئے انھون نے مگدھ (بہار) کے راج کو زیر کیا اور شیش ناگ یا ننڈو نکے تخت پر بیٹھا اور اُسکا خاندان دس نسل
کے بعد مہانند پر کہ حرام کی اولاد مین سے تھا ختم ہوا اور اصلی مذہب اُنکا یہ تھا کہ وہ بے انتہا اور غیر محسوس خدا کی پرستش
کرتے تھے ۔ ہندوستان مین ورود کے بعد وہ بدھ کو ماننے لگے ۔ بہت ایسے نوشتے موجود ہین کہ ہندو بہت بار اُن غیر
ملک کے باشندون سے لڑے ہین جنکو وہ سانپ اور دیو کہتے تھے کیونکہ وہ پیروان مذہب بدھ مین سے تھے ۔ تک شکون
کے ہندوستان پر غالب آ جانے کی وجہ سے پُرانون مین بیان ہوا ہے کہ اس زمانے سے آئندہ کوئی راجہ ہند مین
پاک نسل کا نہ ملے گا بلکہ شودر و تر شک غالب آئینگے اور یہ سب مین پھیل جائینگے ۔

جب سکندر ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو اُسکو پہ ٹرڈ یا مسہ پہ تاک اقوام ملی تھین سکندر کا حملہ غالباً آٹھ صدی بعد
مہابھارت سے واقع ہوا ہوگا اور یہ بھی بہت قرین قیاس ہے کہ شاہ مقدونیہ کا رفیق ٹیکٹ سیل تاکون کا گروہ
تھا جیسلمیر کے بھاٹی رئیسون کی قدیم تاریخ مین ہے کہ بعد مفروری اُن کے زابلستان سے اُنھون نے لب دریاے
سندھ سے تاکون کو بے دخل کیا اور بجاے اُنکے خود قابض ہوے اُنکے رہنے کا دار الریاست سالباہن پور تھا لکھا ہے
اور چونکہ اس واقعہ کی تاریخ یودھشٹر کا سمبت ۳۰۰۰ لکھا ہے پس اگر سالباہن (شالواہن) جو تک شک تھا اور جس نے
بکرم تنور کو فتح کیا اُس خاندان مین سے ہو جسکو بھاٹیون نے بے دخل کرکے جنوب کی طرف نکال دیا تو کسی طرح بعید
از قیاس نہین ہے ۔ جبکہ سکندر نے ہندوستان پر حملہ کیا تب تک شک نسل کا زبردست راجہ مہانند مگدھ کے راج پر
پاٹلی پُتر مین جسکو اب پٹنہ کہتے ہین حکومت کرتا تھا اور بیان کرتے ہین کہ وہ بیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے اور
ہاتھی وغیرہ ہمراہ لیکر سکندر کا مقابلہ کرنے کو مستعد ہوا تھا مگر سکندر اپنی فوج کی سرکشی کے باعث ستلج پر سے اُلٹا
پھر جانے کو مجبور ہوا ۔ مہانند کے بعد اُسکے آٹھ بیٹون نے بارہ برس تک یعنی سنہ عیسوی سے تین سو پندرہ برس
پہلے تک بالاتفاق سلطنت کی اُن مین سے چندر گپت تھا جو ایک حجام کی جورو کے پیٹ سے تھا اگرچہ وہ بہت
لائق تھا مگر اُسکے دوسرے بھائی اُسکو بہت حقیر جانتے تھے آخر کو وہ اپنے تمام بھائیون کو اپنے رفیق چانکیا
کی اعانت سے قتل کرکے بادشاہ بنا کہتے ہین کہ چندر گپت نے ایک جدید خاندان موری کو بنا کیا مگر یہ بات اس
ماجرے سے کہ وہ مہانند کا بیٹا تھا مطابق کرنی بہت مشکل ہے ۔ بعض مقامون مین لکھا ہے کہ چندر گپت گنگا
کے وادی سے خستہ و خوار سکندر کے پاس پنجاب مین پہنچا مگر سکندر خود کسی وجہ سے اُس سے ناخوش ہوا
اسلیے وہ سکندر کے لشکر سے جان لیکر بھاگا یہ واقعہ سنہ عیسوی سے ۳۲۶ سال پیشتر کا ہے چند سال تک
حد ہند کے انتظام مین ابتری رہی اُس مین چندر گپت نے سرحدون اور لٹیرون کے گروہون کی مدد سے
مگدھ (یا بہار) کے شاہی خاندان نند کو برباد کرکے ایک سلطنت حضرت عیسے سے ۳۱۶ سال پیشتر قائم
کی اُسنے اُنکے پاے تخت پٹنہ پر قبضہ کیا اور اپنی حکومت کل گنگا کی وادی مین قائم کی چندر گپت کو سکندر کا
مخالف سمجھتے ہین ۔ پرانون مین لکھا ہے کہ چندر گپت شیش ناگ کی اولاد مین سے تھا بعض کتب مین مذکور ہے
کہ بہار کے راجہ جو کہ ہندوستان کے اس حصے پر حکومت کرتے تھے جسمین کہ گنگا بہتی ہے اور جنکا راج تک خاندان کے راجونکے

وقت مین سنہ عیسوی سے تین سو پچاس برس پہلے سے لیکر چار سو پچاس برس بعد تک رہا وہ ہندوستان کے راجون
مین بہت عقلمند تھے اور ان مین چندر گپت کے جانشین بہت ممتاز معلوم ہوتے ہین باوجودیکہ بنجارا کی طرف سے متواتر
حملے ہوئے تھے مگر چندر گپت کے جانشینون نے اس بات کا تدارک کیا لیکن پھر بھی اسی زمانے مین بہار کے بادشاہی
خاندان مین نااتفاقی پھیل جانے اور بنجارا کے بادشاہون کے حملون اور خانگی جھگڑون سے انکی طاقت گھٹ گئی
اور اس وقت اُن کے ملکی اور مذہبی انتظام کے تباہ کرنے کے واسطے خوب قابو ملا معلوم ہوتا ہی کہ بُدھ کے مذہب
کو مانتے تھے جب تک انکو اختیار رہا تب تک برہمن جو کہ قنوج مین اختیار رکھتے تھے ہندوستان مین اپنا دخل نکر سکے
چندر گپت کو سکندر کا مخالف سمجھتے ہین اُسوقت مین سنہ عیسوی سے دو سو برس پہلے برہمنون نے آتشی نسل کو
سر سبز کیا تاکہ وہ کافرون یعنی بدھ مذہب والون سے جو تک شک قوم سے تھے لڑین ایک روایت یہ ہی کہ سونگ پسپر
شیش ناگ اولاد مین تک شک کی تھا برہمنون نے اُسے اپنا مذہب سکھایا اور پھر رین جی راجہ مگدھ پر اُسکو چڑھا لیگئے
اسلیے کہ وہ سب بدھ مذہب رکھتے تھی سونگ نے رین جی کو مارا خود راجہ ہوا اس سونگ کی اولاد مین مہانند تھا پالی
پُتر عرف پٹنہ مین اس نے راج کیا چندر گپت اسکا بیٹا تھا۔ سب سے اول ہم کو جس راجہ کا زمانہ قرار دینا چاہیے وہ
نندا ہے جسکو مہانند بھی کہتے ہین اگرچہ نندا اور چندر گپت کے درمیان آٹھ راجہ گذرے مگر یہ معلوم نہین کہ وہ سب
نندا کے بیٹے پوتے تھے یا اور عزیز و اقارب تھے ایک بیان سے وہ سب آپس مین چھوٹے بڑے بھائی معلوم ہوتے ہین مگر
چار پُرانون نے ان نو راجاؤن کی سلطنت جن مین نندا بھی شامل ہی سو برس کا زمانہ قرار پاتا ہی اسلیئے ہم خیال کر سکتے
ہین کہ نندا چار سو برس قبل مسیح علیہ السلام کے تخت نشین ہوا۔ آبو مہاتم مین تک شکون کو اولاد مہاچل لکھا ہے
اور اس یقین ہوتا ہی کہ وہ ستھیا نسل سے تھے۔ تاک کی قدیم تاریخ مین تو اسیقدر کافی ہی۔

زمانہ آخر کا مختصر حال لکھا جاتا ہے جب چتوڑ پر مسلمانون کا حملہ ہوا اکثر ہنود مین سے جنھون نے چتوڑ کی اعانت
کرنا اپنا ذمہ سمجھا اسیرگڑھ کا تاک تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ اسیرگڑھ پر یہ خاندان اس واقعہ کے بعد کم سے کم دو صدی
تک قابض رہا کہ اُس کا رئیس پرتھی راج کی سواری مین بھی تجمل سے شامل ہوا ہے چندراے کے کبتون مین اسیرگڑھ
کے تاک کو نشان بردار لکھا ہی۔ یہ قدیم نسل جن سے جے کی مخالف اور سکندر کی رفیق بڑی حشمت اور تجمل سے ختم ہوئی
تنبیہ چتوڑ گڑھ کی جس لڑائی مین اسیرگڑھ کا تاک شریک ہوا وہ وہ لڑائی معلوم ہوتی ہے جو کہ تاڈ اور اُسکی اتباع سے
دوسرے مسلمانون کے مخالف مورخون نے مامون عباسی خلیفہ بغداد کی چڑھائی کے وقت لکھی ہے لیکن یہ بالکل
فرضی اور بے اصل بات ہی اور شہاب الدین غوری فاتح پرتھی راج کے وقت تک چتوڑ پر مسلمانون کا کوئی حملہ نہ ہوا
تھا بلکہ شہاب الدین کے بہت بعد سب سے پہلی مسلمانون کی یورش آخر تیرھوین صدی عیسوی مین چتوڑ پر ہوئی۔

تک شک کا نام زمانہ حال مین انھین اضلاع مین محدود ہی جہان کہ پتھرون پر حروف زمانہ قدیم کے کھدے
ہوئے ہین۔ زمانہ حال مین تاکون کے مفقود الخبر ہو جانے کا بدل شاہان گجرات کی شہرت سے بخوبی ہو گیا
ہے کہ انکے چودہ خاندان شاہی بلقب مظفر متواتر ہوئے۔ جسکی تفصیل یہ ہی کہ محمد شاہ تغلق کے عہد مین اس کے

بھتیجے فیروز جنگ نے سہارن تاک کی بہن کے ساتھ شادی کر کے مذہب اسلام اختیار کرنے پر اُس کو وجیہ الملک خطاب دیا اُسکا بیٹا ظفر خان جو گجرات کا صوبہ دار کیا گیا تھا دلّی کی سلطنت ضعیف ہونے پر خود مختار ہو کر مظفر خان خطاب سے گجرات کا بادشاہ بن گیا اُس کے پوتے احمد شاہ اول نے قدیم دار الریاست انہل واڑہ کے عوض اپنے نام پر شہر احمد آباد تعمیر کرایا۔ راجپوتانہ مین ناگور اُنکے ماتحت تھا اور میواڑ کے ساتھ اکثر انکی لڑائیاں رہی ہین انہین سے بہادر شاہ گجراتی نے اودے سنگھ کے بڑے بھائی رانا بکرمادت کے وقت مین ایک بار قلعہ چتوڑ فتح کر لیا تھا جو ہمایون کے دباؤ سے واپس میواڑ والونکے قبضے مین آیا۔ گجرات کی بادشاہی شہنشاہ اکبر کے عہد مین برباد ہو کر خالصۂ دہلی مین شامل ہو گئی جسکے ماتحت سرداروں مین سے نواب پالن پور باقی رہ گئے ہین اور اب اس خاندان کا کہین پتہ نہین لگتا تاک کے تبدیل مذہب سے اُن کا نام راجستان سے جاتا رہا اور باوصف تلاش کے اُن کا کہین پتہ نہین لگتا

سِتھین

سنہ عیسوی سے ایک صدی قبل شمال کی طرف سے نئے حملہ آور ہند مین آنے شروع ہوئے یہ لوگ وسط ایشیا سے آئے اور چونکہ اُن کا کوئی خاص نام نہین لہذا انکو ستھین کہتے ہین۔ ستھین ایشیا کی ایک خانہ بدوش قوم تھی جس سے قدیم زمانے کے لوگ واقف تھے اس نام کے دو مطلب تھے (۱) اصلی ستھین یا سکولاٹ (۲) تمام خانہ بدوش اقوام (ساسی۔ سارمٹین۔ میساگیٹی۔ سکولاٹ جو اُن میدانون مین بود و باش رکھتے تھے جو جنگل ملک ہنگری کہلاتے ہین اور وہان سے کوہستان ترکستان تک۔

بعض زمانۂ حال کے مورخ اصلی ستھین کو تسلیم کرتے ہین کہ وہ منگولین یا مغل نسل سے تھے لیکن ان لوگونکے آرین ہونے کی شہادت روز بروز مضبوط ہو رہی ہے وہ اُن وسیع بے درخت میدانون مین آباد تھے جو دریائے ڈینوب کے شمال مشرق اور دریائے والگا کے مشرق مین پھیلے ہوئے ہین یہ خانہ بدوش تھے جو گھوڑون مویشیون اور بھیڑون کے گلّے پالا کرتے تھے خیمون سے ڈھکے ہوئے چھکڑون مین رہتے تھے اور سوار ہو کر تیر و کمان سے لڑا کرتے تھے اپنے مقتول دشمنون کی کھوپریون سے پانی پینے کے پیالے بناتے تھے بہت غلیظ عادت کے لوگ تھے جو کبھی نہاتے نہ تھے اور یونانی آریاؤنکی طرح بغیر بیت بنا کے اپنے دیوتاؤن کی پرستش کیا کرتے تھے یونانی نو آبادیو جو بحیرۂ یوکزین کے شمال مین آباد ہوئین اُنھون نے شعائر تہذیب حاصل کئے اور اُن کے بادشاہون مین سے ایک اناکارسس نامی ایتھنز مین حکیم سولن سے فیض حاصل کرنے کے لیے گیا تھا۔ قبل مسیح ساتوین صدی مین ان ستھین لوگون نے جو میدانون مین خانہ بدوش زندگی بسر کرتے تھے اہل میڈیا پر حملہ کیا اور دس سال تک وہان قابض رہنے کے بعد صرف سایازارس نے ایک دعوت مین اُنکے تمام سردارونکو شراب سے بدمست کر کے اُنھین قتل کر دیا اسی زمانے کے قریب یعنی ۶۲۶ قبل مسیح مین بعض بھیسلے بالون والے لوگون نے شمال کی طرف سے آکر فلسطین اور مصر پر حملہ کیا انھین لوگونکو ستھین مانا گیا ہے اور اغلباً یہی لوگ تھے جو سوار اور تیر و کمان والے تھے کہ جنکی نسبت یرمیاہ نبی (باب چہارم و ششم مین) ذکر کرتا ہے۔

سنہ ۵۱۵ قبل مسیح مین دارا نے ہلسپانٹ کو عبور کیا اور دریائے ڈینوب کے رستے سے سیتھین (سکولاٹ) لوگون کے ملک مین داخل ہوا مگر بالکل نامعین ملک کے مشکلات اور خطرات نے اُسے مجبور کیا کہ سخت نقصان اٹھا کر واپس چلا آئے۔ کچھ مدت کے بعد چوتھی صدی قبل مسیح مین سیتھین یعنی یورپ کے سکولاٹ مفتوح ہو کر سارمیٹین لوگون کے ہاتھون سے بالکل برباد کر دئے گئے۔ لیکن ایشیا کے سیتھین سنہ ۱۲۰ قبل مسیح مین پرشیا یعنی ایران پر مستولی ہوئے اور کئی ایرانی افواج کو شکست دیکر ایرانی بادشاہون سے خراج وصول کیا انھون نے سلطنت ایران کے مشرق مین سکاسین سلطنت قائم کی۔ پس ایشیا کا یہ حصہ قدیم سے بطور انڈو سیتھیا کے نام سے مشہور ہے جب بکٹریا یعنی باختر و ترکستان کے یونانی خاندان کا زوال ہوا تو اس موقع پر سیتھین نے تاتار اور بخارا کی جانب سے خروج کر کے اُس ملک کو دبا لیا اور پہلی صدی قبل مسیح اور پہلی صدی بعد مسیح کے زمانے مین سیتھین لوگون کی دل بادل فوجون نے یونانی شاہی خاندانون کی اس ملک سے بیخ کنی کر دی یونانیون مین افغانستان بکٹریا کے متعلق مشہور تھا سنہ ایک سو چھبیس و چھبیس قبل مسیح مین اُنھون نے شمالی ہندوستان کو تاخت و تاراج کیا اور مختلف حالتون مین پانچ صدیون تک جنوب مغربی علاقے مین جمے رہے۔ بعض کا قول ہی کہ بدھ بھی ستھین تھا ستھین کا نہایت مشہور بادشاہ کنشک تھا جس نے سنہ ۴۰ مین بودھون کا چوتھا جلسہ منعقد کیا تھا اگرچہ اُسکا پایۂ تخت کشمیر تھا مگر اُسکی قلمرو جنوب مین آگرے اور سندھ سے لیکر ہمالیہ کے شمال کو یار قند اور کوہ قند تک تھی بعض کہتے ہین کہ کنشک بنسی رجواڑے جس گھرانے کا نامور تاجدار کنشک راجہ تھا تورانی قوم سے تھے پرش پور یعنی پشاور اُنکی راجدھانی تھی اور شمالی ہند مین اُنکی عملداری بہار تک تھی یہ لوگ بودھ مذہبی تھے اور انھون نے ہندوستان سے باہر اپنا مذہب بہت پھیلایا ملک بنگالہ مین شاہ اشوک کے جانشینون کے عہد حکومت مین ستھین کے شمالی بادشاہون اور بودھون کی سلطنت مین ربط و ضبط شروع ہوا اور انجام کار ستھیا والون نے بدھ کے مذہب کو تھوڑے سے تغیر و تبدل کے ساتھ اختیار کیا ستھین اس کثرت سے ہند مین آئے تھے کہ آج کے دن تک سرحدی صوبونکی آبادی مین اس نسل کے لوگ کثرت سے پائے جاتے ہین مثلاً دو ستھین فرقے جنکو گیتی اور دھائی کہتے ہین وسط ایشیا مین ایک دوسرے کے قریب آباد تھے اور غالباً ساتھ ہی ساتھ ہند کو آئے ہونگے بعض فاضلون کی رائے ہی کہ جاٹ کی قوم جو پنجاب کی آبادی کے قریب نصف کے ہے قدیم قوم گیتی کی اولاد سے ہے اور اسیطرح ہی کی بڑی قوم دھائی کی نسل سے ہے۔ چندر گپت دوم نے جسے بکرم اول بھی کہتے ہین ستھین کو مغلوب کر کے سکاری یعنی قاتل سکا لقب اختیار کیا۔

سو برس کے بعد ایک اور شجاع راجہ شالیاہن تمام ہند مین ستھین کی مخالفت پر آمادہ ہوا ستھین کو آرین اور غیر آرین کے مابین تصور کرنا چاہئیے۔

حیات افغانی مین لکھا ہی کہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اس قوم بک ٹیرین اور ہندوون سے جلد خلط ملط ہو گئے اور شاہان اسلام کے حملون کے وقت جنھون نے اسلام قبول نہ کیا وہ اکثر مارے گئے اور باقی جلاوطن ہو کر

قلب پہاڑون مین جاکر آباد ہوگئے قوم گکھر بھی قوم تاتاری کی نسل معلوم ہوتی ہے۔

راجپوت قوم کا ستھین سے تعلق

محقق مورخ اس بات کو پایہ ثبوت کو پہنچانا چاہتے ہین کہ بعض راجپوت کے فرقے ستھین کی نسل سے ہین یا یہ کہ ستھیون کا ایک گروہ راجپوتون کے فرقے مین داخل ہوگیا ہے بلکہ کرنل ٹاڈ کو تو اصرار ہے کہ ضرور راجپوت اقوام ستھیا سے ہین۔ اقوام راجپوت مین اب بھی بعض بعض وہی عادات و توہمات پائے جاتے ہین جو قوم ستھیا مین ہین۔ اقوام قدیم یورپ و اقوام راجپوت ستھیا کی نسل مین سے ایک ہی کی اولاد مین ہین۔

الفنسٹن صاحب کہتے ہین کہ اگر یہ خیال کیا گیا ہو کہ تمام ہندو اور ستھیا والے ایک ہی نسل سے پیدا ہوئے اور پیچھے اپنے اپنے مخصوصات کے سبب جدا جدا قومین ہوگئین تو اس معاملے پر گفتگو کرنے کی حاجت نہ ہوگی لیکن اگر یہ کہا جائے کہ ایسے زمانے مین جسکی تاریخ موجود ہے ان دونون قومون مین اجتماع واقع ہوا تو اس بات پر انکو شبہ ہی کہ غیر ملک کے لوگون کا زنار دار قومون مین مخلوط ہو جانا ایسی بات ہے جسکا منو نے کبھی خیال تک نہین کیا یہ امر اُس زمانے مین جسکا بیان منو کی تحریرون مین ہے واقع نہ ہوا ہوگا اور اس اجتماع اور خلط کا کوئی نشان سکندر کے زمانے مین باقی نہ تھا کیونکہ سکندر اور اُسکے ہمراہیون نے باوجودیکہ ہندوستان کو ملک ستھیا مین دو برس رہنے کے بعد بلا اُس سے پیچھے دیکھا مگر اُن دونون قومون کے کسی گروہ مین کوئی مشابہت نہ پائی پس اجتماع مذکور قبل مسیح علیہ السلام سو یا دو سو برس بلکہ اُس سے بھی پیچھے واقع ہوا۔ کرنل ٹاڈ نے بعض مقامون مین ایسا ہی خیال کیا ہے مگر بعض مقامون مین یہ بھی بیان کرتا ہے کہ مسیح علیہ السلام سے قبل چھٹی صدی مین ستھیا کے لوگ ہندوستان مین نقل مکان کرکے آئے اور اس سے بھی پہلے زمانے کے نقل مکان بیان کئے ہین۔ یہ بات مغلون کی یورش سے پہلے جو انھون نے چنگیز خان کے زیر حکم کی تھی ستھیا کے لوگون نے ہندوستان پر یورش کی اس قدر غالب ہے کہ ذرا سے ثبوت سے اُسکا ہمکو یقین ہو سکتا ہے اور جو دلیلین اس بات کی پیش کی گئی ہین کہ بعد فتح کرنے بکٹیریا کے ستھیا کے لوگون نے ہندوستان کے ایک حصے کو فتح کیا ہمکو اطمینان ہو سکتا ہے۔ مگر یہ خیال کرنا کہ نہایت فخر و نخوت رکھنے والی ہندو قومون مین غیر ملک کے لوگون کا ایسے زمانے مین داخل اور مخلوط ہو جانا جبکہ منو کے مجموعے مین ہندوونکی قومون کے آپسمین نہایت کامل امتیاز قائم ہو چکا تھا اسقدر دشوار ہے کہ اس امر کے قائم کرنے کے واسطے نہایت صریح اور صاف دلیلین درکار ہین۔ اب دیکھنا چاہئے کہ وہ دلیلین کیا ہین۔

اول۔ یہ کہ چار راجپوت قومون مین ایک کہانی انکی نسل کی مشہور ہے جس سے بشرطیکہ ہندوونکی تمام کہانیان بامعنی سمجھی جائین یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ قومین مغرب سے آئین اور انکو اپنی اصلیت کا حال کچھ معلوم نہین۔

دوسرے۔ یہ کہ بعض راجپوت بلاشبہ ہندوستان کے مغرب سے آئے ہین۔

تیسرے۔ یہ کہ راجپوتون کا مذہب اور چال چلن ستھیا والونکے مذہب و اطوار سے مشابہ ہے۔

چوتھے۔ یہ کہ بعض راجپوت قومونکے نام ستھیا والونکی قومون کے سے نام ہین۔

پانچوین - یہ کہ قدیم سندو نکی روسے اٹک کے نیچے کے حصے کے آس پاس دوسری صدی مین ایسے لوگ موجود تھے جو ستھیا والون اور ہندوونکی آمیزش سے پیدا ہوے تھے -
چھٹے - یہ کہ اوپر کے حصۂ ہندوستان مین سفید یعنی گورے ہنز لوگ کاسمس انڈسی کو پلیو سٹینز کے زمانے مین موجود تھے -

ان دلائل مین سے پہلی دلیل ایسی کچھ قطعی نہین ہے جسکو بلا حجت تسلیم کرلیا جاے - یہ بات ظاہر ہے کہ ہندوستان کی قومین اور ملکونکی قومون کی طرح ناواقف ہو سکتی ہین یا اگر انکو معلوم بھی ہو تو اسکو ایک کہانی سے ترقی دینے کے درپے ہوتی ہین - اس کہانی کے ذریعہ سے سواے آبو پہاڑ کے جو راجپوتانے مین ہے ستھیا کے قرب وجوار تک بھی سراغ نہین چلتا اور کرنل ٹاڈ نے جن ہندوستانی قومونکو اہل ستھیا بتایا ہے انمین سے شاید کوئی ایک دو ملکہ وہ بھی نہین ان چار راجپوت قومون مین سے ہین جنکا ستھیا والونکا سا نام ہے -
دوسرے صرف یادوکی ایک بڑی قوم دریاے اٹک کے آس پاس سے آئی جنمین سے کرشن جی ہوئے ہین اور یہ خالص ہندو قوم ہے - ہندوستان مین کرشن کی وفات کے بعد اس قوم سے دریاے اٹک کے مغرب کیطرف جانے کی کہانی مشہور ہے - یادو کی قوم کا ایک حصہ جسکا نام شاما ہے ستھیا والونکی یورش کرنے کے سبب سے اپنے نئے مقبوضہ ملک مغرب سے خارج ہو کر اپنے قدیمی ملک کو اپنے بھائیون مین شریک ہونے کے واسطے جن سے مذہب اور اطوار مین کبھی غیریت نہ تھی ساتوین آٹھوین صدی مسیحی مین واپس چلا آیا - دریاے اٹک کے پار جانے سے پہلے وہ ہندو ہی تھے اور جو قومین مغرب مین اب بھی رہتی ہین گو آج کل وہ مسلمان ہین ان مین سے بہت سی قومونکو ہندو نسل مین سے تسلیم کیا جاتا ہے - سکندر نے دریاے اٹک کے مغرب مین ہندوستان کی دو قومون کو پایا ایک کو پیرا پانیسمس مین اور دوسری کو سمندر کے قریب اگرچہ یہ دو نون قلیل گروہ اور آپسمین بے تعلق تھے مگر سمندر کے قریب کا گروہ راجپوتون کے ہندوستان مین نقل مکان کرکے آنے کیواسطے بغیر اس بات کے کہ ہمکو اہل ستھیا کی طرف بھی خیال دوڑانے کی ضرورت پیش آئے کافی ووافی ہے -
تیسرے اگر راجپوتون کی کسی قوم کا مذہب اور چلن ستھیا والون کے مذہب اور اطوار سے کچھ مشابہت بھی رکھتا ہو تو بھی سمجھنا چاہیئے کہ ہندوونکے مذہب اور رویے سے اسقدر زیادہ مشابہت اور یک رنگی ہے کہ اسکے مقابلے مین اہل ستھیا کی مشابہت بالکل کالعدم ٹھہرے گی اور راجپوتونکی زبان بھی ہندی ہے ستھیا کی زبان کا ایک لفظ بھی اسمین نہین پایا جاتا جسقدر کہ اب تک تحقیق ہوا ہے انکے مذہب کے کسی ایسے حصے کا حال نہین سنا جاتا جسکی اصلیت ہندوونکے خاص مذہب مین سے نہو فی الحقیقۃ جن باتون مین بعض راجپوتونکو ستھیا والون سے مشابہ کیا جاتا ہے وہ باتین تمام راجپوتون مین عام ہین بلکہ اکثر ان مین سے تمام ہندوونمین پائی جاتی ہین برخلاف اسکے جن باتونکو ستھیا والونکے اطوار کے نمونے کی طرح انتخاب کیا گیا ہے انمین سے اکثر تمام جاہل اور اکھڑ قومونمین ہوتی ہین ظاہر ا انمین سے بہت سے طور طریقے سکینڈوی ناویا یعنی ولایت

گو ان قومونکی نسل مشرقی ستھیا والونکی نسل کے ساتھ مشترک فرض کرین مگر اُنکے اطوار کی مشابہت ہونی باقی ہو اگر مشابہت کی دقیق باتون کی تحقیق کرنے کے بجاے ہم ستھیا والون اور ہندوونکی عام خصلت کی مطابقت کرین تو ظاہر ہے کہ کوئی دو چیزین ایسی خیال مین نہین آسکتین جو کچھ کم مشابہت رکھتی ہون۔

ستھیا والا پست قد۔ گٹھا ہوا جسم۔ ہاتھ پانون موٹے۔ تازہ اور قوی۔ کشادہ چہرہ۔ رخسارون کی ہڈیان اُبھری ہوئین۔ آنکھین تنگ اور لمبی جھکے کو سے نکلے ہوتے ہین۔ گھر اسکا خیمہ یا ڈیرہ وغیرہ اور پیشہ چرواہاپن۔ خوراک گوشت اور پنیر اور دودھ دہی وغیرہ۔ پوشاک جیوانونکی کھال اور اُون ہر شخص اُن مین کا چست و چالاک اور محنتی اور صحرانوردی و بے چین اور راجپوت کشیدہ قامت خوبصورت جاذبند ڈھیلا جب تک کسی وجہ سے برافروختہ نہو پژمردہ خاطر اور کاہل مسکن اسکا مکان اور لباس باریک اور ڈھیلا بھڑک دار خوراک اُسکی غلہ اور زمین کے قبضے پر جان دینے کو موجود۔ بجز اشد ضرورت کے ایک ہی مقام پر قیام رکھنے کا پابند اگرچہ اکثر جنگل مین یا جنگل کے قریب رہتا ہو مگر مویشیونکے ریوڑونکی خبرگیری جو کمتر فرقون سے مخصوص ہی کبھی نہین کرتا۔

چوتھے نام کی مشابہت جب تک کثرت سے اور اور حالات سے اُسکی تائید نہو نہایت کمتر درجے کی ضعیف دلیل ہے سو اس موقع پر ایسی دلیل بھی اس قدر کم ہو کہ بمنزلہ نہونے کے ہے۔ علاوہ ہیٹ کے بہت بڑی مشابہت ایک گمنام قوم کے نام سے جو راجپوتون مین ہن کہلاتی ہے اُس بے ٹھکانے بڑے گروہ کے ساتھ جسکو رومی ہنز کہتے ہین یا ترکونکی اُس بڑی قوم کے نام کے ساتھ جسکو ایک زمانے مین چینی ہینی یون۔ یا ہاتنگ نو کہا کرتے تھے پائی جاتی ہے اگرچہ ہن قوم اب معدوم سی ہے لیکن قدیم زمانے مین وہ کسیقدر فخر و امتیاز رکھتی تھی اُسکا ذکر بعض قدیم کتبون مین پایا جاتا ہی لیکن کوئی اور بات ایسی نہین ملتی جسکے سبب سے اُس کو قوم ہنز یا ہاتنگ نو سے مشابہ سمجھا جاے۔

ہندوون مین سے راجپوتونکے اصل ہونے کے خلاف یہ کہا جا سکتا ہو کہ راجپوتونکی چندہی قومونکے نام ایسے ہین جن کے سنسکرت مین کچھ معنے ہو سکتے ہین کیا اُن نامونکے معنی تاتار کی کسی زبان مین ہوسکتے ہین اور کیا تمام ہندو قومون کے معنے سنسکرت مین ہو سکتے ہین۔

پانچوین ہم بلا تامل یہ تسلیم کر سکتے ہین کہ دوسری صدی مین دریاے اٹک کے قریب ستھیا والے بستے تھے مگر یہ ظاہر نہین ہوتا کہ اس موقع پر رہنے سے وہ راجپوت کیونکر بن گئے۔ ہندوستان مین ایرانی۔ اور افغان اور انگریز مدتون رہے مگر اُن مین سے کسی کو ہندو قومونکی فہرست مین کبھی جگہ نہین ملی۔

چھٹے کا سماس جو صرف ایک جہازران تھا ہندوستان کے اوپر کے حصون کا صحیح صحیح حال غالباً نہ جانتا ہوگا اور سفید ہنز بقول ڈی گگنیز صاحب کے ترک تھے جن کا دار السلطنت آرگینج یا خیوا تھا اسلیے یہ ممکن معلوم ہوتا ہی کہ جہازران نے ناواقفیت کے سبب سے جیٹ اور ہنز کو گڈمڈ کردیا لیکن اگر اُسکا بیان تسلیم کر لیا جاے تو اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ہندوستان کے اوپر کے حصے مین لوگ ہنز کے نام سے آگاہ تھے اور اس سے ثابت ہوتا ہی کہ جن لوگون کو ہنز کہتے تھے وہ چھٹی صدی تک راجپوت نہین بنگئے تھے۔

ان تمام دلائل سے یہ نتیجہ نکلتا ہو کہ راجپوت سب کے سب خالص ہندو ہین۔
جواب ان تمام باتون کا مختصر سا جواب یہ ہو کہ مرور ایام کے بعد سیتھین راجپوتون مین مل کر راجپوت بنکر ایسے ہندوون مین جذب ہوئے کہ انکو اپنی اصل کے ساتھ بالکل مشابہت نہین رہی۔ وہ زمانہ ہی ایسا تھا اور پچھلے نیوالونکے واسطے وہ موقع باقی نہین رہا اوننھون نے اس بات کی کوشش کی کہ اہل ایران و افغان اور انگریز ہندوون سے مجانبت رکھنے مین نہایت مضبوطی سے قائم رہے نہ انکا مذہب اختیار کیا نہ انکی طرز معاشرت کو قبول کیا۔ پھر یہ ہندو قومونکی فہرست مین کیسے داخل ہوسکتے بلکہ یہ تو ہندؤنکو انکی قومیت مین سے نکالکر اپنی فہرست مین شامل کرنے کے کوشان رہے۔

جاٹ

حملہ آوران ہندوستان کی مختلف اقوام مین وہ قوم بھی شریک ہو جسکو چینی یوکی اور تاتاری جیٹ بکسر اول اور بعضے انگریز مورخ جیٹی کہتے ہین اور پنجاب مین جٹ بفتح اول اور دریاے گنگا و جمنا پر جاٹ کہلاتے ہین۔ وہ ایک بڑی قوم تاتار کے سرکرین تیمورلنگ کے زمانے تک موجود تھی۔ دوسری صدی قبل مسیح مین اس قوم کو ماننگ نو قوم نے جس سے ہمیشہ اسکو عداوت رہتی تھی اسکے اصلی ملک سے نکالکر چین کی سرحد تک بھگا دیا اور قریب ایک سو چھبیس برس قبل مسیح مین اس شکست یافتہ قوم نے خراسان واقع ایران کو فتح کرلیا۔ سنہ عیسوی کے آغاز مین یوکی فتح کرتے کرتے ایران سے دریاے اٹک کے پاس کے ملک تک آئے جیٹ اعظم کی سلطنت کی عظمت اور نام جسکا دارالحکومت جگزارٹیز (دریاے معروف) تھا زمانہ سیرس سے چوتھی صدی عیسوی تک جب وہ بت پرستون سے مسلمان ہوئے بحال رہی ہو۔ ہرڈوٹس کہتا ہو کہ جیٹ لوگ واحد پرست تھے اور روح کے غیر فانی ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے اور چینی مصنفون کے ذریعہ سے ڈگائنس نے لکھا ہے کہ انھون نے بدھ کا مذہب اختیار کرلیا تھا جیٹ قوم کی روایتون سے ان کا مسکن مغرب دریاے سندھ پایا جاتا ہے اور یادومین سے انکا نکاس دریافت ہوتا ہے اس سے واقعات یادو کی کوہ زابلستان سے آئے تھے تائید ہوتی ہے اور اس قوم کے کرشن سے پیدا ہونے کا گمان رفع ہوتا ہے۔
بعض کتابون مین لکھا ہے کہ قوم ایسی و جیٹی وغیرہ ساکن یورپ مرکری کو جو چندربنسی نسل کا مورث اعلیٰ ہے بانی اپنی نسل کا سمجھا کرتی تھین بعینہ اسی طرح جیسا کہ اقوام ایسی و تنگ ٹنک و جیٹی ساکن مشرق کیا کرتی ہین۔ قوم یوچی کہ بمقام بکٹیریا و کنارہاے جیحون مسکون تھی آخرش بنام جیٹی مشہور ہوئی انکی سلطنت مدت دراز تک اسی خطہ ایشیا مین رہی اور یہی ہندوستان تک پھیل گئی۔ چینی مورخ لکھتے ہین کہ یوکی لوگ جو ملکت چین اور تین شان (آسمان سے باتین کرنے والے پہاڑون) کی بہت سی زمین پر حکومت کرتے تھے انھین ہن لوگون نے کثیر التعداد خونریزی اور بڑی بڑی معرکہ آرائیون کے بعد وہان سے نکال دیا جاٹ لوگ اسطرح ہوا نسے شکست کھا کے جلاوطن ہوے یونانی انکو بنام انڈوسیتھس جانتے تھے انکی وضع اور طور و طریق مثل

طور و اطوار ترک کے ہین اور ترک وہ لوگ ہین جو منگولیا کے مغرب سے بحیرۂ خرز یعنی دریاے آموں یا جیحون ؛
اور کوہ یورال تک آباد تھے جنھون نے خوارزم ۔ ماوراالنہر ۔ روم ۔ مصر وغیرہ پر حکومت کی چنانچہ سلجوقی ۔ اتابک
خوارزم شاہی بادشاہ اور انکی تمام شاخین اور ہندوستان کے وہ تمام مسلمان خاندان جو محمد غوری سے ابراہیم
لودھی تک ہندوستان پر حکمران رہے اور اب ترکوں کی حکومت قسطنطنیہ مین ہے اور انکی زبان خاص ہے۔
قوم جیٹی مین سے فرقۂ ایسی رسم پرستش و قربانی اسپ کو کہ علامت اُنکے سورج دیوتا کی ہے اپنے ہمراہ سیکنڈی نیویا
مین لیگئی ۔ سیتھیا کی قوم جیٹی اپنے گھوڑونکو چتا پر جلاتی تھی ۔ اور سکنڈی نیویا کی قوم جیٹی اپنے گھوڑے اور اپنے
ہتھیارونکو مردہ نعش کے ساتھ دفن کرتی تھی اسوجہ سے کہ پیادہ یا بدہ تک نہین پہونچ سکتے ہین ۔ اُنکے اول ترتیب
وسط ایشیا سے دریاے سندھ کے اسی طرف آنیکا کوئی حال تحریری نہین ملتا ہے ۔ غالب ہے کہ سائرس (سیرس) یا
اُسکے بزرگون کی لڑائی ہوئی تب تکشک کے ہمزمانہ ہوئے ہین ۔ جاٹ بھی مثل تک تشک کے دعوے کرتے ہین
کہ خاندانی نام اقوام سیتھیا کا کہ ہند پر حملہ آور ہوئین ہمیشہ چلا آیا ہے اور بعض فاضلون کی راے ہے کہ جاٹ قوم سیتھین کی
شاخ گیتی کی اولاد ہے اور بعض محققین جاٹون کو چندر بنسی نسل سے مانتے ہین چنانچہ جب یادو (چندر بنسی)
ساتباہن پور سے نکالے گئے اور دشت ہند کے جو ہیہ اور دماہیہ راجپوتون مین پناہ لینے کے واسطے دریاے
ستلج کے پار گئے اور وہان دیراول کو اپنا دارالحکومت بنایا اکثر نے مجبور ہوکر مذہب اسلام اختیار کیا اور اپنا نام
جاٹ رکھا اور اسکی وقائع جادو مین کم سے کم بیس شاخین لکھی ہین تاریخ راجگان پنجاب سے مستفاد ہوتا ہے کہ تقریباً
جاٹون کی تمام اقوام راجپوتون کی نسل سے ہین اور اپنا سلسلہ خاندان جیسل سے ملاتے ہین جو ایک بھاٹی قوم کا راجپوت
اور ریاست جیسلمیر کا بانی تھا اور ۱۱۶۸ء مین ایک بغاوت کی وجہ سے اپنی مملکت چھوڑکر شمال کی جانب
پرتھی راج کی قلمرو مین جو اُسوقت اجمیر و دہلی کا فرمان روا اور ہندوستان کا سب سے زیادہ طاقتور راجہ تھا
چلا گیا اسکے چوتھے بیٹے ہیم ہیل کے بیٹے جوندھر کے اکیس بیٹون سے ۲۱ گوت قائم ہوئے جن مین سے
ایک بیٹے بیٹے راؤ کے پسر منگل راؤ کا بیٹا آندر تھا جسکو آنند راؤ بھی کہتے ہین اسکے وقت تک راجپوت خاندان
جیسلمیر سے برادرانہ برتاو قائم رہا کیونکہ اس کا خاندان اُسوقت تک خالص راجپوت تھا مگر آنند راؤ کے بیٹے کھیوا یا
کھوت نے ہم قوم عورت سے اولاد نہ ہونے پر اولاد کی امید مین اور مولف تاریخ پٹیالہ کی تحریر کے موافق تعشق کی
وجہ سے کیتلی کے ایک سابیر نامی جاٹ زمیندار کی لڑکی سے شادی کرلی تو رسم ملک کے موافق اوسکی اولاد قوم
راجپوت سے قوم جاٹ مین منتقل ہوگئی اور شادی بیاہ کا تعلق راجپوتون سے نرہا رفتہ رفتہ وفور اولاد کے
باعث اُن کی شاخین بہت سے نامون سے مشہور ہوگئین لیکن اس سے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ کوئی جیٹ
قوم تاتارسے ہند مین نہین آئی بلکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان نو مسلمون نے اپنے کو جاٹ مشہور کرکے قوم جیٹ
تاتاری کے مسلمانون مین شامل ہوگئے اسیطرح جیسل کے اخلاف مین سے کھیوا کی اولاد ہندو جاٹ بن گئی ایک
کتبہ محررۂ پانچوین صدی سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی بادشاہ کو دونون لقب جیٹ و تک تشک سے ملقب

گیا ہے اور اسکو آفتاب پرست کو صفت قدیم اہل ستھیا کی ہے بیان کیا ہے اس مین یہ بھی درج ہے کہ اس شاہ جیٹ کی والدہ جادو کی نسل سے ہے جس سے ثابت ہوتا ہی کہ وہ ۳۶ اقوام راجپوتان کی نسل مین سے ہین اور نیز جادو کی نسل سے جو چندربنسی ہین - جس رئیس کا کتبہ مین ذکر ہے اس کا دارالحکومت اس ملک مین سلندرہ پور لکھا ہی اور بلاشبہ یہ سالباہن پور ہے جہان تاک کے نکلنے پر یادو بھائیون نے بود و باش کی تھی پنجاب مین وہ پانچوین یا چھٹی صدی عیسوی مین قائم ہوی تھے بلکہ وہ سنہ ۱۰۰۰ء مین صاحب اقتدار ہوگئے تھے اس کتبے سے پانسو برس کے بعد تک دریاے سندھ کے مشرقی کنارے پر اور پنجاب مین جاٹون کے زبردست گروہ ہونے کا محمود فاتح ہندوستان کے واقعات سے بخوبی ثبوت ملتا ہی کہ انھون نے بڑے زور شور سے اسکا راستہ روکا تھا۔

سنہ ۴۱۶ ہجری مطابق سنہ ۱۰۲۶ء مین محمود نے بڑی فوج سے جاٹون پر حملہ کیا کیونکہ انھون نے گجرات کی اخیر مہم سے واپس آنے پر اسکو بہت تنگ کیا تھا وہ ملتان پر اس ندی کے برابر جو کوہ جود کے قریب بہتی ہے جاٹ لوگ رہتے تھے جب ملتان مین پہونچکر دریافت کیا کہ جس ملک مین جاٹ رہتے ہین وہ ندیون سے محفوظ ہی اسنے پندرہ سو کشتیان تیار کرائین اور اس غرض سے کہ دشمن جو بحری جنگ مین مشاق ہین کشتیون پر چڑھ نہ جائین ہر کشتی مین چھ چار لگوائے اور ہر کشتی مین بارہ محرا بین رکھکر بعض مین آتشی گولے رکھے کہ جاٹون کی بحری فوج کو اذیت پہونچائین بادشاہ نے انکی بیخ کنی کا قطعی ارادہ کرکے ملتان مین اس نتیجے کا انتظار کیا جاٹون نے اپنے عیال و اطفال و اسباب کو سندھ ساگر مین بھیجدیا اور چار ہزار یا جیسا کہ بعض کہتے ہین آٹھ ہزار کشتیان لیکر غزنوی پر حملہ کیا سخت محاربہ وقوع مین آیا خارون کے دھکے سے جاٹون کی کشتیان غرق ہوئین اور بعض آگ سے جل گئین کچھ بچین سو گرفتار ہوئین البتہ بہت لوگ بچ رہے تھے کیونکہ جاٹون کا مجمع جن کی شکست پر ریاست بیکانیر قائم ہوئی انھین لوگون کا بقیہ تھا اور محمود کے ہاتھ سے سلطنت اصلی انکی پامال و برباد ہوگئی اور اکثر نے ہندوستان مین آکر پناہ لی۔

مولف کی راے ہے کہ دریائی لڑائی کی ضرورت تو اسوقت محسوس ہوتی ہی جبکہ غنیم پر حملہ کرنے کے لیے خشکی کا راستہ نہو یا دشوار گذار ہو یا دریائی وسائل آمد و رفت پر تصرف کئے بغیر دشمن کو مغلوب کرنا ناممکن ہو ملتان پر تصرف ہونے کی حالت مین محمود بآسانی جاٹونکے علاقے پر خشکی کے ذریعے سے حملہ کرسکتا تھا اور دریائی راستون کی بندش کرنے کے لیے اسکو کشتیون کا رکھنا ضروری نہ تھا کیونکہ بالائی دریاے سندھ یا اسکے معاون دریاؤن کی چوڑائی اتنی ہے کہ اگر جاٹون کی کشتیان دریا مین آمد و رفت کرتین تو محمود کے تیر انداز کنارون پر سے بآسانی انکو نشانہ بنا سکتے تھے اور انکی آمد و رفت کا سد باب کر سکتے تھے اسکی یہ مثال ہے کہ ترک دردانیال کے سواحل پر قبضہ رکھنے کی وجہ سے اتحادی بیڑے کے مقابلہ کا بغیر بیڑے کے اسکو پسپا کرنے مین کامیاب ہوے اگر یہ کہا جاے کہ محمود کو دریا پار کرنے کے لیے کشتیون کی ضرورت پڑی تو اس قدر کشتیان دریا مین جو کہ تنگ ہوتا ہی یکجا جمع ہونا ناممکن ہے سمندر کے کسی فراخ حصے کو پار کرنے کے لیے ان کا جمع ہونا ممکن تھا ہان اگر محمود دریا کے کنارے اپنی فوج کو میلون تک پھیلا کر اسے عبور کراتا تو اتنی کشتیان کارآمد ہو سکتی تھین اور جاٹون کی چار ہزار کشتیون کا

اسکے مقابلے مین آنا ممکن تھا مگر محمود جیسا تجربہ کار جنرل اپنی فوج کو اسطرح منتشر کیون کرتا۔ ماسواے ازین یہ بات قابل غور ہے کہ ہندوستان کی تواریخ مین سمندر کے کنارے کی اقوام کے سوا اس قسم کی دریائی لڑائی کسی قوم کے متعلق سواے اس واقعہ کے مذکور نہین۔

چینی مورخ لکھتے ہین سنہ ۱۳۶۰ء مین توگل تاش تیمور قوم جیٹ کا بڑا خان تھا اس وقت تک یہ لوگ بت پرست تھے اس نے ترکستان کو فتح کرکے ترزین سوکیں یانا پر حملہ کیا کہ وہان کا رئیس تو مفرور ہوا مگر اسکے بھتیجے امیر تیمور چغتہ نے ملک کو فتح ہونے سے بچا لیا اور توگل تاش سے دوستی پیدا کرکے ایک ہزار جنگجویون کا افسر ہوگیا سنہ ۱۳۶۹ء مین جب جیٹ کا خان مرا تیمور چغتا اس قوم پر اتنا غالب آگیا تھا کہ مجموعۂ عام نے خطاب خانی تیمور جیٹ سے تیمور چغتہ کو دلوایا سنہ ۱۳۷۲ء مین اُسنے جیٹ قوم کی ناسیر عورت سے شادی کرکے کوجو اور سمرقند کو اپنی قدیم مملکت ٹرین سوکیشیانا مین شامل کیا جب تک جیٹ لوگونکی خودسری رفع نہ ہوئی اس ملک مین سے کہ نوع بشر کی پرورش گاہ ہے فساد و خون ریزی رفع نہوئی اور یہ بھی سنہ ۱۳۸۳ء مین بعد چھ حملونکے جنہین جیسے شہرون کو جلادیا اُنکی دولت کو لوٹ لیا کل قوم کو عنقریب نیست و نابود کردیا تب اطمینان سے بیٹھا۔ تاہم جیٹ لوگ پنجاب مین قائم رہے اور جو لوگ جیٹ قوم کے اٹک کے پاس کے ملک مین آے تھے وہ وہین آباد ہوگئے۔ اسی سبب سے تیمور جو تاتار مین جیٹ سے لڑا کرتا تھا دریاے اٹک پر آیا تو اُسنے اپنے پرانے حریفون کو یہان دور دراز فاصلے پر کسی بستی مین پہچان لیا۔ اُن لوگون کا نام اب بھی جیٹ یا جاٹ ہے اور اس زمانے مین بھی اٹک کے دونون کنارونپر کثرت سے موجود ہین۔ پنجاب اور راجپوتانہ اور بلوچستان کے مشرق مین دہقان جاٹ ہی ہین اور اکثر مقامون مین ان کا مذہب اسلام ہے۔

لیکن آگرے کے قرب و جوار اور دوسرے مقامات کے کاشتکار وغیرہ جاٹونکی جیٹ سے جو تاتاری ہین اصلیت نکلنے پر صرف ایک اعتراض پیش کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ راجپوت قومونکی بعضی فہرستون مین شامل ہین اسلئے وہ خالص ہندو سمجھے جاتے ہین لیکن کرنل ٹاڈ جس سے یہ بات معلوم ہوئی ہے اسکو اس بیان سے بے اصل کرتا ہے کہ اگرچہ اُنکا نام فہرست مین داخل ہے مگر اُنکو راجپوت ہرگز نہین سمجھنا چاہیے اور کوئی راجپوت انکے ساتھ شادی نہین کرتا اور ایک اور مقام پر وہ یہ کہتا ہے کہ بجز ایک نہایت مشکوک رسم کے ہندوونکی رسمین اُنمین بالکل نہین ہین اور وہ خود اس بات کی تائید کرتے ہین کہ اُنکا مخرج جیٹ ہے۔

لیکن صحیح ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ سیتھین والونکی نسل مین سے ہین اور آریون نے جاٹون کو دیش مین داخل کرلیا شہاب الدین غوری نے ہندوستان کو فتح کیا اُس سے صرف بارہ برس کے بعد اُسکے جانشین قطب کو شمالی جنگل کے جاٹون سے بذات خود لڑنا پڑا کہ اُنھون نے ہانسی کو سلطنت علحدہ کرنا چاہا۔ جب رکن الدین کی بہن رضیہ بیگم کو امراے سلطنت دہلی نے قید کرکے قلعہ بھٹنڈہ مین بھیجدیا تو التونیہ نامی ایک ترکی سردار حاکم سرہند نے اُس سے نکاح کرلیا اور گکھڑون اور جاٹون اور دوسرے زمیندارونکو جمع کرکے دہلی پر چڑھائی کی

سلطان معزالدین نے فوج مقابلے کو بھیجی دونون شوہر وزوجہ شکست کھا کر بھٹنڈہ کی طرف بھاگ گئے دوبارہ پھر تیاری کر کے دہلی کیطرف کوچ کیا اور اب کے مقابلے مین ایسی شکست کھائی کر بھاگتے مین کیتھل مین پہونچے تو انکا لشکر منحرف ہو گیا اسلیئے ہندوون نے پکڑکر دونکو مارڈالا ۲۴ ربیع الاول کو شکست پائی تھی اور ۲۵ ربیع الثانی ۶۳۸ ہجری مطابق ۱۲۴۰ء کو قتل ہوئے جیسا کہ مولانا منہاج الحق نے طبقات ناصری مین لکھا ہے۔ وقایع راجپوتانہ مین غلط لکھا ہے کہ بیگم نے جاٹونکی پناہ لی تھی۔

شروع انیسوین صدی عیسوی مین دہلی کی مغلیہ سلطنت کے تباہ ہونے کے بعد احمد شاہ درانی نے جو قندہار کا بادشاہ تھا اور جسنے پانی پت کے میدان مین مرہٹون کو بڑی بھاری شکست دی تھی ایک شخص رنجیت سنگھ جاٹ کو اُسکی عمدہ کارگذاری کے سبب لاہور کی حکومت پر مقرر کردیا تھا وہ ہندوستان اور افغانستان کے فسادون سے موقع پاکر مضبوطی کے ساتھ ۵۰ برس تک پنجاب کے علاقے پر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے نام سے قابض رہا۔ اسکے مرنے پر چند سال کے اندر اُسکی اولاد و قوم مین اعلے درجے کا فساد اور سرکار انگریزی کی بدخواہی ثابت ہو کر پنجاب کا ملک سرکار مین ضبط ہوا اور اُسکا ایک مشہور بیٹا دلیپ سنگھ ساڑھے چار لاکھ سالانہ پنشن پر انگلستان بھیجدیا گیا۔ پنجاب کی ریاست کا ایک بڑا رکن سردار گلاب سنگھ تھا جو اصلی سبب جاٹون کی تباہی اور انگریزونکی فتح کا تھا اسکو سرکاری منظوری سے تین کروڑ روپیہ لیکر جمون و کشمیر کا خودمختار رئیس مانا گیا اُسکی اولاد ابتک وہان قائم ہے۔ اسکے سوا پنجاب مین پٹیالہ۔ جھیند۔ نابھہ اور کپورتھلہ وغیرہ کئی ریاستین جاٹ لوگونکی ہین جو بابا نانک کے مذہب پر چلتے ہین اور سکھ ہین۔ سکھ شروع مین تو ایک مذہبی فرقہ تھا لیکن بتدریج ایک قوم بن گئی انکے مذہبی پیشوا گرو نانک نے اسلام اور مذہب ہنود دونون سے عمدہ باتون کا اخذ کرلیا اور ذات کی رسمون کو توڑکر مساوات قائم کردی جن لوگون نے اس مذہب کو قبول کیا وہ سکھ یعنی شاگرد کے نام سے مشہور ہوئے لیکن بعض آرین بھی انمین آکر مل گئے اور انکی وجہ سے قوم کی عظمت زیادہ ہو گئی ہمیشہ لڑنے بھڑنے کی وجہ سے سکھ بتدریج ایک جنگی قوم بنگئی گرونانک نے تو اُنھین توحید کی تعلیم کی تھی اور انکے مذہبی خیالات کو بلند کیا تھا گرو گوبند سنگھ نے انھین قومی علامت کے لیے فولادیا ہر ایک سکھ خواہ وہ ہتھیار نہ بھی باندھے کسی نہ کسی قسم کا فولاد بطور تعویذ کے پاس رکھے گا راجپوتانہ مین اسوقت بھرت پور اور دھولپور دو ریاستین قوم جاٹ کی ہین۔

ہندوون مین گرو یا مرشد کا عہدہ اور ذاتونکی تفریق

اول اول آرین مین مرشد یا گرو کا عہدہ موروثی نہ تھا وہ مثل ایک پیشے کے تھا بعد ازان وہ موروثی ہوا اس قوم مین سے اکثر آدمی پیشۂ جنگ چھوڑکر فرقۂ مرشدان مذہب مین داخل ہوئے ہین اور انکی اولاد نے پھر اپنا پیشۂ قدیم سپہ گری اختیار کیا دس فرزندان اکشواکس مین سے (جو سورج بنسی راجپوتونکا مورث اعلے ہے) تین نے ترک دنیا کرکے فرقۂ مذہبی اختیار کیا اور کہتے ہین کہ ان مین سے ایک نے جو بنام کنین مشہور ہے اول آگنی ہوتر بنایا اور اُسکی پرستش کی۔ بڑ (درخت ؟) (بوالمعروف) کے چھ بیٹون مین سے جو چندر بنسی ہے جو تھا بنام ریہ معروف تھا

اسکی اولاد مین سے پندرہ نسل کے بعد ہریتی پیدا ہوا اُسنے مع اپنے آٹھو بھائیون کے عہدہ مذہبی اختیار کیا اور اُنھون نے گورشک (بفتح کاف وکسر شین معجمہ) گوتریا قوم برہمن کو مقرر کیا یہ لفظ پنڈتون سے زبانی دریافت کرکے لکھا ہے ورنہ ہندی کے ایک نوشتے مین کُسک مندرج ہے اور ٹاڈ راجستان مین کیوسیکا آیا ہے۔

چندربنسی راجپوتون مین ییاتی کی نسل مین سے چوبیسوین راجہ نے جسکا نام بھردواجا تھا ایک نیا فرقہ مذہبی بنایا اور وہ بھی اسکے نام سے معروف ہے وہ مرشد وہادی اکثر اقوام راجپوت کے ہین اور اسی نسل مین سے چھبیسوین راجہ منیو دیو کے دو بیٹے تھے وہ دونون مذہبی کام مین سرگرم رہے اور اُنھون نے دو فرقے نئے کھڑے کئے ایک اُنمین مہاور کے نام سے معروف ہے بشکر کے برہمن اسی کی اولاد مین سے تھے دوسرا فرقہ سنکرتی کہلاتا ہے اسکی اولاد وید خوب جانتی تھی۔ اجمیدا سے یہ ہادی مذہب کئی شاخون مین منقسم ہوے۔ لفظ اجمیدا کو ہندی حروف سے اجمیدھ بھی لکھا ہوا دیکھا ہے اور فرہنگ مہابھارت سے اجمیڈھ ریاے معروف معلوم ہوا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب تک ذاتونکی تفریق اور فرقونکی تکمیل نہ تھی راجون کے ہاتھ مین اختیارات شاہی ومذہبی دونون تھے خواہ وہ برہمنی ہوتے یا پیروان مذہب بُدھ اگر ہم قصئہ راجہ بسوامتر اور برہمن وسشٹ کو کہ رامائن کی کتاب اول مین کئی فصلون مین درج ہے رنگینی عبارات وکنایہ واشارات سے صاف کرکے دیکھین تو اس امر کی تمثیل موجود ہے کہ برہمن وفرقہ اہل سیف اختیارات حاصل کرنے کے لئے باہم فساد وجھگڑا برپا کرتے تھے اور اس سے معلوم ہو جائے گا کہ کس زمانے سے ذاتون کا بدلنا منع ہوا اور اگر رنگینی عبارات وکنایہ وغیرہ کو دور کرکے دیکھین تو وہ قصہ اُس زمانے کا حال بتاتا ہے جبکہ تفریق ذاتونکی اور قومون کی تکمل نہ تھی اگرچہ لڑائی کے سخت ہونے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ اخیر مرتبہ ہوگا کہ کوئی فرقہ اہل سیف برہمن بنگیا ہو یعنی بعد اسکے کوئی فرقہ اہل سیف مین سے برہمن نہ بنا ہوگا۔ بسوامتر نے وسشٹ برہمن سے شکست پانے کے بعد مثل شاہان ہنود مصیبت زدہ کے دل مین مصمم ارادہ کیا کہ رسمیات توبہ عمل مین لاکر برہمن بن جاے اُسنے اتنے استقلال سے عبادت کی کہ خواہشات نفسانی دور ہوگئین اور عنان اختیار جذبات اُسکے ہاتھ مین آگئی اسلئے دیوتاؤن اور برہما نے بناچاری اسکی اس استدعا کو کہ برہمن بنجاے قبول کیا اور وسشٹ اُسکی استدعا کے بموجب بسوامتر کا دوست بن گیا۔ بسوامتر گادھی یعنی قنوج کا راجہ اور گادھی نامی کا بیٹا تھا اور یہ امبریشا والی اجودھیا کا معاصر تھا جو اکشواک کی نسل مین سے چالیسوان ہے پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بسوامتر رام سے دو سو سال پیشتر پیدا ہوا ہوگا جس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ طریقہ ذاتون کا اب مکمل ہونیکا تھا۔ یہ واقعہ تقریباً ایک ہزار چار سو سال قبل ولادت عیسےٰ سے معلوم ہوتا ہے اور منو کے عہد سے جس کا زمانہ نو سو سال قبل مسیح سے سمجھا جاتا ہے ذاتون کا جکڑبند اس حد کو پہونچ گیا کہ اب اُنمین تغیر وتبدل بالکل ممنوع ہوگیا۔

برہمنون کا مذہب اول ہندوستان مین نہ تھا لیکن کب وہ ہند مین داخل ہوا اس کا حال بہ ثبوت کامل بیان نہین ہوا۔ فرشتہ کتب قدیمہ سے منتخب کرکے لکھتا ہے کہ بھراجی راجہ قنوج کے عہد مین ایک برہمن ایران سے آیا

اور انسنے جادو وبت پرستی ور پرستش سیارگان ہند مین داخل کی

ہندوون کا چار ذاتون مین تقسیم ہونا

آرین کی قدیم بستیون مین جو پنجاب کے ان پانچ دریاؤن (چناب - جہلم - بیاس - راوی - ستلج) کے
درمیان واقع تھین یہ قاعدہ تھا کہ ہر صاحب خانہ کسان اور سپاہی اور پوجاری کا کام دیتا تھا چونکہ ایسا
ہوا کہ بڑی قربانیون کے ادائے رسوم کے واسطے راجہ چند ذہین خاندان کے لوگونکو جنھون نے خود وید تصنیف
کئے تھے یا انکو برزبان یاد کرلیا تھا ہمیشہ منتخب کرتے تھے پس غالباً اس طرح پر پوجاریون کا ایک علٰحدہ
فرقہ ہوگیا اور جون جون آرین کا زیادہ ملک پر تسلط ہوتا گیا اقبالمند سپاہیون کو اور ونکی نسبت زیادہ حصہ
اراضی کا ملا جسکی کاشت وہ مغلوب شدہ غیر آرین فرقون سے کرواتے تھے اسطرح چار ذاتونکی بنا پڑی فرانس کے
مشہور ڈاکٹر لیبان نے چار ذاتون کے مقرر ہونے کی بابت ایک نکتہ بعید الوقوع لکھا ہے کہ ویدی آرین کو یہ خیال
پیدا ہوچکا تھا کہ وہ اپنی پرانی نسل کو اقوام مفتوحہ کے میل جول سے محفوظ رکھین اور جسوقت یہ قلیل التعداد
فاتحین مشرق کی طرف بڑھے اور انھون نے دیسی اقوام سے ایک بہت بڑے گروہ کو فتح کرلیا تو یہ ضرورت
اور بھی زیادہ ہوگئی اور مقننون کو اس کا لحاظ کرنا لازمی ہوگیا نسل کے مسائل کو آرین سمجھ چکے تھے انھین
معلوم ہوچکا تھا کہ اگر کوئی قلیل التعداد فاتح قوم اپنی پوری حفاظت نہ کرے تو وہ بہت جلد مفتوح اقوام
مین کھپ مرتی ہے اور اس کا نام ونشان باقی نہین رہتا انھین یہ بھی معلوم ہوچکا تھا کہ اگر باپ اور مان مین
ذات کی یکسانیت نہو تو اولاد نہایت ناقص پیدا ہوتی ہے لیکن ذات کی سختی اور مکرر بندش نے ہندی تمدن کو ایسی تنگ
حدود مین محدود کردیا کہ پھر وہ اس سے باہر نہ نکل سکا وید کے دیوتا بُت بن گئے اور منو کی خشک اور بے مزہ نظم
نے ویدی بھجنون کی لطافت وروانی کی جگہ لے لی (یہان تک ڈاکٹر لیبان کا کلام ہے)

منو نے ہندوونکے حال مین وہ حیرت انگیز پہلی بات جو لکھی ہے لوگونکا چار فرقون مین تقسیم کرنا ہے اول متبرک
دوم سپاہی - سوم محنتی - چہارم خدمتی - حیرت کی وجہ یہ ہے کہ برہمنون کو جو اول فرقہ ہے غایت درجے کی
عظمت اور بزرگی اور ادنے فرقے کو نہایت درجے کی ذلت اور خواری سوچ سوچ کر دی ہے ہر چند کہ اوپر
کے تینون فرقون مین باہم برابری نہین ہے پھر بھی ہر ایک کو عزت حاصل ہے کیونکہ بعض مذہبی رسوم مین تینون فرقے
شریک ہوتے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ ان ہی تینون فرقون کے انتظام کیواسطے یہ قانون بنایا گیا ہے جو نچلے
فرقے اور نیچ ذاتون والون سے یہ قانون صرف اسی قدر متعلق ہے جسقدر انکو تین برتر فرقونکی خدمت سے
علاقہ ہے - اگرچہ ان مختلف فرقون کا امتیاز نہایت مضبوطی سے قائم کیا گیا مگر انکے مخلوط نہونے کیلیے جو تدبیرین
مقرر کی گئی تھین انپر ایسی توجہ نہوتی تھی جیسی کہ پچھلے دنون مین ہونے لگی - اس آمیزش کے امتناع مین
جو قانون بنے تھے انکی بنا زیادہ تر برتر فرقون کی عورتونکے فخر وتعصب پر تھی کچھ نسل کی حفاظت کے لیے نہ تھی
تینون اعلےٰ فرقون کے مردون کو آپ سے کم درجے کی عورت سے شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن شرط
یہ ہے کہ اپنے خاندان مین اسکو برتر مرتبہ نہ دیوین بلکہ اسکی اولاد کم مرتبہ رکھے - لیکن اپ سے برتر درجے کی

عورتون سے شادی کرنے کی اجازت نہین ہے چنانچہ برتر درجے کی عورتونکے پاس ناجائز آمد و رفت کرنے کی نسبت سخت سزا ایمن قانون مین مندرج ہین اور اگر ان متوسط مرتبہ والونکی بیٹیون کی سات پشت تک متواتر برہمنون کے ساتھ شادی ہووے تو وہ نسل پھر متبرک ہوجاتی ہے لیکن شودر کی ایسی اولاد جو برہمنی سے ہو چنڈال ہوتی ہے اور اگر یہ چنڈال اعلے فرقون کی عورتون سے صحبت کرین اور اُنسے اولاد پیدا ہو تو نیز مرتبہ اپنے جنانے والے سے زیادہ ناپاک ہوتی جاتی ہے برہمنون کے ترجیح پا جانے کے وقت سے ہندو دہرم کی ابتدا ہوئی بسبب برہمن فرقہ تمام خلقت مین اعلے اور برتر قرار دیا گیا ہے اور تمام دنیا اور جو کچھ کہ اس مین ہے سب اسکا مال ہے اور اُسکا وجود اس تمام کائنات کی ہستی کا باعث ہے۔ سزا پانے سے برہمن آزاد ہے اور فرقونیز جو کچھ جبر و تعدی وغیرہ برہمن سے ظہور مین آئے اُسکی پاداش مین کچھ تھوڑی سی تنبیہ مقرر ہے۔

جو کام برہمن کو کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ آغاز جوانی تک تحصیل علوم کرے اور عین شباب مین اپنی زوجہ وغیرہ کنبے قبیلے کے ساتھ بسر کرے۔ پڑھنا پڑھانا وید شاستر کا خیرات دینا اور نذر بھینٹ لینا ہون یا جگ کرانا اور خود کرنا اور ان رسمون کے بجالانے کا اچھی طرح پابند رہے اور چال چلن شایستہ رکھے اور تمام دنیوی فخر و عزت سے اسطرح اجتناب کرے جیسے زہر سے کرتے ہین اور ادھیڑ عمر مین جنگلون مین تارک الدنیا ہو کر بسر کرے۔ لباس اُسکا درختون کی چھال ہو یا کالے ہرن کی کھال زمین پر سوئے کوئی بستر نہ بچھائے چپ رہا کرے برسات مین کیسا ہی مینہ برسے ننگا باہر پڑا رہے جاڑون مین نمناک لباس پہنے گرمی مین دھوپ مین اپنے چارو طرف پانچ جگہ آگ جلا کر کھڑا رہا کرے اور با احتیاط تمام پوجا پاٹ انجام دیتا رہے اور بڑھاپے مین اُسپر ان ظاہری رسمون کا بجالانا ضرور نہین صرف دھیان گیان سے لگا رہا کرے اور پوشاک بھی اور برہمنون کی مانند پہنا کرے مگر اب بھی تنہا علیحدہ رہے۔ راجہ کو لازم ہے کہ اپنا نہایت معتمد مشیر جس شخص کو بنائے وہ برہمن ہے۔

چھتری کو برہمن کی برابر تو نہین سمجھا گیا مگر پھر بھی بہت بڑی عزت بخشی گئی ہے۔ یہ بات مسلم سمجھی گئی ہے کہ برہمن بغیر سپاہی یعنی چھتریون کے اور چھتری بدون برہمنون کے اقبال مند نہین ہو سکتے اور یہ کامیابی انکی دلی اتفاق پر منحصر ہے برہمن سب فرقونپر برتری رکھتا ہے اور چھتری ویش پر۔ راجہ چھتری فرقے ہی سے ہوتا ہے فائدہ جہان کہین چھتریون اور برہمنون اور اُنکے ماننے والون کے درمیان مجادلے کا ذکر ہوا ہے وہان چھتری سے مراد اولا دہرم کری یعنی بدھ ہے جسپر چندر بنسی کا اطلاق ہوتا ہے۔

ویش فرقے کی کچھ بڑی عزت نہین۔ علاوہ داد و دہش کے اور ہوم کرنے اور وید پڑھنے کے ویش کا کام مویشی پالنا تجارت کرنا۔ روپیہ سود پر قرض دینا اور کھیتی کرنا ہے۔

شودر (وا د غیر ملفوظ ہے) یعنی وہ فرقے جو خدمت کے لئے مقرر کئے گئے تھے یہ فرقہ اپنی ذلیل حالت سے کسی اعلے رتبے کو نہین پہونچ سکتا تھا بلکہ اُس سے کھیتون مین سخت محنت لی جاتی تھی اور گاؤن کے باشندون کے کل مجلس کا کام اُس سے ہی متعلق تھے۔ ویدونکی تعلیم اُنکے کانون تک پہونچانے کی سخت ممانعت ہے شودر کا

ترجمہ اگر وحشی کیا جائے تو درست ہوگا - ان لوگون مین بھی دو تفریق کی تھین -
(الف) جو برتن چھونے کے قابل تھے جیسے نائی - کہار اور کمہار وغیرہ -
(ب) جو برتن چھونے کے قابل نہتھے جیسے بھنگی - چمار اور کنجر وغیرہ انکو اچھوت کہتے ہین اگر کوئی اونچی ذات کا ہندو کسی اچھوت سے چھو جائے گا تو اُسے نہا دھو کر لباس بدلنا ضروری ہوگا -
دوبارہ جنم لینے والے یعنی جنیو پہننے والے تین فرقے از روے قانون منو کے ہندؤون کا مجمع سمجھے جاتے ہین اور شُدرون کا فرقہ ذلت وخواری کی حالت مین اُنکا خدمتگار ہے -
یہ بات غور کرنے کے قابل ہے کہ ان چارون فرقون کا ہی اگر کسی فرقے مین شامل نہین البتہ شُدر کو یہ اجازت ہے کہ جب اُسکی معمولی خدمت نہ ملے تو وہ کاریگری کا کام کرے مگر یہ نہین بیان کیا گیا کہ صنعت کن لوگون کا معمولی کام ہے دسوین باب کے چند مقامون سے مفہوم ہوتا ہے کہ ان معمولی فرقون کی آمیزش سے جو گروہ پیدا ہوا کاریگری اُنکا پیشہ ٹھہرا -
چھتری اور ویش بلکہ شُدر بھی بقول برہمنون کے معدوم ہوگئے لیکن اس بات کا تسلیم کیا جانا مشکل ہے راجپوت اب بھی علانیہ دعوے کرتے ہین کہ ہم خالص چھتری کی نسل مین سے ہین - تمدن ہند مین ہے کہ برہمن عموماً آرین ہین چھتری اور ویش تورانی اور شُدر تورانیون اور اصلی باشندگان ملک کے میل سے بنے ہین - اور ڈاکٹر لیبان کی یہ بالکل غلطی ہے چھتری بھی خالص آرین ہین - ویش کے بعض فرقے آرین ہین اور بعض مخلوط النسل - اور شُدر خالص ہندوستانی الاصل ہین آب حیات مین مولوی محمد حسین آزاد نے لکھا ہے کہ چارون برنون لفرقون کی تقسیم اور انکا الگ تھلگ رہنا دور کے رہنے والون کو غور کے لباس مین نظر آیا اگر غور کرو تو یہ کچھ بری بات نہ تھی اسی کی برکت ہے کہ آج تک چارون سلسلے صاف الگ الگ چلے جاتے ہین جو ہندو ہوگا ماں باپ دونون کی جانب سے خالص ہوگا اور برابر اپنی قوم کا پتا بتا سکے گا جو دوغلا ہوگا اُسکا سلسلہ باہر ہی باہر چلا جائے گا اگر یہ قیدین اس سختی کے ساتھ نہ ہوتین تو تمام نسلین غلط ملط ہو جاتین اور نجیب الطرفین آدمی چاہتے تو ڈھونڈھے نہ ملتا - ڈاکٹر لیبان کی کتاب کے ترجمے یعنی تمدن ہند مین لکھا ہے کہ شُدر بیچارے ملک کے اصلی باشندے اور ایک ذلیل قوم تھے جن کے ساتھ کسی قسم کا تعلق پیدا کرنا شرم کی بات تھی یہ تمام خراب خلقت تھی اور انکا درجہ حیوانون سے بھی بدتر تھا - اگر برہمنی خیالات کے پہلو سے دیکھا جائے تو یہ کوئی عجیب بات نہ تھی کیونکہ کتے اور گھوڑے سے ہرگز یہ اندیشہ نہ تھا کہ آرین خالص نسل کو خراب کرین لیکن سیاہ فام اقوام سے ہمیشہ یہ کھٹکا تھا کہ کہین فاتحین اقوام ان سے ملکر اپنا ستیا ناس نہ کرلین جسدن ان مفتوح اقوام کے ساتھ سختی مین کمی کی گئی اُسی دن یہ اندیشہ تھا کہ فاتح اقوام ان سے متاثر ہو جائے اور تھوڑے ہی دنون مین وہ آرین قوم جسپر برہمنون کو فخر تھا ان سیاہ فامون سے مرسٹے اگر یہ صاف اور شفاف آرین خون کی دھار پتھر کی نالی مین قید نہ رکھی جائے تو یہ بہت جلد مفتوح اقوام کے گندے دلدل مین پھیل کر نیست و نابود ہو جائے لیکن باوجود ان سخت قاعدون کے بھی میل جول پوری طرح نہ رک سکا اور آخر کو چلکر آرین نسل مین بہت کچھ فرق آ گیا اس تغیر کا

ثبوت ہمین منقشت تصاویر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔

ہندو کی وجہ تسمیہ

ہندوستان مین بہت سی نسلین اور قومین آباد تھین ہر ایک قوم اور نسل کا نام جدا جدا تھا لیکن اور ملکون کے باشندون نے ان سب کا ایک ہی نام رکھ لیا یعنی ہندو اور انکے ملک کو ہندوستان کہنے لگے تمدن ہند مین بیان کیا ہے کہ لفظ ہندو قومیت کے لحاظ سے کچھ معنے نہین رکھتا اس سے مراد صرف وہ شخص ہے جو نہ مسلمان ہو نہ عیسائی نہ یہودی اور نہ پارسی اور جو ان چار ذاتون مین سے کسی ایک مین شامل ہو۔

تاریخ سندھ مین مولوی عبد الحلیم شرر نے ذکر کیا ہے کہ آریہ لوگ جب ہندوستان مین آئے تو انھون نے پہلے اس تمام حصہ ملک پر قبضہ کر لیا جسے دریاے اٹک سیراب کرتا ہے اپنی فتوحات کا نقش گہرا اور مضبوط کرنے کے لیے ان اضلاع پر تسلط حاصل کرکے انھون نے اپنی حملہ آوری کی رفتار روک لی اور ہین سکونت پذیر ہوگئے اسی وجہ سے اس ابتدائی زمانے مین یہ دریا آریہ لوگون کا دریا کہلاتا تھا۔ آریہ لوگون نے قبضہ کرنے کے بعد اس دریا کا نام سندھو رکھدیا اسلیے کہ انکی زبان سنسکرت مین سندھو کے معنے دریا کے تھے اور نیز سمندر کا دیوتا انکے اعتقاد مین اس نام سے یاد کیا جاتا تھا پھر جب وہ اس ملک مین پھیلے اور اس مین دریاے اٹک پنجاب کی موجودہ ندیان اور نیز سرسوتی ندی نظر آئی تو اس سرزمین کو سپتا سندھو (سات ندیان) کہنے لگے۔ ان مین سے سرسوتی جو سب دریاؤن کے مشرق مین اور سب سے چھوٹی ہے فی الحال اکثر خشک پڑی رہتی ہے مگر حضرت مسیح سے چھ سات سو برس پہلے بڑی بھاری ندی بتائی جاتی ہے اور ہندوؤن کا اعتقاد ہے کہ وہان سے غائب ہو کے گنگا اور جمنا مین آملی جسکے مل جانے سے تربینی کے لفظ سے شہرت ہوئی۔ آریہ قوم نے جب مشرق کی طرف آگے قدم بڑھایا اور وادی گنگا کیطرف بڑھی تو یہ لوگ اپنی اس فتحمندی کی رفتار مین جو جو آگے بڑھتے جاتے تھے وہ وہ یہ ملک سندھ بھی وسیع ہوتا جاتا تھا بہادر فاتحون کے جھنڈے کے ساتھ ساتھ یہ نام مشرق کیطرف بڑھتا چلا جاتا تھا اور ان تمام ممالک پر اپنا قبضہ کرتا چلا جاتا تھا جن کو آریہ لوگ فتح کر کرکے اپنا بناتے تھے قریب تھا کہ سارے ہندوستان کا یہی نام ہو جاے لیکن وادی گنگا تک پہونچ کے آریون نے اپنی مقبوضہ قلمرو کو آریہ ورت کا خطاب دیدیا مگر آریون کے پرانے ہم قوم اور مغربی زبردست پڑوسی اور حریف ایرانی ایسے نہ تھے کہ آریہ لوگون کے مقرر کئے ہوے خطاب کو تسلیم کر لیتے انھون نے ہندوستان کو آریہ ورت نہ کہا بلکہ سندھو ہی کہتے رہے جس نام سے یہ ملک انمین مشہور تھا۔ ایرانیون نے اپنے تصرفات سے سندھو کو سندھ بنایا اور پھر کچھ ایسا تغیر ہوا کہ اس مین لفظ سندھ بدل کے ہند ہوگیا کیونکہ ہا اور سین مہملہ باہم تبدیل ہوتے ہین) اب ایران مین سندھو سے ہند بنتے ہی غیر قومونکی زبان پر چڑھکر مغربی دور دراز ملکون کی طرف چلا گیا عرب تک تو ہندہی تھا مگر یونان تک پہنچتے پہنچتے اِنڈ رہ گیا پھر رومی صرف و نحو کی خراد پر چڑھکے انڈ سے انڈیا ہوا اور انگلستان مین چونکہ حرف دال نہین لہذا اب تقریباً ساڑھے تین ہزار برس کے بعد یہ نام جو اصل مین سندھو تھا انڈیا بنکے ایسی متغائر صورت مین ہم تک پہونچا ہے کہ ہم اسے سمبت

تامل کے بعد پہچان سکے معلوم ہوتا ہے کہ ایرانیون نے سندھ کو ہندو بنانے سے دنو کے بعد جب دیکھا کہ مغربی بلاد ہند کے لوگ اپنے وطن کو سندھ کہتے ہین تو غلطی سے یہ سمجھ گئے کہ ہند اس ملک کا نام ہے جسے لوگ آریہ ورت کہتے ہین انکی پیروی مین یہی غلطی عربون سے ہوئی جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ مغربی اضلاع ہند سندھ رہ گئے اور باقی سارا ملک ہند کہا جانے لگا۔ اس پر لطف یہ ہوا کہ آریہ ورت کے رہنے والون نے بھی اس بگڑے ہوے نام ہند کو تسلیم کرلیا اور اسکی طرف نسبت کرکے اپنے آپ کو ہندو کہنے لگے۔ اب اس کے بعد ایرانیون کو ایک دوسرے تصرف کا موقع ملا وہ یہ کہ ہندو وطنی طرف جو ملک کی نسبت سے ہندو بنے تھے انھون نے ملک کو دوبارہ منسوب کیا اور یون آریہ ورت

ہندوستان بن گیا۔

سیاحت ہند مین حافظ عبدالرحمن امرتسری نے لکھا ہے کہ سندھ کا ملک قدیم زمانے مین بہت دور تک پھیلا ہوا تھا شمالی ہند کا سارا مغربی حصہ جسمین کشمیر اور بلوچستان شامل تھے سندھ ہی شمار ہوتا تھا اور اس وجہ سے غیر قومون نے سندھ اور ہند دو علیحدہ ملک قرار دے رکھے تھے۔ پس پنڈت لیکھرام کا کلیات آریہ مسافر مین یہ لکھنا کہ لفظ ہندو عداوت وعناد سے آریہ ورت کے باشندون کو بنظر حقارت دیا گیا ہے کیونکہ یہ مبدل ہے سندو کا جو سندھ بکسر سین بمعنی حرام زادے سے بنا ہے درست نہین کیونکہ ان معنے سے اُن لوگونکا جو آریہ ورت کے باشندو نکو ہندو کہتے ہین بلکہ خود سناتن دھرمیون کا ذہن مبرّا ہے۔ جبکہ ہندوستان کے تمام باشندے جو اُن چار ذاتون مین سے ہین اس اصطلاحی لفظ کو بلا اکراہ تسلیم کرتے ہین تو کیسی طرح قابل نفرت نہین اور ایک معیوب وجہ تسمیہ نکالنا بیجا ہے چینی سیاح ہیون تسانگ جو وفات سرور کائنات سے چار برس پیشتر سنہ ہجری (۶۲۹ء) سے سنہ ہجری (۶۴۵ء) یعنی حضرت عثمان کی خلافت کے تیسرے سال تک ممالک ہند کا سفر کرتا رہا اپنے سفرنامے مین لکھتا ہے کہ ہندوستان قدیم زمانے مین شنتو اور ہین تو کے نام سے مشہور تھا مگر اب اس کے نام کا صحیح تلفظ انتو ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایرانیون کا بنایا ہوا نام ہند بھی یہان تک آچکا تھا اور انتو تو یقیناً یونانیون کے ساتھ آیا جبکہ وہ سکندر کے ساتھ آئے تھے اور غالباً انکا بنایا ہوا نام اس چینی سیاح کے وقت مین موجود تھا بلکہ اس سے پہلے ایرانیون کا نام پھیل چکا تھا چنانچہ آستر کی کتاب مین جو حضرت محمدؐ سے ایک ہزار سال پیشتر لکھی گئی تھی اسکی پہلی آیت مین ہندوستان کا لفظ ہے اسی طرح فلادیس جوسف مورخ اپنی کتاب مین ہندوستان کا لفظ لکھتا ہے۔

سکندر کا حملہ ہندوؤن پر

۳۲۷ سال قبل سنہ عیسوی کے شروع سال مین سکندر ہند مین داخل ہوا اور شہر اٹک کے اوپر دریاے سندھ کو عبور کرکے بلا مزاحمت جہلم کی جانب آگے کو بڑھا اور پنجاب کی چھوٹی ریاستون مین جو ایک دوسرے سے بدظن ہورہی تھین قدم رکھا انمین سے ایک ریاست کے راجہ نے جسکا نام پورس تھا (جسکو سکندر نامہ وغیرہ مین فور لکھا ہے) دریاے جہلم پر سکندر کا مقابلہ کیا جو لڑائی کے لئے رتھ میدان جنگ مین لایا سکندر نے جہلم کے موڑ پر جلیان والا کے میدان جنگ سے چودہ میل مغرب کو اپنی فوج آراستہ کی اور ایک رات کو جب اندھیرا چل رہا تھا موقع پاکر دریا

ہوا۔ پورس کے لڑائی کے رتھ گھبراہٹ مین دریا کے کنارے پر دلدل مین پھنس گئے اور جب لڑائی شروع ہوئی ہندو راجہ
کے ہاتھیون نے لڑائی سے روگردانی کی اور پھر کر اپنی ہی فوج کو پامال کیا۔ ابتداے جنگ مین پورس کا بیٹا مارا گیا
اور وہ خود زخمی ہوکر بھاگا مگر اطاعت قبول کرنے پر سکندر نے اُسکی ریاست واپس دی۔ بعد اسکے سکندر [illegible]
کی طرف جنوب و مشرق کو بڑھا اور پھر مغرب کی طرف پیچھے کو ہٹا اور کتاکی قوم کو سنگالہ پر زک دیکر دریاے بیاس پر
پہونچا اس مقام پر اُسکی کل فوج خیمہ زن ہوئی اور آخرکار گرمی اور طوفان سے جو موسم کے بدلنے پر شروع ہوے اُسکی
فوج نے ہمت ہاردی اور یہان سے وہ جہلم کو واپس گیا اور وہان سے اپنے ملک کی طرف لوٹ گیا۔ سکندر نے ملتان
برہالی قوم سے سخت جنگ کی تھی اور شہر کے لینے مین وہ خود شدید زخمی ہوا تھا اسلئے اُسکی سپاہ نے سخت برہم ہوکر کل
باشندگان شہر کو قتل کیا جب وہ اُس مقام پر پہونچا جہان پنجاب کے پانچون دریا اور دریاے سندھ ملتے تھے وہان اُسنے
عرصے تک قیام کیا اور شہر اسکندریہ کی جو اس زمانے مین اُچ کہلاتا ہے اور بہاولپور سے ۴۲ میل کی مسافت
پر ہے اور اب اس سے چالیس میل جنوب کی طرف مٹن کوٹ کیطرف وہ دریا بہتی ہین بنا ڈالی اور گرد و نواح کی ریاستون
نے اُسکی اطاعت قبول کی اور ملک سندھ مین ہوکر تری کی راہ جنوبی سمت دریاے انڈس کے دہانے تک جہان وہ
بحر عرب مین ملتا ہے گیا ڈیلٹا کی چوٹی پر شہر پٹالا کو از سر نو تعمیر کیا جو آج کے دن تک حیدرآباد کے نام سے سندھ کا
دارالحکومت موجود ہے سکندر کے ہمراہیون نے اُس زمانے کے ہندوستان کے رہنے والونکی رسم و راہ کا مفصل حال
لکھا مگر سکندر کا نام ہندوون کی کسی تاریخ مین درج نہین مگر پھر بھی سکندر کے نام کو مسلمانون نے ہندوستان مین
بہت مشہور کیا اور وہ اُسکو بڑا بہادر اور جری سمجھتے تھے۔

مسلمانون کے ہندوستان پر حملے

تاریخ فرشتہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ اہل اسلام مین سب سے پہلے ہندوستان کی سرحد پر عرب کے ایک امیر مہلب بن
ابی صفرہ نے سنہ ۴۴ ہجری مطابق سنہ ۶۶۴ء مین کابل و زابل ہوکر حملہ کیا اور بارہ ہزار زن و مرد پکڑ کر لیگیا اسکے بعد بھی
کئی حملے ہوئے مگر اسیطرح کہ آئے اور چلے گئے مگر جن مورخین نے یہ لکھا ہے کہ خلیفہ بغداد مامون عباسی پسر ہارون الرشید
بھی ہندوستان سے شکست کھا گیا یہ اُنکی غلطی ہے مامون کبھی ہندوستان کی طرف نہین آیا۔
ڈاکٹر ہنٹر لکھتا ہے کہ پہلی جنگ جو پنجاب کی سرحد پر ہندوون اور مسلمانون مین ہوئی اُسمین چھیڑ ہندوون کیطرف
سے ہوئی تھی کیونکہ اُس وقت راجہ جیپال والی لاہور کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال پیدا ہوا کہ مسلمانون پر فتح پانا اس
زمانے مین اس سے زیادہ کوئی ناموری کی بات نہ ہوگی اور یہ نعمت عظمے پہلے پہلے میرے حصے مین آجائے تو خوب
پس غزنی کی سلطنت کو تباہ کرنے کی ناپاک ناکام کوشش کی ورنہ اُسوقت افغانونکے دل مین ہندوستان پر
حملہ کرنے کا خیال بھی پیدا نہ ہوا تھا جیپال نے فوراً اپنی فوج کو سندھ پار اُتار کے خراسان تک دوڑا دیا
مگر مشیت ایزدی اس امر کی مقتضی ہوئی کہ غرور کا سر نیچا ہو جیپال کی فوج شکست کھا گئی اُسوقت سبکتگین نے
ہندوون کے اُن راستون کو جدھر سے وہ آئے تھے واپسی کے وقت بالکل مسدود کردیا اور اُس وقت تک

نہ کھولا جب تک جیپال نے ۵۰ ہاتھی اور ڈھائی لاکھ روپیہ تدارکے کا دینا قبول نہ کیا جب جیپال افغانستان سے رہائی اور اپنے کئے کی سزا پاکر ہندمین واپس آیا تو اسکو اپنے وعدے کے وفا کرنیکا خیال ہوا جسکی بدولت سبکتگین سے پیچھا چھوٹا تھا مگر وہ متعصب برہمن جو امور سلطنت مین دخیل تھے راجہ کی وعدہ وفائی مین حارج ہوے اور کہا کہ مہاراج ایک جنگلی منش کو اتنا بڑا ڈنڈ دینا یہ ننگ راجون کا کام نہین اس قسم کے فقرات سنکر راجہ کی نیت مین فتور پڑگیا باوجود فہمائش امراو سرداران فوج کے بھی راجہ ان بہکانے والون ہی کا پیرو رہا نتیجہ یہ ہوا کہ سبکتگین اپنے فدیے کا روپیہ وصول کرنے کی غرض سے ہند پر آیا اور جیپال اور اُسکے تمام راجپوت رئیس اور دہلی اور اجمیر اور قنوج کے راجہ جو اس وقت اُسکی مدد پر آئے تھے سب کو شکست فاش دیکر اور بے شمار مال لے کر غزنی کو واپس گیا۔

سبکتگین کے بیٹے محمود غزنوی نے بھی اپنی ۳۴ سال کی سلطنت مین ۱۷ حملے ہندوستان پر کئے منجملہ اُنکے بارہ بہت بڑے ہوئے اور ہر حملہ مین کامیاب رہا مگر کشمیر پر جو دو حملے کئے اُنمین کامیابی نہ ہوئی تھی

ہندوستان مین اسلامی شاہنشاہی قائم ہونا

معزالدین محمد سام ملقب بہ شہاب الدین غوری کے عہد دولت سے تھوڑے پہلے ہندوستان مین چار بڑی سلطنتین تھین منجملہ اُنکے ایک دلی کی جو تنور قوم کے راجپوتونکے قبضے مین تھی دوسری اجمیر جسپر چوہان قابض تھے تیسری قنوج جو راٹھورون کے تحت حکومت تھی چوتھی گجرات جسپر پہلے متصرف تھے جو سولنکی کے قائم مقام ہوئے تھے مگر تنور کے سردار کے کوئی بیٹا نہ تھا اُسنے مرنے کے وقت اپنے نواسے پرتھی راج والی اجمیر کو جسے رائے پتھورا کہتے ہین گود لیا اور تنورون اور چوہانون کو ملاکر ایک کردیا اسطرح دلی اور اجمیر کی دونون ریاستین پرتھی راج کے زیرنگین ہوگئین جسکو رائے پتھورا کہتے ہین پرتھی راج کو جانگ لیش (دیبائے مہول) یعنی ہمیں جنگل بھی بستے ہین اسنے اجمیر کو اپنا پایۂ تخت بنالیا تھا دلی کی حکومت اپنے سردار چاونڈرائے داہمہ کے سپرد کی تھی جسکو مسلمانون کے مورخین کھانڈے رائے لکھتے ہین۔ قنوج کا راجہ جے چند پرتھی راج کا خالہ زاد بھائی تھا کیونکہ دونون کی ماںین اننگ پال تنور کی بیٹیان تھین چونکہ نانا نے گود لینے مین پرتھی راج کو ترجیح دی اس لیے جے چند کو اس پر رشک رہا کرتا تھا۔

ہندوستان مین اسلامی سلطنت قائم ہونے سے پہلے دہلی اور قنوج کی دو ریاستین ایسی تھین جو حملہ آور کی ٹکر کو جھیل سکتی تھین مگر یہ دونون آپسمین پھوٹ سے مرکز فساد بنی ہوئی تھین جسکے دو سبب تھے (۱) جے چندر راجہ قنوج کو یہ گوارا نہین ہوا کہ پرتھی راج تنہا دہلی اور اجمیر دونون کا مالک بنے اور یہ امر بنیاد فساد ہوا (۲) جے چند نے اپنا لقب رائے رایان ہندر رکھا اور واسطے ترویج اس نام کے راجسو یگ (یعنی ہندوستان کے راجاؤنکا کسی جشن یا تقریب مین جمع ہونا) کیا تھا جو علامت اس بات کی ہے کہ ہندوستان مین کوئی دوسرا راجہ اُسکا ہمسر نہین اس یگ (جگ) مین تمام خدمت گاری کے کام راجاؤنکو کرنے پڑتے تھے راجہ پرتھی راج کو

دربانی کی خدمت کے لیے بلایا گیا اس جگ کے موقع پر راجہ قنوج کی لڑکی سن گنگیتا کا سوئمبر بھی تھا جسمین لڑکی اپنے پسند شوہر پسند کرتی تھی راجہ پرتھی راج اگرچہ اس لڑکی پر فریفتہ تھا مگر اسکی خاطر دربانی کی ذلت گوارا نکرسکا اور اس رسم مین آکر شریک نہ ہوا پرتھی راج کے نہ آنے پر جے چندر راجہ قنوج نے ایک بید ھنگی سی مورت اسکی بنوا کر دربان کی جگہ دروازے پر کھڑی کردی جب سوئمبر کے لیے لڑکی دربار مین آئی اور شرمگین آنکھون سے ہر ایک راجہ کو دیکھتی ہوئی دروازے پر پہونچی وہان جا کر پھولون کا ہار بید ھنگی مورت کے گلے مین ڈالدیا پرتھی راج یہ حال سنکر سمند باد رفتار پر سوار ہو کر قنوج پہونچا اور رانی کو اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کرکے لے اڑا راجہ قنوج نے فوج لیکر پیچھا کیا مگر وہ ہوا ہو گیا یہ دوسرا واقعہ اور بھی پھوٹ بڑھنے کا ہوا جس سے پرتھی راج کے ۱۰۸ ساتھی راجاؤن مین سے ۶۵ رہ گئے اس باہمی پھوٹ نے حملہ آور کے لیئے راستہ صاف کردیا۔

پرتھی راج اگرچہ شجاع تھا لیکن عاقبت اندیش نہ تھا اپنا تمام زور و طاقت اپنے خاندان قنوج سے بیفائدہ جھگڑا کرکے برباد کی ایسے ناحق جھگڑون مین اسکے ایک سو آٹھ سرداران فوج مین سے چونسٹھ ضائع ہوے اس عداوت کا نتیجہ ہوا کہ بقول کشوری لال کایستھ مؤلف گلدستہ قنوج جے چندر نے پرتھی راج سے برہم ہو کر شہاب الدین غوری کو یورش ہندوستان کے لیے بلایا تھا اور خواجہ معین الدین چشتی نے بھی لکھا تھا۔

سلطان غیاث الدین غور کا بادشاہ اور اسکا چھوٹا بھائی شہاب الدین امیر لشکر اور حاکم غزنی تھا شہاب الدین غزنی کا انتظام کرکے ملک ہند کی تسخیر پر آمادہ ہوا اول لاہور کے بادشاہ خسرو ملک کو اسیر و دستگیر کرکے پنجاب پر قبضہ کرلیا اور ۵۸۷ ہجری مطابق ۱۱۹۱ء مین ہندو راجاؤنکی عملداری مین قدم بڑھایا اور قلعہ سرہند کو سر کیا اب سلطان مراجعت کی تیاری کر رہا تھا کہ رائے پتھورا کی لشکرکشی کا غلغلہ سنا خود پیش قدمی کرکے آگے بڑھا ادھر سے رائے کا لشکر پہونچا تلاوڑی کے میدان مین ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا جس وقت سلطان کی فوج راجپوتونکے قلب پر جھکی ہوئی تھی اسکا بایان و دایان بازو شکست کھا کر بھاگا مگر سلطان کچھ رفیقون سمیت میدان مین جما رہا کھانڈے رائے نے ہاتھی اس پر ریلا سلطان بھی گھوڑا جھکا کر بڑھا اور برچھے کا ایسا ہاتھ مارا کہ دانت توڑ کر اسکے منھ مین اتر گیا مگر سلطان کے بھی زخم کاری لگا قریب تھا کہ پشت زین سے جدا ہو جاے یہ کیفیت دیکھ کر ایک خلجی بچہ اس کے پیچھے ہو بیٹھا اور گھوڑے کو مہمیز کرکے دشمنون کے نرغے سے صاف نکال لے گیا پھر تو باقی فوج کے بھی قدم اکھڑ گئے اور یہ ہزیمت خوردہ لشکر تباہی کے بعد لاہور مین داخل ہوا چندے قیام کرکے سلطان نے غزنی کی جانب کوچ کیا اور وہان پہونچکر فراریونکو سخت سزائین دین یعنی گھوڑے کے توبڑے اُنکے منھ مین بندھوا کر شہر غور کے چارون طرف گشت کرایا جس سے یہ مطلب تھا کہ یہ لوگ آدمی نہ تھے گدھے تھے جن لوگون نے جو کھانے سے انکار کیا اُنکے سر قلم کردئے گئے سلطان نے بظاہر عیش و آرام کا نقشہ جمایا اور اپنے آپکو بے پروا بنایا لیکن خفیہ طور پر لشکر کی درستی اور سامان جنگ کے تہیہ مین شب و روز معروف رہا

رائے پتھورا غنیم کے خطرے سے فارغ البال ہو کر فتح کا نقارہ بجاتا اپنی راجدھانی مین آبیٹھا اور اس خیال سے

کہ مبادا ہیبتناک مخالفت افغانستان کہین پھر ظہور پکڑے تمام راجپوت راجاؤن کو متفق کرکے ایک جتھا زبردست جمع کیا اور رہنا شروع کیا اس مین وہ یہانتک کامیاب ہوا کہ جب شہاب الدین دوبارہ ہند پر آیا تو پرتھی راج کے ساتھ ڈیڑھ سو سے زیادہ راجپوت سردار مع اپنی فوجون کے تھے۔

سنہ ۵۸۸ ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۲ع مین شہاب الدین ایک لاکھ بیس ہزار[1] سوار جرار لیکر دوبارہ ہند پر حملہ آور ہوا لیکن سرداران لشکر سے اپنا منصوبہ پوشیدہ رکھا پشاور مین پہونچکر ایک بوڑھے سپاہی نے عرض کیا کہ خداوند اس لاو لشکر سے تو کسی بڑی مہم کے آثار نظر آتے ہین پھر امرا سے اس راز کے مخفی رکھنے مین کیا مصلحت ہے سلطان نے ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ سُن پیر مرد جسدن سے مین نے راجپوتون کے مقابلے مین زک پائی حریم دولت مین بستر کو پیٹھ نہین لگائی ہنوز وہ خون آلود پیراہن نہین بدلا جو لڑائی کے وقت میرے تن پر تھا آج تک اُن امیرونکا منھ نہین دیکھا جو مجھکو تنہا چھوڑکر بھاگ گئے تھے اب غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ یا تو دشمن سے انتقام لون یا سر میدان لڑکر جان دون پیر مرد نے دعاے خیر دیکر کہا صلاح وقت یہ ہے کہ امرا کی تقصیر معاف فرمائیے انکا رتبہ بڑھایے تاکہ آئندہ بیخبر و نہین اور پچھلے قصورون کی تلافی کرین سلطان نے اُسکی صلاح مان لی ملتان پہونچکر ایک دربار کیا لشکر کے سردارونکو جمع کرکے اُنکے حال پر مہربانی فرمائی اور اپنا منشا سمجھایا سب نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھکر عہد و پیمان کو تازہ کیا اب لاہور پہونچکر راے کے نام نامہ لکھا گیا کہ یا تو ہماری اطاعت قبول کرو یا جنگ و پیکار کے لیے تیار ہو جاؤ جب پیک سلطانی راے کے در دولت پر حاضر ہوا اور راے کو سلطان کی یورش کا حال معلوم ہوا تو خواب غفلت سے آنکھ کھلی رانی سُن یگتا بھی جسکی بدولت راے کی یہ نوبت پہونچی تھی بولی اے راجہ بزم عیش ختم ہوئی اب میدان رزم کو آراستہ کر اور ملک و ملت کو ترکونکی ترکتاز سے بچا الغرض راے نے سلطان کے سفیر کو سخت جواب دیکر رخصت کیا اور ہمہ تن جنگ کی تیاری مین مشغول ہوا عرصۂ قلیل مین لاکھون سورما راجپوت اُسکے جھنڈے تلے جمع ہوگئے پرتھی راج کو اسوقت جے چند کی مدد کا بسبب عداوت مطلق بھروسا نہ تھا تاہم اس زعم مین کہ ایک ہزار ہاتھی اور تین لاکھ سوار اور پیدل بے شمار اپنے پاس موجود ہین اور ڈیڑھ سو رجواڑونکی فوج کی اپنے ہاتھ مین کمان ہے ایک جے چند نہین ہے تو نہ سہی شہاب الدین کے مقابلے پر تیار ہوا جب کوچ کی ساعت نزدیک پہونچی رانی سُن یگتا نے اپنے ہاتھ سے زرہ بکتر پہنا ہتھیار بدن پر سجا راے کا آخری دیدار دیکھا اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اُدھر کوچ کے نقارے پر چوٹ پڑی ادھر رانی کا کلیجا ہل گیا راجہ اہل خاندان کو وداع کرکے راجپوت سردارونکے ساتھ رنجیت دروازے سے نکلا لشکر کو کوچ کا حکم سنایا اور منزل بمنزل تھانیسر کے میدان مین جا پہونچا دریاے سرستی کے وار پار دونون لشکر خیمہ زن ہوگئے پرتھی راج نے اپنی بے تعداد فوج کے مقابلے پر مخالف کی تھوڑی فوج دیکھکر ایک نامہ پُر تہدید بایں مضمون شہاب الدین کے نام روانہ کیا کہ اے بادشاہ غالباً تجھکو ہماری سپاہ کی تعداد معلوم ہوگئی ہوگی مگر اسکے علاوہ ہر روز اطراف و جوانب سے لشکر آتا جاتا ہے اور ہماری فوج مین شامل

[1] دیکھو فرشتہ صفحہ ۳۳ ۱۲ [2] دیکھو فرشتہ صفحہ ۳۳ بعض کتابون مین تین ہزار ہاتھی درج ہین ۱۲

ہوتا جاتا ہے اگر اس خوفناک حالت کو دیکھکر تجھکو اپنی حالت پر افسوس نہین آتا تو نہ سہی مگر اس نامراد فوج پر کہ جسکو تو اپنے ہمراہ لایا ہے ذرا رحم کر اگر تو ارادۂ بے جا سے پشیمان ہوکر واپس جانا چاہے تو ہم اپنے دیوتاؤن کی سوگند کھاکر وعدہ کرتے ہین کہ مسلمانونکی فوج کا تعاقب اور اُس سے کسی طرح کی مزاحمت نہ کرینگے - اور اگر تو نے ارادۂ جنگ ٹھہرایا ہے تو یاد رہے کہ ہماری بے تعداد فوج مع تین ہزار ہاتھی کے تیرے لشکر کو تباہ کردیگی بجواب اسکے شہاب الدین نے لکھا کہ جو نامہ میرے پاس پہنچا اُس سے نہایت مروت و شفقت ظاہر ہوتی ہے مگر واضح ہو کہ مین نے جو ہندوستان پر لشکر کشی کی وہ بحکم اپنے برادر کے کی پس اگر مین یہان کے حالات سے اُس کو پورا آگاہ کرون تو ضرور وہ مجھ کو تمھارے ساتھ اس شرط پر صلح کرنے کی اجازت دیگا کہ پنجاب اور ملتان ہمارا اور باقی ہندوستان تمھارا۔

پرتھی راج جواب پاتے ہی خوش ہوگیا اور اپنے لشکر مین فتح کا شادیانہ اور طبل بازگشتی بجوا دیا تمام لشکر نے کمرین کھولدین شہاب الدین نے اسی رات کو لشکر آراستہ کرکے دریا کو عبور کیا اور صبح دم طبل جنگ آبجایا اور اپنے قاتل دشمن کی فوج پر ٹوٹ پڑا راجپوتون نے آنکھ کھولی تو غنیم کو سر پر موجود پایا جب تک راجپوتون نے اپنے کو سنبھالکر درست کیا اُس وقت تک بے شمار لوگونکا شہاب الدین کے لشکر نے ستھراؤ کردیا تاہم کثرت افواج و فیل کے باعث پرتھی راج نے اپنے لشکر کو سنبھالا اور چاہا کہ شہاب الدین کی فوج کو ہاتھیون سے پامال کرے چنانچہ اس ارادے سے لشکر کو آگے بڑھایا۔ اس وقت شہاب الدین نے اپنے لشکر کے چار حصے کردئے تھے اور ایک کے ساتھ خود شامل تھا ہر حصہ باری باری سے حملہ کرتا تھا مگر دلاور راجپوت بھی ایسے جی توڑ کر لڑے کہ ترکون کے دل مین ہیبت بیٹھ گئی اب سلطان ظاہرا شکست کی صورت بناکر پیچھے ہٹا راجپوتون نے جو تعاقب شروع کیا تو اُنکی ترتیب درہم برہم ہوگئی اسوقت سلطان نے پلٹکر تازہ دم فوج سے پھر حملہ کیا لیکن یہ تدبیر بھی راس نہ آئی نہ فتح اور شکست کا کچھ فیصلہ ہوا جب ہوا نہایت گرم ہوگئی اور سورج سر پر آگیا تو راسے نے درختون کے سائے مین پناہ لی ڈیڑھ سو راجہ مہاراجہ اُسکے گرداگرد جمع ہوے سب نے تلوار و نیزہ پر ہاتھ رکھکر عہد و پیمان کیا اخیر دم تک لڑنے کی قسم کھائی شربت پیا پان کا بیڑہ چبایا تلسی کے پتے زبان پر دھرے پیشانی پر قشقۂ زعفرانی کھینچا اور ذرا دم لیا۔

اب کسی قدر دن ڈھل گیا تھا کہ سلطان غوری بارہ ہزار سوار خاصہ لیکر اپنی جگہ سے ہلا سوارون نے سرون پر مرصع خود بدن مین فولادی جوشن ایک ہاتھ مین تلوار ایک مین نیزہ باگین اُٹھائے کنوتیون سے کنوتیان ملائے دریائے مواج کی طرح اُمنڈ آئے اس پرزور حملے نے راجپوتی سپاہ مین کچھ ایسا زلزلہ ڈالا کہ یکایک ہوا پلٹ گئی چشم زدن مین کچھ سے کچھ ہوگیا وہ شاندار فوج جو پہاڑ کیطرح جمی کھڑی تھی دم کے دم مین تہ و بالا ہوگئی بڑے بڑے نامی گرامی سردار میدان مین کام آئے راسے پتھورا گرفتار ہوکر مارا گیا جب سردارون کا یہ حال ہوا تو بن سری فوج کیا کرتی اور کس کا سہارا پکڑتی جسطرف جسکا منھ اُٹھ گیا بھاگ نکلا اور اسی ایک لڑائی سے سلطنت اسلامیہ ہندوستان مین قائم ہوگئی شہاب الدین اپنے غلام قطب الدین ایبک کو ہندوستان مین چھوڑکر آپ غزنی کو لوٹ گیا پرتھی راج کا آخری معرکہ بمقام ترملی دریائے سرستی کے کنارے پر جو تھانیسر سے سات کوس تھا وقوع

مین آیا تھا جسکے ساتھ ہندوستان سے ہنود کی حکومت جاتی رہی مسلمانون نے بڑھکر اجمیر پر قبضہ کیا اور تقرر خراج گران ملک راجہ مقتول کے ایک رشتہ دار کو سپرد کیا۔

وقایع راجپوتانہ مین ہے کہ پرتھی راج کو شہاب الدین پکڑکے لے گیا تھا لیکن تھوڑے دنون کے بعد چند کبیشر کی سفارش سے کہ وہ راجہ کا قدیمی نمک خوار اور غمگسار تھا بادشاہ کو راجہ کی تیراندازی کا فن ظاہر ہوا کہ آنکھین بند کرکے آواز پر تیر لگاتا ہے بادشاہ کو شوق پیدا ہوا انجام کار ایک روز پرتھی راج کو جیل خانے سے طلب کرکے تیر و کمان دیا گیا کہ نشانہ لگائے اُسوقت کبیشر نے ہندی شعر مین راجہ کو یاد دلایا کہ یہ وقت حریف کے مارنے کا ہے راجہ نے سلطان سے پوچھا کہ اجازت ہے سلطان نے کہا کہ ہان بفور سماعت آواز راجہ نے بادشاہ کو تیر کا نشانہ بنایا تب اُسی کبیشر نے اول اُسیوقت راجہ کو قتل کیا پھر اپنے آپکو ہلاک کیا تاکہ دشمن بے عزتی اور اذیت سے نہ مارین۔ اس قصے سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخی معاملات ایسی ہی گپ شپ اور لغو تحقیقات پر مبنی سمجھے گئے ہین۔ کیا اتنی چھوٹی سی عقل پر شہاب الدین نے لاکھون سورما راجپوتون سے میدان کارزار گرم کیا شہاب الدین کو ہندی شاعری سے کیا مس تھا کہ چند جیسے شعرا اُسکی خدمت مین بار پا سکتے اصل حال یہ ہے کہ جب وہ سنہ ۶۰۲ ہجری مطابق سنہ ۱۲۰۶ع مین گکھڑون کی گوشمالی کرکے لاہور سے غزنی کو لوٹ رہا تھا اور دوم شعبان کو دریاے نیلاب عرف اٹک دریا سندھ کے کنارے پہونچا اور بمقام دہمیک مین پانی کے کنارے ٹھنڈی ہوا سے تر و تازگی حاصل کرنے کے لیے ڈیرا کھڑا کرایا۔ کفار گکھڑون مین سے بیس آدمی جن کے باپ دادا سلطان کے حملون مین مارے گئے تھے اور اُس قوم کے بہت سے آدمی سلطان کی ترغیب سے مسلمان بھی ہوگئے تھے کیونکہ وہ کسی دین و مذہب کے پابند نہ تھے شہاب الدین کے قتل پر آمادہ ہوئے شب سوم ماہ شعبان کو آدمی رات کے وقت دریا سے پیرکر خیام سلطانی مین داخل ہوئے اور اُنمین سے ایک آدمی سلطان کے سراپردے کے پاس آیا اور دربان کو چھری سے زخمی کرکے بھاگ گیا شور و غل ہوا تو تمام آدمی حتے کہ خدمتگار تک بھی سلطان کے پاس سے آکر وہان جمع ہوگئے اُس وقت گکھڑون نے جو گھات مین تھے سراپردے کی ایک شق کو چھری سے پھاڑا اور اندر گھس گئے جنکے ہاتھون مین تیر اور چھریان تھین سلطان کے پاس دو ترکی غلام موجود تھے وہ گھبراکر بدحواس ہوگئے گکھڑون نے ۲۲ زخم چھریون کے پہونچاکر سلطان عالیجاہ کو شہید کر دیا۔ جیسا کہ تاریخ فرشتہ وغیرہ مین لکھا ہے۔

اس عقل کے دعی کو یہ بھی خبر نہین کہ جنگ پرتھی راج سے دوسری سال شہاب الدین راجہ جے چند والی قنوج کی خبر لینے کو پھر ہندوستان مین آیا جے چند نے بہت بڑی سپاہ اور بہت سے ہاتھیون کے ساتھ چندوار کے حدود مین سلطان کا مقابلہ کیا سلطان نے سنہ ۱۱۹۳ مطابق سنہ ۵۸۹ ہجری مین اُسکو پوری شکست دیکر اٹاوے کے اُتر سے بنارس تک اپنے قبضے مین کرلیا تاریخ حقی مین لکھا ہے کہ اس موقع کی غنیمت مین چھ سو چند ہاتھی سلطان کے ہاتھ آئے۔ قطب الدین ایبک جو دراصل شہاب الدین کا غلام تھا اور اُسوقت فوج شاہی کا کمانڈر انچیف تھا اُسنے دہلی اور کویل اور بڑے بڑے راجپوتون کی دارالریاستون کو

قبضے مین لاکر ہند مین اپنا تسلط کر لیا - اسکی لیاقت اور وفاداری پر شہاب الدین کو اسقدر بھروسا تھا کہ وہ خود اپنے ملک کو چلا گیا اور قطب الدین کو ہند کا نائب السلطنت مقرر کر گیا -

جو فتوحات ہندوستان مین شہاب الدین کو نصیب ہوئین وہ سلطان محمود کی فتوحات سے بہت زیادہ تھین جس زمانے مین شہاب الدین نے وفات پائی تو اسوقت مالوہ اور بعض آس پاس کے ضلعون کے علاوہ خاص ہندوستان اسکے قبض و تصرف مین تھا اور سندھ اور بنگال یا مطیع ہو چکے تھے یا جلد جلد مطیع ہوتے جاتے تھے باقی گجرات مین بجز اس قدر قبض و تصرف کے جسقدر کہ اسکے دارالامارت کے قبضے سے معلوم ہوتا ہے پورا پورا قبضہ نہ تھا اور ہندوستان کا بہت سا حصہ اسکے سردارون کے تحت حکومت تھا اور کچھ تھوڑا حصہ باجگذار راجاؤن کے قبض و تصرف مین تھا اور یہ صرف اُس کے لوگون کی سہل انگاری اور تغافل شعاری تھی کہ جنگلون اور بعض بعض پہاڑون پر قبضہ نکیا -

ہندو فرمان رواؤن کے خاندانونکی اصلیت

جب کسی خاندان کا پتا ایک معلوم حد تک پہونچکر رہ جاتا ہے تو پرانی باتون پر فخر کرنے والے لوگ آسمانی پیدائش بننے کو چاند اور سورج وغیرہ سے سلسلہ جا ملاتے ہین لیکن کرنل جیمس ٹاڈ نے تاتاری مؤرخ ابوالغازی اور پرانون کے بیان کو مطابق کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ابتدا مین اکثر لوگ مختصر لفظ اور کسی شاندار چیز پر یہ نام رکھا کرتے تھے جیساکہ ایلا یعنی زمین اکشواک کی بیٹی کا نام ہے اسیطرح وہ بیان کرتا ہے کہ ایک ستارے کے نام پر مغل یعنی منگل (مریخ) ایک قدیم تاتاری سردار کا نام تھا جسکے بیٹے اوگز کی اولاد چھ شخص ہوے اُن مین سے ایک کین یعنی سورج دوسرا آئی یعنی چاند اور باقی زمین پانی ہوا اور آگ کہے جاتے تھے انھین کی نسل مین سورج بنسی - چندر بنسی اور اگنی کُل کے چھتری یعنی پرمار - چوہان - سولنکی اور پریہار ہو نگے - مغل چینی اور فرنگستانی قومین انھین کی رشتہ داری کا دعوے کرتی ہین -

تمام سورج بنسی راجپوت رام کی نسل سے ہین اور اقوام بھاٹی و جاریجا جو تمام ریگستان ہند مین ستلج سے سمندر تک پھیلی ہوئی ہین بیان کرتی ہین کہ ہم خاندان چندر بنسی بدھ و کرشن سے ہین - خاندان سورج بنسی کے بانی اکشواک نے سب سے اول کوہ قاف کیطرف سے ہندوستان مین وارد ہوکر اجودھیا کو آباد کیا اور وہان اپنا راج قائم کیا چونکہ اسکے بزرگ کا نام سورج تھا اسلیے اُسکی نسل سورج بنسی کہلائی دوسرے بیانات سے پایا جاتا ہے کہ اکشواک تاتار سے نہین بلکہ مصر سے آیا تھا تیسری روایت یہ ہے کہ برہما کا بڑا بیٹا مریچ تھا اور مریچ کا بیٹا راجہ کشیپ ہوا راجہ کشیپ کا بیٹا راجہ بوسوان معروف بہ سورج ہوا اس راجہ سے خاندان سورج بنسی نکلا ہندی مین اولاد اور نسل کو بنس کہتے ہین - اکشواک کے بعد بدھ جسکو مرکری بھی کہتے ہین اور وہ کسی شخص اندو یعنے چاندنامی کی اولاد مین تھا تاتار یعنی وسط ایشیا سے جو ہندوؤن کا قدیمی وطن ہے ہندوستان مین آیا اور اکشواک کی بیٹی ایلا کو زوجیت مین لیا اس عورت سے

جو اسکے اولاد ہوئی وہ چندر بنسی کہلائی جسکو سوم بنسی بھی کہتے ہین اہل یورپ کے اکثر مؤرخ کہتے ہین کہ اکشواک
کی ابتدا سے لیکر رام کے وقت تک ستاون راجہ اودھ مین ہوئے ہین اور وہ سنہ عیسوی سے دو ہزار برس یا
دو ہزار دو سو برس پہلے ہندوستان مین داخل ہوا تھا اور قبل بارہ سو برس سنہ عیسوی کے رام کا عہد تھا
بنٹلی صاحب نے رام کے زایچے کو جو کہ دال میکہ نے لکھا ہے خوب غور سے ملاحظہ کرکے اُنکے عہد تولد کو سنہ عیسوی
سے نو سو اکسٹھ برس پہلے ٹھہرایا ہے - لو فرزند کلان رام سے لیکر سومتر اخیر راجہ مندرجہ پُران تک ۵۶ راجہ
سورج بنسی نسل مین ہوئے ہین سر ولیم جونس کی فہرست مین بجاے ۵۶ کے ۵۷ درج ہین سومتر کی وفات کے بعد سے
سورج بنس کا راج گنگا پر سے ملکون مین سے جاتا رہا چندر بنسی کا دارالحکومت مرکری کے وقت مین یا چند روز
کے بعد پراگ تھا جسکو اب الہ آباد کہتے ہین اندر پرستھ کو بھی اولاد مرکری اور ایلا نے تعمیر کروایا تھا بعض نے لکھا ہے
کہ جدھشٹر نے اندر پرستھ کو جمنا پر بنایا تھا نام اُسکا آٹھوین صدی مین بدل کر دہلی مقرر ہوا سورج بنسی اور
چندر بنسی خاندانون کی سرحد اودھ اور الہ آباد جو ایسی نزدیک تھی اُس سے یہ بات دریافت ہوتی ہے کہ
سورج بنس اور چندر بنس راجون کا ملک بہت بڑا نہ تھا سورج بنس کی دو نسلین پھیلین ایک اودھ مین راج
کرتی تھی اور دوسری متھلا یعنی ترہت مین لیکن چندر بنس جو مرکری سے پیدا ہوا تھا اسکی چھ نسلین ہوکر قریب
قریب سارے شمالی ہندوستان پر راج کرتی تھین اور پھر انمین سے خاندان جادو نے متھلا کو بھی لے لیا تھا - بدھ
یعنی مرکری کے پوتے ییاتی کے تین بیٹے تھے (۱) اُرو (۲) پرو (۳) یدو پہلا بیٹا کچھ مشہور نہین ہوا - پانڈو
جو کہ مہابھارت کی لڑائی مین اورون سے زیادہ مشہور ہین پرو کی نسل مین تھے یدو کی اولاد یادو یا جادو
کہلاتی ہے یدو کی نسل مین دو بھائی کرشن اور بلدیو یا کہ بلرام جو کہ جدھشٹر کے ہمعصر تھے بہت نامی ہین جدھشٹر
بھیم - ارجن - نکل اور سہدیو یہ پانڈو کہلاتے ہین کیونکہ انکے باپ کا نام پانڈو تھا - تمام اقوام جو بنام سورج بنسی
نامزد ہین اپنے تئین رام کے بیٹے کش کی نسل سے بیان کرتی ہین مثلاً والیان میواڑ و جیپور و مارواڑ
و بیکانیر و کشن گڑھ و ریلام و ایڈر و الور اور انکے بے شمار فرقے اپنے تئین اولاد رام مین ظاہر کرتے ہین
اور خاندان جیسلمیر و کچھ بھج یعنی اقوام بھاٹی و جاریجا یعنی خاندان قرولی یعنی قوم جادو خاندان چندر بنسی
کے بدھ و کرشن تک اپنا سلسلۂ نسب پہونچاتے ہین - ان دونون خاندانون مین کہ باہم رقیب تھے ہمیشہ
لڑائی ہوتی رہی ان لڑائیون کا حال پُرانون اور رامائن مین درج ہے - چندر بنسیون کی دو شاخون کورون
اور پانڈون کے درمیان کہ دونون چچازاد تھے حضرت مسیح سے چودہ سو پچاس برس پہلے پنجاب مین تھانیسر
کے قریب کورو کھیتر کے میدان مین جسے آج کرنال کہتے ہین مہابھارت کی جنگ عظیم واقع ہوئی تھی پانڈون کے
بڑے رفیق سری کرشن تھے جن کی مدد سے پانڈو کی فتح ہوئی -

راجپوت اور اُنکے خاندان

ہندوؤنکی ابتدائی چار قسمون مین دوم قسم یعنی چھتریون کی ایک شاخ راجپوت ہین لفظ راجپوت کے معنے ہین

راجاؤن کے بیٹے ان راجپوتون مین سے بعض تو پرانے زمانے کے چھتری راج کمارونکی نسل مین سے تھے جو آرین تھے اور باقی اُن قومونکے راجکمارونکی اولاد مین سے جو آرین کے بعد شمال کی جانب سے ہندوستان مین آئے اور یہین ٹھہر گئے پھر صدیون تک رہتے سہتے ہندو ہی بن گئے پرانے زمانے کے چھتریونکی طرح انکی ذات بھی اور ہندوون سے جدا اور ممتاز تھی وہ شاہی نسل سے تھے اور حکمرانی اور جنگجوئی انکا کام تھا نہ تجارت یا کھیتی باڑی۔ وہ بہت سی قومون یا گروہون مین منقسم تھے انمین سے ہر ایک قوم کے لوگ ایک دوسرے کے رشتہ دار ہوا کرتے تھے ہر قوم کا ایک سردار یا راجہ ہوتا تھا اپنے سردار بلکہ اپنی قوم کے کسی آدمی کے لیے بھی لڑنے اور مرجانے پر راجپوت تیار ہوتا تھا یہ لوگ پشتہا پشت سے سپاہی پیشہ ہین اور عمر تمام اپنی سپہ گری مین بسر کرتے ہین اگرچہ اور لوگ رسومات مذہب کے اختلاف سے الگ الگ گروہ ہوگئے مگر معاملون مین ملے جلے رہتے تھے اور معمولی حاکمون کے سوا کوئی خاص سردار اُنکا نتھا۔ مگر راجپوتونکی قوم ایسی تھی کہ وہ مان کے پیٹ سے سپاہی پیدا ہوتی تھی اور ہر گروہ آنکا موروثی سردار اپنا رکھتا تھا اور ہر گروہ کا چال چلن اور رنگ ڈھنگ الگ الگ تھا اور چند در چند علاقون کے باعث سے ہر گروہ کا ہر شخص اپنے سردار اور ایک دوسرے کا پابند ہوتا تھا اور قومی علاقون سے تعلقات مذکورہ کو نہایت تقویت پہنچتی تھی اسلیے راجپوتونکی مختلف قومونکے خاص سردار راجہ سے وہ تعلق رکھتے تھے جو راجپوت اُن خاص سردارون سے رکھتے تھے تو راجہ اور سردارون اور سپاہیون کا ایسا جمگھٹ ہوگیا تھا کہ وفاداری اور رشتہ داری اور سپہ گری اور نام آوری کے خیالون سے اتفاق کی نہایت عمدہ صورت بندھی تھی علاوہ اسکے وہ طریقہ اُس اتفاق کا زیادہ ممد اور معاون تھا جو جاگیرین دینے کا وہان جاری تھا اور ان باتون سے عالی نسبی اور بلند ہمتی اور دلاوری کے خیالات اُن لوگون مین بہت زور شور سے پیدا ہوے اور آنکی بہادری کی ترنگون کو ڈھاڑی بھاٹ اپنی کڑکون سے قائم رکھتے تھے اور فخر و عزت کے قصون اور عشق و محبت کے جھگڑون سے بہادری انکی بھڑکتی رہتی تھی اور عورتونکے ساتھ ایسے ادب سے پیش آتے تھے کہ بلاد مشرق مین کوئی قوم ایسا ادب نہ کرتی تھی اور اپنے دشمنون کے ساتھ بھی عزت کے برتاؤ برتتے تھے اور رسوم اور قاعدون کے توڑنے کو بڑی بے عزتی سمجھتے تھے قدیم راجپوتون کے عمدہ وصفون مین وہ سادگی پائی جاتی تھی جو اور قومون سے الگ تھلگ رہنے مین پیدا ہوتی ہے اور یہی باعث تھا کہ فنون سپہ گری اور کارپردازی کی لیاقت مین اُن لوگون سے بھی نہایت کم تھے جن کے خیالون مین ویسی عمدہ باتین نہ آتی تھین جو اُنکے خیالون مین سمائی ہوتی تھین راجپوتون کے مختلف قومونپر منقسم ہونے کا ایک اثر یہ تھا کہ اگرچہ حال اُنکا خانہ بدوش لوگونکا سا نہ تھا مگر جبکہ غنیم کے زور و دباؤ سے اپنے مکانون کو چھوڑنے پر مجبور ہوتے تھے تو غول کے غول تاتاریون کی مانند اپنے مکانون کو چھوڑتے تھے اور جہان کہ وہ جاتے تھے وہان بھی غول کے غول جا کر بستے تھے اور نئی اراضیات کو اسی مناسبت سے آپسمین تقسیم کرتے تھے جسطرح پہلے اُنکے قبض و تصرف مین ہوتی تھین۔ غرضکہ تبدیل مکان کے سوا اسطرح کی تبدیل و تغیر واقع نہوتی تھی۔

اگلے زمانے مین یہ لوگ ابتداے عمر سے افیم کھانے کے عادی ہوتے تھے اور اُسکے بڑے بڑے اتنے کھاتے تھے اور لڑائی کے دن تو یہ معمول سے دُگنی افیم کھاکر ایسے مدہوش ہوجاتے تھے کہ بے فکر و اندیشہ اپنے آپکو ہر ایک جان جوکھون کے کام مین ڈالدیتے تھے یہ افیون کے نشے مین جھومتے ہوئے مرنے کے یقین سے ایک دوسرے سے بغلگیر ہوکر رخصت ہوا کرتے تھے لڑائی کے وقت یہ لوگ شاید اتنی بات کے محتاج تھے کہ کوئی انکا بیٹر و اور لڑانے والا ہو۔ اُن راجپوتون کی خاکستر پر جو معرکۂ جنگ مین کام آتے تھے ایک ستون بلند تعمیر کروایا جاتا تھا اور تمام جوار مین اسلحہ کی سماد جابجا موجود ہین مارا جانے والا جوان اپنے گھوڑے پر سوار اور آلات بچھر پر کھدا ہوتا ہے اور اُسکی عورت کی تصویر بھی جو اُسکے ساتھ ستی ہوتی ہے مع تصاویر آفتاب و ماہتاب بہ چپ و راست کھدی ہوئی ہوتی ہین چاند سورج اس بات کی علامت ہین کہ انکی شہرت و ناموری فانی نہین بلکہ جاودانی ہے۔

راجپوت مثل اپنے گھوڑے کے اپنے آلات حرب کی بھی پرستش کرتا ہے وہ فولاد کی قسم کھاتا ہے اور اپنی ڈھال۔ تلوار۔ برچھی اور خنجر کو سجدہ کرتا ہے۔

خاندان راجگان جسے راج کُل کہتے ہین تعداد مین علے العموم ۳۶ مشہور ہین ہر ایک کُل یعنی نسل کا گوترا چار یعنے قاعدہ خاندانی یہ تشریح رسمیات مخصوص و عقائد مذہبی و مسکن قدیم ہوتا ہے اگرچہ آپ گوترا چاریہ کا استعمال صرف بھاٹون پر منحصر ہوگیا ہے مگر لازم یہ ہے کہ ہر ایک راجپوت کو معلوم ہو مگر اس جہل کے زمانہ مین تو یہ کیفیت ہوگئی ہے کہ اگر کسی رئیس سے گوترا چاریہ پوچھا جاے تو اپنے بھاٹ کو نشان دیگا کہ یہ جانتا ہے قرب و بعد خاندان کے دریافت کا یہی ذریعہ ہوتا ہے اور رسمیات رشتہ داری مین اسی کی پابندی ہوتی ہے اور جہان کہین تفرقۂ زمانہ سے اختلاف واقع ہو جاتا ہے اسی کے ذریعہ سے اُسکا دفعیہ ہوتا ہے اکثر کُل ساکھا یعنی شاخون پر منقسم ہوتے ہین بعض کُلون مین ساکھا نہین ہین وہ ایکا کہلاتے ہین چنانچہ ایک ثلث کُل ایکا ہین۔

چھراسی اقوام تجارت پیشہ راجپوتون سے نکلی ہین۔

ابتدا مین صرف دو کل تھے ایک سورج بنسی کُل اور دوسرا چندر بنسی کُل۔ اُن مین چار اگنی کُل شامل ہوکر چھ کُل ہوے دیگر کُل سورج بنسی اور چندر بنسی کلونکی شاخین ہین چوہانون کا بڑا بھاٹ چند کہتا ہے کہ ۳۶ کلون مین سے اگنی کُل سب سے بڑا ہے دیگر کُل عورتون سے پیدا ہوئے تھے مگر انکو برہمنون نے پیدا کیا ہے۔

بہت راجپوت قومین دائرۂ اسلام مین داخل ہوگئی ہین جن مین سے بہت سے راجپوتون نے ابتک ہندوانی رسم و رواج کو بالکل ترک نہین کیا۔ جہانگیر اپنے تزک مین گجرات اور اُسکے نواح کے لوگون کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے کہ اُنمین سے کچھ لوگ ہندو اور کچھ مسلمان ہین مسلمان بھی ہندوؤن کے رسم و رواج کے پابند ہین ان لوگون مین ایک عجیب بات یہ ہے کہ ہندو مسلمانون مین عام طور پر شادیان ہوجاتی ہین یہ تمام ملکانہ راجپوتون کا حال ہے۔ یہ لوگ صرف واعظان اسلام کی ابتدائی ہدایت سے اس مذہب مین داخل ہوے پھر کسی نے زیادہ توجہ انکے حالات پر نہین دی اس لیے بعض بعض انمین سے نیم مسلمان اور

نیم ہندو سے رہ گئے۔

تنبیہ کھتری کہتے ہین کہ ہم چھتری تھے اور ابتدا مین راجونکی اولاد تھے ہمارے بزرگون کی اولاد جو کنیزون سے ہوئی وہ غالب آئی ہمارے بزرگون کو ریاست سے خارج کیا اُنھون نے جب دیکھا کہ قابو کچھ نہین رہا تو تجارت کرنے لگے اور چھتری کھتری کہلانے لگے تاریخ مالوہ مین اسیطرح لکھا ہے آئین اکبری مین لکھا ہو کہ چھتری آجکل کھتری کے نام سے مشہور ہین۔

سورج بنسی اور چندر بنسی کی اصلیت

انکی اصلیت کے باب مین ایک تو قول اوپر مذکور ہو چکا کہ ایک قدیم تاتاری سردار مغل یعنی منگل نامی کی اولاد مین سے ہین جسکے بیٹے کین کی اولاد سورج بنسی ہین اور آیو کی اولاد چندر بنسی۔ دوسرے بیانات سے پایا جاتا ہے کہ سورج اول بانی سلطنت مصر سے ۲۳۰ بادشاہ تخت سلطنت مصر پر بیٹھنے کے بعد مینو یا مینس کے بیٹے اکشواک نے سب سے اول بجانب مشرق سفر کیا اور ہندوستان مین وارد ہوکر اجودھیا کو آباد کیا اور وہان اپنا راج قائم کیا اُسکے بزرگ کا نام سورج تھا اسلیے اُسکی نسل سورج بنسی کہلائی۔

اکشواک کے بعد بدھ جسکو مرکری بھی کہتے ہین اور وہ کسی شخص آنڈ و یعنی چاند نامی کی اولاد مین تھا ساکا دیپ یعنی وسط ایشیا سے ہند مین آیا اور اکشواک کی بیٹی ایلا سے جو اُسکے اولاد ہوئی وہ چندر بنسی کہلائی۔

ہندو خود بیان کرتے ہین کہ ہم مغرب یعنی کوہ قاف سے آئے ہین اور دریاے جیحون اضلاع وسط ایشیا سے نکلے ہین اور سورج بنسی اور چندر بنسی دعوے کرتے ہین کہ اسی سرزمین مین کہ مقدس سومیرو واقع ہے اور اسی پہاڑ سے وہ بجانب مشرق نقل مکان کرکے ہندوستان مین آے تھے۔ انکی پُران سے واضح ہوتا ہے کہ خاندان سورج بنسی جسکا سردار اکشواک تھا وسط ایشیا سے اول اول ہند مین داخل ہوکر وہان مسکون ہوا لیکن بنا چاری بدھ یعنی مرکری کو اُسکا ہمعصر قرار دیتے ہین یہین وجہ کہ یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ اضلاع دور دراز سے آیا اور اُسنے ایلا دختر اکشواک کو زوجیت مین لیا اور اہل تحقیق نے حساب سے معلوم کیا ہے کہ خاندان سورج بنسی و چندر بنسی نے ۲۲۵۶ سال پیشتر حضرت عیسے کے یا ڈیڑھ سو سال بعد طوفان نوح کے ہندوستان مین حکومت شروع کی۔

جس وجہ سے ہمکو راجپوتون کے واقعات کی تاریخ قائم کرنے کی توقع کرنی چاہئے تھی وہ اُن فہرستون سے ممکن تھی جو بڑے نامی راجاؤنکے دو ہمسر خاندانون یعنی سورج بنسی اور چندر بنسی کی لکھی ہین جنھون نے گنگا جمنا کے دو آبے اور اجودھیا کی سلطنتو کی بنا قائم کی اُن مین سے کسی نہ کسی سے قدیم ہندوستان کے تمام راجاؤنکے خاندان برآمد ہوئے ہین۔ سر جونس کے حساب کے مطابق ہم تین ہزار یا نسو برس قبل مسیح علیہ السلام تک زمانے کا حال معلوم کرسکتے تھے لیکن خود ان فہرستونکے بیان مین ایسا تناقض ہے کہ اُسکے سبب سے کسی پر اعتبار نہین ہو سکتا۔

راجپوتون کی نسلین

ہندوون کے عہد جدید کے بعد راجپوتون کا زمانہ آیا جسکا مطلب یہ ہو کہ اسوقت مین راجپوت راجہ سارے ہندوستان پر حکمران تھے اور اس وقت نئے ہندو دھرم نے سب ہندوؤن کے دلونمین اچھی طرحسے گھر کرلیا۔ راجپوتون کی بڑی نسلین یہ ہین (۱) سورج بنسی (۲) چندر بنسی (۳) پرمار (۴) پرہار (۵) سولنکی (۶) چوہان۔

پچھلے چارون خاندان آگ کی پیدائش سمجھے جاتے ہین اسلیئے اگنی کُل یعنی آتشی نسل کہلاتے ہین یہ راجپوت عمدہ انسانی پیدائش سے عار کرکے اسقدر اڑنے لگے کہ خود کو آسمانی اولاد قرار دیئے جانے بغیر انھون نے صبر نہ کیا اور جن کا سلسلہ کہین ناتمام رہا انھون نے آگ پانی اور شیطان و سانپ وغیرہ کی نسل مین ہونے کو اپنا فخر سمجھا اس کا سبب یہ ہو کہ جب انکو جابجا پریشان پھرنے اور سابقہ حالات معلوم نہ رہنے سے جہالت نے گھیرا تو نئی جگہ صاحب اختیار ہونے پر انکے خوشامدی ثناخوان لوگون نے جسطرح کا جوڑ توڑ بتا دیا اسی کو انھون نے قدیم ہونے کے خیال سے خوشی کے ساتھ مان لیا اور زبردز زمانے کے نیک و بد کی پہچان بڑھنے سے اصلیت خاندانی کو نسل انسان مین ہی بہتر جاننے لگے۔

منو کا قول ہو کہ خاندانہاے ذیل چھتریون کے بوجہ ترک رسوم مذہبی اور نہ ملنے برہمنون کے رفتہ رفتہ چوتھے برن یعنی شودر سے بھی بدتر ہوگئے۔ یعنی پانڈرک۔ ڈرس۔ ڈراور۔ کمبوج۔ یون۔ ساک۔ پاردا س۔ پہلا وا۔ چینا۔ سرات۔ دراو۔ کھاسیا۔

اب ہم راجپوتونکے خاندان کی تفصیل پیش کرتے ہین۔

سورج بنسی خاندانون کی تفصیل ذیل مین دیکھو

(۱) گہلوت

آئین اکبری مین یہ لفظ کاف فارسی کے کسرے اور ہا کے سکون اور لام کے فتحہ اور واؤ کے سکون اور تاے فوقانی کے فتحہ سے آیا ہے دوسری جگہ ہا کو کسرہ اور لام کو ضمہ نظر سے گذرا ہے۔

حسب اقبال عوام الناس وغیرہ بموجب گوتر نسل کے راجپوت اس نسل کے خاندان سورج بنسی راما کی خاص اولاد مین سمجھے جاتے ہین رام سے لیکر سمترتک جسکا پرانون کے اخیر کرسی نامے مین ذکر ہے پشتین ملائی گئی ہین رام سے چھپین اور بقولے ستاون پیڑھی کے بعد راجہ سمتر کے مرجانے پر اس گھرانے کا دخل شمالی ہندوستان سے اٹھ گیا۔ اس راجہ تک سورج بنسی اپنے نسب نامے ہو پہنچاتے ہین مہابھارت مین بھی اس سمتر کو راجہ رام چندر کے بیٹے کش کی نسل مین لکھا ہو۔ شہر اجودھیا جو ملک اودھ مین واقع ہے ایک نامعلوم مدت دراز سے مہاراجہ بکرماجیت کے عہد تک سورج بنسیون کا پایہ تخت تھا مگر پھر بسبب غلبہ فتوحات ملک مہاراجہ موصوف کے اس خاندان کی

سلطنت جاتی رہی اور اسکی شاخین تتر بتر ہوکر دوسرے ملکون مین چلی گئین - اُن مین سے ایک گجرات مین آئی
پس راجہ کنک سین کے وقت سے جسنے سنہ عیسوی سے دوسری صدی مین اپنی قدیم سلطنت کوشلا عرف اجودھیا
واقع ملک اودھ کو چھوڑکر سوراشٹر مین جو قدیمی نام علاقہ کاٹھیاواڑ کا ہے سورج بنس کا راج قائم کیا جو انقلاب نقل
ممالک ہوے لکھے جاتے ہین اُس نے موقعہ براٹ پر کہ پانڈوونکے بن باس کا مشہور مقام ہے اپنی ریاست قائم کی اسکی
اولاد مین سے بجے نے چند پشت کے بعد بجے پورہ آباد کیا اور اُس کا خاندان بلبھی راج کا فرمان روا ہوا اور بکرماجیتی
سمبت ۳۷۵ کے مطابق بلبھی سمبت جاری ہوا خاندان سوراشٹر کی تین چار سو برس تک بلبھی مین حکومت رہی گجنی
جسکو گنال بھی کہتے ہین اُن کا دوسرا دارالریاست ہوا جہان کے اخیر راجہ سلادت پر ایران کی طرف سے فوج کشی
ہوئی جسکا حال تاریخ مالوہ مین منشی کریم علی نے لکھا ہے کہ یہ فوج کشی ایران کے بادشاہ نوشیروان کیطرف سے ہوئی تھی
کہ اسکا بیٹا جہاز و نیز فوج لیکر آیا سورت مین راجہ سلادت سے لڑائی ہوئی ایرانیون نے فتح پائی فتح کے بعد
ایرانیون نے قتل عام کیا جسے پایا اُسے مار ڈالا یہانتک بے رحمی کی کہ ایک برس کے بچے سے سو برس کے بوڑھے تک
کی جان نہ بچی سلادت کی رانی اس خاندان مین سے زندہ رہی جو قید ہوکر شاہزادے کے پاس لائی گئی شاہزادے
نے اسکو حسین پاکر اپنی حرم سرا مین داخل کیا ہم بستری کے بعد شاہزادے سے یہ رانی حاملہ ہوگئی جب شاہزادہ
ایران کو واپس ہونے لگا رانی کا دل اپنا ملک چھوڑنے کو نہ چاہا اپنے زاد و بوم کی محبت نے اُسے ایران جانے سے
روکا اور پردیس کے سفر کا نام سنکر گھبرائی اپنے وطن مین رہنے کی فکر کی کسی تدبیر سے نکل بھاگی پہاڑ کے غار مین
جا چھپی اُس غار مین فرزند نوشیروان کے نطفے سے بیٹا جنی اور یہ وہی لڑکا ہے جو گیہشوادت کہلاتا ہے پس مآثر الامرا
وغیرہ مین جو لکھا ہے کہ جب ایران کا آخری بادشاہ یزدگرد عربون سے شکست کھاکر مارا گیا اور اُسکی سلطنت برباد ہوگئی
تو اُسکی ایک دختر بھاگ کر ہندوستان مین آئی اور بلبھی بنس مین مل گئی یہ حکایت اُس اگلی روایت سے بگڑکر بنی ہوئی
معلوم ہوتی ہے بہر صورت گیہشوادت اور اُسکے جانشینون نے دو سو برس کے قریب ایڈر مین راج کیا اُسوقت
سروہی کا علاقہ بھی اُنکے قبضے مین رہا - بعد اسکے ایک اور حملہ دشمنون کا اثر ہوا اور وہان سے بھی نکالے گئے
انہین سے آشادت نے جو گیہشوادت کی چوتھی پشت مین تھا مقام اہاڑ یا آڑ واقع میواڑ اور بقولے مقام آنندپورہ
اہاڑ واقع میواڑ مین قیام کیا جہان سے یہ لوگ اہاڑیہ کہلاے یہ لفظ راے ثقیل سے اہاڑیہ بھی نظر سے گذرا
ہے - پھر اُس کی چوتھی پشت مین باپا نے شروع آٹھوین صدی عیسوی مین چتوڑ لیا جسکے پوتے بیٹے گہل کے
نام سے یہ نسل گہلوت کہلائی - باپا راول کی اولاد مین سے شروع چودھوین صدی عیسوی مین بڑے
بھائی ماہپ نے چتوڑ کی گدی سے محروم ہوکر بزور بازو میواڑ کے جنوبی علاقے مین پرمار نسل کے موری رئیس
سے ڈونگرپور حاصل کیا اور ابتک بلقب اہاریہ اُس پر قابض ہین جسکی چھوٹی شاخ مین سے شروع سولھوین صدی
عیسوی مین پرتھی راج کے چھوٹے بھائی جگمال نامی کو بانسواڑے کی علحدہ ریاست ملی

(۲) سیسودیہ نسل

ماہپ کے چھوٹے بھائی راہپ نے بہادری سے اپنے بزرگون کی راجدھانی چتوڑ کو دوبارہ حاصل کیا اور منڈور واقع مارواڑ کے رانا موکل پریہار کو جو اسکے خاندان کا دشمن تھا گرفتار کرکے اسکا رانا خطاب اپنے نام پر داخل کیا۔ راہپ نے ایک سیسودا گانون بساکر اُسمین رہنا اختیار کیا تھا جہان کہ اُسکو ایک سسہ یعنی خرگوش شگون کے طور شکار ہوا تھا اور ایک بیان ایسا بھی ہے کہ بیشتر راجپوت لوگ شراب سے بڑا پرہیز رکھتے تھے اتفاقاً ایک سخت بیماری مین کسی طبیب نے رانا راہپ کو دوا کے شامل شراب پلادی جسکا حال دریافت ہونے پر وہ رنج کے مارے گرم سیسہ نگل کر مرگیا اسکے بعد چتوڑ کی گدی پر بیٹھنے والون کا خطاب راول کے عوض رانا ہوا اور اُن کی عام قوم سیسودیہ کہلائی اور سیسودیہ خاندان گہلوت اور اہاریہ دونون پر فائق ہوا۔ اگرچہ اب ساری نسل سیسودیہ کہلاتی ہے مگر گوتون یعنی نسلون مین گہلوت ہی شمار کیا جاتا ہے۔ خاص سیسودیہ نسل مین اودیپور اور پرتاپ گڑھ کے رئیس اور اہاریہ شاخ مین ڈونگرپور اور بانسواڑے والے ہین۔

غرضکہ میواڑ والے مہاراجہ رامچندر کے دوسرے بیٹے کُش کی نسل سے ہین اور سورج تک اپنا نسب نامہ پہونچاتے ہین۔ اور جنھون نے رامچندر کے بڑے بیٹے لو کی اولاد مانکر لکھا ہے یہ درست نہین کش کے سوا لو کی اولاد بھاگوت وغیرہ مین کہین نہین پائی جاتی اور کش کا کوئی بیٹا لو کے متبنّٰی مانا جاے تو اسکے لیئے کوئی ثبوت نہین ملتا۔

گہلوت کل چوبیس شاخون پر منقسم ہین۔ منجملہ انکے چند موجود ہین جنکی تفصیل یہ ہے۔

(۱) اہاریہ — ڈونگرپور مین۔
(۲) منگولیہ — جنگل مین۔
(۳) سیسودیہ — میواڑ مین۔
(۴) پی پاڑہ — مارواڑ مین
(۵) کلوم — تھوڑے تھوڑے ہین اور زیادہ غیر معلوم ہین
(۶) گہور — ایضاً
(۷) دھوریہ — ایضاً
(۸) گودھا — ایضاً
(۹) مگراسا — ایضاً
(۱۰) بھیلا — ایضاً
(۱۱) کم کوتک — ایضاً
(۱۲) کوٹیچہ — ایضاً
(۱۳) سورہ — ایضاً
(۱۴) اُوہڑ — ایضاً
(۱۵) اسیوہ — ایضاً
(۱۶) پیروپ — ایضاً
(۱۷) ندوریہ — عنقریب معدوم ہے۔
(۱۸) ندھوتہ — ایضاً
(۱۹) ادیج کو — ایضاً
(۲۰) کت چارا — ایضاً
(۲۱) دسلاد — ایضاً
(۲۲) بیٹھوریا — ایضاً
(۲۳) پاپا — ایضاً
(۲۴) پوروت — ایضاً

(۳) کچھواہہ

یہ نسل رام کے دوسرے پسر کش کی اولاد ہے اسیوجہ سے کشواہہ کہلاتی ہے جس کو کچھواہہ بھی کہتے ہین۔ اودھ سے دو خاندانون نے نقل وطن کیا تھا ایک نے سون ندی پر روہتاس آباد کیا۔ دوسرے نے کوہاری ندی کے نالون پر بمقام لاہر سکونت اختیار کی کچھ عرصے کے بعد انھون نے مشہور راجہ نل کا مسکن قلعہ نرور تعمیر کیا کہا اسکی اولاد قلعہ مذکور پر کل زمانہ انقلاب تاتاری و مغلیہ مین قابض رہی اخیر مین مرہٹون نے انکو خارج کیا اب نرور کا قلعہ مہاراجہ سیندھیا کے قبضے مین ہے۔ دسوین صدی مین اس خاندان کی ایک شاخ نے وہان سے علیحدہ ہوکر اور راجپوت کے قدیم باشندگان قوم مینہ وبڑ گوجر راجپوتون کو بے دخل کرکے آمیر کی ریاست قائم کی۔ بارھوین صدی مین کچھواہہ راجپوت دہلی کے چوہان بادشاہ کے امرائے عظام مین سے تھے مگر اصلی عظمت انکی مثل دیگر راجگان راجپوتانہ اس وقت سے شروع ہوئی ہے جب سے خاندان تیموریہ دہلی پر تخت نشین ہوا۔

(۴) راٹھوڑ

اس مشہور قوم کی ابتدا مشتبہ ہے کرنل ٹاڈ کہتاہے کہ راٹھوڑون کا کرسی نامہ رام چندر جی کے دوسرے بیٹے کش سے انھین منسلک کرتاہے اسیلئے وہ سورج بنسی ہوے لیکن اس قوم کے بھاٹ یہ شرف انھین نہین دیتے۔ اور اولاد کش ہونے کے باوجود وہ سورج بنسی نسل کے ایک شخص کش نیپ کی اولاد سے اور ایک دیتی عورت کے بطن سے سمجھے جاتے ہین ہرنئے (وزن یے) کش نیپ کی اولاد پر اس سبب سے شیطانی نسل ہونے کا بدنما داغ لگایا جاتاہے۔ یہ امر حیرت انگیز ہے کہ وہ کش نپ اولاد جمیدا کے گھرانے کے جانشین ہوے جو چندر بنسی ہین اور قنوج کے بانی ہین۔ واقعی بعضے شجرہ دان تو راٹھوڑون کو کیوسیکا نسل سے بتاتے ہین۔ راٹھوڑون کے کارنامون کا مرکز گادھی پور یعنی قنوج ہے جہان وہ پانچوین صدی عیسوی مین سربرآرا تھے اور اگرچہ اس زمانے سے قبل وہ اپنا سلسلۂ نسب راجگان اودھ سے منسلک کرتے ہین۔ لیکن انکے قول کے سوا اسکا کوئی ثبوت نہین۔

ایک اور مقام پر کرنل ٹاڈ کہتا ہے کہ راجگان مارواڑ اپنا سلسلۂ نسب کش فرزند رام چندر سے منسلک کرنے کے مدعی ہین لیکن ایسا معلوم ہوتاہے کہ انکے شجرہ نویسون نے غلطی کی ہے اور قنوج اور کوسمبی (بوا دغیر ملفوظ) کے کیوسیکا خاندان کو اولاد کش تصور کرلیاہے۔ حالانکہ سورج بنسی خاندانون کے شجرہ نویس اپنے شجرون مین انکو سورج بنسی نسل مین داخل نہین کرتے۔

کرنل ٹاڈ کی متذکرۂ بالا تحریرون سے ظاہر ہے کہ راٹھوڑونکے حسب ونسب کے متعلق تین مختلف اقوال ہین انکی تشریح مع تبصرہ درج ذیل ہے۔

(۱) جودھپور کے راٹھوڑ راجگان اپنے آپکو سورج بنسی بتاتے ہین اور اپنا شجرۂ نسب کش فرزند رامچندر جی سے ملاتے ہین لیکن ٹاڈ کہتاہے کہ انکے بھاٹ مذکورۂ بالا عزت انکی طرف منسوب نہین کرتے اور کہتے ہین کہ اگرچہ

وہ سورج بنسی ہیں اور لاؤ کش ہیں لیکن اُنکے مورث کُش نَیَپ نے ایک دَیت عورت سے شادی کی جسکے بطن سے راٹھوڑ نسل ہے۔ دَیت کے معنی شیطان اور دیوا اور راکشس کے ہین اسی لیے ہرنَ ے کُش نَیَپ کی اولاد کو شیطانی نسل کہا جاتا ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ کُش نَیَپ کی یہ دَیت بیوی ہندوستان کے قدیم سیاہ فام باشندگان دراوِڑ مین سے تھی جن پر راکشس اور دیگر نفرت انگیز الفاظ کا استعمال رامائن اور ہندؤنکی دوسری قدیم کتب مین ہوا ہے۔ اگرچہ دَیت کا اطلاق برہمنون کے شاستروں مین بدھ مذہب والونپر بھی ہوا ہے اور اس سے بدھ مذہب اور دہریہ اوسکا فرد ہوتا ہے لیکن میری یہان یہ راے نہین کیونکہ اول تو کُش نَیَپ گوتم بدھ سے قبل تھا دوسرے یہ کہ بہت سے خاندان جنھون نے بدھ مت اختیار کر لیا شرافت سے خالی نہین سمجھے جاتے تیسرے یہ کہ جب اس قسم کے نفرت انگیز الفاظ کا استعمال ڈراوڑ پر ہوتا ہے تو ہم کیون زبردستی دیت کے معنے یہان بودھ کے لین اور یہ پہلے بتا آے ہین کہ کشیپ نام ایک برہمن تھا جسکی دِتی نام عورت کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام ہرنَ ے کُش نَیَپ ہے اسکی اولاد دَیت ہوئی اس تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ کُش نَیَپ وہ کُش نَیَپ نہین جو ہرن ے کشیب کا باپ ہے اور دیت قوم اُس سے نکلی ہے بلکہ سورج بنسی نسل کا کوئی اور شخص ہے جس نے کسی بد قوم عورت کو خانہ انداز کر لیا تھا کیونکہ ہرن ے کشیب مورث قوم دیت کا باپ کشیپ مریچ پسر برہما جی کا بیٹا ہے اور برہمن مانا جاتا ہے سورج بنسی راجپوت نہین خصوصاً کُش پسر رامچندر جی تو بہت پچھلے زمانے مین ہوا ہے اور کشیپ نبیرۂ برہما جی تمام ذی روحون کا باوا آدم تھا اگر یہ بیان صحیح ہے تو راٹھوڑ سورج بنسی ہین اور صرف مان کیطرف سے اُن مین نقص ہے۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ راٹھور کُش نَب بانی قنوج کے جانشین ہین۔ کُش نَب کے باپ کا نام کُش تھا لیکن رامچندر جی کا بیٹا نہین بلکہ آل اجمیڑھ پیاسے معروف ہے یعنے جو نسل بُدھ سے ہے۔ اس بُدھ کو گوتم بدھ بانی مذہب بودھ سے مخلوط نہ کرنا چاہئے کیونکہ یہ بدھ مشہور بانی مذہب گوتم بدھ سے صدیون قبل ساکا دیپ یا سیتھیا سے جس کا مشہور نام وسط ایشیا ہے آکر ہندوستان مین مقیم ہوا ہندو اسے دیوتا مانتے ہین اور یہ چندر بنسی نسل کا مورث اعلےٰ ہے۔ اس قول کے بموجب راٹھور چندر بنسی ہین۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ درمیانی گیارھوین صدی عیسوی مین نہ کہ پانچوین صدی مین، راٹھوڑ قنوج مین خاندان کُش نَب کی سلطنت کے وارث تھے اور جو وہ اپنا سلسلہ سورج بنسی راجگان اجودھیا سے ملاتے ہین اسکا کوئی ثبوت سواے اُنکے اپنے قول کے نہین۔

(۳) تیسرا قول یہ ہے کہ راٹھوڑ۔ اجمیڑھ کی نسل سے تو ہین لیکن کُش نَب کی اولاد نہین بلکہ اجمیڑھ کی بیوی کیسونی کے بطن سے ہین کیسونی کی اولاد کیوسیکا کہلاتی ہے جسکو بعض کتابون مین کیسک لکھا ہے اور فرہنگ مہابھارت مین کشنک بیان کیا ہے۔ اس قول کے بموجب بھی راٹھوڑ چندر بنسی ہین

ان تینون اقوال پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ راٹھوڑ اغلباً چندر بنسی ہین کیونکہ۔

(الف) اُنکے سورج بنسی ہونے کا ثبوت سواے اُنکے کرسی نامے کے کوئی اور نہین۔

(ب) تواریخی واقعات انکو چندر بنسی گھرانون کا جانشین مانتے ہین -

(ج) سورج بنسی شجرہ نویس انکو سورج بنسی نسل سے علیحدہ بتاتے ہین -

تنبیہ - حق تحقیق یہ ہے کہ خاندان مارواڑ کا اپنے تئین سورج بنسی کش کی اولاد مین سے بیان کرنا بسبب غلطی کرسی نامہ نویسونکے ہے کہ اُنھون نے سورج بنسی کش اور چندر بنسی کش یا کیوسیکا خاندانون کو باہم مخلوط کردیا ہے -
راٹھوڑ خاندان کے ایک مورث اعلے سے جو کہ ایک راجہ یول نام قوم اشوا یا ایسی سے تھا جسکو ثبوت اصلیت اس خاندان راجپوت کا استھیا قوم سے ہونے کا ملتا ہے -
درمیانی گیارھوین صدی عیسوی سے اُنکی تاریخ تاریکی سے نکل کر صاف ہوگئی کیونکہ ۱۰۵۰ء سے اُنکی حکومت قنوج مین شروع ہوئی تھی جیساکہ راجہ نے چندر راٹھوڑ کے ایک کتبے سے پایا جاتا ہے -
ہندوستان کے فتح تاتاریون کے زمانے کے قریب راٹھوڑون نے دہلی کے تنور و چوہان راجگان اور انہل واڑے کے یا اُنکا نسل کے ساتھ راجگان ہند پر حکمرانی کرنے کے واسطے زورآزمائی کی ہے اس حکومت کے نزاع نے اُن سب کو برباد کردیا اور اندرونی شورش سے ضعیف ہوکر دہلی کے چوہان فرمانروا نے سلطان شہاب الدین سے شکست کھائی اور اسکے مرتے ہی شمال مغرب کی حد لوٹ گئی - دہلی کے بعد قنوج کی نوبت آئی راٹھوڑون نے قنوج کو ایک اور ہندو خاندان سے چھینا تھا اور اگلے زمانے مین یہ سلطنت پنچالا کہلاتی تھی اُن سے ۱۱۹۳ء مین مسلمانون نے لیا جب اُسکا آخری رئیس جے چند راٹھوڑ شہاب الدین سے شکست پاکر بھاگتا ہوا دریاے گنگا مین غرق ہوا تو اُسکا پوتا مارواڑ مین پناہ پذیر ہوا - اس لڑکے کا نام شیوجی تھا اسکی اولاد نے منڈور کے پہارونکی جگہ مارواڑ مین راٹھوڑونکا خاندان قائم کیا - راٹھوڑون کی ۲۴ ساکھا ہین -

(۱) دھاندل (۲) بھدیل (۳) چکیٹ (۴) دُو ہوریہ (۵) گھوکرہ (۶) بڈرہ (۷) جھی را (۸) رام دیو (۹) کبڑیا (۱۰) ہتوندیا (۱۱) ملاوت (۱۲) سوندو (۱۳) کٹیچا (۱۴) مہوٹی (۱۵) گو گادیو (۱۶) مہچا (۱۷) بیچ سنگار (۱۸) مُر اسیہ (۱۹) جوبیہ (۲۰) جورا - چار دیگر غیر معلوم ہین -

نوٹ ایک قصہ یہ مشہور ہے کہ لفظ راٹھوڑ اصل مین راشٹر تھا جس کے معنے سنسکرت مین پیٹھ کی ہڈی کے ہین اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ ان لوگون کے بزرگون مین سے کوئی شخص اولاد کی امید پر کسی کامل شخص کے پاس گیا جس نے اسکو ایک ایسا پانی عنایت کیا جسکو پینے سے اولاد پیدا ہو راجپوت نے وہ پانی پی لیا لیکن جنگل مین وہ اپنی بیوی سے دور تھا اس لیے خود اُسکے پیٹ مین حمل رہ گیا معمولی میعاد گذرنے پر اسکی پیٹھ کی ہڈی یعنی راشٹر چیر کر بچہ نکالا گیا جسکی نسل راٹھوڑ مشہور ہوئی -

چندر بنسی خاندانون کی تفصیل
یادو

ہندوستان کی کل اقوام مین یادو جسکو جادو بھی کہتے ہین بہت مشہور تھے بُودھ یعنی مرکری کی اولاد کتری یعنی

چندر بنسی نسل سے تھا اس لقب سے مشہور ہوئی ہے۔
سری کرشن کی آٹھ رانیان تھین۔ ساتوین رانی کا نام جامبوتی تھا اور اس کے بڑے بیٹے کا نام سامبا تھا اسنے
قبضہ اس ملک پر حاصل کیا جو دریاے سندھ یعنی اٹک کے دونون جانب واقع ہے اس سے خاندان سندھ
سامابیدا ہوا۔ سامبا سے جاریجے جا نسل چلی جسے جاریجہ بھی لکھتے ہین اور سب سے بڑی رانی کا نام رکمنی
تھا جس کے پسر کلان پردمن دیا پردیومن کے دو فرزند تھے آنن راد اور بجرا۔ اس بجرا سے قوم بھاٹی
پیدا ہوئی بجرا کے دو فرزند تھے ایک ناب اور دوسرا کھیر دیباے معروف حضرت عیسے سے گیارہ سو برس پیشتر جبکہ اقوام
جادو مین بمقام کروچھیتر اور بعد ازان دوارکا مین جنگہاے عظیم وقوع مین آئین اور یہ بہت کمزور ہوگئے اور پردیومن مارا گیا
بجرا متھرا سے اپنے والد کی ملاقات کو جاتا تھا اور اثناے راہ مین تھا اور صرف بیس کوس متھرا سے گیا تھا کہ یہ خبر اسکو پہونچی
کہ کل اسکے رشتہ دار سب برباد ہوگئے یہ سنکر وہ اسی مقام پر مر گیا اور نابھ کو راج گدی ملی وہ واپس متھرا کو آیا مگر پھر دوارکا کو
روانہ ہوا۔ ۲۶ اقوام راجپوت نے جن کو اب تک قوم جادو نے مغلوب کر رکھا تھا ارادہ معاوضہ ستانی کا کیا۔ نابھ مجبور
ہوکر دوارکا سے فرار ہوا اور مارواڑ مین پناہ لی۔ نابھ کا ایک فرزند پرتھی باہو تھا اور کھیر کے دو فرزند تھے ایک
بھاریجا دوسرا جدبھان۔ اس جدبھان نے دوآبہ پنجاب مین حکومت قائم کی اور کامیابی کے ساتھ بہیڑہ مقام
کی ریاست پائی اور اسکی اولاد بہت ہوئی اور انکے رہنے کے مقام کا نام جادو کا ڈانگ و بقولے یادو کا ڈانگ
مشہور ہوا۔ پرتھی باہو پسر ناب والی مارواڑ نے نشانہاے سری کرشن مع چتر راجگی ورثے مین پاے اس کے
فرزند باہو بل کا بیاہ مسماۃ کملاوتی دختر بیجے سنگھ راجہ مالوہ کے ساتھ ہوا بیجے سنگھ نے ایک ہزار خراسانی گھوڑے
اور سو ہاتھی اور مروارید اور جواہرات اور زیور طلائی بیشمار دیا اور پانسو خادم مع رتھ اور پلنگ طلائی بھی دیے یہ کملاوتی
جو قوم کی پنوار تھی اصل رانی ہوئی اس سے ایک فرزند پیدا ہوا جسکا نام باہو تھا یہ شخص گھوڑے سے گر کر مر گیا
اس سے ایک فرزند تھا جسکا نام سوباہو تھا اسکی رانی نے جو دختر مندرائے چوہان اجمیر والے کی تھی زہر دیا۔
اس کا ایک فرزند تھا جسکا نام رجھ (دیباے معروف) ہے۔ اس رجھ نے بارہ سال راج کیا اس کی شادی سوبھاگ
سندری دختر بیر سنگھ راجہ مالوہ کے ساتھ ہوئی تھی اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام گج رکھا گیا جب یہ جوان
ہوا تو جدبھان راجہ پورب دیس نے ناریل یعنی پیغام شادی اسکے واسطے بھیجا جو منظور ہوا اس عرصے مین خبر آئی کہ
ایک قوم چار لاکھ سوار کی جمعیت سے بسرکردگی فرید شاہ والی خراسان کے چلی آتی ہے جن کو مورخین محققین ستھین
نسل قرار دیتے ہین اور اس سے خوف زدہ ہوکر لوگ فرار ہوتے ہین راجہ رجھ مقابلے کے واسطے تیار ہوکر روانہ ہوا
اور بیچ شہر فریقین مین جنگ ہوئی دشمن پسپا ہوا اسکا نقصان تیس ہزار آدمی کا ہوا اور رجھ کے چار ہزار آدمی
کام آئے مگر دشمن نے پھر حملہ کیا اور راجہ رجھ نے پھر اسکا مقابلہ کیا مگر اس مقابلہ مین وہ زخمی ہوا اور جسوقت گج
اپنی زوجہ ہنساوتی دختر جدبھان خسروی کو لیکر یہان پہونچا اسوقت راجہ رجھ مر گیا اس نے باپ کی جگہ مسند نشین
ہوکر سندھ کا عبور کرکے زابلستان مین پہونچکر کوہستان کے درمیان مین قلعہ گجنی جو اب غزنی کہلاتا ہے تعمیر کرایا

جسکا وقت اس زمانہ سے دو ہزار برس پیشتر قیاسی طور پر بیان کیا جاتا ہے اور خراسان کی طرف سے جو سپاہ پھر اس پر
حملہ آور ہوئی اُسے شکست دی اور اس سے اُسکی قوت اور بھی مستحکم ہوگئی پھر راجہ گج نے کشمیر پر فوج کشی کی اور وہان
کے راجہ کی دختر سے شادی کی اور اس سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام شالباہن رکھا گیا جب یہ لڑکا بارہ برس کے
سِن کو پہونچا تو خبر آئی کہ خراسانی دوبارہ فوج کشی کرتے ہین راجہ گج نے خوف کھا کر اپنے اہل خاندان کو جمع کرکے اور
بھیلیہ درشن جوالہ مکھی کے مشرق کی طرف بھیجدیا اور اپنے فرزند شالباہن کو ساتھ کیا۔ بعد اسکے دشمن پانچ کوس کے فاصلہ پر
غزنی سے آپہونچا جنگ عظیم ہوئی راجہ اور شاہ دونون قتل ہوے اور طرفین کی سپاہ کثرت سے ماری گئی اور قلعہ غزنی جو راجہ
کے چچا سہدیو کے زیر تحفظ تھا دشمنون نے اسپر قبضہ کر لیا۔ ٹاڈ نے لکھا ہے کہ یہ سپاہ خراسان کی طرف سے آئی تھی اور شاہ خراسان
دوبارہ ہندوون سے شکست یاب ہو چکا تھا آخری مرتبہ اُسنے شاہ روم سے مدد اس غرض سے حاصل کی کہ ملک کفار مین
قرآن اور طریق امامیہ داخل اور قائم کرے۔ لیکن اس روشن خیال مورخ کے یہ بات خیال مین نہ آئی کہ راجہ گج کے زمانے
مین مذہب اسلام خروج کب ہوا تھا بلکہ بر تقدیر صدق اس حکایت کے یادوون کو اُن کے نئے مقبوضہ ملک عرب سے نکالنے والی
سیتھین قوم ہوسکتی ہے۔ شالباہن نے یہ خبر سنکر پنجاب مین اپنا پاؤن جمایا اور اُس ملک پر قبضہ کرکے شالباہن پور آباد کیا
اور ۳۳ سال نو ماہ حکومت کرکے راہی ملک عدم ہوا۔ شالباہن کے بیٹے بلند اور پوتے بھاٹی پسر بلند نے کئی بار فتح غزنی کے
لیے زور لگا کر ناکامی کے بعد پنجاب مین دن گذارے وہان سے بھی نکالے گئے تو ستلج اور گارا دریاؤن کو عبور کرکے ہندوستان
مین آئے وہان سے لانگھاؤن کو جن مین جوہیہ اور موہیل وغیرہ داخل تھے خارج کرکے سمبت ۱۲۱۲ مین تنوٹ اور دیراول
اور جیسلمیر آباد کیا کہ کرشن کی اولاد کے بھاٹیون کا جیسلمیر دارالحکومت ہے۔ لیکن محققین دوربین سمجھے ہین کہ پسران کرشن
کا ہندوستان سے باہر جانا اور پھر دشمنون کے زور سے اُن لوگون کی اولاد کا افغانستان چھوڑ کر ہندوستان کیطرف
بازگشت کرکے دریاے سندھ پر واپس آنا اور وہان سے بھی نکالے جا کر جیسلمیر کی آبادی قائم کرنا اور بھاٹی پسر بلند پسر
شالباہن کا مورث اعلیٰ قرار پانا ایک قسم کا افسانہ ہے حقیقت مین جادو یا یادو کی قوم زابلستان سے آئی ہوئی ہے
سری کرشن کی اولاد نہین اور بعض محققین انہین سیتھین نسل سے مانتے ہین اور کرنل ٹاڈ کا خیال ہے کہ بھاٹی لوگ ترکستانی
مغلون وغیرہ کے رشتہ دار ہین بہرصورت یہ کچھ بھی ہون بھاٹی راجپوت کہلاتے ہین۔ یہ بھاٹی بلند کا بڑا بیٹا تھا۔
بلند کے اور فرزند جن مین سے بعض کی اولاد مسلمان ہوگئی ہے مثلاً گکر پسر بلند کے آٹھ بیٹے تھے جنکی اولاد گکر کہلاتی ہے
اور قریب قریب سب انہین سے مسلمان ہوگئے تھے اقوام کشمیر مین اور دریا کی مغربی جانب سکونت پذیر ہین۔ بلند کے ایک
بیٹے کا نام جنج تھا جسکی اولاد جنجی کے نام سے مشہور ہے۔ جب لفظ جنج کو جوہیہ کے ساتھ جو ایک قوم کلان ہے شامل کیا جاے
تو لفظ جنجوہیہ سے وہ قوم جسکا ذکر بابر نے کیا ہے پیدا ہوتی ہے یہ قوم جسکا ذکر تواریخ بھاٹی مین ہوا ہے اب معدوم ہے
صرف نام اُس کا باقی ہے۔

بھاٹیون نے کا ماہانی سے جنوب ستلج کل ملک پر قبضہ کر لیا مگر راٹھورون کے آنے کے بعد اُنکی طاقت بہت کم ہوگئی بھاٹیون
سے دو موسے پر اور نسل مین چار سے جا رہے ہین اُنکی کیفیت بھی وہی ہے اُسیطرح کرشن کی اولاد مین ہین اور

ہریؔ کُل کے ساتھ نقل وطن کیا مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا گروہ اتنا بڑا نہ تھا جتنا بھاٹیون کا اور وہ لب دریاے سندھ خصوص مغربی کنارے پر سے وستان مین مسکن گزین ہوے اور سکندر کے وقت مین بھی اُنھون نے اپنے بزرگون کی عظمت کو ناموری اور زور آزمائی سے قائم رکھا۔ شیام بُس جس پر یونانی فوج حملہ آور ہوئی ہریؔ کُل مین تھا اور جسکو یونانی مورخون نے مِیْ نگر لکھا ہے وہ شیام نگر دار الحکومت شیام تھا۔ کرشن کو ہری بھی کہتے ہین اور بسبب سیاہ رنگ کے اُن کا نہایت مشہور لقب شیام تھا اس واسطے جاریجا شیام پُتر کہلاتے ہین اور انکے رئیس بلقب شیام لپ مشہور ہین حال کے جاریجا راجپوتون نے جو اتفاقات زمانہ سے سندھ کے مسلمانون مین مل گئے ہین کسیقدر جہل اور کسیقدر بنظر اخفاے ذات خلوص خاندان کا دعوے چھوڑ دیا ہے اُن کا رئیس کہتا ہے کہ ملک شام سے آئے ہین اور ایرانی جمشید کے خاندان مین سے ہین اس سبب سے لفظ شیام کو جام کر دیا ہے کہ اس لقب سے جاریجا کی چھوٹی ریاستین جام رائج کر کے مشہور ہین۔

یادو نسل مین سے زیادہ مشہور تو یہی دو ہین مگر اور بھی ہین جو اب تک یادو کہلاتے ہین انہین سب سے بڑا قرولی کا رئیس ہے۔ یادو کا یہ خاندان (قرولی والے) برج بُھومی کی حد سے کہ متھرا کے گرد تیس تیس میل تک ہے اور اُن کے بزرگ بھی وہان ہی رہتے تھے باہر نہین گیا ہے۔ سابقاً بیانہ مین تھے جب وہان سے نکالے گئے تو قرولی واقع مغرب اور سبل گڑھ واقع مشرق دریاے چمبل مین قائم ہوے سبل گڑھ کا ملک جسے ڈُونی کہتے ہین سو اس خاندان سے مہاراجہ سیندھیا نے چھین لیا ہے۔ متھرا مین خاندان قرولی کی چھوٹی شاخ کی ریاست ہے۔ یادو نسل کے لوگ ہندوستان مین پھیلے ہوے ہین اور مرہٹون مین سے بھی بڑے رئیس اسی نسل سے ہین۔

یادو کی آٹھ ساکھا یعنی شاخین ہین۔

(۱) یادو۔ رئیس قرولی
(۲) بھاٹی۔ رئیس جیسلمیر
(۳) جاریجا۔ رئیس کچھ بُھج
(۴) سَمَ یَتی جا۔ مسلمان سندھ
(۵) مدے چا۔ غیر معلوم۔
(۶) بِدُمَن۔ ایضاً
(۷) سُدا۔ ایضاً
(۸) سُوہا۔ ایضاً

بھٹنیر جو ریاست بیکانیر کا جز ہے۔ بھاٹیون کی آبادی کی وجہ سے اسنے یہ نام پایا۔ مرو ستھل (مارواڑ) کے قدیم جغرافیے کے بموجب شمالی حصے کا نام نیر ہے اور جب بھاٹیون کی چند شاخون نے مذہب اسلام اختیار کیا تو تمیز کے واسطے اپنی قوم کے نام سے الف محذوف کر دیا کہ بھٹی ہو گیا اور بھٹی (مخفف بھٹی) نیز بھٹنیر ہو گیا۔ جلد دوم مآثر الامرا مین حالات دولت خان بھٹی مین لکھا ہے کہ بھٹی شعبہ ایست از الوالف بھٹی کہ در صوبہ پنجاب برسم زمینداری و قطع الطریق میگذرانند۔

اگنی کُل یا آگ نسبی یا آگ کی پیدائش

چار خاندانون کو ہندو مورخون نے اگنی کُل یعنی آتشی نسل قرار دیا ہے۔ پرمار۔ پڑیہار۔ سولنکی اور چوہان

رؤسائے اگنی کُل کے نہایت قدیمی کتبے پالی حروف مین جہان کہین بودھ مذہب تھا ملتے ہین انکو جو تک قَبک کی نسل مین بتلاتے ہین اُس کی تصدیق اس طرح سے ہوتی ہے کہ اگنی کُل وہی نسلین ہین جنھون نے حضرت عیسےٰ مسیح سے دو صدی پیشتر ہندوستان کو فتح کیا۔

چندر بنسی قوم کی مہلک جنگ وجدل کے اخیر مین سورج بنسی نے تو غالباً اپنا اقتدار پھر حاصل کر لیا مگر اگنی کُل کی پیدائش خاص اس غرض سے بتلاتے ہین کہ پاتال یا اِشنوَر کو دَیت یعنی دہریون سے کہ عبادت بدھ مذہب والون سے ہے محفوظ رکھنے کے واسطے ہوئی تھی - کوہ آبو پر برہمنی مذہب رکھنے والون اور دہریون کی لڑائی ہوئی تھی پیروان مذہب بدھ تو کوہ آبو کو اپنے اول بُدھ مسمے آدناتھ سے منسوب کرتے ہین اور برہمن اِشنوَر یا اچلیش مخصوص الموقع دیوتا سے۔

ہندو شاستر کہتے ہین کہ جنگ عظیم مہابھارت کے بعد جسمین قدیم راجگان سورج بنسی و چندر بنسی وغیرہ قریب تمام کے نیست و نابود ہو گئے تھے بدھ مذہب تمام ہندوستان مین پھیل گیا اور ہندوؤن کی متبرک کتابین پامال ہونے لگین اس حالت مین وِشوامتر کی کوشش سے اِندر اور برہما اور شیو اور وشنو نے آتشی نسل کو پیدا کیا جنکی اولاد پریہار - چوہان سولنکی اور پرمار ہے ان راجپوتون کو آتشی نسل یا اگنی بنسی اسلئے کہتے ہین کہ انکے مورثون کی پیدائش کوہ آبو پر آگ کے کنڈ سے ہوئی تھی جنھون نے بدھمت والون کا استیصال کر کے برہمنون کے مذہب کو غالب کیا قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برہمنون نے بہت سے لوگون کو اپنے مذہب مین ملا کر انکو اُن شخصون سے لڑنے کے واسطے جو اُنکے مذہب مین نہ تھے مستعد کیا ہوگا اور آگ کے کنڈ سے جو پیدا ہونا لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ آگ کی پوجا کے ذریعے سے راجپوتون مین شامل کئے گئے ہونگے اور مذہب کی تبدیلی بھی واقع ہوئی ہوگی۔

پرمار یا پنوار

بعض کہتے ہین کہ خاندان پرمار چندر گپت سے نکلا ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ راجہ ستومترام چندر کی اولاد مین اودھ کا راجہ تھا اُس کا بیٹا اگنی پال تھا اگنی پال کی اولاد مین پنوار ہین پس یہ بھی سورج بنسی ہوئے مگر یہ روایت ضعیف ہے یہ قوم جیسی نام سے معلوم ہوتی ہے مقدم جنگ آور تھی گو اگنی کُل مین سب سے زیادہ طاقتور تھی اور اسکی ۳۵ ساکھا ہوئی ہین اور اکثر نے اُن مین سے بڑے ملکو نپر راج کیا ہے قدیم مقولہ ہے کہ دنیا پرمار کی ہے اور نو کوٹی مارواڑ سے بھی یہی مراد ہے کہ ستلج سے سمندر تک کی زمین اس نسل کے نو راجون مین منقسم تھی انکی حدود دار الحکومتین اس تفصیل سے تھین - مہیشور دھار - مانڈو - اُجین - چندر بھاگا - چیتوڑ - آبو - چندر اوتی - مؤ میدنہ - پرماوتی - امرکوٹ - بکھر - لودرو - پٹن - انہین سے بعض کو انھون نے فتح کیا تھا اور بعض کو آباد کیا تھا - اگرچہ پرمارون کا خاندان انہلواڑے کے سولنکی راجگان کی برابر دولتمند اور چوہانون کی برابر باتحمل کبھی نہین ہوا مگر انکی سلطنت دونون سے وسیع تر تھی اور زیادہ تر استقلال پا گئی تھی اور پریہارون سے کہ اگنی کُل مین سب سے اخیر درجہ پر تھا بہر صورت فائق تھی کہ عرصے تک انکو اپنے تخت مین خراج گذار رکھا ہے مہیشر کہ راجگان ہیا کی قدیم تخت گاہ تھی

پرماروں کی اول دارالریاست ہوئی بعد ازاں اُنھوں نے بندھیاچل کے اوپر دھارانگر اور مانڈو آباد کیا اور
اُجین کو کہ بکرماجیت کا دارالحکومت اور ہندوستان کا اول مناظرہ گاہ تھا انھیں کا آباد کیا ہوا بتلاتے ہیں ان راجوں
کے عہد کی تاریخ شاید ساتویں صدی عیسوی سے بھی پیشتر کی ثابت ہو۔ راجہ بھوج کا زمانہ تو تحقیق ہو گیا ہے یعنی
ایک کتبہ سمبت ۱۱۰۰ کا ملا ہے اس سے چتوڑ پر پرماروں کے اخیر راجہ کے مرنے اور گہلوتوں کے جانشین ہونیکی
تاریخ پائی جاتی ہے۔ پرماروں کا ملک نربدا کے پار تک تھا اور ہندوستان کے درمیانی ملک اور مغربی ملک
اُنکے زیر حکومت رہے سندھ دریا اُنکی قلمرو کی حد میں تھا اُنکی فوج دکن تک گئی تھی نربدا کے قریب عمدہ
سلطنت قائم ہوئی تھی۔

سمبت ۱۱۰۰ کے کتبۂ مذکورالصدر کے زمانے میں راج پرمار تلنگانہ میں حکمران تھا اور چند نامی چوہان بھاٹ نے
اُس کو کل ہندوستان کا راجہ اور گروہ کثیر رؤسا کا کہ اُسکے انتقال پر خود سر ہوگئے سرگروہ لکھا ہے وہی بھاٹ
لکھتا ہے کہ پرماروں نے از خود ایسا کیا تھا۔ مگر گہلوتوں نے زبردستی چتوڑ پر قبضہ کیا اس سے ثابت ہے کہ راج
پرمار کا جانشین ایسی سلطنت پر قابض نہو سکا۔

جب تک ہنود کا علم قائم ہے بھوج پرمار اور اُسکے نورتن یعنی نو عالم شخصوں کا نام ہستی کے صفحہ سے زائل
نہیں ہو سکتا مگر البتہ یہ شک ہے کہ اس نام کے تین راجہ ہوئے ہیں اور ہر ایک انمیں سے علم کا قدردان تھا لیکن
معلوم نہیں کہ وہ بھوج جو سب سے زیادہ عالم اور مشہور ہنر پرور تھا ہے کونسا تھا۔

پرمار نسل کے راجے بکرماجیت کے عہد سے بہت پہلے اُجین میں راج کرتے تھے مگر بعضے جو کہتے ہیں کہ بکرماجیت
اُجین میں راج کرتا تھا اور بعضے بیان کرتے ہیں کہ موری خاندان کے راجاؤں میں سے پرمار کا آٹھواں راجہ
تھا اور یہ کہ اُسکا دارالحکومت پاٹلی پتر تھا جسکو اب پٹنہ کہتے ہیں اور بہت سے فاضلوں کی راے یہ ہے کہ
سب سے بڑے بکرم کو پندرہ سو سال گذر چکے ہیں بکرمادت تو صرف اُسکا لقب تھا اصلی نام
چندرگپت دوم تھا زبردست راجاؤں کے اُس خاندان میں وہ سب سے بڑا تھا جسے ہمارا گان گپت
کہتے ہیں ہم اس اختلاف کی وجہ نہیں بیان کر سکتے۔ چونکہ یہ نام آٹھ راجوں سے کم کو نہیں دیا جاتا اسلیے مشہور بکرماجیت کی
[illegible] تعین کرنا مشکل ہے مگر ہر ایک قصے افسانے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بکرماجیت جسکا اس قصے میں ذکر ہے ایک
زور آور دیو شالواہن کے ہاتھ سے مارا گیا چونکہ اس نام کا راجہ جو اُجین میں راج کرتا تھا وہ اس سے سمبت
کا حساب شروع ہوتا ہے اور جسمیں سن ۵۶ سال گذر جانے کے بعد حضرت عیسے عالم وجود میں آئے تھے اسلیے مناسب
ہے کہ ہم اُسی راجہ کو اصلی بکرماجیت قرار دیتے ہیں۔ اور تواریخ فرشتہ میں جو حال لکھا ہے اُسکو اسی راجہ سے منسوب
کرتے ہیں۔ بکرماجیت پرمار کی نسل میں سے تھا۔ لڑائی اور صلح میں وہ اپنے زمانے کے راجاؤں سے ممتاز تھا اُسکے وقت
میں سنسکرت کی کتابوں کے تصنیف کرنے کا علم کمال کو پہونچا اُسکے عہد کے بڑے فاضلوں میں سے جو
اُسکے دربار میں جمع تھے جن میں ایک کالیداس شاعر بہت ممتاز تھا۔ کہتے ہیں کہ بکرماجیت آپ بھی صرف

بے انتہا اور غیر محسوس ذات خدائے تعالیٰ کی پرستش کرنا تھا جس سے یہ بات نکلتی ہے کہ وہ تک شک کا اصلی مذہب یکہ
مانتا تھا اور اُن دیوتاؤں اور دیبیوں کی پرستش کا مؤید تھا جنکو کہ بدھوالو نکے اخراج کے بعد مانتے تھے اُسنے ایک
بہت بڑی مورت مہاکال کی اپنی دارالحکومت اجین میں کھڑی کی تھی۔ یہ مورت شیو کی اُن بڑی صورتوں
میں سے تھی جو کہ ہندوستان میں کئی جگہ بر اسوقت میں کھڑی کی گئی تھیں جب کہ شیو کی پرستش رائج ہوئی بکرماجیت
پیرہ سالے میں شالواہن نے جو کہ پہلے ایک ...تھا کیا جسکے ہاتھ سے بکرماجیت مارا گیا شالواہن نے دکن کے اتنے
ملک فتح کئے کہ اُس طرف میں بکرماجیت کا سمبت سہو ہونے لگا اور شالواہن کا سمبت رائج ہوا۔ ابوریحان بیرونی
نے کتاب الہند کے تیرھویں مقالے میں لکھا ہے کہ فصیح نام شالی واہن ہے۔

جبکہ لمبی کی فوج ہندوستان میں گھسی تخمیناً اُسیوقت سے پرماروں کا خاندان ضعیف ہونے لگا۔ موری بھی
پرماروں کی بڑی شاخ ہے۔ پرماروں کی عظمت ظاہر کرنے کے واسطے اب انکی ایک بھی خودمختار ریاست نہیں ہے۔ انکے
اقتدار کا وقت ظاہر کرنے کو صرف مسمار مکانات موجود ہیں ہندوستان کے جنگل میں دھات کا رئیس اس شاہی
نسل کا نمونہ رہ گیا ہے اور اُس راجہ کی اولاد جسنے ہمایوں کو جب تخت ہندوستان سے خارج ہوکر گیا پناہ دی اور
جسکی دارالریاست امرکوٹ میں اکبر پیدا ہوا تھا معرض زوال میں آکر بلوچ حاکموں کی مطیع دست نگر ہوئی تھی۔
پرماروں کی ۳۵ ساکھاؤں میں سے وہل مقدم ہے کہ اس شاخ کے رئیس جیندر آوتی واقع دامن کوہ اراولی
کے حکمران تھے۔ بجو لیا کار اور ناکہ ہار ان اے اودیپور کے سولہ سرداروں میں سے ہے دھات کے قدیم خاندان
سے پر ملاہے اور شاید کل نسل میں سے وہی ایک معزز قائم مقام رہا ہے۔
رؤسائے اومٹ واقعہ مالوہ کو بارہ پشت سے وہاں میں پرماروں کی ایک شاخ میں اب پرماروں
کے قبضے میں سب سے زیادہ ملک اومٹ واڑہ کا ہے۔ مگر ۱۸۱۷ء کی لڑائی کے بعد انگریزوں کے قبضے میں آنے سے
خودمختار نہیں رہے بہت سی شاخیں انکی اب مسلمان ہیں اور بعض دریائے سندھ کے اُس طرف ہیں۔

پرماروں کی ۳۵ ساکھا

(۱) وہل یہ شاخ سب سے مقدم ہے اسے بہل بھی کہتے ہیں۔

(۲) موری جنمیں جندر گپت اور راجگان چیتوڑ جو گہلوتوں سے پیشتر تھے ہوئے ہیں۔ موری مدت دراز سے چیتوڑ پر
قابض و متصرف تھے۔ فرقہ گہلوت کے ہاتھ سے اس قوم کا استیصال ہوا اور گہلوتوں نے اپنا قبضہ کیا۔
تحقیق یہ ہے کہ جندر گپت تک شک نسل سے تھا پرمار جنکے قدیم کہتے ہیں کہ موری اُنھیں کی بڑی شاخ
ہے ... تک شک نسل سے ہونا پایا جاتا ہے اور جو کتبہ اُنکی دارالریاست چیتوڑ سے نکلا ہے اس سے بھی یہی
امر ثابت ہوتا ہے۔

(۳) سوڈا (ڈال سے) جسکو سکندر نے شوگدہ لکھا ہے۔ رؤسائے دھات و بہت بند۔

(۴) سانکلہ رؤسائے پونگل و مارواڑ۔

(۵) کھیر - دارالریاست کھیرالو۔
(۶) اودمرہ سودمرہ - سابقاً جنگل مین تھے اب مسلمان ہین۔
(۷) بہنے یادت - رئیس حال بجو بیان واقع میواڑ۔
(۸) بھار - دشت شمالی۔
(۹) کابہ - قدیم زمانے مین سارشتر مین مشہور تھے اب سروہی مین ہین۔
(۱۰) اودمتہ - رؤساے اومت واڑہ واقع مالوہ کہ بارہ پشت سے وہان ہین۔
(۱۱) رسے ہار - مالوے مین چھوٹے گرانیہ سردار ہین
(۱۲) ڈھونڈا - ایضاً
(۱۳) سنگرتیہ - ایضاً
(۱۴) ہرآر - ایضاً

علاوہ انکے دیگر نامعلوم شل (۱۵) چاندا - (۱۶) کھے جبڑ (۱۷) سنگرا (۱۸) برگوتہ (۱۹) پوچنی (۲۰) سامریکی (۲۱) بھی یار (۲۲) کل پوسر (۲۳) کل موہ (۲۴) کوہلا (۲۵) بیا (۲۶) کھوریا (۲۷) دھند (۲۸) دسیا (۲۹) برہترہ (۳۰) می پرا (۳۱) چونسرا (۳۲) دھنتہ (۳۳) رک مو (۳۴) تیکا وغیرہ۔

چوہان

اگنی کلوں مین سے زیادہ بہادر چوہان ہین (جن کا دوسرا نام چہانن ہے) بلکہ کل راجپوتون سے انکی دلیری و جوانمردی فائق ہے۔ اگرچہ راٹھور بہت بہادری کا دم بھرتے ہین مگر چوہان ان سے بھی سبقت لیگئے ہین۔ ہاڑا - کھی چی - دیوڑہ - اور سونی گرہ اور دیگر چوبیس شاخون مین سے ہر ایک کی جنگ آوری کے واقعات بھاٹون کی تصانیف سے بخوبی عیان ہین۔ جب دیون سے لڑائی ہوئی سب ہار گئے مگر چوہانون نے شکست نہ کھائی۔ انہل چوہان نے جسکو اگنی پال کہتے ہین دیون کو مارا تھا برہمن خوش ہوے اسکی نسل مین پرتھی راج تھا چوہانونکے کرسی نامے مین انہل سے پرتھی راج تک ۳۹ پشتین لکھی ہین مگر یہ سلسلہ صحیح نہین معلوم ہوتا ہے کیونکہ انکی پیدائش بکرماجیت سے صدہا سال پیشتر ہوئی بتلاتے ہین پس ہم بلا خوف تردید یہ کہہ سکتے ہین کہ یہ تک شک نسل مین سے ابتدائی زمانے مین ہندوستان پر حملہ آور ہوے تھے اور جب تک بودھ مذہب پر رہے دیت یعنی شیطان اور دیو کہلاے جب برہمنی مذہب مین آکر بودھون کو مارا تو برہمنون نے انکو فضیلت دی اور چوہان مشہور ہوے۔
اگنی کلو مین اول چوہانون کو وسیع ملک حاصل ہوا پرمارونکی عنقریب فرمان روائی ضرب المثل ہے مگر چوہانونکی حکومت مشکل سے دریافت ہوسکتی ہے جب پرمارونکی شان عروج پر تھی چوہانون کی طاقت زائل ہوتی جاتی تھی اور راجپوتون کے اخبار بھاٹ کا یقین کرین تو چوہان بکرم کی آٹھوین صدی مین تلنگانہ کے پرمارون کے تحت تھے۔ اگرچہ پرتھی راج نے اپنی آخرین حشمت وجلال سے اپنے بزرگون کے کل سلسلے کو آتش کدۂ آبو تک

روشن کرد یا اس قدیم تاریخ کے حالات چند نے اشعار مین لکھے ہین اُسکی رو سے اگرچہ چند روز تھے مگر حکومت
کلی حاصل تھی ماکاوتی سے ہیشر تک اُنکی ابتدائی سلطنت دریاے نربدا پر واقع تھی اُسکے شمال وجنوب
مین جو جو قطعات ملک داخل تھے جب شمار مین زیادہ ہوئے تو جزیرہ نما مین پھیل گئے اور مانڈو اور آسیر اور گولکنڈہ
اور کوکن پر قابض ہوے اور شمال مین سرچشمۂ گنگا تک پھیل گئے بھاٹ نے چوہانون کی سلطنت کی کیفیت اس طرح
لکھی ہے باون قلعون مین ماکاوتی راجستھان کی آن یعنی دوہائی پھرتی تھی چوہانون نے اپنی قوت سے ٹھٹھہ و لاہور
و ملتان و پشاور بلکہ کوہ بہادری تک فتح کئے ۔ اسکو رد اشٹرا مغرور ہوئے اور دہلی و کابل مین دہائی پھری نیپال
کا ملک ملائی قوم کو کہ چوہانون کی شاخ ہے دیا ۔ دیوتون کی دعاے ممتاز ہو کر وہ ماکاوتی کو واپس گیا ۔ ماکاوتی نگری گڑھ منڈلا
کا قدیم نام ہے جسکو سُشت پتی نے بنایا ہے وہان کے راجہ مدت تک پال کے لقب سے ملقب رہے ہین اس وجہ سے کہ اُنکا
پیشہ چوپانی تھا اہیر جو کل وسط ہند مین پھیلے تھے اور اب صرف ایک گوشہ اہیرواڑہ مین رہ گئے ہین اسی نسل کی ایک شاخ
ہے کہ اہیر اور پال دونون ہم معنے لفظ ہین ۔ بھیلوڑہ بھوج پور ودیپ و بھوپال واریرن وکارش پور چند قدیم قصبون
سے ہین جنکو پالی عرف پال نے آباد کیا تھا ۔ ماکاوتی کے نکلے ہوے اجے پال نے اپنی بود و باش اجمیر مین کی اور اسی
نے شہر اجمیر آباد کیا لیکن جو آبادی اب اجمیر کے نام سے مشہور ہے وہ نہین ہے جو ابتدا مین آباد ہوا تھا کہتے ہین کہ راجہ کو جب
اپنے دار الحکومت بنانے کا ارادہ کیا تو اول ناگ پہاڑ اُسکو پسند آیا اور عمارت کی طیاری شروع کی تھوڑا کام تیار ہوا تھا کہ
راجہ کا دل اُدھر سے ہٹ گیا اُسے چھوڑ کر راجہ نے کوہ بیٹلی پر جسے اب تارا گڑھ کہتے ہین قلعہ کی بنیاد ڈالی اُسکے
نیچے نور چشمہ مین شہر آباد کیا چونکہ راجہ کے خاندان کی آسا پورنا دیبی معروف بہ تارا تھی اُسنے قلعہ کا نام تارا گڑھ
رکھا اور آبادی کا نام اپنے نام سے اجمیر مقرر کیا میر پہاڑ کو کہتے ہین اور اَج راجہ کا نام تھا اس راجہ نے اخیر مین
ترک دنیا کر کے فقیری مین پال خطاب پایا اور اجے پال مشہور ہوا اجے پال ہمیشہ ملقب جکوہ یعنی رئیس عالم
کے ملقب رہا صحیح سبب تو تحقیق نہین مگر شاید صلبی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے یہ بھی بچار کو ماکاوتی سے اجمیر مین لائے
تھے اس زمانے تک کثیر الازدواجی رائج نہ تھی صرف ایک عورت سے اُسکے ۲۴ بیٹے ہوے کہ اُنکی اولاد اُنکے
ملکون مین بستی تھی سنہ ۶۳ ہجری مطابق سنہ ۶۸۵ع مین راجپوتانے پر اہل اسلام کا حملہ ہوا انھون نے اجمیر سا جھگڑا والد
کو مار ڈالا اور اُسکا اکلوتا بیٹا لوٹ (یا لوجھل) کہ سات سال کی عمر مین تھا کنگورہ پر کھیلتا ہوا تیر سے مارا گیا یہ فوج کشی
سندھ کی طرف سے ہوئی تھی چوہانون کے نزدیک یہ واقعہ بہت عظمت کا سمجھا جاتا ہے اُسکی یاد مین اُنھون نے اجمیر
کے نو عمر وارث لوٹ پُتر کو چوہانون کے نامور مقتولون مین سمجھ رکھا ہے جس تاریخ کو وہ مارا گیا تھا پاک سمجھا جاتا ہے
اور ہر ایک چوہان اس روز اُسکی پرستش کرتا ہے بلکہ گھونگرو بھی جو وہ پہنتا تھا پرستش مین داخل ہو گئے ہین
اور اس قوم مین سے کوئی نہین پہنتا ہے ٹاڈ نے اسیطرح لکھا ہے لیکن یہ واقعہ بالکل غلط ہے اسلئے کہ سنہ ۶۳ ہجری
مین تخت خلافت اسلامیہ پر مروان حکمران تھا اور سنہ ۶۵ ہجری مین عبد الملک بن مروان کی تخت نشینی عمل مین
آئی تھی اور اس وقت تک مسلمانون نے ہندوستان مین قدم نہین رکھا تھا وہ اس وقت تک سندھ کی سرحد پہ

صرف چھوٹی مشق سپہ گری کر رہے تھے یا بعض نے کبھی دریاے اٹک کے بعض سواحل کے شہرون کو لوٹ لیا لیکن
تاریخ سے یہ نہین جانا کہ انھون نے اس وقت تک سرزمین ہند کے اندر گھسنے کا کبھی ارادہ بھی کیا ہو اگر اسکی ذرا بھی
اصلیت ہوتی تو عربی مورخ ضرور بیان کرتے محمد ابن قاسم نے ۹۳ھ ہجری مطابق ۷۱۱ء مین ولایت سندھ کو فتح کیا
تھا بہر صورت جب اجمیر لے لی گئی تو لوٹ پوٹ کا بچا مانک راے چوہان سمبت ۷۴۱ مطابق ۶۸۵ء مین سانبھر کو چلا گیا
یہان حسب قول بھاٹ کے شاکمبھری دیوی نے اسکو دشمنون کے ظلم سے پناہ دی اور جسقدر زمین ایک روز مین اپنے
گھوڑے کی سواری سے گھیر سکے اسپر قابض رہنے کی کفالت دیکر اسی مقام پر قیام کیا مگر یہ بھی شرط کی کہ جسوقت تک اس
مقام پر جہان سے چلا تھا پہنچ جاے پھر کر نہ دیکھے اُسنے دورہ شروع کیا مگر راستے مین فرط مقصود کو بھول کر پیچھے کو دیکھا
یہ کل سرزمین بجنکل ایک نقرئی تختے کے نظر آئی یہ مشہور جھیل تھی جس نے اسکو دیوی کے نام سے سانبھر نامزد کیا اور
رفتہ رفتہ سانبھر اس جھیل کے اندر جزیرے مین شاکمبھری دیوی کی مورت اور مندر ہے۔ قدیم چوہانون کے یہ واقعات
خواہ کیسے ہی بعید از قیاس ہون علامات موقع سے انکی تصدیق ہوتی ہے اور یہی انکی صحت کی دلیل ہو کہ یہی پرتھی راج
جو مانک راے کی اولاد مین تھا شمالی ہندوستان کا راجہ ہو گیا تب تک سانبھری راو کہلاتا رہا۔ مانک راے سے کہ
چوہانون کا جد امجد تصور ہو سکتا ہے اجمیر پھر لی پھر اُسکی بہت اولاد ہوئی کہ مغربی راجپوتانے مین دریاے سندھ تک
پھیلکر مختلف اقوام کے نام سے مشہور ہے اور علحدہ ریاستین بنائین۔

تا وقتیکہ پرتھی راج چوہان نے دہلی کو منتقل دار الحکومۃ کر کے اپنا آخری عظمت و جلال حاصل کیا چوہانونکی حکومت کے
اجمیر اور سانبھر ہی دو بڑے مقامات تھے۔ کھیچی۔ ہاڑا۔ موہل۔ نربھان۔ بھدوریہ۔ بھوراے چا۔ دھنیرے وغیرہ
یہ کل چوہانون مین سے نکلین کھیچی جیون نے بعد سرزمین مشہور سندھ ساگر دو آبہ مین کہ بہٹ اور دریاے سندھ کے
درمیان اسی کوس تک واقع ہو اور اسکا دار الحکومۃ کھچی پور پاٹن تھا بود و باش کی ہاڑون نے اسی عرف
ہانسی واقع ہریانہ مین ریاست جمائی اور ایک قوم گوال کنڈ عرف گولکنڈہ حال حیدر آباد دکن مین بھی کہ جب وہان سے
نکالی گئی پھر اسیر مین آگئی۔ موہل ناگور کے قریب کے ملک مین تھی۔ بھدوریہ کی جاگیر لب دریاے چنبل ہے کہ ابتک
انکے قبضے مین ہے اور بھدآور کہلاتی ہے۔ دھنیرے شاہ آباد مین مقیم ہوے کہ یہ مقام بہت کشت و خون سے کوٹہ کے ہاڑون
کے قبضے مین آگیا ہے۔ ایک شاخ بمقام نادول سکونت گزین ہوئی مگر اُسنے اپنا نام چوہان سے اور کچھ نہ بدلا۔ علاوہ انکی بہت
ریاستین تھین جنکے رئیس یا تو اپنے بھائیون کے زور سے خود مختار تھے یا اپنی قوم کے بزرگون کے ماتحت تھے۔

جانگا کی فہرست مین مانک راے سے مشہور بیسلدیو تک گیارہ راجہ شمار کئے گئے ہین انکے درمیان مین ہرش راج
ہوا ہے جسکی حکومت کوہ ارابلی کے برابر آبو تک اور چمبل سے شرق مین تھی اُسنے سمبت ۸۱۲ سے سمبت ۸۲۷ تک راج کیا
استورون سے مقابلے مین ایک لڑائی مین ہلاک ہو کر اُسی مرد حسن کا خطاب حاصل کیا۔ ہرش راسہ کے بیٹے بیرم
کے بعد دُ جلکی دیو ہوا کہ اسکا اولی مقام بھٹنیر تھا ان دونون مین سے ایک محمود غزنوی کے باپ ناصر الدین
سبکتگین سے لڑا تھا حالانکہ دونون سلطان مذکور سے بہت پہلے گذرے ہین پس تاریخ وغیرہ کا ایسی بے قیود

نقل کرنا محققانہ روش سے دور ہے۔ بعد ازان میانی زمانون کے جن مین مسلمانون سے خفیف لڑائیان ہوئین بیسلدیو
راجہ ہوا۔ اس رئیس کا باپ بارہ مورخون کے بموجب دھرم گج تھا اور جاہاگا کی فہرست کے بموجب بیسیر ملدیو
تھا اسکی تصدیق دہلی کی پتھر کی لاٹ سے بھی ہوتی ہے محمود کا آخری حملہ بلدیو کے زمانے مین ہوا جس نے اپنی جانکی
دیگر سلطانون سے جنگ کرنے مین اپنا نام روشن کیا۔ قبل اس کے کہ بیسلدیو کا حال لکھا جائے لازم ہے کہ اُس
چوہان کا بھی جس نے اپنا اور اپنے رشتہ دارون کا نام محمود کے اول حملے مین جوانمردی دکھا کر زندہ دوام کیا ہو ذکر کیا جائے
واچاراجہ کا بیٹا گوگا چوہان تھا کل جنگل دیس دریائے ستلج سے ہریانہ تک اُسکے قبضے مین تھا اُسکا دارالحکومت
میہرو جسکو گوگا کا میڑی کہتے ہین ستلج پر واقع تھا اُسکی حفاظت مین وہ مع ۴۵ بیٹون اور ۶۰ بھتیجون کے مرا جبکہ
اس روز تھم نومین روز یکشنبہ تھا کل راجپوتانہ خصوصاً اس حصے مین جو گوگا کا تھل کہلاتا ہے یہ دن گوگا نومین
مشہور ہے اور متبرک سمجھا جاتا ہے اُسکے گھوڑے کا نام جوادیہ تھا راجپوتانے مین مشہور ہو گیا تھا اور اکثر گھوڑون کا یہی
نام رکھتے ہین اور راجپوتانے کے زبردست بہادر گوگا کی ساکھا کی جو محمود کے عبور ستلج پر واقع ہوا تھا قسم کھایا کرتے ہین
محمود ایکبار ملتان سے جنگل مین ہو کر گیا اور اول اجمیر پر حملہ کیا اُسے فتح کر کے گرد و نواح کے ملک کو لوٹا اور
برباد کیا گڑھ بیٹلی (جو بیرو یا سے معروف) لڑتا رہا یہان سے محمود نے چوہانون کے دوسرے شہر نادول پر حملہ
کیا وہان سے جا کر نہر والا کو فتح کیا۔

بیسلدیو کی بہات چند کی ایک کتاب مین لکھی ہین راسہ کے بموجب بیسلدیو کی تاریخ سمبت ۱۲۱۹ ہے جو صحیح نہین
چند نے بیسلدیو کی فوج کی بہت تعریف لکھی ہے کہ مسلمان حملہ آورون کے مقابلے کے واسطے ہندو مذہب کے
چیدہ دلاور جمع ہوئے تھے صرف انہلواڑے کے سولنکی راجہ نے اس اجتماع مین شریک ہونے سے انکار
کیا جس سے چوہان اُس سے ناراض ہو گئے۔ اس مقابلے مین اُودے دت پرمار چوہانون کا مددگار تھا چونکہ
اُسکی وفات سنہ [illegible] مین تحقیق ہوئی ہے یہ اجتماع محمود سے چوتھے بادشاہ مودود کے مقابلے کے واسطے ہوا تھا جیسا کہ
ٹاڈ کی کتاب مین آیا ہے لیکن یہ بات صحت سے بہت دور ہے کیونکہ اس وقت مین خاندان محمود غزنوی کا بادشاہ
ابراہیم جو محمود سے تیسرے نمبر پہ ہے تخت نشین تھا ممکن ہے کہ اُس سے کوئی جنگ ہوئی ہو سہا مودود وہ تو ۱۰۴۰ء
سے ۱۰۴۹ء تک گذرا ہے۔ البتہ ابراہیم کا زمانہ ۱۰۵۹ء سے ۱۰۹۹ء تک ہے۔

نسب نامہ خاندان چوہان

(۱) انہل جس کو اگنی پال کہتے ہین بکرماجیت سے ۶۵۰ سال پیشتر ہوا۔ ماکاوتی نگری آباد کی اور کوکن
واسیر و گولکنڈہ فتح کئے۔

(۲) سواچہ۔

(۳) مالکن۔ غالباً مالانی قوم کا مورث ہے۔

(۴) گلن سور (بجاؤ معروف)

(۵) اجے پال چکوہ جس نے اجمیر آباد کیا بعض کہتے ہین کہ سمبت ۲۰۲ بکراجیت مین ہوا بعض کہتے ہین کہ سمبت ۲۰۲ براٹ مین ہوا اور یہ زیادہ قرین قیاس ہے شبد ارتھ چنتامنی سے مستفاد ہوتا ہے کہ براٹ ایک راجہ ہوا ہے جسکی حکومت دلی سے دکن کیطرف اور مارواڑ سے پورب کی طرف کے ملک پر تھی۔

(۶) دو لہ راے۔ مسلمانون کے اول حملے مین اجمیر کو کھو بیٹھا اور مارا گیا۔ واقعہ سمبت ۷۴۱ مطابق ۶۸۴ء کا ہے۔

(۷) مانک راے اسنے سمبت ۷۴۱ مطابق ۶۸۴ء مین شاکنبھری دیوی کے نام سے شاکنبھر گاؤن بسایا جسکو اب سانبھر کہتے ہین اسکی اولاد سانبھری راو کہلائی۔

(۸) ہرش راج۔ روایت ہے کہ یہ سلطان ناصر الدین عرف سبکتگین سے لڑا اور اسکے ۱۲۰۰ گھوڑے چھین لیے اس سبب سے سلطان گیر کہلایا۔ لیکن تحقیق سے یہ بات غلط ثابت ہوتی ہے کیونکہ سلطان مذکور کبھی دریاے سندھ سے اس پار نہین آیا پنجاب کی حکومت اسکے قبضے مین نہ تھی وہ پشاور کے علاقے مین جے پال سے لڑا تھا۔ اسنے ہندوون سے جتنی لڑائیان کین ان مین کبھی شکست نہین کھائی فیروزمند رہا اور ان محققین کو یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ سلطان موصوف ۹۷۷ء مین تخت پر بیٹھا تھا اور ۹۹۷ء مین انتقال کیا اور ہرش راج کی حکومت سمبت ۸۱۲ سے سمبت ۸۲۷ (مطابق ۷۵۵ء سے ۷۷۰ء) تک ہے۔

(۹) بیر بیلدیو جسے دھرم گج یعنی فیل مذہب کہتے ہین بظاہر یہ اسکا خطاب معلوم ہوتا ہے محمود غزنوی کے مقابلے مین اجمیر پر مارا گیا اسکو ہمیر راسہ مین مالن دیو لکھا ہے۔

(۱۰) بیسلدیو حسب اختلاف الاقوال سنہ ۱۰۶۲ سے لیکر سمبت ۱۱۵۲ تک کے درمیانی زمانے مین ہوا ہے یہ رئیس گجرات سے لڑا اور فتح پاکر اس مقام پر بیسل نگر آباد کیا اسنے دہلی پر بھی فتح پائی اور اجمیر مین بیسلیہ تالاب کھدوایا جسمین ساگرمتی سے پانی آتا ہے یہ تالاب شہر سے شمال مشرق مین نصف میل پر واقع ہے بشکل بیضوی ڈھائی میل کا احاطہ ہے اور ہر طرف سے سنگین دیوار سے محیط تھا اب اکثر مقامات سے شکستہ ہو گیا ہے۔ اسنے پنجاب اور غیبت عقائد مذہب سلام اختیار کر لیے تھے یعنی مسلمان ہو گیا تھا اور بعد اسکے گوشہ نشینی اختیار کرکے یاد الٰہی مین مصروف ہو گیا جسکی تاویل مسلمانون سے تعصب رکھنے والے مورخ یون کرتے ہین کہ اسلام اختیار کرنے کے بعد اسنے اپنے اس فعل سے نادم ہو کر پراشچت یعنی کفارہ کیا تھا۔ آفرین ہے ایسی سمجھ پر جس ڈھنڈ مین اس نے بود و باش اختیار کی تھی کا لک قبہ شہر مین بیسل کا ڈھنڈ کے نام سے ابتک مشہور ہے بیسلدیو ۶۴ برس زندہ رہا اور وہ دہلی کے تنور راجہ جے پال کا ہمزمانہ تھا اور اسی زمانے مین گجرات مین دُرلبھ اور بھیم اور دھار مین بھوج اور اودے دت اور میواڑ مین پدم سی اور تیج سی تھے۔ میواڑ کے ایک کتبے مین ہے کہ تیج سی بیسلدیو کا رشتہ دار تھا اور مسلمانون کے مقابلے مین تیج سی نے اسکی مدد بھی کی تھی۔

(۱۱) سارنگ دیو۔

(۱۲) آنا جسنے اجمیر مین آنا ساگر تالاب بنوایا۔

(۱۳) بیجے پال اسکے بھائی کا نام ہرش پال تھا۔

(۱۴) ابجے دیو اس کا عرف انند دیو ہے اسکے دو بھائی اور تھے ایک ببجے دیو اور دوسرا ادوتے دیو۔

(۱۵) یہ شیمیس وار جس نے اننگ پال تنور راجۂ دہلی کی دختر روکابائی سے شادی کی اسکے دو بھائی اور تھے ایک کانھہ راے دوسرا جیت گوتے وال رجیم کے بعدیاے معروف سے ہے۔ کان نھہ راے کا بیٹا ایشر داس مسلمان ہوگیا تھا۔

(۱۶) پرتھی راج یہ آخرین نامور چوہان راجہ اپنے باپ سمیسوار کے بعد بہت زبردست ہوا اور سلطان شہاب الدین غوری کے مقابلے پر کام آیا اس کا بیٹا رین سی دہلی کی ساکھا مین مارا گیا۔ پرتھی راج کا دوسرا بھائی چاہر دیو تھا اس چاہر دیو کے ایک بیٹا بیجے راج تھا جسکا نام دہلی کی پتھر کی لاٹ پر ہے۔ بیجے راج کا بیٹا لاکن سی تھا۔ لاکن سی کے اکیس بیٹے ہوے جن مین سے سات اصلی تھے باقی ماندہ کم اصل تھے جن کے نامون سے قومین نامزد ہوئین لاکن سی سے چھبیسوین پشت مین نوندہ سنگھ راجہ نیمرانہ ہوا۔

بیسلدیو کے نام سے دہلی کی لاٹ واقع وسط قلعہ فیروزشاہ کا کتبہ شروع ہوا ہے یہ کتبہ ۱۵ بیساکھ سمبت ۱۲۲۰ سے شروع ہوا ہے اور اُسی پر ختم ہوا ہے اور بجز بطور بزرگ پرتھی راج چوہان تلک ساکم بھری بھوپتی کے بیسلدیو کا کچھ ذکر نہین ہے پرتھی راج سمبت ۱۲۲۶ مین فرمانروا ئے دہلی تھا اور سمبت ۱۲۴۹ مین مارا گیا مگر کبیشر چند کے قول کی رو سے لازم آتا ہے کہ آغاز کتبہ سمبت ۱۲۲۰ کی جا سمبت ۱۱۲۰ سمجھے جائین کہ اُس سال مین بیسلدیو نے مسلمان حملہ آورون کا زبردست مقابلہ کیا تھا۔ لیکن اگر یقیناً سمبت ۱۲۲۰ مین تو کل کتبہ پرتھی راج چوہان کا ہے کہ اُس کے اور بیسلدیو کے درمیان کم سے کم چھ راجہ گذرے ہین پس قرین قیاس ہے کہ آغاز کتبہ بیسلدیو کے زمانے سے منسوب ہو اور انجام پرتھی راج سے اُسنے اپنے بزرگ کی جنگ کی سالگرہ کے روز کو اپنی فتوحات کی یادگار کی تحریر کیواسطے مناسب وقت تصور کیا ہو اور پرتھی راج کی یہ فتوحات راجوتوں کے لئے قابل فخر تقین کیونکہ اُسنے حملہ آور مسلمانون کو آریہ ورت سے پسپا کیا تھا چنانچہ شہاب الدین غوری کو ایکبار بڑی بھاری شکست دیکر بھگا دیا تھا پس اگر اس قیاس کے بموجب آغاز کتبہ سمبت ۱۱۲۰ مطابق ۱۰۶۳ع ہے تو یہ اجتماع جسکا ذکر چوہان بھاٹ نے لکھا ہے بہ تحت حکومت بیسلدیو ہوا تھا اور اُسی کی یادگار کے واسطے وہ کتبہ کندہ ہوا۔ رؤساے شریک مجمع مین چار راجون کے جو اپنی اپنی فوج لیکر بیسلدیو کے پاس آئے تھے چند شاعر نے ایسے نام لکھے ہین کہ اُسنے بھی سمبت مذکور اور وقت مسطور کی مطابقت ہوتی ہے چنانچہ اُن مین سے ایک اودے دت پرمار والی دھار خلف راجہ بھوج ہے اور اُسکا زمانہ اُنتر کتبون سے سمبت ۱۱۰۰ اور سمبت ۱۱۵۰ کے درمیان تحقیق ہوا ہے اور اپنے عہد کے وسط مین وہ شریک مجمع ہوا ہوگا دوسرے بھومیہ بھاٹی والی دیراول کو اس مجمع مین شریک بتایا ہے اگر اس سے بعد کا زمانہ ہوتا تو بجاے دیراول جیسلمیر دارالحکومت حال لکھا جاتا۔ تیسرے کچھواہون کا انتر بید سے آنا لکھا ہے یہ سرزمین گنگا و جمنا کے درمیان ہے کہ اُس زمانے مین اُنکی بود و باش نروربے آنبیر کو منتقل نہوئی تھی چوتھے میواڑ کا راجا تیج سی

جو بیسلدیو کا رشتہ دار اور معاصر تھا اُس کا بھی بیسلدیو کی مدد کو آنا بیان کیا ہے اور اسکا عہد بھی سنین مذکور کی حد
مین مانا گیا ہے۔ بیسلدیو جو ستّھ برس زندہ رہا اگر یہ تاریخ سمبت ۱۱۲۰ اُسکے عہد کے وسطی کی سمجھی جاوے تو سمبت ۱۰۸۰
مطابق سنہ ۱۰۲۳ء سے سمبت ۱۱۵۳ مطابق سنہ ۱۰۹۶ء تک زندہ رہا لیکن چونکہ اُس کا باپ بیر بلیندیو محمود کے اخیر حملے
پر اجمیر کے مقابلے مین مارا گیا اس خیال سے کہ وہ اُسوقت دس برس کا ہوگا اُسکی ولادت کی تاریخ سمبت ۱۰۸۰
مطابق سنہ ۱۰۲۳ء سے سمبت ۱۱۴۳ مطابق سنہ ۱۰۸۶ء کے درمیان قائم کرنی لازم آتی ہے کہ اُسی مین کتبہ دہلی کی تاریخ
داخل ہے اور حساب سے فہرست کے کُل زمانون سے مطابق ہے اسواسطے صحیح تاریخ سمبت ۱۰۶۶ سے سمبت ۱۱۳۰ تک
بہ اطمینان قائم ہوسکتی ہے کتاب راسہ مین سمبت ۹۲۱ بیسلدیو کا لکھا ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے یہ قباحت عام طور پر کبیشران
راجپوت مین ہے اور اُنکے لکھے ہوئے سمبت کی تصدیق اسباب صحیحہ سے ہونی چاہیئے نہ اُن سے جو وہ اپنے شعرون مین
درج کرتے ہین سر سید احمد خان نے سلسلۃ الملوک مین شان دہلی کے تحت مین بیسلدیو کا نام لکھکر اسکی مسندنشینی سمبت ۱۱۵۲
مطابق سنہ ۱۰۹۵ء موافق سنہ ۴۸۹ ہجری مین مانی ہے جسنے ۶ سال ایک ماہ ۴ یوم سلطنت کی اور کہا ہے کہ بیسلدیو کے بعد اسکا بیٹا
امر گنگو سمبت ۱۱۵۸ مطابق سنہ ۱۱۰۱ء موافق سنہ ۴۹۵ ہجری مین مسندنشین ہوا اسکے بعد اُسکا بیٹا کھرپال سمبت ۱۱۶۳ مطابق سنہ ۱۱۰۶ء
موافق سنہ ۵۰۰ ہجری مین قائم مقام ہوا کھرپال کے بعد اسکا بیٹا تمیر سمبت ۱۱۸۳ موافق سنہ ۱۱۲۶ء مطابق سنہ ۵۲۰ ہجری مین
گدی پر بیٹھا تمیر کے بعد اُسکا بیٹا جاہر اسمبت ۱۱۹۰ مطابق سنہ ۱۱۳۳ء موافق سنہ ۵۲۸ ہجری مین راجہ بنا جاہر ناگدیو ولد
جاہر اسمبت ۱۱۹۵ مطابق سنہ ۱۱۳۸ء موافق سنہ ۵۳۳ ہجری مین جانشین ہوا۔ ناگدیو کے بعد اُسکا بیٹا رائے پتھورا سمبت ۱۱۹۸
مطابق سنہ ۱۱۴۱ء موافق سنہ ۵۳۶ ہجری مین مالک ہوا جو ۴۹ سال ۵ ماہ ایک دن حکومت کرکے موضع نرائین عرف تلاوڑی
کے مقام پر معزالدین محمد بن سام عرف سلطان شہاب الدین غوری کی لڑائی مین مارا گیا۔ بیسلدیو اور اُسکی اولاد
مین سے سات آدمیون نے ۹۵ برس سات مہینے حکومت کی بعد اسکے سلطنت مسلمانون کے گھرانے مین چلی گئی
اس تحقیق کی بنیاد پر ٹاڈ کی وہ قیاس دوانی جسکے مطابق مین نے اوپر تشریح کی ہے غلط ثابت ہوتی ہے

دہلی کے وہ منار جو چوہانون کی یادگار سمجھے جاتے ہین

(۱) آثار الصنادید مین سید احمد خان کہتے ہین کہ فیروز شاہ کی لاٹ جو شاہ جہان آباد مین دہلی دروازے کے
باہر تھوڑی دور پر دریا کے کنارے کوٹلہ فیروز شاہ کی عمارت مین نصب ہے یہ لاٹ عجائب روزگار ہے ایک
پتھر کی بنی ہوئی ہے اور لوگ کرنڈ کا پتھر بتاتے ہین سید صاحب نے نقشہ بنانے کے وقت اسطرلاب کے عمل سے
اس لاٹ کی پیمائش کی تو معلوم ہوا کہ اب جسقدر زمین کے اوپر ہے اُسکا طول اڑتالیس فٹ ۵ انچ ہے اور سِرے
کی موٹائی دس فٹ مدور اسکی حقیقت یہ معلوم ہوئی ہے کہ وہ کمایون کے پاس جو ہندوستان کے شمال مین ہے
دو لاٹھین پڑی ہوئی تھین اور ہندو یہ بات کہتے تھے کہ یہ دونون لاٹھین ہمارے دیوتاؤن کے گائین چرانے
کی لاٹھیان ہین اور اسی اعتقاد سے ہزارون ہندو اُن کی پرستش کیا کرتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ جب
یہ لاٹھین ہمارے اُٹھینگی یا ٹوٹینگی تب قیامت ہوگی فیروز شاہ نے یہ بات سنکر ہندوؤن کا اعتقاد

جھوٹ کرنے کو ایک لاٹ کو توڑ ڈالا اور دوسری کو دہلی مین لاکر رکھدیا جب سے فیروز شاہ کی لاٹ مشہور ہوگئی ہے مگر یہ لاٹ بہت نامی اور نہایت مشہور رہے ہر چند تحقیقات کی کہ یہ لاٹ کب کی ہے اور کون بنائی ہے لیکن کسی کتاب سے کچھ تحقیق نہین ہوا اور اس لاٹ پر بہت سی عبارت اگلی زبان مین اور اگلے حروف مین کندہ ہے کہ وہ کسی سے پڑھی نہین جاتی اور تھوڑی سی عبارت شاستری مین کندہ ہے کہ وہ بھی سمجھ مین نہین آتی لیکن جتنے حروف شاستری کے پڑھے گئے ہین اُنکا ترجمہ لکھدیتا ہون "سیدھ سری بکرما جیت سمبت ۱۲۲۰ بیساکھ سدی پندرس سواسون لکھنی بشن داس نراین شاہ بہادر معز الدین کچھواہ عمر دراز مقیاس شریف" اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانے مین سلطان معز الدین محمد بن سام غوری نے جو عام طور پر شہاب الدین غوری مشہور ہے کوہ سوالک کو جو شمالی ہندوستان مین ہے تاراج کیا ہے اُس زمانے مین اس لاٹ پر کہ پہلے اُس مقام پر تھی اور ہندو اُسکی پوجا کرتے تھے یہ عبارت کھدوا دی۔

اور منادی کی تحقیق یہ ہے کہ یہ کتبہ پرتھی راج چوہان کا ہے کہ اُسنے جو شہاب الدین غوری کو پہلی مرتبہ شکست دیکر ہندوستان سے بھگا دیا تھا اُسکی یادگار مین کندہ کرایا تھا اور اس لاٹ کا ذکر چند کرتا ہے جس سے شہرت چوہان کی پیدا ہے۔

لیکن اس مین یہ کلام ہے کہ اگرچہ سمبت ۱۲۲۰ مین پرتھی راج والی ملک تھا مگر شہاب الدین غوری کے بھائی غیاث الدین کو غور کا تخت سلطنت ۵۵۸ھ مطابق سمبت ۱۲۱۹ بکرماجیت مین حاصل ہوا تھا اور شہاب الدین کو اُسنے غزنی کی حکومت پر بقول مصنف حبیب السیر ۵۶۹ھ مطابق سمبت ۱۲۲۹ مین پہنچایا تھا اور سب سے پہلا حملہ شہاب الدین کا بقول محرر خلاصۃ التواریخ ہند کی سرزمین پر ۵۷۱ھ مطابق سمبت ۱۲۳۱ مین ہوا تھا تو اس صورت مین اس لاٹ پر شہاب الدین کی طرف سے اُس کتبے کا کندہ ہونا قابل تسلیم نہیں بالفرض اگر وہ کچھ کندہ کراتا تو زبان فارسی و حروف فارسی مین کندہ کراتا نہ کہ اُس زبان مین جسکو وہ سمجھتا نہ تھا اور پرتھی راج کا شہاب الدین پر فتح کی یادگار مین کندہ کرانا بھی قابل اعتراض ہے کیونکہ سمبت ۱۲۲۰ تک دونون مین محاربہ واقع ہونے کا کوئی موقع ہی نہ تھا۔

تاریخ عالم مین لکھا ہے کہ تحقیقات سے واضح ہوا کہ یہ پتھر کی لاٹ حضرت مسیح کے تولد سے تین سو برس پیشتر کی بنی ہوئی ہے اور بحکم دیوانم پیا پیا دسی راجہ اسر آندیپ کے بنائی گئی ہے اسکے حروف ایک قسم کے پرانے خط ناگری کے سے ہین۔

تاریخ فیروز شاہی کے تو ہین مقدمے مین خواجہ شمس سراج عفیف نے اس لاٹ کو اپنی جگہ سے اکھیڑنے اور دہلی مین لاکر قائم کرنے کے متعلق صحیح صحیح حال لکھا ہے اس مصنف بزرگوار سے فیروز شاہ بادشاہ ہانسی مین خود ملا تھا۔

لکھا ہے کہ سلطان ایک بار ساتورہ و خضر آباد کی طرف شکار کو گیا اور خضر آباد دہلی سے نوے کوس ہے

ایک پہاڑی کے دامن مین موضع نویرہ (حرف اول نون اور تا دو نون آئے ہین) کی حد مین جمنا کے کنارے
سے کچھ دور پتھر کی ایک لاٹ کھڑی دیکھی اسکی نسبت یہ مشہور تھا کہ یہ بھیم کی لاٹھی ہے کہ اس سے گایونکو ہانکتا
تھا اور اُسی نے اپنے ہاتھون کی قوت سے بنایا تھا معلوم نہین کہ پھر کس نے اُسکو اس جگہ کھڑا کیا اور کیسے کھڑا کیا اور
بھیم بہت قوی ہیکل تھا بلکہ اُس زمانے مین دوسرے آدمی اور جانور بھی بڑے بڑے قد آور ہوتے تھے ۔
بادشاہ نے ارادہ کیا کہ اس لاٹ کو دہلی مین لیجاے پس اُسکو اسطرح جگہ سے اُکھیڑا کہ درخت سینبل کی روئی کے
گٹھر بندھواے اور ہزارون آدمی اور چوپاے جمع کراے اور اُن گٹھرونکو خوب مضبوط بندھوایا اور اُنکو لاٹ کی
چارون طرف رکھوادیا جب لاٹ کی جڑ کھودتے تو وہ جھک کر اپنی طرف کے گٹھرون پر رک جاتی اس طرح ہر طرف سے
کھودا اور وہ جھک جھک کر گٹھرون پر رکنے لگی جب سب کھُد گئی تب آہستہ آہستہ وہ گٹھر اُسکے تلے سے نکالے یہانتک
کہ تمام لاٹ زمین پر دراز ہو گئی اسکی جڑ مین ایک بڑا مربع پتھر بطور چبوترے کے رکھا ہوا تھا اُسکو بھی نکال لیا اور اب اس
لاٹ کو بانسون کے ٹکڑون اور کچے چمڑون سے سر سے پانون تک بندھوا دیا اور پھر ایک نہایت مضبوط بڑی
گاڑی تیار کرائی جسمین ۴۲ پہیئے تھے ہر پہیے مین طنابین بندھوائین اور چند [illegible] آدمیون نے یکبارگی زور
کرکے اُس لاٹ کو گاڑی پر لادا یعنی ہر ایک پہیے مین دس دس من کی ریشمی رسی باندھی [illegible] ہر رسی کو دو سو آدمی کھینچتے
تھے اسطرح اُس لاٹ کو اپنی جگہ سے اُٹھا کر ندی کے پاس لاے اور بڑی بڑی کشتیان جمع کرکے ندی کے کنارے
سے برابر کرکے لگا دین سلطان خود اہتمام کے لیے یہان کھڑا تھا اسطرح لاٹ کو کشتیون پر پار کرکے کھینچتے ہوے
فیروزآباد مین لاے (جسکو فیروز شاہ نے اپنے عہد سلطنت مین آباد کیا تھا اور اب تک فیروزآباد گانون بستا ہے اور
اسمین عالیشان قصر اور قلعہ بنوایا تھا جو اب باقی نہین) قلعہ فیروزآباد مین اس لاٹ کو پہنچایا اور متصل مسجد جامع کے
لاٹ کے استادہ کرنے کو عمارت بنوائی یہ عمارت کھرسل کے پتھر اور چونے سے بنی اور ہر ایک پوشش (حصہ یا کرسی)
کی طیاری کے بعد لیٹی ہوئی لاٹ کو اُسپر چڑھاتے رہا تا آنکہ چھ حصے تیار ہو گئے اور لاٹ اُسپر رکھدی گئی (اب
یہ عمارت فیروز شاہ کا کوٹلہ کہلاتی ہے) بعد اسکے لاٹ کو کھڑا اس تدبیر سے کیا کہ ہر حصے کے تلے لکڑی کی
ایک مضبوط اور بڑی چرخی لگا لی گئی اور دس دس من کی ریشم کی رسیان بٹوا کر ایک سرا رسی کا اس چرخی مین
باندھا اور دوسرا لاٹ کے سر مین ہر چرخی پر دو ہزار آدمی زور کرتے تھے بہت سے زور کے بعد وہ لاٹ آدھ گز اوپر کو
اُٹھ جاتی اور جب اتنی کھڑی ہو جاتی تو روکنے کو اُسکے تلے سینبل کی روئی کے بڑے بڑے گٹھر اور لکڑیان لگا دیتے
تاکہ عمارت پر نہ گر پڑے چند روز تک اس طرح زور پاتے پاتے پوری کھڑی ہو گئی اسکے بعد اسکے چارون طرف
لکڑیان اسطرح لگا دین جیسے کلس پر قالب چڑھا دین اور تمام لکڑیان لوہے کی تیغہ کاری سے مضبوط کر دین
تاکہ لاٹ کسی طرف جھکنے نپاے جب لاٹ پوری کھڑی ہو چکی تو اُسکے سر کے دور پر چند حلقے سنگ سیاہ و سفید
کے تیار کراکے انپر تانبے کے طلائی ملمع کار کلس چڑھوا دئے اور بادشاہ نے نام اُسکا منارہ زرین رکھا
کہتے ہین کہ یہ لاٹ ۴۲ گز کی ہے آٹھ گز عمارت کے اندر ہے اور ۳۴ گز عمارت سے باہر ہے اسکے تلے سے کے

حصے مین چند سطرین خط ہندی مین کندہ ہین فیروز شاہ نے بہت سے ہندو عالم جمع کرکے پڑھوایا کسی سے نہ پڑھا گیا بعض کہتے ہین کہ کچھ ہندؤن نے اس خط کو پڑھکر بیان کیا کہ اسمین لکھا ہے کہ اس لاٹ کو کوئی بھی اپنی جگہ سے نہین ہلا سکتا مسلمان بادشاہ ہو یا ہندو مگر پچھلے زمانے مین ایک صاحب قدرت بادشاہ پیدا ہوگا جسکا نام سلطان فیروز ہوگا وہ اسکو اپنے مقام سے نکلوا لیگا۔

نوٹ تاریخ فیروز شاہی کے سامنے ہماڈکا یہ کہنا کہ یہ لاٹ مقام نگر پوڈیر جو ایک مقام میرٹھ پر لب دریا ہے جمن چند میل نیچے دہلی کے واقع ہے کھڑی کی گئی تھی غلط ثابت ہو۔ اسیطرح سید احمد خان کا یہ لکھنا کہ یہ لاٹ کوہ کراچی کے پاس پڑی ہوئی تھی بے اصل ہے۔

(۲) تاریخ فیروز شاہی مین یہ بھی مذکور ہے کہ منارۂ زرین سے کسیقدر چھوٹی ایک دوسری پتھر کی لاٹ قصبہ میرٹھ کے حوالی مین تھی جسکو بھی بھیم کی لاٹھی اور اسکے ہاتھون سے تیار کی ہوئی بتاتے تھے اس لاٹ کو بھی فیروز شاہ نے منارۂ زرین کی طرح تدبیرون سے اٹھوا کر دہلی مین لاکر کوشک شکار مین رکھوا دیا

(۳) قطب صاحب کی لاٹ مسجد قوت الاسلام کا منارہ ہے جو راے پتھورا کا بتخانہ توڑکر بنائی گئی تھی تمدن عرب مین لکھا ہے کہ سر سید احمد خان بہادر جن کی ایک کتاب سے جو دہلی کے متعلق انھون نے لکھی ہے موسیو گارستان دیتاسی نے نقل کیا ہے لکھتے ہین کہ اس لاٹ کی شان اور خوبصورتی کا بیان الفاظ مین نہین ہو سکتا اور اسکا مثل تمام عالم مین کہین نہین ہے انھین کا قول ہے کہ اس لاٹ کو پتھورا نے ۱۱۴۳ء مطابق ۵۳۸ ہجری مین بنانا شروع کیا تھا اور قطب الدین نے فقط اس کام کو جاری رکھا اور یہ سخت غلطی ہے اور حقیقت مین یہ سید صاحب پر اتہام ہے انکی کتاب آثار الصنادید مین کہین اسکا ذکر نہین بلکہ وہ تو یہ کہتے ہین کہ اس لاٹ کو شمس الدین التمش نے جو قطب الدین ایبک کا غلام اور داماد اور جانشین تھا اور سنہ ۶۰۷ ہجری مطابق سنہ ۱۲۱۰ء مین دہلی کا بادشاہ ہوا ہے اپنے عہد سلطنت مین بنایا ہے اور سید صاحب کی راے مین تتبع کتب تواریخ اور سیاق وسباق بادشاہون کے حال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس لاٹ کی عمارت سنہ ۶۲۶ ہجری مطابق سنہ ۱۲۲۹ء کے بعد تمام ہوئی ہے بہر حال یہ لاٹ سلطان شمس الدین التمش کی بنائی ہوئی ہے اور یہ نشانی اسی بادشاہ کی بلند ہمتی کی ہے بعد اسکے جو بادشاہ ہوا اس عمارت کو عجیب وغریب سمجھکر درست کرتا رہا اور منٹر کی تاریخ مین مذکور ہے کہ قطب الدین نے چند عمدہ عمارتین تعمیر کین خیانچہ خاص دار السلطنت مین قطب مسجد جسکے سڈول ستونونکی صفون پر عمدہ سنگتراشی کا کام ہے اسکی یادگار ہے اور نیز قطب منار کی گاؤدم لاٹ جسپر قرآن کی سورتین پچے کاری کے کام سے لکھی ہوئی ہین پرانی دہلی کے ویرانے سے سر بلند کئے ہوئے نظر آتی ہے اور مارسڈن کی تاریخ ہند مین مرقوم ہے کہ قطب الدین نے دہلی کے قریب وہ قابل دید منار بنانا شروع کیا تھا جو اب تک قطب منار یا قطب صاحب کی لاٹ کے نام سے مشہور ہے لیکن اسکے عہد تک یہ مکمل نہین ہونے پایا تھا التمش کے وقت مین بالکل تیار ہو گیا

(۴) مسجد قوت الاسلام کے قریب ایک لاٹ کھڑی ہے اور یہ لاٹ ڈھلے ہوئے لوہے کی ہے جڑ مین اسکا محیط سوا پانچ فٹ اور طول ساڑھے اٹھارہ فٹ ہے جیساکہ سیاحت ہند مین مذکور ہے اور سید احمد خان نے

اسکی اونچائی اسطرلاب کے عمل سے بائیس فٹ چھ انچ بتائی ہو اسپر پالی حروف مین اور ناگری زبان مین کچھ عبارت کندہ ہے کہ وہ پڑھنے مین نہین آتی یہ لاٹ راے پتھورا کے عہد کی بنی ہوئی ہے اور اسکے بنجانے مین لگی ہوئی تھی سلطان معزالدین محمد بن سام نے اسکو یہ سمجھ کر کہ چلو مقیاس ہی سہی دن ہی دیکھنے کے کام آئیگا اور اس نشانی سے شوکت اسلام پائی جائے گی بدستور رہنے دیا ہوگا مگر راے پتھورا کے وقت مین بننا اسلئے ماننے کے قابل نہین کہ اُس کے وقت کی زبان اور حروف دونون صاف صاف تھے اور زمانہ موجودہ کے ہندوونکی زبان علمی اور حروف سے اُن مین کوئی اختلاف نہ تھا۔

شاخہاے چوہان

چوہانون کی چوبیس شاخین ہوئی ہین اُنمین سے منجملہ موجودین نہایت مشہور کوٹہ و بوندی کی ریاستین ہین اُن دونون ریاستون کے رئیس ہاڑے کہلاتے ہین کیونکہ اُنکے ایک بزرگ استپال کی پیدائش ہاڑ یعنی ہڈیون سے قصے کے طور پر پائی گئی ہے وہ مغل بادشاہون کے ماتحت بڑے بہادر کارگذار تھے درمیانی چودھوین صدی عیسوی مین اُنھون نے میواڑ کی مدد سے بوندی پر قبضہ کیا اور درمیانی سولھوین صدی عیسوی مین اکبر شہنشاہ کی ماتحتی قبول کی۔ درمیانی سترھوین صدی عیسوی مین شاہجہان نے بوندی کا ایک پرگنہ جدا کرنے کے بعد کچھ جاگیر اپنی طرف سے دیکر کوٹے کی علحدہ ریاست بنائی ضعیف العمر شاہجہان شہنشاہ کے بڑے بیٹے دارا شکوہ کی رفاقت مین بمقابلے اورنگ زیب کے چھ بھائیون نے جان دی مگر اُن مین سے صرف ایک اتفاقاً جان بر ہوگیا۔ درمیانی انیسوین صدی عیسوی مین سرکار انگریزی کے حکم سے جھالرا پاٹن کے لیے تہائی علاقہ تقسیم ہوا۔ چوہانون مین سے ایک شاخ دیوڑہ بھی ہے جن کے بزرگون مین سے دیوراج نامی نے آخر چودھوین صدی عیسوی مین پرمار راجپوتون سے آبو کا قلعہ لے لیا تھا اُسکی اولاد اب ریاست سروہی پر قابض ہے راجپوتانہ مین ان تین خودمختار ریاستون کے سوا چوہانونکی پوربیہ شاخ مین اول درجے کے تین سردار بیدلہ۔ کوٹھاریہ۔ اور پارسولی میواڑ کے ماتحت جاگیردار ہین سگاگرون اور راگھوگڑہ کے کھیچی اور جالور کے سوناگرا اور سانچور اور سوی باہ کے چوہان اور یاداگھوڑہ کے پوتجہ راجپوتون اور سروہی کے دیوڑہ کے نام بہادری اور جوانمردی سے زندۂ دوام ہین کھیچی کو باہر کھینچ کوٹ لکھتا ہے۔ سوناگرا نام چوہانون نے اپنی قوم کے فرق کرنے کو رکھا تھا جس سے قدیم نام ملانی کا سوناگڑ ہیسے جاتا رہا کیونکہ وہ سوناگڑھ نام قلعے مین رہتے تھے جسکے معنے کوہ طلا ہین ٹاڈ نے اسیطرح لکھا ہے اور وقائع راجپوتانہ مین سوئی گرا ہے اور بعض کتابون مین سونگرا وارد ہے۔

اکثر چوہان سردارون نے زمین نہ دینے کی غرض سے مذہب اسلام اختیار کرلیا ہے اول شخص جسنے جاگیر کے عوض اپنا مذہب تبدیل کیا پرتھی راج کا رشتہ دار ایشر داس تھا۔ قائم خانی و عمرانی و کرروانی وغیرہ اُن کی زیادہ تر اولاد سے شیخاواٹی مین رہتے ہین کم سے کم بیس مشہور ترین راجپوت شاخون نے تبدیل مذہب کیا ہے۔ مگر راجپوتون کے اعتقاد کے خلاف نہین ہے کیونکہ بقول ٹاڈ منو کے قانون مین زمین کے واسطے

ہر چیز دیدینی لکھا ہے یہانتک کہ زمین کی خاطر جورو بھی چھوڑ دینی چاہیئے۔
ان چوہانوں مین سے ۱۹ ڈشوال مہاجن بھی نکلے ہین۔

چوہانون مین ۲۴ شاخین ہین

(۱) چوہان (۲) ہاڑا (۳) کھی چی (۴) سون گرہ (۵) دیوڑہ (۶) پاربیہ (۷) گوئیل وال (۸) بھدوریہ (۹) نربھان (۱۰) ملانی (۱۱) پوربیہ (۱۲) سوڑہ (۱۳) مدرانیچہ (۱۴) سنگرانیچہ (۱۵) بھورانیچہ (۱۶) بلانیچہ (۱۷) تسیرا (۱۸) چچیرا (۱۹) روشیہ (۲۰) چندو (۲۱) نکم پا (۲۲) بھاکر (۲۳) بانکیث (۲۴) ساتچورا
بعض کتابون مین دو نام دھنیسوہ اور باگیر چہ اس مین لکھے ہین اور سوڑہ و چچیرا کو نہین شاید گھلوتون کے سوزہ اور راٹھورون کے چچیرا کو سہوا یہان داخل کردیا ہے بعض مقامو نپر نظر سے گذرا ہے کہ دھنیرہ چوہانون کی ایک گوت ہے ان مین اور بندیلون اور پنواڑون مین باہم شادی بیاہ کا سلسلہ جاری ہے اس گوت کے راجپوتون کا اصلی وطن قصبہ سہراسرکار سارنگپور صوبہ مالوہ تھا کہ جو سلاطین مغلیہ کے دفتر مین سہار یا باجی کے نام سے لکھا جاتا تھا۔

مسلمان چوہان

قائم خانیون کا مورث اعلےٰ موضع دوریرے کے چوہان موٹے راو کا بیٹا کرمسی تھا جسے ۱۳۸۳ء مین دہلی کے بادشاہ فیروز شاہ تغلق کے عہد مین سید ناصر خان نے حصار مین مسلمان بنایا اور قائم خان نام رکھکر بیٹے کی مانند پرورش کیا پھر قائم خان کے دو بھائی اور بھی مسلمان ہو گئے جنکے نام زین الدین اور ظہیر الدین رکھے گئے ان تینون کی اولاد کا نام قائم خانی اور زین دانی اور جب دانی ہوا مگر اب تینون ہی قائم خانی کہلاتے ہین سید ناصر کے بعد قائم خان شاہی مصاحبت مین داخل ہو گیا اور حصار اسکو جاگیر مین ملا اسنے رفتہ رفتہ شاہی دربار مین بہت رسوخ حاصل کیا کسی قصور پر دہلی کے بادشاہ خضر خان نے خفا ہوکر دہلی کے قلعے پر سے اسکو جمنا مین گروادیا اور اسکے بیٹے تاج خان و محمد خان کو حصار سے باہر نکالدیا وہ عرصہ تک جیسلمیر اور ناگور مین رہے اور پھر دونون نے علیحدہ علیحدہ جاگیرین فتحپور اور جھونجھنون مین قائم کین جنھین ۱۷۳۱ء کے قریب تک انکی اولاد نواب کے خطاب سے حکومت کرتی رہی لیکن پھر شیخاوت و کچھواہون ... دونون ریاستین کامیاب خان اور سلیم خان سے چھین لین تو وہ ناتہ اڑ مین چلے آئے اور اب کامیاب خان فتحپور والے کی اولاد کوچامن مین موجود ہے۔ قائم خانیون کی زیادہ تر اولاد شیخاواٹی مین ہی پائی جاتی ہو اور کچھ ہانسی حصار اور نارنول مین بھی جہان قائم خان کا تیسرا بیٹا اختیار خان رہتا تھا اور زیادہ تر معاش کی وجہ سے حیدر آباد دکن مین جابسے ہین۔ بیشتر حصہ قائم خانیون کا اسلامی احکام سے واقف نہین ان مین راجپوتون کی بہت سی رسمین ابتک مروج ہین جیسے شادی مین تورن باندھا جاتا ہے۔ نکاح کے بعد پھیرے بھی ہوتے ہین اور تیاگ بھی مرآثی وغیرہ بانٹتے ہین اکثر قائم خانی راجپوتون کے موافق گلے مین طلائی پھول اور کانون مین مرکیا پہنتے ہین اور

اجنبی مسلمانون کے ساتھ کھانے پینے مین بھی پرہیز کرتے ہین۔ کیونکہ ملدھاآڑ اور شیخاواٹی مین ان کا ایک حصہ ہے صرف اتنا فرق ہے کہ راجپوت انکو تیار کرکے حصہ دیدیتے ہین اور ایک چولھے پر دو نون روٹی پکا لیتے ہین شیخاوت راجپوت بھی انکے میل جول سے گھن نہین کرتے اور بعض بعض قائم خانی ختنہ بھی نہین کراتے قائم خانی مرد دھوتی کا کثرت سے استعمال کرتے ہین اور کوئی کوئی پردہ انگرکھے کا اُلٹی جانب رکھتے ہین۔ عورتین گھاگھرا (لہنگا) اور ہاتھی دانت کا چوڑا (چوڑیان) پہنتی ہین ان مین پردہ بہت کم ہوتا ہے۔ نیز سیل ساتم اور ہولی دیوالی کا تیوہار بھی منایا جاتا ہے ماموں اور چچا کی بیٹیوں سے شادی نہین کرتے مگر اپنی کھاپ مین کرلیتے ہین انکی کھاپون کا نام عقل خانی اور طاہر خانی وغیرہ انکے آباو اجداد کے نام پر ہوتا ہے کئی قائم خانی اب پٹھانون اور سیدون کو بھی بیٹیان دینے لگے ہین مگر وہ لوگ انکو اپنی بیٹیان نہین دیتے قائم خانیون کی زیادہ تر رشتہ داری فرولی کے پٹھانون سے ہے۔ قائم خانی کھیتی۔ سپاہ گری۔ تجارت اور مزدوری کے پیشے اپنی حیثیت کے موافق کرتے ہین کوئی کوئی شیخاواٹی مین جاگیردار وجمعدار اور مارواڑ و حیدرآباد مین جمعدار و رسالدار بھی ہین کچھ سالون پہلے یہ چوری اور ڈاکہ زنی مین راجپوتون سے کم نہین تھے اور اب بھی ٹھگی و ڈکیتی کے محکمے مین انکی نگرانی رکھی جاتی ہے قائم خانی ڈیل ڈول مین تنومند مضبوط جفاکش اور بہادر ہوتے ہین لیکن ناخواندگی اور اکھڑپن انمین خصوصیت سے پایا جاتا ہے۔

چالک جنھین سولنکھی یا سولنکی بھی کہتے ہین

آئین اکبری مین لکھا ہے کہ سولنکھی بضم سین مہملہ و واو مجہول و فتح لام و نون خفی و کسر کاف و ہائے خفی و سکون تحتانی ہے اگرچہ انکی اصل کی اس نسل کی اس مدت قدامت تک تحقیق نہین ہے جیسی کہ پرمار اور چوہان کی معلوم ہے مگر سبب اس کا صرف یہی ہے کہ اسکی کتابین نہین ملتی ہین ورنہ اُن کی عظمت و شہرت مین کسی طرح کوتاہی نہین ہے۔

بھاٹون کی روایت کے بموجب سولنکھی قبل اسکے کہ قنوج پر قابض ہوئے سورون شہر لب دریائے گنگ کے راجہ تھے۔ کرسی نامے سے تصدیق ہوتی ہے کہ لوکوٹ جسے لاہور کہتے ہین انکا مسکن تھا اس واسطے اُن کی ساکھا مثل چوہانون کے مادونی ہے تحقیق یہ ہے کہ آٹھوین صدی مین لاکھا اور توگرہ دو قومین ملتان اور قرب وجوار کے ملک مین رہتی تھین اور جب بھاٹیون نے جنگل مین بود و باش اختیار کی انکی بڑی مخالف تھین اور یہی لوگ واقع ساحل مالابار متصل بمبئی کے راجہ تھے۔ کلیان سے ایک شاخ سولنکھی کی لیکر خاندان راجگان چوراس ساکن پٹن مین پیوند لگایا گیا یعنی ان دونون خاندانون مین باہم نسبت ہوئی پٹن کو انہل واڑہ بھی کہتے ہین اور نہر والہ کے نام سے مشہور ہے جیسا کہ مرآت احمدی مین مذکور ہے سمبت ۹۸۶ مطابق سنہ ۹۳۱ عیسوی مین بموجب راج آخر فرمانروائے چوراس ریاست سے محروم رہا اور سولنکھی مولراج انہل واڑے کی گدی پر بیٹھا۔ اور اٹھارہ برس حکومت کی اسکے پسر چاونڈراے کے عہد حکومت مین محمود غزنوی انہل واڑے پر حملہ آور ہوا اور اس کی دولت

نوٹ صفحہ دس کے حاشیہ کے آخر مین جو مؤلف مرآت الشہود لکھا ہے اسکی جگہ مؤلف این کتاب پڑھیئے کیونکہ اول اول وقائع راجستان ہی کا نام مرآت الشہود ہی تجویز کیا تھا پھر بدلدیا

چند مکانات بطور یادگار فتوحات خود تعمیر کئے منجملہ انکے ایک تعمیر بنام نہاد عروس بہشتی ایسی عمدہ تھی کہ اسکی عظمت کو انسان کی بنائی ہوئی چیز نہین سے شاید کوئی پہنچ سکے مسلمان مورخون نے دولت مغروقہ کی تعداد اس کثرت سے لکھی ہے کہ یکایک یقین نہین آتا مگر جب انہل واڑے کی تجارت پر غور کیا جاے تو انکی تحریر مین مبالغہ نہین معلوم ہوتا بعد معاودت محمود کے انہل واڑہ مین پھر وہی رونق ہوئی اور سدھ راے جے سنگھ کہ بانی ریاست سے ساتوین پشت مین تھا پھر فرمانروا ہوا - کرناٹک سے دامن کوہ ہمالیہ تک بائیس ریاستین اسکے تحت حکومت ہوگئین مگر اسکے بیوقوف جانشین نے چوہان پرتھی راج کو ناراض کردیا اسلئے وہ راج سے محروم رکھا گیا اور پرتھی راج کے خاندان کا ایک شخص کمارپال (یا کمرپال) انہل واڑے کی گدی پر بٹھایا گیا - سدھ راے اور کمارپال دونون بدھ مذہب کے معتقد تھے - کمارپال کے جانشین بالو مالدیو کی ریاست تیرھوین صدی عیسوی مین شہاب الدین غوری کی فوج سے غارت ہوئی اور ۱۲۴۲ء مین یہ خاندان تو ختم ہوا لیکن سدھ راے کی اولاد مین سے باگھیلہ کا نیا خاندان بسیلدیو سے قائم ہوا اور مسلمانون کے ہاتھ سے جو نقصانات عائد ہوے تھے انکا دفعیہ ہونے لگا اور مندر سومنات نے دوبارہ رونق پائی - آخر ش چوتھے راجہ کرن گہلوت (یا گہیل کرن) کے عہد مین علاءالدین محمد شاہ خلجی نے انہل واڑہ کو دوبارہ اجاڑ دیا - مندر آدھ ناتھ واقع کوہ ستر نجنہ دیا سرن جینیہ کو اسلامی قربان گاہ قرار دیکر ایک مسلمان درویش مقرر کیا - بدھ کی مورتون کو شکست و ریخت کر دیا انہل واڑہ کی فصیل مسمار ہوکر بنیاد کھود دی گئی اور قدیم مندرون کے ٹکڑون سے پھر بھر دی گئی - سولنکھی نسل کے باقی ماندہ لوگ ملک مین متفرق ہوگئے اور سو برس تک بلا سرپرست رہے آخرکار انہین سے ایک شاخ باگھیلہ نے جو سدھ راے کے بیٹے باگھ راو کی اولاد مین سے ہے ملک کے ایک حصے پر قبضہ کیا جو باگھیل کھنڈ کے نام سے مشہور ہے - مہاراجہ ریوان اسی نسل سے خود مختار رئیس ہین - علاوہ باندوگڑھ کے باگھیلہ نسل کے چھوٹے چھوٹے رئیس ابتک گجرات مین ہین مشہور ترین پتیاپورا اور تھیراج ہین اور ایک روپ نگر کا ٹھاکر سواڑ کے ماتحت دوسرے درجے کے سردارون مین شامل ہے جو خاص سدھ راے کی اولاد ہونے کا دعوی کرتا ہے -

سولنکھیون کی سولہ بڑی شاخین ہین جن مین سے اکثر راجپوتانہ وغیرہ مین بستے ہین اور کسیقدر سندھ یا مسلمان ہوگئے ہین اور ایسے لوگ انبالہ وغیرہ کی طرف بھی رہتے ہین -

(۱) باگھیلہ - راجہ گہیل کھنڈ ارالریاست باندوگڑھ اور رؤساے پتیاپور و تھیراج و ادالج وغیرہ

(۲) بیر پورہ - لُنوا ڑہ -

(۳) بپلے ہلا - کلیانپور واقع میواڑ بہ لقب راو ماتحت رئیس سلومبر -

(۴) بھونرتہ - بالو و نیکرا و چاہر واقع ریاست جیسلمیر اور جنگل مین مشہور غارت گر ہین اور مالوت کہلاتے ہین

(۵) کلاچہ - ایضاً

(۶) لانگھا - ملتان مین مسلمان ہین -

(۷) توگرو - بعضے مین مسلمان ہین -

(۸) بُرِنگو - ایضاً

(۹) سورکی - دکن مین -

(۱۰) رسترِوکریا - گرنارواقع سارشترہ مین -

(۱۱) راوکا - ٹوڈہ علاقہ جیپور مین -

(۱۲) رانی کیا - دلیسوری علاقہ میواڑ مین

(۱۳) تانُن ریَہ - چاندبھر - شاکنبھر خونخوار غارت گر ہین ۱۸۱۷ء مین مہاراجہ سیندھیا نے کریم پنڈارے کو قید کیا ۱۸۱۷ء مین فوج انگریزی کی یہان خونریزی ہوئی -

(۱۴) المنیجہ - زمین نہین رکھتے -

(۱۵) کھاڑوُرا - آبوت وجاودہ واقع مالوہ -

(۱۶) گُلُ ہُوَر - گجرات مین ہین -

پریہار یا پڑِہار

اگنی کُل کی اس آخری وکمترین نسل کا حال زیادہ نہین ہے پریہارون نے راجستان مین کوئی بڑا کام نہین کیا ہے اور وہ ہمیشہ دہلی کے تنورون اور اجمیر کے چوہانون کے مطیع وماتحت رہے ہین صرف ایک امر کہ ناہرراو نے خود اختیاری کے واسطے پرتھی راج کا مقابلہ کیا تھا تاریخ مین درج ہونے کی لائق ہے اگرچہ وہ کامیاب نہوا مگر اسکے نام کے ساتھ کوہ اراولی کا ایک گھاٹہ جہان معرکہ ہوا تھا مشہور ہوگیا ہے - منڈور جسے منڈا ور بھی کہتے ہین پریہارون کا دارالحکومت تھا اور مارواڑ کا مقدم شہر تھا راٹھوڑون کی حملہ آوری سے پیشتر وہان آنکی حکومت تھی وہ جودھپور سے پانچ میل شمال مین ہے اسمین چند جینیون کے مندر ہین حروف بالی کے کتبے اسمین اکثر پاتے ہین - قنوج کے مفرور راٹھورون کو پریہارون کے ملک مین پناہ ملی مگر انھون نے اس کا بدلہ دغابازی سے کیا یعنی چونڈا نامی راٹھور نے آخر چودھوین صدی عیسوی مین پریہارون کو بےدخل کرکے منڈور کی فصیل پر راٹھورون کا جھنڈا قائم کیا - میواڑ کے راجاؤن نے پریہارون کو پہلے ہی سے کمزور کر رکھا تھا انکا اکثر علاقہ دباکر رانا کا خطاب جو سابقاً صرف انھین کو حاصل تھا چھین کر اپنے خاندان مین جاری کیا - تیرھوین صدی عیسوی مین چیتوڑ کے راول نے منڈور فتح کیا اور اُس کے رئیس کو مارا تھا - پریہار راجپوتانے مین پھیلے ہوئے ہین مگر کوئی خودمختار ریاست نہین رکھتے متفرق مقامات مین رعایا کے طور پر آباد ہین - موقع اتصال کھاری سندھ اور چمبل پر ان لوگون کی ایک آبادی ہے کہ علاقہ تنگ جات واقع نالون کے ۲۴ دیہات مین بستے ہین وہ برائے نام مہاراجہ سیندھیا کے تحت حکومت تھے وقت اجرائے سررشتہ انتظام ٹھگی ڈکیتی بنظر حفظ امن وعافیت ممالک لب دریائے چمبل دیہات مذکور علاقہ انگریزی مین داخل کئے گئے -

سیرا بہوؤن کی بارہ شاخین ہین اُن مین سے زیادہ مشہور راٹن ڈوڈھ اور سندل ہین ملتان لوگ لونی ندی پہ ملتے ہین۔

متفرق راجپوت قومین

تنور

قدیم مشہور قوم ہے جسکو بعض لوگ یادؤ کی شاخ اور بعض علحدہ کہتے ہین لیکن صحیح ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ پانڈوون مین سے نکلے ہین۔ بکرماجیت جسکا سنہ عیسوی سنہ سے چھپن برس پیشتر شروع ہوا ہو اس خاندان سے تھا بعض اہل تحقیق بکرماجیت کو موری خاندان سے قرار دیتے ہین جو پرمارونکی ایک شاخ ہے۔

دہلی قدیم (اندرپرستھ) جسکو یودہشٹر نے آباد کیا تھا اور حسب روایت آٹھ صدی تک ویران رہی تھی اُس کو آننگ پال تنور نے سمبت ۸۴۸ مین پھر آباد کیا اسکے بعد انیسو کی بیس پشتین ہوئین آخری رئیس پھر آننگ پال نامی سمبت ۱۲۲۰ مطابق ۱۱۶۴ء مین ہوا وہ لاولد تھا اس سبب اپنے نواسے پرتھی راج چوہان کو گود لیکر مسند نشین کیا اور خود تارک ہوگیا جس سے تنور خاندان کا راج اجمیر کے چوہانون مین شامل ہوگیا اب تنورون کی کوئی خود مختار ریاست نہین ہے۔ صرف نورپور وغیرہ کے جاگیردار پنجاب مین انگریزی وظیفہ خوار ہین جن کے بزرگون مین سے راجہ باسو وغیرہ نے شاہجہان کے عہد مین کئی بار اطاعت و سرکشی کی تھی۔ اب تنورون کی صرف دو دو یاستین ہین ایک تنور گڑھ کنارہ راست دریاے چنبل جہان اُسکا جمنا سے اتصال ہوا ہے۔ دوسری پاٹن تورا والی علاقہ جیپور جسکا رئیس راجگان دہلی کے خاندان سے قرابت کا دعوے کرتا ہے۔

چاورا یا چوڑا

یہ قوم ہندوستان کی تاریخ مین ایک دفعہ بہت مشہور تھی اب براے نام رہگئی ہے اور وہ بھی صرف بھاٹون کی کتابون مین اُس کی اصل کا کچھ حال معلوم نہین ہے نہ شمسی نسل سے ہے اور نہ قمری سے پس غالب ہے کہ سیتھین نسل سے ہو ہندوستان مین تو اس قوم کا نام بھی نہین جانتے۔ مثل دیگر اقوام نسل مذکور کے آن صوبہ دریاے سندھ پر جزیرہ نماے سوراشٹر تک محدود ہے۔ اگر واقع مین یہ لوگ غیر ملک کے ہین تو بہت قدیم زمانے مین آکر رہے ہونگے کیونکہ انکے اکثر اشخاص کی پیدائش کے سورج بنسیون سے جس زمانے مین والی میواڑ بلبھی کے مالک تھے نسبت داری ہوئی ہے۔ چوڑا قوم کا دار الحکومت پہلے دیو بندر واقع ساحل سوراشٹر (گجرات) تھا اور یہ لوگ سورج پرست تھے اور مشہور مندر سومناتھ مع چند دوسرے مندرون کے کہ اس کنارے پر بانا تھ کے نام پر تعمیر ہوئے تھے کہتے ہین کہ یہ سورج پرستون نے بنواے تھے اور اس وجہ سے چوڑا کا نام سَورَ (بفتح اول) اور اُنکے رہنے کے ملک کا نام سوراشٹر مقرر ہوا کیونکہ سُور (واو معروف سے) سورج کا نام ہے اور جو سورج کو پوجے وہ سَور ہے۔

آفت آسمانی سے یا جیسا کہ ہندو یقین کرتے ہین بحری چوری کی جزا مین جو دیو کے رئیس نے اختیار کی تھی

سمندر نے چڑھکر اسکی دارالریاست کو غرق کردیا - چونکہ یہ کل ساحل بہت پست ہے اگر واقع مین ایسا ہوا ہو تو
عجب نہین ہے اور شاید ایسا ہوا ہو کہ عرب لوگون نے جو اس ملک مین تجارت کرتے تھے اپنے جہازونکی بندرگاہ
کی علت مین انکو تنگ کرکے نکالدیا ہو چنانچہ اسکی تصدیق تاریخ میواڑ سے ہوتی ہے کہ وہان کے رئیس نے چورا
راجپوتون کو براعظم اور جزیرہ نماے سارشترو مین جہان سے وہ نکالے گئے تھے پھر قائم کیا بھر سمبت ۸۰۲ مین دیو کے
رئیس نے انہل واڑہ پٹن کی بنیاد قائم کی تھی کہ بجاے ولبھی پورہ کے وہ شہر اس نواح کے ملک مین دارالحکومت
ہوا - کتاب کھمان راسہ سے یہ بھی تحقیق ہوا ہے کہ قلعہ چیتوڑ پر مسلمانون نے اول حملہ کیا تو انکے مقابلے مین قوم چورا کے
سرکردہ چاتن سی نے والی میواڑ کو بہت مددی تھی لیکن یہ کھمان راسہ والے کی غلطی ہے اسوقت تک کوئی حملہ
مسلمانون کی طرف سے چیتوڑ پر نہین ہوا تھا تاریخ فرشتہ سے معلوم ہوا کہ محمود غزنوی نے سارشترہ پر حملہ کرکے اس کی
دارالحکومت انہل واڑہ کو فتح کیا تب اسکے رئیس کو بھی خارج کرکے بجاے اسکے خاندان سابقہ سے قدامت و حسب
و نسب مین مشہور تھا دابشلیم نامی رئیس کو مسندنشین کیا - اس نام کا پتہ نہین ملتا ہے - دابے ایک مشہور قوم تھی
جسے لوگ چورا کی شاخ بتلاتے ہین اگر دابے اور چورا مرکب ہو کر دابشلیم غلط مشہور ہو گیا ہو تو عجب نہین ہے
یا چورا سمہ جسکو بعض قدیم یادو کی شاخ بتلاتے ہین اسمین ملا ہو اب خاندان چورا مین کوئی بڑا رئیس
نہین ہے صرف مانسہ وغیرہ کے چھوٹے جاگیردار گجرات مین باقی ہین - سارشترو کے سارا یعنی چورا سرداروں کی
قدیم رشتہ داری سورج بنسیون سے باوصف انقضاے عرصہ زائد از یک ہزار سال ابتک جاری ہے اور باوجود
مفلسی اور بے قدری کے چورا ابتک رانا ے اودیپور کی رشتہ داری کے لائق سمجھے جاتے ہین - چنانچہ رانا بھیم سنگھ
کی والدہ کسی چھوٹے سے چورا سردار گجرات کی بیٹی تھی - اب انکا کوئی خاندان ایسا نہین ہے جسکا حال لکھا جاے
صرف ایام گذشتہ کی شہرت انکی ناموری کے واسطے کافی ہے -

جھالا - مکوانہ

یہ لوگ کاٹھیاواڑ کے رہنے والے ہین اور اس قوم کے نام سے اس ملک کا ایک حصہ جھالاواڑ کہلاتا ہے انکو
میواڑ والونکی بدولت راجپوتانے مین عزت حاصل ہوئی اور یہ سورج بنسی اور چندر بنسی یا آتشی نسل سے نہین
سمجھے جاتے لیکن وہ چندر بنسی راجپوت ہونے کا دعوے کرتے ہین جسکا کوئی ثبوت نہین ملتا غالبا یہ شمالی
ملک سے آئے ہوے بالا وغیرہ کے ہم قوم ہین جو اپنی طاقت اور لیاقت کے سبب راجپوتون مین شامل ہوے
راجپوتانے مین اس وقت ایک ریاست جھالراپاٹن جسکو جھالاواڑ کے ساتھ بھی پکارتے ہین اس قوم والون
کے قبضے مین ہے جو کہ کوٹے سے نکالکر بنائی گئی ہے اول درجے کے تین جاگیردار سادڑی - دیلواڑہ اور گوگوندہ
جھالا نسل مین سے میواڑ کے ماتحت ہین -

جب رانا پرتاب کو شہنشاہ اکبر کی فوج نے بالکل دبا لیا اور جھالا سردار نے اس کی بڑی وفاداری ظاہر
کی تو اسکے جلدو مین رانا نے اسکے ساتھ اپنی دختر کی شادی کردی اور اپنے دست راست کا عہدہ دیا

مگر یہ امر کہ یہ عزت اُسکو صرف بعوض جانفشانی کے حاصل ہوئی تھی نہ بوجہ ۳۶ راج کلو مین شمار ہونے کے اس سے بخوبی ثابت ہے کہ زمانۂ مابعد کے ایک رانا نے ظالم سنگھ جھالا کے ساتھ جو راج کوٹہ کا منتظم حکمران تھا اپنے ایک سردار کی دختر کی شادی بشکل تمام منظور کی تھی اور ظالم سنگھ اور راناوت رانی کے خلف مادھو سنگھ کو اس رشتہ داری کی وجہ سے اپنے ہم مرتبہ لوگون سے اعلےٰ ترین رشتہ داری کرنے کا منصب حاصل ہوا۔

گوڑ

یہ نسل اگرچہ راجپوتانے مین کبھی ترقی پر نہین ہوئی مگر بزرگ سمجھی جاتی ہے اس نسل سے قدیم راجہ بنگالے کے فرمانروا تھے اور اُنکے نام سے وہان کا دارالحکومت لکھنوتی گوڑ مشہور ہوا۔ یہ لوگ بنگالے کے بعد اجمیر کی طرف نامور ہوے۔ پرتھی راج کے معرکون مین اُنکا بطور مشہور سردارون کے ذکر ہے۔
شاہجہان شہنشاہ نے راجہ بٹھل داس گوڑ کو جسکی اولاد مین راج گڑھ ضلع اجمیر کے جاگیردار ہین اُسکی بہادرانہ خدمتون کے سبب قلعہ رنتھنبور عطا کر کے مثل دوسرے راجاؤن کے پنجہزاری منصب دیا تھا۔ ۱۸۰۹ء مین راجپوتانے کے سوا ان کا مالوے کا رہا سہا ملک بھی مرہٹون کے ہاتھ سے جاتا رہا اور بارہ لاکھ کی آمدنی مین سے اب صرف پچاس ہزار سالانہ کی جاگیر ان کے پاس رہ گئی ہے۔ گوڑون کی پانچ شاخین ہین (۱) اُنتاہر (۲) سلہالا (۳) تور۔ بوا معروف (۴) دُوسینا (۵) تودا تو۔

کاٹی

راجپوتانہ اور سارشترہ ہر دو ممالک کے مؤرخ متفق ہین کہ کاٹی قوم ہندوستان کی شاہی نسل سے ہے جزیرہ نمائے کی نہایت مشہور اقوام مین سے یہ قوم ہے کہ اُس ملک کا نام سوراشترہ سے کاٹھیاواڑ کر دیا ہے اور عوام مین اسکا تلفظ کاٹھیاواڑ ہے اس ملک کے کل باشندون سے صرف کاٹی لوگون نے ہی مذہب و اوضاع و اطوار سے اپنی سِتھیا اصل کو قائم رکھا ہے۔ سکندر کے زمانے مین اُنکی بود و باش اُس گوشے مین تھی جہان پنجاب کی پانچون ندیون کا اتصال ہوا ہے انھین کے مقابلے مین سکندر خود چڑھکر آیا تھا اور ایسا سخت مقابلہ ہوا کہ اُسکی جان بمشکل بچی۔ اُس زمانے سے ابتک کاٹی قوم کا برابر پتہ لگتا آتا ہے پرتھی راج کی لڑائی مین کاٹی بڑے نامور رہے اُسکے اور اُسکے مخالف جے چند راٹھوڑ والی قنوج یعنی طرفین کے لشکر مین اس قوم کے سردار تھے جیسلمیر کی روایتون مین مذکور ہے کہ بھاٹیون کا کاٹیون سے مقابلہ ہوا تھا اور خود کاٹیون کی تاریخ مین لکھا ہے کہ دریائے سندھ کے جنوب مشرقی کنارے سے وہ آٹھوین صدی مین اس ملک مین آئے تھے اور کاٹی اب بھی سورج کی پرستش کرتے ہین جو سِتھین لوگون مین جاری تھی۔

ہُن

چھتیس اقوام راج کل مین ہُن بھی داخل ہین یورپ مین اس قوم نے بڑی بربادی و تباہی کی ہے انکی اصل مغل بتلاتے ہین ہندوستان مین گپت خاندان کی تباہی اس قوم کے ہاتھ سے ہوئی یہ قوم سنہ ۔۔۔ کے قریب

پنجاب مین آکر آباد ہوئی تھی یہان سے چلکر یہ لوگ جمنا کی تلہٹی مین پہونچے اور اسوقت کے گپت راجہ پر غالب آئے ان کے سردار کا نام تورمان تھا اس نے سنہ ۵۰۰ء کے قریب اپنے آپکو مالوے کا راجہ بنایا اور مہاراجہ کہلایا اسکے بعد اسکا بیٹا مہرگل گدی پر بیٹھا یہ بڑا بے رحم تھا اسنے اتنے آدمی قتل کرائے کہ آخر مگدھ کا راجہ بالادت وسط ہند کے ایک راجہ یسودھرمن کی مدد سے بڑی بھاری فوج لیکر اسکے مقابلے پر آیا اور سنہ ۵۲۸ء مین ملتان کے قریب کھروڑ کے مقام پر شکست دے کر اسکو اور اسکی فوج کو ہند سے نکال دیا اگرچہ کسوقت مین یہ لوگ کل ہندوستان مین ہوے ہین مگر شمالی ملک کی تاریخ مین ان کا بالکل پتہ نہین لگتا چتوڑ پر مسلمانون کا حملہ ہوا تب انگٹسی نامی ہن کا سردار بھی مع اپنی جمعیت کے مقابلے کے واسطے دیگر ہنود کے شامل ہوا تھا۔ قدیم روایت سے سکونت اس قوم کی دریاے چمبل کے مشرقی کنارے پر قدیم مقام باڑولی (بواڑ مہول) پر تھی اور سانگر چادری کا مشہور مندر ایک ہن رئیس کی شادی کا مقام ہے اور کہتے ہین کہ وہ دوسرے کنارے پر بھی جہان بھینسروڑہے قابض تھا۔ یہ قوم بالکل معدوم نہین ہوئی ہے چند گھر تری ساوی مین بڑودے سے تین کوس پر اور ایک گانون واقع جزیرہ نماسے مین موجود ہین گو ذلیل ہوکر دیگر اقوام مین شامل ہوگئے ہین۔

بالا

مؤرخون نے اس قوم کو راج کل مین لکھا ہے ان کا دعوے ہے کہ ہم سورج بنسی ہین اور بالا یا بالانامی ہمارا مورث اعلےٰ رام کے پسر کلان لو کی اولاد مین تھا انکی اول آبادی سارشترہ کے اس مقام پر تھی جو نہایت قدیم زمانے مین ڈھانک کہلاتا تھا بعد ازان مونگی پٹم کہلایا۔ قرب وجوار کا ملک فتح کرکے اسکا بالا کھیتر نام رکھا اس ملک کا دارالحکومۃ بلبھی پورہ تھا اور خود بلقب بالارائے مشہور ہوے اسطرح انکو میواڑ کے گہلوتون سے قربت کا دعوے ہے اور یہ امر بعید از قیاس بھی نہین ہے۔ کیونکہ اس خاندان کے لوگ مدت تک سارشترہ پر حکمران رہے ہین۔ گہلوتون نے مہادیو کی پرستش شروع کی اس سے پیشتر سورج کی پرستش کرتے تھے اسلئے انکو معین ہوتے مین بالا سے بہت مشابہت ہے مگر بالا اندر بنس ہین ہونے کا دعوے کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بالک پترمین جو آرہ ڈور واقع دریاے سندھ کے حکمران تھے۔ اب اسکی تصحیح غیر ممکن ہے مگر قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھائیتھ سینہل (دریاے جہول) نامی رئیس کی اولاد مین سے ہین کہ اسنے ارور کو آباد کیا تھا۔ کاٹی بھی بالاؤن مین سے نکلنے کا دعوے کرتے ہین اور انکا لقب فرمانروایان ملتان وٹھٹھہ ہے اس کی اس سے تصدیق ہوتی ہے کہ تیرھوین صدی مین بالاؤن کو میواڑ پر حملہ کرنے کی طاقت تھی اور مشہور رانا ہمیر کی اول مہم یہ ہوئی کہ اس نے چھپی ٹولہ کے بالا رئیس کو مارا تھا۔ ڈھانک کا رئیس بھی بالا ہے اور یہ قوم اب بھی بڑی سمجھی جاتی ہے۔

جیٹوہ یا کمری

یہ قدیم نسل ہے اور اسکو راجپوت کہتے ہین اگرچہ مثل جھالا کے سارشترہ سے باہر اسکو بھی کم جانتے ہین مگر اسی طرح اس کے نام سے بھی اس ملک کا ایک حصہ جیٹواڑہ کہلاتا ہے۔ اس قوم کے رئیس کے قبضے مین جزیرہ نما

مغربی ملک ہے رئیس رانا کہلاتا ہے اور اسکا مسکن پوربندر ہے - جیتواڑے کے بھاٹ کہتے ہین کہ اس نسل
کے ایک سو تیس راجہ زمانۂ سلف مین ہوئے ہین اور آٹھوین صدی عیسوی مین اُن مین سے ایک کی شادی
دہلی کے تنور خاندان مین ہوئی تھی اُس زمانے مین جیتوہ کا نام کمر تھا اور دارالحکومت گوملی تھل کہتے ہین کہ بارھوین
صدی مین سہل کمر رئیس گوملی کو شمال کے حملہ آورون نے نکالا تھا اسوقت سے کمر نام جاتا رہا اور جیتوہ رکھا گیا
یہ قوم ہنومان سے کہ بہ شکل بندر ہوا ہے پیدا ہونے کا دعوے کرتی ہے اور اُسکی تصدیق مین کہتے ہین کہ
ہمارے رئیس کاٹھیاواڑ کے رانا پونچھیرہ یعنی دُم دار ہوئے ہین -
اور یہ اُنکی جہالت ہے ہنومان علم ہے راجہ کرنا تک کے بھائی سگریو کے وزیر اعظم اور سپہ سالار کا جبکہ رام چندرجی
کی بی بی سیتاجی کو جنگل سے لنکا کا راجہ راون جبر آ اپنے ساتھ لے گیا تو رامچندر نے آغاز جنگ سے پیشتر ہنومان
کو راون کے سمجھانے کو بھیجوایا جب صلح وصلاح سے راون راہ راست پر نہ آیا تو ہنومان سیتا کو تسلی و تشفی کر
واپس چلا آیا بعض کہتے ہین کہ پونچھیرہ سے مراد یہ ہے کہ ان راناؤنکی پشت کی ہڈی باہر نکلی ہوئی تھی -

گوہل

یہ ممتاز نسل کسیقدر واجبیت کے ساتھ سورج بنسی ہونے کا دعوے کرتی ہے گوہلونکی بودوباش جونا کھیر اگرہ
لونی ندی کے خم واقع میواڑ پر تھی مگر یہ معلوم نہین کہ کتنی مدت تک رہے انھون نے اس مقام کو اصلی بھیل رئیس
مسمی کھیروہ سے لیا تھا اور بیس پشت تک قابض رہے - بعدازان بارھوین صدی مین راٹھوڑون نے انکو بدخل
کیا وہان سے سارشترہ مین جاکر انھون نے پیرام گڑھ مین قیام کیا وہ مقام بھی تباہ ہوا تب ایک شاخ گگوہ
ٹھہری - راجہ نندن نگر معروف نندو شہر کی لڑکی سے شادی کی اور اپنے خسر کی جائداد چھین لی اس رئیس
مسمے شوم پال سے نندو کے رئیس نرسنگھ تک ستائیس پشتین شمار کی جاتی ہین . دوسری شاخ سیہور مین مقیم
ہوئی اور بھونگر اور گوگو شہر آباد کئے گوہلون کا مسکن بھونگر خلیج کھنبایت ہی کے کنارے پر واقع ہے اور سارشترہ
کا مشرقی حصہ گوہلواڑہ کہلاتا ہے -

ڈوڈیہ

اگرچہ اس نسل کا نام کل کرسی نامون مین ہے مگر اسکی تاریخ سابقہ بالکل مفقود ہوگئی ہے البتہ اس قدر معلوم
ہے کہ پرتھی راج نے انکو فتح کرنے مین اپنا بڑا فخر سمجھا تھا - ایک ڈوڈیہ نسل کا ٹھاکر سردار گڑھ میواڑ کے ماتحت
سردارون مین پچیس ہزار سالانہ کی جاگیر رکھتا ہے -

چندیلہ

انکو بعض مؤرخون نے راجپوتون کی ۳۶ نسلون مین سے لکھا ہے یہ لوگ بارھوین صدی عیسوی مین بہت زبردست
تھے اور کل سرزمین واقع دریاے جمنا و نربدا جو اب بندیلون اور باگھیلون کے قبضے مین ہے اُنکے تحت مین تھی
اُنکی پرتھی راج سے لڑائی ہوئی اس لڑائی سے چندیلے پست ہوگئے اور کھیرواون نے بندیلون کو فتح آسان

ہو گئی اور اسکے بڑے شہر کالنجر و موہنی اور مہوبہ پر بھی انھون نے قبضہ کر لیا۔

گھیروال یا بُندیلہ

راجستان کے راجپوتون مین گھیروال نسل کا حال بالکل معلوم نہین ہے اور اگرچہ بوجہ بہادری کے انکو اپنی صحبت کے لائق سمجھتے ہین مگر انکی اصل مین اعتراض کرکے رشتہ داری کے لائق نہین سمجھتے گھیروال نسل کی قدیم ریاست کاشی یعنی بنارس مین تھی اُن کا مورث اعلےٰ گھور تاج دیو تھا۔ اُس سے ساتوین پشت مین جسونداسنے بندہ باسنی پر بڑا جگ کرکے اپنی اولاد کو بندیلہ کا لقب دیا اس سے گھیروالون کا لقب بندیلہ ہو گیا اور جس ملک مین اس نسل کی مختلف شاخین بجائے چندیلون کے مسکن گزین ہوئین وہ بندیلکھنڈ کہلاتا ہے بندیلون نے بڑی طاقت حاصل کی۔ مہوبہ ان بیرکی چندیلون پر فتح کی تاریخ سنہ ۱۳۰۱ء کے قریب ہے اُس سے تیرھوین پشت مین مدھوکر شاہ نے بیتوہ ندی پر شہر اورچہ آباد کیا اور نر سنگھ دیو راجہ اورچہ نے جہانگیر کے ایماسے اُسکے باپ اکبر کے وزیر ابوالفضل کو ہلاک کیا۔ زمانۂ اکبری سے انتہاے سلطنت مغلیہ تک بندیلون نے کل بڑی مہمات مین ناموری حاصل کی اور جیسی کہ دتیہ اور اورچہ کے بندیلہ رئیسون نے وفاداری وجانفشانی سے خدمات انجام دین راجپوتانے کے کل بہادر رئیسون سے کسی نے نہ کین۔ اورچہ کا بھگوان شاہجہان کی فوج کا ہراول اُسکا بیٹا شبھ کرن اور نگ زیب کی مہم دکن مین نہایت ممتاز سپہ سالار تھا اور دلپت میدان جاجو مین مارا گیا۔ اب بندیلے بندیلکھنڈ مین پنّا۔ چرکھاری۔ اورچہ۔ اور دتیا وغیرہ ریاستون پر خود مختار ہین مگر لقب گھیروال صرف انکے اصلی گھر وہین ہے۔

بڑگوجر

یہ نسل سورج بنسی ہے اور صرف یہی ایک نسل رام کے خلف کلان کو کی اولاد مین ہونے کا دعوے کرتی ہے لیکن بھاگوت وغیرہ سے لو کے اولاد ہونے کا پتا نہین چلتا اسلیے بڑگوجرون کے اس دعوے کے لیے ثبوت درکار ہے۔ بڑگوجرون کے قبضے مین ڈھونڈھار کا بہت ملک تھا اور قلعہ راجور کہ راج گڑھ واقع ریاست الور سے پندرہ میل مغرب مین ہے اُنکا دارالحکومت تھا راج گڑھ اور الور بھی اُن کے قبضے مین تھے۔ راجوردیوتی کی قلعل ریاست کا بہت قدیم دارالحکومت تھا وہان کے حاکم بڑگوجر نسل کے راجپوت تھے۔

جس زمانے مین راجہ سوائی جے سنگھ دوم بطور صوبہ کے ملکون کی حکومت کرتا تھا بڑگوجر اپنی مختصر بائیس سے سلطنت کی داکری کرتے تھے اور اُس زمانے مین انوپ شہر لب دریاے گنگ مین متعین تھے ایکبار راجہ جے سنگھ نے ایک بڑگوجر کے ہاتھ سے بھالے کا زخم اٹھا کر فتح سنگھ بن بیر بڑگوجر کو کہ ڈیڑھ سو ٹھاکرون کا افسر تھا پانچہزار سوارون کے ساتھ بڑگوجرونکی تباہی کے لیے بھیجا اُسنے یہ خبر سنکر کہ بڑگوجر رئیس گنگور منانے کے واسطے راجور سے جاتاہے وہ بھی روانہ ہوا اور قاصد کی زبانی کہلا بھیجا کہ فتح سنگھ بن بیر پوتہ نے سلام کہاہے اور خود بھی آتا ہے نوجوان بڑگوجر نے کہ لڑائی سے بالکل بے خبر تھا اور تہوار کی خوشی مین مصروف تھا قاصد کو مروا ڈالا اور فوج

پہونچتے ہی خود بھی مارکر قتل ہوا اور اسکے بیٹے سنگھ سنے دھونی اور راجور سے برگوجرونکو بے دخل کیا اور اُنکے ملک پر قبضہ کرلیا کل ملک جو اب اُنکی ریاست مین داخل ہے اُنکے قبضے مین تھا الور بہت قدیم مقام اور برگوجرون کا دارالحکومت ہے ۔ چند بھاٹ نے اُس کا حال بہت لکھا ہے ۔ اور پرتھی راج کی لڑائیون مین برگوجرون کا بہت ذکر ہے ۔

کچھواہون نے برگوجرون کو اس ملک سے خارج کیا تب ایک گروہ نے انوپ شہر لب دریاے گنگ مین پناہ لی اور وہان سکونت اختیار کی ۔

سِنگار

اس قوم نے کبھی شہرت نہین پائی اُنکی صرف ایک ریاست جگ موہن پور لب دریاے جمنا ہے ۔

سِکَروال

یہ قوم بھی مثل سنگار کے راجپوتانے مین کبھی مشہور نہین ہوئی ہے اور نہ اب کوئی اُن مین سے خود مختار رئیس باقی ہے اگرچہ اُنکے نام سے کنارہ راست دریاے چنبل پر ضلع جادون سے ملحق ایک ضلع سکروار مشہور ہے اور مہاراجہ سیندھیا کے علاقے مین داخل ہے یہ لوگ اب صرف زراعت پیشہ رہ گئے ہین اس قوم کی وجہ تسمیہ قصبہ سیکری قریب فتحپور سے ہے کہ وہان کسی زمانے مین اُنکی خود مختار ریاست تھی ۔

بَیس

یہ قوم ۳۶ راج کل مین سمجھی جاتی ہے مگر چند کی فہرست مین نہین اور نہ کمار پال چرتر مین اس کا کچھ ذکر ہے اس سے سورج بنس کی ایک شاخ معلوم ہوتی ہے ۔ ایک چینی سیاح ہیون تسانگ کے سفرنامے سے معلوم ہوتا ہے کہ قنوج مین ساتوین صدی عیسوی تک یہ لوگ راج کرتے تھے اب یہ لوگ بکثرت ہین اور ایک وسیع ضلع واقع ملک دوآبہ گنگا وجمنا اُنکے نام سے بیسواڑہ کہلاتا ہی ۔

داہیہ

یہ قدیم قوم ہے اور اسکی بودوباش لب دریاے سندھ جہان اُسکا ستلج سے اتصال ہوتا ہے تھی اگرچہ اس قوم کے لوگ چھتیس کلونمین سمجھے جاتے ہین مگر اب اُنکا کچھ پتا و نشان نہین ہے جیسلمیر کے بھاٹون کی تاریخ مین اُنکا ذکر ہے ۔ اُن کے نام اور مقام مسکن سے گمان ہوتا ہے کہ یہ وہی لوگ تھے جنکو سکندر نے داہیہ لکھا ہے ۔

جوہیہ یا جوئیہ

یہ قوم اُس زمین مین رہتی تھی جہان داہیہ تھی اور ہمیشہ اُس سے متفق رہی ہو مگر گارڈھا مین ہوکر ہندوستان کے تمامی جنگل مین پھیلی تھی اور قدیم تاریخ مین جنگل دیس یعنے ہریانہ ۔ بھٹنیر ۔ اور ناگور کے راجہ کہلاتے ہین ۔ یہ قوم بھی اب معدوم ہے ۔ جوہیہ اور داہیہ جو بھیکانیر مین کسی زمانے مین راجپوت تھے اب اہل اسلام ہین ۔

موہل

اس قوم کا صرف اسیقدر حال معلوم ہے کہ ریاست حال بیکانیر قائم ہوئی اسوقت تک بڑے خطۂ ملک پر آباد تھی جبکہ راٹھوڑون نے انکو تباہ کرکے نکال دیا۔ راٹھوڑون نے ناگور کو بھی قوم موہل سے فتح کیا جن کے قبضے مین چوداہ سو چالیس گاؤن تابآخر پندرہ صدی تھے۔ باتفاق اقوام مالن و ملانی و مالیہ کے کہ اب سب معدوم ہین قوم موہل مالی کی اولاد مین تھی اور مالی جن کا دارالحکومتہ ملتان تھا سکندر کی دشمن تھی اور ملتان اصل مین موہستان تھا دوسری روایت یہ ہے کہ ملانی ایک فرع یعنی ساکھا چوہان کی ہے اور مالن ملانی قوم کے مورث کا نام معلوم ہوتا ہے اور مالی اور ملانی ایک قوم ہوگی۔ اس مالی قوم نے سکندر کا مقابلہ دریاے سندھ کی فرع پر کیا تھا یہ قوم اب نابود ہوگئی ہے اور چھ سو سال پیشتر بھی ایسی گمنام تھی کہ بوندی کے ایک راو نے جو قوم ہاڑا سے تھا ایک مالنی عورت کے ساتھ شادی کی تھی اور کتاب انساب سے نہین پایا جاتا تھا کہ اس سے شادی کرنی ممنوع ہے مگر ایک ذی ہوش کمیشر یعنی شاعر نے عدم جواز اس شادی کا ثابت کیا لہذا طلاق اور کفارہ وقوع مین آیا۔

داہریہ

کماریال چرتر کے بموجب یہ نسل ۳۶ گلو مین سے ہے جن رئیسون نے مسلمانون کی حملہ آوری پر چتوڑ کے موری راجہ کی حمایت کی تھی ان مین داہر دیس پتی نامی دیبل واقع سندھ کا راجہ تھا۔ تاریخ چتوڑ مین اس رئیس کا ذکر اگرچہ مختصر ہے مگر بڑی عزت کے ساتھ لکھا ہے کیونکہ یہی داہر ملک سندھ کا کلی مالک تھا اور اس کے دغا سے مارے جانے کا حال ابو الفضل نے مفصل لکھا ہے ۹۵ھ ہجری مین خلیفۂ بغداد کے سپہ سالار قاسم نے اسپر حملہ کیا اور کمال سختی سے پیش آیا مگر معلوم نہین کہ داہر اس رئیس کا نام تھا یا اسکی قوم کا نام تھا۔ راجپوتانے کی تاریخ مین اسیطرح لکھا ہے اور اسمین کئی غلطیان ہین ایک تو یہ کہ محمد بن قاسم خلفاے بغداد کا سپہ سالار نتھا اسوقت تک بغداد کی خلافت کا خواب بھی نہین دیکھا گیا تھا وہ عبدالملک بن مروان کا سپہ سالار تھا جسکی خلافت کا پایہ تخت دمشق تھا دوسرے محمد ابن قاسم نے داہر کی زندگی تک سندھ سے آگے قدم نہین بڑھایا اور داہر کے بعد صرف کشمیر تک گیا اور اپنی سرحد مضبوطی سے قائم کی جہان راجہ داہر اور راجہ کشمیر کی سرحد ملتی تھی اور نہ داہر دغابازی سے مارا گیا بلکہ سخت مقابلے کے بعد کام آیا جسکی تفصیل یہ ہے کہ عبد الملک بن مروان کی خلافت کے زمانے مین حجاج بن یوسف ثقفی والی عراقین و خراسان نے نوخیز و نوعمر محمد بن قاسم بن محمد بن حکم بن ابی عقیل ثقفی کو سندھ کی فتح کے لیے مامور کیا جسکی عمر اسوقت پندرہ برس کی تھی جیسا کہ بلاذری کی فتوح البلدان مین ہے اور سترہ برس کی عمر کی بھی ایک روایت اسمین آئی ہے سندھ کے فرمانروا داہر نے اسکی فوجون کا مقابلہ دلیری اور شجاعت سے کیا پانچ دن سخت خونریز جنگ ہوئی پانچوین دن کی جنگ مین راجہ داہر کے ہاتھی پر جسکی عماری مین وہ بیٹھا ہوا تھا جلتا ہوا روغن نفط ایک مسلمان نے مارا اسمین آگ لگ گئی اور شعلے اٹھنے لگے ہاتھی گھبرا کے بھاگا اور پانی مین گھس گیا بہت کوشش سے باہر نکالا گیا مگر اسنے لڑائی کی طرف نہین بلکہ قلعہ کی طرف رخ کیا راجہ کے دہین

جوش شجاعت وغیرت پیدا ہوئی اگرچہ زخمی تھا ہاتھی سے اُتر پڑا اور نہایت جوانمردی دکھائی لڑتے لڑتے راجہ داہر ایک عربی شخص سے جسکا نام قسم بن ثعلبہ بن عبداللہ بن حسن الطائی تھا مقابلہ ہو گیا عرب نے تلوار کا ایک ایسا بھرپور اور تُلا ہوا ہاتھ مارا کہ تلوار سر سے گردن تک کاٹ گئی اور راے داہر نے زمین پر گرتے ہی اپنی پیاری جان کے ساتھ سندھ کے ہندو راج کا خاتمہ کر دیا۔ اُسکا قتل جمعرات کے روز دسوین تاریخ ماہ مبارک رمضان ۹۳ھ ہجری مطابق جون ۷۱۲ء کو وقوع مین آیا تھا اُسکی لاش کے ساتھ آلور مین رانی ستی ہوئی۔ محمد نے اُن تمام قلعون اور شہرون پر جو آلور کی ریاست کے ماتحت راے داہر کی قلمرو مین لب دریاے سندھ پر واقع تھے قبضہ کر لیا دیبل بھی اُسی کے ماتحت تھا اور یہ اُس عہد مین سندھ کے عظیم الشان مشہور و معروف شہرون مین تھا۔ غربی ہند کا مرجع عام تھا اور اُسکے عظیم الشان مندر کی نہایت وقعت مانی جاتی تھی سندھ مین اُن دنون زیادہ تر مہاجب بودھ کے لوگ تھے اور یہ بت خانہ بھی اُنھین کا تھا جسمین بدھ کی مورت رکھی ہوئی تھی۔

ایک شخص جسکا نام قاضی اسماعیل بن علی تھا آلور مین رہتا تھا اُسکے پاس عربی زبان مین سندھ کی ایک تاریخ تھی جسمین محمد بن قاسم کی لڑائیون کے حالات مذکور تھے ایک شخص کوفے کا رہنے والا علی بن حامد بن ابی بکر نام آلور مین اُس سے ملا اور کتاب مذکور کو اس سے حاصل کر کے ۶۱۳ھ ہجری مین ترجمہ کر ڈالا اور نام اُسکا منہاج الدین رکھا جسکی شہرت چچ نامے کے ساتھ ہوئی کیونکہ داہر والی سندھ کے باپ کا نام چچ تھا۔

اس کتاب مین لکھا ہے کہ بوقت کشتن راے داہر دو دختر دوشیزہ از حرم راے داہر گرفتار آمدہ بودند محمد قاسم بدست خادمان حبشی بحضرت بغداد فرستادہ بود خلیفہ وقت ایشان را بحرم سراے سپرد تا تیمار دارند کہ روزے آسایند کہ شایستۂ شبستان شوند۔ بعد از مدتے ذکر ایشان بر خاطر عاطر خلیفہ یاد آمد بفرمود تا ہر دو را بہ شب حاضر آورند ولید عبدالملک ترجمان را پرسید کہ حال ایشان تعین کنند کہ از ایشان مہتر کدام ست تا اوراگاہ داشت آید تا وقت دیگر آن خواہر دیگر را باز طلبیدہ شود مہتر گفت کہ نام من سورج دیوی ست کہتر گفت کہ نام من پرمل دیوی ست مہتر را باز طلبیدہ و کہتر را باز گردانیدہ کہ اورا نگاہ دارند چون اورا بنشاندند روے باز کرد خلیفہ اوقت در روے نگریست در حسن و جمال و کمال او مفتون شد و غمزۂ خون خوارا و میرازدل او بربودہ دست در سورج دیوی زدہ بجانب خود کشید سورج دیوی برخاست و گفت بقا بادشاہ را کہ من بندہ شایستہ شبستان شاہ نخواہم بود۔ امیر عادل عماد الدین محمد قاسم مارا سہ روز بنزدیک خود داشت آن گاہ بخدمت دار الخلافہ فرستاد مگر رسم شما چنین ست این فضیحت پادشاہ را روا نمیدارد خلیفہ را آن لحظہ غایت عشق او استیلا پذیرفتہ بود و مہلت شکیبائی از دست او بستہ از غیرت آن امکان تجسس و تفحص نداشت و بر دوانہ بخط خود تمہید کردہ کہ محمد قاسم بہر موضع کہ رسیدہ است باید کہ خود را در چرم خام گیرد و بدار الخلافہ مراجعت نماید۔

اسکا مطلب مع تصریح یہ ہے کہ راجہ داہر کی دو حسین و نازنین بیٹیان مسلمانون کے ہاتھ مین ماخوذ ہوئین اُن مین سے ایک کا نام سورج دیوی اور دوسری کا پرمل دیوی تھا محمد بن قاسم نے ان لڑکیون کو بہ حفاظت تمام

حبشی غلامونکی حراست مین بغداد روانہ کیا خلیفۂ وقت نے انکو چند روز تک آرام لینے کے لیے اپنی حرم سرا مین بھیجدیا اسکے بعد خلیفہ کو خود ہی لڑکیان یاد آئین اور اُسکے حکم سے سامنے لاکے پیش کی گئین خلیفہ ولید بن عبدالملک نے مترجم سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ تم دونون مین سے بڑی کون ہے سورج دیوی نے کہا مین بڑی ہون خلیفہ نے بڑی بہن کو اپنی خلوت مین بلایا اور چھوٹی کو دوسرے وقت کے لیے اُٹھا رکھا اب سورج دیوی نے اپنا گھونگھٹ جو کھولا تو سلطان اُسپر ہزار جان سے عاشق ہوگیا مگر لڑکی نے عرض کیا کہ مین حضور کے بستر راحت کے قابل نہین ہون اس لئے کہ محمد بن قاسم نے ہم دونون کو تین دن تک اپنی خلوت مین رکھکر حضور کے عشرت سرا مین بھیجا ہے شاید یہان ایسا ہی دستور ہو مگر بادشاہون کو تو ایسی رسوائی کا متحمل نہونا چاہیئے خلیفہ تو اسکے حسن پر دیوانہ ہی ہو رہا تھا یہ جملہ سنتے ہی اسمین اتنی تاب نہ رہی کہ ذرا تحقیقات بھی کر لے فوراً قلم دوات طلب کیا اور خاص اپنے ہاتھ سے لکھ کے یہ حکم نامہ جاری کردیا کہ محمد بن قاسم جہان کہین ہو اپنے آپ کو بیل کی کچی کھال مین سلوا کے دارالخلافہ مین پہنچاے کہتے ہین کہ محمد بن قاسم اودے پور مین تھا کہ اُسے یہ منشور خلافت ملا اُسنے نہایت اطاعت منشی کے ساتھ فرمان خلافت کے سامنے سر جھکا دیا یہ قصہ صرف چچ نامے کے بیان پر تمام مشرقی بلاد مین اور فارسی مورخون کے نزدیک نہایت مشہور ہے حتے کہ تاریخ فرشتہ مین بھی مذکور ہے انگریزی مورخین نے بھی جن لوگون کا ہاتھ فارسی خزانون تک پہونچا ہے بڑے اعتماد و یقین کے ساتھ اسکو نقل کیا ہے لیکن مغربی ممالک اور عربی مصنفین اس واقعہ سے اسیقدر نا آشنا ہین جسقدر کہ فارسی مورخون اور انگریزی حکومت کی بدولت ہندوستان مین اسکی شہرت ہے۔ طبری۔ بلاذری۔ یعقوبی۔ ابن اثیر۔ ابوالفدا اور ابن خلدون وغیرہ کی کتابین اس لغو قصے سے خالی ہین حالانکہ سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ سنہ ۹۶ھ ہجری مین ولید نے انتقال کیا تو اُسکے بھائی سلیمان نے خلیفہ ہوتے ہی محض حجاج بن یوسف کے عناد سے جو سنہ ۹۵ہجری مین مرچکا تھا محمد بن قاسم کو جو حجاج کا بھتیجا و داماد تھا ولایت سندھ سے معزول کر کے اُسکی جگہ یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو مقرر کر کے محمد بن قاسم کو قید کرادیا اُس کے ساتھ قتیبہ و موسے وغیرہ کی بھی جان گئی۔ اس قصے کے بے سر و پا ہونے کا پہلا ثبوت تو یہی ہے کہ لکھا ہے کہ دونون لڑکیان بغداد روانہ کی گئین حالانکہ بنی امیہ کے آخر عہد تک دمشق ہی دارالخلافہ رہا بغداد کا دارالخلافہ ہونا درکنار اسوقت تک اُس نام کا کوئی شہر مشہور و معروف نہ تھا بغداد کو بنی عباس کے دوسرے خلیفہ ابو جعفر منصور نے ترقی دیکر شہر کے حیثیت کو پہونچایا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ اُس عہد سے آجتک قریب قریب محال ہے کہ دو بہنین ایک ہی مسلمان سے اپنی حیات مین ہم بستر ہو سکین ولید کی نسبت ایسا اتہام کسیطرح قیاس مین نہین آ سکتا تیسرا ثبوت یہ ہے کہ محمد بن قاسم کا اودے پور مین پہونچنا غلط ہے اسلیے کہ خود چچ نامے ہی کے بیان سے وہ اودے پور نہین گیا تھا بلکہ ملتان ہی مین مقیم تھا اودے پور مین صرف وہ سفیر گیا تھا جو خلیفہ کا خط لیکے قنوج روانہ کیا گیا تھا چوتھا ثبوت یہ ہے کہ ولید کے حکم سے محمد کا ہلاک ہونا غلط ہے کیونکہ ولید اسوقت زندہ نہ تھا ۸۶ھ ہجری مین عبدالملک مرا تو اُس کا بیٹا ولید تخت نشین ہوا اور اسی کے عہد مین سنہ ۹۳ھ ہجری مین راہر مقتول ہوا لیکن محمد قاسم کا واقعہ قتل ولید کے بھائی سلیمان کے ذاتی عناد سے ولید کی

وفات کے بعد ظہور مین آیا تینبیہ فلسفہ تاریخی کا یہ ایک راز ہے کہ جو واقعات جس قدر زیادہ شہرت پکڑ جاتے ہین اسیقدر انکی صحت زیادہ مشتبہ ہوتی ہے۔

داہمہ

اس قوم کا صرف نام باقی رہگیا ہو جنکی جماعت دستاویز کو بھاٹ بڑے فخر سے مشہور کیا کرتے تھے انکا نام تھوڑی مدت سات صدی سے صرف کتابون مین رہ گیا ہے۔ داہمہ بیانہ کا راجہ اور پرتھی راج چوہان کے زبردست سرداروں مین سے تھا۔ اس خاندان کے تین بھائی سلطنت مین بڑے عہدہ پر ممتاز تھے اور جس زمانے مین کہ انمین سے بڑا بھائی کیماس وزیر رہا ہے چوہانون کی تاریخ مین بڑا عمدہ زمانہ گذرا ہے وہ دشمنون کے حسد سے مارا گیا۔ دوسرا بھائی پنڈیر سرحد پر بمقام لاہور سپہ سالار تھا اور تیسرا چاوندراے جس لڑائی مین پرتھی راج سے شہاب الدین شکست کھاکر لوٹ گیا تھا اسمین افسر تھا اور شہاب الدین کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بعض کہتے ہین کہ اس وقت نہین مارا گیا بلکہ دریاے سرستی کے کنارے تھانیسر کے میدان مین جب پرتھی راج مع کل فوج سواران مارا گیا اسمین افسر تھا۔ شہاب الدین کے مورخون نے بھی داہمہ چاوندراے کی شجاعت کی داد دی ہے اسکا نام کھانڈے راے لکھا ہے۔

چوہانون کی سلطنت کے ساتھ یہ نسل بھی معدوم ہوگئی پرتھی راج کا اکلوتا بیٹا رین سی چاوندراے کی بہن سے پیدا ہوا تھا مگر وہ دہلی کی شکست کے بعد زندہ نرہا۔ بھاٹ نے بیانہ کی عظمت اور پرتھی راج اور داہمی رانی کی کیفیت اسطرح پر لکھی ہے ورونادھار پہاڑ کی چوٹی پر کہ اسکے وزن سے شیش ناگ دب گیا ہے بیانہ کا محل بشکل کیلاش واقع ہے۔ داہمہ کے تین پسر اور دو حسین دختر تھین خدا کرے کہ اس کل جگ مین اسکا نام ہمیشہ رہے۔ ایک دختر کی میوات کے راجہ سے شادی کی اور دوسری کی چوہان کے ساتھ اسکے جہیز مین آٹھ حسین عورتین فریستھ لونڈیان سو گھوڑے عراقی نسل کے دو ہاتھی دس ڈھال دولھا کے واسطے ایک سو چوبیس پتلیان سورتھ ایک ہزار اشرفیان دی ہین۔ بھاٹ نے اخیر مین لکھا ہو کہ داہمہ نے اپنے خزانے کو سیم وزر سے خالی کیا ہے اور خلائق کی تحسین و آفرین سے بھرا ہے اور داہمی رانی سے بیش بہا جواہر یعنی رین سی پیدا ہوا ہے نوٹ بیانہ کو درونادھار بھی کہتے ہین۔

رسوریا یا سارس پیسر

اس نسل کا صرف یہی حال معلوم ہے کہ کسیوقت مین مشہور تھی اگرچہ بھاٹون کی فہرست مین درج ہے مگر اصل مین کھتری قوم سے نکلی ہے۔

سلار

سین لہلہ کے کسیرے دفتہ دونون سے

اس نسل کا بھی صرف نام رہ گیا ہے اور جبعہ مذہب کے تجارت پیشہ لوگ اب اس نسل سے ہین کہ انمین سے

اکثر کی اصل راجپوتون سے ہے۔

دابی

کسیوقت مین یہ نسل سوراشٹر مین مشہور تھی بعض لوگ اسکو یادو کی شاخ بتلاتے ہین اگرچہ اکثر مورخون نے اسکو علیحدہ بھی لکھا ہے۔ اب نہ اُنکے پاس ملک ہے نہ تعداد مین زیادہ ہین۔

رنکمبہ

تاریخ مین تو اس قوم کی بہت شہرت ہے مگر اب صرف اسی قدر دریافت ہوتا ہے کہ گہلوتون سے پہلے مانڈل واقع میواڑ کی مالک تھی۔

راج پالی

اس قوم کا حال جسکو مورخون نے راج پالے یا راج پالی کا یا صرف پالا کرکے لکھا ہے بہت کم دریافت ہوتا ہے مگر البتہ یہ صحیح ہے کہ سوراشٹر مین رہتی تھی۔

راجپوت نسلون کی کل تعداد

ٹاڈ کی فہرست مین راجپوتون کی ۳۸ نسلین درج ہین اور چند کبیشر کی فہرست مین ۳۰ اور کمار پال چرتر بزبان سنسکرت مین ۷۲ اور کمار پال چرتر بزبان گجراتی مین ۳۲ اور فہرست قلمی کبیشر مین ۳۶۔

انکے علاوہ دیگر فہرستون مین یہ نسلین اور لکھی ہین

نورکا۔ اسوریہ یا سارجہ۔ رسی پٹ۔ کرجال۔ ہرترا۔ دھن پالی۔ اگنی پال۔ سنگر۔ نگمہ۔ کورسیالا۔ اوپالہ۔ پانگہ۔ ترشند۔ لنیکہ۔ ہیرپال۔ موکرہ۔ کرسیر۔ بوبیٹہ۔ باورتیہ۔ مارو۔ پورآبیہ۔ کھانت۔ سرکھیرہ۔ راوتی۔ مسانیہ۔ بلاری۔ مالا۔ باہریہ۔ چاپل۔ مارلیہ۔ مانٹ وال۔ کاک۔ چورک۔ ابھیریا۔ اہیر۔ موکارہ۔ دابیہ۔ دیوپٹ۔ کھرور۔ بھاگڈول۔ موٹ دان۔ موہیر۔ گکیر۔ کرچیو۔ چادلیہ۔ کارہ۔ سلالہ۔ جیندرکٹ۔ چاچوٹ۔ کٹ۔ سیندھو۔ آنگہ۔ پانگ۔ ڈیڈیوتہ۔ کرت پال۔ کوٹ پال۔ کانی۔ گکل۔ چانک۔ (یا کوچیوا) تنبیہ گوجر قوم کو بھی کرنل ٹاڈ نے راجپوتون ملایا ہی تاریخ مالوہ کا مؤلف کہتا ہے کہ میری دانست مین یہ قوم راجپوتون سے جدا ہے کہتے ہین کہ ایک راجپوت نے کوئی عورت ویش یا شودر یا چار قوم کی اپنی زوجہ بنائی تھی اس سے لڑکا پیدا ہوا وہ لڑکا گوجر قوم کا بانی ہوا۔

فہرست اقوام زراعت پیشہ و چوپان

ابھیر جنکو اہیر کہتے ہین۔ گوند۔ گرڈی جس کو کولبی بھی کہتے ہین۔ گوجر۔ جاٹ۔

فہرست چوراسی اقوام تجارت پیشہ

(۱) سری سری مال (۲) سری مال۔ (۳) اوسوال (۴) بگھیروال (۵) ڈینڈو (۶) پشکروال (۷) میرتوال (۸) ہرسورا (۹) اشٹروال (۱۰) پلی وال (۱۱) بھمبو (۱۲) کھنڈیل وال (۱۳) ڈہل وال (۱۴) برکے دروال

(۱۵) ڈھی ساوال (۱۶) گوجروال (۱۷) سوبھروال (۱۸) اگروال (۱۹) جالیوال (۲۰) مانت وال -
(۲۱) گھومتی وال (۲۲) کورتاوال (۲۳) پچھیترواں (۲۴) سونی (۲۵) تجنٹ وال (۲۶) ناگرو (۲۷) ماد
(۲۸) چل ہرے ترا (۲۹) الارن (۳۰) گیڈول (۳۱) کھرنیکہ (۳۲) بوفرجی (۳۳) ڈسوزرہ (۳۴) بسروال -
(۳۵) ناگ درہ (۳۶) گرسیارا (۳۷) بھیوڑہ (۳۸) میواڑا (۳۹) نرسنگ پورہ (۴۰) کھیے تروال
(۴۱) ترنج موال (۴۲) ہنیرووال (۴۳) سترکرا (۴۴) بیس (۴۵) سنتوکھی (۴۶) گم بڑوال (۴۷) جیرن کول
(۴۸) جگیلوال (۴۹) اوزچٹ وال (۵۰) باموںوال (۵۱) سری گرو (۵۲) بھاگیرووال (۵۳) ٹلیج وال
(۵۴) ٹی پوڑہ (۵۵) ٹی لوٹیا (۵۶) اٹ بجرگی (۵۷) لادی ساکا (۵۸) رئیدگورا (۵۹) کھیجوڑ (۶۰) کسنوورا
(۶۱) بہانجو کہیر (۶۲) پنج مٹھو (۶۳) پدمورا (۶۴) کیتھریا (۶۵) ڈھاکروال (۶۶) منگورا (۶۷) گوگیل
(۶۸) موہنوروال (۶۹) چی توزہ (۷۰) کاگلئیہ (۷۱) بھارسے جا (۷۲) آنندورا (۷۳) ساچورا (۷۴) بھوکروال
(۷۵) منڈاہلوز (۷۶) سرہمنیہ (۷۷) باگرهیا (۷۸) ڈنڈو رئیہ (۷۹) بدوال (۸۰) سوزسپیہ (۸۱) اوزروال
(۸۲) نفاگ (۸۳) ناگورہ - ایک کم ہے -

ساکھا کا مطلب

راجپوتون کی قوم کے ہر ایک نام آور آدمی کے نام سے اسکی اولاد علیحدہ گوتر سے مشہور ہوتی ہے اسے ساکھا کہتے ہین جیسے کچھواہون مین بن بیرکی اولاد بنویر پوتہ کہلاتی ہے اور شیخ جی پسر موکل کچھواہے کی اولاد شیخاوت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور سیسودیہ چونڈا کی اولاد چونڈاوت کہلاتی ہے کبھی کسی ملک اور خاص مقام سے بھی نام پڑ جاتا ہے جس طرح مارواڑ مین رہنے والے ماروار ٹھوڑ اور میرتہ والے میرتیہ کہلاتے ہین اور سیسودیہ کا ون کی بود و باش سے سیسودیہ مشہور ہوئے ہین -

ا تنی راجپوت قومونکی ساکھا نہین ہین -
جالیہ - پیشانی - سوہاگنی - چاہیرہ - ران - سی ال - یو ٹیلہ - گوتچیر - مالن - اٹو ہر - ہوڑل - باچک - باتڑ -
رنج - گوہلک - بوسہ - بیرگوت -

راجپوتون مین مسند نشینی کا قاعدہ

راجپوتون مین یہ رواج ہے کہ اگر چھوٹا لڑکا ایک دفعہ بجاے بڑے کے قابض ریاست ہو جاے تو گو ہمیشہ ایسا نہو مگر عمداً بڑے کی اولاد ہمیشہ کو اس سے محروم ہو جاتی ہے اور بڑے کی اولاد کو عمداً چھوٹا بنتے نہین لے سکتا

سردار یا جاگیردار

راجپوتانے کی ہر ایک ریاست مین تین چار درجے کے جاگیردار ہوتے ہین جن کو کسی فوجی کارگذاری یا رئیس کی رشتہ داری سے جاگیرین ملی ہین اول گروہ کی جاگیرین پچاس ہزار روپیہ سالانہ سے لاکھ یا اس سے بھی زیادہ تک ہوتی ہین انکو سال بھر مین دسہرہ وغیرہ جشنون مین یا کسی خاص شادی وغیرہ کے موقع پر راجدھانی مین

حاضر ہونا پڑتا ہے سوا اسکے تین چار مہینے جیپور اور جودھپور میں سالانہ تمام فوج کی عمومی جمعیت حاضر رکھنی پڑتی ہے پہلے زمانے میں یہ لوگ فوجی افسر مقرر کیے جاتے تھے جس کے ذریعہ سے عمدہ کارگزاری دکھلا کر جاگیر پاتے تھے اب جنگ و فساد کا کم اتفاق ہوتا ہے کسی بڑے معاملے میں صلاح لیتے اور سرکاری عہدہ داروں کی پیشوائی کا کام انکے سپرد کیا جاتا ہے ان کی تعداد دس سے بیس تک ہوتی ہے جیسے اودیپور میں سولہ جیپور میں بارہ اور جودھپور میں آٹھ گنی جاتی ہے۔ اب کسی قدر تبدیلی سے ان میں کمی بیشی ہو گئی ہے کیونکہ ریاستیں چاہتی ہیں کہ انکی لاولدی میں جاگیریں خالصہ ہو جائیں اور متبنی نہ رکھا جائے۔

پنڈت سکھدیو پرشاد جو جودھپور میں مدار المہام ریاست تھے انھوں نے وہاں اس کاروائی کا اجرا کر کے کئی جاگیریں خالصے میں شامل کرادیں جب وہ اودیپور میں مدار المہامی کے عہدے پر تھے تو میں نے اپنی کتاب مذاہب الاسلام انکو بھجوائی جسکے شکریہ میں انھوں نے مجھکو چٹھی لکھی اور جب ایکبار مہاراجہ فتح سنگھ جی کی دعوت کی تو مجھکو بھی مدعو کیا بعد اسکے آپسمیں محبت پیدا ہو گئی میں نے ایک دن ان سے ایک شیرازی معزز شخص شمشیر بیگ کی جاگیر کی ضبطی کے ذکر کے سلسلے میں کہا کہ اس کاروائی پر جاگیرداروں نے اظہار ناراضی اسقدر ضرور کیا ہوگا جواب دیا کہ انکو اور افسران گورنمنٹ کو سمجھا دیا گیا کہ جاگیر صرف جاگیردار اور اسکی اولاد کی شان اور مراتب قائم رہنے کے لیے دی جاتی تھی اس سے یہ مقصود نہیں ہوتا تھا کہ ہمیشہ کے لیے ریاست سے اسقدر ٹکڑا علیحدہ رہے پس جبکہ جاگیردار کی صلبی اولاد باقی نہ رہے تو جاگیر کا دوسرے کی طرف منتقل ہونا نامناسب تھا۔

میرے نزدیک یہ جواب باصواب نہیں کیونکہ اسطرح تو گورنمنٹ انگریزی بھی ریاستوں کی نسبت کہہ سکتی ہے کہ صلبی اولاد نہونے کی صورت میں ریاست پر غیر شخص کو متبنی کرنا ضرور نہیں۔ چنانچہ سرکار کمپنی کے عہد میں گورنر جنرل ڈلہوزی نے اس عذر پر کئی ریاستوں کو سرکاری خالصے سے ملحق کر لیا تھا جس قاعدے کو لارڈ کیننگ نے غدر کے بعد منسوخ کیا۔

ان تینوں اول درجے کی ریاستوں کے سوا لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیریں کسی اور جگہ نہیں ہیں صرف کوٹے کے راج میں اس قسم کے دو تین سردار ہیں۔ ایک درمیانی یا منجھلا درجہ اس قسم کے سرداروں کا ہوتا ہے جو رئیس کے اہل خاندان ہونے کے سبب خاص عزت رکھتا ہے اور جنکو بابا اور مہاراج خطاب سے پکارا جاتا ہے انکی جاگیریں بیس ہزار سے پچاس ہزار روپیہ سالانہ تک ہوتی ہیں اور انکی تعداد میں بھی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ رئیس کے لاولد گذر جانے کی صورت میں جو ان میں سے قریب رشتہ دار اور مناسب معلوم ہوتا ہے بڑے درجے کے سرداروں اہلکار لوگوں کی صلاح اور سرکار انگریزی کی منشا سے والی ریاست کا جانشین بنایا جاتا ہے۔

دوسرا گروہ دس ہزار سے پچاس ہزار روپیہ سالانہ تک جاگیر پاتا ہے بعض وقت انھیں سے بھی رئیس کے صلاح کار اور ملکی یا فوجی عہدہ دار بن جاتے ہیں یہ پہلے گروہ کی بہ نسبت عدد میں زیادہ حاضری دیتے ہیں اور انکی تعداد چالیس پچاس تک ہوتی ہے۔

تیسرے درجے کے جاگیرداروں کی زمین پانچ ہزار روپیہ سالانہ یا اس سے کم گذر کے لائق ہوتی ہے یہ اکثر ریاست کے جلاوطنین حاکمون کے پاس بطور مددگار فوج کے حاضر رہتے ہین اور کسی ضرورت پر صدر مین بھی طلب کئے جاتے ہین جہان اُن سے کوئی حضوری نوکری لی جاتی ہے۔ یا کسی دوسرے سردار وغیرہ کا فساد روکنے کو انھین ریاست کی فوج کے شامل بھیجا جاتا ہے ان کا شمار بڑی ریاستون مین کئی سو تک ہوتا ہے۔

یہ سب جاگیردار ریاست کو معمولی خراج اور ضرورت کے وقت معمولی امداد دیتے ہین بڑا قصور یا فساد کرنے کی سزا مین جاگیر تغیر یا کرکسی دوسرے رشتہ دار کو دی جاتی ہے اور کوئی حقدار نہ ہونے کی حالت مین خالصہ ریاست کے شامل کی جاتی ہے۔

سرداروں کے سوا دوسری قسم مین خیرات یعنی مندر۔ برہمنون اور بجاریون وغیرہ کی جاگیرین سمجھی جاتی ہین جن سے اکثر محصولات معاف ہین۔ تیسری قسم مین اہلکارونکی جاگیرین گنی جاتی ہین جن کی آمدنی دس یا بیس ہزار سالانہ سے زیادہ نہین ہوتین اِن جاگیرون کے عوض بعض جگہ حاضری و ملکی کام لیا جاتا ہے اور بڑے قصور کے سائل سے ضبط کرلی جاتی ہین۔

نوٹ بڑے بڑے جاگیرداروں سے بہت دفعہ ریاستون کو بجائے فائدے کے نقصان پہونچتا رہا ہے کیونکہ صرف دشمن کے مقابلے مین جاگیردار ریاستون کے مددگار پائے گئے ہین لیکن وہ خود اپنے معاملات مین ریاستون کا زیادہ دباؤ پسند نہین کرتے۔ اس طرح آپس کی رنجش اور فساد مین جو خرابیان اور نقصان ظاہر ہوتے ہین انسے باہر کے دشمنون کو فائدہ اٹھانے کا خوب موقع مل جاتا ہے۔ سردارون کو سزا سے سرکشی دینے کی ریاست کو قوت نہین اس علم سے اُنکے غرور و تمرد ولاپروائی مین اضافہ ہوتا ہے بعض سردار سارقون کو پناہ دیتے ہین اور مال مسروقہ مین سے حصہ لیتے ہین ہر ایک جاگیردار اپنے علاقے کا حاکم مطلق ہے اور فوجداری و دیوانی مین اختیارات کلی استعمال کرتا ہے۔

راجپوتانے کی وجہ تسمیہ

سوا چند لاکھ راجپوتونکی بستی اور زیادہ تر راجپوتون ہی کی بڑی بڑی ریاستون کے مجموعے کے سبب سے یہ خطہ راجپوتانہ مشہور ہے بعض کتابون مین ہندی کا لفظ رائے تھانہ لکھا ہے اس ملک کا نام زبان مروجہ مین رجواڑہ ہے لیکن درحقیقت یہ لفظ صحیح راجستھان ہے یعنی راجاؤن کا ملک انگریزون نے اس کو بگاڑ کر راجستان قرار دیا ہے۔

ملک ہندوستان کے مغرب مین یہ قطعۂ ملک واقع ہے اس حصۂ ملک مین بڑے بڑے اور معزز راج ہین یہان کے حکمران خاندان صدہا برس سے مسلسل یکے بعد دیگرے اپنی اپنی ریاست کا انتظام کرتے چلے آتے ہین۔

حدود راجپوتانہ

عجیب اتفاق ہے کہ اس ملک کے طرفین یعنی مشرق و مغرب مین سندھ نامی ندیان واقع ہین مغربی سندھ

و جس کو قریب پشاور مین اٹک کہتے ہین اور ملک سندھ مین ہو کر گذری ہو مشہور و معروف ہے مگر مشرق مین
بھی ایک سندھ ندی ہے کہ مالوے مین سرونج سے بارہ میل جنوب مغرب مین پہاڑون مین سے نکلکر
جانب شمال نرور اور بعد ازان شمال مشرقی سمت مین سرحد بندیلکھنڈ و گوالیار تک روان ہو کر بعد ۲۶۰ میل
جمنا مین شامل ہوئی ہے۔ اس مشرقی سندھ سے مشرق کیطرف کے ہندو رئیس غیر قوم اور اس وجہ سے
راجستان سے خارج سمجھے جاتے ہین۔

پس راجپوتانہ جسکی تعریف اوپر کی گئی خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۱۵ دقیقہ اور ۳۰ درجہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۶۹ درجہ
۳۰ دقیقہ اور ۷۰ درجہ ۵۰ دقیقہ کے درمیان واقع ہو اُسکے شمال مین بھٹیانہ و ہریانہ دہلی تک و گڑگانوہ کے اضلاع انگریزی واقع
ہین مشرق مین گڑگانوہ متھرا و آگرہ کے اضلاع انگریزی اور راج گوالیار جنوب مین علاقہ جات مہاراجگان سیندھیا و ہلکر کا بیکو
وجاورہ و اضلاع انگریزی متعلقہ احاطہ بمبئی مغرب مین سندھ اور مغرب و شمال مین ریاست بہاولپور اور ملک بھٹیانہ واقع ہین
راجپوتانے کا طول زیادہ سے زیادہ جیسلمیر کی مغربی حدود سے دھولپور کی مشرقی حد تک پانسو بیس میل عرض ریاست
بیکانیر کے شمالی سرے سے بانسواڑے کی جنوبی حد تک چار سو نوے میل کے قریب ہے۔ رقبہ ایک لاکھ اٹھائیس ہزار
نو سو ستاسی میل مربع۔ آبادی ایک کروڑ کے قریب ہے۔

جغرافیہ راجپوتانہ

ایسے کثیر الرقبہ ملک کی قدرتی ہیئت اور کیفیت کا مختلف ہونا لازمی ہے اور واقعی یہ حال ہے کہ اُس کے ایک
حصے کی صورت حال دوسرے سے بالکل مطابق نہین مثلاً جس شخص نے جنوب مشرق ممالک میواڑ و ہاڑوتی کی
زرخیز اور چکنی سیاہ زمین کو دیکھا ہے وہ شمال مغرب کے ویران وحشت انگیز ریگستان کو پسند نہین کر سکتا
اور اسیطرح جسنے جنوب مغربی کوہستان کی سیر کی ہے وہ مشرقی سیر حاصل میدان اضلاع کو اُن سے
مشابہ نہین کر سکتا۔ باعتبار قدرتی اوضاع و اطوار کے راجپوتانے کو علحدہ قسمون مین تقسیم کیا جائے تو کل ممالک کو
جو کوہ اراولی سے شمال اور شمال مغرب مین واقع ہین اور اُنکا مربع قریب ستر ہزار میل ہے اور مارواڑ و بیکانیر
و جیسلمیر و شیخاواٹی اُن مین داخل ہین ایک قسمت مین شمار کئے جائینگے البتہ اس مین بھی بعض حایہ خطہ جات سیراب
ہین مگر بلکے العموم کل ملک ویران بیابان ہے کہ جا بجا ریت کے ٹیلے اور کہین کہین پہاڑیان ہین اور جون جون
مغرب کی طرف بڑھتے جائین یہ ویرانی زیادہ نمایان ہوتی ہے اس ریگستان و مالوہ و ہاڑوتی کی ہموار زمین کے
درمیان کوہ اراولی واقع ہے اُسکے اجزاے مسلسل پھیل کر ریت کو مشرق کیطرف بڑھنے نہین دیتے اور جہان یہ
پہاڑ ہی ہے وہان کوہستانی مٹی ہے اودیپور کا جزو اعظم اور بانسواڑہ و ڈونگرپور و پرتاب گڑھ کی ریاستین
اس قسمت مین داخل ہین یہ حصہ اگرچہ کوہستان ہے مگر قطعات اراضی جو ان پہاڑون کے درمیان واقع ہین
چکنی سیاہ مٹی کے ہین اور اُنمین روئی افیم نیشکر اور گیہون اجناس اعلے پیدا ہوتی ہین۔ ہاڑوتی کی ریاستون
مین کہ جنوب مشرقی قسمت ہے پہاڑ اور میدان عنقریب برابر ہین اور میواڑ کے پہاڑون کے مقابلے مین پہاڑ

کم بلند ہین تاہم انسے آمد و رفت کی راہ بند ہے ہاڑوتی خوشنما ملک ہے اُسمین سرسبزی بہت ہے اور زمین اُسکی اول قسم کی ہے۔ مشرقی اور متوسط حصے مین غلہ بکثرت پیدا ہوتا ہے شمال مین الور کے قریب اور جنوب مین ٹونک کے گرد و نواح کی زمین پہاڑون سے گھری ہوئی ہے مگر درمیان مین بہت کشادہ و خوشنما پہاڑ ہین اور زمین نرم ممالک متحدہ کی زمین سے بہت مشابہ ہے۔ اس طرف کی آبادی بحساب مربع میل دیگر حصص کی آبادی سے بہت زیادہ ہے۔

قلعجات

ملک کے ہر حصے مین قلعے بنے ہوے ہین بعض چھوٹی چھوٹی متفرق پہاڑیون پر ہین بعض بڑے مسلسل پہاڑون پر ہے اور بعض صرف زمین پر۔ زمانہ سلف کی ان یادگارون سے ملک کی تاریخ صاف نمایان ہے عنقریب ہر گانون مین جو کسیقدر بڑا سمجھا جاتا ہے چھوٹا یا بڑا قلعہ موجود ہے اور ہر ایک مین توپ و سامان جنگ رہتا ہے۔ ان قلعون مین سے اکثر غیر ممکن التسخیر سمجھے جاتے تھے اور افواج ایشیائی کے مقابلے مین واقعی وہ ایسے ہی تھے مشہور تر قلعون مین رنتھنبور۔ جالور۔ گاگرون۔ شیر گڑھ۔ شاہ آباد۔ کونبل گڑھ۔ چیتوڑ گڑھ۔ تارا گڑھ چتیسہ و منوہان گڑھ بیانا۔ آمیر۔ گوالیر۔ جیسلمیر۔ اور بھرت پور ہین۔ اور ابتک وہان کے لوگون کو اسقدر احتیاط ہے کہ پردیسی آدمی کو قلعے کے اندر بہت پس و پیش سے جانے دیتے ہین۔

راجپوتانے کے پہاڑ اور زمینونکی کیفیت

اس ملک مین بڑا پہاڑ اراولی یا اراولی ہے یہ پہاڑ کہ جنوب مغرب مین حدود سروہی و میواڑ سے شمال مشرق مین اجمیر سے بیس میل تک پھیلا ہوا ہے راجپوتانے کو دو غیر مساوی حصون مین منقسم کرتا ہے اور درمیان مغربی بے برگ ریگستان اور مشرقی و جنوبی زرخیز و سیراب سرزمین کی قدرتی ورہے جنوبی سمت مین وہ کئی شاخون سے مشرق کی طرف پھیلا ہے اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیون سے مسلسل ہو کر بندھیاچل سے جا ملا ہے اور شمال مین اجمیر سے آگے پست ہو گیا ہے اور علٰحدہ علٰحدہ حصون واقع شیخاوائی و راج الور مین متفرق ہو کر لب دریاے جمنا دہلی کے قریب ختم ہوا ہے۔

اراولی کا آغاز عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول بلد شرقی ۷۳ درجہ قرب و جوار چمپانیر سے سمجھا جاتا ہے اور انجام عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۵ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ پر متصور ہوتا ہے اجمیر سے جنوب مین یہ پہاڑ اقسام درختون سے ملبوس ہے۔ اُسمین خونخوار حیوانات مثل شیر۔ تیندوا اور ریچھ وغیرہ اور انسان کہ وحشت و خونخواری مین حیوانات سے کم نہین ہین پناہ پذیر رہتے ہین انھین پہاڑون مین بھیل و گراسیہ رہتے ہین اُنکی جھونپڑیان گھاٹون مین چراگاہون کے قریب متفرق محفوظ مقامات پر بنی ہوئی ہین۔ ریاست سروہی مین اراولی پہاڑ زیادہ ارتفاع پا کر کوہ آبو کے نام سے مشہور ہوا ہے ابو الفضل لکھتا ہے کہ اصلی نام آبو کا اربد اچل بفتح الف و سکون را مہملہ و ضم بائے موحدہ و فتح دال مہملہ و سکون الف دوم و فتح الف و سوم

وجیم فارسی و سکون لام ہے بولتے ہوتے آبو کہنے لگے اربدا ایک روحانی کا نام ہے جو عورتون کے لباس مین گرو نو
کو ہدایت کرتا تھا اور اچل پہاڑ کے معنے مین ہے اُسکی بود و باش کی نسبت سے یہ نام پایا اس پہاڑ کے دامن کا محیط
اڑتالیس میل متصور ہے۔ برترین مقام جسکو گرو شکھر کہتے ہین سطح سمندر سے ۵۰۰۰ فٹ بلند ہے باانیہمہ کہ
اس بلند پہاڑ کا ہمسر اس کل سلسلے مین نہین ہے تاہم بعض مقامات اُسکے صرف ۲۵۰۰ فٹ کی بلندی کو پہونچے ہین
کرنل ٹاڈ نے اس گرو شکھر کو ہندوستان کا اعلے ترین مقام لکھا ہے اور اُسکی بلندی کوہ اراولی سے پندرہ سو فٹ
زیادہ قرار دی ہے مگر کوہ آبو اراولی سے باکل ملا ہوا نہین ہے اُس کے اور اراولی کے درمیان شمال مین پست
پہاڑیان واقع ہین اور مشرق مین رُوہیڑے کا میدان عظیم ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا مین یہ پہاڑ متفرق
شکھرون اور پہاڑون کا سلسلہ تھا ما بعد حرکت آب و ہوا سے سنگریزون سے بھر گیا ہے کیونکہ کنوین کھودے جاتے
ہین تو اُن مین چکنی مٹی اور ریتہ متواتر تہون مین نکلتا ہے۔ زیادہ تر پہاڑ مین سنگ خارا ہے مغرب کیطرف کوہ اراولی
سروہی و اجمیر کے درمیان ناقابل گذر نظر آتا ہے میواڑ کی طرف اُسکی بلندی عمودوار ہے مشرق کی طرف سے ایسا
نہین ہے ان پہاڑون مین درے بہت کم ہین اور جو ہین وہ سب دشوار گذار ہین۔ بر اور ایڈر کے درمیان کہ
ڈھائی سو میل کا فاصلہ ہے صرف دیسوری گھاٹے مین ہو کر ایک سڑک ہے جس پر گاڑیان چل سکتی ہین اور یہ بھی
اب تیار ہوئی ہے کیونکہ ٹاڈ نے تو یہ لکھا ہے کہ اجمیر سے ایڈر تک گاڑی کا راستہ باکل نہین ہے اسوجہ سے کوہ اراولی
اسم بامسمے ہے چاہے جیسا مضبوط توپخانہ ہو اُس کو مغربی اُتار سے بچ کر شمالی کیطرف پھرنا پڑے گا اراولی کی
بلندی بہت بڑی ہے جنوب مغرب مین بے تشکل پر پہاڑیان بصورت سطح پھیلی ہوئی ہین یہ میدان سے تین سو فٹ
بلند ہے اور قرب و جوار کی چوٹیان پانچ سو فٹ سے زیادہ بلند ہین اراولی اور کوہ آبو کی ساخت قریب قریب
ایک وضع کی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ جنوب مشرق اراولی مین بھربھٹ اور روڑا زیادہ ملتا ہے اور کانکرولی
مین سفید سنگ مرمر ملتا ہے۔ گھانے راؤ سے پانچ میل پر بھی ایک ناہموار سفید سنگ مرمر کی کان ہے سلمبل
سے اودے پور تک سلسلہ اراولی کہین پچیس میل اور کہین تین میل عریض ہے اور گھاٹہ شیو قریب بیاور تک یہی عرض
چلا گیا ہے مگر ٹاڈ صاحب نے پہاڑ واقع درمیان کومل میر و اجمیر کو کہ بوجہ آبادی قوم میر کے میرواڑہ کہلاتا ہے
بچھ میل سے پندرہ میل تک عریض لکھا ہے اور یہ بھی کہ اُس مین ڈیڑھ سو دیہات و نگلہ جات نالون اور گھاٹون
مین آباد ہین پانی و چراگاہ بافراط ہین اور زراعت بھی بقدر ضرورت ملک کافی ہے مگر محنت سے ہوتی ہے۔ بیاور کے
قریب کوہ اراولی دو علحدہ سلسلون مین منقسم ہو گیا ہے جنوبی تو مشرق کیطرف پھیل کر مسودہ و نصیر آباد سے جیپور کو چلا گیا ہے اور شمالی اجمیر
کے شمال مین بشکل متفرق پہاڑیون کے کشن گڑھ و سانبھر کیطرف گیا ہے۔ اراولی کے حصے میں اُسکی بلندی ۲۷۰۰ فٹ ہے
اور ناگ پہاڑ جسکے دامن مین شہر اجمیر آباد ہے اور اُسکے اوپر تارا گڑھ کا قلعہ ہے اسکی بلندی سطح سمندر سے ۳۰۰۰ فٹ ہے
سلمبل سے فروتر کوہ اراولی جنوب کی طرف رجوع ہوا ہے اور میواڑ و ڈونگرپور کے پہاڑون
سے مل گیا ہے اور پھر بتدریج جنوب کی طرف گذر کر کوہ بندھیاچل سے کہ ہندوستان و دکن کی سرحد ہے

چمپانیر کے قریب ملگیا ہے اگرچہ اراولی کی بلندی شمال کی طرف بھی زیادہ ہے مگر ٹناواڑہ ۔ ڈونگرپور اور
ایڈر واقع جنوب سے انبا بھوانی اور اودیپور تک بھی بہت بلند ہے۔ اس نواح مین مالوے کی سب ندیان شمالی
سمت مین روان ہوکر اور پیچ و تاب کھاکر چمبل مین شامل ہوتی ہین ۔ کوہ اراولی سے جنوب مشرق کی زمین
شمال مشرق کی زمین سے زیادہ سطرب اور زیادہ ارتفاع کی ہے اس نواح کے پہاڑ جنمین میواڑ ۔ بانسواڑہ ۔
ڈونگرپور اور پرتاب گڑھ کے پہاڑ داخل ہین جنوب مشرقی سمت اراولی سے مشابہ ہین ۔ جنوب رینڈر واڑہ
واقع میواڑ سے پست پہاڑون کے درمیان تالاب ڈھیبر تک راستہ ہے ۔

رینڈیات یعنی میواڑ کی ہموار زمین کو دیکھا جائے تو اُسکی ندیان دامن اراولی سے نکل کر بیڑس اور بناس مین
شامل ہوتی ہین اور پتھار یعنی پہاڑی سطح وسط ہند کے سبب سے چنبل مین شامل نہو سکی ہین ۔

پتھار

اضلاع واقع مغرب ہند پیرس مین پہاڑ بالکل جنوبی حصص اراولی کے مشابہ ہین مگر مشرق کی طرف پہاڑون
کی شکل بالکل مختلف ہے اور تین علیحدہ سلسلون سے مشرق سے مغرب کیطرف پھیلے ہوے ہین ہر ایک
سلسلے کے ارتفاع مین فرق بہت کم ہے بعض مقامات پر بالکل عمود وار ہین اور نالون نے بکثرت متقاطع
ہین یہ پہاڑ چتوڑ سے مشرق کی طرف مہاراجہ سیندھیا کے ممالک جاو ڈ اور نیمچ اور ایک علیحدہ ضلع راج میواڑ
اور ہلکر کے پرگنات رام پورہ و بھان پورہ و مکندرہ و گاگرون علاقہ کوٹہ مین ہوکر کالی سندھ ندی تک پھیلے
ہوے ہین چتوڑ کے قریب پہاڑی سطح پر چڑھکر رتن گڑھ و سنگولی و کوٹہ کو کہ صرف وہی ایک قابل گذر راستہ
ہے دیکھا جائے تو تین قطعے نظر آوینگے اور جنیل پار کو نظر ڈالنے پر ہاڑوتی کی سرحد مشرقی کہ قلعہ شاہ آباد سے
محفوظ ہے دکھائی دیگی ۔ ان تین قطعون کی یہ تفصیل ہے آبو سے کوٹرہ تک لب دریاے امبتوہ ایک طرف
اور دوسری طرف آبو سے چمبل تک اور تیسری طرف چمبل سے بیتوہ تک اُنکے وسط مین کوٹرہ پر بیتوہ ندی
سطح آب سمندر سے ایک ہزار فٹ برتر اور اودیپور کے فہر و گھاٹہ سے ایک ہزار فٹ پست تر ہے اودیپور اور دامن
کوہ آبو دونون باہم ہموار ہین اور دونون سطح آب بحر سے دو ہزار فٹ بلند ہین یہ خطہ کہ خط سرطان سے بہت قریب
ہے طول مین صرف چھ درجہ جغرافیہ کی برابر ہے تاہم اس مختصر عرضے مین باشندگان و پیداوار ملک مین بہت
اختلاف ہے ۔

وسط پہاڑ پر سے دیکھنے پر پہاڑیون کے سر و بیر صدہا قلعون کی اور درمیان مین ندی نالون کے بہنے کی عجب کیفیت
نظر آتی ہے ۔ میواڑ کی سرزمین نہایت زرخیز ہے اور وہ ریتہ جو شمال اراولی مین بکثرت ہے اس ملک مین کہین
نہین ملتا ۔ متفرق پہاڑون کے گرد دور دور تک پہاڑی زمین ہے اور سنگریزے اس قدر ہین کہ اُنکے سبب سے
زراعت نہین ہوتی ہے کوٹے اور بلو ندی کے پہاڑون کے جانبین کی زمین البتہ عمدہ و سیر حاصل ہے ۔

اب ملک پتھار یعنی پہاڑی مسطح سرزمین وسط ہند پر غور کرنی چاہیے ۔ کوہ بندھیاچل جنوب مین اور اراولی مغرب
مین ہونے سے اُسکی حدود بخوبی واضح ہین اس ملک مین مانڈل گڑھ سے براہ چتوڑ ۔ دجادو ۔ دوانتوالی

ورام پورہ وبھان پورہ۔ وگھاٹہ مکندرہ۔ وگاگرون جہان کالی سندھ اجکلیرہ اور سیر گواسکے تنگ راستے مین ہوکر گذری ہے اور پاربتی بوجہ کم ارتفاع مالوے سے ہاڑوتی مین آئی ہے اور پھر راگھوگڑھ وشاہ آباد وغازی گڑھ وگسنوانی وجاڈوتی کا دورہ کیا جاے اور پھر اسی مقام پر براہ ڈبلانے واندر گڑھ ولاکھیرے ورنتھنبور وقرولی ودھولپور تک زمین کو دیکھا جاے تو اس ملک کے نشیب وفراز وناھمواری کا حال بخوبی معلوم ہوگا مغرب سے مشرق کی طرف کس قدر پستی ہے اور چنبل ندی پہاڑی زمین مین کس پیچ وتاب وزور وشور سے گذرتی ہے اس ملک کے شمال ومشرق مین لال سوٹ علاقہ جیپور سے لیکر ہنڈون ہوکر بیانہ وسدپوا س واقع راج بھرتپور تک سرخ وسفید بٹیون کے پتھر کا پہاڑ ہے اس سے شمال مین ریتے کی زمین ہے چنانچہ ایسی ہی زمین پر شہر جیپور واقع ہے۔ بیانہ وہنڈون سے قرولی بھی بذریعہ اسی قسم پہاڑ کے علیحدہ ہوتی ہے مگر اسکی زمین قرب وجوار کی زمین سے غیر مشابہ نہین ہے۔ بعض مقامات پر جہان کشادہ ہے زراعت بکثرت ہوتی ہے مگر بعض جا پہاڑی ہونیکی وجہسے زراعت نہین ہوتی ہے۔

اراولی کے نہایت جنوبی حصے واقع سروہی ومیواڑ کے شمال مین متفرق سنگ خارا کے پہاڑ ہین ان پہاڑون کے قریب تو زمین سیراب ہے مگر فاصلہ دراز پر بتدریج علے الخصوص شمال کی طرف بھوڑ ہوتی گئی ہے یہ پہاڑ لونی ندی تک شمال مغربی سمت مین واقع ہین اور ان کا ارتفاع آٹھ سو سے گیارہ سو فٹ تک ہے اکثر کی ساخت نہایت عجیب اور آتشی پہاڑون سے بہت مشابہ ہے۔

راجپوتانے کے اور پہاڑ جو حصص اراولی نہین سمجھے جاتے یہ ہین۔

اول وہ جسپر جودھپور شہر آباد ہے۔

دوم بوندی اور اندر گڑھ کے پہاڑ کہ مثل جزیرہ ہموار سطح پر واقع ہین۔

سوم کوہ مکندرہ جسکا درہ واقع ہاڑوتی کرنل مونسن کی بازگشت سے نامور ہوا ہے۔

چہارم راج محل کا پہاڑ جو واقع جیپور وٹونک جسکے درمیان سے بناس ندی گذری ہے۔

پنجم الور وقرولی کے پہاڑ۔

ششم میواڑ۔ ڈونگرپور اور پرتاب گڑھ کی کوہستانی زمین۔

اراولی کے سلسلے جو راجپوتانے مین پھیلے ہوئے ہین ہر جگہ انکے نام علیحدہ علیحدہ مقرر ہوگئے ہین یہ سلسلے اجمیر مین تاراگڑھ اور مدار پہاڑ اور ناگ پہاڑ مارواڑ مین آڈوملوا اور سوندا اور ببیا نچہ اور دھومڑا۔ اور بٹرل سروہی مین آبو مال اودیپور مین کومل گڑھ (گوگوندا) اور جرگا بانسواڑہ مین مداریہ اور جگمیر کوٹہ مین مکندرہ کشن گڑھ مین برائی اور موڈا جیپور مین ناہر گڑھ اور بیراٹھ اور سنگھانا اور جیلو پاٹن الور مین راج گڑھ اور رکانک باری بھرتپور مین ڈانگ اور کالا پہاڑ اور سدھ گڑھ کے نام سے مشہور ہین۔

راجپوتانے مین ایسی کوئی ریاست نہین ہے جسمین کوئی پہاڑ نہو لیکن بیکانیر اور جیسلمیر مین پہاڑ برائے نام ہین

کوہ آبو

یہ پہاڑ سروہی سے دس کوس پچھم کی طرف سطح سمندر سے پانچہزار اور بقولے پانچہزار آٹھ سو فٹ بلند راجپوتانے کے تمام پہاڑون سے اونچا ہے اس کی چڑھائی قریب تین کوس کے شمار کیجاتی ہے اس کے اوپر عجیب قدرتی نظارہ ہے کہ جس سے دلکو ایک بے نظیر خوشی اور تازگی حاصل ہوتی ہے جا بجا سرسبز اور شاداب درخت قسم قسم کے خودرو خوشبودار پھول اور صاف شفاف پانی کے چشمے نظر آتے ہین ہوا ہمیشہ تازہ اور ٹھنڈی چلتی رہتی ہے یہانتک کہ گرمیون مین بھی گرم ہوا یا لو کبھی نہین چلتی۔ اس پہاڑ مین کیوڑہ اور کیتکی اور گلاب کے جنگل ہین۔ چمپا چمیلی اور سیوتی بکثرت پھولتی ہے۔ دیلواڑہ مین جین دھرم کے کئی مندر بہت خوبصورت اور قیمتی بنے ہوئے ہین جنکی نقاشی اور نازک سنگتراشی اپنا نظیر نہین رکھتی۔ ان مندرون کے بیل بوٹون اور تصویرونکی تراش و خراش مین سنگتراشون نے اپنی صناعی کی خوب خوب جوہر نمائیان کی ہین خصوصاً عورتونکے ناز و ادا نوک پلک بانکپن اور سینون کے ابھار ظاہر کرنے مین تو کاریگرون نے وہ اعجاز دکھلایا ہے کہ جسکا کلمہ بڑے بڑے نازک خیال بصر اور دشوار پسند اہل دانش و بینش پڑھتے ہین ازانجملہ نیم ناتھ کے مندر مین ایک ایک طاق اور چھت کے گوشون مین وہ نازک اور باریک سنگتراشی اور نقش کاری کی گئی ہے کہ اُسکی تعریف کرنے کے لیے بڑے بڑے طلیق اللسان اور فصیح الزبان شاعرونکو الفاظ اور استعارے نہین ملتے۔ یہ مندر گجرات کے دولتمند ساہوکارون کے بنائے ہوئے ہین۔

ان مین جو مندر آدھ ناتھ کا ہے اُس کو سمبت ۱۰۸۸ مین بمل ساہ نے بنوایا تھا اور سمبت ۱۳۷۹ مین اسکی مرمت ہوئی تھی۔ اس مندر کی سبھا منڈپ مین خوب خوب کاریگری پتھرون کے کھودنے اور مورتون کے بنانے مین کی گئی ہے مگر نیم ناتھ کا مندر جسکو تیجپال اور بسنت پال نے جو انہل پور پاٹن کے راجہ بیر دھول باگیلہ کے وزیر بھی تھے سمبت ۱۲۸۷ سے سمبت ۱۲۹۳ تک بنایا ہے قیمت اور صناعی مین سب سے بڑھکر ہے اس کی تیاری مین ۱۸ کروڑ روپیہ علاوہ چھپن لاکھ خرچ صفائی زمین کے صرف ہوا تھا اور عجیب یہ ہے کہ سفید سنگ مرمر جو کثرت سے یہان کام مین آیا ہے اُسکی کھان مطلق اس پہاڑ مین نہین ہے اور وہ غالباً دور و دراز مقامات سے بصرف کثیر یہان آیا ہوگا۔ ان مندرون کے سوا رکھب دیو سوامی اور پارسناتھ کے مندر بھی اچھی کاریگری کے ہین مگر کام اُنکا سادہ ہے۔

اس پہاڑ پر بہت سے آثار قدیم اور تاریخی نشانات بھی موجود ہین ان یادگارون مین سب سے قدیم یادگارین پرمار راجون کی ہین جو اس پہاڑ کو اپنا مولد و مسکن سمجھ کر یہان مرنا یا اُسکے واسطے مرنا پسند کرتے تھے۔ اُنکے بعد سولنکھیون کو اپنی یادگار چھوڑنے کا موقع ملا۔ پھر چوہان آئے اور میواڑ کے سیسودیون نے بھی اپنی یادگارین قائم کین۔

بوجہ بود و باش انگلیش کے آبو پہاڑون کا گرو سمجھا جاتا ہے اُس پر ٹھیک روز بروز کرنے سے انسان کے

ل گناہ معاف ہوجاتے ہین اور ایک سال وہان رہنے سے نوع بشر کا گروہ ہو جاتا ہے۔
ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ موسم گرما وبرسات مین یہان رہتا ہے۔ کوہ آبو عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۴۵ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۲ درجہ ۴۹ دقیقہ پر واقع ہے۔ اس پہاڑ کا اصلی نام اربدھ ہے۔

راجپوتانے کا ریگستان

راولی کے مغرب کا ملک تھل کا ٹیبہ ہے اس بے آب سرزمین مین نہایت دلچسپ شے لونی ندی ہے کہ کوہ اراولی سے مغرب مین گر کر کتنی ہی شاخون سے ریاست جودھپور کے عمدہ قطعات کی آب پاشی کرتی ہے اسکے کنارے پر سے مارواڑ کا وسیع ریگستانی ملک جسکا اصلی نام مرستھل ہے صاف نظر آتا ہے۔ مرستھل سنسکرت کا لفظ ہے جسکے لفظی معنے ریگستان کی سرزمین ہین مر ریت کو کہتے ہین اور استھل جگہ کے معنے ہین ہے اور تھل اسکا مخفف ہے۔ اصطلاح مین تھل اسکو کہتے ہین جو برعکس سرسبز اراضی کے ہو ہر ایک تھل کا نام جداگانہ ہے جیسے لونی کا تھل اور گوگا کا تھل وغیرہ مرستھل سے مراد موت کی سرزمین یعنی زمین بے آب ہے۔ ریگستان کے ٹیلون کو بھی تھل کہتے ہین۔ تمام مرستھل صحراے ہند مین واقع ہے جنوب مین لونی ندی کے کنارے سے اور مشرق مین سرحد شیخاواٹی سے ریگستان شروع ہوا ہے اور بیکانیر و جودھپور و جیسلمیر ریگستان مین ہین اور جسقدر مغرب کو بڑھتے ہین اسی قدر ریت کثرت سے آتا ہے اور پہاڑ بہت کم ہین البتہ جیسلمیر کے شمال مین ایک پہاڑی کے پتھرون کا مشرق سے مغرب مین واقع ہے۔ جیسلمیر کے ہر طرف ریگستانی میدان ہے صرف وہی قطعہ جہان دار الحکومت ہے سیراب ہے وہان جو گیہون اور چاول پیدا ہوتے ہین۔ اصل مین اس ریگستان کی جگہ سمندر تھا جنوبی راجپوتانے کا پہاڑی سلسلہ جس سے اراولی پہاڑ اور میواڑ وغیرہ کی گھاٹیان مراد ہے زمین سے برآمد ہوا تو یہان کی زمین کے بلند ہو جانے سے شمال مغربی علاقے کا سمندر بحر ہند وغیرہ کی صورت مین تبدیل ہو گیا جسکا نشان تمام مرستھل اور سندھ کا ریگستان بتلاتا ہے۔ بقول کرنل جان ٹڈ کے اسی سمندر کا جو کھاری پانی بعض مقامات سانبھر و پچپدرہ وغیرہ کی گھاٹیو نمین باقی رہگیا وہی نمک بننے کا ذریعہ ہوا۔
اگرچہ کل ملک مارستھل کہلاتا ہے مگر اصل مین یہ نام اسی ملک کا مقرر ہو گیا ہے جو راٹھوڑ راجپوتون کے تحت حکومت ہے اور مارواڑ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جودھپور کے گرد کی زمین دلچسپ ہے مہاراجہ صاحب کا محل شہر کے اوپر واقع ہے گویا ریگ کے سمندر کے وسط مین ایک جزیرہ ہے اور پہاڑ کے پتھر اکثر مقام پر زینے کے ہم شکل ہین۔ بالوترہ واقع لب لونی ندی سے شمال و مغرب مین قطعات معروف بہ دھاٹ واڈ مرہ نگو مرہ اور مغربی حصۂ ملک جیسلمیر اور عریض مستطیل کہ درمیان جنوبی حدود داؤد پوترہ اور بیکانیر کے واقع ہے بالکل ویران وبیابان ہے مگر سطح سے کچھ ہی کے زمین تک کہ طول مین پانسو میل اور عرض مین پچاس سے سو میل تک مختلف ہے جا بجا قطعات سیراب ملتے ہین اور وہان طرفین کے لوگ مویشی چراتے ہین۔ اس ملک مین پانی کے چشمے بیر۔ رار۔ پار۔ دور کہلاتے ہین اس ملک واقع ریاستہاے جودھپور و بیکانیر و جیسلمیر مین بجانب

شمال حدود بہاول پور تک ریت کے ٹیلے بہت بلند پہاڑ کے ہمشکل ہین انپر چھوٹی چھوٹی جھاڑیان ہین
کہین کہین سیراب قطعات ہین اور کہین برسات کے بعد پایاب تالاب بھی تھے ہین مگر علی العموم کل ملک
مین پانی نایاب ہے۔

سانبھر کی جھیل

راجپوتانے مین قدرتی جھیل صرف سانبھر کی ہے یہ جھیل جیپور و جودھپور کے علاقے مین خطوط عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ
۵۲ دقیقہ و ۲۷ درجہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۴۹ دقیقہ و ۷۵ درجہ ۲۰ دقیقہ کے درمیان واقع ہے
مشرق و مغرب مین ۲۴ میل طول اور ۳ میل عرض اور قریب پچاس میل محیط ہے مگر یہ وسعت اُس کی موسم برسات
کی ہے جب پانی کی شوریت کم ہو جاتی ہے گرمی کے موسم مین پانی بہت خشک ہو جاتا ہے اور نمک بکثرت جمتا ہے
نمک دھوپ مین رکھا جاتا ہے تاکہ خشک و سخت ہو جائے ابتدا مین سرخی آمیز ہوتا ہے اخیر مین بہت صاف
اور خوش ذائقہ ہو جاتا ہے اسکے جنوبی کنارے پر شہر سانبھر عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۵۳ دقیقہ طول بلد مشرقی
۷۵ درجہ ۱۳ دقیقہ پر واقع ہے۔ اس جھیل مین نو لاکھ من سالانہ نمک پیدا ہوتا ہے شروع زمانے مین چوہانون
اور پھر شیخاوتون کے قبضے مین سانبھر کی جھیل تھی۔ اکبر کے عہد سے عالمگیر کے مرنے تک بادشاہی خالصے مین
رہی اور شاہ عالم اول کے عہد مین جس نے جے پور و جودھپور کو تھوڑے عرصے کے لیے ضبط کر لیا تھا سوائے
جے سنگھ اور اجیت سنگھ نے اپنے ملکون کے ساتھ اس جھیل کو بھی دبا کر نصفا نصف بانٹ لیا شروع انیسوین
صدی عیسوی مین نواب میر خان نے اسپر اپنا تھانہ قائم کیا تھا جو سرکار انگریزی کا عہد نامہ ہونے کے بعد
اُٹھا دیا گیا۔ پھر دونون ریاستون کا اسپر مشترک قبضہ چلا آتا تھا لیکن اب سانبھر جھیل پر کئی برس سے سرکار
انگریزی کا قبضہ و انتظام ہے جسکے منافع کے عوض ریاستون کو نقد روپیہ دیا جاتا ہے اسکے علاوہ اکثر رئیسو نکو
بھر جانے کی بابت زر نقد دینا گوارا کر کے سرکار نے تمام جگہ سے نمک بننے کی کارروائی موقوف کرا دی ہے

نمک کیاریون مین بنایا جاتا ہے جس مقام پر ڈیڑھ فٹ پانی ہوتا ہے وہان اتنی اونچی منڈیر بناتے
ہین کہ کیچڑ خشک ہو کر جم جائے یہ منڈیر ہر طرف سے تین سو گز ہوتی ہے اور اسکی نشست پر چار یا پانچ انچ
عریض جھاڑیون اور لکڑیون کا پشتہ لگایا جاتا ہے تاکہ ہوا اور لہرون سے منڈیرون کا پشتہ ٹوٹ کر
بگڑنے مین خلل واقع ہو اسکے اندر کیاریان بیس فٹ طول اور دس فٹ عرض کی بنائی جاتی ہین مگر انکی منڈیرین
بڑے احاطے کے پشتے سے پست ہوتی ہین۔ درخت فراش کی شاخین کیاریون مین ڈالی جاتی ہین
جون جون پانی عمدہ صاف ہو کر اڑتا اور نمک ان شاخون پر جمتا جاتا ہے انکو صاف کر لیا جاتا ہے پھر جھیل سے
تازہ پانی بھر دیا جاتا ہے اور جب تک موسم وفا کرتا ہے اسیطرح ہوتا رہتا ہے ایک دفعہ کے بنائے ہوئے
احاطے اور کیاریان تین سال تک کام دیتی ہین پھر مرمت طلب ہو جاتی ہین۔ غیر خالص نمک بھی جو زمین پر
جم جاتا ہے فراہم کر لیا جاتا ہے مگر اس کی قیمت نہین ہوتی ہے۔

تالاب

شاید راجپوتانے کی عمدہ ترخوبیون مین مصنوعی تالاب ہین کہ اس ملک کے اکثر مقامات پہ ملتے ہین میواڑ مین ڈھیبر کا تالاب سب سے زیادہ وسیع ہے مگر باعتبار صنعت راج نگر واقع میواڑ کا تالاب راج سمندر سب سے اعلی ہو ڈھیبر کے بند کی دیوار طول مین دو میل سے کم نہین بڑے آثار و بلندی اور عمدہ مسالے سے تعمیر ہوئی ہے اور اسکے استحکام کے واسطے خام پشتہ ہے۔ بعض مقام پر اس دیوار کی بلندی چالیس فٹ ہے اور کنارے پر سنگین ہے اس تالاب کا رقبہ بارہ میل ہے اور عمق بھی بہت ہے الغرض یہ تالاب ہندوستان مین عمدہ چیزون مین سے ہے۔ اسکے سوا ریاست جودھپور مین کا ئلانہ اور ڈیڈوانہ سر ریاست جے پور مین جھیورا اور تورڑی رام گڑھ و اکیڑے کے تالاب ریاست بھرت پور مین موتی جھیل اور اٹل بند ریاست بیکانیر مین چھاپر ریاست جیسلمیر مین کانوٹر اور گھڑیا تھار ریاست کشن گڑھ مین گوندولاب اجمیر کے علاقے مین پشکر اور بیسلا اور آنا ساگر ہین۔

نوٹ جہانگیر اپنے تزک مین لکھتا ہے کہ مجھسے اجمیر مین لوگون نے کہا کہ پشکر تالاب کے عمق کی انتہا نہین ہے مین نے معلوم کروایا تو اسکا عمق بارہ گز سے زیادہ نہ تھا اور دَوْر ڈیڑھ کوس کا۔

ندیان

راجپوتانے مین سب سے بڑی ندی چمبل ہے کہ وسط ہند سے قلعہ منگلاج گڑھ کے قریب اس ملک مین داخل ہوئی ہے اس قلعہ مین مہاراجہ ہلکر اپنے معزز قیدیون کو رکھا کرتے تھے۔ کوٹہ اور بوندی کی ریاستون کو علیحدہ کرکے یہ ندی جیپور و قرولی و دھولپور و ممالک سیندھیا کے درمیان سرحدی خط بنی ہے قریب چار کوٹہ مین چمبل ندی نہایت خوبصورتی سے بہتی ہے گہرا پانی کا عمیق چشمہ سرسبز و خوشنما بلند پہاڑون کے درمیان لہرین مارتا ہوا آہستہ آہستہ چلتا ہے اس ملک مین شکاری جانور بکثرت ہین اور کوٹے کا رئیس اس شکار پر بہت نازان ہے اور اپنے مہمانون کو دار الریاست سے ایک گولی کی مار کے فاصلے پر اسکی سیر دکھاتا ہے کیونکہ سبز درخت پہاڑون کے خوشگوار سایے مین شیر لب آب آکر پڑے رہتے ہین اور جب انکو آدمی جاکر جگاتا ہے تو کشتی کے سوار شکاری دریا مین سے باسانی مار لیتے ہین۔

چمبل کا مخرج مالوے مین عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۲۶ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۵ درجہ ۴۵ دقیقہ پر چھاونی مَہُو سے آٹھ نو میل جنوب مغرب مین ہے اور چھاونی مذکور سطح سمندر سے ۲۰۶۹ فٹ بلند ہے۔ اول شمال کو روان ہوئی ہے کوہ بندھیاچل کا سلسلہ جہان سے چمبل نکلی ہے جنباوا لاکہلاتا ہے اگرچہ مالکم صاحب نے لکھا ہے کہ یہ مخرج برائے نام ہے وہان سے پانی ہمیشہ نہین نکلتا ہے اور موسم گرما مین اکثر دور تک خشک رہتی ہے شاید ایسا ہی ہو مگر پندرہ میل کے فاصلے پر سڑک مَہُو دھار کے اجانہ منانہ کے گھاٹ پر ساٹھ فٹ عریض ہے اور تھوڑی بہت ہر موسم مین بہتی ہے اسی میل کے فاصلے پر اس مین جانب چپ سے ایک ندی جسکو چمبلہ یا چمبلا کہتے ہین

شامل ہوئی ہے اور وہان سے دس میل پر اس مین واگیری ندی جنوب مغرب سے شامل ہوئی ہے وہان سے
پندرہ میل پر قصبہ تال کے قریب شمال مغرب کی طرف روان ہوئی ہے وہان سے چھ میل پر اس مین ایک
بڑی ندی منو لالی شامل ہوئی ہے وہان سے ناگت واڑہ کے قلعہ کے گرد پھر کر دس میل تک جنوب مشرق
کو بہی ہے وہان سے پندرہ میل کے فاصلے پر سیپرو نامی ندی جو کہ خود چمبل کی برابر ہے جانب راست
اسمین شامل ہوئی ہے اتصال سیپرو سے آٹھ میل پر اسمین جانب راست سے چھوٹی کالی سندھ
شامل ہوئی ہے اس مقام سے چمبل شمال مغربی سمت مین بہتی ہے اور وہان سے بیس میل پر اس مین جانب
چپ سے سُو اور سارڈے دو ندیان ملتی ہین یہان سے شمال مشرق کی طرف رجوع ہو کر براستہ درہ مکندرہ
ہاڑوتی کی پست زمین مین داخل ہوئی ہے وہان نیچ اور مکندرہ کی سڑک کا گجرت گھاٹ ہے یہان سے چالیس میل
پر اور اصل مخرج سے دو سو نو میل پر پھیل کر بشکل جھیل ہو گئی ہے اور پھر اسکے دوسرے کنارے سے پہاڑ مین تنگ
اور عمیق دھار ہو کر نکلی ہے کل جھیل کی سطح بجز اس مقام کے جہان یہ دھار نشیب مین زور سے گرتی ہے ہموار ہے
یہان سے اُتار شروع ہوا ہے اور آئندہ متواتر زینے کی طرح اترتی جاتی ہے اور شور و غل بہت ہوتا ہے اور عرض
زیادہ ہوتا جاتا ہے آخر کار چار علیحدہ دھارین ہو گئی ہین۔ کچھ فاصلے پر چارون دھارین ایک غار مین جمع
ہوئی ہین اور وہان سے آگے ایک مقام پر صرف تین گز کے عرض مین بڑے زور اور عمق سے بہتی ہے اور چند سو گز
بڑھکر پانسو گز کا عرض ہو گیا ہے یہانسے پچاس میل کے فاصلے پر شہر کوٹہ کے نیچے چمبل بہت گہری ندی ہے کہ
ہر موسم مین اسکا عبور بذریعہ کشتی ہوتا ہے۔ اور ہاتھی بھی تیر کر نکلتے ہین۔ وہان سے پچیس میل کے فاصلے
پر پالی گھاٹ پر اسمین پایاب اترتے ہین یہان تین سو گز کا عرض ہے اور کنارے بلند ہین پالی گھاٹ
سے دس میل پر اسمین ایک بڑی ندی کالی سندھ ملی ہے اور ۳۵ میل بڑھکر پاربتی کہ کالی سندھ
کے متوازی ہے شامل ہوئی ہے اس اتصال سے بارہ میل پر چمبل کا رخ شمال سے مشرقی ہو گیا ہے اور ۱۰ میل
پر سب سے بڑی ندی بناس کا اس سے اتصال ہوا ہے یہان سے ۴۵ میل پر سڑک گوالیار و نصیرآباد کا
گھاٹ ہے اور وہان سے ۵۵ میل پر دھولپور شہر کے نیچے جنوب مشرق مین گذری ہے اتصال بناس
سے چمبل دریائے عظیم ہو گئی ہے اور بہت کم مقامات پر پایاب ہے۔ دھولپور کے نیچے ہمیشہ کشتی مین
عبور ہوتا ہے۔ دھولپور سے ۴۵ میل بڑھکر جنوب مشرقی سمت مین روان ہوئی ہے اور وہان سے ۳۰ میل
آئندہ قریب و چلہ گودہ راستہ گوالیار و اٹاوہ پر گھاٹ ہے گر وہ مبرین ہاتھی و اونٹ پایاب اترتے ہین
اس سے جنوب مشرقی سمت مین ۳۵ میل روان ہو کر جانب راست عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۳۰ دقیقہ
طول بلد مشرقی ۷۹ درجہ ۱۹ دقیقہ پر جمنا مین شامل ہوئی ہے چمبل کا طول ۵۷۰ میل بشکل نصف دائرہ
اور قطر قریب مئو سے ۴۵ میل فرو تر اٹاوہ تک ۳۳۰ میل کا ہے پانی اس کثرت سے آتا ہے کہ اتصال جمنا
پر چمبل موسم بارش مین بارہ گھنٹے کے اندر سات آٹھ فٹ چڑھ جاتی ہے اس مین کشتی رانی کبھی نہین ہوئی

سبب یہ کہ فی میل ڈھائی فٹ کا ڈھال ہے اس وجہ سے پانی بہت زور سے جاتا ہے اور تہ زمین کی بہاڑی ناہموار ہے۔
سلطنت مغلیہ کے زمانے مین وقت درپیش جنگ و جدل فوج کی آمد و رفت کیواسطے چنبل بڑی عمدہ روک سمجھی جاتی تھی اور بابر نے اسکا متواتر ذکر کیا ہے۔

کالی سندھ

یہ ندی مالوہ مین بندھیاچل بہاڑ کے جنوبی سمت مین عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۳۲ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۶ درجہ ۲۶ دقیقہ پر نکلی ہے نوے میل شمال مین بہکر اُسمین لِنڈ گنڈہ ندی کہ وہ بھی بندھیاچل سے نکلی ہو شامل ہوئی ہے اور ساٹھ میل آگے بڑھکر آہو اور اجار ندیان اُسی طرف سے گاگرون کے قریب اُسمین ملی ہین اور ۵۰ میل آگے جانب راست سے پے وَرج کا اتصال ہوا ہے اس طرح ۲۴۲ میل طے کرکے مدعرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۳۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۲۳ دقیقہ پر جانب راست سے چنبل مین شامل ہو گئی ہے بمقام گنڈ گنگ اس ندی کا اثناے راہ کوٹہ و ساگر عبور ہوتا ہے اور وہان ۵۰۰ گز کا عرض ہے۔

ماہی

بندھیاچل بہاڑ کے مقام امجرا سے نکل کر پہلے مالوہ مین بہی ہے پھر بانسواڑہ۔ پرتاپ گڑھ اور ڈونگرپور کی سرحد پر بہتی ہوئی علاقہ ریوا ن کانٹا مین جا نکلی ہے اسکے کنارے گلیا کوٹ بڑا گاؤن ہے جہان داؤدیہ بوہرون کے ایک بزرگ کا مزار ہے۔

آہو

یہ مالوہ مین ایک چھوٹی سی ندی عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ایک دقیقہ پر نکلی ہے اور شمالی سمت مین روان ہوکر اور اجار سے شامل ہوکر گاگرون سے بجانب چپ عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۶ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۱۹ دقیقہ پر کالی سندھ مین شامل ہوئی ہے اثناے راہ نصیرآباد و ساگر بلواڑہ پر آہو کا پایاب عبور ہوتا ہے۔

اجار

یہ بھی چھوٹی ندی ہے کہ کوہ مکندرہ مین گھاٹے سے بارہ میل مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۷ دقیقہ و طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۴۸ دقیقہ پر نکلی ہو پچیس میل شمال مشرقی سمت مین اور بعد ازان ۱۵ میل جنوب مشرقی سمت مین بہکر اور مکندرہ کے جنوب مغربی گھاٹہ سے گذر کر اتصال کالی سندھ سے بارہ میل پیمتر آہو مین شامل ہوئی ہے۔

پے وَرج

موضع شیو کری اور نگر دا سے نکلی ہے اس کا نام جُم نی رُئی بھی ہے

بنیچ

یہ ندی ملک مارواڑ مین عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۲۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۱ دقیقہ پر نکلکر اور مشرقی رخ سے ریاست بوندی مین گذر کر بعد طے ۱۰۰ میل کے عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۳۶ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۲۵ دقیقہ پر چمبل مین شامل ہوئی ہے۔

پاربتی مغربی

چونکہ مالوہ مین بھی ایک پاربتی ندی ہے اسلئے اسکو پاربتی مغربی اور اُس کو پاربتی مشرقی کہتے ہین - بندھیاچل پہاڑ کے شمالی سمت سے قصبۂ آشٹہ کے جنوب مین بیس میل پر عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۵۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۳۳ دقیقہ مین نکلی ہے - کل ۲۲۰ میل طول ہین اول اتنی میل تک شمال مشرقی سمت مین اور بعد ازان مغربی سمت مین بہکر جانب راست سے عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۴۰ دقیقہ پر چمبل مین شامل ہوئی ہے اس مین راستے مین اور بھی برساتی پانی شامل ہوتے ہین برسات مین ایسی چڑھتی ہو کہ پایاب بمشکل اترا جاتا ہے اور شاہ راہ کوٹہ وساگر پر بمقام گلواس مخرج سے ڈیڑھ سو میل اسکا پایاب عبور کرتے ہین وہان ڈیڑھ سو گز عریض ہے - یہان سے ساٹھ میل فروتر کلیان پورہ مین سڑک کوٹہ وکالپی کا اُس سے قطع ہوا ہے پاربتی کی دو شاخین ایک الا کیٹرہ سے اور دوسری دولت پورہ سے گذر کر مین ملی ہین۔

بناس مشرقی

چونکہ ایک بناس اور بھی ہے اسلیے اسے مشرقی اور اُسے مغربی بولتے ہین - بناس مشرقی کوہ اراولی کے سلسلے واقع میواڑ سے چھاؤنی سا مڑ سے پانچ میل جنوب مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۷ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۲۸ دقیقہ پر نکلی ہے - اس ندی کی وجہ تسمیہ بن یعنی جنگل اور آس یعنی امید دو سنسکرت کے لفظون سے اصطلاح بتلاتے ہین کہ کوئی پارسا گذرنی اس ندی کے پانی مین برہنہ غسل کرتی تھی یکایک اسنے دیکھا کہ کوئی شخص اُسکے حسن کو دیکھ رہا ہو اسپر ازراہ عفت کی خواستگار ہو کر ندی مین غرق ہو گئی یہ ندی ملک میواڑ مین ایکسو بیس میل کے فاصلے تک بہتی ہے اور اسمین جانب راست سے بیرس اور جانب چپ سے پوٹاسری شامل ہوئی ہے شمال مشرقی سمت مین بہتی ہو اور پھر جانب چپ سے اجمیر ندی اور چند نالے علاقۂ جیپور کے اسمین شامل ہوتے ہین - شہر ٹونک پر مخرج سے ۲۲۵ میل کے فاصلے پر اسکا راستہ جنوب مشرق کو بدلتا ہے پھر ان پہاڑون سے جسمین قلعۂ رنتھنبور ہے گذر کر بعد طے ۳۲۰ میل عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵۴ دقیقہ طول بلد مغربی ۷۶ درجہ ۵۰ دقیقہ پر چمبل مین شامل ہوئی ہے۔

بیرس یا پیرج

سلسلۂ اراولی پہاڑ سے ملک میواڑ مین قصبۂ گوگوندا سے چند میل مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۴۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۴۴ دقیقہ پر نکلی ہے اول شمال مغرب مین اور بعدہ جنوب مغرب مین بہتی ہو رہتے کے

درمیان مین شہر اودیپور کے تالاب کا نالا اُسمین شامل ہوتا ہے پھر دیباری گھاٹے کے تالاب اودی ساگر مین مغرب کیطرف سے داخل ہوکر اُسکے جنوب مشرقی گوشے سے نکل کر خاص شہر چتوڑ تک زیادہ تر شمال مشرق مین بہتی ہی چتوڑ سے آگے شمال کیطرف زیادہ رجوع ہوئی ہے آخرکار عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۱۸ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۲ دقیقہ پر جانب راست سے بناس مین شامل ہوئی ہے۔

گمبھیر

مالوہ مین قصبۂ بنامیڑہ سے ۲۲ میل جنوب مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۴۰ دقیقہ سے نکلی ہے اور ۴۵ میل تک شمال مغربی سمت مین بہکر چتوڑ سے نصف میل مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۳ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۴۴ دقیقہ پر بیرس ندی مین شامل ہوئی ہے۔

بان گنگا یا اُتنگن

شمال مشرقی راج جیپور کے پہاڑونمین ایک مقام بند کنڈ سے قریب قصبۂ بیراٹھ کے نکلی ہے فاصلہ دراز تک تو صرف بطور برساتی نالے کے سمجھی جاتی ہے مخرج سے اسی میل کے فاصلے پر قریب مان پورہ چھ سو گز عریض ہی یہانسے ساٹھ میل پر اُسمین گمبھیر جانب راست سے شامل ہوئی ہے اس موقع اتصال سے ۲۳ میل مخرج سی ۱۰۳ میل اُس سے سڑک آگرہ و گوالیار متقاطع ہے آخرکار جانب راست سے عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ طول بلد مشرقی ۷۸ درجہ ۳۳ دقیقہ پر ۲۲۰ میل طے کرکے جمنا مین شامل ہوئی ہے یہ ندی صرف برسات مین بہت زور سے بہتی ہے گرمی مین خشک رہتی ہے اور ریت بکثرت ہے۔

ساگرمتی

اجمیر سے مشرق کیطرف پہاڑون کا پانی جو اول تالاب بیسلہ اور بعد ازان آنا ساگر سے گذر کر گوبند گڑھ کی طرف روان ہوتا ہے اس نام سے مشہور ہے اور گوبند گڑھ پر سرستی مین شامل ہوکر اُسکا نام لونی ندی ہو جاتا ہے۔

سرستی

موضع نوان علاقہ ماروار کے پہاڑ سے نکلی ہے اور پشکر کے تالاب سے گذر کر جنوب مین بجانب گوبند گڑھ روان ہوئی ہے وہان اسکا ساگرمتی سے اتصال ہوکر لونی نام ہے۔

لونی

قصبۂ پوشکر قریب اجمیر سے مغرب مین کوہ اراولی کے مغربی سمت سے عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۳۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۴۶ دقیقہ پر نکلی ہے۔ اور ساگرمتی و سرستی دو ندیان بمقام گوبند گڑھ ملکر اس نام سے مشہور ہوئی ہین اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ زمین کی خاصیت سے اس کا پانی نمکین ہے اس لیے لونی یعنی نمکین نام پایا ہے کوہ اراولی سے متوازی جنوب مغرب کی طرف بہتی ہے اور اثنائے راہ مین اُسمین بہت سی ندیان اور نالے شامل ہوتے ہین اس طرح علاقہ جودھپور کے جنوب مشرقی زرخیز ملک مین روان ہوکر بوجہ

تین سو میل کے کچھ کے رَن مین گر کر سمندر مین شامل ہوئی ہے اسکا طول ۲۲۰ میل ہے۔

سلبرمتی

یہ ندی قصبہ میرپور علاقہ اودے پور مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۴۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۳۰ دقیقہ پر نکلی ہے اور دو سو میل جنوبی سمت مین طے کرکے خلیج کیمبے مین عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۲۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۲ درجہ ۱۲ دقیقہ پر گری ہے۔

سوکری

یہ ندی عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۲۴ دقیقہ پر نکل کر اور مغربی سمت مین علاقہ گوڈواڑہ جودھپور مین ۱۳۰ میل کا فاصلہ طے کرکے عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۲ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۱ درجہ ۱۴ دقیقہ پر لونی ندی مین شامل ہوتی ہے

بناس مغربی

کوہ اراولی کی مغربی سمت مین حدود اودے پور اور گوڈواڑ علاقہ جودھپور پر شہر اودیپور سے چالیس میل شمال مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۸ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۲۰ دقیقہ مین نکلی ہے اور ۱۰۰ میل جنوب مغربی سمت مین بہکر عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۱ درجہ ۱۵ دقیقہ پر کچھ کے رن مین داخل ہوئی ہے۔ ڈیسہ کی چھاونی اُس ندی کے کنارے پر واقع ہے۔

کھاری ۷

یہ ندی ملک میواڑ کے پہاڑون سے عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۳۲ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۵۸ دقیقہ پر نکلی ہے اور مشرقی سمت مین اس ضلع کی جنوبی سرحد پر قریب ۳۰ میل بہکر مشرقی سرحد پر علاقہ جیپور مین بناس ندی سے شامل ہوئی ہے۔ موسم برسات مین چڑھتی ہے دوسرے موسمون مین پانی کم رہتا ہو خصوصاً گرمی مین اکثر خشک ہو جاتی ہے بسبب شوریت زمین کے جو آمیز ہے اور پانی کھاری ہے اور یہی ندی کی وجہ تسمیہ ہے پانی پینے کے کام مین مطلق نہین آتا البتہ اُس سے آبپاشی کا فائدہ ہے۔

دائی

راج گڑھ کے پہاڑ سے نکلی ہے اور علاقہ جیپور مین جاکر بناس مین شامل ہو جاتی ہے جس سال بارش زیادہ ہوتی ہے پھاگن تک پانی جاری رہتا ہے اور اُسی مین علاقہ بھنائے ضلع اجمیر کے ندی نالون کا پانی شامل ہوتا ہے۔

بلاڈوالی

اجمیر مین موضع بوڑوہ کے پہاڑ سے نکلی ہے اور بیاولدی ندی مین شامل ہو کر مارواڑ کو جاتی ہے صرف موسم برسات مین جاری ہوتی ہے اس ندی سے بہت تالابون مین پانی بھرتا ہے۔

انکے سوا کوٹا سری۔ باندی۔ سابی۔ اور کاٹلی وغیرہ چھوٹی اور برساتی ندیان اور بہت ہین کہ ذکر انکا حسب موقع ہر ریاست کے ساتھ جسمین وہ واقع ہین آئیگا۔

آب وہوا

آب وہوا اس خطہ ملک کی گرم اور معتدل ہے لیکن مشرقی راجپوتانہ اور گوشہ جنوب ومشرقی کی آب وہوا مضر صحت ہے بخار اور ہیضہ کی بیماری ذراسے مادے سے پھیل جاتی ہے۔ میواڑ کے علاقے مین رشتہ (نارو) کی بیماری شدت وکثرت سے ہوتی ہے۔ مغرب اور شمال ومغربی حصے مین بعض بعض جگہ پانی خراب وزہریلا ہے اور ہوا وہان کی گرم اور آسمان پر گرد وغبار ہر وقت طاری رہتا ہے۔ بارش کا تخمینہ سال بھر مین پچیس انچ ہے لیکن مغربی راجپوتانہ مین بارش بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ علاقہ جیسلمیر مین بارش کبھی سات آٹھ انچ سے زیادہ نہین ہوتی برخلاف اسکے اطراف مالوہ کی سرزمین مین چالیس اور پچاس انچ تک بارش سال بھر مین ہو جاتی ہے۔ آبو پہاڑ جو سطح سمندر سے پانچ ہزار فٹ بلند مقام ہے آب وہوا کی عمدگی کے سبب سے راجپوتانے کا بہشت کہنا چاہیے۔ ایجنٹ گورنر جنرل گرمی کے موسم مین یہین رہتا ہے۔ راجپوتانے کے راجہ مہاراجہ رئیس وحکام انگریزی سیر وتفریح کی غرض سے آبو پر آتے ہین۔ آبو پر سال مین ۶۰ سے ۱۵۰ انچ تک بارش ہوتی ہے۔

پیداوار زمین

راجپوتانہ اگرچہ بیشتر ریگستانی خطہ ہے تاہم شرقی راجپوتانہ اور گوشہ شرق وجنوب مین زمین عمدہ وزرخیز ہے ہر قسم کے اناج کے علاوہ روئی اور افیم وغیرہ سبھی چیزین پیدا ہوتی ہین مگر مغربی راجپوتانہ اور شمالی ومغربی حصہ بالکل اجاڑ ریتلا ہے اس مین ریت کے بہت بڑے بڑے ٹیلے ہین اور کوسون تک پانی یا آبادی کا نام تک نہین برسات موقع پر عمدہ ہو جاے تو موٹھ باجرا اور اسی قسم کے ادنے اناج سال بھر مین ایک دفعہ صرف فصل خریف مین پیدا ہوتے ہین وسط راجپوتانہ بھی گو پہاڑی رقبہ ہے مگر وہان خریف وربیع دونون ہی فصلین پیدا ہو جاتی ہین۔

کان یا معدن

راجپوتانہ مین کانین بہت ہین ریاست بیکانیر مین پتھر کا کوئلہ اور ملتانی مٹی نکلتی ہے ریاست جودھپور مین مقام مکرانہ مین سنگ مرمر نکلتا ہے ریاست جیسلمیر مین مختلف رنگ کے پتھر نکلتے ہین ریاست کشن گڑھ اور راج محل علاقہ جیپور مین تانبے کی کانین ہین ڈونگرپور مین سنگ موسے (کالا پتھر) کی عمدہ کان ہے۔ کھیتڑی اور سنگھانا واقع علاقہ ریاست جیپور کے کئی مقامات مین نیلا تھوتھا اور پھٹکری کثرت سے نکلتی ہے اجمیر مین سیسے کی کان ہے۔ بھرت پور۔ قرولی۔ الور۔ جیپور۔ جودھپور اور کشن گڑھ وغیرہ مقامات مین سُرخ۔ سفید اور سیاہ رنگ کا عمارتی پتھر بہت نکلتا ہے اور لوہا۔ تانبا۔ جست اور ابرک کی بھی کانین ہین اودیپور مین سرخ ابرک کی کان ہے اور بھیلواڑے مین تانبے کی کان ہے۔

قابل دید مشہور مقامات

راج سروہی کے مقام آبو مین موضع دیلواڑہ واقع ہے یہان جین مذہب کے مندر بہت عمدہ عمدہ ہین کوہ آبو قدیم سے پرستش گاہ ہے دیلواڑے مین کہ وسط پہاڑ پر گرو شکھر سے پانچ میل جنوب مغرب مین ہے جینیون کا عظیم الشان مندر واقع ہے ایک مندر چار پرستش گاہ بشکل صلیب آپسمین متقاطع ہین اُن مین سب سے بڑی عمارت مغرب کیطرف رکھب دیو کا مندر کہلاتی ہے بقول کرنل ٹاڈ یہ مکان ہندوستان کے کل مندرون سے بڑا ہے اور آگرے کے تاج گنج کے سوا کوئی عمارت اُس کی برابر نہین ہو سکتی کہتے ہین کہ اس مقام پر پیشتر شو اور وشنو کے مندر تھے۔ اس مندر کے بنانے والے نے کل روپیہ بچھا کر اور اُس روپے کو بطور قیمت زمین حاکم سروہی کو دیکر زمین خریدی بیرونی عمارت کے بڑے کمرے مین مٹھ کے مختلف دھاتون سے مرکب جینیون کے دیوتا کی مورت ہے اور مندر کے محاذی بمیل ساہ یعنے ساہوکار انہل واڑہ اس مندر کے بنانے والے کی پرتمان ہے یہ عمارت سمبت ۱۰۸۸ کی بنی ہوئی ہے دوسرا نیم ناتھ کا مندر ہے اُسکے کتبے سے سمبت ۱۲۹۳ (مطابق ۱۲۳۶ع) کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اور باقی مندر صرف چارسو برس سے کچھ زیادہ کے بنے ہوئے اور اُن سے کمتر درجے کے ہین مگر اب سب خراب ہوتے جاتے ہین۔ مندرون کے پاس چھوٹا سا خوشنما تالاب ہے۔

بھرت پور مین ڈیگ کی بھون اور کام بن کے دیو مندر دیکھنے کے لائق ہین جیپور اور اُسی کے متعلق مقامات مین عمدہ عمدہ عمارات ہین جودھپور کی عمدہ عمارات پھلودی اور ران پور کے جین مندر میرتہ مین مسجد اور ناگور مین سلطان التارکین قاضی حمید الدین صاحب کی درگاہ اور دیپور مین سفید گھاٹی کی ہوا کا کلعی اور سفید سنگ مرمر کے محلات اور بنائے ہوئے تالاب اور اُنکے اندر محلات اور ناتھ دوارہ و کانکرولی و اک لنگ اور رکھب دیو کے مندر بیکانیر کا تالاب اور لال گڑھ اور کشن گڑھ مین ریاست کے محلات اور سندر بلمبھ کا گڑھ اور جین مندر اجمیر مین خواجہ صاحب کی درگاہ اور سونے کا مندر اور ڈھائی دن کا جھونپڑا۔ کوٹہ اور بوندی مین حکمران رئیسون کے محلات عمدہ ہین۔

صنائع

جیپور مین سنگ مرمر اور سنگ موسے کے بت۔ لاکھ کا چوڑا اور پیتل کے برتن اچھے بنتے ہین

سانگانیر مین چھینٹ اچھی چھپتی ہے۔

کشن گڑھ کا کھاروا عمدہ اور پختہ رنگ کا ہوتا ہے۔

پالی مین ہاتھی دانت کے چوڑے اور کھانے کا تمباکو اور سونگھنے کی ناس عمدہ ہوتی ہے۔

ناگور مین پیتل اور لوہے کا کام اچھا بنتا ہے۔

میرتہ مین عمدہ کھگی (برساتی) بنتی ہے خس جو ایک خوشبودار جڑ ہوتی ہے اسکے برتن بہت عمدہ بنتے ہین۔

بیکانیر لوئی اور مصری کے لیے مشہور ہے۔

سروہی کی تلوار اور بیش قبض مشہور ہے۔
بوندی کی کٹار مشہور ہے۔
بھرتپور مین ہاتھی دانت کے چنور بنتے ہین۔
قرولی مین سنگ سرخ کے پیالے اور کونڈیان تیار ہوتی ہین۔
مکرانہ مین سنگ مرمر کے اور جیسلمیر مین مختلف رنگ کے پتھرون کے اور ڈونگرپور مین سنگ موسے کے برتن میز کرسیان۔ سنگ مزار سرخ بالین قبر اور چوکھٹ کواڑ بہت اچھے بنتے ہین۔
پرتاب گڑھ مین کانچ پر مینا کاری اور سونے کا کام نہایت تحفہ ہوتا ہے اسکے بوتام وغیرہ اچھے بنتے ہین۔
اودیپور مین سنہری اور روپہلی چھپائی خوبصورت ہوتی ہے۔
بھیلواڑے مین تانبے اور پیتل کے برتن نیز قلعی عمدہ ہوتی ہے۔
شیخاواٹی مین چمڑے کی چھاگلین اور دیگر اشیا اچھی بنتی ہین۔
کوٹہ کے سوتی دوپٹے۔ محمودی اور ڈوریا باریک اور عمدہ مشہور ہین۔
اجمیر مین چمیلی اور بیلے کا خوشبودار تیل اچھا تیار ہوتا ہے۔

ریلوی لائن

سب سے لمبی ریلوی سڑک اس صوبہ مین راجپوتانہ مالوہ ریلوی ہے۔ یہ لائن دہلی سے احمد آباد علاقہ گجرات تک جاری ہے۔ الور۔ باندی کوئی۔ جیپور۔ پھلیرا۔ کشن گڑھ۔ اجمیر بیاور۔ سوجت۔ کھارچی اور آبو روڈ بڑے اسٹیشن ہین۔
باندی کوئی آگرہ برانچ یہ لائن باندی کوئی سے بھرت پور اور اچھنیرہ ہوتی ہوئی آگرے تک جاری ہے اور اچھنیرہ اسٹیشن سے اسی کی ایک شاخ متھرا ہوتی ہوئی ہاتھرس (مینڈھو) پر ایسٹ انڈین ریلوی لائن کو کراس کرکے فرخ آباد اور قنوج ہوکر کانپور کو چلی گئی ہے۔
اجمیر کھنڈوہ برانچ اجمیر سے جاری ہوکر نصیر آباد و چتوڑ گڑھ ہوتی ہوئی مالوہ کو گئی ہے اور اسی کی ایک شاخ چتوڑ گڑھ اسٹیشن سے اودیپور کو گئی ہے یہ ٹکڑا ریاست اودیپور کا ہے اور تمام بندوبست اُسکی طرف سے ہے۔
بیکانیر میرٹہ روڈ پھلیرا برانچ سے سانبھر۔ ناوان۔ میرٹہ روڈ۔ ناگور بیکانیر اور سورت گڑھ ہوتی ہوئی بھٹنڈا تک چلی گئی ہے۔ اس شاخ کا آخری حصہ ۲۴۵ میل کے قریب مہاراجہ بیکانیر کی حدود کے اندر انھین کا ہی اور تمام بندوبست ریاست ہی کی طرف سے ہے۔
مارواڑ ریلوے لائن۔ راجپوتانہ اسٹیٹ ریلوی کے جنکشن کھارچی سے پالی لونی جنکشن جودھپور ہوتی ہوئی میرٹہ روڈ پر پھلیرا برانچ مین جاملی ہے۔
مارواڑ سندھ ریلوی لونی جنکشن سے بالوترا اور باڑمیر ہوتی ہوئی سندھ کو جاتی ہے اسی کی

دس میل لمبی ایک شاخ بالوترا سے پچبھدرا کو گئی ہے یہ لائن اور راواڑ ریلوی لائن دونون جودھپور ریاست کی ملکیت ہین۔

پھلیرہ ریواڑی کارڈ لائن یہ لائن پھلیرہ سے بدھالا۔ کشن گڑھ۔ ریتوال۔ سری مادھوپور ہوکر ریواڑی مین راجپوتانہ مالوہ ریلوے سے مل گئی ہے۔

متھرا ناگدہ ریلوی متھرا سے بھرتپور۔ ہنڈون۔ سوائی مادھوپور۔ کوٹہ اور جھالرا پاٹن کے پاس ہوکر ناگدا تک گئی ہے۔

سوائی مادھوپور برانچ یہ لائن جیپور سے شروع ہوکر سوائی مادھوپور کے پاس متھرا ناگدہ ریلوی مین جا ملائی ہے۔

دگانہ حصار ریلوی یہ لائن دگانہ سے سجان گڑھ۔ رتن گڑھ اور چورو وغیرہ مین ہوتی ہوئی حصار تک گئی ہے

سلسلۂ تعلیم

بنگال وغیرہ اطراف کی طرح راجپوتانے مین کوئی یونیورسٹی نہین ہے لیکن جیپور۔ جودھپور۔ الور بھرتپور۔ اودے پور۔ بیکانیر اور کوٹے کی ریاستون مین انگریزی۔ سنسکرت۔ اردو۔ اور فارسی کی تعلیم کے لیئے انتظام ہے کالج اور اسکول حکمرانون کی طرف سے قائم ہین۔ بعض بعض ریاستون مین رؤسا کے لڑکون کی تعلیم کے لیے نوبل اسکول اور لڑکیون کی تعلیم کے واسطے گرل اسکول بھی ہین لیکن ابتدائی تعلیم کو باقاعدہ اور مسلسل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اجمیر۔ جیپور۔ جودھپور۔ اور اودے پور مین کالج ہین انمین سے اودے پور کا کالج ابھی چھوٹا اور نیا ہے۔ الور۔ کوٹہ۔ بیکانیر اور قرولی وغیرہ مین صرف ہائی اسکول ہین تحصیل اور قصبونکے علاوہ (جہان انگریزی اور دیسی تعلیم کے واسطے اسکول ہین) دیہات مین پنڈت اور جتی لوگ خانگی طور پر دیسی بول چال کے مفرد و مرکب حروف و الفاظ لکھکر لڑکون کو پڑھاتے سکھلاتے ہین اور زبانی حساب بھی سکھلاتے ہین۔

معزز رئیسون کے لڑکونکی تعلیم کیواسطے اجمیر مین میو کالج اور یورپین سولجرون کے بچون کی تعلیم کے واسطے کوہ آبو پر لارنس اسکول قائم ہین۔

منصب

شہنشاہ اکبر کے عہد مین دہ باشی یعنی دس سوارون کے افسر سے لیکر پنجہزاری یعنی پانچہزار سوارون کے افسر تک کے عہدہ دار تھے اخیر مین صرف مرزا راجہ مان سنگھ بطور ایک غیر معمولی عنایت کے منصب ہفت ہزاری پر سرفراز کیا گیا اسکے بعد امراکی انتہائی ترقی کا درجہ ہفت ہزاری مقرر کیا گیا۔ ہندو امرا مین سواے مرزا راجہ مان سنگھ کے کوئی امیر ۲ سنہ جلوس شاہجہانی تک منصب پنجہزاری سے زیادہ نہین بڑھا مگر دور اخیر مین مرزا راجہ جے سنگھ اور مہاراجہ جسونت سنگھ کو منصب ہفت ہزاری کا اعزاز حاصل ہوا۔ تنخواہ منصب کے لحاظ سے مقرر تھی ہر منصب دار کو باندازہ اپنے منصب کے گھوڑے ہاتھی اونٹ خچر اور چھکڑے مقررہ تعداد کے موافق اپنے پاس

موجود رکھنا لازمی امر تھا فوج کی تنخواہ جو اسکو رکھنی پڑتی تھی سرکار شاہی سے علیحدہ ملتی تھی۔ چار پائے کا نصف خرچ خزانۂ شاہی سے ملتا تھا سوار کی تنخواہ بلحاظ قسم گھوڑا ۱۲ روپے سے ۳۰ تک تھی پیادے چھ روپے سے بارہ روپے تک تنخواہ پاتے تھے۔

سوار اگر طاقت رکھتا تو ایک گھوڑے سے زیادہ بھی رکھ سکتا تھا انتہا ۲۵ گھوڑے تک پھر تین گھوڑے سے زیادہ کی اجازت نہ تھی۔

تین قسم کے سوار ہوتے تھے یک اسپہ و دو اسپہ و سہ اسپہ دو اسپہ وہ شخص جسکے ذاتی دو گھوڑے ہون دوسری عبارت مین وہ شخص جسکے دو گھوڑے رسالے مین نوکر ہون اور باری باری سے ایک ایک سے کام لے دو گھوڑے ایک شخص کے نوکر ہونے سے یہ مراد نہین کہ ایک اسکے نام سے نوکر ہوتا اور دوسرا بارگیر کے نام سے بلکہ دونو پر ایک شخص کا نام ہوتا جو دونون کا مالک ہوتا اسی پر سہ اسپہ کو تصور کرنا چاہئیے۔

تقسیم تاریخ راجپوتانہ

راجپوتانے کا ہر ایک علاقہ مختلف نامون سے مشہور ہے لیکن در اصل چار بڑے حصے میواڑ۔ ڈھونڈھار۔ مارواڑ اور ہاڑوتی سمجھنے چاہئین باقی انھین کی شاخین ہین۔ اسلئے مین نے اس کتاب مین چار باب باندھے ہین۔ ڈوبی فسلی اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر مین کہتے ہین کہ ہندوون مین زور و قوت کے تین مرکز تھے جیپور۔ جودھپور اور اودیپور ان مین سے جیپور اور جودھپور بادشاہ کے بالکل مطیع ہوگئے تھے لیکن اودیپور کی یہ حالت تھی کہ ابتدائے اکبر اورنگ زیب کے زمانے تک حملے کے وقت اسکی گردن جھک جاتی تھی لیکن جبکہ حملہ آور چلے جاتے تھے تو پھر وہی سرکش کا سرکش جیسا کہ ڈوبی فسلی نے اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر مین لکھا ہے۔

باب اول تاریخ میواڑ مین

اس باب مین ریاستہائے اودیپور۔ شاہ پور۔ ڈونگرپور۔ بانسواڑہ اور پرتاپگڈھ کا حال ہے چونکہ اس ملک کا سب سے بڑا حصہ اودیپور والون کے قبضے مین ہے اس لئے عام طور پر راج اودے پور کو ہی میواڑ کہا جاتا ہے اور باقی ریاستین اپنی دار الریاستہ کے نام سے مشہور ہین۔

فصل اودیپور کے بیان مین

جغرافیہ

ریاست اودیپور میواڑ مین اول درجے کی ریاست ہے اسکے شمال مین اجمیر کا انگریزی ضلع دمیرواڑہ اور گوڈواڑ علاقہ جودھپور۔ مغرب مین گوڈواڑ۔ سروہی۔ مہی کانٹھہ۔ جنوب مین بانسواڑہ۔ ڈونگرپور۔ پرتابگڈھ مشرق مین جاوڈ اور نیمچ علاقہ گوالیار۔ نیاہیڑہ پرگنہ ٹونک کوٹہ بوندی اور جے پور کے چند دیہات واقع ہین خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۴۶ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۵۶ دقیقہ اور طول بلد شرقی ۷۳ درجہ ۵۰ دقیقہ اور ۷۵ درجہ ۳۸ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اس کا طول شمال سے جنوب کو ۱۵۰ میل اور عرض ۱۲۰ میل

رقبہ بارہ ہزار چہ سو اکانوے میل مربع اور ایک روایت کے بموجب گیارہ ہزار چہ سو چودہ میل مربع اور یہ بھی دیکھا ہی
کہ اسکا رقبہ تخمینا ۱۲۷۵۳ میل مربع ہے آبادی سنہ ۱۹۱۱ء مین ۱۲۷۲۵۱۸ متنفس تھی اس ملک کے شمال
سے مغرب کو اربلی پہاڑ دیوار کیطرح چلا گیا ہے جسکے سلسلے سوا مشرقی علاقے کے سب جگہ پھیلے ہوئے ہین
آمدنی اودیپور کی سیاحت ہند مین حافظ عبد الرحمٰن امرتسری نے ۲۶ لاکھ روپے کی لکھی ہے لیکن اسوقت
انگریزی رپورٹ کے بموجب چالیس لاکھ روپے سالانہ کی ہے اور وجہ اس تفاوت کی یہ نظر آتی ہے کہ حافظ
عبد الرحمن کی سیاحت کے وقت اودیپوری روپیہ جسپر شاہ عالم بادشاہ غازی کا لفظ مسکوک ہے انگریزی
روپے سے کم قیمت کو چلتا ہوگا اور اندنون تجارت کی وجوہات سے اسکی قیمت چڑھکر انگریزی روپے کی
قیمت اندرون ریاست مین گر گئی ہے شمالی و مغربی علاقہ جسکو ضلع کونبھل میر کہا جاتا ہے پہاڑیون سے بھرا ہوا
اور بلند ہے لیکن اسکی زمین نہایت سرسبز ہے جسمین گنا اسقدر کثرت سے پیدا ہوتا ہے کہ دوسری جنس کے لئے
جگہ کم ملتی ہے اور بعض طرف پہاڑی چشمے ہمیشہ جاری رہتے ہین جنکے گرد سایہ دار درخت عمدہ معلوم ہوتے ہین
جابجا آم کے درخت شریفے کے جنگل اور مختلف پھل پھولونکے جھاڑ آدمیون بغیر عجیب لاوارث نظر آتے ہین
جنمین بشیار لنگور اور ریچھ وغیرہ جانور اپنا گذر کرتے ہین ویران مقامات کے میوے اکثر اپنے درختونسے بلا قیمت
لے لیے جاتے ہین جو آبادی مین جاکر بکتے ہین۔ میواڑ کے مغرب و جنوب مین بھی کثرت سے پہاڑ اور جھاڑی
ہے لیکن زمین شمالی علاقے کے موافق سرسبز و عمدہ نہین ہے بھیلون وغیرہ کی آبادی اسی طرف زیادہ ہے
مغربی علاقے مین سروہی کی سرحد پر جوڑہ۔ اور گھنہ اور پانٹروہ وغیرہ ایسے سردارونکی جاگیرین ہین جو خراب
علاقے اور جنگجوئی کے سبب قوانین خدمت گذاری کے کم پابند ہین اس خاص علاقے کو بھومٹ یعنی
زمیندارہ کہتے ہین اور انکی کارروائی چھاونی کھیرواڑہ کے کمانیر کی معرفت راج کے متعلق ہوتی ہے جنوبی علاقے
سے مشرق کیطرف بھی پہاڑ اور جھاڑی چلی گئی ہے جسمین سلومبر۔ سادڑی اور کانوڑ وغیرہ سردارونکے علاقے
ہین۔ انکے بعد کسیقدر پرتاب گڑھ اور اکثر جاوَدہ و نیمچ کا علاقہ حائل ہوکر بیگم پور بھینسروڑ گڑھ اور بجولیا وغیرہ
کی جاگیرین اور مانڈلگڑھ و جہاز پور وغیرہ خالصہ کے پرگنے آجاتے ہین۔ جسکے مشرقی طرف کوٹہ و بوندی کی ریاستین
پھیلی ہوئی ہین ان تمام مقامات مین کثرت سے اجاڑ اور پہاڑ ہونے کے سبب بغیر ضابطہ (محافظ) کے امن
نہین ملسکتا۔ گوشہ مشرق و شمال یعنی پرگنہ جہاز پور۔ شاہ پورہ و اجمیر کی طرف سے اکثر ہموار اور زیادہ آباد
عمدہ زمین آتی ہے جسکو اس ملک کے لوگ خاص میواڑ کہتے ہین اور جسمین بہت کچھ پیداوار کی ترقی ہوسکتی
ہے اس صاف علاقے مین بھیلواڑہ۔ راسمی۔ چوڑ و ناگور وغیرہ خالصے کے پرگنے اور بنیڑہ و کاچھولہ جاگیر
شاہ پورہ وغیرہ کئی سردارون کے ٹھکانے واقع ہین۔ یہ ہموار زمین جنوب و مغرب کی طرف چلکر سو میل
لمبائی کے بعد خاص اودیپور سے آٹھ میل فاصلے پر ختم ہوتی ہے۔

تالاب

تالاب بھی میواڑ کی خوبیون مین سے ہین جن کی اس ملک کو بڑی ضرورت تھی انمین سے بہت بڑے پانچ تالاب ہین -

اودے ساگر دارالریاست سے چھ میل مشرقی طرف ایک ندی کے بہاؤ پر دیباری گھاٹی کے پاس پہاڑ مین رانا اودے سنگھ نے بندھ بندھوا کر یہ تالاب بنوایا - جو گریمی مین سیر اور سیر کی جگہ سمجھا جاتا ہے جس سے نام تالاب کا اسی رانا کے نام پر رکھا گیا ہے اسکو تین طرف پہاڑون نے گھیر رکھا ہے اور چوتھی طرف اودے سنگھ نے ایک دیوار مضبوط و بلند اور لمبی چوڑی بنائی ہے آبشار ہاے عجیب نظارہ فریب گرتے ہین جن سے دہشت و حیرت ہوتی ہے -

راج سمدر تین میل مشرق و شمالی جانب ہے اسکو رانا راج سنگھ نے اپنے راج کے ساتوین برس مین جبکہ قحط اور وبا پھیلی ہوئی تھی رعایا کی مدد کے واسطے ایک ندی کو روکنے کے بعد ننانوے لاکھ روپے کا چندہ جمع کر کے سات سال مین تیار کرایا روپیہ کا زیادہ حصہ خوشی اور خیرات مین صرف ہوا اگر سب رقم تالاب مین لگتی تو بہت زیادہ رونق دار بند وغیرہ بنجاتے اسی تالاب کے کنارے پر ایک قصبہ راج نگر بھی رانا کے نام پر بسایا گیا جو اب ایک پرگنے کا صدر مقام گنا جاتا ہے اس تالاب کی پال کو نوچوکی کہتے ہین اور جسکے برجون مین رانا کی تعریف کے شعر کالے پتھر و نیز کھدے ہوے لگے ہین اس سے میواڑ کی پرانی کاریگری معلوم ہوتی ہے اور جسکو دیکھنے کے لیے انگریز لوگ اور دوسرے مالدار آدمی کئی ملکون سے آتے ہین -

جے سمدر تالاب جسکو ڈھیبر بھی کہتے ہین اور جس سے بڑا کوئی تالاب ہندوستان مین نہین ہے اودیپور سے چوبیس میل جنوبی طرف پہاڑی علاقے مین رانا جے سنگھ نے بنوایا ہے مگر یہ تالاب باعتبار صنعت راج نگر کے تالاب سے عمدہ نہین ہے اس بند کی دیوار طول مین دو میل سے کم نہین ہے بڑے آثار اور بلندی و عمدہ مسالے سے تعمیر ہوا ہے اور استحکام کے واسطے خام پشتہ ہے بعض مقام پر اس دیوار کی بلندی چالیس فیٹ ہے اور کنارے پر سنگین ہے اس تالاب کا رقبہ بارہ میل مربع ہے اور عمق بھی بہت ہے -

پچھولا یہ پرانا بڑا تالاب خاص اودیپور شہر کے مغربی طرف کئی میل کی لمبائی مین پھیلا ہوا ہے ابتدا مین اسکو ایک ہندو بنجارے نے ایک پہاڑی نالے کو روک کر بنوایا تھا پھر پچھلے والیان ملک نے اسپر اضافہ کیا یہ جگہ بہت دلپذیر اور عدیم النظیر ہے بہت چوڑا چکلا گہرا ہے بڑی پرفضا جگہ ہے - اس تالاب کے اندر پہاڑی قطعات پر بنے ہوئے دو مکان جو جگ مندر اور جگ نواس کے نام سے مشہور ہین بہت عمدہ معلوم ہوتے ہین جگ مندر کو رانا جگت سنگھ اول نے اور جگنواس کو رانا جگت سنگھ دوم نے بنوایا ہے اسکے شمال مین ایک اور بڑا تالاب ہے جو فتح ساگر کے نام سے مشہور ہے اسکی پال پر اچھے محل و برج بنے ہین اگرچہ

یہ تالاب پہلے سے تھا مگر پال (بند کی دیوار کے) کے ٹوٹ جانے سے پانی نہیں ٹھہرتا تھا مہارانا فتح سنگھ نے اسکی پال زسرنو بنوا کر فتح ساگر سے موسوم کیا اسکی پال کے نیچے بھی سہیلیون کی باڑی دیکھنے کے لائق ہے انکے سوا گھاسا کا تالاب اور بڑسی کا تالاب اور مانڈل کا تالاب اور کپاسن کا تالاب وغیرہ اور کئی چھوٹے تالاب ہین۔

ندیون کا حال

میواڑ مین خاص یہ ندیان ہین۔ کھاری۔ کوٹھاری۔ بناس۔ بیڑچ۔ گمبھیری۔ چندربھاگا۔ مانسی۔ گوستی۔ جمبل۔ آڑ کی ندی۔ دوسری گوستی۔ جام۔ اور سوم ندی لیکن وہ ندیان بڑی اور کھیتی کے لیے مفید ہین جو اربلی پہاڑ سے نکلکر مشرقی حصے مین بہتی ہوئی چنبل دریا سے جاملتی ہین۔ ان کے نکاسون کی تفصیل اس طرح ہے۔

کھاری ندی دیوگڑھ کے پاس سے نکل کر آسیندہ اور ہورڑے ہوتی ہوئی بھوئے ہوکر اجمیر کے علاقے مین جانکلی ہے۔

مانسی ندی سرسیا سے نکلکر آگوچے ہوتی ہوئی بھوئے کے پاس کھاری ندی مین جاملی ہے۔

کوٹھاری کھیڑا اور کھیڑی کے پاس سے نکل کر باگور اور بہیجے ہوتی ہوئی سانگانیر اور کوندہ کوٹا کے قریب نکل کر نندراے کے پاس بناس مین جاملی ہے۔

بناس گانوتلیرا اور ایک بھاگل کے بیچ مین نکل کر ناتھدوارا ماتری کنڈیان راسمی اور پونے ہوکر ہمیر گڑھ اور بیگود کے پاس بہتی ہوئی راج محل کے پاس جانکلی ہے اور میواڑ کے علاقے مین ایک سو بیس میل بہی ہے۔

بیڑچ ملک میواڑ مین قصبہ گوگوندا سے چند میل مغرب مین نکلکر اور اودے ساگر کے تالاب مین مغرب کیطرف سے داخل ہوکر اسکے جنوب مشرقی گوشے سے نکلکر اوٹالا۔ آکولہ اور دھنیت ہوتی ہوئی چیتوڑ کے پاس گمبھیری ندی مین آملی ہے اور اودے ساگر کا ناکہ بھی اسی کو کہتے ہین۔

گمبھیری ندی جو چیتوڑ کے پاس بہتی ہے نیماہیڑے کے پاس سے نکلکر چیتوڑ کے قریب بیڑچ مین ملگئی ہے۔

جمبل ندی بھینسروڑگڑھ کے پاس ہوتی ہوئی کوٹے کے راج مین جانکلی ہے۔

چندربھاگا ندی آمیٹ کے قریب کے گانون سے نکل کر پوٹلا ہوتی ہوئی ماتری کنڈیان کے پاس بناس مین آملی ہے۔

آڑ کی ندی بیدلے کے پاس چیکلوا اس سے نکلکر اودیپور کے پاس آڑ اور گنگوبھے کے نیچے بہتی ہوئی اودے ساگر مین جاگری ہے۔

گوستی روپ جی چار بھجا جی کے پہاڑون سے نکلکر راج سمند مین آگری ہے۔

سوم ندی رکھبدیو کے پاس کے پہاڑون سے نکلکر گجرات کے علاقہ مین جانکلی ہے۔

جام اور دوسری گومتی وغیرہ کئی ندیان انھین پہاڑون سے نکلکر دھیبر مین جا گری ہین -

قلعے

کونبھلمیر میواڑکی شمالی حد مین اودے پور سے پچاس میل اور جودھپور سے جنوب و مشرقی طرف نوے میل ایک بلند گھاٹے پر جہان سے ایک پیچدار راستہ آدمی گھوڑے اور بیل وغیرہ کے گذرنے کے لائق نکلتا ہے یہ قلعہ رانا کونبھا کا بنایا ہوا موجود ہے جو دیوار تا پہاڑ پر دو میل طول مین چلا گیا ہے اور سطح سمندر سے تین ہزار تین سو تیرہ فٹ بلند ہے اسکا محاصرہ طول طویل ہونے کے سبب مشکل ہے اکبر کے فوجی بخشی شاہ باز خان کے سوا کسی نے اسکو مقابلے مین فتح نہین کیا اسکے مشرقی طرف آمیٹ - دیوگڑھ اور بدھنور وغیرہ کی جاگیرین واقع ہین اسکو کونبھل گڑھ بھی کہتے ہین -

مانڈل گڑھ

یہ قلعہ عمدہ طور سے ایک پہاڑ پر بنا ہوا ہے اس مین دو پانی دار ساگر اور ساگری نام سے مشہور ہین قلعہ پر اونچی بستی ہے قلعہ کی چڑھائی مین پانچ دروازے بنے ہوئے ہین -

بھینسرور گڑھ

یہ زمین سے کچھ اونچی ٹیکری پر بہت اچھا اور مضبوط قلعہ بنا ہوا ہے جسکے مغرب براہمنی ندی اور جنوب پورب حصے مین چمبل ندی ہے اسکے شمال مین اچھی کھائی ہے یہ ندیان تینون طرف کھائی کیطرح اس گڑھ کا بچاؤ کرتی ہین گڑھ پر بیٹھے ہوئے آدمی چمبل ندی سے پانی بھر سکتا ہے پورب کی طرف کوٹے کو جانے کے لیے چمبل ندی اترنی پڑتی ہے -

چیتوڑ گڑھ

اس قلعہ کو چھٹی صدی عیسوی مین راجہ چترنگ موری وغیرہ کا بنوایا خیال کرتے ہین اودیپور سے ۶۵ میل شمال و مشرقی طرف اور نصیر آباد سے سو میل جنوب مین ہے اس پر ترک و مغل پادشاہون کے زبردست عہد مین کئی بار سخت خونریز لڑائیان ہونے کا ثبوت ملا ہے یہ قلعہ تین ہزار فیٹ بلند پہاڑی پر پھیلا ہوا ہے جسکا طول شمال سے جنوب کو تین میل کے قریب اور عرض مشرق سے مغربی طرف سوا دو میل تخمینہ کیا گیا ہے آبادی کے اندر سے اسکا ایک نہایت صاف اور چوڑا راستہ ہے جسمین دو جگہ موڑ یعنی پیچ آجانے سے چڑھائی کے تین حصے ہوجاتے ہین اس راستے مین ایک سب سے شروع دوسرا درمیانی اور تیسرا آخری دروازہ ہے انکے سوا مشرقی طرف ایک علحدہ چھوٹا دروازہ ضرورت کے واسطے رکھا گیا جو اب بند کر دیا گیا ہے قلعہ پر فتح کی یادگار کے طور پر دو منارے بنے ہوئے ہین جن مین سے مشرقی سمت والا بہت پرانا ہے اور مغربی حصے کا اس سے زیادہ بلند و خوشنما ہے جسکو درمیانی پندرھوین صدی عیسوی مین رانا کونبھا نے مالوے کے محمود خلجی پر ایکبار فتح پانے کی یادگار مین بنایا تھا لیکن میرے نزدیک یہ بات مغالطات مین شمار ہونے کے

قابل ہے اسلیے کہ کونبھا محمود خلجی اول بادشاہ مالوہ کا معاصر تھا اور اُسکے مقابلے مین سخت ہزیمت پاکر ناکامیاب
ہوا البتہ دوسرا محمود خلجی بادشاہ مالوہ رانا سانگا کا معاصر تھا اور وہ رانا کے مقابلے پر زخمی ہوکر قید مین آیا رانا نے
اُس سے جڑاؤ تاج اور کمر باندھنے کا پٹکا لیکر بلند ہمتی سے رہا کرکے مانڈو کو بھیجدیا پس تحقیقی بات یہ ہے کہ یہ منار
دوسرے محمود خلجی پر رانا سانگا کی فتح کی یادگار مین بنا ہوگا پچھلے لوگون نے بوجہ غلطی حافظہ کے سانگا کی فتح کی یادگار
کو رانا کونبھا کی یادگار سمجھ لیا اور وجہ غلطی کی یہ ہے کہ دونون کے حریفون کا نام اور قوم اور سلطنت ایک تھی یہ منار چوبیس
فٹ مربع چبوترے پر ایک سو بائیس فٹ بلند ہے اسکے اندر زینے اور دریچے بنے ہوئے ہین جن سے کئی میل دور تک
کی سیر ہو سکتی ہے بیرونی سطح پر کھدائی یعنی کندہ کاری اور مورتین کثرت سے ہین جن کے چہرے مسلمان لوگون نے
قبضہ پانے کے وقت بگاڑ دیے ہین - یہ قلعہ سمبت ۱۳۵۷ مطابق ۱۳۰۱ع مین علاء الدین محمد شاہ خلجی نے اول بار
راول رتن سی سے فتح کرکے مار... کے پرہار راجہ کو دیدیا تھا اُس سے کچھ عرصے کے بعد رانا راہپ نے لے لیا دوبارہ
رانا گرھ لکشمن سنگھ کے وقت مین غیاث الدین تغلق شاہ نے فتح کرکے مارواڑ والون کو دیدیا جس کو رانا ہمیر نے
راو مالدیو سے دھوکا کرکے چھین لیا - پھر ۱۵۳۶ع مین گجرات کے مالک بہادر شاہ نے رانا بکرماجیت سے حملہ کرکے چھین لیا
تھوڑے دنون مین گجراتی بگڑنے لگے اور رانا بکرماجیت کا پھر اُسپر قبضہ ہو گیا - ۱۵۶۸ع مین اکبر بادشاہ نے کامل
محاصرہ کرنے کے بعد رانا اودے سنگھ کے ماتحت سرداروں فتا اور جےمل وغیرہ سے فتح کرکے قلعے مین داخل
کیا جسکے بعد ڈیڑھ سو برس تک ویران اور میواڑ کے قبضے سے خارج رہا شروع اٹھارھوین صدی عیسوی کے اندر
محمد شاہ کے عہد مین دہلی کی سلطنت ضعیف ہونے پر رانا سنگرام سنگھ نے واپس حاصل کیا اور جب سے ابتک پرانے
عہد کے موافق میواڑ کے شامل چلا آتا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ راجدھانی اسکے بعد اودیپور مین قائم ہو گئی ہے

کھانین وغیرہ

میواڑ مین دھات کی کھانین اور کئی تعریف کے لائق چیزین پائی جاتی ہین - لوہے کی کھان گانون گنگرال اور مہگود
کے نزدیک ہے - سنار لوگ اپنے اوزارون کو جس پتھر پر رگڑ کر تیز کرتے ہین وہ مانڈل گرھ کے قلعے پر ایک
کھان سے نکلتا ہے اور استرے سدھارنے کی سلی کا پتھر کا جھولا کے پاس سر تھا اور چار بھجا کے نزدیک
ایک کھان سے نکلتا ہے اچھی قسم کی چکنی سفید کھریا مٹی گانون منگروپ مین کھان سے نکلتی ہے - ضلع
بھیلواڑہ کے قصبہ پور مین تانبے کی کھان ہے یہان اچھی کالی تنبا کو بھی ہوتی ہے - لادہ کے پاس
گانون اگریا مین اور بسراڑ ضلع کے گانون موارے کی کھان کے پتھرون کی اچھی پٹیان ہوتی ہین چتوڑ کے
پاس ماڈل وہین بڑی مضبوط لال رنگ کی پٹیان ہوتی ہین جو عمارتون کی چھت پاٹنے مین کام آتی ہین
راج نگر اور یاردلی ضلع جہاز پور مین آرائش یعنی قلعی کا چونہ اچھا ہوتا ہے جو عمارتون کی سفیدی مین کام
آتا ہے راج نگر کا سفید پتھر بھی مشہور ہے بھیلواڑے مین قلعی کے برتن اور چتوڑ مین مہندی اور ہیگون مین
ہرے رنگ کے کپڑے اور گانوڑ مین برگ تنبول اور دیوگرھ کے کمبل اچھے ہوتے ہین - بان سی اور دریاود

جام اور دوسری گومتی وغیرہ کئی ندیان انھین پہاڑون سے نکلکر ڈھیبر مین جا گری ہین۔

قلعے

کونبھلمیر میواڑ کی شمالی حد مین اودے پور سے پچاس میل اور جو ڈھیبور سے جنوب و مشرقی طرف نوے میل ایک بلند گھاٹے پر جہان سے ایک بیچدار راستہ آدمی گھوڑے اور بیل وغیرہ کے گذرنے کے لائق نکلتا ہے یہ قلعہ رانا کونبھا کا بنایا ہوا موجود ہے جو دیوار تا پہاڑ سیدھ دو میل طول مین چلا گیا ہے اور سطح سمندر سے تین ہزار تین سو تین فٹ بلند ہے اسکا محاصرہ طول طویل ہونے کے سبب مشکل ہے اکبر کے فوجی بخشی شاہ باز خان کے سوا کسی نے اسکو مقابلے مین فتح نہین کیا اسکے مشرقی طرف آمیٹ۔ دیوگڑھ اور بدھنور وغیرہ کی جاگیرین واقع ہین اسکو کونبھل گڑھ بھی کہتے ہین۔

مانڈل گڑھ

یہ قلعہ عمدہ طور سے ایک پہاڑ پر بنا ہوا ہے اس مین دو باؤلی دار ساگر اور ساگری نام سے مشہور ہین قلعہ پر اونچی بستی ہی قلعہ کی چڑھائی مین پانچ دروازے بنے ہوئے ہین۔

بھینسروڑ گڑھ

یہ زمین سے کچھ اونچی ٹیکری پر بہت اچھا اور مضبوط قلعہ بنا ہوا ہے جسکے مغرب براہمنی ندی اور جنوب پورب حصے مین چمبل ندی ہے اسکے شمال مین اجمی کھائی ہے یہ ندیان تینون طرف کھائی کیطرح اس گڑھ کا بچاؤ کرتی ہین گڑھ پر بیٹھے ہوئے آدمی چمبل ندی سے پانی بھر سکتا ہے پورب کی طرف کوٹے کو جانے کے لیے چمبل ندی اترنی پڑتی ہے۔

چیتوڑ گڑھ

اس قلعہ کو چھٹی صدی عیسوی مین راجہ چیتر نگ موری وغیرہ کا بنوایا خیال کرتے ہین اودیپور سے ۶۵ میل شمال و مشرقی طرف اور نصیر آباد سے سو میل جنوب مین ہے اس پر ترک و مغل بادشاہون کے زبردست عہد مین کئی بار سخت خونریز لڑائیان ہونے کا ثبوت ملا ہے یہ قلعہ تین ہزار فیٹ بلند پہاڑی پر پھیلا ہوا ہی جسکا طول شمال سے جنوب کو تین میل کے قریب اور عرض مشرق سے مغربی طرف سوا دو میل تخمینہ کیا گیا ہے آبادی کے اندر سے اسکا ایک نہایت صاف اور چوڑا راستہ ہے جسمین دو جگہ موڑ یعنی پیچ آجانے سے چڑھائی کے تین حصے ہوجاتے ہین اس راستے مین ایک سب سے شروع دوسرا درمیانی اور تیسرا آخری دروازہ ہے انکے سوا مشرقی طرف ایک علیحدہ چھوٹا دروازہ ضرورت کے واسطے رکھا گیا جو اب بند کر دیا گیا ہے قلعہ پر فتح کی یادگار کے طور پر دو منارے بنے ہوئے ہین جن مین سے مشرقی سمت والا بہت پرانا ہے اور مغربی حصے کا اس سے زیادہ بلند و خوشنما ہے جسکو درمیانی پندرھوین صدی عیسوی مین رانا کونبھانے مالوے کے محمود خلجی پر ایکبار فتح پانے کی یادگار مین بنایا تھا لیکن میرے نزدیک یہ بات مغالطات مین شمار ہونے کے

قابل ہے اسلیے کہ کونبھا محمود خلجی اول بادشاہ مالوہ کا معاصر تھا اور اُسکے مقابلے مین سخت ہزیمت پاکر ناکامیاب
ہوا البتہ دوسرا محمود خلجی بادشاہ مالوہ رانا سانگا کا معاصر تھا اور وہ رانا کے مقابلے پر زخمی ہوکر قید مین آیا رانا نے
اُس سے جڑاؤ تاج اور کمر باندھنے کا پٹکا لیکر بلند ہمتی سے رہا کرکے مانڈو کو بھیجدیا پس تحقیقی بات یہ ہے کہ یہ منار
دوسرے محمود خلجی پر رانا سانگا کی فتح کی یادگار مین بنا ہوگا پچھلے لوگون نے بوجہ غلطی حافظہ کے سانگا کی فتح کی یادگار
کو رانا کونبھا کی یادگار سمجھ لیا اور وجہ غلطی کی یہ ہے کہ دونون کے حریفون کا نام اور قوم اور سلطنت ایک تھی یہ منار چوبیس
فٹ مربع چبوترے پر ایک سو بائیس فٹ بلند ہے اسکے اندر زینے اور دریچے بنے ہوئے ہین جن سے کئی میل دور تک
کی سیر ہو سکتی ہے بیرونی سطح پر کھدائی یعنی کندہ کاری اور مورتین کثرت سے ہین جن کے چہرے مسلمان لوگون نے
قبضہ پانے کے وقت بگاڑ دیے ہین - یہ قلعہ سمبت ۱۳۵۷ مطابق سنہ ۱۳۰۱ع مین علاء الدین محمد شاہ خلجی نے اول باد
راول رتن سی سے فتح کرکے مار[illegible]کے پڑہار راجہ کو دیدیا تھا اُس سے کچھ عرصے کے بعد رانا راہپ نے لے لیا دوبارہ
رانا گڑھ لکشمن سنگھ کے وقت مین غیاث الدین تغلق شاہ نے فتح کرکے مارواڑ والون کو دیدیا جس کو رانا ہمیر نے
راو مالدیو سے دھوکا کرکے چھین لیا - پھر سنہ ۱۵۳۶ع مین گجرات کے مالک بہادر شاہ نے رانا بکرمادت سے حملہ کرکے چھین لیا
تھوڑے دنون مین گجراتی بگڑنے لگے اور رانا بکرمادت کا پھر اُسپر قبضہ ہو گیا - سنہ ۱۵۶۸ع مین اکبر بادشاہ نے کامل
محاصرہ کرنے کے بعد رانا اودے سنگھ کے ماتحت سردارون فتا اور جےمل وغیرہ سے فتح کرکے قلعے مین داخل
کیا جسکے بعد ڈیڑھ سو برس تک ویران اور میواڑ کے قبضے سے خارج رہا شروع اٹھارھوین صدی عیسوی کے اندر
محمد شاہ کے عہد مین دہلی کی سلطنت ضعیف ہونے پر رانا سنگرام سنگھ نے واپس حاصل کیا اور جب سے ابتک پرانے
عہد کے موافق میواڑ کے شامل چلا آتا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ راجدھانی اسکے عوض اودیپور مین قائم ہوگئی ہے

کھانین وغیرہ

میواڑ مین دھات کی کھانین اور کئی تعریف کے لائق چیزین پائی جاتی ہین - لوہے کی کھان گانون گنگرال اور بیگود
کے نزدیک ہے - سنار لوگ اپنے اوزارون کو جس پتھر پر رگڑ کر تیز کرتے ہین وہ مانڈل گڑھ کے قلعہ پر ایک
کھان سے نکلتا ہے اور استرے سدھارنے کی سلی کا پتھر گانو جھولا کے پاس سرتھا اور چار بھجا کے نزدیک
ایک کھان سے نکلتا ہے اچھی قسم کی چکنی سفید کھریا مٹی گانون منگروپ مین کھان سے نکلتی ہے - ضلع
بھیلواڑہ کے قصبہ پور مین تانبے کی کھان ہے یہان اچھی کالی تنباکو بھی ہوتی ہے - لاوہ کے پاس
گانون اگریا مین اور سرواڑ ضلع کے گانون موارے کی کھان کے پتھرون کی اچھی پٹیان ہوتی ہین چتوڑ کے
پاس ماڈل گانو مین بڑی مضبوط لال رنگ کی پٹیان ہوتی ہین جو عمارتون کی چھت پاٹنے مین کام آتی ہین
راج نگر اور ریاردلی ضلع جہازپور مین آرائش یعنی قلعی کا چونہ اچھا ہوتا ہے جو عمارتون کی سفیدی مین کام
آتا ہے راج نگر کا سفید پتھر بھی مشہور ہے بھیلواڑے مین قلعی کے برتن اور چتوڑ مین مہندی اور ہیگون مین
ہرے رنگ کے کپڑے اور گانوڑ مین برگ تنبول اور دیوگڑھ کے کمبل اچھے ہوتے ہین - بانسی اور دریادہ

ان دونون علاقون کے پہاڑون مین اچھی قسم کی لکڑی ہوتی ہے - انھین پہاڑون سے کباڑۂ یعنی بانس و بلینڈھی اور ساکٹیان اچھی آتی ہین -

شہر اودیپور اور اُس کا گرد و نواح

اودیپور سے آٹھ میل مشرقی طرف ایک گھاٹا آتا ہے اس کے اندر راستے پر ایک بڑا دروازہ جسکو دیباری یعنی دیوباری کہتے ہین بنا ہوا ہے دروازے سے مغربی طرف پندرہ میل عرض اور بائیس میل طول ہین ایک ناہموار بلند زمین کا میدان یعنی سطح مرتفع آتا ہے جسکو یہان کے لوگ گِرْوا یعنی خفیف پہاڑیا گرد و نواح یعنی شہر کے آس پاس کا علاقہ کہتے ہین اس مختصر زمین کے وسط مین جسکے شمال - جنوب اور مغرب مین تمام ملک سخت پہاڑون سے بھرا ہوا ہے اور مشرق مین صاف علاقے کی حد پر دیباری دروازہ بنا ہوا ہے خاص شہر اودیپور تالاب پچھولا کے مشرقی کنارے پر بسا ہوا ہے اسکو سمبت ۱۶۱۶ مطابق ۱۵۶۰ء مین رانا اودے سنگھ نے اکبر اعظم کے زور سے قدیم دار الریاست چیتوڑگڑھ پر رہنا محال سمجھکر آباد کیا تھا شہر کے مغربی جنوبی بلند حصے مین تالاب کے کنارے پر والی ریاست کے محلات سنگ مرمر وغیرہ کے بنے ہوے ہین اودیپور کے پاس ایک وسیع میدان ہے اُسکے گردا گرد دیوار سنگین کھچی ہوئی ہے وہ چوگان بازی کے لیے بنایا گیا ہے - عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۲ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۱۴ دقیقہ ہے -

نامی مندر

اودے پور کے شمال مین ایکلنگ کا مندر ہے جسمین مہادیو کی مورت ہے اور اسکو باپا راول نے آٹھوین صدی عیسوی مین بنایا تھا اس مندر کی تیاری کے بعد سے اودے پور کے رانا ایکلنگ کے دیوان یعنی نائب کہلانے لگے پچھلے زمانے مین غیر ملک کے دیوتا یعنی سری کرشن کی مورت میواڑ مین آنے سے ایکلنگ کی پوجا مین کچھ کمی ہوگئی ہے -

اسی جانب ناتھ دوارہ مقام مین سری کرشن کی پرانی مورت شہنشاہ عالمگیر کے خوف سے رانا راج سنگھ اول کے وقت مین متھرا سے لاکر تبرک کے طور پر قائم کی گئی ہے جب عالمگیر نے بنارس اور متھرا کے اکثر بڑے مندر توڑ ڈالے تو پجاری لوگ سری کرشن کی مورت کو ہر جگہ لیے پھرتے تھے رانا راج سنگھ نے ان لوگون کی سفارش مین بادشاہ کو عرضی لکھی تھی کہ ہر مذہب کے فقیر رعیت سے زیادہ حضور کو دعا دیتے ہین ان کو تکلیف دینا مناسب نہین معلوم ہوتا بادشاہ نے اس ارادہ کو نہ روکا اور جب متھرا کے پجاری ہر طرف سے ناامید ہوکر میواڑ مین آے تو رانا نے انکو ایک گانون سہاڑ نام مین جسکو آجکل ناتھ دوارہ کہتے ہین جاگیر دیکر ٹھہرا لیا یہ وہی مورت ہے یہ دیسی روایتین ہین لیکن فارسی تاریخون اور مسلمانون کی کتابون سے یہ باتین کسیطرح ثبوت کو نہین پہنچتین بلکہ بنارس اور متھرا وغیرہ کے بڑے بڑے مندرون کے مہنتون کے پاس اسوقت بھی عالمگیری عطیہ جاگیرین موجود ہین اور اسی جانب کانکرولی مین دوارکا دھیش کی مورت رکھی ہے -

اور اسی جانب روپ جی اور چار بھوجا مین وشنو بھگوان کے مندر ہین ان مندرون مین قسم قسم کے ملکونکے آدمی پوجا کو آتے ہین۔

میواڑ کے جنوبی پہاڑون مین اودیپور سے چالیس میل پر رکھب دیو جین مت کا مشہور تیرتھ ہو کر ترا گاؤن مین جو اودیپور کے مشرق مین کیا سن کے پاس ہے جین پارکھ ناتھ کا پرانا مندر ہے۔

جنوبی شور مین بھی جو جہاز پور کے نزدیک ہے جین پارکھ ناتھ کی مورت ہے اور یہ مندر ایک پہاڑ پر اچھا بنا ہوا ہی پوس بدی دسمی کو یہان اور کر ٹرا دونون جگہ میلا ہوتا ہے شہر مین کئی وشنو اور جینیون کے خوبصورت مندر ہین جنمین جگدیس کا مندر جو محلونکے نزدیک شمال کیطرف بڑی اونچائی پر بنا ہے بڑا ہی قابل تعریف ہے۔
شہر کے شمال مین فتح ساگر تالاب کے نزدیک ایک پہاڑ کی چوٹی پر نیمچ ماتا کا مندر ہے جہان پر ساون بدی اماوس کو بڑا میلا ہوتا ہے۔

میواڑ کے خاندان کا بیان

یہ ملک سیسودیہ خاندان کے راجپوتون کے تحت مین ہے اور سورج بنس کی بڑی شاخ مین شمار ہوتا ہے جو اودھ کے راجہ رامچندر کی اولاد سے ہے اودھ کو مہابھارت کے زمانے مین کوسلا کہتے تھے وہ شمالی ہندوستان مین سورج بنسی ہونے جاتے ہین اور شروع آٹھوین صدی عیسوی کے اندر چیتوڑ پر قبضہ کرنے کے بعد باپا راول کے بیٹے کھمل کی اولاد مین ہونے سے کھلوت کہلاے پھر راہپ کے سیسودا گاؤن بسا کر وہان رہنے کے سبب سیسودیہ مشہور ہوئے اس خاندان کا لقب چیتوڑ لینے کے بعد راول قرار پایا تھا۔ لیکن شروع چودھوین صدی عیسوی مین راہپ نے منڈور واقع مارواڑ کے پرہار رئیس کو جو رانا کہلاتا تھا شکست دینے سے رانا کا لفظ اپنے نام پر شامل کیا اور وہ ابتک اُسکی قائم مقام اولاد کے لیے جاری چلا آتا ہے بہادر شاہ بن اورنگ زیب کی مہربانی سے مہارانا خطاب حاصل ہوا جسنے امر سنگھ دوم پسر راناجے سنگھ دوم کے نام پر اسکے عوض مہارانا کا لفظ اپنے فرمانون وغیرہ مین لکھنا جاری کیا اور اس خطاب کو ابتک فخر کے ساتھ یہان کے والیان ملک اپنے نامونکے ساتھ استعمال کرتے ہین

نوشیروان بادشاہ ایران کی طرف انتساب

مسٹر مارشمن اور کرنل ٹاڈ نے خاندان میواڑ کو ایران کے بادشاہ نوشیروان کی نسل مین داخل کیا ہو جسکے پوتے خسرو پرویز کو جبکہ وہ اپنی قدیمی سلطنت سے خارج ہو کر ملک روم مین چلا گیا تھا روم کے عیسائی بادشاہ کی بیٹی بیاہی تھی اسوقت سے کچھ اوپر دو سو برس پہلے محمد ہاشم خفی خان نے بھی اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے لیکن وہ اسکو غلط بتاتا ہے۔ کرنل جیمس ٹاڈ نے مسلمانون کے ہاتھ سے سلطنت ایران تباہ ہونے کے وقت کسی لڑکی یا ایک دختر ماہ بانو کا ہندوستان مین بھاگ آنا قرار دیکر اس بات کو پختہ مان لیا ہے کہ اسکی اولاد یہان رہی لیکن جبکہ درمیانی ساتوین صدی عیسوی مین بعہد خلیفہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ تمام ایران مسلمان

عربون کے ہاتھ سے فتح اور وہان کا خاندان قید وقتل ہوا تو اگر اُسوقت کوئی ماہ بانو عورت جان بچاکر
کاٹھیاواڑ مین آئی بھی ہو تو بقول ٹاڈ کسطرح داخل بلبھی بنس نہین ہوسکتی کیونکہ وہ ۲۴۰ھ مین برباد ی
ایران سے سوبرس پہلے تباہ ہوکر کاٹھیاواڑ کو چھوڑ چکا تھا اور اگرچہ دو ہزار برس پہلے غیر ملک والون کی
یہان آمد ورفت خواہ رفتہ داری جاری تھی لیکن جب مسلمانون اور دوسرے لوگون نے آتے ہی یہانکے
باشندون کو دبانا شروع کیا تو ہندوون نے بیاہ شادی تو درکنار غیر لوگون بلکہ اپنے بھی غیر خاندان آدمیون
کے ساتھ کھانا پینا تک چھوڑدیا پس یہ قرابت پچھلے زمانے مین جبکہ اُنپر ایرانیون کا کوئی دباؤ بھی نہ تھا
کیونکر جائز مانی جائے ۔

اورنگ زیب عالمگیر اور اودیپوروالی بیگم

آخر وقت مین عالمگیر نے بیٹے کو ایک خط لکھا ہے اُسمین یہ فقرہ ہے اودیپوری والدۂ شما در بیماری با من بودہ اراده
رفاقت دارد اس رقعہ کے لفظ اودیپوری نے بڑے تماشے دکھلائے ہین کوئی تو کہتا ہے کہ اودیپور کے خاندان
مین سے کوئی لڑکی اُسکے نکاح مین آئی تھی کوئی کہتا ہے کہ اودیپوری کی جگہ جودھپوری ہے سب سے زیادہ
لطیفہ یہ ہے فرنگستان کی تاریخون مین لکھا جاتا ہے کہ اودیپوری ایک عیسائی عورت کا نام تھا
وہ گوری بہت تھی وہ جارجیا کی رہنے والی تھی ایک بردہ فروش سے داراشکوہ نے اسکو خرید کیا تھا دارا کی
محبوبہ بھی تھی یہی خفی سبب تھا کہ دارا نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا جب دارا مارا گیا تو عالمگیر نے اپنے
بڑے بھائی کی دو بیوون سے نکاح کرنا چاہا اُن مین سے ایک راجپوتن تھی وہ تو زہر کھانے کو موجود ہوگئی عالمگیر نے
اُس سے نکاح نہ کیا مگر اس کرسچن لیڈی نے بادشاہ سے نکاح کرلیا - فرنگستانی تاریخون مین بہت سی ایسی
دل لگی کی کہانیان ہین تذکرۂ عالم مین بلاقی داس دہلوی نے عالمگیر کی اودیپور والی بیگم کا نام سروپی بتایا ہے
شاہزادہ اکبر اسی کے بطن سے تھا لیکن مولوی محمد علی حسینی نے راحت افزا مین تحریر کیا ہے کہ محمد اکبر دختر
شاہ نواز خان صفوی کے بطن سے تھا اودیپوری کے بطن سے کام بخش تھا ۔

تاریخی حالات

اودھ کے راجہ رامچندر کا حال جسکو اول سورج بنسی راجہ اکشواک سے ستاون پشت مین گنتے ہین کتاب
رامائن وغیرہ سب نے لکھا ہے اُنکے بڑے بیٹے لَو کا پنجاب مین جاکر لاہور آباد کرنا جسکو پہلے لوکوٹ کہتے تھے
اور بقول تاریخ خورشید جاہی اول نام اُسکا لوہاور تھا اکثر لوگون نے بیان کیا ہے لیکن لَو کی کوئی اولاد کہین سے
ثابت نہین ہوتی جسکا ذکر پہلے کیا گیا ہے اس سبب سے راجہ کنک سین بانی بلبھی بنس کو کش کی نسل
مین سمجھنا چاہئے جسکو ناواقفی سے دوسرے لوگون نے لَو کی اولاد مین لکھدیا ہے کنک سین نامی جس نے
سورج بنسی ہونے کا دعوے قائم کیا شمالی ہندوستان سے نقل مکان کرکے حسب بیان ٹاڈ سمبت ۲۰۰
مطابق ۱۴۴ء مین سوراشٹر کی طرف جو قدیمی نام علاقہ سورٹھ یعنی کاٹھیاواڑ کا ہے اور جسکو سارشٹر بھی لکھتے ہین

جا بسا اُسنے وہان کی حکومت پرمار قوم کے راجہ سے چھین کر گڑھ نگر آباد کیا۔ اُسکی چار پشت بعد وجیا سین نے وجیا پور اور مشہور دار الریاست بلبھی کو تعمیر کرایا جسکا موقع گجرات مین بیس میل بھاونگر سے پچھم کی طرف ہے جسجگہ بلے بسا ہے اور بلبھی مختصر ہے بلبھی پور کا بلبھی کا شمالی علاقہ بھال کہلاتا ہے وہ غالباً قوم بالا وغیرہ کے نام سے نکلا ہے جو مع کاٹی جھالا وغیرہ کے سیتھیا نسل مین سے ہے یہ لوگ تاتار سے پنجاب اور وہانسے سوراشٹر مین گنگا سین کی طرح چلے آنے کے بعد سورج بنسی راجپوتون کے ساتھ قدیمی رفاقت اور بیاہ ان کے سبب راجپوتانہ مین بھی اکثر شریک حال ہوئے آرین عہد مین گجرات کو سری کرشن کی دوارکا کہتے تھے بعد مین اسکا نام سورٹھ یا سوراشٹر ہوا ۱۴۵ء سے ۵۲۴ء تک تین سو اسی برس کے اندر بارہ پشت اس خاندان کا راج سوراشٹر مین رہا جہان کے آخری راجہ سیلادت کے وقت بلبھی سمبت ۲۰۵ مطابق ۵۲۴ء مین کسی دشمن کے ہاتھ سے جسکو اکثر مورخ ایران کے ساسانی بادشاہ نوشیروان وغیرہ کی فوج اور ڈاکٹر بھاو دا اور مسٹر فاربس وغیرہ گوجر قوم کے لوگون کو جن کے نام سے ایک علاقے کا نام گجرات مشہور ہوا خیال کرتے ہین غارت ہوا شہر بلبھی تباہ ہونے پر سوائے ایک رانی کملاوتی کے جسکو بعض لوگ پشپ یعنی کنول سمجھکر پشپاوتی لکھتے ہین اور جو اُسوقت اولاد کی آرزو مین ایک دیوی مندر کے اندر نذر چڑھانے گئی تھی راجہ کا تمام خاندان قتل ہوا۔ رانی یہ خبر سنکر پہاڑی علاقے مین جا چھپی جہان کچھ عرصے کے بعد اُسکے ایک لڑکا پیدا ہوا اور اُسکا نام کیشوادت رکھا گیا اسکو غلطی سے لوگون نے گوہ لکھدیا ہے۔ وہ بیٹے کو ایک برہمنی لکھمناوتی نام کے حوالے کرکے خود چتا پر جل گئی یعنی ستی ہو گئی۔

بعض کتابون مین یون لکھا ہے کہ مہاراشٹر مین ایک راج تھا جسکی راجدھانی ناگالاتھی یہان کے راجاؤن کی قوت کو شال باہن نے خاک مین ملا دیا شال باہن ایک ذلیل قوم کا آدمی تھا اس نے اُس راجہ کا ملک فتح کر لیا جو قوم کا راجپوت سیسودیہ کی نسل سے تھا۔ شال باہن نے اس راجہ کے سارے خاندان کو قتل کیا مگر ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ جان سلامت لیکر نکل گئی اور ست پوری کے پہاڑون مین اُس لڑکے نے پرورش پائی یہی لڑکا چیتوڑ کے رانا کے بنس کا بانی ہوا چیتوڑ کے رانا سے اودیپور کے رانا پیدا ہوئے یہ بیان بہت گڈ بڈ اور غلط و خبط ہے تمدن ہند مین ہے کہ ہم دیکھ چکے ہین کہ اودے پور کا راجہ ہی وہ شخص ہے جو ایکہزار سال سے تخت وتاج کا مالک ہے

کیشوادت کا راجپوتانہ کے پہاڑون مین عزت پانا

کیشوادت گیارہ برس کی عمر مین کسی کا کہنا نہ مانتا تھا اور جنگلی بھیلون وغیرہ کے ہمراہ رہکر اکثر جانورون کے شکار سے اپنا دل خوش کیا کرتا تھا اُس کو چالاک و بیباک دیکھ کر میواڑ کے مغربی علاقے کے اندر ایدر اُس کی ابنائے گرد و نواحی بھیلون نے اپنا حاکم و راجہ بنا لیا ایک بھیل کے ہاتھ سے اسکو خون کا ٹیکا لگانا ٹاڈ وغیرہ نے غلط لکھا ہے اسکا موقع رانا ہمیر کے وقت مین آوے گا۔ کیشوادت کی اولاد آٹھ پیڑھی تک

بھارسی علاقے مین بطور سرداسون کے گذر کرتی رہی اور کئی مقامات پر اپنے نام سے گانوُن آباد کیے ۔ جو میواڑ کے شمالی حصے مین تیرت گاہ ایکلنگ کے آس پاس پائے جاتے ہین ۔
گرہ دت کے وقت مین جو کیشوادت سے آٹھوین پشت مین تھا بھارسی بھیلون نے جنکی دوستی اور دشمنی پر کچھ اعتبار نہ کرنا چاہیے حملہ کرکے سب گھرانے کو قتل کیا صرف ایک رانی مع اپنے بیٹے باپا کے جو اسوقت وہ تین برس کا تھا اپنے پروہت یعنی پجاری برہمن کے گھر چھپ رہی اور وہان سے ناگدا گانون مین آکر جو اودے پور سے دس میل شمالی طرف ہے باپا نے پرورش پائی ۔

نسب نامۂ خاندان میواڑ

(۱) باپا راول (۲) راول گہل (۳) بھوج (۴) شیل (۵) کال بھوج (۶) بھرتری بھٹ (۷) ادھ سنگھ (۸) سمہلیک (۹) کھمان (۱۰) النٹ (۱۱) نرباہن (۱۲) شکتی کمار (۱۳) شچی ورمہ (۱۴) نرورما (۱۵) کیرتی ورما (۱۶) ویرٹ (۱۷) ویری سنگھ (۱۸) بیجے سنگھ (۱۹) ارسی اول (۲۰) چونڈ سنگھ (۲۱) وکرم سنگھ (۲۲) کھیم سنگھ (۲۳) سامنت سنگھ (۲۴) سنگھا (۲۵) متھن سنگھ (۲۶) پدم سنگھ (۲۷) جیت سنگھ (۲۸) تیج سنگھ (۲۹) سمرسی (۳۰) رتن سی اول (۳۱) کرن سی اول (۳۲) رانا راہپ (۳۳) رانا نرپت (۳۴) دن کرن (۳۵) جس کرن (۳۶) ناگ پال (۳۷) پورن پال (۳۸) پرتھوی پال (۳۹) بھون سی (۴۰) بھیم سنگھ اول (۴۱) جے سنگھ اول (۴۲) گرڑھ لکشمن سنگھ یا لکم سی (۴۳) ارسی دوم (۴۴) اجے سی (۴۵) ہمیر اول (۴۶) کھیت سی (۴۷) لاکھا (۴۸) موکل (۴۹) کونبھا (۵۰) راے مل (۵۱) سانگا یا سنگرام (۵۲) رتن سی دوم (۵۳) بکرماجت (۵۴) اودے سنگھ (۵۵) پرتاب سنگھ اول (۵۶) امر سنگھ اول (۵۷) کرن سنگھ دوم (۵۸) جگت سنگھ اول (۵۹) راج سنگھ اول (۶۰) جے سنگھ دوم (۶۱) امر سنگھ دوم (۶۲) سنگرام سنگھ دوم (۶۳) جگت سنگھ دوم (۶۴) پرتاب سنگھ دوم (۶۵) راج سنگھ دوم (۶۶) ارسی سوم (۶۷) ہمیر سنگھ دوم (۶۸) بھیم سنگھ دوم (۶۹) جوان سنگھ (۷۰) سردار سنگھ (۷۱) سروپ سنگھ (۷۲) شنبھو سنگھ (۷۳) سجن سنگھ (۷۴) مہارانا فتح سنگھ

باپا راول کا حال

باپا اول شخص ہے جسنے موجودہ خاندان یعنی ریاست میواڑ کی بنا ڈالی اسکی اولاد کے قبضے مین اودے پور ڈونگر پور بانسواڑہ اور پرتاب گڑھ چار ریاستین راجپوتانے کے اندر موجود ہین جن کے سوا اور بھی کئی رئیس اس خاندان مین سے ہونیکا دعوے کرتے ہین باپا کو ہوش سنبھالتے ہی گائین چرانے کا کام سپرد ہوا جسکا راجپوت اور دوسری قومون مین کچھ عیب نہین گنا جاتا اسنے اپنی مان سے سنا تھا کہ مین چتوڑ کے موری راجہ کا رشتہ دار ہون اس واسطے اسنے چوپائی کے پیشے کو چھوڑ کر چتوڑ کا راستہ لیا جہان کہ خوبی قسمت نے اسکو پریشانی سے بڑے دسبے پر پہونچایا ۔
چتوڑ آنے پر رشتہ داری کے سبب باپا کی بڑی قدر ہوئی اور وہ گذر کے لائق جاگیر پاکر فوج مین ایک افسر

بنایا گیا۔ تھوڑے عرصے مین موری راجہ کو کسی بڑے دشمن سے مقابلے کی ضرورت ہوئی جسپر اسکے تمام ماتحت سرداران نے راجہ کی بدمزاجی اور باپا کی جلد ترقی سے جل کر کنارہ کیا باپا کو عمدہ موقع ملا کہ وہ تمام فوج کا افسر اعلے کیا گیا سرداروں کی جاگیرین ضبط ہوئین اور وہ شرمندگی اٹھا کر باپا کے شریک حال ہوئے۔ دشمن کو شکست دینے سے باپا نے تازہ ناموری اور قوت حاصل کی اور تمام سردار موری راجہ کو چھوڑ کر باپا سے مل گئے جن کی مدد سے اُسنے واپسی کے وقت چیتوڑ پر حملہ کر کے وہان قبضہ کر لیا۔

ٹاڈ نے لکھا ہے کہ راجہ موری کے جن دشمنون کو باپا نے شکست دی وہ عرب کے مسلمان معلوم ہوتے ہین جن کا افسر محمد ابن قاسم تھا لیکن یہ محض غلط ہے کیونکہ محمد ابن قاسم نے صرف سندھ کو فتح کیا تھا اور ملتان کو فتح کر کے ابھی وہ وہین مقیم تھا کہ خلیفہ ولید نے حکم دیا کہ تم آگے بڑھو اور ایک خط اپنی طرف سے راجہ قنوج کے نام لکھکر محمد ابن قاسم کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ اس خط کو ایلچی کے ہاتھ قنوج روانہ کرو جسکی تفصیل چچ نامہ مین یون دی ہے کہ محمد ابن قاسم نے اس کام کے لئے ابو حکیم شیبانی کو منتخب کیا اور دس ہزار سوار ونیز اسکو افسر اعلے کر کے قنوج کیطرف روانہ کیا اور خود ملتان ہی مین مقیم رہا ابو حکیم شیبانی اپنی فوج لے ہوئے مقام اودیپور تک گیا مگر وہان تک جانے مین اُسے تجربہ ہو گیا کہ اتنا بڑا لشکر لیکر قنوج تک جانا دشوار ہے اور سپاہیون کو بڑی تکلیف و زحمت ہوگی اس خیال سے خود تو اودیپور مین ٹھہر گیا اور اپنی طرف سے زید بن کلابی کو روانہ کیا قنوج پر اُن دنون رائے جیتھل رائے کے بیٹے ہرچند کی حکومت تھی جو ہندوستان کے عام راجاؤن مین سربرآوردہ اور زبردست تھا تمام ہندوستان کے راجے اُسکی عظمت کو مانتے تھے قنوج کے راجہ نے ولید بن عبدالملک کا خط کھولا پڑھوایا اور نہایت برہم ہو کے جواب دیا کہ یہ ملک تقریباً ایکہزار چھ سو برس سے ہمارے زیر فرمان ہے کبھی کسی دشمن کو اتنی جرات نہ ہوئی کہ ہماری سرحد مین قدم رکھ سکے جب ہماری ایسی قوت ہے تو غنیم لوگ ایسے محال و بے سرو پا ارادے اپنے دل مین پیدا کرین تو نجھے کچھ پروا نہین اور سفیر سے کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جا کر کہدو کہ اب لڑائی ہی فیصلہ کرے گی یا تو مین فتحیاب ہونگا یا تم مجھپر غالب آؤگے صلح و جنگ کا اُسیوقت فیصلہ ہوگا جب ایک کو دوسرے کی عظمت کا امتحان ہو جائیگا سفیر یہ جواب لیکر ابو حکیم شیبانی کے پاس آیا اور وہ مع تمام لشکر کے محمد ابن قاسم کے پاس پہونچا جب رائے ہرچند کا یہ جواب محمد ابن قاسم نے سنا تو اُس نے قنوج پر حملہ آوری کا سامان شروع کیا لیکن ۹۵ھ ہجری مطابق ۷۱۳ء مین اُسکا چچا حجاج مرگیا اور ۹۶ھ ہجری مین ولید کا انتقال ہو کر اُسکا بھائی سلیمان بن عبدالملک جانشین ہوا اُسنے محمد ابن قاسم کو ولایت سندھ سے معزول کر کے واپس بلا لیا۔ اس مضمون مین اودیپور کا لفظ غلط لکھا گیا ہے اُسوقت تک اُسکی آبادی کا نام و نشان بھی نہ تھا بلکہ چچ نامے کی تصنیف کے وقت تک میواڑ مین یہ شہر آباد نہ ہوا تھا کیونکہ چچ نامہ سنہ ۶۱۳ھ ہجری مین بنا ہے اور اودیپور سنہ ۹۷۵ھ ہجری مین رانا اودے سنگھ نے اکبر سے چیتوڑ پر شکست پا کر آباد کیا ہے غالباً اودے پور کوئی اور مقام ہوگا اور دیبور

کی جگہ چیتوڑ ہونا چاہیئے چنانچہ ٹاڈ راجستان کے ایک مقام مین لکھا بھی ہے کہ محمد بن قاسم کے حملہ چیتوڑ پر داہر والی سندھ نے موری راجہ کے خاندان کی مدد کی تھی اور محمد بن قاسم ڈونگرپور تک گیا تھا ۔
اس جملۂ معترضہ کے بعد معلوم ہو کہ چیتوڑ کے دشمن جن کو باپا نے مغلوب کیا مغربی میواڑ کے فسادی بھیلون کو سمجھنا چاہیئے جن کو کسی لوٹ مار کے عوض سزا دیگئی ۔

چیتوڑ پر باپا کا قبضہ

بیان کیا جاتا ہے کہ باپا جب سمبت ۷۸۴ مطابق سنہ ۷۲۸ء مین اپنے ماموں راجہ مان موری کو نکال کر اسکے سرداروں کی سازش سے چیتوڑ پر قابض ہوا تو چودہ یا پندرہ برس کا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غارت ولبھی سے ایک سو نوّے برس کے بعد سنہ ۷۱۳ء یا ۷۱۴ء مین پیدا ہوا یہ وقت ایسا تھا کہ مسلمان بادشاہ ہندوستان مین موجود نہ تھے غرض کہ اس خاندان کو میواڑ مین قائم ہوئے بارہ سو برس کے قریب زمانہ ہوا ۔
چیتوڑ پر قبضہ پانے کے بعد باپا کو راول کہنے لگے کرنل ٹاڈ وغیرہ زبانی روایتون سے لکھتے ہین کہ باپا نے سو برس کی عمر مین وفات پائی اور یہ بھی بیان کرتے ہین کہ وہ آخر عمر مین خراسان کی طرف چلا گیا جہان غیر قوم کے لوگون مین بیاہ شادی کر کے بہت سی اولاد چھوڑ مرا لیکن یہ غلط ہے ایک مذہبی کتاب سے جسکا نام ایکلنگ مہاتم ہے اور جو اسوقت سے کچھ اوپر چار سو برس کی بنی ہوئی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ باپا نے سمبت ۸۱۰ مطابق سنہ ۷۵۳ء مین سنیاس لیا یعنی دنیاداری کو ترک کیا یہ اُسی حالت مین گوارا کیا جاتا ہے جبکہ زندگی کی امید نہین رہتی پس اسکے برس دو برس کے بعد باپا کا انتقال سمجھ لینا چاہیئے جسکے حساب سے اکتالیس سال کی عمر ہوتی ہے سو برس کی تعداد بے ثبوت مبالغے کے ساتھ بیان کر دی گئی ہے جیسے کہ پرانے زمانے کے نامور لوگونکی عمرین ہزارون تک کہنا اولاد کا نمبر سیکڑون تک پہونچانا اور اُنکی ذات مین خدائی اوصاف قائم کرنا ایک معمولی بات ہے اور باپا کا ترک دنیاداری کرنا بطور کفارے کے ہو کا اس گناہ کے سبب سے کہ مفلوک حالت مین اپنے ماموں موری راجہ کے پاس آیا اور عزت دینے کے عوض مین اسکے ساتھ دغا کی ۔
ٹاڈ لکھتا ہے کہ باپا فتح چیتوڑ سے تھوڑے عرصے کے بعد سارشترہ کو گیا اور دختر راجہ اسپ گول والی بندر دیو سے شادی کی اس رانی سے اپراجیت تولد ہوا چونکہ یہ چیتوڑ مین پیدا ہوا تھا اسلیے اپنے باپ کا ولیعہد مقرر ہوا اور بڑا بیٹا اسیل یا اسیر جو دختر کا یہ قوم پرمار والی کالی یار سے کہ دوارکا کے متصل واقع ہے تولد ہوا تھا حکومت ملنے سے محروم رہکر سوراشٹر کا مالک جا بنا اور وہان ایک قلعہ طیار کر کے اُسکا نام اسیر گڑھ رکھا اسکی اولاد اسیل گہلوت کہلاتی ہے یہ قول بھی غلط ہے اسلیے کہ چودہ یا پندرہ برس کی عمر مین باپا کا چیتوڑ لینا مانا جاتا ہے یقین نہین آتا کہ اُسکے کوئی بیٹا موجود ہو کیونکہ باپا کی نابالغی کے علاوہ راجپوت لوگ کم عمری مین شادی نہین کرتے تھے ۔ علاوہ اسکے باپا نے چیتوڑ لینے تک نہایت افلاس کی حالت مین ایک برہمن کے گھر اپنی

مان کے ساتھ روٹی کپڑے پر پرورش پائی تھی جہان اُسکی مان گھر مین کام کاج کرتی تھی اور باپا گائین چرایا کرتا تھا اسی برہمن کی صحبت کی وجہ سے باپا کو مہادیو کی پرستش کی عادت پڑی تو ایسی حالت مین اس غریب کو بیرمار قوم کا ایک رئیس کیسے بیٹی دیدیتا تیسرے ریاست اودیپور کے نسب نامے مین جو مختلف کتبون سے درست کیا گیا ہے باپا کا بیٹا گھل درج ہے جس سے یہ قوم گھلوت یعنی گھل کی اولاد کہلاتی ہے۔

آسیر کی بابت شاہجہان نامے مین لکھا ہے کہ اُسکو آسا اہیر نامی نے بنایا تھا اوس کا نام آسا اہیر گڈھ رکھا گیا تھا اب اُسکو لوگ کثرت استعمال سے آسیر بولنے لگے ہین۔

۹ - راول کھمان

راول کھمان کو کرنل ٹاڈ نے باپا سے چوتھی پشت پر سنہ ۸۱۲ء مین راجہ ہونا لکھدیا ہے لیکن اصل یہ ہے کہ راول کھمان کو باپا سے نوین پشت مین گنا جاتا ہے اور باپا راول کی موت درمیانی آٹھوین صدی عیسوی مین صحیح مانی جاتی ہے اگر کرنل ٹاڈ کے قول پر یقین لاکر باپا کی عمر سو برس قبول کی جاے تو سنہ ۸۱۲ء مین اسکو زندہ ماننا پڑے گا کیونکہ باپا کا سال پیدائش سنہ ۷۱۳ء لکھا گیا ہے پس اسطرح باپا کے سامنے جبکہ کوئی بڑا فساد بھی درپیش نہ تھا آٹھ پشت گذر جانا اور کھمان کا راج پانا صریح غلط ٹھہرتا ہے ایک کتبے سے کھمان کے پوتے نرباہن کا عہد سمت ۱۰۱۰ مطابق سنہ ۹۵۳ء ظاہر ہوتا ہے پس کھمان کا وقت نرباہن سے پچاس برس پہلے یعنی شروع دسوین صدی عیسوی مین سمجھنا چاہئے جس سے باپا کے عہد تک پونے دو سو برس کا زمانہ اندازکے ساتھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔

کسی ہندی کتاب مین محمود خراسانی کا حملہ چتوڑ کی طرف لکھدیا ہے جسکو کرنل ٹاڈ نے اس خیال سے کہ سلطان محمود غزنوی نے شروع گیارھوین صدی عیسوی مین کھمان سے بہت عرصہ بعد ہندوستان پر چڑھائی کی ہے خلاف سمجھکر اپنے قیاس سے مامون بنا لیا ہے اسی بے ثبوت بات کو راجہ شیو پرشاد وغیرہ نے بھی جن کے پاس بڑا مسالا تاریخ کا الفنسٹن وغیرہ کی نقل کرنے کے سوا نہ تھا کرنل ٹاڈ سے لیکر اپنی پُر تعصب کتابون مین درج کردیا ہے کہ چوبیس لڑائیان ہونے پر مامون چتوڑ سے ہٹایا گیا۔

یہ بیانات محض غلط ہین خلیفہ مامون کا عہد کھمان سے سو برس پہلے ہے وہ سنہ ۸۱۳ء سے سنہ ۸۳۳ء تک بیس برس حکومت کرکے گذر گیا کوئی خلیفہ فوج لیکر ہندوستان یا کسی دوسرے ملک مین نہین گیا سبحان اللہ کیا تاریخی معلومات ہین کہ مامون اور کھمان کے عہدون مین جو سو سال کا فاصلہ ہے ایک ہی لقمے مین ہضم کرگئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے زمانے مین محمود اور کھمان کی شہرت و بہادری کا حال سنکر لوگون نے غلط قصہ بنایا جسکو اورون نے بغیر سوچے سمجھے کتابون مین لکھدیا۔ تاریخی اسرار سے یہ ناواقف مورخ یہانتک لکھتا ہے کہ مامون کی مہمون سے کھمان کی شہرت دوست اور دشمن مین دور تک خوب پھیلی اور مدت تک اُسکے ہموطنون کے دل مین مسلمانون سے لڑنے کے وقت اُسکے نام سے شجاعت پیدا ہوتی رہی۔

کہتے ہین کہ برہمنون کے کہنے سے اُسنے اپنے بیٹے جوگ راج کو حکومت سپرد کردی مگر پیچھے اُسنے پھر اپنا راج لے لیا اور دریافت کیا کہ برہمنون کی نصیحت مین دغا بازی تھی اسلیے بہت سے برہمنون کو مروا ڈالا اور اُنکی نسل غارت کرنے کا ارادہ کیا آخرش کھمان کو اُس کے بیٹے نے مار ڈالا مگر اُس پدر کُش سے اُسکے باپ کے امرانے بدلا لیا۔

۱۰ ۔ الّٹ

یہ کھمان کے بعد قوم جین کی ایک روایت کے بموجب سمبت ۹۲۳ مطابق ۸۶۶ء مین حکمرانی کرتا تھا۔

۱۱ ۔ نرباہن

یہ کھمان کا پوتا ایک کتبے کے بموجب سمبت ۱۰۰۹ مطابق ۹۵۲ء مین حکومت پر سرفراز تھا۔

۲۸ ۔ تیج سی

ٹاڈ کا خیال یہ ہے کہ یہ شخص سمبت ۱۱۲۰ مطابق ۱۰۶۴ء مین گدی نشین ہوا تھا اور جب مسلمانون نے مبیلدیو پر حملہ کیا تو اُسکی مدد کے لیے پشکر کے مقام پر اُسکے شامل ہوا تھا اور عرصے تک راج کرنے کے بعد پشکر کی لڑائی مین مسلمانون کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ چند بھاٹ نے جو فقرہ بطور دیباچہ تاریخ اپنے راجہ پرتھی راج اولاد مبیلدیو کے لکھا ہے اور اُسکے ہمراہیون اور جاگیردارون کو نام بنام گنوایا ہے کہ وہ اکر مبیلدیو کے شامل ہوے اُس مین تیج سی کو بڑے فخر سے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ گھلوت جو روئی گروہ مجموعی کا تھا آیا۔

۲۹ ۔ راول سمرسی

سمرسی راول باپا سے انتیسوین پشت مین تھا جسکی بابت کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ چتوڑ والا سمرسی پرتھی راج کی چڑھائی مین انہلواڑہ پٹن کے راجہ پر اُسکا شریک تھا اور اُسکے ساتھ گیا تھا اور پھر اسی مورخ نے سمرسی کا راجہ پرتھی راج کے ہمراہ سندھ پار جاکر شہاب الدین غوری کے مقابلے پر قتل ہونا لکھدیا ہے سمرسی کا اس جنگ مین شریک ہونا پرتھوی راج راسہ نام کتاب سے بیان کیا گیا ہے جو شاعری کا ایک بڑا ذخیرہ ہونے کے سوا تاریخی معاملات مین کچھ بھی قابل اعتبار نہین ہے راسہ مین لکھا ہے کہ گیارھوین صدی عیسوی کے اندر سندھ پار پرتھی راج نے شہاب الدین سے آخری جنگ کی سو یہ محض غلط ہے وہ لڑائی آخری بارھوین صدی عیسوی مین سرہند مقام کے پاس جو شہاب الدین غوری کی سرحد تھا واقع ہوئی اور کامیابی کے بعد شہاب الدین نے پنجاب کے سوا جو پہلے سے اُسکے قبضے مین تھا تمام شمالی ہندوستان فتح کرلیا۔ اگر پرتھوی راج راسہ کا بنانے والا چند نام بھاٹ اُس زمانے مین موجود ہوتا تو لڑائی کے موقع اور وقت مین ہرگز ایسی غلطی نکرتا جو دوسری سندون کے مقابل صاف غلط معلوم ہوتی ہے۔ اسکے سوا سمرسی کو اُس واقعہ مین شریک کرنے کی دوسری غلطی ہے کیونکہ اُسکے عہد کے تین صحیح کتبات سمبت ۱۳۳۱ ۔ و سمبت ۱۳۳۴ ۔

اور سمبت ۱۳۴۴ یعنی ۱۲۶۷ء سے ۱۲۸۷ء تک کے دستیاب ہو گئے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پرتھی راج کے ہمراہ ان کتبون کے لکھے جانے سے سو برس پہلے ۱۱۹۲ء کی لڑائی مین کوئی اور شخص سمرسی راول کے بزرگون مین سے کام آیا ہوگا۔ اگر سمرسی اوس وقت مین مارا جاتا تو سو برس کے بعد کتبات کندہ کرانے کو اسکی روح نہین آ سکتی تھی۔

۳۰۔ راول رتن سی اول

سمرسی کے دو بیٹون رتن سی اور کنبھ کرن مین سے پہلا راج کا مالک ہوا اور دوسرا دکن اور وہان سے نیپال کیطرف چلا گیا۔ جسکی اولاد مین ہونے کا دعوے نیپال کے راجہ کرتے ہین رتن سی کا عہد آخر تیرھوین صدی عیسوی مین سمجھنا چاہیئے کیونکہ اسکے باپ سمرسی کا وقت اسی عرصہ مین ختم ہونا خیال کیا جاتا ہے جیسا کہ سمبت ۱۳۴۲ مطابق ۱۲۸۵ء کے کتبے سے ظاہر ہوتا ہے۔ رتن سی اول کے عہد مین علاء الدین محمد الملقب بہ سکندر ثانی نے جو خلجی خاندان کا دوسرا بادشاہ تھا اور ۲۲ ذیحجہ ۶۹۵ ہجری مطابق ۱۲۹۵ء مین اور بقول فرشتہ ۶۹۶ ہجری مطابق ۱۲۹۶ء مین تخت نشین ہو کر ۲۰ سال چند ماہ حکومت کر کے شب ششم ماہ شوال ۷۱۵ ہجری مطابق ۱۳۱۵ء مین راہی ملک عدم ہوا قلعہ چتوڑ کا محاصرہ اس ارادے سے کیا کہ راول کے محل مین سے پدمنی رانی جو نہایت خوبصورت بیان کیجاتی تھی اسکے حوالے کی جاے جیسا کہ اودیپور کی ریاست کی بنوائی ہوئی تاریخ مین مذکور ہے اور یہ انتہا درجے کی غلطی ہے بلکہ شہنشاہ نے محض ملک گیری کے ارادے سے قلعہ رنتھنبور لیکر چتوڑ کی تسخیر کا قصد کیا تھا فتح چتوڑ اور گرفتاری رتن سی تک اسکو اس بات کا بالکل علم نہ تھا بلکہ وہ دہلی واپس چلا گیا اسکے بہت عرصے کے بعد اس بات کا حال معلوم ہوا جیسا کہ آگے چلکر تاریخ فرشتہ سے نقل کیا جاے گا اور یہ بھی یاد رہے کہ پدمنی رتن سی کی رانی نہ تھی بیٹی تھی بہر صورت سلطان نے کامل چھ ماہ کے محاصرے کے بعد جبراً و قہراً قلعہ مذکور محرم ۷۰۳ ہجری مطابق ۱۳۰۳ء مین فتح کر لیا جیسا کہ تاریخ فرشتہ مین مذکور ہوا اور یمین الدین ابو الحسن امیر خسرو نے خزائن الفتوح مین قلعہ کی فتح کی تاریخ ۸ جمادی الاخرے ۷۰۲ ہجری (مطابق ۱۳۰۲ء) روز دوشنبہ لکھی ہے یہان کے ملکی لوگون کی زبانی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ چتوڑ کے پہاڑ کے جنوبی طرف جو اس سے ملا ہوا اونچا اور چوڑا ٹیلا ہے وہ اس بادشاہ نے بنوا کر ادھر سے حملہ کرایا تھا نام اس ٹیلے کا چتوڑی مشہور ہے اور چونکہ اوپر سے راجپوت مارتے تھے بہت سے مزدورون کے کام آنے اور انکو فی ٹوکری مٹی خاطر خواہ مزدوری دینے کے بعد یہ ٹیلہ تیار ہوا یہانتک مبالغہ کرتے ہین کہ آخر مین جب بہت مزدور کام آنے لگے تو فی ٹوکری ایک اشرفی دیجاتی تھی)، فرشتہ کہتا ہے کہ شہنشاہ یہان کچھ دنون قیام کر کے اپنے بڑے بیٹے خضر خان کو چتوڑ کی حکومت سپرد کر گیا اور راجہ رتن سی والی چتوڑ کو قید کر کے اپنے ساتھ لے گیا خضر خان نے اس مقام کا نام خضر آباد رکھا اور قلعہ کے قریب والی ندی پر پل بنوایا۔ جو ابتک سواے دو طرفہ کنارے ٹوٹ جانے کے موجود ہے علاء الدین محمد شاہ کی حکومت کے وقت کا ایک کتبہ جسمین تاریخ ۱۰ ذی الحجہ ۷۰۹ ہجری (مطابق ۱۳۱۰ء)

درج ہین آبادی چتوڑ سے باہر پارسولی کے راستے پر ایک مقبرے کے اندر ملا ہے اُس مقبرے مین کسی سردار کی
قبر معلوم ہوتی ہے جو چتوڑ کی لڑائی کے بعد وہان مرا۔ اُس کتبے کے اشعار یہ ہین۔

شہریار جہان محمد شاہ　　آفتاب زمان و ظل الہ

ابوالمظفر سکندر ثانی　　شد مسلم بر وجہان بانی

عشر ذی الحجہ موسم قربان　　سال بُد ہفصد و نہ از ہجران

تا بود کعبہ قبلۂ عالم　　باد ملک شہ بنی آدم

فرشتہ کہتا ہے ایک عرصے کے بعد بادشاہ کو یہ خبر ملی کہ راجہ کے گھر مین ایک بیٹی ہے جو نہایت خوبصورت اور
پدمنی ہے راجہ کو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ اگر اپنی رہائی چاہتے ہو تو اُس عورت کو یہان بلا دو راجہ نے اپنے اہل و
عیال کو جو میواڑ کے کوہستان مین رہتے تھے کہلا بھیجا کہ اُس لڑکی کو یہان بھیجدین جب یہ بات راجپوتون کو معلوم
ہوئی تو انھون نے راجہ کی بے ہمتی پر نفرین کی اور چاہا کہ تھوڑا سا زہر پسوا کر پوڑیا اُسکے پاس بھیجدین کہ اُسکو کھا کر
سو جائے اور بے غیرتی کا دھبہ اپنے اوپر نہ لگائے راے کی بیٹی نہایت عقل مند تھی اُسنے یہ صلاح نا پسند کی اور کہا
کہ مین جو تدبیر بتاتی ہون اُسکو کرنا چاہیے راے بھی چھوٹ آئے گا اور بے غیرتی تک بھی نوبت نہ پہونچے گی
اور وہ تدبیر یہ تھی کہ بہت سے میانے اور ڈولیان تیار کرکے اُنمین مسلح راجپوتونکو بٹھایا جائے اور دہلی کو بھیجا جائے اور یہ مشہور
کیا جائے کہ پدمنی اور راجہ کے تمام اہل و عیال لشکر شاہی مین آئے ہین جب شہر مین پہونچ جائین تو محبس کے
دروازے پر رات کو راجپوت پہونچکر میرے باپ کو چھڑا کر اور گھوڑے پر بٹھا کر بھگا دین اور جو کوئی مانع آئے
اسکا کام تمام کردین سب نے یہ راے پسند کی اور بہادرونکی ایک جماعت سوار کرا کے دہلی کو اسیطرح بھیجی
پہر رات گئے یہ تمام میانے اور ڈولیان شہر مین پہونچین اور یہ بات مشہور کردی کہ پدمنی راجہ کے تمام متعلقین کے ساتھ
آئی ہے جب محبس کے پاس پہونچے تو راجپوتون نے کود کود کر اور تلوارین سونت کر محافظان جیل کو قتل کرنا شروع کیا
اور راے کی زنجیر کاٹ کر اُسے گھوڑے پر سوار کرا کے نکالدیا جو راجپوت شہر کے باہر انتظار مین کھڑے تھے راول
اُنکے ساتھ اپنے ملک کو چلا گیا۔ بادشاہ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو سوار تعاقب کو دوڑائے جہان
مقابلہ ہوا راجپوتون نے لڑکر پسپا کردیا اور راول ہزار خرابی اپنے ملک مین داخل ہوگیا اور اب چتوڑ کے آس پاس
لوٹ مار شروع کردی بادشاہ کے پاس راول کا بھانجا حاضر تھا بادشاہ نے خضر خانکی حکومت سے قلعہ کو نکالکر
اس شخص کو دیدیا اُسنے وہان پہونچکر قبضہ جمالیا اور تمام راجپوت اُسکی حکومت سے راضی ہوگئے اور وہ مرتے دم تک
بادشاہ کا وفادار رہا اور ہر سال بہت سے تحائف لیکر دہلی مین بادشاہ کے پاس حاضر ہوتا۔ خلعت اور گھوڑا
اور ہاتھی پاکر لوٹ جاتا اور بادشاہ جہان اُسے بھیجتا پانچہزار پیادے اور دس ہزار سوار لیکر وہان جاتا۔
ریاست اودے پور کے چھاپے خانے مین ریاست کے مصارف سے تحفۂ راجستان نام کتاب چھپی ہے اُسمین
لکھا ہے علاء الدین نے اول بار اول رتن سی سے قلعہ چتوڑ فتح کرکے مارواڑ کے پربار راجہ کو دیدیا تھا

اس سے معلوم ہوا کہ یہ پرمار راول رتن سی کا بھانجا تھا لیکن اس کتاب مین پرمار کا لفظ غلط لکھدیا ہے پرہار
چاہیئے کیونکہ اسوقت مارواڑ مین پرہار پر حکومت تھے اور منڈور انکی راجدھانی تھی اسی کتاب سے ڈونگر پور کے
حالات کے ضمن مین ثابت ہوتا ہے کہ راول رتن سی مارا گیا تھا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ علاءالدین کے مقابلے پر کام آیا تھا
مسلمان شعرا نے رتن سین اور پدماوت کی عشق بازی کے قصے مین خوب رنگ آمیزی کی ہے کہ راجہ رتن سین پدماوت کو
کے حسن و جمال کا ذکر طوطے کی زبانی سنکر غائبانہ عاشق ہو کر بہت سے رفیقون کے ساتھ جوگیانہ لباس مین سنگلدیپ
کو گیا اور پدماوت کو خفیہ پیغام دیکر اپنے اوپر مبتلا کر لیا۔ اور ایک شب پدماوت کے اشارے سے اسکے ملنے کے واسطے
زنانے مقامات کیطرف جاتا ہوا چور سمجھا جا کر پکڑا گیا اور اسکی ہلاکت کا حکم صادر ہوا آخرکار پدماوت کے باپ
گندھرپ سین کے پاس سداشیو نے برہمن کے لباس مین پہونچکر طوطے کی زبان سے رتن سی کا مفصل حال سنوایا جس
گندھرپ سین کو یقین ہو گیا کہ یہ چتوڑ کا راجہ ہے برہمن کے لباس مین پدماوت کو اسکے ساتھ بیاہ دیا اور وہ رانی کو لیکر
چتوڑ چلا آیا۔ علاءالدین سلطان دہلی بھی پدماوت کے حسن عالم سوز کا حال راگھو برہمن کی زبان سے سنکر اسکا
مشتاق ہو گیا اور پدماوت کو حاصل کرنے کے لیے چتوڑ پر بڑے لشکر کے ساتھ چڑھ آیا جب لڑتے لڑتے تھک
گیا تو راجہ کو آشتی کا پیغام دیا اور جریدہ قلعہ پر راجہ کے پاس گیا اور محلات کی سیر کرتے کرتے ایک مقام پر بیٹھ گیا اور
راگھو کے اشارے سے اپنے سامنے آئینہ رکھ لیا پدماوت بادشاہ کی آمد کا حال سنکر لب بام پر آئی عکس اس
آئینہ مین پڑا اور بادشاہ دیکھکر محو دیدار ہو گیا اور رتن سین کی تالیف قلب کرکے بادشاہ اسکو قلعہ سے باہر نکال لایا
اور اپنے لشکر مین پہونچکر اسے قید کرکے دہلی کو لے گیا آخرکار راول کے دو بھانجون رگھورا و بادل نے یہ مشہور
کیا کہ پدماوت بادشاہ کے پاس دہلی مین آتی ہے اور اسطرح بادشاہ کو چھل دیکر اوسکو قید سے چھڑا کر بھگا دیا
اور وہ چتوڑ مین داخل ہو گیا یہان پہونچکر اسے معلوم ہوا کہ ایک ہندو رئیس دیوپال نام نے پدماوت کو
اپنے ساتھ بد اصلت کا پیغام بھیجا تھا اسلئے اسے غیرت آئی اور اپنے رقیب کو مار کر خود بھی مارا گیا پدماوت
اور ناگمت دونون رانیان اسکے ساتھ ستی ہوئین جب علاءالدین گورا کی سپاہ سے لڑتا بھڑتا اور اس کو
تباہ کرکے چتوڑ پہونچا تو پدماوت کے جل مرنے کا حال سنکر نہایت متاسف ہوا اور اسکے بیٹے کنول سین کو
ریاست بخش کر لوٹ گیا اول اول اس قصے کو سولھوین صدی عیسوی شیر شاہی عہد مین ملک محمد جائسی نے
بھاشا زبان مین نظم کیا پھر عاقل خان رازی نے زبان فارسی مین موزون کیا اسکے بعد میر ضیاءالدین
عبرت و غلام علی عشرت نے نظم اردو کے قالب مین ڈھالا

۳۱۔ راول کرن سنگھ

تحفۂ راجستھان اور بیر بنود مین لکھا ہے کہ راول رتن سی کے قتل ہونے کے بعد اسکا بیٹا کرن سی میواڑ کے
مغربی علاقے مین جا رہا اور اپنا وقت پہاڑی علاقے کی لڑائی مین صرف کیا مختلف ہندی کتابون سے ظاہر
ہوتا ہے کہ اسکے دشمنون مین سے منڈور کا رانا موکل پرہار اکثر میواڑ کا علاقہ لوٹ لے جایا کرتا تھا

جسکی سزادہی کے واسطے کرن نے اپنے بیٹونکو ہدایت کی بڑے بیٹے ماہپ سے اسکا کچھ بندوبست نہو سکا
لیکن چھوٹا کنور راہپ چڑھائی کرکے موکل کو منڈور سے گرفتار کر لایا جس سے باپ نے خوش ہوکر اسے
ولیعہد قرار دیا اور رانا کا خطاب بھی منڈور والے سے ضبط کرکے اسے عنایت کیا وہی اب تک خاندان
میواڑ مین چلا آتا ہے ۔
کرن کے بڑے بیٹے ماہپ نے جو بڑے دشمنون کے مقابل زور آزمائی کی طاقت نرکھتا تھا رنج و نا امیدی
کے ساتھ علیحدگی اختیار کرکے میواڑ کے جنوبی ویران علاقے مین جہان اب ڈونگر پور آباد ہے رہنا اختیار کیا
اور قدیم خطاب راول اسی کے گھرانے مین رہا جو اب تک اسکی نامور اولاد یعنی ڈونگر پور اور بانسواڑے
والون کے نام پر بولا جاتا ہے ۔

۳۲ - رانا راہپ

رانا راہپ کو درمیانی چودھوین صدی عیسوی مین ملک حاصل ہوا وہ پہلا شخص ہے جو راول کے
عوض میواڑ کا رانا کہلایا اور جسکی اولاد نے سیسود مقام مین قیام رکھنے کے سبب سیسودیہ نام پایا ۔
کرنل ٹاڈ نے راہپ کی مسندنشینی سمبت ۱۲۵۷ مطابق ۱۲۰۱ء مین لکھدی ہے جو صحیح نہین ہوسکتی کیونکہ
ایک کتبے سے سمبت ۱۳۴۳ مطابق ۱۲۸۶ء تک راول سمرسی کا عہد ثابت ہوتا ہے جو راہپ سے
تین پشت پہلے تھا ۔
کہتے ہین کہ رانا راہپ نے منڈور کے رانا موکل پر ہارسے قلعہ چتوڑ گڑھ جو علاء الدین کے حکم سے اسکے قبضے
مین تھا چھین لیا لیکن یہ تحقیق کے خلاف معلوم ہوتا ہے ۔ سیسودیون کے قبضے مین ابھی چتوڑ نہین آیا تھا
جبکہ ایک زبردست شہنشاہ تخت دہلی پر قائم تھا تو راہپ اسکے ایک ماتحت سے چتوڑ کو کیسے لے سکتا تھا
راہپ کے بعد نرپت (۳۳) ، نربہے (۳۴) ، دن کرن (۳۵) ، جسکرن (۳۶) ، پال (۳۷) ، بھون پال (۳۸) پتھوی (۳۸)
لڑائی جھگڑون سے مارے گئے ۔

۳۹ - رانا بھونسی وغیرہ

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے چتوڑ لینے کے واسطے مسلمانون سے مقابلہ کرکے جانین دین اور راجہ جانی
کو ساتوین شخص (۳۹) بھونسی نے کوشش کرکے واپس لیا کیونکہ سلطان علاء الدین کے بعد خود تخت گاہ
دہلی مین بڑی ابتری پیدا ہوگئی تھی ایسی حالت مین دور دست علاقون پر کیسے قابو رہ سکتا ۔ علاء الدین
کے بعد ۷۱۵ھ مین اسکا بیٹا شہاب الدین عمر بادشاہ ہوکر ۳ ماہ کے بعد مرگیا اسکے بعد علاء الدین کا دوسرا بیٹا
قطب الدین مبارک شاہ ۷۱۶ ہجری مطابق ۱۳۱۷ء مین تخت نشین ہوکر ۴ سال ایک ماہ حکومت کرکے
۷۲۰ ہجری مطابق ۱۳۲۰ء مین مارا گیا اسکے بعد حسن خان الملقب بہ سلطان ناصر الدین خسرو ربیع الاول
۷۲۰ ہجری مطابق ۱۳۲۰ء مین بادشاہ ہوکر آخر ماہ رجب ۷۲۱ ہجری مطابق ۱۳۲۱ء مین قتل ہوا ۔

بھون سی کے بعد (۴۰) بھیم سنگھ اول اور (۴۱) جے سنگھ اول کے وقت مین بھی فساد برپا رہا۔

۴۲۔ رانا گڑھ لکشمن سنگھ وغیرہ

لکم سی یعنی گڑھ لکشمن سنگھ کے وقت مین چیتوڑ دوبارہ ہاتھ سے نکل گیا اور وہ مع اپنے ولی عہد (۴۳) ارسی وغیرہ کے لڑکر مارا گیا۔ رانا کا دوسرا بیٹا اجے سی کیلواڑے کی طرف بھاگ گیا۔ اس جھگڑے کو کرنل ٹاڈ نے علاء الدین خلجی کی لڑائی خیال کرلیا ہے لیکن یہ غیاث الدین تغلق شاہ کا حملہ ہے جو ۷۲۱ ہجری مطابق ۱۳۲۱ء مین عنان سلطنت ہاتھ مین لیکر ۷۲۵ ہجری مطابق ۱۳۲۵ء عالم آخرت کا راہرو ہوا۔ سلطان علاء الدین بیس برس سلطنت کرکے ۱۳۱۵ء مین گذر گیا تھا اور اسکے بیٹے مبارک شاہ خلجی کے قتل ہونے کے بعد ۱۳۲۱ء مین تغلق خاندان نے دہلی کی سلطنت سنبھالی تھی۔

اب ٹاڈ صاحب کی تحریر ملاحظہ ہو کہ ایام خردسالی مین لکشمی کا محافظ بھیم سی تھا وہ ہمیر سنگھ چوہان ساکن سیلان کی دختر سے منسوب تھا چونکہ یہ لڑکی بڑی حسین تھی اسلئے اسکو پدمنی کہتے تھے۔ اسکی خوبصورتی کی سارے ملک مین شہرت ہو رہی تھی آخرکار علاء الدین نے بھی اس کا تذکرہ سنا اور اسے اپنی بیگم بنانے کا آرزومند ہوا وہ ایک جرار فوج چیتوڑ پر چڑھا لایا اور اسکا محاصرہ کرلیا لیکن بہادر راجپوت اپنے راجہ اور رانی کی خاطر اس عمدگی سے لڑے کہ خلجی بادشاہ چیتوڑ کو فتح نہ کرسکا تب علاء الدین نے کہا کہ میری تمنا تو صرف پدمنی کو دیکھنا ہے اور وعدہ کیا کہ اگر میری بات مان لی جائے تو اپنا لاؤ لشکر لیکر دہلی کو واپس چلا جاؤنگا بھیم سی نے جواب دیا کہ بادشاہ بالمشافہہ رانی کا چہرہ تو نہین دیکھ سکتا البتہ ایک آئینہ اسکے سامنے رکھ دیا جائے گا جسمین پدمنی کا چہرہ تو دکھائی دے مگر وہ خود نظر نہ آئے لیکن اسے چیتوڑ کے اندر دو ایک محافظون کے ساتھ آنا ہوگا۔ علاء الدین نے یہ بات مان لی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ راجپوت راجہ اپنی بات پوری کر دکھائےگا اور اسے کچھ بھی تکلیف نہین پہونچائےگا اسیواسطے وہ صرف دو ایک آدمیونکے ساتھ قلعہ کے اندر چلا گیا اب وہ راجپوتون کے قابو مین تھا جو چاہتے اسے مار ڈالتے مگر وہ قول کے پورے تھے بادشاہ نے آئینے مین پدمنی کا چہرہ دیکھا (یہ بات نہایت لغو ہے ایک نہایت زبردست مدبر بادشاہ ناعاقبت اندیشانہ کام اسطرح کبھی نہین کرتا اور نہ رانا سے چیتوڑ ایسی بچون کی سی حماقت آمیز درخواست کو منظور کرکے اپنے حق مین آپ کانٹے بوتا) اسکے بعد روشن خیال محقق مؤرخ کہتا ہے تب بادشاہ نے بھیم سی سے کہا جیسا مین نے تمہارا اعتبار کیا کیا تم میرا بھی اعتبار کروگے میرے ساتھ قلعے سے باہر نکلو تاکہ ہم تم دوستونکی طرح ایک دوسرے سے رخصت ہون بھیم سی نے اسکا اعتبار کیا اور اسکے ساتھ نکل آیا مگر جون ہی وہ باہر نکلے ترکی فوج کا ایک دستہ جو جنگل مین چھپا ہوا تھا گھات سے جھپٹ کر نکلا اور بھیم سی کو پکڑ کر قیدیون کی طرح خلجیون کے ڈیرے مین لے آیا تب علاء الدین نے کہا جب تک پدمنی اپنے تئین میرے حوالے کرکے میرے ساتھ شادی نکرےگی مین راجہ کو نہین چھوڑونگا جب راجپوتون نے یہ بات سنی تو وہ جوش اور غصے سے بھر گئے پدمنی

یہ خدشہ لگا کہ اسکا شوہر مار ڈالا جائیگا لیکن وہ زیرک عورت تھی اُسنے کہا کہ ترکون مین آن نہین ہے
اُنھون نے ہمین دھوکا دیا ہے پس اُسکا جواب ترکی بترکی دینا چاہیئے پھر اُسنے کہلا بھیجا کہ اگر بادشاہ
راجہ کو رہا کردے تو مین علاء الدین کے پاس چلی جاؤنگی اور اپنے تئین اُسکے حوالے کردونگی
لیکن چونکہ مین علاء الدین کی بیگم بننے کو جاؤنگی مجھے اپنی تمام نوکرانیان زیورات اور کپڑے بند پالکیون
مین لے جانے لازم ہین تاکہ ترک سپاہی ہمین دیکھ نہ سکین علاء الدین نے یہ بات خوشی سے منظور کرلی
کیونکہ اُسنے سمجھ لیا کہ واقعی پدمنی اُسکی بیگم اور دہلی کی ملکہ بننا چاہتی ہو اب پدمنی کی پالکی قلعہ سے باہر نکلی
اور ہر ایک کا یہی خیال تھا کہ وہ اسمین ہے لیکن اُسکی بجائے اُس پالکی مین ایک بہادر راجپوت لڑکا
بدل نام تھا اُسکے ساتھ سات سو پالکیان اور تھین ترکون نے سمجھا کہ انمین خادمات اور زیورات ہین مگر ایک
مین ایک راجپوت سپاہی تھا اور ہر ایک پالکی کو چھ آدمی اُٹھائے تھے جو بظاہر کہار نظر آتے تھے
مگر ان مین سے ہر ایک سورما سپاہی تھا جسنے اپنی ڈھال تلوار پالکی مین رکھی تھی پھر پدمنی کے چچا گورا نے
جو اس قافلے کا سربراہ تھا علاء الدین سے عرض کی کہ پدمنی اپنے شوہر سے آخری ملاقات کرنا اور
اُس سے خدا حافظ کہنا چاہتی ہے خلجی بادشاہ جو اس خیال مین مست تھا کہ رانی اور اسکا کل زروجواہر
میرے قبضے مین ہے کہنے لگا بہت اچھا بھیم سی اس خیمے مین ہے رانی اُس سے الوداع ہولے مگر
پاؤ گھنٹے سے زیادہ وہان نہ ٹھہرے۔ تب پالکی خیمے مین لیگئے بدل باہر نکل آیا اور بھیم سی نے وہ زرہ
پہن لی جو بدل ساتھ لایا تھا تھوڑی ہی دیر کے بعد علاء الدین اُس خیمے مین گیا اُسوقت سارے
راجپوت پالکیون مین سے باہر کود پڑے قلیون نے اپنے اپنے ہتیار سنبھالے اور ترکو نپر ٹوٹ پڑے
منھ دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے بھیم سی نے ایک گھوڑا لیا اور صیح وسلامت پدمنی کے پاس جا پہونچا ترکون
اور راجپوتون مین سخت لڑائی ہوئی جسمین بہت سے مارے گئے اور تھوڑے ہی راجپوت زندہ واپس
پہونچے علاء الدین نے قلعہ پر پھر حملہ کیا مگر ناکام رہا اور دہلی کو واپس چلا آیا۔ علاء الدین ایسا آدمی تھا
جو بات ایک دفعہ جی مین ٹھان لے اُسے پورا نہ کرے سال دوسال کے بعد اُسنے افغانون کی ایک
آہن پوش جرار فوج لی اور سمبت ۱۳۴۶ مطابق ۱۲۹۰ء مین چتوڑ پر دوبارہ چڑھائی کی لیکن فرشتہ
دوبارہ علاء الدین کی چڑھائی ۱۲ سال کے بعد بیان کرتا ہو اسپنک مذکورہ بالا سال غلط ہے کیونکہ
ابھی تو سلطان علاء الدین تخت نشین بھی نہین ہوا تھا رانا بھیم سی اپنی قوم کے بہت سے آدمی شہر کے
پہلے ہی محاصرے مین گنوا چکا تھا جو راجپوت باقی بچ رہے تھے وہ شجاع اور وفادار تو تھے مگر ترکی
جمعیت کا مقابلہ کرنے کے لیے کافی طاقت نرکھتے تھے چھ مہینے تک لڑائی جاری رہی راجپوت روز بروز
گھٹتے چلے جاتے تھے مگر ترکی فوج بڑھانے کے لیے تازہ دم سپاہی دہلی سے آتے رہتے تھے آخرش
وہ پہاڑی جو جنوبی حد پہ ہے علاء الدین کے ہاتھ آگئی اور اُسنے وہان مورچے لگائے اب تک وہ مقام

اسکے مورچون کا پتہ بتاتے ہین (چتوڑی اسکا نام ہے) چونکہ اس محاصرے مین محصورین پر بڑے مصائب واقع ہوے اور انجام کار انکا بجز اسکے کہ نہ ہوا تو بھاٹون اور کبیشرون کو بڑا مضمون ہاتھ آیا کبیشر (شاعر) بیان کرتا ہے کہ راناؤن کی مہم سے فارغ ہو کر اپنے بستر پر کانٹون پر لوٹتا تھا اور سوچتا تھا کہ کیا تدبیر کرون کہ بارہ فرزندون مین سے ایک تو بچے اسی سوچ مین تھا کہ یکایک یہ آواز سنائی دی کہ مین بھوکی ہون وہ خوف کے مارے کانپنے لگا کہ اسنے دہشتناک دیوی بھوانی (کالی) کو جسکی پوجا راجپوت کیا کرتے ہین اپنے سامنے کھڑا دیکھا وہ قتل و غارت کی دیوی ہے اور لوگون کا خیال ہے کہ وہ کسی اور بات سے اتنا خوش نہین ہوتی جتنا خونریزی سے بھیم سی نے جواب مین کہا کیا تو بھوکی ہے کیا تو میری قوم کے آٹھ ہزار آدمی نہین لے چکی جو ابھی مارے گئے ہین دیوی یہ کہتی ہوئی معلوم ہوئی مین ایسے آدمیو نکی کیا پروا کرتی ہون مجھے تو راجا چاہئین جب تک تمھاری نسل کے بارہ راجو نکے نہین گر چلینگے مین چتوڑ کو نہین چھوڑونگی اور تمھارا خاندان ہمیشہ کے لیے معدوم ہو جاے گا دوسری رات بھیم سی نے پھر یہی خواب دیکھا اسنے اپنے سردار ونکو اپنا خواب سنایا اور وہ اُس آواز کی تعمیل کرنے کے لیئے جو راجہ نے سنی تھی فی الفور آمادہ ہو گئے۔ رانا کے بارہ بیٹے تھے انہین سے سب سے بڑے کو گدی نشین کیا اسنے تین دن حکومت کی اور چوتھے دن مارا گیا یونہی باقی مین سے ہر ایک باری باری سے گدی نشین ہوتا اور تین دن راج کرتا چوتھے دن ترکی فوج مین جا گھستا اور مارا جاتا۔ ہوتے ہوتے گیارہ گدی نشین جان دے چکے اور سب سے چھوٹا بھائی باقی رہ گیا تب رانا نے اپنے سردار ونکو اپنے گرد جمع کر کے کہا۔ اب چتوڑ کے لئے مین اپنی جان دیتا ہون اب میرا سر زمین پر گرے گا اور بھوانی کو وہ بارہ گدی نشین مل جائینگے جن کی اسے تمنا ہے۔ اب بھیم سی نے نہایت ہی سورما سپاہیون کا ایک چھوٹا سا دستہ منتخب کیا اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کو انکا افسر بنایا اور انہین کہا کہ ترکون کے بیچ مین سے اپنا راستہ نکال لو آسترے بچ کر دور دراز کیلواڑے مین چلے جاؤ اور وہان سواڑ کا رانا بنکر اس وقت تک حکومت کرو کہ چتوڑ مین واپس آ سکو کنور پہلے تو جانے پر رضامند نہین ہوا بلکہ یہ عرض کی مین یہین رہونگا اور باپ کے ساتھ اپنی جان دونگا لیکن بھیم سی نے نہ مانا اور کہا ہمارے خاندان کو بالکل تباہ نہین ہو جانا چاہیے تم اسے قائم رکھو یون مجبور ہو کر کنور نے باپ کے حکم کی تعمیل کی اسنے اور اسکے ہم قومون نے دشمن کے بیچون بیچ مین سے اپنا راستہ نکال لیا اور اسکے خاندان مین سے ایک آدمی بہت عرصے کے بعد چتوڑ کا رانا بنکر واپس آیا۔

جب بھیم سی نے دیکھا کہ میرا بیٹا صحیح سلامت نکل گیا تو اسنے اور اسکی قوم کے باقی ماندہ لوگون نے اپنی نسل کا پرانا دستور برتا پدمنی کی ماتحتی مین سب عورتین ایک بڑے غار مین گئین جہان پہلے سے آگ روشن کی جا چکی تھی اور وہین شعلو نمین بھسم ہو گئین۔ پھر مردون نے زرد کپڑے پہنے تلوارین ہاتھ مین لے ترکون پر ٹوٹ پڑے اور ایک ایک کر کے سب کے سب مارے گئے لیکن ہر ایک نے جسقدر ہو سکے دشمن مار گراے جب علاءالدین اندر داخل ہوا تو ایک بھی راجپوت زندہ نہ پایا گویا کہ وہ مردو نکے شہر مین چل رہا تھا۔

ایک فارسی کتبہ جو قلعہ چتوڑ سے ملا ہے اُس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ قلعہ علاء الدین کے علاوہ کچھ عرصے کے لیے دوبارہ مسلمانون کے قبضے مین گیا جہان تغلق شاہ کے بخشی الملک اسد الدین ارسلان کی تجویز سے کوئی مسجد تعمیر ہو کر ایک کتبہ بطور یادگار اُسمین لگایا گیا اُسکے تین مصرعے جو سنہ و سال ظاہر کرتے کسی بے احتیاطی کے سبب جو مسلمانون کا دخل اُٹھ جانے کے بعد عمل مین آئی ضایع ہو کر دو حصے پتھر باقی رہ گیا ہے اُسمین بادشاہ اور وزیر کی تعریف کے چند اشعار کندہ مین جو یہان درج کئے جاتے ہین۔

....	خدا۔ اے ملک سلیمان و تاج و تخت و نگین
چو آفتاب جہان تاب بلکہ ظل اِلٰہ	یگانہ ختم سلاطین عصر تغلق شاہ
....	سواد مملکت از رائے او مزین باد
ملاذ مملکت اسد الدین ارسلان جواد	کہ گشت محکم از و عدل و داد را بنیاد
....	سہ از جمادی الاولے گذشتہ بالایام
خدا بفضل مرا این خیر را قبول کناد	جزائے حسن عمل را یکے ہزار دہاد

ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ شہنشاہ غیاث الدین تغلق اول المعروف بہ تغلق شاہ کی طرف سے جالور کا راؤ مالدیو چتوڑ کی حکومت پر رکھا گیا جیسا کہ رانا ہمیر کے بیان مین ظاہر ہوگا۔

۴۳۔ رانا ارسی دوم

کوئی کہتا ہے کہ یہ اپنے باپ کے ساتھ مارا گیا اور کوئی کہتا ہے کہ بربادی چتوڑ سے جان بسلامت لے گیا لیکن اس سے کچھ ہو نہ سکا لائق مسند نشینی چتوڑ کے نہ تھا مگر صحیح ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باپ کے ساتھ مارا گیا تھا۔

۴۴۔ رانا اجے سی

معلوم ہوتا ہے کہ جب رانا لکم سی مع اپنے ولیعہد (۴۳) ارسی اور دوسرے لوگون کے لڑائی مین کام آیا تو اُس کا چھوٹا بیٹا (۴۴) اجے سی چتوڑ سے نکلکر میواڑ کے مغربی پہاڑون مین حکومت اور وہان کے فسادی بھیلون سے مقابلہ کرتا رہا اور کیلواڑے مین اپنا مقام مقرر رکھا۔ پہاڑی دشمنون مین سے ایک مونجا بالیچا بھیل بڑا زبردست تھا جسکو اجے سی اور اُسکے بیٹے زیر نہین کر سکتے تھے بلکہ اُسنے ایک مقام پر رانا کا مقابلہ کرکے برچھی سے اُسکے سر پر زخم دیا تھا۔ اتفاق سے کنور ہمیر جو اجے سی کے اُس بڑے بھائی ارسی کا بیٹا تھا جو چتوڑ کی لڑائی مین کام آچکا تھا مونجا کا سر کاٹ لایا۔ اجے سی اپنے بھتیجے کی بہادرانہ کارروائی سے نہایت خوش ہوا اور اُس نے مونجا کے سر کے خون سے ہمیر کی پیشانی پر ٹیکا لگاکر راج کا مالک قرار دیا جسنے پرانے وحشیانہ دستور کے موافق آس پاس کا علاقہ بطور شگون کے لوٹ کر اپنا دل خوش کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اجے سی کے دو بیٹون مین سے اجیسی تو اپنی موت سے مرگیا اور دوسرا بیٹا سوجیسی دکن کیطرف چلا گیا جسکی اولاد مین ہونے کا راٹھون نے دعویٰ کیا۔

چھتریون کا یہ دعوے ہے کہ ہمان کے پیٹ سے سپاہی پیدا ہوتے ہین اور خدا نے سپہ گری کا کام ہماری نسل سے مخصوص کیا ہے اسلئے مرہٹون نے بھی جو سپاہیون کا فرقہ ہے چھتری ہونے کا دعوے کیا اس دعوے کو جھوٹا یا سچا ثابت کرنا نہایت مشکل ہے۔ تاریخ مین مرہٹون کا ذکر اس طرح نہین آتا۔ جب اول اول مسلمانون نے دکن پر حملہ کیا ہو تو کہین مرہٹون کا نام نہین آیا اور ایسی ابتر کر تو جھی تھی کہ سترھوین صدی مین جب وہ اپنے کوہستانی و میدانی وطن سے نکلے تو اور قومین انکو ایک اجنبی اور نئی قوم سمجھتی تھین دکن کے مسلمان سلاطین کے وقت مین اکثر کوہستانی قلعون مین مرہٹے متعین کئے جاتے کبھی وہ سرکار شاہی سے تنخواہ پاتے اور کبھی جاگیرین انکو ملتین کبھی وہ دیس مکھ (چودھری یا زمیندار) ہوتے پھر مرہٹے منصب دار ہونے لگے ان بادشاہون نے ان مرہٹون کو انکے قدیمی خطاب راجہ و نایک و راؤ کے دئے مغلون نے جو گولکنڈہ احمد نگر و بیجا پور کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین داخل کرنے کا ارادہ کیا اس سبب سے مرہٹون کا بڑا عروج ہوا اس سے دکن کے مسلمان سلاطین کی قوت ٹوٹ گئی مرہٹون کی طاقت بڑھ گئی۔

مرہٹہ کیا چیز ہے اسکو سمجھنا چاہیئے۔

ہندوون کے جغرافیہ کے موافق دکن عبارت اُس ملک سے ہے جو نربدا اور مہاندی دریاؤن کے جنوب مین واقع ہے اگرچہ دکن کے حصے بہت سے ہین مگر انمین پانچ بڑے حصے ہین۔

(۱) دڑاوید (۲) کرناٹک (۳) اندریا تلنگانہ (۴) گونڈوانہ (۵) مہاراشٹر۔ جب غیر ملکون کے باشندون کے ساتھ مقابلہ کرتے ہین تو ہم مہاراشٹر کے رہنے والون کو مرہٹہ کہتے ہین۔ مہاراشٹر کا باشندہ اپنے ملک مین مرہٹہ نہین کہلاتا۔ مہاراشٹر کی حدود ہر زمانے مین بدلتی رہتی ہین۔ مرہٹون کی قوم اُس سرزمین مین بستی ہے جو کوہستان کے سلسلے اور ایک خط کے درمیان واقع ہے یہ کوہستان کا سلسلہ وہ ہے جو نربدا کے جنوب کی النگ مین سلسلہ بندھیاچل کے متوازی پھیلتا ہے اور خط وہ ہے جو گوا سے ساحل بحر پر بیدرا اور چاندا کے درمیان وارد ھا پر گذرتا ہوا کھینچا جاوے یہ دریا اس کی مشرقی حد اور سمندر اسکی مغربی حد ہے۔

۴۵ - رانا ہمیر

ہمیر کی پیدائش کے باب مین ایک قصہ مشہور ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ اسکا باپ ارسی ولیعہدی کے دنون مین شکار کھیلنے کی غرض سے کیلواڑے کی طرف گیا ناگاہ سور کے پیچھے ایک کھیت مین جا نکلا جسکی حفاظت ایک غریب چندانہ راجپوت کی بیٹی (چوہانون کی ایک شاخ ہے) کر رہی تھی اس لڑکی نے کہا کہ مین سور کو اس کھیت سے نکالدیتی ہون اُسنے ایک ڈالی بارہ فٹ لمبی توڑکر اور اُس چبوترے پر چڑھکر جو غلے کی حفاظت کے لیے بنایا تھا اُس لکڑی سے مار کر سور کو باہر کھینچ لائی اور آپ وہان سے چلی گئی۔ ارسی کو اُس عورت کے اس کام سے بڑا تعجب ہوا ارسی مع اپنے سردارون کے ندی کے کنارے پر گیا اور

وہان جاکر کھانا تیار کرایا جب کھانا کھا رہے تھے اور اُس نوجوان لڑکی کی بہادری کی تعریف کر رہے تھے
کہ یکایک مٹی کا ایک غلہ اُسی سے گھوڑے کے پانون مین لگا اور پانون اُسکا ٹوٹ گیا یہ حال دیکھکر وہ جب [illegible]
نظر کرنے لگے تاکہ معلوم ہو کہ یہ غلہ کہان سے آیا اس اثنا مین وہی عورت نظر آئی جسنے کہ سور کو مارا تھا وہ کھیت
مین سے جانور اُڑانے کے لئے غلّے چھوڑ رہی تھی اُس عورت نے جب دیکھا کہ اُس سے یہ حرکت سرزد ہوئی
اور گھوڑے کا نقصان ہوا وہ اسی کے پاس آئی اور عذر خواہی کرکے پھر کام پر واپس چلی گئی۔ جب ارسی نے مع
اپنے رفقا کے شکارگاہ سے اپنے گھر کی طرف مراجعت کی راہ مین پھر وہی عورت ملی اُسکے سر پر ایک مٹکا دودھ کا تھا
اور بغل مین ایک بھینس تھی ارسی کے رفقا کے دل مین آیا کہ از راہ ہنسی و مذاق مٹکا دودھ کا اُسکے سر پر سے گرا دین
ایک نے انمین سے دودھ کے برتن کو ٹھیس لگائی عورت کچھ نہ گھبرائی اور اُس سوار کو زمین پر گرا دیا ارسی کو یہ عورت
پسند آگئی اور اُس سے اُسنے شادی کرکے اپنے باپ سے پوشیدہ پہاڑون مین رکھا جس سے ہمیر پیدا ہوا اور وہ اپنے
رشتہ دارون یعنی چچا اجے سی وغیرہ کے پہاڑی علاقے مین چلے آنے پر اُنکا شریک ہو گیا ہمیر کی مسند نشینی کرنل ٹاڈ
نے سنہ ۱۸۳۱ع مین بیان کی ہے جسکو غلط اور کم سے کم پچاس برس بعد جسکا خاص وقت معلوم نہین ہوا سمجھنا چاہئے
اسواسطے علاؤالدین خلجی کا حملہ صحیح طور پر ۱۳۰۳ع مین ثابت ہو چکا ہے چتوڑ کی تباہی اور ایک زبردست مسلمان شہنشاہ
کی موجودگی کے وقت ہمیر کی مسند نشینی جسکے پاس کوئی مقابلے کا سامان نہ تھا خیال مین نہین آسکتی ہمیر کو ایسی
بہت عرصے کے بعد پہاڑی علاقے مین اپنا ولیعہد بنایا تھا ہمیر اپنے چچا اجے سی کی مرنے کے بعد میواڑ کے مغربی علاقے
مین رہ کر چتوڑ کے حاکم راو مالدیو کا ملک لوٹتا رہا۔ ہمیر کیلواڑے مین مقیم رہا اور اُسنے جھیل ہمیر تلو یہان کھدوائی
اور اُسکے کنارے پر ایک مندر بنوایا۔ ہمیر کی شورش کے سبب ملک کی زراعت مین خلل آگیا اور فنون
دستکاری کم ہو گئے اس اثنا مین مالدیو نے ہمیر کو پیغام شادی کا بھیجا اور اُسنے برخلاف صلاح سردارون [illegible]
قبول کیا اور یہ قرار پایا کہ صرف پانسو سوار اُسکے ہمراہ ہون جب وہ چتوڑ کے متصل پہنچا راو کے پانچون فرزند
اُسکے استقبال کو آئے لیکن دروازۂ شہر پر تورن یعنی علامت شادی آویزان نہ تھی یہ فریب دیکھکر وہ
خاموش رہا اور فصیل چتوڑ پر اول مرتبہ چڑھا راو مالدیو اور اُس کا فرزند بن بیر اور امرا اُسکو محلون مین
لے گئے دلہن کو اُسکے روبرو لائے اور باپ نے اپنی بیٹی کو بدون ادا کرنے کسی رسم مقررہ کے اُسکے حوالے کیا
اُنکے ہاتھ باہم ملا کر اور گانٹھ جوڑ کر سب چلے گئے جب ہمیر کو یہ معلوم ہوا کہ اُسنے بیوہ سے شادی کی ہے تو اُسکو رنج ہوا
لیکن دلہن کی مہربانی اور وفاداری سے وہ غم بھول گیا جب دلہن نے اُسکو چتوڑ کو دوبارہ لینے کی تدبیر بتائی
تو اُسکا اثر تہ تک صفحۂ خاطر سے محو ہوا یہ رسم معمولی تھی کہ بوقت شادی ایک درخواست دولہا کی خواہ وہ کچھ ہی ہو
منظور ہوتی تھی اور وہ بطور جہیز کے سمجھی جاتی تھی دلہن نے ہمیر کو سمجھا دیا تھا کہ تم جال کو جو چتوڑ کے علاقہ مال کا افسر اور
قوم مہتا سے ہے طلب کرنا اس دلہن اور مہتا کو وہ لیکر کیلواڑے مین دو ہفتے کے بعد واپس آیا اس عورت سے
اول ہمیر کے کھیت سی پیدا ہوا۔ جب کھیت سی ایک برس کی عمر کا ہوا تو رانی نے اپنے باپ کو لکھا کہ مجھے چتوڑ مین

طلب کر لو تاکہ مین خورد سال بچے کو دیوتا کے مندر مین لیجاؤن چتوڑ سے سوار اُسکے لینے کیلیے آئے اور دایہ انکے ہمراہ
بچے کو لیکر روانہ ہوئی اور چتوڑ مین داخل ہوئی حسب ہدایت مہتا اُس لشکر کو جو وہان موجود تھا اُس خود
نے اپنا طرفدار بنا لیا اور اُس وقت مین دشمنون سے مقابلے کے واسطے گیا ہوا تھا ہمیر وہان پاس ہی موجود تھا
ناگور مین اسکو خبر لگی کہ طیاری ہو چکی جلد آ وہ آیا لیکن باوجود اس فریب کے اُسکا مقابلہ ایسا سخت ہوا کہ
اندیشہ تھا کہ مبادا تدبیر نہ بن پڑے لیکن وہ تلوار ہاتھ مین لیکر بہادرانہ گھس گیا اور جو بیچ مین آیا اُسنے اُسکو
تہ تیغ کیا اور محل مین داخل ہوکر رعایا کو اطاعت قبول کرنے کا اشتہار دیا۔ راؤ مراجعت کرکے قلعہ مین داخل
نہ ہو سکا اور یہ خبر علاء الدین کے جانشین محمود خلجی کے پاس لے گیا ہمیر کا دل اس فتح سے ایسا بڑھا
کہ وہ انتظام کرکے محمود پر گرا۔ محمود لشکر لیکر اُن ممالک کو مفتوح کرنے کیلیے جو اُسکے ہاتھ سے نکل گئے تھے
آگے چلا آتا تھا محمود از راہ نادانی مشرقی بلند قطعہ زمین کی طرف گیا چونکہ وہ راہ تنگ اور بڑے موڑ توڑ کی
تھی اسلیے بہت سا لشکر اُسکا ناکارہ ہو گیا ان تین قطعات غیر آباد مین جو اس ملک مین میواڑ سے لیکر چمبل
تک واقع ہین محمود قطعہ وسطانی سنگولی کے مقام پر خیمہ زن ہوا ہمیر نے اُس مقام پر محمود پر حملہ کیا اور اُسکو
شکست فاش دی اور قید کر لیا محمود تین مہینے مقید رہا بعد اُسکے اجمیر و رنتھنبور و ناگور و بسوئی شیوپور
رانا کے سپرد کرکے اور پچاس لاکھ روپیہ اور ایک سو زنجیر فیل دیکر قید سے رہا ہوا۔

لیکن یہ ٹاڈ کی غلط نگاری ہے خلجی خاندان مین دہلی کی سلطنت پر کوئی محمود نہین ہوا خاندان تغلقیہ یا تغلق
شاہیہ مین سے دوسرے بادشاہ محمد تغلق شاہ بن غیاث الدین تغلق کے بعد جو ۷۲۵ ہجری مطابق ۱۳۲۴ع
مین تخت نشین ہوکر ۷۵۲ ہجری مطابق ۱۳۵۱ع مین فوت ہوا اور جسکو خواجہ ضیاء الدین برنی تاریخ فیروز شاہی
مین سلطان شہید محمد بن تغلق شاہ اسکے مرنے کے بعد لکھتا ہے اور جسنے رعایا کو نہایت تباہ کرکے ملک مین
اختلال پیدا کر دیا تھا) دہلی کی قوت کم ہو کر بنگالہ۔ جونپور۔ مالوا۔ گجرات۔ اور دکن وغیرہ مین مختلف سردار
اور صوبہ دار خود مختار بن بیٹھے جو مغلون کے عہد تک قائم رہے اور یہی میواڑ کی بے غمی کا موقع تھا ہمیر کے
بعد جسکی موت کا وقت معلوم نہین رانا سانگا کے عہد تک دو سو برس کے عرصے مین مالوہ اور گجرات کے
زبردست بادشاہون نے میواڑ پر حملے کرکے اُسکو تاخت و تاراج کیا جیسا کہ تاریخ فرشتہ کے بیانون سے
ثابت ہے اور جسمین ٹاڈ دیسی روایتون کے ذریعے سے ہندوؤنکی تعریف بیان کرتا ہے۔

۴۶ - رانا کھیت سی یا کشتیر سنگھ

جب رانا ہمیر پیرانہ سالی کی عمر مین فوت ہوا تو اُسکا بیٹا کھیت سی ۱۳۶۵ع مین (جیسا کہ ٹاڈ کا قول ہے)
جانشین ہوا اُسنے ملک کے مشرقی علاقے اجمیر اور جہاز پور کو للا پٹھان سے چھین لیے اور مغربی کوہستان
چوڑا وغیرہ کو فسادی لوگون سے چھین کر داخل میواڑ کیا ہمایون بادشاہ دہلی کو بکرول کے مقام پر اُسنے
شکست دی ٹاڈ صاحب کو اتنا معلوم ہوا کہ کھیت سی بقول اسکے ۱۳۷۳ع مین مرا ہے اور ہمایون کا

عہد سنہ ۱۵۳۰ء سے ۱۵۵۶ء تک گذرا ہے۔ اودیپور کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ کھیت سی اٹھارہ برس سلطنت کرکے اپنے ایک چارن کے ہتک کئے جانے پر بماوداکے سردار کو لڑائی مین مار کر مارا گیا اسکے بعد ہاڑوتی کا یہ ملک چتوڑ والون نے چھین لیا اور بماوداسمار ہوا اور کوئی وارث نرہا کہ بدلا لے بماودہ بوندی کی ایک شاخ تھی اور ٹاڈ یہ کہتا ہے کہ رانا بماوداکے ہاڑا سردار کی لڑکی سے اپنی نسبت چاہتا تھا اسوجہ سے فساد ہوکر اسکے ہاتھ سے مارا گیا۔ اسکا یہ قول غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ بنائے فساد امر اول تھا نہ دوم پہلے سے رانا کا لو ہاڑا رئیس بماودہ ملک بتھار کی بیٹی بیاہی ہوئی تھی جو رانا کے ساتھ اس موقع پر ستی ہوئی اور ستی نے چتا پر بیٹھکر پیشگوئی کی کہ جب کبھی راو اور رانا اہیڑے کے شکار پر متفق ہونگے جیسے مہلک واقعات سے میری امید قطع ہوئی آیندہ کو بھی ہوتے رہینگے یہ کلام زبان زد خاص و عام ہوگیا مگر عرصہ دراز کے بعد کسیکو یقین نرہا تھا صرف بطور نقل سمجھتے تھے جب سورج مل راو بوندی و رانا رتن سی دوم اہیڑے کے شکار مین مجتمع ہوئے تو دونون لڑکر مارے گئے بعد اسکے رانا راج سنگھ دوم اور اجیت سنگھ رئیس بوندی اہیڑے کے شکار مین جمع ہوئے تو راو کے ہاتھ سے رانا مارا گیا۔

۴۷ - رانا لاکھا یا لکش سنگھ

آخر چودھوین صدی عیسوی مین لاکھا چتوڑ کی گدی پر بیٹھا جسکا عہد ایک تانبا پتر (یعنی سند نامہ مسی) سے سمبت ۱۴۹۲ مطابق ۱۳۸۱ء مین پایا جاتا ہے لیکن اسکے بعد اسکی موت کا خاص وقت معلوم نہین۔

ٹاڈ کے قول سے اسکا سمبت ۱۴۳۹ مطابق ۱۳۸۲ء مین مسندنشین ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اسنے میواڑ کے سرکش سردارون کو مغلوب کرکے بوندی کے ہاڑا کو بھی دبانا چاہا کیونکہ رانا سے اودیپور اپنے ماتحت سردارونکی مثل اسکو بھی جانتا تھا چتوڑ پر جو علاءالدین خلجی کے حملے سے زوال آگیا تھا اب از سرنو اسکی حکومت نمودار ہوگئی تھی اگرچہ ہاسون ہاڑا چتوڑ کی گدی کو بزرگ جانتا تھا مگر وہ اطاعت سے انحراف کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ ملک ہم نے خود دسر بھومیون وغیرہ سے فتح کیا ہے میواڑ کے پٹے سے نہین ملا ہے رانا نے چڑھائی کی۔ ہاڑون نے بوندی سے پانچ میل پر رانا کے لشکر پر ایسا شبخون مارا کہ رانا رات کی تاریکی مین جان بچاکر بھاگ نکلا اور اسکے سردار جو ہاڑون کے سامنے آئے مارے گئے۔ رانا کو اس شکست سے بڑا صدمہ ہوا اور چتوڑ آکر پھر فوج جمع کرکے بوندی پر چڑھائی کی تیاری کی مگر نادانی سے اسکے منھ سے قسم نکل گئی کہ جب تک بوندی کو فتح نکرونگا اسوقت تک کھانا نہ کھاؤنگا حالانکہ بوندی چتوڑ سے ساٹھ میل کے فاصلے پر تھی رانا کو قسم مین سچا کرنے کے لیے چتوڑ کے پاس ایک مصنوعی شہر بوندی بنایا گیا تاکہ رانا اسکو فتح کرکے قسم مین سچا ہوجائے جب بوندی تیار ہوئی راجہ کے چند ہاڑے سپاہی جن کا افسر کمبھ بیرسی تھا ہرن کے شکار سے آرہے تھے نقلی بوندی کا حال سنکر وہ اسکی حفاظت پر آمادہ ہوگئے رانا نے جب نقلی بوندی کی طرف رخ کیا تو ان وفادار وطن ہاڑون کی گولیون نے اسکا خیر مقدم کیا رانا نے

اُسنے وجہ دریافت کی تو کہنے لگے کہ بوندی ہاڑون کا مولد ہے ہمارے جیتے جی آپ بوندی کے نام سے
اُن کی عمارات کو بھی تباہ نہین کر سکتے واقعی جب تک اُنکے دم مین دم رہا اُنھون نے رانا کو اندر نہ جانے دیا
اس طفلانہ تسلی کے بعد رانا نے پھر کبھی اصلی بوندی کی طرف رخ نہ کیا۔
کرنل ٹاڈ نے اسکو محمد لودھی کے مقابل چڑھائی کرکے بنگال مین مارا جانا لکھا ہے لیکن یہ محض غلط ہے۔
محمد نام لودھی خاندان مین کوئی نہین گذرا بلکہ اُسوقت دہلی مین لودھیون کی حکومت بھی نہ تھی سیدون
کے آخری بادشاہ سلطان علاء الدین عالم شاہ سے سلطان بہلول لودی بن ملک کالا نے ۱۷ ربیع الاول
۸۵۵ ہجری مطابق ۱۴۵۱ء کو سلطنت چھین کر لودھیون کی سلطنت جمائی جو ظہیر الدین بابر بادشاہ کے
ہاتھ سے ۹۳۲ ہجری مطابق ۱۵۲۵ء مین ختم ہو گئی لودھیون مین صرف تین بادشاہ تخت پر بیٹھے۔
سلطان بہلول۔ اور سلطان سکندر اور سلطان ابراہیم اور یہ پچھلا آخری بادشاہ تھا۔
کہتے ہین کہ لاکھا نے بہت سی اولاد چھوڑی۔ اُسکے بڑے بیٹے چونڈا کی نسل مین سلونبر راوت ہین جس سے
ایک بھینڈر کے سوا جو رانا اودے سنگھ کے بیٹے سکت سنگھ کی اولاد مین ہے اول درجے کے تمام موجودہ سیسودیہ
سردار نکلے ہین۔ لاکھا کے دوسرے بیٹے اجا اور پوتے سارنگدیو کی اولاد مین کانوڑ راوت ہین جنکی شاخ مین ایک
دوسرے درجے کا ٹھکانا باٹھیڑے راؤ وغیرہ گنا جاتا ہے۔ سلونبر اور کانوڑ کو میواڑ کے کل سردارون سے
بڑا ماننا سمجھنا چاہیئے۔

۴۸۔ رانا موکل

لاکھا رانا کی اولاد مین سے ایک اتفاقیہ معاملے کے سبب بڑا بیٹا چونڈا راج سے محروم اور کم عمر موکل ریاست کا
مالک ہوا جسکی مختصر کیفیت یہ ہے۔
لاکھا رانا پیر ضعیف ہو گیا تھا اور اُسکے بیٹے پوتے راج کے مناسب کامونپر مامور تھے رنمل والی مارواڑ کے
ہان سے اُسکی دختر کی نسبت چونڈا ولیعہد میواڑ کے ساتھ کرنے کے واسطے ناریل آیا جسوقت لانے والے پہونچے
چونڈا کہین گیا تھا عمر رسیدہ راجہ نے جو اپنے امرا مین بیٹھا ہوا تھا مہمانون کو خاطر داری سے بٹھا کر کہا کہ چونڈا
ابھی آنیوالا ہے آوے تب وہی اس ناریل کو لے گا اور مونچھون کو تاؤ دیکر یہ بھی کہا کہ یہ کھلونا تم مجھ سے
سفید ریش کو تو کچھ دو گے نہین اسکے مذاق کی لوگون نے تعریف کی اور اُسنے کئی مرتبہ کہا۔ چونڈا نے اُس غیرت سے
جو خانگی معاملات مین راجپوتونکو ہوتی ہے اپنے باپ کے طعنے کے سبب اس شادی سے انکار کیا۔ چونکہ ناریل
کی واپسی مین رنمل کا ہتک تھا اسواسطے ضعیف و بوڑھے رانا نے اپنے بیٹے کی سینہ زوری سے تنگ آکر خود
لینا قبول کیا مگر اس شرط سے کہ اگر اس شادی سے میرے لڑکا پیدا ہو تو چونڈا دعوے مسند نشینی
سے دست بردار ہو کر اوس کا اول درجے کا فرمانبردار سردار رہے چنانچہ چونڈا نے اپنے باپ کی خواہش
کے موافق قسم کھائی اور بڑی وفاداری سے اسپر عمل کیا سلونبر کا ٹھکانا اب اُسکی اولاد کے قبضے مین ہے

اور ریاست سے ہر ایک بخشی ہوئی جاگیر کے پروانے پر اُنکے بھالے کا نشان تصدیق کے طور پر کیا جاتا تھا اُنکی شادی سے ضعیف رانا لاکھا کے جو ایک بیٹا پیدا ہوا اُسکا نام موکل رکھا گیا اور ولیعہد چونڈا کو اقرار کے موافق گدی کے حق سے علیحدہ ہونا پڑا۔

موکل کی مسند نشینی کرنل ٹاڈ نے ۱۳۹۸ع مین لکھی ہے جسمین تھوڑا فرق ہے کیونکہ ایک تانبا پتر (سند) جبھی سے جو ایک پتھر کی کھان کیلیے لکھا گیا تھا لاکھا کا عہد سمبت ۱۴۶۲ مطابق ۱۴۰۵ع مین پایا جاتا ہے اور ایک دوسرا کتبہ جسمین سمبت ۱۴۶۹ مطابق ۱۴۱۲ع درج ہین موکل کے وقت کا مقام دیلواڑہ واقع شمالی میواڑ کے جین مندر مین ملا ہے اس واسطے ۱۴۰۵ اور ۱۴۱۲ع کے درمیان رانا لاکھا کی وفات اور موکل کی مسند نشینی سمجھنی چاہیے جسکا خاص وقت ابھی دریافت نہین ہوا۔

موکل نے اپنی حکومت مین چترنبھج یعنی چار ہاتھ والے دیوتا کا ایک مندر میواڑ کی شمالی سرحد پر بنوایا جسکی پوجا ابتک اُس ملک مین زیادہ ہوتی ہے۔

رانا موکل اپنے دو کنیزک زاد چچاؤن کے ہاتھ سے پوجا کرتے وقت مارا گیا لیکن اُس کے بیٹے کونبھا نے مارواڑ والون کی مدد سے اپنے باپ کے قاتلون کو بھی زندہ نہ چھوڑا یہ واردات سمبت ۱۴۹۰ مطابق ۱۴۳۳ع مین سمجھنی چاہیے جسکے ایک برس پہلے فرشتہ کے بیان سے موکل کی موجودگی ثابت ہوتی ہے۔

۴۹ - رانا کونبھا

اس رانا کی مسند نشینی سمبت ۱۴۹۰ مطابق ۱۴۳۳ع مین خیال کی گئی ہے اور یہ پہلا موقع ہے کہ یہان سے میواڑ کی تاریخ مین سلسلہ وار سال وسمبت کا دور شروع ہوتا ہے۔

اس رانا کے وقت مین گجرات ومالوہ کے حاکمون سے جو خود مختار بادشاہ کہلانے لگے تھے اکثر لڑائیان رہی ہین۔ کونبھا کا معاصر مالوے والا پہلا محمود خلجی ہے جو ۸۳۶ھ ہجری مطابق ۱۴۳۲ع مین تخت مالوہ پر متمکن ہوا تھا۔

بعض دیسی کتابون مین لکھا ہے سمبت ۱۴۹۶ مطابق ۱۴۴۰ع مین محمود مالوی کونبھا کے مقابلے مین کسی جگہ شکست کھا کر پسپا ہو گیا تھا اسی کی یادگار مین قلعہ چتوڑ پر کیرتی ستنبھ یعنی ستون ناموری بنایا گیا جو ابتک درست وقائم ہے اور یہ درست نہین کیونکہ تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ مالوے کے سلطان محمود خلجی نے ۸۴۶ھ مطابق ۱۴۴۲ع مین ملک چتوڑ پر حملہ کیا تمام مین ہل چل ڈالدی قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا بتخانون کو تڑوا کر مسجدین تعمیر کرائین سلطان ہر مقام پر تین چار روز ٹھہر کر راجپوتون کو پامال کرتا اور تمام آبادیون کو ویرانہ بناتا جب قلعہ کونبھل گڑھ کے قریب پہونچا تو قلعدار نے جو کونبھا کی طرف سے مقرر تھا قلعہ نشین ہو کر لڑائی شروع کر دی قلعہ کے پاس ایک بڑا مندر تھا اسمین لڑائی کا بہت کثرت سے سامان راجپوتون نے جمع کر کے مورچے کا کام اُس سے لیا تھا سلطان نے ایک ہفتے مین اُس مندر کو فتح کر لیا اور اُسمین ایندھن

بھرواکر آگ لگوادی اور بت جو بکری کی شکل پر سنگ مرمر سے بنا ہوا تھا جلکر چونہ ہوگیا سلطان نے وہ چونہ پانو نکے ساتھ راجپوتون کو کھلوایا وہان سے فتح پاکر سلطان چتوڑ پر آیا اور اُسکے حصار کو قہر و غلبہ سے فتح کر کے ہزارون راجپوت قتل کرائے سلطان کو معلوم ہوا کہ کونبھا اُسی دن قلعہ سے نکلکر ایک پہاڑی مین چھپ گیا ہے سلطان نے فوج کے کئی ٹکڑے کرکے اُسکی گرفتاری کے لیے بھیجا ایک ٹکڑے سے کونبھا کا مقابلہ ہوگیا سخت جنگ کے بعد کونبھا ہزیمت پاکر پھر چتوڑ مین جا چھپا بادشاہ تو ملک کے ایک مقام مین ٹھہر گیا اور فوج کو تسخیر و تباہی علاقجات کے لیے پے در پے بھیجا موسم برسات سر پر آگیا اسلئے سلطان نے ارادہ کیا کہ کسی اونچی جگہ پر قیام کرے اور برسات کے نکلنے پر پھر قلعہ کا محاصرہ کرے کونبھا نے ماہ ذیحجہ ۸۴۶ھ ہجری مین دس ہزار سوار اور چھ ہزار پیادونکے ساتھ شب خون مارا یہ جمعہ کی رات تھی سلطانی سپاہ کی ہوشیاری و خبرداری کی وجہ سے سخت نقصان اُٹھاکر بھاگ گیا۔ دوسری رات کو سلطان نے شب خون مارا کونبھا زخمی ہوکر چتوڑ کی طرف بھاگ گیا اور بہت سے راجپوت کھیت رہے اور لشکر اسلام کے ہاتھ بہت سی غنیمت آئی۔ اب سلطان نے مانڈو کو مراجعت کی اور دوسرے سال پر چتوڑ کا معاملہ رکھا۔

۸۵۰ھ ہجری مین سلطان نے کونبھا پر پھر حملہ کیا اور اول مانڈل گڑھ کی طرف جہان رانا ٹھہرا ہوا تھا روانہ ہوا اور پے در پے کوچ کرکے بناس ندی پر مقام کیا رانا کونبھا چونکہ مقابلے کی طاقت نرکھتا تھا مانڈل گڑھ مین متحصن ہوگیا دوسرے یا تیسرے روز اُسکے راجپوتون نے قلعہ سے نکلکر لڑائی کی مگر نہایت تباہی اور بربادی کے ساتھ شکست پاکر لوٹ گئے آخر کار کونبھانے مجبور ہوکر پیش کش دینا قبول کیا سلطان نے بھی مصالحت مین بہتری سمجھی اور وہانسے خاطر خواہ نذرانہ وصول کرکے اپنے ملک کو لوٹ گیا۔

اس رانا کی بیٹی کی نسبت جیسلمیر کے راو دوسرے کیہر کے بیٹے جیتا سے ہوئی تھی دولہ بیاہ کے لیے روانہ ہوا اور ادبی پہاڑ مین برات کے پہونچنے پر دُلھن کے متعلق ایک معیوب بات سنکر خفیہ تحقیقات کرائی تو اُس عیب کا دلھن مین موجود ہونا ثابت ہوا اسلیے جیتا اپنے وطن کو لوٹ گیا اور شادی نہ کی رانا کو غصہ آیا مگر شرم کی وجہ سے خاموش رہا اور اُس لڑکی کی نسبت دوسری جگہہ کردی یہ بات جیمس ٹاڈ کی تاریخ راجستان مین تفریح لیتھ مذکور ہے۔

اس رانا کے وقت سے مارواڑ کا راو رنمل اور اُسکا بیٹا جودھا جسکے نام پر شہر جودھپور آباد ہوا میواڑ کے ریاستی کاروبار مین زیادہ دخیل رہتے تھے لیکن کونبھا کے عہد سمبت ۱۵۰۰ مطابق ۱۴۴۳ع مین راٹھورون کی طرف سے اندیشہ پیدا ہوگیا اسلیے چونڈا واپس چتوڑ بلایا گیا جو کچھ عرصہ پہلے رنجیدہ ہوکر مالوہ کے بادشاہ کے پاس جا رہا تھا چونڈا بڑی ہوشیاری کے ساتھ رات کے وقت قلعہ مین داخل ہوا جسکے مقابل راٹھورون کو چتوڑ چھوڑنا پڑا مارواڑ کا راو رنمل جس کو نشے کی حالت مین ایک عورت نے چارپائی سے باندھ دیا تھا ہمت کے ساتھ کئی مخالفون کو مارکر کام آیا اُسکا بیٹا جودھا چالاکی سے جان بچاکر اپنے وطن پہونچا۔ چونڈا پیچھا کرتا ہوا مارواڑ کی راجدھانی تک چلا گیا اور جودھا اگرچہ اُسکے ہاتھ نہ آیا لیکن منڈور کو اُسنے جا دبایا جہان اپنے دو بیٹون

کو قتل اور سانجا کو چھوڑکر واپس میواڑ مین چلا آیا ملا ٹھوڑون نے موکل کی مان کے اشارے سے کچھ غیر لوگون
کو ساتھ لیکر منڈور پر حملہ کیا جہان جونڈا کا بڑا بیٹا مارا گیا اور دوسرا لڑکا میواڑ کی طرف بھاگتے ہوئے گوڈواڑ
کے علاقے مین گرفتار ہوکر قتل کیا گیا اسطرح سات برس کے بعد راؤ جودھا نے اپنی دار الریاست کو واپس لیا اور پھر اطمینان
سے سمبت ۱۵۱۵ مطابق ۱۴۵۹ء مین شہر جودھپور کی بنا ڈالی جو ابتک اسکی اولاد کا دار الحکومت ہے۔ مالوے کے
پہلے سلطان محمود خلجی نے منور گڑھ اور رنتھنبور کے قصبات مین سے بعض فتح کرکے اپنے سپہ سالار تاج خان کو آٹھ ہزار
سوار اور ۲۵ ہاتھیون کے ساتھ قلعہ چتوڑ کی تسخیر کے لیے بھیجا اور جودھ کوٹ سے نذرانہ لیتا ہوا مانڈو کو لوٹ گیا۔
مرآت سکندری مولفہ مرزا سکندر مین مذکور ہے کہ سلطان محمود مالوی نے ۸۶۰ ہجری مطابق ۱۴۵۶ء مین ناگور پر
لشکرکشی کی اور سلطان قطب الدین والی گجرات نے حاکم ناگور کی مدد کے لیے سپاہ بھیجی سلطان محمود یہ خبر
سنکر سانبھر تک جاکر لوٹ گیا قطب الدین کا سردار قوام الملک بھی اپنی سپاہ کو لوٹا لایا جب فیروز خان
بن شمس خان دندانی حاکم ناگور مر گیا اور مجاہد خان برادر فیروز خان نے شمس خان بن فیروز خان کو ناگور سے
نکال دیا تو شمس خان طلب مدد کیلیے رانا کونبھا کے پاس آیا اور رانا مدد کو اسکے ساتھ روانہ ہوا مجاہد خان رانا کی
آمد کا حال سنکر سلطان محمود خلجی مالوی کے پاس چلا آیا رانا نے ناگور پہونچکر چاہا کہ عمارات کو منہدم کرا دے
شمس خان نے منع کیا رانا نے نہ مانا اور اپنی بات پر مصر رہا شمس خان لڑائی پر آمادہ ہوا اسلیے رانا ناراض ہوکر
میواڑ مین چلا آیا اور یہان سے زیادہ فوج لیکر دوبارہ ناگور کو گیا شمس خان قلعہ ناگور کا استحکام کرکے خود
سلطان قطب الدین کے پاس چلا گیا اور رانا کے مقابلے کے واسطے اس سے امداد چاہی سلطان نے
راے امین چند مانک اور ملک گدا کو بہت سے افسرون اور فوج کے ساتھ شمس خان کی امداد کے لیے نامزد
کیا۔ ناگور کے علاقے مین ان سردارون اور رانا مین جنگ ہوئی اور طرفین کے ہزارون آدمی مارے گئے
مگر لڑائی کا فیصلہ نہ ہوا اور فتح کا بھی کسیکو فریقین مین سے دعوے نہ ہوا رانا ملک ناگور کو لوٹ کر میواڑ مین
لوٹ آیا ۸۶۱ ہجری مطابق ۱۴۵۶ء مین مالوے کا پہلا محمود خلجی ہاڑوتی کو مغلوب کرتا ہوا میواڑ مین آیا رانا
کونبھا نے مقابلہ نہین کیا بلکہ اطاعت کرکے کچھ اشرفیان اور روپے پیش کش کے طور پر بادشاہ کے پاس بھیجے
چونکہ یہ سکے رانا نے اپنے نام سے جاری کئے تھے سلطان دیکھکر بہت ناراض ہوا اور پیش کش کو واپس کرکے
اپنے لشکر کو تاراجی ملک کا حکم دیا۔ لشکر نے بڑی تباہی پیدا کی اور مقصود الملک کو حکم دیا کہ وہ جاکر مندسور کا
ملک ویران کرے جو رانا سے تعلق رکھتا تھا اور اسکو یہ بھی حکم دیا کہ مناسب موقع پر تھانے بٹھا کے اس ملک مین قصبہ آباد
کرکے خلجی پور اسکا نام رکھے رانا یہ خبر سنکر گھبرا گیا اور نہایت عجز و انکسار کے ساتھ سلطان کی خدمت مین
پیام بھیجا کہ جسقدر پیش کش کے لیے آپ حکم دینگے حاضر کرتا رہونگا اور آیندہ کبھی اطاعت و انقیاد سے انحراف
نہ کرونگا بشرطیکہ قصبہ خلجی پور کی آبادی و تیاری موقوف کیجاے چونکہ برسات کا موسم قریب آ لگا تھا سلطان
دلخواہ پیش کش وصول کرکے مانڈو کو لوٹ گیا اور ۸۶۳ ہجری مطابق ۱۴۵۸ء مین پھر مندسور کی تسخیر کے ارادے سے

روانہ ہوا اور وہان پہونچکر خود تو وسط ملک مین مقام کردیا اور سپاہ کے گروہ جابجا ملک کی پامالی کے لیے روانہ کردیے۔

سنہ ۸۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۵ء مین سلطان قطب الدین گجراتی رانا سے انتقام بربادی ناگور کا لینے کو میواڑ پر چڑھ گیا اور کونبھل میر کو محصور کرلیا۔ رانا ایک دن اپنی سپاہ لیکر قلعہ مین سے اُترا قطب الدین سے جنگ کی اور ہزیمت پاکر واپس قلعہ پر چڑھ گیا۔ سلطان نے محصورین پر سختی کی اور تمام علاقے مین فوج اور فسر بھیجکر ملک کو تباہ کرادیا اور اتنی بربادی پھیلائی کہ رعایا مین سے کسیکے پاس مویشی باقی نرہے اور اتنے لونڈی غلام لشکریون کے ہاتھ آے کہ شمار سے باہر تھے۔ مورخ کہتا ہے کہ کونبھا عاجز شدہ امان خواست و خدمت لائق قبول کرد و برسن عہد و وثوق بر رقبۂ خود بست کہ من بعد بطرف ناگور یا بسمتے از اطراف اسلام لشکر نکشد۔ کونبھا کے اطاعت اختیار کرلینے کے بعد سلطان میواڑ چلا گیا۔

سنہ ۸۶۱ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۶ء مین کونبھا نے اجمیر پر قبضہ کرلیا وہان کے مسلمانون نے مالوے کے پہلے سلطان محمود خلجی کے پاس متواتر عرضیان بھیجین کہ یہ مسلمانون کا متبرک مقام ہندوون کے ہاتھ سے خلاص کرادیا جاے اور جو سپاہ سلطان کی طرف سے ہاڑوتی کی تسخیر کے لیے مامور تھی اُسکے امرا نے بھی لکھا کہ اجمیر مین راجپوتون نے قبضہ کرکے اسلام کا نشان مٹا دیا ہے سلطان ان دنون مندسور کے علاقے مین مقیم تھا کہ بذات خاص اس کام کے لیے سپاہ لیکر روانہ ہوا کونبھا نے اپنی طرف سے وہان کے قلعہ مین کچھ جمعیت رکھ چھوڑی تھی جنکا افسر گجادھر تھا سلطان نے اجمیر کے پاس پہونچکر امرا کو حکم دیا کہ قلعہ کے چارون طرف سے حملہ کرین چار دن تک جان توڑ کر راجپوت لڑے پانچوین دن گجادھر مست ہاتھی کی طرح مع اپنے ہمراہیون کے سربکف قلعہ سے نکلا اور جنگ مغلوبہ کرکے مارا گیا اُسکے باقی ماندہ ہمراہی قلعے مین لوٹے لیکن سلطان کے آدمی بھی انہین ملکر قلعہ مین داخل ہوگئے اور اسپر قبضہ کرکے راجپوتونکو قتل کر ڈالا سلطان نے نعمت اللہ کو سیف خان خطاب دیکر وہان کے انتظام کے لیے مقرر کردیا خود مانڈل گڑھ کی طرف چلا اور اجمیر سے کوچ اور مقام کرتا ہوا بناس کے کنارے پہونچا اور اُس قلعہ کی تسخیر کے لیے چارون طرف امرا کو مع افواج کے نامزد کیا لڑائی ہوئی بہت سے مسلمان اور راجپوت طرفین سے مارے گئے موسم بارش سر پر آگیا اسلئے سلطان نے کہا کہ آئندہ بعد بارش اسکی تسخیر کیطرف توجہ کی جائیگی اور وہان سے مراجعت کی پھر ماہ محرم سنہ ۸۶۱ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۷ء مین تسخیر مانڈل گڑھ کے ارادے سے کوچ کیا جہان جہان تھانے پاے برباد کرادیے اور قلعہ کے متصل پہونچکر درختون کو کٹوانا شروع کیا اور عمارات کو منہدم کرایا اور مورچے بنوانے لگا یہانتک کہ وہ حصار قلعہ سے ملگئے انکی مدد سے حصار کو لے لیا اور بہت سے آدمی راجپوتون کے مارے گئے لیکن راجپوت اُس قلعہ پر چلے گئے جو پہاڑ پر تھا اور اُسکے استحکام کے زعم مین بیحد مغرور تھے لیکن سلطانی توپخانے کے فیرون سے اوپر کے قلعہ کے تالابون کا پانی سوکھ گیا تو قلعہ نشین بہت پریشان ہوئے اور اطاعت گذاری کے

پیام دسئے اور دس لاکھ روپے پیش کئے اور حفظ و امن حاصل کی یہ فتح ۲۵ ذیحجہ سنہ ۸۶۱ھ ہجری مطابق ۱۴۵۷ع کو حاصل ہوئی سلطان دوسرے قلعہ پر آیا جہان بتخانہ پایا اُسکو تڑوا کر مسالے سے مسجد تعمیر کرائی اور قاضی و موذن و خطیب اپنی جانب سے مقرر کردئے۔ ۱۵ محرم سنہ ۸۶۳ھ ہجری کو چتوڑ کی تسخیر کا عزم کیا اور سلطان زادہ غیاث الدین کو بھیلواڑے کی طرف بھیجکر اُسکو لٹوا دیا اس کام کے بعد سلطان مانڈو کو لوٹ گیا اور سنہ ۸۶۶ھ ہجری مطابق ۱۴۶۱ع مین بار دیگر راجپوتون کی پامالی کے ارادے سے حرکت کی اور اہار مین مقام کیا۔ سلطان زادہ غیاث الدین اور تاج خان کو آگے سے میواڑ کی تباہی کے لیے روانہ کردیا انھون نے کونبھل میر تک بربادی پھیلانے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ سلطان جب کونبھل میر کے پاس آیا تو دوسرے دن سوار ہو کر قلعہ کی شرقی جانب کے پہاڑ پر چڑھ کر ملاحظہ کیا اور کہنے لگا کہ یہ قلعہ کئی سال کے محاصرے کے بغیر مفتوح نہ ہو سکے گا اسلیے وہان سے کوچ کرتے ڈونگرپور کے علاقے مین چلا گیا ڈونگرپور کے راول نے عاجزی کے ساتھ اطاعت کی اور دو لاکھ روپے اور بیس گھوڑے نذر کئے۔

سروہی کی تاریخ مین لکھا ہے کہ گجرات کا بادشاہ قطب الدین سروہی کے راستے سے میواڑ پر چڑھائی کرتا اور لوٹ مار کرکے ملک میواڑ کو برباد کردیتا آخرکار رانا نے سدباب کے لیے سروہی پر فوج بھیجی جو نرسنگھ کی ماتحتی مین تھی اسنے دیوڑون سے آبو کا پہاڑ چھین لیا رانا نے آبو کی آب و ہوا کو پسند کرکے وہان محل تالاب اور مہادیو کا مندر بنایا جو ابتک آبو کے اوپر موجود ہے اور ایک بڑی فوج اُسکی محافظت کے لیے وہان رکھی سروہی کے راؤ لاکھا سے بجز اسکے اور کچھ چارہ بن نہین آیا کہ اُسنے سنہ ۸۶۰ھ ہجری مطابق سمبت ۱۵۱۳ مین سلطان قطب الدین گجراتی سے جب کہ وہ میواڑ پر آتا تھا فریاد کی سلطان نے ملک شعبان نام ایک امیر کو اُسکی مدد پر مقرر کیا مگر ملک مذکور نے کوہ آبو پر چڑھکر رانا کے سپاہیون سے شکست کھائی اور اس لڑائی مین بہت سے مسلمان مارے گئے ملک شعبان ہار کر قطب الدین کے پاس چلا گیا قطب الدین خود سروہی مین آیا وہین رانا کے رشتہ دار ون سے لڑا اور فتح پاکر میواڑ کو گیا مگر پھر آبو بدستور رانا کے قبضے مین رہا دس برس کے بعد جب سنہ ۸۶۱ھ ہجری مطابق سمبت ۱۵۲۶ مین قطب الدین گجراتی اور محمود شاہ بادشاہ مالوہ بالاتفاق میواڑ پر چڑھ آئے تو قطب الدین نے سروہی پہونچکر آبو رانا کے سپاہیون سے چھین لیا اور سروہی کے رئیس کے حوالے کیا۔

بعض لکھتے ہین کہ رانا کونبھا والی چتوڑ بخوف افواج شاہی بحسب رضائے راؤ سروہی کے بطور پناہ پذیری واسطے چند ماہ کے آبو کے اوپر اچل گڑھ مین ٹھہرا تھا بعد واپسی فوج شاہی کے راؤ سروہی نے چاہا کہ رانا واپس چلا جاوے مگر اُسنے ایک ایسے مضبوط مقام کو پاکر اُسکے چھوڑنے سے انکار کیا تب راؤ کے بیٹے نے فوج جمع کی اور پہاڑ کے اوپر جاکر رانا اور اُسکے آدمیون کو نکال دیا۔

رانا کونبھا بتیس برس راج کرنے کے بعد سمبت ۱۵۲۵ مطابق ۱۴۶۸ع مین اپنے بیٹے اودے سنگھ کے ہاتھ سے جو مشہور

کے سبب بعمر تھا قتل ہوا۔

اُسنے اپنی زندگی مین بتیس قلعے اور کئی مندر بنوائے ان مین سے قلعہ کونبھل میر جو میواڑ کی شمالی و مغربی حد پر اربلی پہاڑ کے سلسلے مین دو کوس پھیلا ہوا ہے میواڑ مین چتوڑ سے دوسرے نمبر پر سمجھا جاتا ہے۔ مذہبی مکانات مین سے رکھب دیو کا جینی مندر بھی میواڑ کے جنوبی پہاڑی علاقے مین جہان اکثر ہوتروالون سے جینی مورت چھپا کر رکھی گئی ہوگی اسی رانا کی مدد خرچ سے بنا ہے۔

جوالا سہاے نے جو نہایت تعصب سے تاریخ لکھی ہے اُسمین اوٹ پٹانگ لکھ مارا ہے کہ کونبھا نے بادشاہ دہلی کو شکست دی اس بوالعجب کو یہ بھی تحقیق نہ ہوا کہ دہلی کے کون سے بادشاہ نے کونبھا پر چڑھائی کی تھی یا کونبھا دہلی پر چڑھ کر کب گیا تھا کہتے ہین کونبھا خود شاعر تھا اور اُسنے نہایت حسین رانی سے شادی کی تھی۔

۴۹۔ اودے سنگھ

اودے سنگھ جسکا نام ریاست کے نسب نامے سے خارج کر دیا گیا ہے اپنے والد کو قتل کر کے گدی پر بیٹھا لیکن اُس کے رشتہ دار اُسکی خراب عادتون سے اور اس سبب سے کہ اُسنے باپ کو مار ڈالا تھا جو بڑا گناہ ہے جلد ناراض ہو گئے اودے سنگھ نے مدد کی امید پر اجمیر وغیرہ کا علاقہ جودھپور والونکو دیکر سروہی کے دیوڑہ سردار کو آزاد مان لیا۔ پانچ برس کے اندر سمبت ۱۵۳۰ مطابق ۱۴۷۳ء مین اودے سنگھ کو ماتحت سرداروں نے خارج کر کے اُسکے چھوٹے بھائی رائے مل کو مسند پر بٹھا دیا اور وہ لاچار مانڈو کو چلا گیا جہان کے بادشاہ کو اُسنے اپنی بیٹی بیاہ دی اور بقول اُسی دینے کا وعدہ کیا تھا کہ اتفاقاً مانڈو کے دربار سے رخصت ہو کر نکلتے وقت بجلی گرنے سے ہلاک ہوا۔

۵۰۔ رانا رائے مل

سمبت ۱۵۳۰ مطابق ۱۴۷۳ء مین اودے سنگھ کے میواڑ سے نکالے جانے کے بعد چتوڑ کی گدی پر بیٹھا اس رانا نے اپنی ایک بیٹی کی شادی سروہی کے راؤ جے مل دیوڑہ کے ساتھ کر کے اُسکو آبو پہاڑ جہیز مین دیدیا جو اب تک دیوڑہ کے قبضے مین چلا آتا ہے یہ روایت اسی ریاست کی ہے حقیقت مین دیوڑون کا قبضہ اُس پر پہلے سے تھا۔ مہارانا سجن سنگھ نے جو تاریخ کی کتاب تیار کرائی ہے اُسمین تحریر کیا ہے ۸۷۸ ہجری مطابق سمبت ۱۵۲۹ مین فرشتہ نے لکھا ہے کہ ناصرالدین مالوہ کا بادشاہ آنبیر کا علاقہ لوٹ کر چتوڑ کی طرف آیا جہان رانا رائے مل نے اُسکی اطاعت کر لی اسلیے چتوڑ لوٹ اور بربادی سے بچگیا اور رانا کے رشتہ دار بھائی اچھو نداس نے ناصرالدین کو بیٹی دی جسکا نام رانی چتوڑی رکھا گیا۔

رانا رائمل کے وقت مین اُسکے تینون بیٹون پرتھوی راج۔ جیمل۔ سانگا اور عم زاد بھائی یعنی رانا موکل کے پوتے اور کھیم کرن کے بیٹے سورج مل کے فسادون سے ملک بہت خراب ہوا۔ یہ چارون شخص رائے مل کے بعد راج لینا چاہتے تھے جن مین سے پرتھوی راج کو اُسکے بہنوئی نے جو آبو پر رہتا تھا زہر دیکر مار ڈالا

ونکہ وہ اسکی بہن کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتا تھا جے مل کے ساتھ ایک راجپوت نے اپنا کھویا ہوا علاقہ
لانے کے وعدے پر اپنی بیٹی کی شادی کردینی چاہی تھی لیکن جے مل کو اقرار پورا کئے بغیر شادی پر تیار دیکھکر اُسنے
مل کرڈالا۔ راناکا عمزاد بھائی سورج مل سانگا کا بڑا دشمن تھا یہانتک کہ اُسنے ایکبار تلوار میان سے نکالکر سانگا
قتل کرنا چاہا لیکن سورج مل بیچ مین آگیا اور جو تلوار سانگا کے لگتی وہ سورج مل کے لگی لیکن سورج مل اور پرتھی راج
دونون زخم شدید کے وہان سے ہل نہ سکے اور سانگا تلوار کے پانچ زخم اور ایک تیر آنکھ مین کھاکر بھاگا تیر کے زخم سے
ایک آنکھ اوسکی جاتی رہی سورج مل پریشان ہوکر میواڑ کے جنوبی مشرقی جنگل مین جا رہا جہان اُسنے ایک دیولیہ
نام قلعہ بنانے کے بعد بہت سے وحشی لوگون کو اپنا تابع کرکے ایک ریاست کی بنا ڈالی جو اب پرتاب گڑھ کے نام
سے اسکی اولاد کے قبضے مین چلی آتی ہے۔

جبکہ سب دعوے دار ٹھکانے لگ گئے تو رائمل کے بعد ایک کنور سانگا ہر طرح راج کا مالک اور حقدار رہ گیا
جسنے خانگی لڑائی جھگڑون کے سبب بکریان چرانے اور تکلیفین اٹھانے مین دن کاٹے تھے جب دہقان نے
بھی جسکی بکریان چرایا کرتا تھا نکالدیا تو ایک راجپوت کی مدد سے گھوڑا اور ہتھیار پاکر اجمیر کے متصل سری نگر کے پرمار
سردار کے ہان نوکر ہوگیا تھا یہی سانگا ہے جسکی لڑائی بابر کے ساتھ مشہور چلی آتی ہے۔

رائمل نے سمبت ١٥٦٥ مطابق ١٥٠٨ء مین وفات پائی۔

۵۱۔ رانا سانگا یا سنگرام سنگھ اول

رانا سنگرام نے جو عام طور پر سانگا مشہور ہے اپنے والد کے بعد سمبت ١٥٦٥ مطابق ١٥٠٨ء مین چتوڑ کا راج پاکر
میواڑ کو ہر طرح ترقی پر پہونچایا۔ راجپوتانے کا بڑا حصہ اُسکے قبضے مین تھا۔

سلطان محمود ثانی بن سلطان ناصرالدین بن سلطان غیاث الدین والی مالوہ کے پاس راجپوتون کو
بہت زور حاصل ہوگیا یہانتک کہ سلطان اُنکی مٹھی مین آگیا آخرکار سلطان بھی راجپوتون کے تسلط سے
گھبرا گیا جن کا افسر اعلے میدنی راے تھا اور اُسکے ماتحت راجپوت چالیس ہزار کی تعداد مین تھے راجپوتون
نے ایکبار سلطان کے دارالریاست مانڈو پر قبضہ کرلیا اور خود محمود سلطان مظفر شاہ گجراتی کے پاس بھاگ گیا
اور اُس سے مدد لیکر مانڈو پر لشکرکشی کی جب میدنی راے نے اپنے مین اُنکے مقابلے کی طاقت نہ پائی تو اپنے
بیٹے نتھورا۔ے کو تو کچھ سپاہ کے ساتھ یہان چھوڑا اور خود چتوڑ کو رانا سانگا سے مدد حاصل کرنے کے لیے چلا گیا
اور سانگا کو بہت سا روپیہ اور ہاتھی دیکر اپنا مددگار بنالیا اور اجین کی طرف لے چلا سلطان مظفر نے بھی سانگا
کے مقابلے کے لیے عادل خان فاروقی حاکم آسیر و برہانپور کو بھیجا سلطان کی سپاہ کی امداد سے محمود نے جبر و قہر
قلعہ مانڈو ٩٢٤ھ ہجری مطابق ١٥١٨ء مین فتح کرلیا کہتے ہین کہ نوے ہزار کے قریب راجپوت کھیت رہے
اور مسلمان بھی بہت سے مارے گئے راجپوتون کی عورتین گرفتاری کے اندیشے سے جوہر کرکے جل مرین
جب یہ خبر میدنی راے اور سانگا کو پہونچی جو ادھر آرہے تھے تو قلعہ دھار سے لوٹ گئے مظفر شاہ محمود کے قبضہ

پا لینے کے بعد لوٹ گیا جو کہ ابھی تک چاندیری وگاگرون پر میدنی راے کا قبضہ تھا اور قلو رایسین و بھیلسہ
و سارنگپور پر سلہدی راجپوت کا تسلط تھا سلطان محمود نے اول حملہ گاگرون پر کیا میدنی راے نے سانگا سے
مدد مانگی اور وہ بہت سی فوج لیکر چیتوڑ سے چلا سلطان محمود نے اسکی روانگی کا حال سنا تو خود بھی ادہر سے رانا
کی طرف بڑھا اور کڑی کڑی منزلین کرکے سانگا کے لشکر سے سات کوس پر ٹھہرا جب یہ حال رانا کو معلوم ہوا
کہ پے درپے طول طویل کوچون سے سلطان کی فوج تھک رہی ہے تو اُسی وقت حملہ کردیا محمود اس حملے سے بیخبر تھا
اُسکے امرا نے عرض کیا کہ سپاہ تھکی ہاری ہے اسلیے لڑائی سے کنارہ کشی بہتر ہے لیکن سلطان نے نہ مانا تھوڑے
سے عرصے مین سلطان کے بڑے بڑے ۳۲ سردار مارے گئے اور بہت سی سپاہ کام آئی آصف خان گجراتی جو سلطان
مظفر شاہ کی طرف سے کمک کو ہمراہ تھا پانسو سواران گجراتی کے ساتھ تہ تیغ ہوا لشکر مالوہ مین سے بجز سلطان محمود خلجی اور دس سوارون کے کوئی میدان معرکہ مین باقی نہ رہا لیکن سلطان نے وفور تہور سے دشمن
کی پچاس ہزار سپاہ پر حملہ کردیا یہ دس سوار بھی مارے گئے اب سلطان تنہا رہ گیا اسنے اپنا گھوڑا راجپوتون مین
ڈالدیا اور سربکف ہوکر لڑنے لگا اُسکے بدن پر دو زرہین تھین سو زخم کھاے جن مین سے پچاس اندر کی زرہ سے
گذر گئے اور تیورا کر گھوڑے سے گر گیا راجپوت جب پاس آے تو پہچان لیا دریاے حیرت مین ڈوب گئے اور
اُسکی شجاعت کا لوہا مان گئے فرشتہ لکھتا ہے "رانا سانگا او را در جاے مناسب نشانده دست بستہ پیش او
بایستاد و در شرائط خدمت گذاری تقصیر نہ نمودہ بمعالجۂ زخمہاے سلطان پرداخت" تمام سامان سلطانی سانگا کے
ہاتھ لگا یہانتک کہ سلطان ہوشنگ والا تاج مرصع بھی اُسنے سلطان سے طلب کرلیا جب زخم مندمل ہوگئے
تو اسکے ساتھ ایک ہزار سوار دیکر مانڈو کو بھیجدیا جہان پہونچکر دوبارہ اُسنے اپنی حکومت جمائی فرشتہ رانا کے اس
سلوک کو نہایت فتوت پر حمل کرتا ہے یہ واقعہ سمبت ۱۵۷۷ مطابق ۱۵۲۰ء کا ہے راجہ ایدر کے انتقال کے بعد
اُسکا بیٹا راجہ بھارا مل مسند نشین ہوا رانا سانگا اپنے داماد راے مل بن سورج مل کی حمایت پر آمادہ ہوا اور
بھارا مل سے ایدر کا ملک چھین کر اپنے داماد راے مل کو گدی پر بٹھادیا بھارا مل نے سلطان مظفر گجراتی سے شکایت
کی اور راے مل کے مقابلے مین مدد چاہی سلطان نے نظام الملک کی افسری مین ایک لشکر بھیجا اور حکم دیا کہ ایدر سے
راے مل کو نکالکر بھارا مل کو مسند نشین کردے راے مل بیجا نگر کے پہاڑون مین چھپ گیا نظام الملک نے
ایدر پہونچکر بھارا مل کو مسند نشین کردیا اور خود بیجا نگر کے پہاڑونکی طرف گیا راے مل سے مقابلہ ہوا طرفین کے
بہت سے آدمی مارے گئے جب یہ خبر سلطان مظفر کو پہونچی تو اُسنے نظام الملک کو لکھا کہ جب کہ ایدر قبضے مین آگیا
ہے تو راے مل کا پیچھا کرنا فعل عبث ہے اور مفت فوج کا ضائع کرنا ہے جب نظام الملک لوٹ گیا تو راے مل
نے پھر سر نکالا اور ایدر پر حملہ آور ہوا سلطان کا افسر نصیر الملک احمد نگر کے نواح مین مقیم تھا باوجودیکہ اُسکے پاس
سپاہ قلیل تھی مگر مقابلے کو ڈٹ گیا اور ۲۷ آدمی سمیت کام آیا جب یہ خبر سلطان مظفر کے گوش گذار ہوئی
تو نصرۃ الملک کو حکم دیا کہ بیجا نگر پہونچکر مفسدون کا کام تمام کردے اور مانڈو پر سلطان محمود مالوی کا قبضہ

گرا کے خود بھی رانا کے مقابلے کو بڑھا ایک راجپوت جو ماندو پر راجپوتون کے قتل عام کا حال دیکھ چکا تھا
سانگا کے پاس پہونچا اور مین دعن وہ حال گوش گذار کیا اور عجیب یہ ہے کہ یہ مضمون بیان کرتے ہی اسکا
دم نکل گیا سانگا کا چہرہ زرد ہو گیا اور جب اُسنے یہ سُنا کہ سلطان مظفر ادھر آرہا ہے تو ڈر کر چتوڑ کی طرف
بھاگ گیا عادل خان نے اُسکا تعاقب کرکے لیں ماندون کی خوب خبر لی ایڈر مین سلطان کیطرف سے مبارز الملک
مقیم تھا سنہ ۹۲۶ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۰ع کا واقعہ ہے کہ ایکدن ایک بھاٹ نے اوسکے سامنے رانا سانگا کی بہت
تعریف کی اور کہا کہ آج کے زمانے مین سرزمین ہند مین کوئی ایسا راجہ نہین ہے جو راے مل کا حامی ہے تم کبتک
ایڈر مین رہوگے راے مل کے ہاتھ سے ایڈر نہین نکل سکتا مبارز الملک نے نخوت و غرور کے سبب
اُسکو جھڑک دیا اور کہا وہ کیا کتا ہے کہ راے مل کی حمایت کرے گا جب تک مین بیٹھا ہون وہ ادھر قدم
نہین رکھ سکتا اگر مرد میدان ہے تو کس لئے نہین آتا بھاٹ نے کہا کہ عنقریب آجاے گا مبارز الملک بولا کہ
اگر نہ آیا تو کتا سمجھا جاے گا اور ایک کتے کا سانگا نام رکھ کر دروازے پر بندھوا دیا اور بھاٹ سے کہا دیکھ لے
اگر سانگا نہ آیا تو اس کتے مین اور اُسمین فرق نہ سمجھا جائیگا اُس بھاٹ نے چتوڑ پہونچکر یہ قصہ سانگا کے سامنے
بیان کیا رانا کو غیرت آئی اور فرط ننگ و عار سے چالیس ہزار آدمی ساتھ لیکر ایڈر کے ارادہ سے اُسیوقت روانہ
ہو گیا اور منزلین کرتا ہوا سروہی تک پہونچ گیا سلطان نے یہ خبر سنکر چاہا کہ مدد بھیجے وزرا جو مبارز الملک
سے نفاق رکھتے تھے اُنھون نے تعرض کیا کہ رانا مین کیا مجال ہی کہ آپ سے متعرض ہو سکے اور قاصد یہ خبر
لاے کہ رانا چتوڑ کوٹ کو لوٹ گیا اس وقت یہ خبر واقع کے مطابق تھی سلطان نے قوام الملک کو احمد آباد
کی حفاظت کے لیے چھوڑا اور خود محمد آباد عرف چانپانیر کو چلا گیا رانا یہ خبر سنکر لوٹا اور باگڑ مین داخل ہوا
جو ایڈر سے مشرق کی سمت ہے یہان کا راول باوجودیکہ سلطان مظفر سے توسل رکھتا تھا رانا کے پاس
چلا آیا اور راول و رانا دونون ڈونگر مین آئے مبارز الملک نے یہ حال سلطان کو لکھا کہ رانا ۴۰ ہزار سپاہ
کے ساتھ باگڑ مین آگیا ہے اور ایڈر آنے والا ہے اور یہان صرف پانچ ہزار سپاہ ہے جنمین سے بھی
بہت سے آدمی احمد آباد کو چلے گئے ہین یہ عرضی سلطان کے سامنے وزرا نے پیش نکی جیسا کہ مرآت سکندری
مین لکھا ہے اور فرشتہ کہتا ہے کہ وزرا نے سلطان سے کہا کہ مبارز الملک کو کیا مناسب تھا کہ سانگا کا کتا نام
رکھ کر دروازے پر بندھوا دیا اسلئے سلطان نے مدد بھیجنے مین اہمال کیا بہر صورت کچھ بھی ہو چانپانیر سے مدد
نہ پہونچی اور مبارز الملک کے پاس آدمی بہت کم تھے سانگا ان باتون سے غافل نہ تھا اسلیے ایڈر کی
طرف چلا مبارز الملک نے لڑنے کا تہیہ کیا اُسکے مصاحبون نے مشورہ دیا کہ رانا کے ساتھ چالیس ہزار
آدمی ہین اگر ہمکو شکست ہوئی تو سلطنت کی بدنامی ہوگی آخرکار یہ قرار پایا کہ احمد نگر چلین وہان کے قلعہ کو مضبوط
کرکے جنگ کرینگے اور اُسوقت تک مدد بھی آجاے گی اسوجہ سے سب احمد نگر کو روانہ ہوے - ان مین
سے سو سوار جو سلطان کے سلحدار کہلاتے تھے مخفی طور پر رہ گئے اور اُنھون نے لڑکر مر جانے کو ترجیح دی

انکے افسر کا نام ملک نجف او تھر یہ تھا جب رانا کی سپاہ آئی تو یہ سو کے سو سوار پرا باندھکر نکلے اور لڑ بھڑکر مارے گئے
مرآت سکندری والا کہتا ہے کہ ایکبار اس بھاٹ نے نظام الملک المخاطب بہ مبارز الملک کی مدح مین ایک دوہا کہا
تھا جسکا مضمون یہ تھا کہ رانا کا لشکر کلنگ کی طرح ہے اور مبارز الملک کا لشکر شاہ باز کی مثل ہے جب رانا
ایڈر کے قریب پہونچا تو اس بھاٹ سے کہا کہ تو جسکو شاہ باز بتاتا تھا وہ کہان ہے بھاٹ نے اُن سوارون کی
طرف اشارہ کرکے کہا کہ وہ یہ ہے راستے مین خضر خان و اسد الملک و غازی خان و شجاع الملک سیف خان
لاحمنگر سے آگئے تھے مبارز الملک سے ملے اور اوس سے کہا کہ تمکو ایڈر مین رہنا چاہیئے ہم بھی ایڈر مین پہونچ جاینگے
اور بالاتفاق رانا سے جنگ کرینگے رانا احمد نگر مین آئیگا تو ہم کو یہ مناسب نہین کہ اس سے ڈرکر او قلعہ بند ہوکر رہین ہمکو
ایڈر مین ہی لڑنا بہتر ہے مبارز الملک نے کہا کہ یارون نے یہی صلاح دی تھی کہ احمد نگر مین چلین ورنہ مین ایڈر
چھوڑنے پر راضی نہ تھا اب جیسے سب کی مرضی ہو چونکہ یہ سب احمد نگر کے پاس ملے تھے وہین لوٹ گئے وہی بھاٹ
جس نے رانا کی تعریف مین مبارز الملک سے بیان کی تھی اُسکے پاس آیا اور مبارز الملک سے کہا کہ رانا لشکر عظیم
کے ساتھ ادھر آرہا ہے حیف ہے کہ آپ جیسا آدمی مارا جاے آپ قلعہ مین متحصن ہو جاین رانا اپنے گھوڑے کو
قلعے کے تلے پانی پلاکر لوٹ جائیگا اور اسیقدر پر اکتفا کریگا مبارز الملک نے کہا ایسا ہمکو نہین القصہ
ایک روز نہ گذرا تھا کہ رانا کی سپاہ کالی گھٹا کی طرح اُمنڈ آئی مبارز الملک کے ساتھ اسوقت صرف ۱۲سو
سوار اور ایک ہزار پیادے تھے انمین چار سو من چلے سوارون نے آگا دیکھا نہ پیچھا رانا کی بیس ہزار
سپاہ پر اللہ اللہ کے نعرے مارتے حملہ کردیا رانا کے تمام آدمی بھاگ گئے لیکن یہان عجیب اتفاق ہوا کہ احمد نگر کی
باقی ماندہ فوج یہ سمجھکر کہ وہ چار سو آدمی مارے گئے ہونگے احمد آباد کی طرف بھاگ گئی جب وہ چار سو آدمی
تعاقب کرکے واپس آئے تو یہان کسیکو نہ پایا مبارز الملک نے سمجھ لیا تھا کہ رانا کے ٹڈی دل لشکر سے لڑنا گویا
پتھر سے سر ملنا ہے اور احمد نگر کو چھوڑ دیا تھا مبارز الملک اور صفدر خان قصبہ پروہنی کی طرف کہ احمد آباد سے
دس کوس تھا روانہ ہوے لیکن راستہ بھولکر دوسری طرف چلے گئے اسد الملک وغیرہ سیدھے راستے پر چلے جنکا
رانا کے آدمیون نے پیچھا کرکے کام تمام کردیا اُسکے ساتھ جسقدر ہاتھی گھوڑے تھے اُنپر راجپوتون کا قبضہ ہوگیا.
رانا نے احمد نگر کو لٹوا دیا اور اہل شہر کو قید کرلیا اب رانا نے شب مین اپنے امراسے مشورہ کیا کہ آیندہ کیا کرنا
چاہیئے بعض نے کہا کہ احمد آباد تک چلنا چاہیئے جو یہان سے پچاس کوس ہے رانا نے جواب دیا کہ مسلمانون کے
چار سو سوارون نے ہماری بیس ہزار آدمیونکو شکست دی ہے اور ہزار کے قریب بہادرون کو مارڈالا ہے
اگر چار ہزار جمع ہوکر لڑنے کے لیے سامنے آجاینں تو تم اُنکا مقابلہ کیسے کروگے اور ہمارے بزرگون مین سے
کوئی یہان تک نہین آیا تھا اُنکو کبھی ایسی فتح حاصل نہین ہوئی بس اسیقدر پر اکتفا کرنا چاہیے ملک گجرات کے گراسیہ
جو ساتھ تھے کہنے لگے کہ ضرور احمد آباد کے ملک تک چلیے بڑنگر قریب ہے اور وہان کے عام آدمی تاجر مین اُسے
لوٹنے سے دولت کثیر حاصل ہوگی اسکے بعد واپس چلے آئیے رانا اُنکے کہنے سے دوسرے دن کوچ کرکے

بڑنگر پہونچا بڑنگر کے رہنے والے راناکے پاس آئے اور کہا کہ ہم برہمن ہین اور آپکے باپ دادے ہمیشہ سے ہماری عزت کرتے رہے ہین رانا نے اس بستی کو نہ لوٹا وہان سے مبیل نگر گیا اسکو تاراج کرکے لوٹ گیا۔
اب سلطان کو اُسکے امرا نے مشورہ دیا کہ حضور کی سلطنت کا سب مین شہرہ ہے بنفس نفیس راناکی سرکوبی کے لیے متوجہ ہون چنانچہ ۹۲۲ہجری مطابق ۱۵۲۱ء مین سلطان نے لشکر گران جسمین ایک لاکھ سوار اور سو ہاتھی تھے ملک ایاز کی افسری مین سانگا کی تادیب کے لیے روانہ کیا۔ اسکے بعد سلطان نے احتیاطاً تاج خان اور نظام الملک شاہی کو بیس ہزار سوار کے ساتھ اُسکی کمک کو بھیجا ملک ایاز نے ڈونگر پور اور بانسواڑے کے علاقے برباد کرادئے اس وجہ سے کہ ڈونگر پور کے راول نے اس فساد مین سانگا کی شرکت کی تھی اور تمام باگڑ کو لٹوادیا تھا اس کام کے بعد ایاز چتوڑ کی طرف بڑھا ایک شخص نے صفدر خان کو جو ہراول مین تھا خبر دی کہ روپ سنگھ راجہ بالسلہ سانگا کے بہت سے راجپوتونکے ساتھ اور اگرسین پوربیہ یہ دونون پہاڑ کے پیچھے موجود ہین اور شب خون مارنے کا ارادہ رکھتے ہین صفدر خان بغیر اطلاع دہی سپہ سالار کے دو سو سوار ہمراہ لیکر جلد مخالفون کے سر پر جا پہونچا لڑائی ہوئی اگرسین مجروح ہوا اور اسّی راجپوت مارے گئے باقی ماندہ نے راہ فرار اختیار کی جب ملک ایاز کو اس واقعہ کا حال معلوم ہوا تو خود سوار ہوکر صفدر خان کی کمک کو جا پہونچا لیکن یہ بہادر پہلے ہی میدان مار چکا تھا۔ اگرسین زخمی سانگا کے پاس پہونچا اور اُس سے تمام حال کہا ایاز مندسور تک جا پہونچا اور اُسکا محاصرہ کر لیا سانگا اپنے تھانہ دار کی مدد کو دس کوس تک آگیا تھا وہین ٹھہر کر ملک ایاز کو پیام دیا کہ کہ از من گناہ عظیم صادر شدہ راہ عذر مسدود ست اگر شما کار بکرم فرمودہ از سر گناہ من درگذرید خلعت سپارم کہ من بعد غیر از خدمت گاری کارے دیگر نکنم فیل و اسپ و بندی آنچہ در جنگ احمد نگر بدست من آمدہ ہمہ بجنسہ بخدمت میفرستم و سوائے این آنچہ ایشان مقرر کنند نیز راضی اتم (مرآت سکندری) ایاز کے ساتھ سپاہ کثیر تھی اسلیے دو دو ہاتھ کرنے کو سانگا کی ہمت نہ بندھی ملک ایاز نے اپنی طرف سے ایسی سخت شرائط پیش کین کہ قاصد خاموش ہوگیا ایاز نے قلعہ کی تسخیر کے لیے بہت ہاتھ پاؤن مارے اس عرصے مین شرزہ خان شروانی سلطان محمود خلجی کے پاس سے آیا اور ایاز سے کہا کہ اگر مدد کی ضرورت ہو تو مین بھی یہان آجاؤن ایاز نے جواب دیا کہ بادشاہ کو ضرور آنا چاہیئے چنانچہ محمود خلجی نے کہ سلطان مظفر گجراتی کا مرہون منت تھا سلہدی پوربیہ کی سپاہ کو بھی ساتھ لیکر منڈسور کی طرف کوچ کیا رانا سانگا سلطان محمود کے ادھر آنے کی خبر سنکر گھبرایا اور سلہدی کو سلہدی کے پاس بھیجکر کہلایا کہ ہماری صحبت قدیم کی رعایت ملحوظ رہے اور بالفعل صلح کرا دینی چاہیئے سلہدی نے بہت کوشش کی صلح نہ ہوئی ابھی ایاز نے پوری فتح نہ پائی تھی کہ دوبارہ سانگا کا قاصد پیغام لایا کہ مین سلطان کے دولت خواہون مین داخل ہوکر وہ تمام ہاتھی جو جنگ احمد نگر مین ہاتھ آئے تھے اپنے بیٹے کے ساتھ بادشاہ کے پاس بھیجتا ہون آپ کیون سخت گیری کرتے ہین چونکہ بعض امرا کا نفاق اس فتح مین خلل انداز تھا اسلیے اُسنے صلح کو ترجیح دی سلطان محمود خلجی نے دوسرے امرا کی مشورت سے حملے کا ارادہ کیا لیکن ایاز

کہلا بھیجا کہ اس لڑائی کا سارا اہتمام سلطان نے میرے ہاتھ مین دیا ہے آپ کیون بغیر میری رضامندی کے جنگ کرتے ہین اس سے مین راضی نہین ہون اسلیے کہ نفاق پیدا ہوگیا ہے پس گوہر مقصود ہاتھ آنا دشوار ہے اور دوسرے دن میدان جنگ سے چلا گیا اور خلجی پور مین پہونچکر راناکے قاصدون کو خلعت دیکر واپس کردیا سلطان محمود خلجی بھی مانڈو کو لوٹ گیا جب ملک ایاز چاپانیر مین سلطان مظفر شاہ کے پاس پہونچا تو اُس نے اسکے ناکام واپس چلے آنے پر ملامت کی اور قرار پایا کہ بعد برسات کے سلطان رانا پر خود حملہ کرے گا ایاز نے راناکو مخفی کہلا بھیجا کہ مین تمہارا ہی خواہ ہون سلطان تمپر خود حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اسلیئے یہ بہتر ہے کہ جلد اپنے کنور کو مع تحائف کے سلطان کی خدمت مین بھیجدو کیونکہ اُدھر سے بغیر کشور کشائی واپس آنا سلطان پر نہایت شاق گذرا ہے اگر سلطان خود لشکر لیکر وہان جا پہونچا تو یاد رکھو کہ تمام ملک پر بربادی کی جھاڑو پھر جائے گی اسلیے بیٹے کے بھیجنے مین جلدی کرنی چاہیے تاکہ صولت غضب سلطانی سے وہانکے باشندے محفوظ رہین۔ سلطان مظفر ۹۲۶ھ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۰ء مین چاپانیر سے احمد آباد کی طرف آیا تاکہ فوج جمع کرکے چتوڑ پر یورش کرے وہانسے چند دن کے بعد کانکڑ مین آیا یہان ابھی دو تین دن قیام کو گذرے تھے کہ سلطان کو خبر لگی کہ راناکا بیٹا بہت سے تحائف لیکر آستان بوسی کو آرہا ہے اور قصبہ مہراسہ تک پہونچ گیا ہے چند روز کے بعد وہ حاضر ہوا سلطان نے اُس کے باپ کے قصورات کو معاف کیا اور خلعت بخشا اور لشکر کشی کا ارادہ فسخ کیا چند روز جالوارہ کے علاقے مین شکار و تفریح کرکے احمد آباد مین آیا اور یہان راناکے بیٹے کو دوبارہ خلعت دیکر رخصت کیا۔

مظفر شاہ گجراتی کے مرنے کے بعد شاہزادہ چاند خان اور ابراہیم خان رانا سانگا کے پاس حفاظت کے لیے چلے آئے تھے جو اپنے بڑے بھائی بہادر شاہ کے جلوس پر واپس چلے گئے بہادر شاہ گجراتی جب ڈونگر پور مین آیا تو ۹۳۳ھ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۶ء مین رانا سانگا کا بیٹا اسکے پاس جاکر ملازمت و خلعت وغیرہ سے سرفراز ہوا جیساکہ ہفت گلشن مین ہے اور راناکے بھائی پرتھی راج کا بیٹا کھیمکرن سلطان کے پاس نوکر تھا۔ دہلی کی سلطنت اس وقت لودہی پٹھانون کے قبضے مین تھی جنکی کم لیاقتی سے بنگال۔ اور اودھ اور ملتان وغیرہ کے صوبے دار اطاعت سے نکل گئے تھے باہمی رنج و فساد کے سبب ملتان کے صوبہ دار دولت خان نے ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کو جو ترکستان سے بے دخل ہوکر افغانستان مین آجا تھا ہندوستان مین بلایا اُسنے بارہ ہزار تیر انداز اور توپخانہ کے ذریعے سے ابراہیم لودی کو جسکی فوج ایک لاکھ تعداد مین تھی ۹۳۲ھ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۵ء مین قتل و غارت کرکے دہلی و آگرہ پر قبضہ کرلیا۔ بابر سے لودیون کے عوض جن مین کے تین بادشاہون نے تقریباً چہتر برس دہلی کی حکومت کی مغل خاندان کا دور شروع ہوا۔ شمالی ہندوستان فتح ہونے کے بعد مختلف علاقون کے سردار مقابلے کو تیار ہوگئے کیونکہ وہ مغلون کے نام سے جنکا بڑا نمونہ چنگیز خان و تیمور گذرے ہین سخت بیزار تھے اسلیے تمام علاقے کی پریشان قومین اور اکثر جگہ کے ہندو رئیس سانگا کے پاس جو دوسرون کی بہ نسبت زیادہ بلند حوصلہ تھا

جمع ہوگئے رانا سانگا نے بھی ایسے شخص کے ساتھ جو دہلی وغیرہ دبا کر سب طرف اپنی طاقت بڑھاتا جاتا تھا اور جسکا مقابلہ کچھ عرصے کے بعد دشوار ہو جاتا جلد لڑائی کرنا مناسب سمجھا کیونکہ اس وقت اُس کی ترقی روک جانی آسان تھی۔

بابر لکھتا ہے کہ جب مین کابل مین تھا تو رانا سانگا نے ایلچی بھیجا تھا اور دولت خواہی کا اظہار کیا تھا اور یہ اقرار کیا تھا کہ اگر بادشاہ ہندوستان مین نواح دہلی تک آئے گا تو مین آگرے کو روانہ ہونگا مین نے دہلی کو زیر کر لیا اور آگرے کو لے لیا اُسوقت تک رانا نے کوئی حرکت نہ کی بعد ازین اُسنے آنکر گندھار (قلعہ رنتھنبور سے شرق کو چند میل پر ہے) کا محاصرہ کیا یہ قلعہ حسن پسر مکن کے تصرف مین تھا۔

الفنسٹن صاحب بھی لکھتے ہین کہ جبکہ بابر نے ابراہیم لودی بادشاہ پر یورش کی تھی تو سانگا نے بابر سے دوستانہ خط وکتابت کی تھی اور جبکہ بابر دہلی کا تخت نشین ہوا تو سانگا نے رشک وعداوت سے بابر کے خلاف راجاؤن کو آمادہ کرنا شروع کیا۔

غرضکہ بابر کے مستقل ارادے کا اثر اُسکے دوستون پر یہ ہوا کہ جب وہ یہ سمجھ گئے کہ بابر اپنے دادا تیمور کی طرح ممالک مقبوضہ کو چھوڑ چھاڑ کر نہین چلا جائیگا بلکہ یہان جماؤ کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ بابر کے پاس آنے شروع ہوے اور چار مہینے کے اندر جو سلطان ابراہیم شاہ کے قبضے مین ملک تھا وہ اور اُسکے سوا وہ تمام صوبے جو ابراہیم کے قبضے سے نکل گئے تھے جونپور کی سلطنت سمیت بابر کے قبضے مین آگئے۔

اب سانگا کو بابر کی اس ترقی سے رشک پیدا ہوا اور سمجھا کہ آخر کار راجپوتانہ بھی اُسکی زد مین آئے بغیر نہ چھوٹیگا جب کہ سانگا بابر کے ہاتھ سے ہندوستان خالی کرانے کے ارادے پر شمالی ہندوستان کی طرف چلا تو اُسکے ساتھ اپنی ایک لاکھ جمعیت کے سوا رائے سین کے راجہ سلہدی کی تیس ہزار ڈونگرپور کے راول اودیسنگھ اول کی بارہ ہزار اور چندیری کے راجہ میدنی رائے کی بارہ ہزار میوات کے جاگیردار حسن خان کی بارہ ہزار لودی خاندان کے شاہزادہ محمود کی دس ہزار بوندی کے راو نربت ہاڈا کی سات ہزار سرہی کھیچی کی چھ ہزار ایڈر کے راو بھارامل کی چار ہزار اور بیرم دیو میرتیہ کی چار ہزار تھی جسمین دوسرے ماتحت لوگ ملا کر دو لاکھ اور ایک ہزار آدمی کی بھیڑ بھاڑ ہوتی تھی سانگا نے لشکر اسلام سے لڑنے کے لیے ہاتھی بھی بہت سے جمع کئے تھے۔ بابر کہتا ہے کہ بہت سردار اور امراے کبار اور راجے جنھون نے کبھی کسی وقت سانگا کی متابعت نہ کی تھی میری مخالفت کے لئے سانگا کے ساتھ ہو گئے سیسودیون کے بھاٹ شیامداس جی نے جو اپنی کتاب بیر بنود مین بابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہندوستان کے سردار اور راجے سانگا کو اپنا بزرگ مانتے تھے اور اسکی متابعت کرتے تھے یہ بابر کے قول کے خلاف ہے اور جہانگیر نے تو اپنے تزک مین یون لکھا ہے کہ رانا سانگا سے اکثر سرداران راو مالدیو راٹھوڑ والی مارواڑ لڑے اور ہر بار سانگا مغلوب رہا اور مالدیو سانگا سے وسعت ملک مین زیادہ تھا اسیطرح سیاحت ہند مین حافظ عبد الرحمن امرتسری کا یہ کہنا بھی بے اصل ہے

کہ سانگا ہندوستان کے راجون کا مہاراجہ تھا اُسکی سالانہ آمدنی دس کروڑ روپیہ تھی میدان جنگ مین
اسّی ہزار سوار پانسو ہاتھی سات راجے تورا اور ایک سو چار راول اُسکے ہمرکاب ہوتے تھے اور شہنشاہ بابر کی
لڑائی سے پیشتر اٹھارہ لڑائیون مین کامیاب ہوچکا تھا لستہ کلام یہ بابر نے بھی یہ خبر سننے کے بعد اپنے بڑے
بیٹے ہمایون اور دوسرے سردارون کو علاقون سے بلا کر رانا کے مقابلے کی تیاری کی بابر باوجودیکہ بہت سے
امراسے بدظن تھا لیکن پھر بھی ہر ایک کو ایک طرف حفاظت کے لیے بھیجدیا اور اپنے ساتھ صرف مغلون کا لشکر
جو کابل سے ساتھ لیکر آیا تھا رکھا اور مقابلے کو آگرے سے کوچ کیا امراے ہند مین سے کمال خان وجلال خان
پسران سلطان علاء الدین وعلی خان فرملی ونظام خان حاکم بیانہ کو ساتھ لیا اور دل جما دیر راسخ کرکے مقابلے کا ارادہ
کیا اگرچہ فرشتہ نے بابر کے ہمراہ بیس ہزار فوج لکھی ہے لیکن صحیح تعداد کسی کتاب مین نہین ملی خیال ہے کہ پچاس ہزار
کے قریب ہوگی مگر خود بابر چوبیس ہزار سپاہ بتاتا ہے بادشاہ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ حسن خان میواتی رانا سے مل گیا
ہے مہدی خواجہ نے لکھا کہ پہلے اس سے کہ لشکر یہان آئے کمک کے طور پر بیانے مین ایک جماعت آجائے تو
بابر نے وہان فوج بھیجنے کا عزم مصمم کیا اور محمد سلطان مرزا یونس علی شاہ منصور برلاس۔ کتہ بیگ کو بطریق یلغار
کے بیانہ بھیجا۔ جنگ ابراہیم مین حسن خان میواتی کا بیٹا ظاہر خان ہاتھ آگیا تھا اسکو بطریق اول کے بابر نے اپنے
پاس رکھا تھا اس سبب سے اُسکا باپ حسن خان ظاہر مین آمد ورفت رکھتا تھا اور ہمیشہ اپنے بیٹے کو طلب کرتا تھا
بابر کے بعض امرا کے دل مین آیا کہ حسن خان کی استمالت کے لیے اگر اُسکے بیٹے کو بادشاہ بھیجدے تو وہ موافق ہوکر
خدمتگذاری بجا لائیگا۔ ظاہر خان کو خلعت پہنا کر اور اُسکے باپ سے وعدہ لیکر بابر نے رخصت کیا جو نہی
حسن خان نے بیٹے کی رخصت کی خبر سنی پہلے اس سے کہ وہ اُسکے پاس پہونچے الور سے نکل کر رانا سانگا سے جا ملا
اس وقت اُسکے بیٹے کا رخصت کرنا بے موقع تھا ان دنون مین بارش خوب ہوئی بادشاہ کے پاس شراب
کی صحبتین خوب گرم تھین ہمایون جسکو شراب سے نفرت تھی اُسکو شراب پلائی گئی۔ بروز دوشنبہ ۹ جمادی الاولیٰ
سنہ ۹۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۶ع کو بابر نے رانا سانگا سے لڑنے کے قصد سے سفر کیا محلون سے نکلکر میدان مین آیا تین
چار روز لشکر کے جمع کرنے کے لیے اور توزک کے واسطے قیام کیا چونکہ ہندوستانی آدمیون پر چندان اعتماد
نتھا اسلئے امراے ہندوستان کو ہر طرف فرمان بھیجے گئے انھین دنون مین خبر آئی کہ رانا سانگا مع تمام
لشکر کے بیانہ کے نزدیک آگیا ہے اور تاخت وتاراج کرتا ہے جو فوج پہلے بھیجی گئی تھی وہ قلعہ بیانہ تک نہ پہونچ
سکی بلکہ اپنے آنے کی خبر تک قلعہ مین نہ پہونچا سکی قلعہ کے آدمی باہر نکل کر قلعہ سے دور بیہودہ طور پر جا پڑے بہت جلد
غنیم نے اُنکو شکست دیدی اور زیر کیا۔ سنگر خان جنجوہ شہید ہوا کتہ بیگ زخمی ہوا لڑائی مین پھر وہ شریک نہو سکا
قسمی وشاہ منصور برلاس اور ہر شخص جو بیانے سے آتا تھا بابر نہین جانتا تھا کہ وہ خود ڈر کے مارے آتا تھا یا اور
آدمیون کو خوف دلانے کے لیے آتا تھا دشمن کے لشکر کی خبر کہ کہان ہے ہادی لایا اُسکی بہت ستائش و
تعریف ہوئی اس منزل سے بادشاہ نے سفر کیا قاسم میر آخور کو بیلدارون کے ساتھ بھیجا کہ پرگنہ مندھاکور مین

جمع ہوگئے رانا سانگانے بھی ایسے شخص کے ساتھ جو دہلی وغیرہ دبا کر ہر طرف اپنی طاقت بڑھاتا جاتا تھا اور جسکا مقابلہ کچھ عرصے کے بعد دشوار ہو جاتا جلد لڑائی کرنا مناسب سمجھا کیونکہ اس وقت اُس کی ترقی رک جانی آسان تھی۔

بابر لکھتا ہے کہ جب مین کابل مین تھا تو رانا سانگانے ایلچی بھیجا تھا اور دولت خواہی کا اظہار کیا تھا اور یہ اقرار کیا تھا کہ اگر بادشاہ ہندوستان مین نواح دہلی تک آئے گا تو مین آگرے کو روانہ ہونگا مین نے دہلی کو زیر کر لیا اور آگرے کو لے لیا اُسوقت تک رانا نے کوئی حرکت نہ کی بعد ازین اُسنے آنکر گندھار (قلعہ رنتھنبور سے شرق کو چند میل پر ہے) کا محاصرہ کیا یہ قلعہ حسن پسر مکن کے تصرف مین تھا۔

الفنسٹن صاحب بھی لکھتے ہین کہ جبکہ بابر نے ابراہیم لودی بادشاہ پر یورش کی تھی تو سانگانے بابر سے رفیقانہ خط و کتابت کی تھی اور جبکہ بابر دلی کا تخت نشین ہوا تو سانگانے رشک و عداوت سے بابر کے خلاف راجاؤن کو آمادہ کرنا شروع کیا۔

غرضکہ بابر کے مستقل ارادے کا اثر اُسکے دوستون پر یہ ہوا کہ جب وہ یہ سمجھ گئے کہ بابر اپنے دادا تیمور کی طرح ممالک مقبوضہ کو چھوڑ چھاڑ کر نہین چلا جائیگا بلکہ یہان جماؤ کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ بابر کے پاس آنے شروع ہوے اور چار مہینے کے اندر جو سلطان ابراہیم شاہ کے قبضے مین ملک تھا وہ اور اُسکے سوا وہ تمام صوبے جو ابراہیم کے قبضے سے نکل گئے تھے جونپور کی سلطنت سمیت بابر کے قبضے مین آگئے۔

اب سانگا کو بابر کی اس ترقی سے رشک پیدا ہوا اور سمجھا کہ آخر کار راجپوتانہ بھی اُسکی زد مین آئے بغیر نہ چھوٹیگا جب کہ سانگا بابر کے ہاتھ سے ہندوستان خالی کرانے کے ارادے پر شمالی ہندوستان کی طرف چلا تو اُسکے ساتھ اپنی ایک لاکھ جمعیت کے سوا رائسین کے راجہ سلہدی کی تیس ہزار ڈونگرپور کے راول اودی سنگھ اول کی بارہ ہزار اور چندیری کے راجہ میدنی رائے کی بارہ ہزار میوات کے جاگیردار حسن خان کی بارہ ہزار لودی خاندان کے شاہزادہ محمود کی دس ہزار بوندی کے راو نربت ہاڈا کی سات ہزار سرہی کھیچی کی چھ ہزار ایڈر کے راو بھارامل کی چار ہزار اور بیرم دیو میرتہ کی چار ہزار تھی جسمین دوسرے ماتحت لوگ ملاکر دو لاکھ اور ایک ہزار آدمی کی بھیڑ بھاڑ ہوئی تھی سانگانے لشکر اسلام سے لڑنے کے لیے ہاتھی بھی بہت سے جمع کئے تھے۔ بابر کہتا ہے کہ بہت سردار اور امراے کبار اور راجے جنھون نے کبھی کسی وقت سانگا کی متابعت نہ کی تھی میری مخالفت کے لئے سانگا کے ساتھ ہو گئے سیسودیون کے بھاٹ شیام داس چارن نے جو اپنی کتاب بیر ونود مین بابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہندوستان کے سردار اور راجے سانگا کو اپنا بزرگ مانتے تھے اور اسکی متابعت کرتے تھے یہ بابر کے قول کے خلاف ہے اور جہانگیر نے تو اپنے تزک مین یون لکھا ہے کہ رانا سانگا سے اکثر سرداران راو مالدیو راٹھوڑ والی مارواڑ لڑے اور ہر بار سانگا مغلوب رہا اور مالدیو سانگا سے وسعت ملک مین زیادہ تھا اسیطرح سیاحت ہند مین حافظ عبد الرحمن امرتسری کا یہ کہنا بھی بے اصل ہے

کہ سانگا ہندوستان کے راجون کا مہاراجہ تھا اُسکی سالانہ آمدنی دس کروڑ روپیہ تھی میدان جنگ مین،
اسّی ہزار سوار پانسو ہاتھی سات راجے تورا او اور ایک سو چار راول اُسکے ہمرکاب ہوتے تھے اور شہنشاہ بابر کی
لڑائی سے پیشتر اٹھارہ لڑائیون مین کامیاب ہو چکا تھا لشتکلام ہمہ بابر نے بھی یہ خبر سننے کے بعد اپنے بڑے
بیٹے ہمایون اور دوسرے سردارون کو علاقے سے بلا کر رانا کے مقابلے کی تیاری کی بابر باوجودیکہ بہت سے
امرا سے بدظن تھا لیکن پھر بھی ہر ایک کو ایک طرف حفاظت کے لیے بھیجدیا اور اپنے ساتھ صرف مغلون کا لشکر
جو کابل سے ساتھ لیکر آیا تھا رکھا اور مقابلے کو آگرہ سے کوچ کیا امراے ہند مین سے کمال خان وجلال خان
پسران سلطان علاء الدین وعلی خان فرملی ونظام حاکم بیانہ کو ساتھ لیا اور دل جادہ پر راسخ کرکے مقابلے کا ارادہ
کیا اگرچہ فرشتہ نے بابر کے ہمراہ بیس ہزار فوج لکھی ہے لیکن صحیح تعداد کسی کتاب مین نہین ملی خیال ہے کہ پچاس ہزار
کے قریب ہوگی مگر خود بابر چوبیس ہزار سپاہ بتاتا ہے بادشاہ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ حسن خان میواتی راناسے مل گیا
ہے مہدی خواجہ نے لکھا کہ پہلے اس سے کہ لشکر یہان آئے کمک کے طور پر بیانے مین ایک جماعت آجائے تو
بابر نے وہان فوج بھیجنے کا عزم مصمم کیا اور محمد سلطان مرزا یونس علی شاہ منصور برلاس۔ کتہ بیگ کو بطریق یلغار
کے بیانہ بھیجا۔ جنگ ابراہیم مین حسن خان میواتی کا بیٹا طاہر خان ہاتھ آگیا تھا اسکو بطریق اول کے بابر نے اپنے
پاس رکھا تھا اس سبب سے اُسکا باپ حسن خان ظاہر مین آمد و رفت رکھتا تھا اور ہمیشہ اپنے بیٹے کو طلب کرتا تھا
بابر کے بعض امرا کے دل مین آیا کہ حسن خان کی استمالت کے لیے اگر اُسکے بیٹے کو بادشاہ بھیجدے تو وہ موافق ہوکر
خدمت گذاری بجا لائیگا۔ طاہر خان کو خلعت پہنا کر اور اُسکے باپ سے وعدہ لیکر بابر نے رخصت کیا جو نہی
حسن خان نے بیٹے کی رخصت کی خبر سنی پہلے اس سے کہ وہ اُسکے پاس پہونچے الور سے نکل کر راناسانگا سے جا ملا
اس وقت اُسکے بیٹے کا رخصت کرنا بے موقع تھا ان دنون مین بارش خوب ہوئی بادشاہ کے پاس شراب
کی صحبتین خوب گرم تھین ہمایون جسکو شراب سے نفرت تھی اُسکو شراب پلائی گئی۔ روز دوشنبہ ۹ جمادی الاولے
سنہ ۹۳۳ھ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۷ء کو بابر نے راناسانگا سے لڑنے کے قصد سے سفر کیا محلون سے نکلکر میدان مین آیا غرض
چار روز لشکر کے جمع کرنے کے لیے اور توزک کے واسطے قیام کیا چونکہ ہندوستانی آدمیون پر چندان اعتماد
نتھا اسلئے امراے ہندوستان کو ہر طرف فرمان بھیجے گئے انھین دنون مین خبر آئی کہ راناسانگا مع تمام
لشکر کے بیانہ کے نزدیک آگیا ہے اور تاخت و تاراج کرتا ہے جو فوج پہلے بھیجی گئی تھی وہ قلعہ بیانہ تک نہ پہونچ
سکی بلکہ اپنے آنے کی خبر تک قلعہ مین نہ پہونچا سکی قلعہ کے آدمی باہر نکل کر قلعہ سے دور بیہودہ طور پر جا پڑے بہت جلد
غنیم نے اُنکو شکست دیدی اور زیر کیا۔ سنگر خان جنجوعہ شہید ہوا کتہ بیگ زخمی ہوا لڑائی مین پھر وہ شریک نہو سکا
قسمی وشاہ منصور برلاس اور ہر شخص جو بیانے سے آتا تھا بابر نہین جانتا تھا کہ وہ خود ڈر کے مارے آتا تھا یا اور
آدمیون کو خوف دلانے کے لیے آتا تھا دشمن کے لشکر کی خبر کہ کہان ہے ہادی لایا اُسکی بہت ستائش و
تعریف ہوئی اس منزل سے بادشاہ نے سفر کیا قاسم میر آخور کو بیلدارون کے ساتھ بھیجا کہ پرگنہ مندھاکور مین

جہان لشکر اترے گا بہت سے کنوین کھودے ہہ، جمادی الاولے روز شنبہ کو نواحی آگرہ سے کوچ کر کے اس منزل مین پہونچا جہان کنوین کھودوائے تھے صبح کو یہان سے بھی کوچ کیا۔ بادشاہ کے دل مین خیال آیا کہ اس نواح مین ایسی جگہ جہان پانی بہت ہو اور وہ لشکر کو کفایت کرے سوائے سیکری کے کوئی اور جگہ نہین ہے یہ تردد ہے کہ رانا نے اس جگہ کو نہ لیا ہو اسلیئے بادشاہ سپاہ میمنہ و میسرہ و قلب وغیرہ کو درست کرکے سیکری کی طرف چلا درویش محمد ساربان کو قسمی کے ساتھ جو بیانہ مین گیا تھا اور ہر جانب اوسکی دیکھی ہوئی تھی پہلے سے سیکری کی ندی کے کنارے پر بھیجا اور بادشاہ نے منزل مین اترکر مہدی خواجہ اور سپاہ کے پاس کہ بیانے مین تھی آدمی بھیجکر کہلا بھجوایا کہ بےتاخیر آکر رکاب کی فوج مین شامل ہو ہمایون بیگ کے نوکر میر مغل کو چند جوانون کے ساتھ رانا کے لشکر کی خبر لینے کے لیئے بھیجا وہ رات کو جاکر صبح یہ خبر لایا کہ غنیم کا لشکر بساور سے آگے ایک کوس بڑھا ہے آج ہی مہدی سلطان و سلطان مرزا اور سپاہ یلغار کہ بیانہ گئی تھی آکر ہمراہ ہوئی بادشاہ نے حکم دیا کہ قراولی کا اہتمام باری باری سے مختلف امرا کرین۔ عبدالعزیز کی باری کا روز تھا اُسنے آگا دیکھا نہ پیچھا خانوہ تک کہ سیکری سے پانچ کوس ہے آگے بڑھ گیا رانا کا لشکر آگے بڑھ آیا تھا جب اُسکو سپاہ بابر کے بے طور آنے کی خبر ہوئی تو اُسنے چار یا پانچ ہزار آدمیون کا لشکر بھیجا اس لشکر نے آتے ہی عبدالعزیز و ملا آپاق کی فوج کو جسمین پندرہ سو آدمی تخمیناً ہونگے آکر گھیر لیا عبدالعزیز نے غنیم کے لشکر کا کچھ تخمینہ نہ کیا اور جنگ مین مشغول ہوا اول ہی حملے مین رانا کا لشکر بہت سے آدمیون کو قید کرکے لے گیا جسوقت بادشاہ کے پاس یہ خبر آئی تو اُسنے لنگون کا ایک تار باندھ دیا محب علی خلیفہ کو مع اُسکے نوکرون کے بھیجا اُسکے پیچھے ملا حسین اور بعض اور امیرون کو بعد ازان محمد علی جنگ جنگ کو بھیجا کہ ہلی کمک کے جسمین خلیفہ اور اُسکے نوکر تھے پہونچتے پہونچتے عبدالعزیز اور اُسکے ہمراہی بےدست و پا ہوگئے تھے جھنڈا اُنکا چھین لیا تھا وہ خود اور ملا نعمت و ملا آپاق کا چھوٹا بھائی قید ہوکر قتل ہوئے بمجرد پہلی کمک پہونچنے کے ملا ہر برلی طغائی نے تاخت کی مگر اُسکو کمک نہ پہونچ سکی وہ دشمنون مین جاکر پھنس گیا محب علی بھی دھاوا کرکے پہونچا اور جنگ مین گھر گیا مگر بالتو نے پیچھے سے حملہ کرکے اُسکو باہر نکالا دشمن نے ایک کوس تک اُنکا تعاقب کیا مگر جب اُسکو محمد علی جنگ جنگ کی سپاہ نظر آئی تو وہ پھر آگے نہ بڑھا۔

بادشاہ کے پاس پہلے پہر خبر آئی کہ غنیم کی سپاہ نزدیک آگئی بادشاہ نے بھی زرہ پہنی اور گھوڑون پر ساز ڈالا اور ہتیار لگاکر دو سوار ہوا اور حکم دیا کہ توپون کو کھینچ کر لائین ایک کوس بادشاہ آیا مگر غنیم کا لشکر الٹا چلا گیا۔ بادشاہ کے پہلو مین ایک بڑی ندی تھی اسلیے پانی کی مصلحت کے سبب شاہی لشکر یہین اُترا۔ توپون کو پہلے سے مضبوط کرکے زنجیرون سے جکڑ دیا تھا دو توپونکے بیچ مین سات آٹھ گز کا فاصلہ تھا وہ زنجیر کرکے کھینچی گئین تھین۔ مصطفےٰ رومی نے روم کے دستور پر توپون کو لگایا تھا وہ بہت چست و چالاک اور توپخانے کے انتظام سے ماہر تھا استاد علی قلی اُس سے ضد و حسد رکھتا تھا اسواسطے مصطفےٰ کو داہنی طرف ہمایون کے آگے متعین کیا۔ جسجگہ توپین نہین پہونچ سکتی تھین خراسانی و ہندوستانی بیلدارون سے خندق

کنندہ کرائی۔
رانا کے اس طرف تیز و تند آنے سے اور بیانے کی جنگ سے اور بیانہ سے آنکر شاہ منصور اور قسمی سنے جو اُسکے لشکر کی
تعریف کی ان سب باتون نے بادشاہ کے لشکر کے آدمیون مین بیدلی پیدا کی اور عبد العزیز کے زیر ہونے سے
سپاہ مین خودسری پھیلی آدمیون کے اطمینان خاطر کے لیے اور لشکر کے استحکام ظاہری کے واسطے جن جگہون پر
توپین نہین پہونچتی تھین وہان لکڑی کے سہ پایے لگواکے اُن مین سات آٹھ گز کا فاصلہ رکھا اور اونکو گاے کے
چمڑون کے رسون سے مضبوط و مربوط کرادیا ان اسباب و آلات کے مہیا و مکمل ہونے مین پچیس روز لگے انھین
ایام مین کابل سے ایک ایک دو دو آدمی کرکے پانسو آدمی آگئے انکے ہمراہ ایک منجم شریف نام بھی آیا بابا دوست
سرجی بھی جو شراب کے لیے کابل گیا تھا آیا غزنی کی عمدہ شراب اونٹو پر لایا اس حال مین کہ پریشان باتون سے
جن کا اوپر مذکور ہوا لشکریون کو تو یون ہی تردد و توہم بہت تھا محمد شریف منجم کی جس شخص سے ملاقات ہوتی مبالغے
کے ساتھ یہ کہتا کہ ان ایام مین مریخ مغرب مین ہے جو شخص اس طرف سے جنگ کرے گا مغلوب ہو گا اگرچہ
اسکی یہ مجال نہوئی کہ بادشاہ کے سامنے یہ بات کہتا مگر دوسرونکے سامنے اُسکے کہنے سے لشکر اور زیادہ بیدل ہوا
لیکن بادشاہ نے ایسی پریشان باتونکو کچھ نہ سنا جو کام کرنے کے لائق تھے وہ آستے کئے اور جنگ کی تیاری مین ہمہ تن
مصروف رہا اور روز یکشنبہ بست و یکم ماہ جمادی الاولی کو شیخ جمالی کو بھیجا کہ دوآبہ و دہلی سے ترکش بندونمین
سے جسقدر آدمی جمع کر سکے جمع کرکے مواضعات میوات کو تاخت و تاراج کرے جب تک اُس طرف
کوئی خدشہ ہو لوٹ مارسے ہاتھ نہ اٹھائے ملا ترک علی بھی کابل سے آیا تھا اُسکو بھی حکم ہوا کہ شیخ جمالی کے ہمراہ
ہوکر میوات کو ویران اور تاراج کرنے مین تقصیر نہ کرے۔
روز دوشنبہ ۲۲ جمادی الاولی ۹۳۳ھ ہجری کو بادشاہ سیر کرنے کے لیے سوار ہوا تھا اثنائے سیر مین بادشاہ
کے دل مین آیا کہ مجھے توبہ کا دغدغہ ہمیشہ رہتا تھا امر نامشروع کرنے سے میرا دل مکدر ہوتا تھا اُسنے کہا کہ اے نفس
کب تک گناہ کرے گا مرنا آنکھون کے سامنے ہے جو شخص اپنے مرنے کا یقین کرے گا وہ اس حال مین تو جانتا ہی
کیا رہے گا اس تنبیہ غیبی سے متاثر ہوکر بادشاہ نے شراب پینے سے توبہ کی اور سونے چاندی کی صراحی و پیالہ
و تمام ظروف مجلس شراب اُسی وقت منگا کر سب کو تڑوا ڈالا اور اُسکو مستحقون اور درویشون مین تقسیم کرادیا
اس توبہ کی موافقت مین بادشاہ کے ساتھ اول عسس تھا اُسنے داڑھی منڈوانے اور رکھنے مین بھی بادشاہ کے
ساتھ موافقت کی تھی اس رات اور اس کی صبح مین امرا اور مقربونمین سے اور سپاہیون وغیر سپاہیون مین سے
تین سو آدمیون نے توبہ کی جو شراب موجود تھی اُسے پھینک دیا بابا دوست جو شراب لایا تھا اُسکی نسبت حکم ہوا کہ
نمک ڈالکر سرکہ بنادین جس جگہ شراب پھینکی گئی تھی وہ کھودی جاے اور پتھر لگاکر وہ جگہ اونچی کی جاے اور یادگار
کے لیے اُسپر کچھ کھودا جاے بادشاہ نے یہ منت مانی کہ اگر رانا سانگا پر ظفر پاے گا تو مسلمانون کو تمغا چھوڑ دے گا
تمغا سواے زمین کے محصول کے اور تمام محصول کو کہتے ہین چنانچہ اُسنے رانا کو مغلوب و تباہ کرچکنے کے بعد

بجمیع ملک مین مسلمانون کو تمغا معاف کردیا جسکی آمدنی بہت زیادہ تھی باوجودیکہ سلاطین سابق مدتون سے
آسے لیتے تھے بادشاہ نے فرمان صادر کیا کہ کسی شہر و گاؤن مین راہ گذر و معبر پر راہداری کا محصول کسی
مسلمان سے نہ لین اور یہ بھی حکم دیا کہ کوئی شخص نہ شراب پیے نہ اسکی تحصیل کی کوشش کرے نہ شراب
بنائے نہ بیچے نہ خریدے نہ رکھے ان باتون سے فوجی آدمی زیادہ ناامید ہوئے کیونکہ یہ لاچاری کا نشان
تھا لشکر مین سب چھوٹے بڑے گھبرا کر عالم تحیر مین ڈوب گئے تھے سارے لشکر مین ایک آدمی ایسا نہ تھا
جسکے منھ سے کوئی بات مردانہ اور کوئی رائے دلیرانہ سننے مین آتی متقرر وزیر اور مدبر امیر جنھون نے اس ملک
کی دولت کے مزے اوڑائے تھے نہ انکی باتین مردانہ تھین اور نہ انکی تدبیر و تقریر صاحب ہمتانہ اس یورش
مین خلیفہ نے خوب خوب کام کیے تھے اور اسنے ضبط و استحکام مین اور جہد و اہتمام مین کوئی کمی نہین کی
جب بادشاہ نے آدمیونکی یہ بیدلی اور اسلاح کی سستی دیکھی تو اسکو دوسری فکر کرنا لازم آیا اسنے
اپنے تمام سردار اور سپاہیون کو جمع کرکے کہا۔ ؎

ہر کہ آمد بجہان تو اہل فنا خواہد بود ؏ آنکہ پایندہ و باقی ست خدا خواہد بود

جو شخص مجلس حیات مین آتا ہے وہ آخر کو پیالۂ اجل پیتا ہے اور جو زندگی کی منزل مین قدم رکھتا ہے وہ دنیا
کے خم خانے سے باہر جاتا ہے ایسی خدا ہی کی اک ذات ہے جو ہمیشہ قائم رہے گی کہا کہ خدائے تعالے نے یہ
سعادت ہمکو نصیب کی ہے اور ایسی دولت قریب کی ہے کہ جو مرتا ہے وہ شہید ہوتا ہے اور جو مارتا ہے وہ غازی
ہوتا ہے سب کو کلام الٰہی پر قسم کھانی چاہیے کہ کوئی شخص قتال سے روگردانی کا خیال نہ کرے گا اور جب تک
جان تن سے مفارقت نکرے وہ اس محاربے و مقاتلے سے جدا نہو یہ سنکر سردار و سپاہی خرد و کلان سب نے
رغبت سے قرآن شریف کو ہاتھ مین لیا عہد و پیمان اوسکے مضمون کے موافق کیے یہ بادشاہ کی تدبیر اس بلا
کی تھی کہ دور کے آدمی کو سننے سے اور پاس کے آدمی کو دیکھنے سے دوست دشمن سب کو پسند آئی۔ ان دنون
سب جگہ ایک آفت و شورش برپا ہوئی ہر روز بادشاہ کے پاس ہر طرف سے ایک ناخوش خبر آتی تھی لشکر سے
بعض ہندوستانی بھاگنے لگے ہیبت خان گرگ انداز سنبھل کو بھاگ گیا حسن خان باری وال دشمنون
سے جا ملا۔ بابر نے انکی کچھ پروا نہ کی فقط اپنی سپاہ پر بھروسا کرکے کارزار پر متوجہ ہوا غرضکہ توپون اور تمام
آلات جنگ کو جو تیار تھے لیکر سہ شنبہ ۹ جمادی الاخری کو نوروز کے روز کوچ کیا۔
رانا کا لشکر بھی بادشاہ کے لشکر کی حرکت سے واقف ہوا اور اسنے جماعتین درست کین اور مقابلے کے
لیے سامنے آیا لشکر کے آنے کے بعد توپین اور خندق لشکر کے آگے درست کیے گئے اس دن لڑائی کا
کچھ خیال نہ تھا تھوڑے سے آدمی آگے بڑھکر راجپوتون سے لڑے اور لڑائی کا شگون کیا چند راجپوتون
کو پکڑا اور انکا سر کاٹ کر لے گئے۔ ملک قاسم چند سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس لایا تھا اسنے یہ خوب کیا
اس سے لشکر کے آدمیون کا دل قوی ہوا اور انکو اپنے اوپر بھروسا ہوا صبح کے وقت یہان سے

کوچ کرکے لڑائی کا خیال تھا نظام الدین علی خلیفہ اور بعض دولت خواہون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ جو منزل لشکر کے اترنے کے لیے مقرر ہوئی ہے وہ نزدیک ہے اسلیے خندق کندہ اور مورچے مضبوط کراکے کوچ کیا جاوے تو مناسب ہے اس خندق کو بنانے کے لیے خلیفہ سوار ہوا اُسنے خندق کے لئے کئی جگہو نپر بیلدار اور انکے منتظم مقرر کئے اور پھر بادشاہ کے پاس واپس آیا روز شنبہ ۱۳ جمادی الاخرے ۹۳۳ھ ہجری کو بابر ایک کوس اپنے مورچون سے آگے بڑھکر موضع خانوہ مین پہونچا تھا کہ سانگا کا لشکر نمودار ہوا بابر نے گھوڑے پر سوار ہو کر مقابلے کا حکم دیا لشکر اسلام نے اپنی صف بندی کی اور ترکون نے سر پر اپنے خودون کو جھکایا بابر نے لشکر کی اسی طرح صف بندی کی جیسا سلطان ابراہیم کی لڑائی مین کی تھی خاص اپنے دستے کو قلب مین رکھا اور سیدھے بازو پر چین تیمور سلطان و مرزا سلیمان و خواجہ دوست خاوند و یونس علی و شاہ منصور برلاس و درویش محمد ساربان و عبداللہ کتابدار و دوست ایشک آقا کو دوسرے معتمد بہادرونکے ساتھ مقرر کیا اور اسکے الٹے ہاتھ کی طرف علاؤالدین بن سلطان بہلول لودی اور شیخ زین خوافی و میر محب علی ولد نظام الدین علی خلیفہ و تردی برادر قوچ بیگ و شیر افگن ولد قوچ بیگ و آرائش خان و خواجہ حسین اور ایک اور جماعت کو مقرر کیا اور دست راست پر خود بابر رہا اور اپنے سیدھے بازو پر قاسم حسین سلطان و احمد یوسف اور غلاقچی اور ہندو بیگ قوچین اور خسرو کوکلتاش و قوام بیگ اردو شاہ اور ولی خازن و قراقوزی اور پیر قلی سیستانی و خواجہ پہلوان اور عبدالشکور اور ایک دوسری جماعت متعین کی اور قدیکہ اور ملک قاسم برادران بابا قشقہ اور ایک اور جماعت مغلون کی بھی اسطرف مقرر کی اور اپنے اُلٹے بازو پر میمنہ و محمدی کوکلتاش و خواجگی احمد جامدار نامزد ہوئے اور اسی جانب سید مہدی خواجہ و محمد سلطان مرزا و عادل سلطان بن مہدی سلطان و عبدالعزیز میر آخور و محمد علی جنگ جنگ و قتلق قدم قراول و شاہ حسین باربیگی و جان بیگ اتگہ و مومن اتگہ و رستم ترکمان اور امراے ہند مین سے جلال خان و کمال خان اولاد سلطان علاءالدین علیخان شیخ زادہ فرملی اور نظام خان بیانہ بھی متعین ہوئے اور امراے ہندوستان مین سے خان خانان و دلاور خان و ملک داد کرانی و شیخ گھورن کو بادشاہ نے اپنے ساتھ رکھا اور بندوقچیون کو لشکر کے آگے متعین کیا اور اُنکی پناہ کے لیے توپونکو زنجیرون سے جکڑ دیا اور انتظام اسکا نظام الدین علی خلیفہ کے سپرد ہوا اور سلطان محمد بخشی کو بادشاہ نے اپنے پاس ٹھہرا رکھا تاکہ بادشاہ کے احکام افسرون کو سناتا رہے بہت سے نقیب اور چوبدار اسکے ماتحت تھے تاکہ اُنکے ذریعے سے توپچیون اور افسرونکو احکام ملتے رہین جب فوج کی ترتیب درست ہوگئی تو تمام آدمیون کو حکم دیدیا گیا کہ کوئی شخص بغیر بادشاہ کے حکم کے قدم آگے نہ بڑھاے۔ پہر دن چڑھے لڑائی شروع ہوگئی سیدھی اور الٹی جانب بہت معرکہ ہوا راجپوتی سپاہ بادشاہ کے سیدھے بازو کی طرف حملہ کرکے خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم اور بابا قشقہ پر ایسی پلی کہ تمام لڑائی کا زور ادھر آپڑا بادشاہ کے حکم سے چین تیمور سلطان انکی مدد کو گیا اور اسکی مدد سے مخالفون کو ہزیمت حاصل ہوئی اور اُنکو اس طرح بھگایا کہ کہین قدم نہ جم سکے مصطفےٰ رومی نے توپونکو آگے کرکے اور بندوقچیون کو آگے بڑھا کر مخالفون پر ایسی آگ برسائی کہ اُنکے حوصلے ٹوٹ گئے۔ راجپوتونکی

جون جون فوج آگے بڑھتی بادشاہ بھی اُنکے مقابلے کے لیے چیدہ چیدہ سپاہ روانہ کرتا تھا کبھی قاسم حسین سلطان اور احمد یوسف و قوام بیگ کو حملے کا حکم ملتا تھا کبھی ہند و بیگ قوچین مامور ہوتا تھا اور کبھی محمدی کوکلتاش اور خواجگی اسد کو بڑھنے کا حکم ملتا تھا اور بعد اسکے یونس علی اور شاہ منصور برلاس اور عبداللہ کتابدار اور اُنکے پیچھے دوست ایشک آقا اور محمد خلیل آختہ بیگی کمک کو مامور ہوتے تھے راجپوتون کا سیدھا بازو مسلمانون کے اُلٹے بازو پر کئی بار حملہ آور ہو مسلمانون کی طرف سے تیر اندازون اور بندوقچیون اور شمشیر زنون نے ایسا سختی سے جواب دیا کہ حملہ آور بہت سے مارے گئے اور بہت سے پسپا ہوکر بھاگ نکلے مومن اتکہ اور رستم ترکمان نے چیدہ سپاہ کے ساتھ بادشاہ کے حکم سے دشمن کے عقب مین جاکر سخت ضرب لگائی اور پھر ملا محمود اور علی اتکہ باشلیق ملازمان خواجہ خلیفہ انکی کمک کو گئے محمد سلطان مرزا و عادل سلطان و عبدالعزیز میر آخور و قتلق قدم قراول و محمد علی جنگ جنگ و شاہ حسین باربیگی نے خوب جنگ کی اور انکی کمک خواجہ حسین نے ایک جماعت کے ساتھ کی یہانتک کہ رانا سانگا کی امید پر پانی پھرنے لگا دشمن کی سپاہ کثیر تھی اسلیئے بادشاہی سپاہ اوس پر غالب نہین آ سکتی تھی اسلیئے بادشاہ نے اُس سپاہ کو جو توپون کے پیچھے کھڑی تھی حکم دیا کہ سپاہ کے سیدھے اور اُلٹے بازو سے نکلکر اور بندوقچیون کو بیچ مین چھوڑکر ہر ایک طرف سے لڑائی شروع کرین اس تدبیر سے دشمن پر سخت ضرب پڑنے لگی اور ساتھ ہی اسکے بادشاہ نے یہ بھی حکم دیا کہ توپین بھی آگے بڑھائی جائین اور بذات خاص بھی بادشاہ آگے بڑھا اس بات کو دیکھکر دوسری سپاہ شاہی بھی حرکت مین آئی اور راجپوتون کی سپاہ پر یکبارگی حملہ شروع ہوگیا شاہی میمنہ و میسرہ کی سپاہ نے دشمن کے دونون بازو کی سپاہ کو اتنا دبایا کہ قلب لشکر کی سپاہ مین گھس گئی اور اس دباؤ سے دشمن کے میدان جنگ مین قدم ٹھہرنا مشکل ہوگئے اور اُس نے راہ فرار اختیار کی بابر کو فتح نمایان حاصل ہوئی حسن خان میواتی گولی کا زخم کھاکر مارا گیا۔ راول اودے سنگھ اور مانک چند چوہان اور رائے چند بھان اور دلپت راے اور گنگو اور کرم سنگھ و ڈونگرسی اور بہت سے بڑے بڑے راجپوتون نے میدان جنگ مین راہ عدم لی اور ہزارون سپاہی کھیت رہے اور ہزارون زخمی مسلمانون کے گھوڑونکی ٹاپون سے ملک عدم کے رہرو ہوئے اور سانگا میدان سے جان بچاکر نکل گیا۔ بادشاہ نے محمدی کوکلتاش و عبدالعزیز میر آخور و علیخان وغیرہ کو حکم دیا کہ تعاقب کرکے سانگا کو گرفتار کر لائین مگر ان لوگونکی کاہلی سے وہ نکل بھاگا بادشاہ کو اس بات کا افسوس ہوا اور کہنے لگا کہ کاش یہ کام ہم خود کرتے اور ضرور اسکو گرفتار کرکے اُسکی جسارت کا مزہ چکھاتے اس فتح کی تاریخ فتح بادشاہ اسلام ہے۔ بادشاہ نے محمد شریف منجم کو ملامت کرکے اور ایک لاکھ ٹکے دیکر ممالک محروسہ سے نکلوا دیا۔

کرنل ٹاڈ دیسی روایتون سے بیان کرتا ہے کہ سخت مقابلہ ہونے کے وقت راے سین کا راجہ سلہدی تنور دشمنون مین جاملا جس سے یہ شکست راجپوتونکو نصیب ہوئی ٹاڈ نے یہ خیال نہ کیا کہ یہ وقت ملنے کا ہوتا ہے اور خاصکر سلہدی کی تھوڑی سی سپاہ الگ ہو جانے سے سانگا کی قوت ٹوٹنے کے قابل تھی ؟

راجپوتانہ خصوصاً میواڑ کے آدمیون کو اسلامی فتوحات و جاہ جلال سے ایک بڑا تعصب چلا آتا ہے ایک بے لاگ اور نہایت مدبرانہ فتح پر داغ لگانے کو یہ قصہ ہی گھڑ لیا اور اُنکے سرپرست ٹاڈ صاحب نے مان لیا بابر جس نے

جزئی سے جزئی واقعہ نہین چھوڑا وہ اس بات کو ضرور بیان کرتا اگر اسکی اصل ہوتی ۔
سانگا اسی سال کے اندر میواڑ کے پہاڑی علاقے مین موت سے یا رانی کے زہر دینے سے انتقال کر گیا کیونکہ یہ رانی اپنے بیٹے بکرمادت کی مسند نشینی کی خواہان تھی اسلیئے اپنے سوتیلے بیٹونکے سوا شوہر سے بھی دشمنی رکھنے لگی تھی
سانگا کا قد میانہ تھا لیکن جسم بڑا زور آور اور رنگ سفید تھا آنکھین بڑی بڑی تھین ایک آنکھ اسکی بھائی سے لڑائی مین جاتی رہی تھی ایک بازو دہلی کے لودی بادشاہ کے معرکے مین کھو بیٹھا تھا ایک لڑائی مین ٹانگ ٹوٹ کر لنگڑا ہو گیا تھا اسنے رنتھنبور کو فتح کر لیا تھا اسکے سات بیٹے اسکے سامنے گذر چکے تھے جن مین سے بڑے بھوج راج کے ساتھ میرتہ راٹھوڑ جیمل کی رشتہ دار بہن میران بائی جسکے فقیرانہ اشعار عوام مین مشہور ہین بیاہی گئی تھی کرنل ٹاڈ نے غلط طور پر اسکی شادی رانا کونبھا کے ساتھ لکھدی ہے جو سانگا کا دادا ہے

۵۲ - رانا رتن سی دوم

یہ سانگا کا تیسرا بیٹا تھا جو اپنے بڑے بھائیون کے مرجانے سے سمبت ۱۵۸۴ مطابق ۱۵۲۸ء مین چتوڑ کی گدی پر بیٹھا۔ اسکے چھوٹے بھائی بکرماوت کو قلعہ رنتھنبور باپ کے حکم سے جاگیر مین ملا تھا اسکی مان نے سانگا کو زہر دیا تھا یہ عورت سانگا کے بعد بابر سے سازش کرنے لگی اور اُس کے پاس وکیل بھیجکر درخواست کی تھی اگر بادشاہ مدد کرکے چتوڑ دلا دے اور بیانہ وغیرہ بیٹے کے حوالے کرے تو قلعہ رنتھنبور اور محمود مالوی کا جڑاؤ تاج ودو پیٹہ جو رانا سانگا نے گرفتار کرکے لیا تھا عوض مین بابر کو دیدیا جائیگا لیکن اس بات کی نوبت نہ پہونچی کہ رتن سنگھ خانگی لڑائی مین بوندی کے راؤ سورج مل کے ہاتھ سے شکار کے موقع پر مارا گیا ۔ رتن سی بازراہ شیخی یہ کہا کرتا تھا کہ چتوڑ کے دروازے دہلی و مانڈو مین اسنے مخفی طور پر آنبیر کے راجہ پرتھی راج کی بیٹی سے اپنے بھائیونکی زندگی مین شادی کی تھی بروقت اس شادی کے بجاے رتن سی کے اسکی دودھاری تلوار بھیجی گئی جیسا کہ راجپوتون کے سردارون مین دستور ہے ۔
چونکہ یہ شادی مخفی ہوئی تھی اسلیے سورج مل ہاڑا والی بوندی نے اپنی بہن سوجابائی کی اس سے شادی کردی اور رانا کی ہمشیرہ کی شادی سورج مل سے ہوئی ۔
سوجا د سورج مل ہا افیون کھانے کا بہت عادی تھا ایک روز چتوڑ کے مقام پر دربار مین وہ سوتا تھا ایک پوربیہ سردار نے اُسکے کان مین تنکا دیکر اس سے چھیڑ کی ہاڑا کا چھیڑنا کیا تھا گویا شیر کو چھیڑا تھا اُسنے بھالے سی کی طرف کو پوربیہ پر ایک کھانڈے کا ہاتھ جھاڑ دیا اُسکے بیٹے نے خون کا بیر قائم کر لیا اور رانا سے غمازی کی کہ ہاڑا راؤ جو راول یعنی زنانے مین جایا کرتا ہے اُسکا مطلب اپنی ہمشیرہ سوجابائی سے ملنے کے سوا کچھ اور ہے بنائے فساد اس اشتباہ سے قائم ہوئی اور خفیف سے تحریک سے شعلۂ غضب مشتعل ہو گیا ایک روز سوجا نے اپنے شوہر اور بھائی دونونکو تناول طعام کے واسطے طلب کیا یہ کھانا اُسنے اپنے روبرو تیار کرایا تھا اور فرط محبت سے وقت تناول مکھیان اوڑانے کے واسطے بیٹھ گئی

اگرچہ راجپوتون کی لڑکیان شوہر کی کمال معتقد ہوتی ہین مگر جس خاندان مین پیدا ہوتی ہین اُسکا بھی اونکو بہت
پاس ہوتا ہے کہ اس سے اکثر نزاع پیدا ہوئے ہین۔ جسوقت کھانا کھاچکے سوجا نے اپنے بھائی کی نسبت کہا کہ
اُسنے اپنے حصے کا کھانا شیر کی طرح جلدی کھالیا ہے اور شوہر کی نسبت کہا کہ بچو نکی طرح کھیلتا رہا ہے اس طعنے
نے بشمول دیگر فرضی گستاخیون کے راؤ اور رانا دونون کی جان تلف کی اور حسین سوجا کو عدم آباد مین بھیجا اُس وقت
قواعد میزبانی انتقام سے مانع آئے علاوہ اسکے ہاڑا کی ہلاکت کے واسطے اسکی اہمیت تنہائی سے بھی زیادہ با اطمینان
موقع کا منتظر رہنا مصلحت وقت تھا جب راؤ رخصت ہوا رانا نے کہا کہ ہم بھی آئندہ بسنت کے موسم مین بوندی کے
رمنہ یعنی جنگل مین شکار کھیلنے کے واسطے آوینگے۔ پھاگن کا خوشگوار مہینہ آیا تب رانا اور اُسکے درباریون نے اُمنگوہ
پوشاک تیار کرائی اور بوندی کے ارادے سے پٹھار کی زمین پر چڑھے حالانکہ باوداعین ستی نے پیش گوئی کی تھی
کہ جب کبھی راؤ اور رانا اہیڑے کے شکار پر متفق ہونگے جیسے مہلک واقعات سے میری امید قطع ہوئی آئندہ کو بھی
ہوتے رہینگے مگر دختر الوہاڑا کی پیش گوئی اور سوجابائی کے درمیان صدہا برس گذر گئے تھے باوجودیکہ اُسکا کلام زبان زد
خاص وعام تھا کسیکو یقین نرہا تھا صرف بطور روایت سمجھتے تھے۔

شکار کے واسطے نانڈ کے چمبل کے مشرقی کنارے پر یہ پسند ہوا کہ اُس نشیب مین خونخوار شیر سے لیکر خرگوش تک ہر قسم
کے شکار ملتے ہین فوجین صف آرا حسب معمول شور و غل کرتی ہوئین اور شیر۔ بگھیرا۔ چیتا۔ چرخ۔ ریچھ۔ ہرن۔ سبارسنگھا
نیل گائے۔ چکارہ۔ گیدڑ۔ لومڑی۔ خرگوش اور جنگلی کتون کو ہنکاتی ہوئین روانہ ہوئین ایسے ہنگامے مین راجپوت
اپنی نا اتفاقیون کو بھی بھول جاتا ہے اس ہنگامے مین رانا نے اپنے سینے کے کینے کو نکالنا چاہا دونون رئیس شکار
مارنے کے واسطے مقامات مناسب پر بیٹھے اور ہر ایک کے پاس صرف ایک دو معتمد ملازم رہے رانا کے پاس اسی
پوربیہ سردار کا بیٹا تشنہ خون بیٹھا تھا جسکو ہاڑا نے ہلاک کیا تھا رانا نے کہا کہ اب سور مارنے کا وقت ہے پوربیہ نے فوراً
راؤ پر تیر چلایا اُسنے بھی عقاب کی سی آنکھون سے آتا ہوا دیکھکر اپنی کمان سے ہٹا دیا اول تیر تو شاید اتفاقیہ سمجھا جاتا
مگر جب دوسرا رانا کے داماد بھائی کی طرف سے آیا تو اُسکو یقین ہوا کہ دغا ہے اس دوسرے تیر کو ہٹائے ہوئے دیر
نہ ہوئی تھی کہ رانا گھوڑے پر سوار ہوکر یکایک گرا اور اُسکو کھانڈے سے قتل کیا راؤ گر گیا مگر ہوش مین آکر اپنا زخم دوپٹے
سے باندھا اور جب رانا مغرور ہوا پکارا کہ بجلی پر بھلے ہی چلے جاؤ مگر تمنے میواڑ کو ڈبویا ہے پوربیہ بھی رانا کے پیچھے تھا راؤ
کو زخم باندھتا دیکھکر کہا کہ نصف کام ہوا ہے رانا رتن سی نے زخمی راؤ پر پھر وار کیا جسوقت اُسنے ہاتھ اُٹھایا راؤ نے
مثل مجروح شیر کے اخیر جد کرکے اُسکے کپڑے پکڑ کر گھوڑے سے گرا لیا لیکن خود اُسیوقت رانا پر گر گیا دونون زمین پر
لیٹے تھے مگر رانا نیچے تھا راؤ نے اُسکی چھاتی پر گھٹنا ٹیک کر ایک ہاتھ سے اُسکی گردن پکڑی اور دوسرے
سے اوسکی کمر سے خنجر تلاش کیا۔ اچھا انتقام ہوا ہے کہ چھاتی مین خنجر مارا اور نیچے دشمن کو مرتا دیکھ لیا راؤ کی تشفی
ہوئی مگر اس سے زیادہ اُسمین بھی جان نہ تھی دشمن کی لاش پر اُسکی بھی لاش پڑی رہی رؤسائے مقتول
کی زوجگان کا زندہ رہنا غیر ممکن تھا اسواسطے موقع کشت و خون پر چتا تیار ہوئین حسین سوجا نے اپنے طعنے کے

عوض شوہر اور برادر کا نقصان اُٹھا کر اپنی جان تصدق کی اور رانا رتن سی کی ہمشیرہ راؤ کے ساتھ ستی ہوئی اُسی
مقام پر دونوں رئیسوں کی چھتریاں تعمیر ہوئیں اور سوجا کے گھاٹے کی چوٹی پر بنائی گئیں -

۵۳ - رانا بکرمادت

یہ اپنے بڑے بھائی رتن سی کے مارے جانے کے بعد سمبت ۱۵۸۸ مطابق ۱۵۳۲ء میں چتوڑ پر قابض ہوا ٹاڈ
کہتا ہے کہ یہ بڑا فسادی شوریدہ پشت زود رنج کینہ توز مغرور اور کم عقل تھا اکثر پہلوانوں کے تماشے اور جوا کھیلنے کے جلسوں
میں مصروف رہتا تھا لیکن جبکہ بقول ٹاڈ یہ مسند نشینی کے وقت آٹھ سال کا تھا کیونکہ سانگا کے انتقال کے بعد
پیدا ہوا تھا اور ۱۵۳۰ء میں مسند نشین ہوا اور بیر بنود کی روایت کے موافق ۱۵۳۲ء میں گدی پر بیٹھا تو اس حساب
سے چار برس کا قرار پائے گا تو اُسکی حرکات وسکنات کب قابل ملامت ہو سکتی ہیں کیونکہ بچہ مرفوع القلم ہے
اُس نادان کے قول و فعل کب قابل لحاظ ہو سکتے ہیں سلطان بہادر شاہ گجراتی بھی اس سے ناراض ہو گیا تھا
جسکی وجہ یہ ہے کہ سلہدی پوربیہ راجہ رائے سین نے بھیلسہ کے اطراف سے درخت اسلام کو جڑ سے اکھاڑ کر
پھینکدیا تھا اور بہت سی مسلمان شریف عورتوں کو اپنی حرم بنالیا تھا اسکی عورتوں کی تعداد سات آٹھ سو تک
پہونچگئی تھی لیکن سب میں بھوپت رائے (یا بھوبت راؤ یا بھوپت سنگھ) کی ماں باعتبار رتبہ کے بڑھکر تھی -
جب سلطان بہادر شاہ کو یہ پرچہ لگا تو سخت ناراض ہوا اور اُسکو بلوا کر قید کر دیا اور کہا کہ بغیر مسلمان ہوے جان بخشی
نہیں ہو سکتی اور اُسکی راجدھانی رائے سین پر حملہ کیا اور قلعہ کو قریب الانہدام کر دیا یہ حال دیکھکر سلہدی نے عرض کیا
کہ میں مسلمان ہوتا ہوں اور قلعہ خود آپکے حوالے کر دونگا کیونکہ اسکو فکر پیدا ہوئی کہ اگر سلطان جبراً قہراً فتح کریگا
تو تمام رشتہ دار عورتیں پکڑی جائینگی اسوقت سلہدی کا بھائی لکھمن سین قلعہ میں موجود تھا سلطان نے اسکو بلایا رات
کے وقت اُسنے بھائی کو مشورہ دیا کہ قلعہ کیوں سلطان کے حوالے کرتا ہے تیرا بیٹا چتوڑ کو رانا کے پاس مدد حاصل کرنے
کی غرض سے گیا ہے اُس کے آنے تک ہم قلعہ کی حفاظت کرتے ہیں تو مسلمان ہو چکا ہے بادشاہ تجھے کچھ سزا نہ دیگا
وہ اس مشورت پر خوش ہو گیا صبح کے وقت لکھمن سین سلطان سے یہ کہکر گیا کہ قلعہ کی حوالگی کا انتظام کرتا ہوں جب دوپہر
تک جواب نہ آیا تو سلہدی خبر لانے کے لیے پہاڑی کے دامن تک گیا اور قلعہ کے تلے کھڑے ہو کر دکھانے کو خالی کر دینے
کا تقاضا کیا جب کوئی جواب نہ ملا تو لوٹ آیا اس امر سے سلطان بہت ناراض ہوا اسی اثنا میں سلطان کو معلوم ہوا
کہ سلہدی کے بیٹے کے ساتھ بکرماجیت چالیس ہزار سوار اور بے شمار پیادے لیکر ادھر آ رہا ہے سلطان نے اول محمد شاہ
آسیری اور عماد الملک کو رانا کی سپاہ کے مقابلے کے لیے روانہ کیا بعد اسکے پیچھے سے خود بھی چلا گیا اور اختیار خان
کو رائے سین کے محاصرے پر چھوڑ گیا جب جاسوسوں نے بکرماجیت کو خبر دی کہ سلطانی سپاہ اور خود سلطان آ پہونچے
ہیں تو ڈر کر پیچھے ایک منزل تک ہٹ گیا اور رانا کی طرف سے چند وکیل سلطان کے پاس حاضر ہوئے کہ میں نے سنا ہے
کہ سلہدی قید ہے محافظوں نے اسپر کھانا پانی بند کر دیا ہے اسلیے آپکے پاس آنا مناسب معلوم ہوا تا کہ عرض کر کے
سلہدی پر سختی موقوف کرا دی جائے جب اُنھوں نے واپسی پر بادشاہ کے ہمراہ سپاہ کی کثرت اور سامان جنگ کی

سر اط کا حال بیان کیا تو بکرماجیت راتوں رات بھاگ گیا اور سلطانی سپاہ کے تعاقب کے خوف سے ایک رات دن
مین سنتر کوس کا فاصلہ طے کر کے چتوڑ مین داخل ہو گیا بادشاہ نے کہا کہ رائے سین کی مہم سے فارغ ہو کر چتوڑ پر لشکرکشی
کرونگا اور رانا کو تباہی کے قریب پہونچا دونگا۔
چنانچہ بہادر شاہ کے حکم سے ۷ ربیع الثانی ۹۳۹ھ ہجری مطابق ۱۵۳۲ء کو محمد شاہ آسیری اور خداوند خان
فوج لیکر چتوڑ کی طرف روانہ ہوے جب یہ سپاہ مندسور پہونچی اور اس چڑھائی کا غلغلہ چتوڑ مین پہونچا تو رانا
کے وکیل بادشاہ کے سپاہ سالارون کے پاس آئے اور بیان کیا کہ مالوے کا جسقدر ملک رانا کے پاس ہے وہ اس سے
دست بردار ی کرتا ہے اور جو کچھ خدمت اُسکو فرمائی جائے گی اس کی بجا آوری کو آمادہ ہے اور اپنی ذات کو ملازمان
سلطانی مین تصور کر کے ہمیشہ مطیع رہے گا محمد شاہ نے سلطان کے پاس جو مانڈو مین موجود تھا رانا کا یہ پیام شجاعت خان
کے ذریعہ سے عرض کرایا سلطان رانا سے بیحد ناراض تھا کیونکہ اُس نے سلہدی کی مدد سلطان کے مقابلے مین
کی تھی اسلیے محاربۂ چتوڑ کا عزم فسخ نہ کیا اور رانا کے وکلا کی بات کو نہ مانا اور محمد شاہ و خداوند خان کو حکم بھیجا کہ تاتار خان
بن سلطان علاء الدین بن سلطان بہلول لودی کو ایک زبردست لشکر گجراتی کے ساتھ آگے کو روانہ کرین تاکہ وہ
پہلے سے پہونچکر چتوڑ کو گھیر لے تم اُسکے عقب سے توپخانہ لیکر پہونچو۔
صاحب تاریخ بہادر شاہی جو اس لڑائی مین موجود تھا لکھتا ہے کہ تاتار خان سمجھا تھا کہ رانا کے پاس سپاہ کثیر ہے وہ قلعہ
سے نکلکر ضرور مقابلہ کرے گا لیکن رانا کو اتنی جرأت نہوئی۔
تاتار خان نے ۱۴ رجب سنہ مذکور کو تلہٹی کو فتح کر کے دوسرے روز چتوڑ گڑھ کو گھیر لیا آٹھوین دن محمد شاہ اور خداوند خان
ایک زبردست توپخانے کے ساتھ جا پہونچے اور چارون طرف سے گولہ باری کرائی پھر سلطان بھی ایک شب و روز
مین پانچہزار سواران مانڈو کے ساتھ یلغار کر کے جا پہونچا۔ اتنے گولے قلعے مین اُتارے کہ ہر فیر مین حصار کا کچھ حصہ اور
محلون کے مکان گرنے لگے سلطان اپنی ذات سے اتنی محنت کرتا تھا کہ کسی سپاہی سے بھی ہونی دشوار ہے۔
تاریخ بہادر شاہی کا مولف کہتا ہے کہ اس محاصرے مین سلطان کے پاس قلعہ شکنی کا اتنا سامان اور اسقدر سپاہ
موجود تھی کہ ایسے ایسے چار قلعے ہوتے تو انکو بھی برباد کر دیتا۔ قلعے پر توپون کی مار مار اور صلابت کو چون کی تیاری اور توپونکے
قریب پہونچ جانے سے قلعہ کی دیوارین چھلنی ہو گئین اسلیے محصورین کو یقین ہو گیا کہ اب تحفظ دشوار ہے۔
مرآت سکندری والا لکھتا ہے کہ "مادر بکرماجیت کہ زوجۂ کلان رانا سانگا بود وکلا فرستاد و عرض کرد کہ پسر من قدیم الخدمت
سلطان ست از نیجا بملک گجرات رفتہ در بندگی قیام مینمود بنابران این بیزنہر عجز و تقصیر التماس مینماید کہ سلطان از سر گناہ
او در گذرند و مارا بجان بخشی او حیات نو بخشند تا بعد ازین کمر بندگی بستہ الانقیاد مقیم خواہد بود و ہیچ امر از تخلف نخواہد نمود
و ہر خدمتے کہ بہر طرف رجوع شود منت بجان گذاشتہ بندہ وار در تقدیم آن سعی بجا آرد و بعضے از بلاد مانڈو کہ
از زمان سلطان محمود خلجی در تصرف خورد ہے دارد میگذارد و کمر و تاج مرصع کہ از سلطان محمود خلجی در تصرف رانا درآمدہ
و نگینے چند کہ در قیمت آن جوہریان اعتراف بنادانی کردہ بودند در روز شکست سلطان محمود بدست رانا افتادہ بود آن

جوہر بے قیمت را با صد لک تنکہ نقد و صد اسپ و دہ زنجیر فیل پیش کش میکند۔

چونکہ یہ عریضہ بکرماجیت کی ماں کی طرف سے صداقت پر مبنی تھا سلطان نے قبول کرکے ۲ ماہ شعبان کو پیش کش لیکر کوچ کردیا اور چتوڑ سے ایک کوس پر ٹھہر کر برہان الملک و مجاہد خان کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ رنتھنبور کی تسخیر کے لیے مامور کیا اور خود پانچوین رمضان کو وہان سے کوچ کرکے مندسور کیطرف لوٹ گیا مگر ماوت ذک اٹھا کر بھی ہوش مین نہ آیا اور اکثر ماتحتون کو رنجیدہ رکھا سمبت ۱۵۹۲ مطابق سنہ ۱۵۳۶ء مین بہادر شاہ گجراتی دوبارہ چتوڑ پر آیا اسوقت رانا ساکا کے رشتہ دار چچا سورج مل دیولیہ والے کا بیٹا راوت باگھ سنگھ اپنے بزرگونکی راجدھانی بچانے کو چتوڑ پہونچا۔ بوندی جالور اور سروہی وغیرہ کے راجہ بھی اپنی فوجین لیکر حاضر ہوگئے۔ بہادر شاہ کے سرنگ لگا کر قلعے کی دیوار بڑے برج سمبت اوڑادی جسمین بوندی کا راؤ مع اپنے پانسو آدمیون کے مارا گیا۔ اس حملے کو راجپوت لوگ روکتے رہے جب بیچارے نا امید ہوگئے انھون نے بکرماجیت اور اُسکے چھوٹے بھائی اودے سنگھ کو چھپا کر نکالدیا اور دیولیہ کے راوت باگھ جی سیسودیہ کو اپنا افسر بنا کر ریاست کا جھنڈا اُسکے سر پر کھڑا کیا وہ تمام راجپوتونکے ساتھ جو موت کو قید سے بہتر جانتے تھے قلعہ سے نکلکر مقابلے مین مارا گیا اس لڑائی مین مقتول مرد بتیس ہزار اور جوہر کرکے جان دینے والی عورتین بارہ ہزار سے زیادہ شمار کی گئی ہین اور کسی قدر غیرت دار عورتین لڑکر بھی کام آئین۔

کرنل ٹاڈ تواریخ راجستان مین کہتا ہے کہ اودے سنگھ کی والدہ کرناوتی نے بہادر شاہ والی گجرات کے خوف سے ہمایون کی حمایت حاصل کرنی چاہی اور اُسے راکھی بھیجی اُسنے اس راکھی کو بخوشی قبول کرلیا اور وہ اس راکھی کے ذریعہ سے رانی کا بھائی اور اُسکے نوعمر بچے اودے سنگھ کا ماموں اور محافظ ہوگیا اُسنے عہد کیا کہ مین رانی کی حتی الوسع اعانت کرونگا حتے کہ قلعہ رنتھنبور بھی وہ مانگے تو دیدونگا جبکہ بہادر شاہ نے قلعہ چتوڑ کا محاصرہ کرلیا اور نامور راجپوت سردار پیاپے کام آئے اور جنگجو جواہر بائی راٹھوڑ رانی بھی کام آئی تو کرناوتی نے چتوڑ کی حفاظت کا کوئی اور ذریعہ نہ دیکھکر ہمایون سے التجا کی کہ وہ اپنے عہد کو پورا کرے ہمایون اپنے عہد مین ثابت قدم نکلا اُسنے اپنی فتوحات ملک بنگالہ کو چھوڑدیا اور چتوڑ کو بچانے اور راناسانگا کی بیواؤن اور خردسال بچونکو محفوظ رکھنے کی غرض سے بنگال سے روانہ ہوا اگر ہمایون اتنے فاصلے پر نہ ہوتا تو چتوڑ کی تباہی پیش نہ آتی کیونکہ آئین شرافت کے بموجب اُسکو رانی کی امداد کرنا ضرور تھا لیکن بہادر شاہ پر فوراً حملہ کرنے کی بجاے اُسنے بہادر شاہ سے لفظی تکرار شروع کردی جسمین لفظ چتوڑ پر حجت بازی کی گئی تھی اور چتوڑ پر یلغار کرنے کی بجاے مالوے پر یورش کی جو اسوقت بہادر شاہ کے تصرف مین تھا۔ اس اثنا مین بہادر شاہ نے اپنے زبردست توپخانے کی مدد سے محصورین کا قافیہ تنگ کردیا اور قلعے کی دیوار کا ایک حصہ بارود سے اُڑادیا۔ قلعہ کو قریب التسخیر خیال کرکے ۱۳ ہزار راجپوت عورتین جوہر کرکے مرگئین اور باقی ماندہ راجپوت دیولیا کے سردار باگھ جی کے زیر کمان زندگی سے ہاتھ دھوکر قلعہ سے باہر نکلے اور بہادر شاہ کی سپاہ پر ٹوٹ پڑے اور کام آئے۔ بہادر شاہ چتوڑ کو فتح کرنے کے بعد صرف دو ہفتہ وہان ٹھہرا کیونکہ ہمایون کے آہستہ آہستہ بڑھنے سے اُسے فکر ہوئی اور وہ اُسکے مقابلے کو روانہ ہوا۔ ہمایون نے اپنے عہد کو

بخوبی پورا کیا اُسنے بہادر شاہ کو پیاپے شکستین دین اور اُسکی سپاہ کو چتوڑ خالی کرنے پر مجبور کیا اور مالوے کی راجدھانی مانڈو پر قبضہ کر لیا اور چونکہ وہان کے بادشاہ نے شاہ گجرات کی مدد کی تھی اسلئے اُسنے رانا بکرماجیت کو وہان بلوایا اور اُسکے دشمن کے مفتوحہ قلعے مین اُسکے تلوار باندھی۔
ٹاڈ صاحب نے یہ جو کہا ہے کہ ہمایون اپنی بنگالے کی فتوحات کو چھوڑکر رانا کی مدد کو آیا تھا اسکے متعلق اتنا سمجھنا چاہئے کہ وہ بنگالے مین نہین پہونچا تھا بلکہ اُسکے فتح کرنے کے ارادے سے سنہ ۹۴۰ ہجری مطابق ۱۵۳۴ع مین روانہ ہوکر مدد کالپی قصبہ کنار تک وہ پہنچا تھا کہ اُسنے سنا کہ قلعہ چتوڑ کا محاصرہ بہادر شاہ نے کیا اور یہ ایک بڑا اولوالعزم اور صاحب حوصلہ و بلند پرواز بادشاہ تھا اُسنے اپنے زور بازو سے سلطنت کو وسعت دی تھی اور مالوے کی سلطنت کو بھی جسکا دار الریاست شادی آباد عرف مانڈو تھا اپنے قبضے مین کر لیا تھا غرض وہ اور ہمایون برابر کی ٹکرین تھین۔
کرنل ٹاڈ کا یہ کہنا کہ بادشاہ مانڈو نے بادشاہ گجرات کی مدد کی تھی غلط ہے بادشاہ مانڈو اسوقت باقی نہ تھا دونون ملکون کا بہادر شاہ والی تھا اور مستند مورخین کے اقوال کے بموجب ہمایون کا بہادر شاہ سے نبرد آزمائی راجپوتون کی امداد کی غرض سے نہ تھا بلکہ اسکا سبب یہ تھا کہ سلطان علاء الدین دعویدار تخت دہلی جسکا نام عالم خان تھا اور سکندر لودی کا بھائی اور سلطان ابراہیم کا چچا تھا بہادر شاہ کے پاس بغرض طلب مدد موجود تھا اور بہادر شاہ اُسکی معاونت کر رہا تھا اور ہمایون کا باغی چچازاد بھائی محمد زمان مرزا بھی بہادر شاہ کے ظل عاطفت مین جا پہونچا تھا ہمایون نے بہادر شاہ کو لکھا کہ یا تو اُسکو پکڑ کر ہمارے پاس بھیجدو یا اپنے ملک سے باہر نکالدو بہادر شاہ نے ٹکا سا جواب دیا ہمایون جو ممالک شرقیہ کی فتح کو جاتا تھا وہ فوراً الٹا آگرے مین آیا اور سنہ ۹۴۱ ہجری کو بہادر شاہ کے استیصال و تسخیر گجرات کے لیے روانہ ہوا اور مالوے کی طرف چلا سارنگ پور مین پہونچا تو بہادر شاہ چتوڑ کے محاصرے مین ہمہ تن مصروف تھا ہمایون نے یہ قطعہ بہادر شاہ کے پاس بھیجا۔

اے کہ ہستی غنیم شہر چتوڑ ۔۔۔ کافران را چہ طور میگیری
پادشاہے رسید بر سر تو ۔۔۔ تو نشستہ چتور میگیری

اس قطعہ کے جواب مین بہادر شاہ نے یہ قطعہ لکھا۔

منکہ ہستم غنیم شہر چتوڑ ۔۔۔ کافران را بجور سے گیرم
ہر کہ بکند حمایت چتوڑ ۔۔۔ تو ببین کش چہ طور سے گیرم

اب بہادر شاہ نے اپنے امیرونکے ساتھ مشورہ کیا ایک جماعت نے مشورہ یہ دیا کہ قلعے کی مہم سب وقت میسر ہے اور اہل قلعہ سے کچھ ضرر بھی نہین پہونچتا مناسب یہی ہو کہ ہم قلعہ کو موقوف کرکے ہمایون کے لشکر کے روبرو ہوجیے صدر خان جو اہل علم و فضل کا صدر تھا اور سپاہ مین صاحب منصب والا تھا اُسنے اپنی اصابت رائے سے یہ کہا کہ محاصرہ مدت سے ہو رہا ہے تھوڑے دنون کا کام اسمین باقی ہے اول اسکو ختم کرنا مصلحت ہے ہمایون دیندار بادشاہ ہے جبتک ہم کفار سے لڑتے ہین وہ ہم سے لڑنے نہین آئے گا اگر آئے گا تو ہمارے پیے

جنگ تھی کہ قلعہ معقول جیسر ہوگا سلطان بہادر کو سمانے لپٹا آئی اور اسیر گل کیا جب ہمایون کے کان مین
یہ خبر پہنچی کہ وہ بہادر شاہ سے جنگ کیا چاہتا ہے تو لاکر ۳ رمضان ۹۴۱ ہجری کو اُسنے قلعہ چتوڑ فتح کیا اس کا سبب
کیا تو ہمایون کا خیال تھا یا اسلام کا پاس۔

قلعہ چتوڑ مین بہادر شاہ کو بہت دولت ہاتھ آئی اور اسنے وہ سپاہیون مین تقسیم کر دیی پھر وہ مندسور مقام پر
ہمایون بادشاہ ہندوستان کے مقابل پہونچا جہان اُسکو جان بچاکر گجرات وغیرہ کی طرف بھاگنا پڑا اور بکرمادت نے
موقع پاکر چتوڑ واپس لیا۔

میواڑ کے سرداروں نے باہمی رنج سے بکرمادت کی جگہ پرتھی راج کے بیٹے بنبیر کو جو کنیزک زادہ تھا رانا بنایا۔

بنبیر

یہ خواص وال سمبت ۱۵۹۳ مطابق ۱۵۳۶ع مین گدی نشین ہوا اسنے دیکھا کہ اگر بکرمادت اور اسکا چھوٹا بھائی اودے سنگھ
جیتے رہے تو کسیدن مجھ سے گدی چھین جائے گی یہ کھٹکا مٹانے کے لیے اُسنے بکرمادت اور اودے سنگھ کو مار ڈالنا چاہا
اودے سنگھ کی عمر تین برس کی تھی اور وہ اپنی دائی پنا کے پاس محل مین رہتا تھا ایک دن جیسے ہی پنا نے اودے سنگھ
کو کھلا پلا کر سلایا ویسے ہی محل مین کچھ رونے پیٹنے کی آواز ہونے لگی پنا نے نائی سے جو اودے سنگھ کا جھوٹا اٹھانے آیا تھا
پوچھا یہ کون رو رہا ہے نائی نے گھبرا کر کہا رانا بنبیر نے بکرمادت کو مار ڈالا یہ سُنتے ہی پنا کانپنے لگی اور سوچی کہ بنبیر نے
جب بکرمادت کو مار ڈالا تو اودے سنگھ کو کب جیتا چھوڑے گا اودے سنگھ کے جیتے رہنے سے اُسکو سدا یہ کھٹکا
رہے گا کہ بڑا ہو کر کہین اس سے راج نہ چھین لے پنا یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اتنے مین اُسکو کسی کے پانو کی آہٹ سی
معلوم ہوئی یہ سوچ کر کہ کہین بنبیر ہی نہو پنا نے اپنا جی کڑا کرکے اودے سنگھ کو تو اٹھا کر ایک کونے مین چھپا دیا اور
اپنے بچے کو اسکی جگہ پر سلا دیا اتنے مین بنبیر ننگی تلوار ہاتھ مین لیے ہوئے آہی گیا اور پنا سے پوچھنے لگا بتا اودے سنگھ
کہان ہے ڈر کے مارے پنا کی گھگھی بندھ گئی اُسنے اپنے بچے کی طرف انگلی اٹھادی اُسکے انگلی اٹھاتے ہی بنبیر نے
ایک ہی ہاتھ مین بچے کا کام تمام کر دیا پنا نے اپنے بچے کے مارے جانے کا کچھ بھی رنج نہ کیا اُسوقت اودے سنگھ کو ایک
ٹوکری مین چھپا باری کے ساتھ چتوڑ سے نکل کھڑی ہوئی وہ دونون اول ڈونگرپور کے راول کے پاس پہونچے لیکن
اُسنے یہ عذر کیا کہ یہان اسکے رکھنے مین میرے بیٹے اور اسکے لیے بھی اندیشہ ہے تب وہ بھیلونکی حفاظت کے ساتھ
کومبھلمیر کے حاکم آشا شاہ مہاجن کے پاس پہونچی جہان اُسنے اندیشے کے سبب آشا شاہ کا بھتیجا مشہور ہو کر پرورش
پائی کئی سال کے بعد قلعہ کومبھلگڑھ مین جہان کہ ہر ایک کو آخر سردار حاضر ہوگئے تھے مسند نشینی کی رسم ادا کیگئی
ایک مقام پر اسیطرح نظر سے گذرا ہے لیکن ٹاڈ لکھتا ہے کہ جب بکرماجیت مارا گیا تو اسوقت اودے سنگھ کی عمر ۶ سال کی تھی
اور یہان ایک بحث یہ بھی باقی رہتی ہے کہ قلع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ اودے سنگھ سانگا کا بیٹا تھا جو باپ کے بعد
پیدا ہوا تھا اور ٹاڈ کہتا ہے کہ سانگا کے سات بیٹے تھے دو بڑے لڑکے تو خورد سالی مین فوت ہوگئے رتن سی تیسرا
فرزند تھا اور بکرماجیت جو رتن سی کے بعد بیٹھا اودا نکا سب سے چھوٹا بیٹا تھا کہ باپ کے بعد پیدا ہوا تھا رانا کی لڑائی

بابر سے ۱۷ مارچ سنہ ۱۵۲۷ء مطابق سنہ ۹۳۳ ہجری مین ہوئی اور جس سال رانا نے شکست کھائی وہی اُسکی زندگی کا آخری سال تھا کہ سرحد میواڑ پر بسوا مین مرگیا ٹاڈ بھی کہتا ہے کہ سانگا کا فرزند رتنسی سمبت ۱۵۸۶ مطابق سنہ ۱۵۳۰ء مین مسند نشین ہوا اور پانچ برس حکمران رہا پھر رتنسی کی جگہ اسکا بھائی بکرمادت جسے بھاکا مین بکرماجیت لکھتے ہین سمبت ۱۵۹۱ مطابق سنہ ۱۵۳۵ء مین گدی پر بیٹھا جسکو خردسالی کی حالت مین معزول کرکے بنبیر کو بٹھایا گیا اور بیر ونود کی روایت کے مطابق بنبیر کی مسند نشینی سنہ ۱۵۳۵ء مین ہوئی تھی غرض کہ اس حساب سے اودے سنگھ کی عمر اسوقت دس برس کی ہوگی اور مین نے جو رتنسی کی مسند نشینی سنہ ۱۵۲۹ء اور بکرمادت کی سنہ ۱۵۳۳ء لکھی ہے یہ بیر ونود کے موافق ہے ۔
المختصر بنبیر کو سنبھل بیٹھا احوال سنکر بہت فکر پیدا ہوئی اور سب سرداران نے اودے سنگھ کا طرفدار بنکر اُس پر چڑھائی کردی آخر تین برس راج کرنے کے بعد بنبیر کو قلعہ چتوڑ پر شکست کھاکر گھربار کے ساتھ دکن جانے کی اجازت ملی لیکن بیر ونود کی اسمین ایک غلطی ہے اور وہ یہ کہ اُسکی روایت کے موافق سنہ ۱۵۳۵ء مین راج دبا بیٹھا اور سنہ ۱۵۴۱ء مین اودے سنگھ چتوڑ کی گدی پر قائم ہوا تو پھر بنبیر کا تین برس حکومت کرنا کیسے صحیح ہوگا ۔ کرنل ٹاڈ وغیرہ کا بیان ہے کہ مرہٹون کا ایک خاندان اسی کی اولاد مین ہے ۔

۵۴ - رانا اودے سنگھ

سمبت ۱۵۹۷ مطابق سنہ ۱۵۴۱ء مین چتوڑ کی گدی پر بیٹھا ۔ ٹاڈ کہتا ہے کہ اسمین ایک صفت بھی ایسی نہ تھی جس سے وہ لائق ریاست متصور ہو سنہ ۱۵۴۴ء مین شیر شاہ نے جودھپور کے راو مالدیو کو شکست دی اور وہ بھاگ گیا اُسوقت بادشاہ کے امرا نے عرض کیا کہ برسات کا موسم سر پر آگیا کہین توقف کرنا چاہیے بادشاہ نے جواب دیا مین برسات وہان بسر کرونگا جہان اپنا کام بھی کرسکون اُسنے چتوڑ کے قلعہ کی طرف کوچ کیا جب قلعہ کے پاس وہ بارہ کوس پہونچا تو رانا نے قلعہ کی کنجیان بھجوادین جب شیر شاہ چتوڑ مین آیا تو اُسنے خواص خان کے چھوٹے بھائی میان احمد سروانی و حسین خان غازی کو قلعہ چتوڑ مین متعین کیا اور خود کچھواڑے کی طرف چلا گیا ۔
شیر شاہ کی وفات کے بعد جب ہندوستان مین کئی پٹھان بادشاہ بنکر آپسمین جھگڑا کرنے لگے تو انکی نااتفاقی سے فائدہ اُٹھاکر اودے سنگھ نے پھر چتوڑ کو دبالیا اور اُس نے سمبت ۱۶۱۳ مطابق سنہ ۱۵۵۷ء مین حاجی خان پٹھان پر جو مغلون کے دباو سے گجرات کو جانا چاہتا تھا سامان وغیرہ چھیننے کے لیے اجمیر کے پاس حملہ کیا لیکن لڑائی ہونے کے بعد شکست کھاکر بھاگنا پڑا ۔
سنہ ۹۷۵ھ مطابق سنہ ۱۵۶۷ء مین اکبر شاہ نے جو آنبیر و مارواڑ وغیرہ کے راجاؤن کو فرمانبردار بنا چکا تھا چتوڑ پر چڑھائی کی تفصیل اُسکی اسطرح ہے کہ یکشنبہ بست و پنجم صفر کو بادشاہ آگرے سے دھولپور باڑی اور گوالیار کیطرف چلا گیا امرا و سرداران اپنی سپاہ کے ساتھ وہان جوق جوق پہونچ گئے جب دھولپور مین بادشاہ کا قیام ہوا تو اسوقت مین شکت سنگھ (رانا سبل سنگھ) پسر رانا اودے سنگھ بھی ہمرکاب تھا بادشاہ نے اوس سے انبساط یا تنبیہ کے طور ایسا فرمایا کہ اکثر زمیندار اور راجے ہمارے آستان بوسی کو آئے مگر رانا ابتک نہین آیا ۔ میری خواہش یہ ہے کہ اسپر

حملہ کیا جاسے اور اسکو قرار واقعی سزا دیجاے تو اس معرکے مین کیا کیا خدمات انجام دے گا اور دیر تک شگفتگی کے لیے سکت سنگھ سے یہ بات کہتے رہے اور وہ منافقانہ طریق سے قبول کرتا اور بجا آوری حکم کا اقرار کرتا رہا اور اصل مطلب کو نہ سمجھا دل لگی و ہزل کو قطعی بات مانکر رات مین لشکر سے بھاگ نکلا کیونکہ اس سادہ لوح کو یہ خیال پیدا ہوا کہ بادشاہ اس شکار کے بہانے سے میرے باپ کی گوشمالی کا ارادہ رکھتا ہے اور مین بدنام ہوجاؤنگا کہ بادشاہ کے پاس جاکر اسکو باپ پر چڑھا لایا یہ نہ سمجھا کہ سواے مذاق کے یہان دوسرا امر مقصود نہین ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسا شہنشاہ بہ نفس نفیس رانا جیسے زمیندار پر چلا آور ہو اگر یہ سچ بھی تھا تو بھاگنے سے تو اپسے خطرناک کام سے چھٹکارا نہ تھا بلکہ ایک قسم کی کوتاہی تھی جب بادشاہ کو یہ خبر پہونچی کہ سکت سنگھ بھاگ گیا تو وہ بہت غضبناک ہوا اور ہزل و دل لگی واقعی بات کے ساتھ مبدل ہوگئی اب بادشاہ کے دل مین یہ بات جم گئی کہ ہر ملک کا راجہ اور زمیندار تو ہمارے سلام کو حاضر ہو اگر رانا اودے سنگھ اس غرور سے کہ ملک اسکا دشوار گذار ہے اور بڑے بڑے مضبوط قلعے اسکے پاس ہین اور بہت سے راجپوت اور دولت و مال و اسباب رکھتا ہے ہم سے سرکشی کرتا ہے اور اس کا خاندان بھی سرکشی کے واسطے ضرب المثل تھا بادشاہ نے یہ خیال کرکے اسکے استیصال کا ارادہ کیا اور وسط ربیع الاول مین اودھر چڑھائی مصمم ہوگئی جبکہ بادشاہ لشکر مالوہ کے سامان کی تقریب سے گاگرون کے علاقے مین ٹھہرا ہوا تھا آصف خان اور وزیر خان نے کہ ان حدود مین انکی جاگیرین تھین بادشاہ کے حکم سے قلعہ مانڈل گڑھ کو فتح کرلیا بادشاہ کے پاس باوجودیکہ اس وقت سپاہ کم تھی تمام سپاہ مالوے کی لڑائیون مین شریک تھی چتوڑ پر حملے کا سامان درست کرکے آگے کو قدم رکھا اس خیال سے کہ شاید رانا بادشاہ کے ساتھ فوج کی کمی کا حال معلوم کرکے پہاڑونکے درون سے باہر نکل آے اور بہ آسانی اسکا کام ختم ہوجاے - جب رانا کو یہ حال معلوم ہوا کہ اکبر کے ساتھ قلعہ گیری کا سامان کم ہے تو قلعہ چتوڑ کی خوب درستی کرلی کئی سال کے لیے کھانے کا سامان جمع کرلیا اور پانچ ہزار راجپوت اسمین رکھے اور تمام علاقے کو برباد کردیا تاکہ شاہی سپاہ کو رسد نہ مل سکے جب یہ انتظام مکمل ہوچکا رانا آپ پہاڑون مین گھس گیا کرنل ٹاڈ نے اس موقع پر قلعہ چھوڑکر چلے جانے کے سبب رانا اودے سنگھ کو بہت بزدل اور ناقابل لکھا ہے بھاگتے وقت رانا کو اتنی سدھ بدھ نرہی کہ نقارہ ساتھ لے جاسکتا اسلیے اسوقت سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ والیان اودے پور کی جلوسی سواری مین نقارہ ہاتھی پر سب لاؤ لشکر کے پیچھے پیچھے بجتا چلتا ہے بادشاہ نے اودے سنگھ کا تعاقب نہ کیا مناسب یہ سمجھا کہ قلعہ کو مسخر کیا جاے چنانچہ یوم پنجشنبہ ۱۹ ربیع الثانی ۹۷۵ھ کو قلعہ کی حدود مین بادشاہ پہونچ گیا اسوقت بادل کی نہایت گھٹا چھائی ہوئی تھی بجلی کی کڑک نے زمین و آسمان کو تہ و بالا کردیا تھا تھوڑی دیر کے بعد ہوا صاف ہوگئی اور قلعہ دور سے نظر آنے لگا بادشاہ خیام گاہ سے سوار ہوکر پہاڑ کے پاس جسپر قلعہ تھا آیا اور اکثر اسکے اطراف مین پھر کر ملاحظہ کیا اور اب بخشیونکو حکم دیا کہ مورچے انکو سردار وغیرہ تقسیم کردین - تقسیم کے مطابق سرداران فوج اپنے اپنے مورچونپر جم گئے اور جو پیچھے سرداران فوج پہونچتے تھے انکا مورچہ علیحدہ قرار پاتا تھا اسطرح ایک ماہ کی مدت مین تمام قلعہ کا محاصرہ ہوگیا - اور اس عرصے مین بعض امرا کو پہاڑ کی لوٹ مار کے لیے تعین کیا - آصف خان کو رامپوری

کی طرف بھیجا اُسنے اُس علاقہ پر قبضہ جما لیا رانا اور دے سنگھ کا پتا اور دے پور اور کومل گرڈھ کی طرف معلوم ہوا حسین قلی خان کو حکم ہوا کہ رانا کو گرفتار کرلا سے حسین قلی خان شہر اودیپور کی طرف گیا اور اُسکی تباہی مین کوئی دقیقہ اُٹھا نرکھا اودیپور کے اطراف مین جہان مندر وغیرہ ملتے اُنکو تہس نہس کر ڈالتا اور بہت لوٹ مار مچائی اور رانا کی تلاش مین بہت کوشش کی جب اسکا پتانہ چلا تو بادشاہ کے حکم سے اودے پور شاہی مین لوٹ گیا بہادر دلن سے بیحد کوشش کی لیکن قلعہ چتوڑ مسخر نہ ہوا بادشاہ کی باوجودیکہ یہ خوبی دیکھی اور منع کرتے تھے کہ قلعہ کے آس پاس نڈر ہوکر نہ جانا چاہیے لیکن اکثر بہادر گھوڑے دوڑا کر جاتے اور تیر اور گولی کا زخم اُٹھا کر راہی عدم ہوتے کیونکہ انکے تیر اور گولیان قلعہ کی دیوار پر پہونچکر اُچٹ جاتی تھین اور جو تیر یا گولی قلعہ نشینون کی طرف سے آتی وہ شاہی فوجون کے گھوڑے یا آدمی کا کام تمام کر دیتی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ سلامت کوچے ایک خاص مقام سے شروع کرکے قلعہ کی دیوار تک پہونچا کر اس مین سرنگ لگانا چاہیے۔ سلامت کوچہ پیچدار کھائی ہوتی ہے جسکے دونون طرف سرونیر دو سانپ کی طرح پیچدار دیوارین بناتے ہین۔ اگرچہ مورچے بہت تھے لیکن تین مورچے اچھے تھے ایک خود بادشاہی مورچہ کہ دروازہ لاکھوتہ کے مقابل تھا اسکا اہتمام حسن خان چغتہ اور راے پتر داس اور قاضی علی بغدادی اور اختیار خان فوجدار اور کبیر خان کے اہتمام مین تھا اس طرف سے سلامت کوچہ کھدوانا شروع کیا دوسرا مورچہ شجاعت خان اور راجہ ٹوڈر مل اور قاسم خان میر بحر و بر کے اہتمام مین تھا ادھر سے ایک تیر کی زد کے فاصلے سے سلامت کوچہ بنانے لگے تیسرا مورچہ خواجہ عبدالمجید آصف خان اور وزیر خان وغیرہ کے اہتمام مین تھا اور چونکہ بڑی بڑی توپون کا اپنے مقامات سے لانا کار طویل تھا ایک بڑی توپ جسکا گولا آدھ من کا تھا بادشاہ کے سامنے ڈھالی گئی جب اہل قلعہ کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ بہت گھبرائے اور سمجھے کہ اب عنقریب ہماری بربادی کا سامان پیدا تیار ہو جائیگا اسلئے یہ فریب شروع کیا کہ ایک بار سالدار اور دوبارہ صاحب خان کو بھیجکر عرض کرایا کہ ہم حضور کی درگاہ کے فرمان پذیر بنکر ہر سال پیش کش بھیجتے رہینگے سوار ایک رات دن کی کوشش اور صعوبت سے پریشان ہوگئے تھے اسلئے بعض بعض نے عرض کیا کہ حضور یہ بات قبول فرماکر واپس لوٹ چلین لیکن بادشاہ نے قبول نہ کیا اور یہی فرمایا کہ جب تک رانا خود حاضر نہ ہوگا صلح نہین ہوسکتی۔ راجپوتون نے قلعہ کی دیوار و نیز آدمیون کو جمع کرکے سلامت کوچے کھودنے والونکو بندوق و تیر کا نشانہ بنایا اُنکی طرف نشانہ باز اچھے اچھے تھے اُنھون نے گولہ باری و بندوق زنی سے سنگ تراشون نیز حشر برپا کر دیا کاریگر اور مزدور بیچارے اونکو سرونیز ڈھال بنا کر کام کرتے تھے باوجود اس احتیاط کے دو سو کے قریب آدمی روز ہلاک ہو جاتے تھے اور روز بروز سلامت کوچے آگے کو بڑھتے جاتے تھے بادشاہ نے روپے اور اشرفیون کے انعام سے کاریگرونکو مالا مال کر دیا اور اس داد و دہش کی وجہ سے وہ بڑی تندہی سے کام انجام دیتے تھے سلامت کوچے ان کے آس پاس مٹی کی چوڑی چوڑی دیوارین مورچے کی جسپر گولہ بھی اثر نہ کر سکے بناتے جاتے تھے دوسری طرف سے سرنگ کھودنے والون نے کوشش کرکے نقب کو قلعہ کے تلے تک پہونچا دیا اور دو جگہ سے قلعہ کی دیوارونکو قریب قریب کھوکھل کرکے ایک سرنگ میں ایک سو من

بارود بھری اور دوسرے نقب مین انتی من اب بادشاہ نے سپاہ مین سے چیدہ چیدہ آدمیون کو حکم دیا کہ تیار رہین کہ جون ہی دھماکے سے قلعہ کی دیوار گر جاے فوراً جوان قلعہ مین گھس جائین۔ بدھ کے دن ۱۵ جمادی الآخر کو بارود مین آگ دی گئی جس برج کے تلے یہ نقب تھا جڑ سے اکھڑ گیا اور جسقدر قلعہ نشین سپاہ اسپر متعین تھی سب ہوا مین اڑ گئی لیکن بادشاہی سپاہ سے یہ غلطی ہو گئی کہ ابھی دوسرے نقب کی بارود نے آگ نہ لی تھی کہ قلعہ مین گھسنے لگی جب دوسرا نقب اوڑا تو یہ تمام سپاہ شاہی برباد ہو گئی کوسون تک پتھر اڑ اڑ کر گرے پچاس کوس تک اسکی آواز پہونچی جیسا کہ اکبرنامہ مین ہے اور مجمع الملوک مین ستر کوس تک آواز کا پہونچنا درج ہے انمین سے بہت سے آدمی بادشاہ کے روشناس بھی تھے ان مین سے بعض کے نام یہ ہین سید جمال الدین پسر سید محمد سادات بارہ اور میرک بہادر اور محمد صالح پسر میرک خان کوارلی و حیات سلطان و شاہ علی ایشک آقا و یزدان قلی و مرزا بلوچ و جان بیگ و یار بیگ برادران شیر بیگ یساول غرضکہ اسطرح دوسو آدمی جان بحق تسلیم ہوئے بلکہ چالیس آدمی اور بھی دوسری طرح ہلاکت کو پہونچے اسطرح کہ پھاٹک کے درے مین اسلئے چھپے ہوئے بیٹھے تھے کہ جب دونون سرنگین اڑجائینگی تو حملہ کرینگے بہت سی مٹی اور پتھر اڑ کر انپر جا پڑے اور سب کا کام تمام ہو گیا اس بات کا حال فتح قلعہ کے بعد کھلا کہ چالیس آدمی اس طرح دب گئے تھے۔

غلطی کی وجہ یہ ہے کہ ان دونون نقبونکی راہ بتی لگانے کی ایک رکھی تھی پس ایک مین تو جلد آگ پہونچ گئی اور دوسرے نقب مین دیر سے پہونچی حالانکہ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تھا کہ سرنگین تیار ہو گئی ہین اور دونونکو آگ ایک جگہ سے دیجائے گی تو اسنے کہا تھا کہ آگ دینے کی جگہ بھی الگ الگ ہو تو بہتر ہے مبادا ایک کے ذریعہ سے ایک سرنگ مین آگ جلد پہونچ جاے اور دوسرے مین دیر سے پہونچے اور اسوجہ سے نقصان حاصل ہو لیکن کبیر خان وغیرہ نے عرض کیا کہ اسطرح بھی جلد سے جلد دونون جگہ آگ پہونچ جائے گی ان سرنگون کے اڑنے سے اہل قلعہ کو کم نقصان ہوا انکے صرف چالیس آدمی کام آے جب بادشاہی فوج کے آدمی شگافون مین سے قلعہ مین گھسنے لگے تو راجپوتون نے مقابلہ کیا ایک طرف سے یہ بہادر مقابلہ کرتے تھے اور دوسری طرف سے کاریگر قلعہ کی دیوار کی مرمت مین مصروف تھے یہانتک کہ تھوڑے عرصے مین اوسی طرح چوڑی اور اونچی دیوار بنالی اسی دن آصف خان کے مورچے مین سے بھی سرنگ مین آگ دی لیکن پوری کارگر واقع نہ ہوئی صرف تیس راجپوت کام آے۔

قلعہ نشینونکو جب شاہی فوجونکی یون برباد ہونے کی خبر پہونچی تو نیا دغرور پیدا ہوا بادشاہ نے کہا کہ قلعہ مضبوط ہے اور اس مین رسد کافی ہے اسلئے جلدی نکرنی چاہئے صبر اور تحمل سے کام نکالنا چاہئے۔ سلامت کوچون سے بہتر اسکے مسخر کرنے کی کوئی تدبیر نہین اسلئے انکی تیاری مین زیادہ اہتمام شروع ہوا بادشاہ خود سلامت کوچون مین جاکر قلعہ کی طرف بندوقین مارتے تھے اور بنفس نفیس مورچونکی دیکھ بھال کو پھرتے تھے جب لاکھوٹہ دروازہ کے پاس پہونچے تو دیکھا کہ لشکر اسلام کے سپاہی پناہ گاہون سے قلعہ کیطرف تیر اور گولیان برساتے ہین کیونکہ سلامت کوچون پر دیوارین بنالی تھین بادشاہ نے ایک دیوار کی آڑ مین کھڑے ہو کر روزن سے بندوق زنی شروع کی اور جلال خان دیوار پر

سر بکر کر بادشاہ کی قدر اندازی کو دیکھ رہا تھا مورچے کے لوگ عرض کرنے لگے کہ قلعہ کے آدمیون مین ایک سپاہی بڑا نشانہ باز ہے اسکی نشانہ بازی سے بہت نقصان پہونچ رہا ہے اس اثنا مین جلال خان کے سر کو اسنے تاک کر ایسی گولی ماری کہ کان کے گوشت کو چھیلتی ہوئی نکل گئی اور زیادہ نقصان نہ پہونچا بادشاہ نے کہا کہ وہ نشانہ باز نظر نہین آتا ورنہ تیرا انتقام اوس سے ضرور لیتا پھر اپنی بندوق کو اسکی بندوق کی طرف جدہر وہ نظر نظر آتی تھی سیدہا کرکے کہا کہ خیر اسکی بندوق سے تیرا انتقام لیتا ہون جونہی بندوق سرکی سوراخ مین سے گولی نے گذر کر اسکا کام تمام کر دیا اگرچہ اسوقت یہ نہ معلوم ہوا کہ اس نشانہ باز کے گولی لگی ہے لیکن بندوق کے چھوٹنے سے یہ امر قیاس مین آتا تھا۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ ضرور بادشاہی نشانے نے اسکا کام تمام کر دیا ہے اس شخص کا نام اسماعیل تھا اور تمام گولا اندازون کا افسر تھا۔ چیتوڑ گڑھ کے پاس اس سے ملا ہوا ایک مقام ہے اس کا نام چیتوڑی ہے اسکے پاس مورچہ تھا بادشاہ یہان آکر انتظام کرنے لگا جہان گولی گولون کی بوچھار دیکھتا وہان سے آہستہ نکلتا تھا۔ یکایک ایک گولہ بادشاہ کے پاس آکر گرا بیس آدمی جو وہان کھڑے تھے لقمہ اجل ہوئے راجہ ٹوڈرمل اور قاسم خان کے اہتمام سے جو سلامت کوچہ بن رہا تھا وہ اچھی طرح تیار ہو گیا اس سلامت کوچے کے اوپر مکان اور اچھے اچھے رہنے کے مقامات بنے بادشاہ دو رات اور ایک دن اس مین رہا اور دیوار قلعہ سپاہ شاہی کے ہاتھ سے دن بدن برباد ہونے لگی راجپوت بھی خوب خوب نشانے لگاتے رہے یہانتک کہ دو شب اور ایک دن متصل جنگ جاری رہی اور سپاہ شاہی کے منھ مین ایک فصیل ارکنگرہ گئی ادھر راجپوت بھی ڈٹے رہے طرفین کی طاقت طاق ہو گئی یہان تک کہ پانچوین شعبان ۹۷۵ ہجری مطابق مارچ ۱۵۶۸ء کو وہ قلعہ مفتوح ہو گیا۔

[illegible] کی یہ ہے کہ جسدن قلعہ فتح ہوا ایک ساعت پہلے سے قلعہ کے چارون طرف سے سپاہ شاہی نے ہجوم کرکے دیوار کو جابجا توڑ دیا اور دیوار کے محافظین کو قتل کر ڈالا نصف شب کے قریب اہل قلعہ نے ایک سمت مین ہجوم کیا ایک طرف تو وہ مارے جاتے تھے اور دوسری طرف روئی اور کپڑے اور اپندھن شگافون مین بھر کر اسپر روغن چھڑکتے تھے اس خیال سے کہ شاہی سپاہی جب ادھر سے گھسین تو آگ لگا کر انکو جلا دیا جاے اسی اثنا مین بادشاہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہزار میخی جو سرداری کی علامت ہے پہنے ہوئے شگاف مین انتظام کر رہا ہے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کون ہے بادشاہ نے بندوق سے جسکا نام سنگرام تھا اسکی طرف گولی ماری اسکے بعد شجاعت خان اور راجہ بھگوان داس سے کہنے لگا کہ میرا دل از روے تجربہ کے گواہی دیتا ہے کہ گولی کارگر گئی جہان خان نے عرض کیا کہ یہ شخص دمبدم اس جگہ انتظام کر آچکا ہے اگر اب نہ آیا تو سمجھ لیا جاے گا کہ اسکا کام تمام ہو گیا تھوڑا عرصہ اس بات کو گذرا تھا کہ جبار قلی دیوانہ خبر لایا کہ اس سوراخ مین مخالفین مین سے کوئی باقی نہین رہا ہے اور اسی اثنا مین قلعہ مین سے کئی جگہ پر آگ روشن نظر آئی ملازمین مین طرح طرح کے خیالات [illegible] [illegible] بھگونت داس نے عرض کیا کہ یہ جوہر کی آگ ہے کیونکہ ہندوستان کا دستور ہے کہ صندل اگر اور اپندھن اور روغن جمع کرکے اور عورات کو وہان لا کر سخت دل آدمیونکو مقرر کر دیتے ہین کہ جب

یقینی ہو اور مرد مارے جائین تو وہ آدمی اُن عورتونکو زندہ جلا دیتے ہین اور اسطرح پر جان دینے کو جوہر کہتے ہین
جب صبح کو فتح حاصل ہوئی تو معلوم ہوا کہ بادشاہ کی بندوق نے کام کر دیا تھا بدنور کا جاگیردار جیمل راٹھور قلعہ
کی دیوار درست کراتے وقت اُس گولی کا نشانہ بنا تھا اور حقیقت مین وہ آگ جو بہڑکی تھی اور فتا کے مکان مین
جو سیسودیہ قوم سے رانا کے سرداروں مین سے تھا اور راٹھوڑون کے مکان مین اور چوہانون کے مکان مین اسیطرح
کے اہتمام سے بڑے بڑے جوہر ہوے تھے اور تین سو تک عورتین جلکر خاکستر ہوگئین۔ اگرچہ جیمل کے مرتے ہی تمام قلعہ پر
ویرانی اور مایوسی چھاگئی تھی اور ہر ایک قلعہ نشین جابجا چھپ گیا تھا مگر احتیاطاً بادشاہ نے شب مین سپاہ کو اندر داخل ہونے
سے روکا لیکن حکم دیدیا کہ یورش کے لئے چارون طرف سے تیار رہین صبح ہوتے ہی سردار و سپاہی چارون طرف سے
قلعہ مین گھس پڑے اور قلعہ نشینون کو قتل کرنے اور باندھنے لگے راجپوت بھی گھبرا کر لڑنے مرنے لگے سلامت کو جِن
کے پاس جسقدر ہاتھی تیار کھڑے تھے اُنکو بھی قلعہ مین پہونچا کر مخالفونکی پامالی انسے شروع کرائی مجرم سے یہ حملہ ہوا تھا
اسیوقت بادشاہ بھی ہاتھی پر سوار ہو کر قلعہ مین داخل ہوگیا مرد اس جگہ جہان جو اہل قلعہ مین نہایت دلیر تھا مدر کرنا می
تھی کو دیکھکر دریافت کرنے لگا اسکا کیا نام ہے جب اُسکا نام بیان کیا گیا تو اسیوقت متہورانہ پیشدستی کر کے ایک ہاتھ
سے اُس کا دانت پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے جمدھر مارا اور کہا میرا مجرا بادشاہ سلامت سے عرض کیجو ہاتھیون نے
راجپوتون اور قلعہ نشینون کی پامالی مین بڑا حصہ لیا اور انسے بڑے بڑے کارنامے ظہور مین آئے۔ ایک راجپوت
نے جھپٹ کر ایک ہاتھی کی سونڈ پر تلوار ماری باوجود سونڈ گرجانے کے ہاتھی نے کئی حملے کئے اور مرگیا سونڈ کٹنے
سے پہلے حملے کے تیس آدمیونکو پامال کیا تھا اور کٹنے کے بعد پندرہ کو پھر مارا۔ مدھکر ہاتھی نے بھی کارنمایان کیا تھا۔
عجیب اتفاق یہ ہوا کہ فیل کا غرہ جب وہان لایا گیا تو گھبرانے لگا اور شور و غوغا کی وجہ سے
بھاگ نکلا شگاف دیوار قلعہ کی طرف راجپوتونکی ایک بڑی جماعت نکلنے کی غرض سے جمع ہوگئی تھی اور بھاگنے کیلیے
ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا اسیلیے بڑی بھیڑ بھاڑ اور کشمکش تھی کا غرہ ہاتھی بھاگ کر ادھر آیا اور راستہ نہ
ملنے کی وجہ سے تمام راجپوتونکو جو جمع تھے تباہ و ہلاک کر دیا عظمت خان اس ہاتھی پر سوار تھا وہ زخمی ہوا اور چند روز کے
بعد ان زخمونسے وفات پائی بادشاہ قلعہ کی دیوار پر کھڑا ہوا اس دار و گیر کا تماشا دیکھ رہا تھا۔ سیدلیہ ہاتھی قلعہ مین
آیا اور راجپوتونکے مارنے اور ہلاک کرنے مین مصروف ہوا ایک راجپوت اسکی طرف دوڑا اور تلوار ماری
ہاتھی نے ضرب کی پروا نکر کے سونڈ مین اسکو لپیٹ کر دے مارا اس عرصے مین دوسرا راجپوت سیدلیہ کے سامنے
آیا ہاتھی اسکی طرف جھپٹا۔ پہلا شخص بچکر پھر ہاتھی کے پیچھے آیا اور تلوار ماری اس عرصہ مین ایک مسلمان بہادر آدمی
آیا ایک راجپوت نے چھوٹی دیوار کے فاصلے سے اُسے لڑائی کے لئے بلایا یہ مسلمان بھی کشادہ پیشانی کے ساتھ راجپوت
کی طرف بڑھا ایک اور مسلمان نے چاہا کہ مدد دے پہلے مسلمان نے کہا کہ یہ رسم مروت اور بہادری سے بعید ہے کہ اُسنے
مجھے تو اپنی لڑائی کے لیے تنہا بلایا ہے اور تم میری مدد کو آتے ہو اور بڑی کوشش کے ساتھ اُسکو رد کردیا اور
خود تنہا لڑکر راجپوت کا کام تمام کر دیا ابتداے فتح کے وقت پچاس ہاتھی قلعہ مین داخل ہوئے تھے اور آخر تک

مین چتوڑ کے قریب پہونچ گئے جنھون نے سیکڑون راجپوتونکو پامال کیا۔

گوبند شیام کے بتخانے کے پاس بادشاہ پہونچا تو دیکھا کہ ایک شاہی فیلبان ایک ہاتھی نشین راجپوت کو اپنے ہاتھی سے پامال کراکے اور اسکو سونڈ مین لپٹوا کر بادشاہ کے سامنے لایا اور عرض کیا کہ مین اسکا نام نہین جانتا لیکن اس قلعہ کے سرداروںمین سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ راجپوتون کی ایک بڑی جماعت نے اسکے ساتھ جانفشانی کی ہے تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ فتا سیسودیہ تھا جس کی اولاد کے قبضے مین اب آمیٹ ہے جب وہ بادشاہ کے سامنے لایا گیا تو تھوڑی سی جان باقی تھی۔

اس قلعہ مین لڑنے والے راجپوتونکی تعداد آٹھ ہزار تھی لیکن رعایا مین سے جو قلعہ کی محافظت کر رہے تھے اور لڑنے مارنے مرنے مین کوئی دقیقہ نہ چھوڑا چالیس ہزار سے زیادہ آدمی تھے جب بادشاہی سپاہ قلعہ مین داخل ہوئی تو بعض آدمیون نے مندرون مین پناہ لی بعض اپنے اپنے گھرونپر مدافعت کیلئے کھڑے ہوگئے بعض تلوارین کھینچ کر اور چھوٹے نیزے ہاتھون مین پکڑ کر مسلمانونکے مقابل ہوئے غرضکہ مسلمانون نے نہایت جوانمردی کے ساتھ ان لوگونمین سے بعض کو تلوارون سے بعض کو برچھیون سے بعض کو تیرون سے خاک وخون مین لٹایا اور جو جو مندرون مین تھے وہ بھی مسلمانونکو دیکھکر نکلنے لگے اور مارے جانے لگے صبح سے دوپہر تک قتل جاری رہا تیس ہزار کے قریب قلعہ نشین مارے گئے وجہ لوگون کے زیادہ مارے جانے کی یہ ہوئی کہ جب سلطان علاء الدین نے حملہ کیا تھا اور چھ ماہ اور سات دن مین قلعہ کو مسخر کرکے اندر داخل ہوا تھا تو چونکہ اسوقت رعایا لڑائی مین شامل نہ ہوئی تھی اسلئے ایسا جاری قتل عام پڑا تھا اسوقت چونکہ نہایت سختی سے اہل قلعہ نے مقابلہ کیا اسلئے کوئی عذر نہ سنا گیا اور قتل عام کا حکم صادر ہوا اور بہت سے محصورین قید بھی ہوگئے۔

بادشاہ کا غصہ اُن لوگوں پر زیادہ تھا جو بکسر یہ پٹھان تھے اور شاہی محاصرین کو اُنکے ہاتھ سے نقصان پہونچا تھا یہ ایک ہزار کی تعداد مین تھے لیکن تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ اُنمین کا یہان کوئی آدمی موجود نہین ہے اور ایک بڑی تدبیر کے ساتھ وہ نکل گئے اسطرح کہ جسوقت سپاہ شاہی قلعہ کی لوٹ اور قتل مین مصروف تھی اُنھون نے اپنے اہل وعیال کو قیدیون کی طرح بناکر اور حراست مین اُنکی آپ رہکر نکل گئے شاہی آدمیون نے یہ جانا کہ یہ پیادے ہین جو قلعہ نشینون کو گرفتار کرکے لئے جاتے ہین اسلئے کوئی اُنکے حال سے متعرض نہ ہوا اس دن اگرچہ چتوڑ مین کوئی راستہ اور کوئی گھر اور کوئی دروازہ ایسا نہ تھا جہان کشتونکے پشتے نہ لگے ہون لیکن تین مقامونپر وہ زیادہ مقتول ہوئے ایک رانا کے محل مین بہت سے راجپوت چھپے ہوئے تھے اور یہ لوگ بار بار دو دو چار چار کرکے نکلتے اور کام آتے تھے دوسرے ایک جماعت کثیر مہادیو کے مندر مین جمع ہوگئی تھی یہ سب وہان قتل ہوئے تیسرے ایک جماعت رامپورہ دروازے کے پاس جمع ہوگئی تھی یہ ساری کی ساری یہان کام آئی شاہی لشکریونمین سے اسدن سوای ضرب علی تواجی کے کوئی نہ مارا گیا دوپہر کے بعد بادشاہ قلعہ سے نکلکر اپنے لشکر مین چلا گیا اور تین دن وہان انتظام کی غرض سے ٹھہر کر اور تمام وہ ملک عبدالمجید آصف خان کے حوالے کرکے سہ شنبہ ۲۰ شعبان کو عین شدت گرما مین وہان سے اجمیر کی طرف کوچ فرمایا محتشم الدولہ نواب غوث محمد خان بہادر شوکت جنگ والی جاورہ کے سفرنامے

مسے سیر المتاخرین میں مذکور ہے کہ فتح چتوڑ کے بعد جب اکبر نے اجمیر شریف [illegible] نہضت فرمائی تو ایک دیگ برنجین کی درگاہ حضرت خواجہ بزرگوار میں چڑھائی تاریخ اُس دیگ کی امیر ملا [illegible] شاہ دین پرور جمشید سریر ۔ خسرو عہد محمد اکبر ۔ ساخت بہر شبیہ پئے فتح چتوڑ ۔ دیگ ۔ وقت [illegible] تاریخ ہے از عالم غیب ۔ دیگ چتوڑ کشا شد یک سر ۔ چونکہ راجگان اودیپور کو سلاطین [illegible] سے بہت گزند پہونچی ہے اسواسطے اُنکو ہمیشہ آرزو فتح شہر دہلی کی رہتی ہے مشہور کرتے ہیں کہ ہر سال دسہرے کے دن ایک گوبر کی دہلی نقلی بناتے ہیں اور جب رانا اُس عہد میں ہوتا ہے واسطے شگون بخشی کے اور اپنی ہوس پوری کرنے کے اُسپر یورش فرماتا ہے اور نعل سم سمند جہاں پہونچتے اُسکو برابر کرتا ہے اور اس فتح کی مبارکباد ہوتی ہے اور بڑی خوشی کے ساتھ وہاں سے سواری پھرتی ہے اسکے بعد نواب نے یہ کہکر مضحکہ اوڑایا الحق لولا الحمقا لخربت الدنیا اگرچہ صاحب ریاست و حکومت ہیں مگر نہایت عاقل (یعنی حماقت سے) امرائے ہنود میں لکھا ہے کہ اکبر نے جیمل و فتا کی مورتیں ترشوا کر ہاتھیوں پر رکھوا میں اور قلعہ آگرہ یا دہلی کے دروازے پر نصب کرائی تھیں اس جیمل کے بیٹے کیشو داس کی بیٹی جہانگیر کو بیاہی تھی جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی یہ جہانگیر کے پہلے سال جلوس میں منصب ہزار و پانصدی سے سرفراز ہوا پھر ملک اڑیسہ میں جاگیر پائی ۔

چتوڑ فتح ہونے سے چار برس کے بعد سمبت [illegible] مطابق سنہ ۱۵۷۲ء میں رانا اودے سنگھ پچاس برس عمر پا کر گوگندہ مقام پر مر گیا ۔ اودیپور کی ریاست میں جو تاریخ ریاست کے مصارف سے بنی ہے اُسمیں لکھا ہے کہ وہ طامع تھا اور جنگی کاموں کے قابل نہ تھا اُسکی اولاد پچیس تھی ان میں سے بہت سے چوراناوت کے نام سے مشہور رہے اُسنے اپنے بڑے بیٹے پرتاپ سنگھ کو راج سے محروم کر کے دوسرے بیٹے جگمال کو گدی کا مالک قرار دیا تھا لیکن رانا کے بعد سرداروں نے پرتاپ سنگھ کو جو ہر طرح لائق اور حقدار تھا گدی پر بٹھا دیا ۔ جگمال رنجیدہ ہو کر میواڑ سے چلدیا اور اُسنے اکبر بادشاہ کی خدمت میں رہکر سروہی کا ملک جاگیر میں حاصل کیا مگر کچھ عرصے کے بعد دیوڑہ راجپوتوں کے چھاپہ مارنے سے وہ لڑکر مارا گیا اور اُسکا چھوٹا بھائی سگرجی دیوڑوں سے عوض لینے کی غرض سے روانہ ہوا ۔

۵۵ - رانا پرتاپ سنگھ اول

سمبت ۱۶۲۸ مطابق سنہ ۱۵۷۲ء میں راج کا مالک ہوا وہ اپنے دادا سانگا کے موافق دلیر اور بلند ہمت تھا اگر اسوقت اکبر سا زبردست بادشاہ مخالف نہ ہوتا تو وہ ساری میواڑ پر قبضہ پا لیتا ۔ ہر مرتبہ افواج شاہی نے پرتاپ کو اتنا دبایا کہ وہ گرفتار ہو جائے یا خراب و آوارہ ہو کر کہیں نکل جائے طبقات اکبری اور منتخب التواریخ میں اسکا رانا کیکا کے نام سے ذکر کیا ہے شاید اکبر اس لفظ سے اسکو یاد کیا کرتا ہو ۔

سنہ ۹۸۴ ہجری مطابق سنہ ۱۵۷۶ء میں قطب الدین خاں و راجہ بھگوان داس والی آمیر کو رانا پرتاپ کی تادیب کے لیے اکبر نے بھیجا جب انھوں نے اسکا پتا نہ پایا تو عجلت کر کے لوٹ آئے اسکی تلاش کے لئے زیادہ نہ ٹھہرے اسلئے بادشاہ انسے ناراض ہو گیا ۔

جب رانا نے پھر شورش مچائی تو راجہ بھگونداس و کنور مان سنگھ و میرزا خان و بیرام خان و قاسم خان میر بحر اُسکی
تنبیہ و مغلوبی کے لیے دوبارہ بھیجے گئے مگر ہر مہم مین قرار واقعی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔
ایکبار آنبیر کا کنور مان سنگھ ولی عہدی کی حالت مین شولاپور کی مہم مار کر آتا تھا اودیپور کی سرحد پہ گذرا سنا کہ رانا پرتاب
کومل میر مین ہے وکیل بھیجا اور لکھا کہ آپ سے ملنے کو دل چاہتا ہے رانا نے اودے ساگر تک استقبال کرکے
تالاب کے کنارے ضیافت کا سامان کیا جب کھانے کا وقت آیا تو رانا آپ نہ آیا بیٹے نے آکر کہا کہ راناجی کے سر مین
درد ہے وہ نہ آسکینگے آپ کھانے پر بیٹھین اور اچھی طرح کھائین مان سنگھ نے کہلا بھیجا کہ جو مرض ہے عجب نہین کہ وہی ہو
جو مین سمجھتا ہون مگر یہ تو لاعلاج مرض ہے اور جب وہی مہمانون کے آگے تھال نہ رکھینگے تو کون رکھے گا رانا نے
کہلا بھیجا مجھے اسکا بڑا رنج ہے مگر کیا کرون جس شخص نے بہن ترک سے بیاہ دی تو اُسکے ساتھ کھانا بھی کھایا ہی ہوگا
کنور مان سنگھ اپنی حماقت پر پچھتایا کہ یہان کیون آیا اور وہ صدمہ گذرا کہ دل ہی جانتا تھا چاول کے چند دانے لیکر
ان دیوی کو چڑھائے وہی اپنی پگڑی مین رکھ لیے اور چلتے وقت کہا تیری عزت کے بچانے کو ہم نے اپنی عزت
کھوئی اور بہنین بیٹیان ترکون کو دین تمہاری یہی مرضی ہے کہ خوف مین رہین تو ہمیشہ رہو اختیار ہے اسلیے کہ
اس ملک مین تمہارا گذارا نہ ہوگا گھوڑے پر چڑھا اور رانا کی طرف مخاطب ہو کر کہا اس وقت وہ بھی موجود ہوگیا تھا
راناجی اگر تمہاری شیخی نہ جھاڑون تو میرا نام مان نہین پرتاپ بولا ہم سے ہمیشہ ملتے رہنا۔ کسی بے لحاظ نے برابر سے
یہ بھی کہا اجی اپنے پھوپھا اکبر کو بھی ساتھ لانا جس زمین پر ضیافت ہوئی تھی اُسے کھدوایا۔ گنگا جل سے دھلوا کر
پاک کیا سرداروں نے پوشاک بدلی گویا سب اُسکے آنے سے ناپاک ہوگئے تھے اس بات کی ذرہ ذرہ خبر اکبر کو
پہونچی بہت غصہ آیا عالی ہمت بادشاہ کے دل مین یہ خیال کانٹے کی طرح کھٹکتا رہا تھا سنہ ۱۶۳۳ مطابق سنہ ۹۸۵ھ
مین اس رنجش کے سبب مان سنگھ بادشاہی لشکر لیکر میواڑ پر آیا کنور نے مانڈل گڑھ پر ٹھہر کر لشکر کا انتظام کیا
اور ملدیگڑھ گھاٹے سے نکل کر گوگندہ جا پہونچا کہ وہین رانا رہتا تھا کھمنور کے قریب رانا سے سخت مقابلہ ہوا رانا قلب
لشکر مین تھا اور رام شاہ راجہ گوالیار سیدھے ہاتھ پر اور ایک اور سردار الٹے ہاتھ پر اور رام داس پسر جے مل مقدمہ
لشکر مین جیسا کہ اقبال نامہ جہانگیری مولفہ مرزا محمد شریف مین ہے رامداس جیمل کا بیٹا جو نامور ان لشکر رانا سے تھا
مان سنگھ کے چچا راجہ جگناتھ کے ہاتھ سے مارا گیا وہ بہت تنگ اور پیچدار ہوئی پہاڑی زمین تھی گڑھے جھاڑی پہاڑون کے
اینچ پینچ بہت تھے ہراول اور کمک ہراول غت پٹ ہوگئے بھگوڑی لڑائی لڑنی پڑی بادشاہی لشکر کے راجپوت
بائین طرف سے اسطرح بھاگے جیسے بکریان ہراول کو لانگھ پھلانگ کر دائین طرف کی فوج مین گھس آئے ہان ان
سادات بارہ اور بعض غیرت والے بہادرون نے وہ کام کیے کہ شاید ہی رستم سے ہون جس فوج مین رانا تھا اُسنے
گھاٹے سے نکلتے ہی قاضی بدخشی کو لیا کہ دہانہ روک کر کھڑا ہوا تھا اُسے اُٹھا کر کشتے پشتے قلب مین پھینکدیا اور
جو پہلے حملے مین بھاگ گئے تھے انھون نے بھی تو پانچ کوس تک دم ہی نہ لیا ایک دریا بیچ مین تھا اس سے بھی پار ہوگئے
لڑائی ترازو ہو رہی تھی جو مان سنگھ کی گرد اور فوج مین سے مہتر خان نے عجیب کام کیا گھوڑا دوڑاتا اور نقارہ

بجاتا آیا کہ بندگان بادشاہی یلغار کرکے آن پہونچے اس منتر نے بڑا اثر کیا بھاگتے ہوے تھم گئے بھاگے ہوے پلٹ
پڑے اور میواڑ والونکے پانوں اکھڑ گئے اب رانا نے اپنے ہاتھیوں کو بادشاہی ہاتھیوں سے آن بھڑایا دو ہاتھی ایک دوسرے
کے مقابل ہوئے حسین خان بادشاہی فیلبان مان سنگھ کے آگے بیٹھا تھا وہ گرا مان سنگھ خود آگے بڑھکر مہاوت کی
جگہ جا بیٹھا اور اس استقلال سے ڈٹا کہ اس سے زیادہ کیا ہوتا ایک فیلبان نے غنیم کی طرف سے رام پرشاد ہاتھی
کو بڑھایا یہ بڑا اونچا اور جنگی ہاتھی تھا بہت سے نوجوانوں کو پامال کرکے صفوں کو چاک درچاک کردیا کمال خان فوجدار شاہی نے
گجراج ہاتھی کو سامنے کیا دیر تک آپسمین ریل ٹھیل رہی بادشاہی ہاتھی دب نکلا تھا کہ اس عرصے مین رام پرشاد کا مہاوت
مارا گیا وہ گرا کمال خان نے ایسا کمال دکھایا کہ سب دنگ رہ گئے وہ نہایت پھرتی سے کود کر رانا کے ہاتھی پر جا بیٹھا
اتنے مین مان سنگھ کے سوار رانا کی فوج پر ٹوٹ پڑے رانا کے ساتھ مان سنگھ کا مقابلہ اور اوپر تلے کئی وار ہوئے
آخر رانا ٹھہر نہ سکا اور مان سنگھ کے ہاتھ سے زخمی ہوکر بھاگا۔ مرزا محمد شریف نے اقبال نامہ جہانگیری مین لکھا ہے
کہ چونکہ بادشاہی آدمی دوپہر تک جانفشانی کرتے رہے اور اب ہوا بہت گرم اور تیز ہوگئی تھی اسلیے رانا کا تعاقب
نہ ہوسکا بادشاہی نوکروں مین سے پچاس آدمی کام آئے تھے اور رانا کے آدمی پانسو کے قریب مارے گئے تھے لیکن
طرفین کے مقتولوں کی یہ تعداد کم معلوم ہوتی ہے۔
کرنل ٹاڈ نے اس موقع پر بادشاہی فوج کا افسر شاہزادہ سلیم اور اسکا نائب مہابت خان کو لکھا ہے اور کہا ہے
کہ رانا شاہزادہ سلیم کے ہاتھی کے پاس جا پہونچا ایسا بے جگر ہوکر گیا کہ سلیم اسکے برچھے کا شکار ہوجاتا اگر ہودے کے
فولادی تختے اسکی جان کی سپر نہ بنجاتے (اس لڑائی کی تصویروں کا کپڑے کے تختے پر مرقع اودیپور کے پایتخت مین رکھا ہوا
ہے اسمین گھوڑے کا ایک پانوں سلیم کے ہاتھی پر رکھا ہوا اور سوار اپنے حریف پر نیزہ مارتا دکھایا ہے) فیلبان کے
پاس بچاؤ کا سامان کچھ نہ تھا وہ مارا گیا مست ہاتھی بے مہاوت رک نہ سکا اور ایسا بھاگا کہ سلیم کی جان
بچگئی یہان بڑا بھاری رن پڑا مغل سپاہی بڑی جان توڑ کر لڑے رانا پرتاپ نے سات زخم کھائے دشمن
اسپر باز اور جرے کی طرح گرتے تھے تین دفعہ دشمنوں کے انبوہ مین سے نکلا اور قریب تھا کہ دب مرے اس عرصے
مین جھالا سردار دوڑ پڑا اور اس بلا سے رانا کو نکال لے گیا جسکے صلے مین رانا نے اسکو اپنی بیٹی بیاہ دی بائیس ہزار
راجپوتوں مین سے فقط آٹھ ہزار نے بھاگ کر اپنی جانین بچائین۔
اس بیان مین شاہزادہ سلیم اور مہابت خانکی شمولیت کا قول محض غلط ہے۔ شاہزادہ سلیم اسوقت چھ برس کی عمر
مین تھا اور مہابت خان پیدا بھی نہ ہوا تھا اسکے سوا مہابت خان کو سگرجی سیسودیہ کا بیٹا ہونا بھی غلط لکھدیا ہے
وہ کابل کا رہنے والا غیور بیگ کا بیٹا تھا اور اسکا اصلی نام زمانہ بیگ ہے اس لڑائی سے تیس برس کے
بعد جہانگیر نے بادشاہ بنکر اسکو مہابت خان خطاب دیا (دیکھو تزک جہانگیری و اقبال نامہ جلد اول) کنور مان سنگھ
ہلدی گھاٹی کی لڑائی کے بعد بادشاہی حضور مین پہونچا تو بعض مسلمان افسروں نے اسپر رانا سے سازش رکھنے کی تہمت
لگائی بادشاہ کا دل تو اسکی طرف سے جلد صاف ہوگیا لیکن مسلمانوں کی خاطر سے جب دوبارہ شاہباز خان

میواڑ پر بھیجا گیا تو مان سنگھ کی روانگی ملتوی رہی چتوڑ اور مانڈل گڑھ کے قلعے تو پہلے سے بادشاہی قبضے مین تھے صرف ایک قلعہ کونبھل میر جو رانا کے پاس رہ گیا تھا اسکا شاہباز خان نے محاصرہ کیا قلعہ کی ایک توپ پھٹ کر بہت سے آدمی مرجانے اور رسد کا سامان نہ پہنچنے کے باعث رانا قلعہ سے نکلکر مغربی پہاڑون مین بھاگ گیا اور بڑے کشت وخون سے کونبھل گڑھ شاہباز خان کنبوہ کے قبضے مین آیا پھر گوگندہ اور اودیپور وغیرہ مقامات بھی شاہباز خان نے دبا لئے اور فریدون خان وغیرہ کئی افسر ہر جگہ رانا کا پیچھا کرتے پھرے کبھی رانا بھی موقع پاکر اوج کی بھیڑ کا اسباب لوٹ لیتا اور بھاگ جاتا لیکن رات دن کی تکلیف اور جگہ جگہ مارے مارے پھرنے سے جب اسکو عورتون اور بچون کی گرفتاری کا اندیشہ پیدا ہوا تو مجبوراً پرتاپ سنگھ اپنے ملک سے بیابان سندھ کیطرف چلدیا۔

آخر رانا دشمنون کو غافل پاکر اپنے علاقے مین واپس آیا اور بھاماسا مہاجن سے کئی لاکھ روپیہ ملنے پر اسکو اپنے ملک مین قیام رکھنے کی قدرت ہوئی اسطرح سمبت ۱۶۴۳ مطابق ۱۵۸۶ء مین چتوڑ اور مانڈل گڑھ کے سوا جہان بادشاہی انتظام زیادہ تھا ضلع کونبھل میر اور اودیپور وغیرہ پہاڑی مقامات خالی پاکر رانا نے اپنے قبضے مین کر لئے۔

کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ پرتاپ سنگھ نے اپنے بچون کی تکلیف سے عاجز آکر اکبر بادشاہ کے پاس فرمانبرداری کا پیغام بھیجا تھا لیکن بیکانیر کے راؤ کے بھائی پرتھوی راج نے قاصدونکے ذریعے سے غیرت دلاکر یہ ارادہ عمل مین نہ آنے دیا۔ اور لکھ بھیجا کہ سب راجپوتونکی عزت برباد ہوچکی صرف آپ سے ناموری رہجانے کی امید باقی ہے۔

اکبر بادشاہ کو بھی آخر عہد مین دکن کی لڑائیون اور بادشاہزادہ سلیم کی بغاوت وغیرہ کے سبب میواڑ سے رانا پرتاپ کو بالکل خارج کرنے یا گرفتار کرنے کی گنجائش نہ ملی۔

رانا کا بھائی سگر جبکہ رانا نے اکبر سے مخالفت کی تھی دربار اکبری مین حاضر ہوکر ملازمان شاہی مین منسلک ہوگیا تھا اور منصب دوہزاری پر سرفراز ہوکے خطاب رانا سے موصوف ہوا تھا جہانگیر نے تخت نشین ہوکر بارہ ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا اور خلعت وشمشیر عطا کرکے [illegible] دہ پرویز کے ساتھ رانا پرتاب کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اسکے بعد دلیپ سنگھ بیکانیر [illegible] بت شجاعت اور بہادری سے [illegible] کے قریب آسے لڑکر بھگادیا [illegible] جلوس [illegible] منصب دوہزار ویانصد ذات پر سرفراز ہوا [illegible] جلوس مین منصب سہ ہزاری ذات [illegible] صوبہ بہار مین تعین ہوا [illegible] جلوس مین سگر نے وفات پائی بادشاہ نے اسکے بیٹے مان سنگھ کو منصب [illegible] ذات شش ہزار سوار پر سربلند کرکے صوبہ بہار مین تعین کیا [illegible] جلوس مین منصب ہزار ویانصد ذات [illegible] سوار پر سرفراز ہوا۔ رانا کے دو بھائی جگمال و [illegible] سنگھ نے سنہ ۹۹۱ ہجری مطابق ۱۵۸۳ء مین وفات پائی۔

اس جملہ معترضہ کے بعد کہتا ہون کہ رانا پرتاب نے آخر عمر مین دو چار برس میواڑ کے ویران جنگلون اور کوہستانی مقامون مین آرام کرنے کا موقع پایا کہ موت نے مہلت نہ دی اور وہ اپنے دل مین بیشمار حوصلون کا ارمان لیکر سمبت ۱۶۵۳ مطابق ۱۵۹۶ء مین اس دنیا سے اٹھ گیا۔

٥٦۔ رانا امر سنگھ اول

اپنے باپ کے گذرنے کے بعد سمبت ١٦٥٣ مطابق ١٥٩٧ع مین گدی پر بیٹھا رانا پرتاپ سنگھ کے مرنے کے بعد اکبر آٹھ برس زندہ رہا لیکن ہندوستان کے مختلف جھگڑون سے اسکو میواڑ پر رجوع ہونے کی فرصت نہ ملی اکبر کے گذرنے کے بعد اسکے بیٹے جہانگیر نے تخت نشین ہوکر اپنے جلوس کے پہلے سال ایک بڑا لشکر اور چیدہ سردار اپنے فرزند پرویز کی ماتحتی مین دیکر رانا کے استیصال کے لیے مقرر کیا اس لشکر کے ساتھ بڑا بھاری توپخانہ اور خزانہ تھا اس عرصے مین خسرو کا قضیہ درپیش ہوگیا اسلئے اسکے تعاقب مین بادشاہ کو پنجاب کی طرف جانا پڑا چونکہ دار السلطنہ آگرہ بے محافظت کے رہا جاتا تھا پرویز کو چند امراے عظیم کے ساتھ واپس بلاکر آگرے مین چھوڑ دیا اسلئے رانا اس مہم مین محفوظ رہا۔ پھر سنہ ١٠١٧ ہجری مطابق ١٦٠٨ع مین مہابت خان کو لشکر گران کے ساتھ روانہ کیا اسکے ہمراہ بارہ ہزار سوار اور بہت سے سردار تجربہ دار اور پانچ سو احدی اور دو ہزار کل پیادے اور ستر توپین اور بہت سی شتر نالین اور ستر ہاتھی گئے اور نقد بیس لاکھ روپے دیے ۴ ربیع الاول سنہ مذکور کو مہابت خان تمام مذکورۂ بالا لاؤ لشکر کے ساتھ رانا کی مہم پر رخصت ہوا کچھ دنون کے بعد بعض مصلحتون کیوجہ سے مہابت خان واپس بلا لیا گیا اور عبد اللہ خان کو خطاب فیروز جنگ دیکر اسکی بجاے رانا کی مہم کا افسر بناکر بھیجا اور عبد الرزاق بخشی کو اسکے ساتھ اسلیے کیا کہ وہ لشکر کے تمام منصب دارون کو حکم سنادے کہ عبد اللہ خان بجاے مہابت خان کے افسر لشکر ہوا ہے لیکن اس اثنا مین عبد اللہ خان نے اس بات کی ذمہ داری کی کہ مین گجرات کی طرف سے دکن کے ملک مین چلا جاؤنگا اسلئے اسکو اس ملک کا حاکم بناکر وہان جانے کے لیے بادشاہ نے حکم دیدیا اور راجہ باسو کو اسکی جگہ رانا کا افسر اعلے بنایا گیا اور پانسو سوار اسکے اگلے منصب پر زیادہ کیے گئے راجہ باسو نے جب بہت سا اس ملک مین بگاڑا اور رانا کی مہم سر نہ ہوسکی تو اسکے عوض بدیع الزمان پسر مرزا شاہ رخ بھیجا گیا اور راجہ باسو کے واسطے اسکے ہاتھ ایک تلوار بادشاہ نے روانہ کی لیکن سب نے اس مہم کو ادھورا چھوڑا کسی نے پورا نہین کیا مختلف سردارون کی ناکامی سے جہانگیر کو اسکی زیادہ فکر ہوئی اسنے سگرجی کو جو اپنے بڑے بھائی رانا پرتاپ سنگھ سے رنجیدہ ہوکر بادشاہی نوکر بنگیا تھا چیتوڑ دیکر رانا بنایا لیکن اسنے قلعہ مین بیٹھے رہنے کے سوا کوئی ملکی ترقی حاصل نہ کی

جہانگیر نے سنہ ١٠٢٢ ہجری مطابق سنہ ١٦١٣ع مین بڑے تزک و احتشام اور لاؤ لشکر کے ساتھ آگرے سے اجمیر کی طرف کوچ کیا۔

اس ضمن مین امر سنگھ کا استیصال بھی مقصود تھا اور خود تو اجمیر مین مقیم رہا اور اپنے بیٹے سلطان خرم کو ۴ ذیقعدہ سنہ ١٠٢٢ مطابق سنہ ١٦١٣ع آٹھوین سال جلوس مین رانا کی تسخیر کے لیے مامور کیا اور اسکے منصب مین ہزار سوار کا اضافہ کرکے دوازدہ ہزاری ذات اور شش ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ کے منصب پر پہونچایا جیسا کہ آل محمد نے شاہجہان نامہ مین لکھا ہے۔

اور بیسہ بنود مین ذکر کیا ہے کہ خرم کی چڑھائی سمبت ۱۶۷۱ مطابق سنہ ۱۶۱۵ء مین ہوئی تھی اور یہ درست نہین ح
راجہ سورج سنگھ والی جودھپور۔ سیف خان بارہ۔ تربیت خان۔ نوازش خان کشن سنگھ برادر راجہ سورج سنگھ
رتن سنگھ ہاڑہ والی بوندی۔ رانا سگر۔ ابو الفتح دکھنی۔ صلابت خان بارہ۔ سورج مل ولد راجہ باسو۔
مرزا بدیع الزمان ولد شاہ رخ مرزا۔ راجہ بکرماجیت بھدوریہ۔ میر حسام الدین ولد میر جمال الدین حسین انجو۔ سلمان بیگ
مخاطب بہ فدائی خان بخشی لشکر۔ یلنداق بے ازبک۔ نصیر بے ازبک۔ دوست بیگ۔ خواجہ محسن۔ عرب خان
غوافی۔ سید شہاب بارہ۔ خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش صوبہ دار مالوہ۔ فرید خان ولد محمد قلی خان برلاس۔
عبد اللہ خان فیروز جنگ صوبہ دار گجرات۔ راجہ نرسنگھ دیو بندیلہ۔ یعقوب خان۔ محمد خان نیازی۔ حاجی محمد
غزنین خان جالوری۔ شیر زہ خان معروف بہ میر حاج اور مرزا مراد ولد مرزا رستم صفوی وغیرہ شاہزادے کے
ساتھ مقرر کیے گئے۔ سلطان خرم اس لشکر کے ساتھ سرزمین میواڑ کے دامن کوہ مین آیا یہان پانچ شیر شکار کیے
قصبہ مانڈل مین کہ سرحد ملک رانا تھی وہ فروکش ہوا سلطان پرویز اور مہابت خان جو اس ملک کی تسخیر کیلیے
آئے تھے وہ اس حد سے آگے نہین بڑھے تھے۔ بعد اسکے اودیپور سے بارہ کوس پہ مرزا خرم کی منزل ہوئی
یہان سے پانچ ہزار سوار بہ افسری محمد تقی بخشی کے جسکا آخر کو خطاب شاہ قلی ہوا روانہ کیے کہ وہ کوہستان
مین آگے جاکر وہان کے آدمیون کو تاخت و تاراج اور اسیر و قتل کرین اور خود یہ ارادہ کیا کہ کل لشکر کے ساتھ
پیچھے سے اس کوہستان مین جائے راجہ سورج سنگھ نے کہ اس ملک کی ماہیت اور اہل ملک کی حقیقت سے
واقف تھا شاہزادے سے عرض کیا کہ کل لشکر کا یکبارگی اس کوہستان مین جانا مناسب نہین غنیم کو خبر ہوگی
تو وہ اسکو غنیمت جانے گا اور سب طرف سے پہاڑون کی راہ روک لے گا اس صورت مین اہل اردو بازار کی
آمد و شد بند ہوگی اور رسد و آذوقہ کا پہونچنا دشوار ہوگا حضور یہین توقف فرمائین شاہزادے نے اس صلاح
کو نہین مانا اور وہ کوہستان مین داخل ہوکر اودیپور سے باہر چوگان کے میدان مین خیمہ زن ہوا۔ اودیپور
کی عمارتین پہاڑ پر تالاب کے پاس واقع ہین وہ ہندوؤنکی روش کی اور اس ملک کے معمارونکی کاریگری کے موافق
بنائی گئی ہین وہ سلطان خرم کو پسند نہ آئین۔ عبد اللہ خان اس شہر مین پہلے آیا تھا اسکے لشکر کی حرکتا سے اکثر
یہ عمارات خراب ہوگئی تھین ناچار پرانی بنیادون پر بہت جلد نئی عمارتین بنائی گئین پہاڑ کے اوپر میدان مین چابکدست
معمارون نے شاہزادے کے حکم سے محلات خاطر فریب دلکشا جو تالاب کے کنارے تھے بنائے اسوقت ریاست
اودیپور کا محکمہ حساب دفتر جس مقام مین ہے یہ شاہزادے کے لیے مسجد بنوائی گئی تھی ایسا بیان کیے دیسی باخبر
کہتے ہین امرائے عظام و بندہائے معتبر نے بقدر نسبت دولت خانے کے نواحی مین بڑی بڑی عمارتین بنوائین جب
لشکر کی قرارگاہ اودیپور قرار پائی تو یہان سے سرحد تک چوتھانے شاہزادے نے مقرر کیے تاکہ غلے کی رسد
بے مزاحمت ہو اور سب کا آنا جانا آسان ہو مانڈل مین جمال خان ترکی اور کپاسن مین دوست بیگ
و خواجہ محسن اور آکولہ مین سید حاجی اور متھار مین عزت خان اور ڈبوک مین میر حسام الدین انجو اور

کومبل دھنیاری مین سید شہاب الدین تھانہ دار مقرر ہوئے۔ انکے سوا بدیع الزمان مع توپخانہ کومبھل میر مین
سید سیف الدین خان جھاڑول مین رانا اودے سنگھ کا بیٹا سگر گوگندے مین دلاور خان کاکڑ آبھنڈ
مین فیروز خان برلاس اور بہندی کا راٹھور رتن پاڈا او گھہ مین محمد تقی بخشی اور کشن گڑھ والا کشن سنگھ راٹھوڑ چاوند مین میرم بیگ
جاور مین مرزا مراد مادڑی مین زاہد خان کیوڑہ کی نال مین جودھپور کے راجہ سورج سنگھ کے راجپوت سادڑی
مین مقرر کئے گئے اور خود سورج سنگھ نادول مین سرحد کی حفاظت کے لیے مقرر تھا۔ اور کسی قدر لشکر مقابلے کے لیے پہاڑون
مین گشت کرتا رہا۔ محمد تقی جو مقام لوہی سے پانچہزار سوار لیکر راجپوتون کے منازل و معابد کی تخریب کے لیے رخصت
ہوا تھا وہ موضع چھپن مین آیا اس ضلع مین ۱۱ محال او رہر محال کے ۵۶ قریے ہین اور اسی سبب سے اسکا نام چھپن
مشہور ہے اسنے یہان آتے ہی مکانونکو اکھیڑنا شروع کیا اور سپاہ کو ہر طرح کی دست اندازی کی اجازت دی کہ جس نے
جو کچھ اپنی قدرت وطاقت سے ہو سکے وہ کرے ان سپاہیون نے قتل و قید کرنا اور بڑے بڑے پرانے تبخانونکو ڈھانا اور
غارت و تاراج کرنا شروع کیا بتکدون کی حمایت مین برہمنون اور راجپوتون نے بڑی مردانگی دکھائی اور جوہر کئے
رانا کے بیٹے بھیم نے جو تنومندی و دلاوری مین مشہور تھا محمد تقی کی فوج پر شب خون مارنے کی اجازت رانا سے پائی
اور وہ لشکر شاہی کے روبرو ہوا محمد تقی نے اس کا ایسا مقابلہ کیا کہ اپنے لشکر پر کوئی صدمہ نہ آنے دیا اور اسکو محفوظ رکھا
شاہزادے نے لشکر کے چار حصے کئے کہ وہ اس سرزمین مین ترکتازی کرین اور رانا کو پکڑین ایک فوج کا سپہ سالار
عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ کو اور دوسری فوج کا سپہ آرا سیف خان بارہ و بیرم بیگ بخشی کو اور تیسری سپاہ کا لشکر کش
دلاور خان کاکڑ اور کشن سنگھ کو اور چوتھی فوج کا محمد تقی کو بنایا فوجونکے مارے رانا کوہسارون مین چھپتا پھرتا اور یہ لشکر
ترکتازی کرتے پھرتے تھے اور قتل و قید و غارت و تخریب کرتے تھے عبداللہ خان نے رانا کے چہتر تومند اور نامی ہاتھی
گرفتار کر لیے دلاور خان کاکڑ نے بھی پانچ ہاتھی رانا کے پکڑ لئے اور بہت سے غنائم ہاتھ لگے۔
رانا کا حال ایسا تنگ کیا کہ وہ ایک لحظہ کسی مقام مین آرام نہین کر سکتا تھا سورج مل اسکے بیٹے کے ساتھ اہل و عیال
اسکے جابجا پڑے پھرتے تھے۔ خود تھوڑے آدمیون کے ساتھ سرگردان تھا اور برسات کے موسم کا انتظار کرتا تھا کہ وہ
راہون اور گذرگاہون کو پانی سے گھیرے اور اسے دشمنون کی آگ سے بچائے۔ سلطان خرم نے کوہستان کی
تنگناؤن مین تھانے بٹھادئے تھے کہ جہان رانا کی خبر پائین وہان فوراً اسکو پکڑنے کو لشکر روانہ کرین۔ محمد شاہ کو
اکلنگ کے بتخانونکی تخریب اور راجپوتونکی تادیب کے لیے روانہ کیا اسنے جاتے ہی تاراج شروع کی اور بہت آدمیونکو
مارا اور قید کیا راے سندرداس سروہی کی طرف گیا وہان رانا کے اہل و عیال کا نشان بتایا تھا مگر اسکے پہونچنے
سے پہلے جیتمان راجہ کے اہل و عیال کو دوسری جگہ لے گیا تھا اس سرزمین مین راے سندرداس نے قتل و غارت
اور اسیر کرنے اور منازل ہنود کے خراب کرنے مین کوئی کسر باقی نہین چھوڑی تبخانون پر راجپوت بڑے دیوانہ لڑے اور
آخر کو جوہر کرکے مع اہل و عیال مرے اس راے نے بادشاہ کے حقوق کا پاس کیا اور اپنے آئین کیش کا کچھ خیال
نہین کیا بتون کو توڑا اور بہت خانونکو ڈھایا۔

بدل ما جنان مہر او خانہ ساخت   کہ ہندو بتخریب بتخانہ نخست

اس حسن خدمات کے جلد وہین راے سندرداس کو راے رایان کا خطاب ملا اور رفتہ رفتہ اسکا درجہ ایسا بڑھا کہ راجہ بکرماجیت کا خطاب مرحمت ہوا جس سے بڑھکر راجاؤن کے واسطے کوئی اور خطاب نہین ہے تھا تو بھی فوجدار نے جہان رانا کی خبر سنی وہان بے توقف دوڑا گئین اور آدمیون کو قتل و قید کرنا شروع کیا اور چند نامی جگہون کو ویران کیا اور انکی جگہ معابد و مساجد مسلمانون کی بنائین ۔

رانا معاملہ فہمی اور کاردانی اور عواقب امور دوبینی سے بالکل بیخبر نہ تھا اور اپنے کام کی بداندیشی اور روزگار کی بہبود سے فی الجملہ بہرہ رکھتا تھا اُسنے ان دنون مین اپنے معاملے مین غور کیا اور مشاہدہ کیا کہ بادشاہ سے مخالفت کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہوا خصوصاً اسوقت مین میرا حال میرے حوصلے سے تنگ ہوا جو کچھ گذرا سو گذرا اس سب قطع نظر کرکے اسنے ملاحظہ کیا کہ مال و منال تلف ہوا ملک پر زوال آیا ناموس معرض خطر مین آیا راحت و آرام حرام ہوا وہ ننگ و ناموس کے مٹ جانے کو بہت معیوب جانتا تھا بہ ناچار اضطرار و اضطراب کے ساتھ امان مانگنا اپنے اوپر واجب جانا اور اس خاندان کو بڑا فخر یہ تھا کہ ہندوستان کے کسی بادشاہ کی اطاعت مین سر نہین جھکاتا تھا بلکہ اپنے ولی عہد کو بھی کسی عالیشان بادشاہ کی خدمت مین نہین بھیجتا تھا اسلئے ان سب باتون سے قطع نظر کی اور دیکھا کہ ان دنون مین آباد ملک ویران ہوا معمور خزانہ خالی ہوا سپاہ کشتہ و اسیر ہوئی خویشون نے مع متعلقون کے اپنا راستہ پکڑا تمام متعلقین اور پرانے نوکرون نے برسون کا تعلق توڑا رعیت پراگندہ و متفرق ہوئی غرض اُسنے اس نازک وقت مین یہی مصلحت دیکھی کہ امان طلب کرے اُسنے اپنے دو معتمد شخصین سے ایک اُسکا خالو تھا جسکا نام سروپ کرن یا سبھ کرن تھا اور دوسرے کا نام ہرداس جھالا ہے سلطان خرم کے پاس اظہار اطاعت و فرمان پذیری کے لیے بھیجے اور عرض کرایا کہ شاہزادہ اگر رانا کا قصور بادشاہ سے معاف کرادے اور نشان بادشاہ کے پنجے کا اُسکے لیے منگادے جس سے اُسکے دلکا اطمینان حاصل ہو جاے تو شاہزادے کی خدمت مین خود حاضر ہو اور اپنے ولیعہد کرن کو بادشاہ کے حضور مین بھیجدے بسکہ خود رانا بوڑھا ہے اسلئے بذات خود بادشاہ کی خدمت مین حاضری سے معافی چاہتا ہے شاہزادے نے رانا کے دونون سفیرونکو مع اپنے دیوان ملا شکر اللہ اور میر سامان سندرداس کے بادشاہ کے حضور مین بھیجدیا اور تمام حال لکھبھیجا بادشاہ کا قول ہے کہ چونکہ ہمارے اسلاف کا ہمیشہ سے یہ شیوہ رہا ہے کہ پرانے زمینداروں اور راجون کے خاندانون کا بالکل استیصال نہو جاے اسلیے رانا کی تقصیرات کو معاف کرکے فرمان عنایت آمیز جس سے رانا کی دلجمعی ہو جاے اور اپنے پنجے کا نشان روانہ کردیا اور شاہزادے کو ہدایت کردی کہ ملا شکر اللہ اور سندرداس کو بھی رانا کے سفیرونکے ساتھ رانا کے پاس بھیجدے تاکہ اُسکو مزید اطمینان حاصل ہو جاے جہانگیر نے اپنے تزک مین اسیطرح لکھا ہے ۔

یہ امر لائق ذکر ہے کہ رانا نے اول ایک مکتوب راے رایان سندرداس کو جو جہانگیر کے حکم سے شاہزادہ خرم کے ساتھ تھا لکھا اگرچہ جہانگیر کے خودنوشتہ حالات کے سامنے اسکی ضرورت نہ تھی مگر تفنناً لکھدینے مین کچھ

حرج بھی نہین جس سے سابقہ معرفت رکھتا تھا اور امان طلب کی اور تمام امر و نواہی بادشاہی کے ماننے کو منظور کیا اور اپنے جانشین بیٹے کرن کو سلطان خرم کی خدمت مین بھیجنے کا وعدہ کیا راے رایان نے یہ حال سلطان خرم سے عرض کیا سلطان خرم کی یہ پہلی مہم تھی وہ اسکو ناتمام نہین چھوڑنا چاہتا تھا اور رانا کو مستاصل کرنا چاہتا تھا اسلیے رانا کے فرستادے کو بے نیل مرام واپس کیا جب رانا کو مایوسی ہوئی تو اُسنے جہانگیر کا دامن پکڑا اور مہابت خان کا توسل ڈھونڈا مہابت خان کے کہنے سے جہانگیر نے رانا کی درخواست کو قبول کیا اور سلطان خرم کو اپنے دستخط خاص سے لکھا کہ آن گرامی فرزند سعادت یار رضا جوئے اقبال مند لابد کہ خرسندی و خوشنودی خاطر ارجمند مارا در ضمن قبول این معنے شمردہ دیدہ و دانستہ از استیصال رانا درگذرد و یکبارہ درصدد خرابی او نشدہ دقائق ملتمسات او را بدرجۂ اجابت رساند چنانچہ بمجرد رسیدن فرمان قضا نفاذ جان بخشی او نمودہ ولایتش را بدستور معہود برقرار دارد و پسر صاحب ٹیکہ او را در رکاب ظفر انتساب گرفتہ متوجہ درگاہ والا شود فقط

اس فرمان جہانگیری کے موافق سلطان خرم نے رانا کی عرض کو قبول کیا رانا نے اپنے خالو شبھ کرن (اسرپ کرن) اور اپنے معتمد خاص ناہرداس دھری داس جھالہ کو درگاہ والا مین روانہ کیا اور وہ راے رایان کی معرفت سلطان خرم سے ملے جنسے اُسنے کہا کہ مین رانا کو ان شرائط سے پناہ دیتا ہون کہ رانا خود مجھ سے ملے اور اپنے جانشین بیٹے کرن کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجے اور جب وہ بادشاہ کے پاس سے ہو کر اپنے وطن مین آے تو اُسکا بیٹا ایک ہزار سوار کے ساتھ موکب والا کی ملازمت کرے یہ وثیقۂ عہد و پیمان درست ہوا مولوی ذکاء اللہ نے تاریخ ہندوستان مین تحریر کیا ہے کہ وہ زعفرانی علم جو آٹھ سو برس پہلے گہلوت راجپوتونکے سر پر آزادانہ بلند ہوتا تھا اب وہ شاہزادہ خرم کے آگے پست ہوا - جہانگیر اپنے تزک مین کہتا ہے -

جبکہ رانا کو بخوبی اطمینان حاصل ہو گیا تو وہ مع اپنے بیٹونکے سواے ولیعہد کے روز شنبہ ۲۶ ماہ بہمن کو آداب اور تورے کے ساتھ جیسا کہ چاکرون کا دستور ہے شاہزادے کی خدمتمین حاضر ہوا ایک بڑا لعل شاہزادے کی نذر کیا اور سات عمدہ ہاتھی جو ابھی گرفتاری سے بچے ہوئے تھے اور اچھے تھے اور نو گھوڑے اور جڑاؤ ہتھیار بھی پیش کئے جسوقت رانا نے خرم کے پانون پکڑ کر عذر تقصیرات کرنا چاہا تو شاہزادے نے رانا کا سر اُٹھا کر گلے سے لگا لیا اور نہایت عطوفت کے ساتھ باتین کین جس سے اسکو تسلی ہو گئی اور خلعت اور شمشیر مرصع اور گھوڑا با زین مرصع اور فیل خاصہ با سامان نقرئی بخشا - بلکہ اپنا ملبوس خاص بھی دیا جسمین کی پگڑی اتمک او دیورے کے گلاب باغ کے میوزیم مین رکھی ہوئی ہے رانا کے ساتھ اُسکے تین بیٹے بھیم - سورج مل اور باگھا اور دو بھائی سمہ اور کلیان بھی حاضر ہوے تھے رانا مرد سنجیدہ معقول تھین اور کم سخن تھا عمر اُسکی تخمیناً پچاسی سال کی ہوگی بیٹے جوان تھے خصوصاً بھیم تو بہت شجاع تھا رانا کے دونون بھائیون اور تینون بیٹون اور پانچ بڑے سردارونکو بھی اسپ و خلعت اور خنجر مرصع اور دوسرے چالیس سردارونکو اسپ و خلعت اور پچاس کو صرف خلعت دئے گئے تھے شاہزادے نے رانا کو بیٹھنے کا حکم دیا - دہنے بازو گجرات کے صوبہ دار عبداللہ خان اور اُسکے بعد جودھپور کے راجہ سورج سنگھ کو نشست ملی اور شاہزادے کے بائین طرف

رانا امر سنگھ اور اُسکے بعد دوسرے سردارون کو بیٹھنے کی اجازت ہوئی۔ رانا شاہزادے کے سلام و آداب کرکے گوگندے کے مقام پر حاضر ہوا تھا۔ شاہ جہان نامے مین محمد امین نے لکھا ہے کہ اس لعل کا وزن ساڑھے سات مثقال کا تھا اور رنگ بھی عمدہ تھا اور کسی قسم کا عیب نہ تھا اُس زمانے مین وزن اور بے عیبی اور خوش رنگی مین مشہور تھا (مثقال کا متعارف وزن ساڑھے چار ماشہ ہے اس حساب سے پونے تین تولہ اور پون ماشہ بھر ہوا) جہانگیر اپنے تزک مین کہتا ہے کہ جوہری اس لعل کی قیمت ساٹھ ہزار روپے کوتتے تھے جسقدر تعریف اس لعل کی سنی جاتی تھی ویسا درحقیقت نہ تھا وزن اسکا آٹھ ٹانک کا تھا (ٹانک بعض کے نزدیک مثقال کا ہموزن ہے اور بعض کے نزدیک ۴ ماشہ ہے) سابقاً راو مالدیو راٹھوڑ والی جودھپور کے پاس یہ لعل تھا مالدیو کے بعد اُسکے بیٹے چندرسین کے قبضے مین آیا اُسنے اپنی پریشانی اور ناکامی کے زمانے مین رانا اودے سنگھ کے ہاتھ فروخت کردیا اودے سنگھ کے بعد رانا پرتاپ کے ہاتھ مین آیا اور پرتاپ سے امر سنگھ کو پہونچا امر سنگھ کے پاس اس سے بڑھکر کوئی چیز نہ تھی اسلئے سلطان خرم کی ملازمت کے وقت بھی نذر کیا بادشاہ نے اس لعل مین یہ عبارت نقش کرادی "سلطان خرم درحین ملازمت رانا امر سنگھ پیش کش نمود" بندگان حضور پرنور نواب سید حامد علی خانصاحب بہادر والی دارالسرور رامپور ملک روہیلکھنڈ مجھسے فرماتے تھے کہ مہاراجہ مادھو سنگھ دوم اُنسے کہتے تھے کہ یہ لعل ہمارے خزانے مین موجود ہے بادشاہ نے ہمارے ایک بزرگ کو بخشدیا تھا یہ جے پور کے مہاراجہ صاحب رامپور آکر نواب صاحب بہادر کے مہمان رہے تھے۔ ہندوستان کے راجون اور زمینداروں کا دستور تھا کہ اپنے ولیعہد کو اپنے ساتھ بادشاہ کے حضور مین نہین لے جایا کرتے تھے اسلیے امر سنگھ کا ولیعہد کرن بھی شاہزادے کے پاس امر سنگھ کے ساتھ نہ آیا۔ شاہزادے سے رخصت ہوکر رانا چلا گیا شاہجہان نامے مین محمد امین کہتا ہے کہ رانا کے ملک و دولت کو شاہی لشکر نے اتنا تباہ کیا تھا کہ اُسکے ولیعہد کرن کے سامان سفر کی تیاری کے لیے روپیہ نہ تھا راج مین نہایت عسرت پیدا ہوگئی تھی سرانجام سامان سفر کے لیے شاہزادے نے پچاس ہزار روپے بخشے جب تہیہ اسباب ہوا چونکہ شاہزادے کی روانگی اسی دن مقرر تھی اسلیے بعجلت تمام کنور کرن شاہزادے کے پاس حاضر ہوگیا۔ شاہزادے نے اسکو بھی خلعت فاخرہ اور شمشیر اور خنجر مرصع اور طلائی زین کے ساتھ گھوڑا اور فیل خاصہ عنایت فرمایا اور اُسکو ہمراہ لیکر بادشاہ کے حضور مین چلا گیا ۲۰ محرم ۱۰۲۴ھ ہجری کو اجمیر مین بادشاہی لشکر مین داخل ہوگیا۔ شاہزادے نے بادشاہ کو سلام و آداب کرنے کے بعد عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کرن کو سعادت سجدہ اور کورنش کے لیے حاضر کیا جاے حکم ہوگیا بخشیون نے اسکو آداب مقررہ کے ساتھ حاضر کیا کورنش کے بعد کرن نے سجدہ کیا (دیکھو تزک جہانگیری) اور سلطان خرم کی سفارش سے بادشاہ نے کرن کو سیدھی طرف کی صف مین سب سے اول کھڑا ہونے کا حکم دیا بادشاہ کہتا ہے کہ "چون بدست آوردن دل کرن کہ وحشی طبیعت و مجلس نادیدہ در کوہستان بسر بردہ بود ضرور بود بنابران ہر روز مرحمتے تازہ مے نمودم" چنانچہ دوسرے دن کی حاضری کے بعد خنجر مرصع مرحمت ہوا اور تیسرے دن اسپ خاصہ عراقی مع زین مرصع اُسکو بخشا اور محل شاہی کی ڈیوڑھی پر بھی کرن نے اُس دن حاضر ہوکر نور جہان بیگم کی طرف سے خلعت فاخرہ اور شمشیر مرصع اور گھوڑا اور فیل خاصہ پایا۔ بادشاہ نے ایک

مالاے مروارید کرن کو بخشی اور بادشاہ کو یہ منظور ہوا کہ ہر قسم کی چیز اسکو دیجاے اسلیے ایک دن تین باز اور تین جرے بخشے اور ایک شمشیر خاص اور ایک بکتر اور ایک جوشن خاص اور دو انگوٹھیان دین ان مین سے ایک انگوٹھی پر لعل جڑا ہوا تھا اور دوسری پر زمرد ۔ پھر ایک دن حکم دیا کہ ہر قسم کا کپڑا اور قالین اور نمدہ اور تکیہ اور ہر قسم کا عطر اور سونے کے ظروف سو خوانون مین رکھکر احدیون کے ہاتھون اور کمرون پر رکھوا کر ایوان خاص و عام مین لاکر مع دو گجراتی بہلیون کے کرن کو بخشے گئے ۔ آٹھوین صفر ۱۰۲۴ہجری کو کرن کو پنجہزاری منصب ذات و سوار کا عطا ہوا اور ایک چھوٹی سی تسبیح مروارید و زمرد جسکے درمیان لعل تھا جسے ہندی مین سمرن کہتے ہین کرن کو بخشی ۔ ایکبار شکار مین کرن سے بادشاہ نے فرمایا کہ اس شیرنی کے توجہان کہے گولی لگا دو ن کرن نے امتثال عرض کیا کہ مجھکو ایک بندوق خاصہ مرحمت ہو چنانچہ اپنی خاص تفنگ ردمی اسکو بخشدی پھر ایک دن بیس گھوڑے اور قباے پرم نرم خاص اور بارہ ہرن اور دس کتے کرن کو دئے ایک دن چالیس گھوڑے اور ایک دن اکتالیس گھوڑے اور ایک دن اکیس گھوڑے بخشے تین دن مین ایک سو سے زیادہ گھوڑے اسے مرحمت ہوے ۱۰سنہ جلوس کو اپنے وطن کی طرف رخصت کیا گیا اسوقت اسکو خاصے کا گھوڑا اور ہاتھی اور خلعت اور موتیون کی کنٹھی جسکی قیمت پچاس ہزار روپیہ تھی اور خنجر مرصع جسکی لاگت مین دو ہزار روپے آئے تھے اسکو بخشے گئے غرض کہ کرن کی ملازمت سے واپسی تک جو چار مہینہ بعد عمل مین آئی تمام بادشاہی انعام دو لاکھ روپے نقد اور سو سے زیادہ گھوڑے اور پانچ ہاتھی تھا اور خرم نے جو کئی بار اسکو دیا وہ علحدہ ہے اسی سال کرن کا بیٹا جگت سنگھ حاضر دربار ہوا اور نوازش شاہانہ سے مالامال ہوکر اپنے اتالیق ہرداس جھالا کے ساتھ وطن کو واپس گیا رخصت کے وقت بادشاہ نے خلعت کے ساتھ بیس ہزار روپیہ نقد ایک گھوڑا ایک ہاتھی بیش قیمت شال جگت سنگھ کو اور پانچہزار روپیہ نقد ایک گھوڑا اور خلعت ہرداس جھالا کو مرحمت کیا ۱۱سنہ جلوس مین کنور کرن پھر حاضر دربار ہوا اور چند روز تک خلعت و انعام و اکرام سے مفتخر ہوکر واپس چلا گیا اور اے ہنود مین لکھا ہے کہ ۱۱سنہ جلوس مین جہانگیر نے رانا امر سنگھ اور کرن کی صورتین سنگ مرمر کی بہت تیار کرا کر قلعۂ آگرہ مین جھروکہ درشن کے نیچے بأِین باغ مین نصب کرائے تھے ان بتون کا قلعے مین کوئی نشان بھی نہین پایا جاتا ۔

۱۳سنہ جلوس مین جب جہانگیر گجرات سے واپس آرہا تھا تو رانا امر سنگھ اور کرن دونون ملازمت مین حاضر ہوئے اس مہم کے بعد ۔ راناے اودیپور اور سلطنت دہلی مین پھر کوئی مخالفت کا واقعہ ظہور مین نہ آیا رانا امر سنگھ بات کا پورا تھا پھر اسنے فرمانبرداری کے دائرے سے قدم باہر نہ رکھا بلکہ جب خرم کی ملازمت مین حاضر ہوا تھا اور عفو قصور کی التماس کی تھی تو اپنے بیٹے بھیم کو شاہزادے کی مصاحبت مین داخل کر دیا تھا بھیم نے شرافت اطوار اور اعتبار کے جوہر سے منتخب ہوکر شاہزادے کے مزاج مین ایسا دخل پیدا کیا کہ اسکی سرکار کی بہت سی خدمتین اسکے سپرد ہو گئین لیکن اور ان گجرات کی تنبیہ اور مہمات دکن اور گونڈوانہ وغیرہ مین اس سے کارہاے نمایان ظہور مین آئے ۔ جب ولایت دکن مین سردارون کی ہجوم اور صاحب صوبہ کی جلدی سے کچھ نظم و نسق نہ ہوا تو بادشاہ نے اس مہم کے لئے

سلطان خرم کو بھیجا وہ سلخ شوال ۱۰۲۵ھ ہجری کو دکن کو روانہ ہوا جب اسکا لشکر رانا کی سرحد مین آیا تو امر سنگھ اسکی ملازمت و سلام کو آیا اور بعد مراسم نذر و خلعت وہ اپنے وطن کو رخصت کر دیا گیا اور اپنے پوتے جگت سنگھ کو ہزار سوار وںکے ساتھ شاہزادہ خرم کی ہمراہی کے لیے بھیجا۔

صلح کے بعد امر سنگھ پانچ برس زندہ رہا - اسکے انتقال پر بادشاہی طرف سے کنور کرن سنگھ کے نام خلعت اور فرمان اور ہاتھی اور گھوڑا وصول ہوا اور اسکے چھوٹے بھائی بھیم اور بیٹے جگت سنگھ کو جو بادشاہی دربار مین حاضر تھے خلعت تعزیت عنایت کئے گئے سبل سنگھ رانا امر سنگھ کا پوتا اول شاہزادہ دارا شکوہ کی سرکار مین ملازم تھا ۱۱ سنہ جلوس مین ملازمان شاہجہانی مین منسلک ہو کر منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار سے مفتخر ہوا اور ۲۵ سنہ جلوس مین پانصدی کا اضافہ ہو کر علم مرحمت ہوا اور مہم قندہار مین تعینات ہوا ۲۶ سنہ جلوس مین دارا شکوہ کے ساتھ دوبارہ مہم قندہار پر گیا اور عالمگیر کے عہد مین کھجوہ کی لڑائی مین شریک تھا اسکے بعد خان خانان میر جملہ کے ہمراہ آسام مین تعینات ہوا۔

۵۷ - رانا کرن سنگھ دوم

سمبت ۱۶۷۶ مطابق سنہ ۱۶۲۰ء مین اپنے باپ کے بعد مسند پر بیٹھا اسکے وقت مین ہر طرح امن رہا کیونکہ جہانگیر سے تو صلح ہو جانے کے سبب کسی بادشاہی فوج کی چڑھائی کا خطرہ نہ تھا اور ملکی سرکش اگلی لڑائیون سے کمزور ہو چکے تھے۔ رانا نے بے فکری سے ادیپور کی شہر پناہ اور رہنے کو نئے محل تیار کرا کر پچھولا تالاب کے بڑے بند پال کی مرمت کرائی یہ سب چیزین ابتک موجود ہین۔

جہانگیر کے آخر عہد مین جبکہ شاہزادہ شاہجہان باغی ہو کر ہر طرف بھاگا پھرتا تھا دیسی لوگ کچھ عرصے تک اسکا یہان چھپکر رہنا بیان کرتے ہین لیکن کسی فارسی تاریخ مین یہ ذکر نہین ملا۔

البتہ اتنا ملتا ہے کہ جب شاہجہان باپ سے باغی ہو کر لڑتا بھڑتا پھرتا تھا تو اسکے ساتھ کرن سنگھ کا بھائی بھیم بھی تھا شاہجہان بادشاہی سپاہ سے دبتا ہوا الہ آباد کیطرف متوجہ ہوا العہ آخر اردی بہشت مین پٹنے مین داخل ہوا اور وہان سے جونپور اور الہ آباد کے قصد سے کوچ کیا جب وہ جونپور مین آیا تو یہان اسکو مخبرون نے خبر دی کہ ایک فوج جرار شاہی بسرکردگی سلطان پرویز اس جانب کے لئے نامزد ہوئی ہے جب افواج شاہی قریب آگئی تو بنگالے کے تمام زمیندار مع توپ و تفنگ فرار ہوئے شاہجہان کے لشکر کے بہادر خاصکر بھیم معرکہ مصاف خالی چھوڑنے پر راضی نہ ہوئے اور رزم کا ارادہ مصمم کیا دونون طرف سے تیر و تفنگ کے پیغام آنے جانے لگے بہت دیر تک مقاتلہ و مجادلہ ہوتا رہا آخر تھوڑے سے عرصۂ مصاف کے خانہ جات کو دار البقار حیات جانکر بھیم اپنے چند راجپوتونکے ساتھ بادشاہی لشکر کو چیرتا پھاڑتا مارتا دھاڑتا سلطان پرویز کے سامنے پہونچ گیا اور ستائیس زخم کھا کر جان دیدی

تاریخ چغتائی مین سید محمد شفیع متخلص بہ وارد طہرانی نے لکھا ہے کہ شاہجہان دکن مین ملک عنبر کی حراست مین تھا - جسوقت جہانگیر کے مرنے کی خبر ملی شاہجہان نے اپنے آپکو بیمار بنا کر موت کی خبر اڑا دی لاش قلعے سے باہر آئی تو اٹھ بیٹھا اور جب ۱۰۳۷ ہجری مطابق ۱۶۲۷ء مین گجرات کی طرف سے دار الخلافہ آگرے کے

ارادے سے راناکے ملک مین آیا تو راناکرن نے از روے اخلاص وعقیدت استقبال کیا اور مہ جمادی الاول کو مقام گوگندہ مین ملازمت کی جہان پہلے اسکے باپ رانا امر سنگہ نے ملازمت کی تھی بادشاہ نے راناکو پنجہزاری ذات اور پنجہزار سوار کا منصب دیا اور اسکے ملک کو بحال رکھا جگت سنگہ باپ کے ساتھ تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک ہزار سوار کے ساتھ مہم دکن مین خدمت بجالاے اور بادشاہ مانڈل ہوتا ہوا اجمیر کیطرف چلا گیا۔
راناکرن سنگہ امن وآرام سے آٹھ برس راج کرکے فوت ہوا۔ وہ بہادر نیک طبیعت اور ماتحتون کو خوش رکھنے والا رئیس تھا۔

۵۸۔ راناجگت سنگہ اول

سمبت ۱۶۸۵ مطابق ۱۶۲۸ع مین گدی پر بیٹھا اسکے لیئے بادشاہی طرف سے ٹیکہ کا سامان اور خلعت راجہ بیر نرائن بڑگوجر لایا اور بادشاہ نے راناکو منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سرفراز کیا رانانے سنہ جلوس شاہجہانی مین کلیان جہالا کے ساتھ پیشکش ارسال کیا بادشاہ نے خلعت فاخرہ اور اسپ وفیل مع ساز وسامان کے ارسال کیا سنہ ۹ جلوس مین پھر پیشکش ارسال کیا اور خلعت وشمشیر وسرپیچ مرصع دربار سے روانہ کیا گیا سنہ ۱۷ اور ۱۸ جلوس شاہجہانی مین راج کنور راناکا بیٹا پیشکش لیکر حاضر دربار ہوا اور انعام واکرام سے سرفراز ہوا۔ اسوقت امن کے سبب ملک نے زیادہ خوشحالی پیدا کی ریاست کے پرانے مقامات درست کیئے گئے اور کچھ نئے تیار ہوئے پچھولا تالاب کے اندر جو شہر اودیپور کے تمام مغربی طرف پھیلا ہوا ہے سب سے بڑی ٹیکری پر جگ مندر نام محل بنوایا جو گرم موسم مین عمدہ سمجھا جاتا ہے۔ سمبت ۱۷۰۵ مطابق ۱۶۴۹ع مین رانا یا تراکو گیا جاتے وقت نربدا کی طرف شاہی آدمیون سے کچھ تکرار ہوگئی۔ شاہجہان سنہ ۱۰۶۴ ہجری مین جب اجمیر جاتا تھا تو اسنے سنا کہ جہانگیر کے زمانے مین جو راناکو منع کیا گیا تھا کہ نہ وہ اور نہ اسکی اولاد قلعہ چیتوڑ کی شکست وریخت کی مرمت کرسکین ان دونون مین راناجگت سنگہ نے جرأت کرکے جہانگیر کے قول پر لحاظ نہین کیا۔ ابدال بیگ کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ کو دیکھ کر آے اسنے جاکر دیکھا اور آکر عرض کیا کہ غرب کی طرف کے جو ساتون دروازے تھے کہ بانیان قلعہ سے مرتبہ بمرتبہ بنائے گئے تھے اور وہ مرور ایام کے سبب سے بوسیدہ ہوگئے تھے اور جابجا سے ریختہ ہوگئے تھے ان مین سے بعض کو رانانے نہایت مضبوطی کے ساتھ بنایا ہے اور بعض کی مرمت کی ہے اور بعض مقام مین کہ جہان سے برآمد ہونا مشکل تھا ایک مضبوط دیوار کوہ کی بلندی پر نظر کرکے آٹھ گز سے ۱۶ گز تک اونچی اور ساڑھے تین گز کے عرض کی بنائی ہے اور ایک برج دبالابرج جو اکبر کے عہد مین مسمار ہوا تھا نہایت مضبوط جسکا قطر ۷ گز اور ارتفاع تیس گز ہے بنایا ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ سعد اللہ خان تیس ہزار سپاہ ساتھ لیکر وہان جاے اور قلعہ کو منہدم کرے اور اگر رانا خواب غفلت سے بیدار اور مستی سے ہوشیار نہ ہو اور اطاعت نہ کرے تو اسکے ملک کو غارت کرے جب لشکر شاہی متعین ہوا تو رعایاے ملک فرار ہونے لگی اور شہر اودیپور کا تو یہ حال ہوا کہ کوئی مہاجن اور دوکاندار بلاتذکرہ سب اپنا اپنا مال وسامان لیکر پہاڑونمین گھس گئے رانانے بھی اپنے اہل وعیال اور ریاست کے

سامان کو پہاڑ مین بھیجدیا اور ملک مین تزلزل اور تفرق پڑگیا شہر مین صرف رانا کے سپاہی رہ گئے اور رانا نے
خوف وہراس سے تملق و چاپلوسی کرکے دارا شکوہ کے پاس اپنے وکیلونکی معرفت پیغام بھیجے اور شاہزادے کی
سفارش سے بادشاہ نے حکم دیا کہ رانا اگر اپنے صاحب ٹیکہ بیٹے (ولیعہد) کو درگاہ والا مین بھیجدے اور آئین
پیش کش کے موافق ہزار سوار اپنے کسی رشتہ دار کی ماتحتی مین دکن مین حاضر رکھے تو اسکا قصور معاف ہوجائیگا
اور نہین تو لشکر اسکی سرزمین مین جاکر تمام راجپوتونکے خانمان برباد کرے گا۔ رانا کے پاس چندربھان قوم برہمن
اور کئی معزز راجپوت سردار بھیجے گئے (یہ شخص اول شیخ عبدالکریم کے ساتھ جسکے اہتمام سے آگرے کا قلعہ تعمیر ہوا تھا
متعین تھا پھر علامی افضل خان وزیراعظم شاہجہان کی سرکار مین دیوان مقرر ہوا افضل خان کے مرنے کے بعد
داراشکوہ نے اپنے پاس لے لیا علامہ سعد اللہ خان کے انتقال کے بعد شاہجہان نے خطاب راے سے مفتخر
کرکے دفتر شاہی کا میر منشی مقرر کیا ۱۰۶۸ ہجری مین وفات پائی ہے برہمن تخلص کرتا تھا یہ شعر اسی کا ہے۔

مرا دلے ست بکفر آشنا کہ چندین بار   بکعبہ رفتم و بازش برہمن آوردم

ولہ

ببین کرامت بتخانۂ مرا اے شیخ   کہ چون خراب شود خانۂ خدا گردد

چندربھان کے منشآت مین اسکے متعلق ہم عرضداشتین نظر سے گذری ہین۔
پہلی عرضداشت مین لکھتا ہے کہ غلام حضور (بادشاہ) سے مرخص ہوکر دوشنبہ ۲۱ ذیحجہ ۲۷ جلوس کو اودیپور
پہونچا رانا نے اُس جگہ تک جو استقبال کے لیے مقرر ہے پیشوائی کی اور فرمان والا اور سرپیچ مرصع سے مشرف
ہوا اور مجھ سے گلے ملا اور تواضع کے ساتھ پیش آیا اور راستے بھر بات کرتا اپنے محلات تک لے گیا وہان سے رخصت
کردیا دوسرے روز خلوت مین بلاکر اپنے معتمد آدمیون کے سامنے احکام تعمیلی کا مضمون معلوم کرنا چاہا اور کہا کہ میرے
جرائم اور تقصیرات کو بتانا چاہیئے۔ بندے سے جو کچھ حضور نے زبانی ارشاد فرمایا تھا وہ بے کم و کاست اول سے
آخر تک اُس سے کہدیا اور سمجھایا کہ اسوقت کلمات ہوش افزا دل جمعی کے ساتھ حواس ظاہر و باطن درست
کرکے سن لو اور اپنی تقصیرات کو ذہن نشین کرلو (۱) بڑا قصور قلعہ چتوڑ کی مرمت کرنا ہے جبکہ بادشاہ آفاق نے اُسکو
بزور شمشیر فتح کرکے بالکل خراب و مسمار کردیا تھا اور پہلے دن یہ شرط قرار پائی تھی کہ اب اُس قلعہ مین کوئی مکان
نہ بنایا جاے جو حالت اسوقت ہے وہ بحال رہے کام بالکل بند رہے اور کسی قسم کا تصرف اُسمین نہ ہو اُس حکم
کا تم نے پاس و لحاظ نرکھا اُس عہد مؤکد کو بھول گئے چشم بصیرت کو بند کرکے اور اس کام کی قباحت پر نظر نہ کرکے
قلعہ کے بنانے اور اُس مین مکانات کے تیار کرنے مین مصروف ہوگئے تم اپنے باپ کی زندگی مے اس کام کے مشورے
مین شریک تھے اور باپ کے بعد بھی قلعہ کی تیاری مین مصروف رہے اس سے زیادہ کونسی تقصیر ہوسکتی ہے
کہ خلاف حکم و عہد کے کام کرنا۔
(۲) جس زمانے مین بادشاہ دار السلطنت اکبرآباد (آگرہ) سے ایک مہم کی وجہ سے دور و دراز مقام پر

گئے ہوئے تھے تم او دیپور سے پیادہ و سوار کی بھاری جمعیت لیکر بادشاہی ملک مین چلے گئے اور اسکا نام باتیرا اور اشان رکھا اسکو کس بات پر محمول کرنا چاہئے بادشاہ ہونکے نزدیک ملکی معاملات مین یہ بڑا قصور ہی۔

(۳) سب پر یہ بات ظاہر ہے کہ بادشاہت ہندوستان ہفت اقلیم کے آدمیون کا مرجع ہے آج عراق۔ خراسان۔ ماوراالنہر۔ بلخ۔ بدخشان۔ روم۔ شام اور کاشغر وغیرہ کے امرا اور عالی رتبہ آدمی اس درگاہ مین کمربستہ حاضر رہتے ہین دنیادار ان دکن کی کیا حقیقت ہے جو رعایا ہین ہر ماہ و سال مین طبقہ طبقہ ہر قسم کے آدمی ہر طرف سے درگاہ معلے مین آتے ہین اور مناصب و مراتب پر سرفراز ہوتے ہین جسکو کہین بھی جگہ نہین ملتی وہ یہان آکر مرتبے کو پہونچ جاتا ہے جو کوئی یہان سے وابستہ ہو جاتا ہے پھر اسکا جی کسی دوسری جگہ جانے کو نہین چاہتا اور اگر کسی جانے کی ضرورت پیش آتی ہے تو بادشاہ سے اجازت حاصل کرکے دوسری جگہ جاتا ہے بغیر اسکے نہین جا سکتا جو کوئی اپنی بدنصیبی کی وجہ سے اس سرکار والا سے چلا جاے یہ مناسب نہین کہ دوسرے اسکو رکھین پس جو لوگ بادشاہ کی بندگی اختیار کرکے منصب و جاگیر پر سرفراز ہوتے ہین اور بادشاہی بندون مین داخل ہو جاتے ہین انہین سے بعض کے ذمے سرکار والا کا مطالبہ باقی ہوتا ہے اسلیے حضور سے اجازت حاصل کئے بغیر اپنی جہالت سے چلے جاتے ہین ایسے لوگون کو تم نے اور تمھارے باپ نے رکھ رکھ لیا اور اپنے یہان کا مدار علیہ بنا لیا اور اس الزام کی جوابدہی سے نہ ڈرے یہ کیسی قصور کی بات ہے۔

(۴) مہم قندھار کا معاملہ جب واقع ہوا تو تم نے اسوقت ایسی جماعت شرکت کو بھیجی جسکا عدم وجود برابر تھا۔

(۵) دکن مین جو تمھاری طرف سے ہزار سوار بادشاہی سپاہ کی امداد کے لیے رکھنے کا دستور مقرر ہے تمنے وہان بہت تھوڑے سوار بھیجے یہ کیسی تمھاری اخلاص مندی ہے کہ ضرورت کے وقت کوتاہی خدمت مین کی۔ اس سے زیادہ قصور کونسا ہوگا۔

چونکہ یہ قصورات تم سے سرزد ہوے اور اسوقت بادشاہ کو کسی طرف کی فکر دامنگیر نتھی اسلئے تمھاری تنبیہ و تادیب کے ارادے اور ان جرائم کی پاداش کے قصد سے لشکر کثیر جمع کرکے اجمیر کو تشریف لاے اور زبردست لشکر کو چیتوڑ کی طرف متعین کیا بادشاہ نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ یا رانا اگر تاری ملازمت سے مشرف اندوز ہو یا اسکو قرار واقعی سبق دیا جاے۔ جو کچھ اسکو تکلیف پہونچے گی یہ اسکے اعمال کا بدلہ ہوگا اس عرصہ مین تمھارے آدمی پہونچے اور تمھاری جانب سے عفو تقصیرات کی درخواست کی اسلیئے بادشاہ نے اپنی رحمدلی سے یہ خیال کیا کہ تمھارے پرانے خاندان کا استیصال نہ کیا جاے صرف فوج جاکر قلعہ کی تعمیرات کو برباد کردے اور یہ اس صورت مین ظہور پذیر ہوگا کہ تم خود اجمیر جاکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر معافی چاہو۔ اور جسقدر جمعیت تمھاری طرف سے دکن مین رکھنے کی قرارداد ہے وہ اپنے بھائی کے ساتھ بھیجو صرف کاغذی جمعیت سے کام نہین چلے گا واقع مین جمعیت مقررہ کا موجود ہونا چاہیئے اور پکا وعدہ کرو کہ پھر کبھی کوئی امر خلاف حکم بادشاہ کے تم سے سرزد نہ ہوگا۔ اور پرگنات ضلع اجمیر کے عنایت کرنیکے بابین

بادشاہ کی جیسی مرضی ہوگی عمل مین آئیگا۔
چندربھان لکھتا ہے کہ مین نے اچھی طرح رانا کے گوش گذار کردیا کہ تمرد اور مخالفت کا انجام تمھارے حق مین اچھا نہ ہوگا اور اپنے کئے کی پوری پوری پاداش بھگت کر دام الحیات پریشان رہوگے رانا جس کے کان کبھی ایسی تلخ و درشت باتون سے آشنا نہ ہوے تھے گھبراگیا اور اسکے چھکے چھوٹ گئے ہوش وحواس درست ہوگئے اور بہت شرمندہ ہوا سمجھ گیا کہ یہ مجھ سے بڑی تقصیرات ظہور مین آئی ہین جب اسکو اپنے قصورونکا یقین ہوگیا تو نادم تھا معافی چاہکر کہنے لگا کہ گرچہ اکثر ان تقصیرات مین سے میرے باپ سے ظہور مین آئی ہین مگر مین سب کو اپنے اوپر لئے لیتا ہون اور عفو کا امیدوار ہون اسکے بعد کوئی قصور مجھ سے سرزد نہ ہوگا اطمینان رکھئے اپنے اسلاف سے بھی زیادہ بادشاہ کی بندگی کے راستے مین ثابت قدم رہونگا جسقدر رانا کے مشیر شریک صحبت تھے وہ بھی مان گئے پھر چون وچرا نکی۔ دوسرے دن رانا نے چندربھان کو اپنے پاس بلاکر خلوت مین مشورہ کیا کہ اپنے پسر صاحب جگہ (ولیعہد) کو تمھارے ساتھ بادشاہ کی ملازمت کیلیے بھیج دونگا لیکن تامل یہ ہے کہ شہر کے اور علاقے کے رہنے والے افواج شاہی کی آمد سے ڈر گئے ہین جبکہ لشکر قلعہ کو منہدم کرکے لوٹ جائیگا تو اسوقت کنور کو اجمیر بھیجونگا چندربھان نے جوابدیا کہ بیٹے کو بھیجنے مین کسی قسم کا وہم نہ کرنا چاہیئے رانا نے جوابدیا کہ میرا دل مطمئن ہے بیٹے کو بھیجنے کے متعلق کوئی فکر نہین لیکن اس ملک کے رہنے والے وحشی ہین وہ ایسی جزئیات کے سمجھنے سے قاصر ہین اسلیے لشکر کے چتوڑ سے واپس ہونے کے بعد بلا توقف روانہ کردونگا۔ رانا اور اسکے مشیرون نے بہت سے رد وبدل کے بعد ایک عرضی تیار کرکے بلو کے ہاتھ جو سمجھدار آدمی ہے اور اس معاملے سے بخوبی واقف تھا بادشاہ کی خدمت مین بھیجی جسکا مضمون یہ تھا کہ قلعہ چتوڑ اور ہندوستان کی تمام مملکت سرکار کے ملازمونکی ہے اگر شیخ عبدالکریم دیوان سرکار عالی کو استمالت کے لیئے سرفراز فرمائین تو مین اپنے بیٹے کو اسکے ہمراہ بھیجدون اور ہزار سوار بدستور سابق دکن مین روانہ کرون۔ رانا اس بات کا منتظر ہوا کہ خبر آے کہ فوج شاہی قلعہ کو توڑ پھوڑ کر واپس چلی گئی رانا نے بیٹے کی روانگی کا سامان سرانجام دینا شروع کردیا۔ چندربھان لکھتا ہے کہ رگھناتھ سنگھ اگرچہ راجپوت آدمی ہے لیکن معاملہ فہمی اور معقولیت سے خالی نہین وہ اپنی جمعیت کے ساتھ حاضر تھا اسنے بھی رانا کو خلوت وکثرت دونون مین بخوبی سمجھایا اسکے بعد چندربھان نے لکھا ہے کہ یہانکا میوہ فی الحال بڑا کھیرا ہے جسے اس ملک مین کاکڑی بولتے ہین گنا بھی خراب نہین ہوتا رانا کے باغ سے چند انار لاے تھے اگرچہ سیراب تھے لیکن میٹھے نہ تھے دوپہر کے وقت ہوا تھوڑی سی گرم ہوجاتی ہے لیکن رات کو سردی پیدا ہوجاتی ہے اودیپور کے تمام آدمی بھاگ گئے ہین اور سب کی نظرین اس معاملے کی اصلاح کیطرف لگی ہوئی ہین۔
دوسری عرضی مین چندربھان بادشاہ کے فرمان سے جواب مین لکھتا ہے کہ رانا عنایت شاہی کا منتظر تھا فرمان کے مضمون سے مطلع ہوکر اوسنے کنور کی روانگی کے لیے تاکید کردی رانا کو کنور کے بھیجنے مین تامل نہ تھا خوف وہراس کی وجہ سے پریشان تھا اور منتظر تھا کہ لشکر چتوڑ سے لوٹ جاے تو اپنے کنور کو روانہ کرے اور

اُسنے روانگی کی ساعت سعید نجومیون سے معلوم کرکے ماہ محرم مین شنبہ کی سات گھڑی رات گذرے مقرر کردی وہ کہتا ہے کہ مین نے اپنی سعادت جانکر حکم عالی کی اطاعت کرلی امید ہے کہ میرے ملک ومال کو کچھ نقصان نہ پہونچے گا اور اپنے بزرگون سے زیادہ رعایت پاؤنگا جس سے ہم چشمون مین سربلندی حاصل ہوگی اور میرا بیٹا جلد واپس ہوکر مجھ سے ملے گا۔ چندربھان لکھتا ہی کہ مینے رانا کی تسلی کردی۔

تیسری عرضی سے معلوم ہوتا ہے کہ رانا نے اپنے بیٹے کو ۹ محرم کو شنبے کی سات گھڑی رات گئے اودیپور کے باہر خیمون مین پہونچوا دیا اور سامان کی تیاری تیزی سے ہونے لگی لیکن رانا خود اور اُسکے معتمد بھی کہتے تھے کہ جب تک لشکر شاہی چتوڑ کو خراب کرکے واپس نہ چلا جاے گا اُسوقت تک دلجمعی نہ ہوگی اور رعایا بھی اطمینان حاصل نہ کرے گی۔

فرمان شاہی سعداللہ خان کے نام صادر ہوا کہ رانا نے مراسم بندگی ولوازم فروتنی اختیار کین اور اپنے آدمیونکو بھیجکر عہدنامے کے لیے التماس کی اور امان مانگی تو تم کو چاہیئے کہ فقط قلعہ کو خراب کرکے دربار مین چلے آؤ خانِ مذکور نے فرمان کے موافق عمل کیا۔ قلعہ کی در و دیوار و برج بارہ چودہ روز مین ڈھاکر اور خاک کی برابر کرکے بادشاہ کے پاس چلا آیا۔

چوتھی عرضی مین مندرج ہے کہ جب شیخ عبدالکریم بادشاہ کا فرمان لیکر رانا کے پاس پہونچا اور اُس سے یہ معلوم ہوا کہ لشکر کو واپسی کا حکم دیدیا گیا ہے تو رانا نے جو اسی بات کے انتظار مین تھا اپنے بیٹے کو جو ایک ہفتہ پہلے سے شہر کے باہر خیمون مین مقیم تھا عبدالکریم کے ہمراہ بھیجدیا جسکی عمر چھہ سال کی تھی اور یہ سب لوگ یکشنبہ ۱۲ محرم کو اجمیر کی طرف روانہ ہوگئے۔

چندربھان نے اودیپور پہونچکر رانا کو شہر مین مقیم رکھا تھا ورنہ وہ بھی مضطرب الحال ہوکر شہر چھوڑنے والا تھا اور جب رانا کو اطمینان ہوگیا تو یہانتک سے ولیعہد کو بھی بلا لیا تھا شاہجہان نامے مین محمد امین نے لکھا ہے کہ رانا جگت سنگھ کا بیٹا صاحب ٹیکہ جسکا نام راج کنور تھا شاہزادہ داراشکوہ کے توسل سے اجمیر مین آیا اور شاہزادے کے آدمیون کے ساتھ دربار شاہی مین حاضر ہوا اُسنے سلام کے بعد ایک بڑا ہاتھی جسکا نام رام پرشاد تھا اور چاندی کا زیور پہنے تھا اور نو گھوڑے پیش کش مین نذر کئے اور اسکو بادشاہ نے خلعت، سرپیچ مرصع اور مالاے مروارید مرحمت کی بادشاہ نے اس پسر خردسال کو اپنے پایۂ تخت کے قریب بلایا۔ باپ نے ابتک اُسکا نام نہین رکھا تھا بادشاہ نے خود اُسکا نام سبھاگ سنگھ رکھا اور اُسکو وطن کو رخصت کیا رانا جگت سنگھ نے ہزار سوار بسرداری سکت سنگھ دکن کو روانہ کردیے۔

ان راجپوتون کے طریق دنیاسازی سے سبق لینا چاہیئے چھہ برس کی عمر کے بچے کا نام نہ رکھتے حالانکہ پیدا ہوتے ہی نجومی طالع پر لحاظ کرکے نام تجویز کردیتا ہے مگر بادشاہ کے خوش کرنے کو یہی ایک فقرہ بنایا۔

اسکے بعد جگت سنگھ سے کوئی جھگڑا نہین ہوا اور وہ ۲۵ برس حکمرانی کے بعد گذر گیا۔

۵۹- رانا راج سنگھ اول

سمبت ۱۷۰۹ مطابق ۱۶۵۲ء مین راج کا مالک ہوا۔ وہ ایک سخت مزاج شخص تھا اُسنے اپنے ایک پروہت اور چارن وغیرہ کو غصے مین مار ڈالا تھا جسکے پرانسچت یعنی کفارے مین غیر قوم والونکے مقابل لڑکر مارا جانا عمدہ سمجھا گیا تھا شاہجہان کے عہد مین تو کوئی جھگڑا پیش نہ آیا۔ بلکہ شاہجہان نے اُسکو منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سرفراز کیا۔ عالمگیر کے عہد سنہ ۱ جلوس مین اُسکے لیے خلعت وجمدھر مرصع ارسال ہوا۔ لیکن سنہ ۲۲ جلوس عالمگیری مطابق سنہ ۱۰۹۰ ہجری ۱۶۷۹ء مین بادشاہ کے خلاف یہ رانا کھڑا ہوگیا اور بظاہر مخالفت کی دو وجہین معلوم ہوتی ہین (۱) جزیہ (۲) اجیت سنگھ جودھپور والے کی حمایت۔

عالمگیر نے حکم دیا کہ مطیع الاسلام اور دار الحرب مین تفریق ہونے کے لئے ہنود سے کل صوبجات مین جزیہ لیا جائے۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو دار السلطنت اور اطراف کے ہنود لاکھون کی تعداد مین جھروکے کے نیچے دریا کے کنارے پر جمع ہوئے اور بہت ضعف نالی کی اور اُسکی معافی کے لیے کہا مگر بادشاہ نے کچھ نہ سنا جب شاہجہان بیماری کے سبب ملکی کاروبار سے لاچار ہوگیا تو اُس کے چار بیٹون مین سے ہر ایک نے بادشاہ بننا چاہا اُن مین سے اورنگ زیب عالمگیر نے سب کو ٹھکانے لگاکر کامیابی حاصل کی اُسنے دکن سے آگرہ آتے وقت رانا راج سنگھ کو خاص دستخطی فرمان ونشان بھیجکر اپنا طرفدار بنانا چاہا لیکن اس بات کو عذر کرکے ٹالدیا گیا۔

جب عالمگیر بھائیون پر فتح پاکر زبردست ہوگیا تو رانا نے مصلحت سے اپنے کنور سردار سنگھ کو کسیقدر جمعیت سمیت بھیجدیا اور کچھ جاگیر خیر خواہی مین طلب کی اُس مطلب آشنا نے جب کوئی غرض نہ دیکھی تو سوا ے پرگنہ مالپورہ کے جس پر رانا نے شاہزادونکی لڑائی کے وقت قبضہ کرلیا تھا زیادہ جاگیر دینے سے صاف انکار کردیا۔ پھر اسکے بہت مدت کے بعد رانا راج سنگھ نے جودھپور والے اجیت سنگھ پسر جسونت سنگھ کی اعانت شروع کی جسکی تشریح یہ ہے کہ مہاراجہ جسونت سنگھ کابل کے علاقہ جمرود مقام پر مرگیا تو اُسکے ماتحت راجپوت مہاراجہ کی رانیون سمیت بادشاہ کے حکم کے بغیر پشاور سے روانہ ہوگئے راستے مین لاہور کے مقام پر اجیت سنگھ اور دل تھمن دو لڑکے حاملہ رانیون سے پیدا ہوئے دہلی پہونچنے پر بادشاہ نے اسوجہ سے خفا ہوکر کہ انھون نے دریاے اٹک پر بادشاہی محافظونکو قتل کیا اور بے پروانہ راہداری دکھائے بغیر دریا کو عبور کیا تھا رانیون وغیرہ کو نظر بند کردیا راجپوت دھوکا دیکر اور بادشاہی گارد سے مقابلہ کرکے اور بہت سے مارمرکر کمسن اجیت سنگھ سمیت جودھپور پہونچے عالمگیر نے ناگور کے راؤ اندر سنگھ کو جو مہاراجہ جسونت سنگھ کے بڑے بھائی امر سنگھ کا پوتا تھا راجہ بناکر جودھپور بھیجا لیکن راٹھوڑون نے اسکو مار کر نکالدیا عالمگیر نے رانا کو فرمان بھیجا کہ باغیون کی حمایت سے دست بردار ہوجاے اور جسونت سنگھ کے بچون کو حوالے کردے رانا کے نہ مانا اسپر عالمگیر نے جودھپور پر فوجین بھیجین بالآخر رانا منور خان امیر کے فوجدار کے ہاتھون اتنا مغلوب ہوا کہ تاب مقاومت نہ رہی رانا نے وکلاے معتبر زبان دان لائق کو مع پیش کشون اور عرضداشت کے بھیجا اور اطاعت کا اظہار کیا اور جزیہ دینا قبول کیا

بن سے تین پرگنے دینے اور جودھپور والونکی اعانت نہ کرنیکا وعدہ کیا اور عفو تقصیرات
ی ذکاء اللہ صاحب نے تاریخ ہندوستان مین تصریح کی ہے۔
بہادر کو اس ضلع کے بندوبست اور باقی وصول کرنے کے لیے مقرر کیا آگرے کے مقام
ے سبکی طلبی کا فرمان بھیجا تھا بادشاہی دربار مین پہونچا جہان سے تھوڑے دنون کے
بعد انعام وغیرہ پاکر لوٹ آیا چند روز کے بعد خبر آئی کہ رانا نے پھر تمرد اختیار کیا اور اپنے عہد و پیمان سے پھر گیا
خان جہان سے عمدہ انتظام نہ ہوسکا اور اسنے بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ رانا سے اودیپور کی مدد سے راٹھور وغیرہ
ل راجپوت شریک ہوکر بڑا فساد کرنا چاہتے ہین رانا نے اپنی فوج بھیم دیو سیسودیہ کی زیر کمان راٹھورونکی مدد پر
روانہ کی تھی چنانچہ بھیم دیو بہت تیزی کے ساتھ منزلین کرتا ہوا اضلاع گوڈواڑ مین راٹھورونکی جمعیت سے آن ملا
اور انکی طاقت کو ایک سے دہ چند کردیا۔
عالمگیر نے ناراضی کے ساتھ راجپوتانہ پر چڑھائی کی اور رجب سنہ ۱۰۹۰ ہجری مطابق جولائی سنہ ۱۶۷۹ء مین رانا اور
راجپوتون کی تنبیہ کے لیے اجمیر روانہ ہوا۔ اور اس دفعہ راجپوتونکے مغلوب کرنے مین اپنی ساری فراست و کیاست
کو کام مین لایا بادشاہزادہ محمد معظم کے نام حکم صادر ہوا کہ وہ دکن سے اجین مین آئے اور حکم کا منتظر رہے اور بنگالے مین
شاہزادہ محمد اعظم کو لکھا کہ بطریق یلغار میرے پاس آجاے۔
جب اجمیر کے قریب بادشاہ آیا تو رانا کی تنبیہ و تادیب کے لیے شاہزادہ محمد اکبر کو ایک بڑی فوج دے کر
حسین علیخان بہادر سمیت خاص اودیپور اور مغربی پہاڑونکی طرف بھیجا اور شاہ قلی خان کو منور خان کا خطاب دیا
اور اسکا اضافہ کیا اور امراے کار طلب اسکے ہمراہ کئے اور اسکو بادشاہزادے کا ہراول بنایا اس خبر کو سنکر رانا نے
اودیپور کو کہ حاکم نشین تھا ویران کیا اور اپنے اہل و عیال و آدمیونکو ہمراہ لیکر دشوار گذار پہاڑون اور درون مین چلا گیا
شاہزادہ اکبر مامور ہوا کہ وہ درون مین راجپوتون کے استیصال کے لیے بعض امیرونکو بھیجے اور کچھ دلاورونکو رانا کے ملک
اور زراعت کے تاخت و پامالی کے لیے روانہ کرے اور اپنے لشکر کو اطراف جودھپور مین مقرر کرے کہ جہان
آبادی دیکھے اسکو ویران کرے حسن اتفاق سے فوج شاہی کا ایک معزز افسر جسکا نام تہور خان تھا
بہادر سپاہیونکا لشکر لیے ہوئے شاہزادہ محمد اکبر کی کمک پر آ پہونچا اور سمبت ۱۷۳۷ مطابق سنہ ۱۰۹۱ ہجری و سنہ ۱۶۸۰ع
اسوج سدی گیارس کے روز دونون لشکرونکا مقابلہ ہوا بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی تاریخ پالنپور مین لکھا ہے کہ
سیسودیا کا ولیعہد کنور اور اندربھان وغیرہ بہت سے نامی گرامی راٹھور سردار کام آئے جے سنگھ رانا کا ولیعہد
تو بعد رانا کے باپ کا جانشین ہوا یہ کوئی دوسرا بیٹا ہوگا ریاست کے مصارف سے بنی ہوئی تاریخ بیر نیو د
و تحفہ راجستان مین جو سردار سنگھ کا کسی قدر جمعیت کے ساتھ عالمگیر کے پاس بھیجا جانا لکھا ہے شاید وہ مارا گیا ہو
ان دنون مین حکم کے بموجب شاہزادہ محمد اعظم بھی چار ماہ کی راہ کو ایک مہینے سے کم مین طے کرکے بریدہ اپنی
فوج جنگی کے ساتھ آگیا اسکو حکم ہوا کہ رانا اور راٹھورونکے تعلقے اور دہاے قلب مین جاکر راجپوتونکے قتل و اسیر

کرنے مین کوشش کرے اور فوج معین کرے کہ رانا کے ملک مین جو غلے کی رسد پہونچتی ہے اسکو بند کرے اور زراعت نہ کرنے دے۔ رانا کی مدد کے لیے تعلقہ جسونت سنگھ سے ہزارون سوار اٹھوڑا اور راجپوت جمع ہوگئے افواج شاہی کا مقابلہ شوخی سے کرتے تھے اور کبھی رسد غلہ پر تاخت کرتے تھے بادشاہی چند ہزار سوار و نکو دریاے قلب کی طرف لے گئے اور اُنکو چارونطرف سے گھیر لیا اور بہت سے سوارون اور پیادون کا پتہ نہ لگنے دیا لیکن آخرکو راجپوت فوج بادشاہی سے مغلوب ہونے لگے۔ راجپوتون نے درونکی سر راہ کو بند کر رکھا تھا اور کبھی کبھی پہاڑون سے آنکر شاہزادے کے لشکر پر غفلت کی حالت مین شب خون مارتے تھے لشکر بادشاہی خصوصاً منور خان اس جماعت کو تنبیہ کرتا تھا اور ملک کی خرابی اور قصبات اور عالی عمارات کے مسمار کرنے اور اشجار ثمردار اور باغات کے کاٹنے اور راجپوتونکے زن و فرزند کے گرفتار کرنے مین جو غارون اور دروں مین چھپے ہوے تھے کوئی کسر باقی نہ رکھتا محمد امین خان صوبہ دار گجرات کے نام حکم گیا کہ اپنی فوج کے ساتھ جلد سرحد راجپوتانہ اور احمد آباد کے درمیان استقامت کرے اور جہان راجپوتونکی خبر سنے اور پتا پائے اُنکو غارت کرے۔

عالمگیر نے کچھ فوج شیخ داہی کیطرف کھنڈیلہ کے راجپوتونپر اور انکی دوسرا لشکر جودھپور بھیجا۔ کھنڈیلہ کے بہت سے راجپوت بادشاہی فوج سے لڑکر مارے گئے اور اُنکے مندر توڑ ڈالے گئے۔ راٹھوڑون نے بھی کئی بار اچھی لڑائی کی لیکن آخر مین وہ جودھپور سے نکالدیے گئے تب لاچار ہوکر درگداس راٹھوڑ وغیرہ پچاس ہزار سوارون سمیت اجیت سنگھ کو رانا کی پناہ مین لے گئے ذیقعدہ کو بادشاہ اجمیر سے اودیپور کی طرف روانہ ہوا۔ عالمگیر نے ماندل مین تہور خان کو مقرر کیا رگھناتھ سنگھ کو شیانہ مین تعین کیا اللہ اندر سنگھ کو تہیر کی ضبطی کے لیے مامور کیا دھامان اور محکم سنگھ کو قصبہ پور مین رکھا محمد اکبر میرٹھ سے چلکر مقام دیباری مین بادشاہ کے پاس آگیا اور بادشاہ اودے ساگر تالاب پر جو اودے پور سے چھ میل مشرق کی طرف ہے آپہونچا۔ یہان اُسنے کئی مندر اور دیباری کا دروازہ جو گھاٹہ مین بنا ہوا ہے توڑ ڈالا۔ اودے پور تک میدان خالی پڑا تھا شہر بغیر مقابلہ قبضے مین آگیا۔ ۱۲ ذیحجہ کو روح اللہ خان اور یکہ یار خان جگدیس کے بڑے مندر کو توڑنے کے لیے روانہ ہوئے یہان بیس راجپوت اور چارن بارہٹ نرد وغیرہ لڑکر مارے گئے جو مندر کی حفاظت کو ثواب جانکر بیٹھے ہوئے تھے۔ شاہزادہ محمد اکبر نے اودے پور سے حسین علیخان وغیرہ کو فوج سمیت رانا کے مقابلے کے لیے بھیجا ماثر عالمگیری مین آیا ہے کہ وہ درے سے گذر کر رانا تک پہونچ گیا مگر اُسکے آنے سے قبل رانا خیمے اور دوسرا اسباب چھوڑکر بھاگ گیا تھا اس سفر مین کثرت سے غلہ لشکریون کے ہاتھ آیا جس سے ارزانی ہوگئی ساتوین محرم ۱۰۹۱ ہجری کو حسین علیخان خیمے وغیرہ جو رانا سے ہاتھ آئے تھے بیس اونٹونپر لدوا کر واپس آگیا اور بیان کیا کہ جگدیس کا مندر جو رانا کی حویلی کے سامنے ہے اور شہر کے دوسرے ایک سو بتیس مندر ڈھائے دونون طرف کے آدمی قتل و زخمی ہوئے عالمگیر کو اودے ساگر پر ان کارروائیونکی خبر ایک تورانی شخص شہاب الدین دیتا تھا جو کچھ مدت کے بعد دکن کی لڑائیون مین اپنی لیاقت سے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کا خطاب اور سات ہزاری ذات سوار کا منصب پاکر بادشاہی فوج کا سپاہ سالار ہوگیا اور جسکے بیٹے قمر الدین بیٹے

آصف جاہ نظام الملک چین قلیچ خان بہادر فتح جنگ نے محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین دکن کی صوبہ داری کے عوض حیدر آباد کی خود مختار ریاست قائم کی جو ابتک اسکی اولاد کے قبضے مین چلی آتی ہے ۔

راجپوتون نے میواڑ پر بادشاہ کی توجہ زیادہ دیکھکر دوسرے علاقون مین پاؤن پھیلائے مرآت احمدی مین ہے کہ رانا اپنی گرفتاری کے خوف سے ایک جگہ قرار نہین پکڑ سکتا تھا ایسی حالت مین اُسکے چھوٹے بیٹے بھیم سنگھ نے پہاڑون مین سے نکلکر گجرات کی طرف دھاوا کیا اور بڑنگر اور بسیل نگر اور دوسرے مواضعات کو لوٹ کر واپس چلا گیا ایڈر کا زمیندار جو مارا مارا پھرتا تھا اُسنے راجپوتون کو جمع کرکے ایڈر پر قبضہ کر لیا تاراجی گجرات کی روک کے واسطے بادشاہ نے گجرات کے صوبہ دار محمد امین خان کو جو چتوڑ مین موجود تھا روانہ کیا۔ راٹھوڑ مارواڑ مین پھیلے اور بعض نے اجمیر کے علاقے مین لوٹ مار کا ارادہ کیا۔ اس حالت مین بادشاہ کو دوسرا انتظام کرنا پڑا بڑے شاہزادہ محمد معظم کو دکن سے طلب کرکے اودے ساگر پر اپنی جگہ چھوڑا دوسرے بیٹے محمد اعظم کو چتوڑ مین رہنے کا حکم دیا اور تیسرے محمد اکبر کو جبکہ کنور جے سنگھ کے رات مین چھاپہ مارنے سے نقصان ہوا مارواڑ پر روانہ کیا خود بادشاہ اس خیال سے کہ راجپوت ہندوستان کی طرف حملے کا ارادہ نہ کرین ۲۴ صفر کو میواڑ کیطرف سے چتوڑ ہوتا ہوا اجمیر کو لوٹا اور یہان ٹھہرا جب رانا کے معاونون کا کام تنگ ہوا غلہ نایاب کھیتی باڑی متعذر تو راٹھوڑ راجپوتون نے یہ تدبیر و تمہید کی کہ وہ اول شاہزادۂ محمد معظم کے پاس گئے کہ اسکو اپنے جرائم کا شفیع بنائین یا بغاوت پر اُسکی رہنمائی کرکے اپنا رفیق بنائین پادشاہ زادے نے انکی باتون پر کان نہین لگایا اور نواب بائی والدۂ شاہزادہ کو جب اُسکی خبر ہوئی تو اُسنے بھی نصیحت کی اور منع کیا کہ کسی بات مین وہ راجپوتون کی امداد و معاونت سے آشنا نہ ہو اور رانا کے وکیلون کو اپنے پاس نہ آنے دے جب وہ اس شاہزادے سے مایوس ہوئے تو شاہزادۂ محمد اکبر کی طرف رجوع ہوئے ۔

شاہزادۂ محمد اکبر کی بغاوت

یہ شاہزادہ خاندان اودے پور کی لڑکی کے بطن سے تھا جسکا نام اصلی سرپی تھا مین نے اس صورت کی تصویر دیکھی ہے چہرہ پتلا اور ناک پتلی اور کھڑی اور رنگ گورا پیشانی ابھری ہوئی آنکھین بڑی بڑی اور بادامی ٹھوڑی نکلی ہوئی اور ڈھلوان ہے بال سر کے کثرت سے اور بڑے بڑے اور سیاہ ہین قامت دراز ہے حسینون مین شمار ہونے کے قابل نہین ہے ۔

جلال الدین شروانی نے اسکی کیفیت مفصل لکھی ہے یہ عقل مند تھی اسے شب و روز یہ ادھیڑ بن رہتی تھی کہ اسکے بیٹے اکبر کو کسی طرح عالمگیر کی زندگی مین تخت سلطنت مل جائے اکبر کو چونکہ اُسکی مان کی تعلیم ملی تھی وہ راجپوتون کا بہت خیر خواہ تھا اور ہندوانی مذہب پر بھی اسکا کبھی کبھی رجحان پایا جاتا تھا بیگم نے ایک دن عالمگیر کے سامنے اس بات پر بڑا زور دیا کہ میرا بیٹا ہر طرح قابل سلطنت ہے حضور اسی کو اپنا جانشین مقرر فرمائین عالمگیر نے ایک بڑا معقول جواب دیا اور وہ یہ تھا کہ سلطنت نہ بڑے بیٹے کا حق ہو سکتی ہے نہ چھوٹے کا جو لڑکا قابل ہوگا سلطنت

لے سے گا سروپی نے عرض کیا کہ حضور کی اس راے سے اتنا کھلتا ہے کہ خونریزی حضور اقدس کو پسند ہے اگر آپنے
سامنے ہی ایک بیٹے کو متمکن کر دیا جاے تو میرے خیال مین بہتر ہوگا اور سخت خونریزی نہ ہوگی یہ سنکر عالمگیر نے پھر
یہی جواب دیا یہ سچ ہے لیکن اگر وہ لڑکا جسکو تم لائق سمجھی ہو لائق نہوا اور ہمارے بعد تخت کے دعوے دار اٹھ کھڑے ہونگے
تو تم سے کہتا ہون کہ اُسوقت کی خونریزی کو کون روک سکتا ہے جب اکبر بڑا ہوا اور تین جنگون مین کامیاب ہوا تو جودھپور
والے سے اکبر کی تخت نشینی کی بابت سروپی نے خط و کتابت کی اور اپنے بیٹے کو یعنی اودیپور بھی خط لکھا جو خط اُسنے سنسکرت
مین جودھپور والے کو لکھا وہ حال جلال الدین نے نقل کیا ہے اسمین تاریخ وغیرہ کچھ نہین ہے ہم اسے دلچسپ
جانکر درج ذیل کرتے ہین آپکو معلوم ہوگا کہ میرا بیٹا اکبر بڑا بہادر اور شجاع ہے اُسکی قابلیت ۔ لیاقت ۔ شجاعت ۔
اور تدبیر سے یہ پایا جاتا ہے کہ اُس سے بہتر وارث تخت ہند کا نہین ہو سکتا مگر افسوس یہ ہے کہ عالمگیر اُسکو چلتا ہوا
دیکھکر ذرا ٹیڑھی نظر سے دیکھتا ہے مجھے خوف ہے کہ کہین عالمگیر کے اور بیٹے اُسکو خارج نہ کر دین اگر تم میری مدد کرو
اور مجھے سہارا دو تو اکبر کو مین اس بات پر آمادہ کرون کہ وہ بزور اپنے باپ سے سلطنت کا خواستگار ہو اگر وہ
راضی ہو جائے تو خیر اور نہ راضی ہو تو اُسے گرفتار کر لیا جاے سوا اُسکے سلطنت کے حاصل کرنے کی اور کوئی
صورت نظر نہین آتی اگر تم نے اکبر کی مدد مین جان لڑا دی تو یہ سلطنت پھر ہندوؤن کے ہاتھ مین آجانے کی جودھپور والے
نے یہ خط دیکھکر جواب دیا کہ پچاس ہزار راجپوت مین بہم پہونچا سکتا ہون اگر تمھارا بیٹا اکبر جنگ پر آمادہ ہو تو مین اُسکے
پسینے کی جگہ اپنا خون بہانا فرض جانتا ہون سغرض کہ تذکرہ عالم مین بڑی شرح و بسط سے لکھا ہے کہ اکبر کی بغاوت
پر آمادگی مین اُسکی مان کی صلاح کو بھی پوری پوری مداخلت تھی تذکرہ عالم مین اسیطرح لکھا ہے لیکن محمد علی ابن
محمد صادق الحسینی نے راحت افزا مین لکھا ہے کہ محمد اعظم شاہ اور محمد اکبر دلرس بانو بیگم دختر شاہ نواز خان صفوی
کے بطن سے تھے اودیپوری کے بطن سے کام بخش تھا اور تذکرۂ عالم مین دلرس بانو بیگم کے بطن سے صرف
شاہ اعظم کی ولادت لکھی ہے ۔ اس جملۂ معترضہ کو چھوڑکر مین بیان کرتا ہون کہ راجپوتون مین درگداس
بڑا ہوشیار تھا اُسنے ایک چالاک اور کستان چارن کو پیغام صلح دیکر شاہزادۂ اکبر کے پاس بھیجا اس چرب زبان
و حراف چارن نے پیغام صلح ادا کرنے کے بعد کچھ ایسی لچھے دار باتین کین کہ شاہزادہ اُسکی گفتار کا دلدادہ ہو گیا
اور ادھر اُدھر کے قصے کہانیون کے ضمن مین جو سبق راٹھورون سے پڑھکر آیا تھا اُسے اپنی خوش بیانی سے اسطرح
دوہرایا کہ سادہ لوح شاہزادے پر چارن کی تقریر نے پورا پورا اثر کر لیا اور اُسکے دل مین دشمنون کے ساتھ
حسن سلوک اور مراعات کا خیال بہانتک پیدا ہو گیا کہ اپنے مافی الضمیر کو بھی بالکل بھول گیا جب چارن نے دیکھ لیا
کہ میرا جادو اچھی طرح چل گیا اور شاہزادہ میرے دام فریب مین گرفتار ہو گیا تو اُسنے اپنی تقریر کا رنگ بدل کر اس
ناعاقبت اندیش شاہزادے کو اورنگ زیب سے منحرف کرنا شروع کیا اور وہ چار خوشامدانہ فقرون کے بعد بولا ابھی
خدا کے فضل سے ہمارے اقبال یعنی حضرت ظل سبحانی کا سایہ حضور کے سر پر ہے دشمن بھی دوست بنے ہوئے
ہین کسیکو اتنی جرأت نہین ہو سکتی کہ حضور کیطرف ترچھی نظر سے بھی دیکھے مگر حضور خطا معاف حضور کے بھائی

حضرت یوسف کے بھائیون سے بھی دس حصے بڑھکر ہین جب اسوقت مین کہ محبت شاہنشاہی حضور کی محافظ و طرفدار ہے حضور کو اپنے بھائیونکے مقابلہ مین ناکافی رہا کرتی ہے تو جب وہ مطلق العنان ہوگئے تو فرمائیے حضور کا کہان ٹھکانہ ہوگا حضور کے بھائیون کے جو خیالات اور جو ارادے ہین وہ کچھ مجھ ہی تک یا حضور ہی تک محدود نہین ہین بلکہ ملک کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والے ہین حضور کو حفظ ما تقدم کے لیے کہنا گویا لقمان کو حکمت سکھلانا ہے لیکن گستاخانہ اتنا عرض کرتا ہون کہ حضور کو اپنے آبا و اجداد کے خیالات اور حالات سے ضرور سبق لینا چاہیے دیکھیے شہنشاہ اکبر نے تالیف قلوب اور ہر دلعزیزی کا کیا طریقہ اختیار کیا تھا اور بہادر وفادار قوم راجپوت کے ساتھ موافقت رکھنے کی وجہ سے کس آسانی کے ساتھ ملک ہندوستان کو مسخر کر لیا تھا اعلے حضرت شاہجہان نے بھی ان ہی جان نثار راجپوتونکی بدولت تخت سلطنت حاصل کیا تھا جو وقت تخت نشینی کی بابت جھگڑے چلے ہین تو زمانہ بھر انکا مخالف تھا اور کارپردازان اہل دربار تو انکے دشمن جانی ہی تھے مگر راجپوتونکی تلوار اور حکمت عملی نے سب بھائیونکو ایسا نیچا دکھایا کہ پھر ابھرنے ہی نہ دیا اسیطرح اگر حضور بھی براہ دور اندیشی اس وفا شعار قوم کے ساتھ رشتۂ محبت و اخلاص قائم کر کے تسخیر کا افسون پھونک دینگے تو کیا عجب ہے کہ اورنگ زیب کے جیتے جی آپ ولیعہد سلطنت بلکہ مستقل بادشاہ بنجائین۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس پیغام رسان چارن نے دو چار وقت کی حاضر باشی مین اپنی لسانی اور چرب زبانی سے ناتجربہکار شاہزادے کو اپنی طرف متوجہ کر کے اسکا دل مٹھی مین لے لیا اور قوم راجپوت کیطرف سے اب شاہزادے کے دل مین اس درجہ محبت پیدا ہوگئی کہ راٹھوڑون کے ساتھ معرکہ آرائی کا خیال بھی ایسا محو ہوا کہ گویا بالکل تھا ہی نہین۔ اب راٹھوڑون نے اکبر کو امیدوار کیا کہ راجپوت چالیس ہزار سوار جرار آپکی رفاقت کے لیے اور خزانہ بیشمار آپکے خرچ کے واسطے موجود ہے شاہزادہ یہ سبز باغ دیکھکر بتقاضاے ایام شباب و رہنمونی احباب سے راجپوتونکے دام مین گرفتار ہوا بعض اسکے ہمراہی بھی انکے ہم داستان ہوئے۔ بادشاہزادہ اپنے شفیق باپ شہنشاہ عالمگیر سے بدظن ہوکر علانیہ مقابلے کے لیے تیار ہوگیا۔ ابتدا مین اس خبر کی شہرت اڑتی ہوئی شاہزادہ محمد معظم کے پاس گئی اسکو بھائی سے ایک گونہ محبت تھی اسکو نصیحت آمیز دو کلمے لکھے۔ باپ کو اپنی عرضداشت مین اس مضمون پر اشارہ کیا کہ راجپوت شاہزادے کے اغوا کے درپے ہین اس سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ محمد اکبر کی طرف سے بادشاہ کو کوئی وسوسہ نہ تھا مگر بادشاہزادہ محمد معظم کی بدنامی حسن ابدال مین اس قسم کی ہو چکی تھی اور ابتدا مین جو راجپوت بڑے شاہزادے کے پاس پیغام لائے تھے اسکی خبر بھی بادشاہ سن چکا تھا اسنے محمد اکبر کے حق مین محمد معظم کی تحریر کو محض افترا جانا اور جواب مین لکھا بھائی عظیم حق سبحانہ تعالے شما را ہمیشہ بر صراط مستقیم رہبری نماید و از آلودگی سخن شنوی بدخواہان محفوظ دارد۔

جب یہ راز مخفی برملا ہوا اور خیمہ خیمہ مین سب چھوٹے بڑونکو یہ خبر معلوم ہوگئی کہ درگداس تیس ہزار سوار راجپوت لیکر اکبر سے مل گیا اور یہ خبر بھی آئی کہ محمد اکبر نے تخت پر جلوس کیا اور سکہ جاری کیا اور منور خان کو ہفت ہزاری کیا امیر الامرا کا خطاب دیا۔ مجاہد خان اور عمدہ نوکرون کے جو اسکے ہمراہ تھے اضافے کئے جنمین سے بعض نے مجبور ہوکر قبول کئے اور بعض نے مصلحۃً نہ قبول کئے سب کی تالیف قلوب کی اور بادشاہ کیطرف لڑنے کے ارادے سے آیا۔

ان دنون بادشاہی فوج راجپوتونکی تنبیہ کے لئے محمد اکبر کے ساتھ چلی گئی تھی۔ اسد خان وبہرہ مند خان کے سوا کوئی عمدہ امیر نہ تھا اور کل فوج مع خواجہ سرایون اور اہل دفتر کے سات آٹھ سو سوار تھے اسوجہ سے لشکر مین تزلزل ہوا۔ ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا۔

یہ موقع راجاؤن اور اکبر کے لیے اچھا نکلا کہ وہ ایسی بیخبری وکمزوری کی حالت مین عالمگیر کو بے تعداد راجپوتون کی فوج سے قید کرلیں الفنسٹن لکھتا ہے کہ مشکل سے عالمگیر کے پاس ایک ہزار سوار رہ گئے ہونگے اکبر کی بغاوت یا سرکشی صرف باغی راجپوتونکے ورغلانے سے ہوئی تھی ورنہ وہ اپنے باپ کا سب بیٹون سے زیادہ مطیع تھا عالمگیر نے اول بیٹے کو راہ راست پر لانے کی تدبیر کی اور اسکو نصیحت آمیز خط لکھا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ اور شاہزادے کی اس دلچسپ مراسلت کو اس موقع پر بلفظہ درج کردیا جائے جو اُنکے درمیان ہوئی تھی۔

نقل تحریر دست وقلم خاص عالمگیر کہ بشاہزادہ محمد اکبر لقلم آمدہ ۱۶

فرزند دلبند نور البصر لخت جگر بجان برابر بلکہ از جان عزیز عزیز تر بتوجہات خاص الخاص مستظہر بودہ بداند خدا گواہ است کہ ما بدولت واقبال آن فرزند را زیادہ از ہمہ فرزندان عزیز میداشتیم در رفاہیت وآسودگی حال ومآل او ہمہ وقت پیش نہاد خاطر فیض مآثر بود اما او از بے سعادتی خود بحیلہ بازی راجپوتان ابلیس کردار آدم صفت از بہشت آغوش کنار مادر وپدر بدر شدہ آوارۂ کوہ ودشت ادبار گردیدہ تا چہ تدبیر کنم وچہ چارہ سازم از استماع احوال کثیر الاختلال پریشانی وسرگردانی وفلاکت وہلاکت او نہایت غم وغصہ سراپاے خاطر می گردد بلکہ لذات جسمانی ہم تلخ شد سوا اغماض قطع نظر از عزت وشان وشوکت سلطانی وشاہزادگی ہزار افسوس کہ آن فرزند سادہ لوح را بر جوانی خود ہم رحم نیامد وبر اہل واطفال خود رحم نکردہ خود را بد بدترین حالت در قید وحبس راجپوتان بد نہاد بہائم صورت سباع سیرت در انداختہ ہیچو گوسے بچوگان اختیار گوار ان افتان وخیزان وگریزان چہ چیز نداز انجا کہ عاطفت پدری نسبت بحال فرزندان ازلی ست ہر چند از ان فرزند تقصیرات عظیم سر زدہ نمیخواہم کہ در خور کردار بسزا رسد۔

گرچہ پسر تودۂ خاکستر ست	سر مشیم پدر وما در ست

گذشت انچہ گذشت الحال ہم اگر بہ رہنمونی بخت از کردار ناہموار خود پشیمان گردیدہ بملازمت مشرف شود تا بر جملہ زلات وتقصیرات او قلم عفو کشیدہ آید وعنایات ونوازشات کہ در خیال نگذرانیدہ باشد دربارہ او جلوۂ ظہور گیرد ہر چند ظہور عنایت را شرط حضوری لازم نیست اما چون طشت رسوائی آن فرزند از بام افتادہ صدایش گوش خاص وعام رسیدہ انسب آن ست کہ یک مرتبہ خود را بحضور رسانیدہ ننگ این بدنامی از سر خود ساقط سازد وجمعیت کہ سرکردۂ آن جماعت بود در رفاقت وہمراہی باو ارا شکوہ نمودہ از غائت اشتہار محتاج بیان نیست آن فرزند باعتقاد گفتار آنہا کہ سوداے خام کہ بخیتہ باشد جز پشیمانی نتیجہ دیگر نخواہد دید یقین داند زیادہ توفیق رفیق وراہ راست نصیب باد

نقل عرضداشت که شاهزاده محمد اکبر در جواب همین فرمان بپادشاه اورنگ زیب عالمگیر نوشته

عرض حضرت قبلهٔ کونین و کعبهٔ دارین

می رساند

اصغرترین فرزندان محمد اکبر بلوازم عبودیت بتقدیم رسانیده بموقف عرض

فرمان عالیشان که بنام زد اصغرترین فرزندان گردیده بود در خوشترین زمان و نیکوترین آوان پرتو ورود فرمود آداب فرمان برداری بجا آورده سوادش چون سرمهٔ بصیرت کشیده و از مضمون عنایت مشحونش مطلع گردیده دیده دل را نورانی ساخته آنچه بقلم نصائح رقم مرحمت شیم بندهٔ چند تراوش یافته بود در جواب هر باب شرحی مختصر معروض میدارد چون نفس الامر با انصاف نزدیک شود و دور نخواهد بود۔

مرقوم شده بود که ما بدولت و اقبال او را از همه فرزندان عزیز می داشتیم و او از راه بے سعادتی خود از این نعمت عظمیٰ بے نصیب بوده خود را در طوفان بے تمیزی افکنده خدیو صورت و معنوی سلامت چنانچه رضاجوئی و خدمتگذاری پدر بر ذمهٔ پسر لازم است پرورش و تربیت و خیرخواهی حال و مآل و حقوق چند بر ذمه پدر هم از پسر است المنة لله که تا این زمان از لوازم عبودیت و اطاعت مقصر نگشته و عنایات آنحضرت را تا کجا شرح دهد از هزار یکے و از بسیار اندکے گذارش می دهد که رعایت و حمایت فرزند کوچک پیش نهاد پدر بزرگوار همیشه و همه جا مقدم است و حضرت که برخلاف آن بجانب همه فرزندان بے التفاتی فرموده پسر کلان را بخطاب شاهی نامزد فرموده و لیعهد خود گردانیدند این معنی از کدام عدالت و انصاف توان شمرد۔ در مال پدر حق فرزندان مساوی است یکے را برافراختن و دیگرے را برانداختن کدام شرط دین و آئین است آن بادشاه حقیقی حکیم مطلق دیگر است که در کارخانهٔ قدرتش و حکمتش چون و چرا را راه نیست فراختن و برانداختن وابستهٔ حکم اوست که لا تخلو عن الحکمة لیکن سبحان الله شریعت منشی و حقیقت گزینی و معرفت بینی حضرت بر عالم و عالمیان ظاهر است ۔ تا دوست که را خواهد و میلش بکه باشد در حقیقت مرشد و هادی این راه حضرت از راهے که حضرت خود بدولت پیمودی باشند چگونه بے سعادتی توان گفت

پدرم روضهٔ رضوان بدو گندم بفروخت ۔ ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم

فرزند خلف آن است که قدم بقدم بر طریقهٔ پدر باشد و انا علیٰ آثارهم لمهتدون ۔ میراث پدر خواهی علم پدر آموز حضرت سلامت مردان رنج و محنت برخود پسندیده اند و پادشاهان عظیم الشان مثل حضرت صاحبقران عرش آشیانی محنت ها انگیخته بمقاصد مافی الضمیر کامیاب گردیده اند ۔ براحتے نرسد آنکه محنتے نکشد و از جرائد تواریخ مبرهن است تا که رنج ظلمات نه کشد لذت آبحیات نه چشد آنکه محنت نه برد ثمرهٔ راحت نه خورد که گل بے خار و گنج بے مار نباشد ۔

عروس ملک کسے در کنار گیرد چست ۔ که بوسه بر لب شمشیر آبدار زند

از آنجا که در پے هر رنج راحت است بعین عنایت کارساز بنده نواز امید واثق دارد که قریب الایام صورت مراد

بلوه جاحسن جلوهٔ ظهور گیرد- و پریشانی و سرگردانی بکامرانی و شادمانی مبدل گردد-
رقم پذیر شده بود که جسونت که سرکرده آن جماعت بود در رفاقت و همراهی که با دارا شکوه نمود بر عالم ظاهر ست قول این جماعت
اعتبار را نشاید الخ حضرت بجا میفرمایند اما بمغز سخن نمی رسند که خود مغز ندارند در اصل و دارا شکوه با این جماعت عناد داشت
از نتایج آن دید انچه دید اگر از اول با این ها میساخت هرگز کارش باین غایت نمیکشد حضرت عرش آشیانی با این جماعت
رابطهٔ خویشی مؤکد کرده به تقویت اینها ملک هندوستان بضبط و ربط در آورده اند و این جماعت آن ست که
مهابت خان باعانت اینها حضرت جنت مکانی را در حیطهٔ اختیار خود در آورده و از شجاعت این ها ظاهر ست که حضرت
خود بدولت در دار الخلافه زینت بخش تاج و تخت بودند- و راجپوتان سه صد کس که کار رستمانه و بهادرانه از دست
اینها بوقوع آمده بر همگنان ظاهر و هویدا ست و همان جسونت بود که در عین معرکه نسبت بجناب سلطنت مآب مصدر بی ادبی
شده و حضرت دیده و دانسته چون تاب مقاومت ندیدند اغماض فرمودند و همین جسونت بود که حضرت بچندین فسون
و فسانه دلداری نموده از رفاقت دارا شکوه باز داشتند کر فتح و نصرت نصیب اولیاے دولت شد رحمت بر نمک خواری
اینها که از برای صاحبزادهٔ خود سر خود فدا میکنند و در جان سپاری بها جان دریغ نمیکنند-
پادشاه هندوستان و شاهزاده هاے عالی قدر و امراے والا تبار مدت سه سال ست که بتلاش سیواے مقهور اند
هنوز روز اول ست و چرا چنین نباشد که در عهد حضرت وزراے بے اختیار و امراے بے اعتبار و سپاهی خوار و نویسنده
بے کار و سوداگر بے مال و رعیت پائمال- همچو ملک دکن که ولایتے ست بهشت آئین بر روے زمین چون کوه و
بیابان خراب و ویران و دار السرور برهانپور که خال رخسارهٔ عالم ست تلف و تاراج و اورنگ آباد که بسبب
همنامی حضرت ممتاز از هر شهرها ست از آسیب و صدمات لشکر غنیم چون سیماب در اضطراب عامل در خانه
غنیم بر سر رعیت جاے که چنین ستم باشد در دعا گوے و ثنا خوانی خلیفه اخود چگونه مقصر نه خواهند بود مردم اصیل نجیب
از خاندان قدیم گمنام و سر رشتهٔ کارخانهٔ سلطنت و مصلحت آموز دولت در کف اختیار مردم اراذل و اسافل انام
جولاهه و باففندی و صابون فروش و جاروب کش خیره گردد و پیراهن فراخ و خرقهٔ دغل در بغل و دام شیطان بنام
تسبیح در دست گرفته مسائل چند بزبان مے رانند و حضرت آنها را مصاحبان و مقربان و همرازان و همداستان
چون جبرئیل و میکائیل و اسرافیل اعتبار نموده اختیار خود را باعتبار آنها میگذارند و آن گندم نمایان جو فروش
باین وسیله قابو جسته کبوتر را پر سرخاب و کاه را کوه مینمایند-

بدور شاه عالمگیر غازی	شده صابون فروشان صدر و قاضی
بود جولاهه هم بافنده را ناز	که در بزم ملک هستند همراز
اراذل را شده آن دستگاهے	که فاضل بر درش جوید پناهے
بدست جاهلان آن دست مایه	که هرگز عالمان را نیست پایه
معاذ الله ازین دور پر آشوب	که تازی از خران باشد لگد کوب

حکم والا پادر ہوا انصاف و تمیز خود عنقا متصدیان سرکار تجارت و سوداگری اختیار نموده که خدمات بزر میخرند و بغرض فاحش میفروشند و ہر که نمک میخورد نمک دان می شکند نزدیک ست که در بنیان سلطنت رخنه راه یابد چون صورت حال برین منوال بنظر در آمده اصلاح مزاج مقدس را علاج پذیر ندید لاجرم عزم سلطانی برین آورد که ملک ہندوستان را از خار و خس ارباب تمرد و فساد مصفا ساخته اہل علم و فضل را پیش آورده بنیان ظلم را منہدم سازد تا خلق الله آسوده حال و فارغ البال بوده بجمعیت خاطر در کسب کار خود باشند و نیک نامی که عمر ثانی و حیات جاودانی عبارت ازان ست بر صفحهٔ روزگار یادگار ماند۔

چه خوش باشد که توفیق رفیق شود حضرت اختیار این کار بعهدهٔ اصغر ترین فرزندان گذشته خود بدولت متوجه طواف سعادت مآب حرمین شریفین معظم و مکرم شوند و خلق عالم را ثنا خوان و دعا گوی خود سازند اینهمه عمر را که حضرت در تحصیل دنیا که از خواب بی اعتبار تر و از سایه ناپائدار تر ست صرف نموده اند اکنون وقت آن ست که توشهٔ عاقبت بهم رسانند تا کفارهٔ کردار سابقه که بطمع این دنیای ناپائدار با پدر بزرگوار و برادران گاهی که در عالم جوانی واقع شده واقع شود۔

اے که ہشتاد رفت و در خوابی
مگر این چند روز در یابی

وانچه از مواعظ و نصائح خامهٔ مبارک را تکلیف شده است نازم برین جرأت اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم

تو بجای پدر چه کردی خیر
تا ہمان چشم داری از پسرت

قطعه

اے که دانش بمردم آموزی
انچه گوئی بخلق خود ہم نوش

خویشتن را علاج ہم نکنی
بارے از پند دیگران خاموش

وآنکه در باب آمدن مرقوم بود ہر چند که در آمدن سراسر سعادت خود ست لیکن بمقتضای خرد سالی و تصور اولوالعزمی ہای حضرت که با پدر و برادران چه معاملها بعمل آمده اند البته توہمات این معتوب بی سبب بجا خود نتواند بود اگر خود حضرت اقدس والا مع الخیر قدم رنجه فرمایند آن ہمه توہمات باطمینان بدل و اطمینان بحصول خواہد شد

ما بدان عتبهٔ عالی نتوانیم رسید
ہان مگر لطف شما پیش نهد گامے چند

بعد تشریف آوردن که اطمینان دلی حاصل خواہد شد بامتثال اوامر شاہنشاہی بجان منت خواہد بود ستادن لیل

گر کشی ور جرم بخشی روی و سر بر آستانم
بنده را فرمان نباشد ہر چه فرمائی بر آنم

زیاده حد ادب آفتاب سلطنت تابان باد۔

عالمگیر نے محمد معظم کو بتاکید فرمان بھیجا کہ بلا توقف مع تمام فوج کے بطریق یلغار حضور مین آؤ بادشاہزادہ باپ کے حکم کے آتے ہی اسکی خدمت مین روانہ ہوا ہمیر و خدمہ محل کو خدا پر سونپا دس روز کی راہ کو تین دن مین

ملے کرکے باپ کے پاس نو دس ہزار سوار لیکر آگیا۔ ان باپ بیٹون کا لشکر ملکر بھی محمد اکبر کے ستر ہزار سوارونکا
مقابلہ نہین کرسکتے تھے۔ یہ عالمگیر کے لیے بڑا نازک وقت تھا مگر اسکی عقل سلیم باقی تھی وہ یہ سوچا کہ محمد اکبر کا لشکر جو باغی
ہوا ہے وہ فقط راجپوتون کے بہکانے اور پٹیان پڑھانے سے ہوا ہے کوئی اُسکو میرے ساتھ عناد دلی اور بغض
قلبی نہین ہے اُسکا راہ پر لانا مشکل نہین ہے اسلیے اُسنے شہاب الدین پسر قلی خان کو بطریق ہراول بھیجا کہ وہ محمد اکبر
کے لشکر کی خبر تحقیق لائے جس کو راجپوتون نے اپنے بندوبست سے مسدود کر رکھا تھا اور اپنے سگے بھائی
مجاہد خان سے خط و کتابت کرے وہ محمد اکبر کے ساتھ بہ تقاضاے وقت و مصلحت رفاقت مین شریک
ہوا تھا اور منتظر تھا کہ کوئی موقع ملے تو یہان سے نکل جاے۔ جب اُسکو اپنے بھائی شہاب الدین کے نزدیک
آنے کی خبر آئی تو اُسنے محمد اکبر سے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو مین جاکر اپنے بھائی کو استمالت کرکے اپنے ساتھ لاؤن
محمد اکبر نے اسکو اجازت دی نقد و جنس جو لے جاسکا وہ لی باقی اسباب کو وہین چھوڑ بھائی کے پاس پہونچا
اور دونون متفق ہوکر بادشاہ کے پاس آئے بادشاہ کو اُنکے آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ شہاب الدین کو
شہاب الدین خان خطاب دیا۔ مجاہد خان سے اکبر کے لشکر کی حقیقت اور موافق و منافق اور مجبور و غیر مجبور
کی تعداد پوچھی کہ اس اثنا مین محمد اکبر کے لشکر سے لوگ روشناس بادشاہ کے پاس آنے شروع ہوگئے۔
مجاہد خان کے آنے سے محمد اکبر کے لشکر مین خلل ہوا۔ خواجہ مکارم سلطان معظم کے نوکر نے خبر پہونچائی کہ محمد اکبر کے
لشکر سے جدا ہوکر حضور مین تہور خان ہراول فوج چند آدمیون کے ساتھ آتا ہے جب تہور خان گلال باڑی
مین آگیا تو اُسکو حکم ہوا کہ وہ ہتیار اُتار کر حضور مین آئے خان نے اسمین تعلل کیا تو محمد معظم نے اُسکے مارنے
کا اشارہ کیا وہ اپنے اظہار رشوری اور ارادۂ فاسد اور کسی اپنی مصلحت کے سبب سے محمد اکبر سے رخصت لیکر
آیا تھا جب وہ آنے لگا تو ایک نوکر نے خان کی چھاتی پر ہاتھ رکھکر اُسکو منع کیا خان نے اُسکے منہ پر تھپیڑ مارا
اور اُلٹا چلا کہ خیمے کی رسی مین اسکا پاؤن اٹکا اور وہ منہ کے بل گرا کہ چارون طرف سے بزن بکش کی
آواز بلند ہوئی اسکو مار ڈالا اور سر کاٹ لیا کشتہ ہونے کے بعد اُسکے جامے کے نیچے سے زرہ نکلی تہور خان کے
کشتہ ہونے سے راجپوتون اور محمد اکبر کی فوج کے درمیان تزلزل پیدا ہوا اور ان کا پاے ثبات جگہ سے ہلا
اُسکا دربار لُوٹا کئی راجہ والیرا اُسکے پاس سے بادشاہ کے پاس چلے آئے اور بہت سے بھاگ گئے اور
راجپوت یہ دیکھکر کہ سارا مقابلہ ہمارے سر پر آن پڑے گا اپنے گھرون کو چلے گئے۔
یا بادشاہ کے پاس چلے آئے۔ عوام الناس نے یہ خبر اوڑائی کہ بادشاہ نے از روے تدبیر محمد اکبر کو فرمان لکھا اور
اُس مین درج کیا کہ اگرچہ راجپوتونکی دلگیری کرکے اور قرار دلی وگرداوری کے باب مین جو ارشاد ہوا تھا تم اُسکو بجا لائے
مگر اب اُنکو ہراول بنا لینا چاہئے تاکہ ہم مقابلے سے اور تم پیچھے سے انکا اچار نکال دین اور ایسا منصوبہ کیا کہ
فرمان بجنسہ راجپوتون کے ہاتھ مین پڑا جو اس فرقے کے تفرقے کا سبب ہوا لیکن اس خط کے بنانے کی بات
بازاری گپ ہے اسکی کچھ اصل نہین ہے۔

الغرض محمد اکبر کی سپاہ بڑی باد بدبہ و شکوہ کثیر تھی مگر تلوار میان سے نہ نکلی کہ اسکو ہزیمت عظیم ہو گئی جب محمد اکبر نے دیکھا کہ راجپوتون نے اس سے لوگردانی کی درگداس اور دو تین اور آدمی رانا کے اسکے پاس رہے جنکے پاس دو تین ہزار سوار تھے کوئی رفیق اور لشکر ایسا ساتھ نہ تھا کہ کام آوے اسلیے وہ ناچار دکن کی طرف فرار ہوا اور وہ بحال خرابی سرحد راہیری مین جا پہونچا جو سنبھا سے تعلق رکھتا تھا سنبھا اکبر کے استقبال کو آیا اور اپنا مکان رہنے کو دیا سنبھا نے اول اول اکبر کی بڑی خاطرداری کی مگر پھر اسکے آدمیونکو کافی خرچ نہ دیا اس عرصے مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ اعتقاد خان خلف اسد خان قلعہ راہیری کی تسخیر کے لیے مقرر ہوا ہے اسلیے محمد اکبر یہ مصلحت سمجھا کہ جسطرح ہوسکے ایران جائے چنانچہ بحال خرابی وہ وہان پہونچ گیا اور عالمگیر کے آخر عہد مین اسکو موت آگئی۔
مسلمانون کا جزیہ عیسائی قومون مین ایک وحشیانہ ٹکس سمجھا جاتا ہے اونکا اور غیر قومون کو یہ خیال ہے کہ اسلام یہ ٹکس متعصبانہ اسلیے مقرر کرتا ہے کہ مسلمانونکی عزت عظمت اور تسلط غیر قومون پر ظاہر ہو اور یہ بھی وہ خیال کرتے ہین کہ جزیہ مسلمان بنانے کا ذریعہ بھی ہے جب جزیہ دینے والا جانتا ہے کہ اگر مسلمان ہو جاؤنگا تو اس محصول سے بچ جاؤنگا وہ لالچ مین آن کر مسلمان ہو جاتا ہے مگر اس جزیے کو ایسا خیال کرنا اور شریعت مصطفوی کو ایسا سمجھ لینا فقط غیر قومون کا تعصب مذہبی ہے جب شریعت اسلام کے موافق ہندوون پر جزیہ لگایا ہے تو مسلمانو پر زکوۃ بھی لگائی ہے۔
اس جزیے کے باب مین ٹاڈ راجستان مین اورنگ زیب کے نام خط کا ذکر ہے جسکو اورم صاحب نے تو یہ تحقیق کیا تھا کہ وہ مارواڑ کے راجہ جسونت سنگھ نے اورنگ زیب کو لکھا مگر یہ راجہ جزیہ کے حکم سے پہلے مر چکا تھا۔ ٹاڈ صاحب نے یہ تحقیق کیا کہ وہ رانا راج سنگھ نے اورنگ زیب کو لکھا تھا۔ اودیپور سے اسکا منشی اصل کی نقل اسکے پاس لایا تھا انھون نے اسکا ترجمہ انگریزی مین لکھا جسکا ماحصل اردو مین یہ ہے۔

رانا راج سنگھ کا خط اورنگ زیب کے نام

ساری حمد قادر مطلق کے لیے ہے اور تمام ستائش بادشاہ کے لیے ہے جو شمس و قمر کی طرح تابان و درخشان ہے بندہ گو حضور پرنور سے دور ہے مگر دل سے خیرخواہ ہے اطاعت اور دولت خواہی کے کامونکے کرنے مین ساعی اور مصروف ہے میری یہی تمنائے دلی یہ ہے کہ مین ایسی خدمات بجا لاؤن کہ جن سے پادشاہون امیرون راجون رایون اور ایران توران شام کے امیرون اور ہفت اقلیم کے باشندون اور تری و خشکی کے مسافرون کی بہبودی اور فلاح ہو یہ میرا میلان خاطر مشہور ہے حضور کو بھی اسمین ذرا شک نہوگا مین اپنی خدمات سابقہ اور حضور کے تحمل پر نظر کر کے جناب عالی کی خدمت مبارک مین حضور کی اور خاص و عام کی صلاح و فلاح کیلیے چند التماس کرتا ہون مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ اس بندۂ خیرخواہ کے استیصال کے لیے اتنی دولت خرچ ہو چکی ہے کہ خزانۂ شاہی خالی ہو گیا ہے اسکے معمور کرنے کے لیے جزیہ لینا قرار پایا ہے۔
حضور کے جد اعلے محمد جلال الدین اکبر عرش آشیانی نے باون برس سلطنت عدالت اور شفقت کے ساتھ کی جس سے رعیت نے آسائش اور آرام پایا اور وہ خوش خرم رہی۔ اسنے عیسائی۔ موسوی۔ داؤدی۔ محمدی

برہمن ۔ لامذہب ۔ دہریہ کو ایک ہی نگاہ سے دیکھا سب پر دیا۔ مہربانی شفقت عاطفت فرمائی اس لطف وکرم
کا معاوضہ یہ ملا کہ جگت گرو اسکا خطاب و لقب ہوا۔ اسی طرح نور الدین جہانگیر جنت مکانی نے بائیس برس تک شہنشاہی
کی اور رعیت کو اپنے ظل عاطفت مین رکھا اور اپنے دوستونکی نیک خواہی اور خیر خواہی کی وجہ سے فتحمند رہا۔ شاہجہان
نے بھی اپنی ۳۲ برس کی فرمان روائی مین کچھ پہلے بادشاہون سے نیک نامی کم نہین حاصل کی۔ رحم دلی اور نکوکاری
سے نیک نامی دوام پائی۔

یہ حضور کے باپ دادا کی رافت وکرم وعدالت کا حال تھا جب وہ ان اصول عدالت وبزرگی کے پیرو ہوے
تو جہان اُنھون نے قدم رکھا وہان فتح وظفر ہمرکاب رہین۔ بہت قلعے اور ملک اُنکے قبض وتصرف مین آئے
مگر حضور عالی کی مملکت مین سے بہت سا ملک نکل گیا اور آئندہ نکلنے والا ہے۔ سارے ملک مین تباہی اور غارتگری
وقزاقی کا بازار گرم ہے اور کوئی اسکی روک ٹوک نہین ہوتی رعایا ویران وبرباد ہوگئی۔ سارا ملک بھوکا مرتا ہے روز بروز
دشواریان اور مشکلات جمع ہوتی جاتی ہین۔ جب بادشاہ اور بادشاہزادون کے گھرون مین افلاس آگیا ہو۔ تو وا ے
برحال امیران۔ سپاہ واویلا مچا رہی ہے۔ سوداگر شکایت کر رہے ہین۔ مسلمان ناراض بیٹھے ہین ہندو بیتاب وسراپا
ہو رہے ہین۔ بدنصیب خلقت کو رات کو روٹی میسر نہین ہوتی دن کو وہ غصہ کھاتے ہین اور رنج کے مارے سر کو دیدے
مارتے ہین۔ کسطرح اُس بادشاہ کا جاہ وحشم باقی رہ سکتا ہے کہ وہ ایسی رعایا سے جسکا افلاس حدغایت کو پہونچ گیا ہو
سخت محصول وصول کرے۔ اس زمانے مین مشرق سے مغرب تک یہ شہرت ہو رہی ہے کہ بادشاہ ہندوون
سے جلکہ برہمنون۔ سنارون۔ جوگیون۔ بیراگیون اور سناسیون سے جزیہ لے گا۔ اپنے خاندان تیموریہ
کے ننگ ونام وعزت واحتشام کا کچھ خیال نہین کرے گا۔ بے گناہ تارک الدنیا آدمیون پر زبردستی کرے گا۔

جناب عالی کو کتب الہامی پر ایمان واعتقاد ہو تو آپکو یہ ہدایت ہو سکتی ہے کہ خدا رب العالمین ہے فقط رب المسلمین نہین
ہے۔ ہندو ومسلمان خدا کے نزدیک سب برابر ہین اُسنے اُنکے رنگ اپنے حکم سے مختلف بنائے ہین وہی سب کو
پیدا کرتا ہے۔ مساجد مین اذان ہوتی ہے بتخانون مین گھنٹہ بجتا ہے مگر دونون جگہ ایک ہی خدا کی عبادت ہوتی
ہے۔ کسی غیر کے مذہب ورواج مین دست اندازی کرنا اور اُسکو بےعزت کرنا خدا کو ناراض کرنا ہے اگر کسی
تصویر کو بگاڑ دیے تو مصور کے دل مین کینہ خود بخود بے اختیار پیدا ہوتا ہے۔ شاعر نے سچ کہا ہے کہ قدرت
کے مختلف کامونکی عیب جوئی نہ کرو۔

القصہ چند ہندوون سے جزیہ مانگا جاتا ہے وہ عدالت کے برخلاف ہے اور حضور کی صلاح دولت کے لیے مضر ہے
وہ ملک کو مفلس بنائےگا۔ وہ ایک بدعت ہے اور ہندوستان کے قوانین وآئین کے خلاف اگر حضور کو اپنی شریعت
کی پابندی اس جزیہ لینے پر مجبور کرتی ہے تو عدالت کا مقتضا یہ تھا اول رام سنگھ سے جو سارے ہندوؤن کا مقدم ہے
جزیہ طلب کرتے بعد اُسکے اس خیرخواہ سے مانگتے جسکا مقابلہ حضور آسانی سے کر سکتے ہین۔ بہادر جوانمردونکو چیونٹیون
اور مکھیون کا ستانا زیبا نہین۔

یہ تعجب کی بات ہے کہ ارکین سلطنت نے غفلت کی کہ حضور کو تواب و بزرگی کے قواعد پر ہدایت نہین کی ۔

نوٹ ۔ اس خط مین یہ بات قابل غور ہے کہ رانا لکھتا ہے کہ اکبر نے باون برس سلطنت عدالت اور شفقت کے ساتھ کی حالانکہ اکبر کے ہاتھ سے رانا کے بزرگون کو زیادہ صدمہ پہونچا تھا اسکو میواڑ کے آدمی ابتک برائی سے یاد کرکے رانا پرتاپ کو خیر و خوبی سے یاد کرتے ہین ۔ علے ہذا جہانگیر اور شاہ جہان کی یورشون نے بھی اُسکے ملک کا ستیاناس ملایا انکی توصیف مین تو رانا رطب اللسان ہے اور عالمگیر کو ایسے الفاظ سے یاد کرتا ہے حالانکہ ابھی تک عالمگیر کے ہاتھ سے اُسکو اس قدر نقصان نہین پہونچا تھا جتنا اکبر و جہانگیر اور شاہجہان کے ہاتھ سے اُسکے بزرگون کو پہونچا تھا ۔

(۲) یہ جو لکھا ہے کہ اول رام سنگھ سے جو سارے ہندوون کا مکھ ہے جزیہ طلب کیا جاتا مطلب یہ ہے کہ کمزورونکو دبانا بزدلی ہے البتہ اپنے طاقتور پر ہاتھ ڈالنا شجاعت اور صولت شہنشاہی کے شایان تھا لیکن ایسے زبردست سے جزیے کا سوال کرنیکی قوت نہین ۔ سمجھ لینے کی بات ہے کہ رام سنگھ تو اپنے آپ کو عالمگیر کا ماتحت اور خیر اندیش سمجھتا تھا اور اُسکے حکم سے وطن کا آرام چھوڑکر آٹھ برس تک آسام مین پڑا رہا اور عالمگیر نے اسکے ساتھ ایسی حکمت کا برتاو کیا کہ اپنے ہاتھ سے اسکو راج تلک نہ دیا جیسا کہ بادشاہون کے ہاتھ سے اسکے اسلاف کو دیا تھا اور اُسنے ذرا چون و چرا نہ کی ۔ جیپور والون مین یہ رام سنگھ پہلا شخص ہے

(۳) یہ جو لکھا ہے کہ رام سنگھ کے بعد رانا سے جزیہ مانگا جاتا مطلب یہ ہے کہ عالمگیر مین اتنی طاقت نہ تھی لیکن رانا اتنا کمزور تھا کہ سپاہ عالمگیری کا حملہ شروع ہوتے ہی پہاڑون مین جا چھپا اور مقابلہ کرنے کی جرات نہ ہوئی چنانچہ مرآت احمدی مین لکھا ہے ہمہ رانا اوکان کہ افواج قاہرہ بہ تنبیہ و تادیب راجپوتان خصوصاً بہ تعاقب رانا کہ از تسلط و صولت بندہائے بادشاہی مسکن خود را گذاختہ سیماب وار در ریگ جا استقامت نمیگرفت الخ مآثر عالمگیری مین آیا ہے حسین علیخان بیست و نہم ذی الحجہ از در گذشتہ و بر سر رانا تاختت و او خیمہ و اسباب گذاشتہ بدر زد ۔

(۴) یہ تحریر کرنا کہ عالمگیر مفلس ہوگیا تھا تردید کا محتاج نہین کیونکہ اُس کی آمدنی ۲۷ کروڑ روپے کی تھی مگر روپیہ کی قیمت یکسان نہ تھی انگریزی سیاحون نے دو شلنگ سے تین شلنگ تک بیان کی ہے ۔

(۵) کوئی تاریخ اور سنہ اس خط پر نہین لکھا معلوم نہین کہ اورنگ زیب کی زندگی مین وہ لکھا گیا یا اُسکے مرنے کے بعد اگر مان لیا جاسکے وہ اسکی زندگی مین تحریر ہوا تو یقینی اُسکے پاس نہین بھیجا گیا اگر یہ عرضداشت اُس کے پاس جاتی تو اسکا جواب ضرور دیتا اُسکے فرامین و خطوط و رقعات مین کہین اسکا جواب نہین اور مسلمانونکی تاریخون مین مذکور نہین

ہندوستان مین قاعدہ ہے کہ کسی معزز و محترم انگریز کو کسی چیز کا شوق ہوتا ہے تو بہت سا ہندوستانی اسباب اصلی اور غیر اصلی اُسکے میلان خاطر کے موافق جمع کر دیتے ہین مثلاً بعض انگریزونکو قدیم سکون کے جمع کرنے کا شوق ہوا ہزارون جعلی سکے بناکر اُسکو لا دیے ایسے ہی کرنل ٹاڈ کو یہ خط اور بہت سے نوشتے ہندوستانیون نے جعلی بنا بنا کے دیدیے ہونگے عجب تک کسی نوشتے کی سند معتبر نہ ہو وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہوتا ہے

(۶) معتبر کتب تواریخ فارسی سے ثابت ہے کہ رانا راج سنگھ نے سخت تباہی اُٹھانے کے بعد ۲۴ جلوس عالمگیری مطابق ۱۰۹۱ ہجری و ۱۶۸۱ع مین جزیے کے عوض مین تین پرگنے پور اور مانڈل اور بدھنور دیکر محمد اعظم کی معرفت عفو تقصیر کی درخواست کی اور شاہزادے کی سفارش سے قصور معاف ہوکر منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سرفراز ہوا اور کل ملک مفتوحہ واپس دیا گیا۔ جیسا کہ امرائے ہنود مین ہے۔

لین پول لکھتا ہے کہ راجپوت سانپ کو ہلکا سا خراش لگ گیا لیکن وہ مرا نہ تھا جنگ کا سلسلہ جاری رہا آخرکار اودے پور کے رانا نے جسکو راجپوتونکی طرف سے زیادہ نقصان پہونچا تھا اور نگ زیب سے ایک معزز صلح کرلی کیونکہ اس جنگ سے اب اورنگ زیب عاری ہوگیا تھا اس صلح نامے مین نفرت خیز جزیے کا نام تک بھی نہ آیا لیکن رانا کو اپنے ملک کا ایک قلیل جز اس فعل کی پاداش مین کہ وہ شاہزادۂ اکبر کا شریک ہوگیا تھا دینا پڑا اودیپور کے رانا نے تھوڑے ہی دنون مین بشر لکط صلح نامہ پر پانی پھیر دیا اللہ اکبر ان چند سطرون مین کسقدر جھوٹ کا انبار ہے الفنسٹن صاحب فرماتے ہین خود اورنگ زیب کو لڑائی کے اختتام کی خواہش ہوئی چنانچہ اپنی تدبیر و حکمت سے اودے پور کے رانا کو آشتی کی درخواست پر آمادہ کیا اور جبکہ درخواست اسکی طرف سے گذری تو فی الفور اسکی طرف توجہ کی چنانچہ جزیے سے اغماض برتا گیا اور ملک کے جس ٹکڑے کو جزیے کے معاوضے مین لیا تھا اکبر کی اعانت کے جرمانہ مین رکھا گیا لیکن واقعہ یہ ہے کہ جودھپور اور اودیپور دونون ریاستونکو عالمگیری فوجون نے پامال کردیا اور رانائے اودیپور اپنے مستقر سے بھاگ کر انتہائے سرحد تک پہونچ گیا آخر جب ہر طرح سے مجبور ہوا تو شاہزادۂ محمد اعظم کے ذریعہ سے سفارش کرائی اور پرگنۂ مانڈل و پور اور بدھنور جزیے کے عوض مین دینے منظور کئے اور عالمگیر نے اپنی معمولی فیاض دلی سے کام لیا اور سنہ ۲۴ جلوس مین جب رانا دربار مین حاضر ہوا تو خلعت اور خطاب اور پنجہزاری منصب عطا کیا مولوی شبلی مرحوم نے اپنے رسالہ موسومہ اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر مین اسیطرح لکھا ہے۔ مآثر عالمگیری مین ہے۔

چون رانا از ملک و مسکن راندہ شدہ تا سر حدش گریخت مفرے جز زنہار جوئی و امان طلبی اوراندہ بدامان استشفاع بادشاہزادہ کریم عطا پیشہ محمد اعظم دست عجز و ضراعت درآویخت و گذرانیدن پرگنہ مانڈل و پور و بدھنور را عوض جزیہ وسیلہ عفو جرایم آورد و ملازمت بادشاہزادہ را ذریعہ بختیاری خود اندیشید۔

مآثر الامرا مین ہے۔

چون رانا اودیپور را خالی گذاشتہ راہ فرار پیمود فوجے بسرکردگی حسین علی خان بہ تعاقب او متعین شدہ و پسر محمد اعظم شاہ و سلطان بیدار بخت نام زد شدند و پس ازانکہ ملک رانا لگدکوب عساکر فیروزی گردید اطلاق الوطن مالوفہ برآمدہ بے ملجا و ماوا گشت سال بست و چہارم (جلوس عالمگیری) دست ضراعت بدامان شفاعت زادہ زدہ و پرگنہ مانڈل و بدھنور در عوض جزیہ بسرکار بادشاہی گذاشت۔

غور کرو کہ ان معتبر تاریخون مین تصریح ہے کہ رانا عاجز آکر معافی کا خواستگار ہوا الفنسٹن وغیرہ کہتے ہین کہ عالمگیر نے خود مجبور ہوکر سلسلہ جنبانی کی ان تاریخون مین ہے کہ رانا نے دو تین پرگنے جزیے کے عوض مین پیش کئے۔

یورپین مورخ کہتے ہین کہ جزیے کا نام تک نہ آیا اور وہ پرگنے اکبر کی اعانت کا معاوضہ تھے اور سر ٹاڈ
مین کچھ اور ہی لکھدیا ہے کہ شاہزادے کی بغاوت سے کچھ دن پہلے رانا راج سنگھ کا آخر وقت آگیا اور خود
سنہ ۱۶۸۱ء مین اسکا ہلاک ہونا مانا ہے حالانکہ تمام واقعات عالمگیر کے ۲۴ سنہ جلوس تک ختم ہوگئے اور ۲۵ سنہ جلوس
مطابق سنہ ۱۶۸۱ مین وہ دکن کو روانہ ہوگیا تھا۔ اور ریاست اودیپور مین جو تاریخین تیار کرائی گئی ہین اُن مین صلح
کی کارروائی رانا راج سنگھ کے بعد اسکے بیٹے جے سنگھ کے وقت مین مانی گئی ہے مین نے اس معاملہ کا صحیح
و درست حال فارسی کی معتبر تاریخون سے اقتباس کیا ہے۔
کرنل ٹاڈ نے اس لڑائی مین بادشاہ کا پہاڑونکے اندر گھر جانا اور اعظم کا رن تھنبور بھاگ جانا محض غلط لکھا ہے
شاہزادہ یا بادشاہ نہ پہاڑون مین آے اور نہ صلح ہونے سے پیشتر راجپوتانے کے باہر گئے۔ اس لڑائی
کے بعد ہمیشہ کے واسطے میواڑ کی طاقت کو نقصان پہونچا جیسا کہ ریاست میواڑ کیطرف سے بنائی ہوئی تاریخ تحفہ راجستان
مین مذکور ہے اور اسی کتاب مین یہ بھی لکھا ہے کہ راج سمدر تالاب کے کنارے پر جہان شاہزادہ اعظم ٹھہرا
ہوا تھا رانا نے آکر آداب و سلام کیا اور نذر دکھائی شاہزادہ خرم اور رانا امر سنگھ کی طرح اسوقت بھی برتاؤ ہوا
دلیر خان اور حسین علیخان دہنی طرف اور رانا شاہزادہ اعظم کے بائین طرف بیٹھے رانا نے پانسو اشرفی اور اٹھارہ
گھوڑے پیش کئے اور شاہزادے کیطرف سے خلعت ہتیار ہاتھی گھوڑا اور پانچہزاری منصب دیا گیا
رانا کے ہمراہیون کو سو خلعت چالیس گھوڑے اور کچھ ہتیار ملکر رخصت ہوئی پھر رانا نواب دلیر خان سے ملنے گیا
جہان اُسکے لئے نو گھوڑے اور کنور کے واسطے کپڑونکے تھان اور جڑاؤ زیور دیا مین نے یہ تمام حال رانا راج سنگھ کے
ضمن مین لکھدیا کیونکہ صلح سنہ ۱۶۸۱ء مین ہوئی تھی اور اسوقت وہ زندہ تھا اور کتاب مذکور مین جے سنگھ کے حال
مین یہ واقعہ لکھا ہے حالانکہ خود ہی راج سنگھ کی وفات سمبت ۱۷۳۷ مطابق سنہ ۱۶۸۰ء مین مانی ہے۔
بہر صورت رانا اٹھائیس برس کے قریب حکومت کرکے سالہاے مذکورہ مین گوگندہ مقام پر سردارون وغیرہ کے
زہر دینے سے دفعتہً گذر گیا وہ ایک تند مزاج اور بلند ہمت شخص تھا۔

۶۰ - رانا جے سنگھ

یہ اپنے والد کے بعد گدی پر بیٹھا۔ اور ہر طرح بادشاہ کی اطاعت مین سرگرم رہا ۲۵ سنہ جلوس مطابق ۱۰۹۲ ہجری
و سنہ ۱۶۸۱ء مین عالمگیر دکن کو روانہ ہوا اور اخیر عمر تک انھین اطراف مین مرہٹون سے لڑتا بھڑتا رہا ان لڑائیون
مین اسکی فوج مین راجپوت اسطرح نظر آتے تھے جیسے کہ اور مسلمان قومین چنانچہ تاریخون مین جہان فوجون کا
ذکر آتا ہے راجپوتون کا نام بھی خاص طور پر آتا ہے یورپین مورخ کہتے ہین کہ راجپوت ان لڑائیون کے بعد
ہمیشہ کے لیے عالمگیر سے الگ ہوگئے اور ایک راجپوت نے بھی عالمگیر کی حمایت مین انگلی نہ ہلائی۔
لیکن واقعہ یہ ہے کہ نہ صرف فوجی راجپوت بلکہ راجپوتونکے بڑے بڑے راجہ مہاراجہ آخیر وقت تک عالمگیر
کے ساتھ فوجی مہمات مین شریک رہے اور مرہٹون کے پامال کرنے مین وہ مسلمان افسرونکے داہنے ہاتھ تھے

راجپوتوں کی اصلی طاقت جو دھیپور بےپور اور اودےپور تھی اودےپور کے رانا ونکے بیٹے خود عالمگیر کی فوج مین معزز عہدہ و نیز ممتاز تھے اور اخیروقت تک ساتھ رہے۔

سنہ ۴۳ جلوس عالمگیری مطابق سنہ ۱۱۱۱ ہجری (۱۶۹۹ء) مین رانا جے سنگھ کا بیٹا اندر سنگھ حاضر دربار ہوکر منصب دوہزاری ذات ہزار سوار سے معزز ہوا اسکا دوسرا بھائی بہادر سنگھ اسی سال منصب ہزاری ذات پانصد سوار سے سرفراز ہوا رانا راج سنگھ کا بیٹا بھیم سنگھ صلح ہونے اور اپنے باپ کے مرنے کے بعد عالمگیر کے پاس چلا گیا بادشاہ نے اسکو ۱ لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر دی جسمین سے اب ایک پرگنہ بنیٹرہ میواڑ کے ماتحت باقی رہ گیا ہے بھیم سنگھ جبکہ دکن مین مرا تو اسکا منصب پنجہزاری تھا کہ رانا کرن سنگھ کے بھائی ٹوڈہ کے راجہ بھیم اور اُسکے بیٹے راجہ رائے سنگھ کے سوا کسی دوسری ریاست کے رشتہ دار کو کبھی نہین ملا۔

رانا نے عالمگیر سے یہ درخواست کی کہ جزیے کی بابت نقد لاکھ روپیہ سالانہ شاہی خزانۂ اجمیر مین داخل کرا دیا کرونگا اسکی بابت رانا راج سنگھ کے وقت سے جو پرگنہ پُر و منڈل و بدنور مکفول مین وہ واپس مرحمت ہو جائین بادشاہ نے یہ عرضداشت اُسکی منظور کرلی اور منصب مین ہزار سوار کا اضافہ کرکے پنجہزاری ذات اور پنجہزار سوار اور ہزار سوار دو اسپہ سے معزز کیا اور خلعت اور ہاتھی دیا لیکن یہ پرگنے جزیے کے عوض مین شمار نہین کئے گئے بلکہ تنخواہ اور انعام کے طور پر دیے گئے اسکی بابت بادشاہ کا جو فرمان صادر ہوا تھا اسکی نقل یہان پیش کیجاتی ہے۔

نقل

باسمہ سبحانہ و تعالے شانہ

مہر

ابن امیر تیمور صاحب قران
ابن شاہجہان بادشاہ
ابن جہانگیر بادشاہ
ابن اکبر بادشاہ
ابن ہمایون بادشاہ
ابن بابر بادشاہ
ابن عمر شیخ شاہ
ابن سلطان ابو سعید شاہ
ابن سلطان محمد شاہ
ابن میران شاہ

۱۰۷۹ غازی
عالمگیر بادشاہ
محی الدین محمد
ابو المظفر
۱۲
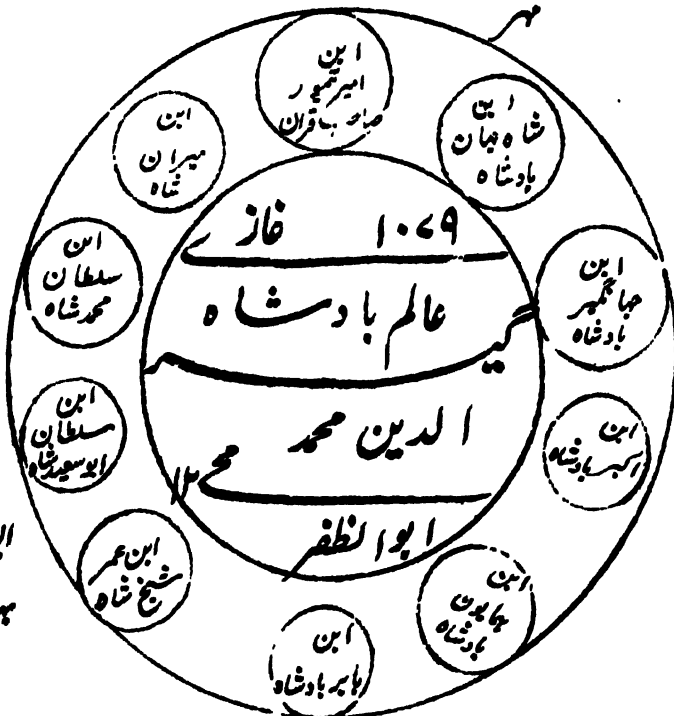
طغرا
فرمان عالی شان
ابو المظفر محی الدین
بہادر عالمگیر بادشاہ
غازی

عمدۂ راجہاے دولتخواہ زبدۂ متہوران بلا اشتباہ خلاصۃ الاماثل والاقران نقاوۃ النظائر والاخوان
مورد مراحم بیکران سزاوار عنایت واحسان مطیع الاسلام رانا جے سنگہ بہ نوازش بادشاہی مفتخر ومباہی
بودہ بداند عرضداشتے کہ درین ایام فیروزی انجام بہ عتبۂ سپہر احتشام ارسال داشتہ بود از نظر انور اطہر کیفیت گستر
گذشت ودر پیشگاہ جہانبانی بظہور پیوست کہ آن زبدۃ الاماثل تعہد نمودہ کہ اگر از درگاہ ارفع فضل وکرم پرگنہ
پُر و بدمعوریا و مرحمت شود عوض این دو محال ہر سال مبلغ یک لکہ روپیہ بابت جزیہ بہ چہار قسط عائد خزانہ عامرہ
صوبہ دار الخیر اجمیر کند و مال ضامن بدہد - بنابرین از راہ ذرہ پروری و بندہ نوازی آن عمدۃ الاشباہ را بموجب
اضافہ ہزار سوار و عنایت ہشتاد لک دام انعام کہ اصل و اضافہ پنجہزاری ذات پنجہزار سوار و ہزار سوار دو اسپہ
و دو کرور دام انعام باشد سربلندی بخشیدہ دو محل مسطور در تنخواہ اضافہ و انعام مرحمت فرمودہ بہ عنایت خلعت
و فیل بین الاقران سرمایۂ امتیاز عطا فرمودیم - باید کہ شکر و سپاس عواطف و مراحم فراوان اشرف اعلے بہ تقدیم
رسانیدہ مطابق تعہد خویش مال ضامن در اجمیر بہ دیوان آنجا دادہ ہر سال مبلغ یک لک روپیہ جزیہ
بہ اقساط مقررہ بہ خزانۂ عامرۂ صوبۂ مذکورہ واصل مے نمودہ باشد درین باب قدغن شدید دانند در سوخ ارادت
و بندگی را در بارگاہ عظمت و جلال ثمر مزید احسان و افضال و سود و بہبود حال و مآل خویشتن شناسد
نہم شوال سی و چہارم از جلوس والا نگارش یافت (سنہ ۱۱۰۱ ہجری = سنہ ۱۶۹۰ع)

عبارت پشت

برسالۂ سیادت و نقابت پناہ شرافت و نجابت دستگاہ عمدۂ وزراے
رفیع الشان زبدۂ امراے بلند مکان ناظم مناظم ملک و مال ناہج
مناہج دولت و اقبال خان شجاعت نشان
جمدۃ الملک مدار المہام اسد خان

مہر وزیر

ایکبار خانگی جھگڑون کے سبب رانا کے بیٹے امر سنگھ نے اپنی ننہال بوندی سے دس ہزار فوج لیکر میواڑ کے
بہت سے سوارون سمیت بغاوت اختیار کی رانا مدد مانگنے کو بادشاہ کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن اُس کو
گوڈواڑ سے جو اب مارواڑ کے شامل ہے بعض خیر خواہ سردار لوٹا لائے اور باپ بیٹون مین قول و اقرار کے
ساتھ صلح کرائی تین لاکھ سالانہ آمدنی کا پرگنہ راج نگر کنور کو جاگیر مین ملنے سے امن ہوا - جے سنگھ

سمبت ۱۷۵۵ مطابق ۱۶۹۹ء مین اٹھارہ برس راج کرنے کے بعد گذر گیا۔
وقایع راجپوتانہ مین لکھاہے کہ جے سنگھ عیاش اور آرام طلب ہوگیا تھا اُسکے کل زمانے مین نزاع خانگی ہوتی رہی

۶۱۔ مہارانا امر سنگھ دوم

سمبت ۱۷۵۵ مطابق ۱۶۹۹ء مین گدی پر بیٹھا اسنے ڈونگر پور اور بانسواڑہ وغیرہ کے رئیسون کو کبھی چین نہ لینے دیا۔ یہ شکایتین سنکر عالمگیر اکثر ناراض رہتا تھا۔ دو برس تک بادشاہی طرف سے ٹیکہ کا سامان اور خلعت وصول نہ ہوا جسکے لیے پچاس ہزار روپیہ اسد خان وزیر کو دینا پڑا۔ ایک بار رانا نے ڈونگر پور کا علاقہ لوٹ کر قدیمی دستور کے موافق زبردستی نذرانہ بھی وصول کر لیا جسکی تحقیقات کو بادشاہی طرف سے اسد خان وزیر کا بھائی بہرہ مند خان بخشی موقع پر بھیجا گیا لیکن اُسنے رعایت سے ڈونگر پور والونکی پیش قدمی ظاہر کر کے بادشاہ کو خاموش کیا۔ سُجان سنگھ وغیرہ راٹھوڑونکے ساتھ بھی جو بادشاہ کے حکم سے پُر و مانڈل کے جاگیردار تھے اور جن کی اولاد اب اجمیر کے علاقے جونیان وغیرہ مین باقی رہگئی ہے میواڑ والونکی ہمیشہ تکرار ہوتی رہی لیکن اسد خان وزیر جو رشوت کھاکر دوست بنگیا تھا ہر موقع پر نرمی سے فیصلہ کر دیتا۔

سمبت ۱۷۶۳ مطابق ۱۷۰۶ء مین عالمگیر دکن سے ہندوستان کو آتا ہوا احمد نگر مقام پر گذر گیا اُسکے بعد شاہزادون مین سے اعظم شاہ بڑے بھائی بہادر شاہ سے لڑکر مارا گیا۔ بہادر شاہ تخت نشین ہوکر چھوٹے بھائی کام بخش کے مقابلے کو دکن کیطرف روانہ ہوا اُس کے ہمراہیون مین سے مہاراجہ اجیت سنگھ تو اس وجہ سے کہ اُسنے عالمگیر کے مرنے پر جودھپور لے لیا تھا اور پھر بادشاہی خالصے مین ہوگیا تھا اور راجہ جے سنگھ کچھواہہ اس سبب سے کہ شاہزادونکی لڑائی مین وہ اعظم شاہ کا شریک تھا اور اسکا وطن آنبیر ضبطی مین آگیا تھا علاقہ مالوہ سے میواڑ مین بھاگ آئے جہان اُنھون نے بادشاہ کی مخالفت مین اتفاق کیا اس موقع پر یہ اقرار ہوا کہ راٹھوڑ و کچھواہے بادشاہونکو بیٹی دینا چھوڑ دین تو اودے پور والے اُنکے ساتھ رشتہ داری جو رانا پرتاب سنگھ کے وقت سے چھوٹ گئی ہے پھر جاری کرین اور دوسرے راجہ اودے پور کی بیٹی کو جو اُنھین بیاہی جائے سب رانیون سے درجے مین بڑا اور اُسکی اولاد کو بغیر لحاظ عمر کے گدی کا حقدار سمجھین۔ اسکا نتیجہ خلاف امید نکلا راجہ اجیت سنگھ نے اقرار نامے کے بعد لالچ سے فرخ سیر بادشاہ کو بیٹی بیاہ دی اور سوائے جے سنگھ نے مادھو سنگھ کو جو اودے پور والون کی لڑکی سے پیدا ہوا تھا محروم رکھکر ایشری سنگھ کو ولی عہد قرار دیا جس کی بابت لڑائی اختیار کرکے میواڑ نے اپنے کئی پرگنے کھودیے اور مرہٹون کو آپس کے بگاڑ سے راجپوتانہ مین دخل کا موقع ملگیا۔

سمبت ۱۷۶۵ مطابق ۱۷۰۸ء مین بہادر شاہ دوبارہ راجپوتانے کی طرف آیا کیونکہ جے پور اور جودھپور کو راجپوتون نے اپنے قبضے مین کر لیا تھا جب بادشاہ اجمیر مین آیا تو اُسنے اودے پور اور جودھپور کیطرف افواج بھیجین کہ ملک مال کو پائمال اور اطفال و عیال کو قید کرین سیر حاصل آبادیون اور زراعت کو خراب کرین جب اس فوج نے کوچ کیا تو راجپوت خواب غفلت سے بیدار ہوئے۔ وکیلون کو درمیان مین ڈالکر خان خانان

معظم خان بہادر کی معرفت اپنی تقصیرات کو معاف کرایا اُس زمانے مین سکھون نے پنجاب مین تاخت تاراج شروع کی تھی اور آٹھ نو مہینے کے عرصے مین دارالخلافت شاہجہان آباد سے دو تین منزل تک اور سواد دارالسلطنت لاہور مین تمام مشہور قصبات و معمورے سکھون کی تاخت و تاراج سے پامال اور ویران ہوئے اور بیشمار آدمی مرے اور ایک خلقت کو سکھون نے برباد کیا اور بزرگون کی قبرون اور مزارون کا نشان نہ چھوڑا سو دو سو ہندو اور مسلمان جو سکھ گرفتار کرتے اُنکو یک جا بٹھا کر قتل کرتے کیونکہ سکھ ہندو سے بھی الگ ہین وہ مورتی پوجک نہین ہین وہ ہندوؤنکے اوتارونکو بھی نہین مانتے اور شرادھ وغیرہ کے بھی قائل نہین ہین وہ چوٹی اور جنیو وغیرہ بھی نہین رکھتے وہ ویدون اور شاسترونکو بھی نہین مانتے ان کا طریقہ شادی بھی ہندوؤن سے بالکل الگ تھلگ ہے انکی قومیت ازروے مذہب بھی بالکل جدا ہے کیونکہ جہان ہندو بت پرست ہین وہان سکھ توحید پرست گوروؤن اور انکو جو مورتیون سے پاک صاف کیا جاتا ہے اس سے بھی عیان ہے کہ سکھ مذہباً ہندو نہین ہین پس بادشاہ نے سکھون کا فساد مٹانے کی غرض سے راجپوتون کی بعض شرائط کو جو اُسکو پسند نہ تھین بتقاضاے وقت منظور کر لیا۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ راجہ جے سنگھ و راجہ اجیت سنگھ اور رانا اودیپور کے اور دوسرے راجپوتونکے وکیل سرسواری ملازمت کرین اور خلعت ملازمت و رخصت اُسی روز پہنکر بادشاہ کے کوچ کے بعد سرانجام سفر کرکے بادشاہ کے پاس پہونچ جاتین تمام باتام و نشان راجپوتونکے تیس چالیس ہزار سوارونکی جمعیت نے محلہ بنا کے اور اپنے ہاتھونکو رومال سے باندھ کے سر سواری ملازمت کی اور عطاے خلعت و اسپ و فیل سے مفتخر اور مرخص ہوے۔ راجپوتونکا حال ہم نے خافی خان کی تاریخ سے نقل کیا ہے ٹاڈ راجستان اور انگریزی تواریخ مین معلوم نہین کہ کس استناد پر یہ لکھا ہے کہ جسوقت کام بخش سے بہادر شاہ لڑنے کے لیے جانے لگا ہے تو رانا امر سنگھ وائی اودیپور نے ایک مخفی عہدنامہ کر لیا جسکی شرائط ٹاڈ راجستان مین یہ لکھی ہین۔

اوّل۔ شاہجہان کے زمانے مین جو ریاست چتوڑ کی صورت تھی وہ دوبارہ قائم ہو۔

دوئم۔ گاے کشی ممنوع ہو۔

سوئم۔ شاہجہان کے زمانے مین جو اضلاع رانا کے پاس تھے وہ سب بدستور اُسکو دئے جائین۔

چہارم۔ ساری مذہبی رسوم و عبادت مین وہی آزادی حاصل ہو جو اکبر کے عہد مین تھی۔

پنجم۔ رانا جس شخص کو برطرف و خارج کرے گا تو بادشاہ اُسپر مہربانی نہین کرے گا۔

ششم۔ دکن کی خدمت کے لیئے جو رانا سے سپاہ لی جاتی تھی وہ نلی جاے رانا نے ان شرائط کو پیش کیا اور بہادر شاہ نے قبول کیا اور کہا کہ خدا کے فضل سے ان مین کبھی انحراف نہین ہوگا۔

مارواڑ کے راجہ اجیت سنگھ سے انھین شرائط پر عہد و پیمان ہوئے مگر امداد کے لیے فوج دینے کی شرط قائم رہی سجے پور کے راجہ جے سنگھ پر بڑی کڑی کڑی شرطین لگائین اور اسکی وجہ یہ تھی کہ اگرچہ اس

راجہ نے خودمختاری کا دعوے نہین کیا تھا مگر بہادرشاہ کی مخالفت مین اعظم شاہ سے موافق ہوگیا تھا چنانچہ اسکی دارالریاست مین سپاہیون کا ایک بڑا گروہ متعین کیا اور اسکی امدادی فوج کی حکمرانی اس سے متعلق تو کی جو بادشاہی فوج کے ہمراہ گئی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ اسکی خاص ریاست مین تمام اختیار اسکا ضبط کیا تھا۔

جبکہ یورش کے زمانے مین بادشاہی فوج نربدا پر پہونچی تو اجیت سنگھ اور جے سنگھ دونون اپنی اپنی فوجین لیکر الگ ہوگئے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے اور بہادرشاہ کے مخالف ہوگئے جب بہادرشاہ نے کام بخش کا قصہ تمام کیا تو اسنے راجاؤنکے اتفاق توڑنے کا قصد کیا۔ راجپوتون کی مملکت مین ابتک وہ نہ پہونچا تھا کہ اسکو یہ پرچہ لگا کہ سکھون نے سرہند پر قبضہ کرلیا اور پنجاب کا ایسا حال تھا کہ اسکو راجپوتونکے معقدے مین تدابیر مجوزہ کی تعمیل وتکمیل کی فرصت نہ ملی بہادرشاہ نے اس سبب سے راجپوتون سے آشتی چاہی مگر راجپوتونکی فریبی چالونکا کھٹکا مانع ومزاحم ہوا چنانچہ وہ خود نہ گیا بلکہ اپنے بیٹے عظیم الشان کو دونون راجاؤن سے ملاقات کے لیے ایک مقام معین پر روانہ کیا جو بادشاہی فوج کے رستے پر واقع تھا یہ راجہ اپنی فوجون سمیت آئے غرض کہ ساری درخواستین راجپوتونکی منظور ہوئین یہ صلح سنہ ۱۱۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۹ء مین ہوئی۔

بہادرشاہ نے امرسنگھ کو راناکی جگہ مہارانا خطاب بخشا اور پانچ برس کے قریب حکومت کرکے مرگیا اسکے بعد جہاندارشاہ جو میواڑ سے دوستی رکھتا تھا بادشاہ بنا اور اسوقت سے سلطنت کمزور ہوکر سرداروںکا زور و اختیار بہت بڑھ گیا۔

سمبت ۱۷۶۷ مطابق سنہ ۱۷۱۱ء مین مہارانا امرسنگھ دوم جو ایک ضدی شخص تھا بارہ برس راج کرکے گذرگیا

۶۲- مہارانا سنگرام سنگھ دوم

سمبت ۱۷۶۷ مطابق سنہ ۱۷۱۱ء مین اپنے والد کے بعد گدی پر بیٹھا۔ اسکے سامنے مغلیہ سلطنت جو قریب قریب کل ہندوستان پر پھیلی ہوئی تھی ابتر ہونے لگی اور اطراف ممالک کے رئیس شاہی ملک پر قبضہ جماکر خودمختاری کا دم بھرنے لگے بہادرشاہ کے بیٹے جہاندار کو فرخ سیر نے سید عبداللہ خان اور حسین علی خان سادات بارہ کی مدد سے قتل کیا۔ سیدون نے فرخ سیر کو بادشاہ بنایا جو سیدون کے سامنے کچھ اختیار نہین رکھتا تھا اور ناآزمودہ کار جوان تھا۔ سیدونکی راے پر چلتا تھا قسمت سے تاج وتخت سلطنت ملگیا تھا خاندان تیموریہ کا جوہر شجاعت تھا وہ اسکے خلاف جبن ذاتی رکھتا تھا صاحب غرض کی سخن کی تہ پر نہ پہونچتا تھا آخرکار اپنے رفیق سیدوں کے ہاتھ سے مارا گیا بعد اسکے شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات کو سیدون نے بادشاہ بنایا تین ماہ دس روز کے بعد اسنے انتقال کیا سیدون نے اب رفیع الدولہ ملقب بہ شاہ جہان ثانی کو تخت سلطنت پر بٹھایا یہ دونون امور فرمانروائی مین اصلا اختیار نہین رکھتے تھے بلکہ تصویرکا حکم رکھتے تھے کہ تخت پر بطور طلسم کے تعبیہ کردی تھی اور اسکے دور مین سیدونکے آدمی منصوب تھے

تین مہینے چند روز یہ بھی سلطنت کرکے گذر گیا جب رفیع الدولہ کا آفتاب حیات غروب ہوا تو روشن اختر محمد شاہ کو نیا بادشاہ بنایا اسنے سعادت خان برہان الملک اور آصف جاہ نظام الملک وغیرہ کی مدد سے سیدونکو تباہ کیا لیکن وہ خود عیاشی اور کم عقلی سے ملک کو نہ سنبھال سکا اُسکے وقت مین نادر شاہ ایرانی سلطنت کو مغلوب کرکے کئی کروڑ روپے کے جواہر اور نقد وجنس اور تخت طاؤس لے گیا اس تخت مین بیش قیمت جواہر اور نیز پچاس ہزار مثقال قیمتی اسی لاکھ روپے کے لگے تھے اور ایک لاکھ تولہ سونا قیمتی چودہ لاکھ روپے کا کام مین آیا تھا یہ تخت سات سال مین تیار ہوا تھا اور ایک کروڑ روپیہ اسمین صرف پڑا تھا۔

اس بادشاہ کے عہد مین شہنشاہت برائے نام رہگئی برہان الملک نے اودھ کا صوبہ دبالیا جہان اوس کی اولاد مین شجاع الدولہ۔ آصف الدولہ اور واجد علی شاہ وغیرہ ۱۸۵۶ء تک حکومت کرتے رہے حیدر آباد دکن کے علاقے پر نظام الملک نے خود مختار ریاست قائم کی جہانپر اس وقت تک اُسکی اولاد قابض چلی آتی ہے بنگال بہار۔ روہیلکھنڈ اور مدراس وغیرہ مین دوسرے کئی سردار خود سر نواب بن بیٹھے تھے جو شروع انگریزی عہد مین لڑائیان کرکے برباد ہوگئے۔ دکن گجرات اور مالوہ وغیرہ مین مرہٹون نے بڑی قوت پیدا کرلی تھی جنکے ماتحتون مین سے بڑودہ۔ گوالیار اور اندور وغیرہ کئی ریاستین قائم رہ گئی ہین۔

آگرے کی طرف بہت سے گانون راجہ جے سنگھ اور بھرتپور والون نے دباکر اپنی ریاست مین شامل کئے اور گجرات کا بہت سا علاقہ راجہ اجیت سنگھ نے مارواڑ مین داخل کیا اسطرح ہندوستان کی شاہنشاہی محمد شاہ کے عہد مین ابتر ہوئی لیکن میواڑ اس وقت بھی فساد پھیلجانیکے خیال سے فائدہ اُٹھانے مین محروم رہا صرف پرگنات پُرہ اور مانڈل وغیرہ جو بادشاہی طرف سے رن باز خان وغیرہ میواتیونکو جاگیر مین دیدئے گئے تھے اُن لوگون کو غارت کرکے واپس لیے۔

سمبت ۱۷۹۰ مطابق ۱۷۳۴ء مین مہارانا سنگرام سنگھ تیئیس برس راج کرکے گذر گیا اُسنے اپنے بعد چار بیٹے چھوڑے بڑے کنور جگت سنگھ کو ریاست میواڑ دوسرے ناتھ جی کو جاگیر باگور تیسرے باگھ جی کو کرجالی اور چوتھے ارجن سنگھ کو سیورتی ملی اس زمانے کے بعد کسی رئیس کی اولاد نہین چلی کئی پیڑھی کے بعد ریاست مین اولاد نہ ہونے کے سبب مہارانا سنگرام سنگھ کی نسل ہی مین سے حقدار تجویز ہو کر اب تک گدی پر بٹھائے گئے۔

۶۳۔ مہارانا جگت سنگھ دوم

سمبت ۱۷۹۰ مطابق ۱۷۳۴ء مین اپنے باپ کی گدی پر بیٹھا۔ اُسکے زمانے سے میواڑ مین مرہٹون کی مداخلت شروع ہوئی اور اُنھون نے میواڑ کو بہت ستانا شروع کیا اور رہا سہا ملک بھی کم ہوکر اُسمین کوئی پہلا سا طاقت کا سامان باقی نرہا۔ دہلی کی سلطنت ضعیف دیکھکر اکثر راجاؤن نے میواڑ کے علاقے مین ہُرڑہ مقام پر دوبارہ مہارانا جگت سنگھ سے عہد کیا کہ اب مغلون کو کوئی بیٹی نہ دیگا آپ ہم سے رشتہ داری جاری کرین تاکہ سب ملکر راجپوتانے کی خود مختاری پر تیار ہون اس کارروائی مین بھر کچھ کامیابی نہ ہوئی کیونکہ جے پور

اُسکے ماتحت افسر نواب امیر خان کی جاگیر مین شمار ہو کر سرکار انگریزی کی منظوری سے ریاست ٹونک کے
متعلق کر دیا گیا۔ تیسرے علاقہ گوڈواڑ جو میواڑ کی مغربی شمالی طرف اراولی پہاڑ کے نیچے پھیلا ہوا ہی باغیون
کے قبضے مین آجانے کے اندیشے سے تین ہزار سوارون کی مدد حاضر رکھنے کے اقرار پر جودھپور کے مہاراجہ
بخت سنگھ کو حفاظت کے لیے دیا گیا تھا وہ بھی باوجود اقرار پر عمل نہ کرنے کے واپس نہین ملا اس مہارانا کے
عہد مین ہمیشہ ملکی اور خانگی فساد رہنے سے علاقہ تباہ ہوا۔ وقایع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ یہ مہارانا اپنی
تندخوئی اور ظلم کی پاداش مین سرداران اودیپور کی ملاوٹ سے راؤ راجہ بوندی کے ہاتھ سے سمبت ۱۸۲۹
مطابق ۱۷۷۳ء مین مارا گیا۔

باعث نزاع درمیان مہارانا اور راجہ بوندی کے بلایتہ تھا جسمین چند درخت انبہ اور چند مینونکی آبادی تھی
رئیس بوندی نے اس جنگل کو اپنے علاقہ مین سمجھ کر غارتگرون کو مغلوب کرنے کے واسطے وہان قلعہ تعمیر کرایا
اور فوج متعین کی۔

غارتگرون نے باغواے مفسد سرداران میواڑ اس فعل کو اپنے رئیس کے حقوق مین خلل انداز ظاہر
کیا اسپر رانا مع کل سرداران ریاست و سندھیونکی تنخواہ دار فوج کے موقع متنازعہ پر آیا اور اجیت سنگھ
رئیس بوندی کو اپنے لشکر مین طلب کیا وہ آیا اور رانا کے طرز و طریقہ سے ایسا خوش ہوا کہ بلایتہ اور اُسکے
درختان انبہ کو بالکل بھول گیا موسم بہار قریب تھا اور ماہ پھاگن جسمین گوری کے واسطے سؤر کی قربانی
ضرور ہوتی ہے شروع ہو گیا تھا نوجوان ہاڑا نے بعوض اُسکی تواضع و عنایات کے رانا کو بوندی کے رمنہ
یعنی جنگل مین اہیڑا کے شکار کے واسطے بلایا اُسنے قبول کیا اور اپنے ہمراہیون کو سبز دستار اور دوپٹے
تقسیم کر کے تاریخ معینہ پر بہت تزک و تجمل سے نانڈتہ کی بلند سرزمین کو روانہ ہوا اور راجہ کے باپ
امید سنگھ نے کہ اُنھین ایام مین بدری ناتھ سے واپس آیا تھا بفور خبر استماع شکار کے قاصد بھیجکر اپنے
بیٹے اجیت سنگھ کو کہلایا کہ یاد رہے کہ ستی صدہا سال پیشتر پیشن گوئی کر چکی ہے کہ راؤ اور رانا جب
کبھی اہیڑہ کے شکار مین شریک ہونگے تو موت پیدا ہوگی لیکن شوق مین اجیت سنگھ نے جواب دیا
کہ ایسی پوچ وجہ سے پیام طلبی کو مسترد کرنا غیر ممکن ہے صبح ہوتے ہی رانا کمال محبت سے راؤ کو ساتھ
لیکر شکار کے واسطے روانہ ہوا مگر سر شام گذشتہ کو میواڑ کے دیوان نے راو کے پاس آکر بہت گستاخی سے
کہا تھا کہ یا تو موضع بلایتہ کو خالی کر دو ورنہ سندھیون کی جمعیت بھیجکر قید کر دونگا اور تنگ ظرفی سے یہ بھی
کہہ اُٹھا کہ مین نے صرف وہی کہا ہے جو میرے آقا کا حکم ہے اس کلام سے راو کے دل مین تمام دن خلش رہا
جب شکار ختم ہوا اور وہ رانا سے رخصت ہو کے چلا یکایک اُسکو اس ذلت کا خیال ہوا اور
سخت ارادے سے واپس آیا مہارانا اُسکے رنج سے بالکل بیخبر تھا خوشی سے مخاطب ہوا اب تو آپ
تشریف لے جا دین پھر ملاقات ہوگی اس دوستانہ گفتگو سے اجیت سنگھ کی طبیعت نرم ہوئی اور بھ

سلام کر کے لوٹ گیا مگر چند قدم چلا کر پشیمانی غالب آئی اور وہ کل قوار انتقام کو جمع کر کے یکبارگی بھالا لیکر دوڑا اور ایسے زور سے وار کیا کہ بھالے کا پھل رانا کے جسم مین سے گذر کر گھوڑے کی گردن مین غرق ہو گیا رانا صرف یہی کہنے پایا تھا کہ او ہاڑا تمنے کیا کیا کہ سردار اندر گرھ نے تلوار سے اُسکا کام تمام کیا ہاڑا راؤ اس فعل سے نہایت خوش ہو کے طلائی چتر جنگی کہ میواڑ کا حکومتی نشان ہے لے گیا اور بوندی کے محل مین اسکو رکھدیا یہ قابل تحریر ہے کہ رانا اور راؤ دونون ہم زلف تھے یعنی راجہ کشن گرھ کی دو بیٹیان ان دونونکو بیاہی گئی تھین اگرچہ رانی نے راؤ کی کینہ وری سے اسکو آگاہ کر دیا تھا مگر رانا نے رشتہ داری کی وجہ سے کچھ خوف و اشتباہ نہ کیا اور قدیم عداوت طرفین کے رئیسون کی ہلاکت سے سیر ہو کے رفع ہو گئی تھی اور اب کچھ وجہ خصومت نہ رہی تھی اس پُر غم واقعہ سے پہلے روز او دیپور کے دیوان نے دعوت کی تھی اور دونون رئیس مع اپنے سردارونکے شریک ہوئے تھے اور بجز دوستی و اتفاق کے کچھ ظہور مین نہ آیا تھا مگر اس حادثے کے وقوع سے لوگون کا خیال صحیح ثابت ہوا کہ سرداران میواڑ نے اپنے ظالم آقا سے رنجیدہ ہو کے اس فعل کی تحریک کی تھی۔ اور دیوان کا سخت کلامی سے راؤ کو افروختہ کرنا اُسکی تصدیق کرتا ہے جسوقت حربہ مہلک ہوا صرف ایک چوبدار نے اپنے آقا کے بچانے مین کوشش کی ورنہ اُسکے سردارون مین سے کسی نے حربہ روکنے یا قاتل کے تعاقب کرنے کا بالکل ارادہ نہ کیا بلکہ برعکس اسکے کل بہادران میواڑ اپنے آقا کی لاش اور لشکر کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور کسی نے عوض لینے پر توجہ نہ کی۔

صرف ایک کنیز ستی ہونے کے واسطے تیار ہوئی بڑے سامان سے زیر درخت چتا تیار کرا کے لاش کے ساتھ جلنے لگی۔ تھوڑی دیر مین بلا یتہ کا میدان مہارانا اور ستی کی راکھ سے سفید ہو گیا۔

دو مہینے کے اندر مرض جذام کے سبب ہاڑا راؤ کا کل [illegible] بہت تکلیف اور اذیت سے مر گیا پہلی سبب سیر ہو چکے تھے یہ ابتک بلا انتقام باقی ہے اور اس سے یقین ہوتا ہے کہ سرداران میواڑ کی تحریک سے وقوع مین آیا تھا

۶۷ - مہارانا ہمیر سنگھ دوم

اپنے والد کے مارے جانے کے بعد سمبت ۱۸۲۹ مطابق ۱۷۷۳ء مین مسند نشین ہوا بقول وقایع راجپوتانہ یہ بھی ایسا ہی بدنصیب ہوا۔ اسکے عہد مین میواڑ کی تباہی کمال کو پہونچی کل سرزمین مرکز خونریزی ہوئی اور ہر ایک خفیف حملہ آور شور و شر کرنے لگا مفسدہ اور حملہ آوری متواتر ہوتی رہی اور اگرچہ دیوان امر چند کی کوشش سے اُسکی حیات مین فسادون کا تھوڑا بہت انسداد ہوتا رہا۔ مگر اُسکے انتقال پر بدنظمی انتہا کو پہونچی اور زوال رسیدہ ریاست مین سے سات اضلاع اور بھی جاتے رہے۔

امر چند کی نسبت ایسا لکھا ہے کہ اگرچہ سالہا سال میواڑ کا اصلی مالک وہی رہا مگر وقت وفات اُسکی تجہیز و تکفین کے واسطے بھی روپیہ پیسہ نہ آیا۔

مہارانا کی کم عمری کے باعث اُسکی والدہ ریاست کے اکثر کاروبار سنبھالتی رہی لیکن امر چند کا مدار سکے

زیادہ اختیارات سے مہارانی کو نارضگی رہی اور وہ آخر بیقدری کے ساتھ مرگیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کفن کو بھی روپیہ پاس نہ نکلا سمبت ۱۸۳۲ مطابق ۱۷۷۵ء مین عام سرکشی کے ساتھ جاگیرداربیگون نے بغاوت کرکے بست سے گانوین خالصے مین دبا لیے رانا ہمیر کی والدہ نے باوجودیکہ ملک کے حالات سے کامل تجربہ پا چکی تھی اسپر مطلق خیال نہ کرکے بیگون کی سرکوبی کے واسطے سیندھیا سے مدد طلب کی جس نے دبائے ہوئے گانون واپس دلاکر بارہ لاکھ روپیہ باغی سردار سے جرمانے کے طور پر وصول کیا اور خالصہ سے فوج خرچ مین چھ لاکھ سالانہ آمدنی کے پرگنے رتن گڑھ اور سنگولی اور کھیڑی اپنے قبضے مین کر لیے اور ارنیا اور بھیجو اور جوتھا اور ندوی ہلکر کو دیدئے۔ اس طرح کئی بار جعلاتے میواڑ سے نکلکر غیرونکے قبضے مین گیا اسکی سالانہ آمدنی اٹھائیس لاکھ روپیہ کی تھی اور اسوقت تک مرہٹون نے میواڑ سے ایک کروڑ اکیاسی لاکھ روپیہ نقد لیا تھا

سب خانگی فساد اور مرہٹون کے دخل کا طفیل ہے بادشاہی فوج کے مقابلے پر تمام سردار ریاست کے شریک حال رہتے تھے اور صلح ہوجانے پر کھویا ہوا ملک بھی واپس مل جاتا تھا اسوقت مین بقول کرنل ٹاڈ سردارون نے بدخواہی سے فقط اُٹھاکر خود غیرون کو بلایا اور ہر معاملے مین اپنا سر پیچ بنایا۔ مرہٹون نے اپنی غارتگری کی عادت کے موافق رعایا کو ستایا اور جہانتک ہوسکا خالصے کا ملک دبایا اس ابتری کی حالت مین مہارانا ہمیر سنگھ نے نام کے لیے چھ برس حکومت کرکے سترہ برس کی عمر مین انتقال کیا اور اپنے چھوٹے بھائی بھیم سنگھ کو وارث چھوڑا۔

۶۸ - مہارانا بھیم سنگھ دوم

سمبت ۱۸۳۴ مطابق ۱۷۷۸ء مین جبکہ اسکی نو برس کی عمر تھی گدی پر بیٹھا اسکے پچاس سال عہد مین بڑے تغیرات اور خرابیان پیش آئین سردارون کے بگاڑ اور مرہٹون کی لوٹ مار کے سوا ایک نئی جماعت پنڈارونکی پیدا ہوئی اور ہندوستان کی سلطنت مغلون کی تباہی کے بعد ایک نئی فرنگستانی قوم یعنی انگریزونکے قبضے مین آنے سے کچھ امن کی صورت ظاہر ہوئی۔

سمبت ۱۸۴۴ مطابق ۱۷۸۷ء مین مرہٹون کو پریشان پاکر میواڑ کے عام راجپوتون نے ریاست کی خیرخواہی پر کمر ہمت باندھی جاؤد وغیرہ مقامات سے مرہٹون کو نکال دیا اور سردار بیگون نے بھی اُنکے تحت سے اپنا علاقہ خلاص کیا لیکن جب راجپوتونکی بھیڑ نیمچ کے قریب بڑھ گیا کھال ندی پر بڑھی تو ہلکر کی فوج جو اہلیہ بائی کے حکم مین تھی سیندھیا سے ملکر راجپوتونکے مقابل ہوئی مہارانا کی فوج پر سخت حملہ ہوا اور اُسنے شکست پائی بہت سے راجپوت قید و قتل ہوئے اور واپس لیے ہوئے مقامات ہاتھ سے جاتے رہے۔ چونڈاوت لوگ اپنی سرکشی کے سبب اس لڑائی مین شریک نہ تھے اُن مین اور سکتاوتون مین جو فساد ہوتا رہا اس سے ملک اور بھی تباہ ہوا سپاہی اور سوداگرون نے امن نرہنے کے سبب سے کام چھوڑ دیے مہارانا کو کسی کی حمایت کی حاجت ہونیکے سبب دوسرون سے مدد مانگنی پڑی چونڈاوتونکی بغاوت کا زور توڑنے کے لیے مہارانا نے ظالم سنگھ جھالا کی صلاح سے

ہوسکتا وتون کی موافقت سے سبب میواڑ مین آیا تو اسنے سیندھیا کو مدد پر بلایا وہ خوشی کے ساتھ حاضر ہوگیا چتوڑ سے اودیپور تک تمام عمدہ علاقہ جو چونڈاوتون یعنی سلومبر والون وغیرہ نے دبا کر اکثر اُنمین سے سندھی سپاہیون کو جاگیر مین دیدیا تھا مرہٹون کی مدد سے واپس لیا گیا لیکن سلومبر کے راوت بھیم سنگھ نے سیندھیا سے ملکر اپنے دشمن ظالم سنگھ کو میواڑ سے نکلوادیا اسطرح تھوڑے دن امن رہکر پھر ملک پر تباہی آئی کیونکہ مرہٹے روپے کے لالچی اور لوٹ مار کے عادی تھے جدھر پلہ بھاری پایا اُدھر ہی جھک گئے کبھی چونڈاوتون کا صدر مقام سلومبر دبا لیا۔ کوڑا بڑ چھین لیا اور کبھی بھینڈر کے سکتاوتون سے کئی لاکھ جرمانہ وصول کیا لٹیرون کے زور سے امیر وغریب تمام لوگون مین مفلسی پھیل گئی اخیر مین مہارانا اودیپور اور دیگر راجگان ہنود کے افلاس و بےکسی کی یہ نوبت پہونچی کہ ظالم سنگھ منتظم کوٹہ دس ہزار روپیہ ماہوار دیتا تھا تب دفع الوقتی ہوتی تھی اس ذلت پر خود اُسی کے سردار و جاگیردار طعن وتشنیع کرتے تھے اُنمین سے جو زیادہ زبردست تھے اپنے اپنے قلعون کو چلے گئے اور اپنی جاگیرونکی حفاظت مین مصروف ہوئے۔ جیساکہ وقائع راجپوتانہ مین مذکور ہے۔

اتفاق سے سیندھیا اور ہلکر مین جو مرہٹون کے ہاتھ پاؤن تھے لڑائی ہوگئی ہلکر شکست کھاکر رعایا کی بدقسمتی سے میواڑ مین آیا اُسے جلدی کے سبب اودے پور مین پہونچنا تو نصیب نہ ہوا لیکن اُسنے ناتھدوارے کے مقام پر پجاریون سے پچاس ہزار روپے لیئے گو سوامی تو ناتھدوارے سے بھاگ گیا تھا دوسرے پجاریون سے یہ روپیہ وصول کیا اور کانکرولی سے ۳۶ ہزار روپے لیے جیساکہ فارسی زبان کے امیر نامہ مؤلفہ بساول لال متخلص بہ شادان سے ثابت ہے اور تحفۂ راجستان مین لکھا ہے کہ تین لاکھ روپیہ ناتھدوارے کے پجاریون وغیرہ سے اس حیلے کے ساتھ کہ کرشن دیوتا کی کم توجہی سے مجھے شکست ملی ہے ڈنڈ کے طور وصول کرلیا۔ مقام کوٹھاریہ کا چوہان جاگیردار شری کرشن کی مورت کو لوٹ مار کے اندیشے سے اودے پور پہونچا کر واپس جاتا ہوا ہلکر کے آدمیون کے مقابلے پر مارا گیا۔ ہلکر نبیڑہ اور شاہ پورہ سے روپیہ لیتا ہوا اجمیر پہونچا جہان اُسنے ناتھدوارے سے وصول کیا ہوا سان حضرت خواجہ معین الدین علیہ الرحمۃ کی درگاہ مین نذر کردیا۔ اسکے بعد سیندھیا نے اودیپور کے پاس ڈیرہ آجمایا مہارانا کا خانگی اسباب وزیور بلوا کر تین لاکھ روپیہ نقد لیا اور سردار و رعایا سے مال و سامان جو کچھ ہوسکا وصول کیا۔ جب سیندھیا اپنا مطلب نکالکر علحدہ ہوا تو ہلکر بھی دوبارہ میواڑ مین آیا بھینڈر کو تباہ کرکے دو لاکھ روپیہ جرمانہ اور بدنور اور لاوہ سے کچھ کم لیکر ریاست سے چالیس لاکھ کا مطالبہ کیا جسمین سے محل اور شہر والونکے زیور بیچکر بارہ لاکھ روپیہ نقد حوالے کیا گیا اور باقی کے لیے ضمانت دیکر ٹالا۔ ایکبار امباجی وزیر سیندھیا نے ملک میواڑ کو مرہٹون مین بانٹ لینے کی صلاح دی لیکن ہلکر اس بات پر رضامند نہ ہوا کہ ایک قدیم اور شریف خاندان کا بگاڑنا جسکی شاخ مین ہونے کو مرہٹون نے فخر جانا ہرگز مناسب نہین ہے۔

اُسکے بعد سیندھیا اور ہلکر نے اتفاق کرکے انگریزون سے مقابلہ کیا اور شکست پانے سے اُنکا زور کم ہوگیا
امید تھی کہ اُسکے بعد اودیپور کے حق مین کچھ بہتری ہوگی لارڈ کارن والس کی تبدیلی و خلعت سے
اودیپور اور راجپوتانہ کی دیگر ریاستین بدستور سیندھیا۔ ہلکر۔ امیر خان اور پنڈارون کی جولانگاہ تاخت و
تاراج رہین۔

مہارانا کی دختر کشن کمار کی نسبت کا ہولناک واقعہ جسنے راجپوتانے پر آفت برپا کردی

مہارانا کی دختر کشن کمار حسن مین مشہور تھی مہاراجہ بھیم سنگھ والی جودھپور اسپر عاشق ہوا اور اُسکے ساتھ اُسکی
نسبت بھی ہوگئی مگر ۱۸۰۳ء مین مہاراجہ بھیم سنگھ مرگیا اور بجاے اُسکے مان سنگھ جودھپور کا مالک ہوا مثل
ریاست کے اُسنے کشن کمار کے ازدواج مین بھی وراثت کا دعوے کیا اور ابھی سوال وجواب جاری تھے
اور مہارانا نے مان سنگھ کے ساتھ نسبت کو منظور کرلیا تھا کہ اسی عرصے مین گھانے راؤ کے جاگیردار کشور سنگھ
کو مان سنگھ نے نکالدیا یہ شخص مہارانا سے رشتہ داری رکھتا تھا اور اگلے زمانے مین مقام مذکور کو مہارانا کے
بزرگون نے علاقہ اودیپور مین سے علیحدہ کرکے بطور جہیز کے کشور سنگھ کے بزرگون کو دیا تھا۔ مان سنگھ اور کشور سنگھ
مین منازعت پیدا ہوگئی تھی اسلئے اُسنے کشور سنگھ کو اُس جگہ سے نکالدیا۔ مہارانا بھیم سنگھ مان سنگھ سے
بہت آزردہ ہوا اور اپنی بیٹی کی نسبت کی بات چیت راجہ جگت سنگھ والی جیپور سے شروع کردی اور بیان
کیا کہ مان سنگھ کے ساتھ ہمکو رشتہ داری منظور نہین ہے تم اپنے آدمیونکو بھیجکر گھانے کا انتظام کرلو تاکہ حریف
دخل نہ حاصل کرلے مہارانا نے اس لڑکی کی تصویر بھی بھیجی تھی جگت سنگھ اس لڑکی کے حسن وجمال اور تناسب
اعضا کی تعریف تو یون ہی سن رہا تھا تصویر دیکھکر اور بھی والہ وشیدا ہوگیا اور اپنے داروغہ خوشحال سنگھ کو
اس کام کے انتظام کے لیے تھوڑی سی سپاہ کے ساتھ بھیجا جسنے گھانے کا بندوبست کرلیا جب مان سنگھ
کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے دولت راؤ سیندھیا کو جو اُس زمانے مین اودے پور کے علاقے مین مقیم تھا اس
ماجرے سے اطلاع دی اور مدد چاہی چنانچہ سیندھیا نے اودیپور کو کوچ کیا اور خوشحال سنگھ داروغہ کو
وہان سے نکالدیا اور گھانے کو جیپور والونکے ہاتھ سے خالی کرالیا۔ جگت سنگھ اس لڑکی کی مواصلت کا
دل سے خواہان تھا اُسنے اس ارادے سے دست برداری نکی اور اپنے مصاحب رتن لال کو دوبارہ
ایک جماعت کے ساتھ سیندھیا کی روانگی کے بعد اودیپور کو بھیجا مان سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے پوکرن
علاقہ جودھپور کے ایک سردار سوائی سنگھ کو جو اُسکا رشتہ دار تھا طلب کرکے اس امر مین مشورہ کیا سوائی سنگھ
دربردہ مان سنگھ سے عناد رکھتا تھا اور اُسکی بربادی کے درپے تھا اُسنے خیال کیا کہ مان سنگھ کو بھڑکا کر
لڑاو و مارا جائے تو اپنی امید برآسے اسلئے صلاح دی کہ ایسے معاملات مین رئیسون کو جنگ کرکے عزت
وناموس کی حفاظت کرنا چاہئے کیونکہ نہایت بدنامی کی بات ہے کہ ایک ریاست کی منگیتر دوسری ریاست مین چلی جائے

اور اُسکو اتنا آمادہ کیا اور اپنی رفاقت اور مدد کا بھروسا دلایا کہ وہ لشکرکشی پر تیار ہوگیا اور لشکر کے ساتھ تیزی سے کوچ کرکے پچاس کوس چلکر لشکر کے پاس مقام کیا اور اپنے بخشی اندرلاج کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجا کہ وہ جے پور کے آدمیون کو روکے چنانچہ بخشی مذکور شاہ پورہ پہونچکر جے پور کے آدمیون سے متعرض ہوا اور کہا کہ اودے پور کا ارادہ ترک کرکے جے پور کو لوٹ جاؤ اسی مین بہتری ہے ورنہ لڑائی کے لیے آمادہ ہوجاؤ جے پور والونمین راے رتن لال دانا آدمی تھا اُسنے یہان لڑنا مناسب نہ جانا اور اپنی جمعیت کو لیکر جے پور کو الٹا چلا گیا اور آپ واسطے مداخلت ہلکر کے کہ جو نواب امیر خان کے اتفاق سے مالپورہ علاقہ جے پور مین پہونچگیا تھا اور اپنی فوج کو سرباڑہ کے مقام پر جو وہان سے ایک منزل ہے چھوڑکر آپ جریدہ ہزار دو ہزار سوارون کے ساتھ اپنے متعلقین کو جودھپور سے بلانے کے ارادے سے جنھین وہان لاہور جاتے وقت چھوڑ گیا تھا لشکر مین آیا ہلکر نے راجہ مان سنگھ سے ملاقات کرکے اپنے اہل وعیال کو جودھپور سے بلا لیا اس عرصے مین راے رتن لال شاہ پورے سے وہان پہونچ گیا اور ہلکر اور مان سنگھ سے ملا اور اُسنے یہ مناسب سمجھا کہ دونون ریاستون کا معاملہ اغیار کے ذریعے سے فیصل ہونے سے یہ بہتر ہے کہ باہمی سمجھوتہ ہوجائے چنانچہ مان سنگھ سے تحریک موافقت کی اور یہ بات قرار پائی کہ اودے پور کی منگنی سے دونون راجے دست بردار ہوجائین اور راجہ مان سنگھ کی بیٹی تو جگت سنگھ سے منسوب ہوا اور راجہ جگت سنگھ کی ہمشیرہ مان سنگھ سے منسوب ہوجاے اس عرصے مین نواب امیر خان جے پور پہونچ گیا تھا اور وہان کے معاملے کے سوال جواب درست کرکے اور اپنی سپاہ کو وہان چھوڑکر جریدہ ہزار سوار کے ساتھ خود لشکر کی طرف چلا اور جلد یہان پہنچگیا اور ہلکر سے ملاقات کی مان سنگھ وہان مقیم تھا اُسنے نواب امیر خان کی آمد کا حال سنکر استدعا کی کہ نواب سے میری ملاقات کرادیجاے ہلکر نے مان سنگھ کا اشتیاق ملاقات نواب امیر خان سے بیان کیا نواب نے کہا کہ اگر مان سنگھ میرا استقبال کرکے تعظیم کا کوئی دقیقہ باقی نرکھے تو مضائقہ نہین ورنہ تمھاری ملاقات کیطرح منظور نہین کہ ملاقات کے وقت آدمیون کے ہجوم کے سبب سے پگڑی بھی تمھارے سر سے گر گئی تھی اور تعظیم کے مراسم اچھی طرح ادا نہ ہوئے ہلکر نے خیال کیا کہ اگر ملاقات امیر خان کی مان سنگھ سے مجھ سے بڑھکر تعظیم وتوقیر کے ساتھ ہوئی تو اس مین میرا ہتک ہی اسلیئے دونون کا ملنا اسکو گوارا نہ ہوا اور حکمت عملی کے ساتھ مان سنگھ سے تو یہ کہدیا کہ نواب امیر خان کی سپاہ کو تنخواہ وصول نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ اُسمین جھگڑا رہتا ہے اور پٹھان لوگ کسی کے حکم کے تابع رہتے نہین مبادا ملاقات کے وقت کوئی ایسا جھگڑا اٹھ کھڑا ہوجاے جسکا دفع کرنا دشوار ہو اس وجہ سے بالفعل ملاقات ضرور نہین آگے کو دیکھا جائے گا جب کہ مین تم سے ملتا رہتا ہون اور مجھ مین اور امیر خان مین مغائرت نہین تو امیر خان کے نہ ملنے مین کوئی مضائقہ نہین اور امیر خان سے یہ بات بنائی کہ مان سنگھ کو تمھاری استدعا کے موافق منظور نہین امیر خان نے کہا کہ مین فضل الٰہی سے سلطنت کا ارادہ رکھتا ہون پس جسطرح مین چاہتا ہون اُسی طرح تلوار کے زور سے ملاقات کرلونگا

ہلکر نے راے رتن لال سے معاملہ یطا ہر دس لاکھ روپیہ پر فیصل کیا اور راجہ مان سنگھ کی اعانت نہ کرنے پر
دریپدہ دس لاکھ نذرانہ مقرر کرکے کہا جب مین ضلع جیپور سے نکلکر کوٹے جاؤنگا نذرانہ لونگا اور نواب
امیر خان سے کہا کہ تم روپیہ وصول کرنے کو جیپور کو جاؤ امیر خان نے آکر جیپور کے قریب ڈیرہ کیا
مصاحبان راج بہرہ یاب ملاقات ہوئے اپنے آقا سے ملنے کے پیام دئے امیر خان نے کہا کہ اگر استقبال
و تعظیم اچھی طرح کرین تو مضائقہ نہین جگت سنگھ نے پہلے کچھ عذر و انکار کیا آخر راضی ہوا گھاٹ دروازے تک
استقبال کرکے بکمال تعظیم نواب سے ملا نواب نے چند روز قیام کرکے نشان دہی زر کی یکجگی کی اور پرگنہ
ٹونک دو لاکھ کے عوض ایک سال کو سپرد کارپردازان جےپور کیا اور روپیہ وصول کرنے کے لیے
راے ہمت راے کو چھوڑا ادہر جیپور سے نواب لشکر آیا اور ہلکر کو ماجراے معاملہ سنا کر اجمیر چلا گیا چند روز
کے بعد متعلقون کو شیرگڑھ پہونچانے کے لیے ہلکر سے رخصت لینے گیا اور صلاحاً ہلکر سے کہا کہ بعد وصول معاملہ جیپور
کھانڈے راؤ کو سپاہ سے چھڑا کر مان سنگھ کے شامل حال رہو اسنے وقت روانگی لاہور انگریزون سے
اندیشہ نہ کیا تمھارے متعلقون کو پناہ دی ہلکر بشرط ترک معاونت مان سنگھ رتن لال سے نذرانہ مقرر کر چکا
تھا گھبرا یا اقبال صلاح سے پہلو تہی کرکے بولا سپاہ کے ہاتھون تنگ ہون میرا ایک دن یہان ٹھہرنا دشوار ہے
نواب امیر خان نے بہت سمجھایا ہلکر نے نہ مانا آخر ہلکر نے رتن لال سے معاملے کے دس لاکھ کی نشان دہی لیکر
نذرانے کے دس لاکھ وصول کرنے کو کوچ کرنے کا عزم کیا کھانڈے راؤ کو چھڑانے کے لیے سپاہ کے مواجب
دینے مین مصروف ہوا لاکھ روپے دیکر امیر خان کو رخصت کیا مان سنگھ اپنے پانسو سوار باستدعاے ہلکر
اسکے پاس چھوڑ کر کہ فساد اہل فوج سے امن مین رہے لشکر سے جودھپور چلا گیا ہلکر مع سواران مذکور ہمراہ
آیا زر معاملہ جیپور اہل لشکر کو دیکر کھانڈے راؤ کو چھڑا لیا کارپردازان جیپور نے جو دیکھا کہ مان سنگھ کے سوار
ہلکر کے ساتھ ہین غلط فہمی سے سمجھے کہ ہلکر اودیپور جاتا ہے تاکہ مہارانا کی بیٹی کو بزور لیکر سوارونکے ساتھ مان سنگھ
کے پاس بھیجدے اسلئے بدظن ہوکر میر مخدوم حیدرآبادی - واحد خان - شیخ خدابخش - میر صدرالدین
سارنگپوری - میر مردان علی - نواب جہان خان وغیرہ سرداران فوج ہلکر کو کہ وقت مصالحت ہلکر و انگریزان
آزردہ خاطر ہوگئے تھے اور اپنے مواجب پاکر ہلکر سے جدا ہو چکے تھے کارپردازان جیپور نے اپنا شریک
حال کر لیا ادھر سوائی سنگھ رئیس پوہکرن اور صورت سنگھ رئیس بیکانیر موقع پاکر فرط عناد سے مان سنگھ کے
درپے ہوئے بولے مصالحت مین مساوات ہوگی اسمین تمھاری کسر شان ہے منسوبہ کا چھوڑ دینا راجپوتون
کی مرجات کے خلاف ہے آخران دونون نے لکھا کہ مان سنگھ کا بھتیجا دھونکل سنگھ ہم سے موافق ہے اسے
مسند نشین اور مان سنگھ کو معزول کرین -
اب جگت سنگھ نے جودھپور پر لشکر کشی کا ارادہ کیا لعتاب راے اور محمد غفور خان کو باستدعاے معاونت
نواب امیر خان کے پاس بھیجا وکلاے جیپور شیوپوری مین آکر نواب سے ملے نواب نے انسے مقدمہ معاونت فیصل

کہکے جگت سنگھ سے صلح کر لینے کے لیے بخت رائے کو اُسکے ہمراہ کر دیا خود نواب امیر خان وہان سے کوچ کرکے
مع متعلقان شیر گڈھ آیا اور راج رانا ظالم سنگھ سے ملا ڈیڑھ مہینہ وہان رہا نواب نے متعلقون کو شیر گڈھ مین
چھوڑکر کوچ کیا کوٹے سے ایک کوس ورے خیمہ زن ہوا اس مقام مین جمنا بھاؤ سردار علاقہ ہلکر نواب امیر خان
سے بمبالغہ ساعی اعانت خواہ مان سنگھ ہوا جیت مل منشی راجہ مذکور بھی آیا اور کہا کہ اگر آپ جگت سنگھ کی
کمک سے پہلو تہی کرکے مان سنگھ کی مدد کرین تو بہت سا نقد روپیہ اور کئی لاکھ کا ملک آپکو فوج خرچ مین دیگا جواب دیا
کہ مین وکلاے جگت سنگھ سے اقرار مدد کر چکا ہون نقض عہد نکرونگا وکیل جودھپور مایوس لوٹے ہلکر نے بھی
سمجھایا مگر امیر خان نے نمانا راے چند دیوان راج جیپور نے جگت سنگھ کو بافسون و افسانہ فریفتہ کرکے شادی
کے لیے اودیپور چلنے اور مان سنگھ کو مغلوب کرنے پر آمادہ کر لیا یہ سوچ کر کہ جگت سنگھ ابھی طفل ناتجربہ کار ہے اسکے
ہان مجھے ہر طرح کا اختیار ہے مان سنگھ کے عزل اور دھونکل سنگھ خردسال کے نصب سے جس حال مین کہ رئیس
بیکانیر و پوکرن مجھ سے موافق ہین اس ریاست مین بھی میرا اقتدار ہو جائے گا اودیپور مین جگت سنگھ کی شادی
ہو جانے سے میواڑ کا بھی مختار ہو جاؤنگا چنانچہ راجہ جیپور نے بالشکر عظیم بعزم جودھپور نہضت کی فوج خاص
و سرداران علاقہ جیپور و سوائی سنگھ و صورت سنگھ و بالارائو سردار سیندھیا ـ سواران حیدرآبادی ہمراہی ہلکر اور
فوج نواب امیر خان سب تین لاکھ سوار و پیادہ ہمرکاب تھے امیر خان بھی سانبھر سے اپنے لشکر مین آگیا دانا
رام گڑھ سے نزدیک معسکر جیپور تھا سوال و جواب ملاقات ہوئے آخر دونون امرا سوار ہوئے دو کوس وہ آئے
اسی قدر یہ گئے اور بیچ مین ہاتھیون پر ملاقات ہوئی ـ جگت سنگھ نے امیر خان کو اپنے ساتھ لیجا کر بہ تکریم و تواضع
اپنے ڈیرے کے پاس ایک ڈیرے مین اُتارا شب کو رقص و سرود کی مجلس مین بلایا اعزاز و تواضع کے
بعد مستدعی امداد ہوا امیر خان نے کہا کہ مین تمھاری نوکری تو کرتا نہین ہان اس شرط سے کہ جنگ و صلح
کچھ میری صلاح لیے بغیر نکرو مین تمھارا شریک حال ہون جگت سنگھ نے مان لیا ـ امیر خان رخصت ہوکر
اپنے ڈیرے مین آیا مان سنگھ بھی ملازمان و سرداران جودھپور سے ساٹھ ہزار سوار و پیادہ لیے ہوے
پربت سر پر آگیا جگت سنگھ نے اس مقام سے کوچ کیا نواب امیر خان کو بھی کوچ کے لیے کہا لیکن
جمشید خان ـ عمر خان ـ کرم علی خان رسالدار جو اسوقت امیر خان پر دعوے رکھتے تھے کوچ پر راضی نہوے
امیر خان کو بھی نہ چھوڑا امیر خان نے ناچار رامپوری رسالدارون کو جگت سنگھ کے ساتھ کر دیا تمام لشکر
پربت سر پہونچا ہنوز مقابلہ نہوا تھا کہ امیر خان بھی دعوے دارون کو راضی کرکے جا پہونچا مقابلہ ہوا سرج راو
کھانکیہ جگت سنگھ کی طرف سے پیشتر جودھپور گیا ہوا تھا جب اسنے پالی وغیرہ اضلاع جودھپور کو غارت کیا
مان سنگھ نے رسالہ چانوری اپنے دلسوز رفیقون کو کھانکیہ کے تدارک پر بھیجا عین جنگ مین رئیس بیکانیر و پوکرن
انکے اشارے سے راٹھوڑون نے طرح دی کھانکیہ سے ملگئے مان سنگھ کو پربت سر مین یہ خبر پہونچی تاب جنگ
نرہی دو چار ہزار آدمیون سے جودھپور کو لوٹ گیا جگت سنگھ نے فتحیاب ہوکر خیمہ وغیرہ سامان پر

قبضہ کر لیا۔ ماہی مراتب نقرئی ہودج پالکی خاص سواری مان سنگھ یہ چیزیں نواب امیر خان کے ہاتھ لگیں امیر خان پایا ہے جگت سنگھ متعاقب کو کہا کہ ہم کھڑی ہیں کہ مابین پربت سر و میرتھ ہے ہرکارے نے مخبری کی کہ مان سنگھ میرتھ میں مقیم ہے مگر جلدی عازم جودھپور ہے نواب نے کہا کہ مان سنگھ رئیس معزز ہے اسکو نیا مدہ دبانے میں عار ہے مروتی ہم پر عائد ہوتی ہے جانے دو جگت سنگھ کو کہا کہ مان سنگھ میرتھ میں آمادہ کوچ ہے میں یہانتک متعاقب آیا گھوڑے تھک گئے ہیں میں آگے نہیں جا سکتا اب کیا صلاح ہے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم فوج خاص و راجہ بیکانیر و پوکرن کے سواسب کو جدا کر دو تاکہ فوج کم ہو جودھپور کے بند و بست کو یہی فوج کافی ہے پھر یا خود جودھپور جاؤ اور معاملہ شادی کی درستی کو اودیپور بھیج یا ہم اودیپور کو بھیجو جگت سنگھ کو یہ صلاح پسند نہ آئی کہا میں نے جو یہ فوج جمع کی ہے اور روپیہ صرف کرتا ہوں کچھ تماشے دیکھنا چاہتا ہوں تم لوٹ کر میرے پاس آجاؤ امیر خان لوٹ آیا بخشی شیولال جو مقدمۃ الجیش کے سپہ سالار تھے پچاس ہزار آدمی لیکر بنسل پور تک گیا تھا راٹھوڑوں کا زعفرانی پوشاک پہن کر جانبازی پر آمادہ ہونا سنکر ڈرا اپنے آقا سے کمک خواہ ہوا جگت سنگھ نے امیر خان کو مدد کے لیے بھیجا جو بخشی سے مل کر کوچ کر کے جودھپور پہونچا مان سنگھ محصور ہوا جگت سنگھ ضلع مارواڑ میں تھانے بٹھاتا ہوا جودھپور آیا شہر کا محاصرہ کیا بلغ میں میرتھ دروازے فوج خاص کو اتارا اور تالاب اکے راج کیطرف لشکر امیر خان کو۔ بخشی وقوان اور سواری سنگھ کی فوج کو اور جانب۔ غرض کہ ناگور میرتھ اور پربت سر مارواڑ کے ان مقامات پر جگت سنگھ نے قبضہ کیا۔ بخشی شیولال کو چالیس پچاس ہزار سوار و پیادہ سے تحصیل پر مقرر کیا جب شہر جودھپور و جالور و قلعہ سیوانہ کے سوا مان سنگھ کے قبضے میں کچھ باقی نہ رہا آٹھ دن محصور ہوئے گذرے۔ بخشی اندراج سنگی۔ فتہ ناتھ سنگھ لیس کچاون۔ سرداران میرتھ سلطان سنگھ ٹھاکر نیماج۔ کیسری سنگھ بجانا ور سنگھ اہوہ والا وغیرہ رفیقان مان سنگھ نے کہا کہ اسوقت میں دشمن زبردست ہے ایک دو دن میں شہر فتح کرے گا ہر طرح کے نقصان کے ساتھ ہمیشہ بدنامی رہے گی ہم جگت سنگھ سے گرگ آشتی کرتے ہیں شاید کچھ کام نکلے تم قلعہ میں جمے رہو مان سنگھ نے اس خیال سے کہ مبادا ماننے کی صورت میں اور راٹھوڑوں کی طرح یہ بھی دشمن ہو جائیں جواب دیا کہ تم جو مناسب سمجھو کرو۔ سنگی اندراج وغیرہ نے پیام دیا کہ اگر ہم سے کچھ عہد کرو تو ہم نکل آئیں جگت سنگھ نے قبول کیا اندراج وغیرہ نے شہر سے نکلکر متصل فوج جگت سنگھ ڈیرہ کو اتار کے شہر چھوڑ کر قلعہ بند ہوا جگت سنگھ نے شہر پر قبضہ کر کے قلعہ پر توپیں جمائے اکثر مکانات شہر کو گولوں سے مسمار کر کے قلعہ کو نقب سے اڑانا چاہا لیکن قلعہ کے استحکام نے یہ تدبیر چلنے ندی۔ بخشی اندراج نے دو ہزار آدمیوں سے اجمیر کی جانب پہاڑ میں جا کر آمد و رفت اہل لشکر جے پور قریب بھلکر بند کی۔ مان سنگھ نے غلام خان کو جو پہلے امیر خان کی طرف سے وکالۃ ہلکر کے پاس رہتا تھا اور ان دنوں کسی معاملے کی تقریب میں ہلکر کیطرف سے جودھپور آیا ہوا تھا امیر خان کے پاس بھیجا اور مدد چاہی امیر خان نے صاف انکار کیا

اس عرصہ مین بابو سیندھیا ۔ انباجی انگلیہ اور جان بتیس فرنگی سرداران علاقہ سیندھیا گنگا کے کنارے آ گئے تھے مالوے سے میرٹھ مین آ گئے ۔ انباجی کے سوا سب حسب ایما ے جگت سنگھ تحصیل سرشتہ مین مصروف ہوے وہ جودھپور آ کر شیر ون مین داخل ہوا دولت راؤ سیندھیا نے انباجی سے کہدیا تھا کہ نواب امیر خان عالی ہمت آدمی ہے راجستان مین اسکا دخل اچھا نہین تو اُسے اکھیڑ دینا اس لیے انباجی نے آتے ہی راے چند دیوان جے پور سے کہا کہ تم نے امیر خان کو رفیق بنایا ہے یہ عالی ہمت آدمی فرصت پا کر تمہاری ریاست برباد کر دیگا ظہور نے مان سنگھ کا کب ساتھ دیا باوجودیکہ اُسکے متعلقون کو سخت وقت مین پناہ دی تھی تم امیر خان سے احسان کر کے کیا فائدہ پاؤ گے یہ ادھر ایک مین رئیس ہو کہان اور دیوان وغیرہ نے جواب دیا کہ امیر خان ایسے کہین ہم سے عہدہ برآ نہین ہو سکتے ۔ امیر خان نے یہ ماجرا سنکر ہمت راے اور مہتاب راے کو راے چند دیوان کے پاس بھیجا کہ تم اور انباجی اور سوائی سنگھ اپنے کو دانا سمجھتے ہو ۔ سوائی سنگھ نے تو بہت آدمیونکو تباہ کیا ہے تم یا خود تباہ ہو جاؤ گے یا اس غرے مین اور ونکو تباہ کرو گے مگر یاد رکھو کہ زبردست کے سامنے عقل بیکار ہے دیوان نے خجل ہو کر کہا کہ مین نے وہ بات ہنسی مین کہی تھی راے مذکور نے کہا کہ نواب نے بھی دل لگی کی ہے دیوان چپ ہو رہا ۔ انباجی کے آتے ہی امیر خان کا یومیہ روپیہ بند ہو گیا ہمراہیان امیر خان تنخواہ خواہ ہوے ۔ دھرنا دیا امیر خان نے یومیہ طلب کیا نہ ملا چند روز ادھر اُدھر پھرا ایک مہاجن ملا جب کسی سے وصول کر کے کوتا کرتے پر وہ اُسے منع کر دیا ہمراہیان امیر خان نے فساد کیا اور سخت تقاضے کے بعد امیر خان کو کوٹھے سے گرا دیا اوپر سے پتھر مارے ایک پتھر سے امیر خان کا پاؤن زخمی ہوا اور بڑی تکلیف ہوئی ناچار امیر خان نے لال ہمت راے اور لال مہتاب راے کو دیوان کے پاس بھیجا کہ اس وقت فوج کے دھرنے سے مین بہت تنگ ہون جو کچھ ہو سکے مجھے دو اس شورش سے نجات پاؤن کوئی شنوائی نہ ہوا انباجی ۔۔۔ اپنے ضروری کام مین مصروف تھا اسنے بہانہ دیوان کو بہکایا کہ امیر خان کا دلی دشمن بنایا امیر خان تنگ ہو کر چلدیا معسکر سے کوچ کر کے بسواری پالکی مع فوج منبل پور کو کہ جانب جھجھو ایک منزل ہے آیا راجہ جگت سنگھ نے لالہ مہتاب راے کو بھیجا کہ امیر خان کا اطمینان کر کے لوٹا لائے کہدیا کہ اُسکے لوٹ کر آتے ہی خرچ کا بندوبست ہو جائے گا امیر خان فوج کو وہین چھوڑ کر تین سو سوار سے زخم پا کے سبب پالکی مین جودھپور لوٹ آیا معسکر جگت سنگھ سے دو کوس پر ٹھہرا کہا کہ دھرنے والون سے مفرور ہا جب دھرنے والون نے سختی مضمونہ بھیجی پیام پوربیہ اور آفریدی دونون گروہون نے اپنے اپنے دو دو آدمی معتمد کر کے بھیجا پھر لایا یہ کر لیا کہ جو کچھ پاؤ گے بالمناصفہ تقسیم کر لینگے امیر خان پالکی پر سوار ہو کر راجہ سے ملنے چلا جگت سنگھ نے اپنے ڈیرے کے پاس ایک راوٹی امیر خان کے لیے کھڑی کروائی جسمین پہلے پڑا خیمہ نصب ہوا تھا فرش وغیرہ اسباب خوشی موجود تھے اب اس طرح سے کچھ نہ تھا امیر خان راوٹی مین آیا ہمراہیون سے کہا دیکھو تمہاری عنایت سے ہم اس درجے کو پہونچے سامنے منتقل ہوئے ہیں ہم دھرنے سے ۔۔۔

ہوتے ہین حضور کا ہتک عزت ہمکو گوارا نہین جب تک کوئی آمد نہ دیکھینگے ہم تنخواہ طلب نہ کرینگے اب
ہمارا جینا مرنا سب سرکار کی خوشی کے ساتھ ہے امیر خان نے رلسے ہمت راے کی زبانی راے چند دیوان
وغیرہ کو کہلا بھیجا کہ ان دنون کچھ تھوڑا ہی روپیہ دیدو تو دفع الوقتی ہو جاے کسی نے نہ سنا بدفعات امیر خان
کیطرف سے یہی پیام ہوپنچا ایک دن چار یا نسو روپے ہی مانگے اُنھون نے جواب تک نہ دیا ایک روز
سب ہمراہیون کو فاقہ ہوا اتفاقاً یہ معاملہ مان سنگھ نے سنا اُسنے غلامی خان کو رقعہ خاص دیکر ایلچی کیا پیام دیا
کہ جگت سنگھ اور سوائی سنگھ کے ہاتھون جو میری خرابی ہوئی ہے اور ہو رہی ہے آپ سے مخفی نہین ملک میرے
قبضے سے نکل گیا حریف نے قلعے پر مورچے جماے ہین اگر اس وقت آپ کوئی سلوک دوستانہ میرے ساتھ
کرین تو مین ہمیشہ ممنون احسان رہونگا امیر خان چونکہ جگت سنگھ سے بیحد کبیدہ ہو گیا تھا اسلیے غلامی خان
کے ساتھ اپنے ہرکارون کے جماعہ دار مان سنگھ کو راجہ مان سنگھ کے پاس بھیجا پوچھا کہ اسوقت مین ساتھ
دینے پر تم کیا عوض کروگے والی مارواڑ سخت مضطر تھا اس پیام سے خوش ہوا اُسنے اپنے ہاتھ سے
امیر خان کو لکھا کہ چار لاکھ پچاس ہزار روپیہ ماہوار حق اعانت سواے تنخواہ کیو اندنون دیتا رہون گا
اور سالانہ چار لاکھ روپے آمدنی کی جاگیر اور چھاونی کے مصارف کے لیے دیکر تلہنے کے پتر پر سند لکھ
دونگا۔ امیر خان نے یہ رقعہ اپنے پاس رکھا اور یہ کہلا بھیجا کہ اچھا اب مین یہان سے علیحدہ ہوتا ہون
جو کرونگا تم دیکھ لوگے تم سنگی اندرراج کو جو اجمیر کیطرف پہاڑون مین ہے لکھ بھیجو کہ فلان شخص آتا ہے
اُسے رفاقت مین لو راجہ نے قبول کیا۔ سنگی کو لکھ بھیجا اتفاقاً سرجے راو گھاٹگیہ دولت راو سیندھیا
کا سسر جسکو ابناجی کے نفاق سے جگت سنگھ برطرف کر چکا تھا اپنی فوج میواڑ مین چھوڑ کر سوال وجواب کیلیے
وہان آیا یہ شخص ابناجی کا دشمن جانی تھا امیر خان نے دشمن کے دشمن کو دوست جانکر اپنی رفاقت مین لیا اور پالکی
مین بیٹھ کر چلا اور جگت سنگھ کے ڈیرے کے مقابل کھڑے ہو کر کہلا بھیجا کہ مین حق معاہدہ ادا کر چکا ہون اسوقت
تک امداد مین مجھ سے تقصیر نہ تھا عدہنوا تمنے نقض عہد مین کوشش کی بیمروتی کی داد دی خبردار اب تم کو مجھ سے
کچھ سروکار نہین نہ پیمان درمیان اور یہ جو تم میری جان کے دشمن ہو گئے ہو بفضل الٰہی میرا کچھ نہین کر سکتے اگر کچھ
حوصلہ ہو اسوقت مین تین سو آدمیون سے تمہارے لشکر مین ہون تمہارے ساتھ تین لاکھ آدمی ہین آؤ حوصلے
نکالو دیکھون کتنے ہو اور لو مین چلا جگت سنگھ یہ بات سنکر گھبرایا برسر عذر آیا خوشحال سنگھ داروغہ کو بھیجکر
سمجھایا بلایا امیر خان نے اُسکی بات کو معتبر نہ جانا نہ ملا باتفاق سرجے راو کوچ کر کے اپنے لشکر مین بنسل پور
کو آگیا آگے کو کوچ کیا سنگی اندرراج بھی بحکم آقا مع دو ہزار سوار آملا امیر خان میرتے کے قریب پہونچ گیا
شیولال چالیس پچاس ہزار سوار و پیادہ فوج سے امیر خان کے لشکر سے دس کوس پر آ گیا ابناجی سیندھیا
اور جان تجبیس کو لکھا کہ امیر خان کے تدارک کے لیے بخشی کا ساتھ دین باپو سیندھیا امیر خان سے خفا تھا نہ
ملگیا تھا اور اُسے سنگی اندرراج نے بھی تسلی دیکر امیر خان کا جانبدار کر لیا تھا یہ قرار پایا کہ صبح کو

یہان سے کوچ کرکے شیولال سے مقابل ہوئے یہ خبر ڈاک کے سرکارون نے جگت سنگھ تک پہونچائی رائے چند وغیرہ مفسد آگاہ ہوئے گھبرائے اباجی نے سوائی سنگھ کو بلاکر مطلع کیا پھر دونون سانڈنی پر سوار ہوئے صبح سے پہلے باپو سیندھیا کے پاس آگئے اور اسکو سمجھایا اور دولت راو سیندھیا کی خفگی سے ڈرایا آخرہ امیر خان کے ساتھ سے منحرف ہوکر ان کا ہمنوا ہوگیا امیر خان صبح کو یہ سنکر باپو سیندھیا کے پاس آیا اُسنے اپنی ناچاری ظاہر کی بعد امیر خان نے وہان سے اٹھکر سنگی کے ہمراہیون سے کہا کہ تم مین سے جو مرد ہو میرا ساتھ دے اور جو ساتھ دے اپنی رائے مین ہر حال مین مان سنگھ کا معاون ہون تم میرے شریک حال رہو یا نہ رہو سنگی نے کہا مین کوہستان سے اور لشکر جمع کرکے لاتا ہون امیر خان یہ سنکر ناچار اپنے لشکر مین آگیا ٹھاکر شیوناتھ سنگھ کچاون والا کہ فہمیدہ آدمی تھا اور کئی سرداریا نسو سوار ساتھ لیکر سنگی سے جدا ہوئے اور امیر خان سے آملے سلطان سنگھ نیماج والا کیسری سنگھ آسوپ والا بختاور سنگھ ہوئے والا یہ سب راٹھوڑ اپنے اپنے خیالات کی خامی سے شریک امیر خان نہ ہوئے امیر خان صبح کو مع ٹھاکر شیوناتھ سنگھ وہانسے کوچ کرکے پیشگڑ آیا بخشی شیولال متعاقب تھا گو بندگڑھ پر جو پیشگڑ سے دس کوس ہے آگیا دوسرے دن امیر خان ہرسور کی راہ سے ہرسولی علاقہ کشن گڑھ مین آیا ہرسولی سے کوچ کرکے دو کوس چلا تھا کہ فوج متعاقب نے سحر کے وقت آلیا قراولی جنگ ہونے لگی اور یون ہی جنگ قراولی کرتے دونون لشکر چار کوس آگے بڑھے علاقہ جے پور کے ایک گانوئین پہونچے فوج جے پور غالب تھی اور امیر خان مغلوب پانی برس رہا تھا گھوڑے کیچڑ مین دھسے جاتے تھے بہر صورت امیر خان نے خود گھوڑے پر سوار ہوکر برنجی دو توپون سے جو ساتھ تھین دشمن پر گولے پھکوائے حریف توپون کے سر ہونے سے رکے کیچڑ بھی پیش قدمی کو مانع ہوئی بخشی نے اخوندزادہ محمد ایاس خان ساکن جے پور امیر خان کے سسر کو امیر خان کے پاس بھیجا کہ ہمین تم سے کچھ غرض نہین بجز اسکے کہ تم علاقہ جے پور سے نکل جاؤ۔ نواب نے باقتضائے وقت قبول کیا بہزار تکلیف و دشواری کوچ کرکے بنگاہ مین کہ وہان سے چھ کوس تھی داخل ہوا علاقہ کشن گڑھ مین مقام ہوا بارش کے سبب خیمے نصب نہ ہوسکے وہ رات بڑی صعوبتون مین گذاری فوج متعاقب پھاگی پر پڑی تھی کہ امیر خان وہان سے نہضت کرکے اپنی عملداری علاقہ ٹونک مین آیا اور جا بجا سے تمام اپنی سپاہ کو بلاکر اب بڑے لاؤ لشکر سے تودری علاقہ جے پور متصل دھوراج پورہ مین فروکش ہوا یہانسے دو کوس پر فوج جے پور پڑی تھی صبح کو نواب امیر خان نے سبقت کی کوس بھر بڑھا جے پور والے بھی آمادہ جنگ ہوکر مقابل ہوئے تمام دن توپ و تفنگ سے جنگ ہوئی مگر بارش کی وجہ سے مقدمہ طے نہ ہوا یون ہی رات ہوگئی امیر خان نے آدھ کوس ہٹکر مسلح و ہوشیار رات گذاری حریف بھی مقام کو لوٹ گیا صبح کو امیر خان نے نماز کے بعد لشکر کو بڑھایا کچھوے لال سنگھ کو مع توپ کلان اپنے فیل نشان کے سامنے جمایا خود امیر خان سواران خاص سے کچھ اور توپخانہ کے پیچھے صف آرا ہوا میمنہ کو رسالداران آفریدی و رامپوریہ و کچھوے مہتاب خان سے اور میسرہ کو جمعیت شیوناتھ سنگھ کچامن والا وغیرہ راٹھوڑون اور فوج سرجے راؤ اور رکھوے ہیلر سنگھ سے

آراستہ کیا توپ چلنے لگی دمدمے مین پٹھانون کو نقصان پہونچا اسلیے امیر خان نے جلسی کی بڑی توپون کے گولے دشمن کی بھیڑ پر پھنکوائے دشمن گھبرایا۔ دشمن کی طرف سے مرزا صابر بیگ کی پلٹن باڑھ مین ماردیتی تھی نواب نے اسپر حملہ کرکے تلوار چلائی اور ٹھاکر شیو ناتھ سنگھ کے ہمراہیون سے جو قریب تھے باواز بلند کہاکہ مین تمھارے لیے یہ جانفشانیان کرون تم کھڑے تماشا دیکھو راٹھوڑ وکیے ہان اسی کو جوانمردی و مروت کہتے ہین اس طعنے سے وہ بھی بڑھے امیر خان نے سب کے ساتھ جیپور کی باقی فوج پر حملہ کیا تھوڑی دیر مین بھگو ہزیمت دی مگر خیرات مسیح نامی عیسائی جسکے ساتھ دو پلٹنین اور چار توپین تھین اور نواب شہامت خان و احمد خان و گرگین بیگ سوار ان کچھواہہ کے ساتھ ایک میدان مین جمے ہوئے تھے اور کچھ سوار ایک چھوٹے سے گانون مین تھے جو دونون لشکرون کے وسط مین تھا اول اس گانو پر حملہ کیا اور دشمن کو گانون سے نکالدیا پھر دوسرے مخالفین امیر خان کا آمادۂ حملہ دیکھ کر خود بخود بھاگ نکلے۔ ساٹھ توپین سات ہاتھی بہت سے خیمے ڈیرے مینما اسب دفتر امیر خان و ہمراہیان امیر خان کے ہاتھ آئے اور وہین مقام ہوا۔ اب امیر خان نے سنگی اندرراج کو ماجرا لکھکر لکھا کہ مین حق معاہدہ ادا کرچکا اور اسکا کچھ عوض نہین لیا اب مجھے خرچ کی تکلیف ہے سپاہ کو تنخواہ دینا ہے عنقریب جگت سنگھ کے مقابلے مین کام لینا ہے کچھ روپیہ مجھے دو اور مجھ سے آن ملو۔ ہرکارے نے خبر دی کہ فوج مخالف ہزیمت پاکر جے پور گئی باہر والے سانگانیر پر پڑے مین یا شہر والے شہر مین داخل ہوئے امیر خان نے یہ سوچ کرکہ اسوقت شہر کو بآسانی لوٹینگے بہت نقد و جنس پاینگے کوچ کیا جیپور سے پانچ کوس اور سانگانیر سے دو کوس پر آگئے جگت سنگھ کی بہن نے امیر خان کا عزم دریافت کرکے دستور کے موافق باظہار کمال عجز اپنا دوپٹہ امیر خان کے پاس بھیجا اور کہا کہ اسوقت مین کوئی میرا نگہبان نہین ہے جیسے جگت سنگھ کی بہن ہون ویسی ہی آپکی بہن ہون میری آبرو کا پاس چاہیے کچھ نذرانہ لیکر اس وقت شہر کو نہ لوٹیے عالی ہمت نواب نے مان لیا کہا اچھا مین نے نذرانہ بھی معاف کیا مین اب مرہٹون کے مقابلے کو جاتا ہون تم میری بہن ہو مطمئن رہو ازان بعد کوچ کرکے معظم آباد ہوتا ہوا سانبھر گیا اور اسے لوٹا پھر سنگی اندرراج سے ملنے کو جو روپیہ کی سبیل کرنے کشن گڑھ آیا تھا علاقہ کشن گڑھ مین آیا اور وہان سے پانسو سوارون کے ساتھ کشن گڑھ پہونچا بخشی وغیرہ راٹھوڑون سے ملاقات کی روپیہ وصول کیا سپاہ کو تنخواہ و انعام دیا پھر بخشی اندرراج سے کہا کہ مجھے جگت سنگھ سے لڑنا ضرور ہے میرے نزدیک صلاح یہ ہے کہ تم مع جمعیت سرجی راو و کیبوے مختار الدولہ وغیرہ پربت سر ہوتے ناگور چلو مین سواران خاص کے ساتھ براہ راست جودھپور پہونچونگا وہ سب صلاح مانکر روانہ ہوئے کام راٹھوڑ بھی بخشی کے ساتھ کردئے امیر خان پشکر آیا وہان سے جریدہ حضرت خواجہ صاحب کی زیارت کو اجمیر گیا اور وہان سے کوچ کرکے مقامات جودھپور سے جگت سنگھ کے تھانے اٹھاتا اور اپنے تھانے بٹھاتا میرتہ پہونچا سنگی اندرراج وغیرہ راٹھوڑ بھی یہین میرتہ سے سات کوس پر ناگور کے راستے پہونچے سنگی نے تھانون کے تعینے کے

اپنے ملک کے زمینداروں کو بھی حکم دیا کہ جیپور والے پر جہان قابو پاؤ ناک کان کاٹ لو غالباً ایسا ہوا بھی
اب راے چند و جگت سنگھ متردد ہوئے باہم کہا کہ پٹھانون سے عہدہ برائی دشوار ہے اپنی عمدہ فوج شکست پاکر
بیدل ہو گئی امیرخان کا بھی بڑھ کر پھار اٹھور جو شریک ہین انسے امید وفا نہین پاہو سیند ھیا ابھی پھر گیا تھا
صلاح وقت یہی ہے کہ آبرو بچائین جیپور کو لوٹ چلین ابناجی انگلیہ و سوائی سنگھ وغیرہ نے یہ حال دریافت
کرکے دل بڑھایا تا کہ پیمان اعانت سے تسلی دی جگت سنگھ نے نہ مانا بعزم جیپور کوچ کر کے ناگور آیا وہان
سوائی سنگھ نے کہا تم تو چلے مین نے تمہاری خاطر اپنون کو بیگانہ اور دشمن کر لیا مجھے کس کے سپرد کرتے ہو
جگت سنگھ نے تسلی دی کہا سیندھیا اور رجان بیس وغیرہ سرداروں کو تمہارے پاس چھوڑتا ہون ناگور سخت
جگہ ہے اپنے کام مین لگے رہو شیخاوائی مین فوج کو چھوڑ کر مین بھی آتا ہون یون ہی سب کو مطمئن کر کے ناگور سے
جب ہیں کھٹو آیا بخشی اندر راج نے امیرخان کو لکھا یہ وقت ہے دشمن کو جانے نہ دو انتقام لو امیرخان لشکر
فوج سے یلغار کر کے لشکرگاہ جگت سنگھ سے پانچ کوس پر آگیا جگت سنگھ اس وقت مین نہایت خوفناک تھا بہت بڑا
رات کو ایک معتمد بھیجکر امیرخان کے ہرکارونکے جمعدار مان سنگھ کو کہلایا کہ اپنے آقا سے اجازت لیکر میری ایک
بات سن جا جمعدار اجازت لیکر حاضر ہوا جگت سنگھ نے کہا کہ مین نے امیرخان سے بدعہدی کر کے بہت پشیمانی
و پریشانی پائی نواب میری زیادہ مذلت پسند نہ کرین میرے تعاقب سے باز رہین یہی مضمون ایک خاص رقعے
مین لکھدیا کہ مین نے جیسا کیا ویسا پایا تمنے اپنی مروت و فتوت سے فائدہ اٹھایا اب سختی سے حاصل کیا امیرخان
نے اس خیال سے کہ یہ بڑا رئیس ہے اسکو ممنون رکھنا انسب ہے کہلا بھیجا کہ اچھا مین نے درگذر کی بہ تعجیل
چلے جاؤ راجہ نے باتفاق راے چند اور ابناجی انگلیہ کی فوج ہمراہی سے پہر رات رہے کوچ کر دیا یہ خبر
سنکر بخشی اندر راج وغیرہ راٹھوڑون نے بھی نقارہ بجا کر بارادۂ کوچ نواب امیرخان کو کہلا بھیجا چونکہ امیرخان
کو اسوقت باقتضاے زمانہ بربادی راجہ مذکور منظور نہ تھی معرفت خدمتگار اونکے عذر غلبۂ خواب کہلا بھیجا
اور باقی شب کو اسی حیلے مین تمام کیا اور خبر کے ہرکارونکو خفیہ سمجھا دیا کہ صبح کے وقت جب بخشی اندر راج وغیرہ
میرے پاس آوین تو تم آکر عرض کرنا کہ جگت سنگھ شبا شب کوچ کر کے دس کوس نکل گیا غرض جب
صبح کو بخشی اندر راج وغیرہ سرداران راٹھوڑ بصلاح کوچ امیرخان کے پاس آئے تو ہرکارون نے حاضر ہو کر
راز شبینہ برملا کہا کہ وہ دس کوس پہونچ گیا اسوقت امیرخان نے بخشی مذکور سے کہا کہ اب جگت سنگھ کے
تعاقب سے کچھ فائدہ نہین فاصلہ بہت ہو گیا کسی اور تدبیر پر کاربند ہونا چاہیئے بخشی نے کہا کہ سواران جرار
اپنے اسکے تعاقب پر مقرر کرنا چاہیئے امیرخان نے بپاس خاطر اسکے سواران پنڈارہ کو تعاقب کا حکم دیا
وہ جاکر اسباب پس ماندۂ لشکر جیپور کو غارت کر لائے انجام کار امیرخان بہمراہی بخشی اندر راج وغیرہ کوچ کر کے
میرٹھ آیا وہاں سے بخشی مذکور کو راجہ مان سنگھ کے پاس جو دھپور روانہ کیا اور خود سپاہ کے دھرنے کی وجہ سے
میرٹھے مین توقف کیا جب بخشی جودھپور پہونچا راجہ نے اسکو عمدہ خلعت عنایت کیا اور عہدۂ دیوانی سے سرفراز کیا

اور امیر خان کی طلب مین خریطہ بھیجا جب امیر خان قریب جودھپور آیا تو راجہ نے استقبال کرکے بہت تعظیم و تکریم کی باغ مین آتارا اور سامان رقص و عشرت آمادہ کرکے امیر خان کو مسند پر اپنے برابر بٹھایا اور نواب کے احسان کی ممنونی و مشکوری ظاہر کرکے کلیدہاے قلعہ جودھپور دست بستہ روبرو رکھدین اور بکمال عجز کہا کہ یہ ریاست محض آپ کے طفیل سے بچی ہے اسکا شکریہ کس زبان سے ادا کرون کہ بجز قلعہ اور کوئی مقام میرے قبضے مین نرہا تھا امیر خان نے بخوبی اُسکی تسلی خاطر فرما کر کہا مین نے یہ کلیدہاے قلو اپنی جانب سے تمکو دیئے

مہارانا بھیم سنگھ کا نواب امیر خان کے ساتھ پگڑی بدلنا

جب نواب امیر خان نے کچھواہونکو جودھپور سے نکالکر مان سنگھ کا تسلط اُسکے ملک پر کرادیا تو ۱۲۲۶ھ ہجری مطابق ۱۸۱۱ء مین اودیپور آیا اور مہارانا بھیم سنگھ سے ملاقات کرکے اس سے کہا کہ اگر تو کری ایک کچھو کی چار آنہ فی روپیہ تحصیل ملک میواڑ سے لینا منظور کرو تو انتظام اور محافظت تمھارے ملک کی کہ ہر فوج کے ورود سے خراب رہتا ہی میرے ذمے ہے ۔ مہارانا نے یہ غنیمت جانا اور امیر خان سے واسطے استحکام رسوم برادری کے پگڑی بدلی اور امیر خان کی بات منظور کی ۔ نواب نے اُسکی ہر طرح دلجمعی کرکے صلاح دی کہ جب تک تمھاری بیٹی زندہ ہی جھگڑا اُسکی نسبت کا راجہ مان سنگھ سے دور نہوگا بہتر ہے کہ تم اُسکو کسی حیلے سے مار ڈالو کہ نفاہ عالم حاصل ہو ورنہ مین بزور اُسکی شادی مان سنگھ سے کردونگا مہارانا نے کہا مجھکو اُس سے شادی ہرگز منظور نہین اور بدون تمھارے شادی کرنے مین میری آبرو جاتی رہے گی لیکن اگر اقرار محکم کرو کہ موضع گھانے راؤ مان سنگھ سے مجھکو دلادوگے تو مین بعد تمھارے چلے جانے کے تدبیر سے جسمین بدنامی نہ ہو اپنی بیٹی کا کام تمام کردونگا امیر خان نے شرط کو قبول کیا

نواب امیر خان کے حکم سے کشن کمار کو مہارانا بھیم سنگھ کا ہلاک کرانا

بعد روانگی نواب کے مہارانا نے دولت سنگھ سے کہ چار پشت کے فرق سے رانا کا بھائی تھا کشن کمار کی ہلاکت کیلئے کہا تو اُسنے حیرت زدہ ہوکر پکارا جس زبان سے یہ حکم ہوا ہو اُسپر لعنت ہو اور اگر مین اُسکی بجا آوری کرون تو میری نمکخواری پر خاک پڑے ۔ بعد ازان مہارانا کے خواص وال بھائی جوان داس کو ضرورت شدید سے آگاہ کرکے کہا گیا کہ ہر ایک شخص سے اس کام کا ہونا محال ہے اوس نے فعل قبیح کا ارتکاب منظور کیا اور خنجر لیکر گیا مگر جسوقت پیاری کشن کمار بچگانہ نازو انداز سے اُسکے سامنے آئی اُسکی رگ غیرت نے جنبش کی دل دھڑکنے لگا ہاتھ پاؤن پھول گئے خنجر گر گیا نادم و ذلیل ہوکر باہر چلا آیا ۔ اسطرح اقدام ہلاکت اُسکی مان کو ظاہر ہو گیا اُسنے صداے آہ و نالہ بلند کرکے محل مین ہنگامہ محشر برپا کیا کبھی بیرحم ہلاکون کو گالی دیتی تھی کبھی بیچارہ بیگناہ کی جان بخشی کے واسطے عجز و التجا کرتی تھی مگر تقدیر سے چارہ نہ تھا اُسکا مرنا لابد ہوا اس کام سے مردون کی حمیت و غیرت دستکش اور فولاد کی سختی معذور ہو چکی تھی مجبور عورتونکے ذمے یہ کام پڑا اور مرگ کا کام شربت کے پیالے سے لیا گیا ۔

مشاطۂ قصاب صورت نے باپ کی طرف سے پیالہ پیش کیا اُسنے کمال ادب و استقلال سے تسلیم کرکے نوش کیا

اور اسکو ترقی حشمت و اقبال کی دعا دی جب ماں نے مہارانا کی نامردی اور سنگدلی پر لعنت ملامت کرکے کوسنا شروع کیا تو کشن کمارنے اسکی اسطرح تشفی اور اشک شوی کی۔

تم میری منحوس و غم آلودہ حیات کے قطع ہونے پر کیون اتنا افسوس کرتی ہو مین مرنے سے نہین ڈرتی کیا مین لڑکی نہین ہون مجھے مرنے کا خوف کیون ہو ہم لڑکیان تو جنم سے مرنے کے واسطے ہی پیدا ہوتی ہین ہم دنیا مین اسی واسطے آتی ہین کہ جلد پھر رحلت کرین اسی پر اپنے باپ کی بدل شکر گذار ہون کہ اُسنے اتنے برسون مجھے زندہ رہنے دیا۔ تاوقتیکہ شربت جگر خراش نے اُسکے خون مین مخلوط ہونے سے گریز کیا ایسی ہی تقریر کرتی رہی اب دوسرا جام تیار ہوا اُسنے اُسی ضبط سے اُسکو بھی نوش کیا اور پھر ڈالدیا۔ اسپر بھی گویا انسانی ہمت اور ضبط کا امتحان اُسی پر منحصر تھا تیسرا اور دیا گیا اس مرتبہ طبیعت نے سم قاتل کے مقابلے اور اُسکی اذیت کی طوالت سے کنارہ کیا۔ اتنی دیر تک اُسکی جان نہ نکلنے کیوجہ سے افیون کے کسومے کا ایک گھونٹ اور دیا گیا اُسنے تبسم کیا اور پی گئی اور پھر دنیا سے سفر کر گئی اسوقت عمر اُسکی سولہ برس کی تھی۔ سنگرام سنگھ سکتاوت اس حادثے سے چار روز کے بعد اودیپور مین آیا اور مہارانا کے سامنے پہونچکر اجیت سنگھ کو جو نواب امیرخان کی طرف سے اس کام پر مقرر تھا بہت ملامت کی یہانتک کہ مہارانا نے دونون ہاتھون سے اپنا مُنھ ڈھک لیا کیونکر دریردہ اُسی کو سناتا تھا۔ لیکن سکتاوت صاحب کی اپنی بداعمالی سے تو ریاست ایسی کمزور ہوگئی تھی اور پھر برا دوسرون کو کہنے لگے اگر خود مین اتنی طاقت تھی تو مرہٹون اور پنڈارون سے کیون ملک کو پامال ہونے دیا۔ نواب امیرخان نے یہ سنکر جو اقرار دلانے ضلع گھانے راؤ کا مہارانا سے کیا تھا اس بارے مین انوپ رام وکیل جودھپور سے کہ ہمرکاب تھا گفتگو کی۔

نواب امیرخان کا میواڑ مین اپنی طرف سے انتظام قائم کرنا

نواب امیرخان نے میواڑ کا انتظام درست کرنے کے لیے جمشید خان عامل بتیا ہیڑہ کو اپنی طرف سے مقرر کیا اور میواڑ کی آمدنی سے گیارہ لاکھ روپیہ طلب کیا ملک کی پریشانی سے نہ ادا ہونے کے سبب جمشید خان نے اودیپور کا محاصرہ کرکے رعایا کو بڑی تکلیف دی دوسرے برس باپو سیندھیا بھی میواڑ کی صوبہ داری کے نام سے آکر شریک ہوگیا۔ یہ لوگ سمبت ۱۸۷۱ مطابق ۱۸۱۴ء تک میواڑ کو ستاتے رہے سات لاکھ روپیہ سالانہ قرار پاکر آدھا سیندھیا اور آدھا جمشید خان کو ملتا تھا۔

بہت لڑائی جھگڑون کے بعد سرکار انگریزی نے راجپوتانہ سے غارت گرون کا دخل اُٹھایا اور نواب امیرخان کو بھی مرہٹون کی طرح کئی پرگنے اُسکے قبضے مین بحال رکھکر جن پر اسکا قبضہ مستحکم تھا اور ہلکر کیطرف سے فوج خرچ کی جاگیر مین ملے تھے آرام سے بٹھایا۔ اس عرصے مین سرکار انگریزی نے دہلی کے شاہ عالم ثانی کے بعد ملک مین اپنا سکہ جاری کیا اور راجپوتانے کی ریاستون کے ساتھ عہدنامے تحریر ہوے۔

اودیپور ملک میواڑ کی ریاست پر سرکار انگریزی کی سرپرستی

۱۸۱۸ء مین سرکار انگریزی نے ریاست اودیپور کو اپنے ظل حمایت مین لیا - دیکھا تو ملک ویران اور شہر بے چراغ پڑے ہین مہارانا کا اختیار بالکل موقوف ہو گیا ہے افسری و ماتحتی کے کل ضوابط فسخ ہو گئے اور راج مرض زوال مین ہے سرکاری افسر نے سردارونکو جمع کرکے جو ملک اُنھون نے دبا لیا تھا از سر نو شامل خالصہ کیا اور سردارون کے حقوق پر لحاظ رکھنے کا مہارانا سے اقرار کرایا - مہارانا نے سرکار کی سرپرستی اور اپنی ماتحتی قبول کرکے دیگر ریاستون سے ملکی معاملات مین خط و کتابت نکرنے اور تنازعات کو سرکار انگریزی کے فیصلے پر منحصر رکھنے کا اقرار کیا اور پانچ برس تک چہارم آمدنی ریاست اور بعد ازان فی روپیہ چھ آنہ سالانہ بابت خراج ادا کرنے کا اقبال کیا - آخر مین رقم خراج بھدنا پر کم و زیادہ ہو کر دو لاکھ روپیہ سالانہ سکہ انگریزی قائم رہا -

جب سرکار انگریزی سے تعہد ہوا تو ریاست کے سب سردار مہارانا سے بالکل خود اختیار اور علیحدہ ہو رہے تھے صاحب پولیٹکل ایجنٹ نے جنکو ریاست کا اختیار کلی تھا مہارانا اور اُنکے سردارونکے درمیان قول نامہ منضبط کرایا جسمین یہ مدات تعین کہ کل دیہات خالصہ جو زمانہ فساد مین حاصل ہوئے ہین و نیز وہ جو ایک سردار نے دوسرے سے چھین لیے ہین واپس کئے جاوینگے رکھوالہ بھوم وغیرہ کی جدید لاگین موقوف ہو جاوینگی - دان بسوہ کہ راج کا حق ہے اسی تاریخ سے بند ہو جائیگا کوئی سردار اپنی جاگیر مین چوری نہونے دیگا اور نہ باوری - مونگیا - تھوڑی وغیرہ چورون کو پناہ دیگا - بموجب حکم کے خاص ریاست و سرونجات مین نوکری کرینگے - سردارونکے چار فریق ہونگے ہر ایک فریق تین مہینے دربار مین حاضر رہے گا اور پھر اپنے گھر کو رخصت ہوگا دسہرہ کے تہوار پر دس روز پیشتر سالتمام مین ایک دفعہ سب سردار جمع ہونگے اور بیس روز کے بعد سوائے اُن سردارونکے جنکی نوکری ہوگی سب اپنے گھرونکو واپس جاوینگے اوقات ضرورت پر جب اُنکی نوکری مطلوب ہوگی تعمیل حکم کرکے حاضر ہونگے - کل پٹانیت اور رشتہ دار اور خاندان کے سردار جو دربار کی سند کے بموجب جاگیرون پر قابض ہین علیحدہ علیحدہ نوکری کرینگے کسی دوسرے بڑے سردار کے ساتھ یا شامل رہکر نوکری نہ کرینگے سردارونکے رشتہ دار اور جاگیردار جو انھین کے دئے ہوئے پٹون کے بموجب اپنی جاگیرونپر قابض ہین اونکی نوکری کرینگے - یہ قول نامہ ۱۸۱۸ء مین مرتب ہوا تھا اس قول نامے پر عمل درآمد نہ ہونے کی شکایت ہونے پر ۱۸۲۷ء مین دوسرا قول نامہ انگریزی پولیٹکل ایجنٹ نے تیار کرایا جسکی رو سے یہ قرار پایا کہ سردار آمدنی کا چھٹا حصہ دیا کرین اور اُسکے عوض نصف نوکری سے [illegible] یعنی سالتمام مین بحساب فی ہزار روپیہ ایک سوار اور دو پیادون سے تین مہینے تک نوکری کیا کرین انضباط عہدنامہ کے بعد مرہٹہ اور دیگر غارتگرون کے گروہ جو مہارانا کے ملک مین مقیم تھے اُنکو وہان سے نکالا گیا مگر بدنظمی ریاست اس حد کو پہونچ گئی تھی کہ کرنل ٹاڈ اول پولیٹکل ایجنٹ کو کل کاروبار ریاست کا اہتمام خود کرنا پڑا اُسکی تدبیرات ایسی مفید پڑین کہ تین برس کے عرصے مین رعایائے ملک فارغ البال ہو گئی اور ملک کی آمدنی بھی دوچند ہو گئی یعنی ۱۸۱۹ء مین چار لاکھ اکتالیس ہزار دو سو اٹھتیس روپیہ تھی ۱۸۲۱ء مین

آٹھ لاکھ ستتر ہزار چھ سو چونتیس ہو گئی نظم و نسق امور ریاست کا طریقہ اپنے عمل سے دکھا کر کرنیل مسطور نے حسب الحکم گورنمنٹ اختیار ریاست اہالیان رلج او دیور کو سپرد کیا مگر اُنسے اچھی طرح کام نہ ہو سکا دو برس مین قرضہ بکثرت ہو گیا ملک کی آمدنی رہن ہو گئی اور سرکار انگریزی کا خراج بقدر سات لاکھ نوے ہزار سات سو سینتالیس روپیہ چڑھ گیا پھر راج کے اہلکارونکو تاکید سے زیر نگرانی رکھا گیا اور کسیقدر اصلاح بھی ہوئی مگر انجام کار انتظام ریاست پولیٹکل ایجنٹ کے اہتمام مین گئے بغیر کار برآری نہ ہوئی۔

باقیات خراج و زمانہ حال کے واسطے چند پٹے علیحدہ کئے گئے اور مہارانا کے مصارف کے واسطے ہزار روپیہ روز مقرر کر کے جمع و خرچ ریاست کا بندوبست قرار واقعی کیا گیا اگرچہ مہارانا کی یہ بے اختیاری خود اُسی کی نادانی کا نتیجہ تھا تاہم صرف بنظر اسلوبی امور ریاست دست اندازی ضروری مقصود ہو کر بطور عارضی کی گئی اور ۱۸۲۶ء مین پھر مہارانا کو اختیار دیا گیا اور پولیٹکل ایجنٹ کی مداخلت برخاست کی گئی پھر ویسی ہی بدنظمی ہو گئی اور آمدنی ملک پھر اسیقدر کم ہو گئی جسقدر ۱۸۳۰ء مین تھی چند مہینون مین فضول خرچی اور ظلم انتہا درجے کو پہونچا راستون پر تنہا مسافرون کا گذر غیر ممکن ہو گیا اور ملک مین ہر طرف فتنہ و فساد ہو گیا۔

سمبت ۱۸۷۷ مطابق ۱۸۲۱ء مین مگو میر واڑہ پہاڑی علاقہ جسکا صدر مقام اب ٹاڈگڈھ ہے اور جسمین زیادہ حصہ میواڑ کا ہی بد انتظامی رہنے کے سبب دس برس کی میعاد پر انگریزی قبضے مین رکھا گیا پھر کچھ بہتری دیکھ کر سرکاری مرضی سے مہارانا نے آٹھ برس زیادہ کئے ۱۸۴۳ء مین مہارانا نے اُس علاقے کے بدستور انتظام انگریزی مین بلا تعین میعاد مگر تاخوشی سرکار انگریزی رہنے کا اقرار کیا ۱۸۴۷ء مین سرکار نے چاہا کہ عہدنامہ باضابطہ کے ذریعہ سے اس علاقے کو برائے دوام علاقہ انگریزی مین شامل کیا جاے۔ مہارانا نے اسکے عوض مین اپنے پرانے پرگنون گوڈواڑ۔ نیمچ۔ جاوَد اور جیرن وغیرہ کی واپسی کا دعوے کیا چونکہ اُسکی حکومت ایسی بیہودہ اور ظالمانہ تھی کہ اسکو اضلاع مذکور کا دینا مناسب معلوم نہ ہوا اسلیے کچھ طے نہ ہوا اور دیہات میواڑ علاقہ میرواڑہ غیر معین صورت سے بدستور انگریزی انتظام مین رہے۔

سمبت ۱۸۸۴ مطابق ۱۸۲۸ء مین مہارانا بھیم سنگھ نے پچاس برس ابتری کے ساتھ حکومت کر کے انتقال کیا اسکے پچانوے لڑکے اور لڑکیون مین سے ایک کنور جوان سنگھ باقی رہا جو ریاست کا مالک ہوا۔

۶۹ - مہارانا جوان سنگھ

اپنے والد کے گذرنے کے بعد شروع سمبت ۱۸۸۵ مطابق ۱۸۲۹ء مین مسند نشین ہوا نحوست وقت سے اس مہارانا کی عادات ایسی خراب تھین کہ ہمیشہ عیش و عشرت مین مصروف رہتا تھا۔ اسنے سمبت ۱۸۹۰ مطابق ۱۸۳۳ء مین اجمیر جا کر لارڈ ولیم کیونڈش بین ٹنگ صاحب گورنر جنرل ہندوستان سے خانگی طور پر ملاقات کی اسمین ایسی لیاقت نہ تھی کہ اپنے والد کے عہد کی خرابیون کو امن کی حالت مین جو انگریزی سلطنت کے قائم ہو جانے سے حاصل تھا دور کرتا یہ بیان انگریزی افسرونکی رپورٹون کے موافق ہے لیکن دیسی لوگ

فیاضی وغیرہ کے سبب ہر طرح اسکی تعریف و تعظیم کا خیال رکھتے ہین ملکی انتظام کی ابتری سے آمدنی کم اور عیش و آرام کے اسباب مین خرچ زیادہ بڑھنے سے بیس لاکھ کے قریب قرض ہو گیا اور آٹھ لاکھ سرکاری خراج چڑھ گیا بدنظمی اس غایت کو پہونچی کہ حسب حکم کورٹ آف ڈائرکٹرز اسکو ہدایت کرنی پڑی کہ اگر اپنے عہد کا ایفا نکریگا تو خراج کے عوض مین ملک یا کسی دیگر قابل اطمینان جائداد کو سرکار انگریزی کے قبضے مین لانا لازم آئے گا لیکن وہ اسکے تھوڑے دنونکے بعد سمبت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۹ء مین دس برس سے کچھ زیادہ راج کرکے بغیر اولاد کے گذر گیا جس سے گود لینے کی ضرورت پڑی۔

۷۔ مہارانا سردار سنگھ

یہ باگور مقام کا جاگیردار اور مہارانا سنگرام سنگھ سے چوتھی پشت مین ہونے کے سبب قریب رشتہ دار تھا اسلئے گود بیٹھا کر ریاست کا مالک ہوا۔ اسکو ملک کے ساتھ بڑے قرض کا بار بھی وراثت مین ملا یہ مہارانا بہت بدمزاج اور تندخو تھا اکثر سردار اس سے بہت تنگ و ناخوش ہو گئے اور مغربی جنوبی علاقے کے بھیلون وغیرہ نے جنکے بعض سردار بھی شریک خیال کئے جاتے تھے فساد اٹھایا۔ مہارانا نے اپنی مدد کے واسطے سرکاری فوج طلب کی جو نہین ملی لیکن میجر رابنس صاحب کی معرفت ماگھ بدی ۱۲ سمبت ۱۸۹۶ مطابق یکم فروری ۱۸۴۰ء کو سردارونکے ساتھ ایک نیا عہد نامہ لکھا جا کر صفائی ہوئی۔

مجملاً مضمون اسکا یہ ہے کہ سردارونکے مع فوج تین مہینے تک دربار مین حاضر رہنے کا قاعدہ بدستور جاری رہے گا میعاد مقررہ سے زیادہ کوئی سردار اودیپور مین نہین ٹھہرایا جائیگا مہارانا کو اختیار ہے کہ کسی سردار کو حاضر رہنے سے معاف کرے مگر قبل انقضائے اس میعاد کے کہ وہ سردار حاضر رہتا کسی اور سردار کو بجائے اسکے طلب کرنے کا اختیار نہین ہے سردارونکو لازم ہے کہ اپنے ہمراہیونکی کامل تعداد رکھین۔

سرکار انگریزی کا خراج تو ملک کی آمدنی سے ہی دیا جاوے گا اور اسکی بابت سردارون سے کچھ مطالبہ نہ ہوگا مگر سردارون کے ذمے جسقدر فوج رکھنا موجب نقشہ مرتبہ کے واجب ہے اس سے نصف رکھا کرین بعوض معافی نصف کے چھٹوند زر نقد یعنی فی روپیہ دو آنہ سات پائی ادا کیا کرین کہ اس آمدنی سے راج کی نوکری کے واسطے ایک فوج بھرتی کیجاوے گی وقت ضرورت پر اگر مہارانا انکو مع کل فوج کے طلب کرے اور جاگیردار میواڑ سے باہر نوکری پر بھیجے تو جس سردار کی فوج اسطرح بھیجی جائیگی اسکی چھٹوند مین منہائی کیجائیگی اگر کوئی سردار وقت معہودہ سے دس روز بعد تک چھٹوند ادا نکریگا اسکی اراضی و دیہات بقدر بقایا مستوجب ضبطی ہونگے اور پھر واگذاشت نہ کئے جاوینگے اور مہارانا نے اقرار کیا کہ کسی سردار کے دیہات کو بلا سبب ضبط نہ کریگا اور نہ دوسرے کو دلوائے گا۔

اودیپور کے جنوبی علاقے کے کوہستانی اضلاع مین جنھین مگرہ کہتے ہین بھیل اور گراسیہ کہ غیر معتبر یعنی دوغلی نسل کے راجپوت جاگیردار ہین زیادہ آباد ہین یہ لوگ برائے نام اودیپور کے علاقے مین ہین مگر ایسا حق ملکیت رکھتے ہین کہ انمین مہارانا کا کچھ اختیار نہین ہے دیہات قرب و جوار سے خراج اور راستون پر مال تجارت اور مسافرونکا

محصول لیتے ہین اور اُنکی حفاظت وامنیت کے جواب دہ تصور ہین۔ ان اقوام کے قدیم حقوق اور دیہات مقبوضہ مین ریاست سے اکثر خلاف مصلحت مداخلت کرنے کا تہیہ ہوا اس سبب سے اُنھون نے مفسدہ کیا اور اسکے دفیہ اور اس قوم کو مغلوب رکھنے کے واسطے انگریزی فوج کے رکھنے کی ضرورت ہوئی اور یہ بھی دریافت ہوا کہ ایک انگریزی افسر کی دوامی نگرانی کے بغیر اس ملک مین امن وعافیت قائم نہین رہ سکتی اسلیے ۱۸۳۶ء مین اس ملک مین ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ سالانہ کے خرچ سے ایک پلٹن بھیلون کی حفاظت وانتظام کے واسطے سرکار کی طرف سے رکھی گئی اسکی بابت مہارانا نے بھی خراج کے علاوہ پچاس ہزار روپیہ سالانہ فوج خرچ کے نام سے دینا منظور کیا جو اب تک ادا کیا جاتا ہے۔

سمبت ۱۸۹۹ مطابق ۱۸۴۲ء مین چار برس راج کرکے مہارانا سردار سنگھ نے اس جہان سے کوچ کیا اور ریاست کو ایسی زیرباری مین چھوڑا کہ جسکی درستی اُسکے وارث اور چھوٹے بھائی سروپ سنگھ کو کرنی پڑی۔

۷۱۔ مہارانا سروپ سنگھ

سمبت ۱۸۹۹ مطابق ۱۸۴۲ء مین اپنے بڑے بھائی کے بعد راج کا مالک ہوا اُسکے وقت مین ریاست کی پہلی زیرباریون کے سبب پولیٹیکل افسرون نے بہت بار خراج کم ہونے کے لیے سرکار انگریزی مین درخواستین بھیجین جن پر لحاظ ہوکر جون ۱۸۴۶ء مین تین لاکھ روپیہ اودیپور کے عوض دو لاکھ سکۂ انگریزی کے حساب سے سالانہ خراج قرار پایا۔

اس مہارانا نے ماتحت سردارونکو جو کئی پشت سے ریاست کی بدانتظامی کے سبب خودسر بن رہے تھے دبانا چاہا بڑے جاگیرداران سلونبر اور دیوگڑھ وغیرہ نے جنکے بعض گاؤن ضبط کرلیے گئے تھے ریاست کی فوج سے کئی بار مقابلہ کیا۔ کرنل رابنسن کی معرفت جو قول نامہ ۱۸۴۵ء مین تحریر ہوا تھا اُسپر کچھ عمل نہ ہوا تھا اسلیے سمبت ۱۹۱۱ مطابق ۱۸۵۴ء مین کرنل سرہنری لارنس کی معرفت جو بعد کو لکھنؤ کے بلوے مین مارا گیا مہارانا اور سردارون کے درمیان ایک دوسرا اقرارنامہ تیار ہوا کہ ماتحت سردارون کو معمولی خراج ادا کرنا جو تین آنہ فی روپیہ سے بھی کم ہے منظور اور مقررہ میعاد پر خدمت مین حاضر ہونا ضرور ہے۔ ریاست سے بھی اُنکے درجے وار لحاظ رکھنے کا اقرار کیا گیا جاگیردار دیوگڑھ پر ریاست کی فوج کو اُسکے ضبط کیے ہوے علاقے مین سے نکال دینے کے سبب پچیس ہزار روپیہ جرمانہ کیا گیا لیکن فساد پھر جاری ہوگیا جو آٹھ برس کے بعد مہارانا شنبھو سنگھ نے رفع کیا۔

مگر اس قولنامہ پر صرف مہارانا صاحب اور چار سرداران مفصلۂ ذیل مہتا شیر سنگھ راو دیوگڑھ۔ راو بیجولیہ اور راو کانوڑ کے دستخط ہوئے اور کسی کی طرف سے اُسکی شرائط کا ایفا نہ ہوا اسواسطے سرکار نے اس کو منسوخ وکالعدم کردیا مگر جن سردارون نے دستخط کیے تھے اُنکی حفاظت کی سرکار کفیل ہوگئی چنانچہ اس کفالت کے ذریعہ سے مہتا شیر سنگھ کی جاگیر جو مہارانا نے ۱۸۶۱ء مین ضبط کرلی تھی واپس دلائی گئی تحفۂ راجستان مین

لکھا ہے کہ مہارانا سروپ سنگھ نے ایک ایسی ظالمانہ کارروائی کی جس سے تمام سردار اور کل رشتہ دار رنجیدہ ہوگئے۔ اُسنے اپنے بھتیجے اور متبنیٰ کنور شاردول سنگھ کو جو رئیس بننے کا بہت خواہش مند تھا اور جسکی طرف سے زہر دلوانے وغیرہ کا شبہہ ہوگیا تھا ایک تنگ و تاریک خشک کنوئین مین جسکو یہان کی اصطلاح مین نرحمام کہتے ہین ڈلوادیا جو چند روز کے اندر بھوک اور پیاس وغیرہ کی تکلیف سے مرگیا۔

اپنے نام کا روپیہ جاری کیا جو پُرانے اودےپوری روپے سے جسپر شاہ عالم کا نام بوجہ چھوٹی ٹکیہ ہونیکے نہ پورا نام سکوک ہوتاہے اور نہ سنہ جلوس سمبت مانوس صاف معلوم ہوتاہے یہ شاہ عالم اورنگ زیب کا بیٹاہے ایک نہ زیادہ پرچلایانام اسکا سروپ شاہی روپیہ رکھا اسمین بجاے اُردو حروف کے ہندی مین ایک طرف چترکوٹ اودےپور اور دوسری جانب دوستی لندن مسکوک کرایا اٹھنی اور چونی بھی اسی سکے کی جاری کی روائی بھی دیکھنے مین آئی مگر چلتی نہین البتہ موجودہ زمانے مین اس سکے کی بعوا نیون کا زیادہ رواج ہے جو اودےپوری آنے کی برابر چلتی ہے لیکن اس سکے مین سال و سمبت درج نہین کیا جاتا۔

سمبت ۱۹۱۴ مطابق ۱۸۵۷ء مین جبکہ انگریزی فوج وغیرہ نے بغاوت کی تو مہارانا سروپ سنگھ نے جسکا پہاڑی ملک لٹیرون کے واسطے پناہ کی جگہ ہوسکتا تھا سرکار انگریزی کے ساتھ خیرخواہی کا برتاو رکھا۔ فرمانبردار لشکر کے جو کمتری آدمی ضرورت سے اس ملک مین ہوکر گذرے اُنکو ہر طرح رسد وغیرہ کی مدد دی اور جو انگریز آس پاس سے جان کی حفاظت کو آئے اُنھین خاطرداری کے ساتھ راجدھانی مین مہمان کیا۔

غدر کے دنون مین پرگنہ نیماہیڑہ کے ایک جاگیردار نے جو بخشی کہلاتا تھا سرکشی کی جسپر کرنل شوور پولیٹکل افسر نے نیماہیڑہ پر میواڑ والون کا قبضہ کرادیا لیکن فساد دور ہونے کے بعد اس عذر سے کہ یہ پرگنہ سرکاری عہدنامے کے موافق رئیس ٹونک کی ملکیت قرار پاچکا تھا اور ایک ماتحت جاگیردار کی برخلافی سے ریاست کو باغی نہین سمجھا جاسکتا پرگنہ مذکور مع وصول شدہ جمع کے ٹونک کو واپس دلایا گیا۔

آخر وقت مین مہارانا سروپ سنگھ کا کمر سے نیچے کا بدن بیماریون سے بیکار ہوگیا مگر اُسکا انتظام بدستور قائم تھا۔ اسی طرح مین مساجد مین اذانین بند کرادین جسکا قصہ ابتک وہان کے پُرانے لوگ بیان کیا کرتے ہین تاہم نہایت جزرس اور منتظم مہارانا کہلاتاہے اور اسکی کارروائی سے ملک نے ترقی کی تھی۔ تحفۂ راجستان مین ہے کہ بے وجہ اُسکے مزاج مین مذہبی تعصب اور غیر قوم والون سے پرہیز زیادہ تھا اُسکے کاروبار سے رعایا کے سوا اکثر سردار اور اہلکار ناخوش تھے تاہم تدبیرون سے ریاست مین بہت سا کارخانہ اور سامان درست ہوگیا۔

اُسنے سمبت ۱۹۱۸ مطابق ۱۸۶۱ء مین ۱۷ نومبر کو اپنی حکومت کے بیسوین برس انتقال کیا۔

۷۲ - مہارانا شنبھو سنگھ

یہ مہارانا سروپ سنگھ کے بھتیجے کا بیٹا ہے اِسکا باپ شاردول سنگھ قید مین مارا گیا تھا یہ گود دیئے جاکر چودہ برس کی عمر مین مسند ریاست پر بٹھایا گیا اسکے باپ کی عداوت کی وجہ سے مہارانا سروپ سنگھ اسکو گود نہین لیتا تھا بلکہ گج سنگھ شیواتی والے کو لینے کی مرضی تھی اپنی رانی کے سمجھانے سے شنبھو سنگھ کو منتخب کیا۔

انگریزی دستور کے موافق اٹھارہ برس سے کم عمر آدمی کو ملکی کام مین نابالغ سمجھا جاتا ہے اسلیے مہارانا کی
کم عمری کے سبب ریاست مین کوئی آدمی باہمی دشمنی سے بے لاگ نظر نہ آنے سے تمام کاروبار پولیٹکل افسر کی
نگرانی مین کیا جانا ضروری جانکر محکمہ ایجنسی چھاونی نیمچ کے عوض خاص اودیپور مین متعین ہوا سرکاری حکم سے
دو پنچ اور ایک سرپنچ قرار دیکر کارروائی دیکھی گئی تو اسمین بہت جلد آپس کی دشمنی اور ضد سے ابتری
نظر آئی تب سرکاری ہدایت سے پولیٹکل افسر کو دو پنچ مددگار کے طور پر ملکر تمام کام سپرد ہوا جسمین مہارانا بھی
شریک رکھا جاتا تھا تاکہ اس کو ہر طرح سے کارروائی کی عادت اور لیاقت پیدا ہو جاوے۔ اس تدبیر سے ملکی
آمدنی بڑھی شہر سے نیمچ اور کھیرواڑہ تک پختہ سڑکین تیار کی گئین اور شفاخانہ و مدرسہ جاری ہوا۔ مہارانا کی
نابالغی کے زمانے مین سررشتہ مال کی اصلاح شروع ہوئی تھی اور زمیندارون سے بندوبست کیا گیا تھا مگر یہ
بندوبست اہلکاران راج کی معرفت ہوا اس سبب سے چھ لاکھ روپیہ جمع مین باقی رہ گیا پٹہ جات منسوخ ہوے
اور بندوبست ازسرنو خام ہوا۔ سمبت ۱۹۲۱ مطابق ۱۸۶۵ء ۱۷ نومبر کو مہارانا بالغ سمجھا گیا اور اُسکو حکومت کے
اختیارات اور تیس لاکھ روپیہ نقد جو سرکاری خزانے مین تھا سونپا گیا۔

اُسکے مشیرون نے اسکو خود کام کرنے سے منع کیا مگر کرنل نکسن صاحب پولیٹکل ایجنٹ کی صلاح سے اُس نے
مشیرون کی ممانعت پر مطلق خیال نہ کیا اور کام کرنے سے باز نہ آیا منتظمان ریاست مین سے مہتا گوکل چند
تو اپنے علاقہ مانڈل گڑھ چلا گیا پنڈت لچھمن راو راج کا کارکن اور ٹھاکر ظالم سنگھ بیجائی والا یہ دونون مہارانا کے
اول مشیر رہے سروپ سنگھ کے آخر عہد مین راوت کیسری سنگھ والی سلومبر مر گیا اہالیان قبیلہ نے متوفی کے بعید
رشتہ دار جودھ سنگھ نامی کو مسندنشینی کے واسطے تجویز کیا وہ خلاف حکم دربار و خلاف دستور مروجہ جاگیر
پر قابض ہو گیا۔ ریاست کی خواہش یہ تھی کہ راوت کیسر کو جو وارث جائز ہے مسندنشین کرے مگر بمقابلے جودھ سنگھ
قابض جاگیر کے اسکی امداد کی قابلیت نہ دیکھکر انگریزی فوج ملنے کی پولیٹکل ایجنٹ سے درخواست کی مگر
گورنمنٹ ہندوستان نے فوج بھیجنا نامنظور کرکے ریاست اور مجمع سرداران کو اطلاع دی کہ سرکار انگریزی
کو منظور نہین ہے کہ ریاست اودیپور کو مدد دیکر اُسکے فرائض سے سبکدوش کرے اور فوج انگریزی کی مدد
سے پیشتر سردارون کو لازم ہے کہ بغور و تامل سمجھکر لکھین کہ سلومبر کی مسندنشینی کی بابت کل سردار متفق الراے مین
یا نہین اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جودھ سنگھ نے دو لاکھ روپیہ ریاست مین داخل کیا اس کا قبضہ بحال رہا اور راو بھپال سنگھ
کی نسبت یہ حکم ہوا کہ وہ خود مواضع چاونڈ سے متبنے لیا گیا ہے اسلیے دوبارہ متبنے نہین ہو سکتا۔ اکتوبر ۱۸۶۶ء
مہارانا سلومبر جاکر بعد اداے رسم ماتم پرسی وہان کے سردار جودھ سنگھ کو لے آیا مہارانا سروپ سنگھ نے
اس رسم کو ادا نہ کیا تھا اس سے چونڈاوت راجپوت بالاتفاق اس سے مخالف ہو گئے تھے اور اُسکے
عہد مین بڑی خرابی رہی تھی۔

ستمبر ۱۸۶۶ء مین ٹھاکر نیمبھیڑہ اور راو دیوگڑھ کے درمیان فساد ہوا اس مین ۱۳ آدمی مارے گئے اور ۲۲

زخمی ہوئے اور دہیتنا نسعہ قرق ہوا۔

سنہ ۱۸۵۶ء مین آمیٹ کے سردار پرتھی سنگھ کے مرجانے کے بعد اسکی ٹھکرانی نے بمبالی والے ظالم سنگھ کے بیٹے امر سنگھ کو گود لیا تھا لیکن ریاست کی تلوار بندی سے پہلے دوسرے قریبی رشتہ دار چتر سنگھ نے مہارانا سروپ سنگھ کی منشا کے موافق بزبردستی آمیٹ پر قبضہ کر لیا تھا سلومبر نے امر سنگھ کی طرفداری اور دیوگڑھ نے چتر سنگھ کی مددگاری اختیار کی مہارانا شنبھو سنگھ نے فساد مٹانے کی نظر سے امر سنگھ کو آمیٹ کے موافق نشست اور ایک بڑا گاؤن دیکر کچھ روپیہ نقد آمیٹ سے ملنا مقرر کر دیا جسکے بعد آمیٹ چتر سنگھ کے بیٹے راوت شیو ناتھ سنگھ کے قبضے مین رہکر راوت امر سنگھ کے لیے مینجہ کا ٹھکانا علیحدہ قائم ہوا۔

سنہ ۱۸۶۲ء مین راوت رنجیت سنگھ جاگیردار دیوگڑھ کا انتقال ہوا اُسنے باعتبار پنچ سرداری کوٹھاری کیسری سنگھ کی ذلت مین بہت کوشش کی تھی اسکا بیٹا کشن سنگھ ۲۵ سال کی عمر مین جانشین ہوا مگر باوجود جاری ہونے حکم کے تاوقت اطاعت واداے نذرانہ جاری رہے گی وہ مدت تک مہارانا کو سلام کرنے کے واسطے حاضر نہ ہوا آخرکار مہارانا نے ایجنٹ گورنر جنرل کے ایماسے رسم جانشینی ادا کر دی۔

حسب صلاح پولیٹکل ایجنٹ مہارانا نے ہولی پر فحش تصویر وکا سرِبازار رکھنا منع کر دیا اور سواری کے وقت ہاتھی پر کی جاہلانہ رسم بھی موقوف کر دی۔

سنہ ۱۸۶۳ء مین مہارانا نے لچھمن داس کارکن کو برخاست کر کے کوٹھاری کیسری سنگھ کو دیوان ریاست مقرر کرنا چاہا مگر چونکہ مہارانا کی نابالغی کے زمانے مین کیسری سنگھ سے کہ پنچ سردار تھا ایک ناپسندیدہ حرکت ظہور مین آکر اسکی موقوفی بحکم گورنمنٹ ہوئی تھی اسواسطے اسکی بحالی بھی بلا اجازت گورنمنٹ ناممکن متصور ہوکر درخواست اجازت کی گئی گورنمنٹ نے مہارانا کی درخواست کو منظور کیا کیسری سنگھ کے ازسرنو مقرر ہونے سے سب کو اطمینان ہوا اگرچہ یہ شخص کام تندہی سے کرتا تھا مگر چونکہ اسکا میلان فراخ تدبیری پر نہ تھا اسوجہ سے بندوبست مال قدیم رواج پر رہا اور رعایا مفلس ہوتی رہی۔ افسران گورنمنٹ کی رپورٹ مین لکھا ہے کہ مہارانا کے مشیر باتدبیر نہونے سے بڑا نقصان تھا چند مصاحب جو صحبت مین رہتے تھے اس لائق نہ تھے یہ لوگ مہارانا کو عیاشی اور ناواجب حرکات پر آمادہ کرتے تھے اور ریاستی کاروبار سے غافل رکھتے تھے۔

مہارانا کل کام براے نام خود کرتا تھا اسلیئے بڑی ابتری رہتی تھی اور گورنمنٹ سے بھی محکمہ جات مقرر کرنے کی فرمائش ہوئی اسپر مہارانا نے باقاعدہ محکمہ جات عدالت فوجداری و دیوانی مقرر کئے۔

سنہ ۱۸۶۸ء مین بارش کم ہوئی تھی اس سبب سے جون سنہ ۱۸۶۸ء مین میواڑ کے جھیل اور تالابون مین پانی معمولی عمق سے پندرہ فٹ کم رہ گیا کشش بارش سے پیداوار خریف کا بہت نقصان ہوا کہ بجز اضلاع جنوبی کل ملک مین اس فصل کی پیداوار بہت کم ہوئی اور شہر مین غلہ جمع نہ تھا اس سبب سے بازار مین گرانی ہوئی ستمبر و اکتوبر مین غلہ بمشکل میسر آتا تھا اور شب و روز فکر و تردد رہتا تھا مگر معافی محصول و دلجوئی و خاطرداری بیوپاریان

اور اُنکو خرید غلہ کے واسطے زر پیشگی دینے اور سرکاری غلے کے کھلے کھتے کی فراخ تدبیرون سے ریاست میواڑ نے اس آفت کا بخوبی مقابلہ کیا اور ہر طرح کوشش کرکے بازار مین غلے کی رَو بہا دی۔ نرخ البتہ گران رہا یہ سمبت ۱۹۲۵ کا قحط راجپوتانے مین مشہور ہے اور چھپنے کے نام سے پکارا جاتا ہے شروع سمبت ۱۹۲۷ مطابق ۱۸۷۰ء مین لارڈ میو صاحب ویسرائے ہندوستان جس کی یادگار مین میو کالج قائم کیا گیا ہے اجمیر آیا راجپوتانے کے اکثر بڑے رئیس دربار مین طلب ہوئے بڑی بحث کے بعد مہارانا شمبھو سنگھ بھی اجمیر گیا جہان اُس کو سب رئیسون سے اول نشست دی گئی مہارانا صاحب کے بعد جیپور و جودھپور والون نے دوسری نشست کے لیے کوشش کی جسمین جودھپور کا مہاراجہ تخت سنگھ اپنی منشا کے خلاف کارروائی دیکھ کر واپس چلا گیا۔ دربار کے دنون مین میواڑ کے پولیٹکل افسر کو جھالرا پاٹن کے مہاراج رانا پرتھوی سنگھ کی پیشوائی کے واسطے بھیجا گیا تھا راستے مین رئیس نے پولیٹکل افسر سے مہارانا کی ملاقات کے لیے خواہش ظاہر کی۔ میواڑ کے سردارون نے جو خود کو بعض دوسرے راجاؤن کی برابر خیال کرتے ہین اس ملاقات مین اس بنا پر اعتراض کیا کہ جھالرا پاٹن والو نکا بزرگ راج رانا ظالم سنگھ کوٹے کا نوکر تھا جسکا درجہ میواڑ کے سردارون کی برابر بھی نہین ہو سکتا۔ کرنل نکسن پولیٹکل افسر نے جو مہارانا کے مزاج مین زیادہ دخیل تھا اُس سے کہا کہ انگریزی سرکار نے رئیس جھالرا پاٹن کو خود مختار راجہ بنایا ہے جسکو دوسرا کوئی رد نہین کر سکتا اُسکو دوسرے راجاؤن کی برابر عزت ملنے کی امید آپ کی مدد کے سوا نہین کی جاتی جو سرکاری خاطر سے گوارا کرنی چاہیئے۔ اس پر مہارانا نے سردارونکی مرضی کے خلاف منظور فرما کر خانگی ملاقات مین مہاراج رانا کو اپنی بائین طرف مسند پر جگہ دی لیکن بڑے درجے کے سردار ناخوشی کے سبب اس موقع پر شریک نہ ہوئے مہارانا نے جاگیر باگور کی مسند نشینی کا مقدمہ کہ مدت دراز سے زیر تجویز تھا ۱۸۷۰ء مین فیصل کیا کہ باگور کے مہاراج سمرتھ سنگھ نے جو اپنے چھوٹے بھائی سوہن سنگھ کو مہارانا سروپ سنگھ کی منظوری سے گود لیکر مسند نشین کیا تھا وہ کسی طرح بے دخل نہین ہو سکتا۔ اُس سے بڑے بھائی سکت سنگھ کا دعوی ناجائز ہے مگر مہاراج سکت سنگھ کی معاش کے واسطے یہ تجویز ہوئی کہ اُسکو باگور کی جاگیر سے بارہ ہزار روپے کی جمع کے دیہات علیحدہ کر دئے جاوین پانچہزار کے دیہات پہلے سے اُسکے قبضے مین تھے سات ہزار کے اور دئے جاوین دوسرے سال مہاراج سکت سنگھ نے فساد کے لیے سر اُٹھایا ریاست کی فوج اسپر بھیجنی پڑی جو اسکو قید کر لائی اُسکے ساتھ مین اُسکا کنور سجن سنگھ بھی حراست مین آیا۔

۱۰ دسمبر ۱۸۷۱ء کو کرنل بروک ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے بڑے تکلف کے دربار مین بموجودگی صاحبان انگریز مقامات گرد و نواح و سرداران ریاست مہارانا کو سرکار کی طرف سے تمغاے ستارہ ہند درجہ اول دیا اور مہارانا نے بہت خوش ہو کر شکریہ ادا کیا۔

فروری ۱۸۷۲ء مین کسی سے صلاح لیے بغیر بھینڈر کے سردار کے بیٹے کو دربار مین سردار گھانسے راؤ علاقہ جودھپور کی نشست عطا کی کہ وہ عرصے سے غیر حاضر ہے اور سالہا سال سے اپنی نشست کھو بیٹھا تھا

بھینڈر کی اس ترقی پر بجولیہ - دیوگرھ بیگون - دیلواڑہ - آمیٹ - گوگوندا اور کانوڑ کے سردارون کو رنج ہوا انھون نے بالاتفاق عہد کیا کہ نہ دربار مین جاوین اور نہ بھینڈر والے سے نیچے بیٹھین مگر دسہرہ پر بھینڈر والا سے کہدیا گیا کہ نہ آوے جب سب حاضر ہوئے -

جون ۱۸۶۳ء مین مہارانا نے ایسا مقدمہ فیصل کیا کہ ۱۸۵۸ء سے زیر تجویز تھا اور موضع تسوار یہ بطور خونبہا ٹھاکر لامہ کو دیکر فیصلہ مہارانا سروپ سنگھ کا بحال رکھا - لامہ اور روپاہیلی کے سردارون مین سرحد کا تنازعہ تھا روپاہیلی والے نے یکایک حملہ کرکے سردار لامہ کے بیٹے اور دو بھائی اور ایک ٹھاکر اجمیر کو مارڈالا اور پانچ آدمیونکو مجروح کیا جنرل لارنس نے کہ اس زمانے مین پولیٹکل ایجنٹ تھا تسوار یہ موقع واردات کو ضبط کیا اور مہارانا سروپ سنگھ نے لامہ کو دئے جانیکا حکم دیا اس حکم کی تعمیل کے واسطے مارچ ۱۸۶۴ء مین ایک اہلکار مع فوج ریاست بھیجا گیا مگر دریافت ہوا کہ ملازمان ٹھاکر مقابلے پر آمادہ ہین اسپر کمک بھیجی گئی اور کل سرداران گردو پیش کو ہدایت ہوئی کہ اپنی جمعیت سے حکم راج کی تعمیل کرین چنانچہ سب ٹھاکرون نے تعمیل کی مگر سرداران دیوگرھ و آمیٹ نے واجبیت حکم دربار پر اعتراض کرکے تعمیل نکی آخرکار روپاہیلی والون نے کہ ٹھاکر صغیر سن اور دوم درجے کا سردار ہے تسوار یہ خالی کر دیا -

سمبت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۴ء ۷ اکتوبر کو مہارانا شنبھو سنگھ نے ستائیس برس کی عمر مین بارہ برس دس مہینہ بیس روز راج کرنے کے بعد تین مہینہ سخت بیمار رہکر ناسور جگر کی تکلیف سے وفات پائی - اسکے عہد مین ہائی اسکول طیار ہوا اور ایک شنبھو نواس مکان محلون کی جنوبی طرف پچھولہ تالاب کے کنارے پر پرانی عمارت توڑوا کر بنایا گیا جس سے بہتر گرم موسم مین آرام کے لیے کوئی جگہ نہین ہے -

کرنیل رنٹ پولیٹکل افسر نے بیدلہ اور بخت سنگھ کی مدد سے زنانہ ڈیوڑھی کا عمدہ بندوبست رکھا جو عورتین پرانے رواج کے موافق اپنے مالک کے ساتھ جان ضائع کرنی چاہتی تھین انکو بغیر کسی فساد کے روکدیا - یہ پہلا موقع تھا کہ میواڑ مین رئیس کے انتقال پر ستی ہونے کی ناقص رسم بندی گئی -

بھیلون کا فساد

شروع ۱۸ء مین خالصے کے بھیل ایسے سرکش ہو گئے کہ مگرے کے حاکم نے ریاست کو لکھا کہ تا وقتیکہ ان مین سے دو ایک نہایت شریر و سرکش پالون کو سزا نہ دیجاے اس ملک مین امن رکھنا اور تعمیل حکم کرانا غیر ممکن ہے اسپر ریاست کو چند مفسد و سرکش پالونکی سرکوبی کرکے اپنی حکومت قائم کرنی لازم آئی مگر راج کمزور ہو رہا تھا بجاے اسکے کہ فی الفور سزا دیجاتی سامان نہ ہونے کے سبب سے فوج کی تیاری اور روانگی مین توقف ہوا بھیلون نے حکام کی یہ سستی اور غفلت دیکھکر اور بھی وارداتین کین ستمبر مین انکی شورش انتہائی درجہ کو پہونچی مہارانا کو حکام انگریزی کی طرف سے صلاح دیگئی کہ پہاڑی اضلاع مین مناسب مقامات پر فوجین متعین کرکے سزادہی کا بندوبست کرے مگر قبل عمل درآمد اس تجویز کے سرغنہ پالون کو طلب کرکے ہدایت کی کہ مجرمونکو فوراً گرفتار کرادو اور اطلاع خود منعز کرو

ورنہ بصورت خلاف ورزی سزاے سخت دیجائے گی مگر چونکہ یہ ہدایت بلا سزا تھی اسپر کچھ عمل نہوا رہارانا کو
اس قوم کی سزادہی و تربیت و انسداد فساد کا بہت فکر ہوا اور چاہا کہ ایک دفعہ حکومت قائم کر کے اس ضلع
کو تحت انتظام خاص مین رکھے مگر یہ امر مشکل معلوم ہوا کیونکہ ان مفسدون کو ضبط مین لانے کے واسطے جو تحمل
و حمیتی و دیانت و لیاقت چاہیئے راج کی حکومت مین کہان تھی - اہالیان راج علے العموم یہ سمجھتے ہین کہ بھیلون مین
عقل و تمیز و دیگر قواے انسانی نہین ہین اور اس سبب سے اُنکو صرف ظلم و تشدد کے ذریعہ سے مغلوب رکھا
چاہتے ہین - بھیلونکی سزادہی کے لیے ریاست کی فوج اور جاگیردارونکی جمعیت بہ تعداد دو ہزار کس اودیپور
مین جمع ہوکر ۱۹ - اپریل سنہ ۱۸۶۹ء کو بہ سرداری ظالم سنگھ بابلی والا پہاڑی اضلاع مین آئی اور نٹھاراسا
سنرا اڑا - کریرا اور بھورائی کی پالون پر متواتر حملہ آور ہوئی طرفین سے کشت و خون بہت کم ہوا مہارانا کی فوج سے
صرف چار آدمی مارے گئے اور بارہ زخمی ہوئے اور بھیلون کی طرف ۱۲ مقتول و ۴۹ مجروح سنے گئے
حسب دستور بھیل پہاڑون مین بھاگ گئے مگر قحط و بیماری کی وجہ سے اُنھون نے جلد اطاعت
قبول کرلی اسکا نتیجہ بہت اچھا ہوا -
سنہ ۱۸۷۲ء و سنہ ۱۸۷۳ء مین بھیلون نے پھر شورش کی اور کئی واردا تون کے مرتکب ہوئے راج کی فوج کا
دھنک واڑہ پال کے بھیلون سے مقابلہ ہوا اگرچہ راج کی فوج قواعد و ہتیار مین بہت ناقص تھی اور کسی
غیر فوج کا مقابلہ کرنے کے واسطے بالکل کارآمد نہ تھی مگر بھیلونکی سزادہی مین کہ اُنکے پاس سواے تیر و کمان اور
پہاڑونکی پناہ کے اور کوئی ذریعہ نہین ہے بخوبی کارگر ہوئی یہ بیان انگریزی افسرونکی ریپوٹون سے مقتبس ہے اور
مین سنے راج میواڑ کی بدنظمی اور ابتری کی باتون کو کچھ نرم کرکے لکھا ہے - یہان کی سپاہ کے حال پر مزید روشنی
دوسری رپوٹون سے انھین افسرونکی ڈالتا ہون راج کی سپاہ کے آدمی نہایت شکستہ حال و محتاج
ہین سواروں کے گھوڑے بالکل ناکارہ ہین انمین زیادہ تر سندھی اور میواڑ کے ہندو و مسلمان ہین اور کچھ پردیسی بھی ہین سہ بندی
پیادگان بے قواعد و بد اسلحہ ہے سوارون کی تنخواہ پندرہ سولہ روپیہ سکہ اودیپوری ہے اسمین وہ گھوڑے اور
ہتھیار رکھتے ہین اور اسی مین خورد و نوش و پوشش کا بندوبست کرتے ہین اور سیطرح سپاہی پیادے
اودیپوری چھ روپے ماہوار پر دفع الوقتی کرتے ہین جسکی قیمت انگریزی چودا روپے سے ۱۲ آنکو اور کبھی اس سے
بھی کم ہوتی تھی اور ان چھ روپے مین سے بیڑہ خرچ وغیرہ کے دام کٹ کر لوپے پھر ملتے ہین اور تنخواہ دو مہینے کے
بعد یعنی سال بھر مین چھ بار ملتی ہے اسلیے سپاہی بنیون سے قرض سخت سود پر لیکر زیر بار رہتے اور ایڑیان رگڑتے ہین
ستمبر سنہ ۱۸۸۱ء مین بدریافت اس امر کے کہ باغی مینون کا گروہ رعایاے علاقہ گوڈواڑ سے سرحد جورہ کے
پہاڑون مین آکر پناہ پذیر ہوا اُسکی سزادہی کے واسطے فوج کا بھیجنا ضرور پڑا اُس مین کھیرواڑہ اور کوٹڑہ کی
مختلف جمعیتین اودے پور سے راج کی فوج اور راو جورہ کے ملازم شامل ہوے راو کے بھائی ٹھاکر بھیم سنگھ
نے ایک گروہ کو اُنکی جاے پناہ مین جا پکڑا لڑائی مین آنکو شکست دی اور اُسکے سرگروہ تیلا د بیلے معروف کو

مار ڈالا اور دوسرے چارون کو زخمی کیا مگر زخمونکی کثرت سے کل گروہ بھاگ گیا کوئی گرفتار نہ ہوا اس فوج کشی اور بغاوت کر بھیم سنگھ کی مقابلہ آرائی سے گوڈواڑا اور سروہی کے مینون اور بھیلون نے فی الفور میواڑ کے پہاڑون کو چھوڑ دیا۔

۷۳۔ مہارانا سجن سنگھ

یہ مہارانا شمبھو سنگھ کا عمزاد بھائی اور مہاراج سکت سنگھ کا بیٹا تھا باپ کے ساتھ حراست مین آیا اور مہارانا شمبھو سنگھ کی وفات کے بعد بڑی مہارانی اور سرداروں وغیرہ کے اتفاق سے متبنےٰ ہوکر آسوج بدی ۱۴ سمبت ۱۹۳۱ مطابق ۷ اکتوبر ۱۸۷۴ء کو مسند ریاست پر بیٹھا۔ اسوقت اسکی عمر پندرہ برس کی تھی کسی قدر انگریزی۔ اردو اور ہندی سیکھنے پایا تھا کہ سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء مین مہارانا کو سرداروں کی تجویز سے مہاراجہ ایڈر کی بہن کے ساتھ شادی کرنے کو وہان جانا پڑا۔ اس سفر کے تھوڑے دنون کے بعد انگلستان و ہندوستان کے ولیعہد شاہزادہ بہادر و یلز کی پیشوائی کے واسطے پولیٹیکل افسر وغیرہ کے ساتھ بمبئی جانے کا اتفاق ہوا۔ ان اسباب سے پڑھنے لکھنے مین ہرج ہوتا گیا سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ماہ ستمبر مین دیوان مہتا پنالال جو مہارانا شمبھو سنگھ کے انتقال پر بعض لوگونکی مخالفت سے اجمیر جلا وطن کردیا گیا تھا محکمہ خاص کی ابتری کے سبب واپس بلایا گیا۔

اسی سال مین مہارانا کے چچا باگور کے مہاراج سوہن سنگھ نے جو خودکو اودیپور کی مسند نشینی کا حقدار خیال کرتا تھا زیادہ سرکشی کی۔ اسپر کھیرواڑے کی انگریزی بھیل بلٹن مع ریاست کی فوج و توپخانہ کے میجر کننگ کمانیر کھیرواڑہ کی ماتحتی مین باگور کے محاصرے کو بھیجی گئی اگرچہ بسبب کثرت بارش وطغیانی پانی کے روانگی مین توقف ہوا مگر میجر صاحب نے اپنا کام بلا خونریزی انجام دیا اور مہاراج سوہن سنگھ کو گرفتار کرکے ۸ اکتوبر کو اودےپورے آیا اسکے کامدار اور دیگر متوسلین جیلخانہ مین بھیجے گئے اور وہ خود پانسو روپے ماہوار تنخواہ پر بنارس بھیجدیا گیا جہانسے کئی برس کے بعد اسکو میجر اڈورڈ براڈفرڈ ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کی سفارش پر مہارانا کے حکم سے مختصر جاگیر ملکر اودیپور مین رہنے کی اجازت ہوئی جنوبی کوہستان کے مقامات منڈوہ اور بھیل مین ڈاکن کشی کے دو مقدمات شروع سال ۱۸۷۵ء مین وقوع مین آسے اور منڈوہ مین نوبت بہ ہلاکت پہونچگئی اور راوجورہ سے اس کا انسداد بالکل نہ ہوسکا اور باشندگان قرب وجوار بہت خائف وسترددہوئے اس صورت مین سپرنٹنڈنٹ اضلاع کوہی کی تحریک کے بموجب پولیٹیکل ایجنٹ نے فوج بھیجنے کی تیاری کی اگر یہ فوج فی الفور روانہ ہوجاتی تو یقین تھا کہ فوج کے پہونچتے ہی یا حملہ شروع ہوتے ہی بھیل اطاعت پذیر ہوجاتے مگر نحوست اتفاق سے اسی زمانہ مین باگور پر فوج کشی ہوگئی اور یہ کام التوا مین رہا جب وہ مہم ختم ہوئی تو صدر مین اتنا جلد دوسری طرف فوج کشی کرنے کی نسبت بحث ہوئی اس سے توقف ہوا آخر کار بھیل پلٹن اور راج کی متفرق فوج بہ تحت میجر کننگ ۱۷ مارچ کو اودےپور سے روانہ ہوئی اس توقف سے بھیلون کو مستعد مقابلہ ہونے کی فرصت مل گئی کہ لڑائی کے واسطے تیار ہوگئے اور اپنے مویشی ومال قرب وجوار کی پالوؤن مین دوست آشناؤنکے پاس بھیجدیے اور پہاڑون مین

چھیننے کی غرض سے غلہ جمع کر لیا تاہم فوج کشی کا نتیجہ اچھا ہوا یعنی دونون سرگروہ مع اُنکے بڑے آدمیون کے گرفتار ہوئے صدہا مویشی اور غلہ تا تیار پر ریاست کا قبضہ ہو گیا اور بھیلون کو بخوبی ثابت ہو گیا کہ بندوقین خواہ کیسی ہی ناقص ہون اُنکے تیر و کمان سے ہر طرح بہتر ہین آخر کار ایک مضبوط تھانہ قائم کر کے راج کی فوج واپس آئی اور بھیلون کو بعد اقرار نیک چلنی آئندہ کے آباد ہونے کی ہدایت ہوئی تھوڑے عرصے کے بعد لارڈ نارتھ بروک گورنر جنرل ہندوستان راجپوتانہ کا دورہ کرتا ہوا اودیپور آکر یہان کی مہمانی سے بہت خوش واپس آ گیا۔

مندر ناتھ دوارہ کے گوسائین دگوسوامی گردھاری لال نے سردارون کا طریقہ اختیار کر کے دربار سے سرکشی کی سنہ ۱۸۷۱ء مین اُسپر فوج بھیجی گئی مگر ریاست کی حکومت قائم کئے بغیر برخاست ہو گئی اور گوسائین کے دیہات علاقہ میواڑ عرصے تک قرق رہے تاہم شرارت سے باز نہین آیا پھر یہ حکم ہوا کہ گسائین کا وکیل پولیٹکل ایجنٹ کے پاس نہ رہنے پائے اس امر سے امید تھی کہ وہ اطاعت پذیر ہو کر اپنے ظلم و تعدی کے طریقے کو چھوڑ دے مگر دریافت ہوا کہ زنانہ ڈیوڑھی سے اُسکی رعایت ہوتی ہے اسلئے وہ بدستور خودسری و عدم تعمیل کئے جاتا ہے اور اسکو دیکھ کر دیگر سرداران خراج گذار ریاست کو حوصلہ شرارت و تمردی ہوتا ہے آخر کار سنہ ۱۸۷۵ء مین تحقیق ہوا کہ جب تک گسائین حال کو بیدخل و خارج کر کے۔ اسکے بیٹے کو قائم مقام نہ کیا جائے رفع نزاع نہ ہوگا۔ دسمبر سنہ ۱۸۷۵ء مین اوسکی تنبیہ کے واسطے فوج تیار ہوئی تب اُسنے پولیٹکل ایجنٹ کو لکھا کہ معاملات ملکی مین ریاست کا ماتحت رہکر احکام کی تعمیل کرونگا جیلخانہ کے قیدیون کو چھوڑ دونگا دیہات متعلقہ مندر مین رعایا کو تکلیف نہ دونگا ریاست سے مقدمات دیوانی و فوجداری کی مثلین طلب ہونگی تو بھیجتا رہونگا اور جو پردیسی آدمی نوکر ہین انکو موقوف کر دونگا چنانچہ اُسنے اکثر پردیسی آدمی موقوف کر دئے اور قیدی بھی بہت سے رہا کر دئے مگر امثلہ مطلوبہ نہین بھیجین اور اختیارات دیوانی و فوجداری مین ریاست کی مداخلت نہ ہونے دی اور اطاعت کرنے سے صاف انکار کر دیا تب مئی سنہ ۱۸۷۶ء مین گرفتار ہو کر میواڑ سے باہر رہنے پر مجبور کیا گیا وہ پہلے متھرا اور پھر بمبئی کو چلا گیا اُسکے کم عمر بیٹے گوردھن لال کے ہوشیار ہونے تک ریاست نے انتظامی کارروائی اپنے ہاتھ مین لے لی۔

اسکے دوسرے برس مہارانا بڑی بحث کے بعد دہلی کے دربار قیصری مین جو لارڈ لٹن ویسراے کی حکومت مین قرار پایا تھا شریک ہوا اس موقع پر مہارانا کی ذاتی سلامی انیس کے عوض اکیس توپ مقرر ہوئی اور ریاست کے دو عزت دار اہلکار دیوان مہتا پنالال اور کوٹھاری چھگن لال کو راے کا خطاب عطا ہوا۔

سمبت ۱۹۳۴ مطابق سنہ ۱۸۷۸ء مین مہارانا کو ریاست کے کامل اختیارات حاصل ہوئے اور اُس نے اکثر باتون کا نیا انتظام شروع کیا اول ایک کونسل اجلاس خاص نام سے عدالت اپیل کے عوض مقرر ہوئی جسمین کسیقدر سردار اور عزت دار اہلکار داخل کئے گئے کئی برس کے بعد بعض لوگون نے اس نام کو بدلکر مہدراج سبھا مشہور کیا اس برس علاقے مین نئے حاکم بھیجے گئے جنکو دیوانی و فوجداری اور مال کے یکجائی اختیارات عطا ہوئے اسوجہ سے رعایا پر حاکمون کا بڑا دباؤ پڑا حالانکہ ارباب دانش صیغہ مال اور عدالتی کام ایک ہاتھ مین ہونے کو

بُرا جانتے ہین اور سرکار انگریزی مین انکے الگ کئے جانے کی تدبیر ہورہی ہے ۔
خاص فوج کی تنخواہ مین کچھ اضافہ ہوکر انگریزی قواعد سکھانا جاری کیا گیا شہر کے انتظام اور صفائی کے لیے محکمہ پولیس قائم ہوا ۔ ہر گلی کوچہ مین گائے بیل وغیرہ جانور جو بے قید پھرا کرتے تھے ایک علیحدہ مکان مین رکھ دیے گئے ۔ آوارہ کتے بھنگیون کے ذریعہ سے پکڑوا کر ایک مکان مین بند کر دیے گئے اور کچھ عرصے کے بعد جنگل مین چھوڑ دیے جانے لگے ۔ جانورونکی گرفتاری پر شہر کے مہاجن دوکاندار ون نے جنکا یہان بڑا زور ہے ایک روز ہڑتال کر دی تھی چونکے سرغنہ مگر سیٹھ وغیرہ کو تنبیہ کرنے سے رفع ہوئی ۔ اسی برس کرنل ایبی پولیٹکل افسر کی سفارش سے مہارانا نے پادری ڈاکٹر شیپرڈ کو شہر کے شمالی طرف چھولہ تالاب کے کنارے پر مشن کے واسطے ایک مختصر زمین بخشی مشن والون نے ریاست کی اجازت سے اپنا ایک شفاخانہ اور مدرسہ بھی شہر کے اندر قائم کیا اور بعد کو شہر کے باہر ایک گرجا بھی بنایا اور لاوارثون و محتاجون کو عیسائی بنانے مین بہت ترقی ہوئی ۔
سمت ۱۹۳۷ مطابق ۱۸۸۱ء مین جنوبی علاقے کے پہاڑی بھیلون نے بلوہ کرکے ریاست کے تھانہ دار اور سوار وغیرہ لوگونکو قتل کر ڈالا جبر ہوتے پر آمادے ہوئے سے فوج کا ایک گروہ رکھب دیو کی طرف بھیجا گیا اگرچہ بھیلون نے جو کسی غریب مسافر کو لوٹ لینے کے سوا ہتیارہ والون سے لڑائی کی جرأت نہین رکھتے کوئی مقابلہ نہ کیا لیکن دوسرے علاقون ڈونگرپور اور بانسواڑہ وغیرہ کی طرف فساد پھیل جانے کے اندیشے سے پولیٹکل افسر نے ریاست کی فوج کو حملہ کرنے کی صلاح نہ دی جو لٹیرون کے واسطے مفید ہوگئی یہ پہلا موقع ہے کہ بھیلون کے علاقے سے بغیر کافی سزا دئے فوج لوٹ آئی ۔ مہارانا شنبھو سنگھ وغیرہ کے عہد مین کئی بار ان وحشیون کا سخت تدارک کیا گیا تھا جس سے بہت عرصے کے لیے امن ہوگیا تھا اس فساد کا بڑا سبب بعض لوگونکے بہکانے کے سوا یہ ہے کہ قدیم سے بھیل ذلیل قوم کے لوگ ریاست کے آدمیون کا اسباب سر پر اُٹھا کر بیگار کے طور پر پہونچایا کرتے تھے ۔ اور غیر مسافر سے اس خدمت کی اجرت لیکر لوٹ مار سے بچانے کے ذمہ دار ہوتے تھے ۔ کیقدر افغانی لوگ جنکو اس ملک مین لائتی کہتے ہین اور جو مدت سے راجپوتانے کے بعض علاقون مین نوکری سے گذر کرتے ہین میواڑ کے پہاڑی ضلع مین مقرر تھے بھیل ان مضبوط اور سخت آدمیون سے ڈر کر سرکاری حکمون کی تعمیل جلد کیا کرتے تھے ۔ ریاست کے ایک دو بڑے اہلکارون نے علاقے مین جاکر بھیلون کی بیگارہ وغیرہ موقوف کر دی اور ولائتی لوگون کو ظالم قرار دیکر میواڑ سے نکلوا دیا نتیجہ یہ نکلا کہ بھیلون نے جنھین دفعتہً ایسی رعایت کی سمائی نہ تھی جان مال کا ایسا نقصان کیا جس کا کچھ بھی عوض حاصل نہ ہوسکا ۔ فسادی لوگ رعایت کی حالت مین اس غلط خیال سے کہ ہمین کوئی سزا نہین دے سکتا زیادہ بدی کرنے لگتے ہین ۔ محض وحشی اور بیرحم لٹیرونکو تیز دارونکے مقابل ایکدم بے لگام چھوڑنا کب مناسب سمجھا جاسکتا ہے یہ لوگ شور و فساد سے عام امن مین بعض دفعہ خلل ڈالتے ہین جنکو سزا دینے کی بابت بعض افسر درگذر کر جاتے ہین لیکن جنگلی رعایا کو جسکے پاس روپیہ کم ہوتا ہے جرمانہ وغیرہ سے تنگ کرنا البتہ بیجا ہے اور لوٹ مار دور کرنے کی غرض سے جسمین اکثر غریبون مسافر اور محنتی بیوپاریون کی جان و مال کا نقصان ہوا کرتا ہے فسادیون کو

فوجی تنبیہ اور حسبانی سزا دینا نہایت ضرور اور بیشک مفید ہے۔

سمبت ۱۹۳۸ مطابق ۱۸۸۲ء نومبر کے مہینے مین لارڈ رپن ویسرائے ہند نے چتوڑ کے مقام پر آکر مہارانا کو اول درجے کا تمغا ستارہ ہند بلکہ قیصرہ ہند کی طرف سے دیا۔ مہارانا نے اس موقع پر چتوڑ کے راستے اور مکانون کی درستی مین چار لاکھ روپیہ صرف کرکے نائب سلطنت کو دورہ وزیری خاطرداری کے ساتھ مہمان رکھا۔

اس سال مین مہاراج سکت سنگھ کو جو مہارانا کا اصلی وارث ہے اور جسکو جاگیر کے عوض پچھتر ہزار روپیہ سالانہ نقد ملتا تھا۔ باگور کی جاگیر جو پہلے اُسکے حقیقی بھائی سوہن سنگھ سے ضبط ہو چکی تھی عطا کی گئی۔

سمبت ۱۹۳۹ مطابق ۱۸۸۳ء مین راوت کوٹھاریہ پر جو اول درجہ کے سردارون مین سے ہے قرضے کی فریاد اور سرحدی فیصلے کی تعمیل نکرنے کے سبب کسیقدر فوج بھیجی گئی جو کامیابی کے بعد جلد واپس بلائی گئی۔

اسی سال مہارانا کے محل مین ایڈہ والی چھوٹی مہارانی سے ایک کنور پیدا ہوا یہ بڑی خوشی کی بات تھی جو چار پشت سے مہارانا بھیم سنگھ کے بعد کسی رئیس کو حاصل نہوئی تھی۔ لیکن سرد موسم مین غفلت اور بے احتیاطی کے سبب پیدائش سے چار پہر کے بعد بچے کی جان ضایع ہو گئی اور کل راگ ورنگ ماتم وغم سے بدل گیا۔

سمبت ۱۹۴۰ مطابق ۱۸۸۴ء مارچ کے مہینے مین جودھپور کا مہاراجہ جسونت سنگھ اور کشن گڑھ والا اناردول سنگھ دوستانہ طور پر اودیپور آئے جو تین ہفتے کے قریب قیام رکھنے کے بعد اپنی ریاستون کو واپس گئے۔

اس برس بوہیڑہ مقام کی جاگیر پر جو دوسرے درجے کے سردارون مین زیادہ آمدنی کی جگہ ہے جھگڑا ہوا۔ بوہیڑہ کے راوت اُدیوت سنگھ نے ایک دور کے رشتہ دار کیسری سنگھ کو اپنے مرنے سے چند روز پہلے ریاست کی منظوری بغیر وارث بنا دیا تھا جسپر نزدیک کے جاگیردار من سنگھ نے قریب رشتہ داری کے سبب اپنے چھوٹے بھائی کو بوہیڑہ کی جاگیر ملنے کے لیئے مدد مانگ کر انصاف چاہا مہارانا کے حکم سے راج کی فوج نے اُس مقام کا محاصرہ کر لیا توپی کاروائی سے گاؤن مین آگ لگی اور کیسری سنگھ نے پچھلی رات مین کچھ سامان لیکر بوہیڑہ سے نکل جانا چاہا فوج والون نے پیچھا کیا جس سے کچھ آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے اور کیسری سنگھ کو فوج مع کامدار وغیرہ گرفتار کرکے اودے پور لے گئی ریاست کے نوکرون مین سے رسالدار بہادر کاشیر خان گولی لگنے سے مارا گیا اُسکے بیٹے کے نام معقول تنخواہ مقرر کی گئی۔ لچھمی لال جو حاکم جہازپور کو فوج کی افسری پر جانے کے سبب پاؤن مین سونا عطا ہوا جو اس ملک مین عزت کی نشانی ہے اور فوج خرچ کے طور پر ایک گاؤن منگوا انشام خالصے مین رکھا جاکر بوہیڑہ کی باقی جاگیر سردار مذکور کے چھوٹے بھائی رتن سنگھ کو دی گئی۔ اسی عرصے مین مہارانا نے چتوڑ سے اودیپور تک ریل نبوانے کا ارادہ کیا تھا یہ تجویز اُسکے مرنے کے بعد عمل مین آئی۔

سمبت ۱۹۴۱ مطابق ۱۸۸۴ء ۲۲ دسمبر کو مہارانا نے جودھپور کے سفر سے واپس آکر جہان وہ اپنی بیماری کے باعث آب و ہوا بدلنے کو گیا تھا ایک دم ضعف بڑھ جانے سے دس برس ڈھائی مہینہ ریاست کرکے پچیس برس کی جوان عمر مین انتقال کیا۔ موت کی تقریب پر بہت سی رسمی خیرات ہوکر دو لاکھ روپیہ میواڑ کے علاقے مین مدرسے

اور شفاخانے بننے کے لیے والٹر صاحب رزیڈنٹ کی صلاح سے امانت رہا جو اب اُن کاموں میں صرف ہو رہا ہے
اس مہارانا کی طبیعت مین کسی قوم یا مذہب اور غیر جگہ کے لوگوں سے کچھ تعصب نہ تھا ملکی انتظام کے سوا اس نے
بہت سے رونق و آرام کے سامان جمع کئے۔ شہر مین صفائی کی تاکید رہکر مناسب مقامات پر روشنی کا بندوبست ہوا
سڑک اور محلون مین درستی ہوکر جابجا میوے اور پھولون کے درخت لگائے گئے۔ شکارگاہ ناہر مگرہ مین نیا مکان
اور باغ تیار کرایا گیا شہر کے باہر مغربی شمالی طرف ایک قلعہ سجن گڈھ اور شہر کے مغربی جنوبی طرف ایک بڑے عمدہ
سجن نواس باغ کی بنا ڈالی جسمین ہر طرح کے پھول پھل میوے اور خشکی وتری کے جانور موجود کئے گئے اور اب
یہ مقام گلاب باغ کے نام سے شہرت پذیر ہے اُسکے حکم سے راجدھانی مین اخبار جاری ہوا۔ غیر ریاستون جیپور اور
جودھپور وغیرہ کے مہاراجہ رام سنگھ اور جسونت سنگھ سے میل ملاپ کے ساتھ دوستی وموافقت کا سلسلہ مضبوط کیا۔
تحفہ راجستان مین لکھا ہو کہ بعض لوگ اس مہارانا کو سخت مزاج اور بخیل طبیعت خیال کرتے ہین لیکن اصل یہ ہے
کہ وہ لازمہ ریاست تھا تیز مزاج اور صاف دل رئیس اگر ظالم بھی ہو تو اس لیے ملک کو نقصان نہین ہوتا ماتحت
لوگ اپنا کام ڈر کر محنت اور درستی سے انجام دیتے ہین۔

۴۷۔ مہارانا فتح سنگھ جی

موجودہ مہارانا صاحب جو شیو رتی مہاراج گج سنگھ کے چھوٹے بھائی اور متبنٰے تھے اور مہارانا سنگرام سنگھ کی اولاد مین
سے مہارانا سجن سنگھ کے قریب رشتہ دار ہین مہارانا ہوئے۔ سرداروں اور کرنل والٹر رزیڈنٹ کے اتفاق سے سمبت ۱۹۴۱
مطابق ۱۸۸۴ء ۲۳ دسمبر کی شام کو مسندنشین ہوئے یہ جسکے چند روز کے بعد پہلے مہارانا کی ماتم پرسی کے واسطے مہاراجگان
جیپور، جودھپور، کشن گڑھ اور ایڈر علیحدہ علیحدہ طور پر آئے اور تھوڑے دن قیام کے بعد اپنی اپنی ریاستون کو چلے گئے
سمبت ۱۹۴۲ مطابق ۱۸۸۵ء ۲۳ اگست کو مہارانا صاحب کے پورے اختیارات ملنے کی رسم ادا ہوئی۔ اسی سال
۸ نومبر کی شام کو لارڈ ڈفرن صاحب ویسرائے ہند دورہ اور ملاقات کے طور اودے پور مین داخل ہوئے اور
دو روز قیام کے بعد ۱۰ نومبر کو صبح کے ۸ بجے واپس چلے گئے۔ پھر اپنے اپنے عہد حکومت مین لارڈ کرزن ومنٹو وہارڈنگ
و چیلمسفورڈ و ریڈنگ ویسرایان ہند اودیپور مین آتے رہے۔
سمبت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۷ء ۱۶ فروری کو جشن جوبلی یعنی فرمانروائے ہند و انگلینڈ کی پچاس سال حکمرانی کی تقریب پر مہارانا صاحب
کو خطاب ستارۂ ہند درجہ اول ملا۔
سمبت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء ۲۶ نومبر کو مہارانا صاحب کے دو سرا کنور پیدا ہوا جسکی خوشی مین بہت سی خیرات وانعام
کے علاوہ ریاست کی بقایا کا سوا ست لاکھ روپیہ ماتحتون کو معاف کیا گیا۔ مگر وہ زندہ نہ رہا۔
ذاتی طور پر مہارانا صاحب نہایت مستعد رحمدل اور پابند وضع قدیم رئیس ہین شکار وغیرہ مین اُنکو چلنے پھرنے کی بہت
مشق ہے چال چلن سادہ اور نیک ہے یہانتک کہ لارڈ کرزن جب اودے پور مین آئے تو اُنکے سادہ چلن کو
قابل تقلید والیان ملک بتا گئے۔

مہارانا لارڈ کرزن ویسرائے اور جارج پنجم شہنشاہ ہندوستان کے دہلی دربارون مین شرکت کی دعوت پر گئے تھے۔
ایکبار مہارانا شملے کو ویسرائے سے ملنے کی غرض سے گئے تھے سنہ ۱۹۱۱ء کے سال فتح کی تقریب پر مہارانا جی۔سی۔وی۔او بنائے گئے سنہ ۱۹۲۴ء مین جبکہ مہارانا دہلی مین ایوان رؤسا مین شرکت کی غرض سے آئے تو بعض اخبارات نے انکے دہلی مین آنے اور پرانے خاندانی اس عہد کو کہ پایۂ تخت دہلی مین کوئی اودیپور کا مہارانا داخل نہو توڑنے کے متعلق رائے زنی کی لیکن یہ خیال نہین کیا کہ اگر کوئی والی ریاست گدی سے اترنے کو پسند نہ کرے اور ضرورت ہو کہ ویسرائے کے دربار مین حاضر ہوکر ایجنٹ گورنر جنرل کو خوش کیا جائے تو فرمائیے کہ اور صورت ہی اس الجھن کو سلجھانے کی کیا ہوسکتی ہے اسی سال اخبارات مین یہ بات گشت کرتی رہی کہ ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے مہارانا کو لکھا کہ چونکہ آپ ریاست کے تمام اختیارات اپنے ہاتھ مین رکھنا چاہتے ہین اسلیے ویسرائے کی مرضی ہے کہ آپ ریاست سے دست بردار ہو جائیے مہارانا کی سواری جس راہ سے گذرتی ہے سر راہ بہت سی عورتین جمع ہو جاتی ہین کیونکہ سب کو ایک ایک اٹھنی چوہان کا سکہ ہے دیجاتی ہے اور یہ اٹھنیان اودیپوری روپیے مین سولہ آتی ہین۔

ولیعہد بھوپال سنگھ جی کے ہاتھوں مین اختیارات کا آنا

منصرم (منیجر) بیگون ملک میواڑ نے ایک پمفلٹ برخلاف بجے سنگھ پتھک پریسیڈنٹ سیوا سنگھ راجپوتانہ اجمیر سنہ ۱۹۲۳ء مین شائع کیا ہے اسمین لکھا ہے کہ چند سال پہلے اس شخص نے بجولیا مین لڑکے پڑھانے کا کام شروع کیا لیکن جبکہ اسنے قوم دھاکڑ کو جو کاشتکار و مین ایک قوم ہے اپنے فائدے کے لیے موزون پایا انکو اس بہانے سے اپنی طرف مخاطب کیا کہ وہ جاگیر بجولیا کے خلاف لاگتون اور کمی حاصل کا عذر پیدا کرین چونکہ یہ بات دھاکڑون کے فائدے کی تھی لہذا وہ اس امر مین کامیاب ہوگیا اور اثر بزرگی مضبوط کرنے اور ترقی دینے کو پنچایت قائم کراکر مذہبی قسمین دین تاکہ اُسکے اثر اور بزرگی مٹنے کا اندیشہ ہی نہ رہے اور دعوے اور پیروی دعوے وغیرہ کی کل کارروائی اپنی ہی رائے پر رکھنے کے لیے بظاہر پنچایت کے نام سے جاری کی گئی بعد اسکے اُسنے جاگیر بیگون مین یہی ترکیب شروع کی اور سب سے پہلے مسمی کاکو دھاکڑ ساکن بیری سال نو اس جاگیر بجولیا کو موضع رائتہ جاگیر بیگون مین آباد کیا اور رفتہ رفتہ دھاکڑون کو موافق بنالیا اور یہان بھی ظاہر نام کے لیے پنچایت قائم کردی اور دھاکڑون نے محصول دینا بند کردیا جس سے جاگیر مین انتظامی نقصان پیدا ہوگیا اور اس سے فائدہ اٹھاکر دھاکڑون نے وقتاً فوقتاً جرائم از قسم نقصان رسانی ناستعمال ناجائز ضرب شدید اور حبس بیجا کئے اور کوئی دھاکڑ پنچایت کے اثر سے باقی نہین رہا کیونکہ عام طور پر یہ خوف دلایا کہ جو کوئی پنچایت کے حکم کے خلاف کام کریگا ایسا شخص ذات مین عمر بھر شریک نہین کیا جائے گا دھاکڑون نے ڈھائی سال تک جاگیردار کو محاصل نہ دیا لیکن اس بچت کا روپیہ چند ہی گھرون مین محفوظ رہا باقی گھرون سے کسی نہ کسی حیلے سے نکلوالیا کاشتکار بجے سنگھ پتھک کے اس چکمے مین آگئے تھے کہ مہاتما جی حاصل معاف کرادینگے اسلیے چندے دل کھولکر دیے اور اُسنے بڑے بڑے مضامین اخبارات مین ریاست کی شکایت اور رعایا کی بربادی کے بیان مین لکھوائے اور بجے سنگھ نے طرح طرح کے دباؤ سے کاشتکارونکو فوج شیطانی کی شکل مین کرلیا حالانکہ اصل معاملہ

کاشتکارونکے نام سے صرف لگتون کا ہی پیدا کیا گیا تھا لیکن آگے کو اُسنے اصل مقصد مٹا کر رعایا کو بہا نکسے ورغلایا کروہ فساد و بغاوت پر آمادہ ہوئی اور سنہ ۱۹۲۱ء مین پانچ چھ ہزار آدمی انتظامات کی شکایتین لیکر علاقے سے آکر شہر مین جمع ہوئے جو افسر مہارانا صاحب سے دل مین کبیدہ بجتے تھے یہ موقع اُنکو اچھا ہاتھ آیا اور آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ولیعہد کے ہاتھونمین ملکی کارروائی کی باگ آگئی ولیعہد کی خوش انتظامی کو مضبوط کرنے کے لیئے حکام تہ دل سے کوشش کرنے لگے مے کے راجپوتانے کے ایجنٹ گورنر جنرل نے سنہ ۱۹۲۲ء کو خود مقام متنازعہ پر پہونچکر فہمایش کی لیکن رعایا پر کچھ اثر نہ ہوا اور ناواجب باتین جاری رکھیں یہانتک کہ ریاست کو فوجی تہدید سے کام لینا پڑا کہتے ہین کہ بجے سنگھ کے بھیجے ہوئے آدمیون کے بہکانے سے جو بہتا کہلاتے ہین دھاکڑون نے دوسری رعایا کو اسلیئے سخت تکلیف دی کہ وہ اُسکے بتائے ہوئے رستے پرنہین چلتے تھے بجے سنگھ کے اثر کا یہ حال تھا کہ جب دھاکڑون سے مالگذاری رکوادی تو بڑے جاگیردار کے ماتحت جاگیردارون کو سخت تکلیف ہونے لگی یہانتک کہ اُنمین سے جاگیردار نندداس نے جیپر جاکر بجے سنگھ کی بہت منت و سماجت کی اُسنے پنچایت کے نام چٹھی لکھی کہ اس کا حاصل دیدیجو مگر در پردہ منع کردیا آخر کار ریاست کی جد وجہد سے بجے سنگھ گرفتار ہو گیا اور کچھ وقت وہ علیل تھا اور رعایا کی بغاوت و سرکشی ریاست نے بڑی کوشش سے دور کی۔

دھاکڑون کی دیکھا دیکھی جنوبی کوہستان کے بھیل بھی منحرف ہوئے اور یہان ایک بنیے نے جو موتی لال کوٹھاری کہلاتا ہے انکی سرغنائی اختیار کی اور یہ فساد سروہی اور گجرات تک پھیل گیا اسلیئے سرکاری سپاہ نے انکی گوشمالی کی موتی لال تو ہاتھ نہ آیا مگر بھیلون کا خون بہوایا گیا۔

یہ سوچنے کی بات ہے کہ اس بہادرسی ملک مین جاگیردارون اور بھومیہ سرداروںکے علاقون کے بھیلون کی مثل خالصے کی بالونکے ہر تیسری یا چوتھے سال سرا ہی نہین ہوتی اسکا سبب مین تکو بتاؤن کہ ان جاگیرون مین منتظم واہلکار نہین بدلتے ہین اور بھیلون کو اُنکا اختیار ہے بلکہ اہلکاران مذکور انتظام آئندہ کی ذمہ داری سے خائف رہتے ہین اور ریاست کے اہل کار و تھانہ دار انتظام آئندہ پر کچھ نظر نہین رکھتے۔ اور نہ بھیلون کو اُن کا مداردن کا کچھ اعتبار ہوتا ہے کیونکہ یہ کامدار بدلتے رہتے ہین اور جب تک اپنی ڈیوٹی پر رہتے ہین انکی یہ خواہش رہتی ہے کہ جب تک وہ کام پر ہین روپیہ پیدا کرلین (یہ بیان ہم نے انگریزی افسرون کی رپورٹون سے چن چن کر اخذ کیا ہے) ولیعہد کے حکم سے خاص اودیپور مین ایک کالج کھولا گیا۔ اور کچھ کچھ ملازمان فوج وغیرہ کی تنخواہون مین اضافہ ہوا۔ اور شہر مین روشنی کے لیے لالٹینین زیادہ لگائی گئین۔

ولیعہد برسون سے مرض مین گرفتار ہے اور تلے کا دھڑ تقریباً بیکار رہے اپنے آپ بغیر دوسرے شخصون کے سہارے کے ایک قدم نہین چل سکتا۔ اور ہر ممکن طریقے سے روپے کو ریاست کے کامون مین زیادہ لگانا چاہتا ہے۔

فصل ۔ جاگیرداران وسرداران درجۂ اول

نمبر شمار	نام جاگیر	خطاب	قوم	دیہات جاگیر	سالانہ آمدنی	چھٹوند	کیفیت
۱	بڑی سادڑی	راج	جھالا	۸۴	۴۰۰۰۰	۱۰۰۰	
۲	بیدلہ	راؤ	پوربیہ چوہان	۶۱	۵۰۰۰۰	۴۵۰۰	
۳	کوٹھاریہ	راوت	ایضاً	۶۰	۲۵۰۰۰	۱۵۰۰	
۴	سلونبر	راوت	چونڈاوت سیسودیہ	۱۰۸	۱۱۰۰۰	معاف	سب سے پرانا ٹھکانا ہے ۔
۵	بجولیا	راوسوائی	پنوار	۷۶	۵۰۰۰۰	۳۵۰۰	
۶	دیوگڑھ	راوت	سانگاوت سیسودیہ	۸۱	۱۵۰۰۰	۷۰۰۰	آمیٹ کی شاخ ہے
۷	بیگون یا بیگم	راوت سوائی	میگھاوت سیسودیہ	۱۶۲	۵۰۰۰۰	۶۴۰۰	دیوگڑھ سے نشست پر تکرار رہی
۸	دیلواڑہ	راج	جھالا	۱۴۷	۶۰۰۰۰	۶۰۰۰	
۹	میجہ	راوت	جگاوت سیسودیہ	۶	۲۰۰۰۰		مہارانا شمبھو سنگھ کے عہد مین ٹھکانہ قائم ہوا
۱۰	آمیٹ	راوت	ایضاً	۵۰	۴۰۰۰۰	۴۴۰۰	سلونبر کی شاخ ہو
۱۱	گوگوندہ	راج	جھالا	۱۰۳	۴۰۰۰۰	۲۵۰۰	
۱۲	کانوڑ	راوت	سارنگدیو سیسودیہ	۸۳	۴۵۰۰۰	۲۱۰۰	سلونبر کے سوا سب سے پرانا ہے
۱۳	بھینڈر	مہاراج	سکتاوت سیسودیہ	۸۵	۶۴۰۰۰	۴۰۰۰	مہارانا اودے سنگھ کے بیٹے سکت سنگھ کی اولاد ہے
۱۴	بدھنور	ٹھاکر	میرتیا راٹھور	۶۰	۶۰۰۰۰	۴۰۰۰	جیمل میرتیا کی اولاد
۱۵	بھینسروڑ	راوت	کشناوت سیسودیہ	۱۲۱	۹۰۰۰۰	۷۵۰۰	مہارانا بھیم سنگھ نے اول درجہ مین لیا ۔
۱۶	بان سی	راوت	سکتاوت سیسودیہ	۵۵	۲۰۰۰۰	۶۰۰	سکت سنگھ کی اولاد
۱۷	کوراوڑ	راوت	کشناوت سیسودیہ	۵۳	۳۰۰۰۰	معاف	مہارانا بھیم سنگھ نے اول درجہ مین لیا ۔
۱۸	پارسولی	راو	پوربیہ چوہان	۴۱	۲۰۰۰۰	۶۰۰	بیدلہ کی شاخ
۱۹	آسیند	راوت	سیسودیہ	۳۸	۶۰۰۰۰	۱۳۰۰	مہارانا جوان سنگھ نے اول درجہ مین لیا ٹھکانا ضبط ہو

مہارانا کے قریبی رشتہ دار

نمبر شمار	نام جاگیر	خطاب	قوم	دیہات جاگیر	سالانہ آمدنی	چھٹوند	کیفیت
۲۰	باگور	مہاراج	سیسودیہ	۳۵	۴۵۰۰۰	۱۵۰۰	مہارانا سنگرام سنگھ کی اولاد قابض تھی اب خالصہ ہے
۲۱	کرجالی	مہاراج	ایضاً	۱۱	۱۸۰۰۰	۲۵۰	مہارانا سنگرام سنگھ کی اولاد قابض ہے
۲۲	شیورتی	مہاراج	ایضاً	۲۰	۲۵۰۰۰		ایضاً

مسند کے سامنے بیٹھنے والے

نمبر شمار	نام جاگیر	خطاب	قوم سردار	دیہات جاگیرداری	سالانہ آمدنی	خراج ریاست	کیفیت
۲۳	بنبیڑہ	راجہ	سیسودیہ	۷۴	۶۰۰۰۰	۶۰۰۰	مہارانا راج سنگھ اول کی اولاد
۲۴	شاہ پورہ	راجہ دھراج	ایضاً	۶۵	۴۰۰۰۰	۳۲۰۰	مہارانا امر سنگھ اول کی اولاد
۲۵	سردارگڑھ	ٹھاکر	ڈوڈیہ راجپوت	۱۲	۲۵۰۰۰	۱۲۵۰	غیرنسل
۲۶		جمعدار	سندھی مسلمان	۴	۶۰۰۰		غیرقوم
۲۷		پروہت	برہمن	۶	۱۵۰۰۰		غیرذات

سرداران درجہ دوم جو بتیس کہلاتے ہیں

نمبر شمار	نام جاگیر	خطاب	دیہات جاگیرداری	سالانہ آمدنی	خراج ریاست	کیفیت
۱	ہمیرگڑھ	راوت	۱۱	۱۵۱۴۱	۱۹۴۰	
۲	چاونڈ	راوت	۱۱	۵۶۵۹	۷۰۰	
۳	بھدیسر	راوت	۳۹	۲۱۶۰۰	۹۰۰	
۴	بوہیڑہ	راوت	۲	۲۰۷۰	۲۵۰	وقایع راجپوتانہ میں اسی طرح لکھا ہے لیکن آمدنی اس سے بہت زیادہ مشہور ہے۔
۵	بھوناواسی	راوت				
۶	بی پلیا	راوت	۱۶	۳۵۲۶۰	۱۶۰۰	
۷	بیالی	راوت	۱	۳۹۴۵	۸۰۰	
۸	رامپورہ	ٹھاکر	۲	۳۰۵۰	۴۵۰	
۹	خیرآباد	مہاراج	۴	۵۳۶۸	۳۸۰	
۱۰	مہوہ	مہاراج	۵	۵۳۰۰	۷۰۰	
۱۱	ٹونده	راوت	۵	۲۵۶۹	۲۵۰	
۱۲	تھانہ	راوت	۵	۲۰۱		سالتمام نوکری کرتا ہے چھٹوند معاف ہے
۱۳	کیلوہ	مہاراج	۱	۶۰۰		ایضاً
۱۴	تانہ	راج	۱۷	۶۶۹۰	۷۰۰	
۱۵	کیلوہ دوسرا	راٹھوڑ	۲۲	۱۳۷۷۰	۱۶۰۰	
۱۶	روپاہیلی کلاں	راٹھوڑ	۱۱	۱۴۵۶۷	۱۵۰۰	
۱۷	بھگوان پورہ	راوت	۳	۳۴۵۱		سالتمام نوکری کرتا ہے چھٹوند معاف ہے
۱۸	نتاول	مہاراج	۱	۱۰۰۰		ایضاً

نمبر شمار	نام جاگیر	خطاب	تعداد دیہات	آمدنی سالانہ	خراج سالانہ	کیفیت
۱۹	بنبھیڑہ	راٹھوڑ	۷	۶۵۷۱	۱۳۰۰	
۲۰	بمبوری	پوار	۲	۳۵۲۰۰	۶۵۰۰	
۲۱	ستنواڑ	مہاراج	۴	۷۵۱۰	۱۲۰۰	
۲۲	کراوا	راجہ بہادر	۷	۱۱۷۰۰	۲۰۰۰	
۲۳	امرگڑھ	راوت	۳۰	۸۳۲۶	۱۵۰	
۲۴	لسانی	چونڈاوت	۹	۱۷۸۰۰	۱۲۰۰	
۲۵	انٹھانہ	راوت				ماتحت مہاراجہ سیندھیا
۲۶	سنگرام پورہ	راوت	۸	۸۰۰۰	۹۵۰	
۲۷	دھریاود	راوت	۱۱۹	۱۳۹۲۲	۲۰۰۰	
۲۸	پھولیہ	چوہان	۴	۱۷۶۸	۲۰۰	
۲۹	بجے پور	سکتاوت	۷۴	۲۵۷۷۵	۴۰۰۰	
۳۰	بمبورہ	راوت	۱۴	۷۸۰۰	۱۳۰۰	
۳۱	روپ نگر	سولنکی	۳۰	۱۲۰۶۸	۱۶۰۰	
۳۲	ہاٹھیرا					

چھوٹے درجے کے جاگیرداروں کی تعداد تین سو تیس ہے جنکے پاس ۱۵۷ دیہات ہین کہ سالانہ آمدنی آنکی ۴ لاکھ، ۹ ہزار ۲ سو اکاون روپیہ ہے اسمین سے ۵۹۰۲۱ چھٹوند کا داخل ہوتا ہے۔

فصل شاہ پورہ

پرگنہ شاہ پور کا رقبہ چار سو میل اور کا چھولہ تین سو میل مربع کے قریب ہے۔ ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ خالصہ کے سوا اسی قدر آمدنی کی زمین جاگیر انعام اور خیرات وغیرہ مین بٹی ہوئی ہے۔

یہان ایک مدرسہ ہے جسمین ہندی اردو اور کسی قدر انگریزی پڑھائی جاتی ہے سرکار کی طرف سے یہان ڈاکخانہ بھی قائم ہو اور شفاخانہ بھی مقرر ہے یہان کے رئیس راج میواڑ اور سرکار انگریزی دونون کے خراج گذار ہین یعنی بابت پرگنہ کا کاچھولہ ماتحت راج میواڑ اور بابت پرگنہ پھولیہ ماتحت سرکار انگریزی ہین۔

شاہ پورے والے سیسودیہ خاندان مین رانا امر سنگھ اول کے تیسرے بیٹے سورج مل کی اولاد مین ہین۔

نسب نامہ خاندان شاہ پورہ

(۱) سورج مل ولد رانا امر سنگھ اول والی میواڑ (۲) سجان سنگھ (۳) دولت سنگھ (۴) راجہ بھارت سنگھ (۵) راجہ امید سنگھ (۶) اودت سنگھ (۷) راجہ رن سنگھ (۸) راجہ بھیم سنگھ (۹) راجہ دھراج امر سنگھ

(۱۰) راجہ دھراج مادھو سنگھ (۱۱) راجہ دھراج جگت سنگھ (۱۲) راجہ دھراج لچھمن سنگھ (۱۳) راجہ دھراج ناہر سنگھ (۱۴) ولیعہد امید سنگھ۔

احوال تاریخی

راجہ دھراج شاہ پورہ کے بزرگ خاندان شروع مین میواڑ کے ماتحت جاگیردار تھے کچھ عرصے کے بعد میواڑ سے رنجیدگی کے سبب شاہ جہان بادشاہ کے پاس جاکر وہان سے پرگنہ پھولیا حاصل کیا۔ دہلی کی سلطنت مین خلل ہا آنے لگا تو ان کا بغیر کسی سہارے کے علاقے پر قابض رہنا مشکل تھا اسلیے اُنھون نے پھر میواڑ مین ماتحتی کا سلسلہ قائم کیا۔ اور کارگذاری کے عوض اول پرگنہ کاچھولا اور پھر راجہ دھراج خطاب پاکر وہان کی خراج گذاری اختیار کی۔ جس کا بیان اسطرح پر ہے۔

مہاراج سورج مل کے تین بیٹون سجان سنگھ۔ بھاو سنگھ اور بیرم دیو مین سے پہلا پلانہ کے ٹھکانے پر ولیعہد رہا دوسرے کو میواڑ سے ناریلی کی جاگیر ملی جسکی اولاد ابتک وہان موجود ہے تیسرے نے بادشاہی نوکری مین ڈھائی ہزاری منصب پاکر انتقال کیا۔ بڑا سجان سنگھ سمبت ۱۶۸۲ مطابق ۱۶۲۶ء سے اپنے والد کیطرح میواڑ مین نوکری دیتا رہا۔ ایک بار شکار مین مہارانا جگت سنگھ سے رنجش ہوگئی جبپر وہ میواڑ چھوڑ کر اپنے رشتہ دار بھائی راجہ رائے سنگھ کی معرفت جو ٹوڈہ کے راجہ بھیم سنگھ کا بیٹا تھا شاہجہان بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور وہان سے اُس کو سمبت ۱۶۸۶ مطابق ۱۶۳۰ء مین پرگنہ پھولیا جو میواڑ سے تغیر ہوا تھا اور جس کی آمدنی لاکھ روپیہ سے زیادہ ہے عنایت ہوا۔ راجہ سجان سنگھ کی اولاد کا بیان ہے کہ اس پرگنے مین اُسنے شاہجہان بادشاہ کے نام پر شاہ پورہ آباد کیا۔ اور راٹھور کے جاگیردار جو ساہ جی سیسودیہ کی اولاد مین ہین یہ کہتے ہین کہ رانا اودے سنگھ کے بیٹے اور راوت سنگھ کے بھائی ساہ جی کے نام پر شاہ پورہ بسایا گیا تھا جسکو راجہ سجان سنگھ نے کسی وقت دبا لیا۔ لیکن اسمین کوئی شک نہین کہ موجودہ بڑی آبادی سجان سنگھ کے سبب ہوئی جس نے سمبت ۱۶۸۸ مطابق ۱۶۳۲ء مین اپنے رہنے کو عمدہ مکانات وغیرہ بنوائے۔

سجان سنگھ

سورج مل سیسودیہ کا بیٹا اور رانا امر سنگھ کا پوتا تھا ۱ سنہ جلوس شاہجہانی مین منصب ہشت صدی ذات سہ صد سوار پر سرفراز تھا ۱۷ سنہ جلوس مین شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان پر متعین ہوا ۲۲ سنہ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات ہفت صد سوار پر مفتخر ہوکر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندہار مین مامور ہوا ۲۵ سنہ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات ہشت صد سوار پر ترقی پاکر دوسری مرتبہ اور ۲۶ سنہ جلوس مین تیسری مرتبہ مہم قندہار مین شریک ہوا ۲۹ سنہ جلوس مین اپنی بھتیجی کی شادی مین شرکت کے واسطے جو بمقام متھرا مہاراجہ جسونت سنگھ سے قرار پائی تھی رخصت لیکر متھرا روانہ ہوا ۳۰ سنہ جلوس مین معظم خان کے ساتھ اورنگ زیب کی کمک کے واسطے دکن کو روانہ ہوا جب شاہجہان کی بیماری کیحالت مین داراشکوہ نے جملہ امرائے دکن کو

دربار مین طلب کیا یہ بھی حاضر دربار ہوا۔
سمبت ۱۷۱۵ مطابق ۱۶۵۹ء مین جبکہ شاہجہان کے بیٹون نے تخت کے لیے لڑا ئیان کین راجہ سجان سنگھ بڑے شاہزادہ دارا شکوہ کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگھ اور نواب قاسم خان وغیرہ کے ہمراہ مالوے مین اورنگزیب کے مقابلے پر گیا اور توپ خانہ پر حملہ کرتے ہوئے مع اپنے پانچ بیٹون فتح سنگھ۔ ہری سنگھ۔ ہٹی سنگھ۔ جگمال۔ انوپ سنگھ اور دوسرے ماتحت لوگون کے کام آیا۔

دولت سنگھ

راجہ سجان سنگھ کا دوسرا بیٹا ہے اسنے اپنے باپ کے بعد سمبت ۱۷۲۱ مطابق ۱۶۶۵ء مین علاقے کی حکومت پائی اور وہ سمبت ۱۷۴۲ مطابق ۱۶۸۶ء مین جبکہ عالمگیر بادشاہ دکن کی لڑائیون مین مصروف تھا اپنی موت سے گذر گیا

راجہ بھارت سنگھ

دولت سنگھ کے بعد اُسکے بڑے بیٹے بھارت سنگھ کو شاہ پورہ حاصل ہوا اور وہ سمبت ۱۷۶۷ مطابق ۱۷۱۰ء مین شاہ عالم بہادر شاہ کی طرف سے راجہ کا خطاب اور ساڑھے تین ہزاری منصب پاکر سمبت ۱۷۸۶ مطابق ۱۷۲۹ء مین جسکے کئی برس پہلے اُسکے بیٹے نے گدی دبالی تھی مرگیا۔

راجہ امید سنگھ

راجہ بھارت سنگھ کے بیٹے امید سنگھ نے مہارانا اودے پور کی خدمت مین رہکر بہت سے کام انجام دئے اور عمدہ کارگذاری کے عوض پرگنہ کا چھولہ خراج پر جاگیر مین پایا وہ سمبت ۱۸۲۵ مطابق ۱۷۶۹ء مین مہارانا کی فوج کے شامل رہکر اجین مقام کے پاس مرہٹون کے مقابلے پر مارا گیا۔

راجہ رن سنگھ

راجہ امید سنگھ کے بعد اسکا پوتا اور اودت سنگھ کا بیٹا رن سنگھ پانچ برس راجہ رہکر گذر گیا۔

راجہ بھیم سنگھ

سمبت ۱۸۳۱ مطابق ۱۷۷۵ء مین یہ شخص مسند نشین ہوکر تئیس برس کے بعد انتقال کرگیا۔

راجہ دھیراج امر سنگھ

بھیم سنگھ کے بعد اسکا بیٹا امر سنگھ سمبت ۱۸۵۳ مطابق ۱۷۹۶ء مین وارث بنا جسنے مہارانا اودے پور کے حکم سے بعض لٹیرون کو پوری سزا دینے کے عوض راجہ دھیراج خطاب پایا۔ پھر کسی رنج کے سبب مہارانا نے اُس سے اگرچہ جہاز پور کا پرگنہ ضبط کرلیا مگر کا چھولہ باقی رہا اور وہ سمبت ۱۸۸۴ مطابق ۱۸۲۷ء مین انتقال کرگیا۔

راجہ دھیراج مادھو سنگھ

یہ راجہ دھیراج امر سنگھ کے بعد راجہ ہوا جس سے سرکار انگریزی نے پرگنہ شاہ پورہ ضبط کرکے تین برس کے بعد بادشاہی سند سے حق ثابت ہونے پر واپس دیا۔ وہ سمبت ۱۹۰۲ مطابق ۱۸۴۶ء مین مرگیا۔

راجہ دھراج جگت سنگھ

مادھو سنگھ کے بعد جگت سنگھ نے علاقے پر قبضہ حاصل کیا جس سے سمبت ۱۹۰۴ مطابق ۱۸۴۷ء مین سرکاری
عہدنامہ ہوکر شاہ پور کی بابت دس ہزار روپیہ سالانہ علاوہ اس رقم تین ہزار دو سو روپیہ سالانہ کے جو کاچھولہ
کی بابت مہارانا اودیپور کو دیجاتی ہے سرکاری قرار پایا آٹھ برس کے عرصے مین راجہ دھراج جگت سنگھ مر گیا
اور لچھمن سنگھ وارث رہا۔

راجہ دھراج لچھمن سنگھ

سمبت ۱۹۱۱ مطابق ۱۸۵۴ء مین علاقے پر قابض ہوا سمبت ۱۹۲۵ مطابق ۱۸۶۹ء کو پرگنہ شاہ پورہ کی نگرانی
کمشنری اجمیر سے علیحدہ ہوکر ایجنسی ہاڑوتی کے متعلق کی گئی۔ اس کے وقت مین ناقص کارروائی سے قرضہ بڑھ گیا
کئی بار سرکاری ہدایتین ہونے پر بھی کچھ عمل نہ کیا گیا تو پولیٹیکل ایجنٹ انتظام کے واسطے شاہ پورہ کو روانہ ہوا
راستے مین خبر ملی کہ انھین دنون مین سمبت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۶۹ء ۲ نومبر کو راجہ دھراج گذر گیا۔ اجنٹ کو ایک
خریطہ پیش کیا گیا کہ راجہ صاحب نے اپنی بیماری مین ٹھاکر بشنیا گمبھیر سنگھ کے بیٹے رام سنگھ کو گود لیا تھا لیکن دھائے
بائی کامدار کے سوا کوئی اور شخص اس بات سے واقف نہ تھا اسلئے تحقیقات ہوکر ٹھاکر دھنوپ کے بیٹے ناہر سنگھ
کو جو راجہ امید سنگھ کے چھوٹے بیٹے ظالم سنگھ کی اولاد مین ہے وارث ٹھہرایا گیا اور سات مہینہ کے بعد بشنیا
کے کنور رام سنگھ کو گدی چھوڑنی پڑی۔

راجہ دھراج ناہر سنگھ جی

یہ سمبت ۱۹۲۷ مطابق ۱۸۷۰ء جون مہینہ مین شاہ پورہ کے مالک قرار دئے گئے انکی کم عمری اور ناتجربہ کاری کے
سبب ایک سرکاری اہلکار منشی سالگ رام مختار کیا گیا لیکن وہ کچھ عرصے کے بعد مر گیا۔ سمبت ۱۹۲۷ مطابق ۱۸۷۱ء
جنوری مہینہ مین سرکار کی طرف سے راجہ صاحب مسند نشین کئے گئے اور آٹھ مہینے کے بعد انھین دسہرہ کے
تہوار اور تلوار بندھانے کے واسطے اودیپور جانا ضرور ہوا جہان سے واپس آکر شوق کے ساتھ کچھ اردو اور ہندی
پڑھنا سیکھا۔ لیکن سمبت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۲ء مین چار مہینہ تک دوبارہ اودیپور کی حاضری سے یہ شغل
چھوٹ گیا دوسرے سال مہارانا شنبھو سنگھ کے انتقال اور مہارانا سجن سنگھ کے مسند نشین ہونے پر راجہ دھراج کو
پھر اودیپور جانا پڑا اور تھوڑے دنون کے بعد دہلی کے دربار مین جانے کا اتفاق ہوا۔

سمبت ۱۹۳۳ مطابق ۱۸۷۶ء مارچ مہینہ مین راجہ صاحب کو حکومت کے پورے اختیارات ملے دو تین برس کے
اندر جو کئی لاکھ روپیہ قرض ہو گیا تھا ادا کر دیا گیا۔

سمبت ۱۹۴۰ مطابق ۱۸۸۳ء مین ماتحت جاگیرداروں کی فریاد ایجنسی ہاڑوتی اور ریذیڈنسی آبو پر پہونچی کہ ٹھاکر
بشنیا کی طرح جو اپنی جاگیر ضبط ہو جانے سے مختصر تنخواہ مین تکلیفین اٹھاتا ہے ہر ایک پر سختی کی جاتی ہے
پنڈت موہن کشن ہدنے کامداری سے استعفا دیا اور سرکاری منشا سے بابو رام جیون لال سکول ماسٹر

اجمیر کی تقرری بطور کارپرداز کے عمل مین آئی - اس سال راجہ دھراج نے آریہ سماج کے بانی مبانی سوامی دیانند کی پیروی کے سبب جو بت پرستی وغیرہ کو ناجائز ٹھہراتے تھے انکی یادگار کیٹی کو اپنا اجمیر کا باغ جسکی قیمت دس ہزار روپیہ سمجھی گئی تھی عنایت کیا - اسی برس کے آخر مین مہارانا سجن سنگھ کے انتقال اور مہارانا فتح سنگھ کے مسند نشین ہونے پر راجہ دھراج اودیپور گئے - سمبت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۸ء مین اُنکی رانی گذر گئی اور وہ خود بہت بیمار ہو کر جانبر ہوئے راجہ دھراج نے متھرا کے مقام پر فروری ۱۹۲۵ء مین آریہ سمیلن کے ایک جلسے مین کہا ہے کہ مین چھوٹی عمر مین گانون مین رہتا تھا ۱۴ سال کی عمر مین شاہ پورہ کی گدی پر بیٹھا مین اپنے عیسائی اتالیق کے اثر سے ناستک بنگیا پھر سوامی دیانند جی کی صحبت سے اُنکے خیالات کا پابند ہو گیا اور شاہ پورے مین جب وہ آئے تو منوسمرتی وغیرہ کی کتابین اُن سے پڑھین یہ غلط ہے کہ سوامی جی کو زہر دیا گیا سری کرشن برہمن اور کلو برہمن جن پر زہر دینے کا شبہ تھا سب میرے یہان نوکر ہین -

فصل اودیپور کے اضلاع کوہی

اودیپور کا وہ حصہ جو بنام مگرہ (کوہستان) مشہور ہے اور اُسکا انتظام سپرنٹنڈنٹ کھیرواڑہ کو مفوض ہے اودیپور سے جنوب مین سرحد مہی کانٹھہ تک اور شرق مین سرحد ڈونگرپور سے سروہی تک قریب ستر میل شمال وجنوب اور سو میل مشرق ومغرب ہے - یہ ملک چھوٹی جاگیر وزمین جنکے سردار اصیل راجپوت اور دوغلے راجپوت ہین منقسم ہے سرداران مذکور ریاست اودیپور کے خراج گذار ہین سرکار انگریزی کو خراج نہین دیتے ان سردارون کے دو فریق ہین -

اوّل فریق - سلومر کا راؤ - اور گوگوندے کا راج ہین -

دوم فریق - کوڑا وڑ کا راؤ - جھاڑول کا راج - چامنڈ کا راؤ - تھانہ کا ٹھاکر - جاواسی کا راؤ - پاڑہ کا ٹھاکر - جانی کا ٹھاکر پاڑہ تھانہ کا ٹھاکر - ماوڑی کا راؤ - اوگھنہ کا راؤ - پنروا کا رانا - جوڑہ کا راؤ ہین -

سابقاً اس ملک مین بھیلون کی آبادی تھی جب راجپوتون نے فتح کیا اُنھون نے عمدہ زرخیز قطعات اراضی اُنسے چھین لئے اور بھیل پہاڑونکے قرب وجوار کے جنگل مین رہنے لگے اب اس ملک مین بھیل راجپوت اور گراسیون کی آبادی ہے -

گراسیہ ایک قوم ہے جسکی حالت یہ ہے کہ راجپوتون نے کسی وقت بھیل اور مینہ وغیرہ ذات کی عورتون کو خانہ انداز کر لیا تھا جنکی اولاد ایک علیحدہ دوغلی نسل قرار پا کر گراسیہ کہلانے لگی -

یہ لوگ موسم بارش مین بقدر مصارف سالتمام باجرہ ومکا وجوار وغیرہ غلہ کاشت کر لیتے ہین - اسکے سوا سُن تل - اُڑد - چاول اور کہین کہین ہلدی اور ادرک بھی کاشت کرتے ہین - راجپوت اور کسی قدر بھیل بھی ربیع مین گیہون - جو - نخود - سرسون اور نیشکر کی کاشت کرتے ہین اور بہت اچھی فصل پیدا ہوتی ہے - ان اضلاع مین زیادہ تر پہاڑ اور پہاڑسی زمینین ہین انمین کچھ زراعت نہین ہو سکتی ہے اور کل ملک سے ایک ثلث بلکہ چہارم پر بھی

کبھی زراعت نہین ہوئی ہے اور رقبہ کثیر بن اور جھاڑی سے بھرا ہے کہ بحسب ضرورت باشندگان ملک زرو ہو سکتا ان اضلاع مین چھوٹی ندیوں کی دھار و مین لوہے اور تانبے کے ریزے ملتے ہین اس سے ظاہر ہے کہ ان اضلاع مین کئی قسم کی معدنی پیداوار ہو سکتی ہے اور کہین کہین سونا بھی ملتا ہے مگر یہ امر مشتبہ ہے کہ اس سے محنت وخرچ کا معاوضہ کافی ہو سکتا ہے یا نہین بالفعل صرف ایک کان جاور مین ہے کہ سابق مین آباد تھا اب ویران ہے اور اودے پور سے بجانب سڑک کھیرواڑہ پچیس میل کے فاصلے پر واقع ہے کسی زمانے مین یہ کانین مشہور تھین اور فرمانروایان میواڑ کو اسنے آمدنی کثیر ہوتی تھی اُس مین جست اور چاندی وغیرہ دھاتو نکے کارخانے سنہ اٹھارہ سو بارہ و تیرہ عیسوی کی قحط سالی تک بکثرت جاری تھے اسوقت سے رعیت تباہ ہو کر دیہات ویران ہو گئے اور جاور بھی اجڑ گیا

بھیل لوگ قدیم سے بدپیشہ مشہور ہین کہ چوری و غارتگری بخوف و خطر کمال بیرحمی سے کرتے ہین مگر جب سے کھیرواڑہ و کوٹرہ مین چھاؤنیان ہوئی ہین علی العموم کسیقدر بھیلون نے اور علی الخصوص بھوسیہ جاگیردار و نکے بھیلون نے عادات غارتگری کو کچھ چھوڑ کر نیک چلنی و شایستگی اختیار کی ہے انسداد غارتگری کی غرض سے پیپلیہ اور پرشاد کے درمیان جھاڑی کٹ گئی ہے اور اودیپور و کھیرواڑہ کی سڑک پر رکب دیو کے جاتریوں کی آمد و رفت بکثرت جاری ہے۔

ان اضلاع مین انتظام عدالت کا اختیار ریاست اودیپور کو ہے اور سپرنٹنڈنٹ اسکا نگران حال ہے مگرے کا حاکم کل مقدمات فوجداری مین سپرنٹنڈنٹ کو رپورٹ کرتا ہے مگر تحقیقات و تجویز انکی ریاست کے اختیار مین ہے اس دوہری حکومت کی وجہ سے ہمیشہ ابتری اور نزاع رہتی ہے۔

چونکہ ریاست کی حکومت قوی نہین ہے اسلئے بھیل لوگ جبر و تعدی کے بغیر اُسکو مطلق خیال مین نہین لاتے اور جبر بلا رورعایت و عادلانہ سماعت سے آسانی فیصل ہو جاوین اُنکے واسطے سرکشی و فساد کرتے ہین۔

ان اضلاع کی جمع مع آمدنی جاگیرات خراج گذاران چار پانچ لاکھ روپیہ سالانہ کی ہے مگر ریاست مین صرف ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ سکہ اودے پوری وصول ہوتا ہے۔

بھیل لوگ بے سبب ارتکاب جرائم کا ارادہ نہین کرتے اور بذاتہ نیت مین اچھے ہین مگر جہل اور سریع الاعتقادی سے سیانہ و بھوپا کی باتو نپر گمراہ ہو کر باتہام ڈاکن آدمیونکو اذیت پہونچانے اور ہلاک کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہین اور اکثر جرائم اُنکے باہمی فساد سے ظہور مین آتے ہین اکثر صورتونمین سبب نزاع زمین و عورت کے جھگڑونسے پیدا ہوتا ہے اور زیادہ تر شراب خواری کی حالت مین قدیم عداوتونکو یاد کر کے باہم فساد کرتے ہین۔

دستور بھولاوہ کا یعنی یہ اخذ اجرت غارتگری سے محفوظ رکھنے کی کفالت کا کل پہاڑی ملک مین جاری ہے ہر ایک گاؤن مسافر و بیوپاری وغیرہ کو اجرت پر چوکیدار دیتا ہے اور جو کوئی یہ اجرت نہ دیوے تو بشرطیکہ مسلح جمعیت سے اپنی حفاظت نکرے ضرور نقصان اُٹھاویگا۔

سرحد میواڑ و گجرات پر سرجے نامی بھیلون کا گرو اپنی قوم کے لوگون کو تلقین کرتا پھرتا تھا ایک خدا کی پرستش

اور صلح پیشہ اور خیر طلبی کی ہدایت کرتا تھا۔ اُسکے پیرو کل جرائم و گناہ و شراب خواری و ہلاکت جاندار سے پرہیز کرنیکی قسم کھاتے اور پیداوار زمین سے حیات بسر کرنے اور غسل کر کے کھانا کھانے کا عہد کرتے۔

فصل۔ تاریخ ڈونگر پور

جغرافیہ

ریاست ڈونگر پور جسکو باگڑ بھی کہتے ہین ایک مختصر ریاست میواڑ کے جنوبی حصے مین واقع ہے۔ اُسکے شمال مین مقام سلومبر اور رکھب دیو علاقہ اودے پور مغرب مین ہی کانٹہ جنوب مین ریوا کانٹہ اور بانسواڑہ مشرق مین بانسواڑہ کا علاقہ و بھرپاوہ وغیرہ علاقہ اودے پور ہے۔ لمبائی مشرق سے مغرب کو چالیس میل چوڑائی جنوب سے شمال کو ۳۳ میل رقبہ ۱۴۴۷ میل مربع آبادی ۱۵۹۱۹۲ آدمی سے کچھ زیادہ آمدنی خالصہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ سمجھی جاتی تھی لیکن ابتو آمدنی ۲۴۴۴۰۰ روپیہ سالانہ کو پہونچ گئی ہے فوج مین ایک سو سوار اور تین سو پیدل خیال کئے جاتے ہین۔

خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۵ ۳ دقیقہ اور ۲۴ درجہ ۳ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۴۰ دقیقہ اور ۷۴ درجہ ۱۸ دقیقہ کے درمیان واقع ہے۔

دارالریاست ڈونگر پور کہ بڑا شہر اور قلعہ ہے دامن کوہ پر چھاؤنی کھیرواڑہ سے ۱۴ میل جنوب مشرق مین اثنائے راہ نیمچ و ڈیسہ نیمچ سے ۱۳۹ میل جنوب مغرب مین اور ۱۲ میل جنوب مشرق مین ڈیسہ سے خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۵۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۵۰ دقیقہ پر واقع ہے۔ یہ شہر گیب ساگر تالاب کے کنارے بسا ہوا ہے۔ علاقے مین مالگذاری کے حساب سے چھ پرگنے اور فوجداری کے انتظام پر نو تھانے رکھے گئے ہین ملک مین ہر طرف جھاڑی اور پہاڑی پھیلی ہوئی ہے۔ بعض میدانوں مین گیہوں اور چاول وغیرہ غلہ پیدا ہوتا ہے۔ عام باشندوں مین بھیلوں کا ایک بڑا گروہ ہے دسوین حصے کے قریب بھیل اور باقی برہمن راجپوت اور مہاجن وغیرہ دوسری قوم کے لوگ آباد ہین۔

قوم

رئیسان ڈونگر پور جنکو راول کہا جاتا ہے اور انگریزوں کے عہد سے مہارا ول لکھے جاتے ہین اودے پور کے سورج بنسی خاندان کی بڑی شاخ مین ہین جسطرح ایک خاص سبب سے مہارانا لاکھا کے بڑے بیٹے چونڈا نے جسکی اولاد اب سلومبر کی جاگیر پر قابض ہے ریاست کی ولیعہدی سے علٰحدگی اختیار کی تھی اور چھوٹے بھائی موکل جی کو راج دلوایا اسی طرح مہارانا کرن سنگھ اول کے دو بیٹون ماہپ اور راہپ مین سے پہلے نے دشمنون کے مقابلہ سے تنگ آ کر ناامیدی کے ساتھ میواڑ کے جنوبی ویران حصے مین جہان اب ڈونگر پور آباد ہے پناہ لیکر ریاست کا دعوے چھوڑ دیا تھا اور دوسرے بھائی راہپ نے سیسودہ گاؤن بسا کر منڈور کے رانا موکل کو گرفتار کیا جس سے وہ پہلا سیسودیہ رانا کہلایا اور سیسودیہ خاندان اور رانا خطاب اودے پور والون کے لیے خاص قرار پایا کچھ عرصے کے بعد راہپ کی اولاد نے قدیم راجدھانی قلعہ چتوڑ کو بھی دشمنون کے قبضے سے نکالکر تمام ملک میواڑ پر حکومت جمائی راہپ کے بڑے بھائی

ماہپ نے میواڑ کے جنوب مین یعنی ڈونگرپور وغیرہ کیطرف رہنا اختیار کیا اور بزور بازو پرمار نسل کے موری رئیس
سے ڈونگرپور حاصل کیا۔ چتوڑ کے رئیسون کا قدیم خطاب راول اسی کے گھرانے مین رہا جو ڈونگرپور اور بانسواڑہ
والون کے نام پر اب تک بولا جاتا ہے اور ڈونگرپور والے اہاڑیہ سیسودیہ کہلاتے ہین۔

مختصر تاریخی احوال

ڈونگرپور کی ریاست بادشاہ علاء الدین محمد شاہ خلجی کے حملے تک جو اسنے سمبت ۱۳۵۸ مطابق ۱۳۰۲ء کو
چتوڑ پر کیا تھا علحدہ قائم نہ ہوئی تھی۔ راول رتن سی اول کے قتل ہونے کے بعد اسکا بیٹا راول کرن سی
مغربی پہاڑون مین جا رہا جہان دشمنون کے ہاتھ سے اسکو تکلیف پہونچتی رہی شروع چودھوین صدی عیسوی
مین کرن سنگھ کے بڑے بیٹے ماہپ سے میواڑ کی حقیت چھوٹ کر ریاست ڈونگرپور کی بنا پڑی۔ مین سی مہتا
جو عالمگیر کے عہد مین بیکانیر کا ایک معتبر شخص تھا اپنی کتاب تاریخ راجپوتانہ مین بیان کرتا ہے کہ سو برس کے قریب
ماہپ اور اسکے بیٹے پوتے میواڑ کے جنوبی علاقے مین پریشان پھرتے رہے۔ چوتھی پشت مین ڈونگا بھیل کو
جو جنگلی لوگون کا سردار تھا ماہپ کی اولاد نے دھوکے سے مار کر ڈونگرپور پر قبضہ کر لیا اور کچھ عرصہ کے بعد گلیا کوٹ کو ماٹل
راجپوتون کے قبضے سے جبکہ وہ کسی شادی مین گئے ہوئے تھے نکالکر حاصل کیا۔

بعض کتابون اور اکثر پرانے کاغذات سے ایسا پایا جاتا ہے کہ ڈونگرپور کبھی آزاد اور کبھی چتوڑ وادیپور والونکے
ماتحت رہا۔ سمبت ۱۵۸۴ مطابق ۱۵۲۸ء مین ڈونگرپور کا راول اودے سنگھ باگڑی چتوڑ کے رانا سانگا کے ہمراہ
اس لڑائی مین گیا تھا جو بابر بادشاہ سے بیانہ کے قریب ہوئی تھی۔ رانا کے طرفدارون مین راول اودے سنگھ بھی
مارا گیا جسکے دو بیٹون پرتھوی راج اور جگمال مین جھگڑا ہو کر رانا تیسی حد کی سفارش اور بہادر شاہ گجراتی کے حکم
سے ریاست دو ٹکڑے ہوئی پہلے کے قبضے مین ڈونگرپور رہا اور دوسرے کے حصے مین مشرقی جنوبی علاقہ یعنی بانسواڑہ
آیا جو اب تک علحدہ ریاست کے طور اسکی اولاد کے تحت مین ہے (دیکھو تاریخ فرشتہ احوال بہادر شاہ گجراتی
رانا سانگا اور اسکے بڑے بیٹے رتن سی دوم کے گذر جانے کے بعد میواڑ مین بہت سی ابتری پھیلی اور مغل بادشاہونکی سلطنت
زور پا گئی۔ انہین سے اکبر بادشاہ نے سمبت ۱۶۲۴ مطابق ۱۵۶۸ء مین قلعہ چتوڑ فتح کیا اور اسکے نو برس کے
بعد وہ اجمیر سے نکلکر میواڑ کے علاقے مین گشت کرتا ہوا مالوہ کو چلا تو راستہ مین بانسواڑے کے قریب ٹھیرا۔
اسوقت بانسواڑہ کے راول پرتاپ سنگھ اور ڈونگرپور کے راول آسکرن نے جو راول اودے سنگھ کا پوتا تھا
حاضر ہو کر بادشاہی اطاعت قبول کی اور مثل دوسرے رئیسون کے کارگذاری دکھلانے پر منصب اور خطاب
حاصل کئے۔ اکبر کی اولاد مین سے محمد شاہ بادشاہ کے شروع عہد سمبت ۱۷۷۷ مطابق ۱۷۲۰ء تک جبکہ مہارانا
سنگرام سنگھ میواڑ مین حکومت کرتا تھا ڈونگرپور کے رئیس اکثر دہلی والونکے ماتحت رہے اور کبھی کبھی اودیپور والونکے
دباؤ سے انکو بھی تحفے اور نذر وغیرہ دیا کرتے تھے۔

سمبت ۱۸۰۶ مطابق ۱۷۵۰ء کے بعد جب دہلی کی سلطنت ابتر ہو کر میواڑ بھی خانگی جھگڑون سے پریشانی

بڑھا اور مرہٹے طاقت پاکر ہر طرف پھیلنے لگے تو ڈونگرپور کی ریاست مثل اور مقامات کے اُنکے پنجے مین آگئی اور انھون نے رئیس کا ناک مین دم کر دیا اور مبلغ پینتیس ہزار روپیہ سالانہ خراج مقرر کیا کہ اول سیندھیا و ہلکر اور دھار مین باہم تقسیم ہونا ٹھہرا تھا مگر اخیر مین صرف دھار کے حصے مین بلاشرکت غیرے رہا۔
جب مرہٹے کئی جگہ سرکار انگریزی سے شکست پاکر لاچار ہوئے اور اُنکا دخل راجپوتانہ کی ریاستون سے اُٹھا دیا تو سمبت ۱۸۷۴ مطابق ۱۸۱۸ء مین جبکہ مہاراول جسونت سنگھ دوم راج کرتا تھا ڈونگرپور کی ریاست سرکاری فرمانبردار بنکر حفاظت مین آئی اور اسوقت مین عہدنامہ ہوکر مبلغ ۳۵ ہزار روپیہ سالم شاہی بحساب فی روپیہ چھ آنہ آمدنی کل ریاست پر بابت خراج سالانہ دینا قبول کرکے مرہٹون کے چنگل سے رہائی پائی ریاست کے ذمے مرہٹون کا اسوقت تک خراج بتعداد کثیر باقی تھا اُسکے عوض بذریعہ عہدنامہ صرف ۲۵ ہزار روپیہ لینا ہونا قرار پایا اور تین سال کے خراج مین تخفیف ہوکر آئندہ کے واسطے اٹھائیس ہزار تین سو اسی روپیہ سکہ انگریزی سالانہ مقرر ہوا

جلال الدین اکبر سے رشتہ داری کے تعلقات

سنہ ۹۸۴ ہجری مین اکبر نے راے لون کرن کچھواہا شیخاوت زمیندار پرگنہ سانبھر اور راجہ بیربر کو ڈونگرپور کے راول کے پاس روانہ کیا راول مذکور اپنی بیٹی کو حرم سراے شاہی مین داخل کرنا چاہتا تھا مگر بعض آدمیون کی وجہ سے رکا ہوا تھا انھون نے منصب سفارت کو اس عمدگی سے انجام دیا کہ راول نے انھین کے ساتھ اپنی لڑکی کو حرم سراے شاہی مین بھیجدیا۔ امراے ہنود مین اسیطرح مذکور ہے۔
اکبرنامہ مین سنہ ۲۲ جلوس کے واقعات مین لکھا ہے کہ آئین دو موتمن بارگاہ اقبال راے بسر فرازی راے ڈونگرپور راے لون کرن رخصت فرمودہ بودند اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈونگرپور کے راول کا نام بھی لون کرن تھا اور میرے نزدیک آسکرن ہونا چاہئے اس ریاست مین لون کرن کسی راول کا نام نہین ہوا ہے۔ آسکرن ہی وہ شخص ہے جس نے خاندان مغلیہ کے بادشاہون مین سب سے پہلے اکبر کی اطاعت کی ہے۔ اس مقام پر مصنف نے پرگنہ سانبھر کے زمیندار کچھواہہ شیخاوت کا نام بھی لون کرن لکھا ہے اور ڈونگرپور کے راول کا نام بھی یہی بتایا ہے جیسا کہ صفحہ جلد سوم اکبرنامہ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور مین مندرج ہے لیکن کتب خانہ ریاست رام پور کے ایک قلمی نسخے مین صرف یہ ہے بسر فرازی راے ڈونگرپور رخصت فرمودہ بودند اور دوسرے قلمی نسخے مین راے کا لفظ بھی محذوف ہے۔

نسب نامہ والیان ڈونگرپور

(۱) ماہپ (۲) سیہڑ دیو (۳) دوداجی (۴) راول بیر سنگھ (۵) بھر تنڈ (۶) ڈونگرسی (۷) کرم سنگھ اول (۸) کانہڑ دیو (۹) پتاجی (۱۰) گیباجی (۱۱) سوم داس (۱۲) گنگ جی (۱۳) راول اودے سنگھ اول (۱۴) راول پرتھوی راج (۱۵) راول آسکرن (۱۶) راول سہس مل (۱۷) راول کرم سنگھ دوم (۱۸) راول پونجا

(۱۹) مہاراول گردھر (۲۰) راول جسونت سنگھ اول (۲۱) راول کھمان سنگھ (۲۲) راول رام سنگھ (۲۳) راول شیو سنگھ (۲۴) راول ہیری شال (۲۵) راول فتح سنگھ (۲۶) مہاراول جسونت سنگھ دوم (۲۷) مہاراول دلیپ سنگھ (۲۸) مہاراول اودے سنگھ دوم (۲۹) مہاراول بجے سنگھ۔

انمین سے جسکا حال کچھ معلوم نہین ہوا اُسکا نام قلم انداز کر دیا جائے گا۔

۱۔ راول ماہپ بانی ڈونگرپور

یہ میواڑ کے رانا کرن سنگھ اول کا بڑا بیٹا تھا جس نے شروع چودھوین صدی عیسوی مین مسلمان بادشاہوں کی حملہ آوری کے سبب چتوڑ کی حکومت سے ناامید ہو کر میواڑ کے جنوبی ویران علاقے مین ڈونگرپور کی طرف رہنا اختیار کیا تھا اور کچھ عرصے کے بعد علیحدہ ریاست قائم کی۔

۲۔ سیہڑ دیو

اسنے درمیانی چودھوین صدی عیسوی مین گجرات کے لوگون سے کچھ لڑائیان کین۔

۳۔ دوداجی

اسنے گدی پر بیٹھکر اپنے علاقے کو کسیقدر بڑھایا۔

۴۔ راول بر سنگھ

اُسنے ڈونگا بھیل کو جو ایک لٹیرا تھا اسی لوٹ پر قتل کیا جبکہ وہ ایک مہاجن کی لڑکی سے زبردستی شادی کرنے مین مصروف تھا۔ کہتے ہین اسنے ڈونگرپور شہر آباد کر کے اپنی راجدھانی قرار دیا۔ لیکن مین سی مہتا کا بیان ہے کہ ڈونگا بھیل کو اُسکے ساتھیون سمیت راول نے اپنی بیٹی کی شادی مین مہمان کے طور پر بلا کر بھین کو خوراک کے شامل دھتورہ کھلا دیا اور بیہوش ہو جانے پر مکان مین آگ لگا کر سب کو جلا دیا۔

۶۔ ڈونگر سی

خیال کیا جاتا ہے کہ راجدھانی کا نام اسکے نام پر ہی ڈونگرپور رکھا گیا۔

۸۔ کانڑ دیو

اسکے وقت مین شہر نے زیادہ رونق پائی۔

۹۔ پیتاجی

اسنے پاتیرہ تالاب اور شہر کا پاتیسو دروازہ بنوایا۔

۱۰۔ گیبا یا غیبجی

اُسنے شہر ڈونگرپور کے شمالی طرف غیب ساگر تالاب بنوایا جو ابتک موجود ہے اس تالاب کے اندر ایک مکان بھی تعمیر کرایا گیا تھا جسکو باول محل کہتے ہین۔

---

۱۳ - راول اودے سنگھ اول

یہ سمبت ۱۵۸۴ مطابق ۱۵۲۷ء مین بارہ ہزار سوار لیکر چتوڑ کے رانا سانگا کے ہمراہ بابر بادشاہ سے لڑنے کو بیانہ کے قریب گیا اور مقابلے مین مارا گیا اسکا حال معلوم نہین (دیکھو تزک بابری)

۱۴ - راول پرتھوی راج

یہ اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد گدی پر بیٹھا - اسکے وقت مین بانسواڑے کی ریاست ڈونگرپور سے علحدہ قائم ہوئی جسکا حال اسطرح پر ہے کہ اسکی حکومت کے تین برس گذرنے پر سمبت ۱۵۸۷ مطابق ۱۵۳۱ء مین سلطان بہادر شاہ گجراتی نے ایڈر ہوکر باگڑ یعنی ڈونگرپور کے علاقے پر چڑھائی کی کسی قدر لوٹ مار ہونے کے بعد راول پرتھوی راج نے بہادر شاہ کے پاس حاضر ہوکر اسکی اطاعت قبول کی اور راول کے چھوٹے بھائی جگمال نے جان بچاکر رانا کے پاس چتوڑ مین پناہ لی رانا نے اس خیال سے کہ باگڑ کے دو حصے ہوجانے پر طاقت گھٹ کر ہمارے مقابل سرکشی کا موقع نہ ملے گا جگمال کی سفارش کرکے اسکو بہادر شاہ کے پاس بھیجدیا بہادر شاہ نے باگڑ علاقے کے دو برابر حصے کرکے ڈونگرپور راول پرتھوی راج کے قبضے مین چھوڑا اور جگمال کو بانسواڑہ حوالے کرکے جدا رئیس بنادیا جہان ابتک اس کی اولاد حکومت کرتی ہے -

۱۵ - راول آسکرن

اسنے سمبت ۱۶۳۳ مطابق ۱۵۷۶ء مین بانسواڑے کے قریب وہاں کے رئیس پرتاپ سنگھ سمیت میواڑ سے علحدگی کی امید پر اکبر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر اطاعت اختیار کی اور ہمیشہ بادشاہی نوکری کرتا رہا -

۱۶ - راول سہس مل

اسنے سورپور کی ندی کے کنارے پر مادھورائے کا مندر تعمیر کرایا -

۱۸ - راول پونجا

یہ سمبت ۱۶۶۶ مطابق ۱۶۰۹ء مین مسند نشین ہوا اسنے پونج پور گاؤن بساکر ایک مندر بنوایا اور شاہجہان کے عہد مین عمدہ کارگذاری کے عوض ڈیڑھ ہزاری ذات و سوار کا منصب پایا (دیکھو بادشاہ نامہ) دکن مین خانجہان لودی کی تباہی مین یہ بھی شریک تھا جو شاہجہان سے باغی ہوکر اُدھر بھاگا تھا -

۱۹ - راول گردھر

اس کو شاہجہان کی طرف سے ایک ہزاری منصب ملا تھا -

۲۰ - راول جسونت سنگھ اول

یہ عالمگیر کے عہد مین تھا زیادہ حال معلوم نہین -

۲۱ - راول کھمان سنگھ

اسنے سمبت ۱۷۵۵ مطابق ۱۶۹۸ء مین عالمگیر بادشاہ سے چتوڑ وغیرہ کی مرمت ہونے کے سبب میواڑ والون کی

شکایت کی کیونکہ چتوڑ کا رانا امر سنگھ دوم ڈونگرپور اور بانسواڑہ دونون کو تکلیفین دیتا تھا اور ایک بار ڈونگرپور کا علاقہ لوٹ کر قدیمی دستور کے موافق زبردستی نذرانہ بھی وصول کرلیا لیکن اسد خان وزیر کے بھائی نے جو موقع پر بادشاہ کی طرف سے تحقیقات کو آیا تھا الٹی ڈونگرپور والونکی پیش قدمی ظاہر کر کے اُنکی شکایت رد کرادی۔

۲۲۔ راول رام سنگھ

اسنے بھیلون کو سزا دیکر لوناواڑہ کیطرف کئی گانون دبالئے اور کئی قلعے بھی بنوائے تھے ۔

۲۳۔ راول شیو سنگھ

اُسنے ڈونگرپور کی شہر پناہ تیار کرائی اسکی تجویز سے ایک خاص تول اور ناپ جاری ہوکر اُسکے نام پر نئی بندش کی شیو شاہی پگڑی سرداروں وغیرہ کے واسطے مقرر ہوئی۔

۲۴۔ راول بیری شال

اس کے وقت مین مرہٹون نے بہت لوٹ مار مچائی۔

۲۵۔ راول فتح سنگھ

اس کے وقت مین مرہٹون اور پنڈارون کا بہت زور ہوگیا۔

۲۶ راول جسونت سنگھ دوم

اس سے سندھیون نے ڈونگرپور چھین لیا جو سرکار انگریزی کی مدد سے واپس ملا یہ فتح سنگھ کا بیٹا ہے یہ منہی باتونین زیادہ مصروف رہتا تھا۔ اس کے وقت مین سرکار انگریزی سے عہدنامہ ہوکر ۳۵ ہزار روپیہ سالم شاہی جسکے ستائیس ہزار تین سو ستاسی روپے سکہ انگریزی ہوتے ہین ریاست دھار کو دینا موقوف ہوکر سرکار انگریزی کو ملنا قرار پایا۔ اس عہدنامے پر ماہ سدی ۱۵ اسبت ۱۸۷۶ مطابق ۲۹ جنوری ۱۸۲۰ء کو مہاراول جسونت سنگھ اور جنرل سرجان میلکم انگریزی مختار کے اول اسسٹنٹ الگزنڈر میگڈونلڈ نے دستخط کئے۔ اسکے علاوہ ۱۸۲۴ء مین آٹھ ہزار چار سو روپیہ سالانہ فوج خرچ کی بابت دوسرا اقرارنامہ لکھا گیا تھا لیکن ریاست کی زیر باری اور کم آمدنی پر لحاظ کر کے منسوخ یعنی رد سمجھا گیا۔

سمت ۱۸۸۰ مطابق ۱۸۲۴ء مین بعض سرکش جاگیردارونکے بہکانے سے علاقے کے بھیلون نے فساد کیا مہاراول نے کمزوری کے سبب انگریزی سرکار سے مدد مانگی بھیلون نے سرکاری فوج جانے پر بغیر مقابلے کے اطاعت قبول کی اور مئی ۱۸۲۵ء مین ایک اقرارنامہ کپتان میگڈونلڈ نے سرکاری طور پر لکھوا کر فوج کو واپس بھیجدی جسکا مضمون یہ ہے۔

(۱) ہم اپنے تیر و کمان اور کل ہتیار دیدینگے۔

(۲) مفسدہ گذشتہ مین جو کچھ لوٹا ہے اُسکا عوض دینگے۔

(۳) آئندہ کو ہم شہر و دیہات اور سڑک پر غارتگری نہ کرینگے۔

(۴) کسی سارق ودغاگر ۔۔۔ یا ٹھاکر یا کسی اور دشمن سرکار انگریزی کو خواہ ہمارے ملک کا ہو یا پردیسی اپنے گاؤن مین پناہ نہین دینگے۔
(۵) سرکار کمپنی کے احکام کی تعمیل کرینگے اور عندالضرورت حاضر ہونگے۔
(۶) علاوہ اپنے جائز اور قدیمی حقوق کے ہم راول صاحب اور ٹھاکرون کے دیہات سے کچھ نہین لینگے۔
(۷) راول صاحب والی ڈونگرپور کو خراج سالانہ دینے مین کبھی انکار نہ کرینگے۔
(۸) اگر کوئی رعایا سرکار کمپنی مین سے ہمارے گاؤن مین ٹھہرے گا تو اسکی حفاظت کرینگے۔
(۹) اگر ہم حسب اقرار اپنے عمل نہ کرین تو سرکار انگریزی کے مجرم متصور ہونگے۔

دوسری برس سرکار مین شکایت ہوئی کہ مہاراول خود نیک چلن اور منصف مزاج نہین ہے اسکی ناقص عادتون سے ہمیشہ ظلم وفساد رہنے کا اندیشہ ہے۔ اسلیے ایک اقرارنامہ انگریزی سرکار نے لکھوا کر اسکو ریاست سے بیدخل کیا اور اسکے گود لیے ہوئے بیٹے دلپت سنگھ کو جو پرتاپ گڑھ کے مہاراوت ساونت سنگھ کا پوتا تھا راج کی حکمرانی کا اختیار دیا۔

۲۷ - مہاراول دلپت سنگھ

سمبت ۱۸۸۱ مطابق ۱۸۲۵ء مین ڈونگرپور پر قابض ہوا اسکے وقت مین ملکی آمدنی کم ہو کر ہر طرف سے ٹھاکرون کا فساد شروع ہوا جسپر اُسنے سرکار انگریزی سے مدد کی درخواست کی سرکار سے ہدایت ہوئی کہ بھیل وغیرہ لٹیرے لوگون کے فساد مین جسکا اثر عام رعیت پر پہونچتا ہے مدد مل سکتی ہے لیکن جاگیردارونکی سرکشی مین خود رئیس کو جوان کا بزرگ اور ریاست کا ذمہ دار ہے اپنی حکومت کے قیام کے لیے ہر طرح کا بندوبست رکھنا چاہیئے۔

دلپت سنگھ ڈونگرپور مین انیس برس راج کرنے پایا تھا کہ سمبت ۱۹ مطابق ۱۸۴۴ء مین اُسکے دادا پردادا پرتاپگڈھ کے مہاراوت ساونت سنگھ کے بغیر اولاد مرجانے پر وہان کے لوگون نے اپنے رئیس زادے کو واپس لینا چاہا اگرچہ دھرم شاستر کے قاعدے سے ڈونگرپور مین گود آنے کے سبب دلپت سنگھ کا حق پرتاپگڈھ سے جاتا رہا تھا لیکن ڈونگرپور کے سردارونکی برخلافی اور اپنے وطن کے جاگیردارونکی وفاداری سے اُسنے پرتاپ گڑھ کو پسند کرکے دونون ریاستون کے شامل کر لینے کا ارادہ چھوڑا آخر مین یہ تجویز قرار پائی کہ مہاراول دلپت سنگھ کوئی لڑکا گود لیکر ڈونگرپور کی گدی پر بٹھادے اور خود پرتاپ گڑھ جاکر اپنے دادا کی ریاست کا مالک رہے۔

۲۸ - مہاراول اودے سنگھ

سمبت ۱۹۰۲ مطابق ۱۸۴۵ء مین مہاراول دلپت سنگھ نے ٹھاکر سابلی کے بیٹے اودے سنگھ کو گود لیکر ڈونگرپور کی ریاست پر قائم کیا لیکن اُسکی کم عمری کے سبب سرکار انگریزی سے اجازت دی گئی کہ مہاراوت دلپت سنگھ پرتاپگڑھ کا راجہ رہکر ڈونگرپور کا انتظام بھی رشتہ دارونکے طور پر کرتا رہے۔ یہ سب کارروائی جسونت سنگھ معزول مہاراول کو ناپسند ہوئی اور اُسنے خود دوبارہ حکومت حاصل کرنے اور ٹھاکر منگلا کے بیٹے کو گود لینے کی

کوشش کی لیکن یہ تدبیر پوری نہونے پائی کہ سرکار انگریزی نے اُسکو سرکشی کے الزام مین بارہ سو روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر کرکے ریاست سے علحدہ متھرا مقام پر ہمیشہ رہنے کے واسطے بھیجدیا - آٹھ برس تک ڈونگرپور اور پرتابگڑھ کی حکومت ایک جگہ مہاراوت دلپت سنگھ کو حاصل رہی لیکن پھر انتظامی دشواری اور سردارونکی عدم فرمانبرداری سے سمت ۱۹۰۹ مطابق ۱۸۵۲ء مین سرکار انگریزی کے حکم کے موافق مہاراوت دلپت سنگھ پرتاپ گڑھ کے سوا ڈونگرپور کی ریاست سے بیدخل ہوا - اور مہاراول اودے سنگھ کے ہوشیار ہونے تک ایک سرکاری کارگذار شخص منشی صفدر حسین انتظام پر رکھا گیا چند سال کے بعد مہاراول اودے سنگھ جوان اور ہوشیار ہوگیا اور اپنا کام خود کرنے لگا -

سابق مین سرکار انگریزی نے ڈونگرپور سے بندوبست حفاظت راستہ اور بھیلون کی وارداتون کا انسداد کرادیا تھا وہ موقوف ہوگیا اور بھیل از سر نو سرکش و بد اطوار ہوگئے تا بحدیکہ مہاراول خود دورے کے واسطے گیا تب منڈو پال کے بھیلون نے اُس کا مال واسباب لوٹ لیا اور ظروف نقرئی لے گئے اسیطرح پولیٹکل ایجنٹ کے لشکر کا اسباب لیگئے تھے ۱۸۶۳ء مین دیول پال نے باغی ہوکر کھیرواڑہ اور ڈونگرپور کی سڑک پر ایسی شرارت کی کہ تاوقتیکہ کھیرواڑے کی بھیل پلٹن کی جمعیت نے انکی سرکوبی نکی حرکات ناشایستہ سے باز نہ آے جہان سوم اور مہی ندیان ملی ہین بنیشر مہادیو کا مندر ہے اس مقام کی بابت ڈونگرپور اور بانسواڑہ کی ریاستون مین باہم سولہ برس تک سخت تنازعہ رہا اس سبب سے میلہ بند ہوگیا تھا تاہم بنیشر مہادیو اور موجی بھگت کی زیارت کے واسطے ماہ سدی ۱۵ کو جاتری بکثرت آتے تھے سرکاری افسرونکی تحقیقات کے بعد وہ زمین ڈونگرپور کو مل گئی اور اسکے بعد مہاراول کی کوشش سے پھر میلہ جاری ہوگیا - یہ میلہ دو ہفتہ رہتا ہے اور قریب بیس پچیس ہزار کے آدمی جمع ہوتے ہین -

سمبت ۱۹۲۵ مین اور اُسکے دوسرے برس مہاراول نے قحط سالی کے سبب سائر کا سرحدی محصول رعایا کے آرام کی نظر سے معاف رکھ کر کئی جگہ تونکے اندر تالاب اور ڈونگرپور کی شہر پناہ وغیرہ کا کام شروع کردیا جس سے محتاجونکے گذارے کی صورت نکل آئی جو محنت کرنے سے لاچار تھے انکو خیرات خانون سے غلہ اور کھانا دیا گیا اسیطرح نوّے ہزار روپیہ غیر معمولی کامون مین صرف ہوا اور خوش انتظامی کے سبب کسیطرح ناگوار نہ گذرا -

سمبت ۱۹۲۷ مطابق ۱۸۷۱ء مین مہاراول کو اپنی اولاد کے بیاہ شادی کے لیے فکر پیش آئی - دختر کی شادی ریاست جودھپور کے ولیعہد کے ساتھ قرار پاکر ملتوی رہی اور سمبت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۳ء مین مہاراول جیسلمیر کے ساتھ جبکہ وہ ڈونگرپور آیا ۵۴ ہزار روپے کا سامان جمع کئے جانے پر ہوگئی - کنور کمان سنگھ کی شادی سمبت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۵ء مین جبکہ وہ بیس سال کی عمر مین تھا مہاراجہ رتلام کی دختر کے ساتھ کی گئی کنور کی شادی مین بدھوا یعنی ماتحت لوگون سے جو روپیہ بطور چندہ لیا جاتا ہے کسی سے وصول نہ کیا گیا کیونکہ وہ ایک برس پہلے لڑکی کے بیاہ مین لے لیا گیا تھا - بدھوا مین بقدر ایک لاکھ سولہ ہزار تین سو چالیس روپیہ ملا ان

ورعایائے ریاست سے لیا گیا تھا۔

سمبت ۱۹۳۸ مطابق ۱۸۸۱ء مین مہاراول نے بعض ماتحتون کی صلاح سے اپنے کنیزک زادہ رشتہ دار ٹھاکر گنبھیر سنگھ کے ناتھ دوارہ مقام مین بندوق سے خودکشی کرنے کے بعد اسکی بیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کی جاگیر لاولد ہونے کے سبب ضبط کر لی جسپر گنبھیر سنگھ کی عورتون نے گود لینے کے ارادے پر سرکار انگریزی مین کئی جگہ نالش و فریاد کی لیکن مہاراول کی طرف سے انکو خرچ اور گذر کے لائق زمین دینے کا وعدہ کیے جانے کے سبب کہین شنوائی نہوئی اسپر بھی ان عورتون نے اپنے ساتھ بدسلوکی کے اندیشے سے ڈونگرپور کا رہنا گوارا نہین کیا

۲۹ - مہاراول بجے سنگھ

۱۷ جولائی ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوئے اور اپنے دادا اودے سنگھ کے انتقال کے بعد ۱۳ فروری ۱۸۹۸ء کو مسندنشین ہوئے اور بالغ ہونے کے بعد انکو ۱۹۰۸ء مین اختیارات کامل ملے انھون نے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی انکی صغرسنی کے زمانے مین پولیٹکل اجنٹ ایک خاص انتظامی افسر چیف ایگزیکیوٹو آفیسر اور دو ممبرون کی امداد سے انتظام کرتے تھے ۱۹۰۴ء مین وہ خراج جو ریاست گورنمنٹ انگریزی کو دیتی ہے ۱۷۵۰۰ روپیہ سالانہ مقرر ہوا اونکی سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے ۱۹۰۶ء مین انکی شادی راجہ سیلانہ کی لڑکی سے ہوئی جس سے تین اولاد یعنی ایک لڑکا اور دو لڑکیان ہوئین لڑکا ولیعہد ہے ہز ہائنس کو زبان انگریزی اور صیغۂ تاریخ سے خاص شوق ہے انکے عہد مین فیس معاف ہونیکے علاوہ طلبا کو کتب بھی دیجانے لگین جس سے تعلیم مین خاص ترقی ہوئی چنانچہ ڈونگرپور مین دو مذہبی سکولون کے علاوہ ایک زنانہ سکول بھی ہے آبپاشی تجارت و زراعت مین بھی خاصی ترقی ہے کئی مفید قانون جاری کئے گئے چنانچہ فوجداری مقدمات مین اسیسرون کا دستور بھی قائم رکھا ہے میونسپلٹی بھی ہے۔ انکو جون ۱۹۱۲ء مین کے سی آئی - ای کا خطاب دیا گیا۔

ڈونگرپور کے جاگیردارونکے قبضے مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب آمدنی کے دیہات ہین۔

ڈونگرپور کے اول نمبر کے تعظیمی سردارونکی فہرست

نمبر شمار	نام جاگیر	قوم جاگیردار	سالانہ آمدنی	تعداد خراج	کیفیت
۱	بنکوڑہ	چوہان	۱۴۰۲۵	۳۶۰۲	پہلا خراج ۲۵۰۰ تھا۔
۲	بیچھیوارہ	چوہان	۲۸۱۰	۴۲۵	
۳	پیٹھ	چوہان	۵۷۱۵	۱۵۴۷	پہلا خراج ۲۲۰۱ تھا۔
۴	کوالی	میرتیہ راٹھوڑ	۶۴۴۸	۳۰۳	
۵	موڈاوند	چوہان	۵۷۵	۱۲۷۵	
۶	چیتڑی	چوہان	۵۴۰۵	۶۰۱	یہ علاقہ بانسواڑہ مین گڑھی کا جاگیردار ہے
۷	ٹھاکردہ	چوہان	۶۳۴۴	۱۴۰۸	یہ بانسواڑہ کے ماتحت کھیرکا جاگیردار ہے

نمبر شمار	نام جاگیر	قوم جاگیردار	سالانہ آمدنی	تعداد خراج	کیفیت
۸	بماسہ	چوہان	۱۶۰۵	۲ ۸/۲ ۵	
۹	سلج	سیسودیہ	۱۷۶۵	۱۱۰	یہ سیسودیہ چونڈاوت ہے -
۱۰	ماڈھ	سولنکھی	۲۳۴۵	۱ ۳/۴ ۵	
۱۱	سابلی	اہاڑیہ	۷۰۴	معاف	مہاراول کا بھائی ہو تنہا نہ مسند نشینی کے سوا خراج نہین دیتا
۱۲	نانلی	اہاڑیہ	۱۶۳۲	ایضاً	ایضاً
۱۳	راگرتھ	چونڈاوت	۲۴۶۵	ایضاً	خراج نہین دیتا نذرانہ مسند نشینی لیا جاتا ہے
۱۴	تُوداپل	چوہان	۱۴۵۰	ایضاً	ایضاً

درجہ دوم کے بھی تعظیمی ۴۰ سردار ہین انکے سوا درجہ دوم وسوم مین ایسے خراج گذار سردار ہین جن کو تعظیم نہین دی جاتی -

فصل - تاریخ بانسواڑہ کی

جغرافیہ

راج بانسواڑہ میواڑ کے انتہاے جنوب مین ایک چھوٹی ریاست ہے اسکے شمال مین دھریاؤد علاقہ میواڑ اور ڈونگرپور - مغرب مین ریواکانٹہ علاقہ گجرات جنوب مین جھابوہ اور رتلام مشرق مین پرتاب گڑھ کا علاقہ پھیلا ہوا ہے طول شمال سے جنوب کو پچاس میل اور عرض شرق سے مغرب کو چونتیس میل - رقبہ ایک ہزار نوسو چھیالیس میل مربع - آبادی ۱۰۷۴۶۸ آدمی آمدنی خالصہ دولاکھ روپیہ سالانہ تھی لیکن اسوقت ۴۲۲۰۰۰ روپیہ سالانہ رئیس کی سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے یہ ریاست خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۱۰ دقیقہ اور ۲۳ درجہ ۴۸ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ دو دقیقہ اور ۷۴ درجہ ۴۱ دقیقہ کے درمیان مین ہے -

اس ریاست کے درمیانی علاقے مین مہی ندی سے پیداوار اچھی ہوتی ہے اور آبادی بھی زیادہ ہے لیکن سرحد مین ہرطرف اُجاڑ ہے - جہان فسادی بھیل کثرت سے رہتے ہین وہ ریاست سے سزا ملنے پر بھی جب موقع ملتا ہے لوٹ مار سے باز نہین رہتے -

شہر بانسواڑہ مئو اور ڈیسہ کی سڑک پر مئو سے ۱۲۳ میل شمال مغرب مین اور مہی ندی کے کنارہ چپ سے آٹھ میل مغرب مین واقع ہے اسکی بہت وسیع شہرپناہ ہے مگر اس احاطہ کے اندر زیادہ تر رقبے پر باغات ہین آبادی صرف ایک جز پر ہے - مہاراول صاحب کا محل شہر سے بلندی پر مضبوط اور قلعہ کے ہمشکل عمارت ہے اُسکے قریب ایک تالاب ہی جسکے گھاٹ پختہ بنے ہوئے ہین اور درختونکی سرسبزی سے رونق معلوم ہوتی ہے شہر مین ہنود کے چند عمدہ مندر ہین اور بازار بہت وسیع ہے زیادہ تر برہمنونکی آبادی ہے اور کچھ مسلمان اور مہاجن وغیرہ بھی آباد ہین - یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۳۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ اور ۲۴ دقیقہ

واقع ہے ۔ مگر قدیم شہر بانسواڑہ جسکو جگمال نے بونگردوا و معروف و نون غنہ نامی بھیل سے یہ ملک فتح کرکے آباد کیا تھا اس دارالریاست حال سے کسی قدر فاصلے پر واقع ہے ۔ بانسواڑہ کے سوا اس راج مین مین قصبے خوشحال گڑھ ۔ کالنجرہ اور سنگواڑہ بھی بڑے سمجھے جاتے ہین ان مین سے کالنجرہ جسے کنجرہ بھی کہتے ہین بہت پرانا قصبہ ہے وہان ایک قدیم مندر ہی کہ آج کل متروک پڑا ہے ۔ بشپ ہیبر نے لکھا ہے کہ یہ عظیم الشان عمارت جینیون کا مندر ہے اسمین گنبد اور منارے بہت ہین کل عمارت چند حصون مین منقسم ہے چھتین سنگین ہین اور کل در و دیوار باریک اور عمدہ نقش و نگار سے منقوش ہین ۔ سابقاً جینی لوگ بہت دولتمند اور تجارت پیشہ تھے مگر مرہٹون کے ظلم و زیادتی سے سب چھوڑکر چلے گئے ۔

قوم

بانسواڑہ کے رئیس ڈونگرپور کیطرح سورج بنسی گہلوت نسل سے اہاڑیہ شاخ مین ہین جو قدیم نام میواڑ کے راجپوتون کا ہے ۔ یہ ریاست اسوقت سے تقریباً چار سو برس پہلے ڈونگرپور مین شامل تھی جسکی بنیاد چیتوڑ سے علیحدہ ہوکر تقریباً چھ سو برس پہلے پڑی ہے ۔

نسب نامہ ریاست بانسواڑہ

(۱) جگمال بانی بانسواڑہ ولد راول اودے سنگھ اول والی ڈونگرپور (۲) پرتاپ سنگھ (۳) کلیان سنگھ (۴) اگرسین (۵) اودے بھان (۶) سمر سنگھ (۷) کشل سنگھ (۸) عجب سنگھ (۹) بھیم سنگھ (۱۰) بشن سنگھ (۱۱) پرتھوی سنگھ (۱۲) بجے سنگھ (۱۳) امید سنگھ (۱۴) بھوانی سنگھ (۱۵) بہادر سنگھ (۱۶) مہاراول لچھمن سنگھ (۱۷) مہاراول شنبھو سنگھ (۱۸) مہاراول پرتھی سنگھ ۔

مختصر تاریخی احوال

بانسواڑے کا راج ڈونگرپور کی چھوٹی شاخ مین ہے جسکے علیحدہ ہونے کی بابت مختلف بیانات پائے جاتے ہین بانسواڑے والے دعوے کرتے ہین کہ ہمارے بزرگ جگمال نے تلوار کے زور سے ملک دبایا ۔ ڈونگرپور والے کہتے ہین کہ ہمارے بزرگ پرتھوی راج نے خوشی کے ساتھ آدھا علاقہ چھوٹے بھائی جگمال کو دیدیا ۔ اودےپور والون کا بیان ہے کہ ہم نے دونون بھائیون پرتھوی راج اور جگمال مین جھگڑا دیکھ کر ڈونگرپور کی طاقت کم کرنے کے لیے علاقے کے دو ٹکڑے کر دیے لیکن تاریخ فرشتہ کی تحریر سے اصل حقیقت اسطرح معلوم ہوئی کہ جب ڈونگرپور کا راول اودے سنگھ اول سمت ۱۵۸۴ مطابق سنہ ۱۵۲۸ء مین رانا سانگا کے ہمراہ جاکر بابر بادشاہ کے مقابلے پر بیانے کی لڑائی مین مارا گیا تو رواج کے موافق اسکا بڑا بیٹا پرتھوی راج راول بنا ۔ اسکے تین برس راج کرنے کے بعد سلطان بہادر شاہ نے جو گجرات کا زبردست بادشاہ تھا ڈونگرپور پر چڑھائی کی اور چیتوڑ کے رانا رتن سنگھ کی سفارش سے باگڑ کا علاقہ راول پرتھوی راج اور اسکے چھوٹے بھائی جگمال کو دو برابر حصون مین تقسیم کر لیا اس معاملے کی بابت تاریخ فرشتہ کا بیان جو اسوقت سے تین سو سے زیادہ برس پہلے کی تصنیف ہے اور جسکو کسی ریاست کی رعایت منظور نہ تھی یہان لکھا جاتا ہے ۔

سنہ ۹۳۷ ہجری مطابق سمبت ۱۵۸۷ وسنہ ۱۵۳۱ع مین سلطان بہادر شاہ ڈونگرپور اور بانسواڑہ کی طرف آیا جہان اُسنے بہت لوٹ مار مچائی۔ اس علاقے (باگڑ) کا راجہ پرتھوی راج لاچار ہوکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوگیا اور اُسکے ایک بیٹے نے مذہب اسلام اختیار کیا۔ پرتھوی راج کا چھوٹا بھائی جگا (جگمال) جو پہاڑون مین بھاگا پھرتا تھا گرفتاری کے خوف سے راناؔ رتن سی کے پاس چلاگیا تاکہ اُسکی معرفت قصور معاف کراکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوسکے۔ بہادر شاہ شکار کیواسطے قصبہ بانسواڑہ مین آکر ٹھہرا۔ اسوقت رانا سانگا کے بیٹے رتن سی نے قاصد بھیجکر عاجزی کے ساتھ جگا کے قصورونکی معافی چاہی بادشاہ نے اُسکی درخواست کو منظور فرماکر جگا کو اپنی خدمت مین بلالیا۔ سلطان نے گھاٹ کرگانون ایک بڑی مسجد بنواکر وہ مقام پرتھوی راج کو دیدیا۔ باقی باگڑ کا تمام علاقہ پرتھوی راج اور اُس کے بھائی جگا کو برابر دو حصون مین بانٹ دیا اور بہادر شاہ کچھ روز شکار کھیل کر مالوے کی طرف چلاگیا (تاریخ فرشتہ۔ چوتھا مقالہ۔ بہادر شاہ گجراتی کا بیان)

یہ ریاست کبھی میواڑ والونکی زیردست بنی۔ کسیوقت گجرات والونکو اسنے تحفے اور پیش کش دئے اور ایک عرصے تک دہلی کے بادشاہونکی ماتحت رہی۔ آخر کار سرکار انگریزی نے مرہٹون کے بیچ سے چھوڑاکر اپنا خراج گذار بنایا۔

اکبرنامے کا بیان ہے کہ ۲۱ سنہ جلوس مطابق سمبت ۱۶۳۳ وسنہ ۱۵۷۶ع مین جبکہ اکبر بادشاہ اجمیر سے چلکر میواڑ کا علاقہ دیکھتا ہوا مالوے کو جاتا تھا اسوقت جگمال کے بیٹے پرتاپ سنگھ نے اُسکی اطاعت قبول کی اور مثل دوسرے رئیسون کے منصب اور خطاب پاکر فوجی کام انجام دئے۔ سمبت ۱۶۵۰ مطابق سنہ ۱۵۹۴ع مین راول پرتاپ سنگھ کے پوتے راول اُگرسین نے سرکشی کرکے بادشاہی علاقہ لوٹنا شروع کیا۔ مالوے کے صوبہ دار مرزا شاہرخ نے جو اکبر کیطرف سے مقرر تھا۔ چڑھائی کرکے بانسواڑہ دبالیا لیکن راول نے پہاڑون مین رہکر مالوے کے گانون لوٹنا نہ چھوڑا یہ حال دیکھکر مرزا شاہرخ بانسواڑے سے اپنے صوبے کو سنبھالنے کے لیئے واپس گیا اور راول نے میدان خالی پاکر بانسواڑے پر قبضہ کرلیا۔ دوسرے سال مرزا دوبارہ بانسواڑے پر فوج لایا لیکن اسوقت راول نے مقابلہ نہ کیا بلکہ بادشاہ کے واسطے کچھ تحفے اور نذر کا سامان مرزا کو دیکر صلح کرلی۔ اور پھر کبھی اطاعت کے سوا بادشاہی آدمیون سے لڑائی کا اتفاق نہ ہوا۔ سمبت ۱۶۹۵ مطابق سنہ ۱۶۳۹ع مین راول اُگرسین کے پوتے راول سمر سی نے دہلی مین جہانگیر بادشاہ کے پاس حاضر ہوکر تیس ہزار روپیہ تین ہاتھی۔ ایک پاندان اور ایک خنجر نذر کے طور پیش کیا اور شاہجہان کے عہد مین اُسنے اپنی کارگذاری سے ایک ہزاری ذات و سوار کا منصب حاصل کیا۔ راول سمر سی کے پوتے راول عجب سنگھ نے عالمگیر بادشاہ کے عہد مین اودیپور کی سرحد پر جھگڑا کیا جسپر اودیپور کے مہارانا امر سنگھ دوم نے زبردستی عوض لینا چاہا لیکن بادشاہی وزیر نواب اسد خان نے نرمی کے ساتھ فیصلہ کرادیا۔ دہلی وغیرہ سے تعلق چھوٹ جانے کے بعد سمبت ۱۸۵۰ مطابق سنہ ۱۷۹۴ع مین اودیپور کے مہارانا بھیم سنگھ نے جبکہ وہ شادی کرنے کے لیئے ایڈر کو جاتا تھا راول بجے سنگھ سے نذر کے طور کئی ہزار روپیہ لیا جانا مقرر کیا تھا۔

راول امید سنگھ

دہلی کی سلطنت ضعیف ہو جانے پر راجپوتانے کی اکثر ریاستین خود سر ہوگئی تھین لیکن مرہٹون نے انکو مغلوب کرکے بہت تکلیف پہونچائی اور یہانکے رئیس و رعایا کو بہانتک تنگ و تباہ کیا کہ سرکار انگریزی کی فتح ہونے پر راول نے صرف اس شرط پر کہ مرہٹون کو ملک سے نکالدیا جاے سرکار کا خراج گذار ہونیکی درخواست کی اور سیندھیا۔ ہلکر اور دھار کی افواج کو خارج کرنے کی غرض سے ملک کی آمدنی مین سے فی روپیہ چھ آنہ خراج دینا منظور کیا۔ اس مراد سے سمبت ۱۸۶۸ مطابق ۱۸۱۲ء مین راول امید سنگھ نے وکیل کو مع مسودہ عہدنامہ رزیڈنٹ بڑودہ کے پاس بھیجا اُسنے ہدایت کی کہ رزیڈنٹ دہلی سے درخواست کرین اسپر وکیل اُسکے پاس گیا اور اگرچہ اسوقت تعہد پختہ نہوا مگر پانچ برس کے بعد وکیل نے انھین کاغذات کے ذریعہ اور انھین شرائط پر ۲۱ اکتوبر ۱۸۱۵ء کو عہدنامہ منضبط کیا مگر راول امید سنگھ نے شاید اس خیال سے کہ خوف کا وقت گذر گیا یا شرائط کو جو خود اُسی کی درخواست کے بموجب تجویز ہوئی تھین بہت سخت اور خلاف مطلب اپنے تصور کرکے عہدنامے کو تصدیق کیا اور اُسپر عمل کرنے سے انکار کیا اول تو سرکار انگریزی نے اُسی عہدنامے کو واجب التعمیل قرار دیکر اُسپر عمل درآمد رکھنے کی ہدایت کی تھی مگر اُنھین ایام مین ریاست دھار سے عہدنامہ سرکاری منضبط ہوا اور اُسکے بموجب جو خراج کہ ڈونگرپور و بانسواڑہ سے اُس ریاست مین لیا جاتا تھا سرکار انگریزی مین منتقل ہوا۔

اس پہلے عہدنامے کے بعد راول امید سنگھ نے انتقال کیا اور اُسکا بیٹا بھوانی سنگھ گدی پر بیٹھا۔

مہاراول بھوانی سنگھ

سمبت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۹ء مین گدی پر بیٹھا۔ جسکے ساتھ پھاگن سدی ۲ سمبت ۱۸۷۶ مطابق ۱۵ فروری ۱۸۲۰ء کو کپتین الگزنڈر میگڈونلڈ نے جنرل سرجان مالکم صاحب انگریزی مختار کی طرف سے بانسواڑے جاکر ایک دوسرا عہدنامہ تحریر کیا۔ جسکے مطابق ۳۵ ہزار روپیہ سکہ سالم شاہی جو مرہٹون کو بطور خراج دیا جاتا تھا سرکار انگریزی کے لیے مقرر ہوا۔ سمبت ۱۸۸۱ مطابق ۱۸۲۴ء مین آٹھ ہزار سالانہ فوج خرچ ریاست پر تجویز ہوکر کم آمدنی کے سبب ڈونگرپور کیطرح معاف ہوگیا۔

بانسواڑے مین بھیل اور دوسرے غارت گرون کی شرارت سے بہت فساد رہا اُسکے انسداد اور مفسدون کو سزا دینے مین محنت و کوشش عمل مین آئی اُسوقت سے اس ملک مین امن۔ امان ہوگیا رفع بدنظمی کے بعد آمدنی ملک مین بہت اضافہ ہوا مہاراول اور اُسکا دیوان کہ دوست بھی تھا دونون عیش و عشرت مین مبتلا اور کاروبار ریاست سے بے پروا ہو جاتے تو اُس سے زیادہ اضافہ ہوتا انکی بیدادی کا نتیجہ روز بروز ظاہر ہونے لگا جو روپیہ سرکاری خراج مین دیا جاتا تھا مہاراول بھوانی سنگھ اُسکے مختار نے عیش و عشرت مین خرچ کردیا اور دو سال کا خراج باقی رہگیا تب پولیٹکل ایجنٹ کو جبر بلیغ کرنی پڑی مہاراول نے بمشکل تمام دیوان کو موقوف کرنا قبول کیا اور کسیقدر زر خراج واجب الطلب مین سے بھی ادا کیا۔ اور غارتگری کی وارداتین

بکثرت ہونے لگین اُنکے انسداد کا ریاست پرتاپ گڈھ کی مدد سے بندوبست کرایا گیا دیوان کی موقوفی
کے بعد مہاراول تھوڑے عرصے تک زندہ رہا اور لاولد مرگیا۔

مہاراول بہادر سنگھ

سمبت ۱۸۹۱ مطابق ۱۸۳۴ع مین بہادر سنگھ جو مہاراول بھوانی سنگھ کا قریب رشتہ دار اور زیادہ حقدار تھا۔ اکثر
جاگیرداروں کی صلاح اور پولیٹکل افسر کے اتفاق سے مسندنشین ہوکر کئی برس کے بعد بغیر اولاد گذر گیا۔

مہاراول لچھمن سنگھ

درمیانی انیسوین صدی عیسوی (شاید ۱۸۴۴ع) مین یہ مہاراول متبنے کیا گیا اسکے متبنے کئے جانے پر ٹھاکر
مان سنگھ نے جو قریب رشتہ دار ریاست مین تھا اپنے بیٹے کے مسندنشین ہونے کے واسطے دعوے کیا۔
جھگڑا دور ہونے کی غرض سے تیرہ سو روپیہ سالانہ اسکے معمولی خراج مین کم کیا گیا جس سے وہ خاموش ہو بیٹھا
یہ مہاراول مسندنشینی کے وقت دس برس کی عمر مین تھا اسلئے کئی سال تک منشی شہامت علی وغیرہ نے سرکاری
حکم سے راج کا کام انجام دیا۔

اس ریاست کے وسط کی زمین ماہی ندی سے دارالحکومت تک سیراب اور آباد ہے مگر گرد و نواح کے جنگلون مین
بھیل بکثرت اور نہایت سرکش و بدپیشہ ہین ۱۸۵۷ع کے غدر مین اُنکو بندوقین بہت ہاتھ آگئی ہین جب سے
نہایت مفسد ہوگئے ہین مہاراجہ سیندھیا کے علاقہ مالوہ کے زمیندار بانسواڑہ و پرتاپ گڈھ کے بھیلون کو جو تھائی حصہ
پیداوار بطور حق حفاظت و امداد وقت ضرورت کے دیتے ہین مگر فی زمانہ ملک مین ترقی ہونے سے زمیندارون
نے ادائے زر چوتھ مین انکار کیا اسپر بھیلون نے فساد کیا اور ۱۸۸۵ع مین بانسواڑہ کے بھیلون نے بیاسی گنگاراول موضع کھیری پر چڑھ کیا
مگر انکو شکست ہوئی اور گنگاراول کا بھائی چیجاراول بنیابی معروف) مارا گیا اس سے خون کا جھگڑا پیدا ہوگیا کہ مدت تک
چلتا رہا اور اس وجہ سے کہ مہاراجگان ہلکر و سیندھیا کے ممالک سے بھی بندوبست کامل نہ ہوا اس فساد کے
انسداد کی صورت ظہور مین نہ آئی۔ انھین ایام مین ریاست سونتھ (بواؤ معروف) تحت گورنمنٹ بمبئی کے بھیلون
سے لڑائی ہو رہی تھی اور پوسینر (بواؤ دیاسے مجہول) واقع گجرات ماتحت ایجنسی مہی کانٹہ مین فساد تھا اور علاقہ
سروہی کے بھاگکر بھیل باغی ہو رہے تھے اسلئے بنظر انسداد فساد بھیلون کے ریاست بانسواڑہ کی طرف سے
وکیل پولیٹکل ایجنٹ مغربی مالوہ کے پاس مقرر کرایا گیا اور اسیوقت مین بانسواڑے کے دیوان نے بھیلون کو
ارتکاب واردات سے باز رکھا مگر یہ بندوبست بطور عارضی کارآمد ہوا کوئی تدبیر کہ ہمیشہ کو فساد رفع کرنے کے
واسطے کافی ہو عمل مین نہ آئی۔

بانسواڑے کے بھیل ہندو ہین مسلمانون کا کھانا کھانے سے پرہیز کرتے ہین برہمنون کو بزرگ سمجھتے ہین مگر انکو
مارتے ہین کثرت سے شراب جو اور مہوئے کی شراب پیتے ہین انکی شادی و غمی اور ولادت
کی رسمیات وہی ہین جو ہنود مین جاری ہین مگر جو لوگ مرض ہیضہ سے مرین انکو داغ نہین دیتے دفن کرتے ہین۔

سنہ ١٨٦٧ع مین کرنل میکینزی سپرنٹنڈنٹ چہاؤنی کھیرواڑہ نے بانسواڑے کی سخت بدانتظامی کی رپورٹ کی۔
راو کشل گڑھ جو لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ آمدنی کا جاگیردار ہے اور جسکے ٦٥ گاؤن رتلام کی ماتحتی مین علیحدہ
ہین بانسواڑہ سے خودسری کا دعوے کرنے لگا۔ ریاست مین زبردست سردارون کے دبانیکی طاقت نہ تھی۔ اسکے فیصلے کے
واسطے سرکار انگریزی نے مداخلت کی اسنے نہایت سرکشی و عدول حکمی کی کہ عندالطلب پولیٹکل ایجنٹ
کو اسنے صاف جواب دیا کہ میری ریاست بانسواڑہ سے بالکل علیحدہ ہے اگر بانسواڑہ کی طرف مجبور کیا جاؤنگا تو ظاہر کرتا ہون اب سند و نکا جو خلاف خواہش
ہوئی کہ سرکار کا عہدنامہ بانسواڑے سے ہے تم اس سے نہین ہو تم بانسواڑہ کے ماتحت ہوگے اسپر مطلق اثر نہوا اسکو راجہ رتلام کا ہم قوت و ماتحت ہوتے
بانسواڑے کے ساتھ دعوے ہمسری کی جرات ہوئی کہ عندالطلب پولیٹکل ایجنٹ بانسواڑے مین آیا مگر مہارول
سے ملاقات کرنیکے واسطے نہ گیا تحقیقات سے اس کا دعوی خودسری محض بے اصل ثابت ہوا اور یہ بھی دریافت
ہوا کہ ١٨٥٩ع مین راو کشل گڑھ اور راجہ رتلام کے نزاع کی تحقیقات ہوئی تب فیصلہ ہو چکا ہے کہ راو کشل گڑھ ریاست
بانسواڑہ کا ماتحت ہے رتلام سے تعلق نہین رکھتا۔ سرکار نے اس سے صاف طور پر کہدیا کہ تم بانسواڑے کی تابعداری
اختیار کرو تم خودمختار نہین مانے جاسکتے۔ ریاست کا باقی خراج ادا نہ کرنے اور ایک مجرم کو بھگا لیجانیکی تہمت مین
کشل گڑھ پر کئی مہینے تک سرکاری ضابطہ لکھا جا کر ٹھاری کیسری سنگھ کا مدار کی مخبری اور تحقیقات کی رو
سے بانسواڑے کی طرف سے پیش کئے ہوئے دعوے کے کاغذات جعلی ثابت ہونے پر سرکار انگریزی کو ریاست
سے سخت ناراضی پیدا ہوئی جس سے ہمیشہ کیواسطے ایک سرکاری افسر اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ کے نام سے سنہ ١٩٢٦ سمبت
مطابق ١٨٧٠ع شروع جنوری مین میواڑ رزیڈنسی کے ماتحت بانسواڑے مین رہنا تجویز ہوا تاکہ بانسواڑے کے
اندرونی پیچیدہ جھگڑے اور پرتاپ گڑھ کے سرحدی معاملے۔ موقع کی نگرانی اور تحقیقات سے طے ہوا کرین چونکہ
یہ محکمہ بانسواڑے کی تکرار اور بے اعتباری کے سبب جو دراصل مہاجن کامدارونکی شرارت سے پیدا ہوئی قائم کرنا پڑا
اسلیئے بخلاف دوسرے مقامات کے افسر و عملہ وغیرہ کا تمام خرچ جسکی تعداد پندرہ ہزار روپیہ سالانہ ہے راج بانسواڑہ
پر جرمانے کے طور ڈالا جا کر پرتاپ گڑھ کو اس سے بری رکھا گیا۔
کانگڑہ کے مقدمے مین ذک اٹھانے سے مہارول پست ہوگیا اور بعض خودغرض اہلکارونکی شکایت کرنے لگا
کہ انھون نے اس مقدمے مین بیوجہ اسکا نام شامل کرکے بدنام کر دیا اسکا بیان ہے کہ جس جرم مین مجھکو سزا ہوئی
ہے اسکا بانی کوٹھاری کیسری سنگھ تھا گورنمنٹ نے اسکو بیقصور سمجھا ہے اقبال تحریری صرف بنظر ترحم اہلکارونکو
عتاب گورنمنٹ سے بچانے کے واسطے کیا تھا اور اسمین بھی کوٹھاری کیسری سنگھ نے دبایا تھا کہ اگر نہ کروگے تو
ریاست ضبط ہو جائے گی۔
جب سے کانگڑہ کے مقدمے مین حکم اخیر ہوا کوشل گڑھ کے راو نے اپنی جاگیر کو ریاست سے علیحدہ سمجھ لیا
سرکاری متواتر ہدایت و تاکید پر کہ ریاست بانسواڑے مین خراج ادا کرے اور انکی اطاعت کرے حکم کی
تعمیل نہ کی آخرکار جنوری ١٨٨٠ع مین خراج داخل کیا مگر خودسری سے باز نہ آیا۔ تعداد کمرو جنکی باقی

مسند نشینی جسکی بابت ریاست سے متواتر تاکید تھی اور راؤ کو اسکے ادا کرنے مین مطلق انکار تھا بسفارش پولیٹکل ایجنٹ بحکم گورنمنٹ معاف ہوگیا۔

سنہ ۱۸۵۱ء مین کوشل گڑھ مین مسماۃ جیندو بھیلنی عمر ہشتاد سالہ کو بجرم کامدار راؤ ڈاکن ہونیکی علت مین لٹکاکر مارڈالا تحقیقات کے بعد جرم ثابت ہوکر سرکار کے حکم سے قادر بوہرہ کامدار کوشل گڑھ جو بعہدہ مرتشی تھا اور دستہ بھیا ڈاکن پکڑنے والے کو سزاے قید پانچ پانچ سال اور علی کوتوال کوشل گڑھ کو قید ایک سال ہوکر محبس اجمیر مین بھیجے گئے اور راؤ کوشل گڑھ پر دو ہزار روپیہ جرمانہ ہوا اسمین سے ایک ہزار روپیہ مسماۃ جیندو متوفیہ کے دو بیٹون کو بطور خونبہا دلوایا گیا بھیلون اور دوسری راجپوتانے کی ذلیل قومونکا ڈاکن پر بہت اعتقاد ہے اور انکا مارنا اور لٹکانا مروج عوام تھا صرف زمانۂ حال مین کم ہوگیا ہے۔

سمبت ۱۹۲۷ مطابق سنہ ۱۸۷۰ء مین گڑھی کے ٹھاکر رتن سنگھ نے جو نو ہزار روپیے سالانہ کا جاگیردار ہے مہارانا ے اودیپور کو اپنی بیٹی بیاہ کر دہانسے راؤ کا خطاب پایا اسپر بانسواڑے مہاراول کو خاص اسوجہ سے کہ خطاب لینے کی اجازت کیون نہین لی رشک و حسد ہوا دوسرے رتن سنگھ نے بلا استمزاج مہاراول بٹیاب مبتنے الیا تیرے عندالطلب حکام انگریزی مجرمان مرتکب واردت کو سپرد نہین کیا۔ مہاراول نے اسکے باغ واقع بانسواڑہ کا ایک حصہ سڑک بنانے کے حیلے سے لے لیا دوسرے اسکے علاقے مین محصول راہداری کہ حسب بیان اسکے ہمیشہ معاف رہا ہے وصول کرنا شروع کیا عرصہ تک طرفین سے بہت شکایت رہی مگر چونکہ یہ سردار یہان کے معزز و زبردست ٹھاکرون مین سے تھا اور بخلاف راؤ کشل گڑھ کے کہ وہ معزور نامعقول تھا صاف طبیعت عدالت پسند تھا اور ہر ایک کی صلاح پر عمل کرتا تھا اور ریاست کے سب آدمی اسکی عزت و توقیر کرتے تھے لوگون نے متوسط ہوکر صلح کرادی کہ مہاراول نے خطاب راؤ عطیہ مہارانا صاحب قبول کرلیا۔ اور باغ کے عوض اور زمین دیدی اور محصول راہداری کی نسبت بھی مناسب تجویز کردی۔

اسی سال گوٹھو کا ٹھاکر باغی ہوگیا اسنے بانسواڑہ مین بہت طرح سے فساد کئے مدت تک ریاست کی فوج اسکو گرفتار نہ کرسکی وقت تعاقب اودیپور اور ڈونگرپور کے علاقے مین چلا جاتا تھا اور وہان اسکو پناہ ملتی تھی ۷ مئی سنہ ۱۸۷۱ء کو اسکا ریاست کے سپاہیون سے مقابلہ ہوا اور انکے ہاتھ سے مارا گیا مہاراول نے کئی جاگیردار وغیرہ بغیر دریافت گودے لیے جانے کے باعث سزا تجویز کی جسکی بابت پولیٹکل افسر نے فیصلہ کرکر ہدایت کی کہ ریاست کو ملکی معاملات کے سوا قومی کارروائی مین دخل دینے کا اختیار نہین ہے اسی عرصہ مین مہاراول نے دارالضرب یعنی ٹکسال کھولکر اپنا نیا روپیہ چلانا چاہا۔ لیکن یہ کارروائی سرکار انگریزی کے حکم سے بند کی گئی کیونکہ جس ریاست مین بادشاہی عہد سے پرانی ٹکسال جاری نہین ہے وہان کا رئیس نیا سکہ چلانے کا مجاز نہین ہوسکتا۔

سمبت ۱۹۳۱ مطابق سنہ ۱۸۷۴ء مین کانوبوری زمینداری کی ملکیت کی بابت پرتاب گڑھ اور بانسواڑہ کی ریاستون مین تنازعہ اور سخت مقاتلہ ہوا اس مین پرتاب گڑھ کے ۲۹ آدمی مقتول

اور ۴۵ آدمی مجروح ہوئے اور بانسواڑہ کے دو آدمی مقتول اور چار مجروح ہوئے اور پرتاب گڑھ کا ۱۴ ہزار
سات سو نو روپیہ اور چار آنے کا مال و اسباب غارت ہوا تحقیقات سرکاری سے بانسواڑے کی زیادتی پائی جانیکے
سرکاری حکم سے بانسواڑہ کا مدار چمن لال کوٹھاری ایک ہزار روپیہ جرمانہ لیے جانے کے بعد دس برس کیواسطے
ملک سے نکالا گیا اور اسکے پانچ شریک اہلکار پانچ پانچ برس کے واسطے قید کیے گئے دوسرے برس گانو اجنڈہ
جو پندرہ برس سے بیجا طور پر بانسواڑے نے دبا رکھا تھا پرتاب گڑھ کو دلایا گیا اور گانو انتیار سے بھی بانسواڑہ کے
کا دعوے خارج اور پرتاب گڑھ کا قبضہ بحال رکھا گیا۔ کماری علاقہ اودیپور۔ سوبیانہ علاقہ بانسواڑہ اور انتیار علاقہ
پرتاب گڑھ کی سرحد ایک جگہ ملنے کے سبب سرکاری تجویز سے سرحد کے پختہ مینارے تعمیر کرائے گئے جن کو تینون
ریاستون نے قبول کر لیا یہ مہارا اول پرانی باتون کا زیادہ پابند اور نئے طور و طریق کو ملکی و خانگی کارروائی مین
ناپسند کرنے والا تھا۔ آخر مین مذہبی تعصب کم ہونے لگا۔ اس مہارا اول نے باقاعدہ بہت سی رانیون سے
شادی کی چنانچہ ۱۸۹۰ء تک نو پر شمار پہونچ چکا تھا اور کنیزین اسکے علاوہ تھین اور ان سے بہت سی اولاد پیدا
ہوئی مہارا اول لچھمن سنگھ نے عرصہ دراز تک حکومت کے بعد ۱۹۰۵ء مین انتقال کیا۔

مہارا اول شنبھو سنگھ

یہ مہارا اول لچھمن سنگھ کا بڑا بیٹا تھا اور ۱۴۔ اکتوبر ۱۸۶۸ء مین پیدا ہوا تھا اس سے باپ کو کسی خانگی اندرونی
معاملے پر عداوت ہوگئی تھی یہانتک کہ شنبھو سنگھ کو بانسواڑہ چھوڑنا پڑا اور کچھ دنون نیمچ کی چھاؤنی مین اور کچھ عرصے
تک اودیپور مین رہا۔ سرکار ریاست سے اسکو تنخواہ دلاتی تھی لچھمن سنگھ کے انتقال پر سرکار نے اسکو حقدار مانکر
تیس اپریل ۱۹۰۵ء کو مسند نشین کیا اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا والی ریاست ہوا۔

مہارا اول پرتھی سنگھ

پرتھی سنگھ اپنے باپ مہارا اول شنبھو سنگھ کا دسمبر ۱۹۱۳ء مین جانشین ہوا اور ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو اسے پورے
اختیارات ملے۔ مہارا اول کی سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے۔

جاگیرات

ریاست بانسواڑہ مین کل گیارہ سو اٹھاسی گانون سمجھے جاتے ہین اسمین سے پانسو ۴۲ گانون خالصے کے ہین
جنکی آمدنی اب ۲۴۰۰۰۰ روپیہ سالانہ ہے ایک سو بارہ گانون خیرات انعام اور موکری کے طور پر برہمن۔ چارن
اور اہلکارون کی جاگیر مین ہین جنکی آمدنی پچیس ہزار روپیہ سالانہ ہے اور پانچسو ۴۳ گانون راجپوت لوگون کے
قبضے مین ہین جن کی آمدنی تین لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب ہے اس ریاست مین چودہ سردار اول درجے کے ہین
اور اٹھارہ جاگیردار دوسرے درجے کے سمجھے جاتے ہین۔

بانسواڑے کے اول درجے کے تعظیمی سردار

نمبر شمار	نام جاگیر	قوم سردار	مواضعات کی تعداد	سالانہ آمدنی	خراج	کیفیت
۱	موٹاگاؤں	چوہان	۷	۸۰۰۰	۵۷۱	اول درجہ تعظیمی
۲	کھنوالہ	چوہان	۷	۸۰۰۰	۸۷۵	ایضاً
۳	ارتھونہ	چوہان	۲۴	۱۶۰۰۰	۹۵۱	ایضاً
۴	گڑھی	چوہان کالسپیا	۱۵۱	۸۴۰۰۰	۳۰۰۰	ایضاً
۵	سوڑپور	بھاٹی	۵	۴۰۰۰	۳۶۱	مہاراول صاحب کا رشتہ دار بھائی۔
۶	کھانڈو	بھاٹی	۴۰	۳۲۰۰۰	۴۰۰	ایضاً
۷	گنوڑا	چوہان	۱۱	۱۰۰۰۰	۶۲۶	اول درجہ تعظیمی
۸	کشلگڑھ	راٹھوڑ [illegible] پوراؤ	۱۶۹	۷۰۰۰۰	۱۱۰۰	اسکی کچھ جاگیر رتلام کے ماتحت بھی ہے۔
۹	لوہاڑا	بیرتھ راٹھوڑ	۷	۲۰۰۰	۳۶۸	
۱۰	آرجپورہ	راٹھوڑ	۱	۱۰۰۰	۱۷۲	
۱۱	خوشحال پورہ	سکتاوت	۱۲	۴۰۰۰	معاف	صرف مسند نشینی کا نذرانہ دیتا ہے۔
۱۲	ناواگاؤں	چوہان	۱	۱۰۰۰	۴۶۳	
۱۳	تیور	چوہان	۵	۲۰۰۰	۷۹۱	
۱۴	کیوڑا رسیدینہ	چوہان	۲	۱۰۰۰	۷۰	

بانسواڑے کے دوسرے درجے کے سردار

نمبر شمار	نام جاگیر	قوم سردار	مواضعات کی تعداد	سالانہ آمدنی	خراج	کیفیت
۱	امجھ	بھاٹی	۵	۶۰۰۰	۸۲۵	
۲	بسی	چوہان	۳	۳۰۰۰	۶۲۸ ۳	
۳	چھاج	چوہان	۸	۳۰۰۰	۶۴۰ ۶	
۴	بیوکھیہ	چوہان	۱۹	۴۰۰۰	۷۷۴	
۵	بھیم سور	اودھ	۵	۳۵۰۰	۹۳۲ [illegible] آنہ	
۶	کلکیہ	چونڈاوت	۴	۳۵۰۰	۱۳۱ [illegible]	
۷	آمارا	چوہان	۱	۱۰۰۰	۲۱۵ [illegible]	
۸	سیچ اڑہ	چوہان	۴	۳۵۰۰	۴۲۵	
۹	بھواسہ	چوہان	۳	۴۴۰۰	۱۸۸ [illegible]	

نمبر نشان	نام جاگیر	قوم جاگیردار	تعداد چہٹی	آمدنی تخمینی	خراج	کیفیت
۱۰	موئی واسہ	چوہان	۱	۱۰۰۰	۱۵۲ ۱۱-آنہ	
۱۱	کمانیہ	ادہ	۳	۲۰۰۰	۲۴۵ ۱۳-آنہ	
۱۲	دیودہ	ادہ	۱	۱۵۰۰	۲۳۳ ۰۲-آنہ	
۱۳	ڈیوانڑہ	چوہان	۲	۱۰۰۰	۲۲۵ ۴-آنہ	
۱۴	نکروالی	سکتاوت	۵	۴۰۰۰	۲۴۸ ۱۰-آنہ	
۱۵	کونڈلہ	کوہاوت	۸	۲۵۰۰	۲۶۰ ۵-آنہ	
۱۶	کنکیہ	سکتاوت	۴	۲۰۰۰	معاف	صرف نذرانہ مسند نشینی دیتا ہے۔
۱۷	تولیہ بیل	راٹھوڑ	۱	۵۰۰	۲۵۰	
۱۸	سےگہسر	میرتیہ	۲۰	۸۰۰۰	معاف	راوکوشل گڑھ کا رشتہ دار ہے۔

فصل۔ تاریخ پرتاب گڑھ

جغرافیہ

پرتاب گڑھ کا علاقہ جسکو کانٹھل کہتے ہین میواڑ کے جنوبی مشرقی گوشے مین ہے اسکے شمال و مغرب مین اودیپور جنوب مین بانسواڑہ مشرق مین مالوہ یعنی رتلام۔ ہولکر اور سیندھیا کا علاقہ پھیلا ہوا ہے۔ اس کا طول شمال سے جنوب کو پچاس میل۔ عرض مشرق سے مغرب کو پچیس میل۔ رقبہ آٹھ سو چہیاسی میل مربع ہے آبادی ۱۶۲۷۰۴ نفر اس کا موقع خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۱۴ دقیقہ اور ۲۴ درجہ ۱۴ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۲۷ دقیقہ و ۷۵ درجہ کے درمیان ہے۔

آمدنی خالصہ ساڑھے تین لاکھ روپیہ سالانہ تھی لیکن موجودہ زمانے مین ۱۳۲۰۰۵ روپیہ سالانہ کو نوبت پہونچگئی ہے ضلع باگڑ کا ایک حصہ اور کل ضلع جو کانٹھل نام سے معروف ہے اس ریاست مین داخل ہے۔ سرزمین کوہستانی اور کم مزروعہ ہے۔ بلندی کی وجہ سے پالا بہت پڑتا ہے وہ زمین جسکو کانٹھل کہتے ہین پست ہے اسمین عدد کم ہوتی ہے بھیلونکی آبادی زیادہ ہے اور بن مین عمارتی درخت بہت عمدہ اور بکثرت ہوتے ہین ان درختونکی لکڑی بہت موٹی اور بڑی نہین ہوتی ہے مگر مضبوطی مین ڈونگرپور اور بانسواڑہ کی لکڑی سے بہتر ہوتی ہے۔ عمارتی درختون کے سوا بانس بھی عمدہ ہوتا ہے جو ڈونگرپور اور بانسواڑہ کے علاقے مین نہین ملتا۔

شہر پرتاب گڈھ بلند زمین پر مالوہ یعنی کانٹھل مین سطح سمندر سے ۱۶۵۸ فٹ بلند ہے اثنای راہ راہ نیمچ و مرود نیمچ سے ۳۲ میل جنوب مین عرض بلد شمال ۲۴ درجہ ۵ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۵۸ دقیقہ پر واقع ہے یہان کے رئیس آبادی سے آدہ میل فاصلے پر اکثر اپنا قیام رکھتے ہین دسہرہ وغیرہ پر دیولیہ کو جاتے ہین جو ریاست کا پرانا دارالحکومت تہا اس ملک مین سے قریب دو لاکھ روپے سالانہ آمدنی کا ملک جاگیرداروں کے قبضے مین ہے پرتاب گڑھ کی آب و ہوا

عمدہ سمجھی گئی ہے لیکن وہان کے باشندے باوجود مالداری کے بہت بے احتیاطی سے رہتے ہین۔

قوم

پرتاب گرھ والے جو میواڑ کے خاص سیسودیہ سورج بنسی خاندان کی چھوٹی شاخ مین ہین پہلے راوت کہلاتے تھے گورنمنٹ انگریزی کی فرمانبرداری کے بعد سے مہاراوت کہلاتے ہین اسوقت سے چارسو برس سے کچھ پہلے چتوڑ کی دوسری نامی لڑائی مین دیولیہ والونکا ایک بزرگ راوت باگھ سنگھ بہادر شاہ گجراتی کے مقابل رانا بکرماجیت کا قائم مقام بنکر مارا گیا تھا اس سبب سے میواڑ والونکی طرح جو خود کو ایکلنگ دیوتا کا دیوان یعنی نائب کہتے ہین پرتاپگڈھ والے بھی اپنے نام پر دیوان کا لفظ بول چال مین شامل کرتے ہین۔

پرتاپ گڑھ والونکے بزرگ شہنشاہ دہلی کے امراءمین سے تھے راوت پرتھوی سنگھ پر فرخ سیر بادشاہ کی ایسی مہربانی تھی کہ اسکو اپنے شہر مین ٹکسال کھولنے کی اجازت دی اور عالمگیر ثانی کے عہد سے سالم سنگھ کو دوبارہ ٹکسال کھولنے کی اجازت ملی جس نے اس سکے کو اپنے نام سے منسوب کیا لیکن نام اسپر بدستور شاہ عالم کا رہا جو اورنگزیب عالمگیر کا بیٹا تھا اسوقت سے وہان دارالضرب مین اٹھارہوین صدی کے آخر تک سالم شاہی روپیہ بنتا رہا پچھلے رئیسون مین سے بعض نے دارالضرب مین غیر خالص و کم وزن روپیہ تیار کراکے کاسد بازاری کی کہ اس پر سرکار انگریزی کو تاکید و تنبیہ کرنی پڑی۔

نسب نامۂ ریاست پرتاب گڑھ

(۱) کھیم کرن ولد رانا موکل والی اودیپور (۲) سورج مل (۳) باگھ سنگھ (۴) رای سنگھ (۵) بیکاجی (۶) تیج سنگھ (۷) بھان سنگھ (۸) سنگھاجی (۹) جسونت سنگھ (۱۰) ہری سنگھ (۱۱) پرتاب سنگھ (۱۲) پرتھوی سنگھ (۱۳) رام سنگھ (۱۴) امید سنگھ (۱۵) گوپال سنگھ (۱۶) سالم سنگھ (۱۷) ساونت سنگھ (۱۸) دلپت سنگھ (۱۹) اُدے سنگھ (۲۰) مہاراوت رگھوناتھ سنگھ۔

سلسلہ وار تاریخی احوال

ریاست پرتاب گڑھ اسوقت سے تقریباً پانسو برس پہلے چتوڑ کے ملک مین سے نکلی ہے اور وہ اس حساب سے بانسواڑہ کی بہ نسبت جو تقریباً چارسو برس پہلے ڈونگرپور سے علیحدہ قائم ہوا سو برس پرانی ہے۔ یہان کے رئیس اگرچہ بہت عرصے تک اودیپور کے ماتحت رہے لیکن دوسرے سردارون سے انکی نشست اور عزت بڑھکر رکھی گئی تھی سپرڈونگرپور وغیرہ کی طرح پرتاب گڑھ نے شاہجہان کے عہد مین مغلونکی اطاعت قبول کی تھی اور عالمگیر ثانی کے وقت مین راوت سالم سنگھ کو اپنے نام کا سالم شاہی سکہ جاری کرنے کی بھی اجازت مل گئی جسکا موقع ڈونگرپور اور بانسواڑے کو حاصل نہین ہوسکا سالم شاہی روپیہ جو انگریزی ۱۲ آنے کے قریب اور کبھی اس سے بھی کم ہو تا تھا باگڑ اور مالوے کے علاقے مین کثرت سے چلتا تھا جسکی جگہ اب انگریزی روپے نے لے لی ہے۔ محمد شاہ کے بعد اس ریاست کو مرہٹون نے بہت ستایا تھا جن کی ماتحتی سے سرکار انگریزی نے

علیحدہ کرکے ایک عہدنامے کے ساتھ خراجگزار بنلیا۔

۱۔ راوت کھیم کرن

سمبت ۱۴۹۰ مطابق ۱۴۳۴ء مین جبکہ چتوڑ کا رانا موکل اپنے ایک رشتہ دار کے ہاتھ سے مارا گیا تو اسکے دو بیٹون کو بنجا اور کھیم کرن یا کھیم سنگھ مین سے پہلا چتوڑ کی گدی پر بیٹھا اور دوسرے کو بڑی سادڑی اور دھریاود وغیرہ کا علاقہ جاگیر مین ملا کھیم کرن کی اولاد کچھ عرصے تک وہان قائم رہنے کے بعد پرتابگڈھ کو ترقی کرکے بدل آگئی اور اسنے وہان نئی حکومت جمائی

۲۔ راوت سورج مل

کھیم کرن کا بیٹا سورج مل سمبت ۱۵۵۰ مطابق ۱۴۹۴ء مین بڑی سادڑی کا مالک بنا کرنل ٹاڈ کا بیان ہے کہ سورج مل سے چتوڑ کے ولیعہد پرتھوی راج اور سانگا کی جو رشتے مین اسکے بھتیجے ہوتے تھے اکثر ملک کے واسطے لڑائیان ہوتی رہین۔ لیکن آخر مین سورج مل نے رانا رائے مل کے عہد مین چتوڑ کے راج سے علیحدہ ہوکر جنوبی مشرقی ویران علاقے مین جہان جنگلی لوگ رہتے تھے ایک دیولیہ نام قلعہ بنا کر ریاست پرتاب گڑھ کی بنا ڈالی لیکن پرتاب گڑھ والے خیال کرتے ہین کہ دیولیہ کی آبادی دو پشت بعد بیکا جی کے عہد مین ہوئی ہے۔ سورج مل کے بیٹون مین سے راجدھر۔ رندھیر۔ اور سہس مل تو رانا کی طرف سے بادشاہی فوج کے مقابلے مین مارے گئے اور باگھ سنگھ ولیعہد رہا سہس مل کے بیٹے کانہل کی اولاد مین سے دھموتر کا ٹھاکر وغیرہ سہاوت کہلاتے ہین۔

۳۔ راوت باگھ سنگھ

سمبت ۱۵۸۷ مطابق ۱۵۳۰ء مین مسند نشین ہوا یہ راوت چتوڑ کے رانا بکرمادت کی بدمزاجی اور اپنی جاگیر ضبط ہونے کے سبب رنجیدہ ہوکر بادشاہ مالوہ کے پاس چلا گیا جہان اسنے ڈیڑہ لاکھ سالانہ آمدنی کی جاگیر پاکر باگھوا اڑہ مقام بسایا۔

سمبت ۱۵۹۲ مطابق ۱۵۳۶ء مین جبکہ سلطان بہادر شاہ گجراتی نے چتوڑ پر دوسری چڑھائی کی تو اسوقت بوندی۔ جالور۔ سروہی وغیرہ کے راؤ اپنی فوجون سمیت چتوڑ مین آموجود ہوئے تھے ان سب سردارون نے رانا بکرمادت اور اسکے چھوٹے بھائی اودے سنگھ کو جو کچھ عرصے کے بعد رانا ہوا نسل قائم رکھنے کی غرض سے بچا کر نکالدیا اور اسکے قریبی رشتہ دار راوت باگھ سنگھ کو جو اپنے بزرگون کے ملک کی مدد کے واسطے مالوے سے چلا آیا تھا اپنا افسر بنا کر ریاست کا جھنڈا اور چتر اسکے سر پر قائم کیا راوت نے تمام راجپوتون سمیت قلعہ سے نکلکر دشمنون پر حملہ کرنے کے بعد جان دی کیونکہ اسوقت دشمنون کے ہاتھ سے جان سلامت لیکر بھاگ سکتا تھا۔ اسیوقت سے دیولیہ کے راوت خود کو رانا کا قائم مقام بننے کے سبب ایکلنگ کا دیوان کہنے لگے ہین۔

۴۔ راوت رائے سنگھ

سمبت ۱۵۹۲ مطابق ۱۵۳۶ء مین چتوڑ مقام پر مسند نشین ہوا جبکہ گجراتی لوگ دہلی کے بادشاہ ہمایون کے خوف سے قلعہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

یہ راوت قلعہ چیتوڑ رانا کو حوالے کرکے بڑی سادڑی چلا آیا اسکے چھوٹے بھائی خان سنگھ کی اولاد خاناوت کہلاتی ہے۔ راوت کے بعد اسکے چار بیٹون بیکا۔ اُدے کرن۔ آس کرن اور پورن مل مین سے پہلا وبیعہد

۵۔ راوت بیکا

سمبت ۱۶۱۰ مطابق ۱۵۵۳ء مین مسند نشین ہوا۔ اسنے میواڑ چھوڑکر مندسور کے بادشاہی حاکم سے ملاقات لی۔ اسکے ساتھ سورج مل کا پوتا کانھل بھی بنا ہیڑے کی جاگیر چھوڑ گیا تھا۔ تھوڑے دنون کے بعد راوت نے غیاث پور آمد بسا مین رہکر سونگرے راجپوتون سے سہاک پور چھین لیا اور اسیطرح دوسرے پرگنے کھیروٹ لوڑی اور نتور وغیرہ دبا لئے اور اپنے چچا کانھل کو دھموتر جاگیر مین دیا۔

سمبت ۱۶۱۷ مطابق ۱۵۶۰ء مین راوت نے دیومینی کے خاوند اور اُسکے مددگار بھیلونکو مار کر کانٹھلی کا ویران علاقہ قبضے مین کیا اور دیومینی کے ستی ہونے سے اُسکی درخواست پر دیوگڑھ کو آباد کر کے راجدھانی قرار دیا۔ پندرہ برس کے بعد جبکہ رانا پرتاپ سنگھ اول سے بادشاہی فوج کے افسر کنور مان سنگھ کچھواہہ کا مقابلہ ہلدی گھاٹے پر ہوا تو راوت کی طرف سے اُسکا چچا کانھل رانا کی ماتحتی مین لڑکر مارا گیا اور کئی برس پیچھے راوت کا دوسرا بیٹا کرشن داس بھی اسیطرح کام آیا جسکے خونبہا مین رانا نے گاؤن اگران عنایت کیا راوت نے کرشن داس کے بیٹے سمرسی کو دہلی کے بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا جہان سے وہ بادشاہی فوج کے ساتھ بیکانیر جاکر فتح کے بعد واپس آگیا۔ راوت کے تیسرے بیٹے سرجن داس کے پوتے تحکم سنگھ نے گاؤن تحکم پورہ بسایا تھا جو تھوڑے دنون سے کسیطرح بانسواڑے والون کے قبضے مین چلا گیا ہے۔ راوت کے وفات پانے کے بعد اُسکا بڑا بیٹا تیج سنگھ قائم مقام ہوا۔

۶۔ راوت تیج سنگھ

اس نے سمبت ۱۶۳۵ مطابق ۱۵۷۸ء مین مسند نشین ہوکر تیج ساگر تالاب بنوایا اور پندرہ برس راج کر کے اپنے بعد کنور بھان سنگھ کو وارث چھوڑا۔

۷۔ راوت بھان سنگھ

سمبت ۱۶۵۰ مطابق ۱۵۹۳ء مین مسند نشین ہوا اسکے نو برس کے بعد رانا کے ماتحت جاگیر دار جودھ سنگھ سیسودیہ نے مندسور مین فساد کیا۔ مقابلے مین جیرن مقام پر راوت بھان سنگھ اور مندسور کا حاکم کھمن خان وغیرہ جودھ سنگھ کو قتل کرکے مارے گئے۔ راوت کی چھتری جیرن مین موجود ہے۔ اُسنے کوئی اولاد نہین چھوڑی تھی اسلئے اُسکا چھوٹا بھائی سنگھا ولیعہد مانا گیا۔

۸۔ راوت سنگھا

سمبت ۱۶۶۰ مطابق ۱۶۰۳ء مین مسند نشین ہوکر انیس برس کے بعد گذر گیا۔ اُسکا بڑا بیٹا جسونت سنگھ ولیعہد تھا اور چھوٹے بیٹے جگناتھ کی اولاد سنگھاوت کہلاتی ہے

۹ - راوت جسونت سنگھ

سمت ۱۶۷۹ مطابق ۱۶۲۳ء مین مسند نشین ہوا - اسکے مہا سنگھ - ہری سنگھ - کیسری سنگھ اور اودے سنگھ چار بیٹے تھے سمت ۱۶۸۹ مطابق ۱۶۳۳ء مین اودے پور کے رانا جگت سنگھ اول کے بلانے پر راوت مع ولیعہد مہا سنگھ کے چنپا باغ مین جا کر ٹھہرا جو اودیپور کے باہر مشرقی طرف ہے - رانا راوت سے اودیپور کے عوض بادشاہی اطاعت اختیار کر لینے کے سبب بہت رنجیدہ تھا اسلئے اس نے دھوکے سے رام سنگھ راٹھوڑ کو بڑی فوج دیکر باغ مین بھیجا - راوت جسونت سنگھ رات مین حملہ ہونے کے بعد اپنے بڑے بیٹے اور ایک ہزار ساتھیون سمیت بہادری سے لڑکر مارا گیا دیولیہ مین دوسرا کنور ولیعہد ہوا اور تیسرے کیسری سنگھ سے جسونت سنگھوت شاخ چلی -

۱۰ - راوت ہری سنگھ

اسنے سمت ۱۶۹۰ مطابق ۱۶۳۴ء مین مسند نشین ہونے کے بعد دہلی جا کر بادشاہ کے حضور مین رانا کے ظلم اور اپنے باپ وغیرہ کے قتل کا حال عرض کیا - وہان سے اسکو خلعت انعام اور منصب ملکر حاکم مندسور کے نام فرمان جاری ہوا کہ دیولیہ کی زمین سے اودیپور والون کا دخل اٹھا دیا جاے - دہلی سے واپس آکر ہری سنگھ نے اپنے علاقے پر قبضہ حاصل کیا اور بتیس گاؤن ہردان اور جہاتا پرگنے کے اودیپور مین سے دبا لئے جن کی بابت عالمگیر بادشاہ ناخوش ہوا - راوت نے چالیس برس راج کرکے وفات پائی اسکے چار بیٹون پرتاپ سنگھ - امر سنگھ محکم سنگھ اور مادھو سنگھ مین سے بڑا ولیعہد ہوا اور باقی کو علیحدہ جاگیرین ملین -

۱۱ - راوت پرتاب سنگھ

سمت ۱۷۳۰ مطابق ۱۶۷۳ء مین مسند نشین ہوا اسنے ایک بیاہ بیکانیر اور دوسرا ایڈر مین کیا تھا - سفر مین سلونبر کے مقام پر ٹھہر کر وہان کے راوت کشن سنگھ کے ایک پوتے منوہر داس کو اپنے ہمراہ لے آیا جسے سمت ۱۷۳۵ مطابق ۱۶۷۹ء مین بڑ لیا وغیرہ دیا اسکی اولاد یعنی چونڈاوتون کی جاگیر مین دو ٹھکانے سیلار پورہ اور بڑ لیا اب تک اس راج مین چلے آتے ہین -

راوت پرتاپ سنگھ نے سمت ۱۷۵۴ مطابق ۱۶۹۸ء مین اپنے نام سے پرتاپ گڑھ بسا کر قلعہ بھی تیار کرایا اسکے وقت مین اودیپور کے رانا نے بادشاہی اطاعت کی ناراضگی سے جودھپور کے کنور رام سنگھ کو کانٹھل یعنی پرتاپ گڑھ کا علاقہ جہیز مین دینا چاہا لیکن کنور مذکور دیوگڑھ کے پاس پہونچکر پیارڑہ راجپوتون کے ہاتھ سے جو سیسودیون کی ایک شاخ ہے قتل ہوا -

راوت پرتاپ سنگھ چونتیس برس راج کرنے کے بعد فوت ہوا اور اسکے دو بیٹون پرتھوی سنگھ اور کیرتی سنگھ مین سے پہلا ولیعہد ہوا اور دوسرے کے نام سے کیرتی گڑھ بسایا گیا -

۱۲ - راوت پرتھوی سنگھ

سمت ۱۷۶۴ مطابق ۱۷۰۸ء مین مسند نشین ہوا یہ سمت ۱۷۷۰ مطابق ۱۷۱۴ء مین فرخ سیر بادشاہ کے

پاس دہلی گیا جہان سے اسکو رامت کے سوا راو کا خطاب عنایت ہوا اور پرتاپ گڑھ مین ٹکسال کھولنے کی اجازت ملی۔

اس کے وقت مین رتلام والون نے پرتاپ گڑھ پر چڑھائی کی لیکن وہ ناکام واپس گئے اور انکا کسقدر علاقہ لوٹ لیا گیا راوت اپنے راج کے نوین برس گذر گیا اس کے پانچ بیٹون مین سے بڑا بہادر سنگھ اودے پور کے رانا سنگرام سنگھ کے پاس بھیجا گیا تھا جسکے لیے وہان سے دھریاؤد جاگیر کے طور پر تجویز ہوا تھا لیکن وہ اودے پور مین گذر گیا اور اسکا بیٹا رام سنگھ پرتاپ گڑھ مین ولیعہد کیا گیا۔

۱۳۔ راوت رام سنگھ

سمبت ۱۷۷۳ مطابق ۱۷۱۶ء مین مسند نشین ہوکر چھ مہینہ راج کرنے کے بعد لاولد انتقال کر گیا جس سے اس کا چچا امید سنگھ جانشین کیا گیا۔

۱۴۔ راوت امید سنگھ

سمبت ۱۷۷۴ مطابق ۱۷۱۷ء مین مسند نشین ہوکر پانچ برس کے بعد بغیر اولاد مر گیا اور اسکا چھوٹا بھائی گوپال سنگھ راوت مانا گیا۔

۱۵۔ راوت گوپال سنگھ

سمبت ۱۷۷۹ مطابق ۱۷۲۳ء مین مسند نشین ہوا۔ اسوقت محمد شاہ بادشاہ کے ضعیف عہد مین مرہٹون نے دکھن و مالوہ مین زور پکڑا۔ سمبت ۱۷۹۳ مطابق ۱۷۳۶ء مین باجی راؤ پیشوا۔ ملہار راؤ ہلکر اور رانا نے ڈونگرپور کا محاصرہ کیا تھا راول شیو سنگھ کے بلانے سے راوت گوپال سنگھ ڈونگرپور گیا اس کی فہمائش سے ڈونگرپور اور بانسواڑہ کا خراج پیشوا کو ملنا قرار پاکر محاصرہ اٹھایا گیا۔ پھر مرہٹے راوت کے ہمراہ پرتاپ گڑھ آکر چند روز مہمان رہنے کے بعد چلے گئے۔ راوت نے شہر مین اپنے نام پر بازار گوپال گنج بنوایا اور تھوڑے دنون کیلئے اپنے ولیعہد سالم سنگھ کو اودے پور بھیجا جہان سے خوشی کے ساتھ وہ واپس آگیا۔ اس راوت نے چھتیس برس راج کرکے وفات پائی۔

۱۶۔ راوت سالم سنگھ

سمبت ۱۸۱۴ مطابق ۱۷۵۸ء مین مسند نشین ہوا اسنے پرتاپ گڑھ کی نئی شہر پناہ بنوا کر سالم پورہ گاؤن بسایا اور بادشاہ عالمگیر ثانی کی خدمت مین دہلی جاکر وہان سے دوبارہ ٹکسال کا حکم لانے کے بعد سالم شاہی روپیہ جاری کیا وقائع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ سالم سنگھ پر محمد شاہ کی ایسی مہربانی تھی کہ اسکو اپنے نام سے سکہ جاری کرنے کی اجازت دی تھی لیکن محمد شاہ ۱۷۱۹ء مین مسند نشین ہوا تھا اور ۱۷۴۸ء مین عالم بقا کو سدھارا تھا پس وہ ۱۷۵۸ء تک کیا اس کے بعض کا سبب کیا تھا اگرچہ انگریزی روپے نے اسکی جگہ لیلی ہے پھر بھی ابتک باگڑ اور مالوہ وغیرہ کے علاقے مین اکثر چلتا ہے۔

سمبت ۱۸۱۸ مطابق ۱۷۶۱ء مین تکوراؤ ہلکر تین مہینہ تک پرتاپ گڑھ کا محاصرہ کرکے ناکام واپس گیا اور دو برس کے بعد ملہار راؤ ہلکر نے کچھ روپیہ لینے پر صلح کی۔ اودے پور مین جھالا صورت سنگھ نے مہارانا سے جو بغاوت کی تھی اسکو

اس راوت نے رفع کیا۔ سمبت ۱۸۲۲ مطابق ۱۷۶۵ء مین ایک شادی کے موقع پر سالم سنگھ مہمان ہوکر اندور گیا جہان خاطرداری کے ساتھ پیشوائی ہوکر مہاراجہ ہلکر نے برابر نشست دی۔
سمبت ۱۸۲۶ مطابق ۱۷۶۹ء مین جبکہ رانا ارسی سوم کے برخلاف ایک دعوے دار رتن سنگھ نے سردارون کی سازش سے فساد اُٹھایا اور مادھو راؤ سیندھیا کو ساتھ لاکر اودیپور کا محاصرہ کرایا تو راوت سالم سنگھ مدد کیواسطے مہارانا کے پاس گیا جس سے راوت راؤ کا خطاب جو بادشاہی طرف سے عنایت ہوا تھا مہارانا نے بھی تسلیم کیا اور دھریاوڈ کا پرگنہ قدیمی حق سمجھکر راوت کو دیدیا۔ صلح ہوجانے کے بعد سالم سنگھ واپس چلا آیا اور دوارکا مین ایک خیرات مقرر کی جو ابتک جاری ہے۔ یہ راوت ستو برس راج کرکے فوت ہوا اُسکے دو بیٹون ساونت سنگھ اور لال سنگھ مین سے پہلا ولیعہد ہوا اور دوسرے کو ارنود جاگیر مین ملا جسکی اولاد سالم سنگھوت کہلاتی ہے۔

۱۷ - راوت ساونت سنگھ

سمبت ۱۸۳۱ مطابق ۱۷۷۴ء مین مسند نشین ہوا۔ پرگنہ دھریاوڈ کی جاگیر کے عوض پرتابگڈھ کے بعض ماتحت سردار اودیپور مین حاضری دیا کرتے تھے مگر کم عمر راوت کی والدہ نے اُسکے ہوشیار ہونے تک جاگیردار وکلا اودے پور جانا ملتوی رکھا۔ مہارانا بھیم سنگھ کے عہد مین دھریاوڈ کا پرگنہ میواڑ کے خالصے مین شامل ہوکر پھر کبھی واپس نہین ملا اس راوت کے وقت مین مرہٹون کے ہاتھ سے ملک نے بہت نقصان اُٹھایا۔ ان دنون شاہ عالم ثانی دہلی مین نام کو بادشاہ تھا۔ اسلیے وہان کی مدد سے ناامید ہوکر پندرہ ہزار روپیہ سالانہ خراج جو بادشاہی سرکار مین ادا کیا جاتا تھا ہلکر کو دینا منظور کیا لیکن اُسنے زبردستی بہتر ہزار روپیہ مقرر کیا جو ریاست برقرار رہنے کے سبب قبول کیا گیا راج مین یہ سب روپیہ نقد ادا کرنیکی گنجائش نہونے سے کچھ گھوڑے وغیرہ جانور اور ہتیار اور سامان روپیکی کمی کے عوض دیا جاتا تھا۔ سمبت ۱۸۶۲ مطابق ۱۸۰۵ء مین راوت نے مرہٹون کے ظلم سے نکلنے کی امید پر سرکار انگریزی کا خراجگذار ہونا پسند کیا۔ لیکن لارڈ کارن والس کی تجویزون سے ریاست کی دستگیری نہوسکی جس سے چودہ برس اور بھی مرہٹون کے ہاتھ سے تکلیفین اُٹھانی پڑین۔ سمبت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۸ء ۹ - اکتوبر کو کپتان میکڈانلڈ کی معرفت پرتابگڈھ سے بھی دوسری ریاستون کی طرح حفاظتی حق کا بہتر ہزار سات سو روپیہ سالم شاہی سالانہ خراج مہاراجہ ہلکر کے عوض سرکار انگریزی کو دیا جانا قرار پایا۔ لیکن ہلکر کو مندسور کے عہدنامے سے ملکی نقصان اُٹھانے کے عوض سرکار انگریزی نے اس خراج کی برابر روپیہ اپنے خزانے سے دینا منظور کیا۔
پرتابگڈھ پر خراج کے علاوہ بارہ ہزار سالانہ کا فوج خرچ بھی رکھا گیا تھا جو دو برس کے بعد جبکہ بیس ہزار ہوکر ڈونگرپور وغیرہ کی طرح بالکل معاف کیا گیا۔ اول اول رئیس پرتابگڈھ نے پچاس سوار اور دو سو پیادون کی فوج سرکار انگریزی کی نوکری مین رکھنے کا اقرار کیا تھا جب اُسکا ایفا نہوسکا تو نقد روپیہ قبول کیا مگر اُس پر کبھی عمل نہ ہونے سے یہ اقرار منسوخ ہوگیا۔
راوت ساونت سنگھ اور اُسکے کنور دیپ سنگھ کی نااتفاقی سے بارہ برس تک ریاست مین بڑی خرابی

بر پا سہی۔ راوت نے راج کا انتظام کنور کو سونپ دیا تھا لیکن اُسنے چند لوگونکو جو اُسکے کام مین خلل انداز تھے ہلاک کرڈالا سرکار انگریزی نے اسکو ریاست سے بیدخل کرکے دیولیہ مین رہنے کا حکم دیا۔ کنور نے دوبارہ پیا آکر فساد کیا اور سرکار نے اسکو قید کرکے قلعہ گرنار مین بھیجدیا۔ سمبت ۱۸۹۲ مطابق ۱۸۳۶ء ۲۱ مئی کو دیپ سنگھ کا اُسی قلعہ مین انتقال ہوگیا اور راوت ساونت سنگھ جسنے چند سال پیشتر کاروبار ریاست ترک کردیا تھا از سرنو انصرام کرنے لگا کنور کے انتقال سے پیشتر راوت نے اُسکا قصور معاف کردیا اور سرکار انگریزی مین بھی اُسکی رہائی کی درخواست کی تھی یقین ہے کہ منظور ہوجاتی مگر تاوقتیکہ حکم منظوری صادر ہو اُسکی عمر نے وفا نہ کی کنور دیپ سنگھ بڑا بہادر لیکن بدمزاج تھا وہ اپنے ملک کے لیے مرہٹون سے لڑا تھا اور اُنکی فوج مین شامل بھی رہا تھا جسکے سبب غارتگرون کی سی بیرحمی اُسکی طبیعت مین جم گئی تھی۔

کنور کے دو بیٹون کیسری سنگھ اور دلپت سنگھ مین سے راوت نے بڑے کو پوتا ولیعہد بناکر دوسرا ڈونگرپور کے رئیس جسونت سنگھ کو جو سندھیون سے لڑکر دوبارہ اپنے راج پر قائم ہوا تھا گود دیا تھا۔ راوت کا بڑا پوتا کیسری سنگھ سمبت ۱۸۹۰ مطابق ۱۸۴۳ء مین فوت ہوگیا اور اُسکے دس برس کے بعد سمبت ۱۹۰۰ مطابق ۱۸۴۴ء مین راوت ساونت سنگھ نے ساٹھ برس کے قریب راج کرکے وفات پائی۔ جس سے اُسکے دوسرے پوتے کو ڈونگرپور چھوڑکر واپس آنا پڑا۔

۱۸۔ مہاراوت دلپت سنگھ

سمبت ۱۹۰۰ مطابق ۱۸۴۴ء مین پرتاب گڑھ کی گدی کا کوئی وارث نہ رہنے سے اپنے دادا کی جگہ ڈونگرپور سے واپس آیا جہان کہ وہ انیس برس پہلے گود لیے جاکر راج کرچکا تھا۔ ڈونگرپور کے سردارونکی نااتفاقی کے سبب سرکاری حکم سے یہ تجویز قرار پائی کہ دلپت سنگھ ایک لڑکا گود لیکر ڈونگرپور کی گدی پر بٹھادے اور آپ پرتابگڈھ کا مالک رہکر دونون جگہ کا کام سنبھالتا رہے۔ اُسنے سمبت ۱۹۰۳ مطابق ۱۸۴۶ء مین سابلی کے کنور اودے سنگھ کو اپنی پسند کے موافق ڈونگرپور مین رکھدیا۔ اودے سنگھ کی کم عمری کے سبب دلپت سنگھ آٹھ برس اور ڈونگرپور کا کام کرتا رہا پھر دو جگہ کے کام مین مشکل پڑنے کے سبب پرتاب گڑھ آرہا اور ڈونگرپور سے کچھ واسطہ نہ رکھا۔

سمبت ۱۹۱۴ مطابق ۱۸۵۷ء کے غدر مین مہاراوت نے اپنی فوج بھیجکر سرکار کو مدد دی اپنے علاقے مین باغیون کا جماؤ نہ ہونے دیا اس خیرخواہی کے عوض سرکار سے نیکنامی کا خریطہ حاصل ہوا۔

یہ مہاراوت علاوہ انیس برس ڈونگرپور مین راج کرنے کے پرتاب گڑھ مین اپنی حکومت کے بیسوین برس سمبت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۴ء مین انتقال کرگیا اور اُسکا کنور اودے سنگھ وارث رہا۔

۱۹۔ مہاراوت اودے سنگھ

سمبت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۴ء مین اپنے والد کے بعد پرتاب گڑھ کا مالک ہوا۔ یہ اس وقت سترہ برس کی

عمر مین تھا لیکن اسکی ہوشیاری سے ریاست مین جلد امن پیدا ہوا کہ اُسنے علاقے کے تمام فسادی بھیلون وغیرہ
و سخت سزائین دیکر لوٹ مار سے باز رکھا۔ سمبت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۵ء ۱۷ دسمبر کو کرنل ایڈن گورنر جنرل راجپوتانہ
نے مع کرنل نکسن پولیٹکل ایجنٹ اودیپور پرتاب گڑھ آکر سرکاری طرف سے مہاراوت کو پورے اختیارات
کا خلعت دیا۔ اس کے دوسرے برس مہاراوت آگرے کے مقام پر گورنر جنرل کے دربار مین شامل ہوا۔ اس سفر
سے اُسکی طبیعت مین آب و ہوا کی قدر بڑھ گئی اور اس خیال سے شہر پرتاب گڑھ کے مشرقی طرف ایک نئی
چھاؤنی اپنے رہنے کو آباد کی۔

سمبت ۱۹۲۴ مطابق ۱۸۶۷ء مین رپورٹ ہوئی کہ مہاراوت عیش و آرام کی طرف زیادہ مائل ہو گیا ہے اور
دو اہلکار نورالدین و نظام الدین ریاست مین ظلم و خرابی پیدا کرتے ہین اسلئے پولیٹکل افسر کی تحریر پر دونون اہلکار
موقوف کئے گئے۔ لیکن اُن کا قصور معاف ہو کر پیاس اہلکار باشندہ رتلام کا مدار مقرر کیا گیا جو سات برس کے بعد
ایک سرکش سپاہی کے ہاتھ سے سخت زخمی ہو کر جسکو عوض مین سزاے موت دیگئی مر گیا۔

سمبت ۱۹۲۵ مطابق ۱۸۶۹ء کے قحط مین مہاراوت نے محتاجون کی بہت پرورش کی غلہ وغیرہ کا محصول
بالکل معاف کر کے غیر علاقے کے مویشی وغیرہ کو اپنے علاقے مین چرائی کی اجازت دی۔ اسکے علاوہ عام طور پر
مہاراوت اپنے زیادہ خرچ کے سبب قرضدار ہو گیا۔ لیکن اسکے ادا ہونے کا قسطوار عمدہ بندوبست کر دیا۔
عام رعایا ٹھاکر اور ساہوکار وغیرہ اُس سے ہر طرح خوش تھے ظاہر یا پوشیدہ کسی کو اُسکی طرف سے شکایت نہین
تھی اکثر موقع پر مہاراوت نے مجرمون کا پیچھا کر کے اُنکو سزا دی۔ جسپر اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے پرتاب گڑھ
کا فوجداری انتظام کل راجپوتانہ خصوصاً میواڑ کے پہاڑی حصے مین نہایت پسند کیا ہے۔

سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء نومبر کے مہینے مین مہاراوت نے نیمچ جا کر گورنر جنرل بہادر سے ملاقات اور
ایک مہینہ بعد راجہ سیلانہ کی بیٹی سے شادی کی۔ سمبت ۱۹۳۹ مطابق ۱۸۸۲ء مین مہاراوت سے نیمچ کے مقام پر
مہاراجہ تکوجی راو ہلکر والی اندور سے ملاقات کی پہلے دستور کے موافق برابری کا برتاؤ عمل مین آیا۔ مہاراوت
نے کئی بار مہارانا سجن سنگھ والی اودیپور سے بھی ملنے کے لئے شوق ظاہر کیا لیکن بعض تعظیم و تکریم کی شرطین
طے نہ ہونے کے سبب یہ بات ملتوی رہ گئی۔

مہاراوت کے ایک غیر اصیل بیٹے کے سوا کوئی اولاد رانی سے نہ تھی لیکن بڑی امید بلکہ ناامیدی کے بعد سمبت ۱۹۴۲ مطابق
۱۸۸۵ء ماہ مارچ مین اُسکے کنور پیدا ہوا۔ سمبت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۶ء سے مہاراوت نے سیٹھ فرامجی بیکاجی
پارسی کو اپنا قائم مقام بنا دیا اور اُسکی صلاح و تدبیر سے سب معاملات طے ہونے لگے۔ مہاراوت کا ولیعہد کنور گذر گیا
اور خود بھی ۱۸۹۰ء مین انتقال کیا چونکہ رانی سے کوئی بیٹا نہ چھوڑا اسلئے گود لینے کی ضرورت پڑی۔

۲۰- مہاراوت رگھوناتھ سنگھ

یہ ۱۸۵۹ء مین پیدا ہوئے اور متبنےٰ کی حیثیت سے فروری ۱۸۹۰ء مین مسندنشین ہوئے اور چونکہ وہ بالغ تھے

سنہ۱۸۹۱ء مین انکو اختیارات کامل ملے۔ دربار دہلی سنہ۱۹۱۱ء مین مہاراوت کو کے سی آئی ای کا خطاب ملا انھون نے ریاست کی کمزور حالت کو دیکھکر ترقی تجارت کے خیال سے انگریزی سکہ رائج کیا۔

انکی تین شادیان ہوئین پہلی مہاراجہ بن گن کی دختر سے جس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی لڑکی کی شادی مہاراجہ بیکانیر سے ہوئی لڑکا یعنی کنور ہنومان سنگھ ولیعہد ریاست ہے جسکی شادی جون سنہ۱۹۱۲ء مین مہاراج دیپ شمشیر جنگ بہادر رانا سابق وزیر اور کمانڈر انچیف نیپال کی بیٹی سے ہوئی دوسری شادی مہاراج سوایا کی دختر سے ہوئی اور تیسری شادی راجہ پیپان گن واقع اجمیر کی چھوٹی لڑکی سے چنانچہ اس رانی سے بھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے لڑکی کی شادی کنور سیالنا سے ہوئی۔

جاگیرداران پرتاب گڑھ کا

اس ریاست کے چھوٹے بڑے ماتحت جاگیردار پچاس سے زیادہ سمجھے جاتے ہین جن مین سے اکثر کو مہاراوت نے نئے گاؤن بھی عطا کئے ہین۔ کل ریاست کی پیداوار سات لاکھ روپے سالانہ کے قریب خیال کی جاتی تھی جسمین آدھے سے کچھ زیادہ خالصہ اور قریب آدھی آمدنی کے گاؤن ماتحت سرداروں، چارنون اور اہلکارون وغیرہ کی جاگیر مین تقسیم ہین اب ریاست کی آمدنی تو ۵۱۳۲۰۰ روپے کو پہونچگئی لیکن جاگیرداروں کی ترقی آمدنی کا حال معلوم

پرتاب گڑھ کے اول درجے کے سیسودیہ سردارونکا نقشہ

نمبر شمار	نام ٹھکانہ	قوم سردار	تعداد دیہات	آبادی	سالانہ آمدنی	سالانہ خراج	کیفیت
۱	دھونتر	سہاوت	۱۱	۳۲۳۳	۶۰۰۰۰	۶۱۰۰	
۲	جھانسلا	سیسودیہ	۵	۸۴۷	۱۱۰۰۰	۱۴۱۶	
۳	برلیا	چونڈاوت	۲	۷۸۲	۸۰۰۰	۱۳۲۲	
۴	کلیان پور	رنگلوت	۲	۵۷۶	۷۰۰۰	۲۱۹۵	
۵	رائے پور	خاناوت	۸	۱۴۷۷	۳۵۰۰۰	۴۳۶۲	
۶	انبیرامہ	خاناوت	۴	۳۸۹	۹۰۰۰	۱۹۲۹	
۷	اچلودا	سیسودیہ	۷	۹۷۶	۷۰۰۰	۱۸۳۳	
۸	ارنود	سیسودیہ	۶	۲۸۹۶	۳۰۰۰۰	۲۰۲۵	
۹	سالم پور	سیسودیہ	۴	۱۰۴۳	۱۱۰۰۰	۱۷۶۹	
میزان			۴۹	۱۲۲۱۹	۱۷۸۰۰۰	۲۲۹۵۱	

باب دوم ڈھونڈھار کے بیان مین

احسن السیر مین محمد اکبر شگفتہ نے لکھا ہے کہ اجمیر کا راجہ بیسلدیو سلطان محمود غزنوی سے لڑا اور آٹھ دن تک

جنگ جاری رکھنے کے بعد اسکو شکست فاش ہوئی سلطانی فوج قلعہ تاراگڑھ پر چڑھ گئی بسیلدیو گرفتار ہوا سلطان نے اسکے قتل کا حکم دیا راجہ نے اسوقت مذہب اسلام قبول کرکے نجات پائی سلطان نے بوجہ قبول کرنے دین اسلام کے اسکو ملک مفتوحہ بھی عطا کیا مگر اُسنے منظور نہ کیا اور سلطان سے کہا کہ سواے ایزد پرستی کے اب اور کچھ آرزو نہین ہے اور بہ نیت گوشہ نشینی مقام بلند یعنی ڈھونڈھم پر اُسنے بود و باش اختیار کی فوت ہونے کے بعد اسی مقام پر مدفون ہوا وجہ تسمیہ ڈھونڈھار کی یہ ہے بسیلدیو کا ڈھونڈھم جیپور سے قریب بیس میل کے فاصلے پر سمت اجمیر ہے -

اس باب مین ریاستہاے جےپور اور سالور اور قرولی کا بیان ہے

فصل - جےپور کے حال مین

راج جیپور مع شیخاواٹی خطوط عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۴۰ دقیقہ و ۲۷ درجہ ۴۴ دقیقہ اور خطوط طول بلد شرقی ۷۵ درجہ ۵۰ دقیقہ و ۷۷ درجہ ۲۰ دقیقہ کے درمیان واقع ہے - اُسکے شمال مین راج بیکانیر اور اضلاع انگریزی حصار فیروزپور وگوڑگانوہ اور راج پٹیالہ کے پرگنات نارنول و کانونڈ کی سرحد ملی ہے مشرق مین بھرتپور اور الور کا علاقہ پھیلا ہوا ہے جنوب مین جہازپور علاقہ اودیپور - ٹونک - بوندی - گوالیار - قرولی اور راجپوتانہ مغرب مین بیکانیر - راج جودھپور کشن گڈھ و سرکاری ضلع اجمیر مین - یہ ریاست طول مین قریب ۱۵۰ میل اور عرض مین ۱۴۰ میل ہے اور رقبہ پندرہ ہزار پانچسو نواسی میل مربع آبادی ۱۹۱۱ء مین ۲۶۴۴۰۷۲ نفر آمدنی جیپور کی اسوقت تراسی لاکھ روپیہ سالانہ ہے ملک کی ہیئت بہت مختلف ہے وسط مین زمین بلند ہے اُسکا ارتفاع سطح سمندر سے ۱۴۰۰ فٹ سے ۱۶۰۰ فٹ تک ہے اس بلند زمین کا اعلے ترین حصہ کہ جنوب مغرب سے شمال مشرق کی طرف یعنی جھیل سانبھر جہان کوہ اربلی مسلسل ہوا ہے کھیتڑی اور تورا واٹی کے کوہستان تک واقع ہے اور میدان ریگ مین اکثر مقامات خصوص ٹونک پر دو ہزار فٹ بلند اور کھڑا ہوا ہے اس ملک کا تقاطع کرتا ہے یہی بلند دھار ملک کی سیرابی کا باعث ہے اور شمال مغرب مین شیخاواٹی و بیکانیر وغیرہ کے ریگستان اور جنوب مشرق مین علاقہ جیپور کی سیرحاصل سرزمین کے درمیان قدرتی حد ہے - اس حد سے جیپور کی طرف ہر مقام پر کنوون مین پانی سطح زمین کے قریب ہے مگر شیخاواٹی کی طرف اس دھار سے جسقدر زیادہ فاصلہ ہوگا اُسی قدر کنوون مین پانی زیادہ عمق پر ملے گا اور طرفہ یہ ہے کہ جسطرف پانی زیادہ عمق پر ملتا ہے اُسیطرف کی زمین نشیب کی ہے اس سے ثابت ہوا کہ جتنا شمال و مغرب کیطرف بڑھتے ہین زمین پر ریت زیادہ ہوتی جاتی ہے اس سلسلے مین جہان جہان گھاٹے ہین وہین موسم گرما کی تند ہوا سے کوسون تک ریت کے ٹیلے جمع ہین -

شہر جیپور کے قریب بھی پالو ریت کی یہی کیفیت ہے مگر اسکا سبب اور ہے پہاڑون کے مقاطع سلسلونکی وجہ سے تین چار مربع میل زمین پر اُن سے مغرب میں ریت جمع ہو گئی ہے یہ عجیب قطع ملک ریگستان کا مختصر نمونہ ہے - ریت کے ٹیلے ہوا کے زور سے ایک مقام سے دوسرے مقام کو بدل جاتے ہین مگر حد معینہ سے باہر نہین جاتے جنوب اور مشرق کی سرسبز زمین دانی اور بناس دو ندیون سے سیراب ہوتی ہے اسمین کہین کہین

چھوٹی پہاڑیون کے سوا سب جگہ چکنی مٹی اور میدان نظر آتے ہین جہان افیم۔ گنا اور گیہون وغیرہ قیمتی چیزین پیدا ہوتی
ہین اور دیہات بہت آباد ہین اسمین سے بیشتر کھنگاروت راجپوتون کے قبضے مین ہین کہ یہ لوگ کچھوا ہونکی بارہ
کوٹھری مین سے ہین۔

شمالی طرف ڈھلاؤ کے سبب جدھر پہاڑونکا پانی بہتا ہے کاٹلی ندی شیخاواٹی کے ملک مین گذرتی ہے وہ کسی جگہ بھاری
پانی سے بڑے زور کے ساتھ بہتی ہے جسکا کین ایک میل سے بھی زیادہ پھیلاؤ ہوجاتا ہے لیکن شیخاواٹی کے میدان مین
بہتے بہتے کم قوت ہوکر بیکانیر کی سرحد پر ساکھو مقام کے قریب ریت مین جذب ہوجاتی ہے کاٹلی ندی مین خربوزے
اور تربوز بہت پیدا ہوتے ہین۔

جیپور کے مشرقی حصے مین چھوٹے چھوٹے بہت پہاڑ ہین اور سرحد قرولی کے قریب میدانین بہت نالے ہین
یہ پہاڑ اولور کے سلسلے کی شاخین ہین حد مشرقی کا ملک ہنڈون کے قریب ریت کا ہے مگر سیر حاصل ہے اس ملک
مین روئی اور افیم بکثرت پیدا ہوتی ہے جیپور سے مشرق مین زمین پست ہے شہر سے آگرے کی طرف پہاڑ سے
نکلتے ہی مسافر کو معلوم ہوتا ہے کہ گویا آسمان سے زمین مین نزول کرتا ہے اور دو میل مین تین سو چار سو فٹ اترنا
ثابت ہوتا ہے یان گنگا ندی کے برابر چلکر بھرتپور کے علاقے مین پہونچتا ہے کہ وہ سمندر سے صرف سات سو فٹ بلند
ہے وہانکی زمین چکنی اور زرخیز ہے اور ریت بہت کم مقامات پر ہے۔

آب و ہوا

آب و ہوا نہایت صحت بخش ہے ریت اور بلندی کے سبب سے ایسے مقامات کم ہین جہان پانی ٹھہرتا
ہو اس سے عفونت کا بخار بالکل نہین ہوتا ہے موسم سرما مین خصوص شیخاواٹی مین سردی بہت سخت ہوتی ہے
بعض اوقات سفید پالا رجو رات کے وقت گرتا ہے دوپہر تک رہتا ہے۔ شمال مین لو بہت سخت چلتی ہے مگر
ریت مین گرمی نہین رہتی اس سبب سے راتین خوشگوار ہوتی ہین اور صبح کو سردی ہوجاتی ہے۔

بارش

بجز شیخاواٹی کے کل ملک مین بارش بافراط ہوتی ہے جیپور و شیخاواٹی کے کل مقاطع خطا سے جنوب مشرق
مین مثل دیگر اضلاع کے قحط کم ہوتا ہے زمین کے جنوب مغربی اور جنوب مشرقی دونون حرکات بارش آور
کنارے پر واقع ہونے سے دونون موسمون مین بارش ہوتی ہے اگر ایک موسم مین کمی رہے تو دوسرے کی
بیشی سے اسکا معاوضہ آجاتا ہے جیپور مین خاص بارش کا اوسط علے العموم ۲۲ سے ۲۸ انچ تک ہے۔

سانبھر کی جھیل

یہ جھیل جیپور اور مارواڑ کی سرحد پر واقع ہے برسات کے موسم مین اسکا طول ۲۰ میل اور عرض آٹھ میل
ہوجاتا ہے مگر ایسا پایاب ہوتا ہے کہ آدمی ہر جگہ پھر سکے اسکے جنوب مشرقی کنارے پر قصبہ سانبھر آباد ہے
اسکے سامنے گرمی کے موسم مین جھیل کا حصہ سیاہ گدلے پانی کا دو میل طویل اور ایک میل عریض عمیق تر

مقام ہوتا ہے یہ جھیل مع ساٹھ دیہات متعلقہ کے جے پور اور جودھپور کی مشترک ملکیت تھی وقتاً فوقتاً انقلاب زمانہ سے موقع پاکر دیہات علحدہ کر لیئے گئے آخر کار علاوہ سانبھر کے صرف بارہ گانون مشترک رہ گئے یہ جھیل اب سرکار انگریزی کے قبضے مین ہے۔

تعجب ہے کہ جھیل مین اسقدر نمک کہانسے آتا ہے کوئی شور ندی اُس مین شامل نہین ہوتی ہے اور اُسکے کنارونپر جو شمال مین نوحہ اور جنوب مین سانبھر نام کی آبادیان ہین اُنکے کنوون مین بالکل شیرین پانی ہے نہ اُسکے گرد مین کوئی نمکین پہاڑ ہے غالباً یہ مادہ جھیل کے کسی مختصر حصے مین موجود ہے کہ نمکین چشمے کے سبب سے کبھی خشک نہین ہوتا یا اُسی کے اندر نمکین پہاڑ ہے کہ کسی اور مقام پر زمین سے نہین نکلا ہے دلدل مین غرق ہوجانیکے خوف سے کسی نے اس جھیل کا امتحان نہین کیا ہے۔

کہانین

لوہا۔ تانبا۔ سیسہ۔ پھٹکری اور نیلا تھوتھا بھی کھیتڑی وغیرہ کی طرف پیدا ہوتا ہے اور الور کی طرف سرحدی پہاڑون مین سنگ مرمر کیطرح کا ایک سفید پتھر نکلتا ہے جو عمارت کے کام مین بہت خرچ ہوتا ہے لیکن مکرانہ علاقہ جودھپور کے سنگ مرمر کے مقابل جو ہمیشہ صاف رہتا ہے اور جسمین سرد و گرم ہوا کم اثر کرتی ہے جیپور کا پتھر کم درجہ ہے وہ کچھ مدت کے بعد زرد پڑ جاتا ہے۔

باگور کے پہاڑ مین کہ کھیتڑی کے قریب اور قلعہ کھیتڑی سے بلندی پر واقع ہے تانبے کی دھات مین سے دبیاے مجہول، نکلتا ہے اُسکا مینا کاری مین بہت خرچ ہے کہ دہلی وجیپور وحیدرآباد کو بکثرت بھیجا جاتا ہے۔ راج محل مین لالڑی بھی نکلتی ہے مگر اُس کا رنگ سیاہ اور چمک کم ہوتی ہے۔

تعداد دیہات وغیرہ

جیپور کے اندر نوسے قصبے یا پرگنے گنے جاتے ہین جن مین کل چھ ہزار گانون ہین انمین سے دو ہزار کے قریب خالصے مین۔ ڈیڑھ ہزار کے قریب سردارون کی جاگیر مین اور ڈھائی ہزار سے کچھ زیادہ انعام وخیرات وغیرہ مین سمجھے جاتے ہین۔ اس ریاست مین قلعہ رنتھنبور۔ قصبہ آنبیر اور شہر جیپور مشہور اور عمدہ مقامات ہین۔

رنتھنبور

راج جیپور کے جنوبی سرحد پر جیپور سے پچہتر میل بونڈی کی طرف ایک مضبوط قلعہ ہے کہ ایک پہاڑ پر جسکے ہر طرف عمیق اور پیچیدہ نالے ہین اور صرف ایک تنگ راستے سے اُس کی بلندی پر پہونچ سکتے ہین اور ہر طرف سے بلند کھڑے ہوئے پہاڑون سے محروس ہے واقع ہے۔

اوپر جاکر پہاڑ کی بلندی ایسی سیدھی ہوگئی ہے کہ صرف زینون سے اُسپر چڑھتے ہین اور راستے مین متواتر چار دروازے آتے ہین پہاڑ کی چوٹی پر کہ ایک میل طویل اور اسی قدر عریض ہے بڑے آثار کی سنگین فصیل بنی ہوئی ہے جو پہاڑ کی بلندی وپستی کے موافق بلند وپست ہوگئی ہے اور بنظر استحکام وحفاظت جابجا برج اور

مورچے ہین احاطے کے اندر حاکم یعنی قلعدار کی سکونت کے واسطے محل ہے علاوہ ایک مسلمان پیر کا مزار ہے اور مسجد ہے اور قلعہ کی سپاہ کے واسطے مکانات ہین برساتی چشموں اور تالابون سے کہ قلعہ کے اندر ہین پانی آتا ہے قلعہ سے مشرق کی طرف بذریعہ تنگ وسنگین زینے کے ملا ہوا قصبہ ہے یہ قلعہ بیساکہ توپونکی ایجاد سے پیشتر ناممکن التسخیر سمجھا جاتا تھا ویسا ہی زمانہ حال کے سامان جنگ کے مقابلے مین اسوجہ سے کہ ہر طرف بلند پہاڑون سے لگاؤ ہے کار آمد نہین ہوسکتا -

رن پہاڑ کو کہتے ہین تھنبور جوشن پوش کے معنے مین ہے یعنی جوشن پوش پہاڑ سے رفن تھلٹر نے لکھا ہے کہ اس قلعہ کو رانا ہمیر نامی رجپوت رئیس نے تعمیر کرایا تھا یہ قلعہ چتوڑ سے دوسرے درجے پر راجپوتانے مین سمجھا جاتا ہے شمس الدین التمش نے اس قلعہ کو فتح کیا تھا ہفت گلشن محمد شاہی مین بیان کیا ہے کہ سلطان رضیہ نے اسپر لشکر قطب الدین حسین کی سرکردگی مین اُن مسلمان محصورین کی رہائی کے لیے بھیجا تھا جو سلطان رکن الدین بن فیروز شاہ کے وقت سے محصور تھے اور وہ اُنکے چھڑانے مین کامیاب ہوا ۶۹۰ھ ہجری مطابق ۱۲۹۱ء مین دہلی کے بادشاہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے قلعہ رنتھنبور کا محاصرہ کیا جب دیکھا کہ بغیر خونریزی مسلمانون کی جماعت کثیر کے قلعہ ہاتھ نہین آسکتا تو وہان سے ہٹ گیا احمد حبیب نے عرض کیا کہ بادشاہ اور جہان کشا جب کسی کام کا ارادہ کرتے ہین تو اُسکے سخت اور دشوار ہونے کا اندیشہ اور آدمیون کے مارے جانے کا خیال نہین کرتے اور غیرت اُنکو اس کام سے پیچھے قدم رکھنے پر مانع آتی ہے خداوند عالم نے قلعہ بغیر فتح کئے مراجعت کی آدمی کیا کہتے ہونگے بادشاہ نے جواب دیا کہ ایسے قلعہ کے مقابلے مین ہین مسلمانونکے ایک بروئین کے ضایع ہونیکا روادار نہین ہوسکتا کفار کی جو کچھ بربادی ہوسکتی تھی کرچکا ایک رنتھنبور نہ ٹوٹ سکا تو کیا مضائقہ یہ منظور نہین کہ اپنے نام ونمود کے لیے مسلمانون کو ضائع کراؤن جلال الدین کے جانشین علاءالدین خلجی کے عہد مین اسپر راجہ ہمیر دیو چوہان جو پرتھی راج کا رشتہ دار تھا اور ہٹیلا ہمیر کے نام سے مشہور ہے قابض تھا اُسنے ۶۹۸ھ ہجری مطابق ۱۲۹۸ء مین ایک امیر شاہی موسومہ بہ میر محمد شاہ اور جماعت باغی کو جو اپنے آقا کے غضب سے جالور سے مفرور ہوکر آے تھے اس قلعہ مین پناہ دی تھی علاءالدین کے وزیر نصرت خان نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا مگر قلعہ والون نے منجنیق کے ذریعہ ایسا پتھر پھینکا کہ اتفاقاً نصرت خان کے لگا اور وہ مرگیا بے سری فوج واپس چلی گئی ۶۹۹ھ ہجری مطابق ۱۳۰۰ء مین علاءالدین نے بذات خود آکر حملہ کیا خزائن الفتوح مین امیر خسرو نے لکھا ہے کہ مسلمانون نے تھیلون مین مٹی بھر کر قلعہ کی فصیل کے گرد پشتہ بنانا شروع کیا جب یہ پشتہ قلعہ کی دیوار کے مغربی برج سے مل گیا تو یکبارگی حملہ کرکے قابض ہوگئے اور راجہ کو مع اہل قبیلہ وسپاہ کے قتل کیا میر محمد شاہ اور دوسرے باغی مسلمان بھی قتل کراے گئے جب میر محمد شاہ زخمی بادشاہ کے سامنے لایا گیا تو بادشاہ نے فرمایا کہ اگر تیرا معالجہ کراکے تندرست کرادون تو اُسوقت تو میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا اُسنے جواب دیا کہ آپ کو قتل کرکے ہمیر دیو کے بیٹے کو بادشاہ بنا دونگا بادشاہ نے اُسکو ہاتھی کے پاؤن سے کچلوا دیا - اور

ہمیر کے ساتھ کے ہندو اس سے مخالف ہوکر بادشاہ کے پاس چلے آئے تھے یہ کہکر کہ جب اپنے ولی نعمت سے دغا کی تو ہمکو وفاداری کی ان سے کیا امید ہو سکتی ہے اُن سبکو قتل کرا دیا اُن مین راجہ کا دیوان رنمل بھی شامل تھا جمار آگیا ۔

اس راجہ کی اولاد قصبہ نیمرانہ علاقہ انور ملک راجپوتانہ مین ہے ۱۳۹۸ء مطابق ۸۰۱ھ ہجری مین امیر تیمور اپنے تاتاریون کا ٹیڈی دل لئے ہوے ہندوستان مین داخل ہوا اور تغلق خاندان کے بادشاہ محمود کو عین شہر دہلی کی فصیل کے نیچے شکست دیکر دارالسلطنت مین داخل ہوا اور اس سے ہندوستان مین شورش پیدا ہوئی تو یہ قلعہ مسلمانون کے قبضے سے جاتا رہا لودھیون کے عہد مین سلطنت کی ابتری کے موقع پر سلطان محمود خلجی اول مالوے کا بادشاہ نہایت زور پکڑ گیا یہانتک کہ بہلول لودی اسکو بہت سا روپیہ بطور پیش کش بھیجنے لگا اس سلطان نے ۸۴۵ھ ہجری مطابق ۱۴۴۲ء مین بیانے تک ملک کو مسخر کرکے یہان کے حاکم کو مطیع کرلیا اور واپسی مین قصبہ بنور کوا کہ رنتھنبور کے پاس واقع تھا فتح کرلیا اور ۸۸۵ھ ہجری سابق ۱۴۸۰ء مین ہاڑوتی کی فتح کے بعد سلطان نے اپنے شہزادہ غیاث الدین کو فتح رنتھنبور کیلئے مقرر کرکے اُسکے تسخیر کرالیا اسوقت مین تخت دہلی پر بہلول لودی قائم تھا میواڑ کی تاریخ مین لکھا ہے کہ کچھ مدت کے بعد میواڑ کے رانا سانگا کا یہان دخل ہوگیا بابر کے ہاتھ سے اُسکے مغلوب ہونے کے بعد شیر شاہ نے اس قلعہ کو لے لیا اور اُسکی اولاد مین ابتری ہونے اور دوبارہ مغلون کے زور پانے کے سبب ۱۵۵۳ء مین جھجھار خان بدایونی قلعدار نے بوندی کے راو سرجن ہاڑا کو کچھ روپے کے عوض مین یہ قلعہ حوالے کردیا ۱۵۶۹ء مین مغل بادشاہ اکبر کے چڑھائی کرنے پر راو سرجن نے یہ قلعہ بادشاہ کو سونپ دینے کے بعد بادشاہی اطاعت اختیار کی ۔ جو وجہ تسمیہ اوپر لکھی ہے یہ اکبرنامے سے لی ہے جہانگیر نے ۱۰۲۷ کے واقعات مین اپنی توزک مین لکھا ہے کہ سلطان علاءالدین خلجی نے جب فوج کشی کی تو تھانے مبدی کے محاصرے مین بڑی محنتون اور کوشش سے فتح پائی تھی میرے والد نے ایک مہینہ بارہ دن مین فتح کرلیا مین نے قلعہ مذکور کو دیکھا دو پہاڑ برابر برابر ہین ایک کا نام رن ہے دوسرے کا تھنبور قلعہ تھنبور پر ہے دو لفظ ملاکر رنتھنبور مشہور ہوگیا اگرچہ قلعہ نہایت مضبوط ہے اور پانی بھی بہت ہے مگر رن بڑی مضبوط فصیل ہے اور حصار کی فتح اسی پر منحصر ہے چنانچہ والد بزرگوار نے فرمایا کہ توپین رن پر چڑھا دو اور قلعے کے اندر کی عمارتون کو سامنے دھر لو پہلی ہی توپ کو آگ دی تو راے سرجن کی جو کھنڈی پر گولہ لگا اسنے ہمت کی بنیاد اکھاڑ دی اور قلعہ حوالے کردیا ۔ صوبہ اجمیر مین تراسی محالات کی سرکار ہو جانے سے اُسکی عظمت قائم ہوگئی تھی اور نہ فقط بوندی و کوٹہ مع ممالک متعلقہ کے بلکہ شیوپور کی کل ریاست اور جنوب بان گنگا کی سب چھوٹی جاگیرین جو اب ریاست جیپور مین داخل ہین اُسی مین شامل تھین الغرض کل سلطنت مین بجز محمد آباد واقع بنگالہ کے رنتھنبور سب سے بڑی سرکار تھا کتب خانہ ریاست مین ایک قلمی رسالہ دستور العمل راجہ ٹوڈرمل کے نام سے رکھا ہوا ہے اُسمین لکھا ہے کہ سرکار رنتھنبور مین ۷۵ محال تھے شاہجہان کے عہد مین یہ قلعہ راجہ بٹھلداس گوڑ کو عنایت ہوکر کچھ مدت کے بعد پھر بادشاہی خالصے مین آگیا ۔

جب محمد شاہ اور احمد شاہ کے بعد دہلی کی سلطنت ابتری کو پہونچی اور مرہٹون کے زور سے قلعدار کو اسکے سنبھالنے کی طاقت نرہی تو اس نے اس نظر سے کہ مرہٹون کے ہاتھ آکے ہمیشہ کو سلطنت سے علحدہ نہ ہو جائے اس نے کسی راجپوت رئیس کو سپرد کرنا چاہا اول اسنے بوندی سے درخواست کی مگر بوندی والے اس خوف سے کہ اگر اسکو محفوظ نہ رکھ سکا تو بادشاہ کا معتوب ہونا پڑے گا انکار کیا مجبوراً اس نے ۱۷۵۸ء مین یہ قلعہ راجہ جیپور کی حفاظت مین دیدیا جو سلطنت دہلی کے برباد ہو جانے سے ابتک مہاراجہ جیپور کے قبضے مین چلا آتا ہے۔

آمیر

یہ قصبہ جو پہلے راجدھانی تھا جیپور سے چار میل شمال مین پہاڑونکے اندر ایک مختصر تالاب کے کنارے پر واقع ہے اسکے مندر و مکانات اور گلیان پہاڑون کے نالون پر کر تالاب سے ملے ہین متفرق ہین ان گلیون مین کہ بہت پیچدار ہین اور درختونکی کثرت سے تاریک نظر آتی ہین بہت کم آبادی رہگئی ہے اور اب بجز برہنہ خاک آلودہ لٹا دھاری بیراگیون کے کہ ویران مکانات اور مندرون مین رہتے ہین کوئی بود و باش نہین کرتا ہے۔ تالاب کے مغربی کنارے اور پہاڑ کے دامن پر آمیر کا عظیم الشان محل اور سلا دیوی کا مندر ہے اوسکی تعمیر بہت مضبوط اور عریض آثار و نکی اور کاشمیر کی ابتدائی تعمیرات سے بہت مشابہ ہے۔ تالاب کے مغربی کنارے پر پہاڑ کے دامن مین مردانہ و زنانہ محلات اور بلندی پر ایک قلعہ بنا ہوا ہے اس قصبے اور قلعے کو راجہ مان سنگھ اور مرزا راجہ جے سنگھ اول نے بہت آراستہ کیا تھا لیکن نیا شہر جیپور آباد ہو جانے کے بعد یہ مقام راج کے خاص خزانے اور قید خانے کا کام دیتا ہے کہتے ہین کہ سلا دیبی کے مندر مین ہنود کے زیادہ جاہلانہ اور بیرحم زمانے مین ہر روز آدمی مارا جاتا تھا جسکے عوض اب بکرا مارا جاتا ہے جیساکہ اودیپور مین انبا ماتا کے مندر مین روزانہ بکرے کی جان لیجاتی ہے انبا بمعنی جگ ماتا کے نام سے امبیر نام ہوا ہے جسکا آنبیر اور پھر آمیر ہوگیا انسانی قربانی کا نام پرس میدھ ہے۔

ہنڈون

راہ آگرہ و مئو پر آگرے سے ۷۰ میل جنوب مغرب مین ہے سابق مین یہ بڑا قصبہ تھا مرہٹون کی ظلم و تعدی سے تباہ ہو گیا مگر اب بھی بہت آبادی ہے۔

پاٹن

یہ مقام تورا و اٹی کی تپسی کا صدر ہے۔ اس علاقے مین پہاڑ بکثرت ہین اور انکے درمیان کی زمین بہت سیراب ہے یہان کا رئیس جیپور کا خراجگذار ہے مینون کی آبادی بہت ہے جو زیادہ تر چوری مویشی اور غارتگری کے عادی ہین اور اکثر یہ پیشہ چھوڑ کر کاشتکاری کرنے لگے ہین قصبۂ پاٹن پہاڑ کے قلب مین دامن کوہ پر آباد ہے اور پہاڑ پر قلعہ ہے قلعہ اور آبادی کے درمیان وسط بلندی کوہ پر رئیس کا محل ہے دہلی سے سو میل جنوب مغرب مین ہے۔

سانگانیر

جیپور سے ۹ میل جنوب مین ایک قصبہ ہے یہان کپڑے کی رنگت کا بڑا کارخانہ ہے اور عمدہ چھینٹین اور رومال تیار ہوتے ہین

پالی

جھیل کے کنارہ جیب پر واقع ہے جیپور سے ۸۰ میل جنوب مشرق مین۔

شہر جے پور یا جے نگر

یہ نئی راجدھانی جنوب کے سوا ہر طرف پہاڑون سے گھری ہوئی ہے اور اس مین سنہ ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کی رو سے ایک لاکھ بیس ہزار ۲۰۷ آدمی بستے ہین جسکی لمبائی مشرق سے مغرب کی طرف دو میل کے قریب اور چوڑائی شمال سے جنوب کو تخمیناً ایک میل ہے پختہ شہر پناہ جسمین خوبصورت برج اور دروازے بنے ہوے ہین آثار مین اتنی کم چوڑی ہے کہ ادنے توپخانے کے مقابلہ کو بھی کافی نہین سمجھی جاتی اور ایسی نیچی ہے کہ اکثر طرف ریت اڑ کر فصیل اور کنگورون تک جمع ہو گیا ہے دروازون کے آگے جو تعداد مین سات ہین گھوگھس یعنی پیچدار پردے کی دیوارین ہین ان مین توپون کے واسطے دمدمے اور بندوقون کے مورچے بنے ہوئے ہین اگر کبھی فصیل شہر پناہ کے گرد خندق تھی تو اسکا نشان مٹا دیا ہے۔ راجاؤن کے بنائے ہوئے شہرون مین جیپور کی خوبصورت قطع کو کوئی مقام نہین پہونچتا صدر بازار جو مشرق سے مغرب کو چلا گیا ہے اسکا راستہ چوبیس گز چوڑا ہے یہ بازار دو میل طویل ہے اور اسپر شمال سے جنوب کو جو ایک میل تک آڑی لائن گئی ہے وہ بھی اسی قدر چوڑی ہے دوسرے درجے کے بازارون کی چوڑائی بیس گز اور تیسرے نمبر والے کوچونکی چوڑائی نو گز رکھی گئی ہے ہر ایک سیدھی اور آڑی لائن یعنی شہر کی لمبائی اور چوڑائی والی سڑک جہان ملتی ہے اس مقام پر ایک چوک نظر آتا ہے جسکو یہان چوپڑ کہتے ہین۔

قاعدے کے ساتھ مکان اور راستے بنائے جانے کے سبب کل شہر برابر حصون مین تقسیم ہو سکتا ہے اور بڑے بازارون مین تمام دوکانین پختہ اور ہمشکل بنی ہوئی ہین جنپر بلند بالاخانے ایک رنگ مین نہایت رونقدار نظر آتے ہین حقیقت مین درست قطع پر آباد ہونے کے لحاظ سے شہر جیپور کا جواب تمام ہندوستان مین نہین پایا جاتا۔ کلکتہ اور بمبئی مین جو اول درجے کے بڑے شہر ہین آدمیونکی کثرت اور انگریزی سوداگرون وغیرہ کی عالی شان کوٹھیان اور ہر قسم کا قیمتی سامان موجود ہونے کے سوا سب مکانونکی ایک سی کیفیت نہین ہے۔

مہاراجہ کے محلات اور اُس کا باغ وغیرہ شہر کے بڑے درمیانی چوک مین جو آدھ میل لمبا ہے بنے ہوئے ہین محل کا اول مکان یعنی ہوا محل بازار کے کنارے پر آٹھ منزل بلند ہے جس کے گرد برج اور چھتریان تعمیر کی گئی ہین احاطے کے اندر سنگین ستونون کے کئی بڑے اور چھوٹے دیوان خانے ہین۔ باغ جسکے گرد مورچہ دار فصیل اور اندر فوارے اور سرو و شمشاد وغیرہ کے درخت ہین نہایت خوش وضع ہین کل محلات بارہ گنے جاتے ہین اور ہر ایک سے دوسرے کو جانے کے لئے باغ یا نال مین ہو کر راستہ ہے۔ سب سے عمدہ مکان دیوان خاص سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اسی سفید پتھر نے بازار و کوچون مین اکثر مندرون اور کئی مسجدون سے شہر کی خوبصورتی بڑھا دی ہو۔ تحفۂ راجستان مین لکھا ہو کہ

یہان کے آدمی جن مین بقول ایک تجربہ کار کے غیرت کم اور مروت زیادہ ہے بہت عیش طلب اور بے تعصب
سمجھے جاتے مین سیر محتشم مین کہ نواب غوث محمد خان والی جاورہ کا سفرنامہ ہے اس شہر والون کے متعلق ایک
فقرہ درج کیا ہے کہ جس گھر مین عورت عیاش نہین وہ صاحب خانہ بشاش نہین لیکن اب تہذیبی زمانے مین یہ فقرہ کتاب
کے لیے بدنمائی کا ثبوت دیتا ہے۔ مہاراجہ جے سنگھ کی عظیم الشان رصدگاہ ابتک صحیح و سالم و درست ہے مگر اس زمانے
یہان کوئی پنڈت اسکا استعمال نہین کر سکتا علاوہ بڑے بڑے دوائر درجہ نما و ارتفاع محرف و سمت الراس
و ستون وغیرہ کے کہ پختہ مسالے سے تعمیر ہوئے ہین پیتل کے بڑے اور بہت وزنی دوائرے لگے ہوئے ہین اگر
کوئی سمجھنے والا ہو تو یہ چیزین تحقیقات علم نجوم اور گردش اجرام فلکی کے واسطے نہایت کارآمد ہین۔

مہاراجہ سوائی جے سنگھ والی آمیر ڈھونڈھار نے اٹھارھوین صدی عیسوی کے شروع مین کہ ۱۷۲۸ء مین
اس شہر کو آباد کرکے اپنے نام سے نامزد کیا تھا اور اپنی بود و باش اور کل راج کا کارخانہ قدیم شہر آمیر سے یہان کو منتقل
کیا تھا کہ جب سے روز بروز آبادی کم ہو کر آمیر ویران ہو گیا ہے۔

شہر کی تمام خوبیون پر ریت مین پانی کا نہ ملنا ایک بڑی مصیبت تھا اسلئے مہاراجہ رام سنگھ دوم نے آبادی سے تین کوس
کے فاصلے پر ایک ندی کو روک کر نلونکے ذریعے سے شہر مین پانی پہونچایا۔ اور تمام شہر مین گیس کی روشنی بھی کرائی ہے
شہر کے باہر اجمیری دروازے کے قریب اسی مہاراجہ کا لگایا ہوا رام نواس باغ بھی بڑی رونق اور سیر کی جگہ ہے
جسکے گرد زیادہ خوشنمائی کے لیے دیوار کے عوض لوہے کا جنگلہ قائم کیا گیا ہے۔ اُسکے اندر کئی مکان اور حوض بنے
ہوئے ہین مختلف جانور چوپائے درند اور پرند کٹہرون مین بند نظر آتے ہین اور بہت سی عجیب و غریب چیزین جابجا
موقع اور قرینے سے سجائی گئی ہین۔ ہر طرف صاف ستھرے پانی کے نل اور فوارے عجیب بہار دیتے ہین۔

کچھواہہ قوم

اس نسل کے راجپوتون کو دعوے ہے کہ ہم راجہ رام چندر والی اجودھیا عرف اودھ کے دوسرے بیٹے کش کی
اولاد مین ہین اسلیے وہ گہلوت اور راٹھوڑ کی طرح سورج بنسی نسل مین سمجھے جاتے ہین انکو کشواہہ کش کی اولاد مین
ہونے کی وجہ سے کہتے ہین جسکو کچھواہہ بھی لکھتے ہین ٹاڈ نے کچھواہا کو کچھوا سے ماخوذ سمجھکر کہا ہے کہ یہ قوم اس ملک مین
ایسی پھیل گئی تھی جیسے جانور کچھوا پانی مین ہوتا ہے اور یہ بالکل لغویات ہے تاریخ مالوہ مین سید کرم علی نے لکھا ہے
کہ کچھواہا راجپوت کے متعلق کئی کہانیان مشہور ہین اگرچہ ایسی کہانیان لکھنا اب تاریخ نویسی سے بعید ہے لیکن سبب
اسکے کہ راجپوت ایسی باتون کو بہت صحیح مانتے ہین جو یہ باتین نظرانداز کر دی جائین تو کتاب کو صحیح نہین سمجھتے اور مجھے
منظور ہے کہ کتاب ہر دلعزیز ہو اسلئے انکی تفصیل کرتا ہون (۱) راجہ [illegible]جی کی رانی ایک دن اشنان کرنے کو
ندی پر گئی اور اپنے بیٹے کو ایک رشی کے پاس جو ندی کے کنارے پر رہتا تھا بٹھا گئی نہانے کی حالت مین رانی نے دیکھا کہ ایک
بندریا اپنے بچے کو پیٹ سے چمٹائے درخت پر کودتی پھرتی ہے رانی نے بندریا سے مخاطب ہو کر کہا کیا احمق ہے اگر
حیوان مطلق ہے اگر کودتے پھاندتے وقت بچہ چھاتی سے چھوٹ جائے زمین پر گر کر مر جائے مجھے تیرے بچہ پر رحم آتا ہے

کیسی تو ماں ہے اور کیا تیرا کلیجا ہے بندریا کو خدا نے قوت گویائی دی وہ بولی کہ ای رانی تو ناحق برا کہتی ہے میں احمق ہوں باوجود اسکے کہ حیوان مطلق ہوں میری محبت مادری اس سے ہویدا ہے کہ میرا بچہ ہر دم میری چھاتی سے لگا رہتا ہے تیری بیوقوفی میں کیا شبہ ہے کہ تو نور نظر کو آنکھوں کے اوجھل چھوڑ آئی بندریا کی بات سنکر رانی سے دلپر چوٹ لگی لڑکے کو اپنے جلدی سے اٹھا لائی وہ رشی لڑکا اٹھالانے سے آگاہ نہوا معبود کے دھیان میں آنکھ بند تھی رانی کے آنے اور لڑکے کو لیجانے سے تھوڑی دیر کے بعد جب چونکا لڑکے کو نہ پایا بہت گھبرایا ندامت سے سر جھکایا اور دل میں کہا رانی جب لڑکے کو نپائے گی سر پیٹنے کی چلاسی گی مجھ سے لڑکے کو پوچھے گی مجھے شرمندگی ہوگی سوچ کر اٹھا گھانس لایا اور پتلا بنایا اور اس پتلے میں جان پڑنے کی جناب کبریا میں دعا کی اسکی دعا قبول ہوئی وہ پتلا مثل رانی کے لڑکے کے ہوگیا کھیلنے لگا جب رانی غسل کر چکی اپنے لڑکے کو گود میں لیے رشی کے پاس آئی وہاں دوسرا لڑکا اپنے بیٹے کے ہمشکل پایا سہانہ گیا پوچھا یہ کس کا نور چشم ہے جو میرے بیٹے کے ہمشکل ہے رشی نے کہا اسے لیجا یہ بھی تیرا بیٹا ہے الغرض رانی سب حال سے آگاہ ہوئی اس لڑکے کو اپنے گھر لیگئی دونو کو پرورش کیا ایک کا نام لو اور دوسرے کا نام کش رکھا زبان سنسکرت میں کش کچھ گھانس کو کہتے ہیں کش کی اولاد جو گھانس کے پتلے سے جاندار ہوا کچھواہہ راجپوت ہوے (۲) دوسری روایت یہ ہے کہ سورسنگھ عرف سلدھل دیو کش پسر راجچندر کی اولاد میں بہت پشتوں کے بعد ایک آدمی تھا سمبت ۱۰۲۳ میں ڈھونڈھار کے ملک میں آیا اس ملک میں کوئی رئیس نتھا یہاں کا راجہ ہوا جب یہ مرگیا دولہ رائے عرف دلہ رائے راجہ ہوا سمبت ۱۰۶۳ میں گدی پر بیٹھا بڑگوجروں سے لڑا دوسا بھاندا فتح کیا جب یہ بھی مرگیا کوکل جی عرف کاکل دیو سمبت ۱۰۹۳ میں گدی پر بیٹھا اس نے جنگل میں گھانس کٹوائی اور وہاں باجی نام شہر بسایا بسبب گھانس کاٹنے اور شہر بسانے کے اسکا لقب کچھواہہ ہوا (۳) تیسری روایت یہ ہے کہ اس کوکل جی کا بیٹا ہنونت تھا کوکل جی نے اپنے بیٹے کا بیاہ موڑا میں چوہانوں کے خاندان میں کیا ایکبار کوکل جی اپنے سمدھی کے گھر گیا اسنے کہا کہ بڑگوجروں کے سبب میرا ناک میں دم ہے اسوجہ سے مجھے رنج و غم ہے اگر تم مدد کرو تو یہ فساد مٹتا ہے کوکل جی نے یہ سنکر بڑگوجروں پر چڑھائی کی بہت بڑی لڑائی ہوئی اکیس ہزار آدمی طرفین کے مارے گئے بڑگوجر لڑائی جیتے کوکل جی بھاگا جمواہا کے گھاٹ پر پہونچا وہاں دیبی کا مندر تھا اسکی پوجا کرنے لگا ایک دن دیبی مٹی کے کھلونے بناتی تھی بہت خوش بیٹھی تھی کوکل جی نے من او لبادے آخر سب حال کہہ سنایا دیبی نے ایک لکڑی کوکل جی کو دی اور یہ بات کہی کہ اس لکڑی کو لیجا جو لوگ لڑائی میں مارے گئے ہیں انہیں لکڑی چھوا وہ سب زندہ ہو جاینگے اور تیری مدد کرینگے تو راجہ ہوگا مدت تک تیرا راج بنا رہیگا کوکل جی وہ لکڑی لیگیا لکڑی سے مردوں کو جلایا اور دیبی کی مہربانی کا حال اُنسے کہا اور پھر جموائی دیبی کے پاس گیا دیبی نے مہربان ہو کے فرمایا گھاٹ سے اگر نیچے جائیگا اپنا مطلب پائیگا کوکل جی گھاٹ اُتر کے راج گڑھ گیا وہ ملک اسکے ہاتھ آیا راج کرنے لگا جموائی دیبی کا مندر بنایا اسکی پوجا کرتا تھا اس دیبی کا نام کچھوائی تھا اس دیبی کی پوجا میں مصروف رہنیکی وجہ سے کوکل جی کچھواہا مشہور ہوا۔

ابو الفضل نے کچھواہہ قوم کو چندراوت مین سے بتایا ہے جسکی کتاب آئین اکبری کی اصل عبارت یہ ہے
چندراوت بفتح جیم فارسی و نون مخفی و دال برا و الف وفتح واو و تاے فوقانی روشناس این الوس کچھواہہ
بفتح کاف و سکون جیم فارسی و ہاے مخفی و واو و الف وفتح ہا و ہاے مکتوب۔

کچھواہون کی تاریخ

کش یا اُسکے بیٹے پوتون مین سے کسی نے اپنی موروثی دار الریاست سے نقل وطن کرکے سون ندی کے کنارے پر
روہتاس مشہور قلعہ تعمیر کیا تھا اور چند پشتون کے بعد ایک مشہور شخص راجہ نل نے جسکے عشق کا قصہ دمنتی رانی کے
ساتھ مشہور ہے اس قصے کو مثنوی نل و دمن کے نام سے فیضی برادر ابو الفضل نے فارسی مین نظم کیا ہے سمبت ۳۵۱
مطابق ۲۲۵ء مین مغرب کی طرف چل کر نرور مین جسکو قدیم لوگ نجے رشنڈہ کہتے تھے قلعہ اور سلطنت بنائی بعض
یہ بھی روایت کرتے ہین کہ نرور پہونچنے سے پیشتر اُسنے لاہر واقع کچھواہاگار اور گوالیار بھی آباد کئے تھے مگر اسکی تصدیق
اچھی طرح نہین ہوتی ہے تینتیسوین پشت مین سوراسنگھ ہوا اُسکے پسر ڈھلاراے نے جسکو عام لوگ ڈھولاراے
بولتے ہین باپ کے مرنے کے بعد موروثی ریاست سے محروم ہوکر سمبت ۱۰۲۳ مطابق ۹۶۷ء مین ڈھونڈھار کا راج
قائم کیا۔ جو مشرقی شمالی راجپوتانہ مین ہے کہتے ہین کہ سوراسنگھ رئیس نرور کا انتقال ہوا تو اُسکے بھائی نے راج چھین کر
صغیرسن ڈھولاراے کو اُسکے موروثی حق سے محروم کیا اُسکی والدہ مفلسون کا لباس پہنکر اور لڑکے کو ٹوکرے مین
اپنے سر پر لیکر مغرب کی طرف روانہ ہوئی اور قصبہ کھوگنگ مین جو شہر جیپور کے موقع سے پہاڑون مین پانچ میل کے
اندر تھا اور اُسمین مینون کی آبادی تھی پہونچی اور مینہ رئیس کی کنیز سے ملکر روٹیون کے عوض مزدوری کرنیکی التجا کی
مینہ کی رانی نے اُسکو کنیزون مین نوکر رکھا ایک روز اُسنے کھانا پکایا اور مینہ رئیس نے جسکا نام رالن سی تھا کھایا تو
اُسکو اپنے معمولی کھانے سے ایسا خوشگوار معلوم ہوا۔ پکانے والی کو طلب کرکے اسکی کل سرگذشت دریافت کی اور
جب اُسکو اس آفت زدہ عورت کے خاندان کی عظمت کا حال معلوم ہوا تو اسکو اپنی بہن اور ڈھولاراے کو
بھانجا قرار دیکر بہت عزت و توقیر سے رکھا اور کچھ زمین گذارے کے لیے دیدی ایک قدیم تاریخی شعر ہندی سے اس
مینا رئیس کی قوت کا اندازہ ہوسکتا ہے ۵ باون کوٹ چھپن درواجہ + مینا مرد نائن کا راجہ
یعنی باون قلعے اور چھپن دروازے مینا راجہ کے ہین۔ جب یہ لڑکا چودہ برس کا ہوگیا تو اُسکو کھوگنگ کا خراج
ادا کرنے کے واسطے دہلی کو کہ وہان تنور راجہ حکمران تھا بھیجا وہان اُسکو پانچ برس رہنے کا اتفاق ہوا اور
یہ خیال پیدا ہوا کہ مینہ رئیس کی ریاست کو لینا چاہیئے اس باب مین اُسنے مینون کے ڈھولی یعنی ڈوم یا بھیشر سے
مشورہ کیا اُسنے صلاح دی کہ ہولی کے تیوہار پر کل مینے جمع ہوکر ایک تالاب مین غسل کرتے ہین اُسوقت یہ کام
کرنا چاہیئے چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا کہ دہلی سے اپنے ہم قوم راجپوتون کا گروہ ہمراہ لاکر جس تالاب مین مینے نہاتے
تھے اُسی کو اُنکی نعشون سے بھر دیا اور اُنکے ساتھ نمک حرام ڈھولی کو بھی قتل کیا کیونکہ جس نے ایک آقا سے
دغا کی اُسپر دوسرا کیونکر اعتبار کرسکتا ہے۔ ایک فارسی کی قلمی تاریخ مین لکھا ہے کہ چونکہ قدیم سے اسکے خاندان کا

معمول دغا و فریب پر تھا سب کچھوا ہون کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ آدمیون کو مار ڈالین اور ملک کے ہم مالک بنجائین ایک دن مینون کی دعوت کی اور خوب شراب پلائی جب سب بدمست ہوگئے تو انکو قتل کر ڈالا اور اس دن سے ملک پر قبضہ کر لیا (یہ نسخہ لالہ روشن رائے سے منقول ہے) کھوگنگ پر قبضہ کرکے وہ دوسہ کو گیا وہان بڑگوجر نسل کا راجپوت راجہ تھا اُسکی دختر کو اپنے ازدواج مین لانا چاہا اُسنے کہا کہ یہ امر کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم تم دونون سورج بنسی ہین اور ابتک سو پشت کا تفاوت نہین ہوا ہے مگر جب یقین ہوا کہ یہ تعداد معینہ پشتین گذر گئی ہین تو شادی کر دی اس بڑگوجر راجہ کے اولاد نتھی اسلیے اُسنے اپنے داماد کو راج کا اختیار دیا اسطرح اضافہ ملک سے زور پاکر سیرہ قوم کے مینون کو جن کا سردار ماچ کا رئیس راو نتھو تھا فتح کرنا چاہا اسپر بھی کامیاب ہوا اور مقام مفتوحہ جدید کو اپنی بود و باش کے واسطے بہتر سمجھکر وہان دارالحکومت بنایا اور اپنے بزرگونکے نام سے اسکا نام رام گڑھ رکھا بعد ازان ڈھولا نے ماروتی دختر رئیس اجمیر سے شادی کی جسپر وہ عاشق ہو گیا تھا ڈھولا مارو کا قصہ راجپوتانے مین بابا لوگ گاتے پھرتے ہین یہ ہندو فقیرون کا ایک گروہ ہے ڈھولا مارو کا سانگ بھی ہولی پر بنایا جاتا ہے ایک دفعہ جمواے دیبی کے مندر سے مع ماروتی رانی کے واپس آتا تھا کہ اثنا سے راہ مین مینون نے بہ تعداد گیارہ ہزار فراہم ہوکر اُسپر حملہ کیا ڈھولا نے اُنسے لڑائی کی اور اکثر آدمیون کو مارا مگر خود بھی مارا گیا اور اُسکے ساتھی بھاگ گئے۔

ماروتی رانی حاملہ تھی ڈھولا راے کے بعد اُس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام کنکل رکھا۔

کُن گل

اُسنے اپنے باپ کا ملک دشمنون کے قبضے سے نکالا اس نام کی جگہ کانکل بھی لکھا ہے۔

میدَل راو

یہ کنگل کا بیٹا ہے اسنے سوساوت مینون سے شہر آنبیر کہ اُسکے سردار بھاٹو راؤ کا دارالریاست تھا فتح کیا اور نا دلہ مینونکو مغلوب کرکے گیٹر و کھٹی کا ضلع اپنے علاقے مین شامل کیا اور خاص قصبہ آنبیر کو جو انبا ماتا کے نام پر آباد ہوا تھا اپنی راجدھانی بنایا۔ اور بھاٹون کے مار ڈالنے کے بعد راؤ کہلانے لگا۔

ہوَن دیو یا ہنو جی

یہ شخص میدل راؤ کے بعد راجہ ہوا اور اسکے وقت مین بھی مینون سے لڑائیان ہوتی رہین۔

کوُن تل

ہون دیو کے بعد کون تل قائم مقام ہوا اُسکی حکومت گرد و نواح کی کل پہاڑی قوموں پر پھیل گئی جس وقت وہ کھٹوار کے چوہان رئیس کی دختر سے شادی کرنے کے واسطے چلنے لگا تو مینون نے اُسکی پہلی خونریزیونکو یاد کرکے اور ہر طرف سے جمع ہوکے اُس سے کہا کہ اگر سرحد سے باہر جاتا ہے تو راج کے نقارے اور نشان کو ہماری حفاظت مین چھوڑ جا اُسنے انکار کیا اسپر لڑائی ہوئی مینون نے شکست کھائی اور اُسکی حکومت ڈھونڈھار مین اور بھی استقلال پکڑ گئی نوٹ نسب نامہ راجگان جیپور مین اس نام کی جگہ جانزدیو نام تاریخون مین مندرج ہے۔

پجون

کو قتل سکابعد پجون ہوا اس نام کی جگہ پرجون اور پوجن اور پجو بھی لکھا ہوا ہے چندشاعر نے پرتھی راج راسا مین جو
ایک قصے کی کتاب ہے چوہان اور لوگون کے حالات کو مبالغے کا رنگ دیا ہے وہان اسکی بھی تعریف لکھکر شاعرانہ
بہادری مین مشہور کردیا ہے اور اسکو پرتھی راج کا بہنوئی قرار دیا ہے چندکا قول ہے کہ عظمت خاندان اور پرجون کی
ذاتی لیاقت سے اسکی شادی پرتھی راج چوہان راجہ دہلی کی ہمشیرہ سے ہوئی تھی - پرتھی راج نے ہندوستان کے
ایک سو آٹھ چھوٹے بڑے زمینداروں اور راجون کو طلب کیا اسمین پرجونکو عمدہ مقام پر جگہ دی اور اپنی فوج
کے ایک گروہ کا افسر مقرر کیا اور یہانتک مبالغہ کیا اور اسکی بہادری کا راگ گایا کہ ایک دفعہ جس زمانے مین وہ
سرحد کا حاکم تھا شہاب الدین غوری کو درخیبر پر اسکے ہاتھ سے شکست دلاکر اوسکا غزنی تک تعاقب کرایا ہے
فارسی کی تاریخین جنمین ہر ایک کلی اور جزی واقعہ کو شرح وبسط سے لکھا ہے اس بات سے خالی ہین -
پجون نے چندیلہ راجپوتون سے مہابہ فتح کیا اور وہان کا حاکم مقرر ہوا -
فارسی کی قلمی تاریخ جیپور جو کتب خانۂ ریاست مین موجود ہے اور اسکو ۱۱۲۶ھ ہجری مین مقام لکھنؤ مین لالہ
روشن رائے سے نقل کیا ہے اسمین مندرج ہے کہ پرتھی راج نے پجونکے ساتھ اپنی بیٹی کا بیاہ کرکے آسام کے ملک
کے انتظام کے لیے بھیجدیا وہ مدت تک وہان رہا اور پھر دہلی کو واپس آگیا اور پرتھی راج سے معاہدہ کرلیا کہ جب
اوسکی لڑائی جے چند والی قنوج سے ہوگی تو وہ اس جنگ مین پرتھی راج کے ساتھ جانفشانی کرے گا چنانچہ
۵۸۹ہجری مین پرتھی راج جے چند کی لڑکی کو جسپر وہ عاشق تھا اڑانے کے لیے قنوج کو جانے لگا تو اپنی فوج
مین سے ایک سو سولہ کے قریب چیدہ جوان اور نامی سردار جنمین پرجون بھی تھا چنکر ساتھ لیے اور منزل بمنزل
چلکر قنوج کے پاس ایک باغ مین مخفی طور پر قیام کیا اور اپنے آنے کی خبر جے چند کی بیٹی کو بھیجدی دونون مین
طلب صادق تھی اسلیے شب مین پرتھی راج اسکو اڑاکر گھوڑے پر بٹھاکر دہلی کیطرف لے چلا - اور سردارون
سے کہدیا کہ اگر راجہ جے چند کی فوج تعاقب کرے تو اسکو اتنا لڑائی مین لگا لینا چاہیے کہ مین صحیح سلامت
دہلی پہونچ جاؤن - جب جے چند کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو غصے سے آگ ہوگیا اور پرتھی راج کے خون
کا پیاسا بن گیا اور اپنے سردارونکو حکم دیا کہ پرتھی راج کو کمان کے گوشے مین باندھ لاوین چنانچہ جے چند
کے آدمیون نے تعاقب کیا لیکن پرتھی راج کے سردارون نے اپنے آقا کے پاس تک کی وجہ سے انکو راستے
مین مصروف کرلیا اسلیے ایک ایک سردار صف سے نکلکر لڑنے لگا اور گڑھ مکٹیسر تک اسی طرح لڑائی ہوتی رہی
پرجون اسی مقام پر کام آیا اور دوسرے سردار بھی مارے گئے صرف سولہ سردار بچکر دہلی تک نکل گئے
راجہ جے چند کے آدمی مجبور ہوکر ناکام لوٹ گئے -

مالے سی یا سلے سی

پجون کے مارے جانیکے وقت اسکا بیٹا مالے سی بھی قنوج کی لڑائی مین موجود تھا جسنے بہت سے دشمنون کو

قتل کرکے پرتھی راج کے معتبر سرداروںمین درجہ پایا اور ریاست آمیر مین اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ اس نے بھی اکثر نمایاں کام کئے آئین سے زیادہ اسی کی فتح تھی کہ منڈور کے رئیس پر حاصل کی تھی مالے سی کے بعد بیجل اور راج دیو اور کونتل (بواو مجہول) تین راجہ ہوئے اسکے عہد مین کوئی امر قابل تحریر وقوع مین نہ آیا۔

کنتل یا کونتل

(بواو معروف)

یہ کونتل کے بعد جانشین ہوا اسکے تین بیٹے تھے (۱) جونسی ولیعہد (۲) ہمیر جسکی اولاد ہین دملی کے گوگاوت ہین (۳) لکھو جی جسکی اولاد بالنسری مین ہے۔

جون سی

(واو معروف ونون موقوف سے)

اسکے دو بیٹے تھے ایک اودے کرن ولیعہد دوسرے کی اولاد کمبانی بالنس کھوہ مین ہے ٹاڈ صاحب نے کمبانی قائم کی اولاد بتائی ہے اور بعض کتابون مین کمبانی خود اس دوسرے لڑکے کا نام بتایا ہے جسکی اولاد بالنس کھوہ مین ہے

اودے کرن

جون سی کے بعد اودے کرن مالک ہوا۔ اسکے پسر بالوجی نے ڈھونڈھار سے علیحدہ ہوکر پنجاب کے ضلع امرتسر مین رہنا اختیار کیا اور اسکے پوتے شیخ جی نے جو موکل کا بیٹا تھا راجستان کے شمالی ریگستان مین قیام کیا جسکی شیخاوت اولاد کے پھیلنے سے اس علاقے کا نام شیخاوائی ہوگیا۔ سیکر۔ کھیتڑی۔ اور بساو وغیرہ کے شیخاوتون کے سوا اوداوت اوینا راوت وغیرہ اسکے پوتے نرو نام کی اولاد مین سے ہین اسکی باقی اولاد مین سے بتیل پوتہ اور پتیل پوتہ اور شیوبرن پوتہ شمار کئے جاتے ہین۔ نرسنگھ اسکا ولیعہد تھا۔

نرسنگھ

اپنے باپ اودے کرن کے بعد راجہ بنا۔ بنبیر اسکا ولیعہد تھا۔

بنبیر

نرسنگھ کے بعد ملک کا مالک ہوا اسکے اتنے بیٹے تھے (۱) اودھرن یا دوسرا اودے کرن ولیعہد (۲) برن جی (۳) جرو جی (۴) ملک (۵) دیت (۶) برو جی۔ ان سب کی اولاد بنبیر پوتہ کہلاتی ہے۔

اودے کرن دوم

اسکا ولیعہد چندرسین تھا زیادہ حال معلوم نہ ہوا۔

چندرسین

اسکی اولاد مین سے پرتھی راج ولیعہد (۲) دوسرے کی اولاد کمباوت مہارمین ہے اور ماڑ راجستان مین کھوہ کی اولاد کھباوت مہارمین تحریر کی ہے۔

پرتھی راج

راجہ پرتھی راج ڈلمارال سے اٹھارہوین پشت مین تھا اور جنھون نے میدل راؤ کا نام نہین لکھا اُنکے نزدیک سترھوین پشت مین تھا اسکے سترہ بیٹے ہوئے جن مین سے بارہ جوان ہوکر بچے جن کو اُسنے بارہ جاگیرین دین اسی سبب سے جاپور کے ماتحت کچھوا ہونکی بارہ کوٹھریان یعنی بڑی جاگیرین سمجھی جاتی ہین جن مین اب ترقی و تبدیلی ہوکر تعداد بڑھ گئی ہے اور کوٹھری کا لفظ بھی موقوف ہوکر ٹھکانہ کہتے ہین ان بارہ کوٹھریون کے نام یہ ہین (۱) بگثر و بباے موحدہ کے فتحہ اور واو معروف سے (۲) ہرتوار بفتح راے مہلہ اول و سکون تاے فوقانی (۳) چوگلون بفتح جیم فارسی و واو و دوم معروف (۴) اچرولال بفتح الف و سکون جیم فارسی (۵) ڈِگی بکسر دال ثقیل (۶) شیوبرت پوتا و معروف (۷) لانبُرا۔ نون غنہ سے (۸) دوبی ضم دال مہلہ و واو معروف سے (۹) بانس کھوہ (۱۰) مہار بفتح میم (۱۱) بینیدز۔ بکسر نون اول و یاے معروف و نون دوم غنہ سے (۱۲) پاٹ کوہ تاے ثقیل و واو مجہول سے انمین سے بعض کوٹھریان اب معدوم ہوگئی ہین اور بعض علحدہ جاگیرین پہلے رئیسون کے وقت سے کوٹھری مشہور ہوگئین۔

راجہ پرتھی راج سندھ ندی پار ہول کی زیارت کو جاتے ہوئے اپنے ایک بیٹے بھیم کے ہاتھ سے جو دیوانہ خیال کیا جاتا تھا مارا گیا لیکن بھیم کو بھی اُسکے بیٹے آسکرن نے بھائیون کے اغوا سے مار ڈالا اور کفارے کے طور پر تیرتھ یاترا کرکے نروَر مین گوشہ گیر ہو گیا۔ پرتھی راج کے مرنے کے بعد اُسکے بیٹون مین سے لڑائی جھگڑے کرکے بھارمل نے آنبیر کا راج پایا جو ہمایون اور اکبر بادشاہ کا ہمعصر تھا۔

راجہ بھارمل

راجہ بھارمل پہلا شخص ہے جو راجپوتانے کے تمام راجاؤن سے اول مغل بادشاہون کا فرمانبردار بنا۔ اسوقت سے مسلمانونکے ساتھ زیادہ سابقہ پڑنے کے سبب ہر ایک رئیس کا سال و سمبت اور تاریخی احوال صاف طور پر ملتا ہے جسکے پہلے ڈھونڈھار کا راج قائم ہونے کے سوا کسی راجہ یا کسی معاملے کا ٹھیک زمانہ معلوم نہین ہوسکا اس نام کو ہندی کی کتابون مین بھارمل لکھا ہے اور فارسی و اردو کی کتابون مین بہارامل۔ سب سے پہلے اُس نے ملازمت اکبری مین شامل ہونے کا فخر حاصل کیا ۹۶۳ھ ہجری یعنی پہلی سال جلوس اکبری مین مجنون خان قاقشال نارنول کی حکومت پر سرفراز ہوا جب وہان پہونچا حاجی خان شیرشاہ سور کا غلام اُس پر چڑھ دوڑا اس حملے مین راجہ بھارمل حاجی خان کے ساتھ تھا جب مجنون خانکی حالت محاصرے مین تنگ ہوئی تو کمسن سال راجہ نے نہایت مروت و انسانیت سے صلح کرا کر اسکو محاصرے سے نکلوا دیا مجنون خان دربار مین پہونچا راجہ کی محبت مروت عالی خاندانی اور عالی ہمتی کی اکبر کے سامنے تعریف کی کمال کے جوہری نے اُسی وقت فرمان طلب لکھا کر ایک امیر کے ہاتھ روانہ کیا راجہ فرمان کے پہونچتے ہی معقول ساز و سامان کے ساتھ آنبیر سے روانہ ہوا اور اُس حالت خوشی مین جبکہ اکبر ہیمون کی مہم سے فتحیاب ہوکر جشن منا رہا تھا دربار مین حاضر ہوا بادشاہ نے راجہ اور اُسکے

ساتھیون کی بہت عزت و خاطر کی اور خلعت اور انعام و اکرام سے مالامال کیا۔

راجہ کی رخصت کے وقت بادشاہ ایک مست ہاتھی پر سوار ہو کر شکار وغیرہ کو جانا چاہتا تھا اتفاق سے ہاتھی بگڑتے لگا تو بادشاہی لوگ ڈر کر بھاگنے لگے لیکن راجہ کے آدمی اپنی جگہ سے نہ ہٹے اسپر بادشاہ نے خوش ہوکر اِنکی پرورش کا خیال اپنے دل مین رکھا اور راجہ کو جلد واپسی کی تاکید۔

اکبر نے مرزا اشرف الدین حسین کو میوات کا صوبہ دار مقرر کرکے بھیجا تھا اُسنے وہان ہوچکر قرب وجوار کے علاقون پر بھی ہاتھ پھیکنا شروع اور آنبیر کو لینا چاہا۔ بھارمل کا بھتیجا سوجا پسر پورنمل شرکت ریاست کیوجہ سے مرزا سے ملگیا اور ساتھ ہوکر لشکر لے گیا چونکہ گھر کی پھوٹ تھی مرزا غالب آیا اور راجہ پر خراج مقرر کرکے جگنا تھ اُسکے چھوٹے بیٹے اور راج سنگھ پسر آسکرن اور کھنگار پسر جگمل اُسکے بھتیجونکو بطور یرغمال اپنے ساتھ لے گیا۔

سنہ ۹۶۸ ہجری مین بادشاہ حضرت خواجہ معین الدین کے مزار کی زیارت کیلیے اجمیر جارہا تھا جب قصبہ دیوسہ مین مقام ہوا تمام قصبہ خالی نظر آیا بادشاہ نے سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر شاہی کی آمد سنکر تمام قصبے کے لوگ اپنے عیال و اطفال کو لیکر پہاڑونمین جا چھپے داد گر بادشاہ کو یہ حال معلوم کرکے سخت تعجب اور افسوس ہوا اور فرمایا کہ ہماری ہمیشہ خواہش رہتی ہے کہ رعایا کو ہم سے فیض پہونچے پھر اس خوف کی کیا وجہ چغتی خان نے کہا کہ مرزا اشرف الدین حسین حاکم میوات نے بھارمل وغیرہ پر بڑی زیادتی کی ہے اُسکے خوف سے بیچارے پہاڑونمین گھس کر گذارہ کر رہے ہین اب بادشاہ کی آمد سنکر رعایا بھی ڈر کے مارے قصبہ چھوڑ کر بھاگ گئی ہے اکبر نے اس قصبے کے زمیندار کے بلائے جانے کا حکم دیا اور چغتی خان کو راجہ بھارمل کے لانے کے واسطے روانہ کیا راجہ کا بھائی روپ سی اس قصبے کا زمیندار تھا وہ ڈر کے مارے خود تو نہ آیا اپنے بڑے بیٹے جےمل کو دربار مین روانہ کیا بادشاہ نے کہا کہ یہ ٹھیک نہین ہے وہ خود آئے آخرکار روپ سی دربار مین خود حاضر ہوا اکبر نے بہت خاطر کی اور نوازشہاے شاہانہ سے مسرور کیا اکبر کی اس عنایت کو دیکھکر قرب وجوار کے زمیندارون کے دل سے خوف جاتا رہا اور وہ دربار مین حاضر ہونے لگے سانگانیر کے مقام پر چغتی خان نے راجہ بھارمل کو بھی لاکر پیش کیا بادشاہ نے بڑی محبت اور دلداری سے اُسکی تشفی کی اُسکے عہد کے سب سے بڑے منصب پنجہزاری پر سرفراز کرکے امراے خاص مین داخل کیا۔ ٹاڈ کا یہ کہنا کہ ہمایون نے بھاتو کے ہاتھ سے شکست پانے سے پہلے اُسکو پنجہزاری منصب اور آنبیر کا راج دیا تھا درست نہین منصب اُسوقت مین تھا کب۔ راجہ کے دل مین بادشاہ کے اس فیاضانہ برتاؤ سے محبت و الفت کا ایسا جوش پیدا ہوا کہ رفتہ رفتہ اپنے یگانون اور اُسمین کچھ فرق نرہا چند روز کے بعد بھگوانداس راجہ کا بیٹا اور مان سنگھ پوتا بھی آگئے اکبر نے ان دونون کو ساتھ لیا اور راجہ بھارمل کو رخصت کیا مگر دل ملگئے تھے چلتے وقت کہدیا کہ جلد چلے آنا اور سامان کرکے آنا تاکہ پھر جانے کی تکلیف نہ کرنا پڑے

سنہ ۹۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۱ء مین اکبر کے اجمیر سے لوٹتے وقت قصبہ سانبھر مین بھارمل کی بیٹی مان سنگھ کی پھوپھی بیگمات اکبری مین شامل ہوکر محل کا سنگار ہوگئی اور یہ سب سے پہلی راجپوت لڑکی تھی جسے خاندان

مغلیہ کی حرم سرا مین داخل ہونے کا فخر حاصل ہوا اسکا نام شنتلی یا جیارانی تھا اور عارف النسا بیگم خطاب تھا ابوالفضل اکبرنامے مین کہتا ہے کہ خود راجہ نے استدعا کی تھی کہ مین اپنی لڑکی محلات شاہی مین داخل کرنا چاہتا ہون اور منتخب التواریخ و مخزن التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا اکبر کیطرف سے ہوئی تھی اور پہلے تو راجہ نے دین کی مخالفت سے نہ مانا آخر لاچار ہوکر راضی ہوگیا شرف الدین حسین مرزا بھی سانبھر مین سلام کو حاضر ہوا بادشاہ نے اُس سے جگناتھ اور راج سنگھ اور کھنگار کو طلب کر لیا تاکہ بھارمل کی دلجمعی مین کسیطرح کا دغدغہ نہ رہے اجمیر سے واپسی پر بھارمل نے بہت چاہا کہ بادشاہ اُسکی راجدھانی مین چلکر مہمان بنجائے مگر آگرے کو پہونچنے کی جلدی تھی جوابدیا کہ پھر کبھی دیکھا جائیگا اور اُسکو رخصت کرکے اُسکے بیٹے بھگوانداس اور پوتے مان سنگھ اور دوسرے رشتہ دارون اور جاگیردارون کو ہمراہ لےکر آگرے مین آگیا۔

راجہ بھارمل اپنی اخیر عمر تک نہایت ذمہ داری اور اعتبار کی خدمتون پر مامور ہوتا رہا جب اکبر نے سنہ ۹۷۹ ہجری مین ابراہیم حسین مرزا کی تنبیہ کے واسطے گجرات کی طرف کوچ کیا راجہ کو اپنے بجاے وکیل مطلق بناکر فتح پور مین چھوڑا ابراہیم حسین مرزا وہان سے بھاگ کر آگرے کی طرف آگیا اور ارادہ کیا کہ بادشاہ گجرات اور سورت کے علاقون مین فوج لئے پھرتا ہے آگرہ دہلی اور لاہور مشہور شہرون سب جگہ میدان خالی ہے دھاوے مارونگا بادشاہی خزانے مین شہر آباد مین لوٹ مار سے سامان لیتا جاؤنگا جہان قدم تھم گئے جم جاؤنگا ورنہ ہوا تو ملتان سے سندھ ہوکر پھر گجرات مین آجاؤنگا راجہ بھارمل مرزا کا رخ دیکھکر فوراً تاڑ گیا اُسیوقت دہلی وغیرہ مقامات مین فوجین بھیجدین اور امراے اطراف کے پاس خطوط دوڑا دئے اور ایسا انتظام کیا کہ مرزا جہان پہونچا نامرادی نے سامنے سے نشان ہلا دیا وحشت کے عالم مین پنجاب کا رخ کیا لیکن بھارمل کا خط حسین خان ٹکریہ کے پاس پہونچ چکا تھا کہ ابراہیم دو جگہ شکست کھاکر دہلی کے اطراف مین پہونچا ہے اور یہ پایۂ تخت کا مقام ہے خالی پڑا ہے اُس فرزند کو چاہیے کہ جلد اپنے تئین وہان پہونچائے یہ بہادر ایسے معرکون کا عاشق زار تھا خط دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اکا نگڑہ سے حسین قلی خان روانہ ہوا غرض کسی جگہ مرزا کو ٹھہرنا نصیب نہ ہوا اور لاہور و ملتان کے راستے مین اُسکا کام تمام ہوگیا بادشاہ بھارمل کی خوش انتظامی سے بہت خوش ہوا اور روز بروز اعزاز و اکرام زیادہ کرنے لگا اس راجہ کے مرنے کا وقت معلوم نہین اسکے چار بیٹے تھے (۱) بھگوانداس ولیعہد (۲) مادھو سنگھ (۳) سور سنگھ (۴) جگناتھ۔

راجہ بھگوانداس

راجہ مذکور اپنے باپ کے ساتھ سنہ ۹۶۴ ہجری مین دربار اکبری مین حاضر ہوا۔ اس نام کو بھگونت داس بھی لکھدیتے ہین سنہ ۹۸۱ ہجری مین جب خان اعظم گجرات مین گھر گیا اور حسین مرزا وغیرہ چغتائی باغی شاہزادے افواج دکن کو ساتھ لیکر اُسکے گرد چھاگئے اکبر ایکدن فتح پور سیکری مین دربار کر رہا تھا کہ فوراً سوانح نگار کا پرچہ لگا اور یہ حال معلوم کرکے اُسی وقت کوچ کر دیا اور ۲۷ دن کی راہ سات دن مین طے کرکے احمد آباد

جا پہونچا راجہ بھگوانداس مع اپنے ولیعہد کنور مان سنگھ کے اس یلغار مین بادشاہ کے ساتھ تھا اکبر کے خاصہ گھوڑون مین ایک سفید براق بادرفتار گھوڑا تھا جسکا نام ہیضنار رکھا تھا جس وقت لڑائی کے واسطے بادشاہ اسپر سوار ہوا گھوڑا بیٹھ گیا سب ایک دوسرے کا منھ تکنے لگے کہ شگون اچھا نہوا یہ حال دیکھکر راجہ بھگوانداس آگے بڑھا اور کہا حضور فتح مبارک اکبر نے جواب دیا سلامت باشید لیکن کیونکر راجہ نے جواب دیا کہ اس رستے مین تین شگون برابر دیکھتا چلا آیا ہون ۔

(۱) ہمارے شاستر مین لکھا ہے کہ جب فوج مقابلے کو تیار ہو اور سیناپتی کا گھوڑا سواری کے وقت بیٹھ جائے تو فتح اُسی کی ہوگی ۔

(۲) ہوا کا رخ حضور ملاحظہ فرمائین کہ کسطرح بدل گیا بزرگون نے لکھدیا ہے کہ جب ایسی صورت ہو سمجھ لیجیے کہ ہم اپنی ہر

(۳) راستے مین برابر دیکھتا آیا ہون کہ گدھ چیلین اور کوے برابر لشکر کے ساتھ چلے آتے ہین اسے بھی بزرگون نے فتح کی نشانی لکھا ہے ۔

راجہ بھگوانداس کی اس تقریر سے اکبر اور کل ساتھیون کو بہت خوشی حاصل ہوئی آخرکار میدان مین جاکر پرے جمائے اکبر راجہ بھگوانداس کو ساتھ لیکر ایک بلندی پر کھڑا ہوا میدان جنگ کا اندازہ دیکھ رہا تھا تھوڑی دیر کے بعد راجہ بھگوانداس سے کہا کہ ہراول پر زور زیادہ ہے اور طور بے طور ہوا چاہتا ہے اپنی فوجین تھوڑی اور غنیم کا ہجوم زیادہ ہے چلو ہم تم ملکر جا پڑین کہ پیچھے سے مشت کا صدمہ زبردست پڑتا ہے یہ کہکر دونون نے گھوڑے کی باگین اُٹھائین اور دھاوا کردیا

۹۸۰ھ ہجری کی جنگ گجرات مین اکبر ایک مقام پر کھڑا ہوا تیر مار رہا تھا راجہ بھگوانداس اور مان سنگھ اکبر کے پہلو مین تھے غنیم کے تین سپاہی انھین تاڑ کر آئے ایک کا رخ راجہ بھگوانداس پر اور دو کا اکبر پر تھا راجہ بھگوانداس نے گھوڑا بڑھایا سوار نے نیزہ مارا راجہ نے وار بچا کر برچھا مارا وہ گھائل ہوکر بھاگا جو دو سوار اکبر پر آتے تھے اُنپر مان سنگھ چلا اکبر نے للکارا کہ خبردار یکقدم نہ اُٹھانا اور بارسپر سے گھوڑا اُڑا کر آپ اُنپر چلا ۔ قرب وجوار مین اور سردار بھی لڑ رہے تھے کسیکو خیال نہوا ۔ راجہ بھگوانداس چلایا کہ کنورجی (مان سنگھ) کیا ہوا دیکھتے ہو اور کھڑے ہو اُسنے کہا کیا کرون مہابلی خفا ہوتے ہین راجہ نے خفا ہوکر کہا کہ وقت خفگی دیکھنے کا نہین ہے اسی عرصے مین دونون سوار جس زور سے آئے تھے اسی زور سے بھاگ گئے ۔ ایک مقام پر بادشاہ گھر گیا اُسوقت راجپوتون کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ کے گرد پھرتے تھے اور اسطرح مر مر کر گرتے تھے جیسے پتنگے چراغ کے آس پاس تڑپتے ہین اور نہین ٹلتے راجہ بھگوانداس کا بھتیجا راجہ بھگونت کمال دلاوری سے لڑا اور مارا گیا غرض کہ یہ مہم اکبر کے اقبال خداداد اور جان نثار و بھی جان نثاری و بہادری سے اول سے آخر تک خوشی کے ساتھ ختم ہوئی ۹۹۳ھ ہجری مین اکبر نے حال و استقبال کی مصلحتون پر نظر کر کے سوچا کہ ولیعہد سلطنت (شاہزادہ سلیم) کا تعلق خاندان کچھواہہ سے زیادہ کیا جائے بعد گفت وشنید کے راجہ بھگوانداس کی بیٹی سے شادی قرار پائی بادشاہ مع امراے دربار کے راجہ کے گھر گیا اہل ہنود کی ساری رسمین مثل پھیرے اور ہون وغیرہ کے عمل مین آئین ۹۹۴ھ ہجری مین شاہزادی سلطان لنہا

اور سنہ ۹۹۵ ہجری مین شاہزادہ خسرو اس رانی کے بطن سے پیدا ہوئے اور شاہ بیگم اور دوسری روایت کے مطابق آرام جان اسکو خطاب دیا گیا۔

سنہ ۲۳ جلوس مین راجہ بھگوانداس صوبہ پنجاب کا صوبہ دار مقرر ہوا۔

سنہ ۹۹۴ ہجری مین راجہ بھگوانداس صوبہ کابل کی حکومت سے سرفراز ہوا وہان اسکو خاندانی مرض نے دیوانہ کر دیا جب حکیم نے نبض پر ہاتھ رکھا راجہ نے جمدھر کھینچ کر اپنے مار لیا شاہی طبیبون کے معالجے سے تھوڑے دنون مین شفا پائی اور کنور مان سنگھ کو کابل کی صوبہ داری پر جانا پڑا۔ سنہ ۹۹۵ ہجری مین حرم سرا اور محلون کا انتظام اسکے سپرد کیا گیا اور یہ خدمت پہلے بھی اکثر اسکے سپرد ہوا کرتی تھی سفر مین حرم سرا کی سواریون کا انتظام بھی کیا کرتا تھا اس سال اسکی اور کل خاندان کچھوا ہہ کے امرا کی جاگیرین صوبہ پنجاب سے صوبہ بہار مین منتقل کی گئین اور راجہ بھگوانداس کو قلعہ رہتاس جاگیر مین ملا۔ سنہ ۹۹۷ ہجری مین جب اکبر کشمیر کی سیر کو جانے لگا اسے لاہور کا انتظام سپرد کر گیا۔ راجہ ٹوڈرمل بھی یہین رہا۔ بادشاہ روز جمعرات غرۂ شعبان سنہ مذکور کو سری نگر مین پہونچا اور یہان سے ۲۷ رمضان کو سیر کابل کا عزم کیا کابل مین خبر پہونچی کہ راجہ ٹوڈرمل اور بھگوانداس مرگئے اول راجہ ٹوڈرمل کا انتقال ہوا راجہ بھگوانداس اسکے جنازے کے ساتھ گیا تھا لوٹکر پیٹ مین درد اٹھا قے کی اور پیشاب بند ہوگیا پانچ دن اسی حالت مین مبتلا رہکر سفر آخرت اختیار کیا بادشاہ کو سیر سے واپس آرہا تھا راستے مین یہ حال معلوم ہوکر بہت افسوس کیا کنور مان سنگھ کے پاس فرمان تعزیت ارسال کرکے منصب پنجہزاری پر سربلند کیا اور خطاب راجگی سے موصوف کرکے خلعت و اسپ ارسال فرمایا۔ ۲۰ محرم سنہ ۹۹۸ ہجری کو بادشاہ نے کابل سے ہندوستان کو مراجعت کی۔

اس زمانے مین مسلمان بادشاہ ہونیکی وجہ سے ہندو مسلمانون سے بڑی تالیف کے ساتھ پیش آتے تھے چنانچہ بھگوانداس نے لاہور مین مسلمانون کے واسطے ایک جامع مسجد تعمیر کرائی تھی جسمین اکثر آدمی نماز جمعہ ادا کرتے تھے اسکی نسبت صاحب مآثر الامرا لکھتا ہے از اعمال خیر او در لاہور مسجد جامع بودہ کہ اکثر مردم بہ ادائے نماز جمعہ قیام داشتند طبقات اکبری مولانا نظام الدین احمد سے مستفاد ہوتا ہے کہ بھگوانداس امیر الامرا تھا چنانچہ اسکی عبارت یہ ہے راجہ ٹوڈرمل کہ وکیل السلطنت و مشرف دیوان و راجہ بھگوانداس کہ امیر الامرا بود در لاہور ودیعت حیات سپردند۔

راجہ مان سنگھ

لالہ روشن رائے سے منقول شدہ تاریخ مین مذکور ہے کہ اسکا باپ اکبر کے حکم سے جب لاہور کے سرکشون کا فساد مٹانے کے لئے گیا اور اس مہم کو سرانجام دیکر لوٹتے وقت ایک گاؤن مین جو اوس کا مقام ہوا اسکی فوج کا ایک راجپوت ٹہلتا ہوا کھیتونکی طرف نکل گیا ایک کھیت کے پاس ایک نوجوان خوشکل عورت حفاظت کر رہی تھی اسنے گوپھن مین پتھر رکھکر پرندونکی طرف پھینکا تاکہ اڑجائین یہ پتھر اتفاقیہ اس راجپوت کی پیشانی مین لگ گیا جسکے صدمہ سے وہ مرگیا دوسرے آدمی اس لڑکی کو پکڑکر بھگوانداس کے پاس لے گئے اسوقت چند جوتشی راجہ کے پاس بیٹھے تھے

وہ راجہ سے کہنے لگے کہ مہاراج یہ لڑکی صاحب طالع ہے اسکے بطن سے ایسا صاحب نصیب اور شجاع اور نامور
لڑکا پیدا ہوگا کہ اُسکو بادشاہ کے حضور مین بڑا عروج حاصل ہوگا اور اپنے وقت مین راجپوتون مین اپنا نظیر
نہ رکھے گا اپنی تلوار کو سمندر کے کھاری پانی سے دھوئے گا راجہ کو نجومون کے قول پر اعتماد تھا اسلیے اُسکے مان باپ کو
کہلا بھیجا کہ مین اس سے عقد کرنا چاہتا ہون اُنھون نے کہا کہ ہمکو برضا و رغبت منظور نہین زبردستی آپکو اختیار
ہے مگر ہان ہمارے مکان پر آپ آکر بیاہ باقاعدہ کرین اور ہماری دعوت کھاوین تو مضائقہ نہین راجہ نے قبول کرلیا
اور اس سے شادی کی ہمبستری سے نو ماہ کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جو یہی مان سنگھ ہے۔

سنہ ۹۶۰ھ ہجری مین رتن پور کے مقام پر اپنے باپ بھگوان داس کے ساتھ دربار اکبری مین حاضر ہوا اکبر نے دونون
باپ بیٹون کو ساتھ لیا اور دار السلطنت کو روانہ ہوا اور اُسکے دادا بہار مل کو رخصت کرکے حکم دیا کہ سامان کرکے
جلد چلے آنا۔ اکبرنامے مین لکھا ہے کہ مان سنگھ کو اکبر نے فرزند کا خطاب دیا تھا۔

جب اکبر گجرات کو خود فوج لیکر گیا راجہ مان سنگھ اس مہم مین باپ کے ساتھ شریک تھا جب بادشاہ ڈیسہ مین کہ پٹن
سے بیس کوس کے فاصلے پر ہے پہونچا تو یہان مان سنگھ آیا اور پس ماندہ پٹھانون کا بہت سا مال غنیمت لوٹ کر
ساتھ لایا دونون باپ بیٹے قلعہ سورت کے محاصرے کیلیے امرا کے ساتھ بھیجے گئے اس مہم مین مان سنگھ نے کارہای نمایان انجام دیے
باوجود اسکے کہ نوجوانی کا عالم تھا مگر جب اکبر سرنال کے قریب پہونچا اور لڑائی کے واسطے سب ہمراہیون کو سنبھالا
تو مان سنگھ آگے بڑھکر بولا "ہراول غلام باشد" اکبر نے جواب دیا "کلام لشکر تقسیم افواج توان کرد وقت ست کہ ہم یک دل ویک رو
کار کنند" مان سنگھ نے پھر کہا "در ہر صورت قدمے پیشتر جان نثار شدن فرض عقیدت و اخلاص ست" اکبر کو اسکی خاطر
عزیز تھی چند بہادر وںکے ساتھ آگے روانہ کردیا کامیابی کے بعد بادشاہ خان اعظم مرزا عزیز کو گجرات کی حکومت سپرد
کرکے ماہ ذیحجہ سنہ ۹۸۰ھ ہجری مین دار السلطنت کو لوٹ آیا ابھی پورے تین ماہ بھی واپسی کو نہ گذرے تھے کہ
گجرات مین پھر فسادات شروع ہوگئے اور محمد حسین مرزا اختیار الملک دکھنی کے ساتھ ملگیا دکن کے اور بھی کئی سردار
آن ملے اور تمام احمد نگر وغیرہ کے اطراف مین پھیل گئے۔ انجام یہ ہوا کہ خان اعظم بھاگ کر احمد آباد مین گھس بیٹھا
غنیم نے چودہ ہزار لشکر جمع کرکے احمد آباد کا محاصرہ کیا خان اعظم نے اکبر کو لکھا کہ اگر حضور تشریف لائین تو جانین بچینگی
ورنہ کام تمام ہے اکبر فتح پور مین دربار کر رہا تھا دفعۃً یہ پرچہ پہونچا اُسیوقت راجہ بھگوانداس کنور مان سنگھ اور عمدہ عمدہ
سردارون اور سپاہیون کو لیکر سانڈنیون پر سوار ہوا اور ۲۴ ربیع الثانی سنہ ۹۸۱ھ ہجری کو جانب گجرات روانہ ہوا
۲۷ دن کا راستہ ۷ دن مین لپیٹ کر ساتوین دن احمد آباد سے تین کوس پر دم لیا غرضکہ بڑا معرکہ ہوا مان سنگھ اور
بھگوانداس اور بہت سے راجپوتون نے جانفشانی و جانبازی کو حد سے گذار دیا محمد حسین مرزا قید ہوا اختیار الملک
محمد حسین مرزا کی قید اور لشکر کی تباہی کا حال سنکر بے اختیار ہوگیا اور محاصرہ چھوڑ کر بھاگا راستے مین سہراب بیگ نام ایک امیر نے
جا پکڑا اور سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس لے آیا دو دن کے بعد بادشاہ وہان سے روانہ ہوکر دار السلطنت کو واپس آیا
ایکبار گجرات سے لوٹتے ہوے مان سنگھ نے اودے ساگر تالاب پر قیام کیا جہان اودیپور کے رانا نے پیشوائی کے ساتھ

اُسکی دعوت کی لیکن کھانے کے وقت مان سنگھ کے ساتھ شریک ہونے کی بابت رانا نے کچھ عذر کہلا بھیجا جس سے وہ ناراض ہوکر چلا گیا سنہ ۹۸۴ ہجری مطابق سنہ ۱۵۷۶ع مین اکبر مقام اجمیر مین تھا کہ مان سنگھ کو درگاہ حضرت خواجہ صاحب مین لے گیا خلوت کر کے مدد چاہی خلعت اور گھوڑا اور تمام لوازم سپہ سالاری دیکر رانا کی مہم کو گوگندہ و کومل میر کو روانہ کیا بڑے بڑے بہادر سردار اور پانچہزار رقمی سوار بادشاہی خاصہ ملک کو ساتھ کئے اور اُسکی اپنی فوج الگ تھی اجمیر سے تین کوس تک برابر امیر اونکے سراپردے لگے تھے دریاے لشکر طوفان کی طرح حدود میواڑ مین داخل ہوکر ہلدی گھاٹہ مین رانا سے سخت مقابلہ ہوا اور آخرکار اُسے شکست ہوئی رام پرشاد ایک بڑا اونچا جنگی ہاتھی رانا کے پاس تھا بادشاہ نے کئی دفعہ مانگا تھا اُسنے نہ دیا تھا وہ بھی لوٹ مین آیا بادشاہ نے اُسکا نام پیر پرشاد رکھا جمع الملوک کا یہ بیان غلط معلوم ہوتا ہے کہ رانا بغیر لڑے بھڑے بھاگ کر پہاڑون مین گھس گیا اور عفو تقصیر کی درخواست کی۔

سنہ ۹۸۹ ہجری مین اکبر نے کنور مان سنگھ کو محمد حکیم مرزا کی فوج کے مقابلے کے واسطے پنجاب کو روانہ کیا محمد حکیم مرزا اکبر کا سوتیلا بھائی اور کابل کا حاکم تھا جو لشکر لیکر چلا تھا اکبر کا حکم راجہ مان سنگھ کے پاس پہونچا کہ ہم خود آتے ہین مرزا کو آگے بڑھنے دو اور روکو مت مان سنگھ حسب الحکم پیچھے ہٹتا گیا اور مرزا بڑھتا ہوا لاہور تک بڑھ آیا راجہ بھگوانداس اور مان سنگھ مع دوسرے سردار ونکے شہر کے دروازے بندکر کے بیٹھ رہے جب اکبر سرہند تک آ پہونچا تو مرزا خواب غفلت سے بیدار ہوکر بھاگا راجہ مان سنگھ حسب الحکم پشاور روانہ ہوا اور وہان سے شاہزادہ مراد کے ساتھ آگے بڑھا اور کئی خونریز معرکے مار کر مرزا کو شکست دی پشاور اور سرحدی ملک کا انتظام اور اختیار راجہ مان سنگھ کے سپرد ہوے راجہ نے اٹک کے کنارے پر ایک قلعہ تعمیر کرایا اور افغانون مین بہت اچھی رسائی پیدا کی سنہ ۹۹۴ ہجری مین محمد حکیم مرزا نے انتقال کیا بادشاہ نے راجہ مان سنگھ کے نام حکم بھیجا کہ فوراً کابل پہونچکر ملک پر قبضہ کرلو جب مان سنگھ نے دریاے اٹک کو عبور کیا بڑے بڑے سرحدی پٹھان اور سردار سلام کو حاضر ہونے لگے کابل مین پہونچکر اپنی حسن تدبیر اور لطف اخلاق سے سب کے دلونکو مسخر کر لیا جو لوگ خیالات فاسدہ سے گمراہ ہو رہے تھے سب کو رسائی سے راہ راست پر لاکر حکمت عملی کی قید مین مسلسل کر لیا اور اپنے بیٹے جگت سنگھ کو وہان چھوڑکر بہت سے امیرون اور سردارونکے ساتھ راولپنڈی کے مقام پر اکبر کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اکبر بہت دلداری سے پیش آیا پچپن لاکھ چھیاسٹھ ہزار روپے انعام مین دئے وظیفے اور جاگیرین مرحمت کین یوسف زئی وغیرہ کا سرحدی علاقہ مرحمت ہوا کابل کی حکومت پر اول راجہ بھگوانداس سرفراز ہوا اور جب وہ بیمار پڑا تو مان سنگھ اُسکی جگہ روانہ کیا گیا۔

سنہ ۹۹۵ ہجری مین دربار افغانستان سے شکایتین پہونچین کہ راجپوت اہل ملک پر زیادتیان کرتے ہین اسلیے اکبر نے مان سنگھ کو صوبۂ بہار مین تبدیل کر دیا وہان پہونچکر اُسنے راجہ پورن مل کندھوریہ اور سنگرام سنگھ وغیرہ سرکشونکو تدبیر اور شمشیر کے زور سے زیر کیا اور اُسنے اطاعت کے ساتھ تحائف گران بہا لیکر ۵۴ ہاتھیون کے ساتھ دربار مین روانہ کئے۔

۹۹۶ہجری ذی الحجہ ۱۶۴۴ مطابق ۱۵۸۸ء میں راجہ بھگوانداس نے لاہور میں انتقال کیا بادشاہ نے خلعت تعزیت کے ساتھ خطاب راجگی اسپ با زین زرین او پنجہزاری منصب ارسال کیا اس سال راجہ نے اڑیسہ پر چڑھائی کی قتلو خان وہان کا حاکم مارا گیا افغانون مین پھوٹ پڑ گئی بہت سے سوار ٹوٹ کر راجہ سے آن ملے جو باقی رہے اُن سے آخر مین اس شرط پر صلح ہو گئی کہ ملک مین اکبری خطبہ پڑھا جائے گا خراج اور تحائف سالانہ پیش کش کیا کرینگے جب حکم ہوگا ادائے خدمت کو حاضر ہونگے غرضکہ راجہ نے ۱۵۰ ہاتھی اور بہت سے تحفہ تحائف اُنسے لیکر دربار مین ارسال کئے جب تک عیسے خان زندہ رہا عہد و پیمان کا سلسلہ درست رہا چندسال کے بعد نوجوان افغانون نے پھر مخالفت کی انھون نے اول جگنا تھ کا علاقہ مارا پھر بادشاہی ملک پر ہاتھ ڈالنے لگے مان سنگھ خود عہد شکنی کے لیے بہانہ ڈھونڈھتا تھا فوج جرار لیکر مقابلے پر آمادہ ہوا بڑی بڑی لڑائیان ہوئین آخرکار مان سنگھ نے فتح پائی اور ملک کو بڑھاتے بڑھاتے دریائے شور تک پہونچا دیا جگنا تھ کا ملک مع بندر کے قبضے مین آگیا۔

سنہ ۱۰۰۰ ہجری مین جشن سالانہ کے موقع پر اکبر نے شاہزادہ خسرو کو جو جہانگیر کا بیٹا اور مان سنگھ کا بھانجا تھا منصب پنجہزاری پر سرفراز کر کے صوبۂ اڑیسہ کو جاگیر مین مرحمت کیا راجہ مان سنگھ کو اُسکا اتالیق مقرر کیا۔ اور راجہ مان سنگھ کو بنگالے کی صوبہ داری پر مفتخر کر کے اُدھر روانہ کیا اور اُسی ملک پر اُسکی تنخواہ مجرا کردی اسی سال کوچ بہار کے راجہ نے مان سنگھ کے پاس حاضر ہو کر اکبری اطاعت اختیار کی بادشاہ نے اس صلے مین راجہ مان سنگھ کو پرگنہ جوبند انعام مین مرحمت فرمایا۔

لالہ روشن رائے سے نقل شدہ نسخے مین ذکر کیا ہے کہ مان سنگھ بڑے مرتبے کو پہونچ گیا کوٹے اور بوندی کے راجون کے معاملات و سوال و جواب اُسکی رائے پر موقوف ہو گئے ستارا کا قلعدار بادشاہ کی اطاعت نہین کرتا تھا بادشاہ کے حکم سے مان سنگھ نے اُسپر چڑھائی کی اور وہان پہونچکر کہلا بھیجا کہ اطاعت شاہی کرنی چاہیئے اسی مین خیر ہے ورنہ مین تمھارا تدارک قرار واقعی کرونگا اُسکے قلعے مستحکم تھے اسلیے سر اطاعت نہ جھکایا مان سنگھ نے مینون کو حکم دیا کہ آج رات مین جاکر اُسکی پگڑی لے آؤ پھر اگر غفلت سے ہوش مین نہ آیا تو سر کاٹ لائیو مینے اس فن مین کمال رکھتے تھے رات مین قلعہ پر چڑھ گئے اور قلعدار کے سونے کی جگہ پہونچکر پگڑی لاکر مان سنگھ کے سامنے رکھدی قلعدار جب بیدار ہوا تو پگڑی غائب پائی بیحد متحیر ہوا اسی فکر مین تھا کہ راجہ مان سنگھ کا قاصد پگڑی لیکر پہونچا اور راجہ کی طرف سے پیام دیا کہ بادشاہ سلامت کی اطاعت کر لینی چاہیے ورنہ کل تمھارا سر ہوگا۔ قلعدار ڈر گیا اور اطاعت کا پیام دیا اور مان سنگھ کے ساتھ بادشاہ کے حضور مین چلا آیا۔

مان سنگھ بادشاہ سے رخصت حاصل کر کے اجمیر مین ٹھہرا ہوا تھا اسوقت ایران کا ایلچی ہندوستان کا حال دریافت کرنے کو آیا تھا وہ مان سنگھ سے بھی اجمیر مین ملا جس وقت ایلچی مان سنگھ کے پاس گیا تو وہ آنا ساگر تالاب پر بیٹھا ہوا تھا ایلچی سے ملاقات ہونے کے بعد مان سنگھ نے اپنا رومال تالاب مین ڈال کر

ابرو کا اشارہ کیا مسلح راجپوت جو اسکے پاس کھڑے ہوئے تھے انہین سے ہزار دو ہزار آدمی تالاب مین رومال نکالنے کو کود پڑے اور جنکو تیرنا نہ آتا تھا وہ بھی کود پڑے ڈمبنے سے نڈر ہو کر اور رومال دست بدست نکال لائے اس موقع پر بہت سے ڈوب بھی گئے سفیر سخت حیران ہوا کہ اس سردار نے اس قدر آدمی ایک سہل بات پر تلف کرا دیے اور اس نے سمجھ لیا کہ ہندوستان کا فتح کرنا محال ہے جب سفیر اکبر کی خدمت مین پہونچا اور مان سنگھ کا یہ قصہ عرض کیا تو بادشاہ نے خوش ہو کر اس جان فشانی کے صلے مین خلعت فاخرہ اسکے پاس روانہ کیا **نوٹ** کیا یہ حکایت بادشاہ اور مان سنگھ دونون کی جہالت ظاہر کرنے کو قلم بند کی گئی ہے اور اس (فرضی) سفیر مین اگر دانشمندی ہوتی تو وہ ضرور اس طفلانہ کام سے یہ بات استنباط کر لیتا کہ جس سلطنت مین کامون کے بست کشاد کی عنان ایسے ناعاقبت اندیش اور چھچھورے ہاتھون مین ہے وہ شجاع اور مدبرین کے مقابل میدان کارزار مین دم بھر بھی نہین ٹھہر سکتے اور ایسے لوگون سے حکومت چھین لینا کوئی مشکل کام نہین کیونکہ ایسے آدمی کام ہونے کے موقعون کی اہمیت کا اندازہ نہین کر سکتے پس ان سے جہانبانی اور جہانگیری امور سرانجام پانا مشکل ہین غرضکہ یہ حکایت محض فرضی اور خیالی افسانہ ہے۔

سنہ ۱۰۰۷ ہجری مین اکبر نے جہانگیر کو مہم رانا پر روانہ کیا مان سنگھ کو بڑے بڑے امیرونکے ساتھ سپہ سالار کر کے ہمراہ کیا بنگالے کی حکومت جگت سنگھ اسکے بیٹے کو مرحمت کی افغانون نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور بغاوت کر کے بھدرک کے مقام پر بادشاہی فوج کو شکست دی اور چارونطرف پھیلکر بنگالے کا بہت سا حصہ دبا بیٹھے جہانگیر اس مہم پر جانا نہ چاہتا تھا جب یہ حال سنا رانا کی مہم ملتوی کر کے مان سنگھ کو بنگالے روانہ کر دیا اور خود الہ آباد پہونچکر عیش کی بہار لوٹنے لگا اکبر اسوقت قلعہ آسیر کے محاصرے مین مصروف تھا جب یہ حال سنا خیال کیا کہ شاہزادہ کا رانا کی مہم سے واپس آنا مان سنگھ کی ترغیب سے ہوا ہے اس خیال سے اُسے بہت رنج ہوا مگر کچھ نہ بولا۔ مان سنگھ نے بنگالے پہونچکر جابجا فوجین روانہ کین اور تدبیر و شمشیر کے زور سے ایک عرصہ کے بعد بغاوت کی آگ بجھائی اور ڈھاکہ مین آ کر خاطر جمع سے حکمرانی کرنے لگا۔

سنہ ۱۰۱۳ ہجری مین شاہزادہ خسرو کو دہ ہزاری منصب ملا مان سنگھ بدستور اتالیقی کی خدمت پر سرفراز رہکر منصب ہفت ہزاری ذات شش ہزار سوار مفتخر ہوا اب تک کوئی ہندو اور مسلمان امیر پنجہزاری منصب سے آگے نہین بڑھا تھا پہلے پہلے یہ اعزاز اسی راجہ کو حاصل ہوا۔

امرائے اکبری مین راجہ مان سنگھ اور خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کو اکبر کے بعد شاہزادہ خسرو کی بادشاہت کا بڑا ارمان تھا خسرو راجہ مان سنگھ کا بھانجا اور خان اعظم کا داماد تھا۔ خان اعظم تو اس آرزو مین ایسا مست تھا کہ اپنے رازدارون سے اکثر کہا کرتا تھا کہ کاش ایک کان مین کوئی کہے کہ خسرو بادشاہ ہو گیا اور دوسرے کان مین حضرت عزرائیل موت کا پیغام دیدین اگر ایک مرتبہ خسرو کی بادشاہت کی خبر سن لون تو مجھے مرنے کا افسوس نہ ہوگا راجہ مان سنگھ کا اگرچہ یہ حال نہ تھا مگر در پردہ وہ بھی اسی کوشش مین مصروف تھا اکبر کو بھی یہ سب

خبرین تھین مگر جہانگیر کے ساتھ اسسے محبت نہین بلکہ عشق تھا ۱۰۱۴ھ ہجری مین بیمار پڑا مان سنگھ اور خان اعظم دونون دربار مین موجود تھے اور دونون کے آدمی ہتیار بند چارون طرف پھیلے ہوئے تھے اکبر نے بعض خیر خواہان سلطنت سے مشورہ کرکے یہی مناسب سمجھا کہ مان سنگھ کو بنگالے بھیجدینا چاہیے چنانچہ اسی حالت مین راجہ مان سنگھ کو خلعت رخصت مرحمت کرکے حکم دیا کہ بنگالے چلے جاؤ اسکے پاس بیس ہزار لشکر خاص اسکا نوکر تھا خسرو کو لیکر بنگالہ کو روانہ ہوگیا خان اعظم نے جب سنا کہ مان سنگھ مع خسرو کے بنگالے جاتا ہے اسیوقت اپنے قبائل کو اسکے گھر بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ اب میرا بھی یہان رہنا مناسب نہین راجہ نے جواب دیا کہ دل تو میرا بھی یہی چاہتا ہے کہ اس وقت مین تم سے جدا نہوؤن مگر مجبور ہون پس تاریخ راجستان مین جو لکھا ہے کہ اکبر نے راجہ مان سنگھ والی آمیر کو زہر دیکر مارنا چاہا اس غرض سے اسنے شیرین گولیان بنوائین چند گولیون مین زہر ملایا اور باقی ماندہ اسکا شبہ رفع کرنے کو بلا زہر رکھین یہ چاہتا تھا کہ زہر کی گولیان راجہ کو دیکر بلا زہر کی خود کھالے مگر اتفاق سے اسکے برعکس ہوا یعنی زہر آلود گولیان کھا کر مرگیا یہ نہایت غلط قصہ ہے راجہ اسوقت دارالسلطنت مین تھا کہان۔ بدھ کے دن ۱۲ جمادی الآخر ۱۰۱۴ ہجری مطابق ۱۶۰۵ء کو اکبر نے ۶۴ برس کی عمر مین دنیا سے انتقال کیا۔ اور شاہزادہ سلیم بادشاہ بنکر جہانگیر کے لقب سے مشہور ہوا جشن تخت نشینی کے موقع پر سب امرا دربار مین طلب ہوے مان سنگھ بھی بنگالے سے آیا جہانگیر کی یہ بات قابل تعریف ہے کہ پہلی باتونکو دل سے بھلا دیا خود لکھتا ہے کہ راجہ مان سنگھ کو جو میرے باپ کا وفادار اور معتبر امیرون مین سے تھا بدستور سابق صوبہ بنگالہ کی حکومت پر سرفراز کیا اسنے بعض باتین ایسی کی تھین کہ اپنے حق مین اس عنایت کی امید نرکھتا تھا پھر بھی خلعت چارقب شمشیر مرصع اسپ خاصہ بازین زرین مرحمت فرماکر بنگالے کو جو پچاس ہزار سوار دنکی جگہ ہے روانہ کیا۔

چند مہینے کے بعد شاہزادہ خسرو باغی ہوگیا جو پنجاب کو بھاگتا ہوا گرفتار کرلیا گیا۔ یہ بغاوت راجہ مان سنگھ اور خان اعظم کے بہکانے سے خیال کی گئی مگر عالی حوصلہ بادشاہ نے مان سنگھ کے کاروبار مین کوئی تغیر ظاہر نہ کیا۔ آخر سال ۲ جلوس مین مان سنگھ بنگالے سے طلب ہوکر دربار مین حاضر ہوا اس موقع پر جہانگیر نے تزک جہانگیری مین لکھا ہے

راجہ مان سنگھ نے قلعہ رہتاس سے جو ولایت پٹنہ اور بہار مین واقع ہے آکر ملازمت حاصل کی چھ سات فرمان گئے جب آیا وہ بھی خان اعظم (مرزا عزیز) کی طرح میری بزرگ سلطنت کے بدخواہ اور مکار لوگونمین سے ہے جو انھون نے مجھ سے کیا اور جو مجھ سے انکے ساتھ ہوا خدائے رازدان بخوبی جانتا ہے کہ کوئی کسی سے اسطرح گذرہ نہین کرسکتا۔ اس (راجہ) نے سو ہاتھی نر و مادہ نذر مین پیشکش کئے جن مین سے ایک بھی اس قابل نہ تھا کہ فیلان خاصہ مین داخل ہوسکے چونکہ یہ میرے باپ کے بنائے ہوئے نوجوانون سے ہے اسلئے مین اسکی خطائین اسکے منھ پر نہ لایا اور عنایت بادشاہانہ سے سرفراز کیا۔

سمبت ۱۶۶۵ مطابق ۱۶۰۸ء مین راجہ مان سنگھ کے بڑے بیٹے جگت سنگھ کی بیٹی جہانگیر کو بیاہی گئی چار لاکھ کا جواہر اور ساٹھ ہاتھی مان سنگھ نے جہیز مین دیے جیسا کہ مجمع الملوک مین ہے۔ وہ رخصت حاصل کرکے وطن گیا۔

پھر جہانگیر کے حکم سے دکن پہونچا اور وہان خدمتین بجالایا۔ بادشاہ نے اپنی رنجش کے سبب راجہ مان سنگھ کو چھ برس تک دکن کی مہم سے نہ بلایا اور پچیس برس راجہ کہلانے کے بعد اسکا وہین انتقال ہوگیا مان سنگھ نے اپنی جنگی مہمات اور خوش چلنی سے اپنی نسل کو بڑی فوقیت دی تھی اس سبب سے اسکی اولاد مان سنگوت کہلاتی ہے۔ راجہ مان سنگھ کے پندرہ سو رانیان اور پاسبانین تھین جب مرا تو ساٹھ رانیون نے ستی ہوکر اسکی ساتھ رفاقت کا حق ادا کیا ہر ایک رانی سے ایک ایک دو دو بچے ہوئے مگر بچپن ہی مین مرتے گئے۔

جگت سنگھ، ہمت سنگھ، درجن سنگھ، سبل سنگھ، سکت سنگھ، سلکت سنگھ، بھاؤ سنگھ جوانی کو پہونچے مگر سب اسکو داغ مفارقت دے کر اسکے سامنے ہی چل بسے صرف بھاؤ سنگھ جیتا چھوڑا۔

جگت سنگھ لالہ روشن رائے سے منقول نسخے مین لکھا ہے کہ اسکی مان اپنے شوہر سے خفا ہوکر محل سے نکلکر باہر رہنے لگی ایک دن جگت سنگھ نے مان سے دریافت کیا کہ تمکو ہمارے باپ نے کس قصور پر محل سے نکالدیا ہے مجھ سے صاف صاف بیان کرو ورنہ تمھین مارڈالونگا مان نے جواب دیا کہ میرا کوئی قصور نہین ہے ایک دن تیرے باپ نے مجھ سے سخت کلامی کی تھی مجھے بات کی برداشت نہ ہوئی اسلئے خود خفا ہوکر باہر چلی آئی پھر جگت سنگھ باپ کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے بادشاہ کی خدمت مین جانے کی اجازت دیجیے راجہ نے کہا کیا ناگور کا پٹہ میرے واسطے لائے گا کس قسم کی بہتری وہان جاکر میرے لئے کرے گا جگت سنگھ نے باپ کو سلام کیا اور چلا گیا اور جہانگیر بادشاہ کی خدمت مین پہونچکر سلام و مجرے سے مشرف ہوا بادشاہ نے اسپر نظر شفقت مبذول کی جگت سنگھ کی خواہش یہ تھی کہ کوئی اہم خدمت شاہی میرے ہاتھ سے ظہور مین آجائے تاکہ بادشاہ کی نظر و نین زیادہ وقار پیدا ہو اس زمانے مین ایک مفسد نے بغاوت پر کمر باندھی تھی جگت سنگھ نے حضور مین عرض کرایا کہ تابعدار کو اس مہم پر مامور کیا جائے گو بادشاہ کی مرضی اسکے بھیجنے کی نہ تھی مگر اسنے یہانتک اصرار سے عرض کرایا کہ بادشاہ نے اجازت دیدی جگت سنگھ منزل مقصود کو روانہ ہوا اور اس مفسد کا قلع قمع کرکے فتحمند واپس دارالسلطنت کو ہوا بادشاہ اسکی اس کارگذاری سے بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ کچھ آرزو ہو تو بیان کر دست بستہ عرض کیا کہ حضور کی مرحمت خسروانہ نے کوئی ہوس باقی نہین رکھی ہے اگر ناگور کا پٹہ مرحمت ہو جائے تو توجہات خداوندی سے بعید نہ ہوگا بادشاہ نے ناگور کی سند اسکو مرحمت کی اور بھی دوسری بہت سی عطیات سے مالامال کیا اور وطن کو رخصت کردیا جب یہ خبر اسکے باپ مان سنگھ کو پہونچی تو دو منزل تک استقبال کرکے اپنے ہمراہ شہر مین لے گیا اور تمام ریاست کا کاروبار اسکے سپرد کردیا اسنے جہانگیر کی خوب خوب خدمتین کین چنانچہ صوبۂ اجین کا انتظام اسکے اختیار مین دیدیا گیا اکبر بھی اسکی خدمات سے خوش تھا لیکن اسنے جہانگیر کا عہد کب پایا تھا اسلئے جہانگیر کا لفظ اکبر کی جگہ غلطی سے لکھا گیا ہوگا یہ باپ کے ساتھ ملازمت اکبری مین داخل ہوکر منصب ہزار صدی سے سرفراز ہوا تھا اکبر کی اسپر خاص عنایت تھی اسوجہ سے دربار مین زیادہ حاضر رہتا تھا [illegible] مین مرزا جعفر (آصف خان) کے ساتھ راجہ باسو کی تنبیہ پر مامور ہوا۔

اکبر نے [illegible] ہجری مین مان سنگھ کو رانا کی تنبیہ پر مامور کیا تو بنگالے کی حکومت پر کنور جگت سنگھ کو سرفراز کیا

نوجوان کنور خوشی خوشی آگرے مین تہیہ سفر مین مصروف تھا کہ موت کے فرشتے نے آپکارا اور عین جوانی کے عالم یعنی ۲۳ برس کی عمر مین شراب خانہ خراب کا شکار ہوگیا۔ جگت سنگھ کے بڑے بیٹے مہا سنگھ اور بقولے مہان سنگھ نے جہانگیر کے عہد مین باندھو کے راجہ بکرماجیت کی بغاوت دور کی تھی جسکے عوض سمبت ۱۶۶۹ مطابق ۱۶۱۲ء مین اسکو تین ہزاری ذات اور دو ہزار سوار کا منصب ملا مہا سنگھ کی اولاد مین جھلائے والے ہین جو رئیس کے اولاد نہ ہونے پر راج کے مستحق سمجھے جاتے ہین جگت سنگھ ولیعہد کے دوسرے بیٹون مین سے ارجن سنگھ کی اولاد ہولیس مین سکت سنگھ کی بھاولی مین کلیان سنگھ کی چاندلاے مین اور ہمت سنگھ کے راجاوت کہلاتے ہین۔

ہمت سنگھ بنگالے مین باپ کے ساتھ تھا ۱۰۰۵ھ ہجری مین امتلاے اسہال اور اسہال سے بدحال ہوکر انتقال کیا شیخ ابوالفضل اکبر نامے مین لکھتا ہے جو امرد تھا انتظام اور سربراہی کی لیاقت سرشت مین تھی موقت پر جو کیا نہ تھا اسکے مرنے سے تمام فوج کچھ ایسا مین کہرام مچ گیا بادشاہ کی دلداری نے زخمو نپر مرہم رکھا سب کو تسلی ہوگئی۔

درجن سنگھ شاہی ملازمت مین منصب پانصدی پر سرفراز تھا بنگالے مین باپ کے ساتھ متعین تھا ۱۰۰۰ھ ہجری مین عیسے خان افغان نے بغاوت کی مان سنگھ نے درجن سنگھ کو بغاوت فرو کرنے کے واسطے روانہ کیا سردار دشمن ایک نمکحرام غنیم سے مل گیا اور خبر دیتا رہا دشمن ایک جگہ بیخبر آن پڑا سخت لڑائی ہوئی درجن سنگھ بہت سے ہمراہیونکے ساتھ مارا گیا۔

سبل سنگھ ۴۰ سنہ جلوس اکبری تک منصب پانصدی پر سرفراز تھا۔

سکت سنگھ ملازمت شاہی مین منسلک اور ۴۰ سنہ جلوس تک منصب چارصدی پر سرفراز تھا۔

سگت سنگھ بھی شاہی ملازمت مین داخل تھا اور ۴۰ سنہ جلوس تک منصب دوصدی سے ممتاز ہوا۔

اڑیسہ فتح ہونے کے بعد مشرقی حصہ سندربن مین ایک پر فضا مقام آک محل مین جسے شیر شاہ نے اپنی گلگشت اور تفریح کے واسطے نامزد کیا تھا راجہ مان سنگھ نے ایک شہر کا بنیادی پتھر رکھا شہر کو بسا کر اکبر نگر اور قلعہ تعمیر کراکر سلیم نگر نام رکھا جو راج محل کے نام سے مشہور ہوگیا اور اسوقت تک موجود ہے لیکن مرآت آفتاب نما مین یون لکھا ہے کہ ۳۹ سنہ جلوس اکبری مین راج محل تیار ہوا اور راجہ مان سنگھ جب بنگالے کو گیا تو اسکو حاکم نشین مقام مقرر کرکے اکبر نگر نام رکھا بنگالہ۔ کشمیر اور آگرے مین اسنے بہت نفیس عمارتین اور باغات تیار کرائے تھے کشمیر کی عمارت کی تعریف جہانگیر نے تزک جہانگیری مین اور آگرے کے کٹڑا راجہ مان وغیرہ کی تعریف منشی سبل چند نے اپنی تاریخ آگرہ مین کی ہے مگر افسوس کہ اب اُنکے نشانات اوراق تاریخ ہی پر باقی رہگئے راجہ کی زندگی مین ولیعہد کنور جگت سنگھ کے مرجانے سے اسکا بیٹا مہا سنگھ راجپوتانہ کے دستور کے موافق راج پانے کا حقدار تھا کیونکہ اسکا باپ بڑا بیٹا تھا اور باپ کے سامنے مرگیا تھا جہانگیر کی مان سنگھ کے دوسرے بیٹے بھاؤ سنگھ پر خاص نظر عنایت تھی لہذا بھاؤ سنگھ کو راجہ مان سنگھ کا جانشین مقرر کیا اور مہا سنگھ کی دلداری کے لئے اُسکے منصب مین اضافہ کرکے گڑھہ کا ملک انعام مین مرحمت کیا اور پھر خطاب راجگی کے ساتھ علم و نقارہ عطا ہوا ۸ سنہ جلوس مین منصب سہ ہزار و پانصدی سے ممتاز ہوکر مہم دکن مین متعین ہوا ۱۰۲۶ھ ہجری مین بالاپور کے مقام پر کثرت شراب نوشی سے بیمار ہوکر ۳۲ برس کی عمر مین عدم آباد کو

راہی ہوا جے سنگھ اول اسی مہا سنگھ کا بیٹا تھا۔
اکبر نے کچھواہوں کو بڑے اوج پر پہونچایا تھا لیکن جہانگیر کی رنجش سے مان سنگھ کے بعد راٹھور لوگ بادشاہی دربار میں زیادہ عزت دار ہو گئے۔
لیکن مرزا کے خطاب سے بھی خاندان مخصوص رہا چغتائی خاندان میں عام طور پر شاہزادے مرزا کے خطاب سے موسوم ہوتے تھے چونکہ اکبر خانگی امورات اور کل کاروبار میں راجہ مان سنگھ کے ساتھ بیٹوں کی طرح برتاؤ کرتا تھا اوسے پیار سے جسطرح خانان کو مرزا خان اور خان اعظم کو مرزا عزیز کہتا تھا اسی طرح مان سنگھ کو مرزا راجہ کہکر پکارتا تھا اکبر کے بعد جہانگیر نے بھاؤ سنگھ کو اور شاہ جہان نے جے سنگھ اول کو اس خطاب سے موصوف کیا۔

مرزا راجہ بھاؤ سنگھ

راجہ مان سنگھ کا چھوٹا بیٹا اور امراے عہد اکبری میں منصب ہزاری پر سرفراز تھا جہانگیر نے تخت نشین ہو کر پہلے سال جلوس منصب ہزار و پانصدی اور تیسرے سال منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار سے سرفراز کیا اسکو سمبت ۱۶۷۱ مطابق ۱۶۱۵ء (۱۰۲۳ھ ہجری) میں جہانگیر کی مہربانی سے راج ملا اور میرزا کا لفظ جو شاہی خاندان والوں کے نام پر بولا جاتا تھا میرزا راجہ مان سنگھ کی طرح اسکے واسطے بھی تجویز ہوا اور منصب بھی چار ہزاری ذات و سہ ہزار سوار کر دیا اس موقع پر جہانگیر نے اپنے تزک میں لکھا ہے۔
مرزا بھاؤ سنگھ اسکا (مان سنگھ کا) خلف رشید تھا شاہزادگی کے ایام میں میری خدمت زیادہ سے بھی زیادہ کرتا تھا ہندوونکے رسم و رواج کے بموجب مہان سنگھ (مہا سنگھ) پسر جگت سنگھ راجہ مان سنگھ کے پوتے کو ریاست پہونچتی تھی کہ سب بھائیوں میں بڑا تھا (یعنی جگت سنگھ) اور وہ راجہ کی زندگی ہی میں مر گیا ہے۔ اس بات کی رعایت نہ کی بھاؤ سنگھ کو مرزا راجہ کا خطاب دیکر چار ہزاری ذات تین ہزار سوار کے منصب پر ممتاز کیا اور آنبیر کا علاقہ کہ اُسکے باپ دادا کا وطن تھا مرحمت کیا اور اس خیال سے کہ مہان سنگھ بھی راضی رہے اسکے منصب میں پانصدی کا اضافہ کر کے گڑھہ کا ملک اُسے انعام میں عطا کیا۔
بھاؤ سنگھ نشے کا استعمال زیادہ کرتا تھا اور بادشاہ کے کام سے پہلو بچاتا تھا اور بادشاہ کے حضور میں اکثر رہتا تھا۔
۲۲ محرم ۱۰۲۴ھ ہجری کو راجہ بھاؤ سنگھ رخصت لیکر اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوا چلتے وقت بادشاہ نے بھجوب کشمیری کا خلعت مرحمت کیا ۱۲ سنہ جلوس میں منصب پنجہزاری کے سرفراز ہوا اور شاہزادہ خرم کے ساتھ دکن بھیجا گیا اور سمبت ۱۶۷۷ مطابق ۱۶۱۸ء میں زیادہ شراب خواری سے اُسکے جوان بھتیجے مہا سنگھ کا دکن میں انتقال ہو گیا سمبت ۱۶۷۶ مطابق ۱۶۲۰ء میں راجہ بھاؤ سنگھ کو خلعت ملنے کے بعد دوبارہ دکن کی لڑائی پر بھیجا گیا اور وہ دو برس کے بعد آٹھ برس راجہ رہکر وہیں لاولد گذر گیا جس سے اُسکا بھتیجا مہا سنگھ کا بیٹا جے سنگھ اول گدی کا حقدار ٹھیرا یہ بیان جہانگیر بادشاہ نے اپنی کتاب میں اسطرح لکھا ہے۔
صفر ۱۰۳۱ھ ہجری (مطابق سمبت ۱۶۷۸ و ۱۶۲۲ء) ان دنوں میں عرض ہوا کہ مرزا راجہ بھاؤ سنگھ دکن کے صوبے

مین مرگیا۔ وہ زیادہ شراب پینے کے سبب نہایت کمزور اور دبلا ہوگیا تھا۔ ایک بار بیہوشی کے وقت حکیمون نے بڑی تدبیرون کے بعد اسکے سر پر داغ لگائے لیکن وہ ہوش مین نہ آیا ایک رات دن بیخبر پڑا رہکر دوسرے دن گذر گیا دو عورتین اور آٹھ لونڈیان اسکے ساتھ جل مرین اسکے بڑے بھائی جگت سنگھ اور بھتیجے مہا سنگھ نے بھی زیادہ شراب سے جان کھوئی تھی لیکن بھاؤ سنگھ نے انکے احوال سے کچھ عبرت نہ پائی اور اپنی قیمتی جان تباہ کی وہ بہادر نیک اِرادہ اور ہوشیار تھا۔ شاہزادگی کے دنونمین میری خدمت مین رہکر پانچہزاری منصب تک پہونچا تھا اسکے کوئی اولاد نتھی اسلیے اسکے بڑے بھائی جگت سنگھ کے پوتے جے سنگھ کو چھوٹی عمر مین راجہ کا خطاب اور دو ہزاری ذات و سوار کا منصب عنایت کرکے مینے حکم دیا کہ آنبیر کا علاقہ قدیمی دستور کے موافق اُس کی جاگیر رکھا جاے تاکہ اسکا کارخانہ خراب نہ ہو۔

مرزا راجہ جے سنگھ اول

راجہ مہا سنگھ کا بیٹا اور مرزا راجہ مان سنگھ کا پڑپوتا تھا۔ دس برس ہی کا تھا کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا جہانگیر کا عہد تھا اسنے نوجوان کنور کو دیکھنے کے واسطے بلایا سنہ ۱۰۲۲ ہجری مین بارہ برس کی عمر مین دربار مین آیا اور ایک ہاتھی نذر دکھا قدردان بادشاہ نے اس عمر مین منصب ہزاری ذات پانصد سوار پر سرفراز کردیا اور از راہ مراحم خسروانہ ایک ہاتھی بخشا سنہ ۱۰۳۰ ہجری مین مرزا راجہ بھاؤ سنگھ کی وفات کے بعد منصب دو ہزاری ذات و پانصد سوار پر مفتخر ہوا اور خطاب راجگی سے سربلند ہوا اور آنبیر کی موروثی گدی کا جانشین ہوا۔ سنہ ۱۰۳۲ھ مین منصب سہ ہزاری ذات و پانصد سوار سے ممتاز ہوا اسکے بعد مہمات دکن مین مامور ہوا۔ شاہ جہان کے بادشاہ ہونے کے بعد جب خان جہان لودی ناظم صوبہ دکن نے علم بغاوت بلند کیا اسوقت راجہ اسکی ماتحتی مین متعین تھا اول اسنے مجبوری اسکا ساتھ دیا اور موقع ملتے ہی وہان سے بھاگ کر دربار شاہجہانی مین حاضر ہوا بادشاہ نے خلعت۔ جمدھر مرصع۔ علم و نقارہ مرحمت فرماکر منصب چار ہزاری ذات سہ ہزار سوار پر سرفراز فرمایا اور قاسم خان جوینی کے ساتھ سرکشان مہابن کی تادیب کے واسطے مامور کیا اور اس مہم کے بعد خان خانان مہابت خان کے ساتھ نذر محمد خان والی بلخ کے مقابلے کے واسطے جسنے کابل پر حملہ کیا تھا روانہ ہوا ۲ سنہ جلوس شاہجہانی مین خواجہ ابو الحسن تربتی کے ساتھ خان جہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا۔ اور اسکو دھولپور کے مقام پر شکست دیکر دکن کی طرف بھگا دیا جہان وہ دو برس کے بعد بادشاہی سردار ارادت خان۔ جودھپور کے راجہ گج سنگھ۔ آنبیر کے راجہ جے سنگھ۔ بیکانیر کے راو سور سنگھ۔ ڈونگر پور کے راول پونجا اور رانا جگت سنگھ اول کے رشتہ دار مہاراج ارجن سنگھ وغیرہ سیسودیہ کی کوشش سے اپنے ساتھیون سمیت مارا گیا ۳ سنہ جلوس مین منصب چار ہزاری ذات چار ہزار سوار پر سربلند ہوکر امیر الامرا شایستہ خان کے ساتھ نظام الملک والی حیدرآباد کی سرکوبی کے واسطے روانہ ہوا ۵ سنہ جلوس مین یمین الدولہ آصف خان کے ساتھ مہم بیجاپور مین شریک ہوکر ہمت مردانہ کے جوہر دکھلائے اور اس مہم سے فارغ ہوکر رخصت حاصل کرکے وطن کو روانہ ہوا ۶ سنہ جلوس مین بارگاہ شاہجہانی مین

حاضر ہوا اسی سال بادشاہ کے سامنے سندر ہاتھی اور سدھکر ہاتھی لڑ رہے تھے انمین سے سدھکر ہاتھی لڑتے لڑتے
شاہزادہ اورنگ زیب کی طرف جھپٹا شاہزادے نے نہایت استقلال سے گھوڑے کی دونون رکابون پر کھڑے ہوکر
ایسا برچھا پیشانی پر مارا کہ چار انگل گھس گیا ہاتھی نے غصے مین بھر کر گھوڑے کے پیٹ پر دانت مارا گھوڑا لوٹ کر
گر گیا اور شاہزادہ تلے آ پڑا فوراً کھڑے ہوکر تلوار بازی کی اس عرصے مین راجہ جے سنگھ نے سیدھی طرف سے آ کر
چاہا کہ گھوڑے سے اتر کر ہاتھی کو بھگاے مگر اسوقت اتنی مہلت نہ تھی اسلیے گھوڑے ہی پر سے آکر ہاتھی کے برچھا مارا
اس عرصے مین ہاتھی اپنے مقابل ہاتھی کو دیکھکر اسکے پیچھے دوڑ پڑا سید آل محمد صالح وغیرہ نے اسیطرح لکھا ہے اسی سال
جے سنگھ کو خلعت و اسپ مع طلائی زین کے مرحمت ہوکر شاہزادہ محمد شجاع کے ساتھ مہم دکن پر متعین ہوا ۹ سنہ جلوس مین
مہم کے خاتمے پر خان زمان کے ساتھ دولت آباد مین متعلق ہوا اور منصب پنجہزاری ذات چار ہزار سوار پر ترقی پائی اور
۱۴ ربیع الثانی ۱۰۴۵ ہجری کو دربار مین حاضر ہوا ۹ سنہ جلوس مین خان دوران خان کے ساتھ ساہوجی بھوسلا
کی تادیب پر مامور ہوا بادشاہی فوج نے دکن پہونچکر قلعہ دیوگڑھ کا محاصرہ کیا تو سرنگ اڑنے پر سب سے پہلے بہادر خان
اور راجہ جے سنگھ نے دھاوا کرکے قلعہ پر قبضہ حاصل کیا ۶ رجب ۱۰۴۶ ہجری کو جب بادشاہ اجمیر سے اکبرآباد جاتا ہوا
قصبۂ معزآباد سے جو راجہ جے سنگھ کی جاگیر مین تھا گذرا راجہ کے اہلکارون نے چند عمدہ گھوڑے ایک ہاتھی اور بیس ہزار
روپیہ نقد بطور نذرانہ پیش کیا بادشاہ نے گھوڑے اور ہاتھی قبول فرمائے اور زر نقد واپس کیا اسی سال ۲۵ شوال کو
راجہ دربار مین حاضر ہوا بادشاہ نے خدمات دکن کے صلے مین کھپوہ مرصع مع پھول کٹارہ اسپ مع زین طلا کے
عنایت فرماکر پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے مفتخر کیا اور پرگنہ چاٹسو جو صوبۂ اجمیر مین راجہ کے قریب واقع اور محال
خالصہ مین شامل تھا جاگیر مین مرحمت کیا اور چونکہ راجہ مہمات دکن مین لگاتار خدمتین انجام دے چکا تھا لہذا
۱۴ ذی الحجہ ۱۰۴۶ ہجری کو بادشاہ نے خلعت ایک ہاتھی بیس گھوڑیان عنایت کرکے راجہ کو وطن کو رخصت کیا
کہ کچھ مدت تک آرام حاصل کرے ۲۴ شوال ۱۰۴۷ ہجری کو وطن سے واپس آیا اور خلعت اور اسپ مع زین
مطلا اور فیل عطا ہوکر شاہزادہ محمد شجاع کے ساتھ صوبہ کابل کو روانہ کیا گیا ۱۰۴۸ ہجری مین وہانسے طلب ہوا اور
راول پنڈی کے مقام پر ۲۲ ذیقعدہ ۱۰۴۸ ہجری کو بادشاہی ملازمت مین پہونچا بادشاہ نے ایک ہاتھی اور
موتیون کی مالا مرحمت فرمائی - ۱۲ ذی الحجہ ۱۰۴۸ ہجری کو قدردان بادشاہ نے راجہ کے حسن خدمات کا لحاظ فرماکر
موروثی خطاب مرزا راجہ سے مفتخر فرمایا ۲۷ رجب ۱۰۴۹ ہجری کو رخصت لیکر پھر وطن کو روانہ ہوا جہان سے ۲۲ ذیقعدہ
۱۰۵۰ ہجری کو واپس آیا اور ۹ ذی الحجہ ۱۰۵۰ کو خلعت جمدھر میناکار مع پھول کٹارہ اسپ مع زین مطلا مرحمت
ہوکر شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ صوبہ کابل مین تعینات ہوا وہانسے سمبت ۱۶۹۹ مطابق ۱۶۴۲ء مین نورپور علاقہ
پنجاب کے باغی راجہ جگت سنگھ تونور کی تادیب پر مامور ہوا مہم مذکور الصدر مین نہایت شجاعت و بہادری
اور عرق ریزی سے قلعہ مئو کو فتح کیا اسکے انعام مین منصب ایک ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہوکر منصب پنجہزاری
ذات پنجہزار سوار سے سرفراز ہوا اور قلعۂ مذکور کی محافظت اسکے سپرد ہوئی اور جب راجہ جگت سنگھ کا قصور معاف

ہوگیا یا اسکو اپنے ساتھ لیکر ۵ ذی الحجہ ۱۰۵۱ھ ہجری کو دربار مین حاضر ہوا اور محرم ۱۰۵۲ھ ہجری مین خلعت و جمدھر مرصع مع پھول کٹارہ اور اسپ و فیل سے سربلند ہوکر شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندھار پر روانہ کیا گیا۔ ۲ رجب ۱۰۵۲ھ کو قندھار سے واپس آیا اور ۲۳ شعبان ۱۰۵۲ھ کو رخصت لیکر آنبیر کو روانہ ہوا۔ ۱۰۵۳ھ ہجری مین بادشاہ اجمیر گیا جہانکی پرگنہ چاٹسو مین یکم رمضان ۱۰۵۳ھ کو راجہ بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور تیسرے دن نو گھوڑے ایک ہاتھی پیشکش کیا۔ ۸ رمضان کو اجمیر کے مقام پر راجہ نے اپنے سوارونکو بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کیا پانچہزار سوار شمار مین آئے ۱۵ رمضان کو بادشاہ نے راجہ کو خلعت مرحمت فرماکر آنبیر کو رخصت کیا یکم ربیع الثانی ۱۰۵۴ھ ہجری کو دربار مین حاضر ہوا اور ایک ہاتھی پیشکش کیا۔ اسی سال دکن کی حکومت پر سرفراز ہوا ۱۰۵۶ھ مین وہانسے طلب ہوا اور ۴ ربیع الثانی کو کابل کے مقام پر بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا۔ ۱۰ جمادی الاولی ۱۰۵۶ھ کو خلعت و جمدھر اسپ و فیل عنایت ہوکر منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار اور دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے ممتاز ہوا اور بادشاہ نے دو لاکھ روپیہ نقد عطا فرماکر اورنگ زیب کے پاس مہم بلخ پر رخصت کیا ۱۰۵۷ھ مین منصب کے اور ایک ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہوئے اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار پر مامور ہوا اور وہان سے واپس آکر منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار اور چار ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز ہوا اور راجہ کے بیٹے کیرت سنگھ کو سیوات (الور وغیرہ) کا علاقہ جسکی مالگذاری ستر لاکھ دام (۴۰ دام = ایک روپیہ) تھی جاگیر مین مرحمت ہوا۔ ۱۰۶۱ھ ہجری مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ دوبارہ مہم قندھار پر روانہ ہوا اور ۱۰۶۲ھ مین شاہزادہ سلیمان شکوہ کے ساتھ صوبہ کابل مین متعین ہوا اور وہین سے دارا شکوہ کے ساتھ تیسری مرتبہ مہم قندھار مین شریک ہوا ۱۰۶۳ھ مین رخصت لیکر اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوا۔

۱۰۶۴ھ مین وہانسے واپس آکر نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم کے ساتھ قلعہ چتوڑ کی منہدمی کے واسطے روانہ ہوا۔

۱۰۶۷ھ ہجری ۷ ذی الحجہ ۱۰۶۷ مطابق ۱۶۵۷ء مین شاہجہان ایسا بیمار ہوا کہ زیست کی امید نہ رہی ایام بیماری مین دارا شکوہ کا جو ولیعہد سلطنت اور باپ کے پاس موجود تھا ایسا اقتدار بڑھا کہ تمام مالی و ملکی انتظامات اسکی راے سے انجام پانے لگے دوسرے شاہزادون محمد شجاع و اورنگ زیب اور مراد بخش نے اس اختیار و اقتدار کو رشک و حسد کی نگاہ سے دیکھا اور اپنی اپنی حصول سلطنت کے منصوبون کے خلاف تصور کرکے درپردہ جنگی تیاریان شروع کردین دارا شکوہ نے بادشاہ کی بیماری کو مخفی رکھنا چاہا۔ راستے بند کردئے مسافرون کو چلنے سے روکا مگر اس طرز عمل نے الٹا نتیجہ پیدا کیا اور شاہزادون نے مردہ یا قریب المرگ سمجھ کر خودمختاری کا ڈنکہ بجا دیا اور اپنی اپنی فوجین لیکر دار السلطنت کی طرف کوچ کیا جب انکے کوچ کی خبرین دار السلطنت مین پہونچین ایک تہلکہ پڑگیا اگرچہ شاہجہان نے جسے اس عرصہ مین بہت کچھ صحت ہوچکی تھی اور اسکی لائق بیٹی جہان آرا بیگم نے اپنی آب تدبیر سے اس آگ کو بجھانا چاہا شاہزادونکے پاس قاصد پر قاصد دوڑاے کہ ما بدولت کو اب آرام ہے اگر تم اپنے صوبونکو لوٹ جاؤگے تو تمھاری اس حرکت سے چشم پوشی کی جائے گی لیکن شاہزادے یہی کہتے اور سمجھتے رہے کہ جو خطوط

دربار سے شاہی مہرین لگ کر آتے ہین وہ جعلی اور بالکل داراشکوہ کی بناوٹ اور ایجاد ہین حضرت یا تو مر گئے یا
قریب مرگ ہین اگر بالفرض ہماری خوش نصیبی سے وہ زندہ ہین تو ہم اُنکی قدمبوسی کے مشتاق ہین غرضکہ شجاع بنگالے
سے اور اورنگ زیب اور مراد بخش متفق ہوکر دکھن سے چل کھڑے ہوئے اور جب باوجود فہمائش کے یہ اپنے صوبونکو
واپس نہ ہوے تو بادشاہ یا داراشکوہ نے اُنکے روکنے اور تنبیہ کے واسطے بجاے کاغذی گھوڑونکے فوجی طاقت
سے کام لینا چاہا جسونت سنگھ والی جودھپور کو اورنگ زیب اور مراد بخش کے مقابلے پر مالوے کو رخصت کیا
راجہ جے سنگھ منصب شش ہزاری ذات شش ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر ممتاز ہوکر شاہزادہ سلیمان شکوہ کے ساتھ
شجاع کے مقابلے کے واسطے روانہ کیا گیا مرآت عالم مین لکھا ہی کہ جے سنگھ کے منصب مین ہزاری ذات اور ہزار
سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا اضافہ ہوکر کل منصب شش ہزاری ذات اور پنجہزار سوار کا مقرر ہوا تھا اور ایک لاکھ روپے نقد بھی
اُسکے ساتھ کئے تھے ڈاکٹر برنیر لکھتا ہی کہ شاہجہان نے راجہ جے سنگھ کو جو اُسوقت کے راجاؤنمین سب سے زیادہ قابل
شخص تھا بطور مشیر خاص بیٹے کے ساتھ کیا اور اُسکو پوشیدہ یہ ہدایت کی کہ حتے الامکان جنگ نہ ہونے دینا اور
شجاع کو اس امر کی فہمائش مین کہ وہ اپنے متعلقہ صوبے کو واپس چلا جاے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھنا
لیکن سلیمان شکوہ کی بلند حوصلگی اور نوجوانی سے راجہ کی کوششین انسداد جنگ کے باب مین بے سود رہین
اور دونون فوجین ایک دوسرے سے ملتے ہی بنارس کے قریب برسر پیکار ہوگئین دونون طرف سے بڑی
سختی اور سرگرمی سے حملے ہوئے اور ایک بڑی کوشش کے بعد شاہزادہ محمد شجاع کو مغلوب ہونا پڑا کہ آخر سراسیمہ
ہوکر بھاگ نکلا اور اگر قصداً راجہ جے سنگھ اور دلیر خان پیچھے نہ ہٹے رہتے تو صرف شجاع کی فوج ہی نہ تباہ ہوجاتی بلکہ خود بھی
گرفتار ہو جاتا لیکن دوراندیش راجہ نے ازراہ دانائی مناسب نہ جانا کہ شاہی خاندان کے شاہزادے اور اپنے آقا
کے بیٹے پر ہاتھ ڈالے اور شجاع کو بھاگ جانے کی مہلت دینے مین بادشاہی ہدایتون پر عمل کیا اس لڑائی کے بعد
راجہ جے سنگھ منصب ہفت ہزاری ذات ہفت ہزار سوار پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سربلند ہوا اور حسب الطلب شاہزادہ
داراشکوہ آگرے کی طرف روانہ ہوا۔ اب اُدھر کی سنو اس عرصے مین اورنگ زیب اور مراد بخش کی متفقہ فوجین
اُجین مین جسونت سے اور سامو گڑھ مین داراشکوہ سے میدان مار چکی تھین اور خاص دارالسلطنت مین عالمگیری
اقبال کا پھریرا اُڑنے لگا تھا جب راجہ جے سنگھ اور دلیر خان سلیمان شکوہ کے ساتھ الہ آباد سے تین منزل اور آگے
بڑھ آئے یہ حال سنا اور عالمگیری اقبال کے طلسم کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ عالمگیر نے سامو گڑھ کی فتح پاکر راجہ
جے سنگھ کو سلیمان شکوہ کی رفاقت سے توڑنا چاہا کاغذی گھوڑون کے ذریعہ سے منتر چلنے لگے جے سنگھ اور دلیر خان
اول تو متردد اور متامل رہے لیکن آخرکار عالمگیر کے حسن عمل سے تسخیر ہوگئے باوجود اسکے اس دوراندیش راجہ نے
سلیمان شکوہ پر ہاتھ ڈالنے سے پرہیز کیا اور اُسکو کل واقعات سے مطلع کرکے یہ نیک صلاح دی کہ اول تو جسطرح
ممکن ہو دہلی پہونچکر اپنے باپ کے ساتھ شامل ہو جاے اور اگر یہ نہ ہوسکے تو آپ سری نگر کے پہاڑون مین چلے
جائیے وہان کا راجہ آپکو بہت خاطر سے رکھے گا اور اس محفوظ جگہ مین کچھ دن ٹھہر کر آپ حالات اور واقعات سے

نظر کیجئے اور حسب مقتضائے وقت کار بند ہوجیے۔ لیکن بعض تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ نے کچھ سپاہی بھیجکر سلیمان شکوہ کا مال و اسباب لوٹ لیا جب کہ وہ سری نگر بھاگ کر جارہا تھا اور خود متھرا کے مقام پر بارگاہ عالمگیری مین حاضر ہوگیا۔ اور ایک کروڑ دام (ڈھائی لاکھ روپیہ) سالانہ آمدنی کے محالات سے مفتخر ہوکر دریاے ستلج کے پاس سے خلیل اللہ خان کے ساتھ دارا شکوہ کے تعاقب پر مامور ہوا۔

لیکن ڈاکٹر برنیر اپنے سفرنامے مین لکھتا ہے کہ جب اورنگ زیب دارا شکوہ کے تعاقب سے ملتان سے لوٹ کر اپنی معمولی سرعت کے ساتھ کوچ کرتا ہوا چلا آتا تھا راجہ جے سنگھ کو چار یا پانچ ہزار راجپوتون کے ساتھ اپنی طرف آتا دیکھ کر حیرت مین آگیا اسوقت حسب معمول تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ اپنی فوج سے آگے آگے تھا اور اسکو پہلے خبر لگ چکی تھی کہ راجہ دہلی مین ہے مگر اُسنے ایسی عجیب سرعت سے ایسی بعید مسافت طے کی کہ لاہور اور ملتان کے راستے مین آملا لیکن اورنگ زیب کی ہوشیاری متانت اور اسکی اُس علم لیاقت نے کہ وہ کسی ناگہانی مشکل کے پیش آجانے پر نہایت چستی سے اسکا فی الفور انتظام کر لینے کی لیاقت رکھتا تھا اُسے بڑی مصیبت سے بچا لیا چنانچہ اُسنے مطلق کچھ خوف و اضطراب ظاہر نہ کیا بلکہ یہ دکھانے کو کہ اسکا آنا اسکی بڑی خوشی کا باعث ہے گھوڑا بڑھا کر نہایت کشادہ پیشانی کے ساتھ ہاتھ سے جلد آئیے جلد آئیے کا اشارہ کرتا ہوا آگے بڑھا اور پکار کر سلامت باشید راجہ جی سلامت باشید بابا جی اور جب دونون نزدیک ہوے تو پھر کہا کہ خوش آمدید خوش آمدید مین بیان نہین کر سکتا کہ مجھے آپکے آنے کا کسقدر انتظار تھا بہت ہی خوب ہوا کہ آپ آگئے مگر لڑائی ختم ہوگئی اور دارا شکوہ تباہ و برباد خاک چھانتا پھرتا ہے مینے میر بابا کو اُسکے پیچھے بھیجدیا ہے امید کہ جلد گرفتار ہوجاے گا اسکے بعد نہایت مہربانی اور التفات کے اظہار کی غرض سے موتیونکی مالا جو خود پہنے ہوئے تھا راجہ کے گلے مین ڈالدی اور کہا کہ ہماری فوج بہت تھکی ہوئی ہے اسلئے آپ کو بہت جلد لاہور پہونچ جانا چاہئے مبادا وہان کچھ بد انتظامی اور شورش ہوجائے اور مین آپکو لاہور کا صوبہ دار مقرر کرکے کل نظم و نسق کا اختیار دیتا ہون اور مین بھی آپکے پاس پہونچتا ہون۔ لیکن رخصت کرنے سے پہلے مجھکو واجب ہے کہ سلیمان شکوہ کے معاملے مین جو آپنے کارگذاری کی ہے اسکا شکریہ ادا کرون مگر آپنے دلیر خان کو کہان چھوڑا مین اُسکو خوب سزا دونگا آپ جلد لاہور تشریف لے جائیے اچھا خدا حافظ۔

جب دارا شکوہ لاہور سے ملتان کی طرف بھاگا راجہ جے سنگھ کے نام حکم پہونچا کہ ہمارے آنے تک لاہور مین مقیم رہو جب بادشاہ لاہور پہونچا نہ معلوم کسی مصلحت یا خود راجہ کی خواہش سے راجہ کو وطن جانے کی رخصت مرحمت فرمائی اور خود شجاع کے مقابلے کے واسطے بنگالے کیطرف روانہ ہوا جب جسونت سنگھ نے کھجوہ کی لڑائی مین اورنگ زیب سے بیوفائی کی اور لشکر کا مال و اسباب لوٹ کر بھاگا تو فوج بھرتی کرکے دارا شکوہ کا ساتھ دینا چاہا راجہ جے سنگھ نے اس موقع پر اسکو ایک خط لکھا جو شاہی فرمان کے ساتھ جسمین قصورونکی معافی اور انعام کا وعدہ کیا گیا تھا ایک خاص آدمی کے ساتھ اُسکے پاس روانہ کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ جودھپور سے میرٹے تک آکر لوٹ گیا۔

۲۹ جمادی الاخری ۱۰۶۹ھ سنہ ہجری کو اجمیر کے قریب موضع دیورائی مین دارا شکوہ اور اورنگ زیب سے لڑائی ہوئی تھی
اس لڑائی مین راجہ جے سنگھ عالمگیر کے ساتھ تھا بیچارے دارا شکوہ کی قسمت نے مطلق یاوری نہ کی اگرچہ اُسنے
میدان ہمت مین بہت قدم جمایا لیکن بدقسمتی نے ایسا دھکا دیا کہ پھر بھاگنا پڑا عین حالت جنگ مین راجہ جے سنگھ
ایسے مقام پر پہونچ گیا تھا کہ دارا شکوہ بالکل اُسکے قابو مین تھا لیکن اس نامور اور عالی ہمت راجہ نے اسکا بہت ادب
کیا اور کہلا بھیجا کہ اگر گرفتاری سے بچنا منظور ہے تو فوراً میدان جنگ سے علیحدہ ہو جاؤ شاہزادے نے راجہ کا
شکریہ ادا کیا اور اہل و عیال کو لیکر فوراً چلتا ہوا دارا شکوہ کے بھاگنے کے بعد بادشاہ نے راجہ جے سنگھ
اور بہادر خان کو اُس کے تعاقب پر مامور کیا اورنگ زیب نے جے سنگھ کو گجرات کی طرف جانے کے
وقت یہ فرمان لکھا تھا۔
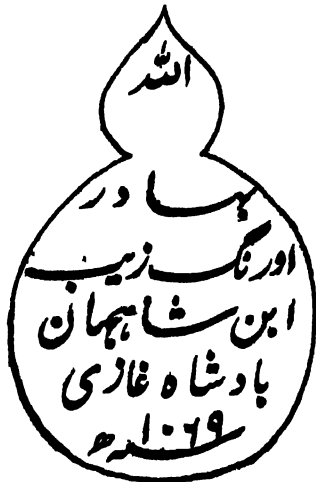
زبدۂ دلاوران تہور دستگاہ خلاصۂ جانبازان ہوا خواہ نقاوۂ مخلصان
ارادت کیش قدوۂ خیر طلبان عقیدت اندیش عمدۂ راجگان اخلاص شعار
مطیع الاسلام مرزا راجہ جے سنگھ بہ توجہات خاص اختصاص یافتہ بداند عرضداشتے کہ درین ہنگام
فیض ارتسام از سیت پور ارسال داشتہ بود در فتح پور از نظر انور گذشت یقین کہ تا حال از احمد آباد روانہ
پیش شدہ باشد باید کہ از راہیکہ مناسب داند بہ سرعت تمام رفتہ در دستگیر ساختن آن آوارۂ دشت ادبار
دارا شکوہ مساعی جمیلہ بتقدیم رساند و موجب مراحم عظیم خویش داند۔ ماہ ہشتم شوال بنواحی دار الخلافت
شاہجہان آباد خواہیم رسید

در شعبان سنہ ۱۰۶۹ ہجری تحریر یافت

اب بادشاہ کو صرف سلیمان شکوہ کی فکر باقی رہ گئی سلیمان شکوہ سری نگر کے پہاڑون مین پہونچ گیا تھا راجہ
جے سنگھ کی معرفت راجہ سری نگر کو خط لکھا گیا کہ اگر سلیمان شکوہ کو پکڑ کر بھیجدوگے تو بڑے بڑے انعام ملینگے ورنہ
تمھارے حق مین بہت برا ہوگا اول تو راجہ سری نگر نے یہی جواب دیا کہ خواہ میرا تمام ملک چھن جائے مگر کبھی ایسی

بیغیرتی اور نامردی کی حرکت کا مرتکب ہونگا لیکن جب بادشاہ نے تربیت خان اور رعد انداز خان وغیرہ
کئی امیرونکو سری نگر کی تسخیر کے واسطے بھیجا اور راجہ جے سنگہ نے پھر خط لکھا تو وہ راجہ جے سنگہ کی معرفت سلیمان شکوہ کے
سپرد کردینے کا وعدہ کرکے معافی کا خواستگار ہوا اور جے سنگہ کا بیٹا رام سنگہ سری نگر جاکر سلیمان شکوہ کو لایا جب سب
جھگڑے طے ہوگئے تو بادشاہ نے کمال مرحمت سے اول ایک لاکھ نقد اور سنہ [illegible] ہجری مین پانچ لاکھ روپے سالانہ
کی جاگیر راجہ جے سنگہ کو انعام مین مرحمت فرمائی اور اسکا اعزاز و اکرام کرنے لگا اور اسکے بیٹے کیرت سنگہ کی بیٹی اپنے بیٹے
معظم سے منعقد کی جس سے ایک بیٹا پیدا ہوا بادشاہ نے اسکا نام محمد کریم رکھا۔

راجہ جے سنگہ کی عالمگیر کے حکم سے سیوا مرہٹے پر چڑھائی

سیوا عجب بہادر اور چالاک آدمی تھا مسلمانون سے سخت تعصب رکھتا تھا اسکی اصلیت یہ ہے کہ بھوسلہ
ایک خاندان کا لقب تھا باپ جی اس قوم کا ایک شخص تھا جو دیوگرہ عرف دولت آباد مین رہتا تھا اس کے
بیٹے مالوجی کے کوئی اولاد نہ تھی احمد نگر مین ایک فقیر شاہ شریف تھا اسکی دعا سے مالوجی کے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام
فقیر کی وجہ سے شاہ جی رکھا گیا مالوجی ایک چالاک سلحدار تھا جس نے حسن خدمت گذاری سے جادو رائے
کی بیٹی سے اپنے بیٹے کی شادی کرلی اس بیوی سے شاہ جی کے گھر سیوا پیدا ہوا جب سیوا کی ماں شاہ جی
سے ناراض ہوکر کہ اسنے دوسری شادی کرلی تھی پونہ مین اپنے میکے کو چلی آئی تو سیوا ساتھ تھا سیوا کی پیدائش
کا زمانہ ۱۶۲۷ع ہے اسوقت مین تین سلاطین کا تخت دکن مین ڈگمگا رہا تھا اور مغلون کے ہاتھ سے اسکی ماں
ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ مین پھرتی تھی آخرکار وہ گرفتار ہوگئی سیوا کو سپاہ گری کے فن کی تعلیم ایک برہمن
نے دی تھی پہلے سیوا بھی بڑا انکساری تھا اسکے بعد لٹیرون کی صحبت سے وہ لوٹ مار کرنے لگا اسکے بعد ایک
جماعت پیدا کرکے شہر اور قلعون پر حملہ کرنا شروع کیا مرہٹون کی ترقی کا زمانہ عالمگیر کے عہد سے شروع ہوا ہے پہلے
سلاطین دکن مرہٹون کو بطور کمک کے ملازم رکھ لیا کرتے تھے اور بطور بے قاعدہ فوج کے انسے مدد لیتے
تھے جب سیوا نے بیجاپور کی سلطنت مین جو پہاڑی قلعے تھے اور وہ دار السلطنت سے دور ہونے کی وجہ سے
اکثر قلعدار کے فوج سے خالی رہتے تھے انکو اپنے قبضے مین کیا اسپر والی بیجاپور نے سیوا کے باپ شاہ جی کو
قید کردیا باپ کے قید کے زمانے تک یہ لوٹ مار چھوڑکر خاموش بیٹھا رہا باپ کی رہائی کے بعد اسنے افضل خان
میر لشکر بیجاپور کو دھوکے سے مار لیا اور راج گڑھ کو اپنی راجدھانی بنایا اس وقت علی عادل شاہ فوج لیکر
آیا اور اسنے اسکے قلعے اور بہت سا ملک مفتوح چھین لیا سیوا اسکے مقابلے کی تاب نہ لایا اورنگ زیب اس
عہد مین دکن کا ناظم تھا سیوا سلطنت مغلیہ کا ادب کرتا تھا جب شاہ جہان کی علالت سے شاہزادون مین باہمی
جنگ و جدال ہوا اور اورنگ زیب دکن سے دار السلطنت دہلی مین چلا آیا تو سیوا نے مہلت پاکر شاہی
حدود مین دست اندازی شروع کی اور رات کے وقت قلعہ جنیر کو جو بادشاہی سرحد پر تھا حملہ کرکے لوٹ لیا تو
عالمگیر نے اپنے ماموں شایستہ خان امیر الامرا کو سیوا کی تنبیہ کے لیے بھیجا چنانچہ سنہ [illegible] ہجری مین امیر الامرا نے

قصبہ سوپہ اور قلعہ چاکنہ کو فتح کرلیا اور سیوا امیر الامرا کے خوف سے بھاگتا پھرا امیر الامرا قصبۂ پونہ مین اُس حویلی مین
جو سیوا کی بنائی ہوئی تھی مقیم تھا مگر ایک رات کو سیوا ایک مصنوعی برات بنا کر لایا اور امیر الامرا پر چھاپہ مارا امیر الامرا
زخمی ہوا اور اُس کا فرزند ابو الفتح ہلاک ہوا سیوا نے شہر سورت کو جسے اُس زمانے مین باب المکہ کہتے تھے خوب لوٹا
سلاطین دکن بوجہ ضعف سلطنت کے اُسکے مقابلے سے عاجز آگئے وہ اپنے ملک کے حدود وسیع کرکے اور بہت سے
قلعے چھین کر راجہ بن بیٹھا ایک بڑی جماعت اُس کے پاس ہوگئی ڈف صاحب کی تاریخ مرہٹہ مین لکھا ہے کہ سیوا جی نے
حرفت جہاز سازی اور ہندوستان کی بحری سرگرمیون کی خوب ہمت افزائی کی تھی کئی ایک گودیان تعمیر کیگئی تھین
جہان جنگی جہاز بنتے تھے ۱۶۹۸ع مین بمبئی سے لیکر وِنگورا تک تمام ساحل بحری مرہٹی جنگی بیڑے کے کمانڈر
آنگرہ کے قبضے مین تھا اور چونکہ اُسکے قبضے مین ایسے مسلح جہازونکا زبردست بیڑا تھا جسکی جہازین تیس یا چالیس توپین ہوتی تھین اسلیئے وہ
یورپین تجارت کے لیے ایک خطرہ بنگیا یہ تو پچھلے زمانے کی بات ہے عالمگیر کے عروج کے وقت کی بات بیان
کیجاتی ہے کہ چونکہ اُس کا ملک کنارۂ سمندر پر واقع تھا اسلیئے بعض بندرگاہین جو اسکے قریب اور تصرف مین تھین
وہان جو جہاز مل جاتا اُسکو موقع پاکر لوٹ لیتا ایک مرتبہ ایک عظیم الشان جہاز طوفان مین پڑجانے سے کنارے پر
آگیا سیوا نے اُسکا کل مال لوٹ لیا اور اسمین جو لوگ تھے وہ اکثر مسلمان تھے سیوا نے ان سب کو قید کرلیا اور
طرح طرح ان کو ایذائین پہونچائین چونکہ اس جہاز کی غارتگری سے اُسکو بہت بڑی دولت حاصل ہوگئی تھی اسوجہ سے
اُسکی قوت بہت بڑھ گئی اسلیئے اُسنے ظاہری طور پر اسلامی سلطنت کی توہین شروع کی اور بعد غارتگری شہر سورت
کے حاجیون کے جہازونکو جو بندرگاہ سورت سے روانہ ہوا کرتے تھے غارت کیا یہ ایسی بات نہ تھی کہ عالمگیر کے غصے کی
آگ کو مشتعل نہ کردیتی اسلیئے اُسنے ایک بڑی فوج مہاراجہ جسونت سنگھ کے زیر فرمان سیوا کے استیصال کو بھیجی جب اُس سے
خاطر خواہ یہ مہم سرنہ ہوسکی تو راجہ جے سنگھ کے ساتھ سپاہ کثیر اور زبردست توپخانہ مقرر کرکے اُدھر بھیجا اُسکی امداد کیلئے
جلال خان المخاطب بدلیر خان ۔ داؤد خان ۔ راجہ رائے سنگھ سیسودیہ ۔ احتشام خان شیخ زادہ ۔ راجہ سجان سنگھ
بندیلہ ۔ کیسری سنگھ ۔ راجہ نرسنگھ گوڑ ۔ پورنمل بندیلہ ۔ زبردست خان ۔ بادل خان بختیار ۔ برق انداز خان اور
دوسرے سردارونکو متعین کیا جے سنگھ کے ساتھ چودہ ہزار سپاہ تھی ۔ ۱۹ ربیع الاول ۱۰۷۵ہ ہجری مطابق ۱۶۶۵ع
کو راجہ بادشاہ سے رخصت ہوکر ۹ شعبان کو اورنگ آباد پہونچا اور وہان شاہزادہ محمد معظم سے شرف نیاز حاصل
کرکے دسوین ماہ مذکور کو شاہزادے سے رخصت ہوکر منزل مقصود کیطرف روانہ ہوکر ۲۵ شعبان کو قصبۂ پونہ مین
جہان مہاراجہ جسونت سنگھ شاہی افواج کے ساتھ مقیم تھا جا پہونچا اور جسونت سنگھ سے افسری مہم کا چارج لیکر
اسے سبکدوش کردیا جسونت سنگھ بادشاہ کے پاس روانہ ہوگیا جے سنگھ نے پونا مین رہکر اُسکے تمام اطراف کا
انتظام شروع کردیا قطب الدین خان کو سات ہزار سوار کے ساتھ جیری کی طرف بھیجا کہ وہان رہکر غنیم سے باخبر رہے
اور حکم دیا کہ قلعہ لوہ گڑھ کے سامنے مناسب مقام پر تین ہزار سوار کا تھانہ مقرر کردے اور ایک تھانہ قلعۂ ناردرگ
کے سامنے قائم کرے اور ہر ایک تھانہ مین زبردست فوج رکھے اور خود تمام لشکر کے ساتھ ملک کا دورہ کرکے

خبرداری اور ہوشیاری رکھے اسیطرح جہان جہان مرہٹون کے زور کا خطرہ تھا وہان وہان سپاہ متعین کردی اور
جے سنگہ نے خود قلعہ پورندھر اور رودرمال کے فتح کرنے کا ارادہ کیا یہ دونون قلعے بہت مستحکم تھے سات شوال کو ساسور
کی طرف کوچ کیا جسکے نزدیک وہ دونون قلعے پہاڑی پر واقع تھے اور احتشام خان کو پونہ کی حراست کے لیے
چھوڑ دیا اسکے ساتھ رندولہ خان و بیہم دیو سیسودیہ و زاہد خان و جان نثار خان و خواجہ ابو المکارم اور ایک دکھنی
جماعت جسمین چار ہزار سوار تھے مقرر کی۔ خود موضع لونی مین پہونچا جو پونہ سے پانچ کوس پر ساسور کی طرف واقع ہے
یہان سے دو راستے ملک بادشاہی کی طرف جاتے تھے اور باغی ان دونون راستون سے ملک بادشاہی پر یورش
کرتے تھے یہان ایک تھانہ مقرر کیا اور راو بھوبت سنگہ کو تین سو سوار اور تین سو پیادہ بندوقچی کے ساتھ اس تھانے کا
افسر بنایا۔ جے سنگہ ۲۰ رمضان کو ساسور سے ایک منزل پر جا پہونچا دلیر خان کو کہ لشکر کے ہراول مین تھا فوج ہراول
اور توپخانے کے ساتھ آگے سے روانہ کردیا کیونکہ راستے مین ایک سخت پہاڑی کو عبور کرکے ساسور مین پہونچتے تھے
پس فوج ہراولی سے اس پہاڑی کا انتظام اور دشمن کی دیکھ بھال مقصود تھی اور صبح کو خود بھی تمام سپاہ کے ساتھ جے سنگہ
نے کوچ کیا جب اس پہاڑی کے سامنے پہونچا تو داؤد خان کو کہا کہ تم اپنی سپاہ کے ساتھ یہان اسوقت تک کھڑے
رہو کہ تمام لشکر اس ٹیکری اور زمین بلند سے گذر جاے اور بعد اسکے خود روانہ ہونا غرض کہ اس ٹیکری سے گذر کر دو کوس
آگے بڑھ گیا۔ دلیر خان جو پہلے سے آگے گیا ہوا تھا اور ساسور کے پاس پہونچ چکا تھا اس بات کی تلاش مین سوار کھڑا تھا
کہ کسی اچھی جگہ اترے کہ یکایک دشمن کی فوج نمودار ہوئی دلیر خان نے اپنی سپاہ کو لڑائی کے لیے حکم دیکر آمادۂ کارزار
کیا آخرکار مرہٹے تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگ نکلے اور قلعہ پورندھر و قلعہ رودرمال کی طرف جو ایک دوسرے کے مقابل
دو گولی کے ٹپے سے واقع تھے چلے گئے خان مذکور نے پیچھا کیا مرہٹے لڑتے اور بھاگتے جاتے تھے یہانتک کہ
اس پہاڑ کے دامن مین پہونچ گیا اور بہت سے مرہٹون کا کام تمام کردیا بعض مرہٹے قلعہ مین گھس گئے اور بعض
جنگل کی طرف بھاگ گئے۔ دلیر خان کی سپاہ نے قلعہ پر دھاوا بولدیا اور پہاڑ پر چڑھ گئی اور پہاڑ کی کمر مین
جو آبادی تھی اسکو جلاکر برباد کردیا۔ قلعہ کے محاصرے کے لیے سپاہ کھڑی اور اوپر چڑھی دونون قلعون کے آدمیون
نے توپ کے گولے اور بندوقین اور بان مارنا شروع کئے دلیر خان نے قدم پیچھے نہ ہٹایا اور جلد قلعہ پورندھر کے پاس چڑھکر
مورچہ بنا لیا اور جے سنگہ کو تمام حال لکھ بھیجا اسنے اپنی فوج مین سے فوراً ایک افسر کو تین ہزار سپاہ کے ساتھ روانہ
کیا اور اسکے ساتھ راجہ راے سنگہ اور قباد خان اور ترسین اور اندرمن بوندیلہ اور بادل بختیار اور ایک جماعت
کو اسکے ہمراہ کیا۔ دلیر خان اور اسکے معاونون نے دونون قلعون کا خوب محاصرہ کرلیا جے سنگہ نے بیلدارون
کی جماعت اور بہشتی اور سیسہ اور بارود اور دوسرا لڑائی کا سامان اور توپخانہ اور مورچہ بندی کا اسباب بھی بھیجا
داؤد خان جو ٹیکری کے پاس کھڑا تھا وہ بھی دلیر خان کے پاس چلا آیا۔ اب شاہی سپاہ نے مورچے درست کرکے
دونون قلعون کو فتح کرنے کا ارادہ محکم کرلیا دلیر خان کے دونون بھتیجے غیرت و مظفر اور دوسرے افغان اور سبکھان
دہیری بھان گوڑ بھی قلعہ پورندھر و رودرمال کے تلے تک پہونچ گئے اور مورچے تیار کرلیے۔ آتش خان کو

توپخانے کے ساتھ اور ترکتاز خان وغیرہ کو جے سنگھ نے اپنے سامنے مقرر کیا کیرت سنگھ تین ہزار سوار کے ساتھ اور چند دوسرے منصبدار قلعہ پورندھر کے دروازے کے سامنے مقرر ہوئے اور سیدھے ہاتھ کو راجہ نرسنگھ گوڑ اور کرن راٹھوڑ اور جگت سنگھ اور سید مقبول عالم نے اپنے اپنے مورچے جمائے اور راجہ رائے سنگھ راٹھوڑ و راج سنگھ اور کچھ اور بادشاہی افسروں نے قلعہ پورندھر کے پیچھے کھڑکی کے سامنے مورچے قائم کرکے مستعد جنگ ہوئے اور رسول بیگ اور روزبہان مع ایک سپاہ کے داؤد خان کے سیدھے بازو پر کھڑے ہوئے اور چتربھوج چوہان کچھ سپاہ کے ساتھ قلعہ رودرمال کے سامنے متعین ہوا تھا سین اور سا ندرمن بوندیلہ اور دوسرے سپاہی و سردار اس قلعہ کے پیچھے مورچے جاکر مستعد جنگ ہوئے دوسرے دن جے سنگھ کوچ کرکے ساسور کے پاس آیا اور قلعہ سے دو کوس پر لشکرگاہ بنائی اور خود سوار ہو کر قلعہ کے پاس آکر اہتمام سپاہ کا ملاحظہ کیا اور پھر لوٹ گیا۔ جاسوسوں نے خبر دی کہ نیتاجی سیوا کا ایک قریبی رشتہ دار ایک بڑی سپاہ لیکر پرینڈہ کی طرف گیا ہے جے سنگھ نے سید منور خان بارہ و شرزہ خان و حسن خان و جوہر خان و جگت سنگھ وغیرہ کو جو شاہانہ سوتر میں تھے اسکے تعاقب اور لڑائی کیلئے بھیجا جب یہ لوگ پرینڈہ تک پہونچے تو دشمن یہ حال سنکر بھاگ کر لوٹ گیا۔ اسکے بعد جے سنگھ نے اپنا لشکر بھی اٹھا کر پہاڑ کے دامن میں مورچے کے پاس مقام کر دیا۔ اکثر اہل لشکر کے ڈیرے پہاڑ کی کمر میں واقع تھے خلاصہ یہ ہے کہ غیب و روز شاہی آدمی قلعہ پر گولے اور گولیاں برساتے تھے دونوں قلعوں کے پناہ گزین بھی مدافعت میں کوتاہی نہیں کرتے تھے جے سنگھ روز مورچوں میں جاکر دیکھ بھال کرتا ایک برج قلعہ رودرمال کا متواتر توپوں کے گولوں سے ٹوٹ گیا دلیر خان کے آدمی جرأت کرکے اسپر چڑھ گئے اور وہاں جو لوگ متحصن تھے وہ دوسری پناہ گاہ میں گھس گئے اب مسلمان اس برج پر چڑھکر اسکی مضبوطی میں مصروف ہو گئے اس یورش میں چار آدمی دلیر خان کے ہمراہیوں میں سے مارے گئے اور سات آدمی قلعہ نشینوں کے کام آئے اور چار زخمی ہوئے جب جے سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو اپنے راجپوت بھی شرکت کو بھیجے مبارزین نے اتنی کوشش کی کہ محصورین اسکی تاب نہ لاسکے اور وہ اب قلعہ کو روک نہ سکتے تھے آخرکار انھوں نے جے سنگھ کے پاس پیغام بھیجا اور امان طلب کی راجہ نے انکو امان دی پس محصورین قلعہ سے نکلکر دلیر خان کے پاس آگئے اور وہ قلعہ عالمگیری سپاہ کے سپرد ہو گیا قلعہ نشینوں کے دو سردار ونکو دلیر خان نے خلعت دیکر باقی اور لوگوں کو انکو اپنے آدمیوں کے ساتھ جے سنگھ کے پاس بھیجدیا راجہ نے کئی شخصوں کو خلعت دئے اور جب انھوں نے وطنوں کو جانے کی اجازت چاہی تو سب کے ہتیار لیکر رخصت کر دیا۔ جے سنگھ کے ساتھیوں میں سے قلعہ کی تسخیر کے وقت پچاس سوار اور تیس پیادے کام آئے اور ۳۲ سوار اور ۷۰ پیادے زخمی ہوئے اس قلعہ کی فتح کے بعد جے سنگھ نے داؤد خان اور راجہ رائے سنگھ کچھواہہ اور شرزہ خان اور امر سنگھ چونڈاوت و محمد صالح ترخان و سید زین العابدین بخاری و اچل سنگھ اور اپنے چند سرداروں و سپاہیوں اور دوسرے شاہی سپاہیوں کو جنکی تعداد سات ہزار سوار کے قریب تھی حکم دیا کہ دو طرف سے سیوا کے ملک میں گھس کر لوٹ مار کریں اور اسکو مجبور کر دیں اس سپاہ کو رخصت کرکے قطب الدین خان کو جو ایک شایستہ لشکر کے ساتھ جنیر کی طرف مقرر تھا اور لودی خان

لشکر کو کتلوکن کی طرف متعین تھا لکھا کہ وہ لوگ بھی ہر طرف سے سیوا کے ملک مین گھس کر اسکو تباہ کرین
اور شریر رعایا سے ملک کے قتل و غارت مین کوتاہی نہ کرین قطب الدین خان اور لودی خان نے مکر سہر قسم
ان ڈاکوون کو دبایا اور اُنکے مویشی گرفتار کئے تاکہ سیوا ہر طرف سے عاجز آکر پناہ مانگے اور وہ رعایا نام بدنین
اور بد طریقہ تھی گوشمالی پاے بندگان خدا کو راہزنی اور غارتگری سے نہ ستاے ایک شب مخالفین کا گروہ شب خون
کے ارادے سے کیرت سنگھ کے مورچون مین گھس گیا چونکہ ادھر کے سب لوگ ہوشیار تھے اسلئے دشمن ناکام واپس چلا گیا
پھر ایک شب دشمن کا ایک سردار روزبہان نام شب خون کے ارادے سے رسول بیگ کے موچہ پر حملہ آور ہوا چونکہ
اسکے آدمی غافل سو رہے تھے دشمن نے مورچے مین گھسکر ایک توپ کے پیالے مین کیل ٹھونک دی اور ایک سپاہی
کو قتل اور چند کو زخمی کیا جب اس ہنگامے کا شور زبردست خان کے مورچے مین پہونچا تو وہ اور دلیر خان کا نوکر محمود
ایک جماعت کے ساتھ دشمن کی سرکوبی کو جا پہونچے اور اُسکو مارنے لگے چار آدمیونکو قتل کیا اور بہت سے زخمی کئے
اور باقی خراب و خستہ ہوکر بھاگ کر اُس قلعہ مین جو دشمن کی پناہ گاہ تھا داخل ہو گئے دوسرے دن ایک گروہ
قلعہ کی کھڑکی سے نکلا تاکہ اپنے ساتھیون کی لاشین اُٹھا لیجاے ادھر دل خان اور سوبھکرن بوندیلہ اور دوسرے
شاہی نوکر موجود تھے اُنھون نے دشمن پر حملہ کردیا اسلئے بغیر حصول مقصود کے بھاگ نکلا آٹھ آدمی ادھر کے مارے گئے
اور چار دشمن کے مقتول ہوئے اور زخمی بھی بہت سے ہوے۔

اب داؤد خان اور راجہ راے سنگھ کا حال سنئے کہ وہ ۱۳ شوال کو روہیرہ کے نواحی مین قلعہ راجگڑھ کے پہاڑ کے
دامن مین پہونچکر تاخت و تاراج مین مصروف ہوئے اور پچاس کے قریب گاؤن کو جلاکر برباد کردیا چار گاؤن
پہاڑ کی گھاٹیون مین تھے اور وہان دشمن کا جاسوس تھا جو مغل لشکر کی قراولی مین تھے اُنھون نے وہان پہونچکر
لڑائی شروع کردی اب داؤد خان کو خبر دی اُسنے راجہ راے سنگھ کو فوج ہراولی کے ساتھ اور اچل سنگھ کچھواہہ
کو جے سنگھ کے راجپوتون کے ساتھ اُنکی مدد کے لیے بھیجا تمام مخالف بھاگ نکلے اور چارون گاؤن برباد کردیے گئے
اور تمام رعایا قید ہوئی اور چوپاے پکڑ لیے گئے اور سب دوسرا مال و اسباب بھی لوٹ لیا گیا۔ دوسرے دن
اور رات اس سرزمین مین مقام کرکے صبح کو راجگڑھ کی طرف کوچ ہوا راستے مین بہت سے گاؤن اور بستیان جلاکر
برباد کردین یہانتک کہ اُس قلعہ کے تلے جا پہونچے اور اطراف کے گاؤونکو برباد کرنا شروع کیا قلعہ کی جماعت مین
سے بہت سے آدمی قلعہ مین سے نکلکر پہاڑ کی کمر پر صف باندھکر لڑنے کو کھڑے تھے لیکن شاہی فوج کے خوف سے
تلے اُترنے کی تاب نہ تھی زمین یہان کی پہاڑی تھی جابجا نشیب و فراز تھے جے سنگھ کی بھیجی ہوئی سپاہ نے
لوٹ مار خوب کرکے دو کوس پلٹ کر کوچن کوڑے کی ٹیکری کے پاس مقام کیا رات کو خوب ہوشیاری رکھی
دوسرے دن سیوا پور مین سپاہ پہونچی داؤد خان یہان سے قلعہ کندانہ کی طرف چلا گیا اور اُدھر کے گاؤن کو برباد
کرنے لگا اور قطب الدین خان اپنے ہمراہیون کے ساتھ درۂ بورکھیور اور نامی کھیدہ اور قلعہ کنواری کیطرف جاکر
اس طرف کا علاقہ برباد کرنے لگا اور ادھر کے بہت سے آدمی اور مال و مویشی پکڑ لئے۔

۲۹ شوال کو داؤد خان اور قطب الدین خان پھر باہم ملگئے اور قلعہ لوہ گڑھ کی طرف روانہ ہو گئے جب یہ فوج قلعہ کے تلے پہونچی تو پانسو سوار اور ہزار پیادے قلعہ مین سے نکلکر لشکر کے قراول سے لڑنے لگے جب یہ خبر داؤد خان کو پہونچی تو راجہ رائے سنگھ و اچل سنگھ کو کچھ سپاہ کے ساتھ مدد کے لیے بھیجا انکے پہونچنے کے بعد مخالفین مغلوب ہو کر بھاگ نکلے۔ سپاہ شاہی نے قلعہ کے پاس کی تمام آبادیون کو ویرانہ بنا دیا۔ بہت سے آدمی اور مویشی پکڑ لئے اور رات کو وہین ٹھہری دوسرے دن پھر سوار ہو کر دامن قلعہ لوہ گڑھ و ایسا گڑھ و پنچکی و تکونہ کو جلا کر خراب و ویران کر دیا اور پھر جائے قیام مین سپاہ لوٹ آئی۔ سیوا کا ادھر کا تمام علاقہ تاخت و تاراج ہو چکا تھا اسلیے دوسرے دن معاودت کے ارادے سے کوچ کیا اور قصبۂ پونہ کے پاس مقام کیا جے سنگھ نے قرار دیا تھا کہ قطب الدین خان اپنی سپاہ کے ساتھ پونا مین تھانہ جمائے اسلئے وہ وہان رہ گیا داؤد خان اور راجہ رائے سنگھ اور دوسرے آدمی چودہ روز کے بعد چوتھی ذیقعدہ کو بڑے لشکر مین پہونچ گئے۔ قطب الدین خان جو پونا کے پاس تھا اسے خبر ملی کہ مخالفون کی ایک بھاری جماعت قلعہ نارولک کے پاس قیام گزین ہے اسلیئے قطب الدین خان نے اس قلعہ کی تاخت کے ارادے سے کوچ کیا اور اس طرف کا علاقہ برباد کر دیا اور مخالفین کا گروہ جہان سامنے آیا اسے سزا کو پہونچایا قطب الدین خان اس دن لوہ گڑھ کے پیچھے ٹھہر گیا جب یہ معلوم ہوا کہ مخالفین کا گروہ پہاڑ پر چڑھ گیا ہی تو ان سے لڑنے کو اپنی سپاہ کا ایک حصہ بھیجا جو سامنے آیا اسے قضا کے گھاٹ اتارا بہت سے بھاگ بھی گئے اور تین سو کے قریب آدمی قید ہوئے اور تین ہزار کے قریب مویشی پکڑے گئے۔

اب قلعہ پورندھر کے سامنے ایک بڑا دمدمہ لکڑی اور تختون سے بنوا کر گولہ انداز اور برق انداز تمام آلات کے ساتھ اسپر چڑھا کر قلعہ پر آتش باری کرائی اور یہ دمدمہ اس برج کے مقابل تھا جو سیوا نے قلعہ کی مضبوطی کے لیے بنوایا تھا جب مخالفون کو اسکا حال معلوم ہوا تو انھون نے گولے گولیان۔ پتھر۔ اور دوسری جلانے والی چیزین پھینکنا شروع کین اس عرصے مین اور دوسرے راجپوت دلیر خان کے آدمیون کے ساتھ مدد کو آ گئے اور ذبردست خان اور آتش خان کا بھی توپخانہ پہونچا لڑائی خوب ہونے لگی۔ بھگونت سنگھ جے سنگھ کا ایک سردار اور پانسو آدمیون کا افسر تھا وہ اور دلیر خان کا ایک آدمی اور دوسرے راجپوت مارے گئے اور مخالف بھی بہت سے کام آئے۔ جے سنگھ نے سبھکرن بندیلے اور ترکتاز خان اور ایک دوسری جماعت کو بھی مدد کے لیے بھیجا۔ دلیر خان اور کیرت سنگھ دمدمے کے پاس کھڑے ہو گئے اور لڑائی کے لیے تاکید کرتے تھے۔ سیوا کا بنایا ہوا برج سفید توپ کے صدمے سے ٹوٹ پھوٹ گیا اور اسمین بڑا سوراخ ہو گیا۔ سپاہی کمر یورش کر کے برج سفید کے تلے تک پہونچ گئے۔ دشمن نے برج سفید اور پہلی برج (جو برج سیاہ کہلاتا تھا) کے درمیان کی زمین مین بہت سی بارود بچھا دی تھی اس گمان سے کہ اسلامی سپاہ برج سفید پر قبضہ کر لینے کے بعد برج سیاہ کی طرف آئے تو اڑ جائے مگر دشمن نے بے وقت بارود کو آگ دی جس سے خود ہی اسکے اسی آدمی اسمین جلکر خاکستر ہو گئے۔ برج سفید پر قبضہ ہو چکنے کے بعد لشکر شاہی چاہتا تھا کہ برج سیاہ پر بھی قبضہ کر لے مگر جے سنگھ نے اس خیال سے روکدیا کہ ایک تو شب قریب

آگ گئی تھی اور دوسرے دشمن نے دونون برجون کے درمیان کے نشیب مین آگ لگادی تھی جے سنگھ نے حکم دیا
کہ آج برج سیاہ پر حملہ بند کر کے برج سفید کے پاس مورچے بنا لئے جائین۔ شب کے وقت مخالف کی سپاہ برج سفید
سے نکلکر برج سیاہ مین چلی گئی یہ برج اور اسکے پاس کا برج جو سیوا کے بنائے ہوئے تھے اسلامی سپاہ کے قبضے مین
ہو گئے تو مین برج سیاہ کی طرف لگادین اور دونون برجون کے مابین جو نشیب تھا اسے پٹوانا شروع کیا پانچ چھ دن
مین اسے مٹی اور پتھرون سے پٹوا دیا اور اسی زمین پر ایک اونچا مورچہ بنوا کر برج سیاہ کے مقابل رکھا اور دو تو مین اسپر
چڑھا کر علے الاتصال اتنے گولے گروائے کہ برج سیاہ مین سوراخ پڑ گئے جا بجا سے ٹوٹ گیا بہت سے برج نشین مر گئے
اور زخمی بھی ہوے اب دشمن نے اس برج اور اسکے پاس والے برج دونون کو خالی کر کے دیوار کی آڑ مین پناہ لی
اور برج سفید و سیاہ شاہی سپاہ کے قبضے مین آگئے۔

اس زمانے مین قباد خان تھانہ دار پونہ کو معلوم ہوا کہ دشمن کی ایک جماعت موضع برگوب مین جمع ہے اوسنے عبداللہ
اور ابوالقاسم اپنے دونون بیٹون کو ایک گروہ کے ساتھ اور رندولہ خان و خواجہ ابوالمکارم و راجی و بھائی پسران افضل
بیجاپوری اور دوسرے بادشاہی سپاہیون کو اودھر بھیجا وہان دشمن کے تین سو سوار تھے وہ تو بھاگ گئے مگر رعایا مین
بہت سے آدمی اور مویشی پکڑ کر سپاہی اپنے ساتھ لے آئے۔

اب سیوا سمجھا کہ اگر اسیطرح سپاہ شاہی سے مقابلہ کرتا رہا تو بالکل کمزور ہو جائے گا اور قلعہ پورندھر جسمین عزیز و
اقربا پناہ گزین ہین عنقریب مغلوب و مسخر ہوا چاہتا ہے اور اسکی تسخیر کے بعد قلعہ راج گڑھ پر حملہ ہوگا جہان وہ موجود
تمام مال و اسباب و خزانہ و اہل و عیال کے ساتھ متحصن تھا اور اسکو بھی اسیر ہونا پڑے گا اسلئے اوسنے جے سنگھ
کے پاس سفیر بھیجکر معذرت کی راجہ نے جواب دیا کہ اگر صدق نیت سے یہ بات منظور ہے تو جریدہ بغیر ہتیار و نکے مجھسے
آکر ملے اسکی ذات کو کچھ نقصان نہ پہونچے گا۔ آخرکار ۲ ذیحجہ کو تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ راجگڑھ سے روانہ ہوا
رات ہی مین اسکی روانگی کا حال جے سنگھ کو معلوم ہو گیا تھا جب دن نکلا تو دلیر خان اور کیرت سنگھ کو جنکا مورچہ
پورندھر کے حصار سے بہت نزدیک جا پہونچا تھا پیغام دیا کہ مورچے اور آگے بڑھا کر یورش کا انتظام کرین دشمنون نے
حصار سے نکلکر مدافعت کا ارادہ کیا لیکن محاصرین نے پے در پے حملون سے انکو بھگا دیا اور انکے سات آدمی کھیت رہے
اور بہت سے مجروح ہوے جے سنگھ اور دلیر خان اور کیرت سنگھ کے بھی چند ساتھی کام آئے ابھی لڑائی گرم تھی کہ جاسون
خبر لائے کہ سیوا قریب سیوا پور کے آپہونچا ہے اور وہانکے تھانے دار سردار خان کی رفاقت مین ملاقات کے لیے
آرہا ہے جے سنگھ نے اپنے منشی اودے راج اور اگرسین کچھواہہ کو استقبال کے لیے بھیجا اور کہلایا کہ اگر آنے سے
یہ مقصود ہے کہ بادشاہ کی تابعداری کی جائے اور تمام قلعون کو شاہی افسرونکے حوالے کر دیا جائے تو شوق سے
چلے آوین کہ بادشاہ کے مورد تفضلات ہونگے اور اگر یہ ارادہ نہین ہے تو آنا ضرور نہین کیونکہ عنقریب زور و قوت
کے ساتھ شاہی سپاہ تمام قلعون اور ملک پر قابض ہونے والی ہے اودے راج کو سیوا نے یہ جواب دیا کہ مین
آپکے پاس آپہونچا ہون جو کچھ بندگی و دولت خواہی کے مناسب ہوگا عمل کرونگا اور اودے راج کے پہونچنے سے

تھوڑی ہی دیر بعد سیوا لشکر مین خود پہونچ گیا۔ جے سنگھ نے جانی بیگ بخشی کو بھیجا کہ سیوا کو لے آے جب وہ خیمے مین
داخل ہو کر جے سنگھ سے ملا تو راجہ نے اس سے معانقہ کیا اور اپنے پاس بٹھا لیا۔ سیوا نے معذرت کے بعد کہا کہ قلعہ
پورندھر اور دوسرے بہت سے قلعون کو امید فضل شاہی پر نذر کرتا ہون اور آیندہ سے بادشاہ کا مطیع رہون گا
جے سنگھ نے اسکا عذر قبول کر کے جان و مال سے امان دی اور غازی بیگ میر توزک کو اشارہ کیا کہ سیوا کے
ایک آدمی کو ساتھ لیجا کر دلیر خان اور کیرت سنگھ سے کہے کہ چونکہ سیوا نے اطاعت قبول کر لی ہے اور ہم نے اسکی
خاطر سے اہل قلعہ کو امان دی ہے اسلیے اب انکو تباہ نہ کیا جاے بلکہ جان بخشی کی جائے اور وہان سے سیوا کے
اہلکار سپاہیون کو رخصت کر کے اپنے آدمیون کے قبضے مین لے لین سیوا کے آدمی نے قلعہ کے دروازے پر
پہونچکر سارا حال کہدیا اور کہا کہ بے چون و چرا قلعہ خالی کر دو اور اب تم سے سپاہ شاہی تعرض نہ کرے گی انھون نے
قبول کیا۔ سیوا جریدہ آیا تھا جے سنگھ نے اسے اپنے لشکر مین ٹھیرایا اور اسکی بہت خاطر کی۔ دوسرے دن قرارداد
کے موافق قلعہ کے تمام آدمی کیا عورت اور کیا مرد جن مین چار ہزار جنگ جو سپاہی تھے قلعہ سے نکلے اور بادشاہی
ملازم اس قلعہ مین داخل ہو گئے اور اپنا تصرف کر لیا جے سنگھ نے سید محمد جواد کو جو بیوتات لشکر کا دیوان تھا حکم دیا
کہ جا کر ہتیار اور ذخیرہ رسد و توپخانہ اور دوسری اشیا ضبط کرے۔ سیوا نے آج اور دوسرے پانچ قلعے جنکے نام
یہ ہین لوہ گڑھ۔ ایسا گڑھ۔ پتکی۔ تکونہ اور روہیڑہ پیش کش کئے۔ جے سنگھ نے راجہ سجان سنگھ بوندیلہ کو جو قلعہ پورندھر
کے پیچھے راجگڑھ کے راستے مین سپاہ لیے ہوے پڑا تھا حکم دیا کہ اپنے چھوٹے بھائی اندرمن کو کچھ سپاہ کے ساتھ
قلعہ روہیڑہ پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجدے اور قباد خان تھانہ دار پونہ کو لکھا کہ ڈیڑھ ہزار سوار و نکے ساتھ جا کر
دوسرے قلعون پر قبضہ جمالے۔

سیوا نے اپنے آنے سے قبل جے سنگھ کے پاس آدمیون کو بھیجنا شروع کر دیا تھا اور انکے ذریعہ سے راجہ نے
اسکو بار بار کہلایا تھا کہ بادشاہ کی اطاعت کے بغیر فائدہ نہ ہوگا ادھر راجہ نے عالمگیر کو عرضداشت لکھکر اسکے قصورات
کی معافی کی درخواست کی تھی اور ایک فرمان معافی و خلعت عنایتی اوسکے لیے چاہا تھا چنانچہ جے سنگھ کی خاطر سے
بادشاہ نے یہ چیزین بھیجدی تھین جسدن یہ چیزین راجہ کے پاس پہونچین اوسی دن سیوا حاضر ہوا تھا چنانچہ
پچھلے دن مین بادشاہ کے حکم اور خلعت کا جے سنگھ نے استقبال کیا۔ اور اس نے جب سیوا کو یہ خبر پہونچائی تو
فی الجملہ اسکے دل کو اطمینان ہوگیا اب جے سنگھ نے سیوا سے کہا کہ اس ملک کے تمام قلعے جو اسکے قبضے مین ہین
بادشاہ کے سپرد کر دے بہت سی گفت و شنید کے بعد یہ قرار پایا کہ ۳۵ قلعون مین سے جو زمان حکومت نظام الملک
سے اس سرزمین مین ہین اور سیوا کا اونپر قبضہ ہے ان مین سے ۲۳ قلعے جن مین پورندھر اور رودرمال جیسے
بڑے بڑے قلعے بھی شامل تھے اور انکے متعلق کا سارا ملک جسکی آمدنی دس لاکھ ہُن تھی خزانۂ عامرہ مین کھلے کہ
ہن طلاے مسکوک کا نام ہے یعنی وہ ایک قسم کی اشرفی جو دکن مین رائج تھی سیوا نے بادشاہ کے ملازمون کو دینا
چاہے اور کہا کہ بارہ قلعے جنکے متعلقہ ملک کی آمدنی ایک لاکھ ہُن ہے بدستور سابق اسکے پاس رہین اور سیوا آ پہنچے

ملک کو لوٹ جاے اور اپنی بجاے اپنے بیٹے سنبھا کو جو آٹھ برس کا تھا جے سنگھ کے پاس بھیجدے اور وہ بادشاہی چاکرون مین شمار ہوکر راجہ کے ساتھ رہے اور جب کوئی مہم اس ملک مین پیش آے تو سیوا اُسکے سرانجام مین کوشش کرے اس قرارداد کے بعد جے سنگھ نے دو گھوڑے ساز طلائی کے ساتھ اور ایک ہاتھی دیکر رخصت کیا اور کیرت سنگھ کو سیوا کے ساتھ کردیا کہ وہ جاکر قلعو نپر قبضہ کرلے اور قلعہ کندانہ کی قلعداری زاہد خان کے ہاتھ مین دیدی یہ قلعہ بہت زبردست تھا اور اسیطرح قلعہ پورندھر زبردست تھا دونون ایک سا استحکام رکھتے تھے جو قلعے بادشاہی ملازمون کو دینا ٹھہرے اُنکے اسما یہ ہین۔ یہ نام مختلف کتابون مین مختلف حروف سے لکھے ہوئے ہین مین نامہ ظفری مؤلفہ منشی محمد مظفر حسین سے صحیح کرکے لکھتا ہون۔

(۱) پورندھر (۲) رودرمال (۳) کندانہ (۴) کھندکلہ (۵) لوہ گڑھ (۶) ایساگڑھ (۷) تنکی (۸) تکونہ (۹) روہیڑہ (۱۰) ناردرک (۱۱) ماہولی (۱۲) بھندار ورک (۱۳) پس کھول (۱۴) روپ گڑھ (۱۵) بکھ گڑھ (۱۶) مورنجن (۱۷) مانک گڑھ (۱۸) سروپ گڑھ (۱۹) ساکر گڑھ (۲۰) مرک گڑھ (۲۱) انکولہ۔ (۲۲) سون گڑھ (۲۳) مان گڑھ۔

۱۴ ذیقعدہ کو سیوا نے اپنے بیٹے سنبھا کو جے سنگھ کے پاس بھیجدیا اور راجہ نے بادشاہ سے استدعا کرکے سنبھا کے لئے منصب کی درخواست کی تھی بادشاہ نے اُسکے لیے پنجہزاری ذات و سوار کا منصب بھیجا اور ایک فرمان بھی اُسکے ساتھ بھیجا جسمین مہربانی کا مضمون تھا ۲ ربیع الاول کو یہ فرمان وغیرہ راجہ کے پاس پہونچے۔ راجہ نے سنبھا کو ایک دربار کرکے جانی بیگ بخشی کے ہاتھ سے دلوادیا اور اپنی طرف سے خلعت اور ایک ہاتھی ساز نقرئی کے ساتھ دیا۔ چند روز کے بعد سیوا بھی راجگڑھ سے آگیا۔

عادل خان حاکم بیجاپور سے اس سے قبل بعض تقصیرات سرزد ہوئی تھین اور اُسنے پیشکش نہ بھیجا تھا اس زمانے مین اس امر کی درستی اور اصلاح کے لیے اپنے ایک سردار ملا احمد نائیر کو بھیجا ۲۶ ربیع الاول کو یہ غیر لشکر سے ۶ کوس پر پہونچا تھا جے سنگھ نے اپنے منشی اودے راج کو اُسکے استقبال کے لیے بھیجا اور تین دن کے بعد جے سنگھ نے راجہ راے سنگھ اور کیرت سنگھ کو ملا احمد کے لانے کے لیے بھیجا انھون نے لاکر راجہ سے ملاقات کرائی جسنے بہت عزت سے ملاقات کرکے دو عربی گھوڑے ساز طلائی کے ساتھ اور ایک ہاتھی چاندی کے حوضے کے ساتھ اور زر نقد اور کپڑا دیکر رخصت کردیا عادل خان نے بھی راجہ کے لیے دو ہاتھی اور گھوڑے سے جڑاؤ ہتیار اور جواہر ملا احمد کے ہاتھ بھیجے تھے وہ اُس نے پیش کردئے اسوقت سیوا جے سنگھ کے دربار مین بیٹھا ہوا تھا چونکہ اسکو اجازت نہ تھی کہ ہتیار لگاکر آئے جے سنگھ نے سیوا کو ایک تلوار اور ایک جمدھر ساز مرصع کے ساتھ دیکر لگانے کی اجازت دی جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ جے سنگھ نے سیوا کو مغلوب کرلیا تو خلعت خاص اور شمشیر خاصہ ساز میناکار کے ساتھ اور ایک ہاتھی نقرئی سامان اور زربفت کی جھول کے ساتھ بھیجا اور اُسکے منصب مین دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر کئے یہانتک کہ منصب اُسکا اصل اور اضافہ ملاکر ہفت ہزاری ذات و ہشت ہزار سوار

دو اسپہ وسہ اسپہ کا ہوگیا اور جے سنگھ کے بیٹے رام سنگھ کو جو بادشاہ کے پاس موجود تھا خلعت اور کچھ مرصع زیور اور ایک ہتنی بخشی ۔ دلیر خان و داؤد خان و راجہ رائے سنگھ سیسودیہ کو بھی خلعت بھیجے دلیر خان کے ایک ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ ہوئے جسکا منصب اصل و اضافہ ملاکر پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار کا ہوگیا جنمین سے دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ تھے اور راجہ سجان سنگھ بوندیلہ کا منصب سہ ہزاری ذات و سہ ہزار سوار و پانصد سوار دو اسپہ وسہ اسپہ کا ہوا اور کیرت سنگھ دو ہزار و پانصد ذات و دو ہزار سوار کو پہونچا اور ترکتاز خان منصب سہ ہزاری ذات و ہشت صد سوار سے سر بلند ہوا۔

عالمگیر کے حکم سے جے سنگھ کی عادل شاہ والی بیجاپور کے ملک پر یورش

والی بیجاپور کے بادشاہ کی مخالفت کی یہ وجہ تھی کہ اُسنے حسب معاہدہ ایک کروڑ روپیہ پیش کش کا جو اسپر چاہیے تھا ادا نہین کیا شاہجہان بادشاہ کے عہد سلطنت مین جب اورنگ زیب صوبہ دکن کا ناظم تھا اور ملک بیجاپور مین طوائف الملوکی سے نہایت بدنظمی پھیلی ہوئی تھی تو اورنگ زیب نے بیجاپور پر لشکرکشی کر کے قلعہ بیدر اور قلعہ کلیان فتح کر لئے تھے اور قریب تھا کہ ملک بیجاپور پر بھی قبضہ کر لیتا کہ عادل شاہ نے منت و عاجزی کر کے ایک کروڑ روپیہ دینے کا وعدہ کیا اور اورنگ زیب نے جان و مال اور نام و ناموس کا احسان رکھکر اپنا لشکر اُسکے ملک سے ہٹا لیا اور خود اورنگ آباد چلا آیا ۔ اُسکے بعد شاہجہان بادشاہ کی علالت کا واقعہ پیش آیا اور اورنگ زیب تخت و تاج کے لیے دکن سے دار السلطنت کو چلا آیا اور ایک عرصہ دراز تک مدعیان سلطنت کے ساتھ جنگ و جدل کرتا رہا اسلیے والی بیجاپور کو عرصے تک آزادی کا موقع مل گیا اور زر معاہدہ کے ادا کرنے مین تساہل و بے پروائی کرنے لگا جب بادشاہی فرمان تاکید کا جاتا وہ بیجا بہانے بنا"" حالانکہ سلاطین سلف کے اندوختہ اُسکے پاس جمع تھے مگر وہ اپنی ناداری کے عذرات لکھتا تھا ان سب باتوں کے ساتھ جب سیوا نے اُسکے ملک پر غلبہ پایا اور چند قلعے چھین لیے جنمین کہ قلعہ پنالہ کہ بہت اچھا قلعہ اس ملک کا تھا وہ بھی لے لیا تو عادل شاہ بہت گھبرایا اور اُسنے اورنگ زیب کو عرضی نہایت خوشامد و عاجزی سے لکھی اور سابق و حال کے پیش کش کے ادا کرنے کا وعدہ کیا چنانچہ اورنگ زیب نے سیوا کی تنبیہ و تادیب کیلیے فوج قاہرہ بھیجی اور اُسکی ایسی گوشمالی کی کہ اُسنے پناہ مانگی اور والی بیجاپور اُسکے پنجۂ ظلم سے محفوظ رہا ان سب احسانات کے باوجود والی بیجاپور نے مکر و شرارت سے ہاتھ کوتاہ نہ کیا سیوا کی لڑائی کے وقت جب اورنگ زیب نے عادل شاہ کو لکھا کہ ایک طرف سے بادشاہی لشکر سیوا کے استیصال مین کوشش کرے اور دوسری طرف سے بیجاپور کا لشکر اُسکا قلع و قمع کرے عادل شاہ نے بظاہر بادشاہ کے حکم سے کچھ اپنا لشکر سیوا کی حدود مین متعین کیا جس سے بادشاہ کی اطاعت ثابت ہو لیکن باطن مین وہ یہی سمجھتا تھا کہ سیوا کے فساد کا مٹنا میری خرابی حال کا مقدمہ بنے گا وہ یہی چاہتا تھا کہ لشکر شاہی اور اہل بیجاپور کے درمیان مین سیوا حائل رہے اسلیے مصلحت کار کے لیے سیوا کے پاس ولی موافقت کے نامہ و پیام بھیجے اور اُسکے ساتھ ہمداستان ہوکر اُسکی مدد کی زر نقد اور رسد اُسکے پاس بھیجی اور قطب الملک والی گولکنڈہ حیدرآباد کو اُسکی کمک کے لیے آمادہ کیا لیکن ان سب جوڑ توڑ

کے ساتھ عالمگیر کو عرضیان برابر بھیجتا رہا اور اپنا رسوخ جتاتا رہا جب بادشاہ کو اُسکے مکر کا یہ سب حال معلوم ہوا
اور سیوا کی مہم سے لشکر فارغ ہوا تو راجہ جے سنگھ کو عالمگیر کا حکم پہونچا کہ وہ تمام ملک جو سیوا سے فتح کیا ہے اُسکا
انتظام کرکے ولایت بیجاپور پر حملہ کرے اور تمام ملک مین ہلچل ڈالدے اور قلعۂ بیجاپور کے تلے تک نہ جائے
اور اُسکے محاصرے کا ارادہ نہ کرکے جسقدر ممکن ہو اُس ملک کو لوٹ مار سے برباد کردے اور جہان دشمن کی
سپاہ پائے اُسے تباہ کرے تاکہ عادل خان نادان کو غفلت سے تنبیہ ہو جاے چنانچہ سنہ ۱۰۷۶ ہجری مین جے سنگھ
مع اُس فوج کے جو اُسکے ساتھ سیوا کی مہم سے فارغ ہوئی تھی ۲۲ جمادی الاولے سال مذکور کو قطب الدین خان
و دلیر خان و داؤد خان و راجہ رای سنگھ اور سیوا کے ساتھ قلعہ پورندھر سے کوچ کرکے منزل مقصود کی طرف
روانہ ہوا ترتیب اُسنے اپنی سپاہ کی یہ رکھی کہ درمیان مین اپنی رکاب کی سپاہ خاص کو رکھا اور اُلٹی طرف دلیر خان
و جگت سنگھ ہاڈہ و مانکوجی و ناروجی و سید علی بیجاپوری و بھوجراج کچھواہہ و اودے بھان راٹھور و سید منور خان بارہ
و زبردست خان و رام سنگھ و برق انداز خان و بادل بختیار و جانی خان بخشی و محمد لطیف دیوان لشکر شاہی و خواجہ
عبد الصمد خان پسر عالی خان اور جے سنگھ کی چیدہ سپاہ جو سب ملکر بارہ ہزار آدمی کا مجموعہ تھا مقرر ہوئی انکے علاوہ
سرفراز خان و غالب خان و دتاجی و رستم زاد و دلیر خان و سید نجابت بارہ و پورنمل بوندیلہ و نرسنگھ گوڑ و لودی خان
و چتر بھوج چوہان و آتش خان داروغہ توپخانۂ شاہی مع پانسو بندوقچیون کے اور رانا سے اودے پور کے ہزار سوار کہ
سب ملکر ساڑھے سات ہزار آدمی تھے اس جانب متعین ہوئے اور سیدھے ہاتھ کی افسری داؤد خان کو ملی اور راجہ
سجان سنگھ اور شرزہ خان دکھنی و جوہر خان حبشی و راؤ امر سنگھ چندراوت و محمد صالح ترخان و مسعود خان
و سرنکجی بھوسلا اور افضل بیجاپوری کا بیٹا و اندرمن بوندیلہ و سید زین الدین خان بخاری و سید مقبول عالم مع
ایک جماعت لشکر کے کہ چھ ہزار آدمی تھے اُسکے ساتھ متعین ہوئے اور ہراول کی افسری راجہ رای سنگھ سیسودیہ کے
سپرد ہوئی۔ جادون راے کر میٹہ و ماناجی و شرزانکجی و بھوجی و دولت مند خان اور ایک دوسرا گروہ مرہٹون کا
اور سوبھکرن و شرسین بوندیلہ و نرسنگھ گوڑ و تیز رو اسماعیل نیازی اور ایک جماعت جو سب چھ ہزار آدمی تھے
یہ سب اُسکے ساتھ متعین ہوئے اور قطب الدین خان و بلال خان و دلاور خان و داؤد چرام و چترو جی اور ایک
جماعت مرہٹون کی و سید علی اکبر بارہ و خداوند حبشی و شیخ عبد المجید شیرازی و مرزا معتمد اور دوسرا گروہ منصبداروں کا
لشکر کے عقب کی حفاظت کے لیے مقرر ہوا اور کیسری سنگھ مع ایک سپاہ کے قلب لشکر اور ہراول کے درمیان
متعین ہوا اور فتح جنگ خان و حسن خان و عبد الرسول اور ایک دوسری جماعت اُلٹی طرف کے لشکر کی امداد
و حفاظت کے لیے مقرر کی اور مغلون کی دو فوجین کہ ایک اسد الله خان کی ماتحتی مین تھی اور دوسری ترکتاز خان کی
افسری مین اسواسطے مقرر ہوئین کہ سیدھی اور اُلٹی طرف بطور قراولی کے کام کرین (دیکھو رسالۂ کامل معروف
بہ عالمگیر نامہ قلمی مولفہ منشی محمد کاظم مین آدمیون اور مقامون اور دریاؤن کے نامون کو کاتب نے مختلف
مقامون پر ایسا مشتبہ لکھا ہے کہ انکی نسبت یہ نہین کہہ سکتے کہ صحیح ہین یا غلط)

ابھی یہ تمام لشکر جے سنگھ کے ساتھ دو منزل چلا تھا کہ ابو محمد نبیرہ بہلول خان جو عادل خان کا سردار تھا جے
سنگھ کے پاس اپنے مالک سے باغی ہو کر چلا آیا راجہ نے اسکی خاطر داری کی اور ایک مرصع تلوار
اور دو گھوڑے اور کچھ کپڑے اپنی طرف سے دئے جب بادشاہ کو اسکے آنے کا حال معلوم ہوا تو منصب
پنجہزاری ذات اور پانچہزار سوار کا عطا کیا اور حکم دیا کہ راجہ جے سنگھ کے ساتھ شریک مہم رہے۔ راجہ نے انکو
سبھی طرف کی سپاہ میں مقرر کر دیا یہ تمام لشکر، جمادی الاخری کو قلعہ پٹن (یا پھلٹن) سے دس کوس کے
فاصلے پر پہونچا قلعہ ولایت بیجاپور کی سرحد پر واقع تھا جے سنگھ نے سیوا اور اسکی فوج کے ایک حصے کو
اس قلعہ کو فتح کرنے کے لئے بھیجا اور آپ مقام کر دیا تین دن کے بعد معلوم ہوا کہ مخالف کی فوج تاب مقابلہ لاکر
بلا لڑے بھڑے اس قلعہ کو خالی کر گئی جے سنگھ نے نارو جی (یا مارو جی) اور بھلا جی کو کچھ فوج کے ساتھ اس کی
حفاظت کے لیے مامور کیا اور خود ۱۱ تاریخ ماہ مذکور کو دریاے نیرا (یا ہیرا) کے کنارے مقام کیا۔ اور نیتا جی کو
اسکی سپاہ کے ساتھ قلعہ منگل بیدہ کی فتح کے لیے مقرر کیا جہاں سے بیجاپور سولہ کوس پر واقع تھا۔ سیوا نے
اپنی ایک دوسری سپاہ قلعہ مابورہ کی تسخیر کے لیے جو پھلٹن سے سات کوس پر واقع تھا بھیجی تھی آج خبر آئی
اسکی سپاہ نے قلعہ مابورہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ جے سنگھ مع تمام سپاہ کے دریاے نیرا سے کوچ کر کے آگے کو
روانہ ہو کر اور ہر روز فوج کو ترتیب دیکر آگے چلتا۔ چند منزل پر خبر پہونچی کہ قلعہ کھاون کے آدمی بادشاہی سپاہ
کی آمد کا حال سنکر قلعہ کو خالی کر کے بھاگ گئے ہیں راجہ نے مسعود خان کے ساتھ تین سو بندوقچی اور چند منصبدار
کرکے اس قلعے پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا۔ ۲۱ ماہ مذکور کو راجہ مقیم تھا کہ جاسوسوں نے خبر دی کہ نیتا جی اپنے
ہمراہیوں کے ساتھ قلعہ منگل بیدہ کے پاس پہونچا قلعہ نشین ڈر کر قلعہ خالی کر کے بھاگ گئے جے سنگھ نے
اودے سنگھ بھدوریہ کو قلعہ کی حفاظت کے لیے بھیجدیا اور سرفراز خان کے سپرد علاقے کی حکومت کی دوسرے دن
کوچ ہوا قلعہ منگل بیدہ یہاں سے دو کوس پر تھا اسلیے جے سنگھ خود اسکے ملاحظے کو گیا دیکھا تو قلعہ نہایت عالیشان
اور مضبوط پایا پتھر کا بنا ہوا تھا چاروں طرف گہری خندق تھی دو توپیں دس زنبورک اور تین سو بان اس میں
موجود تھے۔ راجہ نے اپنی طرف سے توپچی اور بان انداز اور دوسرے آدمی مقرر کیے اور تھوڑا غلہ بھی بھجوا
بھیجدیا۔ ۲۵ ماہ مذکور کو اثناے راہ میں غنیم کے قراول دور سے نمایاں ہوئے اور رات کو انھوں نے اس
لشکر کے پاس آکر چند بان پھینکے راجہ کے حکم سے مورچوں سے سپاہی بڑھے اور مار بھگایا۔ بعد اسکے جاسوس
خبر لائے کہ سپاہ دشمن کا ایک انبوہ یہاں سے پانچ کوس پر مقیم ہے راجہ نے دوسرے دن یہاں مقام کیا
اور دلیر خان و راجہ راے سنگھ و قطب الدین خان و قباد خان و کیرت سنگھ و فتح جنگ خان و ابو محمد و سیوا
وغیرہ کو انسے لڑنے کے لیے بھیجا۔ دشمن کی سپاہ انکی آمد کا حال سنکر اپنے کیمپ کو چھوڑ کر ذرا پیچھے ہٹ گئی تھی
جب ادھر کی فوج کیمپ میں پہونچی تو اسے خالی پایا یہاں سے ذرا اور آگے بڑھی تو اب دشمن کی سپاہ نظر آئی
یہ کوئی بارہ ہزار کے قریب سوار تھے جنکے افسر جادون کلیانی و انکوجی بھونسلہ وغیرہ تھے یہ تمام سپاہ مراٹھہ

صف آرا تھی ادھر سے دلیر خان و راجہ رائے سنگھ و کیرت سنگھ نے حملہ شروع کیا۔ دشمن نے اپنی سپاہ کے چار حصے
کئے ایک حصہ شاہی سپاہ کے میمنہ پر حملہ آور ہوا اور دوسرے نے میسرہ کی طرف حملہ کیا اور تیسرا سپاہ شاہی کے درمیانی
حصے کے پیچھے گیا اور ایک حصے نے قراول کی فوج پر دھاوا کیا۔ راجہ رائے سنگھ میمنہ کی سپاہ پر حکمران تھا اس پر
نہایت سختی سے حملہ ہوا سبھکرن اور رتن سین رائے سنگھ کے آگے تھے خوب لڑے سیامک کا بیٹا مقابلوں کو بھگا یا
یاقوت حبشی جوان ہی کا سردار تھا اور پندرہ دوسرے نامی آدمی کام آئے اور جھنڈے اور گھوڑے اور بہت سا
سامان ان کا چھوٹ گیا دلیر خان دشمن کے دوسرے حصوں سے لڑتا رہا بہت سی لڑائی کے بعد مخالف وہاں سے
چلے گئے جب شام کا وقت ہوا اور لشکر چھ کوس پر مقیم تھا تو سرداروں نے تعاقب مناسب نہ سمجھا اور لشکرگاہ کو
لوٹ گئے جب دشمن کو معلوم ہوا کہ بڑھی ہوئی سپاہ لوٹ گئی تو واپس ہوکر لشکر کے دونوں طرف سے بان مارنے
لگے جے سنگھ کے لشکر میں سے آدمی اسکی لڑائی کے لیے نکلے تو بھاگ گیا سپاہ جب لشکر میں لوٹنے لگی تو پھر غنیم کے آدمی
نمودار ہو کر حملہ کرنے لگے۔ غرض دشمن نے اس طرح لڑائی شروع کی کہ جب جے سنگھ کے سپاہی جواب دہی کو آمادہ
ہوتے تو بھاگ نکلتا اور جو کمریں کھول ڈالتے تو پھر لڑائی شروع کر دیتا اس عرصے میں مخالف کے ایک جتھے نے ہنسا جی
پر جو جے سنگھ کی سپاہ کے پچھلے حصے کی محافظت پر مع فوج کے مقرر تھا ہلہ بول دیا ہنسا جی لڑنے لگا کہ ایک اور حصہ
مخالفوں کا اسپر ٹوٹ پڑا اسپر کیسری سنگھ و فتح جنگ خان اسکی اعانت کو پہونچ گئے اور مخالفین بھاگ نکلے
اسوقت ایک گولہ جوائل کا جادون کلیانی کے مجمع میں سے گرا اور اس سے کئی آدمی مارے گئے۔ پھر دشمن کے
ایک اور گروہ نے راجہ رائے سنگھ پر حملہ کیا لیکن کیسری سنگھ اور قطب الدین خان کے اسکی کمک کو پہونچ
جانے پر بھاگ گیا۔ دلیر خان شام کے وقت اپنی سپاہ کے ساتھ لشکرگاہ میں پہونچ گیا اسی تاریخ اودے سنگھ
قلعدار منگل بیدھ کی تحریر پہونچی کہ اگلے دن صبح کے وقت دشمن کی تین فوجیں جو تقریباً چھ ہزار آدمیوں پر
مشتمل تھیں اس قصبے میں آئیں اور قلعے کے دروازے کے قریب صف بندی کر کے کھڑی ہو گئیں باوجودیکہ
جے سنگھ نے احتیاطاً سرفراز خان سے کہدیا تھا کہ اگر دشمن کی بھاری فوج ادھر آئے تو اس سے جنگ کا ارادہ
نہ کرے کیونکہ اسکے ساتھ آدمی کم تھے لیکن اسنے ہدایت پر عمل نہ کیا اور اپنی شجاعت کے گھمنڈ پر اپنے تھوڑے
سے ساتھیوں کے ساتھ دشمن سے لڑنے لگا خود بھی مارا گیا ساتھی بھی بہت سے کام آئے اس واقعہ کے بعد
اسکے بیٹے بقیہ سپاہ اور ہاتھیوں کے ساتھ قلعے میں چلے گئے مخالفین دروازے تک آئے مگر قلعہ پر سے مار مار
ہونے کے سبب لوٹ گئے جے سنگھ نے دو دن تک وہاں قیام کر کے ۲۹ کو کوچ کیا منزل کے قریب یکم رجب کو
جاسوس خبر لائے کہ دشمن کا ایک بھاری لشکر آرہا ہے جے سنگھ نے مقصود علی دانشمندی کو قراول کے طور پر
بھیجا کہ معلوم کرے کہ کل کتنی سپاہ ہوگی اس نے واپس ہوکر کل حال بیان کیا اور کہا کہ دشمن سرعت کے ساتھ
ادھر آرہا ہے۔ راجہ نے قباد خان اور آتش خان داروغہ توپ خانہ کو لشکر کی محافظت کیلیے مقرر کر کے رائے سنگھ
اور قطب الدین خان کو حکم دیا کہ اپنی اپنی سپاہ کے ساتھ لشکرگاہ سے باہر نکلکر کھڑے ہو جائیں [illegible] سردار رتن سین اور

آپ ساری سپاہ کے ساتھ منڈا اس کے قریب سے لوٹکر غنیم سے مقابلے کے لیے روانہ ہوا آدھ کوس چلا تھا کہ غنیم کی سپاہ
محمود اربنوئی اور ابو المحمد پسر بہلول ... پاس شمس معروف بہ شرزہ خان وخواص خان و بہلول خان ومحمد اخلاص خان
وشیدی مسعود وشیدی عبد العزیز نواب عبد الکریم تمام فوج کے ساتھ مرتب ہوے اور اپنے قاعدے کے موافق ایک
لشکر سیدھی طرف اور ایک الٹی طرف مصروف ہوا۔ لڑائی ہونے لگی جے سنگھ نے دلیر خان کو فوج ہراول کے ساتھ
اس فوج پر حملہ کرنے کا حکم دیا جو الٹی جانب سے آرہی تھی اور آپ دشمن کے قلب پر حملہ کردیا کیرت سنگھ و فتح جنگ خان
اور سیوا کو اپنے آگے آگے بھیجا اچل سنگھ کچھواہہ راجپوت کی ایک جماعت کے ساتھ اس جماعت سے پیشتر دوڑ کر دشمنون
پر حملہ آور ہوا۔ غنیم نے اپنی عادت کے موافق پسپائی اختیار کی جے سنگھ کی سپاہ نے اسکا تعاقب کیا اور اتنی نزدیک
پہونچ گئی کہ اب انکو بھاگنا مشکل ہوگیا اسلیئے دشمن پلٹ پڑا اور تمام آدمی اسکے تلوارین لے لے کر لڑنے لگے اچل سنگھ اور اسکے
آدمیون نے داد شجاعت دی دشمن کے سو کے قریب آدمی کام آے اور بہت سے زخمی ہوئے آخر کار غنیم کی سپاہ
بھاگ نکلی جے سنگھ کی سپاہ نے تین کوس تک تعاقب کیا داؤد خان نے اس فوج سے لڑائی شروع کی جو اس کے
مقابل تھی اور اسکو مار بھگایا۔ راجہ سجان سنگھ نے کہ ہراول مین تھا خوب کام کیا دلیر خان الٹے ہاتھ کی فوج پر حملہ آور ہوا
جب نوبت تیر وبندوق سے گذر کر تلوار پر پہونچی تو دشمن بھاگ نکلا۔ رجب کی دوسری تاریخ جے سنگھ کی سرکردگی مین لشکر
بیجاپور سے پانچ کوس کے فاصلے پر پہونچکر ٹھہر گیا اور سات دن تک یہان مقیم رہا۔ عادل شاہ نے بیجاپور کے مضبوط قلعہ
مستحکم کرکے بہت سی توپین۔ رہکلے اور دوسرے بے تعداد سامان مدافعت جمع کرلیا اور مقررہ آدمیون کے
علاوہ تیس ہزار کرناٹکی سپاہ اور رکھلی اور اچھی طرح رسد جمع کرلی اور نورس پور اور شاپور کے تالابونکو توڑ واڈالا اور
... آس پاس دور تک باوڑیون اور کنوؤن مین سینڈھ کے درخت اور کوڑا اور مٹی بھروا دی اور تمام آبادی
جو شہر کے باہر تھی اجڑوا دیا بادشاہ خود تو قلعہ مین متحصن ہوگیا اور شرزہ خان مہدوی وشیدی مسعود وشیدی
... دیکوجی راجہ پسر شاہ بھوسلا اور چند دوسرے سردارونکو سپاہ کے ساتھ حکم دیا کہ عالمگیر کے ملک مین پھیل کر
اسکو تاخت وتاراج کرین غرض اسکی یہ تھی کہ عالمگیری سپاہ یہ خبر سنکر خود اپنے ملک کی حفاظت کے لیے الٹے پاؤن
لوٹ جائے گی اور کچھ سپاہ کو حکم دیا کہ جے سنگھ کی سپاہ سے اور دور رہکر اُسے ستاتی رہے۔ جے سنگھ نے اپنی
سپاہ مین سے بعض کو الٹے بازو پر مقرر کیا اور بعض کو سیدھے بازو پر اور بعض کو لشکر کے سامنے رکھا اور مرہٹون مین
سے بعض کو ... ہاتھ کی طرف کی سپاہ کو مدد پہونچانے کے لیے مامور کیا اور بعض کو عقب کی خبرداری کے لیئے
... اس طرف کی جماعت دوسری طرف کی حفاظت کو بھیجدی جاتی اور کبھی دوسریطرف کی اس طرف کی مدد کیلیے
روانہ کیجاتی۔ ایک دن جادون راے اور دوسرے دکھنی قاعدے کے موافق الٹے بازو کی طرف آگے کو گئے تھے
انکو خبر بھیجی کہ غنیم کے قراول نمایان ہوئے ہین راجہ راے سنگھ اور قطب الدین خان جے سنگھ کے ایما سے ادھر
کو بڑھے دو کوس کے فاصلے پر عادل خان کے قراولون سے مقابلہ ہوگیا طرفین مین سے ایک نے دوسرے
... پاؤن چھوڑے تھے دن ایک سپاہ دوسری سپاہ کے مقابل یون ہی کھڑی رہی جب شام ہوگئی تو ...

رسلہ سپاہ لشکرگاہ کی طرف لوٹی عادل خان کے آدمیون نے تیز دستی کی اور گروہ گروہ راجہ کے لشکر کی طرف بڑھے
ادھر سے بھی سپاہ تیار ہوکر مقابل ہوئی ناناجی بھوسلہ اور دوسرے مرہٹے جو راجہ رائے سنگھ کے دہنے بازو کی
طرف تھے آکر رائے سنگھ کی جماعت پر حملہ آور ہوے رائے سنگھ نے انکا مقابلہ کیا کچھ مارے گئے کچھ زخمی ہوے باقی
پسپا ہو گئے اسیطرح عادل شاہ کی سپاہ کے ایک گروہ نے قطب الدین خان کی سپاہ پر حملہ کیا قطب الدین خان
کے دو سو سوار برسکر جواب دینے لگے جے سنگھ کو اس لڑائی کا حال معلوم ہوا سورجون سے دیرخان دداؤد خان و کیرت سنگھ
کو مدد کے لیے بھیجا اور آپ بھی سوار ہوکر لشکرگاہ سے دور جاکر لڑنے کو کھڑا ہو گیا داؤد خان اور کیرت سنگھ کچھ دور نکلے تھے
کہ رستے مین رائے سنگھ اور قطب الدین خان مع اپنی اپنی سپاہ کے لوٹتے ہوئے ملے جو دشمن کو بھگا کر واپس
آرہے تھے یہ سب شامل ہوکر پہر رات گذرنے کے قریب جے سنگھ کے پاس پہونچ گئے ۔ اسکا یہ ارادہ نہ تھا کہ
قلعہ بیجاپور کا محاصرہ کرسکیونکہ نہ کوئی بڑا توپخانہ جو ایسے قلعہ کے فتح کرنے کے لیے درکار ہے ساتھ تھا اور نہ دوسرے
قلعہ شکن آلات ہمراہ تھے اسلیئے بیجاپور کے علاقے کی بربادی پیش نظر رکھی بیجاپور کے پاس نہ کوئی رسد پہونچنے کا
ذریعہ بیجاپوریون نے باقی چھوڑا تھا نہ پانی کا ذریعہ باقی رکھا تھا اسیلئے راجہ اور اسکے ساتھیون نے قرار دیا کہ جو لوگ
اہل بیجاپور کی سپاہ سے نکلکر بادشاہی ملک کی تاخت و تاراج کے لیے اسمین گھس گئے ہین انکو نکالنے کے لیے لوٹ
چلنا چاہیے اسلیئے رجب کی نوین تاریخ کو بیجاپور کے پاس سے کوچ کرکے منگل بیدھر کی طرف آئے اور وہانسے
چل کر ۱۵ تاریخ کو دریاے بھیونزہ (یا بھیونرہ) کے پاس مقام ہو رہے سنگھ لشکرگاہ کے قریب پہونچا تو سپاہ کی
صف بندی کرکے کھڑا ہو گیا دشمن کی سپاہ اپنی عادت کے موافق عالمگیری سپاہ کے پچھلے حصے کے پیچھے پیچھے لگی چلی
آتی تھی سیدھی اور الٹی جانب سے نمودار ہوئی ائمین سے ایک حصے نے دلیرخان کی طرف رخ کیا اور ایک حصے نے
داؤد خان پر حملہ کیا اور ایک حصے نے راجہ سجان سنگھ سے معرکہ کیا لیکن ادھر سے ایسا جواب دیا گیا کہ تمام مخالف
شکست پاکر لوٹ گئے جب دشمن کی سب سپاہ بھاگ گئی تو جے سنگھ کے ساتھیون نے آرام و قیام کیا۔ لیکن
رات بیتنے کے بعد پھر دشمن کے سپاہی حملہ کرنے لگے اور ادھر سے سپاہ شاہی جواب دیکر بھگانے لگی۔ ان دنون
جے سنگھ نے سیوا کو قلعہ پنالہ کی طرف بھیجدیا تاکہ وہ ادھر متوجہ رہے اور اگر ممکن ہو تو قلعہ مسخر کرلے اب معلوم ہوا
کہ شرزہ مہدوی اور دوسرے بیجاپوریون کے سردار جو بادشاہی علاقے مین پھیل پڑے تھے وہ یہ سنکر کہ سپاہ شاہی
جے سنگھ کی ماتحتی مین ہماری سرکوبی کو ادھر آرہی ہے بادشاہی ملک سے نکل آئے اور بیجاپور کے وہ سردار جو
سپاہ لیکر جے سنگھ کے پیچھے پیچھے آرہے تھے یہ سب ملگئے جاسوسون نے پربندہ کی طرف سے پہونچکر خبر دی کہ
سکندر برادر فتح جنگ خان بیجاپوریون سے مخالفت کرکے جے سنگھ کے لشکر مین آرہا تھا اور پربندہ سے
چار کوس پر ٹھہرا ہوا تھا کہ شرزہ مہدوی اور بیجاپوریون کے دوسرے سردارون نے جو اس سے قریب تھے یہ حال
سنکر اسکو پیام دیا کہ ہم سے ملاقات کرے اُسنے صدق نیت کی وجہ سے جواب دیا کہ اب میرا اور تمہارا ملنے کا مقام
جنگ کا میدان ہے بیجاپوریونکے چھ ہزار سوار اُسپر حملہ آور ہونے اسکے ساتھ صرف سو سوار تھے چالیس سوار تو

خود اُسکے ذاتی تھے اور ساٹھ پرینڈہ سے اُسکے ساتھ ہولئے تھے جب دشمن کے سوار اُسکے سر پر آگئے تو اُسکے ذاتی
سوار تو بوجہ نمکخواری کے رفاقت مین رہے اور دوسرے بھاگ نکلے سکندر نے غایت جوانمردی و غیرت سے گھوڑے
سے اُترکر مقابلہ کیا اور کام آیا اُسکا بیٹا اور دو سردار زخمی ہوکر رہ گئے تھے دشمنون نے انکو پکڑ کر شولاپور پہونچا دیا۔
دشمن کی تمام سپاہ متفق ہوکر جے سنگھ کے پیچھے پیچھے سایہ کی طرح لگی چلی آتی تھی راجہ نے اس ارادے سے کہ اُنپر قابو
پاکر سزا دے دریاے بھونرہ (یا بھیونو) کے کنارے تین مقام کئے بیجاپوریونکی یہ عادت تھی کہ وہ جمکر نہین لڑتے تھے
بلکہ اِدھر اُدھر دوڑتے اور حملہ کرکے بھاگ جاتے تھے اس جگہ دشمن قابو مین نہ آسکا اسلیے یہان سے کوچ کرکے دوسرے
مقام پر دریا کے کنارے پڑاو کیا چندروز تک یہان ٹھہرے۔ دیانتدارے کہ عادل شاہ کا ایک معتمد تھا اپنے آقا
کی طرف سے جے سنگھ کے لشکر مین آیا اور اُسکی طرف سے پیلم عذر اور اظہار عجز و ندامت کالایا اور تھوڑے سے مرصع
ہتیار بھی بطریق تحفہ کے پیش کئے اس زمانہ مین جے سنگھ نے سید عبدالعزیز بخاری کو منگل بیدھ کی قلعداری پر تعین کیا
اور پہلے قلعدار اودے سنگھ کو اُسکی امداد مین رکھا اور قلعہ کی حفاظت و حراست کا بھاری سامان اُسکے ساتھ
کیا اور خود ایک زبردست سپاہ کے ساتھ شولاپور اور پرینڈہ کے درمیان رہنے کی تجویز کی اور یہان بھاری بھاری
سامان چھوڑکر ہلکے سامان کے ساتھ دوبارہ بیجاپور کے ملک پر چڑھائی کا مصمم ارادہ کیا چنانچہ ۲۴ ماہ مذکور کو سپاہ کے
ساتھ دریا کو عبور کیا جاسوس خبر لائے کہ سیوا جو تیالہ (یا تبالہ) کی تسخیر کے لیے مقرر ہوا تھا اُس قلعے کے پاس پہونچا اور پچھلی
رات کے وقت حملہ کیا محصورین کو خبر ملگئی تھی جان توڑکر مدافعت کی سخت لڑائی واقع ہوئی ایک جماعت مقتول
و مجروح ہوئی سیوا غالب نہ آسکا اسلیے اپنے قلعہ کھلسہ کو جو اُسکے ملک مین شامل ہے اور قلعہ تیالہ سے بیس کوس پر واقع
ہے چلا گیا اور اپنی سپاہ کے ایک حصے کو دشمن کے ملک کو لوٹنے اور تباہ کرنے کے لیے بھیجدیا ہے اسوقت اُس کا
سپہ سالار نیتاجی اُس سے مخالفت کرکے بیجاپوریون سے جاملا ہے۔ ۲۶ ماہ مذکور کو پرینڈہ کے مواضعات مین
سے موضع لوہری مین ٹھہرنے کی غرض سے جے سنگھ نے کوچ کیا اور دوپہر کے قریب ایک نالے کے کنارے جو
لوہری کے پاس تھا پہونچا تو بچانے کے عبور کرانے اور بہیر کی حفاظت کے لیے لشکر کی الٹی طرف آپ ٹھہر گیا اور
قراولونکو ہر طرف بھیجا کہ دشمن کی خبر لائین اور دلیرخان نے فوج ہراول کے ساتھ قاعدے کے موافق آگے سے پہونچکر
لشکرگاہ کے سامنے اپنی سپاہ کی صف بندی کرلی تھی اسوقت دشمن کی سپاہ کا ایک حصہ ظاہر ہوا داود خان
جے سنگھ کے اشارے سے نالے کو عبور کرکے دوسرے کنارے پر فوج کی صف بندی کرکے کھڑا ہوگیا اور
دلیرخان اپنی جگہ سے اور بھی ہٹ گیا اور اُس جگہ ٹھہرا جہان مخالف کا پان پہونچ سکے جے سنگھ قطب الدین خان کو
لشکر کے پیچھے اور راے سنگھ کو الٹی طرف اپنی جگہ مقرر کرکے خود جلد نالے کو عبور کرکے دلیرخان اور داودخان کی سپاہ کے درمیان
مین ٹھہر گیا سات ہزار کے قریب آدمی غنیم کے بڑے لشکر سے نکلکر راجہ اور داود خان کے سامنے صف باندھ کر
کھڑے ہوگئے اُنمین سے بعض نے دلیرخان کی طرف رخ کیا جے سنگھ نے کیرت سنگھ اور فتح جنگ خان کو کچھ
سپاہ کے ساتھ دلیرخان کی مدد کو بھیجا تھوڑے عرصے کے بعد اُن سات ہزار سوارون مین سے کہ راجہ اور

داؤد خان کے مقابل تھے ایک حصے نے نکلکر دلیر خان کی طرف تیزی سے بڑھکر اُسپر حملہ کیا جے سنگھ یہ حال دیکھکر اپنے ساتھیون کی سپاہ کے ساتھ خان مذکور کے پاس پہونچ گیا اور پہر دن رہے دشمن کے سوار دلیر خان سے لڑنے لگے خوب تیغ زنی ہوئی جہان جہان دشمن کا حملہ جے سنگھ کی سپاہ پر ہوتا دلیر خان وہان وہان مدد کو پہونچتا آخر کار دشمن کے سوار بغیر کسی کامیابی کے بھاگ نکلے اور اُس سپاہ سے مل گئے جو راجہ اور داؤد خان کے مقابل کھڑی تھی جے سنگھ نے دلیر خان کو بلاکر اپنے بازو پر کھڑا کر لیا اور کیرت سنگھ و فتح جنگ خان کو اپنے سامنے بھیجکر لڑائی شروع کرائی۔ کیرت سنگھ اور راجہ کے راجپوت اور فتح جنگ خان اور دوسرے نامجو آدمی خوب لڑے اس لڑائی مین ہرناتھ نے ۱۲ زخم کھاکر وفات پائی۔ جے سنگھ کے بہت سے راجپوت زخمی اور قتل ہوے سید مظفر خان بارہ دام سنگھ راٹھور اور اُسکا بھائی قلب لشکر سے نکلکر دشمن پر مردانہ حملے کرنے لگے جے سنگھ نے بھی بذات خود قدم بڑھایا آخر کار دکھنی مغلوب ہوکر بھاگ نکلے دو کوس تک اُن کا تعاقب ہوا جے سنگھ اب فوج کو مرتب کرکے اور کیرت سنگھ کو اپنے پچھلے حصے کی حفاظت کے لئے تعین کرکے قیام گاہ کو روانہ ہوا ایک پہر اور تین گھڑی رات گئے منزل گاہ مین داخل ہو گیا ایک سو نوے آدمی جے سنگھ کے ساتھیون مین سے کام آئے اور ڈھائی سو کے قریب زخمی ہوئے اور بہت سے گھوڑے زخمی و قتل ہوئے اور بیجاپوریون کے چار سو سے زیادہ آدمی قتل و زخمی ہوے جے سنگھ نے تمام لشکر کے ساتھ ایک مقام کیا اور تین کوچ و مقام کے بعد پہلی شعبان کو قلعہ پرینده سے بیس کوس پر پہونچ گئے۔ ۲۴ روز وہان مقام ہوا۔ یہان خبر پہونچی کہ قطب الملک نے عادل شاہ کی مدد کے لیے سپاہ بھیجی ہے قبل اس سے شرزه نام اپنے ایک سردار کو چار ہزار سوار اور دو ہزار پیادوں کے ساتھ اُسکی مدد کو بھیجا تھا اب اپنے خواجہ سرا رضا قلی کو کہ جسکا خطاب نیک نام ہے چھ ہزار سوار اور ۱۵ ہزار پیادون کے ساتھ مدد کو روانہ کیا ہے اور بیجاپور سے ۶ کوس پر یہ سپاہ پہونچ گئی ہے اور رضا قلی بیجاپور کے قلعہ مین داخل ہو گیا ہے اور کتھاون کے قلعہ دار مسعود خان کی تحریر سے معلوم ہوا کہ عادل خان کا ایک افسر فرید جو بہت سی سپاہ کے ساتھ قلعہ کے پاس آیا تھا کہ قلعہ والون کی ایک گولی کا نشانہ بنگیا اور اُسکے ساتھی پریشان ہوکر چلے گئے آٹھوین ماہ مذکور کو اودے سنگھ کی تحریر قلعہ منگل بیدہ سے آئی اُسکا یہ مطلب تھا کہ بیجاپور کی سپاہ کثیر نے اس قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اسلیے جے سنگھ نے داؤد خان. راجہ رائے سنگھ اور قطب الدین خان کو ایک جماعت کے ساتھ اُدھر بھیجکر حکم دیا کہ دشمنون کو قلعہ کے پاس سے بھگا دین جب محاصرین کو اس سپاہ کے قریب پہونچنے کی خبر معلوم ہوئی تو محاصرہ اُٹھاکر چلے گئے۔ ۲۴ تاریخ شعبان کو داؤد خان اور راجہ رائے سنگھ اور قطب الدین خان واپس آگئے قلعہ داران ظفرآباد دھکیان واسہ واودک کی تحریرین اس مضمون کی پہونچین کہ چند بیجاپوری افسر بادشاہی ملک مین گھس کر تاخت و تاراج کر رہے ہین اور سیوا کا وہ افسر جو قلعہ تیالہ کے پاس سے اُسکا خلاف کرکے بیجاپور والونکے پاس چلا گیا تھا وہ شورش مچا رہا ہے۔ جے سنگھ نے ۲۵ ماہ مذکور کو پرینده کے اطراف سے کوچ کرکے دھاراسون اور تلجاپور کے راستے سے روانہ ہوکر ارادہ کیا کہ دشمن کے ملک کو لوٹے

گھسوٹے اور دشمن کی جسقدر سپاہ اُدھر تھی اُسے کچل ڈالے ناروجی بسونت راے (یا ناروجی بسونت راے) قلعہ پھلتن
مین تھا اُسنے وہانسے لکھا کہ قلعہ مذکور مین پانی بہت کم ہے اگر یہان کا محاصرہ کر لیا جاے تو پانی کی قلت کیوجہ
سے محصورین تنگ ہو جاوینگے جے سنگھ نے مقتضاے وقت کے موافق پھلتن کو مہداجی کی جاگیر مین مقرر کر دیا
یہ شخص سیوا کا داماد تھا اور بادشاہی ملازمت مین داخل ہو گیا تھا اور کہدیا کہ وہان جاکر دشمن سے خالی کرلے
اور ناروجی بسونت راے کو اپنے پاس بلا لیا۔ پرگنہ دھوکی علاقہ بیجاپور مین قلعہ کلنی تھا اور وہان بیجاپوریونکی ایک
جماعت متحصن تھی غالب خان و ناروجی راگھو و آتش خان کو تھوڑے سے توپخانے کے ساتھ اُسکے فتح کرنیکے
لیے جے سنگھ نے بھیجا جب سپاہ قلعہ کے تلے پہونچی تو اہل قلعہ نے ڈر کر امان چاہی اسمین صرف سو سپاہی اور دو سو
آدمی رعایا مین سے تھے۔ شرزہ راؤ کے سپرد اس قلعہ کی حفاظت ہوئی ساتوین رمضان ۱۰۷۶ ہجری کو تلجاپور
مین سپاہ عالمگیری پہونچی چھ روز یہان مقام رہا۔ معلوم ہوا کہ ساہو وغیرہ بیجاپور کے کئی افسر اٹھائیس شعبان کو
قلعہ کلیان کے پاس پہونچکر قلعہ پر حملہ آور ہوئے تھے بادشاہی سپاہ کے آدمیون نے جو جے سنگھ کے حکم سے قلعہ مین
متعین تھے توپین اور بندوقین اور بان اُنپر مارنا شروع کیے ساٹھ آدمی اُن مین سے کام آئے اور بہت سے زخمی
ہوئے اور باقی ماندہ مجبور ہو کر ہٹ گئے۔ جاسوس خبر لاے کہ بیجاپوریون کا بڑا لشکر کلیان داوسہ کی طرف تھا اب
ظفر آباد کی طرف چلا گیا ہے ۱۴ ماہ رمضان کو جے سنگھ تمام سپاہ کے ساتھ تلجاپور سے کوچ کرکے قلعہ تلارک سے تین
کوس پر پہونچا ۱۵ کو مقام کیا اور دوسرے دن کنجولی کے قلعہ کی طرف کو کوچ کیا اور جو کہ پہلے سے تنک راؤ کو ایک بڑے
گروہ کے ساتھ کنجولی کی تسخیر کے لیے بھیجدیا تھا خبر آئی کہ وہ مع ساتھیون کے وہان پہونچ گیا اور مخالفونکی جو فوج قلعے
اور قصبے مین تھی لڑنے لگی چند آدمی طرفین کے کام آے تلوار کا زخم تنک راؤ کے ہاتھ مین آیا لیکن رات کے وقت
سب مخالف بھاگ نکلے اور قصبے و قلعے پر تنک راؤ کا قبضہ ہو گیا۔ رمضان کی بیس تاریخ کو کنجولی کے پاس لشکر
عالمگیری جا پہونچا اور قلعہ کو گرا دیا دوسرے دن ساڑھے سات کوس کوچ ہوا۔ غالب خان و دیاجی (یا دتاجی)
و راگھو و کھلوجی (یا کھیلوجی) اور ایک حصہ فوج کا اور تھوڑا سا توپخانہ و آتش خان سلیکہ کی تسخیر کے لیے متعین ہوے
اور جے سنگھ چند روز مع لشکر کے یہین مقیم رہا جب سلیکہ کے پاس سپاہ پہونچی تو قلعہ نشینون نے مقابلہ نہ کیا بلکہ اطاعت
کرلی راجہ نے سلیمان بیجاپوری کو اسپ و خلعت دیکر قلعہ کی حراست کے لیے مقرر کیا۔ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ سیوا کی
سپاہ کا افسر نیتاجی جو اُس سے مخالفت کرکے بیجاپوریون سے جا ملا تھا جے سنگھ نے اُسکی تالیف قلب کی اور سمجھایا
تو وہ بیجاپوریون کی رفاقت ترک کرکے عالمگیری ہوا خواہون مین شامل ہونے کو راجہ کے پاس چلا آیا۔

سیوا نے راجہ سے کہا تھا کہ مین شہنشاہ کے حضور مین جانا چاہتا ہون جے سنگھ نے اُسکی استدعا کا حال بادشاہ
کی خدمت مین لکھ بھیجا تھا وہان سے حکم آیا کہ وہ تنہا یہان آجاے چنانچہ سیوا مع اپنے بیٹے سنبھا اور تھوڑے سے
نوکرون کے جے سنگھ سے رخصت ہو کر بادشاہ کی ملازمت کے ارادے سے چلا گیا۔

جے سنگھ نے دتا اور اُسکے ہمراہیون کو فوج ہراول مین سے منتخب کرکے اور ترکتاز خان کو اُس فوج کے

جو ہراول باھو خود راجہ کے درمیان مین تھی چھانٹ کے ایک جماعت کے ساتھ اپنے لشکر کے طلایہ پر مقرر کیا
دتا سلیکے سے دو کوس آگے بڑھکر کہی کے آدمیون کی حراست مین مصروف ہو گیا اسی اثنا مین شرزہ ہندی نے جو
سرکار بیجاپور کی سپاہ کے وہان سے قریب مقیم تھا رگھناتھ کے مقابلے کے لیے فوج بھیجی خان مذکور اس فوج سے مدافعانہ جنگ
کرنے لگا اُسکے چند آدمی زخمی ہو گئے اور خود شرزہ مین چار ہزار سوارونکے ساتھ دتا پر ٹوٹ پڑا اور اسکو چارون
طرف سے گھیر کر مع ساتھیون کے ہلاک کر دیا اُسکے ساتھ رستم زاد تھا وہ زخمی ہوکر گر پڑا جسے بیجاپوری پکڑ کر لے گئے
بسونت راے اور رگھوناتھ کے کچھ آدمیونکے ساتھ وہان سے بھاگ نکلے جب جے سنگھ کے لشکر مین پہونچے تو بسونت راے
زخمون کے صدمات سے مر گیا۔ اسی دن ابو القاسم خان پسر قباد خان ہراولی کے طور پر لشکرگاہ سے نکلا دشمنون کا
ایک گروہ وہان آیا اور اس سے لڑنے لگا۔ اُسکے ساتھ اتنی سپاہ نہ تھی کہ مدافعت کر سکتا اسلیے لڑتا بھڑتا وہانسے
نکل گیا پچھلے دن مین دلیر خان کو اس بات کی اطلاع دی دلیر خان فوراً فوج ہراول کے ساتھ ادھر روانہ ہو گیا
اور جہان ابو القاسم خان سے جنگ واقع ہوئی تھی وہان پہونچکر رات کو مقام کیا۔ دیگر موضع کے قریب ابو القاسم خان
کے آدمی کام آئے تھے انمین سے مسلمانونکو تو دفن کرا دیا اور ہندوونکو جلوا دیا راجہ راے سنگھ بھی جے سنگھ کے حکم
سے پچھلی رات کو بھیج کر دلیر خان سے جا ملا۔ دلیر خان دوسرے دن دشمنون کو دفع کرنیکے لیے گردبگاہ سے
تین کوس پر پہونچے تھے سوار ہوا دشمن بقدر سپاہ عالمگیری کے پہونچ جانے سے خائف ہوکر فرار ہو گئے ۵ شوال
کو جے سنگھ کی سپاہ سلیکہ سے اوسہ کو روانہ ہوئی ساتوین شوال کو مقام رہا جے سنگھ نے قطب الدین خان اور
داؤد خان کو انکی جمعیتون کے ساتھ کہی کی حراست کے لیے روانہ کیا۔

یہ خبر آئی کہ بیجاپور اور گولکنڈہ کا لشکر تین حصون مین منقسم ہو گیا ہے ایک لشکر اُسمین سے شرزہ خان مہدوی
کی سرکردگی مین ہے اور دوسرا اخلاص خان حبشی کی ماتحتی مین اور تیسرا بہلول خان کی سرداری مین۔ جے سنگھ
اس انتظار مین رہا کہ یہ سپاہ کدھر کا رخ کرتی ہے اسی دن دوپہر کے قریب خبر آئی کہ شرزہ خان اپنی سپاہ کو لیکر
کہی کی طرف چلا گیا ہے اور اُسنے سپاہ شاہی کے تھوڑے سے اونٹ جو اُس طرف تھے پکڑ لیے ہین اور باقی
فوجون نے داؤد خان اور قطب الدین خان کے مقابلے کا ارادہ کیا ہے جے سنگھ نے یہ خبر سنتے ہی دلیر خان کو
سپاہ ہراول کے ساتھ کمک کے لیے بھیجا خان مذکور اُسی طرف جدھر داؤد خان و قطب الدین خان مصروف
پیکار تھے روانہ ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ اسکا مقابلہ اُس سپاہ سے ہو گیا جو دشمن کی طرف سے داؤد خان اور
قطب الدین خانکی سپاہ کے عقب پر حملے کی غرض سے آرہی تھی دلیر خان نے ان دشمنونپر پے در پے دھاوے
کرکے بھگا دیا اور انسے فارغ ہو کر آگے بڑھا اور ایسے وقت مین قطب الدین خان اور داؤد خان کی سپاہ
کے قریب جا پہونچا کہ وہ کہی کی مویشیون کو دشمن کے دست برد سے بچا کر جے سنگھ کے لشکر مین روانہ کرکے
اطمینان سے دشمن سے برسر پیکار تھے اسوقت اودی خان اور نصرت خان و عزت خان و دلیر خان کے دونون
بھتیجے اُسکے آگے آگے تھے ان لوگون نے دشمنونپر حملہ کیا اور بہت سے آدمی اُسکے ہلاک کیے کہ اُس

عرصے مین سپاہ دشمن کا دوسرا حصہ اپنے ساتھیون کی کمک کے لیے آموجود ہوا دلیر خان ہاتھی سے اترکر گھوڑے
پر سوار ہو گیا اور تیزی سے دشمن کی کمکی فوج پر جا پڑا بہت سے دشمن مارے گئے اور باقی بھاگ نکلے دور تک
انکا تعاقب کیا گیا۔ جے سنگھ نے دلیر خان کے جانے کے بعد ملاجی و نیتاجی و فیدی کو دوسرے حبشیون اور جنگل
مبارزون اور تھوڑے سے بندوقچیون کے ساتھ لشکر کی حفاظت کے لیے چھوڑا باقی سپاہ کو لیکر اپنے آدمیون کی مدد
کے لیے روانہ ہوا جب یہ میدان معرکہ کے قریب پہونچا تو اس وقت دشمن کی سپاہ سیدھی جانب سے نمودار ہوئی
جے سنگھ نے اسپر حملہ کیا فتح جنگ خان اور کیرت سنگھ نے سامنے کی سپاہ کے ساتھ خوب کام کئے پھر ایک ٹکڑا دشمن کا
الٹی طرف سے نمودار ہوا جے سنگھ نے اپنی سپاہ میسرہ کو لیکر خود اسکا مقابلہ کیا اور اسکو نقصان پہونچایا۔ سبھکرن و
متر سین بوندیلہ جو جے سنگھ کے سامنے تھے دلیرانہ لڑے آخرکار دشمن کی سپاہ پیچھے ہٹ گئی اور جے سنگھ نے دور تک تعاقب کیا
تعاقب کے بعد اُس طرف روانہ ہوا جدھر داؤد خان اور قطب الدین خان مصروف حملہ تھے راستے مین خبر ملی
کہ انھون نے بھی اپنے سامنے سے دشمن کو پسپا کردیا جے سنگھ ادھر کا قصد ترک کرکے لشکرگاہ مین آگیا اس معرکہ
مین عالمگیری سپاہ کے دو سو آدمی کام آئے اور ۶۵ مجروح ہوے دشمن کا بھی نقصان کثیر ہوا دوسرے دن
جے سنگھ کو خبر ملی کہ الیاس حبشی مخاطب بہ شرزہ خان جو دکھن کے مشہور بہادرون مین سے تھا بندوق کی گولی ہونٹ مین
کھاکر زخمی ہوکر گر گیا تھا اسکے آدمی اسکو اٹھا کر لے گئے اور اسکا چھوٹا بیٹا سخت زخمی ہوا ہے اور اس لڑائی مین
بیجاپور اور گولکنڈہ کی سپاہ بارہ ہزار سے زیادہ تھی۔ تاریخ بیجاپور موسوم بہ بساتین السلاطین مولفہ مرزا ابراہیم
زبیری مین مرقوم ہے کہ بیجاپوری شرزہ خان اور اُسکے بیٹے کو دشمن کے ہجوم مین سے نکال لے گئے مگر شرزہ خان اپنے
لشکر کیطرف جاتے ہوے رستے مین گھوڑے سے گر گیا دیکھا تو مردہ پایا۔

نوین شوال کو سپاہ عالمگیری کوچ کرکے موضع ساٹ فورہ ضلع اوسہ مین پہونچکر ٹھہری اور آٹھ دن وہان مقام کرکے
آٹھوین کو چلی گئی اکیسوین شوال کو دریاے نیرہ کے کنارے جو اوسہ کے متعلقات سے ہے مقام ہوا جہان سے
بیجاپور آٹھ کوس کے فاصلے پر ہے یہان بھی چندروز قیام رہا تیسری ذیقعدہ کو رات کے وقت دشمن کی سپاہ
نے دریا کے دوسرے کنارے پر کھڑے ہوکر تین ہزار کے قریب بان مارے ان مین سے بعض آدمیون کے لگے
بعض چوپایون کے لگے پانچوین ذیقعدہ کو یہان سے کوچ ہوکر اسی ندی کے کنارے ایک اور بستی مین مقام ہوا
دسوین ذیقعدہ کو ایک گڑھی کے پاس جسکا نام تیرکی تھا اور پرگنہ دھوکی سے متعلق تھی اور بیجاپور کے محال مین شمار
ہوتی تھی لشکر پہونچا جے سنگھ نے وہان احتیاطاً یہ کیا کہ فوج کو جابجا بانٹ دیا اور اکثر سپاہ کیمپ مین داخل ہوگئی
پچھلا حصہ سپاہ کا ابھی نہ پہونچا تھا کہ اس عرصے مین جاسوس خبر لاے کہ بیجاپور اور گولکنڈے کا سارا لشکر
مجتمعاً پچھلے حصے کی سپاہ پر حملہ آور ہوا ہے۔ جے سنگھ نے سپاہ قلب اور اوس فوج کو جو کہ ہراول
اور جے سنگھ کے لشکر کے درمیان مین متعین تھی اور اس فوج کو جو کہ چارون طرف کی فوج کو کمک
پہونچانے کے لیے مقرر تھی دشمن کی طرف بھیجا دلیر خان اور دوسرے سردارونکو بھی کہا کہ جلد اپنی اپنی

سپاہ کے ساتھ اُدھر چلا جائین جب دشمن کے قریب پہونچے دلیر خان جے سنگھ کے لشکر کے سامنے گیا اور راجہ
رائے سنگھ خان مذکور کے بازو پر کھڑا ہوا۔ دشمن کی سپاہ سے خواص خان اور شرزہ خان مہدوی کا بیٹا اور دوسرے
بیجاپوری اور حیدر قطب الملک کے آدمی سات ہزار کے قریب داؤد خان اور قطب الدین خان کے سامنے
صف آرا ہوئے اور بہلول خان تمام بیجاپوری افغانون کے ساتھ اور انکوجی بھوسلہ اور مانک جی کھراہہ اور دوسرے
بیجاپوری مرہٹے کہ سپاہ زبردست تھی دلیر خان کے مقابل ہوئے اور چند بان مارے دلیر خان توپخانے کی
لڑائی کا معتقد نہ تھا کر تلوار کی لڑائی پر آمادہ ہوا اور دلیرانہ گھوڑا دشمنون کی طرف بڑھایا اور دشمنون کے مقابل
پہونچکر تلوار اور تبر اور برچھے کی لڑائی شروع کرائی سخت لڑائی کے بعد دشمن پسپا ہو گئے غیرت اور نعمت جو دلیر خان
کے بھتیجے تھے خوب لڑے اور اُسکا تیسرا بھتیجا رحمداد سخت زخمی ہو کر گھوڑے سے گر گیا اور ابو محمد نبیرہ بہلول خان نے
بھی کار ہائے نمایان کئے کرن راٹھوڑ اور اُسکا بھائی بھی اچھی طرح لڑا۔ آتش خان داروغۂ توپخانہ اور حسن بیگ
تنک باشی اور دوسری جماعت برق اندازون کی بھی جو اُس لشکر کا مقدمہ تھی دلیرانہ رزم آرا ہوئی۔ دلیر خان
جدھر دشمن کا غلبہ دیکھتا اُدھر پہونچکر مردانہ کام کرتا۔ جے سنگھ جو دلیر خان کی سیدھی جانب تھا خوب معرکہ آرا ہوا۔ دشمنون
نے راجہ جادون پر یکایک حملہ کر دیا جو جے سنگھ کے دہنے بازو پر اور لشکر سے دور تھا اس حملے مین اُسکے ساتھ کے بہت سے
آدمی مارے گئے اور کچھ زخمی ہوئے راجہ رائے سنگھ اُسکی مدد کو پہونچ گیا اور دشمنون کو بھگا دیا اور سات کوس تک اُنکا
تعاقب کیا۔ جے سنگھ داؤد خان و قطب الدین خان کو خواص خان اور شرزہ مہدوی کے بیٹے کے مقابلے کیلیے
چھوڑ کر خود دلیر خان کی کمک کو بڑھا معلوم ہوا کہ دلیر خان کے ہمراہی دشمنونکو اپنے سامنے سے بھگا کر اُنکے تعاقب
مین چلے گئے ہین اور خان مذکور صرف تین سو آدمیون کے ساتھ میدان جنگ مین موجود ہے جے سنگھ نے جلدی اُس
پہاڑی کو جو اُسکے اور دلیر خانکے درمیان مین حائل تھی طے کیا اور خان مذکور کے پاس جا پہونچا کیرت سنگھ اور
فتح جنگ خان جو جے سنگھ کی فوج کے مقدمے مین تھے جلد دلیر خان سے ملگئے دشمن کی بڑی فوج ہار کر بھاگ گئی
تھی اور دن ڈھل گیا تھا جے سنگھ نے یہ بہتر سمجھا کہ دشمن کا تعاقب بند کر کے لشکرگاہ مین لوٹ چلین اسلیئے دلیر خان کو
کہلا بھیجا کہ متفرق شدہ سپاہیونکو جمع کر کے لشکرگاہ مین چلا آئے فتح جنگ خان کے ہاتھی کو بان کا صدمہ پہونچا تھا اسلئے
سراسیمگی کرتا تھا اور جے سنگھ کے دلیر خان کی طرف روانہ ہوتے وقت پیچھے رہ گیا تھا اسوقت شرزہ خان کے بیٹے اور
خواص خان وغیرہ نے پہاڑی کے دامن مین اُس ہاتھی کو گھیر لیا جب جے سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو اپنے تھوڑے سے
ساتھیونکو پہاڑی پر پہنچا دیا جب مخالفون نے دیکھا کہ یہ لوگ بہت کم ہین تو ہاتھی کو چھوڑ کر ان لوگون سے لڑنے کو
مصروف ہوئے اسوقت فتح جنگ خان اور کیرت سنگھ پہونچکر ان سے مقابل ہوئے اور بہت سے مخالفون
کو مارا اور زخمی کیا اور باقی کو بھگا دیا جے سنگھ ہر طرف اپنے آپکو پہونچاتا تھا شام کے قریب دشمنون سے
میدان صاف ہو گیا اس لڑائی مین قطب الملک کا سردار حیدر کمال تیر کا زخم ران پر کھا کر مجروح ہوا اور پانسو
سے زیادہ آدمی بیجاپور اور گولکنڈہ کے کام آئے جنمین موسے خان افغان سردار لشکر بہلول خان کا تھا اور

تانکوجی پسر نایک کمراوہ وغیرہ چند سردار بھی راہی عدم ہوئے اور ہزار کے قریب آدمی زخمی ہوئے اور جے سنگھ کے ساتھیوں سے ایک سو ۵۳ آدمی مارے گئے اور سات سو چالیس زخمی ہوئے جے سنگھ تین دن تک یہان ٹھہرا رہا پھر کوچ کر کے دو دن مین ۱۵ ذیقعدہ کو دریاے مانجرو کے کنارے پہونچا جو فتح آباد معروف بہ دھارور سے دو کوس پر واقع ہے۔ دشمن قزاقی کے طور پر لڑتا تھا کبھی جم کر مقابلہ نہین کرتا تھا اور جے سنگھ کے ساتھ سامان زیادہ تھا دشمن کا تعاقب نہو سکتا تھا کیونکہ وہ صرف سوار ہوتے تھے کہ لڑتے لڑتے جب کمزور ہونے لگے بھاگ نکلے اسلئے جے سنگھ نے تمام بھاری سامانونکو چھوڑ دیا اور سردارونکو بھی حکم دیکر سامان کم کرایا اور تھوڑا سامان لیکر جریدہ ہو کر دشمن کے تعاقب کا ارادہ کیا بھاری سامانون کو فتح آباد مین بھیجدیا اور برم دیو سیسودیہ و جگت سنگھ ہاڈہ وغیرہ کو دو ہزار اور ساٹھ آدمیونکے ساتھ حفاظت کو چھوڑا اور ۲۲ ذیقعدہ کو دریاے مانجرو کے کنارے سے کوچ کر کے دھارور کی طرف جہان بیجاپوریون کا جماؤ تھا روانہ ہوا ساڑھے سات میل گئے تھے کہ جاسوسون نے خبر پہونچائی کہ غنیم لشکر عالمگیری کی آمد کی خبر سنکر یہانسے بیجاپور کی طرف چلا گیا، ۲۴ ذیقعدہ کو سپاہ نے دریاے سین کو عبور کیا اور موضع اہری علاقہ پریندہ مین نزول ہوا کیونکہ یہان سے تین کوس پر فاصلہ پر دشمن کی موجودگی کی خبر ملی تھی جب عادل شاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ میری سپاہ لشکر عالمگیری کا کچھ بگاڑ نہ سکی تو اسنے ابو المحمد کو اس لشکر کے ساتھ جو دکھن مین خاص خیل کے نام سے شہرت پذیر تھا اپنے پاس بلالیا اور اپنے سردارون کو لکھا کہ لشکر عالمگیری کے مقابل ہو کر نہ لڑین اور جب تک وہ لشکر ادھر رہے میرا تمام لشکر شولاپور مین مقیم رہے قطب الملک نے بھی اپنے لشکر کو کہ بیجاپور کی مدد کیلئے بھیجا تھا واپس حیدرآباد کو بلالیا عالمگیری سپاہ نے بیجاپور کے علاقے کو کئی بار اتنا لوٹا کھسوٹا اور برباد کیا کہ تمام ملک بے چراغ ہو گیا لیکن یہ سپاہ بھی لڑتے لڑتے تھک گئی تھی گھوڑے اور دواب بہت تلف ہو گئے تھے سوا اسکے برسات کا موسم آگیا تھا آمد و رفت کی مجال نہ تھی اسلیے جے سنگھ اور دلیر خان نے مصلحت یہ جانا کہ چند روز زخمیون کے علاج کیلیے اور سیسہ و بارود کے جمع کرنیکے واسطے اور لشکر کے آرام کرنے کی غرض سے قصبۂ دھارور کے متصل جا کر ٹھہرنا چاہیے کہ وہان کاہ و دانہ کے جمع ہونے کی امید ہے بادشاہ کو عرضداشت بھیجی اس ضمن مین دکھنیون کا حال یہ ہو گیا کہ قلعہ کے اندر جنگ کا سامان آخر ہوا آذوقہ تمام ہوا کمانین بے کار تیرونکے پر اڑ گئے تلوارونکی دھارین کند ہو گئین ان سببون سے جان سے عاجز ہوئے دونون طرف کے سردار مصالحت کے لیے بہانہ جو ہوئے اہل بیجاپور الغلس فی امان اللہ کا اظہار کر کے امان طلب ہوئے اور فی الواقع عادل شاہ کے خزانون اور کارخانون مین صاحب لاف و گزاف راوتون اور بین دھار کی تلوارون اور گھوڑونکے گوشت اور استخوان کے سوا کچھ چیز باقی نہین رہی تھی ملک پامال ہو چکا تھا جب عالمگیر سے حقیقت حال عرض ہوئی تو اسنے حکم بھیجا کہ جے سنگھ محاصرہ چھوڑ کر اور لشکر کو ساتھ لیکر اورنگ آباد چلا جاے اور برسات یہان گذارے اور تھوڑے سے اپنے سردارون اور سپاہ کو اپنی جاگیرون مین بھیجدے تاکہ برسات وہان بسر کر کے آرام حاصل کر لین اور خود اورنگ آباد مین مقیم رہے مرزا ابراہیم زبیری بساتین السلاطین مین جے سنگھ وغیرہ سرداران عالمگیری کے مہم کے ناتمام چھوڑ جانے کی

بیجاپوریون کی قوت مدافعت پر عمل کرکے لکھتا ہے ہرچہ غنیم قوی و دشمن صعب را کہ از پیشگاہ بادشاہ ہندوستان تنبیہ دکن بر ذمہ ہمت گرفتہ باافواج بحر امواج آمدہ بود قرین مذلت و خواری و ہمدوش تباہی دگرگون سازی گوناگون از ولایت خویش بدر کردند۔

چونکہ قلعہ منگل بیدہ مین سامان کثیر تھا اسکی حفاظت یہان سے چلے جانے کے بعد دشوار تھی اسلیے جے سنگھ نے دلیرخان اور راجہ رائے سنگھ کو بھیجا کہ وہان کا تمام توپخانہ اور گولا بارود اٹھا لاوین اور غلے کے ذخائر بھی ساتھ لے آوین اور جو کچھ نہ لاسکے اوسے برباد کردین اور جہان تک ممکن ہو قلعہ کے برجون وغیرہ کو بھی مسمار کردین اور یہ کام کرنے کے بعد لوٹ آئین ساتوین ذیحجہ ۱۰۷۶ ہجری کو جے سنگھ مع تمام اردو لشکر اور دلیرخان وغیرہ کے دریاے بھیونزہ (یا بھیونرہ) کے کنارے سے روانہ ہوا اور پریندہ کی طرف کوچ کیا نوین ذیحجہ کو دریاے سین کو عبور کیا اور پھر موضع بھوم مین پہونچکر ساتوین ربیع الثانی ۱۰۷۷ ہجری تک یہان مقام کیا۔

عالمگیر بادشاہ آگرے کے پاس مقیم تھا سیوا یہان بادشاہ کے حضور مین پنجہزاری منصب والونکے شامل کئے جانے سے رنجیدہ ہوکر چلا گیا اور پھر دکن کو بھاگ گیا بادشاہ نے جے سنگھ کے پاس اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ سیوا کے داماد کو پکڑکر دلیرخان کے سپرد کردے اور دلیرخان اسکو گرفتاری کی حالت مین یہان لے آئے۔ سیوا کا داماد فتح آباد (دھارور) مین متعین تھا۔ جمادی الاول کو اسے راجہ کے پاس پکڑ لائے اور دلیرخان کے سپرد کردیا چنانچہ وہ جے سنگھ سے رخصت ہوکر بادشاہ کے پاس روانہ ہوگیا اور جے سنگھ ۲۹ جمادی الاولی ۱۰۷۷ ہجری کو اورنگ آباد پہونچ گیا۔

تین برس کے بعد بہت سی لڑائیان کرکے راجہ جے سنگھ دکن سے واپس آتا ہوا برہانپور کے مقام پر ساون بدی چودس سمبت ۱۷۲۴ مطابق ۱۶۶۷ء (۲ محرم ۱۰۷۸ ہجری) کو گذر گیا اس راجہ نے جو مان سنگھ کے بعد دوسرا نامی شخص کچھواہون مین تھا چھیالیس برس راج کیا۔ تذکرۂ عالم مین لکھا ہے کہ جے سنگھ جو دکن مین عالمگیر کیطرف سے داد مردانگی دے رہا تھا اسکو شاہزادہ معظم نے ملانا چاہا شاہزادے کی چٹھیان جے سنگھ کے نام پکڑی گئین جب عالمگیر کو پورے طور پر ثابت ہوگیا کہ معظم سلطنت لینا چاہتا ہے تو اُسنے اُسے قید کردیا سات برس تک قید مین رہا۔

کرنل ٹاڈ وغیرہ نے دیسی لوگون کے بیان سے لکھا ہے کہ بادشاہ نے جے سنگھ کو سیوا کے جاتے رہنے مین صلاح کار سمجھکر اُسکے چھوٹے بیٹے کیرت سنگھ سے افیون مین زہر دلوا دیا جس سے راجہ نے انتقال کیا اور وقائع راجپوتانہ مین یہ لکھا ہے کہ جے سنگھ کے تحت حکومت بائیس ہزار راجپوت سوار تھے اور بائیس زبردست سردار اُسکے محکوم تھے اس سے اسکو کمال غرور تھا اسکی عادت ہوگئی تھی کہ اپنے سردارونکو جمع کرکے اور دونون ہاتھون مین دو پیالے لیکر کہتا کہ ایک دہلی یعنی عالمگیر ہے اور دوسرا ستارہ یعنی سیوا ہے پھر ایک کو دست چپ سے پھینک کر کہتا کہ ستارہ تو یہ جاتا ہے اور دہلی میرے دست راست مین ہے جب چاہونگا اسیطرح اسکو بھی توڑ دونگا

یہ خبر اورنگ زیب کے بھی کان مین پہونچی اُسنے اسکے غرور و سرکشی سے رنجیدہ ہوکر کیرت سنگھ سے ایلچم مین زہر دلواکر مروا ڈالا اور کیرت سنگھ کی اولاد ہمیشہ کو گود دے جانے سے محروم رہی بڑا بیٹا رام سنگھ پہلے سے ولیعہد تھا صرف یہی دو بیٹے تھے مجمع الملوک سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بیٹا کشن سنگھ نامی اور بھی تھا یہ کشن سنگھ شاہجہان کے عہد مین سورت مین متعین تھا پھر دہلی کی حکومت اُسکے سپرد ہوئی سیوا کی مہمات مین بھی کارہاے نمایان اُس سے ظہور مین آئے برہانپور مین مرا اسکی جگہ کیرت سنگھ مقرر ہوکر دکن کو گیا یہ واقعہ شاہجہان کے عہد کا ہے۔

راجہ جے سنگھ کی یادگار سے اورنگ آباد مین چاردیواری کے باہر غرب رویہ اوس کا آباد کیا ہوا پورہ جے سنگھ پورہ کے نام سے مشہور ہے آگرے مین بھی اُسنے اکثر نفیس عمارتین تعمیر کرائی تھین اور اُسی مقام پر ایک محلہ آباد کرکے اُسکو جے سنگھ پورہ کے نام سے موسوم کیا تھا۔

راجہ رام سنگھ اول

۵ ذی الحجہ ۱۰۵۰ ہجری کو باپ کے ساتھ دربار شاہجہانی مین حاضر ہوا بادشاہ نے ایک ہاتھی مرحمت کیا۔ ۱۰ رمضان ۱۰۵۳ ہجری کو خلعت و اسپ مرحمت ہوا ۱۴ صفر ۱۰۵۶ کو مع پانسو سوارونکے آنبیر سے آکر لاہور اور کابل کے درمیان مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے منصب ہزاری ذات ہزار سوار پر سرفراز کیا اسکے بعد منصب مین متواتر اضافہ ہوکر ۳۱ جلوس تک منصب سہ ہزاری پر مفتخر ہوا اور باپ کے ساتھ خدمات شاہی بجا لاتا رہا جنگ ساموگڑھ مین داراشکوہ کے ساتھ تھا جب باپ نے عالمگیر کی رفاقت اختیار کی یہ بھی باپ کے ساتھ دربار عالمگیری مین حاضر ہوکر مورد نوازش ہوا ۳ سنہ جلوس عالمگیری مین سلیمان شکوہ کے لانے کیواسطے سری نگر بھیجا گیا اور وہان سے سلیمان شکوہ کو لیکر دربار مین حاضر ہوا اور خلعت و انعام سے مفتخر ہوا ۸ سنہ جلوس مین سیوا مرہٹہ سے صلح ہونے کے بعد جب وہ دربار عالمگیری مین آیا اور کھڑے ہونے کی جگہ اور رسوم دربار سے کچھ ایسا ناراض ہوا کہ اُسے رام سنگھ سے علیحدہ لیجاکر سخت شکایت کی بادشاہ کو یہ حرکت ناگوار گذری اور اسکو رام سنگھ کی نگرانی مین دیدیا تو رام سنگھ کی غفلت یا سازش سے نگرانی مین کوتاہی کرنے سے ۲۷ صفر ۱۰۷۶ ہجری کو بھیس بدلکر آگرے سے ایسا بھاگا کہ پھر قابو مین نہ آیا عالمگیر کو سیوا کے اسطرح بھاگ جانے سے رام سنگھ پر سازش کا شبہ ہوا اور اسکو منصب سے معطل کرکے دربار مین آنے کی ممانعت کردی ۲ محرم ۱۰۷۸ کو راجہ جے سنگھ نے برہانپور مین انتقال کیا جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا رام سنگھ کا قصور معاف کرکے خلعت مع جمدھر مرصع شمشیر مع ساز مرصع اسپ عربی مع ساز طلا فیل مع جھول زربفت و ساز نقرہ مرحمت کیا اور خطاب راجگی سے موصوف کرکے منصب چارہزاری ذات چارہزار سوار سے مفتخر کیا اور باپ کی کل جاگیر اُسکو عطا کی راجاؤنکو بادشاہ کے ہاتھ سے راج تلک ملا کرتا تھا جسے عالمگیر نے بدلکر اپنے وزیر اسد خان سے رام سنگھ کو تلک دلوایا اور کچھ ماہ کے بعد یہ بھی ملتوی رہکر سلام و آداب ہی کافی سمجھا گیا اسی سال بنگالہ کی سرحد پر گوہاٹی مین آسامیون نے فساد برپا کیا۔ بادشاہ نے راجہ کو منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سربلند کرکے اس مہم پر بھیجا

اور رخصت کے وقت خلعت و اسپ مع ساز طلا جڑاؤ مرصع مع علاقۂ مروارید کے مرحمت کیا اور اُسکے ساتھ نصرت خان ۔ کیرت سنگھ بکانیری ۔ رگھناتھ سنگھ بیرتیہ اور بیرم دیو سیسودیہ بھی بھیجے گئے جہان کا انتظام ہوجانے کے بعد آٹھ برس پیچھے واپس آیا ۔ سنہ ۱۲ جلوس مین منصب کے ایک ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہوئے سنہ ۱۳ جلوس مین منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر ترقی ہوئی سنہ ۱۰۸۰ ہجری مین خلعت و اسپ کے ساتھ بیش قیمت جواہرات انعام مین مرحمت ہوئے اور اسی سال وفات پائی کہ سمبت ۱۷۲۶ مطابق سنہ ۱۶۶۹ء تھے ۔

اس کا کنور کرشن سنگھ دکن کے علاقے مین کسی بادشاہی سردار کے ساتھ تکرار مین سخت زخمی ہو کر ایک ہفتے کے اندر ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۱۰۹۵ ہجری دسمبت ۱۷۳۹ مطابق سنہ ۱۶۸۳ء مین مرچکا تھا اسیلے کنور مذکور کا بیٹا بشن سنگھ راجہ ہوا ۔

راجہ بشن سنگھ

اسکو سمبت ۱۷۴۶ مطابق سنہ ۱۶۸۹ء سے راج پانے کے بعد عالمگیر بادشاہ کی فوج کے ساتھ دکن کی لڑائیون مین رہنا پڑا لالہ روشن رائے سے منقول شدہ تاریخ مین لکھا ہے کہ اسکو عالمگیر نے دکن مین ایک سال تک رکھا جبکہ بادشاہ کو ہندوستان مین مفسدہ پیدا ہو جانے کا کھٹکا تھا اسیلے راجہ بشن سنگھ کو اُدھر بھیجدیا تاکہ ناظمون کے ساتھ مل حفاظت ملک مین کوشش کرے بشن سنگھ اکثر متھرا مین رہتا تھا اور جسطرح ناظم کہتا تھا کام کرتا تھا ۔

دوسری کتابون مین لکھا ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۰۹۵ ہجری کو منصب ہزاری ذات چارصد سوار پر سربلند ہوا اور خطاب راجگی سے موصوف ہو کر اول راٹھوڑونکی تنبیہ پر مامور ہوا اسکے بعد اسلام آباد عرف چاکسنہ کی فوجداری پر مامور ہوا ۔ اور سمبت ۱۷۴۹ مطابق سنہ ۱۶۹۲ء مین اُسنے گڑھی سنکھر فتح کی جہان کی قلعداری چار برس تک اُسکے نام رہی ۔ وہ سمبت ۱۷۵۶ مطابق سنہ ۱۷۰۰ء مین دس برس راج کر کے مرگیا کسی نے اُسکی وفات کی تاریخ مین سنہ ۱۱۱۱ ہجری اور کسی نے سنہ ۱۱۱۲ لکھے ہین ۔ اسکے دو بیٹے تھے بڑا بجے سنگھ ۔ چھوٹا جیمون جبادشاہ نے بڑے بیٹے بجے سنگھ کو خطاب راجہ جے سنگھ کا عطا فرمایا جو راجہ جے سنگھ سوائی کے نام سے مشہور ہوا اور جیمون کو بجے سنگھ نام دیا بعض کتابون مین اسکا عرف چمن جی بتایا ہے ۔

راجہ دہراج سوائی جے سنگھ دوم

یہ مہاراجہ جسکا اصلی نام بجے سنگھ تھا اور جو کچھواہون کی تاریخ مین راجہ مان سنگھ اور جے سنگھ اول کے بعد تیسرا نامور شخص ہے عالمگیر کے عہد مین سمبت ۱۷۵۶ مطابق سنہ ۱۷۰۰ء مین راج کا مالک ہوا جس کا مختصر ذکر مآثر عالمگیری مین اس طرح لکھا ہے ۔

رمضان سنہ ۱۱۱۱ ہجری (مطابق سنہ ۱۷۰۰ء) مین آنبیر کا زمیندار بجے سنگھ اپنے باپ کے مرنے سے راجہ بعطائے خطاب جے سنگھ نام سے مشہور کیا گیا اور اُسکے چھوٹے بھائی کو بجے سنگھ نام دیا گیا ۔ راجہ کو اسوقت ڈیڑھ ہزاری ذات

اور ایک ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا۔

[ا]لہ دوشن داس سے منقول نسخے مین لکھا ہے کہ جے سنگھ دوم مسند پر بیٹھا تو اُسکے بھائی جیون نے جسے [...]
[عا]لمگیر نے نام دیا تھا حسد وبغض سے چاہا کہ عالمگیر کے پاس دکن مین جاکر مسلمان ہو جاوے اور اپنی بہن شاہزادے [...]
[نک]اح مین دیدے چنانچہ اول اپنا معتمد بادشاہ کے پاس بھیجا پھر خود بھی دکن کا عزم کیا جے سنگھ کو تشویش پیدا ہوئی
[ا]پنے صلاح کار مشیرون سے مشورہ کیا تو پ سنگھ سردار پیپل کھیڑہ نے راجہ سے کہا کہ مین آپکے کام کی درستی کیلیے
[با]دشاہ کے پاس جاتا ہون اگر بادشاہ نے میری عرض پر توجہ کی تو خیر ورنہ راجپوتی جوہر دکھاؤنگا جیون نے سمجھ لیا
[کہ] بڑا سردار جاتا ہے میری بات سرسبز نہ ہوگی اور بادشاہ راجہ کا بھی پاس کریگا اسواسطے ارادہ ملتوی کیا اور
[ج]و جائداد ملی اُسپر صبر کیا۔

راجہ کا عالمگیری خطاب ایسا چمکا کہ اصل نام سے زیادہ مشہور چلا آتا ہے۔

سنہ ۱۱۱۲ ہجری دسمبر ۱۷۰۰ء مطابق سمبت ۱۷۵۷ مین عالمگیر کے پوتے بیدار بخت اور جملۃ الملک اسد خان کے ساتھ
قلعہ کھیلنا کی تسخیر پر مامور ہوا تھا اور باوجود نوجوانی اور ناتجربہ کاری کے کہ اس وقت تک حد بلوغ پر بھی نہیں پہنچا
تھا قلعہ کے فتح کرنے مین عمدہ کارگذاری دکھلا کر دو ہزاری ذات وسوار کا منصب پایا تھا۔ راجہ جے سنگھ کا چھوٹا
بھائی جو اپنے باپ کے مرنے کے بعد دربار عالمگیری سے خطاب بجے سنگھ سے موصوف ہوکر شاہزادہ محمد معظم بہادر
کے ساتھ صوبہ کابل مین متعین تھا اب شاہزادے کی رعانت مین منصب سہ ہزاری پر سرفراز تھا۔

عالمگیر کے انتقال کے بعد محمد معظم بہادر شاہ نے تخت پر بیٹھکر اس سبب سے کہ اجیت سنگھ جودھپور والے نے
شاہزادوں کی لڑائی کے وقت زبردستی جودھپور پر قبضہ کرلیا تھا اور راجہ جے سنگھ نے بدر شاہزادہ اعظم شاہ کا ساتھ
بہادر شاہ کے مقابلے مین دیا تھا سمبت ۱۷۶۴ مطابق ۱۷۰۸ء مین راجپوتانے پر چڑھائی کی امبیر مین دونون راجہ
اُسکے پاس حاضر ہوگئے لیکن بادشاہی فوج نے آنبیر اور جودھپور کو دبالیا۔

دوسرے سال بہادر شاہ اپنے تیسرے بھائی کام بخش کے مقابلے کو دونون راجاؤن کے ساتھ جو دہلی مین اُسکے
پاس حاضر تھے دکن کو روانہ ہوا تو راجہ جے سنگھ اور اجیت سنگھ اپنی ریاستین ضبط ہونے کے سبب مقام
اجین سے رات مین علحدہ ہوکر صلاح ومشورے کے لیے مہارانا امر سنگھ کے پاس اودیپور پہنچے چنانچہ
کچھ عرصے کے بعد دونون راجاؤن نے فوج درست کرکے جودھپور کو لے لیا اجیت سنگھ نے جے سنگھ کو اپنی بیٹی
بیاہنے کے بعد کچھ فوج ساتھ دیکر آنبیر پر قبضہ کرادیا۔

سمبت ۱۷۶۶ مطابق ۱۷۱۰ء مین بہادر شاہ دکن سے فارغ ہوکر پھر اجمیر آیا۔ اور ان دونون راجون کی تنبیہ
کے واسطے فوجین مامور کین اسی اثنا مین پنجاب سے سکھون کے تاخت وتاراج کی خبر آئی اور بادشاہ کو وہان
جانا ضرور معلوم ہوا ادھر راجپوتون نے بھی خانخانان معظم خان اور مہابت خان کے ذریعے اپنے عفو تقصیر
کی خواستگاری کی اور جے سنگھ اور اجیت سنگھ بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے بادشاہ نے مصلحت وقت سمجھ[کر]

خیال کرکے محض زبانی وعدہ اطاعت پر سب کا قصور معاف کرکے راجاؤن کا قبضہ اُنکے علاقے پر بحال رکھنے کے بعد دہلی کو چلا گیا جسدن بادشاہ نے اجیت سنگہ کی نسبت حکم دیا کہ اسکو بجاے راجہ کے مہاراجہ لکھا جایا کرے اُسدن جے سنگہ نے جدھر انگوٹھی اور گلاب پاش مرصع نذر کئے تھے اور خلعت خاص پایا تھا۔

سمبت ۱۷۶۹ مطابق ۱۷۱۲ء مین بہادر شاہ کے مرجانے سے بادشاہی انتظام وزیر اور سردار ونکی خودسری اور نا اتفاقی سے روز بروز بگڑتا گیا جس سے راجپوتانے واونپر بھی وہان کا دباؤ کم ہوگیا۔ بہادر شاہ کا بڑا بیٹا جاندار شاہ گیارہ مہینے بادشاہ رہکر اپنے بھتیجے فرخ سیر سے شکست کھانے کے بعد مارا گیا فرخ سیر نے متمکن سلطنت ہوکر سوائی جے سنگہ کو راجہ دھراج خطاب دیا لیکن یہ بادشاہ ایسا کمزور تھا کہ اُسکے وقت مین عبداللہ خان قطب الملک وزیر اعظم اور اُسکے بھائی امیر الامرا حسین علی خان کا دور دورہ ہوگیا بادشاہ کی کوئی حقیقت نہ رہی یہی دونون بھائی اُسکو بادشاہی پر پہونچانے والے تھے۔

فرخ سیر نے جے سنگہ کو خلعت ششش پارچہ وجیغہ مرصع اور ایک ہاتھی اور دو گھوڑے عراقی وعربی اور مالاے مروارید قیمتی چالیس ہزار روپے کی اور نقد کئی لاکھ روپے دیکر اوائل ماہ شوال ۱۱۲۹ ہجری مین چورامن جاٹ کی سرکوبی کے لیے بھیجا آٹھ مہینے تک طرفین سے لڑائی جاری رہی چورامن آخرکار تنگ ہوگیا تو اُسنے قطب الملک عبداللہ خان سے اُسکے مدار المہام کے ذریعے صلح کی سلسلہ جنبانی کی اور پیام دیا کہ پچاس لاکھ روپیہ قطب الملک کو دونگا اور تیس لاکھ روپیہ بادشاہ کے حضور مین پیش کرونگا اگر میری تقصیرات کو معاف کرا دیا جاے عبداللہ خان نے یہ بات منظور کرکے بادشاہ سے عرض کیا کہ اس مہم کو آٹھ ماہ کا عرصہ گذر چکا اور ابھی تک چورامن مغلوب نہوا خدا جانے معاملہ کہانتک طول کھینچے چالیس لاکھ روپیہ اس مہم کے سرانجام کے لیے راجہ جے سنگہ کو دیا گیا ہے اور پچاس ہزار روپیہ ماہانہ سنجر خان اور شمشیر خان کو راستے کی حفاظت کے لیے دیا جاتا ہے راجہ کو جو کچھ روپیہ دیا گیا تھا وہ سب خرچ ہو چکا ہے اور دوسرے روپے کی ضرورت ہے۔ چورامن کے وکلا آئے ہین اُسکی جانب سے پیام اطاعت لائے ہین اگر قصور اُسکا معاف ہو جاے تو اپنے بیٹے اور بھائی بھتیجے کے ساتھ حاضر حضور ہو اور تیس لاکھ روپے پیش کش کے طور پر نذر کرنے کو کہتا ہے بادشاہ نے عبداللہ خانکی سفارش منظور کرلی۔ وزیر نے اسکے بعد راجہ جے سنگہ کو اپنی مہر سے ایک خط لکھا کہ تم جو چورامن کی تنبیہ کو بھیجے گئے اسکی تخریب بربادی مین تمنے پوری کوشش کی جسکا حال معلوم ہونے پر بادشاہ کے حضور مین بالتفصیل عرض کیا گیا اور جیسی تمنے جانفشانی کیهاں اور چورامن کو عاجز کیا یہ کام تمہارا ہی تھا اب اس مقہور نے عجز والحاح کے ساتھ تقصیرات کی معافی چاہی ہے اور عفو تقصیرات اور حفظ جان ومال کا خواستگار ہوا ہے اسلئے پنجہ وقول اُسکے پاس بھیجدیا گیا ہے تم کو چاہیے کہ خود بھی اسکی تسلی وہ دلا سا کرکے حضور مین روانہ کرو اگرچہ اُسکی تقصیرات ایسی عنایات کی مقتضی نہ تھین لیکن چونکہ حضور دریا دلی سے کرم پایا احسان وکرم ہین یا امان جان چاہی اور سایۂ عاطفت مین پناہ لی اسلیے اُسکی تقصیرات معاف کی گئین اور قول وپنجہ اُسکو دیا گیا اسلئے تم اُسکے حال سے اب مزاحمت نہ کیجیو اور اُسکی تنبیہ وتادیب کی کارروائی

موقوف کر دیجو جب بادشاہ کی طرف سے معافی کا فرمان عبداللہ خان کی مہر سے راجہ جے سنگھ کے پاس پہونچا تو اُسنے تعمیل کی اور اپنے آدمی مورچون سے واپس بلالئے اور راجہ مع فوج کے دہلی کو چلا گیا بادشاہ کے حکم سے صمصام الدولہ خان دوران خان منصور جنگ استقبال کر کے بادشاہ کے حضور مین لے گیا جے سنگھ نے ہزار اشرفی نذر دکھائی خلعت شش پارچہ اور ایک ہاتھی اور ایک گھوڑے اور کنٹھی اور سرپیچ مرصع سے سرفراز ہوا یہ بیان فرخ سیر کی فارسی کی تاریخ مین مندرج ہے سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ چونکہ چورامن کا پیام و سلام جے سنگھ سے بالا بالا ہوا تھا اور اُسکی استدعا قبول ہوگئی جے سنگھ کو بہت رنج ہوا اور غمزدہ بادشاہ کے حضور مین آیا بادشاہ بھی اس کارروائی سے آزردہ خاطر ہوا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ پھر آگے کو اُسنے سلطنت کے مقابلے مین بھرت پور والونکی ترقی مین زیادہ کوشش کی چنانچہ لالہ روشن رائے سے منقول شدہ تاریخ جے پور مین لکھا ہے کہ خاندان سورج مل جاٹ کی ترقی کا باعث جے سنگھ تھا خود جے سنگھ نے دوبارہ ڈیگ مین پہونچکر ڈیگ کے قلعے اور بھرت پور کی تیاری کا اسکو مشورہ دیا اور جاٹ لوگ جتنی ہنگامہ آرائی اور فتنہ و فساد کرتے اور جے سنگھ کو اونکے تدارک کے لیے حکم ہوتا راجہ عذر لکھ لکھ بھیجتا اور جاٹونکے تدارک پر متوجہ نہ ہوتا لیکن اس مین کلام ہے کیونکہ جاٹون کا طاقت پانا اُسکے ملک کے لیے مضر تھا قطب الملک عبداللہ خان فرخ سیر بادشاہ کے پاس دہلی مین موجود تھا اور اُسکا بھائی حسین علیخان انتظام کے لیے دکن کو گیا ہوا تھا کہ یہان قطب الملک سے بادشاہ کا بگاڑ ہوگیا حسین علیخان اپنے بھائی کے لکھنے سے دہلی کی طرف چلا اور یہ بات برملا ہوگئی کہ امیر الامرا کے آتے ہی بادشاہ کی خیر نہین راجہ جے سنگھ بادشاہ کے پاس موجود تھا اُسنے کہا کہ اب بھی موقع ہے کچھ کر لیجے ورنہ امیر الامرا کے پہونچ جانے کے بعد کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی مگر کم ہمت بادشاہ سے کچھ نہین ہوا یہانتک کہ امیر الامرا نے دہلی کے قریب پہونچکر شہر سے دو تین کوس پر ڈیرے ڈالے بادشاہ سادہ لوح باوجودیکہ دیکھتا تھا کہ مخالفت کا نقارہ اور عدم اطاعت کا ڈہل بے باکانہ کیسا دھوان دھون بج رہا ہے مگر وہ ہوش مین نہ آیا کبھی غضب مین آکر آستین چڑھاتا دونون بھائیون کو زجر و تہدید کرتا کبھی آشتی پر وہ اتفاق کرتا راجہ دھراج جے سنگھ جو مکرر لڑنے کے واسطے سرکشون کی گوشمالی کے لیئے کمربستہ ہوکر مصلحت بتاتا تو اس سے فائدہ نہ ہوتا امیر الامرا کے آنے پر چار پانچ روز گذر گئے جو اُسکے بھائی سید عبداللہ نے اپنے بھائی کی زبانی بادشاہ سے بیان کیا کہ اگر بادشاہ راجہ جے سنگھ برہم کار کو وطن کو رخصت کرے اور توپخانے کی خدمات اور دیوان خاص کی اور خواصون کی داروغگی ہمارے متوسلون کو عنایت فرماتے اور قلعہ مین ہمارا بندوبست ہونے دے تو بلا وسوسہ امیر الامرا آنکر ملازمت کرے گا غرضکہ اُس کی بات منظور کرلی اور جے سنگھ کو خلعت و سرپیچ مرصع اُس کے مکان پر رخصتانہ کے طور پر بھیجدیا اور بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے خفیہ لکھا۔

امارت و ایالت پناہا وقت کی بعض مصلحت اس بات کی مقتضی ہے کہ وہ امارت مرتبت کل کو کہ نیک ساعت ہے اپنے وطن کو روانہ ہو جائین تاکہ اپنے محالات کے انتظام مین مشغول ہون ما بدولت نے تمکو رخصت وطن کی دی ہے خلعت خاصہ اور سرپیچ مرصع رخصت کے لیے تمکو بھیجا جاتا ہے اب انتظار رخصت حضور ہرگز نہ کرین کل ضرور روانہ

ہو جائین گو راجہ نے مبالغے کے ساتھ عرض کرایا کہ دشمنونکے قول پر اسقدر اعتماد نہ کرنا چاہئے محض دھوکا و فریب ہے مصلحت نہین ہے کہ فدوی یہان سے جاے اور حضور کو دشمنون مین چھوڑے بلکہ صلاح دولت یہ ہے کہ حضور قلعہ سے باہر تشریف لے آئین اور خیمون مین ٹھہر جائین جان نثار رکاب سعادت مین حاضر ہے کسی کو مجال و طاقت نہین کہ دم مار سکے بادشاہ نے اسکی عرض پر کان نہ دھرا مجبور اًجے سنگھ سوم ماہ ربیع الاول ۱۱۳۱ ہجری کو علے الصباح اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوا اور ادھر فرخ سیر ان دونون بھائیون کے ہاتھ سے قتل ہوا دونون بھائیون کو جے سنگھ سے دلی عداوت پیدا ہوگئی کیونکہ اُسنے فرخ سیر کو آمادہ کرنا چاہا تھا کہ وہ ان سیدون کا استیصال کرے پس فرخ سیر کے مارے جانے اور رفیع الدرجات کے مسند نشین ہونے کے بعد یہ دونون بھائی بادشاہ کو ساتھ لیکر آگرہ سے راجہ جے سنگھ کی مہم کے لیے روانہ ہوئے اور فتح پور سیکری مین ایک ماہ تک مقیم رہے اور اب ارادہ کیا کہ اجمیر جاکر حضرت خواجہ صاحب کی زیارت سے مشرف ہون اگر وہان راجہ جے سنگھ سوائی بادشاہ کے سلام کو حاضر ہوا تو خیر ورنہ اسکو سزا دین مہاراجہ اجیت سنگھ راٹھوڑ بادشاہ کے ساتھ تھا اور وہ اپنے وطن کو رخصت ملنے کے لیے بہانے ڈھونڈھتا تھا اُسنے کہا کہ اگر مجھکو رخصت کردین تو راجہ جے سنگھ کو مطیع و منقاد کرلون چونکہ راجپوتونکے فتنہ و فساد کا دفع کرنا مقصود تھا اُسکو صوبہ داری احمد آباد و دیگر خلعت اور ہاتھی اور گھوڑا بادشاہ سے دلوا کر رخصت کیا مگر سید سیکری سے بادشاہ کو لیے ہوئے آگرے واپس آگئے اور اسی عرصے مین بادشاہ کا انتقال ہوگیا جیسا کہ تاریخ فرخ سیر مین مرقوم ہے مجمع الملوک سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکو سیر نے جو بغاوت کر کے اکبر آباد عرف آگرہ مین قدم جمایا تھا اسکی اعانت کے لیے جے سنگھ بھی اکبر آباد پہونچا یہ واقعہ رفیع الدولہ ملقب بہ شاہجہان ثانی کی تخت نشینی کے بعد کا ہے امیر الامرا حسین علی خان لشکر لیکر تدارک کو روانہ ہوا اسکے ہراول مین حیدر قلی خان تھا جسنے اول سے پہونچکر اکبر آباد کا محاصرہ کرلیا اور قطب الملک [illegible] بادشاہ کو ساتھ لیے ہوئے آ پہونچا قلعہ کی طرف توپون کا منھہ کر کے اسقدر گولے مارے کہ عمارتین خراب ہوگئین اوس وقت جے سنگھ نے وکلا بھیجکر قطب الملک سے عفو قصور کرایا اور نیکو سیر کی حمایت سے دست کشی کی اور راحت افزا مین اسکی حقیقت یون لکھی ہے کہ فرخ سیر کے بعد صفی خان رضوی قلعدار اکبر آباد نے اس خیال سے کہ شاید زمانہ اسکی موافقت کرے نیکو سیر پسر سلطان اکبر بن عالمگیر کو اکبر آباد مین تخت پر بٹھادیا اور اعانت کے لیے نظام الملک اور راجہ جے سنگھ کو خط لکھے امیر الامرا اور قطب الملک کے کانون مین یہ خبر پہونچی تو دونون نے شاہجہان آباد سے اکبر آباد پر لشکر کشی کا ارادہ کیا لیکن اس ضمن مین رفیع الدرجات کی وفات کا واقعہ پیش آگیا بعد تخت نشینی رفیع الدولہ کے اُس طرف کو کوچ ہوا جب محمد شاہ کے عہد مین دونون بھائیون کی ترکی تمام ہوئی راجہ جے سنگھ حسب الطلب دربار مین حاضر ہوا بادشاہ نے بہت اعزاز و اکرام کیا اور اُسنے اپنے رسوخ سے محصول جزیہ کو معاف کرایا ایک کتاب مین لکھا ہے کہ راجہ جے سنگھ و گردھر بہادر نے اس بات پر نظر کر کے کہ افواج کی آمد و رفت اور گرانی سے اکثر پرگنون کے باشندے بڑے پریشان حال ہو رہے ہین محمد شاہ سے عرض کیا کہ جبتک رعایا بحال ہو اور ملک کا بندوبست ہو جزیہ معاف

کر دیا جاے بادشاہ نے معاف کر دیا مگر یہ بات درست نہین معلوم ہوتی اسلیے کہ اجیت سنگہ والی جودہپور نے سادات
سے مل کر اپنے داماد فرخ سیر کو معزول و نابینا کرایا اور ابوالبرکات رفیع الدرجات کو اسکی جگہ تخت نشین
کر دیا تو پہلے ہی دن کے دربار مین اسکی درخواست پر جزیے کی معافی کا حکم دیا جسکی بابت کل ہندوون نے مارواڑ کے
مالک کا احسان مانا اور راجہ جے سنگہ تو اسوقت معتوب تھا اور نہ ابھی محمد شاہ تخت پر بیٹھا تھا۔

آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد کے ترجمے مین لکھا ہے کہ صمصام الدولہ نے ۱۱۳۵ ہجری مین صوبہ آگرہ جے سنگہ سوائی
کو دلوا دیا کچھ دنون کے بعد جے سنگہ چوڑا من جاٹ کی سرکوبی کو روانہ کیا گیا کیونکہ اسنے عبداللہ خان کے دیوان
کی مدد کی تھی بدن سنگہ برادر زادہ چوڑا من جے سنگہ کا مددگار ہوگیا راجہ نے غنیم کو تدبیر و شمشیر کے زور سے سیدھا
کیا اور ۹ صفر ۱۱۳۵ ہجری مطابق ۰ نومبر ۱۷۲۲ع کو تھون کا قلعہ فتح کر لیا اور جاٹون کی روز افزون طاقت کو
جو خصوص آنبیر کے حق مین مضر تھی پست کیا۔ ۱۱۴۵ ہجری مین راجہ جے سنگہ صوبۂ مالوہ کی حکومت پر ممتاز ہوا جب
مرہٹون نے مالوے مین لوٹ کھسوٹ مچائی تو راجہ نے اپنے دوست نواب محمد خان والی فرخ آباد سے مدد چاہی اسکا
حال شکستہ ہو رہا تھا اسنے جواب مین لکھا کہ آپکے پاس علاوہ اپنے موروثی وطن کی ریاست کے جسکی آمدنی ایک
صوبے کی آمدنی کی برابر ہے ایک ثلث صوبہ مالوہ اور ایک چہارم صوبۂ دہلی اور نظامت اکبر آباد کی ہے
مرہٹے اسوقت راجپوتونکے ساتھ موافقت ظاہر کرتے ہین لیکن یہ صرف انکی فیلسوفی ہے خدا جانے وہ کہانتک
کی خبر لینگے ایک ہندوستان مین کیا وہ تمام بنگالے مین پھیلے ہوئے ہین اس امر کا غالبا آپکو یقین واثق ہوگا کہ جب
کبھی انھون نے کہین محفوظ مقام پا لیا تو وہ آپکو بھی گدی سے اتار دینگے اور جن مقامات کی وہ حفاظت کا اقرار
کرتے ہین انھین پر قبضہ کرنے کا قصد کرینگے۔ اسکے بعد راجہ نے بہت اصرار سے محمد خان کو بلایا زر نقد بطور امداد کے
بھیجا۔ رمضان ۱۱۴۶ھ کو محمد خان نے مع اپنی فوج کے کوچ کیا لیکن اس عرصے مین مرہٹون کا مالوے مین ایسا
قدم جم چکا تھا کہ انکا نکالنا مشکل ہوگیا آخرکار بہت سے پیغام و سلام اور خط و کتابت کے بعد اسپر تصفیہ ہوا کہ باجی
بادشاہ کی اطاعت قبول کرے اور بادشاہ کی طرف سے صوبہ مالوہ کی حکومت اسکو عطا کی جاے چنانچہ اس قرارداد
کے بموجب ۸ ربیع الاول ۱۱۴۹ ہجری کو راجہ نے صوبۂ مالوہ کی حکومت کا چارج باجی راؤ کو دیدیا اور وہان سے
رخصت ہوکر اپنے وطن جا پہونچا مورخ کہتے ہین کہ اس کا باعث صرف دونون کی ہم مذہبی تھی مگر غالبا باعث ترغیب کے
سوا کچھ اور بھی ہوگا اس فعل کی نسبت خود اسی کے ہم وطن کہتے ہین کہ جے سنگہ نے دکھنیون کو ہندوستان کی کنجی
سپرد کر دی لالہ روشن راے والے نسخے مین مذکور ہے کہ محمد شاہ کے عہد مین صوبہ اجین و صوبہ آگرہ اس سے متعلق
تھے امراے بادشاہ کو یہ بات ناگوار تھی جے سنگہ بھی امرا کی ان باتون سے ناخوش تھا مخفی باجی راؤ سے سازش کر کے
اسکو بلا لیا اور مرہٹون نے صوبہ اجین کو جے سنگہ سے چوتھ کے عوض لے لیا ۱۷۳۹ع مین نادر شاہ حملہ آور ہوا تو
جے سنگہ بنظر حفظ فوائد خود اس لڑائی سے کنارہ کش رہا لیکن صحیح یہ ہے کہ اس محاربے مین جے سنگہ نے اپنی
طرف سے کرپا رام کو سات ہزار سوار کے ساتھ مدد کو بھیجا کرپا رام ہمیشہ محمد شاہ کے ساتھ رہتا تھا۔

جے سنگھ کے سوتیلے بھائی بجے سنگھ کو اُسکی مان نے جان کا خطرہ سمجھکر اپنے میکے کیھچی واڑہ مین بھیجدیا تھا جب وہ جوان ہوا تو دربار مین بھیجا گیا بذریعہ تحفہ تحائف خصوص زیور و جواہرات کے جو اُسکی مان نے دئے تھے اُس نے قمرالدین خان وزیر سے موافقت پیدا کی اول تو اُسنے صرف پرگنہ بسوہ کو راج جے پور کے بہترین پرگنات مین سے لینا چاہا تھا مگر جب یہ جے سنگھ نے دینا منظور کیا تو اپنی مان کی تحریک سے اُسنے اور بھی پاؤن پھیلائے اور ریاست حاصل کرنے کی غرض سے پانچ کروڑ روپیہ اور پانچہزار سوار کی نوکری دینا منظور کیا بادشاہ نے ضمانت مانگی تو وزیر خود ضامن ہو گیا اُسکو آنبیر ملنے اور جے سنگھ کے بیدخل ہونے کی سند تیار ہوتی تھی کہ خان دوران خان نے جے سنگھ کا پگڑی بدل بھائی ٹھاکر پارام وکیل جیپور حاضر باش دربار کو اِس حال سے مطلع کیا اُسنے جے سنگھ کو اطلاع دی خط کے پہونچتے ہی جیپور مین شور ہو گیا اور ہر ایک کو جے سنگھ کی بیدخلی صریح نظر آنے لگی کیونکہ قمرالدین خان با اختیار مطلق تھا جے سنگھ نے خط معتمد ناظر کو حوالے کیا اُسنے کہا کہ اس معاملے مین زور کر نہین سکتے دولت سے کار برآری غیر ممکن ہے پس فقط فریب سے عقدہ کشائی ہو سکتی ہے۔ حسب صلاح ناظر سرداروں سے مشورہ کیا موہن سنگھ ناتھاوت جاگیردار چومون کہ رئیس کا موروثی سپہ سالار اور آنبیر کا پٹیل تھا اور دیپ سنگھ کھومبانی جاگیردار بانس کھوہ اور زورآور سنگھ شیوبرن پوتہ اور ہمت سنگھ نروکا اور کشل سنگھ جھلاے والا اور بھوج راج موج آباد والا اور فتح سنگھ مادلی والا یہ سب سردار جمع ہوئے اُن سے کہا کہ تمنے مجھکو آنبیر کی گدی پر بٹھایا ہے میرے بھائی کو جو بسوہ لینے پر رضامند ہے نواب قمرالدین خان وزیر زبردستی آنبیر دیتا ہے اُنھون نے کہا کہ آپ اطمینان رکھین بشرطیکہ آپ اپنے بھائی کو بسوہ دیدین ہم اسکا بندوبست کر دینگے راجہ نے اُسیوقت بسوے کا پٹہ لکھوا کر اور سب طرح مرتب کرکے سردارون کو سپرد کیا اور اپنی طرف سے اُنکو مختار کیا آنبیر کے پچون امیر سردارون نے بجے سنگھ کے پاس اپنے وکیل بھیجے اُسنے جواب دیا کہ مجھکو بھائی کا اعتبار نہین ہے اسپر اُنھون نے اپنے اور پچیس اونکی بارہ کوٹھری کی سیتارامی یعنی کفالت دی اور کہلا بھیجا کہ اگر جے سنگھ اپنے قول پر ثابت قدم نرہے گا تو ہم تمھاری طرف ہونگے اور خود تمکو آنبیر کی گدی پر بٹھا دینگے اُسنے اونکی ثالثی اور بسوے کا علیہ منظور کیا مگر جب قمرالدین خان سے یہ حال کہا گیا اُسکی تسلی نہ ہوئی آخر الامر وزیر نے خان دوران خان اور کرپارام کو تعین کیا کہ اُسکو بسوہ پر قابض کرا آوین سردارون نے اس غرض سے کہ دونون بھائیون مین سلوک ہو جائے بجے سنگھ کو ملاقات پر آمادہ کیا مگر اُسنے آنبیر جانے سے انکار کیا اسواسطے ملاقات کے واسطے چومون کا مقام مقرر ہوا اور اخیر مین سانگانیر کہ جیپور سے چھ میل جنوب مغرب مین ہے قرار پایا - بجے سنگھ نے وہان ڈیرا کیا جب جے سنگھ بھائی سے ملاقات کرنے کے واسطے چلنے لگا ناظر ماجی کی طرف سے پیغام لایا کہ دونون لالجی کی ملاقات اور راضی نامہ مین بھی اپنی آنکھ سے دیکھون تو کیا ہرج ہے راجہ نے سردارون سے پوچھا اُنھون نے کہا کچھ ہرج نہین ہے۔ ناظر نے زنانہ سواری کے واسطے جھاڈول اور تین سو رتھ تیار کئے مگر بجاے ماجی کے سواری کے جھاڈول مین اگرسین بھائی بیٹھا اور ایک ایک رتھ مین دو دو صلاح پوش سوار ہوئے اس دغا سے راجہ اور ناظر کے سوا کوئی آگاہ نہ تھا شہر سے سواری روانہ ہوئی جو لوگ ملے اُنکو اس رفع نزاع کی خوشی مین فرضی ماجی کے ہمراہی زرکثیر بخشتے چلے گئے۔ سانگانیر مین سواری پہونچی

دونون بھائی ملاقی ہوئے جے سنگھ نے لبوے کا پٹہ دیکر براہ محبت کہا کہ اگر تمکو آمیر لینی ہو تو مین اسکو چھوڑ دونگا اور لبوے پر قناعت کرونگا بجے سنگھ نے فرط شفقت سے مغلوب ہو کر جواب دیا کہ میری مراد پوری ہوئی اختتام ملاقات کے وقت ناظر ماجی کی طرف سے پیغام لایا کہ اگر سردار علحدہ ہو جاوین تو مین وہان آکر اپنے بچون کو دیکھون ورنہ وہ دونون میرے پاس آجاوین جے سنگھ نے سردارون سے پوچھا کہ جیسا تم کہو ویسا کیا جاوے سردارون نے صلاح دی کہ [illegible] راجہ [illegible] سے ملنے جاوین چنانچہ دونون ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر محل کے اندر کے دروازے پر پہونچکر جے سنگھ نے اپنی تلوار سر سے کھولکر ناظر کو سپرد کردی اور کہا کہ یہان اسکی کیا ضرورت ہے بجے سنگھ نے بھی اس نظر سے کہ میری طرف سے اعتبار مین کوتاہی نہو اسیطرح تلوار کھولکر دیدی ناظر نے دروازہ بند کیا اور اندر قدم رکھتے ہی بجے سنگھ بجاے ماجی کی [illegible] آغوش کے بھائی کے فولادی پنجے مین گرفتار ہوگیا اُسنے فوراً ہاتھ پاؤن باندھکر اور رتھ ڈولی مین رکھکر فرضی زنانہ سواری کو روانہ کیا ایک گھنٹے کے بعد جے سنگھ کے پاس خبر پہونچی کہ قیدی بحفاظت تمام پہونچکر محل مین قید کردیا گیا ہے تب وہ اپنے سردارونکے پاس آیا اُنھون نے دیکھا کہ صرف راجہ مع چند آدمیون کے آتا ہے ایک دوسرے کی طرف تکنے لگے اور پوچھا بجے سنگھ کیا ہوا راجہ نے جواب دیا میرے پیٹ مین ہے ہم دونون کشن سنگھ کے بیٹے ہین اور مین بڑا ہون اگر تمہاری یہ خواہش ہے کہ وہ راج کرے تو مجھکو مار ڈالو اور اُسکو نکال لو مین نے تو تمہارے واسطے اپنا ایمان کھویا ہے اگر بجے سنگھ حسب ارادہ اپنے ہمارے اور تمہارے دشمنون کو لے آتا تو تم ضرور مارے جاتے یہ سنکر سردار حیرت مین آگئے اور خاموش محل سے نکل گئے چھ ہزار سوار شاہی جو بجے سنگھ کی حفاظت کے لیے متعین ہوئے تھے باہر کھڑے تھے اُنھون نے پوچھا کہ بجے سنگھ کہان ہے جے سنگھ نے جواب دیا تمہین کچھ کام نہین ہے یا تو چلے جاؤ ورنہ تمہارے گھوڑے مانگ لئے جاینگے اُنکو بجز اسکے کہ چلے جائین کچھ چارہ نہ ہوا مجبور چلے گئے اور اسطرح بجے سنگھ قمرالدین خان کی صلاح نہ ماننکر ایک ایمان فراموش بھائی کے ہاتھ مین جان پھنسائی ۔ بجے سنگھ کی موت و زندگی کا پتہ نہ لگا ٹاڈ کا بیان ہے کہ جے سنگھ کے عیبون مین سے ایک شراب خواری تھی یہانتک کہ ایک دفعہ نشے کی حالت مین کھیل بیکانیر اور بخت سنگھ راجہ بیکانیر کی تحریک سے ابھے سنگھ والی مارواڑ سے نااتفاقی پیدا کرکے اور جودھپور پر فوج کشی کرکے شکست فاش کھائی ۔

لیکن لالہ روشن راے کے نسخے سے اسکا فتحیاب ہونا پایا جاتا ہے اور لڑائی کی تفصیل اُسمین یون دی ہے کہ ابھے سنگھ کا بیاہ جے سنگھ کی بیٹی کے ساتھ ہوا تھا ابھے سنگھ اس رانی کی قدر و منزلت کم کرتا تھا رانی نے اپنے باپ کو اس برتاؤ کی شکایت لکھی جے سنگھ نے معتمدون کو بھیجکر فہمایش کرائی ابھے سنگھ نے نہ مانا اسلئے جے سنگھ نے جودھپور پر لشکر کشی کی ابھے سنگھ نے بھی مقابلے کو سپاہ جمع کی اور اپنے بھائی بخت سنگھ ناگور کے مہاراج کو لکھا کہ اسوقت مین میری مدد کرنی چاہئے بخت سنگھ بھائی کا شریک ہوگیا اور جودھپور کے پچاس ہزار سوار ساتھ لیکر اور شہر سے دو کوس نکلکر جے سنگھ کا مقابلہ ہوا اور گھوڑے پر سوار ہوکر جے سنگھ کی فوج مین سے ہوکر ایک سرے سے دوسرے سرے تک نکل گیا جے سنگھ نے اپنے لشکریونکو تاکید کردی تھی کہ بخت سنگھ ہلاک نہ ہوجاے باوجود اسکے بخت سنگھ

کے ساتھ صرف پانسو سوار رہ گئے اور باقی مارے گئے یا بھاگ گئے راجہ جے سنگھ کو فتح حاصل ہوئی ابھے سنگھ مغلوب ہو کر مدارات سے پیش آیا اسلئے جے سنگھ جیپور کو لوٹ گیا کیونکہ اسکا ارادہ اس سے زیادہ نہ تھا۔

کہتے ہین کہ عالمگیر نے اسکو سوائی کا خطاب دیا تھا جسکا یہ مطلب ہے کہ یہ اول جے سنگھ سے سوایا یعنی کچھ زیادہ ہے لیکن یاد رہے کہ عالمگیر بہت بڑے مدبر اور دل و دماغ کا شہنشاہ تھا وہ ایسے خطاب دیتا یہ محل تعجب ہے ایسے الفاظ تو محمد شاہ کے منھ سے موزون معلوم ہوتے ہین اس جے سنگھ نے کون سے ایسے کام عالمگیر کے سامنے کئے تھے کہ وہ اسکو جے سنگھ اول سے سوایا سمجھتا عالمگیر نے تو منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار سے بھی زیادہ نہ کیا۔

جے سنگھ نے سمبت ۱۷۸۴ مطابق ۱۷۲۸ء مین اپنے نام پر عمدہ شہر جیپور بسا کر اسکو آنبیر کے عوض راجدھانی قرار دیا باجور کا علاقہ جو الور کی طرف ہے بڑگوجر راجپوتون سے چھین لیا۔ شیخاوانی کے سردار جو بادشاہی نوکری خود مختار راجاؤن کی طرح دیا کرتے تھے آپس کے جھگڑون سے جے سنگھ کے خراج گذار بنگئے۔

جے سنگھ کو منظور خاطر یہ تھا کہ چھوٹے راجون کو ماتحت حکومت کرے اور جس کام کی انجام دہی کا صوبہ دار مالوہ و اجمیر و آگرہ ہو جانے سے اسکو قابو تھا سلطنت مغلیہ کے فتنہ و فساد مین اُسنے بہت عقلمندی سے اپنا مطلب حاصل کیا اور فرخ سیر کے اخراج سے اسکو امید ہوئی کہ اب میری تدبیرون کا پھل ملیگا۔ اُسنے اپنے ملک مین آکر اضلاع واقع حدود پر جو اُسکی رسائی کے اندر تھے قبضہ کرنا چاہا بلکہ جو رئیس اُسکے تحت مین بطور حکام فوج شاہی نوکری کرتے تھے انکو بھی اپنا مطیع کرنے کا ارادہ کیا اس زمانے مین حدود آمیر کے اندر اکثر اطاعت گزین سردار تھے مثلاً لال سوٹ (بواو مجہول) و گڈہ و نیمرانہ (بیاے معروف) کے چوہان کہ جے پور مین نوکری کرتے تھے اور نہ کچھ خراج دیتے تھے مگر بطور امراے سلطنت آمیر کے جھنڈے کے ساتھ اپنی اپنی فوج سے بادشاہ کی نوکری کرتے تھے تا بھیک کچھواہون مین سے شیخاوت بھی والی آمیر کو اپنا سرپرست نہین سمجھتے تھے۔

راجور کے بڑگوجر اور بیانہ کے جادون (بواو مجہول و نون غنہ) اور چند دیگر خاندانون کا یہی حال تھا سلطنت کے زوال پر انکو اتنی طاقت نہ تھی کہ اپنی حفاظت کرسکین اسواسطے اُنھون نے بطور جاگیر داران تحت آمیر اپنی اپنی فوج سے نوکری کرنا اور ریاستون پر قابض رہنا منظور کیا لیکن اُنکے ساتھ مین ہاڑونکو بھی جے سنگھ نے اپنا مطیع کرنا چاہا یہ اسکی کمال نادانی اور سینہ زوری تھی لیکن جے سنگھ کو بہت نقصان اوٹھاکر بوندی پر کامیابی حاصل ہوئی اور وہان سے اپنے بہنوئی راو بدھ سنگھ کو نکالنے مین کامیاب ہو گیا اور اُسکے سرداران ماتحت مین سے والی اندرگڑھ کو مسند نشین کرنا چاہا مگر دیو سنگھ نے براہ نیک نیتی اس عہدے کو منظور نہ کیا تب اُسنے سردار کرور سے وہی سوال کیا وہ طمع سے باز نہ رہ سکا اسکی بے وفائی مین دو طرح کی بے ایمانی ہوئی کیونکہ ماتحت سردار ہونے کے علاوہ وہ قلعہ تار اگڑھ واقع بالاے شہر و محل کا معتمد افسر تھا۔

پھر جو دھپور والون کی طرح جنھون نے سلطنت کی ابتری سے گجرات کا کسی قدر علاقہ مارواڑ مین شامل کیا آگرہ اور دہلی سے سرحدی گانون دبالیئے اگر میواڑ کی قدیم

ریاست اور مارواڑ کے زبردست مہاراجہ اجیت سنگھ اور ابھے سنگھ اُس وقت موجود نہ ہوتے تو سوائی جے سنگھ باڑوتی یعنی کوٹہ و بوندی کی طرح جہان کئی بار اُس نے دباؤ ڈالا تھا تمام راجپوتانے کو اپنے تحت مین لانے کی کوشش کرتا اسی خیال سے اُس نے خود کو سب راجاؤن سے بڑا جتانے کے لیے قدیم دستور کے موافق اشومیدھ جگ دپرستش قربانی اسپ) کی نظر سے ایک گھوڑا خاص شہر مین پھرواکر (ایک ماتحت ٹھاکر کے لڑکر مارے جانے کے بعد جس نے گھوڑے کو پکڑ لیا) اپنا دل خوش کیا۔

سوائی جے سنگھ اُس اتفاق مین بھی شریک تھا جو مغلون کے برخلاف اودے پور، جے پور اور جودھ پور والون مین اس مطلب سے ہوا تھا کہ راٹھوڑ اور کچھواہے دہلی والون کو بیٹیان دینا چھوڑ کر میواڑ سے رشتہ داری کرین تو وہان کی لڑکی سے جو بیٹا پیدا ہو وہ بغیر لحاظ عمر کے راج کا وارث مانا جائے گا اسی بنا پر سوائی جے سنگھ کی شادی اودے پور مین ہوئی جس سے مادھو سنگھ پیدا ہوا۔ لیکن اُس نے اس تعہد کے خلاف انصاف و مصلحت ہونے سے آگاہ اور اپنے فعل سے پشیمان ہوکر اُس کے نتائج بد کے انسداد کی تدبیر کی یعنی ایشری سنگھ پسر کلان کی شادی دختر جاگیردار سلونبر کے ساتھ کر دی وہ آج اودے پور کا زبردست سردار اور وہان کی فوج کا موروثی سپہ سالار تھا اور مادھو سنگھ کو چار پرگنے ٹونک۔ رامپورہ بھاگی اور مال پورہ دیکر علیحدہ جائداد مقرر کر دی بلکہ بعوض پرگنات رام پورہ و بھان پورہ کہ اُس کو راج اودے پور سے ملے تھے بجمعیت ایک ہزار سوار اور دو ہزار پیادون کے اُس راج مین بطور جاگیر دار نوکری کرنے کی اجازت دی تھی۔

سوائی جے سنگھ علم نجوم سے دلچسپی رکھتا تھا بدھیا دھر متوطن بنگالہ سے تحقیقات نجوم مین اُس کو مشورہ تھا جس کی تجویز سے شہر جے پور آباد ہوا ہے اور وہ جین مذہب رکھتا تھا اسی وجہ سے راجہ جینیون سے بہت اُنس رکھتا تھا محمد شاہ نے پترہ نجوم کی اصلاح کا کام جے سنگھ کو تفویض کیا تھا ابتدا مین اُسنے الغ بیگ سمرقندی کے آلات کا استعمال کیا تھا مگر ان سے اُس کی کاربرآری نہ ہوسکی۔ مختلف مقامات کے مناظرون سے سات برس مین اُس نے نقشہ حرکات اجرام فلکی مرتب کرایا اور اُس کا زیچ محمد شاہی نام رکھا اُس کے ذریعہ سے اتبک نجوم کے کل حساب اور

جو حسب تحقیق ہوتی ہے مرزا خیر اللہ بیگ کے ذریعے سے جو علوم ریاضی مین بے نظیر عالم تھا مقامات اجین جیپور اور دہلی مین تین لاکھ روپے کے صرف سے اجرام فلکی کے مشاہدے کے واسطے رصدگاہین بنوا کر انکو زیچ محمد شاہی کے نام سے موسوم کیا لیکن چونکہ عمل رصد کی تکمیل کے واسطے تیس برس کی مدت کی جو کہ مدت تمام دورۂ زحل کی ہو ضرورت تھی اور جے سنگھ قبل اختتام اس مدت کے انتقال کر گیا لہذا یہ عظیم الشان علمی کام ناتمام رہا اور آئندہ پھر کسی نے اسکی طرف توجہ نہ کی اجین وغیرہ مین ان رصدگاہون کی عمارت کے نشانات اجتک موجود ہین پرتگال کے ڈیلا ٹائر صاحب کے نقشے مین برہماھر کی تقسیم ہد دسے جے سنگھ نے نصف درجے کی غلطی چاند کی گردش مین اور اس سے کم دوسرے سیارہ کی حرکت مین ثابت کی ہے یہی کہ اسکے بموجب گرہن پندرہ پل یعنی چوتھائی گھڑی پہلے یا پیچھے نکلتا ہے انکو علوم و فنون کی ترویج کا بڑا شوق تھا۔

جے سنگھ کے مسند نشین ہونے پر آنبیر کے راج مین صرف تین پرگنات یعنی آنبیر، دیوسا اور بسوہ تھے مغربی پرگنات ضبط ہوکر اجمیر کے بادشاہی ضلع مین داخل ہوگئے تھے ٹھاکران شیخاوالی اپنے مربی راج سے قوی تر اور خود سر ہوگئے تھے راج کی حد دیہ تھین جنوب مین چاٹسو کا تھانہ مغرب مین سانبھر کا تھانہ شمال مغرب مین ہستنہ کا تھانہ اور مشرق مین دیوسہ بسوہ تھے اور بارہ کوٹھری بند جاگیردارونکے قبضے مین بہت قلیل ملک تھا اور میواڑ کے زبردست سردارون سے مغلوب ہو رہے تھے چنانچہ پیشوا سلونبر کے سوار کو رئیس جیپور کی برابر سمجھتا تھا۔

جے سنگھ نے اپنی دانشمندی اور چالاکی سے جیپور کی ریاست اپنی اولاد کے لیے ایسے اوج پر چھوڑی کہ اسکے بعد کئی بار فساد و نقصان ہونے پر بھی راجپوتانے مین آمدنی اور آسودگی کے لحاظ سے بہتر حالت مین ہے۔ راجہ دھیراج سوائی جے سنگھ نے شہر کے دن شعبان اور بتوسط ۱۳ تاریخ سنہ ۱۱۵۶ ہجری مطابق کنوار سدی چودس سمبت ۱۸۰۰ بکرمی روز چہارشنبہ کو چند روز کی علالت کے بعد ۵۷ سال کی عمر مین وفات پائی نہایت سخت عارضے مین مبتلا تھا اُسنے مدت سے بادہ خواری اور غذائے لحمی کی کثرت کی تھی اور بہت فربہ ہوگیا تھا آخرکار فربہی سے ورم کی نوبت پہونچی اعضا پھٹ گئے انگلیان وغیرہ گل گل کر گر گئین جیسا کہ تاریخ فرخ سیر وغیرہ مین لکھا ہے اس کے ساتھ تین رانیان اور چند کنیزین ستی ہوئین۔

راجہ ایشوری سنگھ ایشری سنگھ یا ایسری سنگھ

اپنے باپ کے بعد سمبت [illegible] مطابق سنہ ۱۷۴۳ء مین جیپور کی گدی پر بیٹھا اور اُسکے چھوٹے بھائی مادھو سنگھ کے قبضے مین ٹونک اور رامپورہ رہا۔ ٹونک کو زبردستی دبا لیا تھا اور رامپورہ میواڑ سے ماتحتی کے اقرار پر لیا۔

ایسری سنگھ والی جیپور نے اپنے باپ کی تدبیرونکی پیروی کر کے چاہا کہ کوٹہ اور بوندی میرے مطیع رہین مگر کوٹے والے نے اُسکی پروا نہ کر کے امید سنگھ راجہ بوندی کی مدد کی اسپر ایسری سنگھ نے فوج کشی کر کے کوٹے کا محاصرہ کیا اور اس مہم مین سورج مل جاٹ بھرتپور اور مرہٹون کو مدد کے لیے بلایا تین مہینے تک ہر طرح کوشش کی مگر کچھ نہ ہو سکا گرد و نواح شہر کے کھیتونکو قطع اور باغات کو تلف کر کے مجبور بے نیل مرام بازگشت ہوئے آپا سیندھیا حاکم فوج کا ایک ہاتھ

توپ کے گولے سے اُسکے مورچہ مین جا لگا ناکامیابی کے بعد لوٹنا پڑا کوٹہ سے واپس آکر ایسری سنگھ نے امید سنگھ
پسر اودھ سنگھ والی بوندی پر حملہ کرنے کے واسطے نانک جیتیون کی جمعیت متعین کی امید سنگھ نے اُن فوج کو
شکست دی ایسری سنگھ نے پھر جیپور سے اٹھارہ ہزار آدمیون کی فوج نراین داس کھتری کی ماتحتی مین بھیجی اُسکو بھی
شکست فاش ہوئی اور دیوبانگہ کے کنگورہ پر جیپور کا پھریرا اڑنے لگا۔

ایسری سنگھ جو دہلی محمد شاہ کی ملازمت کو گیا تھا خبر پہونچی کہ اودیپور کے مہارانا جگت سنگھ نے فوج کشی کی ہے راجہ مرحوم
اور کچھواہون نے اودیپور والون کی بیٹی سے اولاد ہونے پر بغیر لحاظ عمر کے جو ولیعہد ماننے کا عہد کیا تھا اُسکے موافق مادھو سنگھ
نے راج کا دعوے کرکے مہارانا جگت سنگھ دوم کو جو اُسکا رشتہ دار تھا اپنی مدد پر بلایا تا کہ مادھو سنگھ کو جیپور
کی ریاست مل جائے اور ایشری سنگھ معزول کر دیا جائے جب ایشری سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو راجہ آیامل کو مرہٹون
کے پاس بھیجکر سیندھیا کو اپنی مدد کے لیے روپے کے عوض بلایا محمد شاہ بادشاہ سے بھی مدد چاہی بادشاہ کی طرف
سے معین الملک پسر قمر الدین خان امداد کے لیے متعین ہوا ایشری سنگھ کی مدد کو ایک لاکھ سوار جمع ہو گئے مہارانا کی
فوج کو جو رانا جگت سنگھ کی ماتحتی مین تھی خود میواڑ کے سردارون کی سازش سے کیونکہ راوت سلومبر کی بیٹی ایشری سنگھ
کو بیاہی تھی راج محل کے مقام پر شکست دی اور مہارانا دب کر معذور ہوا۔

ریاست جیپور کا نقش انتظام بدستور سابق قائم ہوگیا۔ ایشری سنگھ کے مصاحب خراب تھے اُنکے مسلط ہو جانے سے
بڑے بڑے راجپوت جاگیردار دل مین ناخوش رہنے لگے۔

رام سنگھ پسر ابھے سنگھ والی جودھپور کا بیاہ ایشری سنگھ کی بیٹی کے ساتھ ہوا تھا جودھپور کے سردارون نے رام سنگھ
کو بوجہ بدمزاج ہونے کے جودھپور کی حکومت سے معزول کرکے اُسکے چچا بخت سنگھ کو مسند نشین کیا رام سنگھ
جودھپور سے چلا گیا اور ایشری سنگھ کو لکھا کہ آپ میری مدد کرین اور یہ بھی لکھا کہ سانبھر کا حصہ اس امداد کے عوض مین
آپ کو دیدونگا مگر ایشری سنگھ نے سانبھر کے لینے سے انکار کر دیا اور رام سنگھ کی امداد پر آمادہ ہوکر کیسوداس پسر آیامل
کو مرہٹون کے پاس بھیجکر اُنکی فوج دکن سے بلائی جسکو مدد خرچ مین پچاس لاکھ روپیہ دینا ٹھہرا جب مرہٹون کی فوج آگئی
تو اپنی فوج بھی لیکر ایشری سنگھ جودھپور کی طرف روانہ ہوا اور قریب تھا کہ بخت سنگھ پکڑا جائے یا مارا جائے اس
عرصے مین مرہٹون نے کیسوداس سے روپے مانگے اُسنے رام سنگھ سے کہا رام سنگھ نے جواب دیا کہ فی الحال پی
یسا نہین ہے کام پورا ہو جانے پر دیکھا جائے گا کیسوداس نے اُسکے مقابلے مین سخت کلامی کی رام سنگھ نے ایشری
سنگھ کے پاس پہونچکر شکایت کی ایشری سنگھ کیسوداس پر بہت خفا ہوا اور اُسکو سامنے بلا کر زہر کا پیالہ آگے دھروا دیا اور
حکم دیا کہ اسکو پی جا اُسنے عرض کیا کہ اگر مین نے کفران نعمت کیا ہو تو اس سزا کا سزاوار ہو سکتا ہون اور جبکہ آجتک
آپکا خیر طلب ہون تو یہ سزا کیون دی جاتی ہے ایشری سنگھ نے کہا کہ تمہاری خیریت اسی مین ہے کہ بیچون و چرا
پی جاؤ وہ غریب پی گیا اُسکے پاس ایک انگوٹھی تھی جسکے نگینے کو چوسنے سے زہر اثر نہین کرتا تھا آدمیون نے یہ خبر
ایشری سنگھ کو پہونچا دی اُسنے حکم دیا کہ بیش قبض سے کام تمام کر دو چنانچہ وہ مار ڈالا گیا جب مرہٹون نے [illegible]

امداد نے دست بردار ہوکر لوٹ گئے اور ایشری سنگھ کو یہ کہلا بھیجا کہ دو سال کے بعد تمھارے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائے گا غافل مت رہیو۔ ایشری سنگھ ناکامیابی کے ساتھ جیپور کو لوٹ گیا۔

سمبت ۱۸۰۵ مطابق ۱۷۴۸ء مین قندہار کے بادشاہ احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر حملہ کیا تو محمد شاہ کی طرف سے قمرالدین خان وزیر کے ساتھ ایشوری سنگھ اپنی فوج سمیت مقابلے کو بھیجا گیا حسین شاہی معروف بہ رانی نام اور تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ ایسری سنگھ نے اس لڑائی مین اپنے اسلاف کی شجاعت کے گھمنڈ پر بارہ ہزار راجپوت سوار ونکے ساتھ زعفرانی کپڑے پہن لیے اور یہ اس قوم کے بہادر ونمین لڑکر مارے جانے کیلیے مقرر ہے لیکن اس نے اس لباس کا پاس نہ کیا اور وزیر کے مارے جاتے ہی جان بچاکر اور اپنے نام و ننگ کو بٹہ لگا کر بغیر لڑے بھڑے میدان جنگ سے بھاگ نکلا اس معاملے مین ایک روایت یہ ہے کہ اُسکے ملک پر مرہٹون نے حملہ کرکے فساد پھیلا دیا تھا اسلیئے وہ جیپور کو سیدھا بھاگ گیا وجہ اسکی یہ ہے کہ سمبت ۱۸۰۷ مطابق ۱۷۵۰ء مین دوبارہ مہارانا جگت سنگھ دوم نے ٹونک رام پورہ وغیرہ پرگنے اور چونسٹھ لاکھ روپیہ نقد دینا قبول کرکے ہلکر کو اپنے رشتہ دار مادھو سنگھ کی حمایت پر بلایا اور راو بدھ سنگھ کی بیوہ رانی نے بھی جو سوائی جے سنگھ کی سوتیلی بہن تھی ہلکر کے پاس جاکر دستگیری کی التجا کی کہ بوندی کو ایشری سنگھ کے قبضے سے نکالدے ایشری سنگھ نے اپنی بدمزاجی سے سردارون کو اپنا دشمن بنالیا تھا انھون نے رؤسائے بوندی و میواڑ سے خفیہ سازش کرکے اُنکی تدبیرونکی کامیابی مین ہمہ تن کوشش کی جیپور کا رئیس مرہٹون کی آمد سنتے ہی اُنکے مقابلے کے واسطے اپنی دارالحکومت سے روانہ ہوا اسکو مرہٹون کی فوج کی تعداد کی غلط خبر دی گئی تھی اور عین اُسوقت مین اُسکو معلوم ہوا کہ دغا ہوئی اور جس دیوان کو قتل کیا تھا اُسکے بیٹون پر عتاب کرنے کا نتیجہ جو ہونا چاہیے تھا وہی ظہور مین آیا اسپر کسی ہندی شاعر نے حسب حال دوہا کہا ہے ؎

جب ہی چھوڑی ایسر راج کرن کی آس * منتری موٹا ماریہ کھتری کیشو داس * یعنی جسوقت ایشری سنگھ نے کیشو داس کھتری زبردست وزیر کو قتل کیا اُسی وقت سے اُسکے راج کرنے کی امید قطع ہوگئی ہرسہاے و گردھاری سہاے پسران وزیر مقتول نے مرہٹون سے سازش کرکے اُنکی فوج کی تعداد اپنے آقا کے روبرو بہت کم ظاہر کی اور اُسکو نہایت قلیل جمعیت سے مقابلہ کے واسطے لائے اس فوج کثیر کا مقابلہ کرنا سراسر دیوانگی ہوتی مجبوراً بھاگ کر ایسر گڑھ مین پناہ لی وہان سے دس روز کے محاصرے کے بعد اقرارنامہ واگذاشت بوندی لکھدیا بعض کتابون مین لکھا ہے کہ اس فوج کثیر کے مقابلے کے لیے ایشری سنگھ نے اپنے جاگیردارونکو حکم دیا کہ شرکت اور مدد کرو اُنھون نے جواب دیا کہ ہم سے آپکو کیا سروکار آپکے مصاحب کافی ہین تاہم آپ مقابلے کو نکلینگے تو جو کچھ ہم سے ہوسکیگا وقت پر عمل مین آئے گا ایشری سنگھ سمجھ گیا کہ سب مجھ سے کنارہ کرتے ہین کوئی مدد نہین کرے گا اسلیے ہتک عزت کے اندیشے سے آٹھ برس راج کرکے زہر کھاکر مرگیا ملہار راو نے ایشری سنگھ کی خودکشی کی خبر سنکر مادھو سنگھ کو اودیپور سے بلا لیا ۔۔۔ دونون ایک ہاتھی پر بیٹھکر داخل شہر جیپور ہوے اور مادھو سنگھ کو آسانی کے ساتھ جے پور کا راج اور ہلکر کو مفت مین کئی پرگنے بہت سے روپے سمیت مہارانا سے ملگئے اور مادھو سنگھ سے بھی روپیہ لیکر جیپور سے

واپس چلا گیا اور باقی روپے کی جے پور سے وصولی کے لیے اپنا ایک سردار مع سات ہزار سوار ون کے ساتھ فواح جے پور مین چھوڑ گیا۔

راجہ مادھو سنگھ اول

یہ راجہ سمبت ۱۸۰۸ مطابق ۱۷۵۱ء مین اپنے بڑے بھائی کے بعد راج پاکر انتظام مین مصروف ہوا اگرچہ مرہٹون کو چھوڑ گیا تھا وہ روز سوار ہوکر شہر مین آتے تھے اور طرح طرح سے رعایا کو دق کرتے تھے مجبور ہوکر راجپوتون نے تین چار ہزار سوارونکو قتل کر دیا۔

پھر مادھو سنگھ دہلی کو احمد شاہ بادشاہ کے سلام کے لیے گیا اور شرف باریابی حاصل کرکے امراے حضور جو باہم منافشہ رکھتے تھے انمین صفائی کرادی اور جیپور کو لوٹ آیا۔

قلعہ رنتھنبور جو اپنی مضبوطی اور ناقابل التسخیر ہونے کی وجہ سے مشہور تھا بے کسی قسم کی دردسری کے مادھو سنگھ کے قبضے مین آگیا جسکی تفصیل یہ ہے کہ سلطنت کی کمزوری کی وجہ سے کئی سال سے ملہار راؤ نے اسکا محاصرہ کر رکھا تھا اور فتح کرنے کے لیے بہت زور لگا رہا تھا قلعدار بادشاہی نے سمجھ لیا کہ اب غلہ اور سامان ضروری ختم ہونے کو آیا ایک نہ ایک دن دشمن کے قبضے مین اسکا چلا جانا ضرور ہے مجبوراً اُسنے مادھو سنگھ کے حوالے کر دیا جاتا کہ راجہ جے سنگھ برسون تک اسکی فکر مین رہا مگر نہ لے سکا۔ مادھو پورہ متصل قلعہ رنتھنبور اُسنے آباد کیا مادھو سنگھ نے چاہا کہ دور سے اس قلعہ کو دیکھون چنانچہ دورے کیطرف پہاڑ پر ایک مکان مادھو بلاس نام بنایا اور لاکھون روپیہ لگایا مگر وہان سے قلعہ نہ دیکھ سکا مادھو سنگھ کو قلعہ رنتھنبور پر قابض ہونے سے کوٹہ و بوندی کو ماتحت جیپور رکھنے کی فضیلت کا حیلہ ہاتھ آگیا اور اس ذریعہ سے ہاڑوتی کی کوٹہ و بوندی راج جے پور کی تحصیل خراج کا دعوے قائم ہوگیا وہ کسیطرح کا استحقاق نہ تھا۔ مگر اس دعوے سے کہ بجز سرپرستی اور تخفیف سالانہ آمدنی کے کچھ مقصود نہین ہے بہت رنج و عناد پیدا ہوا۔ جیپور کے اس دعوے سرپرستی سے کوٹے اور بوندی پر ظلم سنگھ کوٹے والے کی شہرت و ناموری شروع ہوئی ہے اس زمانے مین مالک ریاست راؤ درجن سال تھا اسکی ہمت و جوانمردی کب مقتضی ہوسکتی تھی کہ جیپور کے ہمسر رئیس کے دعوے کو کہ اتفاقاً رنتھنبور پر قابض ہوجانے سے اور بہ حیثیت صوبہ بادشاہی اپنی کو نسبتین رتبۂ شاہی حاصل کرنے سے کیا گیا تھا قبول کرے سمبت ۱۸۱۷ مطابق ۱۷۶۰ء کی جنگ بٹوارہ نے اس دعوے کو ہمیشہ کے واسطے رد کر دیا۔ اگر بوندی کی فوج بھی اس لڑائی مین کوٹے والونکے شامل ہوجاتی تو اپنے تحت برادرونکو جیپور کی خراجگذاری سے کہ مجبوراً اسکا اٹھانا پڑتا ہے بچالیتی بٹوارہ کی جنگ کی کیفیت یہ ہے کہ مادھو سنگھ نے ہاڑون سے خراج لینے کا ارادہ کیا اور اس کام کے لیے اپنی کل فوج جمع کی سمبت ۱۸۱۷ مطابق ۱۷۶۱ء مین ہاڑون سے اقبال خراجگذاری کرانے کی مہم آغاز کی احمد شاہ ابدالی نے حملے سے مرہٹے شکست یاب ہوکے دعوے سلطنت سے باز رہے تھے اور راجپوت خود مختار ہوگئے تھے مادھو سنگھ نے اثناے راہ ہاڑوتی مین اونیارہ پر حملہ کرکے اُسکو اپنے راج مین شامل کر لیا وہان سے لاکھاریہ کو گیا اور دکھنیون کو نکالکر اسپر قبضہ

قبضہ کیا اس فتوحات سے اُسنے پار اور چمبل ندیون کے موقع اتصال پر بمقام پالی گھاٹ عبور کیا سلطان پور کے ہاڑا سردار پر جسکے ذمے اس گھاٹ کی حفاظت تھی ناگہانی حملہ ہوا مگر اُسنے بھی اپنے بھائیون کو جمع کر کے مقابلہ کیا مگر تے وقت وہ دونون ہاتھ پھیلا کے زمین کو چپٹا جیپور والوئین سے بعض لوگ خوش ہوئے مگر جو دور اندیش تھے انھون نے اسکو شگون بد سمجھا کہ مرنے کے وقت بھی ہاڑا زمین کو نہین چھوڑتا ہے اس فتح سے خوش ہوکے نصرت مند براہ خاص کوٹہ کے بھٹورہ تک پہونچے وہان انکو پانچہزار ہاڑے ایک باپ کی اولاد مقابلے کے واسطے تیار ملے اگرچہ تعداد مین جیپور کی فوج زیادہ تھی مگر ہاڑے اپنی زمین و عزت بچانے کے واسطے جان دینے کو مستعد تھے کل کچھواہے سوارون نے یکبارگی حملہ کیا مگر فتح کے یقین سے اُنھون نے اپنے گھوڑون کو پہونچنے سے پیشتر تھکا دیا تھا۔ ہاڑون نے استقلال اور مضبوطی سے مقابلہ کیا اور اُنکے حملے سے منتشر و آشفتہ نہ ہوے اُنکی کمک اور آئی پیادہ و سوار شامل ہو گئے اور کشت و خون ہونے لگا اسوقت کوٹے کے فوجدار ظالم سنگھ جھالا نے عجیب بات کی کہ عین لڑائی کے وقت گھوڑے سے اتر کے مع اپنے ہمراہیون کے پیادہ پا لڑنے لگا اور جس دانائی نے اسکو مشہور و نامور کیا ہے اول مرتبہ ثابت کر کے فتح حاصل کی ملہار راو ہلکر اپنی بقیہ فوج سے اسی نواح مین مقیم تھا مگر شکست پانے سے ایسا پست ہمت ہو گیا تھا کہ فریقین سے کسی کے شریک ہونے کی جرأت نکر سکا۔ ظالم سنگھ نے اُس سے جا کر التجا کی کہا اگر تم لڑ نہین سکتے ہو تو صرف جیپور کی فوج کے گرد پھر کے لشکر کو لوٹو اُسے یہ اشارہ کافی تھا فوراً آ پہونچا غارتگری لشکر کی خبر سنتے ہی کوٹہ والون نے جوش و خروش سے حملہ کیا اور جیپور کی فوج ششدر ہو کے بھاگی ہاڑون کی تلوار نے اُنکے تعاقب مین خون کا سیلاب جاری کر دیا سرداران ماچیڑی والیسر دیوسا نگر وبارول واچرول اور امیر کے کل اُوت دبو او جھول اور آوٹ کوٹے کے پانچہزار ہاڑون کو پشت دیکر بھاگے بوندی والے اگرچہ جمع ہوئے تھے مگر شریک جنگ نہ ہونے سے اپنی کوٹریونکو خراج سے بچانے کا عمدہ موقع کھو بیٹھے منہزمونمین سے اکثر لوگ قید ہوے آنبیر کا پچرنگا جھنڈا ہاڑون کے ہاتھ آیا۔ جنگ بھٹورہ نے دعوے خراج کا یکبارگی فیصلہ کر دیا کہ اُسوقت سے کچھواہون نے کبھی نام نہین لیا ہے اس فتح کی یادگار مین ہاڑے ہر سال دسہرہ کے اجتماع مین مصنوعی آمیر بنا کر اُسکو فتح کرتے ہین راجہ مادھو سنگھ نے نرو کا پرتاپ سنگھ جاگیردار ماچیڑی کو کسی قصور پر جلاوطن کر دیا تھا جو بھرتپور کے راجہ جواہر سنگھ کے پاس جا رہا تھا اور وہان سے اُسکی جاگیر مقرر ہو گئی۔ جواہر سنگھ نے جیپور کے معاملات مین ابتری دیکھکر ضلع کما نا طلب کیا اور نہ پایا تو وہ ناراض ہوا جواہر سنگھ کی روز افزون ترقی سے جیپور کے رئیس اور سردارونکو گونہ حسد تھا اور وہ اسی ناراضی کی وجہ سے لشکر لیکر بغیر اطلاع کئے جیپور کے علاقے مین ہوکر پکلر اشنان کے واسطے گیا اور وہان راجہ بجے سنگھ والی ماروار سے بہ تبادلہ دستار رابطۂ اتحاد و اتفاق مستحکم کیا یہ امر باعث تھا کہ ہر سہلے وگور سہلے مشیران ریاست راجہ مادھو سنگھ والی جیپور کو ناگوار ہوا کہ اُنکی صلاح سے اُسنے ایک خط بھیجکر لکھا کہ میری ریاست مین سے مراجعت نہ کرین اور سرداران ریاست کو بھی مقابلے کے واسطے جمع کیا مہاراجہ جواہر سنگھ نے راجہ جیپور کی اس تحریر پر کہ بیوجہ اور بے معنی تھی لحاظ نہ کر کے اسی راستے سے مراجعت کی اثنائے راہ مین جیپور کی فوج سد راہ ہوئی پھر تب نوبت

اپنے ملک والون یعنی جیپور کی فوج مین آملا اور بشمول دیگر کچھواہون کے بھرتپور والون سے برسر مقابلہ ہوا اور
اپنی پناہ دہی اور مہمان نوازی کا حق فراموش کیا ماونڈہ کے مقام پر دونون افواج مین سخت مجادلہ و خونریزی
وقوع مین آئی جواہر سنگھ باوصف نقصان کثیر ملازمون کے صحت و سلامتی سے داخل بھرتپور ہوا مگر راج
جیپور وہانکے تقریباً کل نامی بہادرون کے مارے جانے سے تباہ و برباد ہوگیا ماچیری یعنی الور کی علیحدہ ریاست ہونیکا
باعث یہی لڑائی تھی کیونکہ مادھو سنگھ نے لڑائی کے بعد پرتاپ سنگھ کے قصور معاف کرکے اسکو ماچیڑی کی جاگیر
واپس دیدی جسکو اسنے کچھ عرصے کے بعد ترقی دیکر دہلی کے آخری بادشاہ شاہ عالم ثانی کی سند سے خود مختار ریاست
بنا لیا۔ مادھو سنگھ نے اس جنگ کے ختم ہونے سے چوتھے دن پیچش کے عارضے سے سمبت ۱۸۲۵ مطابق ۱۷۶۸ء
مین سترہ برس راج کرکے وفات پائی۔ مولوی محمد مخدوم نے تاریخ آنور و تجارا مین وفات کا سمبت ۱۸۲۴ لکھا ہے
جس کے بعد رئیسون کی کم عمری اور کم عقلی اور کامدارونکی شرارت اور خود مطلبی سے ریاست نے بہت نقصان اٹھایا
اسکے دو بیٹے تھے (۱) پرتھوی سنگھ ولیعہد (۲) پرتاپ سنگھ۔

راجہ پرتھوی سنگھ

یہ چھہ سات برس کی عمر مین اپنے والد کے بعد راجہ ہوا اور اسکے چھوٹے بھائی پرتاپ سنگھ کی مان چونڈاوتنی
راج کا انتظام کرنے لگی ٹاڈ صاحب کہتے ہین کہ یہ رانی بڑی بلند نظر اور مستقل مزاج تھی مگر اسکے منظور نظر فیروز نامی
فیلبان نے اسکو بدنام کر رکھا تھا رانی نے زیادہ مہربانی سے فیلبان مذکور کو مصاحب کا درجہ دیدیا تھا اور ریاست
سرداران راج مین معزز کیا تھا جس سے اکثر سردار ناراض ہوکر اپنی جاگیرونکو چلے گئے۔ رانی نے بلا امداد سرداران
اجرائے کار ریاست کرنا چاہا اور اس غرض سے ابناجی نامی پردیسی کے تحت مین فوج نوکر رکھکر اسکی معرفت
ملک کی جمع وصول کی۔ آخر ہمت رام دیوان اور خوشحالی رام بوہرہ مصاحب تھے اگرچہ یہ دونون شخص بہت
ہوشیار تھے مگر فیلبان رانی کے مزاج پر ایسا حاوی تھا کہ اسکے روبرو کسیکی پیش نہین جاتی تھی اودے پور
کی ریاست مین بنائی ہوئی تاریخ مین ہے کہ پرتھوی سنگھ مسند نشینی سے نو برس کے بعد سمبت ۱۸۳۴ مطابق ۱۷۷۸ء
گذر گیا جسکی موت گھوڑے سے گر کر بیان کیجاتی ہے لیکن پرتاپ سنگھ کی مان چونڈاوت رانی پر اسکے بیٹے کو
راج ملنے کی غرض سے زہر دینے کا بھی الزام لگایا جاتا ہے اور روشن رائے سے جو نسخہ منقول ہے اسمین لکھا ہے
کہ اسنے کشتے کا استعمال کیا اسمین غلطی ہونے سے خرابی پیدا ہوگئی جس سے مرگیا۔
پرتھوی سنگھ کی باوجودیکہ ہنوز سن تمیز کو نہین پہونچا تھا اور ماجی چونڈاوتنی کے پاس رہا کرتا تھا دو شادیان
ہوگئی تھین ایک بیکانیر مین دوسری کشن گڑھ مین کشن گڑھ والی رانی سے مان سنگھ نام لڑکا پیدا ہوگیا تھا اسکو
بخوف ہلاکت اول کشن گڑھ لے گئے اور جب وہان بھی صورت امن کی نظر نہ آئی تو گوالیار کے لشکر مین بھیجا گیا
جہان مدت تک سیندھیا کی حفاظت مین رہکر ریاست کی امید دوسرے جہان کو اپنے ساتھ لے گیا جیسا کہ
تحفہ راجستان مین بیان کیا ہے۔

راجہ پرتاب سنگھ

اسکو اپنے بڑے بھائی کے بعد سمبت ۱۸۳۴ مطابق ۱۷۷۸ء مین راج ملا دہلی کا آخری بادشاہ شاہ عالم ثانی اپنے
بسال نوین جلوس مین سردارون کا فساد دور کرنے کو فوج لیکر جیپور آیا راجہ بادشاہ کی سند کے لیے شہر سے نکلا
عبدالاحد خان نے بہت چاہا کہ میرے ذریعہ سے ملازمت کرے مگر اسنے مرزا نجف خان کے آنے تک سلام ملتوی
رکھا اور مرزا کے آنے کے بعد بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا راجہ نے ایک ہزار اشرفی اور دو لاکھ روپیہ
نذر مین پیش کیا بادشاہ نے بھی خلعت اور راج تلک دیکر نارنول وغیرہ کا علاقہ جو ضبطی مین آگیا تھا جیپور والون
کو واپس دیا اور آپ دہلی کو لوٹ گیا تھوڑے دنون کے بعد ماچیڑی والے پرتاپ سنگھ نروکا کو جسکی اولاد مین کہ ریاست
الور ہے مغلوب کرنے کے لیے راج گڑھ پر چڑھائی کی اتنا زور سے حملہ کیا کہ نزدیک تھا کہ قلعہ خالی ہو جاے اور راؤجی کو
گرفتار ہو جاتے خوشحالی رام دیوان نے سفارش کرکے صفائی کرا دی اور راجہ جے پور کو لوٹ گیا اسکے بعد پرتاپ سنگھ
نروکا نے بادشاہی سردار نجف خان کو آگرے سے جاٹون کی بیدخلی اور بھرت پور کی ضبطی مین بہت مدد دی جس سے
بادشاہ نے اسکو راؤ راجہ خطاب اور جاگیر کی سند بلا وساطت جیپور عنایت کی اس ذریعہ سے پرتاپ سنگھ کو
خود مختار ریاست الور قائم کرنے کا حوصلہ ہوا اور چندراوتی رانی نے بھی اپنی طرف سے فیروز فیلبان کو بادشاہی دربار
مین سپہ سالار افواج جیپور بنا کر روانہ کیا اور اسنے افسر فوج شاہی کے لشکر مین راؤ راجہ پرتاپ سنگھ سے مساوی
درجہ کی ملاقات کی راؤ نے دل مین حسد اور بظاہر دوستی کرکے ایک دعوت کے موقع پر کھانے مین زہر دلوا کر مروا دیا
جب فیلبان مر گیا تو راؤ راجہ بھی انتظام جیپور مین خوشحالی رام کا شریک ہو گیا اسی اثنا مین راجہ جے پور کی والدہ مہارکا
بھی انتقال ہو گیا اب خوشحالی رام خزانچی جو پہلے راؤ راجہ کا نوکر تھا جیپور مین بہت زور پکڑ گیا۔ ابھی راجہ پرتاپ سنگھ
ایسا ہوشیار نہین ہوا تھا کہ بلا اعانت انتظام راج کر سکتا راؤ راجہ اور یہ خوشحالی رام دونون حریص تھے انمین
بہت جلد نا اتفاقی پیدا ہو گئی خوشحالی رام نے فوج شاہی کا ایک دستہ بافسری ہمدان خان طلب کیا اس پر وہ
نزاع و فساد پیدا ہوا کہ جسکے سبب سے مرہٹون کی مداخلت ہوئی۔

سمبت ۱۸۴۳ مطابق ۱۷۸۶ء مین راجہ پرتاب سنگھ نے ہوشیار ہو کر مرہٹون کو راجپوتانے سے نکالنے کے لیے جودھپور
کے راجہ بجے سنگھ سے مدد چاہی جسنے اپنے ماتحت جاگیردار دیکر فوج کو دیکر اسکے پاس بھیجدیا - راجہ اپنے مددگارون
کے ساتھ جن مین بادشاہی افسر اسماعیل بیگ اور ہمدانی وغیرہ بھی شامل تھے مقام تونگہ پر لال سوٹ کے
قریب مقابلے کو پہونچا - لڑائی مین راٹھورون نے سیندھیا کے توپخانے پر بہادرانہ حملہ کیا اور سیندھیا کی فوج کو جسمین
جنرل ڈیبائن کی پلٹن بھی تھی شکست فاش دی سیندھیا میدان جنگ سے بھاگ کر متھرا کو گیا اور کئی سال تک
اس شکست کے نقصان کی تلافی نہ کر سکا راجپوتون کو فتح کامل حاصل ہوئی راٹھورون نے دھابھائی کو
بھیجکر اجمیر پر قبضہ کر لیا اور [illegible] باجگذاری منسوخ کر دیا جنرل کومٹی ڈی بائن کو اس شکست سے بڑی غیرت آئی
اسنے باوجود تھوڑی سیندھیا کے عمدہ قواعد دان فوج تیار کی اور یہ سپاہ راجپوتانہ کو روانہ ہوئی راٹھور بھی

درپاسہ کچھوا ہونکی مدد کو آپہونچے لیکن اُنکے کسی خوشامدی بھاٹ نے ایک دوہا اس مضمون کا بنایا کہ۔
راٹھوڑون نے جیپور والونکی ڈوبی ہوئی عزت کی ناؤ کو بچایا ہے۔
اس ہجو پر کچھوا ہون نے رنجیدہ ہوکر سیندھیا کے ساتھ خفیہ عہدنامہ کرلیا کہ ہم لڑائی سے علیحدہ رہینگے راٹھوڑون نے دشمن کے اپنے علاقے تک پہونچنے اور حملہ کرنیکا انتظار نہ کرکے مقام پاٹن واقع تورا واٹی پر کہ جیپور سے شمال مین ہے کچھوا ہونکے شامل ہوکر سیندھیا کی فوج کا مقابلہ کیا اپنی عادت معہودہ کے موافق راٹھوڑون نے ڈیڑھ پائینگی توپون پر حملہ کیا اور جو مقابل مین آیا اُسے تہ تیغ کیا مگر مدد نہ پہونچنے پر توپخانے کی گراب گولونکی مار مار سے ہزارون طعمۂ اجل ہوکر مجبور میدان جنگ سے بھاگے راستے مین عام زمیندارون نے انکی سواری وکل سامان چھین لیا جیپور کے بھاٹون نے خوب ہی اس مضمون کا کبت بنایا کہ راٹھوڑ لوگ گھوڑا سجاڑا پگڑی - موچھین اور تلوار بھاری سمجھ کر میدان مین چھوڑ بھاگے اس فضول نا اتفاقی سے جو راجپوتانے کی خرابی کا باعث ہوئی مرہٹون نے راٹھوڑونکو دوسری بار مقام میرٹھ پر شکست دیکر ساٹھ لاکھ روپیہ بطور جرمانہ لیا اور جسقدر روپیہ میسر نہ آیا اُسکے عوض مین مال واسباب فروخت کرایا۔

سمبت ۱۸۴۸ مطابق ۱۷۹۱ء مین پاٹن کی لڑائی اور راٹھوڑون سے اتفاق فسخ ہونے کے بعد تکاجی راؤ ہلکر نے جیپور پر حملہ کرکے سالانہ خراج مقرر کیا جو کچھ عرصے تک فوج خرچ کے طور نواب امیر خان کو اور آخرکار مہاراجہ جگت سنگھ کے وقت مین سرکار انگریزی کو دیا جانا قرار پایا۔ جیپور کے جاگیردار باوجودیکہ بیشتر حاصل زمینون پر قابض تھے مگر راجہ کی اطاعت مین دریغ کرتے تھے کیونکہ راجہ آرام طلب اور عیاش آدمی تھا اور مصاحب بھی ایسے ہی تھے یہی وجہ ہے کہ نروکا راؤ راجہ پرتاپ سنگھ جو تین چار ہزار سوار کی نوکری کی تاجپیڑی کی جاگیر رکھتا تھا رفتہ رفتہ جیپور کا بہت سا علاقہ دباکر ایک والی ملک بنگیا اسیطرح دوسرے جاگیردارون نے بھی عہدہ پیدا کرلیا۔

راجہ پرتاپ سنگھ کے عہد مین خانگی جھگڑون اور مرہٹون کی لوٹ مار سے راج جیپور نہایت تباہ حالت کو پہونچا اور غارتگرونکو متواتر روپیہ دیا گیا اس سے خزانہ خالی ہوگیا مگر جیپور کے خزانے مین اس کثرت سے روپیہ تھا کہ باوجودیکہ مادھو سنگھ نے حصول ریاست کے واسطے زرکثیر برباد کیا اور ایام نابالغی پرتھی سنگھ و پرتاپ سنگھ مین مصارف عظیم ہوتے رہے اور ۱۷۸۶ء مین تونگہ کی فتح پر راجہ پرتاپ سنگھ نے صرف خیرات مین چوبین لاکھ روپیہ تقسیم کیا لیکن پھر بھی مالی حالت خراب نہ ہوئی راجہ پریشانی کے وقت سمبت ۱۸۵۹ مطابق ۱۸۰۳ء مین چھبیس برس راج کرکے مرگیا۔ اور اسکا بیٹا جگت سنگھ وارث رہا۔

راجہ جگت سنگھ

سمبت ۱۸۵۹ مطابق ۱۸۰۳ء مین اپنے والد کے مرنے سے راج پانے کے بعد سرکار انگریزی کے ساتھ عہدنامہ قبول کیا اس عہدنامے کا اول نتیجہ یہ ہوا کہ ریاست جیپور نے نواب وزیر علیخان کو جو لکھنؤ کی حکومت سے خارج ہونے کے بعد بنارس کے ریزیڈنٹ چیری صاحب اور دوسرے افسرونکو قتل کرکے جیپور مین پناہ پذیر ہوا تھا گرفتار کرادیا باوجودیکہ بابر نے اس سے پگڑی بدلی تھی اور راجہ کی مان نے اسکو بیٹا بنایا تھا۔ منشی ذکاء اللہ صاحب

تاریخ ہندوستان مین لکھتے ہین کہ جب وزیر علیخان کے جیپور مین پناہ پذیر ہونے کی خبر گورنمنٹ مین پہونچی تو
کپتان کولنس رزیڈنٹ مہاراجہ سیندھیا نے راجہ جےپور کو لکھا کہ تم وزیر علی کو ہمارے حوالے کردو تو ہم تمکو جسقدر چاہے
دینگے راجپوتون کا دھرم ہے کہ جو شخص انکی پناہ مین آئے خواہ وہ قاتل ہی کیون نہو اسکو بھی دشمن کے حوالے نہین
کرتے مگر یہ وقت تو انقلاب کا تھا سارے دھرم کرم اپنی جگہ پر تھے راجہ نے دیکھا کہ مفت بدنامی مین زر و جواہر
ہاتھ لگتے ہین اسلیے اُسنے کچھ اسکا دھیان نہین کیا کہ ہمیشہ کو کلنک کا ٹیکہ لگے گا سرکار انگریزی سے روپیہ اور
وزیر علی سے جواہر لیکر سرکار کے حوالے اس شرط کے ساتھ کردیا کہ وہ جان سے نہ مارا جاسکے اُسکے پاؤن بیڑیان
پڑین مہمان کی مہمانداری کا یہ حق ادا کردیا کہ اُسکی جان بچادی بہرصورت جس منشا سے سرکار نے عہدنامہ کیا
تھا وہ اسکو حاصل ہوگئی۔

اگرچہ اس گرفتاری سے راجہ جےپور کی ہندوستان مین بدنامی ہوئی مگر یہی ثبوت کامل اس بات کا ہے کہ
ریاست جےپور اپنے عہد و پیمان پر ثابت قدم رہی۔ لیکن اس زمانے کے مدبرون نے اس وفاداری کا احسان
نہ مانا اس سے جیپور کی عافیت اور سرکار انگریزی کی نیک نامی مین خلل واقع ہوا یعنی ۱۸۰۵ء مین بعہد حکومت
لارڈ کارنوالس گورنر جنرل جنکو ریاستون سے عہد و پیمان کرنا قرین مصلحت نہ معلوم ہوا عہدنامہ فسخ ہوکر جیپور
کو بے مدد چھوڑا گیا مرہٹون نے سرکار انگریزی کا رفیق ہونے کی وجہ سے زیادہ حریف جانکر تاخت و تاراج کیا تاہم
جگت سنگھ نے بشمول لارڈ لیک ہلکر سے بدل و جان مقابلہ کرکے اپنی طرف سے تعہد کو قائم رکھا اور لیک صاحب نے
سرکار انگریزی کی حفاظت بدستور جاری رکھنے کا اقرار کیا مگر سر جارج بارلو صاحب کو بھی اپنے متقدم لارڈ کارنوالس
صاحب کی راے پسند ہوئی اور لارڈ لیک کے عذرات پر مطلق التفات نہ کیا اسی موقع پر جیپور کے وکیل نے لارڈ لیک
سے کہا تھا کہ ہندوستان مین انگریزی عملداری ہونے کے وقت سے صرف اسی مرتبہ سرکار انگریزی نے اپنے
ایمان کو آسائش پر موقوف رکھا ہے اس عہدشکنی پر حکام انگلستان نے بہت اعتراض کیا اور ۱۸۱۳ء مین حکم صادر
ہوا کہ جب موقع ہو جےپور کو از سر نو حفاظت انگریزی مین لیا جائے مگر بسبب درپیشی جنگ نیپال بہتر متصور ہوا
کہ جبتک بشمول تدبیر عام استیصال پنڈارون کے پیش نظر نہ ہو اس حکم کی تعمیل ملتوی رہے ریاست کو
سرکاری عہدنامے پر وثوق نرہا تھا باوجودیکہ اُسنے ابتدائے عہدنامے کی پابندی مین راجپوتی آن توڑی
اور اپنے سر نامی پناہ دئے ہوے مفرور کو سپرد کردیا حالانکہ پناہ دہی مفرور کے استحقاق کی برابر کسی امر کو راجپوت
رئیس باعث عزت و ناموس نہین سمجھتے ہین اور جو شخص ریاست مین پناہ پذیر ہوا اسکو سپرد کرنا باعث ننگ
و ذلت بلکہ موت معصیت سمجھا جاتا ہے۔

ریاست نے انگریزی سرکار کو مطلب کا پابند خیال کرکے ۱۸۱۸ء کے عام عہدنامے سے انکار کیا لیکن جب سرکار
نے یہانکے ماتحت ٹھاکرون کو خود مختار بنادینا چاہا تو لاچار راجہ کی طرف سے ٹھاکر بیری سال نے مسٹر چارلس
مٹکاف رزیڈنٹ کی معرفت عہدنامہ تحریر کیا جس کی رو سے خراج سرکار کو دینا اس طرح طے پایا سال اول

بوجہ زیر باری معاف۔ سال دوم چار لاکھ سکۂ دہلی۔ سال سوم پانچ لاکھ۔ سال چہارم چھ لاکھ۔ سال پنجم سات لاکھ
سال ششم آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ جب تک آمدنی ریاست چالیس لاکھ سے تجاوز نہ کرے اور چالیس لاکھ روپے سالانہ سے
زیادہ خالصے کی آمدنی ہونے پر خراج بھی قاعدے کے ساتھ بڑھایا جانا قرار پایا ٹاڈ صاحب کہتے ہین کہ جگت سنگھ
کی طرح بد وضع اور بدمزاج کوئی راجہ اُسکے خاندان مین نہین ہوا۔

ایک ہندو مورخ جو ریاست کا طرفدار ہے لکھتا ہے کہ جگت سنگھ اپنی قوم اور زمانے مین سب سے زیادہ عیاش اور
بدچلن رئیس ہوا ہے اگر اُسکے عہد کے واقعات لکھنے کے قابل ہوتے تو اُسکی تاریخ ایک علحدہ جلد ہوتی مگر وہ ایسے لغو اور
فحش ہین کہ اُنکے لکھنے مین اپنے وقت کا ضایع کرنا اور ناظرین کے دلون مین مطالعہ کتاب سے نفرت پیدا کرنا ہے مگر
مختصر یہ ہے کہ اُسکے عہد مین غیر ریاستونکی حملہ آوری شہرون کا محاصرہ غارتگرون کی تاخت و تاراج ملک کی خرابی رعایا
کی تباہی متواتر جاری رہی۔ رسکپور نامی ایک ادنی کسبی نے وہ فروغ پایا کہ اُسکے مقابلے مین عمدہ خاندان کی رانیان
گرد ہوگئین اسپر یہانتک عنایتین ہوئین کہ اُسکو راج کے نصف ممالک کی رانی کر دیا اور راج کا کل سامان بلکہ
راجہ سوائی جے سنگھ کا کتب خانہ تک نصف اسکو تقسیم کردیا جے مندر کا خزانہ جسکی حفاظت مین کالی کھوہ کے مینے
دل و جان تصدق کرتے تھے مفت فضول خرچی مین تلف کردیا۔ تجارت مین خلل واقع ہوا زراعت جلد موقوف
ہوگئی کسی روز رونڈا رام خیاط مختار ہوا دوسرے روز کوئی بقال ہوا تیسرے روز برہمن مقرر ہوا اور پھر ایکبارگی باری
سے ناہرگڑھ کے جیل خانے مین بھیجا جاتا تھا۔

رسکپور کا نام سکے مین درج کرادیا راجہ کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہوکر نکلتی تھی سردارونکو حکم تھا کہ مثل رانیون کے
اُس کا ادب و تعظیم کرین مصر شیو نرائن برہمن اُسکو بائی جی کہکر پوجتا تھا مگر چاند سنگھ سردار دونی نے ہر اس جلسے مین جسمین
وہ کسبی موجود ہوتی شریک ہونے سے انکار کیا اس علت مین اسپر دو لاکھ روپیہ کہ اُسکی چار سال کی آمدنی تھی جرمانہ
ہوا سرداران ریاست راجہ اور اُسکی حکومت سے ایسے تنگ ہوگئے تھے کہ ایک دفعہ اُسکو گدی سے اُتار دینے کی
تجویز کی اور اگر رسکپور کو ناہرگڑھ مین قید نہ کردیا جاتا تو یقین ہے اس تجویز پر ضرور عمل کرتے۔

سمبت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۸ء۔ ۲۱ دسمبر کو راجہ جگت سنگھ نے سترہ برس راج کرکے اپنی بدنام زندگی اختتام کو پہنچائی
اُسکی وفات پر کسی کو افسوس نہ ہوا بلکہ کل راجپوتون نے بالاتفاق کہا کہ آج بیکنٹھ کا دروازہ کھلا ہے منشی جوالا سہائے
نے وقایع راجپوتانہ مین انھین الفاظ سے لکھا ہے۔ راجہ جگت سنگھ لاولد تھا مسند نشینی کے واسطے کسی کو گود لینا ضرور
ہوا اور کچھ واہون مین کوئی ایسا نہ تھا جو بلا اعتراض راجہ ہوسکے اس واسطے بعض لوگون نے نرورگ نکالے ہوئے
راجہ موہن سنگھ کچھواہہ کو جسکا علاقہ سیندھیا نے چھین لیا تھا گدی پر بٹھا دیا لیکن وہ رانیون اور بڑے سردارون
کی ناراضگی کے سبب علحدہ کردیا گیا اور ایک بھٹیانی رانی کے آٹھ مہینے کا حمل تصدیق کئے جانے کے بعد سمبت ۱۸۷۶
مطابق ۱۸۱۹ء ۲۵۔ اپریل کو ایک لڑکا پیدا ہوا جسنے تیسرے جے سنگھ کے نام سے شہرت پائی باشندگان
جیپور کو اس وقت جو خوف تھا کہ رفع فساد کے حیلے سے سرکار انگریزی مداخلت کرکے ملک ضبط کرلیگی وہ جاتا رہا۔

اس جگت سنگھ نے راجپوتانے مین ایک اورطرح بھی فساد عظیم پیدا کرایا جسکی تفصیل یون ہے کہ مہارانا
بھیم سنگھ کی دختر جسکی منگنی پہلے جودھپور کے مان سنگھ سے ہوکر بھیم سنگھ نے چھڑالی تھی مہارانا کے ایما سے
جگت سنگھ کو تحریک کی گئی اور اُس کے عشق باز مزاج کو کشن کمار کے حسن وجمال نے اپنی طرف ایسا کھینچا
کہ اُس نے شادی کرنے کی درخواست کی۔ دونون رقیبون یعنی راجہ مان سنگھ والی جودھپور اور راجہ
جگت سنگھ والی جیپور کے درمیان سوائی سنگھ سردار جودھپور کی شرارت اور فتنہ پردازی سے فساد عظیم برپا ہوا
نواب امیرخان نے جسکو اول راجہ جیپور نے بلایا تھا اور پھر اُسکے نقض عہد کرکے اُس سے مخالفت کرلی اسلیے والی
جودھپور نے خرچ جنگ مقرر کرکے اپنی طرف کرلیا جیپور والونکو خوب تباہ کیا بلکہ قریب قریب سارا راجپوتانہ تباہی
مین مبتلا ہوگیا کسی قسم کی بدنامی نتھی جو ان دونون راجون اور اُنکے ہمراہیون نے حاصل کی۔ قتل غارت
کا بازار برابر گرم رہا مگر دونون رئیسون مین سے کوئی اپنے دعوے سے دست بردار نہ ہوا اور ملک مین سیلاب خون
جاری ہوا انجام کار نواب کے مشورے سے قرار پایا کہ سبب فساد گم ہوجائے کہ کشن کمار کہ جو راجستان مین بربادی پھیلنے
کے باعث وبال راجستان سمجھی گئی مار دیجائے۔

راجہ جے سنگھ سوم

یہ سمبت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۸ء مین پیدا ہوئے، سرڈیوڈ اکٹرلونی انگریزی سفیر دہلی کی صلاح و منظوری سے راج کا
مستحق مانا گیا اور جگانون سردارون نے خالصے کے دبالئے تھے وہ اُنکے قبضے سے نکالے جاکر قدیم دستور کے
موافق راج اور جاگیردارونکے معمولی برتاؤکی ہدایت کردیگئی۔ دوسری سال رانی مختار کی ناقص اور بدنام
کارروائی سے فساد ہوکر محل کے اندر فوجی رام وغیرہ کئی اہلکار مارے گئے جس پر ونیزیبل نے نگرانی کے خیال سے
ایک پولیٹکل افسر کپتان سٹوئرٹ کو خاص جیپور مین مقرر کیا۔ رانی نے راول بیری سال دیوان کے برخلاف
ایک حرامخور چھوتارام کو مصاحب بنالیا۔ لیکن پولیٹکل افسر نے سرکاری منشا سے بدصلاح کارون کو بیدخل اور
راول کو با اختیار کرادیا۔ تین برس کے بعد راول دیوان جان کے خوف سے ایجنسی مین جا چھپا جسکو سرڈیوڈ
اکٹرلونی نے دیوانی سے موقوف کرکے رانی کو اختیار سونپ دیا لیکن چھوتارام پھر سخت نالائق ثابت ہونے پر کئی
برس کے لیے جلاوطن کیا گیا۔ سمبت ۱۸۸۲ مطابق ۱۸۲۶ء مین میجر لو پولیٹکل اجنٹ نے انتظام کی نظر سے
سردارونکو جمع کرکے راے لینی چاہی جنمین سے کسی نے بھی راجپوتانے کی عادت کے موافق سب کے سامنے
اپنا منشا ظاہر نہ کیا تب میجر صاحب نے ایک ایک کو علحدہ کمرے مین بیجا کر اونکی راے کا اندازہ لیا تو معلوم ہوا
کہ اکثر بڑے درجے کے سردار راول کے برخلاف اور رانی سے رضامند ہین اسپر سر چارلس مٹکاف نے
راول کو دوبارہ بے اختیار کرکے چھوتارام کو واپس آنے کا حکم دیدیا فوج نے باقی تنخواہ نہ ملنے کی فریاد
مین شہر پر توپخانہ اٹھایا یہ بغاوت پولیٹکل اجنٹ کے سمجھانے اور تنخواہ لجانے سے دور ہوئی۔
سمبت ۱۸۸۸ مطابق ۱۸۳۱ء مین لارڈ ولیم بینٹنگ گورنر جنرل نے اجمیر آکر راجپوتانے کی تمام افسری

دہلی سے علیحدہ کرکے کرنل لاکٹ کو اول بار اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ مقرر کیا۔ اسی برس شیخاوٹی مین زیادہ لوٹ مار ہونے کے سبب نمک کی سانبھر جھیل پر کچھ عرصے تک انگریزی فوج رکھی جاکر اُسکا چودہ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ جیپور کے ذمے ڈالا گیا۔ راج پر بارہ لاکھ روپیہ سرکاری خراج باقی رہنے اور بہت سی خرابیون کے وقت راجہ کی والدہ اسی سال کے اندر انتقال کرگئی۔ جس سے جھوتارام نمک حرام کو اپنے مختار رہنے کی غرض سے نوجوان رئیس کے ہلاک کرنے اور ایک بچے کو وارث بنانے کے سوا کوئی تدبیر نہ سوجھی

سمبت ۱۸۹۱ مطابق شروع سنہ ۱۸۳۵ء مین راجہ جے سنگھ تیسرے کو ستروبرس کی عمر مین محل کے اندر دفعتًہ داغ دیا گیا جس سے جھوتارام پر زہر دینے کا الزام قائم ہوا۔ کرنل آلوس اجنٹ گورنر جنرل کے جلد جیپور آنے کے بعد قتل کا کوئی پختہ ثبوت نہ ملنے سے جھوتارام قلعۂ دیوسہ مین دائم الحبس کیا گیا اور کنور رام سنگھ کی والدہ چندروز مختار ہوئی۔ جس سے پھر ثابت ہوا کہ عورتون کے کامل اختیار اور اُنکے نالائق مددگارون سے تباہی کے سوا کوئی اچھا نتیجہ نہین نکلتا۔

مہاراجہ رام سنگھ دوم

یہ سمبت ۱۸۹۱ مطابق سنہ ۱۸۳۵ء مین جبکہ سوا برس کی عمر کا تھا رئیس مانا گیا اور اُسکی والدہ محافظ اور مختار قرار دی گئی کئی مہینہ کے بعد پولیٹکل اجنٹ نے جھوتارام کے طرفدارونکو برطرف اور راول کو دیوان بنانا چاہا اُس موقع پر اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ جب اپنے اسسٹنٹ مسٹر بلیک وغیرہ کے ساتھ راول کے اختیار ملنے کا حکم سنا کر محلون سے واپس چلا تو فسادیون مین سے ایک شخص نے اجنٹ گورنر جنرل کو تلوار سے زخمی کیا مسٹر بلیک نے فورًا مجرم کو پکڑ کر قیدخانے مین بھجوایا اور اجنٹ گورنر جنرل پالکی مین پڑکر ایجنسی پہونچا شہر والون نے بلیک صاحب کے کپڑے خون سے بھرے ہوئے دیکھکر شور مچا دیا کہ یہ صاحب کم عمر مہاراجہ کو مار کر جاتا ہے اس غلط افواہ سے سیکڑون آدمی اُسپر دوڑ پڑے اور وہ شہر کا دروازہ بند پاکر ہاتھی پر سے ایک مندر کی چھت پر کود گیا۔ جہان اُسکو پہرے والے مینون نے بیرحمی سے قتل کرڈالا۔ تین چپراسی۔ ایک چتر دار اور ایک فیلبان بھی اس بلوے مین مارے گئے۔ راول نے قاتل مینون کو پھانسی دلواکر سرکاری کمیشن کو بہت مدد دی جسکی تحقیقات سے جھوتارام کا دوست دیوان امر چند وہدایت اللہ وغیرہ قتل اور خود جھوتارام و حکم چند ہمیشہ کو قلعہ چنار مین قید کئے گئے۔

اس بیہودہ فساد کے سبب راول اور رانی مختار کو راج کی ضبطی کا خوف ہوا لیکن انگریزی سرکار نے رئیس کی کم عمری کے لحاظ سے فسادی اور قاتل مجرمون کو معمولی سزائین دینے کے سوا کسیطرح کا نقصان ریاست کو نہین پہونچایا۔

سمبت ۱۸۹۵ مطابق سنہ ۱۸۳۹ء مین کرنل سرجان صدرلینڈ اجنٹ گورنر جنرل نے فضول جھگڑون کے سبب پولیٹکل اجنٹ کے ماتحت ریاستی کاروبار انجام پانے کے لیے ایک کونسل قائم کرکے عہدو

و فوجداری وغیرہ کی کچہریان بھی مقرر کردین مہارانی نے اپنی بے اختیاری سے ناراض ہوکر کئی بار فساد کرایا۔ جو سرکاری فوج کے ذریعہ سے دور کیا گیا۔ پولیٹکل اجنٹ نے ریاست کی زیرباری اور خرچ کو زیادہ دیکھ کر سالانہ خراج کی کمی اور باقی خراج کی رقم معاف ہونے کے واسطے اجنٹ گورنر جنرل کی معرفت سرکار مین رپورٹ کی جسکا عمل طور ہوکر سمبت ۱۸۹۸ مطابق سنہ ۱۸۴۱ء سے معمولی خراج آدھا یعنی چار لاکھ روپے سالانہ کے حساب سے لینا قرار پایا اور سمبت ۱۸۹۹ مطابق سنہ ۱۸۴۲ء مین گورنر جنرل کے حکم سے چالیس لاکھ روپیہ بقایا کا بالکل معاف ہوگیا اسکے سوا سانبھر پر سے قبضہ اٹھا کر سرکار نے شیخاوٹی بریگیڈ کا تمام خرچ اپنے ذمے لیا۔ اسی سال پولیٹکل اجنٹ کی راے سے ریاستی سردارون نے ستی ہونا اور لونڈی غلام بیچنا قانونی جرم مانکر چارنون وغیرہ کو بیاہ شادی کے موقع پر بہت سا روپیہ دینا بیجا قرار دیا اور ان باتونکی روک کے واسطے علاقے مین تاکیدی اشتہار جاری کردئے۔ لیکن کونسل کے ممبرون لا ؤشیو سنگھ اور اسکے بھائی لچھمن سنگھ نے سوا لاکھ آمدنی کی جاگیرین اپنے رفتہ دار ونکو دیکر تین لاکھ روپے سے زیادہ کا غبن کیا اسلیے اجنٹ گورنر جنرل کے حکم سے کچھ جاگیرین ضبط اور غبن کا روپیہ وصول ہوکر لچھمن سنگھ وغیرہ شہر سے نکالدیے گئے۔ پولیٹکل افسرونکی خوش تدبیری سے سڑکین۔ شفا خانے اور کئی باغ طیار کئے گئے جنمین ہمیشہ ترقی ہوتی رہی۔

سمبت ۱۹۰۷ مطابق سنہ ۱۸۵۰ء مین پنچایت پر سے پولیٹکل افسر کی نگرانی رفع ہوکر مہاراجہ کو ریاستی انتظام سپرد کردئے گئے۔ راول اپنی ذہنی اختیاری اور فضولخرچی سے راج کو زیربار اور مہاراجہ کو غافل از کار رکھنا چاہتا تھا۔ لیکن اجنٹ گورنر جنرل کی نیک صلاح سے مہاراجہ نے راول کو برطرف کردیا۔

سمبت ۱۹۱۴ مطابق سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر مین مہاراجہ نے ڈھائی ہزار آدمی شہر کی حفاظت کو رکھکر چھ ہزار فوج پولیٹکل افسر کے ہمراہ کردی۔ جو گوڑگانوہ وغیرہ کی طرف سے بہت سے انگریزونکو امن کے ساتھ قلعہ آگرہ مین پہنچا آئی اور پولیٹکل اجنٹ کی عورت اور بچونکو مہاراجہ نے محل مین پناہ دیکر آرام سے رکھا اس خیرخواہی کے عوض گورنر جنرل نے پرگنہ کوٹ قاسم جو دہلی کے آخری وظیفہ خوار بادشاہ سے ضبط ہوا اس راج کو عطا کیا۔ سمبت ۱۹۲۰ مطابق سنہ ۱۸۶۳ء مین مہاراجہ نے جودھپور جاکر دو شادیان کین اور اسی برس اسکے حضور ملکہ معظمہ کی طرف سے اول درجے کا تمغاے ستارۂ ہند یعنی سی۔ ایس۔ آئی، حاصل ہوا۔ اسی سال پنڈت شیو دین صاحب کے مرجانے سے مہاراجہ نے نواب فیض علیخان فوج بخشی کو مصاحب علے بناکر اسکے ماتحت اول چار شخصون اور پھر آٹھ شخصونکی کونسل مقرر کی۔

سمبت ۱۹۲۳ مطابق سنہ ۱۸۶۶ء مین مہاراجہ نے چھوٹے مدرسے کے عوض بڑا کالج قائم کیا۔ سمبت ۱۹۲۵ کے قحط مین مہاراجہ نے غریبون کی پرورش کرکے علاقے مین غلے کا محصول معاف کردیا جسپر انگریزی سرکار نے اسکی ذاتی سلامی سترہ کے عوض اکیس توپ کردی۔ اسی سال یعنی سنہ ۱۸۷۰ء مین انگریزی سرکار نے ہر جا محصول کا روپیہ دینا منظور کرنے کے بعد جیپور اور جودھپور سے سانبھر کو لیکر نمک پر اپنا بندوبست کرلیا

سمبت ۱۹۲۷ مطابق سنہ ۱۸۷۱ء مین انگریزی سرکار نے نواب فیض علیخان کو ممتاز الدولہ خطاب اور سی۔ ایس۔ آئی کا تمغا عطا ہوا اور وہ دو برس کے بعد راج کوٹہ کی خرابی کے سبب سرکاری طرف سے وہان کا پولیٹکل منسٹر مقرر ہو گیا اور کئی سال تک عمدگی سے انتظام کرتا رہا۔ لارڈ میو گورنر جنرل کے جزیرہ انڈمان مین جسکو عام لوگ کالا پانی کہتے ہین ایک قیدی شیر خان کے ہاتھ سے مارے جانے پر مہاراجہ کو جو انکا بڑا دوست تھا سخت رنج ہوا اسلیئے اُس نے دلی محبت سے میو صاحب کی قدآدم برنجی تصویر میو ہاسپٹل کے سامنے بلند چبوترے پر نصب کی جو رام نواس باغ کے اندقائم ہونے سے زیادہ خوشنما نظر آتی ہے اسی سال مہاراجہ نے آنکھ کی تکلیف سے شملے جاکر مشہور ڈاکٹر مکنا مارا سے قدح (عمل جراحی) کرایا اور تندرست ہوکر واپس آیا

سمبت ۱۹۲۹ مطابق سنہ ۱۸۷۳ء مین نواب فیض علی خان دیوان نے جو چند روز کے بعد سی۔ کے۔ ایس۔ آئی۔ کا تمغا پاکر کوے کا منتظم ہوا اپنے عہدے سے استعفا دیا اور فتح سنگھ راٹھوڑ اُسکی جگہ مقرر ہوا

سمبت ۱۹۳۱ مطابق سنہ ۱۸۷۵ء مین مہاراجہ جو کئی برس پہلے نواب گورنر جنرل کی کونسل مین ممبر کے طور شریک رہ چکا تھا بڑودے کے مہاراجہ گائکواڑ کی تحقیقات کرنے والی کمیشن مین ممبر کیا گیا جسکے نتیجے مین گائکواڑ سرکاری رزیڈنٹ کو زہر دلوانے کے الزام سے معزول کیا جاکر پونا بھیجدیا گیا۔ اسی سال اول لارڈ نارتھ بروک گورنر جنرل اور پھر شاہزادہ ایڈورڈ البرٹ صاحب ولیعہد انگلستان و ہندوستان جیپور مین تشریف لائے جسکی یادگار مین مہاراجہ نے ایک عالیشان مکان البرٹ ہال تعمیر کرایا۔ سمبت ۱۹۳۲ مطابق سنہ ۱۸۷۷ء جنوری مین مہاراجہ کو ملکہ معظمہ کے شاہنشاہی لقب اختیار کرنے پر خطاب مشیر خاص ملکہ اُس کی ذاتی سلامی اکیس توپ کردی گئی۔

سمبت ۱۹۳۷ مطابق سنہ ۱۸۸۰ء مین مہاراجہ رام سنگھ دوسرے نے دستون کی بیماری سے انتقال کیا وہ نہایت سادہ مزاج رحمدل فیاض۔ اپنے قول کا پابند اور بے تعصب رئیس تھا۔ انگریزی افسر اور ہندوستانی رئیس ہمیشہ اُسکی ملاقات سے خوش دل اور شکر گذار رہتے تھے۔ دراصل سوائی جے سنگھ کے بعد راج جیپور مین اُس سے بہتر شخص کوئی نہین گذرا اس مہاراجہ کے کوئی اولاد نہ تھی اسلئے نو۔ قائم سنگھ ایسرده جاگیردار کا چھوٹا بیٹا جو کچھ مدت سے آپس کی رنجیدگی کے سبب نواب ٹونک کے پاس جاکر ایک مختصر جاگیر پر گذر کرتا تھا جے پور مین بلائے جانے کے بعد مادھو سنگھ دوم کے نام سے راج کا مالک بنایا گیا۔

مہاراجہ مادھو سنگھ دوم

یہ مہاراجہ سنہ ۱۸۶۱ء مین پیدا ہوا تھا اور سمبت ۱۹۳۷ مطابق سنہ ۱۸۸۰ء مین گود لیے جاکر گدی پر بٹھایا گیا شروع مین کونسل کی نگرانی پر ایک خاص پولیٹکل افسر کپتان ٹابیٹ مقرر ہوا اس کونسل مین دس ارکان تھے کونسل کے زمانے مین ریاست کے کاروبار نے نمایان ترقی کی۔ کچھ عرصے کے بعد سرکاری نگرانی ریاست کے

کام سے اُٹھالی گئی - سمبت ۱۹۴۲ مطابق ۱۸۸۶ء مین مہاراجہ کے نیے اختیارات کا خریطہ اور خلعت سرکار سے آگیا جسکے کئی مہینہ پہلے لارڈ ڈفرن گورنر جنرل دورہ مین جیپور کا احوال ملاحظہ فرما گئے تھے - دوسرے برس مہاراجہ نے لیڈی ڈفرن فنڈ یعنی زنانہ اسپتالون کے چندے مین ایک لاکھ روپیہ اور ملکہ معظمہ کی جوبلی یعنی پچاس سالہ حکمرانی کے یادگاری مکان کی تعمیر مین پچاس ہزار روپیہ دیا - سمبت ۱۹۴۵ مطابق ۱۸۸۸ء مین مہاراجہ کو انگریزی سرکار سے خطاب و تمغاے ستارۂ ہند درجۂ اول ملا اور ۱۹۰۱ء مین خطاب جی سی آئی ای مرحمت ہوا جنوبی افریقہ کے فنڈ مین ایک معتدبہ رقم مہاراجہ نے دی - ۱۸۹۹ و ۱۹۰۰ء کے قحط مین مہاراجہ نے اپنی رعایا کو کافی مدد دی اور بطور افتتاحی اور ابتدائی امداد کے سولہ لاکھ روپیہ خرچ کیا - اور شہنشاہی گورنمنٹ کی اعانت کے لیے ٹرنسپورٹ کور جسمین ایک سپرنٹنڈنٹ آٹھ افسر چھ سو بجا نوے نان کمیشنڈ افسر اور جوان ایک ہزار ایک سو چھتیس ٹٹو چار سو نوے گاڑیان اور تو تانگے شامل ہین قائم کیا رسالہ ایک انگریز افسر کی زیر نگرانی ہے اور ہمیشہ اپنے کام کے لیے آمادہ رہتا ہے چنانچہ دو مرتبہ اسکو میدان جنگ مین بھی جانے کا اتفاق ہوا - مہاراجہ کی ابتدائی مسند نشینی سے آخر تک ریاست نے انتظام تعمیرات عامہ مین ایک کرور تراسی لاکھ بانوے ہزار نو سو تیس روپیہ صرف کیا ہے جس سے ملک مین جابجا پختہ سڑکین نکالی گئی ہین آبپاشی کا انتظام نہایت وسعت سے کیا گیا ہے ریاست کی تعمیرات مین ایک قابل دید عمارت البرٹ ہال ہے جسکا بنیادی پتھر پرنس آف ویلز نے جو اب شہنشاہ معظم ہین اُس زمانے مین اپنے ہاتھ سے رکھا تھا جب وہ ہندوستان کی سیر و سیاحت کے لیے تشریف لائے تھے یہ ہال اس ریاست کا عجائب خانہ ہے - جیپور سوائی مادھوپور ریلوے کی بھی ایک شاخ ہے جسکا طول تہتر میل ہے - تعلیمات کا انتظام بھی قابل تعریف ہے خاص جیپور مین تین کالج ہین مہاراجہ کالج - سنسکرت کالج - اورنٹل کالج - تعلیم نسوان کی غرض سے تین اسکول ہین سالانہ خرچ تعلیمات کا ترانوے ہزار آٹھ سو اسی روپیہ ہے علاوہ میو ہسپتال کے جابجا ملک مین متعدد شفاخانے ہین اس مد مین چھیاسی ہزار سات سو اکتالیس روپے صرف ہوتے ہین -
مہاراجہ مرنے سے کچھ عرصے پہلے علیل تھا مگر چند ہفتے سے طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی تھی آخرکار نمونیا سے انتقال ہوگیا ساٹھ سال کی عمر تھی -

افسوس ہے کہ مہاراجہ کی وفات سے ایک ایسا ہندو رئیس اُٹھ گیا جو پرانی وضع کا پابند تھا اور اُس کے وقت مین نائبان ریاست مطلق العنان رہتے تھے خود مہاراجہ زیادہ تر کار ریاست مین اسلیے مداخلت نہین کرتا تھا کہ مصاحب اعلے کا کام نائب کرتا تھا اور دیوانی و فوجداری اور محکمۂ مال وغیرہ جن مین تمام علاقے کا اپیل ہوتا ہے کونسل کے ماتحت ہین اور راج کے ہر پرگنے مین ایک ناظم اور اُس کے ماتحت چند تھانہ دار رہتے ہین -

مہاراجہ مان سنگھ دوم

۸ ستمبر کو جیپور مین آنجہانی مہاراجہ کی جگہ مسند نشین ہوے انکی عمر ۱۳ سال کی ہے انکو مہاراجہ متوفی نے اپنی وفات سے ایک سال قبل متبنے کیا تھا۔

استحقاق مسند نشینی جیپور

راج جیپور کی مسند نشینی کا استحقاق راجاوت نسل مین ہے کیونکہ راجاوتون کا خاندان بڑا ہے اور بسند کرنیکے واسطے اشخاص بکثرت موجود ہین اگرچہ راجاوت کا لقب پرتھی راج کے خلف کلان کی اولاد کو مخصوص ہے اور چھوٹے بیٹون کی اولاد کو کٹھری داس ہے مگر بعض اوقات یہ سب راجاوت کہلاتے ہین جھلاے کا رئیس راجاوت سردار ہے جو مہاراجہ جیپور کے خاندان مین بہت قریبی رشتہ دار ہے جھلاے ایک قصبہ ہے اور یہان قلعہ بھی ہے اور یہ مقام راستہ نصیر آباد و گوالیار پر نصیر آباد سے ۸۲ میل مشرق مین ہے۔

اول متبنے ہونے کا حق جھلاے والون کو ہے کہ یہ جگت سنگھ خلف مان سنگھ اول کی اولاد مین ہین دوم اولاد مان سنگھ کے مساوی الدرجہ سردارانکو ہے جنمین جیندلاے وہمت سنگوت وڈھولیہ وبھارمل داخل ہین تیسرے سورسنگھ و مادھو سنگھ کی اولاد سمجھی جاتی ہے اور پسران پرتھی راج کی اولاد اس سے بہت دور مانی جاتی ہے۔

فصل شیخاواٹی کے بیان مین

یہ جیپور کا شمالی مغربی علاقہ بالکل ریگستان ہے جہان سال بھر مین ایک فصل بارش کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور کنوین بہت کم ہین اور پانی اتنے عمق پر ہے کہ اُسنے آبپاشی نہین ہو سکتی ہے تعمیر چاہ کا خرچ پانچہزار روپیہ سے آٹھ ہزار روپے تک ہے کنوون کو بڑے عمق پر غرق کرنا پڑتا ہے اور چونکہ اُنکے اندر پانی سوت سے نہین نکلتا ہے بلکہ ریت مین چھنکر آتا ہے اسواسطے یہ بھی ضرور ہے کہ حوض نما ہونے کی غرض سے اُنکا محیط وسیع تر ہو علاوہ اسکے ریت نکلنے کا بھی خطرہ رہتا ہے جس کنوین مین ریت نکلتا ہے وہ چھوڑدیا جاتا ہے چنانچہ قصبون اور دیہات کے قریب اکثر کنوؤنکی کوٹھیان بشکل مینار موجود ہین۔ جب کنوان ہمہ وجوہ تیار ہو جاتا ہے اس سے فائدہ بھی بہت ہوتا ہے گرد و پیش کے دیہات کے مویشی پانی پینے کو آتے ہین اون پر محصول لیا جاتا ہے خشک موسمون مین مویشی ان کے قرب وجوار مین رکھے جاتے ہین اور وہان کی چراگاہون کی بھی قدر زیادہ ہو جاتی ہے جہان کنوان ہوتا ہے وہان ہی آبادی زیادہ ہوتی ہے اسی وجہ سے دیہات بڑے فاصلے پر ہین جہان زمین مین کنکر کی تہ نکلتی ہے وہان گاؤن آباد ہو جاتا ہے شیخاواٹی زراعت کا ملک نہین ہے سالتمام مین ایک فصل ہوتی ہے اور کبھی کبھی وہ بھی نہین ہوتی کل ملک ریت کے ٹیلون سے بھرا ہے اُسمین صرف آک اور پھوک پیدا ہوتے ہین پھوک ایک بے برگ درخت ہوتا ہے اُسکے پھولون کو آدمی کھاتے ہین شاخون سے اونٹونکو عمدہ چارہ ملتا ہے اور اُسکی جڑ سے کہ زمین مین دور تک پھیلتی ہے جلاکر کوئلے بناتے ہین کہ جلانے کے کام آتے ہین مقدم پیداوار جوار۔ باجرہ۔ مونگ اور موٹھ کی ہے ریت کے

ٹیکون کو بڑے ہونے سے بذریعہ اونٹون کے کاشت کرتے ہین جس سال بارش کثرت سے ہوتی ہے اس قدر پیداوار ہوتا ہے کہ زمیندار اچھی طرح خرچ کرلین تب بھی مویشیون کے واسطے بہت سا رہتا ہے مگر ابھی بارش کم ہوتی ہے خفیف بارش زراعت کی بالیدگی اور ریت کو اڑنے سے باز رکھنے کے واسطے کافی نہین ہوتی اسبابکہ کثرت سے ہوتی ہے تب ریت اڑکر زراعت کو دبا لیتا ہے۔

آنبیر کے بارھوین راجہ اودے کرن کے پوتے یعنی موکل جی کے بیٹے شیخ جی کچھواہہ کے نام سے یہ ملک شیخاواٹی کہلاتا ہے۔ کیونکہ اُسکی اولاد یہان بڑی تعداد مین آباد ہے۔ شیخاوتون سے پہلے اس علاقے پر قائم خانیون کا قبضہ تھا جو چوہان نسل مین سے مسلمان ہوگئے ہین۔ راجہ اودے کرن جس نے قائم خانیون کو تابع کیا تھا اُسکے پوتے موکل جی نے اولاد ہونے کیلیے ایک مسلمان فقیر شیخ برہان الدین کی بہت خدمت کی جو خراسان وغیرہ کی طرف سے اس ویرانے مین آرہا تھا۔ جب موکل جی کے ایک بیٹا پیدا ہوا اور اُسکی پیدائش شیخ برہان کی دعا سے خیال کی گئی تو لڑکے کا نام شیخا یا شیخ جی رکھا گیا اور شیخ کی ہدایتون کے موافق بہت سی اسلامی رسمین اختیار کرلی گئین جن پر ابتک عمل چلا آتا ہے۔ شیخاوت ہندو دیوتاؤن کی طرح مسلمانون کے پیغمبر اور پیرون کی پوجا کرتے ہین۔ بچہ پیدا ہونے پر کلمہ پڑھاتے ہین کھانے کے لیے بکرے اسلامی طور پر ذبح کراتے ہین۔ سور کا گوشت بالکل نہین کھاتے۔ شیخ برہان کے مرنے کے بعد اُسکی قبر پر عمدہ عمارت بنائی گئی جسکی تعظیم و زیارت کا رواج ہوگیا۔ شیخاوت لوگ کچھواہون کی ہر ایک شاخ سے تعداد مین زیادہ اور محنت کشی مین بڑھکر ہین۔ کھیتڑی۔ سیکر۔ اور کھنڈیلہ کے راجہ اور منوہرپور وغیرہ کے جاگیردار شیخ جی کی نامور اولاد مین سے مانے جاتے ہین۔ شیخاوت جو اپنی ریگستانی خاصیت کے سبب کل کچھواہون مین زبردست ہین انہین سے بادشاہ اکبر اور جہانگیر وغیرہ کے عہد مین راجہ گردھر۔ راؤ منوہرداس اور راؤ رائے شال درباری نے بڑی عزت اور ناموری حاصل کی تھی۔

شیخاوتون مین راجگان کھنڈیلہ اپنے مورث اعلیٰ راجہ گردھر کے نام سے گردھرجی کہلاتے ہین اگرچہ وہان بانہ یعنی حصص صرف دو ہین اور ہر ایک مین علیحدہ راجہ ہے مگر اس خاندان مین جتنے آدمی غریب یا امیر ہین سب بلقب راجہ معروف ہین تا بجدیکہ جو افلاس و کم استعدادی سے مزدوری کرتے ہین وہ بھی راجہ کہلاتے ہین اور اس نواح مین ایک عام مقولہ ہے کہ گردھرجی کے سب راجہ۔

منوہرپور کا راؤ قدیم سردار اور ذی رتبہ ہے مگر بخلاف کل شیخاوتون کے کہ خراج گذار ہین راؤ منوہرپور جاگیردار ہے کہ اُسکے سوا ے راج مین نوکری کرتا ہے سیکر کا سردار بلقب راؤ راجہ مشہور ہے اُسکے علاقے مین خاص سیکر اور رامگڑھ و لچھمن گڑھ و فتح پور وغیرہ قصبات دولتمند ساہوکارون کی آبادی کے ہین اور اُس کے بھائی بیٹون مین سے چند ٹھاکر جیسے چھوٹو ٹھ۔ باڈوہ اور شیام گڑھ وغیرہ کے بہت زبردست ہین چنانچہ ٹھاکر ڈونگر عرف ڈونگ جی جس نے بار وٹھیہ یعنی باغی ہوکر چند سنگین وارداتون کا ارتکاب کیا تھا اور گرفتار ہوکر

آگرے کے جیل خانے مین قید ہوا اور اسکا بھتیجا جواہر سنگھ جیل خانہ توڑکر اسے نکال لایا موضع پچھوٹہ علاقہ سیکر کا رہنے والا تھا اس دونگ جی کا قصہ یا لوگ راجپوتانے مین گاتے پھرتے ہین شیخ جی کے وقت سے ابتک شیخاوت بہت بڑھ گئے ہین۔ محمد شاہ کے وقت مین دہلی کی سلطنت ضعیف ہو جانے سے راجہ سوائی جے سنگھ نے شیخاوتونکی قوت کم کرنے کے لیے انکے خانگی نزاع کو موقع غنیمت سمجھکر ہر ٹھاکر کے مرجانے کے بعد یہ دستور جاری کیا کہ جب کوئی ٹھاکر مرتا اُسکی اولاد جائداد کو برابر حصون مین تقسیم کر لیتی صرف سیکر اور کھیتڑی کی ریاستین اس خلل انداز تقسیم سے بچ رہین سیکر مین جس چھوٹے بھائی نے دعوی کیا اُسی کو مار ڈالا اور کھیتڑی مین کسی راجہ کے ایک سے زیادہ لڑکا پیدا نہ ہوا۔ اس تقسیم سے شیخاوتون کی خود مختاری جاتی رہی اور انکی طاقت ٹوٹ گئی انکے آپس کے جھگڑون مین مدد اور فریاد سے جے پور کے دوسرے سرداروں کی طرح وہان کا ماتحت ہونا پڑا ہر ایک قصبہ ہر ایک گانو ن ہر ایک گھر ہر ایک کھیت برابر تقسیم ہوتا جاتا ہے۔ سلطانہ۔ گانگیا سر۔ کھیالی اور ٹائیلن وغیرہ دیہات مین استے ٹھاکر ہین کہ ہر ایک کے حصے مین صرف چند بیگہ اراضی ہے۔

شیخاوتون مین سب سے بڑا گروہ شیخاوتی کے بڑے حصے پر بتعداد کثیر پھیلا ہوا ہے سادول سنگھ والون کا ہے انکے بزرگون نے قائم خانی نواب سے فتح کرکے جھونجھنون پر قبضہ کیا تھا اس خاندان مین اول نامور شخص اور کل ٹھاکرون کا مورث اعلے سادول سنگھ تھا اسکے پانچ بیٹے ہوئے کشن سنگھ۔ نول سنگھ۔ زورآور سنگھ۔ کیسری سنگھ اور راکھے سنگھ ان مین سے لکھے سنگھ لاولد رہا باقی چارون نے اور اسیطرح انکی اولاد نے ملک موروثی مساوی حصون مین تقسیم کیا کہ اسطرح اوقات مختلفہ پر بساو۔ سورج گڑھ۔ نول گڑھ۔ منڈاوہ ڈونڈلود۔ السیسر۔ ملسیسر۔ منڈریلہ۔ اسماعیل پور۔ چکھوڑہ۔ پرسرام پورہ۔ ڈیوڑاواس۔ چنڈانہ۔ ہیرو۔ بدن گڑھ۔ ڈونڈر گانگیا۔ ٹائیلن۔ اور سلطانہ بیسیون جائداد ہو گئین اور ان مین سے بھی اکثر مین دو۔ چار اور بعض بعض مین بیس تیس حصے ہو گئے ہر ایک کی مختلف آمدنی ہے۔ ڈونڈلود۔ سورج گڑھ۔ نول گڑھ اور منڈاوہ وغیرہ کی بیس بیس تیس تیس ہزار اور غایت درجہ بساو کی ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ آمدنی ہے اس مین سے ہر ایک حسب حصہ وحیثیت اپنے خراج دیتا ہے۔ پرانی تواریخ کے مطابق سیکر اور کھیتڑی کی آمدنی چار چار لاکھ اور کل شیخاوتی کی پندرہ لاکھ روپیہ سمجھی جاتی ہے جسمین سے تین لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب راج جے پور کو خراج وصول ہوتا ہے۔ اس علاقے کا صدر مقام قصبہ جھونجھنون پندرہ ہزار آدمیونکی آبادی ہے جسمین سب کا صدر ہے اور راج کا ناظم بھی وہین قیام رکھتا ہے۔

علاوہ صاحب جائداد شیخاوتون کے انکی چند شاخین ایسی ہین کہ کچھ آمدنی نہیں رکھتین صرف چند دیہات مین بکثرت آباد ہین ان مین بڑا گروہ سلہدی والون کا ہے کہ انکا اول بزرگ سلہدی سنگھ ٹھاکر سادول سنگھ کا بھائی تھا مگر اپنی کوتہ اندیشی اور تندمزاجی سے شریک جائداد نہ ہوسکا اُسکی اولاد بھی رنڈاجا کھل۔ نگی صاحب والی کھرب۔ دیوتہ۔ اور بھاروڑہ وغیرہ چھ سات دیہات مین رہتی ہے اور راج جے پور یا ٹھاکران سادول سنگھ کی نوکری کرکے وجہ معیشت پیدا کرتی ہے۔

ل شیخاوت جو کچھ اہون کی ایک شاخ ہین اور راجاوت جو مہاراجہ جیپور کے ہم قوم ہین باد رہین خراج کے سوا
ذکری دینے کے پابند نہین ہین دوسرے جاگیر دار جن سے خراج نہین لیا جاتا اُنکو چاکری مین حاضر رہنا
ضروری سمجھا جاتا ہے۔

راجپوتون کے سوا شیخاواٹی مین اور خصوصاً کھیتڑی و شمال مشرقی حصے مین ایک اور قوم بہ تعداد کثیر
مینون کی ہے راج جیپور مین قلعہ اور خزانون کے محافظ ہونے کے سبب سے مینون کا بہت زور ہے۔
اُنکی شاخین کل ملک مین پھیلی ہوئی ہین۔ البتہ یہ لوگ بہت دجوانمردی مین بوندی و میواڑ کے کھیراڑ کے مینون
سے کمتر ہین مگر چوری اور رہزنی اور ڈاکہ زنی و غارتگری کی جہات متدبیرون مین اُن سے فائق ہین۔

کھیتڑی

اس مختصر ریاست کا تعلق سرکار انگریزی سے بہت مدت رہا ہے۔ سنہ ۱۸۰۳ء مین راجہ ابھے سنگھ والی
کھیتڑی لارڈ لیک کے شامل ہوا تھا اور کھیتڑی خود اختیار ریاست متصور ہو کر اُس سے معاہدہ ہوا کہ
اگر سرکار انگریزی اور جیپور کے درمیان نااتفاقی رہی تو کھیتڑی سرکار انگریزی کی طرف متصور رہو
جنگ مرہٹہ کے زمانے مین راجہ نے اپنا ملک اور فوج سرکار کو سپرد کوی اور اپنے بھائی کو مع راجپوت سوار و نکے
جنرل مونسن کے ساتھ مہم گجرات پر بھیجا اور یہ تمام راجپوت جنرل کی ضرورت کے وقت دریاے چمبل
کے کنارے سپر لڑ کر مع اپنے افسر کے مارے گئے اس حسن خدمت کے جلدو مین لارڈ لیک نے راجہ کھیتڑی
کو پرگنہ کوٹ پتلی تو ٹے ہزار روپیہ سالانہ جمع کا عطا کیا راجہ کھیتڑی کے پاس اس پرگنے کے علاوہ اور ملک
بھی ہے جسکی بابت ریاست جیپور کو خراج دیتا ہے راجہ کے تمام علاقے کی آمدنی چھ لاکھ روپیہ سالانہ کی ہو
ریاست کھیتڑی باعتبار پرگنہ کوٹ پتلی عطیہ سرکار انگریزی رزیڈنسی جیپور سے متعلق ہے اور ویسے یہ ریاست
ماتحت راج جیپور ہے۔ کھیتڑی مین تانبے کی کانین بہت ہین مگر بدنظمی سے کانین اور کھدوائی خراب
ہو رہے ہین سابق مین اُنکے بیس گھر تھے اب ایک بھی نہین رہا ہے اُنین باہم نزاع ہوا تھا اور راجہ کی
عدم موجودگی سے فیصلے کی امید نہ تھی اور کانون مین محنت کرنے سے کچھ ثمرہ نہ ملا مجبور چھوڑ کر چلے گئے جنکی بڑی
اُجڑا مین سب سے زیادہ پانی نکالنے کی مشکل ہے اول تو دھات کی صفائی کے واسطے جلانے کی لکڑیون
کی کمی اور گرانی ہے دوسرے اُسکے گلانے کی دیگر مشکلات ہین۔

کوٹ پتلی در اصل تورا واٹی مین ہے مگر کھیتڑی سے متعلق ہونے کی وجہ سے ہی شیخاواٹی مین سمجھا جاتا ہے
کوٹ یعنی قلعہ اور اُسکے قریب موضع پتلی ہے دو لفظون سے کوٹ پتلی مرکب ہوا ہے انیسوین صدی کے شروع
مین یہ قلعہ بہت مستحکم تھا اُسپر مرہٹے قابض تھے لارڈ لیک نے اُنکو بیدخل کر کے قلعہ مع پرگنہ راجہ کھیتڑی کو دیا

سیکر

شیخاواٹی کی ایک ریاست کا صدر ہے شاہ صاحب نے راؤ راجہ سیکر کی آمدنی بقدر آٹھ لاکھ روپیہ

سالانہ کی لکھی ہو مگر یہ اندازہ اسکا صحیح نہین ہے رئیس کی آمدنی چار پانچ لاکھ روپیہ سالانہ ہے اور چالیس ہزار
روپیہ راج جیپور مین خراج دیتا ہے ۱۸۳۳ء مین انگریزی فوج گئی تب سیکر بلا مقابلہ خالی ہوگیا تھا۔
۱۸۴۳ء مین سیکر مین بہت پرخطر فساد برپا ہوا رام پرتاب سنگھ والد راو راجہ لچھمن سنگھ نے قبل وفات
اپنے اسی ہزار روپے سالانہ کی جاگیرین اپنے تین کنیزک زاد لڑکون اور ایک لے پالک رام سنگھ کو دی
تھین چودہ برس تک وہ قابض رہے جب ۱۸۴۳ء مین سرکار نے اُس ملک کا انتظام کیا تب بھی کسی نے
اعتراض نہین کیا لچھمن سنگھ کے بعد اُسکے بیٹے راو راجہ پرتاب سنگھ نے ریاست سیکر مین اتنا ملک کم ہونے کی
کرنل سدرلینڈ سے شکایت کی حسب اجازت کرنیل مذکور پنچایت نے انکو بیدخل کرنے کا حکم دیا جیپور کی
فوج پولیٹکل ایجنٹ کے ساتھ سنگراوت کے حلے مین فوج سیکر کی مدد کے واسطے گئی عرصے تک سنگراوت
کا محاصرہ رہا آخرکار فتح ہوا اور راجہ نے پانچ وہ جھونجھرو مسکن ڈونگر سنگھ و جواہر سنگھ و بھوپال سنگھ مین
فوج کشی کی ٹھاکران مذکور راو راجہ کے بھائی ہین مگر اُنھون نے کنیزک زاد بھائیون کی مدد کی تھی۔ ڈونگر سنگھ
جو فوج شیخاواٹی مین رسالہ دار رہا تھا سا ہوکار متھرا کی لڑکی کو لیجانیکی غرض سے اُسکے گھر پر حملہ کرنے کے جرم مین
اول آگرے کے جیل خانے مین قید ہوا تھا جواہر سنگھ و بھوپال سنگھ کہ جھونجھرو چھوٹ جانے کی وجہ سے بارٹیہ
ہوگئے تھے آگرے کے جیلخانے پر یکایک حملہ کرکے ڈونگر سنگھ کو نکال لے گئے ان سرکش لوگون نے ملک کو تاخت
تاراج کیا اور نصیر آباد کے خزانے مین پہرہ والون کو مار کر ۵۲ ہزار روپیہ کہ پہلے روز تقسیم تنخواہ کے واسطے آیا تھا
لوٹ لے گئے انجام کار ڈونگر سنگھ علاقہ جودھپور مین گرفتار ہوکر مین کی ریاست کے سپرد ہوا جواہر سنگھ
کی تحقیقات ہوئی مگر شہادت کامل نہ ہونے کی وجہ سے رہائی پاکر علاقہ بیکانیر مین پناہ پذیر ہوا اور ۱۸۵۵ء
مین مع بھوپال سنگھ اور کنیزک زاد بھائیون کے سیکر مین مسکن گزین ہوا۔
۱۸۵۰ء مین راو راجہ پرتاب سنگھ سیکر والا لاولد مرگیا بھیرون سنگھ نامی بعمر سولہ سال دعویدار مسند پیدا
ہوا۔ راو راجہ لچھمن سنگھ کے انتقال پر اُسکی رانی میرتنی جی حاملہ تھی اُسکے میکے مین بمقام گھاٹنے راو اسکے
بھیرون سنگھ پیدا ہوا تھا حمل کی نسبت سبکو اعتراض تھا اور راجہ پرتاب سنگھ نے اپنی حیات مین بھیرون
کو کبھی اپنا بھائی قبول نہین کیا تھا اسکا سبب فریق ثانی نے یہ بیان کیا کہ اگر راجہ پرتاب سنگھ قبول کرلیتا
تو حسب رواج شیخاواٹی سیکر کا آدھا علاقہ دینا پڑتا سرداران شیخاواٹی سیکر مین جمع ہوئے اور سب نے ملکر
بھیرون سنگھ کے حق مین رائے دی کہ وہ مسند نشین ہوا مگر اُسکی اصلیت مین مدت تک سب کو شبہ رہا۔
۱۱ مارچ ۱۸۶۶ء کو سیکر مین راو راجہ بھیرون سنگھ کا انتقال ہوا چند مہینون سے بیمار تھا اسواسطے راج
جیپور نے پیشتر سے انتظام عدم ارتکاب واردات کردیا تھا ٹھاکر بدھ سنگھ سرویری کا لڑکا مادھو سنگھ
متبنے ہوکر مسند نشین ہوا سیکر کے سب لوگ اُس سے رضامند تھے اور کل رشتہ داران و برادران و اہلکاران
راج جیپور کی موجودگی مین پگڑی بندی مسند نشینی کے وقت اُسکی عمر پانچ سال کی تھی ٹھاکر شیام سنگھ

ایک جدی خاندان سیکر نے دعوے مسند نشینی کیا تھا مگر پیش نہ گیا مہاراجہ جیپور کا اس ریاست پر عرصہ تک غالب رہا اور راج سے رئیس کی مسند نشینی منظور نہین ہوئی وجہ یہ کہ اگرچہ باوصف عذرات و اشتباہ اکثر غرض مند اور دعویدار لوگون کے مہاراجہ نے مادھو سنگھ کے متبنے ہونے پر کچھ اعتراض نہین کیا تھا مگر بوجہ سرپرست ہونے کے نذرانہ مسند نشینی لینا چاہتا تھا سیکر والون نے اول بحوالہ دستور قدیم اپنی ریاست و رواج ملک کے اسکے ادا کرنے مین عذر کیا تھا مگر آخر کار جب مہاراجہ نے باجراے اشتہار عام اپنے کل تابعین رئیس و جاگیرداروں سے نذرانہ مسند نشینی لینے کا عام قاعدہ جاری کردیا تو مکند سنگھ منتظم سیکر نے بھی منظور کرلیا اور پونے دو لاکھ روپیہ نذرانہ تین قسطون مین ادا ہونا قرار پایا کر اپریل ۱۸۶۶ء مین رئیس کی مسند نشینی منظور ہوئی۔

بساؤ

یہ ٹھکانہ جھنجھنون سے ۲۲ میل شمال مغرب مین ہے یہان نذرانہ مسند نشینی چندر سنگھ کی مسند نشینی و تہنیت پر بقدر چالیس ہزار روپیہ قرار پایا تھا یہان کا جاگیردار ٹھاکر کہلاتا ہے۔

راج جیپور کے کچھواہہ سرداروں کا نقشہ
مع تعداد جاگیر بموجب ریکارڈ و تعداد اسامیان
و معافی و ماتحت سرداران وغیرہ

بموجب نقشہ مرتبہ کرنل بروک							دوسرے نقشون سے			
نمبر شمار	نام سرشاخ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کل سرداروں کی آمدنی	تعداد جاگیر بموجب [illegible]	تعداد اسامیان بموجب [illegible]	معافی	[illegible]
۱	سیوبرن پوت		نیمڑہی	۱۰۰۰۰	۱	۱۰۰۰۰	۲۱۲۰۰	۳۵	۴	۳۱
۲	پچائنوت	پچاین	لامبو	۱۸۰۰۰	۳	۲۵۰۰۰	۴۳۲۷۰	۶۲	۸	۵۴
۳	ناتھاوت	ناتھو	چومون	۷۰۰۰۰	۱۰	۲۲۰۰۰۰	۴۱۷۴۵۲	۷۸۳	۲۰۰	۵۸۳
۴	سرتانوت	ستان	شوررت	۲۲۰۰۰		۲۲۰۰۰	۵۶۲۰۲	۱۲۴	۱۵	۱۰۹
۵	کھنگاروت	کھنگار کھنگلیا	ڈگی	۵۰۰۰۰	۲۲	۶۰۰۰۰	۵۲۱۳۳۸	۱۰۳۳	۱۷۰	۸۶۳
۶	راجاوت	—	چندلائی	۲۰۰۰۰	۱۶	۱۹۸۱۳۷	۳۲۱۴۴۵	۶۱۲	۱۱۳	۴۹۹
۷	بلبھدروت	بلبھدر	اکرول	۴۹۰۰۰	۲۱	۱۳۰۰۰۰	۱۳۶۰۰	۱۹	۱۷	۸۲
۸	کلیانوت	کلیان	رتوار	۲۵۰۰۰	۱۹	۳۴۵۰۰۰	۱۹۶۴۹۷	۳۳۷	۳۶	۳۰۱
۹	چترکھوت	چترکھج	گگبو	۴۰۰۰۰	۶	۱۰۰۰۰۰	۸۳۷۰۳	۱۴۹	۳۰	۱۲۹
۱۰	گوگاوت	—	ڈگونی	۷۰۰۰۰	۱۳	۱۶۸۰۰۰	۷۱۱۶۱	۱۲۱	۴۰	۸۱

نمبر شمار	نام شاخ	تعداد جاگیر روپیہ	تعداد اسامیان موجودہ	معافی	باقی نوکری والے
۱۶	ہمیروسے کا	۵۲۵۳۵	۳۹	۱۵	۱۲۴
۱۷	اڈہ	۴۴۲۵	۴	۴	۰
۱۸	لوگراوت	۲۲۰۰	۲	۲	۰

نوٹ - آج کل کوٹھری کا لفظ جیپور کی کسی جاگیر پر استعمال نہیں پاتا سب ٹھکانے کہلاتے ہین کوٹھری کا لفظ الور کے جاگیرداروں پر اطلاق پاتا ہے جیسا کہ نواب امیرالدین احمدخان والی لوہارو نے مجھسے زبانی بیان کیا ہے۔

فصل - تاریخ الور

جغرافیہ

الور گوشہ مشرقی شمالی رجپوتانہ مین آمدنی کے لحاظ سے دوسرے درجے کی ریاست ہے کہ درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۰ درجہ ۴ دقیقہ اور ۲۸ درجہ ۱۳ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۷ دقیقہ اور ۷۷ درجہ ۱۴ دقیقہ واقع ہے اسکے شمال مین سرکاری ضلع گوڑگانوہ اور کوٹ قاسم علاقہ جیپور - مغرب مین نابھہ - پٹیالہ اور جیپور کا علاقہ - جنوب مین راج جیپور اور مشرق مین بھرتپور کا علاقہ پھیلا ہوا ہے - اسکی لمبائی شمال سے جنوب کو اسّی میل اور چوڑائی پورب سے پچھم کو پینسٹھ میل رقبہ تین ہزار ایک سو اکتالیس میل مربع - آبادی ۹۰۰ آدمی سالانہ آمدنی بیس لاکھ روپیہ اور فوج سوار و پیدل چار ہزار بیان کی جاتی تھی لیکن اسوقت آمدنی مین اضافہ ہوکر ۲۲۹۹۴۷۹ روپیہ کی نوبت پہونچگئی ہے

اس ریاست کا علاقہ پوربی حصے کے سوا اکثر پہاڑی ہے جسمین زراعت کے لائق ہر جگہ میدان اور ہموار زمین بھی پائی جاتی ہے - تمام علاقے مین دو ندیون سونگانہ اور ساجی نام مین سے پہلی ہمیشہ کم و بیش جاری رہتی ہے اور دوسری برسات کے سوا اور موسم مین نہین رہتی - یہان کا علاقہ اگرچہ عام طور پر ڈھونڈھار کی شاخ کہلاتا ہے - لیکن اس زمانے مین چار علیحدہ نامون سے مشہور ہے ایک ڈھونڈھار جسمین مالاکھیڑا راجگڈھ - راج پور اور تھلہ پرگنے ہین دوسرا نیہرہ جسمین تھانہ غازی - پرتاپگڈھ - عجب گڈھ اور بلدیوگڈھ پرگنے ہین - تیسرا راٹھ جسمین مانڈھن - بہروڑ - منڈاور - کرنی کوٹ - نیمرانہ - بہرسود جھیندولی - تجارا پور - حاجی پور - ہمیرپور - بانسور - اور رام نگر پرگنے ہین - چوتھا میوات جسمین خاص الور - رامگڈھ - بہادرپور - گوبندگڈھ - میل کھیڑہ - کشنگڈھ - اسماعیل پور - تجارہ اور فیروزپور پرگنے ہین سب علاقے مین انتظامی غرض سے بارہ تحصیلین مقرر کی گئی ہین -

قوم میو۔ اور خانزادہ وغیرہ

میوات کے علاقے مین ایک قوم میو کے لوگ زیادہ رہتے ہین۔ جو کسی تغلق وغیرہ بادشاہ کے عہد مین ہندو سے مسلمان بنائے گئے ہین۔ انکی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ وہ راجپوت اور مینون سے ملکر پیدا ہوئے ہین۔ جاٹ اور گوجرون کی طرح وہ بھی اکثر چوری۔ غارتگری اور کھیتی سے گذر کرتے ہین۔ میوات کے پرگنہ تجھارا مین جو الور سے تیس ۳۰ میل شمال مین ہے ایک قوم خانزادہ نام قدیم سے آباد ہے جسکو چندر بنسی سری کرشن کی جادو نسل مین سے بیان کیا جاتا ہے سری کرشن کی بارھوین پشت مین ایک شخص تھن پال تھا جسنے شہر بیانہ کے قریب قلعہ تھن گڑھ بنایا ۵۹۲ھ ہجری مین شہاب الدین غوری نے یہ قلعہ فتح کرکے بہاء الدین طغرل کو دیدیا تھن پال کا بیٹا ماندپال مدت تک ادھر اُدھر مارا مارا پھرا آخر کار اُسنے سمبت ۱۱۷۳ مین اجان گڑھ آباد کیا اسکے بعد بیٹا اسکا اننتی پال جانشین ہوا اننتی پال کا بیٹا اُدھان پال ہوا اور اُدھان پال کا بیٹا انسراج ہوا۔ انسراج کے چند بیٹے تھے اُنمین سے لکھن پال پسر انسراج کے دو بیٹے سانپرپال اور شیوبرپال ہوئے یہ دونون فیروز شاہ کے عہد مین جو ۷۵۲ھ ہجری مطابق ۱۳۵۱ء مین تخت نشین ہوکر ۷۹۰ھ ہجری مطابق ۱۳۸۸ء مین فوت ہوا مسلمان ہوگئے انکے مسلمان ہونے کے باب مین دو قول ہین ایک یہ کہ رغبت دلی سے اسلام مین داخل ہوئے تھے اور بعض کہتے ہین کہ غارتگری کی سزا مین قتل کے مستحق ہونے پر مسلمان ہوکر جانبری ہوئی خانزادون کا بیان ہے کہ ہمارے بزرگون کو خان جادو کا خطاب ملا تھا عوام غلطی سے خانزادہ کہنے لگے۔ لیکن محققین کا گروہ اسپر ہے کہ اسلام کے بعد بادشاہ نے خانہ زاد کا خطاب دیا تھا جو عزت کی نشانی سمجھا جاتا تھا اور جو کوئی معزز ہندو مسلمان ہوتا تھا وہ خانہ زاد شاہی کہلاتا تھا غرض سانپرپال ایک شیر کو مارنے کی وجہ سے ناہر بہادر کے خطاب سے مخاطب ہوا اور شیوبرپال چھجو خان کہلایا شیوبرپال کے نو بیٹون مین سے ملک علاء الدین نامی کی اولاد زیادہ پھیلی اور ان خانزادون کا کتابون مین سلسلہ زیادہ مذکور ہے۔ ان دونون صورتون مین وہ تو مسلم چندر بنسی راجپوت ثابت ہوتے ہین جن کی رشتہ داری اکثر شریف لوگون اور اُن نو مسلمون سے ہوتی ہو جو چوہان وغیرہ قوم مین سے مسلمان ہونے کے بعد الور اور ہریانے کے علاقے مین رانگڑ کہلاتے ہین۔ خانزادے لوگ چار پانسو برس سے اکثر نامور چلے آتے ہین نواب حسن خان جو میوات کی حکومت کے سبب فارسی کی تاریخون مین حسن خان میواتی کے نام سے مشہور ہے اور جو بابر بادشاہ کے مقابلے پر رانا سانگا کے ہمراہ دس ہزار سوار لیجا کر مارا گیا تھا اور جسکی بیٹی سے اکبر کے وزیر نواب بیرم خان کا بیٹا عبدالرحیم خان خانانان سپاہ سالار پیدا ہوا تھا اسی خانزادہ قوم مین سے تھا عہد شاہجہان مین فیروز خان خانزادے نے رسوخ حاصل کرکے خطاب نوابی پایا اور شاہ آباد کو آباد کیا۔ سو ڈیڑھ سو برس کے قریب سے جاگیر و حکومت جاتی رہنے کے سبب خانزادے انگریزی سوارون وغیرہ مین نوکری یا تجارت وغیرہ مقام مین زمینداری کرتے ہین۔

میو اور خانزادون کے سوائے الور کے علاقہ مین مختلف برہمن، بنئے، راجپوت، کایستھ جاٹ، گوجر اور اہیر رہتے ہین جن مین سے راجپوت جاگیرداری اور کھیتی سے برہمن اور بنئے کھیتی اور سوداگری سے، کایستھ نوکری سے، جاٹ، گوجر اور اہیر کھیتی اور نوکری سے اپنا گذر کرتے ہین دوسری ریاستون کی طرح میوون کے سوا الور کے جاٹ اور گوجر لوٹ مار کے بہت کم عادی ہین -

علاقہ اور آبادی

علاقہ الور کے پہاڑ جن کو ارادلی پربت کا شروع کنارہ سمجھنا چاہئے برسات کے موسم مین درست اور گھاس سے سرسبز رہتے ہین ان مین کان کی کوئی کارآمد چیز پیدا نہین ہوتی - جھری گاؤن کے پاس کسی قدر سفید پتھر نکلتا ہے پہاڑون اور جنگل مین شیر، چیتے، سانبھر، نیل گائے، ہرن اور سور وغیرہ جانور کثرت سے رہتے ہین - جاگیردار اور راجہ کے سوا کوئی شکار نہین کرسکتا - سورون سے کھیتی کا زیادہ نقصان نظر آیا تو انتظام ایجنسی مین بہت سے مارے جاکر پہاڑون کے سوا دوسری جگہ کم رہ گئے ہین -

شہر الور جو عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۳۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۴۴ دقیقہ پر آباد ہے پچاس ہزار آدمی کی آبادی ہے اپنے تمام علاقے کے وسط مین ایک پہاڑ کے نیچے بسا ہوا ہے پہاڑ پر مضبوط قلعہ کے اندر ایک محل چار کنڈ ایک تالاب سلیم ساگر اور ایک باوڑی بنی ہوئی ہے - مغرب کے ڈھلاؤ کی طرف ایک اندھیری دروازہ طویل راستے کے ذریعہ سے ضرورت کے لئے شہر کے قریب رکھا گیا ہے اور شہر پناہ کی پختہ دیوار اس دروازے تک پہونچائی گئی ہے اور یہ دروازہ بہت نشیب مین ہے کہ سات سو سیڑھی چڑھکر قلعے کے ڈنڈے پر پہونچے ہین اور درمیان بالا قلعہ اور شہر الور فراز کوہ پر دو برجین بنی ہوئی ہین ایک کا نام جھنگی اور دوسری کا کابل خرد ہے شہر پناہ کی دیوار سے بالا قلعہ تک ان برجون سے طرفین کو پختہ دیوار ملی ہوئی ہے - آبادی کے گرد کی شہر پناہ اور خندق خام ہے شہر کے پانچ دروازے گھمسی سمیت پختہ بنے ہوئے ہین قلعے کے اندر چار کنڈ اور ایک تالاب ہے شہر پناہ سمبت ... مطابق ... مین راو راجہ پرتاب سنگھ نے تیار کرائی تھی شہر کے کنارے پر ایک بڑے پختہ تالاب مین نہر کے ذریعے سے پانی کی آمد رکھی گئی ہے اور اسکے مشرقی طرف ریاست کے خوبصورت محلات عالم ہین جنکے شمال کی طرف ایک باغ مین مختلف قسم کے جانور پلے ہوئے ہین شہر کے باہر جنوب کی طرف کمپنی باغ - مدرسہ - شفاخانہ - کوتوالی اور ... جو ... کمشنل پولیٹکل ایجنٹ کے انتظام مین بنائے گئے اور کمپنی باغ سے جو راو راجہ شیودان سنگھ نے تیار کرایا تھا بہت رونق ہوگئی ہے - شہر سے دو میل فاصلے پر جنوبی مشرقی طرف موتی ڈونگری نام ایک بلند مکان بنا ہوا ہے جسکے گرد پانسو بیگھہ خام زمین مین بنے بلاس باغ ہر قسم کے درختون سے بھرا ہوا ہے - اسکے سوا راج اور سرداران کے کئی باغ دور تک شہر کے گرد پھیلے گئے ہین جو عمدہ نظر آتے ہین - الور کے جنوب مین مالاکھیڑہ دروازے باہر ایک وسیع احاطہ پختہ چاردیواری کا بنام اکھاڑہ گھوڑا نیر مشہور ہے -

تاریخ

الور کے نروکے راجپوت کچھواہوں کی شاخ میں ہیں وہ آنبیر کے بارھوین راجہ اودے کرن کی اولاد میں گنے جاتے ہیں اور اسکے پرپوتے نروجی کی نسل میں ہونے کے سبب نروکے کہلاتے ہیں جنکا نسب نامہ سطح ہے۔

(۱) بیر سنگھ ولد راجہ اودے کرن رئیس آنبیر (۲) مہراج (۳) نروجی (۴) لالہ جی (۵) اودا جی (۶) لاڈ خان (۷) فتح سنگھ (۸) کلیان سنگھ (۹) اگر سنگھ (۱۰) تیج سنگھ (۱۱) زور آور سنگھ (۱۲) محبت سنگھ (۱۳) راؤ راجہ پرتاب سنگھ اول رئیس الور۔

یہ دعوے کیا جاتا ہے کہ اودے کرن کا بڑا بیٹا بیر سنگھ ایک اقرار نامے کے سبب جو کھنڈیلہ کے راجہ نے اودے کرن کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرنے کے وقت اس مضمون کا لکھا لیا تھا کہ میری بیٹی سے لڑکا پیدا ہونے پر بغیر لحاظ عمر کے ولیعہد مانا جائے آنبیر کی گدی سے محروم رہکر کسی گاؤن کا جاگیردار بنا اسکے بعد مہراج۔ اور نروجی جس سے نروکے کہلاے۔ لالہ جی۔ اودا جی۔ لاڈ خان اور فتح سنگھ نے بھی وہین دن کاٹے۔

فتح سنگھ کے بعد کلیان سنگھ نے آنبیر کے مہاراجہ جے سنگھ کے دوسرے بیٹے کیرت سنگھ کے تحت جسکو شاہ جہان بادشاہ کی طرف سے پرگنہ کامہ جاگیر مین ملا تھا فسادی میوون کا خوب انتظام کیا تھا سمبت ۱۷۲۳ مطابق ۱۶۶۶ء مین کیرت سنگھ کے مرجانے پر اسکے ساتھی لوگ ہر طرف پریشان ہوئے تو انہین سے کلیان سنگھ نروکا جیپور کے علاقے مین ابتک جسکو وہان ماچیڑی اور رام پورہ دو گاؤن مع زمین سمیت جاگیر مین ملے۔ اسکی اولاد مین سے اگر سنگھ۔ تیج سنگھ۔ زور آور سنگھ اور محبت سنگھ چار شخص معمولی جاگیر پر قابض رہے۔ پانچوین بہادر اور چالاک پرتاپ سنگھ نے بھرتپور اور جیپور کے راج مین سے علاقہ دبا کر سمبت ۱۸۳۲ مطابق ۱۷۷۵ء مین علیحدہ ریاست الور کی بنیاد ڈالی جسکی خود مختاری قائم رہنے کے لیے اسنے آخری بادشاہ شاہ عالم ثانی سے سند مع منصب حاصل کی اور اپنی زندگی مین ہر طرح مضبوطی کرکے اپنی اولاد کے لیے قابض رہنے کے سوا کوئی کام باقی نہ چھوڑا۔ اس وقت سے تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے اس ریاست کی بنا کرکے وہان چھ رئیس راؤ راجہ پرتاب سنگھ۔ راؤ راجہ بختاور سنگھ۔ راؤ راجہ بنے سنگھ۔ راؤ راجہ شیو دان سنگھ۔ مہاراجہ منگل سنگھ اور مہاراجہ جے سنگھ مسند نشین ہوئے جن مین سے راجہ شیو دان سنگھ کے سوا کوئی راج کی گدی پر پیدا نہین ہوا۔

راؤ راجہ پرتاپ سنگھ

جیٹھ بدی تیج سمبت ۱۷۹۷ بکرمی مین پیدا ہوا تھا وہ جیپور سے مادھو سنگھ اول کے عہد مین گرفتار کیے جانے کے خوف سے بھرت پور کو بھاگ گیا تھا اور جیپور و بھرت پور والون کی لڑائی کے وقت اپنے رشتہ دارون کا شریک ہوگیا جس سے اسکو قدیمی جاگیر واپس مل گئی۔ سمبت ۱۸۲۴ مین مہاراجہ مادھو سنگھ کے مرنے کے بعد

جیپور مین استری پھیلنے سے اُسنے وہان کا پرگنہ اجگڈھ اور تھانہ غازی اور بہرتپور کے موانی گانون دبا لیے راو راجہ پرتاب سنگھ
سنہ ۱۷۷۰ع سے ۱۸۰۵ع تک بادشاہی سردار نجف خان کے ہمراہ رہا اور آگرہ کا قبضہ دلانے مین اسکا مددگار رہا جس سے نواب نے
راو کو اچھیڑی کی سند راو راجہ کا خطاب اور پانچہزاری منصب ماہی مراتب سمیت شاہ عالم ثانی سے دلادیا اس سے
جیپور کو اور برزگی یعنی حکومت کا دعوے نہ رہا سمبت ۱۸۳۲ مین پرتاپ سنگھ نے قلعہ تہلاہ راجپور تعمیر کرایا اور سمبت ۱۸۳۸
مین راج گڈھ قدیم آباد کردہ راجہ باگ سنگھ بڑگوجر سے مغرب مین رقبہ موضع کربی باس و محمد پور مین شہر راج گڈھ بسایا
اور بنیاد قلعہ ڈالی او رعیونی مین ایک بند ہے جسے رام ساگر کہتے ہین اور راجہ سوائی بےجے سنگھ نے سمبت ۱۸۴۸ مین بنایا
تھا جل محل تیار کیا اور تالاب کی پال کے نیچے باغ لگایا اور مگسر سدی تیج سمبت ۱۸۳۲ مطابق ۲۵ نومبر ۱۷۷۵ع کو قلعہ
الور پر دخل پایا پہلے اس مین وہ چوہان راجپوت رہتے تھے جو نکمپ کے لقب سے مشہور تھے سمبت ۱۵۴۹ مین علاول خان
خانزادے نے نکمپون کو قتل کرکے یہ قلعہ تیار کیا تھا پہلے یہان ایک وسیع احاطہ کورہ پارہ یعنی صرف پتھرون کا
بغیر چونے کے چنا ہوا تھا اُس مین نکمپ رہتے تھے جب حسن خان پسر علاول خان بابر کے مقابلے مین مارا گیا تو
مغلون نے اُسپر قبضہ کرلیا جب سلطنت دہلی کو ضعف حاصل ہوا تو اُسپر جاٹ قابض ہوگئے چونکہ جاٹ یہان کے
سپاہیون کو تنخواہ نہ دیتے تھے اُنھون نے پرتاب سنگھ سے گیارہ ماہ کی تنخواہ وصول کرکے قلعہ اُسکے حوالے کردیا جیساکہ
تاریخ الور دیجا مین مولوی محمد مخدوم ساکن تھانہ بھون ضلع مظفرنگر نے لکھا ہے اور بعض کہتے ہین کہ بھرتپور کے تحت
قلعہ دار نول سنگھ اور اُسکی فوج سے زبردستی قلعہ چھین لیا تھا۔ راو راجہ نے قابض ہوکر شہر الور کی شہر پناہ اور خندق خام
بنوائی اور وسط بازار مین ترپولیہ تعمیر کرالیا اور ہر چہار جانب چوپڑ کا بازار ترتیب دیا اور قلعے مین محل بنایا اور زیر قلعہ
پرتاب بند تالاب تیار کرایا سمبت ۱۸۲۹ مین قلعہ مالاکھیڑہ اور سمبت ۱۸۳۳ مین قلعہ بہادر پور بنوایا راو راجہ کے قبض و
تصرف مین سے تھل۔ بہڑ سیبی راٹھ۔ آنبیلہ۔ بھا بھوہ۔ تالہ۔ بھوہ۔ پراگپورہ۔ ڈُبی عرف ہردیوگڈھ۔ اور
باوڑی کھیڑہ بھی آگئے مگر کچھ مدت کے بعد شامل راج جیپور ہوگئے۔ مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ شاہ عالم
ثانی کے سنہ ۱۹ جلوس مین جو سنہ [illegible] ہجری مطابق ۱۷۵۹ع مین مسند نشین ہوا تھا بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ ماچھیڑی
کا زمیندار پرتاپ سنگھ مرہٹون اور جاٹون سے ملکر آگرے کے ضلع مین شورش کررہا ہے اور وہان کا حاکم
محمد خان انسداد فساد مین مصروف ہے بادشاہ نے امیرالامرا نجف خان کو انتظام کے لیے روانہ کیا اُسنے اول گڑھی
ساتھرک مین پہونچکر چالیس پچاس ہزار سرکشون کو کہ وہان جمع تھے مجمل کرکر گڑھی مذکور فتح کیا بہت سے بھاگ گئے اور
تین چار ہزار مارے گئے زن و فرزند اُنکے گرفتار ہوگئے اسکے بعد مفسدون نے اطاعت کرلی امیرالامرا گڑھی کو
فتح کرکے آگرے پہونچا اور راو راجہ وغیرہ متمردونکی تباہی کے درپے ہوا نجف خان نے راو راجہ کو پے در پے
شکستین دیکر مغلوب کردیا اور وہ وہان سے بھاگ کر دشوار گذار غارون مین چھپ گیا اور وہان بیٹھکر نہایت عاجزی
کے ساتھ اطاعت شعاری کے پیام دینے لگا لیکن امیرالامرا نے اوسکی چاپلوسی کی باتون پر التفات نہ کرکے بالکل
اُسکے قلع و قمع کا ارادہ کرلیا جب راو راجہ امیرالامرا کو راضی نکرسکا تو نہ المعلکی معرفت بادشاہ سے عفو قصور کا

خواستگار ہوا اور پیشکش مین بہت سا روپیہ نذر کرنے کا اقرار کیا بادشاہ نے افراسیاب خان کی سفارش پر
راؤ راجہ کے کام کی درستی کے لئے خود ادھر روانگی کا ارادہ کیا کہ اس عرصے مین ذوالفقار الدولہ نجف خان کی عرضی
پہونچی کہ پرتاب سنگھ کے التماس پر توجہ نکی جائے اسلئے بادشاہ نے روانگی ملتوی کی پرتاب سنگھ مجد الدولہ کے توسط
سے بار بار بادشاہ کے حضور مین عرض کرتا تا کہ میری صفائی نجف خان سے کرادی جائے اول تو بادشاہ نے توجہ نکی
مگر پے در پے عرضیان آنے سے اسکا خیال ہوگیا اور اب یہ ارادہ کیا کہ خود جاکر نجف خان کو سمجھائین اور راؤ راجہ
کی طرف سے اسکا دل صاف کردین مگر آخر مین پتہ لگا کہ راؤ راجہ جو کچھ عرض کرتا ہے وہ فریب سے خالی نہین ہوتو
بادشاہ نے اسکی درخواست کو بالکل رد کردیا۔

نقل ہے کہ پرتاب سنگھ نجف خان کی ملاقات کو آیا نجف خان نے چاہا کہ اسے گرفتار کرے یہ حال کسی ذریعے سے
پرتاب سنگھ پر کھل گیا اسنے فوراً رخصت مانگی اور بھاگ جانے کا ارادہ کیا۔ جب اسکی عزیمت کا حال نجف خان
کو معلوم ہوا تو لشکریون کو حکم دیا کہ اسکا راستہ روک لین اور پکڑ کر لے آئین لیکن وہ فوراً تیز رفتار گھوڑے پر سوار
ہوکر ہوا ہوگیا نجف خان کے آدمی اس تک نہ پہونچ سکے یہان اسکا لشکر تمام لٹ گیا ہاتھی گھوڑے اور بیس لاکھ
روپے ضبط ہوکر نجف خان کی سرکار مین آئے اور اسکے سوا بہت سا سامان لشکریون کے ہاتھ لگا۔ لیکن راؤ راجہ نے
جلد اس نقصان کا عوض نکالنے کو جیپور کا پرگنہ بسوہ لوٹ کر بیس لاکھ روپے کا مال حاصل کیا۔ اور سمبت ۱۸۴۶ مطابق
۱۷۹۰ع تک کچھ جیپور کے گانوین اور زیادہ بھرتپور کے پرگنے دبا کر راج کو اتنا بڑھایا کہ بغیر کسیکی مدد کے دوسرے
رئیسون کے مقابلے کے لائق ہنگیا جن دو ریاستون کا علاقہ دبایا گیا انھین سے راؤ راجہ کو فائدہ اٹھانے کا سبق
ملا تھا جیسے کہ جیپور والون نے بادشاہی خالصے کی زمین دبائی اور بھرتپور والون نے اسمین سے علٰحدہ اپنی ریاست
جمائی ویسے ہی رئیس الور نے ان دونون کے پرگنے چھین کر حکومت پائی۔ ایسی حالت مین جبکہ مرہٹے ملک کو لوٹ کا
دسترخوان سمجھتے تھے راؤ راجہ نے وہ ہمت اور دلیری کا کام کیا جسکو راجپوت لوگ سیکڑون برس سے بھولے ہوئے
تھے۔ راؤ راجہ کے ساتھ مسلمان راجپوت ہوشدار خان و نبی بخش خان و الٰہی بخش خان نے کارنمایان کئے
تھے۔ راؤ راجہ پوس بدی ۵ سمبت ۱۸۴۷ بکرمی مطابق ۲۶ دسمبر ۱۷۹۱ع کو پچاس سال کی عمر مین مرگیا اسکے بعد ٹھاکر
تھانہ کا بیٹا بختاور سنگھ جو قریب رشتہ داری کے سبب گود لیا گیا تھا مالک بنا۔

راؤ راجہ بختاور سنگھ

اسکے گود لئے جانے کی نقل اسطرح ہے کہ راؤ راجہ پرتاب سنگھ نے اپنے ہم قوم ٹھاکرون کو انکے لڑکون سمیت ایک
دربار مین جمع کیا سب لڑکے علٰحدہ علٰحدہ کھیل کی چیزون مین مصروف ہوئے اور بختاور سنگھ ڈھال تلوار کا کھلونا
راؤ راجہ کے پاس گدی پر جا بیٹھا جسکو اسنے قدرتی پسند انتخاب سمجھکر اپنا وارث قرار دیا بختاور سنگھ نے بھی
ملک کو خوب توسیع دی اور دوسرون کا ملک دبا لیا چنانچہ ہریانہ تک اسکی حکومت جا پہونچی کہ جسمین اکثر یہ پرگنے
شل بیشتر۔ آنبیلہ سجا بھرہ۔ برآگ پورہ باوڑی کھیڑہ وغیرہ قبض و تصرف سے نکلکر شامل راج جیپور رہے۔

بختاور سنگھ سمبت ۱۸۵۰ مطابق سنہ ۱۷۹۴ء مین کچاون علاقہ مارواڑ سے شادی کرکے واپس آتا تھا تو رستے مین مہاراجہ
جے پور اسکے باپ کی ماتم پرسی کے طور پر ملنے کو آیا اور یہ بھی اسکے پاس گیا اور راجہ نے ماتم پرسی کے شکریے مین دوسہ اور لسوہ
وغیرہ پرگنے جیپور کو چھوڑ دئے لیکن مولوی محمد مخدوم وغیرہ کی تاریخ مین لکھا ہے کہ راؤ راجہ نے مہاراجہ جیپور کو پرگنہ
دوسہ و لسوہ وگوڑہ وبے تھل وتالہ ڈھولہ ومہنے رالڈا باوڑی کھیڑہ ۔ ڈوبی ۔ دیکر اسے کہ اسوقت الور مین داخل
تھے نذر کرکے خلعت ماتمی حاصل کیا اگرچہ ملک زیادہ تھا مگر خطاب راجگی سے اسوقت تک سرفراز نہ تھا اسکے
حصول کے لئے سرگرم کوشش ہوا اور نبی بخش خان وغیرہ کی پیروی سے خطاب مہاراؤ راجہ مع ماہی مراتب
سرکار شاہی سے حاصل کرکے رئیسوں مین شمار پانے لگا۔ نبی بخش خان و ہوشدار خان وغیرہ جو عہد پرتاب سنگھ مین مختار
کار و بار ریاست تھے انہین اپنی بااختیاری وکارگذاری سے نہایت تکبر آگیا اپنے زعم مین مہاراؤ راجہ کا کچھ وجود نہ
سمجھتے تھے بلکہ ایک روز الٰہی بخش خان نے گفتگو سے بے ادبانہ سے ارتکاب گستاخی بھی کیا اسوجہ سے بختاور سنگھ
اُن لوگون سے مکدر ہو گیا اور انکو زہر سے مروا ڈالا ان لوگون کے بعد نواب محمد بخش خان خلعت وکالت ریاست
سے سرفراز ہوا جبکہ اسوقت سرکار انگلشیہ کا دہلی پر قبض و تصرف ہو گیا تھا نواب محمد بخش خان نے اطاعت سے حکام
انگریزی مین رسوخ حاصل کرکے باہم راؤ راجہ اور سرکار انگریزی مین طریقہ اتحاد جاری کیا ۱۴ نومبر سنہ ۱۸۰۳ء مطابق ۲۸ رجب
سنہ ۱۲۱۸ ہجری کو عہد نامہ لکھا گیا اسی سال مرہٹون سے راؤ راجہ کی لڑائی مقام کٹھومر پر ہوئی ۔

تفصیل اسکی یہ ہے کہ مرہٹون نے داتا فوجدار ساکنہ بڑبڑہ وماجی برہمن ساکن کٹھومر کو بلا وجہ قتل کر ڈالا تھا اُسکی اولاد
بختاور سنگھ کے پاس فریادی ہوئی۔ بختاور سنگھ نے بھگوانداس توگرہ کو فوج دے مرہٹون کے آدمیون کی
سرکوبی کے لیے تعین کیا جسنے مرہٹون کے آدمیون کو جو اس قلعے مین تعین تھے مار ڈالا اور اپنے پانسو آدمی
قلعے مین رکھ کر الور کو واپس چلا گیا یہ خبر مہاراجہ سیندھیا کو ہوئی اُسنے فوج کا ایک کمپو انتقام کے لیے بھیجا یہ فوج
کٹھومر مین پہونچکر قلعے کی خواستگار ہوئی الور کے آدمی اگرچہ کم تھے مگر غیرت سے دشمن کی کثرت کو خیال مین
نہ لائے اور لڑکے داد مردانگی دی لیکن آخرکار سب مارے گئے ۔ قلعے پر مرہٹون کا قبضہ ہو گیا ۔ اس عرصے مین ان
مرہٹون کو خبر ملی کہ جنرل لارڈ لیک الور کی فوج کو بھی ساتھ لئے ہوئے ادھر آرہا ہے فوراً گھبراکر قلعہ چھوڑ بھاگے
اور دوسرے قلعہ کشن گڈھ کی طرف چلے گئے اور رام نگر کے پرگنہ مین جو ضلع سین تھری مین ہے ۔ پاسرو پاریل کے کنارے پر
ہے ٹھہرے اور کھانا پکانے اور خورد و نوش مین مشغول ہوئے کہ یکایک لارڈ لیک نے لاسواڑی اور سین تھری کے
میدان مین انکے سر پر پہونچکر آگ برسانی شروع کی بہت سے رہٹے مارے گئے اور بھاگ بھی گئے ۔ لارڈ لیک نے
انکے لشکر کو تہ و بالا کر دیا اور بھاگے ہوئے مرہٹون کا نواب احمد بخش خان اور ٹھاکر سمرت سنگھ کلیانوت نے پیچھا کرکے
بہت نقصان پہونچایا اس خیر خواہی کے صلے مین راؤ راجہ بختاور سنگھ کو کئی پرگنے یعنی اسماعیل پور رہنڈاور ۔ دربار پور نیمرانہ ۔ رتائے ۔
ماندھنی ۔ کھیلوٹ ۔ بیجوار ۔ ڈیہرا ۔ دادری ۔ بہادر ۔ بہوادا ۔ ہوگڑ دئے گئے اور خاص کارگذاری کے سبب نواب احمد بخش کو انگریزی
کی طرف سے پرگنہ فیروز پور انعام مین ملا اور راؤ راجہ نے اپنی طرف سے حسن خدمات کے جلدو مین نواب احمد بخش خان کو تئے علاقے مین سے

پرگنہ لوہارو جاگیر مین عنایت کیا نواب احمد بخش خان کے بیٹے شمس الدین خان سے جو ولیم فریزر ریزیڈنٹ
دہلی کے قتل کرنے کے جرم مین مارا گیا پرگنہ فیروزپور ضبط ہوکر ضلع گڑگانوہ مین شامل کیا گیا۔ اور لوہارو اُسکی اولاد
کے قبضے مین صوبہ پنجاب کے ماتحت چلا آتا ہے لاسواڑی کی لڑائی یکم نومبر ۱۸۰۳ء کو واقع ہوئی اور گیارہ
روز کے بعد ۱۲ نومبر ۱۸۰۳ء مطابق ۲۶ رجب ۱۲۱۸ھ و اگھن بدی ۱۹ سمبت ۱۸۶۰ کو لارڈ لیک نے راؤ راجہ الور سے
عہدنامہ کیا اور راجہ کو پرگنہ داوری اور بدھوانہ کے دور ہونے کے سبب عوض مین کشن گڑھ اور تجارا دیے گئے۔
راؤ راجہ کے پاس اتنے پرگنے رہے مالاکھیرہ۔ بہادرپور۔ راجگڑھ۔ ریتی۔ ٹہلہ۔ بلدیو گڑھ۔ عجب گڑھ۔
پرتاپ گڑھ۔ نرائن پور۔ تھانہ غازی۔ بانسور۔ حاجی پور۔ بہروڑ۔ سوبروڈ۔ نیمرانہ۔ مانڈن۔ کرنی کوٹ
منڈاور۔ کشن گڑھ۔ فتح آباد۔ بلوہیرہ۔ اسماعیل پور۔ جیندولی۔ باگھوڑہ۔ تجارا۔ ٹپوکڑہ۔ مدام گڑھ۔ مبارکپور
گوبند گڑھ۔ پیپل کھیڑہ۔ کھومر۔ سونکھر۔ لچھمن گڑھ۔ بڑودہ میو۔ موج پور اور کیرہ یہ نام مولوی محمد مخدوم نے لکھے ہین
اور کتاب کاتب نے غلط نقل کی ہے۔

میوون نے مہاراو راجہ کے وقت مین مفسدہ برپا کیا اُسنے اُنکی سرکوبی کے لیے فوج بھیجی جسکا افسر اول کشن گڑھ
کا انتظام کرکے تجارا مین آیا اور قلعہ اندور کو مفسدون سے فتح کرلیا جسکی تاریخ یون موزون کی ہے۔

چو دیوان میو در میوات بودند — ہمہ کردند با مردم بسے جور
خدا از شر نمودہ خلق میوان — بہر کس حملہ کردند چون ثور
بغیر از بس مظالم ہا نمودند — خدا فریاد رس شد اندرین دور
بامرش راؤ راجہ گشت مالک — ازان ہر کس بیاوردہ بدل غور
چو آمد فوج شیران بہر تنبیہ — ز شر دیوان تہی گشتند فی الفور
بگوشم گفت ہاتف کو براجہ — مبارکباد فتح قلعہ اندور

اندور کا قلعہ جو مانون سنگھ کی اُس شاخ نے بنایا تھا جسکا لقب نکمپ تھا انقلاب زمانہ سے سب نیست و نابود
ہوگئے پھر خانزادے اُسپر قابض رہے خانزادون کے بعد پٹھانون کے قبضے مین آیا پٹھانون کے بعد مغلون کے
ہاتھ مین پہونچا شدہ شدہ راؤ راجہ کے قبضے مین آگیا ٹوٹ پھوٹ رہا تھا اُسنے مرمت کرائی۔

سمبت ۱۸۳۰ مین قلعہ پیپل کھیڑہ فتح ہوا اور سمبت ۱۸۶۲ مین قلعہ گوبند گڑھ تعمیر کرایا اور سمبت ۱۸۶۵ مین زنانہ محل جو
پرانا محل کہلاتا ہے بیچ شہر واقع الور بنایا قلعہ سموچی و لچھمن گڑھ و کھیڑہ و مدام گڑھ بھی اسی نے بنوائے
تالاب ساگر بہت وسیع پختہ تعمیر کا سمبت ۱۸۶۹ مین بنوایا اسمین پہاڑ کی بارش کا پانی پختہ نہرون سے جمع ہوتا ہے
اور وقت ضرورت پختہ نہر کے ذریعے سے نکالا جاتا ہے سمبت ۱۸۷۰ مطابق ۱۸۱۳ء مین راؤ راجہ نے علاقہ جیپور
مین سے دو قلعے جو بلی عرف [illegible] ملک قرب و جوار دبا لیا جسکو خلاف عہدنامہ ہونے کی وجہ سے
انگریزی ریزیڈنٹ دہلی نے [illegible] تاکید کی لیکن راؤ راجہ نے انکار کیا چونکہ یہ فریق سرکشی

عہدنامہ تھی گورنمنٹ نے جبراً جلیسور کو واپس دلانے کے لئے فوج بھیجی جب سپاہ الور سے ایک منزل پر پہونچی تو
بختاور سنگھ نے مجبور ہو کر ملک واپس دیا اور تین لاکھ روپیہ بابت خرچ فوج کشی کا لیا سرکار کا ارادہ تھا کہ اگر یہ رقم بالکل ہو جاتی تو جو اضلاع
لارڈ لیک نے اسکو دیے تھے واپس لے لیے جاتے اور اگر اسکے روپیے سے لازم آتا تو اسکی کل ریاست ضبط کی
جاتی راؤ راجہ نے نیا محصول جاری کر کے رعایا سے چھ لاکھ روپیہ وصول کیا۔ ۱۲۳۵ہ ہجری مین راؤ راجہ نے شکار
کے لیے الور سے عزم کیا شکار کھیلتا ہوا موضع علاول پور مین جو الور کے پاس ہے مقیم ہوا اور پہلوانون کو کشتی لڑانے
کے لیے اکھاڑہ بنانے کا حکم دیا۔ جہان اکھاڑہ بنا تھا وہان کسی بزرگ کا مزار تھا پاس والون نے راؤ راجہ سے کہا
کہ اکھاڑے کے پاس مسلمانون کی قبرون کا ہونا مناسب نہین فوراً حکم دیا کہ مزار کو اکھیڑ ڈالو چنانچہ قبر اکھیڑ دی گئی اسی شب
راؤ راجہ نے متوحش خواب دیکھی صبح کو بیمار ہو گیا درد کی تکلیف ایسی طاقت طاق ہو گئی ایسی حالتین الور واپس
آیا اور میان فدا حسین فقیر رسول شاہی کے پاس جنکا بہت معتقد تھا حاضر ہوا اور دعا کے لیے استدعا کی میان صاحب
نے تسلی و دلاسا دیکر کہا کہ محل مین چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ محل مین آیا لیکن درد کی شدت سے بیتاب و بدحواس تھا پھر آدمی کو
میان صاحب کے پاس بھیجا وہ میان صاحب سے راجہ کا حال بیان کر رہا تھا کہ اتنے مین میان فدا حسین کا
ایک خادم نامی نشہ بھنگ کی ترنگ مین بول اٹھا کہ راجہ ہم سے کیا کہتا ہے وہ ہمیشہ شکار ہرن اور گیدڑ کا کرتا تھا اس
مرتبہ اس نے شیر کا شکار کیا ہے جو کچھ ہونا ہو گا ظہور مین آئے گا ہم کو طاقت نہین کہ مدد کرین جس مزار کو راجہ نے توڑا
ہے اسکو پھر اسکو بنائے اور نذر و نیاز سے معذرت خواہ ہو تاکہ وہ خطا معاف کرین یہ سنکر فرستادہ واپس آیا اور تمام حال
راؤ راجہ سے بیان کیا اس بیان کا تصدیق حق سے وہ بھٹا گیا۔ اور رسول شاہیون کی تباہی کا حکم دیا میان فدا حسین
یہ خبر سنکر کوٹ قاسم کو بھاگ گئے۔ اوجھا برہمن اور رنجل ناتھ جوگی اور پرتاپ مینہ نے کہ راج مین اختیار رکھتے تھے
راؤ راجہ کے ایما سے بڑے بڑے ظلم کئے جنکا نمونہ یہ ہے رسول شاہ کی قبر کو جو رسول شاہیون کا پیشوا تھا اور
سنہ ۱۱ ہجری مین راہی عالم آخرت ہوا تھا مع گور مولوی محمد حنیف مرید رسول صاحب کہ جنکی تاریخ وفات چراغ الٰہ
ہے کھدوا کر ان مین سورون کا خون چھڑکا اور اس جگہ بت رکھے اور انکی ہڈیون کو گدھے پر بار کر کے عملداری سے
باہر بھیجدیا کہ ابتک تکیہ تک علی شاہ واقع فیروزپور مین دفن ہین اور جو رسول شاہی ہاتھ آیا اس بیگناہ کے ناک
کان کٹوا ڈالے کیونکہ اسکو انکی طرف سے اپنے اوپر جادو کرنے کا شبہ ہو گیا تھا اور ایک شخص اُنکی ناک کانون سے
بھرکر نواب احمد بخش خان کے پاس جو ناراض ہو کر اپنی جاگیر کو چلا گیا تھا بھیجدیا اور الور و بہادر پور کے ہر ایک مزار
پر سے نقارہ۔ شامیانہ اور چادر اٹھا منگائی۔ اور مزار غالب شہید و خانقاہ مخدوم کمال چشتی ہمشیرزادہ سلیم چشتی کو
اور انکے سوا الور کے دوسرے مزارات کو اور مزار سید جلال الدین واقع بہادر پور کو منہدم کرایا۔ اور مسجدون اور
کنوون مین سور کا خون ڈلوایا اور اذان و نماز و ذبح کی قطعی ممانعت کر دی۔ مسلمانون کو نماز عید الضحےٰ اور قربانی
نصیب نہ ہوئی۔ البتہ تجارا مین مرزا امینا بیگ رسالدار نے اپنی دلاوری و سپہ گری سے نماز عید قریب درگاہ غازی گنج
(جو اکبر کے عہد مین ایک مدرسہ دینی تھا) ادا کی اور قربانی بھی کرائی اس سے مزاحمت کی کسیکو جرأت نہ ہوئی

میان فدا حسین کا بھائی دہلی کے با اختیار بادشاہ کا وزیر تھا اُسکے ذریعہ سے میان فدا حسین نے بادشاہ سے الور کے مسلمانون کی مظلومی کا حال عرض کرایا اور بادشاہ نے انگریزون سے سفارش کر کے الور پر فوج کشی کرائی جب فوج بہادر پور تک پہونچی تو راو راجہ گھبرایا نواب احمد بخش خان نے اُس سے کئی لاکھ روپیہ لیکر فوج کو بہادر پور سے حکمت عملی کے ساتھ واپس کرایا۔ الور و تجارا کی تاریخ مین مولوی محمد مخدوم نے اسطرح لکھا ہے اور دوسرے مورخ لکھتے ہین کہ اُس ظالمانہ کارروائی کی تحقیقات کے لیے ایک انگریزی افسر مقرر ہوا تھا لیکن اسی برس راو راجہ کے انتقال کی وجہ سے سرکاری طرف سے دبے ہوئے پرگنے ضبط کر لینے کی تجویز ملتوی رکھی گئی۔ ۵ رمضان ۱۲۲۶ہجری کو لالی کی لڑائی مین مرزا منا بیگ رسالدار مجروح ہوا اور شروع ۱۲۲۹ء مین میوون نے سرکشی اختیار کی اور دیہات کو لوٹنے لگے مجل صاحب ملازم ریاست فوج لیکر تجارا سے مین آیا مفسدون کو سزا دیکر امن قائم کیا ماگھ سدی ۲ سمبت ۱۸۷۱ مطابق ۵ اصفر ۱۲۳۰ہجری کو چوبیس برس راج کرنے کے بعد راو راجہ نے چالیس سال کی عمر مین دہرنا پا مرض سے انتقال کیا۔ اُسکے مرنے کے بعد ہوتے تمام طوائف سے جو اُسکے ساتھ ستی ہوگئی ایک بیٹا بلونت سنگھ اور ایک لڑکی چاند کنور (جسکا بیاہ کان سنگھ ٹھاکر ستار پور سے ہوا تھا) باقی رہی اور بھتیجا بنے سنگھ راجپوتانے کے قاعدے سے بیٹا سمجھا گیا جس سے کچھ مدت تک راج کے دو حصے ہوگئے

راو راجہ بنے سنگھ اور بلونت سنگھ

بختاور سنگھ کے انتقال کے بعد ٹھاکرون نے بلونت سنگھ کی مسند نشینی ناجائز قرار دیکر بنے سنگھ برادر زادہ بختاور سنگھ کو مسند نشین کرنا چاہا لیکن مسلمان اور چیلے اس بارے مین اُنسے متفق نہ ہوئے اور بلونت سنگھ کے جانبدار ہوگئے اسلیے رفع فساد ضرور ہوا اور دونون کی مسند نشینی پر اتفاق کیا گیا چنانچہ ماہ سدی تیج سمبت ۱۸۷۱ کو دونون مسند نشین ہوئے نواب احمد بخش خان نے سب سے اقرار نامہ تحریر کرایا کہ بعد بلوغ نصف نصف مال و ملک اُنکو تقسیم کیا جائے اس سے تین برس کے بعد پرگنہ تجارا و ٹپوکڑہ کا نواب احمد بخش خان نے ٹھیکہ لیا تاریخ ۱۰ ربیع الاول ۱۲۳۳ہجری کو نواب کا دخل پرگنہ تجارا و ٹپوکڑہ مین ہوگیا کالے خان منتظم مقرر ہوا جس جگہ ریاست کا محل ہے وہان سابق مین مسجد تھی جسکو پٹھانون نے اپنے عہد مین بنوایا تھا اسی جگہ کالے خان نے اپنے رہنے کو بنگلہ بنوایا جب دونون راجے سن بلوغت کو پہونچے آپسمین اختلاف کرنے لگے اب ریاست کے اہلکار و نمکخوار دو فریق ہوگئے۔ نواب احمد بخش خان کو ابتدا سے بلونت سنگھ کی جانبداری منظور تھی اسوجہ سے بنے سنگھ کے جانبدار نواب کے دشمن ہوگئے اور ملا و خوشحال و جہاز جیلون اور نند رام دیوان نے ایک میو سے کہا کہ اگر تو نواب کو مار ڈالے تو چھ ہزار روپیہ نقد اور ایک گاؤن تجھکو دیا جائیگا اُس نے اس کام پر آمادگی ظاہر کی۔ آٹھ ماہ تک داؤن گھات مین رہا مگر موقع نہ پایا آخرکار ۲۰ شعبان ۱۲۴۰ہجری کو دہلی مین قابو پاکر رات کو خوابگاہ مین جا گھسا اور سوتے مین نواب پر تلوار کے تین وار کیے تیسری ضرب مین تلوار ٹوٹ گئی تب وہان سے نکلکر بھاگا اپنی دانست مین وہ کام تمام کر چکا تھا لیکن نواب کی زندگی باقی تھی کوئی زخم کاری نہ لگا اور بخیر قضا سے نجات پائی جراحت خفیفہ کا

ڈاکٹری علاج ہونے لگا تھوڑے عرصہ مین شفائے کلی پاکر غسل صحت کیا یہ مجرم فرار ہوکر الور پہونچا اور
انعام مقررہ کا خواستگار ہوا تو عجیب دہندے اداے انعام مین حیلہ و حوالہ کرنے لگے اسلئے باہم نزاع پیدا
ہوکر راز آشکارا ہو گیا میو کو بلونت سنگھ نے گرفتار کر لیا اور اوسنے مفصل ماجرا بیان کیا اسکے بیان پر لالا و خوشحال
و جہاز چیلے اور نندرام دیوان قید کئے گئے راموں خواص فرار ہوکر دہلی کو چلا آیا اور اول نواب احمد بخش خان
کی فرودگاہ پر حاضر ہوا نواب نے اسپر توجہ نہ کی اوسنے منشی کرم احمد سررشتہ دار جنرل اکٹرلونی رزیڈنٹ کو کئی لاکھ روپیہ
دینا کرکے اپنا مدد و معاون بنایا اور جنرل صاحب سے درستی معاملہ کی شکل نکالی اور وہ اسپر توجہ کرنے لگے یہانتک کہ
ایک دن ملاقات کے وقت نواب احمد بخش خان کو الور کے معاملے اور بلونت سنگھ کے کام مین سفارش کرنے سے منع
کر دیا جب راموں خواص نے اپنے تیر تدبیر کو نشانے کے سر پر پایا تو جنرل صاحب سے کہا کہ بعض مفسدون نے
بلونت سنگھ کو اغوا کرکے الور مین فساد کا نقش جمانا چاہا ہے اگر حکم ہو تو اسکا انسداد عمل مین آئے اونھون نے اسکو
اجازت دیدی راموں خواص نے اتنا سہارا پاتے ہی بنے سنگھ کو لکھ بھیجا کہ بجز بلونت سنگھ کے اسکے دوسرے
مددگارون کا جلد کام تمام کر دین۔ یہ شہ پاکر بنے سنگھ کے طرفدار راجپوتون نے جمع ہوکر شہر کے دروازون کا بندوبست
کر لیا اور محل پر یورش کی بنے سنگھ کو تو اکھے سنگھ کی حویلی مین پہونچا دیا اور نصف شب سے جنگ و جدال شروع کر دی
پہر دن چڑھے بلونت سنگھ زنانے مکان مین چلا گیا اسکے جانب دارون مین سے دس آدمی مارے گئے اور
باقی نے ہتیار ڈالکر امان چاہی خود تو صحیح و سالم چھوڑ دئے گئے مگر اسباب سارا چھین لیا گیا تھا کبلی جی۔
کپتان فاسٹ اور شامی صاحب قید ہوگئے اور بلونت سنگھ نظر بند رہا یہ لڑائی الور مین محل راسہ کے نام
سے مشہور ہے یہین محل سکے اندر واقع ہوئی تھی یہ خبر سنکر جنرل اکٹرلونی نے بنے سنگھ کی طرفداری کی اور اوسکی
حق داری ثابتکر صدر کو رپورٹ کی اور نواب احمد بخش خان نے اسکے برخلاف بلونت سنگھ کی جانب داری
مین گورنر جنرل کی خدمت مین تحریر بھیجی جہان سے رزیڈنٹ کو الور کے معاملات مین نواب کی راے کے ساتھ کام
کرنے کی ہدایت ہوئی اسپر مجبوراً رزیڈنٹ کو نواب سے اتفاق کرنا پڑا چونکہ اس زمانے مین کلکتے کی طرف کچھ خرخشہ
تھا فوج اوس جانب بھاجاتی تھی اس سبب سے الور کے فیصلے مین تعویق ہوئی نواب احمد بخش خان نے فیروز پور ژرکہ
اجارہ تجارا اور ٹپوکڑہ سے دست کشی اختیار کی ۲۰ محرم ۱۲۳۰ھ ہجری کو بھوانی بخش عاملی تجارا پر راموں خواص
کی طرف سے مقرر ہو کر گیا اور تجارے کے انتظام نے راج سے پھر تعلق پکڑا تھوڑے دنون کے بعد جنرل اکٹرلونی
جیپور دالکی طرف چلا راموں خواص اور نواب احمد بخش خان ہمراہ تھے۔ خواص مذکور رخصت لیکر الور کو آتا تھا
کہ اثناے راہ مین معلوم ہوا کہ قتل نواب کے محرک و ساعی لالا و خوشحال وغیرہ قید سے رہا ہوئے یہ سنتے ہی طائر ہوش
نے پرواز کیا اور پہوچکر اہلکار و نکو زجر و توبیخ کرکے بدستور سابق رہائی یافتون کو قید مین ڈالا جنرل اکٹرلونی
جیپور سے کوچ کرکے الور کو آرہا تھا قیدیون کی رہائی کا حال سنکر برہم و افسردہ ہوا راموں خواص اور اکھے سنگھ
ٹھاکر استقبال کی غرض سے الور سے راہی ہو کر راجگڑھ پہونچے خواص مذکور تو وہین رہا اکھے سنگھ نے مقام

دوسرے مین جرنیل کے لشکر مین پہنچ کر راموں خواص کا سلام و پیام پہنچایا جرنیل نے کہا کہ ہمکو خواص بدعہد سے
سروکار نہین الور کا جانا ہم نے موقوف کیا ہمارے لشکر کا کوچ بھرتپور کی طرف ہوگا لکھے سنگھ نے اس معاملے سے
خواص کو مطلع کیا وہ گھبرایا اور دوڑا ہوا آگیا جب جرنیل سے ملا اسنے کہا کہ قیدیون کی رہائی سے تمنے بدعہدی کی
اور ہم سے سروکار نہ رکھا اگر اب بھی تمکو ہماری خوشنودی منظور ہے تو قیدیون اور اُنکے رہا کرنے والونکو دہلی پہونچادو اور
نصف ملک و مال بلونت سنگھ کو دیدو ورنہ لڑائی کے لیے آمادہ رہو خواص آرسے حیلے کر کے چلا گیا اور کچھ تعمیل حکم نہ کی
ہنگام مراجعت دہلی جرنیل اکٹرلونی نے مقام فیروزپور سے راو الور کو تحریر کیا کہ اس مرتبہ اتمام حجت کی جاتی ہے کہ حسب الحکم
تعمیل کرو ورنہ فوج کشی ہوگی جب اس کا کچھ جواب نہ آیا تو اُنکی سرکشی کی رپورٹ گورنر جنرل کو کر کے فوجی دباو ڈالنے
کی منظوری منگالی اور بھرتپور کی فتح کے بعد الور کی طرف کوچ کیا ابھی الور کی حد مین فوج نہ پہونچی تھی کہ تزلزل پیدا
ہوگیا جب کچھ چارہ نہ رہا تو مجبوراً بلونت سنگھ کو رہا کر کے ساز و سامان اور شان تجمل کے ساتھ رزیڈنٹ کے پاس
بھیجدیا وضع گگرا پہنچ حدود علاقہ بھرتپور مین پہونچکر اوس سے بلونت سنگھ ملا۔ اب احمد بخش خان ساعی تھا کہ
نصف ملک بلونت سنگھ کو دیا جاے لیکن بہت سی بحث و گفتگو کے بعد علاقہ الور مین سے چار لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر
جو اسوقت الور کی تہائی آمدنی تھی بلونت سنگھ کو مدد معاش کے لیے دی جانی تجویز ہوئی اسلیے دو لاکھ آمدنی کا پرگنہ
تجارا و ٹپوکڑہ و ماندن و کرنے کوٹ و منڈاور دیا گیا اور دو لاکھ روپیہ سالانہ نقد بعوض کشن گڑھ و کٹھومر مقرر ہوکر
اقرارنامے مین یہ شرط لکھی گئی کہ اوس کے بعد خاص اولاد جاگیر کی حقدار رہیگی اور لاولد ہونے کی صورت مین جاگیر
واپس راج الور کے شامل ہو جائے گی چنانچہ معاہدہ تحریر ہوکر ماہ شعبان سنہ ۱۲۴۱ ہجری مین بلونت سنگھ تجارے آگیا
اور کالے خان کے تیار کرائے ہوئے بنگلے مین سکونت اختیار کی اور بنیاد مسجد و محل کی تعمیر شروع کرائی اور محل کے
قریب باغ مع بنگلے کے تعمیر کرایا اس سے فارغ ہوکر اندھیری باغ کالی ندی پر لگایا اور اسکی رانی نے موضع خلیل پور
کے متصل الور کی سڑک کے کنارے پر تبارہ بنواکر خیرات جاری کی اور شاہ راہ فیروزپور پر اپنا باغ علیحدہ بنوایا
جب بنیا کال پڑا غربا کی پرورش کی نظر سے شاہزادہ علاء الدین کے بند خام سے پختہ بنانے کو مدد لگائی گئی اسکی
تعمیر ہوکر پہاڑی پر قلعہ بنانے کی تجویز ہوئی وہاں ایک مسجد قلندری اور ایک مزار کسی بزرگ کا تھا اسکو منہدم کر کے
ربیع سمبت ۱۸۹۴ مین مہورت تیاری قلعہ عمل مین آئی شب و روز اسکی تیاری کی تاکید تھی اکثر بلونت سنگھ آپ جاکر
اسکی تعمیر مین تمام روز پہاڑ پر بسر کرتا تھا اور پہاڑی کے دامن مین ایک شہر کی آبادی کی تجویز کی گئی چنانچہ امرا کے
مکانات بننے لگے اسی اثنا مین ایک بیٹا پیدا ہوا بلونت سنگھ اس سے بہت خوش ہوا کہ یکایک ولادت سے تیرہوین روز
لڑکا مرگیا۔ رانی کو اتنا صدمہ ہوا کہ لڑکے کی وفات سے ایک سال کے بعد رنج و اندوہ مین گھل گھل کر قابض ارواح کے
سپرد جان کی بلونت سنگھ پر غم کے دو پہاڑ ٹوٹ پڑے اور اب اسکے جنون مین کیا کسر رہی رات دن تڑپتا تھا
نہ سدھ قلعے کے بنوانے کی رہی نہ خورد و نوش کا ہوش تھا اسیطرح غم مین گھٹ گھٹ بمشکل ایک سال جیا اور
قلعے کی تعمیر کے تمام ہونے سے قبل بنگلے مین بیمار رہ کر بنگلا باغ مین آیا اور ۲۰ محرم سنہ ۱۲۶۱ ہجری کو خود مختار

جاگیر پانے سے بیس برس کے بعد بغیر اولاد کے گذر گیا جس سے اُسکا تمام علاقہ پھر الور مین داخل ہوگیا۔
مہاراؤ راجہ بنے سنگھ بلونت سنگھ کے قید ہونے کے دن سے بلا مشارکت دوسرے کے حکمرانی کرتا تھا
چونکہ اُسنے نواب پر حملہ کرانے والون کو سزا دینے کے عوض بڑے بڑے عہدے دیدیے تھے اس لئے
رزیڈنٹ نے اُس سے ملاقات نکی اور اُسکے سفیر کو گورنر جنرل کی حضوری نصیب نہ ہوئی اسپر سرکاری مہربانی
سے نا امید ہوکر مہاراؤ راجہ نے راج جیپور کا ماتحت بننا چاہا لیکن سرکار انگریزی سے اس خلاف عہدنامہ
کارروائی کے سبب اسپر کچھ جرمانہ ہوکر ممانعت کی گئی۔
ابتداے عہد مین اہلکار یا اکثر بھیا تھے کارخانہ راج کا زمیندارانہ طور کا تھا ملازم اپنی اپنی فلاح کے خواہان
تھے کیکو راج کی بہبود کا خیال نہ تھا بنے سنگھ یہ حال دیکھتا اور کسی سے کچھ نہ کہتا اور وقت کا منتظر تھا آخر
قابو پاکر بلا چیلے کا اسطرح استعمال کیا کہ اُسکے مارے جانے کا حال کسی پر نہ کھلا۔ اور اکثر دخیل کارون کو حسن تدبیر
سے بیدخل کردیا کہ وہ جلسہ باقی نہ رہا اسپر بھی ابتری کی شکل نظر آئی خسارے کا عالم بدستور رہا چنانچہ عہد دیوانی
جگناتھ بیجناتھ مین بعض اوقات کارخانون مین نوبت فاقے کی گذرتی تھی۔ سنہ ۱۸۳۸ء مطابق سمبت ۱۸۹۴ مین
راؤ راجہ نے انتظام کی ابتری سے تنگ آکر آغا صاحب خوشنویس کی معرفت رزیڈنسی دہلی کے میر منشی امّو جان
کو سات سو روپیہ ماہوار تنخواہ پر دیوان ریاست اور نواب فیروز پور کے نوکر مرزا اسفندیار بیگ کو تین سو روپیہ
تنخواہ پر نائب دیوان مقرر کیا ان اہلکارون نے شہر اور پرگنون مین عدالتین قائم کرکے تمام قرضہ بیباق اور ساہوکارون کا
ٹھیکہ اور بیجا دباؤ علاقے سے اُٹھا دیا۔ اُنکے ہاتھ سے ملک کے انتظام نے رونق پائی سررشتہ فوجداری کا قائم ہوا
تھانے مقرر کئے گئے۔ بند و بست مال بخوبی کیا گیا اسوجہ سے راج نے ترقی کی پھر راؤ راجہ نے فراغدلی سے
کارخانون کی درستی مین توجہ دی۔ اور بلونت سنگھ کے مرنے سے ریاست مین سامان اور بھی بڑھ گیا اور علاقے کے
اضافے سے آمدنی زیادہ ہوگئی اور اُسکی تنخواہ کی بچت سے بڑی آسودگی پیدا ہوئی اسلئے جلوس ریاست کا
سامان مہیا کیا عمارات عالی اور خوشنما تیار کرائین شیش محل سیتل نواس۔ موتی ڈونگری کا محل بنوایا گیا
الور سے دس میل کے فاصلے پر جنوب و غرب مین پہاڑونکے درمیان بندھ سی لی سیڑھ تیار کرایا کہ چند کوس کے احاطے
مین عمیق پانی بھرا رہتا ہے اور کنارے پر عمدہ محل اور باغات ہین اور وہان سے شہر الور تک سمبت ۱۹۰۲ مین پختہ
نہر بنوائی ہے کہ اُسکی آبپاشی سے زراعت اور باغات گرد و نواح شہر کو بہت فائدہ پہونچتا ہے اور خوب رونق
و سرسبزی ہے باغ بنے بلاس۔ اور تعمیر گھوگس لال دروازہ و حضوری دروازہ و احاطہ گھوڑا پھیر و چھتری لب
ساگر و فیل خانہ و رتھ خانہ و اصطبل سے الور کو رونق دی اور بہت سے اہل کمال کو جمع کیا جیسے مولانا افضل حق صاحب
خیرآبادی نامور منطقی اور پنڈت روپ نراین و دولت رام شاستری اور ممن اور میان جان چابک سوار
اور تان رس خان کلاونت و امرت و رحیم سین ستاریہ و سکھدیو و صدیق پہلوان و میر باقر علی تیغ باز و میان
میرو آغا صاحب خوشنویس شاگرد رشید میان میر پنجہ کش و شیخ ابراہیم شمشیر ساز و عبداللہ کنگ کہ ہر ایک

انمین سے اپنے اپنے فن مین وحید عصر و یکتاے روزگار تھا آغا صاحب خوشنویس سے پچاس ہزار روپے کے
مصارف مین کتاب گلستان لکھوائی تھی شتر سوارگری کا سلسلہ اس مہاراؤ راجہ کے وقت سے جاری ہوا - بخاورہ
سمبت ۱۹۰۲ مین مقرر کیا قلعہ خوشحال گڑھ بھی اسی نے بنوایا گھوڑے بھی عمدہ عمدہ جمع کیے تھے اسکے عہد حکومت
مین انتظام کی کیفیت یہ تھی پرگنات جنوبی منشی امو جان کے سپرد تھے اور پرگنات شمالی دیوان مانک چند کے تفویض
تھے اور اسکی پانسو روپے ماہوار تنخواہ تھی اور مرزا اسفندیار بیگ دیوان حضور کا تھا اور پرگنہ تھجمن گڑھ جو کوٹھار سے
متعلق تھا وہ خواجہ فرحت اللہ خان کے سپرد تھا اور ایک کچہری کا اجلاس خاص نام تھا اسمین چند عہدہ دار
اور سردار مقرر تھے مثل مرزا محمود بیگ، منصرم میونارہ اور منشی امو جان اور پنڈت روپ نرائن اور ٹھاکر بلدیو سنگھ
قلعدار بالا حصار اور راجہ پدم سنگھ معروف بہ راجہ جی اور بخشی راؤ ہر بخش وغیرہ اور سرپنچ اس محکمہ مین دیوان
مرزا اسفندیار بیگ تھا اسمین مقدمات تنازعات سرحدات یا ریاست غیر وغیرہ اور جملہ محکمون کا مرافعہ
اور تغلب کے مقدمات اور فوجداری مقدمات لائق تجویز بخشش طے ہوتے تھے پس تین شخص ہمیشہ اجلاس کرتے
تھے بصورت اختلاف راے مہاراجہ کے سامنے پیش ہو کر فیصل ہوتے تھے مولوی محمد مخدوم کا بیان ہے کہ راؤ راجہ
اپنی ذات سے ریاست کے کامون کی نگرانی کرتا تھا کسی ملازم کا محتاج و دست نگر نہ تھا -
کئی برس کے بعد منشی نے رشوت کے ذریعہ سے بدنیتی پھیلائی اور مرزا نے دیانت داری سے اسکی مخالفت
اختیار کی اول تو منشی نے مرزا کو ملکی کام سے علیحدہ کراکے مدرسے کی نگرانی پر رکھدیا - لیکن آخر مین مرزا نے
منشی پر رشوت لینا ثابت کرکے اسکو قید کرایا جو سات لاکھ روپیہ ڈنڈ دیکر رہا ہوا - مرزا نے دیوانی کا عہدہ پاکر
پانچ برس تک عمدگی سے کام کیا - لیکن سمبت ۱۹۱۲ مطابق ۱۸۵۶ء مین راؤ راجہ فالج کی بیماری سے ضعیف ہو کر
پھر منشی امو جان اور اسکے بھائی فضل اللہ خان و انعام اللہ خان کے دم مین آگیا اور انکو دوبارہ مختار بنا دیا -
۱۸۵۷ء کے غدر مین جبکہ راؤ راجہ بیمار تھا اسنے قلعہ گوگا گڑھ تیار کرایا اور بارہ سو آدمیون کی جمعیت باغی فوج کے
مقابلے کو آگرے کی طرف روانہ کی کراچھنیرہ پر باغیون کے بریگیڈ نیمچ و نصیر آباد نے اسپر حملہ کرکے تباہ کر دیا
اسمین راج کا بہت نقصان ہوا - اور انتظام پرگنہ فیروز پور کے لیے منشی امو جان بھیجا گیا لیکن میو و ٹگی
سرکشی سے انتظام نہ ہو سکا اور بہت صرف پڑا -
آخر وقت مین مہاراؤ راجہ نے مرض فالج سے بہت اذیت اٹھائی اور میدا چیلہ وغیرہ نے مرزا کے اشارے
سے کئی آدمیونکو جادو کرنے کے الزام سے بیگناہ مروا ڈالا اس سخت ظلم کے بعد جو کم علمی اور ضعیف الاعتقادی سے
ریاستون مین ہو جایا کرتا ہے راؤ راجہ کی جان نہ بچی اور صلاح کارون نے بھی بد نتیجہ دیکھا - میدا چیلہ جیسنرہ مین قتل
ہوا مرزا کچھ مدت کے بعد اندھا ہو کر ریاست سے نکالا گیا -
اور ساون بدی ۹ سمبت ۱۹۱۴ مطابق ۱۸۵۷ء کو راؤ راجہ بنے سنگھ بیالیس سال راج کرنیکے بعد
پچاس برس کی عمر مین مرگیا -

مہاراؤ راجہ شیودان سنگھ

یہ تیرہ برس کی عمر کے اندر اگست ۱۸۵۷ء مطابق سمت ۱۹۱۴ مین اپنے والد کے بعد مسند نشین ہوا اسکی کم عمری سے کئی سال تک سرکاری نگرانی لازم تھی لیکن ہندوستان مین غدر و فساد کے باعث اور منشی اموجان کی کارگذاری کے اعتبار سے کوئی مداخلت نہکی گئی منشی اموجان نے لکھدیر سنگھ کو اپنے سے موافق کر لیا اسواسطے کہ ٹھاکر مذکور حقوق قدیم کے سبب سے حفاظت و انتظام کے لیے محل مین رہتا تھا اور ٹھاکر کو ایک جدید گانون پرگنہ تھانہ غازی مین دلوا دیا اور کچھ سپاہ پیدل و سوار کی تنخواہ کرادی اور ٹھاکر سے یہ قرار پایا کہ جو کچھ رشوت مین پیدا ہو اُسمین سے نصفا نصف تقسیم کر لین جو کچھ طمع مین نزاع پیدا ہوتا ہے ٹھاکر لکھدیر سنگھ کو چند ماہ مین بیدخل کر دیا اور مرزا اسفندیار بیگ کو بیکار کر کے اموجان راؤ راجہ کا نائب بنا اور فضل اللہ خان دیوان کل ہوا اور انعام اللہ خان بخشی ہوا اور یہ چاہا کہ دیوان مرزا اسفندیار بیگ کو قید کر کے محاسبہ لیا جاے اور ٹھاکر کے نام حکم جاری کر دیا کہ اپنے گانون بیجوارہ کو چلا جائے اور راؤ راجہ کو بھنگ اور شراب کی طرف راغب کیا اور راجہ اس قدر بے قید و بے تکلف ہو گیا کہ راجپوتی مذہبی پابندی بھی باقی نرکھی۔ اقرار حسین اور حکیم محمود علی اپنے اپنے خاصدان لاتے تھے راؤ راجہ اکثر ان کا بنایا ہوا پان نوش کرتا تھا اموجان بجز احمق لوگونکے ریاست مین اور کا دخیل ہونا نہین چاہتا تھا اور راؤ راجہ کو اُسکی خاطر داری ملحوظ تھی اُسنے اموجان کی راے کے مطابق لکھدیر سنگھ ٹھاکر کو بھی خارج کیا کم عمرئیں لکھنا پڑھنا چھوڑ کر ایکدم ناچ ورنگ اور فضول باتون مین مصروف ہو گیا اور اموجان کے رشتہ دارونکی صحبت مین رہکر جنھون نے اُسپر مصیبت ڈالی راجپوتون کو بالکل بےقدر اور جانورونکی برابر سمجھنے لگا۔ اموجان مرزا اسفندیار کی بیخ کنی کا موقع دیکھتا تھا ایک دن موقع پاکر اُسنے اکیلے گھر والے مکان کو جسمین مرزا رہتا تھا اپنی سکونت کے لیے مانگا راؤ راجہ نے اُسکی استدعا قبول کی اور مرزا کو مکان کے خالی کر دینے کا حکم دیا چند عرصے تک مرزا لیت و لعل کرتا رہا جب منشی اموجان بہت متقاضی ہوا تبیر مرزا نے فسیدہ اُٹھایا کہ راجپوتونکو جتلایا کہ اموجان اور اُسکے بھائی راؤ راجہ کو مسلمان کرنا چاہتے ہین اور ٹھاکرون کو ایسا اغوا کیا کہ وہ بلا تحقیق و تصدیق کے اگست ۱۸۵۸ء مطابق سمت ۱۹۱۵ مین رات کے وقت اموجان اور فضل اللہ خان و انعام اللہ خان کے مکانپر چڑھ گئے اور محمد نصیر پسر فضل اللہ خان و عارف علی خدمتگار اموجان کو قتل کیا اور بدرالدین چوبدار کو مجروح کیا منشی اموجان اور اُسکے بھائیون نے بھاگ کر اپنی جانین بچائیں تمام رات ہنگامہ بمپا رہا صبح کے وقت راؤ راجہ نے ٹھاکر ریوت سنگھ جاگیردار لادو کی معرفت مفسدون کو اس امر پر رضامند کیا کہ اموجان اور اُسکے بھائیون اور دوسرے متعلقین کو دلی کی طرف چلا جانے مین معترض نہون چنانچہ ٹھاکرون نے مان لیا اور وہ نکل گئے اس معاملے کی خبر سنکر کپتان نکسن پولیٹیکل اجنٹ بھرتپور سے جلد الور مین آیا اور اُس نے راؤ راجہ کو راجپوتونکی تباہی پر مستعد اور ملکی کام سے بیخبر دیکھکر پنچایت اور مجلس قائم ہونیکی صدر مین رپورٹ کر دی جو منظور ہو کر دسمبر ۱۸۵۸ء مین کپتان امپی کی تقرری عمل مین آئی اور راؤ راجہ ایک برس تک خود مختار رہنے کے بعد کام سے بیدخل کیا گیا پولیٹیکل اجنٹ نے ٹھاکر لکھدیر سنگھ کو عہدہ پنچایت کا افسر اعلے کر دیا یہ شخص راجپوتون کا سرغنہ اور

راؤ راجہ بنے سنگھ کا ہمنوا تھا کہ اوسکی [illegible] رانی اُسکی سالی تھی۔ رئیس نے دوسرے برس ٹھاکر لکھدیر سنگھ کو قتل اور ایجنسی کو زبردستی خارج کرنا چاہا۔ ایجنٹ پولیٹکل افسر نے خبر پاکر صلاح کاروں کو تبدیل کی سزا دی۔ [illegible] ملک نکالا گیا۔ کپتان امپی نے بہت اچھا انتظام کیا ابتدائے سمبت ۱۹۱۶ سے سمبت ۱۹۱۸ تک بندوبست سہ سالہ مقرر کیا بعد اختتام اس میعاد کے سمبت ۱۹۱۸ سے سمبت ۱۹۲۸ تک بندوبست دہ سالہ کیا زمیندار لوگ بندوبست سے آسودہ ہوگئے زر محاصل بلا وقت معین وقت پہ داخل خزانہ ہوتا تھا کئی لاکھ روپیہ پس انداز ہوکر خزانہ قلعہ میں بھیجا گیا اور کچہریات کے لیے مکان محل کے دروازے کے باہر بنا اور بازار اور کوچوں میں فرش بندی ہوئی اور شفاخانہ تیار ہوا اور سڑک الور و بیجا رائے درمیان تعمیر ہوئی اور راؤ راجہ کی شادی [illegible] میں ہوئی۔ کپتان امپی کے بعد کپتان [illegible] آیا ایجنسی کی کوٹھی اسنے بنوائی۔ ایجنسی کے انتظام میں مالگذاری کا [illegible] بندوبست ہونے سے راج کی سالانہ آمدنی پندرہ لاکھ تک ہوگئی۔

اور نیمرانہ کا تصفیہ بھی طے پایا جسکی تفصیل یہ ہے کہ بہان کے ٹھاکر نے چند سال تک الور سے خود مختار ہونے کا دعوے کیا جو [illegible] منظور [illegible] میں پھر دوسرے ہوا تحقیقات [illegible] ہوا کہ یہ ضلع رئیس الور نے چندر بھان نیمرانہ کے جاگیردار کو بتقرر ۸۴۷۶ روپیہ [illegible] دیدیا تھا اور بباعث مفسدہ چندر بھان کے سرکار انگریزی کی منظوری سے یہ اراضی پھر الور میں [illegible] تک ضبط رہی لیکن سنہ مذکور میں ایک حصہ واپس دیا گیا تھا اور جب جاگیردار نیمرانہ نے باقی ماندہ کی واپسی کا دعوے کیا تو سرکار انگریزی نے مداخلت سے انکار کیا اسواسطے ۱۸۶۲ء میں آخرکار یہ فیصلہ ہوا کہ نیمرانہ جاگیردار رہے۔

دوبارہ اختیارات

پانچ برس بیدخل رہنے کے بعد ۱۴ دسمبر ۱۸۶۳ء مطابق سمبت ۱۹۱۹ میں راؤ راجہ کو دوبارہ حکومت کے اختیارات ملے۔ اُس نے دوبارہ اختیار پاتے ہی ٹھاکر لکھدیر سنگھ افسر پنچایت کو اُسکی جاگیر پر نکال کر [illegible] میں گورنر جنرل سے ملاقات کی پنڈت روپ نرائن کو کہ محکمہ پنچایت کا ممبر تھا گرد اور مقرر کیا گیا اور پنڈت رام نرائن ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوا اور منشی [illegible] لال بدستور منصرم فوجداری پر رہا۔ یکم جون ۱۸۶۲ء کو میاں جان جانباز سوار مارا گیا جسپر اسکے ورثہ گورنمنٹ انگریزی میں نالشی ہوئے اور کہا اصل قاتل خود راؤ راجہ ہی اور کوئی نہیں۔ سرکار نے کئی انگریز بھیج کر تحقیقات کرائی انجام کو مقدمہ تو خارج ہوا مگر ایجنٹی اور ایجنٹ عہدہ سے برخاست ہوے اور تحقیقات ہوکر جو حکم اس باب میں سرکار سے آیا وہ قابل عبرت تھا راؤ راجہ کی اُس سے برات قرار پائی وجہ قتل راؤ راجہ کی ذاتی عداوت تھی۔ اور سبب عداوت تین طرح بیان کیا گیا۔

(۱) وجہ قتل لوجہ مقتول نے اس طرح بیان کی کہ راو راجہ بنے سنگھ نے بچپن میں راؤ راجہ شیودان سنگھ کی تادیب و اتالیقی کے لیے میاں جان مقتول کو مامور کیا تھا پس جیساکہ دستور ادیب و اتالیق کا ہوتا ہے مقتول بلا حفظ مراتب راؤ راجہ کے ساتھ ادا کرتا تھا اگرچہ اُسکو ایسی ادب آموزی تعلیم ناگوار گذرتی تھی مگر بوجہ خوف اپنے والد کے دم نہیں مار سکتا تھا جب شیودان سنگھ خود مختار ہوا تو میاں جان کو شکل تمام تھا چھپا کر

جے پور آبیٹھا تھا وہان سے گھوڑی کی سواری سیکھنے کے بہانے سے طلب کرکے صلہ وحق اُس ادب آموزی خردسالی کا اپنے ادیب باوفا کے ساتھ یہ ادا کیا کہ جان سے مار ڈالا ۔

(۲) دوسری روایت یہ ہے کہ راولجی کی رانی ہوا خوری کے واسطے جاتی تھی اور محل سے پالکی مین سوار ہوکر گاڑسی کے قریب جو پھاٹک ہے پہونچی تھی آئی اُس کی پالکی کے ساتھ میان جان جو اُسوقت شراب کے نشے مین سرشار اور غرور مین بھرا ہوا تھا آکر کہنے لگا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ پالکی کے ہمراہ جاؤن بڑے خلط ملط سے رانی سے بات چیت کرنے لگا یہانتک کہ رانی ناراض ہوکر چلائی راو راجہ فوراً دوڑا یا اور اُسکے گھونسا مارا ہمراہی نوکرون نے اُسے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا راجپوتون نے جو اُسوقت موجود تھے دیکھا تو چلاتے آئے کہ راجہ صاحب یہ آپنے کیا کیا آپکی عزت مین خلل آجائیگا لاش فوراً اُٹھوا کے راجگڑھ کی سرحد مین دفن کرادی گئی اور راو راجہ لوٹ واپس آیا پھاٹک پر شہر مین میجر پولٹیکل اجنٹ سے ملاقات ہوئی اور تین گھنٹے تک تخلیے مین گفتگو کی ۔

(۳) تیسری روایت یہ ہے ۔

کہ راو راجہ شادی کے لئے شاہ پورے گیا اس شادی مین مہاراجہ رام سنگھ والی جیپور شریک ہونے والا تھا لیکن نہین آیا مہاراجہ جے پور کے شریک شادی نہ ہونے کی یہ وجہ فرض کی گئی کہ میان جان نے جسپر مہاراجہ رام سنگھ بہت مہربانی رکھتا تھا اُسکے روبرو حلفیہ بیان کیا تھا کہ راو راجہ مسلمان ہے یہ شخص اپنے فن مین کامل تھا اسلئے اسکی خاطر جیپور مین بھی ہوتی رہتی تھی اور اُسکے جورو بچے وہین رہتے تھے جب میان جان جیپور سے راج الور مین پہونچا تو اُسکو غالباً معلوم ہوگیا کہ راو راجہ صاحب کو اُس سے کچھ رنجش ہے اسواسطے رخصت جیپور جانے کی مانگی لیکن راو راجہ نے رخصت منظور نہ کی اور ناچار اُسکو راجگڑھ جانا پڑا جو الور سے چھ کوس پر ہے ایکدن راو راجہ نے اسکو کھانا کھانے کے لیے محل راجگڈھ مین بلایا اور وہان اُس نے میان جان پر ایک ہاتھ تلوار کا مارا پھر غلامون اور خدمتگارون نے اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے جب اُسکے لاش اسکی خفیہ پائی محل مین دفنائی گئی راو راجہ نے اپنی بریت کے لیے ایک معزز ٹھاکر کو باشتباہ قتل قید کردیا اور برادران مقتول کو جو الور مین تھے اُسیوقت قید کرنیکا حکم دیا جو آخرکار راضی نامہ دیکر چھوٹ گئے ۔

جسکی تحقیقات مین کپتان ہملٹن پولیٹیکل افسر کی سستی معلوم ہوکر محکمہ ایجنسی بالکل توڑ دیا اور کپتان مذکور فوجی صیغہ مین تبدیل کردیا گیا ۔ میجر نکسن اسکی تحقیقات کے لیے خود آیا اور اُسنے لاش زمین سے نکلوائی جو سفید چادر مین لپٹی ہوئی تھی اور سر تن سے جدا بائین ہاتھ کے نیچے پڑا تھا ۔ جیمز ل دہلی کے ... تیسر ... کے پرچے مین اسطرح چھپا تھا اور ... کوہ نور نے تو یہانتک لکھدیا تھا کہ سچاپک سوار کو راو راجہ نے خود اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا ایک روایت اور بھی زبانی مجھسے بیان کی گئی مگر مین نے وجوہ ارتکاب قتل کے باب مین اخبارات کی بہ اعتماد کیا جنکو اودھ اخبار کے دفتر مین ایک رسالے کی شکل مین جمع کردیا گیا تھا دوسرے زبانی اقوال لوگ بھی مولوی محمد مخدوم کہتا ہے کہ راو راجہ نے سنبھل کر بہت عمدہ انتظام کیا لیکن حضرات دہلی کی کچھ روک ٹوک نہ ہوئی

اُنھون نے اُسکے مزاج کو لہو ولعب کی طرف راغب کردیا کئی رنڈی بھڑوونکو جیپور سے اپنے ہان بلوا لیا
جنمین ایک رنڈی مہاراجہ رام سنگھ کی بھی منظور نظر بتائی جاتی ہے اسلیے وہ بہت رنجیدہ ہوا جیسا کہ تحفۂ راجستان
مین ذکر کیا ہے ٹھاکر لکھدیر کی وجہ سے بھی حکام گورنمنٹ راؤ راجہ سے آزردہ ہوگئے اسکی خیرخواہی گورنمنٹ مین
مشہور تھی راؤ راجہ سے اُسکے بگاڑ کی وجہ یہ تھی کہ جب کپتان امپی نے نابینی اجنٹی کے زمانے مین اُسکو محکمۂ پنچایت
کا افسر اعلےٰ کردیا تو اُسنے بوجہ اگلے جھگڑے فساد کے منشی اموجان کو الور سے نکالدیا اور منشی کے ہنگامے مین
مرزا اسفندیار بیگ کا شریک تھا چونکہ راؤ راجہ منشی اموجان کو بہت چاہتا تھا اور دیگر ارکان ریاست سے
زیادہ عزیز رکھتا تھا اس وجہ سے وہ ٹھاکر سے رنجیدہ ہوا اور دوبارہ اختیارات حاصل ہوے تو آہستہ آہستہ
اُسکے سب گانون جاگیر کے ضبط کرکے الور سے باہر کردیا وہ جیپور جاکر رہنے لگا سبب اُسکے علاقے کی ضبطی کی خبر گورنر
جنرل کو ہوئی تو اُسنے افسوس کیا اور راؤ راجہ کو لکھ بھیجا کہ اگرچہ ہم آپکے علاقے کے انتظام مین دست اندازی
نہین کیا چاہتے تاہم اسطرح کا امر ہمین ناپسند و ناگوار ہے آپ آیندہ کے لیے بہت ہوشیار رہین ١٨٦٦ء مین راؤ
راجہ نے شاہ پور سے جاتے ہوئے اثنائے راہ مین جیپور کے علاقے مین ایڈن صاحب اجنٹ گورنر جنرل سے ملنا چاہا
اور ٣٠ جنوری سنہ مذکور کو موضع کالوتہ مین جو جیپور سے سات آٹھ کوس ہے ملاقات کی غرض سے گیا اور
حصول ملاقات کے لیے اسکو خریطہ بھیجا رزیڈنٹ نے جواب دیا کہ راؤ راجہ جیپور مین آکر مجھ سے ملاقات
کرے اُسنے جواب لکھا کہ مین چند شرطون سے جیپور مین آسکتا ہون اول یہ کہ کوئی بھائی بیٹا مہاراجہ جیپور کا
میرے استقبال کو آے دوسرے توپخانۂ جیپور سے میری سلامی کی توپین سر ہون تیسرے جیپور مین میرا
نقارہ بجے اگر یہ شرائط نامنظور ہین تو آپ موضع کالوتہ مین مجھسے ملاقات کرین اسکے جواب مین مہاراجہ
جیپور کی منشا معلوم کرکے رزیڈنٹ نے لکھا کہ نہ توپخانۂ جیپور سے سلامی مل سکتی ہے نہ راؤ راجہ کا نقارہ
بج سکتا ہے البتہ پیشوائی کے لئے کوئی بھائی بیٹا چلا جاے گا اسوجہ سے راؤ راجہ جیپور مین نہ گیا اور یکم فروری
کی صبح کو اجنٹ گورنر جنرل و پولیٹیکل اجنٹ بگھی مین سوار ہوکر مع ٹھاکر لکھدیر سنگھ کے موضع کالوتہ مین آسا اور
بلا کسی طرح کے تکلف کے رسمی ملاقات ہوئی اور ملاقات کے وقت ٹھاکر لکھدیر سنگھ کے بارے مین کہا کہ
حسب دستور سابق اسکو چار گانون الور سے ملنے چاہئین اور پہلے کے موافق اسکی عزت و توقیر کیجائے راؤ را
جہ نے جواب دیا کہ مین لکھدیر سنگھ کو اپنی ریاست مین ایک انچ زمین بھی ہرگز نہ دونگا یہ ریاست آپ کی نذر ہے
لیجیے مین لندن جاتا ہون اور لکھدیر کا وکیل جو ملاقات کا پیام لیکر گیا تھا اسکو جھڑک کر نکالدیا اس سبب سے
اجنٹ گورنر جنرل ناراض ہوا اور جیپور کو چلا گیا جب کوئی صورت لکھدیر کے واسطے نہ نکلی تو وہ ہنگامہ پرداز ہوا
پنڈت روپ نرائن بندوبست مین سرگرم تھا جب تک انتظام ہو اُسنے ٢٨ مئی ١٨٦٦ء کو گڑھی لال پارہ
پر یورش کی ریاست کی سپاہ سے جنگ ہوئی قلعدار اور سپاہی مارے گئے لکھدیر کی فتح ہوئی ٣٠ مئی کی جنگ
مین ٣٥ نوکر لکھدیر کے مع دو افسرون کے کام آے اور دیہات مین بلوا ہوا انجارہ اور بھمن گوٹھ مین بھی

فساد تھا نرائن پور غارت ہوا - لال پورہ کے قلعے کی مرمت لکھدیر نے کرائی اور قلو کندہ کو بھی لے لیا لیکن
راج کی فوج نے اسکو شکست دیکر قلعہ لال پورہ چھین لیا لکھدیر سنگھ کے بھتیجے نے ریاست کے شرقی حصے
مین بلوہ کردیا طرفین کے سوار مارے گئے ۰ جون کو ماندل کے گھاٹ پر جنگ ہوئی لکھدیر کا ایک رشتہ دار کام آیا ۱۵ جون
کو ٹھاکر بلونت سنگھ و ہردیو سنگھ قلعدار نے حملہ کیا لکھدیر سنگھ نے لال پورہ پر پھر تاخت کی اور طرفین کے آدمی مجروح و مقتول
ہوئے اور دو شتر راہی جھالراپاٹن لٹ گئے گڑھی لال پورہ لکھدیر نے پھر لے لی - ۲۴ جون کو جنگ ہوئی جسمین
پچاس سپاہی بلدیو پلٹن کے مارے گئے ۲۵ جون کو بھی طرفین کا نقصان ہوا اور ۳ گانون علاقہ بھرت پور کے
خاک سیاہ ہوئے موضع کروری لوٹ کر اسکے مویشی مخالف لے گئے - گولا کے پاس لکھدیر سنگھ نے مردانہ جنگ
کی جسمین ریاست کی فوج ہتیار چھوڑ کر بھاگ آئی اس اثنا مین راؤ راجہ الور مین آگیا اسنے دو بنیے لکھدیر کو قتل
کرنے کے لیے بھیجے جنھین لکھدیر نے مروا ڈالا اور قبل جولائی جنگ بلدیو گڑھ مین ریاست کے ۹ ہتکلے چھن گئے
۱۴ جولائی کو موضع بگمہ غارت ہوا اور ۱۵ جولائی کو خبر آئی کہ طرفین مین بمقام راج گڑھ جنگ ہوئی سو پیادے
ریاست کے مارے گئے اور دس زنبورک ٹھاکر کے آدمی لے گئے یہ فساد آخر جولائی مین موقوف ہوا -
صاحب اشرف الاخبار نے ۱۸۶۹ء کے ایک نمبر مین لکھا تھا کہ ایک معتبر نے الور کی خبر دی کہ راؤ راجہ نے کئی خریطے
ٹھاکر لکھدیر کی شکایت مین گورنر جنرل اور اجنٹ گورنر جنرل کو بھیجے وہانسے جواب آیا کہ آپکو جسوقت اختیار دیا گیا
تھا کہا تھا کہ اہل دہلی سے پرہیز کیجیے انکو اپنے یہان دخل نہ دیجیے آپنے سراسر اسکے برخلاف کام کیا انھین کو
مشیر تدبیر انھین کو مصاحب انھین کو تھانہ دار انھین کو بیتکار انھین کو تحصیلدار کیا پس یہ امر صاف منشاء
گورنمنٹ کے خلاف ہے اگر رضامندی چاہتے ہو تو یک قلم انکو اپنے حضور سے دور کرو چنانچہ فوراً راؤ راجہ نے دہلی
کے آدمیون کو چارناچار رخصت کردیا ٹھاکر لکھدیر کے جھگڑے مین بہت روپیہ اٹھا - اور کچھ راجہ کی فضول خرچی سے
مصارف آمدنی سے بڑھ گئے خزانہ قلعہ کا روپیہ صرف مین آنے لگا آخرکار قرض پر نوبت پہونچی - سمبت ۱۹۲۵ مطابق
سنہ ۱۸۶۹ء مین کفایت خرچ کے لیے تخفیف شروع کی گئی نوکرون کی تنخواہین گھٹائین چندہ بند کیا گیا خیرات یکقلم
موقوف ہوئی جاگیرین ضبط ہوئین مگر اس سے کیا ہوتا تھا کہ مصارف بیجا برسر ترقی تھے چنانچہ باڈی گارڈ اور
رجمنٹ کی بھرتی ہونے سے اور بھی صرف بڑھ گیا پنڈت روپ نراین یہ حال دیکھکر کنارہ کش ہوا - عہدہ گرداوری
پر منشی رشک لال اور فوجداری پر شیخ عبدالرحیم اور ڈپٹی کلکٹری پر منشی ارشاد علی سرفراز کئے گئے - منشی رشک لال
نے بڑے جوڑ توڑ سے انصرام اخراجات انجام دیا - اسی سال مین راؤ راجہ نے ہر قصبے اور گانون مین مدرسے
مقرر کئے جنھین سولہ ہزار روپیہ سالانہ کے خرچ سے پانچ ہزار لڑکے تعلیم پاتے تھے - اور اسی عرصے مین راؤ راجہ
کے جھالراپاٹن والی رانی سے کنور پیدا ہوا - اس خوشی مین راؤ راجہ نے بہت روپیہ خرچ کیا - عام طور پر شہر کے
باشندونکو دعوت دی گئی جسمین ہندوونکو کئی قسم کی مٹھائی بانٹی اور مسلمانون مین کئی قسم کے کھانے تقسیم کیے
اور محل مین چار جگہ رقص و سرود کی محفلین برپا ہوئین صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک ناچ گانے کا

چرچا رہتا تھا عام اجازت تھی کہ جسکا جی چاہے شریک ہو۔ روشنی کے لیے محل سے موتی ڈونگری تک ٹٹیان نصب ہوئین۔ موتی ڈونگری کے مقابل اور کمپنی باغ کے برابر نقارخانۂ چوبی کپڑے سے منڈھے گئے یہ تیاری ہو رہی تھی کہ حضور ملکہ معظمہ کے دوسرے بیٹے شاہزادے صاحب اڈنبرا کی آمد ہوئی اور راجہ حسب الطلب کلکتے کو گیا اور وہان شاہزادے سے ملکر سیر و شکار نواح الور کی دعوت دی۔ کلکتے سے واپسی کے بعد اُن کی مہمانی کا انتظام ہونے لگا اسلیے کنور کی ولادت کی تقریب کی تمام محفلین اور جلسے ملتوی ہو گئے شاہزادے ڈیگ کی سیر کر کے الور آئے پہلے دن روشنی مین تیل کی بو سے متنفر ہو کر روشنی بند کرا دی۔ لیکن دوسرے دن موتی ڈونگری کے محل اور قلعے پر خوب روشنی ہوئی۔ شاہزادے صاحب محل مین شب کی دعوت مین آئے تھے راؤ راجہ نے تحائف مین ایک تلوار بھی دی جسکو شیخ ابراہیم شمشیر ساز نے بنایا تھا اُسمین دو رویہ گلکاری تھی اور کمر مین موج دریا کی طرح موتی رواں تھے۔

شاہزادے کی روانگی کے بعد کنور کی ولادت کی خوشی کے جلسے ہونے لگے فوج کی تنخواہ چڑھ گئی اور ملازمان جنگی تکلیف پانے لگے۔ ایکبار رسالے والون نے تنخواہ کے لیے عرض کیا راؤ راجہ نے اُنکی سرکشی پر حمل کر کے سب رسالونکو توڑ دیا۔ ٹھاکر منگل سنگھ جاگیردار گڑھی اور دوسرے ٹھاکر جنکی جاگیرین ضبط ہو چکی تھین پہلے ہی سے کشیدہ خاطر ہو رہے تھے اُنھون نے اہل فوج سے اتفاق کر لیا۔ جواہر سنگھ جاگیردار کھیڑلی کی جاگیر کے ضبط ہونے کی وجہ سے تمام جاگیردار دغدغے مین تھے اور متفکر تھے کہ کہین راؤ راجہ ہم پر بھی ہاتھ نہ ڈالین خلاصہ یہ کہ سب بلوے کے لئے آمادہ ہوئے۔

یہ خبر سنکر کپتان جیمس بلیر پولیٹکل اجنٹ اجنٹی راجپوتانۂ شرقی الور کے ملک مین آیا اور راجگڈھ مین ٹھاکرون کو جمع کر کے صلح کے لیے فہمائش کی لیکن راؤ راجہ نے نہ مانا وہ مجبور ہو کر واپس چلا گیا۔ ادھر جاگیردار لوٹ مار اور فتنہ و فساد کرنے لگے ایک طرف اُن کی دست درازی سے ملک تباہی مین تھا دوسری طرف جلسے ہو رہے تھے موتی ڈونگری مین ارباب نشاط جمع تھے رات دن راؤ رنگ کا مشغلہ تھا یا روشنی اور آتشبازی کا تماشا ہوتا تھا آخر کار کپتان طامس کیڈل اجنٹ مقرر ہو کر شر و فساد کے انسداد کے لیے آیا اُس نے آتے ہی راؤ راجہ کو سمجھایا جب مصاحبون نے فہمائش کا اثر نہ ہونے دیا تو اُس نے ابتری کے سبب رئیس کے دوبارہ بیدخل ہونے کی رپورٹ کی اور بذات خود انتظام کے انصرام کی طرف مصروف ہوا سال بھر سے جو جلسے جاری تھے بند کئے۔ رجمنٹ توڑ دی۔ باڈی گارڈ کو موقوف کیا۔ اخراجات غیر واجب روکے۔ قرض اور تنخواہ ملازمان کرنے کی تدبیر کی۔

یہ حال دیکھ کر شیخ عبدالرحیم و ابراہیم سوداگر و شمشاد علی بیگ خوف مواخذہ سے گھبرائے ابراہیم سوداگر نکل گیا۔ شیخ عبدالرحیم اور شمشاد علی مستعفی ہو کر جانے کو تھے کہ یہ حال معلوم ہو گیا مگر راؤ راجہ کی مروت و چشم پوشی قابل ناز ہے کہ اُنکے اعمال پر ذرا خیال نہ کیا اور مواخذے سے اُنکو بری کر کے چلا جانے دیا اور اُنکی وجہ سے اپنی بے اختیاری گوارا کی۔ اب ٹھاکرون نے راؤ راجہ کی معزولی اور اُسکی جگہ کنور شیو پرتاپ سنگھ کی نصوبی کی تدبیرین

ابھی نبسر مراو آرزو کے لشانے پر نہ پہونچا تھا کہ کنوندکور مرگیا اور رانی جھالی بھی بیماری سے انتقال کر گئی ابھی اس سانحہ ہوش ربا دو اقعہ روح فرسا سے راو راجہ کو افاقہ نہوا تھا کہ اجنٹی کے تقرر اور اسکی بے اختیاری کا حکم آگیا - جس سے اسکو زیادہ پریشانی ہوئی -

دوبارہ بے اختیاری

اکتوبر ۱۸۷۰ء مطابق سمبت ۱۹۲۷ میں سات برس حکومت کے بعد راو راجہ دوبارہ بے اختیار کیا گیا جسپر اُسنے بنج سے فقیری جتلانے کو گیروا کپڑے رنگ لیئے مگر سات برس کے اندر ساڑھے بیس لاکھ کا خزانہ اور سولہ لاکھ قرض لیکر ساڑھے چھتیس لاکھ روپیہ راج کی سالانہ آمدنی کے علاوہ خرچ کرڈالا - صرف کمپنی باغ اس مہاراؤ راجہ کی تعمیر کی یادگار ہے کہ چند سے بنایا اور بندسی لی سیڈھ کے جل محل اور مندر بنارس کی تعمیر شروع کرائی تھی مگر یہ دونوں مقام ناتمام رہے - راو راجہ بے اختیاری میں بھی سواری و سامان کے سوا جیب خرچ کا پندرہ ہزار روپیہ ماہوار وقت سے پہلے خرچ کرکے تکلیف اٹھاتا تھا تنخواہ کے علاوہ اُسنے ستانوے ہزار روپیہ قرض لیکر خرچ کرڈالا جسپر عام ساہوکاروں اور سوداگروں کو قرض دینے کی ممانعت کی گئی رئیس نے طیش میں آکر پولیٹکل افسر اور کھدیر کو مروا ڈالنا چاہا لیکن خبر ہونے سے اُسکے صلاح کار بھی قید کئے گئے ضمیمہ اودھ اخبار نمبر۲۱ مطبوعہ ۱۹ مارچ ۱۸۷۲ء میں لکھا ہے کہ بچپن سے وہ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں رہے کہ آج افسوس کرنا پڑتا ہے بعد مرنے اُن کے والد کے اُنکی تربیت ابتر ہوگئی اسکا الزام نیز اسلیئے نہیں کہ وہ نا سمجھ تھے مگر اُنکے اتالیق اور قدیم کارندوں پر ہے جنکے وہ اختیار اور صحبت میں تھے بعد اختیار پانے اور بلوغ کے کہ خیر سے اب ۲۲ سال کے ہو چکے اور چار رانیاں ہیں اور صاحب اولاد ہیں اور بہت حکام سے ملے اور انقلاب غدر دیکھا اور دو دربار عام شاہی دیکھے اور اکثر والیان ملک کو دیکھا سنا اور کلکتہ بھی ہو آئے تو اب جو نقص خواہ عادت وارستگی سابق سے ہو یا صحبت سے ان سب حالات کا اعتراض خود مہاراجہ صاحب پر اسلیئے ہے کہ گو ایسا علم نہیں مگر وہ اپنے نیک و بد کو خوب سمجھتے ہیں مگر اپنے رویے و تہذیب کو کامل نہیں کرتے جیسے کہ وہ شایان ہیں ۱۸۷۶ء کے پانیر کے ایک پرچے میں لکھا ہے کہ مہاراجہ اور اپنے چال چلن اور کم عقلی سے بلاؤں میں مبتلا ہیں جسکو وہ آسانی سے دفع نہ کر سکینگے اگرچہ اُن کا چال چلن بیجا ہے تاہم شک ہے کہ آیا کل صاحبان اردو اخبار جیسا کہ اُنکو ملزم ٹھہراتے ہیں وہ ویسے ہی ہیں - اموجان کو گورنر جنرل نے اجازت دی کہ جہاں چاہے وہاں رہے مگر دکن کی طرف نہ جائے اُسکا تعلق اور سے جاتارہا اور وہاں سے پنشن بھی بند ہوگئی -

راو راجہ اپنے نام کے ساتھ سوائی کا لفظ تحریر کرتا تھا اور اپنی مہر میں بھی یہ لفظ کندہ کرا لیا تھا وہ کہتا تھا کہ میں راجہ سوائی جے سنگھ کے وہ مان سے ہوں کپتان کیڈل کے آتے ہی مفسدہ پردازی کا دروازہ بند ہوگیا اور ریاست کو زیرباری سے نکالنے اور خرچ بیجا سے بچانے کے لیئے تحصیل اور صدر کے خزانوں کو ممانعت قطعی کی کہ بغیر اجازت پولیٹکل افسر کے کسیکو ایک حبہ نہ دیا جائے اور دس لاکھ روپیہ انگریزی سرکار سے پانچ آنہ

سیکڑہ سود پر اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ متھرا کے سیٹھ سے قرض لیا جاکر سات لاکھ روپے مین فوجی نوکرون اور منڈی بھٹ دون کو بے باق کیا گیا کمی اخراجات کی کلہاڑی اپنا کام کرنے لگی۔ خود ان پلٹن جو نئی بھرتی کی تھی موقوف کی رنڈی بھٹ دون اور فضول آدمیون کو علحدہ کیا اور بھی بڑا یا توجہ کی پرگنات بانسورہ تھانہ غازی دیر تاپ گڑھ راج گڑھ دبچمن گڑھ و کٹھومر مین جس کی غارت گری ہوئی تھی مفسدون سے انکے راضی نامے کرائے سمت ۱۹۳۰ مطابق ۱۸۷۳ء مین مالگذاری کا نیا بندوبست ہونے سے آمدنی مین سات لاکھ کی ترقی ہوکر بیس لاکھ روپے سالانہ خالصے کی جمع وصول ہونے لگی۔ اسی سال دلی سے الور تک ریل جاری ہونے پر رئیس نے بڑی دھوم سے انگریزی افسرون کی دعوت کی۔

افسوس ہے کہ وہ خودمختاری کی امید پر بیچ مین آٹھ برس ذی اختیار اور آٹھ برس معزول رہکر سمبت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۴ء ۱۱- اکتوبر کو ضعف دماغ کی بیماری سے اپنی اتیسوین سالگرہ کے بعد انتقال کر گیا اسکے بعد ایک لڑکا جسونت سنگھ رہا جنکو مان کی طرف سے شریف نہ سمجھا جاکر نروکہ راجپوتونکی بارہ کوٹھریوان مین سے گود لینے کی ضرورت پڑی۔ انگریزی سرکار سے منگل سنگھ ٹھاکر تھانہ اور لکھدیر جاگیردار بیجواڑہ کی بابت بڑے سردارون سے رائے لینے کا حکم آیا زیادہ لوگون نے پولیٹکل افسر کی صلاح سے کم عمر منگل سنگھ کو پسند کرکے گدی پر بٹھایا۔

مہاراجہ منگل سنگھ

یہ گود لیے جاکر سمبت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۴ء ۱۴ دسمبر کو چودہ برس ایک مہینے کی عمر مین مسندنشین کیا گیا اور ٹھاکر لکھدیر یعنی لکھدیر سنگھ اور اسکے ساتھیون نے سرکشی کی جو کسیقدر جاگیرین ضبط کئے جانے سے دور ہوئی لکھدیر سنگھ نے اگلے رئیس کو ہر طرح دق کیا تھا لیکن اب وہ انگریزی منشا کے خلاف کارروائی سے فائدہ نہ اٹھا سکا اور اپنے ہدایت کے موافق آخری عمر اجمیر و جیپور مین رہکر پوری کی۔ دوسرے دعوے دار کنور جسونت سنگھ نے ابراہیم سوداگر وغیرہ کی مدد سے کئی برس تک راجہ بلونت سنگھ کی طرح تجارا وغیرہ ملجانے کی کوشش کی مگر سرکاری طرف سے کچھ توجہ نہ ہوئی اسلیئے اسکو گذارے کے لائق تنخواہ پر جو رئیس نے مقرر کردی صبر کرنا پڑا۔

سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ۲۲ اکتوبر کو راو راجہ میو کالج اجمیر مین تعلیم کے لیے سب رئیس زادون سے پہلے داخل ہوا۔ ایک برس تک اسنے پڑھنے لکھنے پر خوب دل لگایا لیکن پھر سیر و شکار کا شوق زیادہ ہونے سے پنڈت من پھول سی۔ ایس۔ آئی۔ اتالیق نے استعفا دیا اور کپتان این۔ سی۔ ماٹیلی اس کے عوض مقرر ہوا۔ کپتان نے سمبت ۱۹۳۳ مطابق ۱۸۷۶ء کی رپورٹ مین جس سال کہ راو راجہ کی شادی مہاراجہ کشن گڑھ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی لکھا ہے کہ وہ (راو راجہ) انگریزی زبان لکھنے پڑھنے کی بہ نسبت اچھی طرح بول سکتا ہے فارسی کسی قدر سیکھی ہے اور اردو سے خوب واقف ہے۔ اسی سال پنچایت کے ممبرون مین سے پنڈت روپ ناراین دیوان ٹھاکر جگل سنگھ گڑھی والے کو انگریزی سرکار سے رائے بہادر خطاب عطا ہوا۔

سمبت ۱۹۳۴ مطابق ۱۸۷۷ء نومبر کے مہینے مین راؤ راجہ کو سرکاری طرف سے حکمرانی کے کامل اختیارات ملے جسکی خوشی مین اُسنے کسان رعایا کو باقیات کا دس لاکھ روپیہ چھوڑدیا اور سمبت ۱۹۴۲ مطابق ۱۸۸۵ء مین اُسکو انگریزی سرکار سے تمغائے ستارۂ ہند درجہ اول حاصل ہوا۔ سمبت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۶ء مین راؤ راجہ نے پچاس ہزار روپیہ ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند کی جوبلی کے یادگاری مکان کے چندے مین دے کر خیرخواہی ثابت کی۔

سمبت ۱۹۴۵ مطابق ۱۸۸۹ء کے شروع مین انگریزی سرکار سے راؤ راجہ کو خطاب مہاراجہ موروثی طور پر عنایت ہوا۔ شمالی ہندوستان کے قریب کے اثر سے الور کا سررشتۂ تعلیم ترقی پر ہے۔ انگریزی و فارسی مدرسے ہر پرگنے مین قائم ہین اور دارالریاست کے ہائی اسکول مین انٹرنس تک تعلیم دی جاتی ہے۔ مہاراجہ منگل سنگھ نے ۱۸۹۲ء مین انتقال کیا۔

مہاراجہ جے سنگھ

مہاراجہ جے سنگھ اپنے باپ منگل سنگھ کے بعد مسندنشین ہوئے انکو پورے اختیارات ۱۹۰۳ء مین ملے۔

فصل۔ قرولی کی تاریخ مین

جغرافیہ

قرولی منشفی راجپوتانہ مین ایک چھوٹی لیکن پرانی ریاست ہے جو خطوط عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵۳ دقیقہ اور ۲۶ درجہ ۴۸ دقیقہ اور خطوط طول مشرقی ۷۶ درجہ ۳۴ دقیقہ اور ۷۷ درجہ ۴ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اسکے شمال مین بھرتپور اور جے پور مغرب مین جے پور۔ جنوب مین جے پور اور گوالیار۔ مشرق مین گوالیار اور دھولپور ہے رقبہ ۱۲۴۲ میل مربع آبادی ۱۴۶۵۵۸ خالصہ کی آمدنی ۶۲۷۷۶۲ روپیہ سالانہ سے قریب اور فوج سوار و پیدل کا تخمینہ دو ہزار ہے

اس ریاست کا اکثر علاقہ سخت پہاڑی ہے اور برساتی نالون سے جنوب مشرقی طرف چنبل دریا کے پاس بہت سے غار پھیلے ہوئے ہین۔ بارش کے موسم مین شمالی مغربی پہاڑ نہایت سرسبز ہوکر اونٹ وغیرہ جانورونکے لئے چارے کا بڑا ذریعہ ہو جاتے ہین کہ جسکے واسطے انگریزی علاقے کے اونٹ بھی وہان چرائی کو آتے ہین آبادی مین جادو راجپوتونکے سوا اکثر گوجر اور کسی قدر جاٹ۔ مالی۔ کاچھی۔ مینہ وغیرہ شامل ہین کھیتی سے اپنا گذر کرتے ہین اور جاگیردار ونکے دباؤ سے لوٹ مار کم کرتے ہین۔

سردارون مین سے ہاڈوتی۔ امرگڈھ۔ رائوتره اور عنایتی مقام کے سردار اول درجے مین شمار ہوتے ہین جنکا رئیس سے کچھ جھگڑا نہیں ہے۔ کم درجے کے ٹھاکرون مین سے اکثر راج کے برخلاف اور شاکی رہتے ہین انتظام کی نظر سے علاقہ چار تحصیلون قرولی۔ مندرایل۔ اوٹ گر۔ اور ماچلپور مین تقسیم کیا گیا ہے اور ان مقامات کے علاوہ بہادرپور۔ گرلہ اور جیر تہ کل سات جگہ پر تھانے مقرر ہین۔

قصبۂ قرولی جو گوالیار سے نو اسی میل مغربی طرف اور اگرے سے ۸۰ میل جنوب مغرب مین اور دہلی سے ڈیڑھ سو میل جنوب مین عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۳۰ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۷ درجہ ۱۰ دقیقہ پر واقع ہے اسکے گرد پختہ شہر پناہ بنی ہے اور دو میل کے قریب تک ہر طرف ناہموار زمین اور سخت ندی نالے پھیلے ہوئے ہین جس سے دشمنون کی رسائی وہان دشوار معلوم ہوتی ہے آبادی کے گرد درختون وغیرہ سے ہر قسم کی سرسبزی ہے مکانات اینٹ اور پتھرون کے پختہ بنے ہوئے ہین لیکن گلی کوچے اکثر تنگ اور میلے رہتے ہین۔ شہر پناہ کے باہر دو پہاڑ پر قلعے موجود ہین انہین سے رئیس کے رہنے کا قلعہ بہت عمدہ ہے جسکے اندر بلند برجون اور محل کے علاوہ کئی باغ بھی لگے ہوے ہین۔

راج قرولی مین کل گاؤن چار سو پانچ ہین جنہین سے خالصے کے ڈھائی سو گاؤن کی سالانہ آمدنی چھ لاکھ ۲۷ ہزار روپیہ ہے باقی ڈیڑھ لاکھ سالانہ آمدنی کے گاؤن جاگیر خیرات اور نوکری وغیرہ مین تقسیم ہین اور ریاست کے تمام چھوٹے بڑے ماتحت جاگیردار ونکی تعداد چالیس ہے۔

قوم

راج قرولی کی قدیم تاریخ کچھ نہین ملتی لیکن اس ملک مین انکا وطن بہت پرانا خیال کیا جاتا ہے۔ راجگان قرولی خاص جادو نسل سے چندر بنسی راجپوت ہین۔

تاریخ

یہ لوگ علاقہ برج یعنی متھرا کے آس پاس سے کبھی دور نہین گئے۔ ایک بار انھون نے بیانے پر قبضہ کر لیا تھا جہان سے وہ مسلمان بادشاہونکے دور مین بیدخل کئے گئے اور پھر انھون نے چنبل دریا کے کنارے پر قرولی اور سبل گڑھ کو آباد کیا۔ سمبت ۱۵۱۱ مطابق ۱۴۵۴ء مین مالوے کے بادشاہ محمود خلجی قرولی فتح کرکے اپنے خالصے مین شامل کر لی اور جادو راجپوت پہاڑون وغیرہ مین گذر کرتے رہے۔ شاہنشاہ اکبر کے وقت مین جبکہ گجرات و مارواڑ کے سوا راجپوتانے کے بھی مضبوط مقامات اسکے عمل مین آگئے تو اسنے اپنی بلند ہمتی سے جیسا کہ وہ خاندانی لوگونکے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کیا کرتا تھا قرولی والونکو بھی کچھ جاگیر اور منصب دیا راجہ گوپال جادو اجمیر مین بادشاہی قلعدار رہکر سمبت ۱۶۴۴ مطابق ۱۵۸۷ء مین مرگیا جسنے کئی سال پہلے بادشاہی فوج کے ہمراہ رہکر بنگالہ وغیرہ کا فساد دبانے مین عمدہ بہادری دکھلائی تھی اور جسکا بیٹا کلیان داس سمبت ۱۶۶۰ مطابق ۱۶۰۳ء مین بادشاہی منصب دار سردار تھا۔ دہلی کی سلطنت ضعیف ہونے پر مرہٹون نے راجپوتانے کی دوسری ریاستونکی طرح قرولی کو بھی اپنا زبردست بنایا۔ سمبت ۱۸۵۲ مطابق ۱۷۹۶ء مین مہاراجہ سیندھیا نے سبل گڑھ چھین کر قرولی کو قدیم رئیس کے قبضے مین چھوڑ دیا۔ راجہ قرولی پچیس ہزار روپیہ سالانہ خراج کے طور پر پیشوا کو دیتا تھا جسکے عوض ماچلپور کا پرگنہ سونپ رکھا تھا۔ سمبت ۱۸۷۳ مطابق ۱۸۱۶ء مین انگریزی سرکار نے راجپوتانہ وغیرہ سے مرہٹون کا دخل اٹھایا تو سب سے اول راجۂ قرولی نے عہدنامے کے ساتھ سرکاری اطاعت قبول کی اور اسکا خراج بالکل معاف ہوکر پرگنہ ماچلپور چھوڑ دیا گیا۔ راجہ نے درخواست کی تھی کہ چنبل کے جنوبی طرف والے پرگنے جو سیندھیا نے دبا لئے ہین سرکاری خراج قائم ہوکر اسکو دلائے جائین لیکن

انگریزی سرکار نے سیندھیا کے ساتھ عہد نامہ طے ہو جانے کے سبب یہ نئی کارروائی منظور نہ کی۔ اس بخت سمبت ۱۸۸۰ مطابق ۱۸۲۹ء مین راجہ ہر بخش پال نے عہد نامے کے برخلاف بھرت پور کی لڑائی مین سرکار کے مخالف رائو درجن سال کو فوج بھیجکر مدد دی لیکن کچھ عرصے کے بعد سرکاری اطاعت کے سوا کوئی حرکت اس سے ظاہر نہ ہوئی

راجہ ہر بخش پال دیو

اس راجہ نے عہد نامے کے بعد جبیورا اور قرولی کی سرحدی تکرارون مین انگریزی سرکار کے منشا کے موافق عمل کیا وہ سمبت ۱۸۹۴ مطابق ۱۸۳۶ء مین لاولد مرگیا اور اسکا رشتہ دار بھتیجا پرتاب پال اس شرط پر رئیس قرار پایا کہ اگر راجہ کے اصلی لڑکا پیدا ہوگا تو وہ گدی چھوڑ دیگا۔

راجہ پرتاب پال

اسکے متبنے ہونے کے بعد ایک رانی نے اپنا حاملہ ہونا بیان کیا تھا جسکے غلط ثابت ہونے پر اسکو سمبت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۹ء مین ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے رئیس مقرر کیا اگلے راجہ کی رانی اور والدہ ناراض ہوکر پھر تیور چلی گئیں راجہ پرتاب پال سمبت ۱۹۰۴ مطابق ۱۸۴۷ء مین لاولد مرگیا جسکے عہد مین فساد اور قرضے کی زیرباری کے سوا کوئی عمدہ کام نہ ہوا۔

راجہ نرسنگھ پال

اسکو ریاستی سردارون نے رئیس بنایا لیکن انگریزی سرکار نے قرضے کا بندوبست ہونے تک یہ بات منظور نہ کی اور قرضہ وا اندرونی فساد دور کرنے کے لیے ایک پولیٹکل ایجنٹ مقرر ہوا۔ سمبت ۱۹۰۹ مطابق ۱۸۵۲ء ۱۰ جون کو راجہ مرگیا جسنے دور کے رشتہ دار بھرت پال کو گود لینے کی منشا ظاہر کی تھی۔

راجہ بھرت پال

اسکے لیے سمبت ۱۹۰۹ مطابق ۱۸۵۲ء مین کرنل ہنری لارنس نے گورنمنٹ سے سند نشینی کی درخواست کی لیکن لارڈ ڈلہوزی صاحب نے جو گود لینے کی رسم کو روا نہ رکھتے تھے اطلاع پہونچتے ہی قرولی کی ضبطی کا حکم بھیجدیا تو بھی پارلیمنٹ انگلستان نے خلاف رواج قرولی کی ضبطی کو راجپوتانے کے دوسرے رئیسون کی رنجیدگی کا سبب خیال کرکے گورنر جنرل کی تجویز نامنظور کی اور بھرت پال کی نابالغی تک پولیٹکل افسر کو انتظام رکھنے کی ہدایت ہوئی۔ ریاستی سردارون نے کامیابی کے بعد بھرت پال کی سند نشینی بیجا سمجھکر مدن پال نامی کو زیادہ حقدار مانا یہ بات راجپوتانے کے اکثر رئیسون کی طرفداری اور تحقیقات سے صحیح معلوم ہوکر بھرت پال تین برس بعد لاحاصل امیدواری سے علحدہ ہوا۔

مہاراجہ مدن پال

اسکے سمبت ۱۹۱۱ مطابق ۱۸۵۴ء مین سرکاری منظوری سے مسند نشین ہونے پر ایجنسی کا انتظام جو تین برس سے خالصے کے طور پر تھا اٹھا لیا گیا اور دوسرے سال محکمہ ایجنسی بالکل برخاست ہوکر رئیس کو قرضہ ادا کرنے کی ہدایت کیگئی ۱۸۵۷ء کے غدر مین مہاراجہ مدن پال نے انگریزی افسرونکو مدد دیکر بڑی خیرخواہی ظاہر کی جسکی عوض ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ سرکاری قرضہ معاف ہوکر سر ریاست کے لیے پندرہ کی جگہ سترہ توپ کی سلامی اور مہاراجہ کو نیک نامی کا خلعت عطا ہوا انھین دنون مین دہلی سے پریشان ہوکر حکیم احسان اللہ خان

قرولی مین آیا جسکو مہاراجہ نے پانچ سو روپے ماہوار پر بڑی خاطر سے رکھا کچھ عرصے کے بعد سیغہ مال کی درستی کے لیے ایک پولیٹکل افسر مقرر ہوا جو منشا پوری ہو چکنے بعد سمبت ۱۹۱۷ مطابق سنہ ۱۸۶۱ء مین واپس بلایا گیا۔
سمبت ۱۹۲۲ مطابق سنہ ۱۸۶۶ء مین مہاراجہ کو تمغاے ستارۂ ہند درجہ اول سرکار سے ملا۔ سنہ ۱۸۶۹ء مین مہاراجہ نے راو سروہی کی بہن کے ساتھ شادی کی اور قحط کے سبب سرکار سے دو لاکھ روپے قرض لیکر رعایا کی پرورش مین صرف کیے۔
یہ مہاراجہ سمبت ۱۹۲۶ مطابق سنہ ۱۸۶۹ء ۱۷۔ اگست کو پندرہ برس راج کر کے مرگیا اسکا بھتیجا لچھمن پال راؤ ہاڑوتی راج کا وارث تھا لیکن ایک رانی کے حاملہ بیان کیے جانے سے اُسکو گدی نصیب نہ ہوئی اور وہ ایک مہینے کے اندر مرگیا۔ جس سے جے سنگھ پال جو راؤ ہاڑوتی ہوگیا تھا گدی پر بیٹھا۔

مہاراجہ جے سنگھ پال

اسنے سمبت ۱۹۲۶ مطابق سنہ ۱۸۶۹ء کے اندر قرولی مین گود آکر میجر والٹر پولیٹکل اجنٹ کی صلاح سے بیجے فضول مصارف تخفیف کیے جس سے بہت سا قرضہ جلد ادا ہوگیا یہ مہاراجہ چھ برس راج کرنے کے بعد سمبت ۱۹۳۲ مطابق سنہ ۱۸۷۵ء ۱۹۔ نومبر کو انتقال کر گیا اور اسکا بھتیجا ارجن پال جسکے لیے وہ پولیٹکل افسر سے کہہ گیا تھا راج کا وارث مانا گیا۔

مہاراجہ ارجن پال

سمبت ۱۹۳۲ مطابق سنہ ۱۸۷۶ء یکم جنوری کو کرنل رائٹ پولیٹکل افسر اور ٹھاکرون کی تجویز سے مسند نشین ہوا اس راج کے ماتحت ٹھاکر عنایتی اور بھورتن والے کو جن مین سے ایک کی آمدنی چھ ہزار اور دوسرے کی دس ہزار سالانہ ہے اور جو سرکشی سے غارت گرون کو پناہ دیتے تھے رئیس نے فوجی دباؤ اور جرمانے کی سزا سے درست کیا
سمبت ۱۹۳۸ مطابق سنہ ۱۸۸۲ء مین قرولی کے جاگیردارون اور زمیندارون نے سخت سرکشی اور فریاد کی جسپر مہاراجہ کے ملکی اختیارات سرکاری حکم سے ضبط ہوکر پولیٹکل ایجنسی کو ملے اول کپتان مابٹ اور پھر کرنل یوٹن سمتھ نے نیا انتظام کیا صدر مین اپیل کے واسطے ایک پنچایت قائم ہوئی۔
سمبت ۱۹۴۳ مطابق سنہ ۱۸۸۶ء ۶ ستمبر کے مہینے مین مہاراجہ ارجن پال نے دس برس اور آٹھ مہینے راج کر کے وفات پائی اور مہاراجہ کا نوجوان بھتیجا بھنور پال راج کا وارث مانا گیا۔

مہاراجہ بھنور پال

یہ ۲۴ فروری سنہ ۱۸۶۴ء کو پیدا ہوئے اور ۱۴ اگست سنہ ۱۸۸۶ء کو مسند نشین ہوئے اُنکی تعلیم میو کالج اجمیر مین ہوئی تھی یکم جنوری سنہ ۱۸۹۴ء کو انکو جی سی آئی ای کا خطاب ملا اور ۲۲ جون سنہ ۱۸۹۷ء کو جی سی آئی ای کا۔ انھون نے ہنڈون کی سڑک جو نزدیک ترین ریلوے اسٹیشن کو جاتی ہے دہرمسالہ تیار کرائے اور مدن پور اور نندکا پور کے تالاب قریب ایک لاکھ روپیہ صرف کر کے تیار کرائے۔
وہ اعلیٰ درجے کے نشانہ باز اور شکار کے بہت شائق ہین۔

تیسرا باب

مارواڑ یعنی مغربی شمالی راجپوتانے کے بیان مین

اس مین ریاستہاے جودھپور۔ بیکانیر۔ جیسلمیر۔ سروہی اور کرشن گڑھ کا حال ہے

فصل جودھپور کی تاریخ مین

جغرافیہ

ملک جودھپور جو مارواڑ کے نام سے مشہور ہے راجپوتانے مین اول درجے کی ریاست ہے اور وسعت یعنی زمین کے حساب سے بہت بڑا علاقہ ہے مارواڑ کا نام مارو یا مارود یس بھی ہے دراصل سنسکرت مین مرو ریگ کے معنی مین ہے اس کو مارو کہنے لگے بہر صورت مارواڑ کے ریگستان مین جو شمالی طرف پنجاب اور مغربی طرف سندھ تک چلا گیا ہے اس وقت تین ریاستین جودھپور۔ بیکانیر اور جیسلمیر واقع ہین جو راٹھور نسلون کے راجپوتون کے تحت حکومت ہین لیکن سروہی و کرشن گڑھ کو بھی قریب ہونے کے سبب انھین کے شامل ایک باب مین ہم نے بیان کیا ہے۔

چونکہ اس ملک کا سب سے بڑا اور عمدہ حصہ جودھپور والون کے قبضے مین ہے اس لئے عام طور پر رواج جودھپور کو ہی مارواڑ کہا جاتا ہے۔ اور باقی ریاستین اپنی ارالریاستہ کے نام سے معروف ہین علاقہ جودھپور کے شمال مین شیخاواٹی ۔بیکانیر اور جیسلمیر مغرب مین جیسلمیر کچھ کی کھاڑی اور سندھ جنوب مین گجرات سروہی اور اودے پور مشرق مین اودیپور۔ اجمیر اور کرشن گڑھ اور جیپور ہے۔ طول شمال و مشرق یعنی سانبھر اور مارو ٹھہ سے جنوب و مغرب یعنی سندھ کی سرحد تک تین سو تیس میل۔ عرض ودیپور سے جیسلمیر تک ایک سو ساٹھ میل کل رقبہ ۳۴ ہزار ۹ سو تریسٹھ میل مربع آبادی ۲۰۵۰۱۳۱ آدمی اور فوج سوار و پیدل چھ ہزار سے کچھ زیادہ شمار کی جاتی ہے یہ ملک درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۶ دقیقہ و ۲۷ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول بلد شرقی ۷۰ درجہ ۴ دقیقہ و ۷۵ درجہ ۲۳ دقیقہ کے واقع ہے اب آمدنی جودھپور کی اٹھاسی لاکھ روپیہ سالانہ ہے جودھپور کے مشرقی جنوبی علاقہ گوڈواڑ کے سوا جو ہر طرح سرسبز و آباد ہے باقی ہر طرف اکثر جنگل اور ریگستان نظر آتا ہے۔ جنوب مین جالور و سوانہ کی طرف پہاڑی سلسلے پھیلے ہوئے ہین اور بعض

اور جگہ بھی ٹیکریان ہین لیکن کوئی بڑا پہاڑ نہین ہے۔ علاقے مین اکثر گانؤن ایسے ہین کہ جہان بارش بغیر دوسرے ذریعہ سے کچھ پیدا نہین ہوسکتا اور پینے کے واسطے بھی چار پانچ کوس سے گاڑیون پر لاد کر پانی لایا جاتا ہے کیونکہ ریت کی زمین مین کنوان کھودنے کا مقدور سب گانؤن والون کو نہین ہے۔ اس ریگستانی ملک مین لونی ندی جو مشرقی طرف پشکر کے قریب سے نکلکر جنوبی مغربی سرحد پر جا گزرتی ہے بڑی قدر کے لائق ہے۔

اس ندی کے شمالی مغربی طرف ریت اور خشک ملک زیادہ ہے اور جنوبی مشرقی طرف پہاڑیان اور برساتی ندی نالے اکثر نظر آتے ہین جہان پیداوار بھی اچھی ہوتی ہے اور لٹیرے لوگ بھی کسی قدر رہتے ہین قحط اگرچہ ایسی بلا ہے کہ ہر ملک مین اُسکی مصیبتین قدرتی فیض یعنی عام بارش بغیر کسی کی مدد سے رفع نہین ہوسکتین لیکن مارواڑ کے ریگستان مین جہان کافی بارش سے بھی بخوبی حاجت روائی نہین ہوتی اُس کی سختی نہایت مشکل درجے کو پہونچ جاتی ہے۔

جو شخص اجمیر سے مغربی سمت کو جودھپور کے لئے روانہ ہو اُسے تین کوس پر پشکر مقام سے ریت کا سمندر طے کرنا پڑتا ہے اور اسی قدر فاصلے پر جودھپور کی سرحد شروع ہوتی ہے۔ جہان نشان کے واسطے منارے کھڑے ہوئے ہین۔ آگے بڑھکر اجمیر سے بیس کوس فاصلے پر خالصے کا پرگنہ میرتہ آتا ہے جس کے نام کی اصلیت زیادہ ریتے مین آباد ہونے کے سبب مہارتہ معلوم ہوتی ہے اس کے گرد سرخ پتھر کی شہر پناہ کہین درست اور کہین ٹوٹی ہوئی موجود ہے عام مکانات بھی پختہ اور خوبصورت نظر آتے ہین ایک بڑی مسجد اور تکیہ بھی یہان بنا ہوا ہے۔ قصبے کی آبادی دس ہزار کے قریب سمجھی جاتی ہے اس مقام کے نام سے راٹھور راجپوتون کی ایک شاخ میرتیہ بھی کہلاتی ہے جو بہادر مشہور ہے۔ جے مل میرتیہ نامی یہین کا جاگیردار تھا جس سے یہ مقام چھین کر راو مالدیو نے اپنے دوست ماتحت سردار جگمل میرتیہ کو دیدیا تھا اکبر بادشاہ کے حکم سے ناگور و اجمیر کے صوبہ دار شرف الدین حسین مرزا نے تین دن سخت لڑائی کے بعد یہ قصبہ جگمل سے چھین کر جے مل کے حوالے کیا لیکن جب شرف الدین نے بادشاہ سے بغاوت کی تو اُس کی دوستی کے سبب جے مل کو بھی یہان سے علیحدہ ہونا پڑا اور وہ اکبر اور مالدیو دونون کے برخلاف کامیابی کی امید نہ دیکھ کر میواڑ مین رانا اودے سنگھ کے پاس پہونچا جہان اُس کو بدھنور کی بڑی جاگیر ملی جو کئی بار ضبط و بحال ہوکر اب تک اُسکی اولاد کے قبضے مین چلی آتی ہے۔ جے مل میرتیہ جب اکبر نے چتوڑ پر حملہ کیا وہان لڑکر مارا گیا اور اُسکی اولاد اب تک میواڑ کے اول درجے کے سردارون مین داخل ہے۔

میرتہ سے بیس کوس مغربی طرف کسی قدر سیاہ کنکریلی اور خشک زمین طے کرکے ٹھاکر نیماج کی جاگیر کا پیپاڑ مقام آتا ہے اس قصبے کی شہر پناہ درست نہین ہے اور آبادی بھی بے رونق معلوم ہوتی ہے یہان سے نکل کر پھر ریت شروع ہوتا ہے اور پیپاڑ سے بیس کوس پر ریت کے سمندر مین شہر جودھپور اور قلعہ ایک ٹاپو کی طرح نظر آتا ہے شہر کے تین کوس شمالی طرف پُرانی راجدھانی منڈور ہے جہان

کچھ مدت سے رئیسون کے مرنے کے بعد چھتریان (ہندوؤن کے مقبرے) بنائے جاتے ہین اب اُس جگہ ایک مختصر
باغ اور مکان کے سوا کچھ آبادی نہین ہے صرف برساتی ندی کو روک کر ایک بند تیار کرایا ہے جس سے کھیتی کو بڑا
فائدہ متصور ہے یہ مقام عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۲۱ دقیقہ وطول بلد مشرقی ۷۲ درجہ ۸ دقیقہ کے درمیان واقع ہے
جودھپور سے مشرقی شمالی طرف پچھتر میل کے فاصلے پر مشہور شہر اور قلعہ **ناگور** ویران جنگل مین آباد ہے
جہان گائے بیل عمدہ ہوتے ہین۔ آبادی کی شہرپناہ کے اندر خوبصورت قلعہ بنا ہوا ہے جس پر بڑے بڑے معرکے
گذرے ہین ہندوستان مین مسلمانون کے شروع عہد سے اجمیر کی طرح ناگور بھی اُنکے قبضے مین اکثر رہا اور وہان
اُنکے بڑے مکان اور مقبرے موجود تھے جن کو پچھلے زمانے مین توڑ کر بخت سنگھ نے اپنے محل وغیرہ تیار کرائے
قوم راٹھور نے ناگور کو قوم موہل سے فتح کیا جنکے قبضے مین چودہ سو چالیس گانوُن تا بہ آخر پندرہ صدی تھے
تعلق بادشاہون کے آخر عہد مین جبکہ دہلی کی سلطنت کمزور ہوئی ہے اور دکھن۔ گجرات اور مالوے کے حاکم
خودمختار بنکر بادشاہ کہلانے لگے تو اجمیر وغیرہ مالوے والون کے قبضے مین گیا اور ناگور مقام گجرات والون کے
حصے مین آیا جہان اُنکے رشتہ دار فیروز خان اور شمس خان وغیرہ بہت عرصے تک قابض رہے اور اُسکے
ساتھ میواڑ کے رانا کونبھا اور موکل کی کئی بار لڑائیان ہوئین جن کے صدمے اس شہر و قلعہ کو اُٹھانے پڑے
لیکن وہ فتح نہوا۔ ہمایون بادشاہ کے زور سے گجراتیون وغیرہ کے کمزور ہونے پر اور پھر خود ہمایون کی تباہی سے
اجمیر و ناگور دونون مقام جودھپور کے راو مالدیو نے دبا لئے۔ نئے پٹھان بادشاہ شیر خان نے مارواڑ کی سرحد پر
آکر لڑائی مین راٹھورون پر فتح پائی اور مالدیو نے ان مقامات سے ہاتھ اُٹھایا لیکن شیرشاہ کے مرنے کے
بعد اُسکی اولاد کو ضعیف پاکر راو مالدیو نے دوبارہ ناگور وغیرہ کو دبا لیا جب دہلی مین پھر مغلون کا دور ہوا تو اُنہین
اکبر بادشاہ کے ماتحت سردار حسین قلی خان نے اجمیر کو حاجی خان سے اور ناگور کو راو مالدیو سے چھین کر خالصے
مین داخل کیا مالدیو کے مرنے کے بعد اُسکے بیٹے چندرسین نے ایک بار موقع پاکر ناگور کو دبا لیا لیکن اکبر کے فوجی
بخشی شہباز خان نے اُسکو دوبارہ فتح کر لیا۔ جب مالدیو کے پرپوتے اور راجہ اودے سنگھ کے پوتے راجہ گج سنگھ
نے اپنے بڑے بیٹے امر سنگھ کے عوض دوسرے کنور جسونت سنگھ کو ولی عہد بنایا تو شاہجہان بادشاہ نے جو گج سنگھ
کے باپ کا بھانجا تھا مہربانی کے ساتھ امر سنگھ کو راو کا خطاب اور خالصے مین سے قلعہ ناگور مع علاقہ کے جاگیر مین
دیدیا جس کی اولاد کئی پشت تک وہان قابض رہی۔ محمد شاہ کے عہد مین دہلی کی سلطنت کمزور ہو جانے پر
جودھپور کے مہاراجہ ابھے سنگھ اور اُسکے چھوٹے بھائی بخت سنگھ نے راو امر سنگھ کی اولاد سے ناگور چھین کر
اُنکو مختصر جاگیر دیدی بخت سنگھ ناگور کا مالک بنا اور اُس نے بڑے بھائی سے مخالفت ہونے پر یہ قلعہ کبھی نہین
چھوڑا یہانتک کہ مہاراجہ ابھے سنگھ کے مرنے کے بعد بخت سنگھ نے اپنے بھتیجے مہاراجہ رام سنگھ سے جودھپور
بھی چھین کر مارواڑ کی مہاراجگی حاصل کی اُس وقت سے ابتک یہ مقام جودھپور کے خالصے مین چلا آتا ہے۔
مشرقی شمالی گوشے مین جودھپور سے ستر کوس پر پرگنہ **ماروٹ** ہے جس کے پاس جنوبی طرف

نمک کی سانبھر جھیل پھیلی ہوئی ہے جو بادشاہی خالصے مین سے مہاراجہ سوائی جے سنگھ اور اجیت سنگھ نے دبا کر نصفا نصف بانٹ لی تھی - اب اُس پر انگریزی انتظام ہے - اسی طرف جودھپور سے ۴۵ کوس پر ٹھاکر کو جامن کی بڑی جاگیر ہے جہان ایک بلند قلعہ - خوبصورت آبادی اور عمدہ باغ بنا ہوا ہے خاص شمال مین جودھپور سے ساٹھ کوس پر خالصے کا پرگنہ پھلودی جو بیکانیر والون سے چھین لیا گیا ہے اور بڑی جاگیر کا قصبہ پوکرن آباد ہے - مغربی جنوبی طرف جودھپور سے تیس کوس پر پچھدرہ مقام ہے جہان عمدہ سفید نمک پیدا ہوتا ہے جودھپور سے چونتیس ۳۴ کوس پر جنوب و مغرب کو سوانہ کا مشہور قلعہ ہے جس کے قریب کچھ پہاڑی سلسلے پائے جاتے ہین - اکبر بادشاہ کے وقت مین اس قلعہ پر کئی بار فوجین آئین جن کے افسر سید قاسم بارہ اور بیکانیر کے راو رائے سنگھ وغیرہ تھے - راو چندر سین نے مقابلہ کرکے کئی سال تک اس قلعہ پر جما رکھا آخر مین شہباز خان نے اس کو فتح کیا اور راجہ اودے سنگھ راٹھور کو بادشاہی اطاعت کے سبب جودھپور کے ساتھ واپس ملا -

مارواڑ کے جنوبی مغرب طرف ضلع ملانی جہان کے گھوڑے وغیرہ عمدہ گنے جاتے ہین پھیلا ہوا ہے یہان کے راٹھور راجپوت نہایت سرکش ہین کسی کو یا ٹوپی نہین مانتے راج کی اطاعت نکرنے اور غیر علاقون مین غارتگری کرنے کے سبب مہاراجہ مان سنگھ کے وقت سے سرکار انگریزی نے یہان اپنا انتظام رکھا ہے - خراج کی بابت چار ہزار روپیہ سالانہ پولیٹیکل افسر کی معرفت جودھپور کو دیا جاتا ہے - لیکن اس سے چوگنا انتظامی خرچ قدیمی حق قائم رکھنے کے لئے ریاست کو دینا پڑتا ہے - جالور جہان کا قلعہ عمدہ گنا جاتا ہے جودھپور سے جنوبی مغربی طرف اٹھتیس کوس سوکڑی ندی کے کنارے پر آباد ہے یہ مقام بھی مدت تک اجمیر و ناگور کی طرح گجراتی بادشاہو نکے ماتحت پٹھان سردارون کے قبضے مین تھا اور مغلون کے عہد مین بھی عمدہ کارگذاری کے سبب وہ لوگ یہان قائم رہے - مہاراجہ جسونت سنگھ کے افغانستان مین مر جانے کے بعد جب عالمگیر بادشاہ کے حکم سے اٹھائیس برس تک جودھپور ضبط رہا تو اجیت سنگھ پندرہ برس تک علاقے مین خالی لڑائی جھگڑے کرتا پھرا - آخر اُس کا وفادار راٹھور درگداس بادشاہی خدمت مین حاضر ہوگیا اور عالمگیر نے جو اُس وقت دکن کی لڑائیون مین پھنسا ہوا تھا قلعہ جالور مین مع سانچور وہان کے پٹھان سردار مجاہد خان سے لیکر اجیت سنگھ کو جاگیر مین دیدیا - اس کے تیرہ برس کے بعد بادشاہ کے انتقال ہونے پر مہاراجہ نے جودھپور وغیرہ کو بھی دبا لیا - جالور اُس وقت سے ابتک مارواڑ کے خالصے مین داخل چلا آتا ہے - مجاہد خان کو بادشاہ نے جالور کے عوض پرگنہ پالن پور جاگیر مین عنایت کیا تھا جہان پر اب تک اُس کی اولاد نواب کے خطاب سے سرکار انگریزی کے ماتحت پانچ لاکھ روپیہ سالانہ آمد کے علاقے پر حکومت کرتی ہے -

پرگنہ گوڈواڑ جودھپور کی جنوبی سرحد پر واقع ہے جسکی برابر سرسبز و آباد زمین تمام مارواڑ مین

نہین ہے یہ پرگنہ میواڑ کے تحت مین تھا سمت ۱۵۲۴ مطابق ۱۴۶۸ء مین میواڑ کے اکثر ماتحت سردارون نے
رانا رسی سے بغاوت کی تھی جس کے سبب کچھ عرصے کے بعد فسادیون کے قبضے مین آجانے کے خیال سے یہ پرگنہ
جودھپور کے مہاراجہ بجے سنگھ کی حفاظت مین تین ہزار سوار مدد کے طور پر حاضر رکھنے کے عوض دیا گیا۔ لیکن
فوجی مدد یا علاقے کی واپسی دونون چیزون مین سے ایک بات بھی حاصل نہوئی یہ ڈیڑھ سو برس کے عرصے سے
جودھپور کے تحت مین چلا آتا ہے اس کے مغربی طرف **ایرن پورہ** گانؤن پر انگریزی چھاونی ہے
جہان پر ایک بے قواعد پیادہ پلٹن اور کچھ بنگال احاطے کے سوار رہتے ہین اس کا خرچ ایک لاکھ پندرہ
ہزار روپیہ سالانہ جودھپور سے لیا جاتا ہے گوڈواڑ کے علاقے مین **ٹھاکر گھانے راؤ** کی ساٹھ ہزار
روپیہ سالانہ کی بڑی جاگیر ہے جس کا ماتحتی تعلق مارواڑ مین پرگنہ جانے کے پہلے میواڑ سے تھا۔ پرگنہ خالصہ
صدر مقام **دیسوری گانؤن** کچی شہر پناہ کے اندر دو ہزار آدمیون کی بستی جودھپور سے چالیس کوس
کے فاصلے پر ہے۔ گانؤن سے ڈیڑھ کوس پر سرحد کے طور **دیسوری کی نال** یعنی گھاٹہ شروع ہوتا ہے
جس مین سے میواڑ کا راستہ ہے۔ اس گھاٹے مین سے جسکے دونون بازو پر تین کوس تک بلند پہاڑ کھڑا ہوا ہے
گاڑی وغیرہ اچھی طرح گذر سکتی ہے۔ ایک کنارے پر جودھپور کی طرف سے چند سوار اور دوسرے سرے پیادے
کی طرف سے ماتحت ٹھاکر جھیلواڑہ کے کچھ راجپوت حفاظت کے لئے رہتے ہین جنکی موجودگی سے گھاٹے کے اندر
کوئی خطرہ نہین سمجھا جاتا۔

دیسوری سے اٹھارہ کوس شمالی طرف اور جودھپور سے بائیس کوس جنوب کو قصبۂ **پالی** آٹھ ہزار
آدمی کی آبادی ہے یہ مقام آستھان راٹھور نے جو مارواڑ مین پہلا شخص راٹھورون کی ریاست جمانے والا
گذرا ہے شروع تیرھوین صدی عیسوی مین برہمن لوگون سے جو اس مقام کے قیام کے باعث **پلی وال**
(پالی والے) کہلاتے ہین چھین لیا تھا اب یہ خالصے مین ایک پرگنے کا صدر ہے اور اس طرف سے اجمیر
والی سڑک احمد آباد کو جاتی ہے جس پر اب سرکاری ریل جاری ہوگئی ہے اور جس مین سے ایک ساٹھ میل
کی شاخ مہاراجہ نے جودھپور تک تیار کرائی ہے۔ پالی سے اجمیر کو جاتے ہوے جودھپور سے اٹھائیس کوس
جنوب و مشرقی طرف سڑک سے کئی کوس فاصلے پر **سوجت** مقام آباد ہے جس مین سرخ پتھر کے پختہ مکانات
نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہین قصبے کے مغربی طرف سرخ پتھر کی ایک پرانی گڑھی لڑائی یا بے مرمت
رہنے کے سبب ٹوٹی پڑی ہے جو رانا کونبھا کی بنائی ہوئی بیان کی جاتی ہے۔ مارواڑ کا تمام علاقہ بائیس ۲۲
پرگنون مین تقسیم کیا گیا ہے جن پر ایک حاکم اور تھانہ دار رہتا ہے۔ تعلیم کے لئے کالج اور ہائی اسکول شہر مین
ہین اور علاقے مین بھی بعض جگہ مدرسے جاری کئے گئے ہین۔

شہر جودھپور

اجمیر سے مغربی جنوبی طرف ساٹھ کوس کے فاصلے پر عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۱۹ دقیقہ طول بلد مشرقی

سے درجہ ۱۲ دقیقہ پر آباد ہے - اُس کے شمالی طرف دیوار کی طرح کئی میل تک پہاڑ چلا گیا ہے اور باقی تین طرف ریت کا میدان پڑا ہے شہر پناہ پانچ میل گھیر کی ہے جس کے اندر ساٹھ ہزار آدمی بستے ہین اور ابھی کچھ اور بھی آبادی کی گنجائش نظر آتی ہے - مکانات یہان اکثر سرخ پتھر کے خوبصورت بنے ہوے ہین - بازار وغیرہ زیادہ کشادہ نہین ہے شہر مین پانی کم نصیب ہونے سے کئی تالاب بھی بنائے گئے ہین جن مین سے مشرقی طرف گلاب ساگر عمدہ ہے اس مین ایک پختہ نہر کے ذریعہ سے جس کے دونون کنارے بلند ہونے کے سبب شہر کی گندگی اور بدرو داخل نہین ہوسکتی جنگل سے برساتی پانی لایا جاتا ہے جو چھہ مہینے تک پینے کے کام مین آتا ہے تالاب کے قریب ایک مختصر باغ بھی ہے جہان ریاست کی اکثر کچہریان بنی ہوئی ہین - شہر کے شمالی مغربی بلند حصے پر مہاراجہ صاحب کا مضبوط قلعہ ہے جو بیس کوس تک کے فاصلے سے صاف نظر آتا ہے اور جس کی جنوبی مشرقی طرف بڑی بڑی توپین جمی ہوئی ہین - قلعہ کی لمبائی پانسو گز اور چوڑائی ڈھائی سو گز بیان کی جاتی ہے جسکے مغربی شمالی حصے پر ریاست کے زنانہ و مردانہ بلند محلات تعمیر کئے گئے ہین - قلعہ کی باقی زمین ہموار ہے جس پر سے شہر اور دور تک جنگل کی سیر ہوسکتی ہے - قلعہ کے مغربی دامن مین ایک مختصر تالاب رانی ساگر نام فصیل کے اندر قلعہ والون کی ضرورت کے لئے بنا ہوا ہے جس مین سے پانی کی سخت تکلیف معلوم ہونے پر شہر والون کو بھی سیراب ہونے کی اجازت ملجاتی ہے -

اس شہر کو راو جودھا راٹھور نے سمت ۱۵۱۵ مطابق ۱۴۵۹ء مین آباد کر کے منڈور کے عوض اپنا دار الریاست قرار دیا - سمت ۱۵۴۸ مطابق ۱۴۹۲ء مین راو کے بیٹے سوجا پر دوسرے بیٹے بیکانیر والے بیکا نے چڑھائی کر کے جودھپور کا محاصرہ کیا لیکن توپ گولہ اُس زمانے مین نہونے سے فتح کرنا آسان نہ تھا اس لئے بیکا کچھ ہتھیار وغیرہ سامان لینے پر لوٹ گیا - راو مالدیو کے بعد اُس کے جانشین بیٹے راو چندر سین سے اجمیر کے صوبہ دار حسین قلی خان اکبر شاہی نے قلعہ جودھپور چھین لیا جو چندر سین کے بعد اُس کے بھائی اودے سنگھ کو اطاعت مین رہنے سے اکیس برس کا عرصہ گذرنے پر مع علاقہ (سواے ناگور) واپس ملا مہاراجہ جسونت سنگھ اول کے مرجانے پر عالمگیر نے جودھپور وغیرہ ناگور کے راؤ اندر سنگھ کو عنایت کیا لیکن وہ کم طاقتی سے نکالدیا گیا اس پر بادشاہ نے جودھپور اور کل علاقہ ضبط کر کے خالصے کے طور پر صوبۂ گجرات کے متعلق کر دیا - راٹھورون نے کئی بار زور مارا لیکن کامیاب نہوے - اٹھائیس برس ضبطی رہنے کے بعد عالمگیر کے انتقال پر سمت ۱۷۶۳ مطابق ۱۷۰۶ء مین مہاراجہ اجیت سنگھ نے جودھپور وغیرہ دبا لیا - شاہ عالم بہادر شاہ نے فوج بھیج کر پھر ایک برس کے قریب ضبط رکھا لیکن دوبارہ مہاراجہ نے اودیپور اور جیپور والون کی فوجی مدد سے اپنا وطن مع سانبھر وغیرہ کے حاصل کر لیا - محمد شاہ کے وقت ۱۷۲۶ء مین بادشاہی فوج شہر کے پاس لوٹ مار کر کے واپس چلی گئی اور مہاراجہ ابھے سنگھ نے بادشاہی رضامندی حاصل کرلی مہاراجہ مان سنگھ کے وقت ۱۸۰۸ء مین نواب امیر خان نے جیپور والون کی طرفداری مین شہر کو لوٹنے کے بعد شمالی

پہاڑی سے گولے مارنے کے سبب قلعہ کے بعض مقامات کو نقصان پہونچا یا پھر انگریزی عہد ۱۸۳۹ء مین بھی اس مہاراجہ کے ظلم کی شکایت ہونے پر کئی مہینے تک سرکاری فوج قلعہ کے اندر رکھی گئی اور اُس کے خیرخواہ ثابت ہونے پر واپس لے لی گئی اس کے بعد یہان کبھی کسی غیر کا قبضہ یا حملہ نہین ہوا شہر کے باہر جنوبی مشرقی طرف مہاراجہ جسونت سنگھ دوسرے نے قلعہ کے محلون مین رہنا ناپسند ہونے کے سبب اپنے قیام کے لئے ایک مختصر باغ اور انگریزی قطع کے کئی بنگلے و مکان تیار کرا کر اُنکو عمدہ سامان سے سجایا - اُس جگہ کو عام لوگ رائی کا باغ یعنی اونٹون کے چرواہے کا باغ کہتے ہین -

قوم

راٹھور لوگ خود کو سورج بنسی نسل مین سے بیان کرتے ہین مگر اُنکے بھاٹ اس بات کو قبول نہین کرتے اور ماں کی طرف سے اُن مین نقص نکالتے ہین -

اُنکی تعداد راجپوتانے مین اس وقت اتنی زیادہ ہے کہ کچھواہون کے سوا کوئی دوسرا گروہ اُنکی برابر لاکھون کی تعداد مین نہین ہے ڈیڑھ سو برس کے قریب اُن کا راج قنوج مین رہا جہان گہڑوال کہلاتے تھے اور جہان سے اُنکی تیرہ شاخین علٰحدہ ہوئین راجپوتانے مین آنے کے بعد اُنکی بہت سی شاخین ہو گئی ہین کیونکہ ہر ایک نامور آدمی کے نام سے اُسکی اولاد علٰحدہ گوتر سے مشہور ہوتی ہے جیسے چونڈا کی اولاد چونڈاوت اور کونپا کی نسل کونپاوت کہلاتی ہے کبھی کسی ملک اور خاص مقام سے بھی نام پڑجاتا ہے جس طرح مارواڑ مین رہنے والے مارور اٹھور اور میرٹھ والے میرتیہ کہلاتے ہین قنوج مین ان لوگون کا بڑا راج تھا وہان سے تباہی کے بعد جے چندر کا پرپوتا شیوجی مارواڑ مین پناہ پذیر ہوا اور یہان جماؤ کرنے پر راوما لدیو کے عہد تک ترقی کرتے رہے اور اُن کا خطاب راؤ مشہور رہا اکبر بادشاہ نے اودے سنگھ کو راجہ کہنے کا حکم دیا شاہ جہان نے اپنے آخر وقت مین راجہ جسونت سنگھ کو سات ہزاری ذات و سوار کا منصب جو شاہزادون کے بعد گنا جاتا تھا اور مہاراجہ کا خطاب جو کسی دوسرے کو نہ ملا تھا عنایت کیا بادشاہی دربار مین محمد شاہ اور احمد شاہ کے عہد تک وہ جاتے رہے اور اُن کا درجہ اول راجاؤن مین گنا جاتا تھا -

تاریخی احوال

قنوج مین راٹھورون کی چھ پیڑھی یعنی (۱) شری چندر (۲) مہی چندر (۳) چندر دیو (۴) مدن پال دیو (۵) گوبند چندر (۶) بجے چندر کے حکومت کرنے کے بعد جے چندر پر وہان کی حکومت کا خاتمہ ہوا -

کرنل ٹاڈ نے قنوج مین راجہ نین پال راٹھور کا قبضہ آخر پانچوین صدی عیسوی مین لکھا ہے کہا ہے کہ اُس نے سمت ۵۲۶ مطابق ۴۷۰ء مین قنوج کو فتح کرکے راجہ اجے پال والی قنوج کو قتل کیا اُسی وقت سے یہ قوم قنوجیہ راٹھور مشہور ہوئی لیکن یہ بات غلط ہے کیونکہ ایک چینی سیاح ہیون تسانگ وہان ساتوین صدی عیسوی تک بنیس راجپوتون کا راج لکھتا ہے دسوین صدی عیسوی کے ایک کتبے سے اُس جگہ ایک غیر قوم کی

حکومت کا ثبوت ملتا ہے راجہ بجے چندر کے ایک کتبے سے سمت ۱۱۶۲ مطابق سنہ ۱۰۵۰ء مین قنوج لینا پایا جاتا ہے اور سنہ ۵۸۹ھ مطابق سنہ ۱۱۹۳ء مین جے چندر پر وہان کی حکومت ختم ہوئی اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ ڈیڑہ سو برس کے قریب راٹھور وہان راجہ رہے بہرحال انکو یہ عزت حاصل ہے کہ راجپوتانے مین آنے سے پہلے وہ ہندوستان کے ایک عمدہ حصے پر خودمختاری کے ساتھ راج کرچکے ہین اور اس وقت بھی بڑے راجاؤن مین انکا شمار ہے۔ قنوج کے آخری راجہ جے چندر کے پرپوتے شیوجی کی اولاد کئی جگہ رئیس بنی ہوئی ہے۔ راجپوتانے مین جودھپور۔ بیکانیر اور کرشن گڑھ۔ مالوے مین رتلام وسیتامؤ وغیرہ اور گجرات مین ایڈر کے راجہ اسی کی اولاد مین ہونے کا فخر کرتے ہین۔ ان چھہ ریاستون مین سے جودھپور کا درجہ بڑا ہے۔ کیونکہ باقی دوسری ریاستین چھوٹی ہونے کے علاوہ یہین کے خاندان مین سے علحدہ ہوکر لوگون نے پیدا کی ہین جس کا بیان آگے موقع پر آوے گا۔

شروع تیرھوین صدی عیسوی مین راٹھور لوگ مارواڑ مین آئے اور آخر چودھوین صدی عیسوی مین اُنھون نے مارواڑ کا صدر مقام منڈور حاصل کیا۔ اس حساب سے اُنکو راجپوتانے مین رہتے ہوے سات سو برس اور راج کرتے ہوے پانچ سو سے کچھ زیادہ سال کے قریب گذرے۔

شروع گیارھوین صدی عیسوی مین سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر حملے کرکے پنجاب کا علاقہ دبالیا تھا جہان دوسو برس تک اُس کی اولاد حکومت کرتی رہی پھر ایک بہادر قوم غوری نے غزنویون کے عوض عروج پاکر پنجاب کو اپنے تحت مین لیا جس مین سے معزالدین محمد سام عرف شہاب الدین غوری نے دہلی واجمیر کے راجہ پرتھوی راج چوہان سے ایک بار شکست کھانے کے بعد سنہ ۵۸۸ ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۲ء مین سرہند کے قریب لڑائی ہونے پر پرتھوی راج کو قتل کرکے اُس کا تمام ملک دبالیا دوسرے برس شہاب الدین اور اُسکے نائب قطب الدین ایبک نے قنوج کے راجہ جے چندر راٹھور پر چڑھائی کی راجہ بھی بہت سی فوج ساتھ لیکر مقابلہ کو بڑھا۔ چندوا مقام پر لڑائی مین جے چندر شکست پاکر بھاگتے ہوے دریاے گنگا مین ڈوب گیا یا دشمنون کے ہاتھ سے قتل ہوا اُس کا سامان تین سو ہاتھی اور کل ملک دشمنون کے قبضے مین آیا اگرچہ راٹھورون کا نام کنارۂ دریاے گنگا سے معدوم ہوگیا لیکن شیوجی کی اولاد نے راجپوتانے مین اپنے قدم جمالئے اور اُسکی آنکھ بند ہونے کے بعد اُسکے جانشینون نے اپنی قوم مین ایسی استواری اور ایسا استحکام پیدا کردیا کہ آج تک ایک بڑی ریاست پر قابض ہین۔ خدا کی شان تو دیکھئے کہ پرتھوی راج نے جے چندر کی بیٹی سنجوگتی کو چھیننے کے بعد ایک سال پورا ہوتے ہی اُسکی ہتک عزت کی سزا شہاب الدین سے پائی اور پھر خود جے چند دوسرے سال اُسی شہاب الدین کے ہاتھ برباد ہوا کیونکہ دونون کی قوت باہمی عناد سے کمزور ہوکر سلطان غوری کا شکار ہوگئی دونون قریبی رشتہ دار تھے اگر باہم اتحاد اور امداد کا سلوک روا رکھتے تو افغانستانی قومین اُنپر غالب نہ آتین۔

شہاب الدین نے اپنے معتبر نوکر قطب الدین کو ہندوستانی علاقے سپرد کرکے یہاں کا مالک بنادیا جس نے تھوڑے عرصے کے بعد بنگالہ وغیرہ بھی اپنے عمل میں کرلیا اس طرح پنجاب سے لیکر دہلی۔ قنوج اور بنارس یعنی روہیلکھنڈ اور بنگالے کی شرقی سرحد تک تمام شمالی ہندوستان مسلمانوں کے قبضے میں آگیا جو چھ سو برس تک کسی دوسرے کو نہین مل سکا۔ اور راجپوت قومین ویران مقامات راجپوتانہ اور دکن کی طرف پریشان ہوئین جن مین سے پرتھوی راج چوہان اور جے چندر راٹھور کی اولاد کو راجپوتانے مین پناہ ڈھونڈھنی پڑی مارواڑ مین آنے کے بعد راٹھوروں کا زمانہ تین حالتون مین تقسیم ہوسکتا ہے **پہلا** قنوج چھوٹنے پر شیوجی سے بیرم دیو تک جس مین وہ زمینداروں کی طرح کچھ زمین اور گانوں پر قابض رہے اس ایک سو ستر برس کے عرصے مین دس پشتین گذرین **دوسرا** زمانہ راوچونڈا کے منڈور لینے سے راؤ مالدیو تک جس مین وہ ترقی کرکے خود مختار رئیس رہے **تیسرا** دور موٹا راجہ اودے سنگھ سے اس وقت تک جس مین کچھ مغل بادشاہون کی مہربانی اور کسی قدر اپنی طاقت سے اُنھون نے بڑے بڑے مقامات پر اپنا راج پھیلایا دوسرے دور مین راٹھوڑوں کے بزرگ (سردار) راو کہلاتے تھے جب اودے سنگھ شہنشاہ اکبر کی خدمت مین حاضر ہوکر فرمان بردار بنا تو شہنشاہ نے اُس کو راجہ کا خطاب عنایت کرکے حکم دیا کہ اب جو کوئی اس گروہ (راٹھور) کا سردار بنے اُس کو راجہ خطاب سے پکارا جائے اور اگر چھوٹا بھی بھائی راجہ بن جائے تو بڑے کو راو کہا جائے اس راٹھوڑ فرقے کا حال دوسرے راجپوتون کے برخلاف ہے کیونکہ دوسرون مین بڑا بیٹا ولی عہد کیا جاتا ہے اور راٹھورون مین جسکی مان سے راجہ کو زیادہ محبت ہوتی ہے وہ جانشین کردیا جاتا ہے موٹا راجہ سے دو پشت کے بعد یہان کے والیان ملک کا خطاب مہاراجہ مقرر ہوا۔

۱۔ شیوجی راٹھور

راجہ جے چندر کے بعد بردئی سین اور سیت رام نے کچھ نام حاصل نہین کیا۔ لیکن جے چندر کے پوتے سیت رام کا بیٹا شیوجی دوسرے آدمی ساتھ لیکر راجپوتانے کے مغربی ریگستان مین پہونچا۔ بیکانیر کے موقع سے جو اُس وقت آباد نہ ہوا تھا دس کوس کولومنڈ مقام کے سولنکھی رئیس نے اُس کو خاندانی سمجھکر اپنے پاس رکھا اور اپنے دشمن جاڑیجہ رئیس کے مقابلے پر اچھی کارگذاری دکھلانے کے سبب جس مین شیوجی کے بہت سے ساتھی قتل ہوئے سولنکھی نے اپنی بہن کے ساتھ اُسکی شادی کردی اس کے بعد شیوجی نے گجرات پہونچ کر لاکھا جاڑیجہ کو قتل کیا اور واپس آکر مارواڑ مین لونی ندی کے کنارے پر **مہیوہ** مقام کے راجپوتونکو ایک دعوت مین قتل کیا۔ تھوڑے دنون پیچھے اُس نے گوہل راجپوتون کو بھی جو اب گجرات مین آباد ہین خارج کرکے اُنکے کھیر ط مقام پر قبضہ کرلیا۔ شیوجی کے مرنے کے بعد اُس کا بڑا بیٹا آستھان قائم مقام ہوا۔

۲۔ آستھان

پالی مقام کے پالی وال برہمنون نے میر اور مینہ وغیرہ لٹیرون کے ظلم سے بچنے کے لئے شیوجی کو بہادر سمجھکر

اپنے علاقے مین لا بسایا تھا اور آسھان اسی مقام پر سونکھنی سے پیدا ہوا تھا ٹاڈ کہتا ہے آسھان سے
ایک کام ایسا ظہور مین آیا جس سے پایا گیا کہ راجپوتان سابق چندان پابند قول وقرار کے نہ تھے یعنی آسھان نے
جو ہمیشہ ملک گیری کی فکر مین رہتا تھا ہولی کے تیوہار پر برہمنون کے سردار وغیرہ کو نشہ و غفلت کی حالت مین
قتل کرکے پالی کا تمام علاقہ دبالیا اس کے بعد آسھان نے اپنے دوسرے بھائی سونگ کو ایڈر کے رئیس
بھیل وغیرہ سے ایسے موقع پر راج وغیرہ دلایا جبکہ وہ ایک شادی مین نشہ پیکر غافل تھا تیسرے بھائی
اجمل نے کاٹھیاوار مین اوک منڈلہ مقام دبالیا جسکی نسل بھدیل مشہور ہے -

۳- ڈھوہڑ

آسھان کے آٹھ بیٹون مین سے بڑا ڈھوہڑ باپ کا جانشین ہوا اُس نے قنوج پر حملہ آوری کا
ارادہ کیا تھا لیکن اس بات سے نا اُمید ہوکر منڈور لینے کی کوشش مین جان کھوئی -

۴- راے پال

دھوہڑ کے سات بیٹون مین سے بڑا راے پال باپ کا قائم مقام ہوا اُس نے منڈور کے پرہار
رئیس کو مار کر اپنے باپ کا عوض لیا - اگرچہ منڈور تو جلد اُسکے قبضے سے نکل گیا لیکن اور علاقے مین ہر
طرف اُسکے تیرہ بیٹون نے جماؤ کرلیا -

راے پال کے بعد چھہ شخص (۵) کانہل (۶) جالجھن یا جالن سی (۷) چھاڈا (۸) ٹیڈا
(۹) رشلکھا (۱۰) بیرم دیو - ایک دوسرے کے بعد جانشین ہوے - جنھون نے بھاٹی راجپوتون
وغیرہ کو دباکر علاقہ بڑھایا انمین پچھلا بیرم دیو جسکی اولاد ملک مین بہت ہے جوئیہ راجپوتون کے ہاتھ سے
مقابلے مین مارا گیا -

شیوجی سے بیرم دیو تک دو سو برس کے زمانے مین جو راٹھوڑ سردار گذرے اُنکے احوال اور
صحیح سال و سمت نہین ملے اسلیئے قیاسی اور غلط سنہ چھوڑ دیے گئے -

۱۱- راو چونڈا راٹھوڑ

راو چونڈا راٹھوڑون مین بڑا نامی شخص گذرا ہے جس سے تاریخ مارواڑ مین نیا دور شروع ہوکر
راو مالدیو تک پونے دو سو برس کے عرصے مین وہ ترقی کے ساتھ خود مختار رئیس بنے - چونکہ ہر ایک قسمت
آزمانے والی قوم کو کبھی تکلیف اور کبھی آرام کی صورت پیش آتی ہے اسی طرح چونڈا نے بھی اپنے شروع زمانے
مین ایسی مصیبت اُٹھائی کہ ایک بار اُسکو کالو مقام کے کسی چارن سے پناہ مانگنی پڑی تھوڑے دنون کے بعد
اُس کی ہمت بڑی شہرت کا سبب ہوئی اُس نے اپنی قوم کے تمام آدمیون کو جو علاقے مین پھیلے ہوئے تھے
جمع کرکے سمت ۱۴۵۱ مطابق ۱۳۹۵ء مین قنوج کی تباہی سے پورے دو سو برس کے بعد منڈور پر حملہ کیا اور

وہان کے پرہار رئیس کو جو راو کے خطاب سے مشہور تھا قتل کرکے مارواڑ کی راجدھانی پر اپنا جھنڈا گاڑا کیا جس سے وہ منڈور کا راو بن گیا - یہ پہلا موقع ہے کہ مارواڑ کی تاریخ مین صحیح سال لکھا گیا -
چونڈا نے حکومت پاکر بھی اکثر دشمنون سے لڑائی جاری رکھی اُس نے ایک دفعہ ناگور والے حاکم کی فوج پر جو گجراتی بادشاہون کے ماتحت تھا فتح پائی لیکن قلعہ پر قبضہ حاصل نہو سکا - اسی طرح بھاٹیون سے بھی وہ اکثر لڑتا رہا یہان تک کہ سمت ۱۴۶۵ مطابق ۱۴۰۹ء مین ناگور کے پاس دشمنون سے مقابلہ کرکے ایک ہزار راجپوتون سمیت مارا گیا - اور اُس کے چودہ بیٹون مین سے بڑا رن مل کئی برس کے بعد اپنے بھائی کانہ کے لڑائی مین مارے جانے پر وارث بنا -

۱۲ - راؤ رنمل

راؤ رنمل سمت ۱۴۷۴ مطابق ۱۴۱۸ء مین گدی پر بیٹھا - اس کی بہن ہنس بائی نام میواڑ کے بوڑھے رانا لاکھا کو بیاہی گئی تھی جس سے موکل جی کے پیدا ہونے پر بڑے بھائی چونڈا نے راج کا دعوےٰ چھوڑ کر مالوے مین رہنا اختیار کیا تھا - موکل جی کے مارے جانے کے بعد کونبھا کی کم عمری کے سبب راؤ رنمل مع اپنے بیٹے جودھا کے ملکی کام سنبھالنے کی خاطر چتوڑ مین رہتا تھا لیکن میواڑ کے سردارون کو راٹھوڑون کا تمام ریاست مین حاوی ہونا ناپسند ہوا اس لئے اس خوف سے کہ راٹھوڑ میواڑ مین اپنی حکومت نہ جما لین وہان کے سب لوگون نے رانا کونبھا کے چچا چونڈا کو جو ناراض ہوکر بادشاہ مالوہ کے پاس جا رہا تھا مدد کے واسطے بلایا - سمت ۱۵۰۰ مطابق ۱۴۴۴ء مین چونڈا نے آتے ہی یکایک رات کے وقت قلعہ پر دخل کرلیا راؤ رنمل جسکو نشے کی حالت مین ایک عورت نے چارپائی سے باندھ دیا تھا ہمت کے ساتھ کئی مخالفون کو مار کر کام آیا اور اُس کا بیٹا جودھا جان بچا کر اپنے ساتھیون سمیت بھاگ کر وطن پہونچا لیکن چونڈا نے راٹھورون کا پیچھا نہ چھوڑا اور اُن کا خاص دارالحکومت منڈور دبا لیا جو سات برس تک سیسودیون کے قبضے مین رہنے کے بعد راؤ جودھا نے واپس لیا - رن مل کے قتل ہونے کے بعد اُسکے چوبیس بیٹون مین سے جودھا ولیعہد بنا اور دوسرون نے علٰحدہ جاگیرین پائین

۱۳ - راؤ جودھا

راؤ جودھا اپنے باپ کے بعد سات برس تک اپنی راجدھانی سے بے دخل رہا اُس نے سمت ۱۵۰۶ مطابق ۱۴۵۰ء مین سوچیت لیکر دوسرے برس بڑی جمعیت کے ساتھ منڈور پر حملہ کیا - چونڈا سیسودیہ کے دو بیٹے کونتل اور رانجا اس لڑائی مین کام آئے اور منڈور مقام راٹھورون نے واپس لیا سمت ۱۵۱۵ مطابق ۱۴۵۹ء مین راؤ جودھا نے منڈور کے عوض ایک پہاڑی کے پاس اپنے نام پر شہر جودھپور کی بنیاد ڈالکر پہاڑی کے ایک بلند حصے پر مضبوط قلعہ طیار کرایا جس سے دور تک ملک کی نگرانی ہوکر دشمنون سے بچاؤ کیا جائے - یہ شہر منڈور سے جنوب مین پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور پرانے شہر کی فصیل کا مال

نئے شہر کی تعمیر مین بہت کچھ خرچ ہوا ہے نئی راجدھانی آباد کرنے سے تیس برس کے بعد سمت ۱۵۴۵ مطابق ۱۴۸۹ء مین ۶۱ سال کی عمر پا کر راؤ جودھا انتقال کر گیا - جودھپور کو بسے ہوئے اس وقت ساڑھے چار سو برس سے کچھ زیادہ عرصہ گذرتا ہے -

۱۴ - راؤ سانتل

راؤ جودھا کے بیٹون مین سے اکثر نامور ہوے بڑا سانتل جس نے پوکرن مقام سے پانچ کوس پر سانتلمیر بسایا تھا تین برس راج کر کے ایک لڑائی مین پٹھانون کے ہاتھ سے مارا گیا اُسکے بعد دوسرا بیٹا سوجا یعنی سورج مل جودھپور کی گدی پر بیٹھا تیسرے کا حال معلوم نہین - چوتھے دودا نے سانبھر پر قبضہ حاصل کیا تھا جس کی اولاد میرتے مین رہنے سے میرتیہ راٹھوڑ کہلاتی ہے - جیمل میرتیہ جو چتوڑ پر اکبر بادشاہ کے مقابلے مین مارا گیا اور جس کی اولاد میواڑ مین اب بدھنور کی جاگیردار ہے اسی دودا کا پوتا تھا جودھا کے چھٹے بیٹے بیکا نے مارواڑ مین شمالی طرف جاٹون وغیرہ کا ملک دبا کر شہر بیکانیر آباد کیا جہان پر ابتک اُسکی اولاد راج کرتی ہے - بیکانیر والون کا بیان ہو کہ بیکا سوجا سے بڑا تھا اسی لئے اُس نے سانتل کے بعد جودھپور کا دعوےٰ کیا -

۱۵ - راؤ سورجمل عرف سوجا

یہ اپنے بڑے بھائی سانتل کے بعد جودھپور کی گدی پر بیٹھا - بیکانیر کی تاریخ مین لکھا ہے کہ اسوقت بیکانیر کے راؤ بیکا نے جو راؤ جودھا کے بیٹون مین سانتل سے چھوٹا اور سوجا سے بڑا تھا کل مارواڑ کا دعویدار بنکر جودھپور پر چڑھائی کی اور سورجمل نے راؤ جودھا کی ڈھال تلوار اور چتر وغیرہ چیزین جو قابل عزت گنی جاتی تھین بیکا کو دیکر صلح کر لی - سمت ۱۵۷۲ مطابق ۱۵۱۶ء مین پیپاڑ مقام پر سے بعض غارتگر پٹھان ایک سو چالیس عورتین پکڑ کر لے چلے اور راؤ سوجا نے اُن کا پیچھا کیا سخت مقابلہ ہونے کے بعد عورتین تو اُنکے پنجے سے چھڑالی گئین لیکن اس ہنگامے مین راو سوجا کی جان گئی - راؤ کے پانچ بیٹون مین سے بڑا باگھا جوانی مین مر چکا تھا اس لئے اُس کا بیٹا اور راؤ کا پوتا گانگا ولیعہد مانا گیا راؤ کے دوسرے بیٹے اودا کی اولاد مین نیماج - جیتارن اور رائے پور وغیرہ کے ٹھاکر ہین جو اوداوت کہلاتے ہین -

۱۶ - راؤ گانگا

اس نے سمت ۱۵۷۲ مطابق ۱۵۱۶ء مین اپنے دادا کے بعد راج پایا اسکے ایک چچا سانگا نے گدی کا دعوےٰ کیا تھا لیکن وہ مقابلے مین قتل ہوا اور اُس کے مددگار پٹھانون نے جو ناگور پر قابض تھے شکست پائی سمت ۱۵۸۴ مطابق ۱۵۲۸ء مین جب میواڑ کا رانا سانگا مقام بیانہ کی طرف بابر بادشاہ سے مقابلے کو گیا تو اس موقع پر مارواڑ کے رائے مل اور رتن سنگھ میرتیہ وغیرہ بھی اُس کے ہمراہ تھے جو وہان لڑائی مین کام آئے - اس

لڑائی کےچار برس کے بعد اور مسند نشینی کے سولھوین برس راؤ گانگا کو اُسکے بے رحم بیٹے مالدیو نے حکومت کی حرص مین جھروکے سے گراکر مارڈالا جبکہ وہ افیون کی پینک مین غافل بیٹھا تھا۔

۱۷- راؤ مالدیو

سمت ۱۵۸۸ مطابق ۱۵۳۲ء مین اپنے بے گناہ باپ کی جان کھوکر راج کا مالک ہوا یہ راٹھورون مین بڑا زبردست و نامی رئیس گنا جاتا ہے جس کے وقت کا سا عروج قنوج چھوٹنے کے بعد کبھی حاصل نہین ہوا سیسودیے سانگا سے - راٹھور مالدیو سے اور کچھواہے سوائے جے سنگھ کے نام سے ہمیشہ فخر کرتے ہین یہ راؤ سمت ۱۵۶۸ مین پیدا ہوا تھا۔

ان دنون مین ہمایون تو اپنے بھائیون کی بغاوت کے سبب راجپوتانے کی طرف توجہ نہ کرسکا اور میواڑ مین رانا سانگا کے بعد کئی ایسے کم عقل رئیس قائم ہوئے جنھون نے فضول خانگی جھگڑون سے اپنی طاقت کو نقصان پہونچایا اس لئے راؤ مالدیو کی ہمت کے آگے اُسکو ترقی کرنے مین کوئی روکنے والا نظر نہ آیا۔ اُسنے ہر طرف بغیر خیال دوست و دشمن کے قدم بڑھانا شروع کیا۔ بہت جلد ناگور و اجمیر جو گجراتی حاکمون کے قبضے مین تھے ویالیے سمت ۱۵۹۶ مطابق ۱۵۴۰ء مین جنوبی طرف جالور رسوانہ اور بھادراجون فتح کرکے لونی ندی کے کنارے پر میہوہ وغیرہ مقامون کے خودسر جاگیرداروں کو تابع کیا۔ اس کے دو برس کے بعد راؤ بیکا کی اولاد مین سے راؤ کلیان مل کو بیکانیر سے بے دخل کیا۔ مغربی طرف جیسلمیر کے بھاٹیون سے بکرم پور وغیرہ چھین کر اپنے آدمیون کو بسادیا جہان اب تک وہ مالدوت ایٹرے مشہور رہین اس طرح چارون طرف علاقہ بڑھاکر حفاظت کے خیال سے راؤ نے جودھپور کی پختہ شہر پناہ بنوائی۔ میرٹھ - پیپاڑ - پھلودی اور پوکرن وغیرہ مقامات پر مضبوط قلعے اور مکان تیار کرائے۔ ماتحت سردارون کے زور نہ پکڑنے اور خالصہ کم نہونے کی غرض سے زیادہ جاگیرین جو بہ پشت مین راٹھوڑون کو مل جایا کرتی تھین دینا موقوف کیا اور راؤ رنمل اور راؤ جودھا کی اولاد مین خاص جاگیرین قائم رکھکر ایسا انتظام کیا جس سے وہ زیادہ نہ بڑھ سکین۔

سمت ۱۵۹۹ مطابق ۱۵۴۳ء مین ہمایون بادشاہ اپنے بھائیون کی بغاوت اور شیر خان پٹھان کے ملک دبالینے سے سندھ وغیرہ کی طرف پریشان پھرتا ہوا امداد کی اُمید پر پھلودی مقام تک راؤ مالدیو کے ملک مین آیا جس نے بادشاہ کو بہت دفعہ بلایا تھا اثنائے راہ مین جو بادشاہ کے ساتھ دوربین تھے وہ مالدیو کے مکر و غدر سے اندیشہ مند تھے اور حزم و احتیاط کی باتون سے بادشاہ کو آگاہ کرتے تھے بادشاہ کے حکم سے میر سمندر جو نہایت ہوشمند تھا مالدیو کے پاس گیا اور اُسکے دل کی تمام باتون کو دریافت کرکے بادشاہ کے پاس لوٹ آیا اور عرض کیا کہ راؤ نے جو اخلاص کی تمہیدین کی تھین وہ سچی نہ تھین اس وقت مالدیو نے کچھ میوہ بادشاہ کے پاس بھیجدیا اب مالدیو کی بے وفائی اور باتون مین بھی ظاہر ہونے لگی جب بادشاہ کا لشکر مالدیو کی راجدھانی کے پاس آیا تو سنگا ناگوری کہ مالدیو کے معتمدون مین سے تھا بادشاہ کے لشکر مین بطور سوداگرون کے آیا اور سب جستجو مین تھا

کہ کوئی الماس گران بہا ہو تو اُسکو خریدے اُسکی اوضاع سے خیر نہین معلوم ہوتی تھی بادشاہ نے فرمایا کہ ہمیں مشتری کے خاطر نشان یہ بات کردو کہ ایسے جواہر گران بہا خریدنے سے میسر نہین ہوتے جوہر شمشیر آبدار سے ہاتھ آتے ہین جبکہ اُسکے ساتھ کسی بادشاہ کی راے بھی ہو یا بادشاہون کی عنایت سے میسر ہوتے ہین اس امر ور کے آنے سے اندیشہ زیادہ تر ہوگیا اور سمندر کی دریافت پر بادشاہ نے تحسین کی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بادشاہ کے نمک حرام دونوکر راجہ کے پاس گئے اور انھون نے راجہ کو سمجھایا کہ بادشاہ کے پاس لعل وگوہر بڑے بیش قیمت ہین وہ بادشاہ سے طلب کرے شاید اسکی تصدیق کے لئے اُس نے سنگا کو بھیجا ہو تنگدستی کے وقت بادشاہون مین حزم واحتیاط زیادہ ہوجاتی ہے اس لئے ہمایون نے شمس الدین اتگہ کو راجہ کے پاس بھیجا اور راے مل سونی کو بھی بھیجا کہ بہت جلد وہان جائے اور اپنی فراست سے وہان کا حال دریافت کرکے اطلاع دے اگر وہان سے لکھا اطلاع نہ دے سکے تو اشارت معہود مین آگاہ کرے مالدیو کی وفاد وفاق کی علامت یہ ٹھہری کہ وہ اپنے قاصد کو کہدے کہ بادشاہ کے پاس جاکر اپنی پانچون انگلیون کو ملاکر پکڑے اور خلاف ونفاق کی اشارت یہ کہ فقط چھوٹی اُنگلی کو ہاتھ مین پکڑے اب بادشاہ کا لشکر قصبہ پھلودی سے کہ راجہ کے موطن جودھپور سے ساٹھ کوس پر تھا دو تین منزلین طے کرکے جوگی ندی کے کنارے پر فروکش ہوا راے مل سونی کا قاصد آیا اور اُس نے چھوٹی اُنگلی کو پکڑا اس اشارے کی حقیقت معلوم ہوگئی کہ راجہ کا ارادہ مکر ودغا کا ہے اُس نے ایک جماعت کثیر کو بادشاہ کے استقبال کے لئے بھیجا جس کا ارادہ کچھ اور ہی تھا اُسے مالدیو پر دغا بازی کا شبہہ اس سے اور بھی زیادہ ہوگیا کہ بادشاہ کا ایک کتابدار ہندوستان مین کسی شکست مین بھاگ گیا تھا اور وہ مالدیو کے پاس جاکر اُس کا نوکر ہوگیا تھا اُس نے بادشاہ کو لکھا کہ خدا کے واسطے آپ یہان سے جس قدر جلد ممکن ہو تشریف لے جائیے مالدیو کا یہ فاسد ارادہ ہے کہ حضور کو گرفتار کرکے شیر شاہ کے حوالے کرے۔ شمس الدین اتگہ مالدیو کے پاس تھا مالدیو نے اُسکے لیے ایسا انتظام کر رکھا تھا کہ وہ بادشاہ سے کسی طرح خط وکتابت نکر سکے گویا اُسکو آزاد قیدی بنا رکھا تھا مگر یہ اتگہ اُسکے اٹکانے سے نہ اٹکا جب مالدیو کی نیت مین اُس نے فساد دیکھا تو وہ چھپ کر بادشاہ کے پاس چلا آیا اور اُس نے وہان کا سارا حال عرض کیا جس سے بادشاہ کو یقین ہوگیا کہ مین خطرناک حالت مین ہون اُس نے بے تامل پھلودی کی طرف کوچ کردیا جیسلمیر کی راہ سے امرکوٹ جانے کا ارادہ کیا۔

ابوالفضل نے لکھا ہے کہ ایک گروہ تو آدمیون کا یہ کہتا ہے کہ مالدیو ابتدا مین بادشاہ کا خیر اندیش تھا مگر آخر کو جب اُس نے بادشاہ کی بے سامانی اور قلت جمعیت دیکھی تو اُسکی نیت مین فساد آگیا یا شیر خان نے مواعید فریب آمیز اُس سے کئے اور اُس نے شیر شاہ کا غلبہ دیکھا یا شیر شاہ نے اُسکو ہمایون کی خدمت واعانت کرنے سے ڈرایا بہر تقدیر وہ راہ ہدایت وسعادت سے پھرا اور صدق اخلاص کو اُلٹ دیا

ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ ابتدا سے انتہا تک اظہار بندگی کرنا اور عرائض عبودیت بھیجنا بالکل نفاق پر مبنی تھا
نظام الدین احمد نے تاریخ طبقات اکبری مین مالدیو کی نسبت لکھا ہے کہ جب ہندوستان سے ہمایون
خارج ہوا اور شیرشاہ کی فتح نے چارون طرف اپنے پانون پھیلالئے تو افغانون اور راجپوتون کے درمیان مڈبھیڑ
ہونے لگی مالدیو نے ہمایون کو اس لئے بلایا تھا کہ اُس کے سہارے سے وہ اپنے قوی دشمن شیرشاہ کا مقابلہ
کرسکے مگر جب اُسکے ملک مین بادشاہ آگیا اور اُسکو معلوم ہوگیا کہ بادشاہ کے پاس سپاہ نہایت قلیل ہے
اور وہ بھی خستہ حال اور پریشان ہے اور اُس مین کوئی قابلیت مالدیو کی امداد کی نہین ہے اور شیرشاہ
کی سپاہ ضلع ناگور مین جو اُس کے ملک کی سرحد پر ہے دھمکیان دے رہی ہے اور شیرشاہ نے ایلچی بھیجکر بہت سے
وعدے وعید کئے تو اُس نے کمال بےمروتی سے یہ امر قرار دیا کہ جس طرح ہوسکے بادشاہ کو گرفتار کرکے شیرشاہ
کے حوالے کرے خلاصہ یہ ہے کہ راجہ سمجھتا تھا کہ بادشاہ کے ساتھ ہوتا شیرشاہ سے جھگڑا مول لینا ہے شیرشاہ کو
وہ ایسا زبردست جانتا تھا کہ اپنی ہستی اُس کے سامنے نہ گنتا تھا۔ بادشاہ کے آنے سے اُسکو یہ اندیشہ بھی تھا
کہ کہین اُسکے پکڑنے کو شیرشاہ سارا لشکر لیکر اُس کے ملک پر نہ چڑھ آئے غرض ایسے ایسے اندیشون سے
اُس نے شیرشاہ سے وعدہ کرلیا کہ ہمایون کو پکڑ کر اُسکے حوالے کردے گا۔
بادشاہ نے مراجعت کی یہان تک کہ وہ پھلودی سے چلکر ساتلمیر مین پہونچا جو جیسلمیر کے ملک مین تھا
بادشاہ چلا جاتا تھا کہ صبح کو کیا دیکھتا ہے کہ لشکر کے پیچھے سے تین فوجین سوارون کی چلی آتی ہین مورخ
قیاساً ہر فوج کی تعداد پانچ سو آدمیون کی بتاتے ہین تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ یہ سپاہ مالدیو کی تھی بادشاہ
کے ساتھیون مین سے شیخ علی بیگ اور درویش کوکہ اور روشن بیگ اور ایک اور جماعت کل بائیس آدمی
دشمنون کی طرف روانہ ہوئے یہ حسن اتفاق ہے کہ جس وقت وہ پہونچے تو سوار ایک تنگ راہ مین آگئے تھے
اور شیخ علی نے اول ہی تیر مین مخالفون کے سردار کو ہلاک کیا ادھر سے جو تیر شست سے نکلا مخالفون
مین سے ایک معتبر کو اُس نے خاک پر گرایا دشمنون مین طاقت مقاومت نہ رہی اور تھوڑے لشکر نے بڑے
لشکر کو بھگادیا اور بہت سے آدمیون کو قید کیا۔
یہان سے بادشاہ فتحیاب ہوکر جیسلمیر مین راول لون کرن کے آدمیون سے لڑتا ہوا بڑی تکلیف کے
ساتھ امرکوٹ پہونچا جہان اُس کے اکبر شاہزادہ پیدا ہوا۔ پھر وہ ہندوستان سے ایران کو شاہ طہماسپ
اوّل کے پاس چلا گیا۔
سمت ۱۶۰۰ مطابق ۱۵۴۴ء مین پٹھان بادشاہ شیرشاہ سور نے مالدیو پر چڑھائی کی جس کی
تفصیل یہ ہے کہ شیرشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ مالدیو راجہ مارواڑ نے مسلمانون پر بڑا ظلم ڈھا رکھا ہے
اور ملک ناگور واجمیر کو تعدی اور ظلم سے لے لیا ہے تو بادشاہ نے اُس پر چڑھائی کا ارادہ کیا اور ۹۵۰ ہجری
مین حکم دیا کہ اُس کا لشکر ناگور۔ اجمیر اور جودھپور کی طرف کوچ کرے کوئی مورخ لکھتا ہے کہ اُس کا لشکر

اسّی ہزار تھا کوئی اُسکو بے شمار بتاتا ہے جب یہ لشکر آگرے سے سفر کر کے فتح پور سیکری مین پہونچا تو شیر شاہ نے
حکم دیا کہ سارا لشکر تیار ہوکر ایسا مرتب و مسلح چلے جیسے جنگ کے واسطے چلتا ہے ہر منزل مین قلعہ و خندق بنائی جا
تنائے راہ مین ایک منزل ریگستان مین ہوئی وہان ہر چند سعی کی ریگ سے قلعہ نہ بن سکا تو بادشاہ کے پوتے
محمد خان پسر عادل خان نے یہ تجویز ایجاد کی کہ ٹاٹ کے تھیلون مین ریت بھر کر قلعہ بنایا جائے شیر شاہ نے اس
حسن تدبیر پر پوتے کو شاباشی دی جب مالدیو کو شیر شاہ کی چڑھائی کا حال معلوم ہوا تو وہ بھی پچاس ہزار راٹھور لشکر
ساتھ اجمیر کے قریب مقابلے کو پہونچا شیر شاہ جب غنیم کے نزدیک آیا تو یہ حکمت چلا کہ ہندی خط مین خطوط مالدیو کے
امرا کی طرف سے اس مضمون کے لکھوائے کہ ہم اس راجہ کے قہر و ستم کے خوف سے سرتابی کر کے برسون کے بغض نکالینگے
در جنگ مین اُسکو گرفتار کر کے حضور کے پاس لائینگے حضرت بادشاہ کچھ فکر و اندیشہ نکرین ان خطوط کو ایک خریطے مین
بند کر کے ایک اپنے آدمی کو دیا کہ مالدیو کے خیمے کے نزدیک جا کھڑا ہو اور جب وہ سوار ہو تو اس خریطے کو اُسکی راہ مین
ڈالکر چھپ جائے اس آدمی نے ہدایت کے موافق کام کیا جب مالدیو کے وکیل نے راہ مین پڑا ہوا خریطہ دیکھا تو
اُسے اُٹھایا اور اُن خطون کو مالدیو کے پاس لے گیا مالدیو نے چونکہ بہت سے راجون اور زمینداروں کو تہ و بالا و مغلوب
کر کے ملک بڑھایا تھا اور باپ کو مار کر راج پایا تھا وہ پہلے ہی سے زمینداروں اور سردارون سے اندیشہ مند تھا ان
خطون نے اس اندیشے کو بڑھایا اور واپس جانے کا ارادہ کیا ہر چند راجپوتون نے سمجھایا کہ آپ کیا کرتے ہین مگر اُس نے
کچھ نہ سُنا جب ان راجپوتون کو اُن خطون کے مضامین پر علم ہوا تو اُن کو اس بے وفائی و تہمت بے جا کا بڑا قلق ہوا
اُنھون نے راو سے کہا کہ اب ہم اس تہمت کے مٹانے کے واسطے اپنی ہمت دکھاتے ہین حیف ہے کہ ہم راجپوتون پر
بے وفائی کا نام آئے غرض یہ کہ چند سردار جن مین جے چند مل اور گوہا بڑے سورما تھے دس بارہ ہزار سوار لیکر شیر شاہ کے
لشکر پر حملہ آور ہوے اور راو اُس شک کے سبب جو اُسکے دل مین جما ہوا تھا جودھپور کو بھاگ آیا۔ راجپوتون نے
وہ ہنگامہ کارزار گرم کیا کہ قریب تھا کہ مسلمانون کو شکست ہو جائے شیر شاہ اس وقت ورد وظائف مین بیٹھا
ہوا تھا کہ ایک سپاہی اُس کو بُرا بھلا کہتا ہوا آیا کہ تو یہان پڑھ رہا ہے وہان لشکر کو شکست ہوتی ہے مگر اُس نے
سپاہی کو جواب کچھ ندیا اشارے سے گھوڑا منگایا اور جب گھوڑا آیا تو سوار ہوا کہ فتح کی خبر آئی خواص خان نے
جے چند مل اور گوہا کو مع اُنکی سپاہ کے مار ڈالا جب شیر شاہ کو ان راجپوت سوارون کی جوانمردی کا حال معلوم ہوا
تو اُس نے لطیفہ کہا کہ ایک مٹھی باجرے پر سلطنت دہلی ہاتھ سے چلی تھی اس لطیفے مین لطف یہ تھا کہ مارواڑ کا
مُلک ریگستانی ہے اُس مین سوائے باجرے کے اور پیداوار اچھا نہین ہوتا۔

شیر شاہ نے خواص خان اور عیسے خان نیازی اور بعض اور اُمرا کو مُلک ناگور مین متعین کیا اور خود مراجعت کی
خواص خان نے قلعہ جودھپور کے قریب ایک شہر آباد کیا اور اپنے نام پر خواص پورہ اُس کا نام رکھا۔ اور
کُل مُلک ناگور۔ اجمیر اور قلعہ جودھپور اور مارواڑ کے اضلاع کو اپنے قبض و تصرف مین لایا۔ مالدیو کو جب ان
خطوط کا اصل حال معلوم ہوا کہ وہ جعلی تھے تو اُسکے دلیر پڑا صدمہ ہوا اور گجرات کی سرحد پر قلعہ سوانہ مین وہ بھاگ گیا۔

شیر شاہ کے مرنے کے بعد سمت ۱۶۰۵ مطابق ۱۵۴۹ء مین راو مالدیو نے دوبارہ اپنے ملک کے ساتھ اجمیر و ناگور کو دبالیا لیکن سمت ۱۶۱۳ مطابق ۱۵۵۷ء مین پٹھانون کے سردار حاجی خان نے اجمیر واپس لیا۔ ہمایون کے مرجانے کے بعد جس نے کہ افغانستان سے آکے پنجاب وغیرہ پر قبضہ کرلیا تھا اُس کے ہونہار بیٹے اکبر نے باپ کے ارادون سے زیادہ کام کیا بہت جلد دہلی و آگرہ وغیرہ لیکر آنبیر کے راجہ بہارمل کو فرمان بردار بنانے کے بعد راجپوتانہ کی طرف توجہ کی۔ سمت ۱۶۱۴ مطابق ۱۵۵۸ء مین اُس کے ماتحت سردار شاہ قلی خان محرم نے حاجی خان کو نکالکر اول اجمیر و جیتارن اور پھر ناگور و سانبھر کو آسانی سے دبالیا۔ اکبر کی زبردست سلطنت سے راو مالدیو کو بہت نقصان پہونچا مشرقی علاقے اکثر مارواڑ سے نکلکر بادشاہی خالصے مین شامل ہوتے گئے چنانچہ سمت ۱۶۱۹ مطابق ۱۵۶۲ء مین ناگور کے صوبہ دار شرف الدین حسین مرزا نے تین دن تک سخت لڑائی کے بعد راو کے ماتحت سردار دیویداس اور جگمال راٹھور سے میرٹہ بھی لے لیا بلکہ بقول محرر مجمع الملوک کے جودھپور کے قلعہ کا بھی محاصرہ ہوا اور مالدیو نے عورتون اور بچون کا جوہر کیا اور قلعہ فتح ہوگیا۔ ٹاڈ نے لکھا ہے کہ سمت ۱۶۲۵ مطابق ۱۵۶۹ء مین مالدیو نے اپنے پسر چندرسین کو مع تحائف اکبر کے پاس بھیجا اُس وقت اجمیر مین تھا لیکن اکبر بوجہ بے پروائی راجہ کے کہ خود حاضر نہوا نہایت ناراض تھا اور راو سے جنگلی راجہ کہتا تھا اسی سال مین اس لڑائی کے تھوڑے دن کے بعد تیئس برس راج کرکے راو مالدیو نے وفات پائی۔

اُس نے دستور کے خلاف اپنے تیسرے بیٹے چندرسین کو راج کا مالک بنایا تھا باقی گیارہ بیٹون مین سے بڑا رام سنگھ پہلے اکبر کے پاس اور پھر میواڑ مین جارہا دوسرے اودے سنگھ کو اکبر کی خدمت مین رہنے سے چندرسین کے بعد راج ملا۔ چوتھے کا نام رائے مل تھا۔ دسوین آسکرن کی اولاد نے ضلع اجمیر مین جونیان وغیرہ کی جاگیر پائی۔ انکے سوا اورون کی نسل مارواڑ مین کئی جگہ پھیلی ہوئی ہے۔

۱۸- راو چندرسین

سمت ۱۶۱۹ مطابق ۱۵۶۳ء مین راج کا مالک ہوا اس کا ارادہ تھا کہ اپنے نامور باپ کی طرح آزادی سے راج کرے لیکن اسی سال مین اجمیر کے صوبہ دار حسین قلی خان نے جودھپور کو آگھیرا جس سے راو چندرسین جان بچاکر سوانہ کی طرف چلدیا اور رام سنگھ پسر کلان مالدیو اکبر کے پاس چلا گیا اور شہر و قلعہ بادشاہی قبضے مین جاکر کئی برس کے بعد اُس کے بڑے بھائی اودے سنگھ کو ملا۔ آٹھ برس کے بعد سمت ۱۶۲۷ مطابق ۱۵۷۱ء مین جب اکبر بادشاہ اجمیر ہوکر ناگور آیا تو وہان جودھپور ملنے کی اُمید پر چندرسین کو حاضر ہونا پڑا کیونکہ اُس کا ہم قوم دشمن راو کلیان مل بیکانیری اپنے بیٹے رائے سنگھ کو لیکر بادشاہ کے پاس جودھپور لینے کی فکر مین آموجود ہوا تھا لیکن بادشاہ نے جودھپور کسی کو ندیا۔ راو چندرسین اس کے بعد سوانہ مین رہکر لوٹ مار کرتا رہا جس مین بادشاہی آدمیون کے ہاتھ سے اُس کے مددگار راول میگھراج کا بھائی مان سنگھ سوجا اور دیویداس راٹھور وغیرہ مارے گئے۔ شاہ قلی خان صوبہ دار اور راو رائے سنگھ بیکانیری نے سوانہ کو گھیرا

توچندرسین گرفتاری کے خوف سے پتا راٹھور کو قلعہ مین رکھکر پہاڑون کی طرف چلدیا۔ جب انکی کوششون سے قلعہ مسخر نہو سکا تو بادشاہ نے سید احمد و سید قاسم و سید ہاشم و جلال خان وغیرہ کو تسخیر کے لئے مقرر کیا اور اگلا لشکر واپس بُلالیا۔ بادشاہی سردارون کو سوانہ کی مہم پر زیادہ مصروف دیکھکر چندرسین کے بھتیجے کلا راٹھوڑ نے ناگور دبالیا اس لئے سادات بارہ اور بڑے بڑے سردار اُدھر مصروف ہو گئے اور سوانہ کی تسخیر کا کام تعویق مین پڑا جب بادشاہ نے دیکھا کہ پانچ برس سے سوانہ فتح نہوا اور ناگور بھی ہاتھ سے گیا تو بخشی شاہ باز خان کو بڑی فوج کے ساتھ مارواڑ پر بھیجا شاہ باز خان سوانہ کے سات کوس قریب پہونچا تھا کہ راٹھوڑون نے ایک مضبوط قلعے مین جس کا نام دونارہ ہے اپنے اہل و عیال کو جمع کرکے مقابلے کا سامان کیا شاہ باز خان نے انکو بادشاہ کی طاعت گذاری کا پیام دیا لیکن سرکشی سے باز نہ آئے اس لئے شاہ باز خان نے سلامت کوچے کھدوا کر قلعے کو مفتوح کرلیا اور یہان سے آگے بڑھکر سوانہ کو جا گھیرا اور یہان بھی سلامت کوچے کھدوا کر قلعے کی بربادی کی تدبیر کی تھی کہ اہل قلعہ نے اطاعت اختیار کرکے قلعہ حوالے کردیا شاہ باز خان نے اسکی حفاظت راؤ مردان کے سپرد کردی اسی طرح اُس نے ۲۱ سنہ جلوس مطابق سمت ۱۶۳۳ و ۹۸۵ھ مین ناگور اور دوسرے چھوٹے بڑے قلعے راٹھوڑون سے چھین لئے۔

شہباز خان مضبوط مقامات پر تھانے بٹھا گیا تو چار برس تک چندرسین نے پہاڑون مین پریشانی اُٹھائی اگرچہ ایکبار پھر ہمت کرکے اُس نے ضلع اجمیر کے کئی گانون لوٹ لئے لیکن واپسی کے وقت جبکہ پائندہ خان مغل اور قاسم بارہ وغیرہ نے پیچھا کیا تو چندرسین پر بڑی مصیبت اور تکلیف گذری جس سے وہ پہاڑون پاس پہونچنے تک سمت ۱۶۳۷ مطابق ۱۵۸۱ء مین اپنے باپ سے اُنیس برس کے بعد انتقال کرگیا۔ اور کچھ عرصے کے بعد اسکی اولاد کو بادشاہی اطاعت کرنے سے ضلع اجمیر مین بھنال کی جاگیر ملی۔

۱۹۔ موٹا راجہ اودے سنگھ

یہ جب اکبر کی خدمت مین حاضر ہوکر فرمانبردار بنا تو شہنشاہ نے اس کو سمت ۱۶۴۰ مطابق ۱۵۸۳ء مین موروثی مقام جودھپور وغیرہ سونپ دیا اس راجہ نے اپنی بہن کو اکبر کی زوجیت مین دیدیا یہ وہی لڑکی ہے جو جودھا بائی کے نام سے مشہور ہے اور شاہزادہ سلیم کی مان ہے اور بادشاہ نے راجہ کو "جان" خطاب دیا تھا۔ "ٹاڈ اس بات سے بہت ناراض ہے اور اس کو بھی اودے پور کے رانا اودے سنگھ کی طرح منحوس خیال کرتا ہے اس شادی کے بعد راجہ اودے سنگھ منصب ہزاری پر سرفراز ہوا اور وطن کی حکومت بطور جاگیر کے قرار پائی" وقائع راجپوتانہ مین ذکر کیا ہے کہ جب اکبر کی جودھا بائی کے ساتھ شادی ہوکر جودھپور کے خاندان شاہی سے رشتہ داری ہوگئی تب بادشاہ نے بجز اجمیر کے صرف ممالک منضبطہ ہی کو واگذاشت نہین کیا بلکہ مالوے کے اکثر مالامال اضلاع عطا کئے اُنسے مارواڑ کی آمدنی دوچند ہوگئی اپنے بہنوئی بادشاہ کی دستگیری سے اودے سنگھ نے اپنے بھائی بیٹون کی طاقت کو کم کیا دوسرے بڑے سردارون کے بازو چھانٹے اور اکثر قدیم جاگیرداروں کی جاگیرین ضبط کین کہ اس طرح ضبطی و بندوبست جدید سے چودہ سو گانون خالصے مین

شامل ہوئے راجہ دس برس پہلے یعنی ۲۳ سنہ جلوس اکبری مین صادق خان کے ہمراہ اوندچہ کے راجہ مدھکر بندیلے پر بھیجا گیا جس کی بغاوت دور کر کے قلعہ تنور چھین لیا ۲۸ سنہ جلوس رسمت ۱۶۴۲ مطابق ۱۵۸۵ء مین وہ مرزا عبدالرحیم خان خانان کے ساتھ گجرات کے آخری بادشاہ مظفر پر روانہ کیا گیا تھا جہان فتحیابی ہوئی اور ۲۸ سنہ جلوس مین زمیندار سروہی کی تادیب پر مامور ہوا آخر عمر مین راجہ اودے سنگھ اس قدر بھاری ہو گیا تھا کہ گھوڑے وغیرہ کی سواری نہین کر سکتا تھا اس سبب سے اسکو بادشاہ نے موٹا راجہ خطاب دیا جس کے بعد مارواڑ کے رئیس راؤ کے عوض راجہ کہلانے لگے۔ اکبر ابتدا مین اس کو جنگلی راجہ کہتا تھا جس لفظ سے اُس کے باپ کو ہمیشہ یاد کیا کرتا تھا اس نے اپنی بیٹی کو جس کا نام بعض نے مان متی لکھا ہے اور بعض نے روپمتی اور بعض نے ویدکماری ولی عہد سلطنت جہانگیر سے بیاہ دیا تھا یہ لڑکی بوجہ اپنے علم و فضل کے جگت گوسائین کے خطاب سے موصوف تھی یہ شاہزادہ خرم یعنی شاہ جہان کی ماں ہے اور حیات النسا خطاب ہے۔

یہ راجہ بارہ برس راج کر کے سمت ۱۶۵۲ مطابق ۱۵۹۶ء مین دمے کی بیماری سے انتقال کر گیا اور چار رانیان اسکے ساتھ ستی ہوئین۔ موٹا راجہ کی اولاد مین سترہ بیٹے اور سترہ بیٹیان تھین جن مین سے تیسرا بیٹا سورج سنگھ باپ کی وصیت سے راج کا مالک ہوا۔ ساتوین دلیپت نے بادشاہی خدمت سے بہت عزت حاصل کی تھی جس کے پوتے رتن سنگھ نے شاہ جہان کے حکم سے صوبۂ مالوہ مین جاگیر پا کر اپنے نام پر قصبہ رتلام آباد کیا اور وہ اب تک اُسکی اولاد کی راجدھانی ہے۔ نوین کرشن سنگھ نے اپنی کارگذاری کے عوض جہانگیر بادشاہ سے ضلع اجمیر مین جاگیر پا کر اپنے نام پر کرشن گڑھ بسایا جو اب تک اُسکی نسل والون کے قبضے مین چلا آتا ہے۔

۲۰ - راجہ سورج سنگھ یا سور سنگھ

راجہ اودے سنگھ راٹھوڑ کا بیٹا اور راجہ مالدیو کا پوتا تھا۔ سمت ۱۶۵۲ مطابق ۱۵۹۶ء مین راجہ ہو کر منصب ہزاری پر سرفراز ہوا اور شاہزادہ مراد کے ساتھ صوبہ گجرات مین متعین ہوا۔ جب شاہزادہ مہم گجرات سے مہم دکن پر مامور ہوا راجہ بھی اُسکے ساتھ روانہ ہوا اور وہان پر شاہزادے اور ابوالفضل کے ماتحت رہ کر ناسک وغیرہ مقام کے لینے مین جنگ مین شریک رہا۔ ۴۴ سنہ جلوس اکبری مین بہادر پسر مظفر گجراتی نے فساد برپا کیا راجہ فوج لیکر اُس کی تنبیہ کے واسطے روانہ ہوا بہادر بغیر لڑے مارا گیا سنہ ۱۰۰۷ ہجری مین مراد نامراد دنیا سے سدھارا بجائے اُس کے شاہزادہ دانیال مہم دکن پر مامور ہوا راجہ شاہزادۂ موصوف کے ساتھ متعین ہوا۔ ۴۵ سنہ جلوس اکبری مین میان راجو دکھنی اور ۴۷ سنہ جلوس مین خداوند خان حبشی نظام شاہی کے مقابلے مین مصدر خدمات پسندیدہ ہو کر ۴۸ سنہ جلوس مین شاہزادۂ دانیال کی سفارش سے نوبت و نقارہ کے اعزاز سے مفتخر ہوا اور مارواڑ کے آنے کی رخصت ملی اور اُس کا مصاحب گوبندداس بھاٹی جمعیت کے ساتھ دکن مین متعین رہا سمت ۱۶۶۵ مطابق ۱۶۰۹ء مین اکبر کے انتقال کر جانے کے بعد راجہ سور سنگھ جہانگیر کے حکم سے منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار سوار پر سرفراز ہو کر خانخانان مرزا عبدالرحیم کی کمک پر مہم دکن مین متعین ہوا وہان سے

کئی برس کے بعد واپس آیا اور سمت ۱۶۷۱ مطابق سنہ ۱۶۱۵ء مین شاہزادہ خرم (شاہجہان) کے ساتھ مہم رانا پر مامور ہوا اور مہم کے بعد شاہزادۂ موصوف کے ساتھ دکن مین تعینات ہوا سنہ ۱۰ جلوس مین حسب الطلب دربار مین حاضر ہوا۔ جہانگیر نے منصب پنجہزاری ذات تین ہزار سوار پر سرلبند کیا اسی سال رن راوت اور سنگار نام دو ہاتھی پیش کش کئے جہانگیر کو رن راوت بہت پسند آیا اور بیس ہزار روپیہ اسکی قیمت تشخیص کی۔

اسی سال اجمیر مین جبکہ بادشاہ پشکر تالاب کی سیر کو گیا ہوا تھا راجہ کے چھوٹے بھائی کرشن گڑھ کے رئیس کرشن سنگھ نے مارواڑ کے دیوان گوبند داس بھاٹی کی جاے قیام پر دشمنی کے سبب حملہ کیا راجہ سورج سنگھ لڑائی کا حال سنتے ہی جمعیت اسمیت بھاٹی کی مدد کو تیار ہوا اُس جگہ سے نکلتے ہی کرشن سنگھ کے ساتھ مقابلہ ہوگیا جو گوبند داس کو مارکر فارغ ہوچکا تھا اس موقع پر کرشن سنگھ اپنے بھتیجے کرن سنگھ اور ۳۶ راجپوتون کے ساتھ مارا گیا اور راجہ کے تیس آدمی قتل ہوئے بادشاہ نے یہ خبر سنکر افسوس کے سوا کسی کو سزا دینے کے قابل نہ سمجھا۔

اسی برس راجہ سورج سنگھ دو مہینے کی رخصت پر وطن آیا جہان سے اپنے کنور گج سنگھ کو ساتھ لیکر دہلی پہونچا اور تیسری بار دکن جاکر چار برس کے بعد سنہ ۱۰۲۸ ہجری سمت ۱۶۷۶ مطابق سنہ ۱۶۲۰ء مین راج پانے سے پچیسوین سال وہین اُس کا انتقال ہوگیا اُس نے بہت سا وقت بادشاہی نوکری مین صرف ہونے پر اپنے ملک کو ترقی پر پہونچاکر راجدھانی کو زیادہ رونق دار بنایا۔ اُس کا تیار کرایا ہوا سور ساگر تالاب شہر جودھپور سے باہر شمال مغربی طرف ابتک موجود ہے جسکے کنارے پر مکانات اور ایک باغ لگا ہوا ہے۔

راجہ کے بیٹے گج سنگھ کو جہانگیر بادشاہ نے راج تلک (قشقۂ ریاست) دیا جس کا ذکر وہ اپنی تزک مین اس طرح تحریر کرتا ہے۔

سنہ ۱۰۲۸ ہجری سمت ۱۶۷۶ مطابق سنہ ۱۶۲۰ء مین راجہ سورج سنگھ کے مرنے کی خبر مجھکو ملی جو دکن مین اپنی موت سے گذر گیا۔ وہ راو مالدیو کا پوتا ہے اور یہ ایسا شخص تھا جو رانا کے ساتھ برابری کا دعوے کرتا تھا۔ راجہ سورج سنگھ میرے بزرگ باپ (اکبر) کی اور میری مہربانیون سے بڑی عزت اور منصب پر پہونچا۔ اُس کا ملک اُس کے باپ اور دادا کے وقت سے بھی بڑھ گیا ہے اُس کے بیٹے کا نام گج سنگھ ہے جسکو اُس نے اپنی زندگی مین ملکی کام سونپ دیے تھے گج سنگھ کو مین نے ہوشیار دیکھکر تین ہزاری ذات دو ہزار سوار کا منصب۔ راجہ کا خطاب۔ علم اور نیزہ عنایت کیا اور اُسکے چھوٹے بھائی دلپل سنگھ کو پانسو ذات اور ڈھائی سو سوار کا منصب اور وطن مین جاگیر دی۔

۲۱ - راجہ گج سنگھ

اپنے باپ راجہ سورج سنگھ کے ساتھ سنہ ۹ جلوس جہانگیری مین دربار مین حاضر ہوا سنہ ۱۴ جلوس سمت ۱۶۷۶ مطابق سنہ ۱۶۲۱ء مین جودھپور کا مالک ہوکر اور منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار سے مفتخر ہوکر

دکن بھیجا گیا جہان عمدہ کارگذاری دکھانے کے سبب ڈو برس کے بعد اسکو بادشاہی طرف سے نوبت و نقارہ ملکر چار ہزاری ذات و تین ہزار سوار کا منصب عطا ہوا۔

سمت ۱۶۸۰ مطابق ۱۶۲۴ء مین شاہزادہ شاہجہان کے بغاوت کرنے پر بادشاہ زادہ پرویز اور مہابت خان کے ہمراہ گج سنگھ کو بھی لڑائی پر جانا پڑا۔ جہانگیر نے اس خیال سے کہ شاہجہان جودھپور کے راجہ اودے سنگھ کی بیٹی سے پیدا ہوا ہے اور راٹھوڑ اُسکے طرفدار نہ بنین راجہ گج سنگھ کی بہن کے ساتھ بادشاہ زادہ پرویز کا بیاہ کرا دیا (یہ لڑکی سورج سنگھ والی جودھپور کی بیٹی ہے) اور راجہ کا منصب پانچہزاری تک بڑھا دیا مقابلہ ہونے پر شاہجہان شکست کھاکر بنگالہ و دکن کی طرف بھاگتا پھرا اور سمت ۱۶۸۴ مطابق ۱۶۲۸ء مین جہانگیر و پرویز کے مرجانے سے آگرے مین آکر بادشاہ بن گیا۔ اس موقع پر راجہ گج سنگھ جو خانجہان لودی صوبہ دار مالوہ کا ساتھ چھوڑکر دو مہینے سے اپنے وطن آرہا تھا جلوسی دربار مین گیا جہان اُس کو نیزہ۔ نقارہ۔ ہاتھی۔ گھوڑا۔ تلوار خلعت ملا۔ دوسرے برس خان جہان لودی صوبہ دار خاندیس کے باغی ہونے پر ارادت خان کے ساتھ راجہ گج سنگھ اور بیکانیر و بوندی وغیرہ کے رئیس مقابلے کو بھیجے گئے لڑائی مین راو چندرسین کا بیٹا کرمسی جیمل میرتیہ کا پوتا راجہ گردھر اور بلبھدر وغیرہ مارے گئے اور دو برس کے بعد خانجہان مع تمام ساتھیون کے قتل ہوا۔ ۳ سنہ جلوس مین مہم نظام الملک اور اُسکے بعد مہم بیجاپور مین متعین ہو کر کارہاے نمایان انجام دیے ۶ سنہ جلوس مین دربار مین حاضر ہوا اور خلعت و اسپ سے سرفراز ہوا اس کے بعد راجہ گج سنگھ کسی مہم پر نہ بھیجا گیا اُس کا بڑا بیٹا امر سنگھ فوجی کام انجام دیتا رہا ۱۰ سنہ جلوس مین ایک برس کی رخصت لیکر جودھپور روانہ ہوا ۱۱ سنہ جلوس مطابق سمت ۱۶۹۴ مین راجہ گج سنگھ اپنے دوسرے بیٹے جسونت سنگھ کو ساتھ لیکر اُسکی ولیعہدی منظور کرانے کے لئے شاہجہان کے دربار مین گیا جہان چند روز کے بعد آگرے کے مقام پر تاریخ جیٹھ سدی ۴ سمت ۱۶۹۵ مطابق ۱۶۳۹ء ۲ محرم ۱۰۴۸ہجری مین انیس ۱۹ برس راج کرکے گذر گیا۔ اُسکے مرنے پر بڑے بیٹے کا محروم رہکر دوسرے کو راج ملنے کا سبب پرانے بیانات کے ساتھ بادشاہ نامہ شاہجہانی مین مولوی عبدالحمید لاہوری نے اس طرح پر لکھا ہے۔

۲ محرم ۱۰۴۸ہجری کو راجہ گج سنگھ نے جو بادشاہی رشتہ داری۔ بڑی کارگذاری بہت طاقتوری اور زیادہ صاحب لشکری سے ہندوستان بھر کے راجاؤن مین بڑا امتیاز زندگی کا سامان طے کیا (مرگیا) خداوند شاہنشاہ نے راجہ کے بیٹے جسونت سنگھ کو خلعت۔ جمدھر۔ چار ہزاری ذات و تین ہزار سوار کا منصب اور راجہ کا خطاب اُس کے باپ کی وصیت کے موافق دیا۔ اس راجہ نے ایک ہزار اشرفی۔ بارہ ہاتھی اور کسی قدر جڑاؤ ہتھیار نذر کے طور پیش کئے۔ راجہ جسونت کے بڑے بھائی امر سنگھ کو جو بادشاہی حکم سے بادشاہزادہ شجاع کی خدمت مین کابل گیا ہوا تھا ہزار سوار کی ترقی سے تین ہزاری ذات و سوار کا منصب اور راؤ کا خطاب بخشا گیا پہلے زمانے مین راٹھوڑون کے بزرگ (سردار) راؤ کہلاتے تھے جب سورج سنگھ کا باپ

راجہ اودے سنگھ شہنشاہ اکبر کی خدمت مین حاضر ہوکر فرمانبردار بنا تو شہنشاہ نے اُس کو راجہ کا خطاب عنایت کرکے حکم دیا کہ اب جو کوئی اس گروہ (راٹھوڑ) کا سردار بنے اُس کو راجہ کے خطاب سے پکارا جائے اور اگر چھوٹا بھائی راجہ بن جائے تو بڑے کو راؤ کہا جائے۔ اس راٹھوڑ فرقے کا حال دوسرے راجپوتون کے برخلاف ہے کیونکہ دوسرون مین بڑا بیٹا ولی عہد کیا جاتا ہے اور راٹھوڑون مین جس کی مان سے راجہ کو زیادہ محبت ہوتی ہے وہ جانشین کردیا جاتا ہے جیسے راجہ اودے سنگھ کا بیٹا سورج سنگھ جو تین بھائیون سے چھوٹا تھا باپ کی اُس کی مان پر زیادہ مہربان ہونے کے سبب راجہ بن گیا اور بڑا سکت سنگھ راؤ کہلایا۔

۲۲۔ مہاراجہ جسونت سنگھ اوّل

راجہ گج سنگھ کا چھوٹا بیٹا تھا اُس زمانے مین راٹھوڑون مین عام راجپوتون کے رواج جانشینی کے خلاف یہ دستور تھا کہ راجہ کو اپنی جس رانی سے محبت زیادہ ہوتی تھی اُس کے بیٹے کو وہ اپنا ولی عہد کرکے جانشینی کے واسطے وصیت کرتا تھا اسی رسم کے مطابق راجہ گج سنگھ نے جسونت سنگھ کو اپنا ولی عہد مقرر کرکے بادشاہ سے اُس کی جانشینی کے واسطے عرض کردیا تھا چنانچہ جب ۲ محرم سنہ ۱۰۴۸ ہجری کو گج سنگھ نے انتقال کیا تو شاہ جہان نے جسونت سنگھ کو اُس کا جانشین مقرر کرکے خلعت اور جمدھر مرصع علم و نقارہ اسپ مع زین طلا و فیل مرحمت فرماکر خطاب راجگی سے مفتخر کیا جسونت سنگھ نے ہزار اشرفیان کی بارہ ہاتھی اور چند مرصع آلات پیش کش کئے اُس پر شاہ جہان کی بڑی مہربانی تھی کہ راج ملنے کے تھوڑے دنون کے بعد وہ اُس کو پنجہزاری ذات پنجہزار سوار کا منصب دیکر اپنے ساتھ کابل لے گیا اور اُس کی کم عمری کے سبب راج کے انتظام پر بادشاہی منصب دار راج سنگھ راٹھوڑ کو مارواڑ مین مدار المہام کرکے بھیجدیا اور منصب اس کا ہزاری ذات چار صد سوار مقرر کیا۔ ۹ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۹ ہجری کو رخصت وطن حاصل کرکے اپنے وطن جودھپور کو روانہ ہوا۔ ۶ ذیحجہ سنہ ۱۰۵۰ ہجری کو دربار مین واپس آیا۔ دو برس کے بعد راج سنگھ کے مرجانے پر مہیش داس راٹھوڑ کو جو راجہ اودے سنگھ کا پوتا اور رتلام کے آباد کرنے والے رتن سنگھ کا باپ تھا دوہزاری ذات و سوار کا منصب اور جالور جاگیر مین دیکر مارواڑ کا دیوان بنایا۔ ۱۱ محرم سنہ ۱۰۵۱ ہجری کو جسونت سنگھ کے منصب کے ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ قرار پائے سنہ ۱۰۵۲ ہجری مین خلعت جمدھر مرصع مع پھول کٹارہ علم و نقارہ اسپ و فیل عطا ہوکر شاہزادہ داراشکوہ کے ساتھ مہم قندھار پر متعین ہوا اور وہان سے واپس آکر ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۳ ہجری کو رخصت لیکر جودھپور روانہ ہوا۔ ۸ رمضان سنہ ۱۰۵۴ ہجری کو بمقام اجمیر ملازمت شاہی مین حاضر ہوا سمت ۱۷۰۱ مطابق سنہ ۱۶۴۵ع مین راجہ جسونت سنگھ کے بڑے بھائی امر سنگھ نے جس کو بادشاہی طرف سے ناگور جاگیر مین ملا تھا شاہ جہان کے سامنے صلابت خان درباری بخشی کے سینے مین دوڑکر کٹار ماری جس سے وہ مرگیا اُسی وقت خلیل اللہ خان اور اُرجن سنگھ گوڑ نے امر سنگھ کو تلوارون سے قتل کیا امر سنگھ کی لاش باہر لائے جانے پر اُس کے راجپوتون نے کئی پہرہ دار گرز برداروں کو

جان سے مارا اور خود بھی سب لڑ کر ہلاک ہوئے تحقیقات سے معلوم ہوا کہ راؤ امر سنگھ کے آدمیون نے جو ناگور مین
رہتے تھے بیکانیر کی سرحد پر کچھ زمین دبالی تھی جس کا حال بیکانیر کے راجہ کرن سنگھ کے لکھنے کے موافق صلابت خان
نے بادشاہ سے عرض کر کے اپنی بیجنے کی تجویز ٹھہرائی تھی اس بات کو امر سنگھ نے بیکانیر والون کی طرفداری خیال
کر کے ناحق صلابت خان کی اور اپنی جان کھوئی۔ ناگور کی جاگیر بادشاہ نے امر سنگھ کے بیٹے رہتے سنگھ کے نام پر
بحال رکھی تھی جو چار پشت کے بعد جودھپور کے مہاراجہ اجیت سنگھ نے ضبط کر لی۔ یکم ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۴ ہجری کو
جسونت سنگھ کو عارضی طور سے صوبہ دار السلطنت آگرہ کی حکومت عطا ہوئی۔ ۴ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۶ھ کو
جمدھر مع پھول کٹارہ عربی گھوڑا مع سنہری ساز کے مرحمت ہو کر عزت افزائی ہوئی ۸ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۶ھ کو
منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے ممتاز ہوا۔ ۴ ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۶ھ کو
منصب کے پانصد سوار اور دو اسپہ سہ اسپہ اضافہ ہوے۔ سنہ ۲۱ جلوس مین منصب پنجہزاری ذات
پنجہزار سوار و سہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر مفتخر ہوا۔ سنہ ۲۲ جلوس مین شاہزادہ اورنگ زیب کے
ساتھ مہم قندھار پر روانہ ہوا۔ سنہ ۲۵ جلوس مین منصب ششہزاری ذات شش ہزار سوار و پنجہزار
سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سربلند ہو کر خطاب مہاراجہ سے مفتخر ہوا جو اس وقت تک راجپوتانے مین کسی کو
نہ ملا تھا اور اسی سال رخصت حاصل کر کے وطن کو روانہ ہوا۔ سنہ ۳۲ جلوس مطابق سنہ ۱۰۶۸ ہجری سمت ۱۷۱۴
مطابق سنہ ۱۶۵۸ع مین شاہجہان ایسا بیمار ہوا کہ عام طور سے مرنے کی خبر اڑ گئی شجاع بنگالے سے اورنگ زیب
اور مراد بخش دکن و گجرات سے اپنی اپنی فوجین لیکر دار السلطنت کو روانہ ہوئے ولیعہد سلطنت داراشکوہ نے
انکے مقابلے اور روکنے کے واسطے فوجین روانہ کین چنانچہ جو فوج اورنگ زیب اور مراد بخش کے روکنے کے
واسطے روانہ کی گئی اس کی سپہ سالاری مہاراجہ جسونت سنگھ کو سپرد ہوئی رخصت کے وقت بادشاہ یا
داراشکوہ نے ۲۵ ہزار فوج کے سوا ایک لاکھ روپیہ نقد سو گھوڑے ایک ہاتھی اور حکومت صوبہ مالوہ
مہاراجہ کو عطا فرما کر منصب ہفت ہزاری ذات ہفت ہزار سوار پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز
فرمایا جو شاہزادون کے بعد وزیر وغیرہ کو ملتا تھا۔

مہاراجہ یوم ولادت سے ناز و نعم اور چوچلون مین پلا تھا عمر بھر کبھی ایک دن بھی تکلیف و مصیبت مین
بسر نہ ہوا تھا اور مسند نشینی کے بعد شاہجہان کی مصاحبت مین آرام سے رہنے کے سوا اب تک کہین لڑائی
جانے کا کام نہ پڑا تھا اور اس وقت اس کو بڑا افسر ہونے کے ساتھ ہی پہلی بار ایسی لڑائی پیش آئی جس مین
ایک جوان بخت و جوان سال اور زبردست و ہوشیار دشمن یعنی اورنگ زیب سے مقابلہ تھا مہاراجہ
اجین مین آیا جب اس نے سنا گجرات سے مالوے کی طرف مراد بخش آتا ہے تو وہ قاسم خان اور سارے لشکر کو
لیکر بانس برلی کی راہ سے لڑنے کے قصد سے مراد کی سرراہ پر آ گیا اور کاچرعدہ سے تین کوس پر آ کر ٹھہرا
جس سے مراد بخش اٹھارہ کوس پر تھا اور جاسوسون کو بھیجا کہ مراد بخش کی عزیمت کی خبر سے محقق طور پر

اطلاع دین اورنگ زیب نے دریاے نربدا کے گذرون اور راستون کا بندوبست ایسا کر رکھا تھا کہ صوبۂ دکن اور خاندیس کی کوئی خبر راجہ کے پاس نہین پہونچ سکتی تھی اس کو یہ خبر ہی نہین ہوئی کہ اورنگ زیب برہان پور سے مالوے کی طرف چلا ہے وہ صرف مراد بخش سے لڑنے کے لئے آمادہ و تیار تھا جب مراد بخش کو راجہ کی اور اُس کے ساتھ لشکر شاہی کے آنے کی خبر ہوئی اور اُس نے دیکھا کہ مجھ مین اس لشکر کے مقابلے کی تاب و توان نہین ہے تو مراد بخش نے اورنگ زیب کی ہدایت وارشاد سے جو اُسنے اپنے مراسلات مین کی تھی کاچرودہ سے اٹھارہ کوس کے فاصلے پر اُس راہ کی سمت بدلی جس پر آتا تھا اور دیبال پور کے نواحی مین اورنگ زیب سے آن ملا راجہ جسونت سنگھ نے کاچرودہ مین چار مقامون کے بعد سُنا کہ مراد بخش جس راہ پر آتا تھا اُسے بدل کر دوسری راہ پر چلا گیا اب وہ اُس راہ کی تفتیش مین ہوا اور ابتک اُسکو خبر نہوئی کہ اورنگ زیب کا لشکر دریاے نربدا سے پار آگیا ہے اس عرصے مین راجہ شیورام گوڑ نے جو مانڈو مین تھا راجہ کے پاس نوشتہ بھیجا جس مین اورنگ زیب کے نربدا سے پار ہونے کا حال مجمل لکھا تھا اور یہ بھی ہوا کہ قلعہ دھار مین جو دارا شکوہ کے نوکر تھے وہ اورنگ زیب کے لشکر کے قریب آنے سے ڈر کر قلعہ کو چھوڑ کر بھاگے اور راجہ سے جا کر ملے راجہ نے یہ خبر سُنکر کاچرودہ مین جس راہ سے آیا تھا اُسی راہ سے بازگشت کی اور جنگ کے ارادے سے دھرمات پور سے ایک کوس پر آیا کہ اورنگ زیب کے لشکر کا سدراہ ہو اورنگ زیب یہ نہین چاہتا تھا کہ لڑائی ہو اور مسلمانون کا خون ہو دھرمات پور مین آنے سے پانچ چھہ روز پہلے کب راے کو کہ ایک برہمن فہمیدہ تھا مہاراجہ جسونت سنگھ کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہمارا ارادہ جنگ کا نہین ہے صرف باپ کی ملازمت کی نیت ہے ہمارے ساتھ تم بادشاہ کی خدمت مین چلو یا ہمارے سر راہ سے ہٹ کر جودھپور اپنے وطن چلے جاؤ نہین تو لڑائی مین تمھارا بڑا نقصان ہوگا مہاراجہ نے اس پیغام کو کچھ نہ سُنا اور جنگ و پیکار کے لئے آمادہ ہوا کب راے کو اُلٹا بھیجدیا جب اورنگ زیب کو یقین ہوگیا کہ لڑنا ضرور پڑے گا تو وہ تدبیر جنگ اور توزک سپاہ مین مصروف ہوا۔ روز جمعہ ۲۲ رجب ۱۰۶۸ سنہ ہجری مطابق ۱۶۵۸ع کو سپاہ کے ساتھ اُس سے لڑنے کا ارادہ کر لیا بہت سے ہاتھی اور توپخانہ آراستہ کر کے جنگ کی تیاری کی اپنے لشکر کے ہراول پر شاہزادہ محمد سلطان اور نجابت خان کو مقرر کیا اور اُنکے ساتھ شجاعت خان خلف نجابت خان و سید مظفر خان بارہ و احمد خان خویشگی لودی خان و بردل خان و کمال خان لودی و سید نصیر الدین دکھنی و جمال بیجاپوری والہام اللہ و عبد الباری انصاری و میر ابو الفضل ماموری و قادر داد انصاری وغیرہ کو امداد کو رکھا اور ذو الفقار خان و بہادر خان و ہادی داد خان و سید دلاور خان و زبردست خان و سادات خان و حمید کاکر وغیرہ کو تھوڑے سے توپخانے کے ساتھ شاہزادے کے ہراول مین مقرر کیا اور توپخانے کا اہتمام مرشد قلی خان کے سپرد کردیا اور مراد بخش کو فوج

میمنہ مین متعین کیا۔ اور میسرہ کی طرف شاہزادۂ محمد اعظم کو ایک سپاہ کے ساتھ مقرر کیا ملتفت خان اور ہمت خان اور کار طلب خان وسپہدار خان وراجہ اندرمن دھندھیرہ وہوشدار خان وبختیار خان ومیر بہادر دل ومنعم خان وشیخ عبد العزیز وسید یوسف واسمٰعیل نیازی ویعقوب وولد ازبک خان ونعمت اللہ ولد حسام الدین خان وسید حسن ومکرن کچھی راجہ سارنگدھ ونجیرت بیگ ومرید دھند اور ایک اور جماعت کو اس طرف مقرر کردیا اور شیخ مرزا اور اُس کا بھائی سید میر وعبد الرحمن وغازی بیجاپوری وفتح خان روہیلہ واسمٰعیل محمد خویشگی وکیسری سنگھ بھورتیہ ورگناتھ راٹھور ومسعود منگلی وسید منصور وبادل بختیار وسیف الدین بیجاپوری وغیرہ کو سیدھے بازو پر مقرر کیا۔ صف شکن خان وخواص خان وسکندر روہیلہ اور دوسرے امرائے دکھنی مثل جادون راو ورستم راو ودولت مند خان وماجی وباجی ومنوجی وبسونت راو کو اُلٹے ہاتھ کی طرف بھیجا۔ قراولی مین عبد اللہ خان وقزلباش خان ودوست بیگ برادر زادہ محمد شریف تولکچی ورعد انداز بیگ وغیرہ کو رکھا اور خود عالمگیر قلب لشکر مین رہا اور اپنے ساتھ اصالت خان ومخلص خان وتہور خان وقلیچ خان وجوہر خان وعنبر ین خان وذوالقدر خان ونجیرت خان ومیر ابراہیم توربیگی وبھگونت سنگھ ولد راو شترسال ہاڑا وسوبھکرن بندیلہ واٰتہ یار بیگ میر توزک وبیگ محمد خویشگی کو رکھا۔

جب مہاراجہ جسونت سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا کہ عالمگیر اس تیاری کے ساتھ میدان مین آیا ہے تو براہ مکاری دفع الوقتی کی غرض سے عالمگیر کی خدمت مین سفیر بھیجکر عرض کرایا کہ خانہ زاد کو مقابلے کا داعیہ نہین ہے حضور سے لڑنے کی طاقت نہین رکھتا اگر قصور معاف فرمادیا جائے تو سلام کو حاضر ہوجاؤن۔ عالمگیر نے سمجھ لیا کہ فرصت ڈھونڈھتا ہے اس لئے جواب دیا کہ اب ہم سوار ہوچکے توقف کے کیا معنی اگر جسونت سنگھ اپنے قول مین سچا ہے تو اپنے لشکر سے نکلکر تنہا نجابت خان کے پاس چلا آئے وہ شاہزادۂ محمد سلطان کے پاس اُسے لے جائے گا اور شاہزادہ اُس کو اپنے ہمراہ ہمارے حضور مین لے آئے گا اور اُس کے قصورات کی معافی کرائے گا چونکہ جسونت سنگھ کی غرض فریب سے خالی نہ تھی پھر جواب نہ بھیجا اور لڑائی کے لئے سوار ہوا اور قاسم خان کو اپنے لشکر کے ہراول کا سردار بنایا اور بڑے بڑے سردار راجپوتون کو جیسے مکند سنگھ ہاڑا اور شاہ پور کے سجان سنگھ سیسودیہ اور سجان سنگھ بوندیلہ اور امر سنگھ چندراوت ورتلام والے رتن سنگھ راٹھور وارجن گوڑ ودیالداس جھالا وموہن سنگھ ہاڑا وخوشحال بیگ کاشغری وسلطان حسین ولد اصالت خان اور دوسرے بادشاہی معتبر آدمیون کو اس سپاہ مین مقرر کیا اور اُس لشکر کے بخشی بہادر بیگ کو جو توپخانے کا افسر بھی تھا تمام توپخانے کے ساتھ لشکر کے سامنے رکھا اور جانی بیگ داماد قاسم خان اور دوسرے امرا کو بھی لشکر کے سامنے متعین کیا اور مخلص خان ومحمد بیگ ویادگار بیگ کو جو تورانی سپاہیون مین نامی تھے قراولی کو مقرر کیا تھین ہی اس وگوردھن راٹھور راجپوتون کی نہایت چیدہ سپاہ کے ساتھ فوج کے اگلے حصّے مین بھیجے گئے اور چیدہ چیدہ راجپوتون کا ایک گروہ جو قریب دو ہزار کے تھا اور بھیم داس ولد راجہ بیلداس گوڑ وغیرہ بادشاہی رجپوتونکو بھی

اپنے ہمراہ لیکر قلب لشکر مین ٹھہرا اور راجہ رائے سنگھ سیسودیہ کو عمدہ راجپوتون کی ایک جماعت کے ساتھ قلب لشکر کی معاونت پر رکھا۔ افتخار خان و سید شیر خان بارہ اور سید سالار اور یادگار مسعود و محمد مقیم ولد شاہ بیگ خان منصب دارون کو اُلٹی طرف متعین کیا بالوجی و پرسوجی و راجہ دیبی سنگھ بوندیلہ کو اس لشکر کی حفاظت کے لئے چھوڑا جو بنگاہ کے پاس تھا جسونت سنگھ ایسی زبردست تیاری اور بھاری لشکر کے ساتھ عالمگیر کی لڑائی کو معروف ہوا پانچ چھ گھڑی دن چڑھے لڑائی شروع ہوئی بان اور گولے اور گولیان طرفین کیطرف سے برسنے لگے عالمگیر کا لشکر تھوڑا تھوڑا بڑھنے لگا اور تیر و بان و بندوق سے دشمن کو تنگ کرنے لگا یہانتک کہ جسونت سنگھ کی سپاہ مین سے مکند سنگھ ہاڑا اور رتن سنگھ راٹھور رتلام والا و دیالداس جھالا و ارجن گوڑ اور شاہ پوری کا سجان سنگھ سیسودیہ اور دوسرے سردار پیش دستی کر کے دھاوا کرتے ہوئے عالمگیر کے توپخانے پر پہونچکر لڑنے لگے مرشد قلی خان و ذوالفقار خان کے پاس باوجودیکہ دشمن کی سپاہ کی برابر سپاہ نہ تھی مگر یہ جمکر اُنکا مقابلہ کرنے لگے اس ہنگامے مین مرشد قلی خان مارا گیا اور ذوالفقار خان جان دینے پر آمادہ ہوکر گھوڑے سے اُتر پڑا اور لڑائی مین مصروف ہوا جو تھوڑے سے آدمی ساتھ تھے اُن ہی کی استعانت سے مردانہ جنگ کرنے لگا۔ یہانتک کہ راجپوت توپخانۂ عالمگیری کے پاس سے ہٹ گئے اگرچہ ذوالفقار خان کے ساتھی خستہ و شکستہ ہو گئے تھے مگر اپنے مقامون پر جمے رہے۔ اب جسونت سنگھ کے راجپوتون نے عالمگیر کے ہراول کو جا دبایا اور اُنکی مدد کو جسونت سنگھ کی اور سپاہ بھی آگئی اور خوب معرکہ پڑا شاہزادے اور نجابت خان وغیرہ نے بھی جمکر اچھی طرح مقابلہ کیا اگرچہ راجپوت جان توڑکر کوشش کر رہے تھے مگر عالمگیر کے آدمیون کے پانون بدستور جگہون پر جمے ہوئے تھے یہ حال دیکھکر مرتضےٰ خان سپاہ ہراول کے ساتھ مدد کو پہونچ گیا اور صف شکن خان اُلٹے بازو کی فوج کو بڑھا لایا اب جمکر لڑائی ہونے لگی عالمگیر ہاتھی پر سوار یہ حال دیکھ رہا تھا فوراً اپنی رکاب کی سپاہ کو لیکر مدد کو پہونچ گیا اور اس طرح اپنی اگلی سپاہ کو قوت پہونچائی اس حملے سے راجپوت بہت خستہ اور مقتول ہوے مکند سنگھ ہاڑا و شاہپوری والا سجان سنگھ سیسودیہ و رتلام والا رتن سنگھ راٹھور و ارجن گوڑ و دیالداس جھالا و موہن سنگھ ہاڑا وغیرہ مہاراجہ کے حملہ آور بڑے بڑے سردار کام آئے اور بے تعداد راجپوت سپاہی و سوار مقتول ہوئے اس سخت وقت مین ٹوڈہ کا راجہ رائے سنگھ سیسودیہ و راجہ سجان سنگھ بوندیلہ و امر سنگھ چندراوت جسونت سنگھ کی فوج مین سے بھاگ نکلے مراد بخش کہ سیدھے بازو پر تھا اُس نے دشمن کی سپاہ پر جدھر سے بھاگڑ پڑ گئی تھی ایسی ضرب لگائی کہ وہ تاب نہ لا سکی اس حملے سے بالوجی و پرسوجی بھی ڈر کر میدان سے بھاگ گئے اور دیبی سنگھ مراد بخش کے پاس آ کر ادھر ملگیا اور اُس سے کہا کہ عالمگیر سے عفو قصور کرا دے جب مراد بخش کی پیلا مہاراجہ جسونت سنگھ کی اُلٹی طرف کی سپاہ کی طرف سے گذری تو افتخار خان اعـــزہ نے اُس پر حملہ کیا لیکن مارا گیا یہ حال دیکھکر جسونت سنگھ میدان جنگ سے بھاگ نکلا قاسم خان اور بقیہ سپاہ نے بھی

راہ فرار اختیار کی اور عالمگیر کو یہ عظیم الشان فتح حاصل ہوگئی تمام توپخانہ اور ہاتھی قبضے مین آگئے عالمگیر نے مفرورون کا تعاقب کرایا اور حکم دیا کہ دشمن کے لشکر کے مسلمانون سے تعرض نہ کیا جائے اور اُن کا مال واسباب نہ لوٹا جائے۔ عالمگیر کے ساتھیون مین سے سوائے مرشد قلی خان وذوالفقارخان وسکندر روہیلہ و شیخ عبدالعزیز ورگناتھ سنگھ راٹھور کے اور کوئی سردار کام نہ آیا یہ لڑائی اُجین کے قریب بلوچپور گانون پر جس کا نام بعد کو فتح آباد ہوا واقع ہوئی۔

جسونت سنگھ کے ذاتی آٹھ ہزار راجپوتون مین سے لڑکر پانسو کے قریب باقی رہ گئے جو اُس کے ساتھ بھاگ آئے اِس واقعہ کے بعد جسونت سنگھ نے آگرے جانا مناسب نہ جانا اور ان بچے کھچے سپاہیو ساتھ سیدھا اپنی راجدھانی کو چلا گیا اس شکست کو زیادہ راجہ کی سوء تدبیری اور ناواقفیت فن جنگ سے منسوب کیا جاتا ہے اور لکھا ہے کہ اُس نے اپنے لشکر کو ایسی اونچی نیچی جگہ پر قائم کیا تھا اور ندی سے کچھ پانی کاٹ کر لشکر کے اردگرد کیچڑ کردی تھی جس سے اُس کی سوار فوج لڑائی کے وقت اچھی طرح کام نہ دے سکی ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ جسونت سنگھ کی رانی نے جو رانائے اودیپور کی بیٹی تھی جب سُنا کہ اُس کا شوہر پانسو سپاہیون کے ساتھ معرکے سے جان بچاکر نکل آیا ہے تو اُس نے بجائے اس کے کہ اس آفت سے بچنے کی مبارکبادیتی اور تسلی کرتی فوراً حکم دیا کہ قلعے کے دروازے بند کردو ایسے بے عزت نامرد کو مین قلعہ مین ہرگز نہ آنے دون گی ایسا شخص اور میرا شوہر۔ میرے باپ کا داماد اور ایسا بے عزت مین ہرگز اس کا مُنھ دیکھنا نہین چاہتی جو شخص ایسے نامور رانا کا رشتہ دار ہو چاہیے کہ اُس کی شجاعت اور نیکنامی کی تقلید کرے اور اگر فتح نہ پاسکے تو بہادری سے جان دیدے اور اس سے تھوڑی دیر کے بعد اُس کے دل مین کچھ اور خیالات گذرے اور کہا میرے لئے ابھی چتا تیار کرو مجھے دھوکا ہوا میرا شوہر حقیقت مین مارا گیا اور یہی سچ ہے پس اب مین زندہ رہنا نہین چاہتی اور تھوڑے عرصے کے بعد پھر غصے مین آکر لعن طعن کرنے لگی اور اسی حالت مین اُس کو آٹھ دن گذر گئے اور شوہر کا مُنھ نہ دیکھا لیکن آخر اُس کی مان اُس کے پاس آئی تب کچھ تسلی وتشفی کرکے سمجھایا کہ گھراؤ نہین مہاراجہ ذرا دم لیکر اور از سرنو فوج جمع کرکے اورنگ زیب پر پھر حملہ کردے گا۔

ڈاکٹر برنیر کی یہ بات واہی معلوم ہوتی ہے اُس تاریک زمانے مین اس کو رانی کی باتین معلوم ہونے کی کیا سبیل تھی اور اس قصے کے غلط ہونے پر دلیل یہ ہے کہ رانی کو اپنے اسلاف کی شکست کا تجربہ پہلے سے تھا کیونکہ جسونت سنگھ کو رانا امر سنگھ کی پر وتی بیاہی تھی اور امر سنگھ جہانگیر وشاہجہان سے اور امر سنگھ باپ پرتاب سنگھ اور دادا اودے سنگھ اکبر سے لڑکر مغلوب ہوئے۔

دوسری بھاری لڑائی مین آگرے کے قریب ساموگڑھ مین داراشکوہ کی طرف سے رستم خان بہادر بوندی کا راؤ شترسال ہارا۔ اور کرشن گڑھ کا روپ سنگھ راٹھور وغیرہ مقابلے مین کام آئے داراشکوہ

بھاگ کر سندھ کی طرف چلا گیا اور اورنگ زیب نے فتح کے بعد چھوٹے بھائی مراد بخش کو قید کر کے آنبیر کے
مرزا راجہ جے سنگھ کی معرفت جو بنگالے کی طرف سے اُس کے پاس آ گیا تھا مہاراجہ جسونت سنگھ کو
قصوروں کی معافی کے ساتھ دلّی بُلا لیا جہان سے بادشاہزادۂ شجاع کے مقابلے کو الہ آباد کیطرف کوچ ہوا۔
۷ ربیع الاوّل سنہ ۱۰۶۹ ہجری کو بادشاہ مع مہاراجہ جسونت سنگھ کے شاہزادہ محمد سلطان کے لشکر سے
کوڑہ جہان آباد مین جا ملا - ۱۹ ربیع الاوّل سنہ ۱۰۶۹ھ کو خیمہ گاہ اور کارخانجات شاہی کو اُسی جگہ چھوڑ کر
نوے ہزار سواروں کے ساتھ لڑنے کو روانہ ہوا کھجوہ کے مقام پر جو کوڑہ اور جہان آباد سے پانچ کوس
کے فاصلے پر اب ضلع فتحپور قسمت الہ آباد مین ہے میدان کارزار قائم ہوا چونکہ شجاع کی سپاہ اور
توپخانے کے پیچھے ہٹ جانے سے اورنگ زیب کو شب خون کا اندیشہ ہو گیا تھا اس لئے رات کو وہ اپنے
لشکر گاہ کو واپس نہ گیا بلکہ اُس کی تمام فوج اور تمام امیر جس ترتیب سے میدان جنگ مین قائم تھے وہین
اُتر پڑے اورنگ زیب کا حکم تھا کہ گھوڑون کی زین اور سپاہیون کی کمرین اُسی طرح بندھی رہین نماز عشا کے
وقت تک وہ میر جملہ اور دیگر امیرون اور سرداروں کو ہوشیار اور خبردار رہنے کی تاکید کرتا پھرا اور نماز سے
فارغ ہو کر اپنے مختصر خیمہ گاہ مین جو میدان جنگ مین لگا دیا گیا تھا جا کر سو رہا آخر شب کو ایک عجیب ہنگامہ
برپا ہوا مہاراجہ جسونت سنگھ نے جو اورنگ زیب کا بدخواہ ساتھا اور وقت کا متلاشی تھا اس موقع کو غنیمت سمجھا
اور شجاع سے کہلا بھیجا کہ ادھر مین شور و فساد برپا کرتا ہون اُدھر سے آپ آئین اور اس تدبیر سے اورنگ زیب
کو تباہ کر ڈالین غرضکہ اس قرارداد کے بموجب جسونت سنگھ جو اُسوقت لشکر کے داہنے پرے پر متعین تھا بڑے بڑے
راجپوت امیرون کو ساتھ لیکر میدان جنگ سے پیچھے کو نکل بھاگا اور اول شاہزادہ محمد سلطان کے کیمپ کو جو سرِ راہ واقع تھا اور بعد ازان اور
امیرون اور خود بادشاہ کے لشکر گاہ اور کارخانجات کو بے دھڑک لوٹتا ہوا چلا گیا اس حادثے سے اورنگ زیب کے لشکر مین عجیب پریشانی و ہم
ابتری پیدا ہوئی اور بہت سے لوگ رات ہی کو شجاع سے جا ملے مگر ابھی کچھ رات باقی تھی کہ اورنگ زیب اس حال کی خبر
پا کر تخت رواں پر سوار ہوا اور بکمال استقلال سے ہنس ہنسکر اپنے رفیقون اور امیرون کو تسلی دینے لگا کہ
خوب ہوا کہ ہمارا لشکر منافقون کے خس و خاشاک سے پاک ہو گیا اگرچہ اس ناگہانی حادثے کی وجہ سے
نصف فوج رہ گئی تھی مگر واہ رے اورنگ زیب تیرا اقبال اور استقلال آناً فاناً مین باقی ماندہ فوج کو
ترتیب دیکر مناسب مقامات پر جما دیا اور صبح ہوتے ہی ایک بڑے ہاتھی پر سوار ہو کر میدان جنگ کو گرما دیا
اور ایسا جی توڑ کر لڑا کہ شجاع ۱۱۴ توپین بہت سے ہاتھی اور دیگر مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ نکلا بادشاہ نے
میر جملہ اور شاہزادہ محمد سلطان کو تو اُس کے تعاقب پر روانہ کیا اور خود نہایت چُستی سے دارا شکوہ اور
جسونت سنگھ کی طرف پھرا اور آگرہ ہوتا ہوا اجمیر پہونچا جسونت سنگھ نے شجاع کی شکست کا حال سُنکر
جب دیکھا کہ معاملہ برعکس ہو گیا تو لوٹ کا مال و اسباب لیکر جلد جلد کوچ کرتا ہوا جودھپور پہونچ گیا اور
اس مال و دولت سے جو کھجوہ سے لوٹ کر لایا تھا ایک مضبوط فوج بھرتی کرنی شروع کی اور دارا شکوہ کو جب

اُس وقت گجرات مین تھا کہلا بھیجا کہ آپ بلا توقف آگرے چلے آئیے مین راستے مین اپنی تمام فوج ہمیت آملون گا چونکہ گجرات مین داراشکوہ کے پاس ابھی بائیس ہزار سوار اور ایک اچھا توپخانہ فراہم ہو گیا تھا لہذا وہ اس متلون مزاج راجہ کی عرضی پہونچنے پر احمد آباد سے چل کھڑا ہوا جسونت سنگھ بھی جودھپور سے بیس کوس آگے بڑھ آیا تھا جے سنگھ نے یہ خیال کرکے کہ لڑائی کے تمام رنگ ڈھنگ سے اورنگ زیب ہی کے غلبے کی اُمید ہوتی ہے اُس کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے داراشکوہ کی طرفداری چھوڑ دینے کی صلاح مصلحت جانی اور جسونت سنگھ کو لکھا کہ تم نے اس مین کیا فائدہ سوچا ہے کہ ڈوبتے کے ساتھی بنتے ہو اگر تم اسی بات پر قائم رہوگے تو اس کا کچھ فائدہ ہونا تو معلوم مگر ہان تمھارا خاندان اور تم بے شک برباد ہو جاؤگے بیچارے راجپوتون کا خون کرانے سے باز آئیے اگر تم داراشکوہ کو بجاے خود چھوڑ دوگے تو اورنگ زیب تمھاری پچھلی خطائین سب معاف کردے گا اور اُس شاہی خزانے کا بھی مطالبہ نکرے گا جو تم نے کھجوہ کی لڑائی مین لوٹ لیا تھا بلکہ فوراً گجرات کی صوبہ داری پر فائز کئے جاؤگے اور ایسے صوبے کی حکومت مین جو تمھارے علاقے سے متصل ہے جو فوائد ہین وہ تم بخوبی سمجھ سکتے ہو مرزا راجہ جے سنگھ کا خط اور اورنگ زیب کا فرمان جسونت سنگھ کو ملا اور اُس سے متنبہ ہوکر واپس لوٹ گیا اجمیر کے قریب داراشکوہ اور اورنگ زیب سے لڑائی ہوئی اور داراشکوہ شکست کھا کر بھاگا جسونت سنگھ نے دو قصور کئے تھے ایک داراشکوہ کی حمایت دوسرے مقام کھجوہ پر غداری اور بغاوت اس لئے عالمگیر نے راے سنگھ راٹھور کو راجگی کا خطاب دیا اور محمد امین خان کو اُس کی مدد پر مقرر کرکے مارواڑ کی طرف روانہ کیا اور اُس سے کہا جب جسونت سنگھ کا استیصال ہو جائے گا تو مارواڑ تجھے دیدیا جائے گا لیکن عورتون اور اہل قرابت نے جسونت سنگھ کو طعن وتشنیع کی تو اُس نے جے سنگھ کی معرفت عفو تقصیرات کی درخواست کی جیسا کہ مجمع الملوک مین کہا ہے بادشاہ نے مکرر اُسکے قصورون کو معاف کیا اس لئے چار و ناچار دربار مین حاضر ہو گیا - آثر عالمگیری مین محمد ساقی مستعد خان نے لکھا ہے کہ مہاراجہ جسونت سنگھ از وطن آمدہ سر عجز و ندامت بر آستان دولت وخاقان مروت کیش بمراحم خسروانہ امتیاز بخشیدہ از تشویر تقصیر برآورد یعنی بادشاہ نے اُسکی تقصیرات سے چشم پوشی کرکے خطاب ومنصب بدستور قائم رکھا اور سمت ۱۷۱۶ مطابق ۱۶۶۰ء مین صوبۂ گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز فرمایا اور اس کے بیٹے پرتھی سنگھ کو اپنے پاس بُلا لیا - جہان سے دو برس کے بعد ۱۰۷۱ء ہجری مین نواب شایستہ خان کی نیابت مین سیوا مرہٹہ کی سرکوبی کے واسطے دکن جانے کا حکم ہوا سیوا نے اہل ہنود کے دلون مین ہندوستان کے آریہ ورت کو ملیچھون سے پاک وصاف کرنے کا جذبہ اُبھار دیا تھا اور اُس نے منافرت کو اُبھار کر چھیڑ خانی پیدا کرنے کی تحریک مین منتقل کردیا تھا اور اپنی زہر آلود تقریرون مین اہل ہنود کے دلون مین مظلوم ہونے کا غلط خیال جما کر اُنکی آتش انتقام کو اس درجہ بھڑکا دیا تھا کہ وہ ہر جگہ بدلہ لینے کے لئے تیار ہو گئے لیکن چونکہ جسونت سنگھ کے دل مین اورنگ زیب کی طرف سے کدورت تھی کوئی

کاربنایان انجام نہ دیا بلکہ اُلٹا سیوا سے سازش کرگیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سیوا نے ایک رات دھوکے سے شائستہ خان کی حویلی مین گھسکر اُس کو زخمی کیا اور اس سے تھوڑے ہی دنون کے بعد اُس نے بندرگاہ سورت کو لوٹ لیا اور جسونت سنگھ نے اُس سے یہ بھی نہ پوچھا کہ تیرے مُنھ مین کے دانت ہین اس سے بادشاہ کو یہ شبہہ پیدا ہوگیا کہ سیوا کے اور جسونت سنگھ کے باہم خفیہ سازش ہے اور شائستہ خان پر حملہ کرنا اور سورت کو لوٹنا یہ سب اُسکے علم و اشارے سے ہوا ہے اس لئے جسونت سنگھ کو دکن سے واپس بُلالیا گیا مگر وہ دہلی آنے کی جگہ اپنی ریاست کو چلا گیا ۔

اور دکن کی صوبہ داری پر بادشاہ زادہ معظم اور نیابت مین راجہ جے سنگھ بھیجے گئے لکھوا ہے راجہ نے خیرخواہی سے سیوا کو لڑائیون مین لاچار کرکے بادشاہی حضور مین بھیجدیا جہان سے وہ پانجہزاری منصب والون کے شامل کھڑا کئے جانے پر رنجیدہ ہوکر چالاکی سے بھاگ کر پھر دکن چلا گیا سمت ۱۷۲۳ مطابق سنہ ۱۶۶۷ء مین بادشاہ زادہ معظم کے ہمراہ مہاراجہ جسونت سنگھ دوبارہ دکن بھیجا گیا جہان چار برس رہ کر اُس نے بادشاہ زادے کو بغاوت پر طیار کیا ۔ عالمگیر نے کوئی واقعہ پیش آنے سے پہلے سمت ۱۷۲۷ مطابق سنہ ۱۶۷۱ء مین بادشاہزادے کی عوض مہابت خان کو دکن کا صوبہ دار بنایا اور مہاراجہ کو وطن کی رخصت ملی جہان سے تھوڑے دنون کے بعد وہ کنور پرتھی سنگھ سمیت بادشاہی دربار مین حاضر ہوا جب عالمگیر کے ساتھ بارہ برس تک مہاراجہ نقصان رسانی کے ساتھ پیش آتا رہا اور باوجود اغماض بادشاہ کے در پردہ دق کرنے کے منصوبے باندھتا رہا تو بادشاہ نے اُس کو دکن کے عوض افغانستان کی طرف بھیجدیا جہان کوئی ہم قوم اور ہم مذہب اُس کو موافقت کے لئے نہین مل سکتا تھا ۔ مہاراجہ جسونت سنگھ سمت ۱۷۲۸ مطابق سنہ ۱۶۷۲ء مین صوبہ دار کابل کا مددگار ہوکر جمرود کی تھانہ داری پر جو پشاور سے پانچ کوس مغربی طرف ہے گیا اور آٹھ برس وہان رہ کر پوس سدی ۸ سمت ۱۷۳۵ مطابق سنہ ۱۶۷۹ء مین مرگیا پچاس برس کی عمر پائی راجہ رائے سنگھ راٹھور کے بیٹے اور راجہ امر سنگھ راٹھور کے پوتے اندر سنگھ ناگوروالے نے ۳۶ لاکھ روپیہ دربار عالمگیری مین پیش کیا اور خطاب راجگی سے موصوف ہوکر سردار قوم راٹھور ہوا اور حکومت جودھپور پر سرفراز ہوا ۔

جسونت سنگھ کی وفات سے اجیت سنگھ کی مسند نشینی تک واقعات

جسونت سنگھ کے کوئی اولاد نہ تھی لیکن اُس کے کارپردازون نے دربار مین اطلاع دی کہ اُسکی دو بیویون کو حمل ہے لاہور پہونچ کر اُنھون نے دربار شاہی مین رپوٹ کی کہ دونون بیویون سے دو لڑکے پیدا ہوئے اُس کے ساتھ درخواست کی کہ ان لڑکون کو منصب اور ریاست اور خطاب عطا کیا جائے مآثر عالمگیری مین ہے حکم اقدس واعلے صادر شد کہ ہر دو پسر را بدرگاہ سپہر بارگاہ بیارند وہر گاہ پسران بسن تمیز خواہند رسید بہ عنایت منصب و راج نوازش خواہند یافت تیمور کے دربار کا

یہ ایک عام آئین تھا کہ جب کوئی عہدہ دار چھوٹے بچے چھوڑ کر مر جاتا تھا تو بادشاہ خود اُنکو طلب کر کے اپنے دامن تربیت مین پالتا تھا اور شاہزادون کی طرح اُنسے سلوک کیا جاتا تھا اسی اصول کے موافق عالمگیر نے جسونت سنگھ کے بچون کو طلب کیا تھا۔

جسونت سنگھ کا جو طرز عمل ہمیشہ رہا اُس کے افسرون پر بھی وہی رنگ چھا گیا تھا چنانچہ اُنھون نے شاہی حکم کے وصول ہونے کا انتظار بھی نہ کیا اور دلّی کی طرف روانہ ہوئے دریاے اٹک پر پہرہ نے اس بنا پر روک دیا کہ پروانہ راہ داری دکھاؤ اسی پر آمادہ جنگ ہوئے اور بہت سے آدمیون کو قتل کر کے بزور دریا کے پار اُترے دارالسلطنت کے قریب آئے تو اُنکی گستاخانہ اور باغیانہ حرکات کی بنا پر عالمگیر نے حکم دیا کہ شہر سے باہر مقام کرین اور کوتوال کے نام حکم صادر کیا کہ اُنکی فرودگاہ پر پہرے بٹھا دئے چند روز کے بعد راجپوتون نے اپنی ذاتی شجاعت کے سوا یہان مکروفریب کی قدرت دکھائی کہ بادشاہ سے درگداس اور چند سردارون نے جانے کی رخصت مانگی بادشاہ نے اس سبب سے کہ آدمیون کے کم ہوجانے سے رانی اور لڑکونکو بس مین رکھنا زیادہ آسان ہوجائے گا اُنکی درخواست منظور کرلی اُنھون نے راجہ کے لڑکون کو غلامون کے لڑکون کی صورت اور غلامون کے لڑکون کو راجہ کے لڑکون کے ہم شکل بنایا رانی کو مردانہ لباس اور لونڈی کو رانی کا زیور اور لباس پہنایا یہان عورتون کی پردہ نشینی کام کرگئی ورنہ اس کا ہونا مشکل تھا سورما راجپوتون کو خیمے کے اندر بٹھا کر اُنسے کہا کہ ہم رانی اور کنورون کو لیکر چلتے ہین اگر یہ راز کھل جائے تو تم ان جعلی لڑکون اور رانیون کی حراست مین اس قدر کوشش کرنا کہ پانچ چھ گھنٹے اُس مین لگ جائین اُنکے جانے کے بعد دو تین پہر گذر گئے تو بادشاہ کو اس کی خبر ہوئی اُس نے تحقیق کی تو کوتوال نے عرض کیا کہ لڑکے اور رانیان خیمے مین ہین بادشاہ نے جانے والون کے پیچھے آدمی دوڑائے اور خیمے کی رانی اور لڑکون کو قلعہ کے اندر بلایا اس پر راجپوتون نے کہا کہ ہم رانی اور لڑکون کو نہین دینگے اُنکی عوض جان دینگے اس پر بادشاہ نے فوج بھیجی راجپوت اُنسے بمقابلہ پیش آئے بہت سے اُن مین سے مخالفون کو مار کر مرے جو بچے وہ بھاگ گئے جعلی رانیان اور لڑکے بادشاہ کے پاس آئے اُس نے اُنکو حرم سرا مین بھیجا بیگمون نے اُنکو اپنا متبنے بنایا رانی کو بیگمون کا پرستار بنایا اپنی غفلت چھپانے اور ہوشیاری دکھانے کے لئے بادشاہ کو یقین دلایا کہ اصلی لڑکے اور رانی یہی ہین جو بادشاہ کے محل مین ہین درگداس اور راجپوت تو اس معرکے سے زندہ بچ کر پراگندہ ہوگئے مگر پھر جمع ہوگئے اور وطن کو چلے تھے پر لڑائی ہونے کے سبب سے رانی کو اتنی فرصت ملی کہ وہ جودھپور مین مع دونون بیٹون کے صحیح وسلامت داخل ہوئی۔

بادشاہ مدت تک اس شبہ مین رہا کہ اجیت سنگھ جس کو یہان سے لیکر بھاگے ہین وہ جسونت سنگھ کا اصلی بیٹا نہین ہے راجپوتون نے مہاراجہ کا نام باقی رہنے کے لئے اُس کو بیٹا بنا یا ہے اور اصلی اولاد اُس کی میرے پاس ہے۔

مآثر عالمگیری مین واقعات سنہ ۲۲ جلوس مطابق سنہ ۱۰۹۰ ہجری مین لکھا ہے کہ جسونت سنگھ کابل مین مرگیا اُس کا کوئی بیٹا نہ تھا اُس کے معتبر نوکر سونگ اور رگناتھ داس بھاٹی اور رنچھور اور درگا داس (درگداس) وغیرہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مہاراجہ کی دو رانیان حاملہ ہین جب اُس کے متعلقین لاہور مین آئے تو دونون رانیون سے بیٹے پیدا ہوئے نوکران مسطور نے دونون بیٹون کے پیدا ہونے کی اطلاع بادشاہ کو کی اور منصب وراج کے عطا کرنے کی درخواست کی بادشاہ نے حکم دیا کہ دونون بیٹون کو ہمارے پاس لائین جسوقت لڑکے سن تمیز کو پہونچین گے اُنکو منصب وراج عنایت ہوگا راجپوتون کا گروہ دلی مین آیا اور التماس مرقوم مین مبالغہ والحاح کیا اس اثنا مین ایک بیٹا باپ سے جاملا (مرگیا) جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اس فرقے کا ارادہ یہ ہے کہ پسر دوم اور دونون رانیون کو جودھپور لے جاکر بغاوت کیجیے تو ۲۶ جمادی الاخری سنہ ۱۰۹۰ ہجری کو حکم ہوا کہ روپ سنگھ راٹھور کی حویلی مین جو مہاراجہ کی دو رانیان ٹھہری ہوئی ہین اُنکو مع پسر کے نورگڑھ مین لے آئین فولاد خان کوتوال وسید حامد خان وغیرہ اس لئے مقرر ہوئے کہ اس فرقے کو ارادۂ فاسد سے باز رکھین اگر وہ لڑین تو اُنکی گوشمالی کی جائے حسب الحکم امراکار بند ہوئے لوازم نصیحت ترغیب وتخویف کے ساتھ بجالائے مگر راجپوتون نے نمانا اور وہ لڑے اور بہت مرے اور بادشاہی آدمی مارے گئے جب راجپوتون نے اپنا حال تنگ دیکھا تو اُنھون نے دونون رانیون کو جو مردانہ لباس پہنے ہوئے تھین مار ڈالا اور پسر دوم کو کسی شیر فروش کے گھر مین چھپا دیا تھا اُس کو سراسیمگی مین چھوڑ کر فرار ہوئے فولاد خان کو پسر دوم کی حقیقت معلوم ہوئی تو وہ شیر فروش کے گھر سے اُس بیٹے کو بادشاہ کے حضور مین لایا بادشاہ نے حکم دیا کہ راجہ کی لونڈیان جو اسیر ہوکر آئی ہین اُنکے ہمراہ وہ زیب النسا بیگم کے سپرد ہو اور لڑکے کا نام محمدی رکھا جائے خان مذکور دوسرے روز لڑکے کا زیور اور اشیا لایا اس آشوب مین راجہ کا اور دونون رانیون اور راجپوتون کا اسباب لوٹیرے لوٹ کر لے گئے۔ جو بچا وہ بیت المال کے کوٹھے مین داخل ہوا دونون رانیون کی اور رنچھور اور تیس اور سردارون کی لاشین شمار مین آئین باقی ماندہ ۲۸ جمادی الاخری سنہ ۱۰۸۹ ہجری کو بھاگ کر جودھپور پہونچ گئے اور دُرگاداس (دُرگداس) کے بہکانے سے راجپوتون نے دو جعلی بیٹے رن متھن (جو مرگیا تھا) اور اجیت سنگھ راجہ جسونت سنگھ سے منسوب کئے اور فتنہ انگیزی شروع کی۔ لیکن عالمگیر نے اُس کو جعلی قرار دیکر راٹھورون کی سرکشی کے سبب جودھپور کو خالصے مین داخل کیا لیکن راٹھورون سے طاہر خان فوجدار جودھپور عہدہ برآ نہو سکا اور ناگور کا راؤ اندر سنگھ بھی نظم نسق نکرسکا اس کو بادشاہ نے اپنے پاس بُلا لیا بادشاہ نے جودھپور کی تسخیر کے لئے سربلند خان کو تازہ لشکر دیکر روانہ کیا ۲۶ رجب کو بادشاہ سے معروض ہوا کہ اجمیر کے فوجدار منور خان کی راٹھورون سے تین روز تک خوب لڑائی رہی اور منور خان کو فتح ہوئی اور راٹھورون کا سرغنہ راج سنگھ راٹھور بہت سے آدمیون کے ساتھ مارا گیا تو اُس نے تعلقہ

جودھپور کے معموروں کے سرکش راجپوتون کے پرگنات کے تاخت وتاراج کرنے کے لئے افواج متورکین سربلند خان کی ماتحتی مین سپاہ کے آجانے سے راٹھوڑ مارواڑ سے نکلکر میواڑ پہونچے جہان اُنکی اعانت مین راج سنگھ رانائے اودیپور نے کمر ہمت چست کی تو اوائل ذی الحجہ سنہ ۱۰۸۹ ہجری مین بادشاہ اجمیر کو روانہ ہوا اور رانائے اودیپور کو فرمان تہدید آمیز لکھا کہ وہ جزیہ دینا قبول کرے اور راجہ جسونت کے فرزند کو مشخص جودھپور کے علاقے سے نکالے جب بادشاہ اجمیر مین آیا اُس نے ۶ محرم سنہ ۱۰۹۰ ہجری کو مہاراجہ جسونت سنگھ کے ملک کی ضبطی کے لئے خان جہان بہادر کو بھیجا وہ ۲۴ ربیع الثانی کو جودھپور سے واپس آیا اُس نے وہان بتخانون کو ڈھایا اور کئی چھکڑے بتون سے بھرے ہوئے بادشاہ کے پاس لایا مورد تحسین وآفرین ہوا بادشاہ نے حکم دیا بتون کو کہ اکثر مرصع وطلائی ونقرئی وبرنجی ومسی وسنگی تھے دربار کے جلوخانے اور جامع مسجد کے زینون کے نیچے ڈالدین کہ وہ پامال ہون مدتون پڑے رہے اور پھر اُنکا نام ونشان باقی نرہا رانا راج سنگھ اول نے راٹھوڑون کی حمایت مین ایک سال تک لڑائی کی جب ملک اُس کا بالکل برباد ہوگیا اور تاب مقاومت نرہی تو سردارون نے اُس کو زہر دیکر ماردیا اور جے سنگھ نے اُسکی جگہ مسند نشین ہوکر بادشاہ سے معافی چاہی۔

اب راٹھوڑ پھر اپنے وطن کی طرف پھیلے جہان سمت ۱۷۳۸ مطابق سنہ ۱۶۸۲ء مین جبکہ بادشاہ دکن کو چلا گیا تھا میرتہ مقام پر ایک دوسری لڑائی وزیر اسدخان کے بیٹے اعتقادخان سے جو بعد کو ذوالفقارخان کہلایا پیش آئی اس جنگ مین سونگ۔ عجیب سنگھ۔ سانول داس۔ بہاری داس اور گوکل داس وغیرہ راٹھوڑ کام آئے باقی لوگون نے میواڑ مین پڑا اور ماندل کا علاقہ جالوٹا جہان بادشاہی طرف سے کرشن گڑھ کا رئیس مان سنگھ فوجدار بنا ہوا تھا اس کے بعد راٹھوڑ لوگ سروہی کے پہاڑون مین چلے گئے جہان اُنکا کم عمر راجہ اجیت سنگھ پوشیدہ رکھا گیا تھا جس کی تفصیل یہ ہے کہ اجیت سنگھ کی سوتیلی مان ات سنگھ دیوڑہ سروہی والے اکھے راج کی بیٹی تھی راٹھوڑ درگا داس اور مکند داس اجیت سنگھ کو سروہی مین لے گئے اور ات سنگھ دیوڑہ کی گود مین جو اُس وقت اپنے بھائی راو ادے سنگھ کے پاس تھی ڈالکر یہ کہنے لگے کہ اس سے تمہارے خاوند کا نام چلے گا یہ خبر ادے سنگھ کو ہوگئی اور اُس نے محل مین اپنی بہن سے پوچھا کیا جودھپور کے دھنی کا لڑکا یہان ہے بہن نے جواب دیا کہ جو جودھپور کے دھنی کے ہی بیٹا ہوتا تو مین کیون تیرے گھر رہتی اور کیون تو طعنہ دینے کو آتا دو ایک روز کے بعد راؤ تو آبو کو چلا گیا اور آنند کنور بائی یعنی اجیت سنگھ کی مان نے بنظر احتیاط اجیت سنگھ کو پرورش کے واسطے پروہت سبھے دیو کے حوالے کیا راو مذکور نے پروہت کو بلاکر بھی وہی سوال کیا اُس نے جواب دیا کہ مین تو دوکانداری کرکے اپنی روٹی پیدا کرتا ہون مجھے ایسی باتون کیا واسطہ ہے اور پھر وہ سروہی چھوڑکر گجرات کی طرف روانہ ہوا اور کالندری کے ٹھاکر نے اُسکو اپنے گانون مین رکھ لیا۔ بعدہ کبھی مکند داس سروہی مین آنند کنور بائی کے پاس آیا اُس نے پروہت جی دیو کو رقعہ لکھدیا کہ یہ ہمارا معزز سردار ہے اور یہی مہاراجہ کو لایا تھا اس کو

مہاراجہ کے درشن کرا دینا اور اس کے سوا اور کسی کو بھید مت دینا کھیچی مذکور اُس رقعہ کے ذریعہ سے مہاراجہ کے درشن کرکے نو برس تک پروہت جے دیو کے دروازے پر دھونی رمائے ہوئے بیٹھا رہا اجیت سنگھ کے چیچک وہین نکلی یہ خبر کھیچی نے راٹھوڑون کو دی درگداس وغیرہ سردار بڑی دھوم دھام سے نقارہ ۔ نشان ۔ ہاتھی اور پالکی لیکر آئے اور اجیت سنگھ کے باہر آکر موضع پالڑی مین سب نے درشن کئے اور سروہی مین آکر بڑے جلوس سے سیتلا کی پوجا کی۔

اعتقاد خان مارواڑ مین دورہ کرتا ہوا اُس کو صوبہ گجرات کا ایک ماتحت ضلع مقرر کرکے دکن کو چلا گیا راٹھور جب موقع پاتے پہاڑون سے نکلکر بادشاہی تھانون پر حملہ کرتے سمت ۱۷۴۲ مطابق سنہ ۱۶۸۶ء مین اُنھون نے سوانہ کا قلعہ جالگیر اجہان کا تھانہ دار پُردل خان میواتی مقابلہ کرکے مارا گیا اور راجپوتون نے کچھ روز کے بعد خوشی سے پہاڑون مین اپنے راجہ کے درشن کئے۔ سمت ۱۷۴۴ مطابق سنہ ۱۶۸۸ء مین درجن سنگھ ہاڑا جو بوندی سے نکالا گیا تھا پُرمانڈل کی لوٹ مین راٹھوڑون کا شریک بنکر دشمنون کے ہاتھ سے مارا گیا۔

سمت ۱۷۴۶ مطابق سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین نواب شجاعت خان صوبہ دار گجرات و مارواڑ نے جب یہ خبر سُنی کہ اجیت سنگھ کے نائب درگداس اور دوسرے حامی راٹھوڑون نے تمام اضلاع مارواڑ مین لوٹ مار مچا رکھی ہے تو وہ عجلت کے ساتھ یلغار کرتا ہوا احمد آباد سے جودھپور پہونچا اور اس فتنہ و فساد کے فرو کرنے مین مصروف ہوگیا لیکن چونکہ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ جب تک ملک مارواڑ کے تمام سرحدی اضلاع کا قرار واقعی بندوبست نہ کیا جائے گا یہ آگ ٹھنڈی نہین ہوسکتی اجیت سنگھ اور درگداس کی شورش کی وجہ سے کوئی شخص مارواڑ کی حکومت کو قبول نہین کرتا تھا شجاعت خان نے براہ دور اندیشی کمال خان عرف کرن کمال رئیس پالن پور و جالور کو لکھ بھیجا کہ تم کوہ اراولی کے درون اور گھاٹیون کی ناکہ بندی کردو تاکہ راٹھوڑ علاقہ مارواڑ کو اپنی لوٹ مار سے تباہ و برباد نکر سکیں یہ حکم پاتے ہی کمال خان نے پالن پور کا انتظام اپنے ولی عہد فیروز خان کے سپرد کیا اور خود جودھپور پہونچ کر راٹھوڑون کی آمد و رفت کے عام راستے روک لئے اور سوندھا پہاڑ کی گھاٹیون کا محاصرہ کرکے ایسا بندوبست کیا کہ ایک متنفس کو بھی باہر نکلنے کا موقع نہ ملا یہ کمال خان مجاہد خان کا بیٹا تھا اور سمت ۱۷۶۲ مطابق سنہ ۱۷۰۶ء و سنہ ۱۱۱۸ ہجری مین فوت ہوا۔

سمت ۱۷۵۱ مطابق سنہ ۱۶۹۵ء مین اجیت سنگھ کی شادی اودیپور کے رانا کی بھتیجی کے ساتھ ہوئی اور اس وقت بادشاہ کے دل سے وہ شبہ دور ہوا کہ جو اُس نے سمجھ رکھا تھا کہ راٹھوڑون نے ملک لینے کی فکر مین اجیت سنگھ نامی کو مہاراجہ جسونت سنگھ کا جعلی بیٹا بنا لیا ہے۔

مرآت احمدی مین لکھا ہے کہ سنہ ۱۱۰۷ ہجری مطابق سمت ۱۷۵۱ مطابق سنہ ۱۶۹۵ء مین درگداس نے ہمیشہ کی آوارگی سے تنگ آکر گجرات کے صوبہ دار شجاعت خان کے کامدار ایشور داس کے ذریعہ سے بادشاہ کے حضور مین عرض کیا اگر پیشگاہ سلطانی سے میرا قصور معاف ہوکر براہ پرورش جاگیرات منضبطہ

واگذاشت فرمائی جاوین تو فدوی شاہزادۂ اکبر کے فرزندون کو حضور مین بھیجدے اورنگ زیب نے درگداس کی درخواست منظور کرلی اور فوراً نواب شجاعت خان کے نام اس مضمون کا فرمان جاری کیا کہ جو فوج شاہی راٹھورون کے تعاقب مین متعین ہے واپس بُلالی جائے اور اجیت سنگھ اور اُس کے نائب درگداس کو ہر طرح مطمئن کرکے شاہزادہ اور شاہزادی کو حضور شاہی مین بھجوادیا جائے درگداس نے صرف شاہزادی صفیۃ النسا کو ایسرداس کے ساتھ شجاعت خان کے پاس بھیجا اور شاہزادے بلند اختر کو اپنے پاس رکھا یہ دونون بچے راٹھورنی کے بطن سے تھے شجاعت خان نے صفیۃ النسا کو حفاظت کے ساتھ بادشاہ کے پاس پہونچادیا بادشاہ نے لڑکی کو دیکھکر اس خیال سے کہ اس کو ایسی صحبت مین قرآن پڑھنا کب نصیب ہوا ہوگا ایک آتون اس کام کے لئے مقرر کی شاہزادی نے دادا سے کہا کہ درگداس نے ایک ملانی اجمیر سے بُلاکر اُس سے مجھے قرآن پڑھوادیا ہے اور اُسکی تعلیم سے مین نے قرآن حفظ کرلیا ہے بادشاہ اس بات سے بہت خوش ہوا اور درگداس کی معافی کا حکم بھیجدیا اور شجاعت خان کو لکھا کہ اُس سے شاہزادہ بلند اختر کو بھی لیکر ہمارے پاس پہونچادو اور شجاعت خان کو یہ بھی حکم دیا کہ درگداس کو ایک لاکھ روپیہ اس طرح دیدیا جائے کہ پچاس ہزار روپیہ اُس کے جودھپور مین پہونچ جانے کے بعد اور پچاس ہزار احمدآباد مین چلے آنے کے بعد دیا جائے اور اُس سے رسید لیکر ہمارے پاس بھیجدی جائے اور پرگنہ میرتہ اُس کی جاگیر مین مقرر کردیا جائے شجاعت خان خود احمدآباد سے مارواڑ مین آیا اور ایسرداس کو درگداس کے پاس بھیجا اور کئی بار آنے جانے اور عہد وپیمان مؤکد ہونے کے بعد درگداس شاہزادے کو لیکر شجاعت خان کے پاس آیا اور اُس نے دونون کو بادشاہ کے پاس پہونچوادیا بعض کتابون مین لکھا ہے کہ درگداس سنہ ۴۲ جلوس عالمگیری مین شجاعت خان صوبہ دار گجرات کے توسل سے ہاتھ باندھے ہوئے عالمگیر کے دربار مین حاضر ہوا بادشاہ نے خان موصوف کی سفارش سے قصور معاف کرکے ملازمت شاہی مین داخل کیا اور خلعت وجمدھر مرصع عطا کرکے منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار سے مفتخر کیا۔

دوسرے سال درگداس کی عرض پر اجیت سنگھ کو بادشاہ نے جالور کا علاقہ جو کسی زمانے مین راٹھورون کے قبضے مین تھا بہاری پٹھان نواب مجاہد خان کے بیٹے کمال خان سے لیکر جاگیر مین دیا اور نواب کمال خان کو پالن پور عوض مین حوالے کیا جہان اُس کی اولاد اب تک رئیس بنی ہوئی ہے سدا جو بتانے والون کا قول ہے کہ اجیت سنگھ نے جالور خود دبالیا تھا جسکو بادشاہ نے درگداس کی عرض پر بحال رکھا۔ اور پالن پور والون کا بیان ہے کہ پالن پور پہلے سے نواب کے قبضے مین تھا جالور کا معاوضہ کچھ نہ تھا۔

تاریخ ٹاڈ راجستان مین مرقومۂ بالا واقعہ کو اس طرح لکھا ہے کہ سمت ۱۷۵۳ مطابق سنہ ۱۱۰۹ ہجری وسنہ ۱۶۹۷ء مین جب درگداس کی وساطت سے اجیت سنگھ کو دوبارہ پیام صلح دیا گیا تو ضمناً بادشاہ نے اُس کو منصب پنجہزاری پر سرفراز فرمانے کا وعدہ بھی کیا مگر اُس نے تجویز سلطانی کا شکریہ ادا کرکے

عرض کیا کہ اگر بجاے اس منصب کے جالور۔ سوز نجی اور سانچور مین سے ملک مین شامل فرمائے جائین
تو مین عزت افزائی ہے چونکہ اورنگ زیب کے شاہ زادے کی اولاد کے ساتھ جو سلوک کیا گیا تھا وہ درحقیقت
قابل قدر تھا اس لئے اُس کی یہ درخواست منظور فرمالی گئی سنہ ۱۱۲۰ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۸ء مین جانم بیگ
گرز بردار جالور آیا تاکہ اجیت سنگھ کو بادشاہ کے حضور مین بھیجدے اور وہ لیت و لعل کرتا رہا جیسا کہ مرآت
احمدی مین آیا ہے اور ٹاڈ کے بیان مین یہ بات لغو ہے کہ بادشاہ نے خود اپنی طرف سے سلسلہ جنبانی کر کے
اجیت سنگھ کو صلح کی طرف مائل کرنا چاہا اس کا ثبوت کسی تاریخ فارسی سے نہین ہوتا اور اجیت سنگھ کی
عالمگیر کی زندگی تک حالت بھی ایسی طاقت کو نہ پہونچی تھی۔ ایسے مورخین کے قربان جائیے۔ بڑون کی بڑی باتین
ہوتی ہین سمت ۱۷۵۸ مطابق سنہ ۱۷۰۲ء مین شجاعت خان کے مرجانے پر گجرات کی صوبہ داری جس کے متعلق
مارواڑ بھی تھا بادشاہ زادہ محمد اعظم کے نام ہوئی اور جودھپور مین ناظم قلی فوجدار مقرر ہو کر آیا اسکے دوسرے
برس چوہان رانی سے اجیت سنگھ کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ابھے سنگھ رکھا گیا اسی برس درگداس
جو چار برس سے بادشاہ زادہ اعظم کے پاس حاضر تھا مارواڑ مین بھاگ آیا اس کی اور اجیت سنگھ کی
مفسدہ پردازی سے جودھپور کے علاقے مین اتنی بےچینی تھی کہ کوئی وہان کی حکومت قبول نہین کرتا تھا
بادشاہ نے شاہ زادے کو لکھا کہ یا تو درگداس کو ہمارے پاس پہونچا دو یا اُس کا وہین کام تمام کر دو لاکھ
شاہزادے کی طلب پر پٹن سے جہان اُس کی جاگیر تھی بادشاہ زادے کے پاس آیا اور دریاے سابرمتی کے پاس
موضع اسیج مین اُترا جو دن ملاقات کا قرار پایا تھا اُس دن شاہ زادے نے تمام سپاہ کو مستعد رکھا اور
یہ مشہور کیا کہ شکار کو سوار ہو گا آج گیارس تھی درگداس کا برت تھا اُس کو کہلا یا کہ حاضر ہو اُس کا ارادہ تھا
کہ کھانا کھا کر آئے لیکن جب مکرر پیام گیا اور فوج کی کمربندی کا شہرہ ہوا تو اُس کے دل مین دغدغہ پیدا ہوا
اور اپنی تمام جماعت کو ہمراہ لیکر کھانا بغیر کھائے ڈیرون کو آگ لگا کر مارواڑ کیطرف بھاگ نکلا جب شاہزادے
کو اُسکی مفروری کا حال معلوم ہوا تو بہت سے افسرون کو اُس کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ درگداس کا پوتا
جوان تھا اُس نے دادا سے کہا کہ آپ برابر چلے جائین مین تعاقب کرنے والون سے سمجھ لونگا درگداس نے چاہا
کہ کھڑا ہو کر خود بھی مقابلہ کرے لیکن پوتے کے مبالغہ کرنے اور تنگی وقت کی وجہ سے خود چلا گیا اُس کا پوتا
اور دوسرے راجپوت لڑ کر مارے گئے درگداس رات مین پٹن پہونچ کر اور اپنے اہل و عیال کو لیکر وہان سے
پہاڑون مین مارواڑ کے گھس گیا بادشاہی تعاقب کرنے والی فوج پٹن مین پہونچی اور اُس کے کوتوال کو
پکڑ کر مار ڈالا مرآت احمدی مولفہ علی محمد خان مین اسی طرح ہے لیکن دوسرے برس درگداس شاہی حکم سے
پھر احمدآباد چلا گیا اور پرگنہ میرتہ جو بھاگ آنے کے سبب ضبط ہو گیا تھا اجیت سنگھ کو جاگیر مین دلوایا۔
سمت ۱۷۶۲ مطابق سنہ ۱۷۰۶ء مین گجرات کی صوبہ داری ابراہیم خان کے نام مقرر ہوئی اور دوسرے سال
درگداس بادشاہی فوج مین سے مارواڑ چلا آیا۔ سمت ۱۷۶۳ پھاگن بدی چودس مطابق سنہ ۱۷۰۷ء مین

احمدنگر مقام پر عالمگیر بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔ بڑا بادشاہ زادہ بہادر شاہ کابل سے اور دوسرا اعظم شاہ دکن سے تخت لینے کے واسطے آگرے کو چلا ایسی حالت مین جبکہ ہر ایک بادشاہی آدمی اپنی فکر مین پڑا راٹھورونکو اپنی کامیابی کا اچھا موقع ملا فوراً خبر پاتے ہی جالور سے بڑی تیاری ہوئی اور اجیت سنگھ نے درگداس وغیرہ راٹھورون کی مدد سے بادشاہی فوجدار ناظم قلی کو نکالکر جودھپور پر قبضہ کرلیا۔

۲۳- مہاراجہ اجیت سنگھ کی مسند نشینی

مہاراجہ اجیت سنگھ نے اپنے باپ کے انتقال سے اٹھائیس برس کے بعد اٹھائیس برس کی عمر مین عالمگیر کے مرجانے پر سمت ۱۷۶۳ مطابق ۱۷۰۶ء مین جودھپور دبا کر مارواڑ کی مہاراجگی حاصل کی۔ اس وقت سوجت اور سوانہ اور پالی وغیرہ بھی جنکو بادشاہی نوکر چھوڑ کر چلدیے تھے راٹھورون کے قبضے مین آگئے بہادر شاہ نے تخت پر بیٹھکر دوسرے برس راجپوتانے پر چڑھائی کی کیونکہ وہ اجیت سنگھ کے جودھپور دبا لینے اور سوائی جے سنگھ کے اعظم کی ہمراہی کرنے کے سبب دونون سے ناراض تھا۔ علاوہ اسکے اخبار نویس کی تحریر سے بادشاہ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اجیت سنگھ نے مسلمانون پر نہایت سختی کی ہے گاؤکشی کو منع کیا ہے اذان دینے کی ممانعت کردی ہے اُن مساجد کو ڈھایا ہے جو اورنگ زیب کے عہد مین بتخانون کو مسمار کرکے بنی تھین اور اپنے نئے نئے مندر بنانے شروع کئے ہین رانا اودیپور کی فوج اور جے سنگھ راجہ کی رفاقت سے ایسا مغرور ہوا ہے اس لئے بادشاہ ۷ شعبان ۱۱۱۹ھ ہجری کو راجپوتون کی گوشمالی پر متوجہ ہوا اور آنبیر وطن جے سنگھ کی راہ سے منزل پیما ہوا اجمیر اور چتوڑ کے درمیان خیمہ زن ہوا کہ رمضان آگیا مقامات کا حکم دیا راجپوتانہ پائمال وغارت کرنے کے لئے فوج بسرداری شاہزادہ عظیم الشان روانہ کی اور ہراول مین جملۃ الملک خان خانان بہادر و صمصام الدولہ کو مقرر کیا جب لشکر شاہی نے ملک و مال جان وعیال کی خرابی بہت کی راجپوتون اور رعایا کے زن وفرزند کو اسیر کیا اور آباد قصبات ودیہات کو جلایا لوٹا کھسوٹا تو راجپوتون کے صاحب فوج سردار مال وعیال و اطفال کے ساتھ دشوار گذار پہاڑون مین داخل ہوئے جو اشجار خاردار سے پُر تھے اجیت سنگھ اور اُس کے معاونون نے جانا کہ جان کی سلامتی اور مال وعیال کا امان انقیاد اور اطاعت مین ہے تو اُنھون نے خانخانان اور اُس کے بیٹے خان زمان کی طرف رجوع کی اپنی عاجزی ظاہر کرکے امان چاہی اور عبودیت قبول کی اور پیغام دیا کہ خان زمان قاضی القضات قاضی خان جودھپور مین آنکر مساجد کی تعمیر اور بت خانون کی تخریب اور احکام شرعی کا اجرا کرین نمازین پڑھین اذانین دین گائین ذبح کرین اور ارباب عدالت کو مقرر کرین جزیے کے احکام نافذ کرین اور ہمارے اعمال کو معاف کرین اور جودھپور اور اُسکے اطراف کے معمورون مین ارباب عدالت قاضی ومفتی اور مساجد مین امام ومؤذن مقرر کرین اجیت سنگھ وجے سنگھ باتفاق درگداس اجمیر مقام پر قصورون کی معافی کے لئے بادشاہ کے پاس حاضر ہوگئے لیکن بہادر شاہ نے آنبیر و جودھپور کو ضبط کرکے وہان اپنی

فوج رکھدی - مہاراجہ اجیت سنگھ سوای جے سنگھ اور درگداس وغیرہ بادشاہ کے ہمراہ دکن گئے جہان سے جلد انکو بادشاہ کی اردلی مین دکن کی طرف کوچ کرنا پڑا لیکن دونون راجہ اپنے علاقون کی ضبطی کے رنج سے نربدا ندی پر اپنے ڈیرے کھڑے چھوڑ کر شکار کے بہانے سے میواڑ کو چلے آئے مہارانا امر سنگھ نے ان کو خاطرداری سے رکھکر بادشاہزادہ جہاندار شاہ کی معرفت آنبیر و جودھپور واپس ملجانے کے واسطے بہت سفارش کی لیکن بادشاہ نے دونون راجاؤن کے حاضر ہوئے بغیر انکا ملک دینا منظور نکیا تب سمت ۱۷۶۵ مطابق سنہ ۱۷۰۹ء مین مہاراجہ اجیت سنگھ اور سوای جے سنگھ مہارانا کی مدد سے فوج جمع کرتے ہوئے مارواڑ پہونچے جہان بادشاہی فوجدار محراب خان نے جو دس گیارہ مہینے سے حاکم بنا ہوا تھا شہر جودھپور بغیر مقابلہ حوالے کردیا اور راٹھوڑون نے دوبارہ اپنی راجدھانی مین داخل ہوکر خوشی کی تھوڑے دن آرام لیکر راٹھوڑ لوگ مہاراجہ جے سنگھ کے ساتھ سانبھر کی طرف روانہ ہوئے جہان بادشاہی نوکر سید حسین خان وغیرہ کے مقابلے مین مارے جانے کے بعد راٹھوڑ اور کچھوا ہون نے سانبھر کو آپس مین بانٹ لیا۔

مجمع الملوک مین لکھا ہے کہ بادشاہ ان دنون دکن کی طرف متوجہ تھا اسد خان کو راجپوتونکی گوشمالی کے لئے حکم دیا جب وہ وہان پہونچا تو راجپوت پہاڑون مین گھس گئے سمت ۱۷۶۶ مطابق سنہ ۱۷۱۰ء مین بہادرشاہ دکن سے لوٹ کر دوبارہ اجمیر مین آیا اور راجپوتون کی تنبیہ کی فکر مین تھا کہ پنجاب سے سکھون کے فساد کی خبر آئی بادشاہ نے مصلحت وقت پر نظر کرکے سختی مناسب نہ جانی اور خان خانان کے ذریعے سے راجپوتون کا قصور اس شرط پر معاف کردیا کہ ملازمت مین حاضر ہوکر اپنے اپنے وطن کو لوٹ جائین غرضکہ سنہ ۱۱۲۱ ہجری مین اجیت سنگھ اور جے سنگھ سوائی اور دوسرے راجپوت سردار تیس چالیس ہزار سوارون کے ساتھ اپنے ہاتھ رومالون سے باندھے ہوئے گھوڑون پر سوار شاہی لشکر مین حاضر ہوئے اور سب کا قصور معاف ہوکر ہر ایک کو خلعت اور اسپ و فیل مرحمت ہوئے اور سب اپنے اپنے وطن کو واپس ہوگئے بادشاہ نے اجیت سنگھ کو حکم دیا کہ درگداس مارواڑ مین نہ رہے -

اجیت سنگھ نے بادشاہ کے خوش رکھنے کو یا اپنی مرضی سے قدیم مددگار وفادار کی علیحدگی قبول کی جو آخر عمر مین مہارانا کے پاس اودے پور جا رہا اور بے مروتی کا الزام اجیت سنگھ کے نام باقی رہ گیا۔

تاریخ بہادرشاہی مین لکھا ہے کہ بادشاہ نے اجیت سنگھ پر چڑھائی کے وقت رانا امر سنگھ کو لکھا کہ ہمارے لشکر کے اس طرف آنے سے تم کسی قسم کا خوف دل مین نہ لانا اپنے مقام پر بیٹھے رہو۔ رانا کی طرف سے گیارہ سردار بادشاہ کے سلام کو حاضر ہوئے اور اس کا بھتیجا عجب سنگھ ملازمت سے سرفراز ہوا۔ بادشاہ نے مکند سنگھ اور بخت سنگھ معتمدان اجیت سنگھ کو اپنے حضور مین بلا کر انسے کہا کہ ہم خود جودھپور اور میرٹھ کو جاتے ہین اسپر انھون نے عرض کیا کہ حکم ہو تو ہم دونون جودھپور جاکر راجہ مذکور کو حضور کے پاس لے آئین حکم ہوا کہ جاؤ پھر بادشاہ کو خبر ملی کہ محراب خان فوجدار جودھپور میرٹھ کے ساتھ اس

قریب پہونچ گیا تھا اجیت سنگھ کے آدمی اُس سے لڑے اور شکست کھاکر بھاگ گئے خان مذکور نے میرتے پر قبضہ کرلیا ہے اجیت سنگھ کو بادشاہ نے ایک فرمان لکھا تھا جس کے جواب مین اظہار اطاعت کے مطلب سے اُس نے عرضی بھیجی۔ اجمیر مین مرزا راجہ جے سنگھ کا ایک باغ تھا بادشاہ نے وہ شاہ زادہ عظیم الشان کو بخشدیا ۹ ذیقعدہ کو بادشاہ میرتے کے پاس جا پہونچا۔ ۳ ذی الحجہ سنہ ۱۱۲۰ ہجری مطابق سمہ جلوس کو بادشاہ سے عرض ہوا کہ بخشی الملک خان زمان اجیت سنگھ کو اپنے ساتھ لارہا ہے جس کے واسطے لشکر شاہی مین آجانے کا حکم ہوجائے بادشاہ نے حکم دیا کہ خان زمان راجہ کو جملۃ الملک مدار المہام سپہ سالار خان نانجکوہ ظفر جنگ وفادار کے ڈیرے پر لیجائے جب وزیر کے مقام پر راجہ پہونچا تو اُس نے اپنی سرکار سے ایک خلعت اور دو گھوڑے نقرئی ساز کے ساتھ دیے ۴ ذی الحجہ کو بادشاہ تخت روان پر سوار ہوا تھا کہ راجہ اجیت سنگھ گناہگار اور مجرمون کی طرح دستار سے اپنے ہاتھ باندھے سامنے آیا اور سر ادب جھکا کر رسم زمین بوس ادا کیا سو اشرفی اور ہزار روپے نذر مین پیش کئے بادشاہ نے اُس کا قصور معاف کرکے قریب بلاکر اسلام خان داروغہ دیوان خاص اور توشہ خانہ کو حکم دیا کہ اُس کو بارگاہ کے ایک مقام مین لیجاکر خلعت خاصہ اور تصویر و آویزۂ مرصع سے سرفراز کرے پانچوین تاریخ کو بادشاہ نے حکم دیا کہ اجیت سنگھ دیوان خاص مین باریاب مجرا کیا جائے اور اُس کو اگلی جانب کھڑے ہونے کا حکم ہوا اور موتی کے چار دانے اُسکو بخشے گئے ۱۸ ذی الحجہ کو بادشاہ نے اجیت سنگھ کو خلعت دیا اور حکم کیا کہ اُسکو بجائے راجہ کے مہاراجہ لکھا کرین۔

سمت ۱۷۶۸ مطابق سنہ ۱۲ ء مین مہاراجہ نے بادشاہی حکم سے ہمالیہ کی پہاڑی ریاست ناہی وغیرہ کا فساد دور کرنے کے بعد وطن کی رخصت لی۔

بہادر شاہ کے انتقال کے بعد اُس کا بڑا شاہ زادہ جہاندار شاہ تخت نشین ہوکر گیارہ مہینے کے اندر اپنے بھتیجے فرخ سیر اور سیدون کے ہاتھ سے قتل ہوا اور ذوالفقار خان وغیرہ نامی سردار بھی جو عالمگیر کا زمانہ دیکھے ہوئے تھے مرواد یے گئے اس سے رہی سہی مغلون کی طاقت اور رعب مین فرق آگیا ایسی طوائف الملوکی مین کسی کو اتنی فرصت نہوئی کہ راجپوتون کی طرف متوجہ ہوتا۔ فرخ سیر کے جلوس پر راجہ جے سنگھ نے دلی مین حاضری دی اور مہاراجہ اجیت سنگھ چپ بیٹھا رہا اس لئے سمت ۱۷۷۱ مطابق سنہ ۱۷۱۵ ء مین سید حسین علی خان امیر الامرا اور شایستہ خان چند امرا اور بڑے لشکر کے ساتھ اُس کی تادیب کے لئے جودھپور روانہ ہوئے اس فوج کے خوف سے اجیت سنگھ مع اپنے مال و اسباب کے جودھپور چھوڑ کر تھر اگذار پہاڑون مین جا چھپا اور اپنے وکیلون کو مع بہت سے تحفہ تحائف کے امیر الامرا کی خدمت مین بھیجکر جان کی امان اور تقصیرات کی معافی کا خواستگار ہوا اُدھر دربار مین امرا کے باہمی نفاق کا بازار گرم تھا اور امیر الامرا کے پاس بھائی کے متواتر خط آرہے تھے کہ مجھ مین اور بادشاہ مین روز بروز عداوت اور فساد بڑھتا جاتا ہے جسقدر جلد ممکن ہو یہان پہونچو ان حالات سے مجبور ہوکر قطب الملک عبد اللہ خان کے ایما سے اجیت سنگھ سے ان شرائط پر

صلح کرلی کہ مہاراجہ اپنی بیٹی کی شادی فرخ سیر سے کرے اور پیش کش معتبر دینا قبول کرے اور بیٹے کو ملازمت کے لئے بھیجے امیر الامرا حسین علی خان شایستہ خان کو مہاراجہ کی لڑکی لانے کے لئے چھوڑ کر بادشاہ کے پاس آیا جس کے ساتھ مہاراجہ کو دہلی جا کر اپنی بیٹی فرخ سیر کے ساتھ بیاہ دینی پڑی اور ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۱۲۷ ہجری کو نہایت دھوم دھام سے اجیت سنگھ کی لڑکی کی شادی فرخ سیر کے ساتھ ہوئی۔ اس لڑکی کا نام شنتی کماری اور خطاب گیتی آرا بیگم تھا جیسا کہ تذکرۂ عالم مین ہے مہاراجہ اجیت سنگھ کو اس امر کے جلدو مین چھ ہزاری ذات و سوار کا منصب اور گجرات کی صوبہ داری ملی جو چھ برس تک بحال رہی۔

سید حسین علی خان اور اُس کے بھائی قطب الملک عبد اللہ خان کا اقتدار حد سے زیادہ گذر گیا اور سلطنت کا کل نظم و نسق انھین دونون بھائیون کے ہاتھ مین آگیا تو بعض ہوا خواہان سلطنت مغلیہ اور خود فرخ سیر انکے استیصال کی تدبیرین سوچنے لگے انھین تدبیرون مین ایک یہ بھی تھی کہ اجیت سنگھ کو گجرات سے بلا کر نوازشات شاہی کا امیدوار کیا اور سیدون کے مقابلے پر آمادہ کرنا چاہا لیکن وہ بہت سیانا اور زمانے کا رنگ پہچانے ہوئے تھا یہان آکر اُلٹا سیدون سے مل گیا اور اُنکی عنایت سے فرخ سیر کی طرف سے بھی خطاب مہاراجہ سے موصوف ہوا۔ اور جبکہ امیر الامرا دکن کی مہم مین مصروف تھا تو مہاراجہ بادشاہ اور سید عبد اللہ خان مین صلح کا واسطہ ہوا اور آخر ماہ شوال سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین صلح ہو گئی دکن مین بادشاہ کی صلح کی خبر امیر الامرا حسین علی خان کو پہونچی تو اُس نے دلی کی طرف چلنے مین توقف کیا پھر خبر آئی کہ صلح باقی نہین رہی اور قطب الملک کا نوشتہ بھائی کے بلانے کے لئے گیا تو پھر وہ وہان سے بہت سے اُمرا اور پچیس ہزار سوار اور توپخانہ اور دس گیارہ ہزار برقنداز ہمراہ لیکر دلی کی طرف روانہ ہوا قطب الملک کے ساتھ اجیت سنگھ کی دوستی تھی اس لئے بادشاہ اُس سے بھی ناراض تھا ایک دن بادشاہ شکار کو سوار ہوا یہ قرار دیا کہ مراجعت کے وقت وہ قطب الملک کی ملاقات کو جائے گا مہاراجہ اجیت سنگھ کا داماد بادشاہ تھا مگر وہ عبد اللہ خان کی دوستی کی وجہ سے قابو کا انتظار کر رہا تھا اس کا گھر سر راہ واقع تھا بادشاہ کو مرکوز خاطر یہ تھا کہ جب اُس کی سواری مہاراجہ کے گھر کے قریب پہونچے گی تو وہ نذر لیکر مجرے کے واسطے آئے گا تو وہ اہتمام کرکے اُس کو قید کر لے خواہ یہ بات بادشاہ کے دل کی راجہ کو معلوم ہوئی ہو یا نہ معلوم ہوئی ہو مگر الخائن خائف فقط گمان وظن سے وسواس و ہراس پیدا ہو کر بادشاہ کی مراجعت سے پہلے سید عبد اللہ خان کے مکان مین پناہ کے لئے مہاراجہ چلا گیا بادشاہ اس خبر سے بد دماغ ہوا اور قطب الملک کی طرف بھی جو سلام کو منتظر کھڑا تھا متوجہ نہوا اور دولت خانے کو براہ راست چلا گیا جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ امیر الامرا سپاہ کثیر کے ساتھ دلی کی طرف آرہا ہے تو بادشاہ قطب الملک کے مکان مین آیا اور اُس سے از سر نو عہد و پیمان کیا اور مہاراجہ اجیت سنگھ کو بلا کر نئے سر سے بھائی بنایا مگر یہ شخص سادات کا ایسا دوست تھا کہ جتنے شقے اسکو

بادشاہ نے حسین علی خان کو قتل کرنے کے لئے لکھے تھے وہ سب اس نے امیر الامرا کو دیدئے - امیر الامرا کے راستے مین جے سنگھ سوای کے جس قدر گانون آتے تھے لٹوادیتا تھا اور جو کوئی اُس کا سردار پیش کش لیکر حاضر ہوتا قبول نکرتا امیر الامرا نے دہلی کے پاس پہونچکر مقام کیا چونکہ فرخ سیر فطرتی طور پر شجاعت سے معرا تھا باوجود نہایت عداوت اور ارادہ اُستیصال سادات کے کچھ نکر سکا اور مجبور ہوکر قلعہ مین سادات کا انتظام ہوجانے کو راضی ہوگیا قطب الملک اور اجیت سنگھ نے داخل قلعہ ہوکر مردم بادشاہی کو دروازون سے اُٹھا دیا اور جابجا اپنا بندوبست کرلیا بادشاہ کے پاس سوائے چند خواجہ سرا کے اور کوئی عمدہ امیر قلعہ مین نرہا اس کے بعد حسین علی خان ترک شاہانہ کے ساتھ بادشاہ کے پاس گیا اور چند کلمات ملال آمیز زبان پر لایا اور بادشاہ کے آداب ملوکانہ کی بجا آوری سے انکار کر کے لشکر مین لوٹ آیا اسپر بھی بادشاہ کو طالع خفتہ نے بیدار نہ کیا تیسرے دن پھر قطب الملک اور اجیت سنگھ قلعہ مین آئے اور اب بالکل بادشاہی آدمیون کو قلعہ سے نکال دیا اور اپنے آدمی دروازون پر مقرر کردیے دیوان خاص اور خوابگاہ اور عدالت حضور کی کنجیان اپنے پاس رکھ لین اس انتظام اور اطمینان کے بعد حسین علی خان تجمل اور کروفر کے ساتھ شہر مین آکر ٹھہرا اور قلعہ کے چارون طرف اپنی طرف سے پہرے لگا دیے قطب الملک اور اجیت سنگھ نے اُس کی طرف سے بادشاہ کے پاس پہونچکر عرض کیا کہ حضور نے ہماری تمام جان فشانیون کی کچھ قدر و منزلت نہ کی آئندہ کو کیا اُمید ہوسکتی ہے بادشاہ جاہل باوجود مشاہدہ کرنے حالات مذکورہ کے کچھ نہ سمجھا ایام جشن کا بے ہیچ وعدہ کرتا رہا حتے کہ سخت کلامی کی نوبت پہونچی ایسی باتین بیان کین کہ بادشاہ کو برداشت نہوئی - اور محل کی راہ لی اسی گفتگو مین رات ہوگئی قلعہ کے دروازے بند ہوگئے امیر الامرا کی فوج تمام کوچہ و بازار مین مسلح استادہ رہی رات کے وقت شہر مین فتور مچا کوئی نہین جانتا تھا کہ قلعہ مین کیا گذرا مرہٹون نے جو شہر کے بازارون مین کھڑے تھے یہ ہنگامہ سُنا تو دوکانین لوٹنے لگے لیکن شہر والون کے مقابلہ کرنے سے بھاگ نکلے اُمرائے قدیم اس واقعہ کا حال سُنکر تیار ہوکر قلعہ تک آپہونچے جب معلوم ہوا کہ قلعہ پر سیدون کا قبضہ ہے تو لوٹ گئے اس ہنگامے کے وقت طویلۂ بادشاہی مین جس مین سات ہزار گھوڑے تھے آگ لگ گئی کچھ گھوڑے جل گئے اور باقی ماندہ سید عبداللہ خان حسین علی خان نے باہم تقسیم کرلئے سید عبداللہ خان اور اجیت سنگھ اپنے اعیان کے ساتھ شور سے اور اندیشے کر رہے تھے کہ صبح ہونے کیا ہوتا ہے تاریخ فرخ سیر مین لکھا ہے کہ بادشاہ نے اجیت سنگھ کو اپنے ہاتھ سے اس مضمون کا شقہ لکھا کہ دریائے جمنا کی طرف قلعہ کی مشرقی سمت خالی ہے اگر ہوسکے تو اپنی ایک جماعت مقرر کردو کہ مین اُدھر سے نکلکر تمہین چلا جاون اور ایک خواجہ سرا کے ہاتھ راجہ پاس بھیجا خواجہ سرا نے رقعہ جیب مین ڈالا اور بڑی تدبیرون سے سیدون کے آدمیون سے بچ کر راجہ کے پاس پہونچا اور رقعہ اُس کو دیدیا راجہ نے پڑھکر جواب مین لکھا کہ وقت ہاتھ سے نکل گیا اب مجھ سے کچھ نہین ہوسکتا اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ راجہ نے وہ رقعہ عبداللہ خان کو دکھادیا جس نے پڑھکر چوڑامن جاٹ کو بُلا کر تاکید کردی کہ جمنا کی طرف قلعہ کی مشرقی سمت کی

محافظت رکھے تاکہ کوئی اُدھر سے نکل نہ جائے صبح کو سید عبداللہ خان و اجیت سنگھ نے افسانہ و افسون سے
پیغام بادشاہ کے پاس بھیجا کہ وہ محل سے نکلے مگر فائدہ نہوا یہان تک کہ سید اور دوسرے آدمی زنانے مین
گھس گئے جشنون اور ترکنون کو جو دروازے پر مدافعت کو آمادہ تھین دفع کرکے جستجو شروع کی بام محل کے
گوشے مین چھپا ہوا پایا بڑی بے حرمتی سے کھینچ کر باہر لائے اُس کی مان بہنین - لڑکیان اور سب بیگمات
نہایت الحاح و زاری کرنے لگین مگر ایسے وقت مین رحم کہان بلکہ اُن بیچاریون کا زیور چھین لیا - اور
بادشاہ کی آنکھون مین سلائیان پھیروا کر ترپولیا کے اوپر جائے تنگ و تاریک مین محبوس کردیا وہ اپنے مزاج
سے مجبور تھا یہان بھی اُس سے نرہا گیا کبھی معافی کا خواستگار ہوتا کبھی راجہ جے سنگھ سے ملاقات کی خواہش
ظاہر کرتا ان وجوہات سے دونون بھائیون نے خیال کیا کہ یہ جھگڑا اُس وقت تک طے نہوگا جب تک
اس کا کام تمام نہوجائے اس لئے گلے مین پھانسی ڈالنے کا حکم دیا جس وقت گلے مین پھانسی ڈالی
فرخ سیر نے دونون ہاتھ سے پکڑلی اور بے فائدہ ہاتھ پیر ٹپکنے لگا جلادون نے لکڑی سے ہاتھ پیر خوب سیدھے
کئے تا آنکہ بصد حسرت و یاس دُنیائے فانی سے سفر کیا اُس کی خرابی کی تاریخ فاعتبروا یا اولی الابصار سے
نکلتی ہے سیدون کا جذبۂ جبر و ظلم فرخ سیر کو معزول و نابینا اور قتل کرنے کے بعد بھی ٹھنڈا نہین ہوا چنانچہ
مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ فرخ سیر کو زہر سے مار کر احتیاطاً تلوے چروا دئے -

فرخ سیر کی قید و معزولی کے بعد شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات پسر خرد رفیع الشان بہادر شاہ
کے پوتے اور محمد اکبر خلف اورنگ زیب کے نواسے کو تخت سلطنت پر بیس برس کی عمر مین بٹھایا اول روزہ
دیوان مین راجہ اجیت سنگھ اور راجہ رتن چند کی آرزو کے موافق جزیے کی معافی کا حکم دیا گیا مہاراجہ اجیت سنگھ
نقد و جواہر سے مالامال ہوکر احمد آباد کو جاتا تھا کہ بازار کے دونون طرف کلمات لایعنی اور صریح دشنام بازاری
لچے اُسے سناتے اور کہتے کہ داماد کا خون بہا سیدون سے لیکر اور اپنا منھ کالا کرکے اس شہر سے باہر جانا
چاہتا ہے راجہ ان باتون سے ایسا تنگ ہوا کہ ایک دو آدمیون کو جان سے مارا اور ایک دن چند شخصون کو
اس تقصیر مین گرفتار کیا اور سادات کے حکم سے ان کو گدھے پر سوار کرکے تشہیر کی ۱۱۳۱ھ مین رفیع الدولہ
کے عہد مین اُس نے اپنی بیٹی کو محل سرائے شاہی سے مع تمام جواہرات او بیش قیمت آلات کے
جنکی قیمت ایک کرور روپے سے زیادہ تھی بلا لیا او شوقت اُس کے ہاتھ آجانے کی حکایت مجمع الملوک
مین یون لکھی ہے کہ جب امیر الامرا حسین علی خان رفیع الدولہ ملقب بہ شاہجہان ثانی کی مسند نشینی کے
بعد اکبر آباد کو روانہ ہوا اور پیچھے سے قطب الملک بھی رفیع الدولہ کو ساتھ لیکر اُدھر کو راہی ہوا تو شاہجہان آباد
خالی رہ گیا اب اجیت سنگھ کے آدمیون نے ناظر سے سازش کرکے اُس کی بیٹی کو لباس بدلوا کر محل سے
نکال لیا اور جودھپور کو لے گئے بہت سا جواہرات جو اُس کے کپڑون مین تھا وہ بھی ساتھ چلا گیا غرضکہ
فرخ سیر کے بعد دو شاہزادے رفیع الدولہ اور رفیع الدرجات تین تین مہینے نام کے لئے سلطنت کرکے مرگئے

اور سیدون نے روشن اختر کو محمد شاہ کے لقب سے بادشاہ بنایا جس نے اُنکا دباؤ ناپسند کرکے سعادت خان
برہان الملک اور نظام الملک وغیرہ کی مدد سے تباہ و برباد کردیا اجیت سنگھ کو محمد شاہ کی مسند نشینی سے پیشتر ہی
گجرات کی حکومت اُسی رفاقت کے صلے مین عنایت ہوئی تھی جو اُس نے کسی زمانے مین سادات بارہ قاتلین
فرخ سیر کے ساتھ کی تھی اور اجمیر کی حکومت خود محمد شاہ نے اس شرط پر دی تھی کہ اگر بادشاہ اور سیدون کے
درمیان لڑائی کا ہنگامہ برپا ہو تو اُس مین کسی کی طرفداری وہ نکرے اور اگر کسی کی اعانت کرے تو بادشاہ کی
غرض اجمیر و احمد آباد کے دونون صوبے اجیت سنگھ کو محمد شاہ کے بقاے دولت تک حسب ضابطۂ بادشاہی
ملے تھے اجیت سنگھ سادات کا شریک و رفیق تھا اُس کو اپنا رفیق و معین بنانے کے واسطے محمد شاہ کی مان نے
یہ تدبیر کی تھی کہ دونون صوبون کا فرمان مع پنجے کے نشان کے اُس کے پاس بھیجدیا تھا لیکن یہ مہاراجہ سلطنت مغلیہ
بلکہ کُل مسلمانون کا آخر دم تک دشمن رہا اُس نے ان دونون صوبون کے آدمیون پر وہ ستم ڈھایا کہ خدا کی پناہ
بہت سے باشندے وہان سے بادشاہ کے حضور مین استغاثے کے لئے آئے یہان اہل دربار کو اجیت سنگھ سے
کینہ اس لئے چلا آتا تھا کہ وہ سادات کا رفیق پرلے درجے کا تھا اجیت سنگھ بھی مسلمانون کے ساتھ ناحق
کاوشین کرتا تھا بادشاہ نے دونون سے اُس کو خارج کیا گجرات کی صوبداری حیدر قلی خان کو اور اجمیر کی
مظفر علی خان کو جو صمصام الدولہ و راجہ جے سنگھ والی جینپور کے متوسلین مین سے تھا عنایت کی جب مہاراجہ
اجیت سنگھ کی معزولی کی خبر اس صوبۂ گجرات مین منتشر ہوئی تو اُس کے نائب نے چاہا کہ حیدر قلی خان کے
آنے تک شہر کو غارت اور تاجرون کو تاراج کرکے باہر چلا جائے مہر علی خان بخشی معزول جو اجیت سنگھ کی نیابت
چند روز کرچکا تھا اور اُس کے محاسبے سے آزردہ تھا اور حیدر قلی خان بھی بخشی مذکور اور صفدر خان ثانی دیا
بانی سے ملول و مکدر تھا ان دونون نے اتفاق کرکے اس نظر سے کہ راجپوت کا ظلم دفع ہوگا اور حیدر قلی خان
کی خوشنودی حاصل ہوگی اور حُسن خدمت کے حقوق اسپر متحقق ہون گے ایک جماعت افاغنہ اور رعایا
کی جمع کرکے اجیت سنگھ کے نائب کے سر پر جا چڑھے ایک جنگ ہوئی اور راجپوتون کی جماعت کثیر کشتہ
و زخمی ہوئی نائب مغلوب و محصور اپنی حویلی مین ہوا اور صفدر علی خان کے خواہر زادے کی اعانت سے
خفت و خواری کے ساتھ شہر بدر کیا گیا وہ اپنے وطن جودھپور کی راہ مین دست اندازی کرتا ہوا چلا گیا
مظفر علی خان جو اجمیر کا صوبہ دار مقرر ہوا بسبب عُسرت و بے سرانجامی کے قصبۂ ریواڑی سے جو دلی سے
تیس کوس یا پچاس میل ہے آگے نہ بڑھا تھا کہ یہ خبر آئی کہ اجیت سنگھ مہاراجہ جودھپور اجمیر مین آگیا
اُس کے پاس تیس ہزار سوار اور اطراف کے زمیندار اور راجپوت ہمراہ ہین اس سبب سے بھی مظفر علیخان نے
ریواڑی مین چند روز توقف کیا مہاراجہ اجیت سنگھ نے اجمیر مین داخل ہوکر اول منادی پھروائی کہ
تمام قصاب اور سب دُکاندار و اہل حرفہ اپنے اپنے پیشے مین بے اندیشہ و خرخشہ مصروف ہون مؤذنون
اور خادمون کو بلاکر اپنی بدنامی دور کرنے کے لئے اور قواعد اسلام کی تبعیت کے اظہار کے لئے تاکید کی کہ

وہ اپنی مساجد کی تعمیر کرین اور تمام ارکان بادشاہی کو بلا کر اُس نے محمد شاہ کا وہ فرمان دکھایا کہ جس مین
قول و قسم لکھے ہوئے تھے کہ محمد شاہ کے بقاے عمر و دولت تک اجمیر و احمد آباد کی صوبہ داری اجیت سنگھ
کے پاس بحال رہے گی اب اُس نے اپنے عرائض اور اُس فرمان کی نقل دیوان بادشاہی کے ساتھ
صمصام الدولہ و روشن الدولہ کے پاس بھجوائی اور عرضداشت مین یہ درخواست کی کہ احمد آباد کی صوبہ داری
حضور کی مرضی کے لئے تنذر کرتا ہون مگر اجمیر کی صوبہ داری کا اُمیدوار و خواستگار ہون اگر وہ بحال رہیگی
تو ہم چشمون مین میری آبرو نہ رہے گی اور جب آبرو نہ رہی تو جان لیکر کیا کرون گا اس لئے اُمیدوار ہون
کہ دونون صوبون مین سے کوئی ایک صوبہ عنایت ہو ان دونون صوبون کے ساتھ میرا سر اور میری جان
وابستہ ہے جب مہاراجہ اجیت سنگھ کے یہ نوشتے آئے تو صمصام الدولہ قلت زر اور دشواری جنگ پر نظر
کر کے مصالحت اور ترک منازعت پر مائل ہوا اور کہا کہ صوبہ اجمیر مین اکثر بزرگون کے مزار ہین اور
دار الخلافہ کے نزدیک ہے اس لئے صوبۂ گجرات اجیت سنگھ کے لئے بحال رکھنا مناسب ہے اور صوبۂ اجمیر
بادشاہ کے کسی مخلص کو دینا چاہیئے مگر بادشاہ کا اور بعض ارکان دولت کا خصوص حیدر قلی خان کا ارادہ
یہ ہوا کہ اجیت سنگھ کی تنبیہ و تادیب کرنی چاہیئے حیدر قلی خان کے ساتھ اور امرا شریک نہوے تو اُس نے
برہان الملک نواب سعادت خان کو بلایا جو اس وقت آگرے کی صوبہ داری پر سرفراز تھا وہ فوراً آیا
سامان کارزار درست ہوا مگر اور امرا اُسکے ساتھ متفق نہوے پھر بادشاہ نے بھی اعانت مین پہلو تہی کی
اتنے مین یہ خبر آئی کہ مظفر علی خان کا تو سارا اسباب سپاہ نے اپنی تنخواہ مین لے لیا اور اُسنے صوبہ داری کا
فرمان اور خلعت بادشاہ کی خدمت مین واپس کر دیا اور خود جیپور چلا گیا اُس کے تعاقب مین بعض
زمینداروں اور مفسدون نے بادشاہی ملک کو تاخت و تاراج کیا مہاراجہ اجیت سنگھ نے نارنول کو
خوب لوٹا یہان کے فوجدار بازید خان سے اُس کا مقابلہ نہو سکا پھر اجیت سنگھ سے صمصام الدولہ نے
لڑنے کا ارادہ کیا افواج مغلیہ نے اُس کے ساتھ اتفاق نہ کیا حیدر قلی اُس کے ساتھ متفق ہوا اور
خیمے باہر نکلوائے خلوت مین صمصام الدولہ نے بادشاہ سے کہا کہ لڑنا مصلحت نہین ہے اگر اجیت سنگھ کی
فتح ہوئی تو بادشاہی کا کیا ٹھکانا ہے اور اگر اُس کو شکست ہوئی تو وہ پہاڑون مین جا چھپے گا پس
روپیہ اور لشکر کہان ہے جو اس کا علاج کرے گا پھر قمر الدین خان نے اس کام کا بیڑا اُٹھایا اور سید عبد اللہ خان
اور نجم الدین علی خان کی رہائی کی درخواست کی تو وہ نامنظور ہوئی مہاراجہ اجیت سنگھ نارنول پر قبضہ
کر کے منگوآڑی مین آیا اُس کی روک تھام مین سپہ سالار کے نفاق و عدم اتفاق سے اور کام کرنے مین
نارضامندی ہونے سے سارے عزم اور ارادے بیکار رہے اور آخر الامر صمصام الدولہ شہر سے باہر نکلا
اور اجیت سنگھ کی دل جوئی بار بار کی لیکن وہ اپنے ارادے سے باز نرہا اجیت سنگھ جیسا چاہتا تھا کہ اگر
اجمیر اُس کو ملجائے گا تو وہ گجرات کو چھوڑ دے گا اس کا متوقع وہ کیا گیا نظام الملک اورنگ آباد سے

بادشاہ کے پاس آتا تھا اُس کے آنے پر تمام تدابیر و انتظام ملکی موقوف رہا۔
تاریخ ہندی رستم علی میں سال پنجم جلوس محمد شاہ کے سوانح میں لکھا ہے کہ اجیت سنگھ کی تنبیہ کے لیے شرف الدولہ ارادت مند خان اُمرا کی جماعت کے ساتھ بھیجا گیا اُس نے علانیہ بغاوت اختیار کی تھی اور اجمیر و سانبھر پر قبضہ کر کے وہ نارنول میں آیا شرف الدولہ کے ساتھ راجہ جے سنگھ سوائی والی جے پور اور نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد اور گوپال سنگھ راجہ بھدا ور تھے ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ سے زیادہ پیادے ساتھ تھے اجیت سنگھ اس خبر کو سنکر حواس باختہ ہوا اور نارنول سے بھاگا اور گڈھ بیٹھی کے قلعہ میں پناہ لی یہاں وہ چند روز ٹھہرا پھر ایک سانڈنی پر سوار ہو کر جودھپور چلا گیا اور امرائے شاہی کی معرفت درخواست کی اور اپنے بیٹے دھونکل سنگھ کو امرائے شاہی کے حوالے کیا کہ وہ بادشاہ کے پاس اُس کو لے جائیں خافی خان لکھتا ہے کہ مہاراجہ اجیت سنگھ کو نظام الملک کی آمد آمد کی خبر نے خواب غفلت سے بیدار کیا اور اُس نے پیغام دیا کہ میں صوبۂ احمد آباد سے ہاتھ اُٹھاتا ہوں اور صوبۂ اجمیر کے بحال رہنے کی درخواست کرتا ہوں آروِن کی تاریخ فرخ آباد کے ترجمے میں لکھا ہے کہ ۱۷۲۳ء میں شرف الدولہ ارادت مند خان کے زیر حکم ایک لشکر اجیت سنگھ والی مارواڑ کی تنبیہ کے لیے بھیجا گیا تھا قبل اس کے کہ سپاہ اُس کے ملک میں پہونچے اجیت سنگھ اپنے چھوٹے بیٹے بخت سنگھ کے ہاتھ سے (۱۷۲۴ء مطابق سمت ۱۷۸۰ میں) مارا گیا ابھے سنگھ عرف دھونکل سنگھ ولد اجیت سنگھ نے نواب محمد خان والی فرخ آباد کی وساطت سے غاشیۂ اطاعت بادشاہی دوش پر رکھا تاریخ فرخ سیر میں لکھا ہے کہ محمد شاہ نے بخت سنگھ کو ۹ سنہ جلوس میں پنجہزاری کے منصب اصل و اضافہ ملا کر پہونچا دیا تھا۔
مولوی ذکاءاللہ نے لکھا ہے کہ اُس کے بیٹے ابھے سنگھ نے قتل کیا تھا اس قتل کا سبب مورخوں نے جدا جدا بیان کیا ہے ایک یہ کہ اجیت سنگھ نے بادشاہ سے مخالفت اختیار کی تھی اس لئے قمر الدین خان وزیر نے ابھے سنگھ سے وعدہ کیا کہ باپ کو مار ڈالے تو اُس کو جودھپور کی ریاست مل جائے گی اسلئے اُس نے باپ کے خون سے ہاتھ لال کئے ونیر کو ۔ ی لکھتا ہے کہ کسی راجپوت کی لڑکی سے ابھے سنگھ کی نسبت ٹھہری تھی مگر اُسکے باپ اجیت سنگھ نے اُس سے خود شادی کرنی چاہی اس لئے بیٹے نے غیرت میں آکر باپ کو مار ڈالا یہ عورت اجیت سنگھ کے ساتھ ستی ہو گئی۔

۲۴۔ راج راجیشر مہاراجہ ابھے سنگھ

مہاراجہ ابھے سنگھ کو سمت ۱۷۸۱ مطابق ۱۷۲۶ء میں محمد شاہ نے راج تلک دیکر راج راجیشر خطاب عنایت کیا بادشاہی فوج جو علاقہ لوٹتی ہوئی جودھپور تک پہونچی تھی دلّی میں واپس بلالی گئی اور ناگور کی سند بھی راؤ امر سنگھ کی اولاد کے عوض ابھے سنگھ کو ملی۔ اُس نے دلّی سے آکے ناگور کو جا گھیرا جہاں کا آخری راؤ اندر سنگھ اُس کے پاس پناہ مانگنے کو حاضر ہو گیا لیکن ابھے سنگھ نے ناگور ضبط کر کے

وہان اپنے چھوٹے بھائی بخت سنگھ کو قائم کیا اور راؤ کو گذر کے لائق مختصر جاگیر حوالے کی۔ تھوڑے دنون کے بعد ابھے سنگھ نے سروہی پر چڑھائی کرکے وہان کے راؤ اور دوسرے سرکشون کو کچھ عرصے کے لئے فرمانبردار بنایا سمت ۱۷۸۳ مطابق ۱۷۲۶ء مین ابھے سنگھ کے دوبارہ دلی جانے کے بعد جب گجرات کا صوبہ دار مبارز الملک سربلند خان بہادر دلاور جنگ مرہٹون کے مقابلے کو روانہ ہوا تو اُس کے ہمراہ مہاراجہ ابھے سنگھ۔ نرور کا راجہ جے سنگھ کچھواہہ اور میواڑ کے مہارانا سنگرام سنگھ دوم کی فوج بھیجی گئی۔ سورت کے قریب مقابلہ ہونے پر مرہٹے دکن کو بھاگ گئے اور بادشاہی فوج واپس آئی۔

سمت ۱۷۸۷ مطابق ۱۷۳۰ء مین جبکہ اودھ اور دکن کے صوبہ دار خود مختار بن بیٹھے تھے گجرات کے صوبہ دار سربلند خان بہادر دلاور جنگ کی طرف سے بھی یہی شبہہ پیدا ہوا اس لئے ابھے سنگھ کے نام گجرات کی صوبہ داری مقرر ہوکر رہائی کے وقت اُس کو خاص خلعت۔ ہاتھی۔ گھوڑا۔ اٹھارہ لاکھ روپیہ نقد اور پچاس توپین دی گئین۔ ابھے سنگھ دلی سے جودھپور ہوتا ہوا بیس ہزار سے زیادہ بادشاہی اور دیسی فوج لیکر احمد آباد کے پاس پہونچا اور سربلند خان بہادر بھی یہ خبر پاکر شہر سے باہر آٹھہرا۔ مہاراجہ نے شہر کے باہر ایک گانوٗن مین مورچے جمائے شہر کے باہر دونون طرف سے دو دن تک توپین چلتی رہین۔ تیسرے اور چوتھے روز بندوق۔ تیر۔ اور تلوار وغیرہ سے خوب لڑائی ہوکر دونون فریق کے سیکڑون آدمی مارے گئے۔ پانچوین روز آپس مین صلح ہوکر ملاقات کے وقت مہاراجہ اور نواب پگڑی بدل بھائی بنے۔ اس لڑائی مین بخت سنگھ زخمی ہوا اور نواب کو رخصت کے وقت دوستانہ طور پر ایک لاکھ روپیہ اور باربرداری کے لئے اونٹ وغیرہ دیے گئے۔ نواب دلی پہونچ کر اُس عذر سے کہ میرے بغیر لڑائی روانہ ہونے پر فوج کے آدمی جو کئی برس سے تنخواہ نہ ملنے کے فریادی تھے مجھے مار ڈالتے کشمیر کے صوبے پر بھیجا گیا مہاراجہ کا عمل جم جانے کے بعد دوسرے سال باجی راؤ پیشوا مرہٹہ نے چوتھ کے حیلے سے قصبہ بڑودہ دبالیا اور مہاراجہ کی فوج شہر کو واپس نہ لے سکی لیکن نواب نظام الملک جس کی اولاد مین اب حیدر آباد والے نواب ہین دکن سے بادشاہی لوگون کی مدد کو سورت تک آئے تو مرہٹے بڑودہ چھوڑ کر بھاگ گئے اور مہاراجہ نے قاصد و خط بھیجکر نواب کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد کئی برس تک گجرات کی صوبہ داری مہاراجہ کے نام رہی جس کے متعلق ہونے کے سبب رئیس ایڈر۔ کچھ۔ ڈونگرپور۔ پالن پور اور سروہی وغیرہ مہاراجہ کو حاضری دیا کرتے تھے۔

پیلاجی گائیکواڑ اگرچہ ۱۷۳۲ء مین بڑودے سے خارج ہوگیا تھا مگر اب تک اُس مین اس قدر دم باقی تھا کہ مہاراجہ ابھے سنگھ نے اپنی حکومت کا استحکام اس مین سمجھا کہ کسی طرح اُسکو ٹھکانے لگائے چنانچہ ابھے سنگھ نے بظاہر پیلاجی راؤ کے ساتھ محبت اور دوستی کا سلسلہ پیدا کرکے سفارت کے بہانے سے اپنے ایک ملازم راجپوت کو اُس کے پاس ڈاکور مین جو احمد آباد سے گوشۂ جنوب و مغرب مین مہی ندی کے کنارے پر آباد ہے بھیجا اس راجپوت نے کان مین کچھ بات کہنے کے حیلے سے پیلاجی راؤ کے پیٹ مین زہر

بجھی ہوئی کٹاری ایسی ماری کہ جس کے زخم سے پیلا جی تڑپ تڑپ کر نہایت تکلیف کے ساتھ ہلاک ہو گیا۔
اس پر اُس کے بھائی بندون کے ایسی آگ لگی کہ وہ گجرات پر چڑھ گئے اور اُس کو برباد کر دیا اور آس پاس
کی قزاق قومون بھیل اور موگیون کو برانگیختہ کر دیا کہ وہ کبھی مسلمانون کے مطیع نہو وین غرض ان جنگلی قومون
اور گائیکواڑ کے خاندان نے ملکر ملک گجرات کو آپس مین تقسیم کر لیا بلکہ اُنھون نے جودھپور جا کر ہاتھہ مارا
جسکے سبب سے مہاراجہ ابھے سنگھ اپنی ریاست کے واسطے گجرات کو چھوڑ کر بھنڈاری کو اپنی نیابت پر
مقرر کر کے چلا آیا اور اس نائب سے کچھ نہو سکا۔ ساہوکارون اور زمینداروں پر روپے کے لالچ مین مارواڑیون نے
بہت ظلم کیا جس کی زیادہ فریاد ہونے سے گجرات کا صوبہ ابھے سنگھ سے اُتار کر بادشاہ نے کسی اور سردار کو دیدیا
تحفۂ راجستان مین ہے کہ مہاراجہ ابھے سنگھ ایک لڑاکو اور آوارہ مزاج رئیس تھا آرام سے بیٹھنا پسند نہین
کرتا تھا اُس نے گجرات سے بے فکر ہو کر بیکانیر لینے کا ارادہ کیا جس پر اُس کا چھوٹا بھائی ناگور کا بخت سنگھ
حسد کے سبب برخلاف ہو کر جیپور اور بیکانیر والون کا شریک بن گیا اور ان سب نے مہاراجہ ابھے سنگھ کو
تنگ کر کے اکیس لاکھ روپیہ فوج خرچ کے نام سے وصول کیا۔ لیکن یہ بھی کہتے ہین کہ بخت سنگھ نے
کچھواہون کو واپسی کے وقت لوٹ لیا۔ اس جھگڑے کے بعد مہاراناے اودیپور کی معرفت راجپوتون
مین میل ملاپ ہو گیا۔

ابھے سنگھ کی زندگی مین نادر شاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا اور محمد شاہ جو آخری شہنشاہ کہلانے کا
مستحق تھا سمت ۱۸۰۴ مطابق ۱۷۴۸ء مین ملک آخرت کو انتقال کر گیا جسکے بعد اُس کا بیٹا احمد شاہ
تخت نشین ہوا اُس نے دوسرے برس گجرات کی صوبہ داری بخت سنگھ کو دی تھی جو مرہٹون کے زور سے
زیادہ عرصے تک قائم نرہی۔

مہاراجہ ابھے سنگھ سمت ۱۸۰۶ مطابق ۱۷۵۰ء مین سینتالیس برس کی عمر پا کر سولہ برس
راج کرنے کے بعد دُنیا سے سفر کر گیا اور اُس کے بیٹے رام سنگھ کے وقت مین بخت سنگھ کو کامیابی کا موقع ملا۔

۲۵۔ مہاراجہ رام سنگھ

سمت ۱۸۰۶ مطابق ۱۷۵۰ء مین اپنے باپ کے بعد گدی پر بیٹھا لیکن وہ ایسا سخت مزاج تھا کہ
مارواڑ کے اکثر سردار علحدہ ہو کر اُسکے چچا بخت سنگھ سے جا ملے جو بہت دنون سے راج لینے کی فکر مین تھا
ایک برس کے اندر بخت سنگھ نے مہاراجہ رام سنگھ کو میرتے کے قریب بھاری شکست دیکر اُس کا
زور توڑ دیا اور سردارون کی مدد سے جودھپور دبا لیا۔

۲۶۔ مہاراجہ بخت سنگھ

سمت ۱۸۰۷ مطابق ۱۷۵۱ء مین اپنے [illegible] کو خارج کر کے مارواڑ کا مالک بنا۔ اُس نے اپنی چالاک
طبیعت سے سردارون وغیرہ کو ایسا راضی کر لیا کہ دوبارہ ملک نکل جانے کا اندیشہ نرہا۔ لیکن رام سنگھ کا

وفادار پروہت جگّو دکن سے مادھو راؤ سیندھیا کو مدد پر لا لایا یہ پہلا موقع تھا کہ خانہ جنگی کے سبب مارواڑ مین مرہٹون کا قدم داخل ہوا۔ اُس وقت مرہٹے جو لڑائی کم اور لوٹ زیادہ پسند کرتے ہین تمام ملک اور رعیت کو لوٹا کر دیکھ کر واپس چلدیے۔ جیپور کی تاریخ مین جو لالہ روشن رائے سے منقول ہے اس واقعے کو اور طرح سے لکھا ہے جسکو ایشری سنگھ کے حالات مین دیکھنا چاہیے۔

سمت ۱۸۰۹ مطابق ۱۷۵۳ء مین جبکہ مہاراجہ بخت سنگھ اجمیر کے قریب ٹھہرا ہوا تھا اُس کی بہن اور جیپور کے راجہ مادھو سنگھ کی رانی نے کھانے مین زہر دلوا کر رام سنگھ کے دشمن کا کام تمام کیا۔ اور مہاراجہ کے بیٹے بجے سنگھ کو اُس کی گدی پر قائم رہنے کے واسطے تمام جھگڑون کا بار اُٹھانا پڑا۔ مہاراجہ بخت سنگھ ایک بہادر۔ چالاک اور خود مطلب شخص تھا۔ اُس نے بدبختی سے باپ کو قتل کیا اور بھائی کے ساتھ آخرین بے وفائی برت کر بھتیجے سے زبردستی راج چھین لیا جس کے عوض مین وہ زیادہ آرام نہ پاکر تین برس کے اندر زہر سے ہلاک ہوا۔ اُس کی اولاد مین سے تین شخص بجے سنگھ۔ بھیم سنگھ اور مان سنگھ گدی پر بیٹھکر پھر نسل قطع ہو گئی اور ننو برس کے اندر مہاراجہ اجیت سنگھ کے بیٹے آنند سنگھ کی اولاد مین سے جو جان بچا کر ایڈر چلا گیا تھا۔ گود لینے کی حاجت پڑی۔

۲۷- مہاراجہ بجے سنگھ

سمت ۱۸۰۹ مطابق ۱۷۵۳ء مین مارواڑ کی حکومت پر قائم ہوا۔ اُس کی مسند نشینی احمد شاہ نے منظور کی اور راجاؤن مین سے بیکانیر اور کرشن گڑھ والے جو راٹھوڑ خاندان مین سے ہین ماتم پرسی اور مبارکباد کے لئے جودھپور آئے دوسرے برس مہاراجہ ابھے سنگھ کے بیٹے رام سنگھ نے راجہ جیپور اور مرہٹون کی مدد سے مارواڑ پر چڑھائی کرکے میرتہ کی لڑائی مین مہاراجہ بجے سنگھ کو شکست دی اور پیچھا کرکے اُس کو ناگور مین جا گھیرا۔ مرہٹون کا افسر آپا جی سیندھیا ایک مارواڑی راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا اور اُنھون نے مہاراجہ بجے سنگھ سے فوج خرچ مین کئی لاکھ روپے نقد اور رام سنگھ سے اجمیر مقام جو دلّی کی سلطنت کے ضعف سے بخت سنگھ کے وقت مین مارواڑ کے شامل ہوگیا تھا لے کر رام سنگھ کو اُسکی قسمت پر چھوڑ دیا جو مدت کے بعد پریشانی کے ساتھ سمت ۱۸۲۹ مطابق ۱۷۷۲ء مین جے پور مین مرگیا۔ مرہٹون سے شکست پانے کے بعد سردارون نے ملک کو تباہ اور مہاراجہ کو بہت دق کیا جس سے مہاراجہ کے خیرخواہ دھائے بھائی نے باہر کی تنخواہ دار فوج نوکر رکھی جو اپنے مالک و افسر کے سوا دوسرون کی پروا نہ رکھے۔ لیکن پریشانی مین روپے کی کمی سے اس قدر آدمی جمع نہو سکے جس سے فسادی سردارون کی طاقت توڑی جاتی۔ لاچار مہاراجہ سردارون کو منانے کے لئے برسلپور مقام پر گیا اور واپس آکر اُنکے ساتھ شہر مین رہنا قبول کیا۔ اتفاق سے مہاراجہ کا گرو آتما رام مرگیا اور اُس کی میت کی رسمین ادا کرنے کے لئے مہاراجہ کو رانیون سمیت قلعہ پر جانے کا موقع ملا جس کی پیروی سے تمام سردارون کو بھی وہان جانا لازم آیا۔

مہاراجہ نے اپنی تکلیفون کا نور اً بدلا لیا ۔ اہوہ - نیماج اور راس وغیرہ کے زبردست سردار مہاراجہ کی تنخواہ دار فوج کے ہاتھون سے لڑ کر قتل ہوئے اور ٹھاکر دیبی سنگھ جو مہاراجہ اجیت سنگھ کا بیٹا اور بجے سنگھ کا چچا مشہور ہو کر پوکہرن مین گود جانے کے بعد فسادیون کا سرغنہ بنا تھا قید مین سر پھوڑ کر مر گیا اُسکے بیٹے سبل سنگھ نے باپ کا عوض لینے کو سر اُٹھایا لیکن وہ پال اور ایک دوسرے مقام پر چڑھائی کرنے مین مارا گیا ۔

مہاراجہ بجے سنگھ نے سردارون کے تباہ کرتے ہی زور پکڑا ۔ مارواڑ کی غارتگر قومون کو سزا دی عمرکوٹ مقام سندھ کے حاکم سے چھین لیا جو اب مارواڑ کی مغربی جنوبی سرحد سے بہت دور ہے ۔ کچھ عرصے کے بعد جیسلمیر کا کسی قدر علاقہ دبالیا اور سمت ۱۸۲۷ مطابق ۱۷۷۰ء مین ایک زرخیز پرگنہ گوڈواڑ فوجی مدد کے عوض اودیپور سے حاصل کیا جبکہ وہان خانگی فساد سے اس بات کی ضرورت تھی سمت ۱۸۴۳ مطابق ۱۷۸۶ء مین مرہٹون کا فساد دور کرنے کے لئے جے پور کے راجہ پرتاب سنگھ کی شرکت مہاراجہ بجے سنگھ نے بھی قبول کر کے اپنے راجپوت مدد کو بھیجدیے جن کی بہادری سے تونگہ مقام پر لال سوٹ کے قریب سیندھیا کو بڑی شکست ملی اور راجپوتانے کے تمام مقامات سے اُسکو ہاتھ اُٹھانا پڑا اچنانچہ مقام اجمیر بھی ایکبار پھر راٹھورن شامل ہوا ۔ اس لڑائی سے چار برس کے بعد مرہٹون نے بڑی فوج کے ساتھ عوض لیا اور بہقت ین تبیور والون نے مارواڑیوالون کی امداد مین ایک فضول بات پر نا اتفاقی کر کے کوتاہی کی راٹھورون کو شکست عظیم ہوئی یہ لڑائی پاٹن کے مقام پر ہوئی تھی دوسری لڑائی میرتے کے مقام پر ہوئی اس مین بھی راٹھوڑون کو مرہٹون نے کچل ڈالا اور راجپوتانے کا صدر مقام اجمیر اور کچھ عرصے کے لئے ایک دفعہ مرہٹون کے قبضے مین جاکر مارواڑ سے ہمیشہ کو علیحدہ ہوا مہاراجہ بجے سنگھ نے مرہٹون کو ساٹھ لاکھ روپے فوج خرچ مین سے کچھ نقد اور باقی سامان وغیرہ دیکر پیچھا چھوڑایا ۔

آخر عمر مین مہاراجہ بجے سنگھ ایک پاسبان عورت کا بہت مطیع ہوگیا تھا جس کے بیٹے کو اُس نے وارث قرار دیکر ولیعہد ظالم سنگھ کو محروم رکھنا چاہا تھا جب خواص وال لڑکا مر گیا تو مہاراجہ نے اپنے ایک پوتے مان سنگھ کو جو چھوٹے کنور رگمان سنگھ کا بیٹا تھا خواص کے گود رکھدیا ۔ سردارون نے ایسی کارروئیون سے رنجیدہ ہو کر مالکوسنی گانوئن مین جماؤ کیا جہان اُنکے منانے کے واسطے مہاراجہ کو جانا پڑا ۔ لیکن سردارون نے کچھ حیلہ کر کے پاسبان عورت کو مہاراجہ کے پاس آتے ہوئے مارڈالا اور اُس کے پوتے بھیم سنگھ کو جو پانچوین کنور بھوم سنگھ کا بیٹا تھا گدی پر بٹھانے کے واسطے قلعہ سے بُلالیا ۔ مہاراجہ نے فوراً بھیم سنگھ کو سوجبت کا پرگنہ اور سوانہ کا قلعہ جاگیر مین دیکر راضی کر لیا جہان وہ خوشی کے ساتھ چلا گیا ۔

مہاراجہ بجے سنگھ نے بھیم سنگھ کی خرابی کے لئے اپنے بیٹے ظالم سنگھ کو عمدہ علاقہ گوڈواڑ جاگیر مین دیکر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے بھتیجے کو مار کر اپنا ولیعہدی کا حق حاصل کرے ظالم سنگھ کے مقابل بھیم سنگھ شکست پاکر پوکہرن ہوتا ہوا جیسلمیر جا رہا اور مہاراجہ بجے سنگھ خانگی جھگڑون اور اپنی پسندیدہ خواص نے

مارے جانے کے رنج سے اساڑھ سمت ۱۸۵۰ مطابق سنہ ۱۷۹۳ء جولائی مین اکیاون سال کی عمر کے اندر اکتالیس برس راج کر کے مر گیا۔ اُسکے بیٹے ظالم سنگھ اور پوتے بھیم سنگھ دو دعوے دارون مین سے پچھلا کامیاب ہو کر راج کا مالک بن گیا۔ مہاراجہ بجے سنگھ کی اولاد اس طرح پر تھی۔

مہاراجہ بجے سنگھ۔

فتح سنگھ کم عمری مین مرگیا	ظالم سنگھ	ساونت سنگھ سور سنگھ	شیر سنگھ	بھوم سنگھ بھیم سنگھ دھونکل سنگھ	گمان سنگھ مان سنگھ	سردار سنگھ

۲۸۔مہاراجہ بھیم سنگھ

سمت ۱۸۵۰ مطابق سنہ ۱۷۹۳ء مین اپنے دادا کے مرنے کی خبر پاتے ہی جیسلمیر سے جا رہپون مین جودھپور پہنچکر گدی پر بیٹھ گیا اور حقدار ظالم سنگھ جو بیسو دیہ رانی سے پیدا ہوا تھا گھبرا کر میواڑ کو بھاگ گیا جہان کچھ عرصے کے بعد مہارانا کی وظیفہ خواری مین رہ کر فصد لینے مین ایک بے موقع رگ کے کٹ جانے کے سبب سے مر گیا۔ مہاراجہ بھیم سنگھ نے راج پاکر چاہا کہ گدی کا کوئی دعوے دار زندہ نہ چھوڑا جائے اس لئے اُس نے اپنے دس برس حکومت کا زمانہ رشتہ دارون کی تباہی مین صرف کیا۔ مہاراجہ کا باپ بھوم سنگھ اور اُسکے چار چچا فتح سنگھ۔ ظالم سنگھ۔ ساونت سنگھ اور گمان سنگھ تو پہلے سے مر چکے تھے۔ صرف دو چچا شیر سنگھ اور سردار سنگھ اور دو رشتہ دار بھائی یعنی ساونت سنگھ کا بیٹا سور سنگھ اور گمان سنگھ کا بیٹا مان سنگھ باقی تھے جن مین سے سردار سنگھ قتل کیا گیا۔ شیر سنگھ آنکھین نکالے جانے کے بعد سر پھوڑ کر مر گیا اور سور سنگھ بھی گرفتاری کے بعد مار ڈالا گیا۔ مہاراجہ بجے سنگھ کی اولاد مین سے صرف ایک مان سنگھ ایسا قسمت ور نکلا جو بھیم سنگھ کے بعد راجہ بننے کو اُسکے ظلم سے بچ رہا۔

مہاراجہ بھیم سنگھ نے سب دعویدارون کو ٹھکانے لگا کر مان سنگھ کی گرفتاری کا ارادہ کیا جو جالور مین رہ کر علاقے کو تباہ کیا کرتا تھا۔ ایک بار پالی کے دھاوے مین مان سنگھ کا پیچھا کیا گیا اور وہ گھوڑے سے گر کر دشمنون کے پنجے مین آنے ہی کو تھا کہ اہوہ کے ٹھاکر نے اپنے گھوڑے پر بٹھا کر جالور پہونچا یا۔ مہاراجہ کی فوج جالور کے محاصرے کو گئی لیکن اُس کی بدمزاجی سے اکثر سردار مان سنگھ کے طرفدار بن گئے۔ اور جب ٹھاکرون پر طلبی کے ساتھ تاکید و سختی کی گئی تو وہ رنجیدگی سے غیر ریاستون مین چلے گئے۔ اُن مین سے اکثر کی جاگیرین تو آسانی سے ضبط ہو گئین لیکن نیماج مقام ایک برس مقابلے کے بعد فتح ہوا اور وہان کا قلعہ خاک مین ملا دیا گیا۔ اس کارروائی سے فرصت پا کر مہاراجہ کی تنخواہ دار فوج جالور پہونچی جہان اُس نے مان سنگھ کو ایسا تنگ کیا کہ وہ رسد وغیرہ کے نہ رہنے سے حاضر ہو جانے کے لئے طیار ہی تھا کہ سمت ۱۸۶۰ مطابق سنہ ۱۸۰۴ء مین مہاراجہ بھیم سنگھ

مرجانے سے فوج والون نے مان سنگھ کو قیدی بنانے کے عوض اپنا مالک مان کر قلعہ سے باہر آنے کی درخواست کی اور وہ اپنے گرو کی معرفت جس نے پہلے سے کسی طرح مہاراجہ کے مرنے کی خبر پانے کے بعد پیشین گوئی کا حیلہ کرکے مان سنگھ کو کامیاب ہونے کی اُمید دلائی تھی قلعہ سے نکلکر مارواڑ کا مالک بنا۔

۲۹- مہاراجہ مان سنگھ

اس نے سمبت ۱۸۶۰ مطابق ۱۸۰۴ء مین ریاست پاکر سردارونکی برخلافی کے سبب اپنی تمام عمر فکر اور اندیشے مین کاٹی ٹھاکر ویبی سنگھ کا پوتا اور ربل سنگھ کا بیٹا سوای سنگھ جسکے باپ اور دادا سرکشی مین مارے گئے تھے اور جو شیخی سے مارواڑ کی حکومت اپنی کٹار کے میان مین بتلایا کرتے تھے تھوڑے ہی دنون مین مہاراجہ مان سنگھ کی مخالفت پر اُٹھا اُس نے اپنے ساتھی سردارون کی سازش سے مشہور کیا کہ مہاراجہ بھیم سنگھ کی ایک رانی حاملہ ہے اور لڑکا پیدا ہونے پر ملک کا وارث سمجھا جائے گا اس بات پر سب کے اتفاق کرلینے سے مہاراجہ نے ویکر پیدائش کے بعد کنور کو ناگور وسوانہ جاگیر مین دینے کا وعدہ کرلیا۔ رانی سے جس لڑکے کا پیدا ہونا مانا گیا اُس کو حفاظت کی غرض سے پوکرن بھیجے جانے کے بعد دھونکل سنگھ نام سے شہرت دیکر ناگور وسوانہ ملنے کا تقاضا شروع ہوا لیکن مہاراجہ نے اُس کو جعلی قرار دیکر جاگیر دینے سے صاف انکار کردیا اور مہاراجہ کے خوف سے رانی نے بھی دھونکل سنگھ کو اپنا بیٹا قبول نہ کیا جس سے سوای سنگھ اور اُس کے ساتھی کچھ عرصے کے لئے چپ ہو رہے۔

جب سوای سنگھ کا زور دھونکل سنگھ کے معاملے مین نہ چلا تو اُس نے جیپور کے راجہ جگت سنگھ سے مہاراجہ مان سنگھ کو اودیپور کے مہارانا بھیم سنگھ کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے کی بابت لڑا دیا بر کے گھاٹے پر جو بیاور سے کئی کوس فاصلے پر ہے یہ کچھوا ہہ اور راٹھور لڑنے کو تیار ہوئے مقابلے کے موقع پر مارواڑ کے میرتیہ اور چانپاوت وغیرہ سردار دشمنون سے جاملے اور مہاراجہ نے کچاون - اہوہ - جالور اور نیماج کے چار جاگیردارون کے سوا کسی کو اپنے پاس نہ پایا ہولکر جس نے لارڈ لیک کے مقابلے پر شکست پاکر ایک بار مارواڑ مین پناہ لی تھی اور مہاراجہ نے وقت روانگی لاہور انگریزون سے اندیشہ نکر کے اُس کے اہل وعیال کو اپنے پاس رکھا تھا اُس نے اس وقت مہاراجہ مان سنگھ کی امداد سے پہلوتہی کی جس کی وجہ نواب امیر خان کا مورخ تو یہ بتاتا ہے کہ وہ مہاراجہ جیپور کے ایک معتمد اہلکار رائے رتن لال سے بشرط ترک معاونت مان سنگھ نذرانہ مقرر کرچکا تھا اور دوسرے یہ کہتے ہین کہ ہلکر مہاراجہ مان سنگھ کی مدد کو اٹھارہ کوس پر آگیا تھا ٹھاکر سوای سنگھ جاگیردار پوکرن نے دس لاکھ روپے کی ہنڈی کوٹے کے مقام پر وصول پانے کے قرار سے لوٹا دیا۔ مہاراجہ مان سنگھ اس حالت مین بھی حملہ کرکے جان کھونا چاہتا تھا لیکن چارون خیرخواہ سردار اُس کو میرتہ اور بیاور رہتے ہوئے جودھپور لے آئے اور پیچھا کرنے والے اُنیارہ کے سردار کو مہاراجہ کے نوکر ہندال خان نے راستے مین روکا۔ اٹھارہ توپین اور ڈیرے وہاتھی وماہی مراتب نقرئی ہودج و پالکی خاصہ مخالفون نے لے لئے سوای سنگھ نے

مہاراجہ جگت سنگھ اور نواب امیر خان کو (جو مہاراجہ جگت سنگھ کی مدد کو آیا تھا) لا کر جودھپور کا محاصرہ
کرایا شہر آسانی سے دشمنون کے قبضے مین آکر لوٹا گیا اور دھونکل سنگھ کی دہائی پھیری گئی لیکن قلعہ جو شہر
کے اندر ایک بلند گھاٹے پر ہے پانچ مہینے تک دھاوا ہونے پر بھی فتح نہو سکا قلعہ کے بعض نازک محلات کو
توپون کے فیر سے کچھ نقصان پہونچا فوج کے خرچ کو روپیہ اور سامان نرہا تو اکثر سوارون نے تنخواہ نہ ملنے کے
بہانے سے امیر خان کی ماتحتی مین پناہ لی۔ پیپاڑ اور اکثر سردارون کی جاگیرین لوٹ لین سوای سنگھ دھونکل سنگھ
جو خود دوسرون کے محتاج تھے اس کا کچھ بندوبست نکر سکے اتفاق سے جگت سنگھ اور اُس کے دیوان سے
نواب امیر خان کی مخالفت ہو گئی کیونکہ دولت راو سیندھیا کی فوج جگت سنگھ کی بلائی ہوئی پہونچ
گئی تھی اُن مین سے ابا جی نے توڑ جوڑ لگا کے امیر خان سے نفاق کرا دیا اور جیپور والون نے امیر خان کو فوج
خرچ دینا بند کر دیا اس نے مان سنگھ نے اس موقع کو غنیمت سمجھکر نواب امیر خان کو ملا لیا اور چار لاکھ
پچاس ہزار روپیہ ماہوار نقد امداد اور کچھ جاگیر وغیرہ اُس کے لیے مقرر کرکے اپنی عزت قائم رکھنے اور
چھینی ہوئی [illegible] دکھانے کی تدبیر کی چنانچہ نواب نے اپنی تمام سپاہ کو جگت سنگھ کی رفاقت و امداد سے
علیحدہ کرکے جودھپور سے کوچ کر دیا تاکہ جیپور والون کے خلاف کارروائی شروع کرے۔ راجہ جیپور نے
اپنی زبردست فوج امیر خان پر بھیجی جو علاقہ جیپور سے اُس کو ہٹا کر خود جیپور کی سرحد پر آئندہ کے واقعات
کے تدارک کے لیے ٹھہر گئی امیر خان نے تازہ فوج جمع کرکے جیپور کی فوج کا قلع قمع کر دیا اور سالم توپین
اور تمام سامان چھین لیا اور راٹھور سردارون کی خواہش سے جو اُسکے ساتھ تھے جیپور کو جا گھیرا جگت سنگھ
کی بہن نے جو شہر مین موجود تھی باظہار کمال عجز اپنی اوڑھنی امیر خان کے پاس بھیجی اور اُسکو بھائی بنا کر
درخواست کی کہ شہر کو نہ لوٹے نذرانہ [illegible] بقول بساون لال مؤلف امیر نامہ نواب نے نذرانہ بھی
معاف کرکے شہر کو لوٹنے سے چھوڑ دیا اور بیر نبود مین لکھا ہے کہ راجہ جگت سنگھ کچھواہہ نے اپنی دارالریاستہ
کی تباہی کا حال سنتے ہی بارہ لاکھ روپیہ مرہٹون کو مدد کے واسطے اور نو لاکھ روپیہ امیر خان کو برباد
کرنے کی غرض سے بھیجکر جودھپور کا محاصرہ چھڑایا غرضکہ امیر خان کی کارروائیون سے مہاراجہ مان سنگھ
کی گدی قائم رہ گئی اور اُسکے بھاری دشمن سوای سنگھ اور جیپور والون کی تمام چالاکی ناکارہ گئی۔

جب راجہ جگت سنگھ میرتے سے [illegible] کی مشرقی طرف پہونچا تو مہاراجہ مان سنگھ کے چارون خیرخواہ سردارون نے
کچھواہون پر حملہ کرکے جودھپور سے لی ہوئی چالیس توپین اور دوسرا سامان چھین لیا۔ پھر اُن سردارون نے
[illegible] رشوت سے جو اُن جھگڑون مین کسی کا طرفدار نہ تھا دو لاکھ روپیہ مانگ کر امیر خان کے نذر کیا
الغرض آخر تک مہاراجہ مان سنگھ کا شریک بنا رہے۔ خیرخواہ سردار۔ امیر خان اور اندرراج سنگھوی کے ساتھ
جودھپور پہونچکر اپنی موروثی جاگیرون پر بحال ہوئے۔ مہاراجہ مان سنگھ نے بڑی خاطر و تواضع سے نواب کو
[illegible] بھائی بنا کر خاص قلعہ پر رہنے کے لئے ایک محل دیدیا۔

سوای سنگھ جاگیردار پوکرن کا امیر خان کی تدبیر سے مقتول ہونا

نواب امیر خان سے مہاراجہ مان سنگھ نے کہا کہ ہر چند آپ کے بے نہایت احسانات مدۃ العمر فراموش نکرونگا
لیکن سوای سنگھ نے دھونکل سنگھ کو صدر نشین بنا کر کے جودھپور کی ریاست میں خلل ڈالنے کا ارادہ کیا ہے
جب تک اُس کا تدارک نہ کیا جائے گا اطمینان نہیں حاصل ہوگا امیر خان نے کہا کہ پروردگار مسبب الاسباب ہے
جب اُس نے اتنی درستی کردی وہ بہر نوع مطمئن کر سکتا ہے اس باب سے راجہ کے دل میں قرار آیا اور
ساڑھے چار لاکھ روپے ماہوار فوج خاص امیر خان کے اور پندرہ گانو جنکی آمدنی چار لاکھ روپے سال تھی
جاگیر مصارف امیر خان کے فرزند وزیر الدولہ کے لئے اور دس ہزار روپے سالانہ نوکری کمیوتی مختار الدولہ
کے لئے اور ڈیڑھ لاکھ روپے سالانہ کی جاگیر [illegible] مقرر کرکے [illegible]
کردی اس وقت امیر خان نے پانسو سواروں سے [illegible] جودھپور سے ایک منزل کوچ کرکے ناگور کیطرف
ڈیرہ کیا باقی سپاہ کہ وصولی تنخواہ کے لئے جودھپور میں رہ گئی تھی [illegible] دوسرے کوچ میں [illegible]
اسی طرح باقی لشکر مقام کریال تک کہ ناگور سے ایک منزل ہے [illegible] اور سوار [illegible] باقی جو ہمراہ
ہلکر سے جدا ہو کر راجہ جگت سنگھ کے شامل ہوئے تھے اس منزل میں آکر امیر خان سے ملگئے چنانچہ جمعیت
بیس ہزار سے زیادہ ہوگئی غرضکہ امیر خان کمیوتی [illegible] سنگھ [illegible] صاحب خان کو جو زیر ایالت مختار الدولہ
محمد شاہ خان تھے اور بعد فتح شیولال بخشی جیپور [illegible] واسطے تنبیہ و گوشمالی
زمینداران سرکش علاقہ جودھپور کے کہ اپنے آقا سے بغاوت [illegible] سوای سنگھ سے سازش
رکھتے تھے نامزد کیا اور کرنیل موہن سنگھ کو مع پلٹن ڈیوڑھی [illegible] باتفاق [illegible]
کے واسطے تحصیل علاقہ گوڈوار متعلقہ جودھپور کے روانہ کیا اور [illegible] کو بکمت [illegible] واسطے
دام گستری جاگیردار پوکرن کے کہ ناگور میں [illegible]
اس قدر ہمارے سلوک کے مان سنگھ نے دھرنے کے [illegible] اور امداد [illegible]
باز رہا اگر تمھاری صلاح ہو تو میں بعوض اُسکی [illegible] کے سوای سنگھ کو مسند نشین جودھپور [illegible]
مان سنگھ کے اخراج پر کمر ہمت باندھوں [illegible] نوجوان سوای سنگھ کے شامل تھے
ملا کر اور اُنکی تنخواہوں کی اپنے پاس سے سبیل کرکے سوای سنگھ [illegible] کی طرف روانہ کردیا سبب امیر خان نے
اس طرح میدان حریفوں سے خالی کرالیا تو باوجود [illegible] سواران [illegible] کہ بامید وصولی تنخواہ کے
لشکر امیر خان میں رہ گئے تھے کوچ کرکے موضع مونڈوہ میں ناگور سے پانچ کوس پر اترا اور تمام فوج کو جو
جا بجا ضلع جودھپور میں متعین تھی بلا کر اپنے شامل کیا اور اس عرصے میں مرزا حاجی بیگ وکیل امیر خان بھی
سوای سنگھ کے پاس سے لوٹ کر امیر خان کے پاس آیا اور عرض کیا کہ بائیس لاکھ روپے سوای سنگھ نے دینا

منظور کئے ہین امیر خان نے دام تزویر بچھانے کے لئے دوبارہ وکیل مذکور کو بھیجکر کہلایا کہ مجھکو تمہارا قول وقرار
منظور ہے لیکن تفصیل اقساط و تقرری میعاد معین کر دینا چاہیئے سوای سنگھ نے جواب دیا کہ جس روز امیر خان
میری ملاقات ہو اُس سے عرصۂ تیرہ یوم مین تیرہ لاکھ روپیہ دونگا اور ستائیس لاکھ روپیہ اُس وقت دونگا
کہ مان سنگھ کو جودھپور سے نکالکر دھونکل سنگھ کو اُس کی جگہ مسند نشین کر دیا جائیگا اور کہا کہ اگر نواب محمد خان [illegible]
میری دل جمعی کر دین تو امیر خان سے ملنے کو چلون غرض امیر خان نے یہ بات منظور کر کے مختار الدولہ محمد شاہ خان
کو سوای سنگھ کے پاس جانے کا حکم دیا مختار الدولہ سوای سنگھ سے ملکر امیر خان کے پاس لوٹ آیا اور عرض کیا
کہ سوای سنگھ اپنی تسلی اور جمع خاطر کو مجھ سے قسم چاہتا ہے اس مین آپ کی کیا مرضی ہے امیر خان نے فرمایا
کہ اس باب مین مجھ سے استفسار کی کیا حاجت تھی جو امر موجب نمک حلالی اور درستی لشکر اسلام کا ہو بلا تامل
عمل مین لانا بجا تھا۔ ہر چند باعث اُس کی دغابازی کے کہ ترقیات نواب کا بدخواہ تھا اُس کی بربادی
منظور تھی لیکن چونکہ مختار الدولہ نے یہ امر بطور مسئلہ دریافت کیا تھا اُس کی تسلی کو ثقات لشکر نے کہا کہ
واسطے خیر خواہی سردار اسلام اور درستی لشکر مسلمین کے خون ایک کافر بدخواہ مفسد کا فریب
و دغا سے روا و درست ہے۔

غرضکہ مختار الدولہ نے اُس کو مطمئن کر کے واسطے ملاقات نواب امیر خان کے مقام حضرت
سلطان التارکین پر کہ مابین ناگور و سونڈوہ ہے راضی کیا چنانچہ سوای سنگھ دل جمعی کر کے تقریباً دو ہزار
سوار کے ساتھ وہان آیا اور اس طرف سے مختار الدولہ نے جا کر امیر خان کی جانب سے گفتگوے اصلاح امر کی
اور سوگند سے اپنے کلام کو مؤکد کیا لیکن باوجود اس امر کے سوای سنگھ کو دغدغۂ خاطر تھا اور بالکل اطمینان نہ تھا
اس لئے مختار الدولہ نے بہت اصرار کے ساتھ وہان امیر خان کو بلوایا نواب نے سوای سنگھ سے کہا کہ اگر تم
اپنے وفاے عہد اور ایصال زر قرار داد مین ہم سے سچے رہوگے اور خلاف اتحاد عمل مین نہ لاؤگے تو جملہ عہد
و پیمان میرا تم سے درست و بجا ہے ورنہ درصورت خلاف و اختلاف برعکس اُس کا ظہور مین آئیگا۔
سوای سنگھ نے یہ بات سُنکر باظہار مصالحت اپنی جماعت کے ساتھ متصل لشکر امیر خان کے ڈیرہ کیا۔
لیکن چونکہ دل اُس کا غبار فریب سے صاف نہوا تھا نواب کو مطمئن کر کے دھوکا دینا چاہا اُسوقت مان سنگھ
کے وکیل نے کہ امیر خان کے ہمراہ حاضر تھا احوال ملاقات امیر خان سے سوای سنگھ کے ساتھ اور ڈیرہ کرنا اُسکا
قریب قیام گاہ نواب کے دیکھکر اپنے مہاراجہ کو خفیہ تحریر بھیجی کہ یہان امیر خان نے سوای سنگھ سے رابطۂ اتحاد
محکم کر لیا ہے اور دھونکل سنگھ کی مسند نشینی کا ارادہ ریاست جودھپور پر کیا ہے آپ کو مطلع کرتا ہون مہاراجہ
جودھپور نے کہ دانشمند اور امیر خان کی جانب سے مطمئن تھا جواب مین وکیل کو لکھ بھیجا کہ نواب کی جو
مرضی ہو عمل مین لاوے تم فقط اُسکے ہر حال سے ہمکو اطلاع دیتے رہو۔

چونکہ سوای سنگھ کے دل مین فریب و دغا تھی باوجود قسم اور اقرار محبت کے اُس نے خفیہ چار آدمی

مقرر کئے اور ہر ایک کو سو سو اشرفیان دیکر ایک ایک گانون دینے کا وعدہ کرکے کہا کہ تم امیر خان کے لشکر مین جاکر
بامید نوکری شامل ہوؤ اور موقع پاکر اُس کو قتل کردو چارون اُس کام کا بیڑہ اُٹھاکر آئے اور اپنے آپ کو
مسلمان ظاہر کرکے اخوندزادہ محمد ایاز کے ایک خیمے مین جو نواب کے خیمے کے متصل واسطے اُن مسافرون کے کہ
نوکری کی طلب مین آیا کرتے تھے کھڑا ہوا کرتا تھا ٹھہرے - اتفاقاً ایک رفیق صادق مان سنگھ کا کہ بظاہر
سوای سنگھ کے شامل ہوگیا تھا اس راز سے مطلع ہوکر مہاراجہ مان سنگھ کو اطلاع پرواز ہوا مہاراجہ نے اس
تمام حال سے بہ تفصیل قوم و وطن اُن چارون کے نواب امیر خان کو اطلاع دی اور لکھ بھیجا کہ اخوندزادے
کے خیمے مین ٹھہرے ہوئے ہین - امیر خان پیش قبض بغل مین لیکر دو تین خدمتگارون اور ایک مشعلچی کے ساتھ
اُس خیمے کی طرف آیا اور سب کو باہر چھوڑکر مُنھ رومال سے لپیٹ کر خیمے مین گھُسا اور اُن چارون کو آہستہ
جگاکر اُن مین بیٹھ گیا اور آہستہ اُنسے کہا کہ جس کام کو آئے ہو اُس کی کیا تدبیر ہے اُنھون نے ایک اجنبی
آدمی دیکھکر کہا کہ ہم نوکری کو آئے ہین اور کچھ یہان ہمارا کام نہین امیر خان نے کہا کہ تم نوکری کو نہین
آئے ہو بلکہ بغرض واسطے قتل امیر خان کے آئے ہو وہ بولے صاحب یہ کیا بات ہے ہم کو کیا تم برباد کیا چاہتے
کہ اس بات کا الزام رکھکر نوکری سے باز رکھو امیر خان نے کہا کہ تمھارا اخفا ہونا بیجا ہے مجھے بھی سوای سنگھ نے
اسی کام کو بھیجا ہے اور تمھارا حال مجھ سے کہدیا ہے کہ سو سو اشرفیان نقد ہر ایک کو دیکر ایک ایک گانون جاگیر
بعد برآمد کار تمکو دینا کیا ہے پھر تمھارا نام و نشان مجھکو بتاکر مجھکو بھی سو اشرفیان دی ہین چنانچہ یہ نام ہین
اور سوای سنگھ نے کہدیا ہے کہ تمھارے اتفاق سے اس کام کو پورا کرون لہذا مشورے کو تمھارے پاس
اس وقت مین آیا ہون وہ یہ سنکر چپ ہو رہے امیر خان نے بفراست جان لیا کہ خاموشی دلیل رضا ہے
اُنسے آہستہ کہا کہ یہان سے الگ چل کر اپنی تدبیر مجھ سے کہو اور مین بھی اپنی قرارداد سے تمکو مطلع کرون وہ
چارون امیر خان کے ساتھ خیمے سے نکلکر روانہ ہوئے خدمتگار و مشعلچی بھی کہ باہر پوشیدہ کھڑے تھے امیر خان کے
اشارے پر پیچھے پیچھے چلے اُن لوگون نے اُنکو دیکھکر امیر خان سے پوچھا یہ کون ہین امیر خان نے کہا یہ میرے رفقا ہین اس کام کے واسطے اپنے ہو
ساتھ لایا ہون - غرض لشکر سے باہر ایک طرف بیٹھے امیر خان نے کہا کہ تدبیر قتل تمنے کیا سوچی ہے ہر ایک نے
جدا جدا اپنا منصوبہ بیان کیا امیر خان نے جب اُن کا بیان اُنکی زبان سے سُن لیا تو مشعلچی کو کہا کہ مشعل
روشن کرے پھر مُنھ سے رومال کھولکر خدمتگارون کو قریب بُلاکر اُن چارون سے کہا کہ اے اہل فریب
تم جس سے دغا کرنے آئے ہو وہ مین ہون اب کہو مجھ سے کس طرح دغا کروگے امیر خان کی اس تقریر سے
وہ کانپنے لگے اور نادم و پشیمان ہوکر اُس کے قدمون پر گر پڑے امیر خان نے اُن مین سے ایک کو رخصت دی
کہ جاکر سوای سنگھ سے یہ حال کہدے اور تین کو اخوندزادے کے پاس قید کیا اور کہا کہ اس قدر غفلت کرنا
میرے خون کے تشنہ دشمنون کو اپنے پاس رکھنا تمھاری دانائی و مروت سے بعید ہے اُسنے عذر لاعلمی پیش کیا -
امیر خان وہان سے اپنے خیمے مین آیا اور سوچا کہ سوای سنگھ باوجود قسم اور اقرار کے فکر دغا و خون ریزی میں ہے

اُس کا کام تمام کرنا اب لازم پڑا چنانچہ ایک دن چند سواران نامی ساتھ لیکر اُس کے پاس گیا اور کہا کہ تم نے بہ تیرہ لاکھ روپئے دینے کا اقرار تیرہ دن کے اندر کر لیا تھا اب چند اُس کے گذرے ایک حبہ وصول ہوا لہذا تمہارا معاہدہ اور عہد کہ ہم سے ٹوٹ گیا اب فقط اس واسطے آیا ہون کہ تم کو مطلع کرون اور جہان تم کہو ناگور یا اور مقام پر تم کو پہونچا دون اُس نے کمہت تعلق اور زمانہ سازی کے بہت سے کہہ پھر امیر خان لوٹ کر اپنی قیامگاہ مین آیا اور راب سوائی سنگھ کے ساتھ دغا کرنے کے لئے مختار الدولہ محمد شاہ خان اور راے بہت لال کو اُس کے پاس بھیجا کہ سلام کرنے اور رخصتانہ ملاقات کرنے کے بہانے سے لے آئین غرض کہ انھون نے جاکر ایسی تقریر چرب و شیرین اُس سے کی کہ وہ امیر خان سے ملنے کے لئے آنے پر آمادہ ہوگیا اس طرف لشکر مین امیر خان نے یہ تجویز کی تھی کہ چند روز پیشتر سے سپاہ کی قواعد لیا کرتا تھا اور جب اُس کے آنے کا دن معین ہوا تو ایک بڑا خیمہ لشکر مین باہم ملاقات کے لئے نصب کرایا اور دو طرف اتواپ چہرہ بھر کر قناتون کی آڑ مین کھڑی کین اور لشکر کے شہدون سے کہا کہ جب سوائی سنگھ مع رفقا اس مین آکر بیٹھے اور تم بانسری کی آواز تو خیمے کی طنابین یکبارگی کاٹ دینا تاکہ خیمہ اُن لوگون پر گر پڑے اور گولہ اندازون سے فرمایا کہ جب تم بانسری سنو اور خیمہ گرتا دیکھو چھوڑ دو توپون کے منہ اتر فیر کرنا اور عمرمان فوج جنکو سوائی سنگھ کی سلامی کے لئے خیمہ ملاقات سے گرد توپ ہوا کیا تھا انکو حکم دیا کہ جب توپ سر ہو تو جو ہمراہی سوائی سنگھ کے دکھو یا خیمے سے نکلے اُس کو ایک اس تیغ کر دو کوئی اُن مین سے جان بر نہو غرض جب سوائی سنگھ مختار الدولہ محمد شاہ خان اور راے بہت راے کے ہمراہ لشکر مین امیر خان سے ملنے آیا تو ایک ہزار کے قریب سوار و پیادے اس کے ہمراہ تھے امیر خان نے سردارون نے اس کو مع اُس کے مصاحبون کے خیمے مین لاکر بٹھایا اور باقی لوگ اس کے ساتھ خیمہ کے سامنے کھڑے رہے اس نے جب آکر امیر خان کو خیمے مین نہ پایا دریافت کیا مختار الدولہ نے کہا کہ وہ کو ناک بیٹھتے ہین اب آتے ہین یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا مین جلد اُنکو لاتا ہون باہر نکلکر امیر خان کے پاس آیا ہمت راے دیوان امیر خان کا خیمے مین تھا اُسکے جانے کے بعد وہ بھی خیمے سے باہر آیا کہ عطر و پان کی درستی کرا لاؤن بجرد آجانے دونون سردارون کے نوازنے بانسری بجائی شہدون نے طنابین کاٹ دین خیمہ اُنپر گرا خیمے کے گرتے ہی چھرّہ توپون کا قناتون کی آڑ سے اُن اجل رسیدون کی وراج پرسی کو پہونچا باہر والون کا کام نواب کی سپاہ نے تمام کیا امیر خان کا دخل ناگور مین ہوگیا وہان کا تمام سامان تین سو توپون کے ساتھ لوٹ لیا یہ سب چیزین سانبھر مقام کو بھیجدی گئین جہان پہلے سے امیر خان کا قبضہ تھا دھونکل سنگھ بیکانیر کا راؤ اور سوائی سنگھ کے آدمی جو ناگور مین تھے دور ترپور کی طرف چلے گئے امیر خان نے وہان عمل و دخل کر لیا اور کچھ فوج وہان رکھکر خود جھجھو کو چلا گیا وہان مہاراجہ مان سنگھ سے ملا مہاراجہ مان سنگھ نے نواب کا ممنون احسان ہوکر اُس کو قلعے مین مکلوب کے اندر اُتارا اور اُس ۵۔۳ لاکھ روپے مین سے جو بعد فتح ناگور و قتل سوائی سنگھ و اخراج دھونکل سنگھ کے امیر خان کو

دینا قرار پایا تھا نصف نقد واسطے خرچ سپاہ کے دیا اور باقی کے لئے تھوڑی سی مہلت چاہی۔
اس عرصے مین مان سنگھ کے ایک رفیق نے اُسے چٹھی اس مضمون کی لکھی کہ اب جودھپور اور تمام علاقہ مارواڑ مین امیرخان کا دخل ہوگیا ہے ظاہرا تمھاری ریاست زوال کے قریب ہے اور تمام اس ملک مین دور اسلام ہو جائے گا اتفاقاً وہ تحریر نواب کے ہاتھ آگئی اُس کے مضمون سے مطلع ہوکر سنگی اندرراج بخشی سے باوجود ناسازی طبع رخصت ہوکر شہر سے باہر راے کے باغ مین مقام کیا مان سنگھ یہ سُنکر پریشان ہوا سمجھا کہ امیرخان آزردہ خاطر ہوگیا کہ بلا ملاقات شہر سے باہر اُٹھ گیا اپنے ہمراہ بخشی اندرراج وغیرہ مصاحبون کو لیکر امیرخان کے پاس آیا اور معذرت چاہی اور کہا اگر کوئی امر خلاف مرضی مجھ سے سرزد ہوا ہو بلا تکلف بیان فرماوین کہ جسمین آپ کی رضامندی ہو عمل مین لاؤن ہرچند اول امیرخان نے عذر کیا کہ مین آزردہ خاطر تم سے کسی وجہ سے نہین ہون لیکن جبکہ راجہ نے ازحد اصرار کیا تو امیرخان نے وہ چٹھی ہندی کی پیش کی راجہ نے اُسکو دیکھکر کہا کہ بعنایت الٰہی میرا اور آپ کا معاملہ واحد ہے یہ ممکن نہین کہ اہل غرض کی تقریر و تحریر سے دلون مین کدورت آئے لیکن امیرخان نے نہ مانا اور کوچ پر آمادہ ہوگیا ناچار راجہ شہر مین چلا آیا۔
جب اندرونی فسادی سوائی سنگھ کی ہلاکت سے جس نے مارواڑ کو ایک تباہی مین ڈالدیا تھا دھونکل سنگھ کا طرفدار گروہ نیست و نابود ہوگیا تو امیرخان نے مہاراجہ کے دوسرے بڑے دشمنون پر یعنی جیپور اور بیکانیر والون پر چڑھائی کرکے اُنکا علاقہ لوٹ مار سے برباد کردیا آخر مین بیکانیر سے دو لاکھ روپیہ فوج خرچ اور پرگنہ پھلودی جو فساد مین اُس کو مل گیا تھا لینے پر صلح ہوگئی امیرخان نے ہرطرح کامیابی کے بعد اپنے ایک رشتہ دار غفور خان کو جس کی اولاد مین جاورے کے نواب ہین ناگور کا قلعہ دار بناکر سیرتہ کی جاگیر دوسرے ہمراہیون کو بانٹ دی اور مقام سانبھر پر ایک زبردست تھانہ قائم کیا جس سے نمکین جھیلون پر نگرانی رہی (ان مقامات سے انگریزی عہدنامون کے بعد امیرخان کا قبضہ اُٹھ گیا)۔
۱۲۲۱ھ ہجری مین مہاراجہ جودھپور نے بتاکید امیرخان کو اجمیر سے بُلایا جب امیرخان قریب جودھپور پہونچا تو راجہ نے استقبال کرکے شہر کے قریب باغ مین اُتارا پھر بعد دو تین دن کے خلوت مین کہا کہ بخشی سنگی اندرراج مجھ سے منحرف ہوا ہے اور زر کثیر خورد و برد کیا ہے چاہتا ہون کہ تم سے اُس کو قید کراؤن اور اُس سے جرمانہ قرار واقعی لیکر اُس کی جگہ شیوچرن بھنڈاری کو کام دون امیرخان نے کہا کہ مشہور ہے کہ بڑھئی کا کام بندر کیا جانے وہ اگرچہ درحقیقت تمھارا مخالف ہے مگر پھر دانا ہے جو اُس سے کام نکلین گے اوروں سے محال ہین مہاراجہ نے عندیہ نواب کا سمجھکر اُس کو بحال رکھا امیرنامہ مین اسی طرح لکھا ہے لیکن تحفہ راجستان اور بیربنود مین بیان کیا ہے کہ ایکبار بعض راٹھوڑ سرداروں نے اندرراج بخشی اور مہاراجہ کے گرو دیوناتھ سے ناراض ہوکر ساٹھ لاکھ روپے کے عوض اُن کو مار ڈالنے کے لئے امیرخان سے درخواست کی

جس کے حکم سے بخشی اور دیوناتھ کو اُس کے سپاہیون نے قلعہ پر جاکر مار ڈالا - گرو کے مارے جانے کے بعد امیر خان نے جودھپور کا تعلق چھوڑا اور مہاراجہ نے رنج و دیوانگی کے سبب ریاستی کاروبار اپنے بیٹے چھتر سنگھ کو سونپ دیے لیکن اُس کم عمر کو عیاشی مین پڑنے کے سبب دشمنون نے جلد زہر سے مار دیا بیٹے کے بے موقع مرجانے سے مہاراجہ پر زیادہ دیوانگی چھائی اُس نے ایک خدمت گار کے سوا جو کھانا پکا کر لاتا تھا سب کو بے اعتبار جانکر کسی کو پاس نہ آنے دیا یہانتک کہ ایک انگریزی اہلکار منشی برکت علی تنہا اُسکا حال پوچھنے کو گیا اور سرکاری عہدنامہ ہونے کے بعد اُس نے تکلیف سے رہائی پائی -

سمت ۱۸۷۳ مطابق سنہ ۱۸۱۷ء مین سرکار انگریزی نے ہندوستان کے اندر امن قائم ہونے کیواسطے راجپوتانے کے اکثر رئیسون کو غارتگرون سے علحدگی اختیار کرنے کی ہدایت کی - جودھپور سے بھی اِس موقع پر ایک وکیل دہلی گیا اور جو عہدنامہ کنور چھتر سنگھ کے مرجانے سے ملتوی رہ گیا تھا دسمبر سنہ ۱۸۱۷ء مین طے پایا اس کے دوسرے برس مسٹر ویلڈر اور تیسرے سال کرنل ٹاڈ جودھپور گئے جنھون نے مہاراجہ کو تسلی اور نیک صلاحین دیکر ملکی انتظام پر مائل کیا - سرکاری توجہ کے خیال سے سرکش سردار مہاراجہ سے کسی قدر ڈرنے لگے - لیکن اہلکارون نے رعیت پر ظلم کرکے اکثر جاگیرین بے سبب ضبط کرلین - مہاراجہ نے اپنے مطلب کے واسطے ایک دم سنبھالا لیا - دیوان اکھے راج وغیرہ کو قید کرکے بہت سا روپیہ وصول کرنے کے بعد ان سب ظالمون کو بڑی بے رحمی سے مروا کر قلعہ کے نیچے پھکوا دیا - پھر نئی فوج کے ذریعہ سے جاگیردارون پر سختی شروع کی جو تنگ ہوکر مارواڑ سے نکل گئے - سمت ۱۸۷۹ مطابق سنہ ۱۸۲۳ء مین جلاوطن سردارون نے پولٹیکل افسر سے اپنی جاگیرین بے جا ضبط ہونے کے سبب فریاد کی جس پر پولٹیکل اجنٹ نے بڑی مشکل سے صلح کرائی لیکن اس کا پورا اثر کئی برس کے بعد ہوا - سمت ۱۸۸۰ مطابق سنہ ۱۸۲۴ء مین علاقہ میرواڑہ کے اکیس [۲۱] گانون بینے اور میر لوگون کا فساد دور کرنے کو آٹھ برس کے واسطے انگریزی انتظام مین دیے گئے دوبارہ نو برس کی میعاد مقرر ہوئی پھر یہ گانون ہمیشہ کے واسطے سرکاری ضلع اجمیر کے متعلق رکھے گئے - اسی طرح زیادہ تکرار رہنے کے سبب ملانی کا علاقہ بھی پولٹیکل افسر مارواڑ کی نگرانی مین لیا گیا جہان سے سرکاری معرفت چار ہزار روپیہ سالانہ خراج لینے اور کل انتظامی خرچ دینے کے سوا ریاست کو کچھ تعلق نہین ہے -

پوس بدی ۲ سمت ۱۸۹۲ مطابق دسمبر سنہ ۱۸۳۵ء مین ایک دوسرا عہدنامہ سرکار انگریزی اور مہاراجہ جودھپور کے درمیان طے پایا جس کی رو سے پہلے عہدنامے کی آٹھوین دفعہ جس مین ڈیڑھ ہزار سوار مدد کے طور پر سرکار کو دیے جانے کا ریاست نے ذمہ لیا تھا تبدیل ہوکر اُس کے عوض ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ سالانہ نقد فوج خرچ کے نام سے سرکار انگریزی کو دیا جانا قرار پایا - اس کے چند روز بعد ریاست نے مقام عمرکوٹ پر قبضہ دلانے کا دعوے پیش کیا جو سمت ۱۸۶۳ مطابق سنہ ۱۸۰۶ء سے مارواڑ کے

شامل ہوگیا تھا اور پھر جبس کو سمت ۱۸۶۹ مطابق ۱۸۱۳ء مین تالپور سندھ کے امیرون نے دبالیا تھا۔ سرکار انگریزی نے سندھ کے فتح ہونے کے بعد اس سرحدی مقام کو اپنے قبضے مین رکھنا مناسب سمجھ کر عمرکوٹ کی دس ہزار سالانہ آمدنی کے عوض ریاستی خراج ایک لاکھ آٹھ ہزار سالانہ مین کمی کرکے سمت ۱۸۸۱ مطابق ۱۸۲۴ء سے اٹھانوے ہزار خراج قائم رکھا جس کی تعداد فوج خرچ کے ملانے سے دو لاکھ تیرہ ہزار ہوتی ہے۔

آخر وقت مین مہاراجہ کے مزاج پر ناتھ لوگ یعنی جوگی جنھون نے جالور مین اُس کا ساتھ دیا تھا بڑے حاوی ہوگئے تھے اُنکی بے جا حرکتون (شہر کی عورتین پکڑ لینے اور ملکی کاروبار مین دخل دینے) سے عام رعیت اور جاگیردارون کو نہایت شکایت تھی اس لئے سمت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۹ء مین کرنل سرجان سدرلینڈ ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ فوج کے ساتھ انتظام کی درستی کے واسطے جودھپور آکر ٹھہرا رہا۔ اس عرصے مین جاگیردارون اور رعایا کو رضامند کرکے انگریزی فوج بندوبست کے لئے خاص جودھپور مین رکھنی پڑی جو امن ہوجانے پر پانچ مہینے کے بعد اُٹھالی گئی لیکن اس وقت سے ایک پولٹیکل افسر کا قیام ہمیشہ کے واسطے جودھپور مین قرار پاگیا۔ پولٹیکل افسر نے ایکبارگی جوگیون کو جنھون نے ایک برہمن کی لڑکی پکڑلی تھی مارواڑ سے نکلوادیا۔ اس غم مین مہاراجہ مان سنگھ نے کھانا پینا کم کرنے اور ضعف بڑھ جانے سے سمت ۱۸۹۹ مطابق ۱۸۴۳ء ۵ دسمبر کو چالیس سال کے قریب راج کرکے بغیر اولاد انتقال کیا جس پر مہاراجہ بخت سنگھ کی نسل کا خاتمہ ہوگیا اور مہاراجہ اجیت سنگھ کی دوسری اولاد مین سے گود لینے کی ضرورت پڑی اس موقع پر دھونکل سنگھ نے گدی کا دعوےٰ کیا لیکن سرکار سے نامنظور ہوا اور ایڈر و احمدنگر کے رئیسون مین سے جو خاندان مارواڑ کے قریب رشتہ دار ہین گود لینے کی اجازت ہوئی۔

۳۰۔ مہاراجہ تخت سنگھ

تخت سنگھ رئیس احمدنگر جو مہاراجہ رنجیت سنگھ سے تیسری پُشت مین ہے سمت ۱۸۹۹ مطابق شروع ۱۸۴۳ء مین رانیون۔ سردارون۔ اور اہلکارون کی مرضی سے جودھپور طلب کیا گیا اُس نے اپنے کنور جسونت سنگھ کو احمدنگر کی ریاست پر رکھنا چاہا تھا لیکن جودھپور چلے آنے سے وہان کا حق جاتا رہا اس لئے سمت ۱۹۰۴ مطابق ۱۸۴۸ء مین احمدنگر کا علاقہ انگریزی حکم سے ایڈر کے شامل کیا گیا۔ جس سے ساٹھ برس پہلے علیحدہ ہوا تھا۔

جب مہاراجہ مسند نشین ہوا زیادہ تر ٹھاکرون اور کامدارون اور مہاراجہ مان سنگھ کے متوسلان کے قبضے مین تھا راج کی آمدنی مین ہر طرح سے کمی تھی اور وہ آمدنی ایسی بڑی ریاست کے مصارف اور فوج کے واسطے کافی نہ تھی اس زمانے مین راج مین ایک بھی ہاتھی نہ تھا اور نہ توشے خانے مین کوئی زیور تھا سوائے اس کے قرضہ کثیر تھا اور اُس کے ادا ہونے کی کوئی صورت نہ تھی اگرچہ مہاراجہ کے متوسل بھی احمدنگر سے اُس کے ساتھ آئے تھے مگر اُنکا کوئی اعتبار اور عزت نہین کرتا تھا مجبوراً اُس کو راج کے قدیم

اہلکارون کی معرفت انتظام کرانا پڑا موروثی عہدون پر مدت سے دولت مند آدمی مقرر تھے ان سب لوگون کا
سازوتعلق ٹھاکرون سے تھا اکثر اُنکے بوہرے تھے اور اکثر بددیانتی سے مہاراجہ کا روپیہ خرچ کرکے اور ملک
کی آسودگی مین خلل ڈالکے اپنا رسوخ زیادہ کرتے تھے ٹھاکران گولر۔ آسوپ۔ اَلنیاواس اور باجاواس
ملک مین غارت گری کررہے تھے انکی چشم نمائی ۱۸۵۶ء مین بمنظوری سر رچمنڈ شکسپیر پولیٹیکل اجنٹ
شروع ہوئی کہ ۱۸۵۷ء مطابق سمت ۱۹۱۴ کا غدر پیش آگیا اور اس وقت کنٹنجنٹ فوج جس کا نام جودھپور
لیجن تھا باغی ہوگئی اور دوسرے ممالک کے باغی اور مارواڑکے وہ چارون سرکش جاگیردار اُس کے شامل ہوگئے
ٹھاکر گولر والے نے خصوصیت کے ساتھ شامل ہوکر مارواڑ کو تاخت و تاراج کیا میجر میشن پولیٹیکل اجنٹ
راج کی فوج لیکر اُن سے برسر مقابلہ ہوا مگر عہدہ برآ نہو سکا باغیون نے پولیٹیکل اجنٹ کو مار ڈالا اور اُس کا سر
ہواکے قلعے پر لٹکا دیا لیکن مہاراجہ ہر طرح سرکاری خیرخواہ رہا جسکے صلے مین اُسکو تمغاے ستارۂ ہند درجہ اول عطا ہوا
دوبارہ بیچھا کیے جانے پر فسادی ٹھاکرون نے علاقہ بیکانیر مین پناہ لیکر ملک کو لوٹ مار سے تباہ کیا
حسب الحکم کرنل ایڈن کپتان امپی نے مہاراجہ کو فہمائش کی کہ اُن لوگون کا قصور معاف کرکے اُنکو وارا مین
آباد کرنا چاہیئے مہاراجہ نے اُنسے صلح کرنا اور جاگیر دینا قبول کیا مگر اُنکی قدیم جاگیر دینے پر راضی نہوا چونکہ
پولیٹیکل اجنٹ کی راے مین بغاوت و سرکشی سے یہ ٹھاکر اپنی قدیم جاگیر کا استحقاق کھو چکے تھے اجنٹ نے
مہاراجہ کی اس تجویز مین اعتراض نہ کیا اور ٹھاکرون نے بلا واگذاشت قدیم جاگیرون کے صلح منظور نہ کی
اس وجہ سے بدستور باغی رہے اگرچہ سابق مین سمجھا گیا تھا کہ ٹھاکرون پر بڑی زیادتی ہوئی ہے مگر تحقیقات سے
ثابت ہوا کہ اُنکی شکایتین جھوٹی تھین بلکہ وہ ایسے جرائم کے مرتکب ہوتے تھے کہ اگر انگریزی علاقہ مین
ہوتے تو مستوجب سزاے سخت متصور ہوتے بجاے اس کے کہ مہاراجہ کو انتظام مین مدد دیتے ارتکاب
جرائم مین چشم پوشی کرتے تھے اور انسداد جرائم و سزادہی مجرمان کو اپنی رنجش کا باعث سمجھتے تھے بلکہ چھوٹے
ٹھاکر علانیہ غارتگری سے بسراوقات کرتے تھے جس حالت مین مہاراجہ انتظام امن و عافیت مارواڑ کا
ذمہ دار سمجھا جاتا تھا کم سے کم ایک ثلث ملک ٹھاکرون کے قبضے مین تھا جو تدبیرات انتظام مین مخل بلکہ
مخالف تھے بجز میواڑ کے مارواڑ کی برابر زبردست سردار کسی ریاست مین نہین جیپور مین بجز کھیتڑی و نیمرانہ
خود مختار رئیسون دو تین جاگیردار ہین جو جودھپور کے دس بارہ جاگیردارون کے برابر متصور ہوسکین اور
دوم و سوم درجے کے ماتحت ٹھاکر بہت کثرت سے ہین البتہ مہاراجہ نے جاگیرین ضبط کرنے مین بہت
کوشش کی مگر اس مین اُس کو ایسا فایدہ نہوا جیسا کہ بشرط اختیار اور ذریعہ ہونے کے ٹھاکرون کو
ارتکاب جرم پر انصافانہ سزا دینے مین ہوتا۔ آخرکار دس برس کے بعد سرکار انگریزی کی مداخلت سے
ٹھاکرون کو قدیمی جاگیرین ملکر خالصے پر امن کے ساتھ راج کا قبضہ ہوا۔
وقائع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ مہاراجہ تخت سنگھ کو شراب خواری کی عادت بکثرت ہوگئی شبانہ

محلون مین رہنے لگا اُس کے پاس کسی کا گذر نہوتا تھا اس وجہ سے راج کا کل کام اہلکارون پر منحصر تھا اور اُنکی یہ کیفیت تھی کہ مہاراجہ کی مزاج داری اور اپنی منفعت کے سوا کسی کام سے غرض نہین رکھتے تھے۔ مہاراجہ نے کاہلی مین اپنا آرام سمجھا سالہا سال اس کاہلی مین مبتلا رہنے سے جیستی پکڑنا اور لوگون کے پنجے سے رہا ہونا مشکل ہوگیا۔ زنانہ ڈیوڑھی اور متوسلون کا گروہ کثیر اُسکے انصاف و تجویز مین خلل انداز ہوتا تھا۔

مہاراجہ نے ملکی انتظام کے واسطے کرنل ٹیلر کو جو سرکاری نوکری سے علٰحدہ ہوگیا تھا نوکر رکھا لیکن چند روز کے بعد وہ یہان بھی نہ رہ سکا۔ پھر حاجی محمد خان جو راجپوتانہ رزیڈنسی کا زبردست میر منشی رہ چکا تھا ریاست مین دیوان کیا گیا اور سمت ۱۹۲۳ مطابق ۱۸۶۷ء مین اُس کے پُشکر کے مقام پر مارے جانے کے بعد مہاراجہ نے منشی مردان علی کو جس کا تخلص شعرون مین رعنا ہے انتظام سپرد کیا جس نے کئی برس تک اچھی کارروائی کی لیکن علاقے مین اُسکے پردیسی ماتحتون نے ظلم سے خرابی اور بدنامی پیدا کردی۔

سمت ۱۹۲۵ مطابق ۱۸۶۹ء کے قحط مین بدانتظامی کے علاوہ مارواڑ کی رعایا پریشان ہوکر غیر علاقون مین نکل گئی راستون مین وہ اور اُنکے مویشی کثرت سے تباہ ہوئے۔ مہاراجہ کے پاس تو اپنے ہی خرچ کو روپے کی فریاد رہنے سے کچھ نہ تھا وہ رعیت کی مطلق دستگیری نکرسکا۔ لیکن رانیون اور بعض ٹھاکرون نے مدت تک محتاجون کو کھانا دیا۔ کنور جسونت سنگھ کو گوڈواڑ کا پرگنہ ایک لاکھ جمع کے حساب سے دیا جاگر کی و بیشی اپنی مینی ٹھہری تھی اُس مین قحط کے سبب اسی ہزار سالانہ کی کمی ہونے سے کنور صاحب نے جودھپور آکر روپے کا مطالبہ کیا ریاست مین خود دس لاکھ روپیہ معمول سے کم وصول ہوا تھا اس لئے مردان علی خان دیوان کمی مجرا دینا نہین چاہتا تھا لیکن فساد کی صورت قائم ہوجانے پر بڑی مشکل کے ساتھ روپیہ ادا کرنا پڑا باقی کنورون کو سوائے زور آور سنگھ کے جو پچاس ہزار لیتا رہا بیس بیس ہزار روپیہ سالانہ اور کنیزک زاد بیٹون کو سوائے موتی سنگھ کے جس کو بڑا ہونے کے لحاظ سے بارہ ہزار دیا گیا چھ چھ ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیرین ملین اور اس کو سب نے منظور کرلیا۔

سمت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۷۰ء مین سرکار انگریزی اور راج جودھپور کے درمیان نمک کی بابت عہدنامہ ہوکر سانبھر کے آدھے حصے کے واسطے سرکار نے سوا لاکھ روپیہ دینا قبول کیا۔ اور ساڑھے آٹھ لاکھ من سے زیادہ نمک فروخت ہونے کی صورت مین بیس روپیہ سیکڑہ اور دینا منظور فرمایا۔ تین مہینے کے بعد ناوہ اور گوڈہ کے نمک کی بابت دوسرا عہدنامہ لکھا گیا جس کے موافق ۶ ۳ ہزار روپیہ سالانہ معمولی اور نولاکھ من سے زیادہ نمک بکنے پر چالیس روپیہ سیکڑہ سرکار انگریزی کی طرف سے جودھپور کو ملنا قرار پایا۔ سانبھر جس مین آدھا حصہ جے پور کا تھا جلد سرکاری قبضہ ہوگیا۔ لیکن ناوہ اور گوڈہ پر مدت کے بعد اس انتظام کی نوبت پہونچی۔

سمت ۱۹۲۸ مطابق ۱۸۷۲ء مین مہاراجہ نے جسمانی ضعف کے سبب اپنے بڑے کنور جسونت سنگھ کو

ملکی حکومت سپرد کردی لیکن دوسرے کنور زور آور سنگھ نے اس دعوے پر کہ جسونت سنگھ احمد نگر کی پیدائش ہے اور وہ خود مارواڑ مین پیدا ہونے کے سبب ولی عہدی کا حقدار ہے قلعہ اور شہر ناگور پر زبردستی قبضہ کر لیا میجر اسی۔سی۔ ایبی پولٹیکل اجنٹ نے فوراً موقع پر پہونچ کر اپنی خوش تدبیری سے قلعہ خالی کرا کر فساد دور کیا۔ کنور جسونت سنگھ کا احمد نگر مین وارث رہنا بہت پہلے برس سرکاری حکم سے ملتوی رہ چکا تھا اور وہ ہر طرح ولی عہد مارواڑ مانا گیا تھا اس لئے زور آور سنگھ کی درخواستین جو وہ اجمیر مین رہ کر راج ملنے کے واسطے ۲ دو برس تک بھیجتا رہا سرکار سے ہمیشہ نامنظور ہوئین۔ آخر وہ سرکاری ہدایت سے اپنے بڑے بھائی کو بزرگ و مالک مانکر جودھپور گیا جہان اُسکو پچیس ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر ملی۔

شروع سمت ۱۹۲۹ مین میجر والٹر پولٹیکل اجنٹ کو جو دورے مین گیا ہوا تھا۔ ڈاکٹر ہنڈلی نے مہاراجہ کی سخت بیماری کا احوال لکھا اور وہ جلد واپس مہاراجہ کے دیکھنے کو گیا جس سے مہاراجہ کو خوشی اور اطمینان ہوا لیکن دس روز کے بعد ۱۲ فروری ۱۸۷۳ء کی رات مین تیس برس کے قریب راج کر کے مہاراجہ تخت سنگھ نے وفات پائی۔ پولٹیکل اجنٹ کی موجودگی سے کوئی رانی یا پردایت وغیرہ ستی نہ ہو سکی۔ یہ مہاراجہ اگرچہ رات دن عیش و آرام مین مشغول رہنے کے سبب ملکی کاروبار کی بہت کم خبر رکھتا تھا اور علاقے مین ٹھاکرون کی سرکشی سے اکثر ابتری پھیل رہی تھی لیکن خاص اُسکی طرف سے کسی پر ظلم نہ تھا اس لئے اُسکے انتقال پر عام رعیت کو بڑا رنج گذرا۔ سرکار انگریزی نے بھی ہمیشہ اُسکو خیرخواہ خیال کیا جو سرکاری افسر اُس سے ملا بہت خوش ہوا۔

مہاراجہ کو پولٹیکل افسر سے اپنے اہلکارون کا ملنا ہرگز پسند نہ تھا اور جس شخص کی ایجنسی کی طرف سے سفارش کی جاتی اُس کو وہ ضرور غیر معتبر جانتا کیونکہ اُس کا یہ خیال تھا کہ خوشامدی جاہل اہلکار راج کے اندرونی حالات اور ٹھاکرون کے پیچیدہ معاملات ظاہر کر کے رضامندی حاصل کرتے ہین جس کے سبب غیرون کو مداخلت کا موقع مل جاتا ہے اِن باتون سے اُس کی دانشمندی ثابت ہوتی ہے۔ اس مہاراجہ کے ستائیس رانیان۔ تیرہ پرداایت اور سترہ کنیزک کل ستاون عورتین تھین جن سے دس کنور دس کنیزک زاد لڑکے پانچ بیٹیان اور نو کنیزک زاد لڑکیان کل چونتیس ۳۴ اولاد پیدا ہوئی ان سب مین بڑا کنور جسونت سنگھ راج کا مالک ہوا۔

۳۱۔ مہاراجہ جسونت سنگھ دوم

سمت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۳ء یکم مارچ کو میجر چارلس والٹر پولٹیکل اجنٹ کے سامنے حسب دستور ٹھاکر بگڑی کے راج تلک کرنے پر مسند نشین ہوا۔ دوسرے برس مہاراجہ نے خاص جودھپور مین دیوانی۔ فوجداری اور اپیل وغیرہ کی عدالتین مقرر کر کے اُنکے ماتحت پرگنون مین حاکم اور تھانہ دار متعین کئے اور سب عدالتون کی اپیل وغیرہ کے لئے چند سردار اور عزت دار اہلکارون کی ایک کونسل

محکمہ خاص یا مصاحب نام قرار دی گئی اس کا نگران اور افسر اعلےٰ بھیا فیض اللہ خان کو کیا۔ جو تمام کاروبار مین مہاراجہ کا قائم مقام اور مختار عام سمجھا گیا مہاراجہ نے ڈکیتی اور جرائم کا سختی سے سد باب کیا اور ریلوے اور انہار کی تعمیر مین بڑا حصہ لیا اور جنگل کی اصلاح کی اور باقاعدہ بندوبست محاصل اراضی جاری کیا اُس نے ڈُور جنٹیلین امپریل سروس سوارون کی قائم کین اُسکو ۱۸۷۵ء مین جی سی ایس آئی کا خطاب ملا اور اُسکی سلامی ۱۷ توپون سے ترقی پاکر ۱۲ ضرب توپ تک پہونچ گئی۔

اگلے مہاراجہ نے میو کالج کے چندے مین ایک لاکھ روپیہ دیا تھا اس مہاراجہ نے مارواڑ کی بورڈنگ ہوس (قیام گاہ طلبا) کے لئے چھتیس ہزار روپیہ عنایت کرکے اجازت دی کہ تمام کالج بننے کو کرانے کا جس قدر پتھر درکار ہو بغیر کسی قیمت و محصول کے اُسکے علاقے سے لیا جائے۔

اسی طرح کانپور مین غدر کے بعض بہادر مقتولون کی یادگار کے طور پر ایک گرجا تیار ہونے کے لئے پولٹیکل اجنٹ کی معرفت سفید پتھر مانگا گیا جس کو مہاراجہ نے منظور کرکے بغیر قیمت و کرایہ اپنے خرچ سے کانپور تک پتھر پہونچا دیا اور سمت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۵ء مین مہاراجہ اپنے والد کی خاک گنگا مین پہونچانے کو بنگالہ وغیرہ کی طرف گیا۔ مذہبی رسمون سے فارغ ہوکر کلکتے مین جناب ویسراے سے ملاقات اور اکثر مقامات کی سیر کرتا ہوا جیپور اور اجمیر کے رستے سے جودھپور داخل ہوگیا۔ اسی سال مین فوج کی تنخواہ چڑھ جانے اور بہت سی مقررہ کے سبب مہاراجہ نے علاوہ اُس بیس لاکھ روپے کے جو مختلف ساہوکارون سے لیکر خرچ کردیا تھا چوبیس لاکھ روپیہ انگریزی سرکار سے قرض لیا جس کے ادا ہونے کے لئے کئی برس کے بعد قسطین مقرر کی گئین۔

اس سال کے آخر مین لارڈ نارتھ برک ویسراے راجپوتانے کا دورہ کرتے ہوئے مہاراجہ کی درخواست پر جودھپور آئے ویسراے کا مارواڑ مین آنے کا یہ اول ہی موقع تھا اس لئے راج کی طرف سے کئی لاکھ روپیہ خرچ ہوکر روشنی اور دعوت بڑی دھوم دھام سے کی گئی۔ اس سے تھوڑے دنون کے بعد مہاراجہ نے شاہزادہ ہ صاحب ویلز سے ملاقات کی جنھون نے اُسکو اول درجے کا تمغاے ستارۂ ہند عنایت کیا۔ سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ء مین زیادہ قرضداری کے سبب فوج خرچ وغیرہ مین تخفیف ہوکر بھیا فیض اللہ خان جو روپیہ زیادہ خرچ کرتا تھا مصاحب اعلےٰ کے منصب سے علحدہ کیا گیا مدت کے بعد اُسکے عوض مہاراجہ کا تیسرا بھائی مہاراج پرتاب سنگھ مقرر ہوا جس نے باوجود احتیاط سے کام کرنے کے مسلمانون سے نفرت رکھی۔ مہاراجہ کا چھوٹا بھائی مہاراج ظالم سنگھ مددگار مصاحب اعلےٰ قرار دیا گیا۔

سمت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۶ء مین مہاراجہ نے راجپوتانہ لائن سے جو اجمیر سے احمد آباد کو جاتی ہے ساٹھ میل کی ایک ریلوے شاخ اپنے خرچ سے جودھپور تک تیار کرائی جس کو بڑھا کر ناگور و بیکانیر کے راستے سے پنجاب تک ملا دیا ہے اسی سال انگریزی سرکار سے مہاراج پرتاب سنگھ کو تمغاے ستارۂ ہند درجۂ دوم ملا دوسرے برس ۱۸۸۷ء مئی مہینے مین مہاراج سر پرتاب سنگھ حضور قیصرۂ ہند کے جشن جوبلی یعنی پچاسوین سال

جلوس کی خوشی مین شریک ہونے کو ولایت گیا جہان اُسکو شاہزادے صاحب ویلز کی فوجی مصاحبت ور لفٹنٹ کرنل کا درجہ عطا ہوا۔

مہاراجہ کا انتقال ۱۸۹۵ء مین ہوا اور اُس کا اکلوتا خورد سال بیٹا سردار سنگھ مسند نشین ہوا۔

۳۲ - مہاراجہ سردار سنگھ

مہاراجہ سردار سنگھ ۱۸۸۰ء مین پیدا ہوا اُس کی صغر سنی کے زمانے مین اُس کے چچا مہاراج سر پرتاب سنگھ نے بامداد کونسل انتظام کیا۔

مہاراجہ کو ۱۸۹۸ء مین پورے اختیارات ملے جودھپور کے امپریل سروس سوارون نے ۱۸۹۸ء مین سرحد پر اور ۱۹۰۰ء مین چین مین خدمات جنگ انجام دین۔ ۱۹۰۰ء مین سکہ ریاست بند کر کے انگریزی سکہ جاری کیا مہاراجہ ۱۹۰۱ء مین انگلستان گیا۔ اور اس کی ایک شادی مہاراج فتح سنگھ جی والی اودیپور کی بیٹی سے ہوئی ۱۹۱۰ء کے سال نو پر مہاراجہ جی سی ایس آئی بنایا گیا۔

۱۲ مارچ ۱۹۱۱ء کو مہاراجہ کا انتقال ہوگیا اور اُس کا بیٹا سمیر سنگھ اُسکا جانشین ہوا۔

۳۳ - مہاراجہ سمیر سنگھ

کم سن مہاراجہ جودھپور کی نابالغیت کے زمانے مین اُسکی ریاست کے کاروبار چلانے کا جو معاملہ گورنمنٹ ہند کے زیر غور تھا اس کے متعلق یہ فیصلہ صادر کیا گیا کہ میجر جنرل مہاراج سر پرتاب سنگھ جو اُس کا دادا ہوتا ہے اور راج ایڈر کا مسند نشین تھا اپنی ریاست ایڈر کا انتظام اپنے فرزند متبنے کے سپرد کر کے خود ریاست جودھپور مین کونسل آف ریجنسی کے فرائض انجام دے مہاراجہ سردار سنگھ کے زمانہ نابالغیت مین بھی پرتاپ سنگھ ریجنٹ رہ چکا تھا اور کونسل کا وائس پریسیڈنٹ مہاراج ظالم سنگھ مقرر ہوا خورد سال مہاراجہ کپتان اسٹرونگ کی اتالیقی مین مع اپنے چھوٹے بھائی کے انگلستان مین تعلیم پاتا رہا اور آخر ۱۹۱۳ء مین وہ جودھپور واپس آیا۔

لارڈ ہارڈنگ ویسرائے ہند نے جودھپور تشریف لیجا کر ۴ مارچ ۱۹۱۶ء کو وہان دربار منعقد کر کے نوجوان مہاراجہ کو اختیارات ریاست عطا کئے اور مہاراج پرتاب سنگھ ریجنٹ جو میدان جنگ مین برٹش افواج کے پہلو بہ پہلو جرمن کی فوج سے معرکہ آرا تھا اپنے عہدے سے مستعفی ہوگیا اور ۱۹۱۸ء مین مہاراجہ سمیر سنگھ گذر گیا۔

۳۴ - مہاراجہ رنبھیر سنگھ

۲۴ - اکتوبر ۱۹۱۸ء کو متوفی نوجوان مہاراجہ سمیر سنگھ کا سوگ اُٹھا یا گیا اور دسہرہ منانے کے بعد شام کو آنجہانی مہاراجہ کے منجھلے بھائی مہاراجہ رنبھیر سنگھ مسند نشین ہوے جنکی عمر اُس وقت ۱۵ سال کی تھی ورا ُنکے والد کے چچا مہاراج پرتاب سنگھ یورپ سے واپس آکر والی ریاست کی

کم سنی کے باعث ریجنٹ کے فرائض انجام دینے لگے ۴ ستمبر سنہ ۱۹۲۲ء کو مہاراجہ پرتاب سنگھ نے انتقال کیا۔
سنہ ۱۹۲۳ء مین ملک معظم نے مہاراجہ کو فوج کا آنریری کپتان بنایا جانا منظور فرمایا۔
۱۷ جون سنہ ۱۹۲۳ء کو مہاراجہ کے مشکوے مین ولی عہد پیدا ہوا۔
جودھپور کے تمام جاگیر دارون کے قبضے مین تخمیناً پچاس لاکھ روپے سالانہ آمدنی کی زمین ہے سندھی
صاحبزادہ عباس علی خان کی عزت تمام سردارون سے خاص طور پر زیادہ ہے۔
اوّل اور دوسرے درجے کے سردارون کا نقشہ یہان درج کیا جاتا ہے یہ دونون درجے کے سردار
پانچسو روپیہ سالانہ آمدنی پر ایک سوار کے حساب سے نوکری اور حاضری دیتے ہین۔

نمبر شمار	نام ٹھکانا	قوم	تعداد گانؤن	سالانہ آمدنی	کیفیت
۱	پوکرن	چانپاوت راٹھوڑ	۱۰۰	۱۰۰۰۰۰	یہ ٹھکانا بہت زبردست ہے
۲	آسوپ	کونپاوت	۵	۴۰۰۰۰	راٹھوڑ
۳	کھیروہ	جودھا	۱۰	۳۰۰۰۰	ایضاً
۴	راس	اوداوت	۱۷	۴۰۰۰۰	ایضاً
۵	نیماج	〃	۱۰	۴۰۰۰۰	ایضاً
۶	اہوہ	چانپاوت	۱۶	۱۶۰۰۰	یہ جاگیر پہلے زیادہ تھی
۷	ریان	میرتیہ	۸	۳۶۱۰۰	راٹھوڑ
۸	بھادراجون	جودھا	۲۷	۳۲۰۰۰	راٹھوڑ
۹	راے پور	اوداوت	۳۸	۵۰۰۰۰	ایضاً
۱۰	بگڑی و ن	میرتیہ	۱۶	۴۸۰۰۰	ایضاً
۱۱	گھانے راو	ایضاً	۴۲	۴۵۰۰۰	یہ تقریباً سوا سو برس پہلے میواڑ کا ماتحت تھا
۱۲	آہور	چانپاوت	۱۰	۲۳۰۰۰	راٹھوڑ
۱۳	داسپہ	ایضاً	۱۳	۲۶۰۰۰	ایضاً
۱۴	رُوہیٹ	ایضاً	۱۱	۱۷۰۰۰	ایضاً
۱۵	کنٹالیہ	کونپاوت	۱۲	۱۴۰۰۰	ایضاً
۱۶	لانبیا	اوداوت	۷	۱۹۰۰۰	ایضاً
۱۷	گولر	میرتیہ	۵	۲۳۵۰۰	ایضاً
۱۸	بھکری	ایضاً	۵	۱۹۵۰۰	ایضاً

نمبر شمار	نام ٹھکانہ	قوم	تعداد گاؤں	سالانہ آمدنی	کیفیت
۱۹	بوڑھسو	میرتیہ	۲۴	۳۸۰۰۰	راٹھوڑ
۲۰	بیدڑھا	ایضاً	۲۹	۳۷۰۰۰	ایضاً
۲۱	بلونڈا	ایضاً	۶	۲۰۵۰۰	ایضاً
۲۲	کھیم سر	کرمسوت	۳۲	۱۲۰۰۰	ایضاً
۲۳	رالھی	چوہان	۲۲	۲۲۰۰۰	غیر قوم جاگیردار
۲۴	کانانہ	کرنوت	۳	۱۲۰۰	راٹھوڑ
۲۵	منانا	میرتیہ	۷	۱۷۰۰۰	ایضاً
۲۶	پالاسنی	اوداوت	۲	۱۴۰۰۰	ایضاً
۲۷	کھینواڑا	چانپاوت	۱۷	۱۶۵۰۰	ایضاً
۲۸	باگرہ	ایضاً	۷	۱۷۵۰۰	ایضاً
۲۹	چنداول	کونپاوت	۸	۲۲۰۰۰	ایضاً
۳۰	اگیوہ	اوداوت	۳	۲۱۰۰۰	ایضاً
۳۱	آلنیاواس	میرتیہ	۴	۱۴۰۰۰	ایضاً
۳۲	چانوڈ	ایضاً	۲۴	۳۴۰۰۰	ایضاً
۳۳	جاولا	ایضاً	۸	۳۸۰۰۰	ایضاً
۳۴	برو	ایضاً	۱۲	۳۳۰۰۰	ایضاً
۳۵	بیٹھڑی	ایضاً	۱۵	۲۸۰۰۰	ایضاً
۳۶	لاڈنو	جودھا	۷	۲۰۰۰۰	ایضاً
۳۷	بگڑی	جیتاوت	۷	۱۶۰۰۰	ایضاً
۳۸	کلیان پور	چوہان	۷	۱۰۰۰۰	غیر قوم
۳۹	کھیجڑلہ	بھاٹی	۸	۱۵۰۰۰	چندر بنسی غیر قوم
۴۰	جھلامنڈ	راناوت	۸	۱۵۰۰۰	غیر قوم
۴۱	ڈوڈیانہ	میرتیہ	۹	۳۳۰۰۰	راٹھوڑ
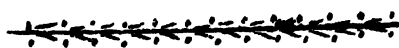
فصل۔ تاریخ بیکانیر

جغرافیہ

راج بیکانیر جو راجپوتانے کے شمال مین پھیلا ہوا ہے وہ زمین کے حساب سے جودھپور کے سوا دوسری تمام ریاستون سے وسعت مین زیادہ ہے لیکن باوجود اس کے ریگستانی مُلک ہونے کی وجہ سے آمدنی خالصہ آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ سے کچھ زیادہ تھی جس کو آبپاشی کے ذریعہ بہم پہونچا کر چوراسی لاکھ روپیہ تک موجودہ والی مُلک کی بیداری نے پہونچا دیا۔ اُس کے شمال مین ہریانہ علاقہ ہانسی حصار۔ مغرب مین بھاولپور اور جیسلمیر کا علاقہ ہے۔ جنوب مین جودھپور کا راج اور مشرق مین شیخاواٹی ملک جیپور ہے۔ طول مشرق سے مغرب کو دو سو میل عرض شمال سے جنوب کو ایک سو ساٹھ میل۔ رقبہ سترہ ہزار چھ سو چھتر میل مربع اور بقولے ۲۳۳۱۱ میل مربع آبادی قریباً چھ لاکھ آدمی ریاست بیکانیر خطوط عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۲۹ درجہ ۵۵ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۲ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۷۵ درجہ ۴۰ دقیقہ کے مابین واقع ہے۔

اس ریگستانی مُلک مین تین حصہ جاٹون کے سوا صرف ایک چوتھائی مین راٹھوڑ۔ سارسوت برہمن اور جوشیہ۔ واہیہ۔ سنگولیا راجپوت جو مسلمان ہو گئے ہین۔ چارن۔ بھاٹ۔ مالی اور نائی قوم کے لوگ آباد ہین اور کسی قدر غارتگر چاوڑہ اور تھوری وغیرہ بھی بستے ہین۔ یہ سب گوشت کھاتے ہین اور راجپوتانے وغیرہ کے دوسرے لوگون کی طرح پرہیز کم رکھتے ہین۔ سارسوت برہمن بھی مثل اور ملک کے برہمنون کے پرہیز نہین رکھتے گوشت کھاتے اور تمباکو پیتے ہین کھانا کھانے کے وقت اس بات کی پروا نہین کی جاتی کہ وہ کس کے ہاتھ کا پکایا ہوا ہے یہان پر جانورون مین اونٹ بہت عمدہ اور قیمتی ہوتا ہے جس کا رآمد ہونے کے سبب ریتے کی ناؤ کہنا چاہیے جنگل مین رہنے والے آدمی بھیڑ بکریان بہت پالتے ہین جن کی اون سے کمبل اور دوسرے باریک کپڑے پسند کے لائق بُنے جاتے ہین ان سب جانورون کو دو دو چار چار روز کے بعد پینے کے واسطے پانی نصیب ہوتا ہے اور وہ عادت کے موافق اُس پر صبر رکھتے ہین۔

درمیانی ملک کے سوا جس مین کہین گیہون چنا اور جو بویا جاتا ہے عام پیداوار کی چیزین باجرا موٹھ اور تل سمجھے جاتے ہین۔ شمال و مغربی علاقے مین اس قدر کثرت کے ساتھ ریت کا میدان پھیلا ہوا ہے کہ جس مین کہین کہین کیر اور بیر وغیرہ کی جھاڑی کے سوا جو اکثر جانورون کے کھانے مین آتی ہے بالکل کوئی چیز گھانس تک پیدا نہین ہوتی۔ ہر طرف ریت کے ٹیلے پہاڑیون کی طرح نظر آتے ہین جن کے گرمی مین تیز ہوا کے سبب اُڑنے اور جگہ بدلنے سے اکثر خوف رہتا ہے۔ علی العموم کُل ملک مین پانی تایاب ہے اکثر سطح زمین سے دو سو چار سو فٹ عمق پر ہوتا ہے جہان قریب ہے زیادہ تر شور ہوتا ہے پانی جمع کرنے کے واسطے پختہ حوض جنکو ٹانکہ کہتے ہین بنا لیتے ہین اُن مین برسات کا پانی فراہم کیا جاتا ہے جب وہ خرچ و خشک ہو جاتا ہے تو پھر

انھین عمیق کنوون کے پانی سے کام چلتا ہے بیکانیر مین ایک کنوان تین سو چار سو فٹ عمیق کھودا تھا اُس مین
ایسے زور سے پانی نکلا کہ ساٹھ فٹ کے عمق تک بھر گیا اور دس فٹ سے زیادہ پانی کم نہوا اور یہ بھی دریافت
ہوا کہ نو دس میل کے فاصلے پر کنوؤن مین جو چیز گر گئی تھی اُس کنوین مین سے نکلی اس تمام خرابی پر بعض قدرتی
چیزین لکڑی اور تربوز جسے یہان میترہ کہتے ہین بڑی غنیمت سمجھی جاتی ہین - تربوز کی قاشین کاٹ کر
سکھا لیتے ہین جو پیداوار کی کمی اور قحط کے موقع پر جس کا ہمیشہ اندیشہ بنا رہتا ہے کام مین لائی جاتی ہین
یہان کے جنگل کا تربوز ہندوستان کے تربوز سے بہت بڑا ہوتا ہے اس سبب سے اُس کی مقدار کی نسبت
مبالغہ بھی بہت کرتے ہین مگر اس مین شک نہین کہ بعض تربوز تین یا چار فٹ محیط کا ہوتا ہے اور جس شاخ
مین لگتے ہین وہ مثل عام تربوز کے باریک ہوتی ہے بعض جگہ نمک اور سجی بھی تیار کی جاتی ہے جو بکنے کے
واسطے دوسرے ملکون تک پہونچتی ہے اس ملک مین چند کنوین ایسے ہین کہ اُنکے پانی سے روا خوب جمتا ہے
روہیلکھنڈ اور ممالک متحدہ آگرہ و اودھ سے شکر لا کے مصری بناتے ہین مکسر روا جمتا ہے یہان کی مصری کل
ہندوستان مین جاتی ہے سفیدی اور صفائی مین اس سے بہتر اور کہین کی نہین ہوتی اس ریگستانی
ملک مین وقت پر باران رحمت کے نزول سے کچھ موٹا غلہ پیدا ہو جاتا ہے اگر بدقسمتی سے بارش نہو تو بس
قیامت ہی آجاتی ہے ریاست نے گورنمنٹ کی مربیانہ توجہ سے احداث انہار کر کے ریاست کا معقول رقبہ سرسبز
وشاداب کر کے بیکانیریون کو بیرونجات مین جا کر گداگری و محنت و مزدوری سے دن کاٹنے کی ہوقت اور مصیبت سے
بچا لیا شہر بیکانیر جس مین پچاس ہزار کے قریب آدمی بستے ہین کنکریلی اور غیر موزون زمین پر آباد ہے اُسکے
گرد شہر پناہ اور برج وغیرہ بنے ہوئے ہین یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۸ درجہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۲۲ دقیقہ
پر واقع ہے -

تاریخی احوال

بیکانیر والے جن کی ریاست اس وقت سے کچھ اوپر چار سو برس پہلے قائم ہوئی ہے جودھپور کے
راٹھوڑ خاندان کی شاخ مین ہین جب کہ مارواڑ کے راؤ جودھا نے سمت ۱۵۱۵ مین پرانی راج دھانی منڈور
کے عوض شہر جودھپور آباد کیا تھا اُس کا ایک بیٹا بیکا نام اپنے چچا کاندھل کی مدد سے تین سو راٹھوڑ لیکر
شمالی ویران علاقے مین فتحمندی کے ساتھ بڑھتا چلا گیا جس نے جانگلو مقام کے سانکھلہ راجپوتون کو برباد
اور پوگل کے بھاٹیون کو زیر کر کے وہان کے رئیس کی لڑکی سے شادی کی اور کورم دیسر مقام پر مضبوطی سے
جماؤ کرنے کے بعد تمام جاٹون کو جو مدت سے علاقے مین پھیلے ہوئے تھے اور آپس کے جھگڑون سے ضعیف
ہو رہے تھے اپنا تابع بنا لیا - جاٹون کے اطاعت قبول کرنے پر جن کے سردار شیخسرا و برانیہ مقام مین تھے
بیکا نے بھی اُنکے ساتھ رعایت کا برتاؤ قائم رکھا اس اتفاق سے جاٹون نے بیکا کو ہر موقع پر مدد دی شمالی
طرف جوئیہ راجپوتون کو زیر کر کے مغربی سمت بھاٹی لوگون سے بھاگور مقام چھین لینے کے بعد اُس علاقے مین

بیساکھ بدی ۱۵ سمت ۱۵۴۵ مطابق ۱۴۸۹ء کو منڈور چھوٹنے سے تیس برس کے بعد بیکا نے اپنے نام پر شہر بیکانیر کی بنیاد ڈالی - یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۸ درجہ اور طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۲۲ دقیقہ پر واقع ہے جب بیکا نئے علاقے پر جم گیا تو اُس کے چچا کاندھل نے زیادہ شمالی طرف قدم بڑھا کر جاٹون کی ورجاگیرین ضبط کین جہان اُس کی اولاد جو کاندھلوت کہلاتی ہے اور فتحمندی کے گھمنڈ سے بہت کم رئیس کی اطاعت کرتی ہے آباد ہے آخر کاندھل مقام حصار کے بادشاہی صوبہ دار کے مقابلے پر مارا گیا جس سے اُس کی ترقی کا سلسلہ رُک گیا - اور کاندھل کا نامور بھتیجا بیکا بھی اپنی راجدھانی کے بسانے سے چھٹے برس کے بعد چھپن برس کی عمر پاکر گذر گیا -

۱- راؤ بیکا

(سال پیدایش) سمت ۱۴۹۵ مطابق ۱۴۳۹ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۵۴۵ مطابق ۱۴۸۹ء
(سال وفات) سمت ۱۵۵۱ مطابق ۱۴۹۵ء

یہ پہلا نامور شخص ہے جس نے اپنی ہمت سے علیحدہ ریاست پیدا کر کے اپنے نام پر شہر بیکانیر بسایا مرنے کے بعد اُس نے تیرہ بیٹے چھوڑے تھے جن مین سے بڑا نارا جی مسند نشین ہوا - دو بیٹے بیکا کے بھاٹی رئیس پوگل کی دختر سے تھے انمین سے ایک کا نام گرسی تھا جسکی اولاد اس کثرت سے ہوئی کہ وہ گرسوت بیکا کرکے مشہور ہین -

۲- راؤ نارا جی

(سال پیدایش) سمت ۱۵۲۶ مطابق ۱۴۷۰ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۵۵۱ مطابق ۱۴۹۵ء
(سال وفات) ایضاً

یہ چند روز راج کر کے لاولد مر گیا - جس سے اس کا دوسرا بھائی لون کرن ریاست کا مالک بنا - یہ لڑکا دختر بھاٹی رئیس پوگل کے بطن سے تھا -

۳- راؤ لون کرن

(سال پیدایش) سمت ۱۵۲۷ مطابق ۱۴۷۱ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۵۵۱ مطابق ۱۴۹۵ء
(سال وفات) سمت ۱۵۸۳ مطابق ۱۵۲۷ء

اس نے مغربی سرحد پر کچھ علاقہ بھاٹیون کا دبایا اسکے بڑے کنور رتن سنگھ نے ولی عہدی کا دعوے چھوڑ کر دھاجن مقام کی جاگیر جس کے متعلق (۱۴۰) گاؤن تھے لینی قبول کی جس سے لون کرن کے

مرنے کے بعد اُس کا دوسرا بیٹا جیت سی راج کی گدی پر بیٹھا۔

۴ - راؤ جیت سی

(سال پیدائش) سمت ۱۵۴۶ مطابق سنہ ۱۴۹۰ء

(سال مسند نشینی) سمت ۱۵۸۳ مطابق سنہ ۱۵۲۷ء

(سال وفات) سمت ۱۵۹۸ مطابق سنہ ۱۵۴۲ء

جیت سی نے سرکش سرداروں کو دبا کر بیدا راٹھوڑ کی اولاد پر جو مدت سے یہاں آکر آزادی کے ساتھ رہتی تھی خراج اور کئی قسم کا محصول قائم کیا۔ اس کے وقت میں جودھپور کے نامی راؤ مالدیو نے بیکانیر چھین لیا تھا جو کرنل ٹاڈ کے قول کے موافق اس کے بیٹے کلیان مل کو اکبر بادشاہ کی مدد سے واپس ملا۔

۵ - راؤ کلیان مل

(سال پیدائش) سمت ۱۵۷۵ مطابق سنہ ۱۵۱۹ء

(سال مسند نشینی) سمت ۱۶۰۱ مطابق سنہ ۱۵۴۵ء

(سال وفات) سمت ۱۶۲۸ مطابق سنہ ۱۵۷۲ء

کلیان مل اپنے باپ کے بعد دو برس تک بیکانیر سے علیحدہ علاقے میں گذر کرتا رہا۔ سمت ۱۶۰۰ مطابق سنہ ۱۵۴۴ء میں جب شیر شاہ بادشاہ نے مارواڑ پر چڑھائی کی اور مالدیو کو اُس کے مقابلے کی فکر پڑی تو راؤ کلیان مل نے اپنے باپ دادا کی راجدھانی بیکانیر پر قبضہ کر لیا۔ کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ اس کے کچھ عرصہ کے بعد بیکانیر اکبر بادشاہ کی مدد سے ملا۔ ہمارے خیال سے پہلا بیان صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ سمت ۱۶۲۷ مطابق سنہ ۱۵۷۱ء میں جبکہ مالدیو مر چکا تھا کلیان مل نے اکبر بادشاہ کے ناگور آنے پر اپنے بیٹے رائے سنگھ کے ساتھ پہلی بار حاضر ہو کر بادشاہی اطاعت قبول کی اور کسی سبب سے اپنے بھائی کان سنگھ کی بیٹی اکبر کو بیاہ دی۔ کچھ دنوں کے بعد اُس کا انتقال ہو گیا۔

۶ - راؤ رائے سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۵۹۸ مطابق سنہ ۱۵۴۲ء

(سال مسند نشینی) سمت ۱۶۲۸ مطابق سنہ ۱۵۷۲ء

(سال وفات) سمت ۱۶۶۸ مطابق سنہ ۱۶۱۲ء

راؤ کلیان مل راٹھوڑ والی بیکانیر کا بیٹا تھا۔ سنہ ۱۵ جلوس اکبری میں باپ کے ساتھ ملازمت اکبری میں منسلک ہوا۔ سنہ ۹۷۹ ہجری میں ابراہیم حسین مرزا کی تنبیہ کے واسطے گجرات پر بذات خاص چلا تو سروہی پہونچ کر رائے سنگھ کو جودھپور میں متعین کیا کہ وہ وہاں کا انتظام رکھے اور گجرات کے راستے کی حفاظت کرے تاکہ رانائے اودیپور کی شرارت سے کسی بادشاہی آدمی کو نقصان نہ پہونچے اور جا بجا اطراف

ممالک کے حکام کے نام حکم بھیجدیے گئے کہ وقت پر رائے سنگھ کو مدد دین جب ابراہیم حسین مرزا سرنال کی لڑائی مین شکست کھاکر ناگور کی طرف آیا رائے سنگھ نے خبر پاتے ہی اُسے دم لینے کی فرصت ندی اور مع فرخ خان وغیرہ امرائے ہمراہی کے اُسپر جا گرا ابراہیم حسین مرزا شکست کھاکر بھاگ گیا۔

سنہ ۹۸۰ ہجری کی اُس چڑھائی مین جو اکبر نے خان اعظم مرزا عزیز کو بچانے کے لئے گجرات پر بڑی تیزی اور دلیری کے ساتھ کی تھی رائے سنگھ پہلے سے روانہ کردیا تھا اس مہم مین شریک ہو کر اُس نے اپنی ہمت مردانہ کے جوہر دکھائے اور مورد تحسین ہوا۔

کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ اُس نے یہ بات خود اختیار کی کہ وہ اپنے باپ کے پھول گنگا کو لیجائے اس وقت دہلی کے تخت پر اکبر اعظم شہنشاہ تھا اور وہ اور رائے سنگھ دونون ہمزلف تھے اس لئے کہ دونون بیبیان راول جیسلمیر کی بیٹیان کہ باہم بہنین تھین بیاہی ہوئی تھین۔ جب رائے سنگھ آمیر والے مان سنگھ کے ذریعہ سے حاضر دربار ہوا تو شہنشاہ نے اُس کو چار ہزاری منصب اور راجہ کا خطاب اور صوبہ حصار عنایت کیا اُسوقت جودھپور والا مالدیو معرض عتاب بادشاہی مین تھا اُس کا زرخیز ضلع ناگور بھی اُس سے چھین لیا تھا جو رائے سنگھ کو مرحمت ہوا اس بیان مین بہت خلط و خبط ہے راو مالدیو اس وقت زندہ نہ تھا اور نہ ناگور کسی کو دیا گیا تھا۔

اس راو پر اکبر کی بڑی مہربانی تھی سنہ ۱۶ جلوس مین شاہ قلی خان کے ہمراہ چندرسین پسر راو مالدیو کی سرکوبی پر مامور ہوا اور اُس کو دباتا ہوا قلعہ سوانہ مین محصور کردیا جب مدت محاصرہ نے طول کھینچا فوج کو محاصرے پر چھوڑکر دربار مین حاضر ہوا اور تازہ دم فوج ساتھ لیکر واپس گیا لیکن قلعہ بہت مضبوط تھا فتح نہو سکا تو سنہ ۱۲ جلوس مین اکبر نے شہباز خان کنبوہ کو اس مہم پر مامور کرکے اسے واپس بلا لیا۔ اسی سال ترسون خان کے ہمراہ رہکر جالور کے رئیس تاج خان کو جس کی اولاد مین اب پالن پور کے نواب ہین اور سروہی کے راو سرتان دیوڑہ کو جس نے بغاوت کی تھی بادشاہی حضور مین حاضر کردیا اور کچھ عرصے تک آبو پر اُسکے راجپوتون کا قبضہ رہا بعض تواریخ مین اسی طرح لکھا ہے سروہی کی تاریخ مین راؤ سرتان کے بیان مین اس کی تفصیل دیکھو اس کے بعد سید ہاشم بارہ کے ساتھ قصبہ نادوت سرحد اودیپور پر تعینات ہوا جب زمیندار سروہی دربار سے بلا اجازت اپنے وطن کو چلدیا یہ پھر اُس کی تادیب پر مامور ہوا اور قلعہ باگوگڑھ کو فتح کرکے حسب الحکم واپس آیا۔ سنہ ۹۸۹ ہجری مین محمد حکیم مرزا کے جو اکبر کا سوتیلا بھائی اور کابل کا حاکم تھا ہندوستان پر حملہ کرنے کی خبر گرم ہوئی اکبر نے خود پنجاب چلنے کا ارادہ کیا اول رائے سنگھ کو بہت سے منصب دارون ہاتھیون اور بہت سے سامان جنگ کے ساتھ روانہ کیا پیچھے سے خود بھی روانہ ہوا محمد حکیم لاہور تک آکر پھر گیا اکبر نے راجہ مان سنگھ اور راؤ رائے سنگھ کو شاہزادہ مراد کے ساتھ آگے روانہ کیا اور انکے جانے کے بعد خود بھی کابل روانہ ہوا اس فوج نے کئی خونریز معرکے مار کر مرزا محمد حکیم کو شکست پر شکست دی جب کابل مین بادشاہ پہونچا آخر بھائی ہی تھا خطا معاف کی اور دوبارہ ملک بخشی کرکے واپس چلا آیا

راستے مین راے سنگھ کو صوبۂ پنجاب مین تعینات کردیا سنہ ۳۰ جلوس (سمت ۱۶۴۲ مطابق سنہ ۱۵۸۶ع) مین راے سنگھ نے ابوالقاسم کے ساتھ جاکر بلوچون کا فساد دور کیا۔ سنہ ۳۱ جلوس مین اکبر نے اِس خاندان کے ساتھ بھی سلسلۂ قرابت قائم کرنا مناسب سمجھا راے سنگھ کی دختر کی خواستگاری شاہزادہ سلیم کے واسطے کی راے سنگھ نے بھی اکبر کی محبت مین کچھ عذر نہ کیا اور نہایت خوشی اور دھوم دھام کے ساتھ اپنی لڑکی کا عقد شاہزادۂ سلیم کے ساتھ کردیا اور ساعت سعید مین یہ بیکانیری بیگم محل سراے شاہی مین داخل ہوئی۔ سنہ ۳۵ جلوس (سمت ۱۶۴۷ مطابق سنہ ۱۵۹۱ع) مین راے سنگھ رخصت لیکر بیکانیر گیا اور یہان پہونچ کر اُس نے فسادی جوئیہ اور جاٹون کی اکثر جاگیرین ضبط کرلین سنہ ۳۶ جلوس مین وطن سے واپس آکر خان خانان مرزا عبدالرحیم خان کی کمک پر مہم ٹھٹھہ مین مامور ہوا۔ سنہ ۳۸ جلوس مین راجہ رام چند ربگھیلا مرگیا بادشاہ نے اُس کے بیٹے بیر بھدر کو جو راے سنگھ کا داماد تھا خلعت حکومت باندھو وغیرہ عطا کرکے دربار سے روانہ کیا بیچارہ سنگھاسن پر سوار جارہا تھا کہ راستے مین اُس پر سے گر پڑا اور خون ڈالکر ہزارون امیدین لئے ہوئے ملک عدم کو سدھارا اکبر کو بہت رنج ہوا تعزیت کے واسطے راے سنگھ کے مکان پر گیا بہت تسلی تشفی کی اور نوازشہاے شاہانہ سے سربلند کیا راے سنگھ کے ایک نوکر نے کسی غریب کو ستایا وہ روتا پیٹتا دربار شاہی مین آیا رحم دل بادشاہ کو یہ بات ناگوار گذری اُس نوکر کو راے سنگھ سے طلب کیا راٹھوڑون نے اُسے بھگا دیا اِس قصور مین چند روز تک مورد عتاب رہا پھر قصور معاف ہوا۔ بعض کہتے ہین کہ سمت ۱۶۵۶ مطابق سنہ ۱۶۰۰ع مین راؤ کا بڑا بیٹا دلپت سنگھ دکن سے بیکانیر کو بھاگ آیا اور فوجی دباؤ سے واپس حاضر ہوا لیکن بادشاہ کو باپ بیٹون کی ملاوٹ معلوم ہوجانے سے کچھ دنون تک راؤ کا سلام بند رہکر حاضری کی پھر اجازت ملی جب مہم دکن کی روانگی کا حکم ہوا آگرے سے چلکر راستے سے بیکانیر کو مڑ گیا بادشاہ نے کئی فرمان بھیجے صلاح الدین نے زبانی کہلا بھیجا کہ اگر دکن جانا منظور نہین ہے تو دربار مین حاضر ہو لیکن یہ نہ دکن گیا نہ دربار مین۔ اکبر نازبرداری کے اوصاف مین بے نظیر تھا کچھ نہ بولا آخر کار جب اکبر کی نازبرداری حد سے گذر گئی تو پشیمان ہوکر خود بخود دربار مین آموجود ہوا سنہ ۴۵ جلوس مین شیخ ابوالفضل کے ساتھ مہم ناسک پر متعین ہوا اسی عرصے مین اُس کے بیٹے دلپت سنگھ نے بیکانیر مین شورش برپا کی یہ بادشاہ سے اجازت لیکر بیکانیر روانہ ہوا اور بیٹے کو ساتھ لیکے سنہ ۴۶ جلوس مین واپس آیا۔

راے سنگھ اکبر کے آخر عہد یعنی سنہ ۱۰۱۴ ہجری مطابق سنہ ۱۶۰۵ع تک منصب چارہزاری پر سرفراز تھا جہانگیر نے تخت سلطنت پر جلوس فرماکر اپنے اول سال جلوس پر راے سنگھ کو ہزاری ذات کی ترقی سے پانچہزاری ذات اور چار ہزار سوار کا منصب عنایت کیا جو اُس وقت تک جیپور اور جودھپور والون کے سوا دوسرون کو نہ ملا تھا۔

جب شاہزادہ خسرو باپ سے باغی ہوکر پنجاب کی طرف بھاگا جہانگیر اُسکے تعاقب مین خود پنجاب روانہ ہوا رخصت کے وقت راے سنگھ کو حکم دیا کہ جس وقت بیگمات طلب کرون اُنکی سواری کے ہمراہ آنا جب بیگمات کی طلبی کا حکم آیا یہ سواری کے ہمراہ آگرے سے روانہ ہوا جب متھرا پہونچا مختلف افواہین سُنین اور بیکانیر کو سیدھا ہولیا اور نتیجہ دیکھنے کو اپنے وطن کو بھاگ آیا لیکن خسرو کے گرفتار ہو جانے کے بعد بادشاہ نے تنبیہ کے واسطے فوجین روانہ کین سنہ ۲ جلوس مین نہایت پشیمان اور شرمندہ ہوکر ہاتھ باندھے ہوئے دربار مین چلا آیا امیر الامرا شریف خان نے بہت سفارش کی باہمت بادشاہ نے قصور معاف کرکے پھر منصب پنجہزاری بحال کردیا۔ سنہ ۱۰۲۱ ہجری مین وفات پائی اور کنور دلپت سنگھ جو دکن کی مہم پر گیا ہوا تھا راج کا مالک ہوا

۷ - راؤ دلپت سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۶۲۱ مطابق سنہ ۱۵۶۵ء

(سال مسند نشینی) سمت ۱۶۶۸ مطابق سنہ ۱۶۱۲ء

(سال وفات) سمت ۱۶۷۰ مطابق سنہ ۱۶۱۴ء

راؤ راے سنگھ بیکانیری کا بیٹا تھا شہنشاہ اکبر کے عہد مین منصب پانصدی پر سرفراز تھا سنہ ۳۶ جلوس مین خان خانان عبدالرحیم خان کی کمک پر مہم ٹھٹھہ مین مامور ہوا لڑائی کے دن باوجود اسکے کہ جمعیت معقول رکھتا تھا کچھ ہمت نہ دکھائی اور دور سے تماشا دیکھتا رہا سنہ ۴۵ جلوس مین بلا رخصت بیکانیر چلا گیا اور وہان جاکر شورش برپا کی باپ دربار مین موجود تھا یہ حال سنکر رخصت لیکر بیکانیر گیا اور بیٹے کو ساتھ لاکر بادشاہ کے قدمون پر گرادیا۔

جہانگیر کے عہد مین باپ کے ساتھ پھر بیکانیر چلا گیا جب شاہی فوجین باپ بیٹے کی سرکوبی پر مامور ہوئین یہ بیکانیر سے بھاگا زاہد خان اور شیخ عبدالرحمن نے ناگور کے قریب جا گھیرا یہ خوب جمکر لڑا لیکن شکست کھائی اور بہزار دشواری پہاڑ مین گھس کر جا بنر ہوا سنہ ۳ جلوس مین خان جہان کی خوشامد اور اُسکی سفارش سے قصور معاف ہوکر دربار مین طلب ہوا اور منصب پر بحال ہوکر صوبہ دکن مین متعین ہوا۔ سنہ ۷ جلوس مین باپ کے مرنے کا حال سنکر دربار مین حاضر ہوا اُسکے راج ملنے کا احوال جہانگیر نے اپنے تزک مین اس طرح لکھا ہے سنہ ۱۰۲۱ ہجری (مطابق سمت ۱۶۶۸ و سنہ ۱۶۱۲ء) مین دلپت نے دکن سے آکر حاضری دی اُس کا باپ راے سنگھ مرگیا تھا جس سے اُسکو راؤ کا خطاب اور خلعت دیا گیا راے سنگھ کے ایک دوسرا بیٹا سورج سنگھ بھی تھا جسکو وہ ولی عہد کرنا چاہتا تھا کیونکہ اُسکی ماں سے وہ زیادہ محبت رکھتا تھا جس وقت راے سنگھ کے گذرنے کا ذکر میرے سامنے کیا جاتا تھا سورج سنگھ کم عمری اور کم عقلی سے عرض کرنے لگا کہ باپ نے مجھے ولی عہد بناکر ٹیکہ دیا ہے یہ بات مجھکو بری معلوم ہوئی اور مین نے کہا کہ اگر تیرے باپ نے تجھے ٹیکہ دیا ہے تو ہم دلپت کو دیتے ہین۔ مین نے اپنے ہاتھ سے دلپت کے ٹیکہ لگا کر اُس کی موروثی

جاگیر بحال رکھی اور پٹنے کے ناظم مرزا رستم کے مددگارون مین مقرر کرکے اُس کو دو ہزاری ذات اور ہزار سوار کا منصب عنایت کیا دلپت سنگھ کم عقل اور کوتاہ اندیش تھا اگر راہ راست پر چلتا تو بہت ترقی کرجاتا مگر اُسپر نحوست کی گھٹا چھارہی تھی بادشاہ نے منصب مین پانصدی کا اضافہ کرکے مرزا رستم صفوی کی کمک پر ٹھٹھہ جانے کا حکم دیا اُسکے دماغ مین خودی کا کیڑا زور مار رہا تھا راستے سے بیکانیر چلدیا بادشاہ نے ناراض ہوکر اُسکے چھوٹے بھائی سورج سنگھ کو فوج کے ساتھ اُس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا بیکانیر کے پاس مقابلہ ہونے پر دلپت سنگھ شکست کھاکر حصار کی طرف بھاگا جہان کے بادشاہی فوجدار ہاشم خان نوستی نے اُسے گرفتار کرکے بادشاہ کے حضور مین بھیجدیا چونکہ کئی مرتبہ بغاوت کرچکا تھا بادشاہ نے قتل کرادیا۔ بیکانیر کی دیسی تاریخ کا بیان ہے کہ وہ اپنے ایک سردار وغیرہ کی مدد پاکر بادشاہی قید سے نکل جانے کے ارادے پر مقابلے مین مارا گیا۔

۸ - راؤ سورج سنگھ المعروف بہ سور بھورتیہ

(سال پیدائش) سمت ۱۶۵۱ مطابق سنہ ۱۵۹۵ع

(سال مسندنشینی) سمت ۱۶۷۰ مطابق سنہ ۱۶۱۴ع

(سال وفات) سمت ۱۶۸۸ مطابق سنہ ۱۶۳۲ع

راو رائے سنگھ بیکانیری کا چھوٹا بیٹا تھا باپ اسی کو اپنا جانشین مقرر کرنا چاہتا تھا مگر جہانگیر نے اس کے بڑے بھائی دلپت سنگھ کو جانشین مقرر کیا اور اس کو منصب مناسب پر سرفراز کیا جب سنہ سات جلوس مین دلپت سنگھ نے مخالفت پر کمر باندھکر بغاوت اختیار کی تو جہانگیر نے اُس کو اُسکی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اس نے بھائی کو شکست دیکر بھگا دیا اس نے اپنے بڑے بھائی کے قید وقتل ہونے کے بعد راج پاکر سمت ۱۶۸۶ مطابق سنہ ۱۶۲۰ع مین دو ہزاری ذات ہزار سوار کا منصب حاصل کیا جہانگیر کے اخیر عہد تک سورج سنگھ منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار تک پہونچا شاہ جہان نے پہلے سال جلوس مین علم ونقارہ دیکر چار ہزاری ذات دو ہزار سوار سے مفتخر کیا اور خان خانان مہابت خان کے ساتھ نذر محمد خان والی بلخ کے مقابلے پر جس نے کابل پر حملہ کیا تھا متعین کیا سنہ ۲ جلوس مین خان جہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا سنہ ۳ جلوس مین مہم دکن مین تعینات ہوا اور خدمات نمایان انجام دیکر سنہ ۴ جلوس مطابق سنہ ۱۰۴۰ ہجری مین انتقال کیا کرن اور ستر سال دو بیٹے تھے کرن باپ کا جانشین ہوا ستر سال کو بادشاہ نے منصب پانصدی پر سرفراز کیا سنہ ۱۰ جلوس تک منصب ہفت صدی ذات ششش صد سوار پر سرفراز تھا اور سورج سنگھ کے وقت مین بچھاوت جو مہتا جو اوسوالون کی ایک شاخ ہے اور جنھون نے ملکی کاروبار مین بہت اختیار پیدا کرکے راؤ رائے سنگھ کے بعد اُس کے بیٹے دلپت کو راج دلانا چاہا تھا قتل کیئے گئے تباہی کے بعد انکی نسل اودے پور پہونچکر پھیلی جہان اب ملکی

کاروبار مین دخیل پائی جاتی ہے۔

۹- راؤ کرن سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۶۷۳ مطابق ۱۶۱۶ء

(سال مسند نشینی) سمت ۱۶۸۸ مطابق ۱۶۳۲ء

(سال وفات) سمت ۱۷۲۶ مطابق ۱۶۱۷ء

راؤ سورج سنگھ بیکانیری کا بیٹا تھا اپنے باپ کی وفات کے بعد ۲ سنہ جلوس شاہ جہانی مین منصب دوہزاری ذات ہزار سوار پر سرفراز ہوکر خطاب راؤ سے مفتخر ہوا اور حسب قاعدہ سابق بیکانیر جاگیر مین مرحمت ہوا۔ ۵ سنہ جلوس مین حاضر دربار ہوکر وزیرخان کے ساتھ قلعہ دولت آباد کی تسخیر پر مامور ہوا ۲۳ سنہ جلوس مین منصب دوہزاری ذات دوہزار سوار پر سربلند ہوکر بجاے سیادت خان کے دولت آباد کا قلعدار مقرر ہوا۔ ۲۳ سنہ جلوس مین منصب دوہزار و پانصدی ذات دوہزار سوار ۲۶ سنہ جلوس مین منصب سہ ہزاری ذات دوہزار سوار پر مفتخر ہوا جب دولت آباد کی حکومت شاہزادہ اورنگ زیب کو مرحمت ہوئی یہ شاہزادے کی ماتحتی مین دکن مین بدستور تعینات رہ کر وہان کی مہمات مین شریک ہوتا رہا۔ ۱۰۶۸ سنہ ہجری مین جب شاہ جہان کی بیماری کی حالت مین داراشکوہ نے جملہ امراے متعینہ دکن کو واپس طلب کیا راؤ کرن وہان سے روانہ ہوکر بیکانیر چلا گیا شہنشاہ عالمگیر نے بھائیون کے جھگڑے سے فارغ ہوکر ۳ سنہ جلوس مین امیرخان خوافی کو اُس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اُس سے سوے اس کے کچھ بن نہ پڑا کہ امیرخان کے ساتھ دربار مین چلا آیا اور نہایت عجز سے عفو تقصیر کا خواستگار ہوا بادشاہ نے قصور معاف فرماکر منصب سہ ہزاری ذات دوہزار سوار پر سربلند کرکے دکن مین تعینات کیا۔ ۹ سنہ جلوس مین دلیرخان داؤد زئی کے ساتھ زمیندار چاندہ کی سرکوبی پر متعین ہوا وہان کچھ ایسا قصور سرزد ہوا کہ جاگیر بیکانیر اور سرداری قوم اور منصب سے برطرف کیا گیا اس حالت مین بیمار پڑ گیا اور ۱۰۸۰ سنہ مین بمقام اورنگ آباد انتقال کیا۔

اورنگ آباد مین چاردیواری کے باہر دکن اور پچھم کے گوشے مین راؤ کرن کا آباد کیا ہوا پورہ اُس کے نام سے آباد ہے۔

راؤ کرن کے چار بیٹے تھے۔ انوپ سنگھ۔ پدم سنگھ۔ کیسری سنگھ۔ موہن سنگھ۔ انوپ سنگھ مسند نشین ہوا۔ پدم سنگھ۔ کیسری سنگھ اور موہن سنگھ نے لاولد انتقال کیا موہن سنگھ پر شاہزادہ معظم کی خاص نظر عنایت تھی اس سبب سے شاہزادے کے سب نوکر اُس سے حسد رکھتے تھے ایک دن شاہزادے کے میر توزک محمد شاہ کا پالتو ہرن موہن سنگھ کے احاطے مین چلا گیا محمد شاہ نے سر دربار موہن سنگھ سے تقاضا کیا دونون مین باتون باتون مین ایسی بات بڑھی کہ تلوارین کھینچ لین محمد شاہ کے کئی آدمی اُس وقت اور

موجود تھے سب نے حملہ کرکے موہن سنگھ کو زخمی کیا پدم سنگھ اور موہن سنگھ دونون بھائیون مین عرصے سے عداوت چلی آتی تھی جب اُس نے یہ حال سنا برادرانہ محبت نے جوش مارا فوراً تلوار ہاتھ مین لیکر موقع واردات پر جا پہونچا اور ایک ہی وار مین محمد شاہ کا کام تمام کردیا اور موہن سنگھ کو پالکی پر سوار کراکر اپنے قیام گاہ کو روانہ ہوا راستے مین موہن سنگھ بھی مرگیا جب شاہزادے کو یہ حال معلوم ہوا بہت افسوس کیا اور پدم سنگھ سے کچھ بازپرس نہ کی۔

۱۰۔ راجہ انوپ سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۶۹۵ مطابق سنہ ۱۶۳۹ع
(سال مسند نشینی) سمت ۱۷۲۴ مطابق سنہ ۱۶۶۸ع
(سال وفات) سمت ۱۷۵۵ مطابق سنہ ۱۶۹۹ع

یہ اپنے باپ کی زندگی مین راج پاچکا تھا سمت ۱۷۳۵ مطابق سنہ ۱۶۷۹ع مین انوپ گڑھ کا قلعہ بنوایا اور سرکش سردارون سے ناراضی کے سبب غیر ملک کی تنخواہ دار فوج نوکر رکھی ۱۷ سنہ جلوس عالمگیری مین بہادر خان کوکہ اور عبدالکریم میانہ کی لڑائی مین خدمات نمایان انجام دین اور اُنکے صلے مین بہادر خان کی سفارش سے خطاب راجگی سے موصوف ہوا ۱۹ سنہ جلوس مین دلیر خان داؤدزئی کی ماتحتی مین دکھنیون کی لڑائی مین خاص نام پیدا کیا۔ ۲۱ سنہ مین اورنگ آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ اسی عرصے مین سیوا نے آکر شورش کی وہ اپنی قلیل فوج لیکر نہایت شجاعت وبہادری سے شہر سے باہر نکلکر مقابلے پر آمادہ ہوگیا لڑائی شروع ہی ہوئی تھی کہ خان جہان بہادر ناظم دکن آپہونچا اور مرہٹے اُس کی صورت دیکھتے ہی بھاگ گئے ۳۰ سنہ جلوس (سمت ۱۷۴۳ مطابق سنہ ۱۶۸۷ع) مین عالمگیر نے اُسکو نصرت آباد سکھر علاقہ سندھ کی فوجداری وقلعداری دی۔ ۳۳ سنہ جلوس مین امتیاز گڑھ ادونی کی حکومت سے سرفراز ہوا ۳۵ سنہ مین اُس مہم سے تبدیل ہوا ۴۱ سنہ جلوس (سمت ۱۷۵۵) مین دکن مین گذر گیا اور اُس کا بیٹا راجہ ہوا۔

۱۱۔ راجہ سروپ سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۷۴۶ مطابق سنہ ۱۶۹۰ع
(سال مسند نشینی) سمت ۱۷۵۵ مطابق سنہ ۱۶۹۹ع
(سال وفات) سمت ۱۷۵۷ مطابق سنہ ۱۷۰۱ع

یہ پہلے سے ملازمت شاہی مین ہزاروپانصدی کا منصب دار تھا راج پاکر دکن مین بادشاہ عالمگیر کے پاس حاضر رہا اور ذوالفقار خان کی ماتحتی مین خدمات شاہی انجام دیتا رہا اور تین برس کے اندر کم عمری مین وہین مرگیا جس سے اُسکے چھوٹے بھائی سجان سنگھ کو گدی ملی۔

۱۲- راجہ سجان سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۷۴۷ مطابق سنہ ۱۶۹۱ ع
(سال مسند نشینی) سمت ۱۷۵۷ مطابق سنہ ۱۷۰۱ ع
(سال وفات) سمت ۱۷۹۲ مطابق سنہ ۱۷۳۶ ع

اُس نے ۳۵ سال راج کیا اور اس کے نام پر سجان گڑھ آباد ہوا جو اس زمانے مین مدت تک پولٹیکل افسر کا قیام گاہ رہا۔ اس کے وقت مین عالمگیر اور بہادر شاہ وغیرہ کے مرجانے سے دلی والون کا داؤ نہ رہا تو جودھپور کے مہاراجہ ابھے سنگھ اور اُس کے چھوٹے بھائی بخت سنگھ نے کئی بار بیکانیر لینے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہو سکے۔ محمد شاہ کے عہد سمت ۱۷۹۲ مین اس کا انتقال ہوا اور اس کا بیٹا زور آور سنگھ جو سرکشی کے سبب باپ کے سامنے ہی ریاستی اختیار پاچکا تھا راج کا مالک ہوا۔

۱۳- راجہ زور آور سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۷۶۹ مطابق سنہ ۱۷۱۳ ع
(سال مسند نشینی) سمت ۱۷۹۲ مطابق سنہ ۱۷۳۶ ع
(سال وفات) سمت ۱۸۰۲ مطابق سنہ ۱۷۴۶ ع

یہ دس برس راج کر کے لاولد فوت ہوگیا اس کے وقت مین بھی جودھپور کے مہاراجہ ابھے سنگھ نے کئی دفعہ بیکانیر پر چڑھائی کی۔ سمت ۱۷۹۶ مطابق سنہ ۱۷۴۰ ع مین جیپور کے راجہ سوائی جے سنگھ اور ناگور کے حاکم مہاراج بخت سنگھ نے بیکانیر کی مدد پر آکر ابھے سنگھ کو زچ کیا جس سے وہ بیکانیر کا محاصرہ چھوڑ بھاگا۔ بیکانیر کی دیسی تاریخ مین لکھا ہے کہ مہاراجہ ابھے سنگھ سے اکیس لاکھ روپیہ فوج خرچ لیا جا کر جودھپور کا محاصرہ اُٹھایا گیا۔

۱۴- راجہ گج سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۷۸۰ مطابق سنہ ۱۷۲۴ ع
(سال مسند نشینی) سمت ۱۸۰۲ مطابق سنہ ۱۷۴۶ ع
(سال وفات) سمت ۱۸۴۴ مطابق سنہ ۱۷۸۸ ع

گج سنگھ جو راؤ انوپ سنگھ کا پوتا اور آنند سنگھ کا بیٹا تھا اپنے رشتہ دار بھائی راجہ زور آور سنگھ کے لاولد مرجانے پر گود لئے جا کر راجہ بنایا گیا۔ اس نے جیسلمیر کے بھائیون سے کئی سرحدی مقام چھین لئے اور بہاولپور والون سے انوپ گڑھ کا قلعہ جو پہلے جا تا رہا تھا واپس حاصل کر کے اُن لوگون کی حملہ آوری روکنے کے لئے مغربی علاقہ بالکل اُجاڑ دیا سمت ۱۸۱۰ مطابق سنہ ۱۷۵۴ ع مین راجہ کو دلی کے بادشاہ احمد شاہ نے فوجی مدد کے عوض سات ہزاری منصب اور حصار کا ضلع جاگیر مین دیا اس راجہ نے ناگور کے

مہاراج بخت سنگھ کو جودھپور کا راج ملنے کے واسطے مہاراجہ رام سنگھ کے مقابلے پر اچھی مدد دی اور بخت سنگھ کے بعد اُسکے بیٹے مہاراجہ بجے سنگھ کا ساتھ دینے مین بھی کوتاہی نہین کی جس سے کچھ عرصے تک جودھپور اور بیکانیر مین اتفاق رہا بیالیس برس راج کرنے کے بعد اس کا انتقال ہونے پر کنور راج سنگھ وارث رہا۔

۱۵۔ راجہ راج سنگھ

(سال پیدایش) سمت ۱۸۰۱ مطابق ۱۷۴۵ء

(سال مسند نشینی) سمت ۱۸۴۴ مطابق ۱۷۸۸ء

(سال وفات) ایضاً

اِس راجہ کو اُسکے چھوٹے بھائی صورت سنگھ کی مان نے دو ہفتے کے اندر زہر دیکر مار ڈالا اور اُسکے دو بیٹون پرتاب سنگھ وجے سنگھ کا بھی صورت سنگھ نے اسی طرح کام تمام کیا۔

۱۶۔ راجہ پرتاب سنگھ

(سال پیدائش) معلوم نہین۔

(سال مسند نشینی) سمت ۱۸۴۴ مطابق ۱۷۸۸ء

(سال وفات) سمت ۱۸۴۵ مطابق ۱۷۸۹ء

کم عمر پرتاب سنگھ کو اُسکے چچا صورت سنگھ نے اٹھارہ مہینے تک نام کے لئے راجہ بنا رکھا پھر مقام مہاجن اور بھادراجن وغیرہ کے سردارون کی موافقت سے راجہ کے مارنے کا ارادہ کیا لیکن صورت سنگھ کی رحمدل بہن مانع ہوئی۔ تب اُس نے مقام نرور کے تنگدست راجہ کو تین لاکھ روپے کے جہیز کے لالچ سے بلا کر زبردستی بہن کی شادی اُسکے ساتھ کردی۔ بہن کے اطمینان کے لئے اگرچہ صورت سنگھ نے بچے راجہ کی حفاظت پر قسم کھائی مگر اُس کے چلے جانے کے بعد راجہ مرا ہوا پایا گیا۔ جس کو یقین کے ساتھ صورت سنگھ کے ہاتھ سے ہلاک ہونا سمجھتے ہین۔

۱۷۔ راجہ صورت سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۸۲۲ مطابق ۱۷۶۶ء

(سال مسند نشینی) سمت ۱۸۴۵ مطابق ۱۷۸۹ء

(سال وفات) سمت ۱۸۸۵ مطابق ۱۸۲۹ء

راجہ صورت سنگھ جو راجہ گج سنگھ کا دوسرا بیٹا تھا اپنے بھتیجے کو مار کر گدی پر بیٹھا اور اُس نے اپنی ظالم طبیعت سے بھائی بھتیجون کو قتل یا اپنے ملک سے خارج کرکے کوئی دعوے دار باقی نرکھا۔ سمت ۱۸۵۶ مطابق ۱۸۰۰ء مین راجہ نے کئی ہزار فوج بھاولپور کی طرف بھیجی جو وہان کا علاقہ

لوٹنے کے بعد شکست کھاکر واپس آئی۔ سمت ۱۸۶۱ مطابق ۱۸۰۵ء مین مسلمان بھاٹی راجپوتون کے قبضے سے قلعہ بھٹنیر چھین لیا گیا جو اب تک بیکانیر کے متعلق چلا آتا ہے۔

کچھ عرصے کے بعد جودھپور کے مہاراجہ مان سنگھ کے برخلاف وہان کے دعویدار دھونکل سنگھ کا ساتھ دیکر صورت سنگھ نے چوبیس لاکھ روپیہ جو اُس وقت اس ویران و جنگلی ریاست کی پانچ برس کی آمدنی تھی خرچ کر ڈالا۔ لیکن نواب امیرخان کے دباؤ سے جو مان سنگھ کی مدد پر تھا شکست کھاکر پھلودی مقام ہمیشہ کے واسطے جودھپور کے قبضے مین دیا اور دو لاکھ روپیہ فوج خرچ کے بابت نواب کو دینا پڑا۔

سمت ۱۸۷۴ مطابق ۱۸۱۸ء مین سرکار انگریزی نے دوسری ریاستون کی طرح راجہ صورت سنگھ کے ساتھ بھی عہدنامہ طے کر کے بیکانیر کو اپنی حفاظت مین لیا اور اس سبب سے کہ پہلے کسی بادشاہ یا مرہٹون نے اس ویران ملک پر خراج قائم نہ کیا تھا اس لئے سرکار انگریزی کو بھی اس وقت کوئی رقم دی جانی قرار نہ پائی۔ آخر عمر مین راجہ نے عام رعیت سے ظلم کے ساتھ بہت روپیہ وصول کیا جو پاپ دور ہونے کے خیال خام سے لالچی اور مکار برہمنون کو دیا جاتا تھا۔ کاشتکار لوگ تنگ آکر غیر علاقون مین جا بسے اور ملکی خرابی کی حالت مین راجہ نے چالیس برس راج کر کے اس جہان سے کوچ کیا۔

۱۸ - راجہ رتن سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۸۴۷ مطابق ۱۷۹۱ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۸۸۵ مطابق ۱۸۲۹ء
(سال وفات) سمت ۱۹۰۸ مطابق ۱۸۵۲ء

یہ راجہ جبکہ ریاست کی تباہ حالت اور سردارون کی بغاوت سے ہر طرف لوٹ مار جاری تھی گدی پر بیٹھا اُس نے راج پاتے ہی جیسلمیر پر چڑھائی کر دی جہان کے لوگون نے اُس کی رعایا کو ستایا تھا جیسلمیر کے قریب بڑی لڑائی ہونے کو تھی کہ سرکار انگریزی نے عہدنامے کے برخلاف راجپوتانے مین فساد کی صورت دیکھ کر مہارانا اودیپور کے ذریعہ سے دونون ریاستون کو اُنکے نقصان کا عوض دلا دیا۔

سمت ۱۸۸۶ مطابق ۱۸۳۰ء مین راجہ نے سردارون کے دبانے کو انگریزی فوج مانگی لیکن وہان سے اعتراض ہوکر انکار کر دیا گیا۔ سمت ۱۸۹۱ مطابق ۱۸۳۵ء مین بیکانیر و جیسلمیر کا سرحدی فساد جو مدت سے چلا آتا تھا اُس کو سرکار نے ایک انگریزی افسر کے ذریعہ سے دور کرایا۔ تھوڑے دنون کے بعد راجہ نے پرانے زمانے کے طور پر علاقہ بڑھانے کے خیال سے سرکاری ضلع حصار کی طرف بے جا ارادہ کیا جو فوجی دھمکی سے زبردستی روکدیا گیا۔ اس راجہ نے بائیس برس راج کرنے کے بعد وفات پاکر اپنے کنور سردار سنگھ کو چھوڑا جبکے آئندہ صحیح النسب اولاد نہونے سے راجہ صورت سنگھ کی اولاد کے قبضے سے راج جاتا رہا۔

۹- مہاراجہ سردار سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۹ء

(سال مسند نشینی) سمت ۱۹۰۸ مطابق ۱۸۵۲ء

(سال وفات) سمت ۱۹۲۸ مطابق ۱۸۷۲ء

اس مہاراجہ نے سمت ۱۹۱۴ مطابق ۱۸۵۷ء کے غدر مین کئی انگریزون کو پناہ دے کر ہانسی حصار کی طرف باغیون کے مقابلے کو اپنی فوج بھیجدی جسکے عوض اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کی سفارش اور ویسرائے ہند کی منظوری سے مہاراجہ کو گود لینے کی سند کے علاوہ اکتالیس گانؤن جنکی سالانہ آمدنی چودہ ہزار تین سو روپیہ تھی ہمیشہ کے واسطے عنایت ہوکر سمت ۱۹۱۷ مطابق ۱۸۶۱ء مین اُن پر دخل دلا دیا۔ ان گانؤن پر کئی برس کے بعد معمول سے زیادہ محصول لگانے کے سبب فریاد ہوئی۔ اس لئے ویسرائے کی طرف سے ہدایت ہوکر سمت ۱۹۲۴ مطابق ۱۸۶۸ء مین جبکہ محکمہ پولٹیکل اسسٹنٹ اجنٹ گورنر جنرل بیکانیر کے لئے سجانگرہ مین قائم ہوچکا تھا کپتان پاؤلٹ پولٹیکل افسر کی معرفت اس شکایت کا مناسب فیصلہ ہوگیا۔

مہاراجہ کے بیس سال عہد مین بیس سے زیادہ کامدار اُنکے لالچ اور اپنے ناقص انتظام کے سبب سے بدل گئے آخر مہاراجہ نے دیسی لوگون کو زیادہ بے وفا اور خود مطلب پاکر اول منشی لایت حسین کو جو ڈپٹی مجسٹریٹ تھا اور پھر پنڈت من پھول کو جو اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھا انگریزی علاقے سے دیوان کے عہدے پر طلب کیا تیز مزاج منشی سے تو دعایا اور سردار برخلاف ہوگئے اور مسکین پنڈت کو مہاراجہ نے ناپسند کرکے ہمیشہ اپنے پاس نہ آنے دیا اس لئے انتہا درجے کی بدانتظامی ہونے کے سبب کپتان ایڈورڈ بربڈفورڈ پولٹیکل اجنٹ جیپور سرکاری حکم سے بیکانیر گیا اور فضول خرچ کم کرا کر مہاراجہ کو نیک صلاحین دین جس سے پنڈت من پھول سی۔ ایس۔ آئی۔ کی مدد کے واسطے ایک پنچایت مقرر ہوئی لیکن خودسر رئیس کے آگے وہ محض بے کار رہی۔ ریاست کی ابتری کے وقت سمت ۱۹۲۸ مطابق ۱۸۷۲ء ۱۶ مئی کو صبح کے وقت مہاراجہ سردار سنگھ نے انتقال کیا۔ اُس نے ایک کنیز کے ناداد بیٹے کے سوا جو راج کا مالک نہین ہوسکتا تھا کوئی اولاد نہین چھوڑی یہ مہاراجہ بلند حوصلہ اور فیاض شخص تھا۔ آخر عمر مین جوتشی وغیرہ لوگون کے بہکانے سے پرانی رسمون کا زیادہ پابند اور ملکی انتظام سے غافل رہ کر آرام طلب ہوگیا تھا۔ جس کے سبب اکثر شکایتین ہوئین۔

۲۰- مہاراجہ ڈونگر سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۹۱۱ مطابق ۱۸۵۵ء

(سال مسند نشینی) سمت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۲ء

(سال وفات) سمت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء

ڈونگر سنگھ جو مہاراجہ گج سنگھ کی اولاد مین سے چھٹی پشت مین تھا بڑی رانی اور اہلکاردن وغیرہ کی صلاح سے کپتان بریڈفورڈ اسسٹنٹ اجنٹ گورنر جنرل کے بیکانیر پہونچنے پر گود لئے جاکر راج کا مالک بنایا گیا اور ۲۲ جنوری ۱۸۷۳ء کو کرنل سولیوس بیلی اجنٹ گورنر جنرل نے اُس کو سرکاری خلعت - ریاستی اختیار - اور خزانہ وغیرہ حوالے کیا - دوسرے برس پنڈت من پھول دیوان جس نے اپنی آخر عمر کا حصہ راج بیکانیر کی بہتری مین صرف کیا تھا بیماری سے استعفا دیکر علٰحدہ ہوا - مہاراجہ نے اُس کو خلعت اور جاگیر دیکر اُس کی جگہ اپنے باپ لال سنگھ کو پنچایت کا افسر مقرر کیا -

سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ء مین مہاراجہ مذہبی یاترا کے لئے بنگالہ واله آباد وغیرہ کی طرف گیا جہانکی سرسبزی وآبادی سے جس کا نقشہ بیکانیر والون کی نظر سے اپنے ریگستانی اور ویران علاقے کے سوا نہ گذرا تھا اُنکو زیادہ تعجب ہوا - دوسرے سال مہاراجہ اپنی شادی کرنے کو مقام بھوج راجدھانی کچھ علاقہ کاٹھیاواڑ کو گیا جہان سے منڈوی مقام مین پہونچ کر کشتی کی سواری پر دوارکا کے درشن کو روانہ ہوا کچھ دنون کے بعد یہ سفر جلد طے کرلیا گیا - بیکانیر واپس آنے پر مہاراجہ کو ریاستی مشکلون نے گھیر لیا - ساہوکارون وغیرہ نے شکایتین کین کہ مہاراجہ روپیہ جمع کرنے کی فکر مین رعایا پر سختی کرتا ہے - روپیہ دورہ کرنے کے عوض دفن ہوتا ہے - علاقے مین واردات کی کثرت کے سوا سیردارون نے ہمیشہ ریاست سے ناراضی ظاہر کی لیکن وہ خود بھی اپنی رعیت پر ظلم اور غیر علاقون مین جرم کرتے تھے جس سے سارا ملک آفت ومصیبت مین مبتلا ہو گیا -

سمت ۱۹۴۰ مطابق ۱۸۸۴ء مین جبکہ جاگیردارون کا فساد انتہا درجے کو پہونچ گیا اور کئی بار سرکاری ہدایت اور ریاستی فوج کشی سے بھی رعایا کے آرام وملکی انتظام کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو کرنل سراڈورڈ بریڈفورڈ - کے سی - ایس - آئی - اجنٹ گورنر جنرل سرکاری فوج لیکر ریاست مین گیا - فسادی سردار اُسکے طلب کرنے پر حاضر ہوگئے جو قید کرکے اجمیر بھجدیے گئے مہاراجہ ڈونگر سنگھ سے گیارہ برس حکومت کے بعد ریاستی اختیارات ضبط ہوکر کپتان ٹالبٹ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کو سپرد کئے گئے اور اُسکے ماتحت منشی امین محمد دیوان اور کئی شخصون کی پنچایت تمام علاقے اور صدر کی کچہریون کا اپیل سُننے کو قائم ہوئی باہمی رنج وفساد نے وہ نتیجہ پیدا کیا جو ہر طرح افسوس کا باعث ہے - اب انگریزی رعب سے کسی کو سرکشی کی مجال نہین رہی - بے اختیاری سے تین برس کے بعد ۱۹ - اگست ۱۸۸۷ء کو مہاراجہ ڈونگر سنگھ انتقال کر گیا اور اُس کا چھوٹا بھائی وارث مانا گیا -

۲۱ - مہاراجہ گنگا سنگھ جی

(سال پیدائش) سمت ۱۹۳۶ مطابق ۱۸۷۹ء

رسالہ مسند نشینی سمت ۱۹۴۴ مطابق سنہ ۱۸۸۷ء

یہ مہاراجہ ۱۳- اگست سنہ ۱۸۸۷ء کو اپنے بڑے بھائی کی جگہ گدی پر بٹھائے گئے انہون نے میو کالج
اجمیر مین تعلیم پائی انکے جوان اور ہوشیار ہونے تک بدستور سرکاری انتظام رہا کئی فسادی ٹھاکر
جو چار سال پہلے بلوے کے سبب گرفتار ہونے کے بعد اجمیر بھیجدیے گئے تھے سمت ۱۹۴۵ مطابق سنہ ۱۸۸۸ء
کو اگست کے مہینے مین اُنکو انگریزی سرکار سے واپس بیکانیر آنے کی اجازت ملی - اسی سال ۱۱- اکتوبر کو
خان بہادر منشی امین محمد دیوان نے انتقال کیا ریاست نے پرورش کے طور پر اُسکے بیٹے کے نام پر ڈیڑھ سو
روپیہ ماہوار مقرر فرمایا سنہ ۱۸۸۹ اور سنہ ۱۸۹۳ء کے درمیان مین ایک امپیریل سروس کیمل کور پانسو سپاہیونکی
قائم کی گئی اور اسے گنگا رسالہ کا نام دیا گیا اس رسالے نے پیدل رجمنٹ کے طور پر سنہ ۱۹۰۰ء مین چین مین
خدمات انجام دین اور سنہ انیس سو تین و چار مسیحی مین اسکے دو سو پچاس سپاہیون کے دستے نے
شمالی لینڈ کی جنگ مین حصہ لیا - اور گذشتہ جنگ جرمنی مین مصر مین خدمات انجام دین سنہ ۱۸۹۹ء اور
سنہ ۱۹۰۲ء کے درمیان مین ریاست نے ۲۵۰ میل لمبی ریلوے لائن جنوب مین مارواڑ سے بیکانیر ہوتی
ہوئی شمال مشرق مین پنجاب کی سرحد تک ۱۵ لاکھ روپیہ کے صرف سے تیار کرائی - سنہ ۱۸۹۶ء مین ۴ لاکھ
ستر ہزار کے صرف سے دریائے گھاگرہ سے نہرین کھدوائین اور اسی سنہ مین کوئلے کی کان بیکانیر کے جنوب مین
۱۴ میل کے فاصلے پر پالانا مین دریافت ہوئی اور کہا جاتا ہے کہ اس مین بیس لاکھ ٹن کوئلہ ہے ۱۶ دسمبر
سنہ ۱۸۹۸ء کو جمعہ کے روز نوجوان مہاراجہ کو مسٹر مارٹینڈل ایجنٹ گورنر جنرل نے مسند نشین کیا
ہز اکسلنسی نواب گورنر جنرل اور ویسرائے ہند نے ایک تہنیت آمیز خریطہ مہاراجہ کو بھیجا اور گورنمنٹ
آف انڈیا کی طرف سے مہاراجہ کو ایک قیمتی مرصع ہار اور ایک شمشیر بطور نشان اعزاز بھیجی گئی صاحبزادہ
حمید الظفر خان جو نواب نجیب الدولہ کے متسبین سے ہین اُنکی نیابت مین مدار المہامی کا کام انجام دیتے
تھے جو پہلے سے اس کام پر مامور تھے مہاراجہ کی چین کی خدمات کے صلے مین گورنمنٹ نے قیصر ہند کا تمغا
درجہ اول اور جی سی آئی اے کا اعزاز عطا کیا۔

سنہ ۱۸۹۹ء مین جو قحط پڑا تو بیکانیر اور جودھپور کی رعایا گھر بار اور شہر چھوڑ چھوڑ کر چارون طرف گئی
مارواڑ اور بیکانیر مین پانی اور چارے کے قحط سے مویشی اور انسان دونون کا برا حال تھا ہزارہا مویشی
مارے پیاس کے مرگئے اور اُنکے مالک جو خوش حال اور آسودہ تھے بھیکین مانگنے لگے مارواڑ مین دو پیسے
کو بکری بکی چار چار روپے مین گھوڑے بکے چار آنے سے دو روپے تک گائے بیل بکتے رہے بیکانیر اور
جودھپور کی رعایا کا بڑا حصہ ترک وطن کرکے دیگر علاقجات اجمیر مالوہ و ممالک شمال و مغرب اودھ اور
پنجاب وغیرہ مین چلا گیا اور وہان ہر ایک شہر و قصبے کی گلی کوچون مین گروہ در گروہ بھیک مانگتا پھرتا تھا
حکام ضلع اجمیر نے ایک خاص تدبیر کی کہ ہر ریاست کی رعایا کے لئے علحدہ علحدہ احاطے قائم کئے اور وہان

اُنکی رہائش کے لئے جھونپڑیاں وغیرہ بنوا کر رکھا اور ہر ایک ریاست کی رعایا کو علیحدہ علیحدہ امدادی کاموں پر لگایا اور ریاستوں کو اطلاع دی کہ اس قدر قحط زدہ آدمی ریاست کے یہاں کام پر لگائے ہوئے ہیں اور یہ کام محض ریاستوں کی رعایا کی جان بچانے کے لئے کھولے گئے ہیں یا تو اپنی رعایا کو لیجا کر ریاست میں اُنکے لئے کام کھولو ورنہ تمام ایسے کاموں کا خرچ ریاستوں سے لیا جائے گا اس کارروائی کا فوری اثر یہ ہوا کہ ہر ایک ریاست نے اپنے اپنے معتمد اجمیر میں بھیجکر اپنی رعایا کو واپس بلا لیا مہاراجہ نے اس قحط میں دریا دلی اور بیدار مغزی سے کام لیا۔ سنہ انیس سو پانچ و چھ میں جب ملک معظم جارج پنجم اپنے زمانہ ولی عہدی میں ہندوستان میں آئے تو مہاراجہ اُنکے ایڈیکانگ تھے سنہ ۱۹۱۱ء میں یونیورسٹی کیمبرج نے اُنکو ایل ایل ڈی کی ڈگری عطا کی۔

سنہ ۱۹۱۱ء میں تقریب دربار تاج پوشی جو دہلی میں منعقد ہوا تھا جی۔سی۔ایس۔آئی کا اُنکو خطاب ملا۔ ابتدائے جنگ عظیم سنہ ۱۹۱۴ء میں مہاراجہ نے بذات خود شریک جنگ ہونے کی سرکار میں درخواست دی جو منظور ہو گئی۔ سنہ ۱۹۱۸ء کے سال نو پر مہاراجہ کی ذاتی سلامی ۱۹ توپ مقرر ہوئی اور کے۔سی۔بی بنائے گئے۔

جنگ عظیم کی صلح کانفرنس جب پیرس میں منعقد ہوئی تو ہندوستان کی طرف سے جو صلح کے ڈیلیگیٹ شرکت کے لئے بھیجے گئے اُن میں مہاراجہ بھی تھے اور اختتام کانفرنس مذکور کے بعد ۱۶ جولائی سنہ ۱۹۱۹ء کو ہندوستان کی واپسی پر بمبئی میں مراجعت کی۔ باوجودیکہ اُنکی درخواست پر پبلک استقبال کی تجویز فسخ کردی تھی مگر اس پر بھی گھاٹ پر ان کا پرتپاک استقبال ہوا۔

متعدد والیان ریاست بمبئی کے نامور رؤسا اور بیکانیر کے اہلکار اور سربرآوردہ مارواڑی تجار معاودت وطن پر ویلکم کہنے کو موجود تھے مہاراجہ کو بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے گئے وہ چند منٹ تک حاضرین سے گفتگو کرکے تاج محل ہوٹل میں گئے جہاں سے شب کو اسپیشل ٹرین میں سوار ہو کر بیکانیر پہونچ گئے۔

آج کل مہاراجہ صاحب ایوان رؤسا کے چانسلر ہیں اور دیسی ریاستوں کے متعلق جملہ ابواب میں انسے مشورہ ہوتا ہے اور اُنکا قول فیصل مانا جاتا ہے۔

فصل۔ تاریخ جیسلمیر

جغرافیہ

جیسلمیر انتہائے مغربی راجپوتانہ میں ایک چھوٹی ریاست ہے جسکے شمال میں بیکانیر و بہاولپور۔

مغرب مین ملک سندھ ۔جنوب مین جودھپور کا علاقہ ۔مشرق مین جودھپور اور بیکانیر کا راج ہے ۔ پانچ سو برس پہلے یہ ریاست بڑی خیال کی جاتی تھی ۔لیکن رفتہ رفتہ دوسرے لوگون یعنی جودھپور ۔بیکانیر ۔بھاولپور اور سندھ والون نے ترقی پاکر چارون طرف سے یہان کا علاقہ دبالیا تو بھی اس ریگستانی ریاست کا رقبہ اب سولہ ہزار باسٹھ میل مربع رہ گیا ہے اور سرسبزی نہونے کے سبب اتنے بڑے علاقے مین ۱۰۸۲۷۸ آدمیون کی آبادی گنی جاتی ہے ۔راج کی فوج ایک ہزار ہے ۔خالصے کی آمدنی اگلے زمانے مین سوالاکھ سالانہ تھی جس مین سے آدھا روپیہ زمین کی لاگت سے اور نصف بیکانیر کی طرح سائر سے علاوہ دھوان محصول اور انگ محصول یعنی خالصہ شماری مردم شماری اور مویشی کے حساب سے وصول ہوتا تھا ۔لیکن اس وقت مین یہ آمدنی بڑھکر دو لاکھ چالیس ہزار روپے سالانہ کو پہونچ گئی ہے اور پہلے زمانے مین سوالاکھ روپے سالانہ کے قریب سردارون کی جاگیر سمجھی جاتی تھی جس نے خالصے کی ترقی کے ساتھ ترقی کی ہوگی ۔

جیسلمیر کے کل گانؤن ۴۶۱ ہین جن مین سے ۲۲۴ خالصے کے ہین اور دوسو تینتیس[2] راجپوتون چارنون اور اہلکارون وغیرہ کے قبضے مین ہین بھائیون مین جاگیر اور زمین اکثر برابر تقسیم ہوجاتی ہے جسکو ریاست پسند نہین کرتی کیونکہ ایک دوسرے کی ماتحتی کا سلسلہ ٹوٹنے سے عام طور پر خودسری کے سبب جلد بدانتظامی پھیل جاتی ہے ۔یہ ریاست اُسی قطعہ ملک کا ایک جزہے جسے ہندوستان کے قدیم جغرافیہ مین مُرستھل لکھا ہے یہ ریاست خطوط عرض بلد ۲۶ درجہ ۸ دقیقہ و ۲۸ درجہ ۲۸ دقیقہ اور خطوط طول بلد ۷۰ درجہ ۲ دقیقہ و ۷۲ درجہ ۱۵ دقیقہ کے درمیان واقع ہے علاقے مین ہر طرف ریت کا میدان ہے صرف جنوبی طرف کچھ پہاڑی اور جھاڑی پائی جاتی ہے جس مین جانورون کے چرنے کے لائق چارہ پیدا ہوتا ہے ۔ریگستانی ٹیلون کے پاس بھی اکثر خاردار جھاڑی اور بھوربٹ وغیرہ گھاس ہوتی ہے جو یہان کے ریوڑ اور اونٹون کے واسطے بہت کارآمد ہے ۔پانی کی سخت ضرورت کے سبب ہر مقام پر تالاب کھودے گئے ہین جو بارش کے دنون مین بھرجانے سے کچھ عرصے تک آدمی اور جانورون کی زندگی قائم رکھنے کا سہارا سمجھے جاتے ہین غلہ جس مین اکثر جگہ باجرا اور کہین مونگ اور موٹھ بوئی جاتی ہے بارش کے بغیر کنوون کے ذریعہ سے جو تعداد مین کم اور گہرائی مین زیادہ ہین ہرگز پیدا نہین ہوسکتا ۔ملک مین اکثر بھاٹی راجپوت ۔پلی وال برہمن ۔کسی قدر جاٹ اور گڈریے وغیرہ قومون کے لوگ بستے ہین ۔کھانے پینے کے برتاؤ مین نہایت سادگی برتی جاتی ہے یہان تک کہ غیر ذات کے لوگون سے پرہیز اور بچاؤ کا کچھ خیال نہین ہوتا ۔

اس ریگستانی ملک کی راجدھانی یعنی شہر جیسلمیر جس کو راول جیسل نے درمیانی بارھوین صدی عیسوی مین عرض بلد ۲۶ درجہ ۵۶ دقیقہ اور طول بلد ۷۰ درجہ ۵۸ دقیقہ پر آباد کیا کئی میل لمبی چوڑی پہاڑی کے جنوبی کنارے پر بسا ہوا ہے ۔شہر پناہ اور اُس کے بُرج پتھرون سے چُنے گئے تھے جو اب اکثر

جگہ سے گر گئے ہین - اس تین میل لمبے شہر مین صرف تین دروازے ہین اور آبادی کے جنوبی حصے مین پون میل مربع اور دو سو فٹ سے زیادہ بلند پہاڑی پر ریاست کا قلعہ بنا ہوا ہے جس مین مہاراول صاحب کا چتردار محل خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔

شہر مین اکثر مکان پختہ بنے ہوئے ہین اور مہاراول بھی وہین رہنا پسند کرتے ہین - لیکن قلعہ کے سامنے والی کسی قدر درست دو دکانون کے سوا اور کسی طرف رونق دار بازار وغیرہ نہین ہے -

قوم

جیسلمیر کے مہاراول جو چندر بنسی سری کرشن کی اولاد مین سمجھے جاتے ہین اور سری کرشن ورانی رکمنی کے پسر اکبر پردمن (پردیومن) کے لڑکے بجر کی جو اوشا کے بطن سے تھا اولاد ہین - قومی لحاظ سے راجہ رام چندر کی سورج بنسی نسل سیسودیہ وغیرہ کے سوا تمام راجپوتون سے بہتر اور قابل تعظیم خیال کیے گئے ہین -

تاریخ

اس وقت سے تین ہزار برس پیشتر کے قریب چندر بنسی لوگ ہندوستان مین بڑے زبردست تھے لیکن جب رات دن لڑائی جھگڑون کے سبب سے کمزور ہوگئے تو وہ درمیانی ہندوستان سے پنجابی سرحد کی طرف ہٹائے گئے اور اُنپر بڑی مصیبت پڑی اور نہایت پریشانی اُٹھاکر راجہ گج کے بیٹے شالباہن کو پنجاب مین رہنا پڑا اُسکے بیٹے بلند اور پوتے بھاٹی نے بھی یہین دن گذارے -

۱- بھاٹی

راو بھاٹی نے پنجاب مین اول شہرت حاصل کی جس سے حسب دستور راجپوتون کے اس کے نام پر اس کی اولاد بھاٹی راجپوت کہلانے لگی اور قدیم یادو کا لقب موقوف ہوگیا اس کے پاس بہت سا خزانہ اور ساٹھ ہزار سوار اور بے شمار پیادے تھے اس نے لاہور مین فوج کا اجتماع کرکے بیربھان راجہ ٹنک پور کے ساتھ جنگ کی بیربھان اس جنگ مین مقتول ہوا جسکے ساتھ چالیس ہزار سپاہ تھی بھاٹی کے دو فرزند تھے منگل راو اور مسور راو -

۲- منگل راو

بھاٹی کے بعد گدی نشین ہوا اور اسپر غزنی کی طرف سے حملہ ہوا اور وہ بھاگ کر گاڑھاندی کے جنگل مین چلا گیا دشمن نے شالباہن پور کا محاصرہ کیا مسور راو راجہ کے خاندان کو لیکر پہلے ہی وہان سے نکل گیا تھا اور لکھی جنگل مین جو کسی زمانے مین جنگلی گھوڑون کی نسل کے واسطے مشہور تھا اور وہ نسل اب معدوم ہے اور اب تک لکھی گھوڑون کا بعض روایتون مین خوبی اور قلعہ کی دیوارون پر کود کر پہونچ جانے کے متعلق نام سنا جاتا ہے بود و باش اختیار کی مسور راو کے دو فرزند تھے انکھے راو اور سارن راو انکھے راو نے کل لکھی جنگل کو اپنے زیر حکومت کیا اور اُس کی اولاد کثرت سے ہوئی اور وہ سب ابھوریا بھاٹی کہلاتی ہے سارن نے اپنے

بھائی سے تکرار کرکے علیحدگی اختیار کی اُسکی اولاد کاشتکار ہوگئی اور یہ سارن جٹ کے نام سے مشہور ہین اسی سبب سے ہندوستان کے جاٹ کاشتکارون مین یہ قول چلا آتا ہے کہ وہ خاندان یادو کی اولاد ہین اور اُنکا اصل وطن قندھار ہے منگل راؤ پسر بھاٹی کے جو اپنا ملک چھوڑکر بھاگ گیا تھا چھ بیٹے تھے مجم راؤ کلر اے یا کارسی۔ مونڈراج۔ شیوراج۔ پھول۔ کولراے جب منگل راؤ شاہ غزنی سے بھاگا تھا تو اُس کی اولاد خانہاے رعایا مین چھپی تھی ایک بھومیہ ستی داس قوم تاک نے جسکے بزرگون کو بزرگان راجہ بھاٹی نے خراب وتباہ کیا تھا ارادہ بدلہ لینے کا کرکے بادشاہ کو اطلاع دی کہ بھاٹی کی اولاد ایک ساہوکار کے گھر مین مخفی ہے بادشاہ نے ساہوکار مذکور کو طلب کرکے قسم کھلاکر کہا کہ اگر وہ پسران شالباہن وحاضر نہین کریگا تو اُس کے زن وبچہ قتل کئے جاوینگے ساہوکار نے عذر کیا کہ اُس کے پاس راجہ کے لڑکے نہین ہین بلکہ وہ لڑکے ایک بھومیہ کے ہین جو بروقت حملہ آوری فوج کے فرار ہوگیا ہے اور وہ میرا مقروض تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ اُنکو حاضر کرے اور اُنکے گاؤن کا نام دریافت کیا جو نام اُس نے بتایا اُس گانون کے بھومیہ کو طلب کرکے بادشاہ نے اولاد شالباہن کو اُنکے ساتھ حکم صرف کھانے کا نہین دیا بلکہ اُنکی شادی اُن بھومیہ لوگون کی دخترون کے ساتھ کرنے کا حکم دیا ساہوکار کو کوئی موقع بجز تسلیم کرنے اس امر کے باقی نرہا تھا لہذا وہ زمیندار کی پوشاک مین حاضر کئے گئے اُنھون نے اُن جاٹون کے ساتھ کھانا کھایا اور اُنکی بیٹیون کے ساتھ شادی بھی کی لہذا اس طرح کلراے کی اولاد کلریا جاٹ ہوگئی اور مونڈراج اور شیوراج کی اولاد مونڈراجٹا اور شیورا جاٹ ہوگئے اور پسران خرد پھول اور کیولا جو نابالغ اور کاہا مستورہ ہے گئے تھے وہ ہین فرقے کے ہوگئے۔ منگل راؤ جس نے پناہ صحراے دریاے گاڑھا مین پائی تھی دریاے مذکور کے پار چلا گیا جہان کے ریگستان مین اُس نے کچھ حکومت پیدا کرلی اس وقت مین قوم باراہا کنارہ دریاے مذکور پر آباد تھی اور اُنسے دوسری طرف بوٹا بان (بواو معروف) کے بوٹا راجپوت رہتے تھے اور پوگل (بواو معروف) مین پرمار تھے۔ دھات مین سودا (بواو مجہول ودال مہملہ) نسل تھی اور لودروا مین لودرہ راجپوت تھے یہان منگل راؤ کو پناہ ملی۔ منگل راؤ نے باستصناے راجہ سودا اپنا مقام قیام آئندہ علاقہ لودرہ اور باراہا اور سودا کے وسط مین اختیار کیا ادھر بوٹا راجپوت بھی رہتے تھے جو اب معدوم ہوگئے ہین۔

۳۔ مجم راؤ

یہ اپنے باپ منگل راؤ کے ساتھ مقام شالباہن پور سے فراری ہوگیا تھا باپ کے مرنے پر اُس کا جانشین ہوا اور قرب وجوار کے سب راجون نے اُس کی راجگی منظور کی اور امرکوٹ والے راجہ سودا نے اپنی دختر کی شادی اُس کے ساتھ کی اُس کے تین فرزند پیدا ہوئے کیھر یا کیسر اور مولراج اور گوگلی۔ ان سی دیوڑے نے مجم راؤ کے پچھلے دونون بیٹون کے واسطے ناریل بھیجے بہت تجمل سے شادیان ہوئین وہان سے واپس آیا تب مجم راؤ نے ایک قلعے کی بنا ڈالی اور اُس کا نام تنودیبی کے نام سے تنوٹ رکھا

قبل ختم ہونے اس تعمیر کے اُس نے وفات پائی۔

۴۔ کیہر سنگھ اول

اپنے باپ کے بعد گدی نشین ہوا یہ اپنے باپ کے وقت مین تاخت و تاراج کرنے مین مشہور تھا یہ خبر پاکر کہ پانسو گھوڑون کا کاروان اُرور سے ملتان کو جاتا ہے اُس نے چیدہ گروہ ساتھ لیکر اور شتر فروش سوداگر کا بھیس بھر کر اُس کا تعاقب کیا اور بمقام پنج ند (پنجاب) حملہ کر کے لوٹ کر اپنے گھر کو واپس آگیا اسکے وقت مین تنوٹ پر جسرت رئیس بارا ہا نے فوج کشی کی کیونکہ مقام مذکور اُس کی سرحد پر تعمیر ہوا تھا مگر موراج نے اُس کی حفاظت کی اور جسرت کو مجبوری واپس جانا پڑا ماہ سدی ۵ اروز شنبہ سمت ۷۸۷ مطابق [illegible] ء مین قلعہ تنوٹ کی تعمیر ختم ہوئی جو راجپوتانے کی مغربی شمالی سرحد پر ہے اور تنوٹ ماتا کا مندر اوس مین تعمیر ہوا عرصہ قلیل کے بعد [illegible] قوم [illegible] کے ساتھ عمل مین آیا اور اُس قوم کے رئیس کی [illegible] کی شادی موراج کے [illegible] اس طرح ریاست بھاٹی کی قائم ہوئی اس وقت سے پونے بارہ سو برس [illegible] بھاٹی لوگ [illegible] ریگستانی حصے مین آنے کے بعد ہر قسم کی تکلیفین اُٹھا کر یہان آباد چلے آتے ہین بھاٹیون نے [illegible] راجپوتون کا جواب معدوم ہین علاقہ فتح کیا مگر ان راجپوتون نے کیہر سے عوض لے لیا یعنی وہ شکار مین تھا کہ اُنھون نے اُسپر حملہ کر کے قتل کر ڈالا اُسکے پانچ فرزند تھے سب سے بڑے کا نام تنو تھا ٹاڈ نے کیہر کو ولید کا ہم عصر بتایا ہے۔

۵۔ تنو

اُس نے گدی نشین ہو کر بارا ہون اور ملتان کے لانگھاؤن کا علاقہ تباہ کیا مگر حسین شاہ لانگھا پٹھانون کو آہنی زرہ بکتر پہنا کر [illegible] (بواو معروف) وکھی جی وکھوکر (بواو مجہول) ومغل [illegible] ایسا معدوم ہین و گھٹا وغیرہ اقوام کے دس ہزار سوارون کو لیکر تنو پر حملہ آور ہوا یہ سب علاقہ [illegible] مین پہونچے [illegible] ہو گئے تنو نے اپنے ہم قوم جمع کیے چار روز تک اُسنے قلعے مین محصور [illegible] پانچوان دن حکم دیا کہ قلعے کے دروازے کھول دیے جائین اور اپنے فرزند بجے راے کو ہمراہ لیکر شمشیر بدست [illegible] اور محاصرین پر حملہ آور ہوا [illegible] قوم بھاگی پھر سب سوارون نے اُسکی پیروی کی [illegible] جو اُس کو [illegible] قبضے مین [illegible] فتح کے بعد شادی کا ناریل [illegible] رئیس بوٹا بان کی طرف سے اُس کے بیٹے کے واسطے آیا اور ایک عہدنامہ مشارکت [illegible] ملتان آپس مین منعقد ہوا [illegible] دیبی کے نام پر بنایا [illegible] نام بیجوت رکھا اس قلعے مین اُس نے دیبی کی مورت مگسر سدی [illegible] سمت ۸۱۳ مطابق ۷۵۷ء کو قائم کی اور اسی برس راج کر کے اپنی موت سے مر گیا۔ تنو کے پانچ بیٹے ہوئے تھے (۱) بجے راے ولی عہد (۲) ماکر (۳) جے تنگ (۴) الّن سی وغیرہ ماکر کی اولاد بڑھی ہوئی جو اب تک ماکر ستار کے نام سے

مشہور ہین ۔ جے تنگ کے بیٹے رتن سی نے بیگم پور شہر مسار کی مرمت کی الن سی کے ایک بیٹے دیوسی کی اولاد ریباری یعنی شتربان ہوئی اور الن سی کے چوتھے بیٹے رک جو کی اولاد تجارت پیشہ ہوکر اوسوال مشہور ہوگئی نوٹ کرنل ٹاڈ نے اسی طرح لکھا ہے لیکن مجمع الملوک مین محمد رضا ابن ابوالقاسم طبا طبا نے بیان کیا ہے کہ سلطان حسین لنگاہ سکندر لودھی کے عہد مین گذرا ہے جو سنہ ۱۴۸۸ء سے ۱۵۱۷ء تک ہوا ہے اس حساب سے تنو کا عہد سلطان حسین لانگھا والی ملتان سے صدہا سال پیشتر ہوچکا ہے ۔

۶ ۔ بجے رائے

تنو کے بعد اُس کا ولی عہد بجے رائے سمت ۸۷۰ مطابق سنہ ۸۱۲ء مین باپ کا جانشین ہوا اُس نے فوج کشی کرکے اپنی قدیم دشمن قوم باراہا کو شکست دیکر تاخت و تاراج کیا سمت ۸۹۲ مین رانی بوٹا بان سے لڑکا پیدا ہوا اُس کا نام دیوراج رکھا ایک مرتبہ پھر اقوام باراہا اور لانگھا نے بجے رائے پر فوج کشی کے لیئے اتفاق کیا مگر اُنکو شکست نصیب ہوئی اور بھاگ گئے جب ان قومون کو یقین ہوگیا کہ وہ مقابلے مین سربر نہین ہوتیں تو دغا بازی کی فکر کی اور پیغام بھیجا کہ اس حسد و عداوت کے رفع کرنے کیلیئے رئیس باراہا اپنی بیٹی بجے رائے کو دیتا ہے اس پر بھاٹی وہان گئے بجے رائے اور اُس کے آٹھ سو رشتہ دار ہم قوم قتل کئے گئے دیوراج بھاگ کر ایک پروہت کے گھر مین پہونچا وہان بھی اُس کا تعاقب ہوا جب کوئی امید تحفظ باقی نرہی تو برہمن مذکور نے زنار صغیر سن راجہ کے گلے مین ڈالدی اور اس غرض سے کہ تعاقب کرنے والون کو اُنکی غلطی کا اطمینان کرے کہ جس کی وہ تلاش کرتے ہین وہ نہین ہے برہمن اُنکے روبرو اُسکے ساتھ ایک برتن مین کھانا کھانے بیٹھا شہر تنوت کا محاصرہ کرکے فتح کیا اور جو شخص اُس مین ملا اُس کو قتل کیا پس عرصۂ قلیل کے واسطے نام بھاٹی کا معدوم ہوگیا ۔

۷ ۔ دیوراج

یہ مدت تک ملک براہا مین مخفی رہا مگر آخر کار جرأت کرکے وہان سے بھاگ نکلا اور مقام بوٹا بان مین جو اُس کے نانا کا شہر تھا پہونچا اُس کو نہایت خوشی ہوئی جب اُس نے دیکھا کہ اُس کی مان قتل تنوٹ سے محفوظ رہ کر وہان موجود ہے ۔ دیوراج نے محتاجی کی زیست سے تنگ آکر ایک گانؤن کی درخواست کی رئیس نے دینے کا وعدہ کیا مگر رئیس بوٹا بان کے رشتہ دارون نے اُس کو اس فعل سے ڈرایا اسلیئے رئیس اپنے وعدے سے پھر گیا اور یہ کہا کہ اُس کو صحرا مین تھوڑی سی زمین دی جائے گی ۔ دیوراج نے چپکے چپکے اُس زمین پر ایک قلعہ کی تعمیر شروع کی اور ماہ سدی ۵ روز دوشنبہ سمت ۹۰۹ مطابق سنہ ۸۵۳ء کو اپنے نام سے اُس ویران موقع پر قلعہ دیوراول جسے دے راول کہتے ہین بنوایا جب رئیس بوٹا بان نے سنا کہ اُس کا نواسہ بجائے مکان کے ایک قلعہ تعمیر کراتا ہے تو اُس نے ایک جمعیت قلعہ کو منہدم کرنے کے لیئے بھیجی دیوراج نے اپنی مان کے ہاتھ قلعہ کی کنجی حملہ آورون کے پاس بھیجی اور پیام دیا کہ حملہ آوران

فوج آکر قلعہ کو اپنے قبضے مین لے آئین اور وہ اُنکی عزت اور آبرو کرے گا جب سردار جو ایک سو بیس تھے آئے اُنکو کہلا بھیجا کہ دس دس آوین اُنسے کچھ مشورہ کرنا ہے جب وہ دس سردار آئے اُنکو قتل کرکے اُن کی لاشون کو دیوار کے باہر پھکوا دیا اسی طرح دس دس سردار آتے تھے اور قتل ہوتے تھے جب سب سردار آچکے اور قتل ہوئے تو یہ خبر منتشر ہوئی اور بے سردارون کی فوج بھاگ گئی۔ تھوڑے دنون کے بعد راؤ کے پاس وہ پروہت جس نے اُس کو بارہا مین بچایا تھا آیا اور اب وہ جوگی ہو گیا تھا دیوراج اُس کا چیلہ ہو گیا اور اُس جوگی کی صلاح سے اُس نے اپنے دشمن براہا کو غفلت کی حالت مین قتل کرکے اپنی حکومت کو دوبارہ جما اس وقت سے جاٹیون کا خطاب راؤ کے عوض راول قرار پایا جو اب تک اُنکے رئیسون کے نام پکارے جاتے یہ راول اُسی جوگی کا خطاب تھا جس کا دیوراج چیلہ بنا تھا۔ اس مہم کے بعد اُس نے لانگہا راجپوتون پر فوج کشی کا ارادہ کیا لانگہا کا راجہ علی پور مین شادی کرنے کے لئے جارہا تھا مقام مذکور مین دیوراج نے اُس پر حملہ کیا اور ایک ہزار آدمی اُنکے قتل کئے باقی ماندہ نے اُس کی اطاعت قبول کی۔

دیراول سے جنوبی سمت کو لودرہ راجپوت رہتے تھے اُنکی دارالریاست مقام لودروا تھی ایک خاندان کا پروہت ناراض ہو کر دیوراج کے پاس پناہ لایا اور اُس نے دیوراج کو تحریک کی کہ اُنپر فوج کشی کرے دیوراج بارہ ہزار سوار لیکر روانہ ہوا اور شہر مین گھس کر قتل شروع کیا اور نربھان رئیس لودروا کی بیٹی سے بیاہ کرکے اور فوج کا ایک دستہ قلعداری پر لودروا مین چھوڑ کر آپ دیراول مین واپس آیا۔ اس عرصے مین اس کے شہر کا تاجر جس کا نام جس کرن تھا آیا اور راول سے فریاد کی کہ دھارا نگری کو گیا تھا وہان کے راجہ برج بھان پنوار نے اُس کو گرفتار کیا اور ڈنڈ مین روپیہ لیکر رہائی دی راول اپنے سوداگر کی ذلت دیکھ کر آگ ہو گیا اور قسم کھا بیٹھا کہ بغیر دھارا کے تباہ کئے پانی نہ پیون گا۔ راول کا غصہ بیجا نہ تھا کسی ریاست کو یہ اختیار نہین ہے کہ دوسری ریاست کے کسی بھی آدمی کو ذلیل کرے ہر ایک رعایا کے ساتھ اُس کے راجہ کی طاقت ہے رعایا کی ذلت مین راجہ کی ذلت ہے لیکن غصے مین بلا انجام سوچے کوئی عہد کر لینا بعید از دانشمندی ہے در اصل دھارا اُس برتاؤ کا سزاوار تھا جو دیوراج نے سوچا تھا لیکن بلا غور کئے کہ دھارا تک پہونچنے مین کتنے روز صرف ہون گے محاصرہ کب تک رہے گا اُس زمانے تک کوئی شخص پیاسا رہ سکتا ہے راول کو پانی نہ پینے کا عہد کرنا مناسب نہ تھا بہرحال عہد تو کر لیا قول مردان جان دارد راجپوت عہد کرکے اُسے توڑنا نہین جانتا اب بجز اسکے کہ کسی طرح عہد پورا ہو یا راجہ بلا آب و دانہ تڑپ تڑپ کر جان دیدے اور کوئی چارہ نہ تھا آخر کار یہ تدبیر نکالی گئی کہ ایک نقلی دھارا بنایا جائے اور راجہ اُس کو تباہ کرکے پانی پیئے پھر اصل دھارا پر حملہ ہو چنانچہ گارے کا دھارا تیار کیا گیا اور راجہ نے اُس کے توڑنے کو قدم بڑھایا دھارا پنوارون کا قدیم وطن ہے راول دیوراج کی فوج مین تقریباً ایک سو بیس پنوار ملازم تھے اُنھون جس وقت یہ حال معلوم ہوا وہ نقلی دھارا کی حفاظت پر آمادہ ہو گئے جس وقت راجہ نقلی دھارا کے قریب پہونچا ایک سو پنوار راجپوت اس کے مقابلے کو تیار رہتے اور

نہایت جوش کے ساتھ گا رہے تھے "جان دھارتان پنوار ہین اور دھارتہان پنوار دھار بنا پنوار نہین اور نا ہین پنوار بن دھار"تان غذائیان وطن نے بسر کردگی تیج سی رسارنگ راجہ کو قلعے مین اُس وقت تک نہ گھسنے دیا جب تک انکے دم مین دم رہا جب تک ایک ایک پنوار نے اپنے خون کے قطرے قطرے سے وطن پرستی ثابت نہ کردی راول کے بنائے کچھ نہ بنی ان شہیدان وطن کی یادگار مین راول نے اُنکے متعلقین کے گذارے مقرر کردئے بعد اس کے راول نے بہت سی سپاہ کے ساتھ دھار پر چڑھائی کی اور جس نے راستے مین اُسکا مقابلہ کیا اُس کو مغلوب کیا۔ برج بھان نے پانچ روز تک دھار کا تحفظ کیا آخرکار آٹھ سو آدمیون کے ساتھ مقتول ہوا دیوراج اس فتح کے بعد لوٹ آیا۔

ایک روز تھوڑے سے آدمی ساتھ لیکر شکار کو گیا چنانچہ راجپوتون کے ایک باغی گروہ نے اُس پر حملہ کرکے مع ۲۶ ہمراہیون کے قتل کرڈالا دیوراج نے ۵۵ سال حکمرانی کی۔

۸۔ مونڈ

یہ راول اپنے باپ دیوراج کے مارے جانے سے جانشین ہوا اور اس نے اپنے باپ کے قاتلون پر انتقام کی غرض سے حملہ کیا اگرچہ اُنھون نے جمع ہوکر تحفظ کیا تاہم اُنکے آٹھ سو آدمی کام آئے اس کے فرزند بچھراج کی بعمر چودہ سال سولنکھی راجہ انہل واڑہ (پٹن) کی بیٹی کے ساتھ شادی ہوئی تھی۔ مونڈ کچھ عرصے کے بعد موت سے مرگیا۔

۹۔ بچھراج

سمت ۱۰۳۵ مطابق سنہ ۹۷۹ء مین باپ کے بعد رئیس ہوا اس کے پانچ بیٹے تھے دوساج اور سنگھ اور راپی راؤ اور انکھو اور رال بیسا دیہ سب صاحب اولاد اور مورث ایک ایک فرقے کے ہوئے سنگھ کی اولاد سنگھ راجپوت کہلاتی ہے راپی کے بیٹے پاہو نے جو ہمیرراجپوتون کا علاقہ تا بمقام دیپی چھال فتح کیا اور پوگل مین اپنا دارالریاست بنایا اُس ریگستان مین اکثر کنوین تیار کرائے جو ابتک پاہو کا کنوان کہلاتے ہین۔

۱۰۔ دوساج

سمت ۱۱۰۰ مطابق سنہ ۱۰۴۴ء مین باپ کے بعد رئیس ہوا۔

متصل کھاتو واقع ناگور ضلع مارواڑ کے ایک شخص جنگ جو قوم کیھی جس کا نام جدبھان ہی رہتا تھا اُس نے غارتگری تا بدروازہ پوگل کی تھی اور اکثر جے تنگ بھاٹیون کو قتل کیا تھا دوساج نے ایک قافلہ اس حیلے سے تیار کیا کہ وہ گنگا کے نہان کو جائے گا اور بے خبری مین علاقہ کیھی پر حملہ کیا اور شخص مذکور مع اپنے نو سو ہمراہیون کے قتل ہوا۔ دوساج اور اُسکے تین بھائی گھر مین گئے اور وہان پرتاپ سنگھ رئیس گہلوت کی بیٹیون سے شادی کی۔

دوساج کے وقت مین ہمیر راجہ سودا نے اُس کے علاقے مین لوٹ مار کی دوساج نے بہت کچھ

صلح اور آشتی کے پیام دیئے مگر بے سود ثابت ہوئے اُس نے مقام رھات مین کوچ کیا اور فتح حاصل کی۔
دوساج کے تین بیٹے تھے جیسل۔ نیجے راج۔ اور لنگا نیجے رائے یہ پچھلا لڑکا اُس کی صغرسنی مین رانی
راٹھوت خاندان میواڑ سے پیدا ہوا تھا جس کی شادی سدھ راج جے سنگھ سولنگھی کی دختر سے ہوئی تھی۔
یہی پچھلا بیٹا باپ کے بعد جانشین ہوا۔

۱۱۔ لنگا نیجے رائے

یہ سیسودیہ قوم کی رانی سے پیدا ہوا تھا اور اپنے باپ کے بعد گدی کا مالک سمجھا گیا لیکن جلد گذر گیا۔

۱۲۔ بھوج دیو

یہ اپنے باپ کے گذر جانے سے ۲۵ سال کی عمر مین جانشین بنا ابھی اس کی مسند نشینی کو زیادہ عرصہ
نہین گذرا تھا کہ اُس کے چچا جیسل نے مخالفت کی لیکن اُسکے ساتھ ہمیشہ پانسو سولنگھی راجپوت موجود
رہتے تھے اس لئے جیسل اُس کو نقصان نہین پہونچا سکتا تھا اس زمانے مین سلطان شہاب الدین غوری نے
ملتان اور سندھ کو تاخت و تاراج کیا جیسل اپنے دو سو عزیز اور رشتہ دار سوارون کو ساتھ لیکر بادشاہ کے
پاس حاضر ہوا اور اپنا مافی الضمیر عرض کیا اور بادشاہ کے ساتھ رفاقت کی قسم کھائی بادشاہ کے حکم سے مسلمانون
کی کمک سکو حاصل ہوئی مقام لودروا کا محاصرہ کرکے اپنے بھتیجے کو قتل کیا دو روز تک اہل شہر کو اجازت رہی کہ اپنا مال و اسباب
جس قدر اُٹھا سکین لیکر باہر چلے جائین تیسرے روز مسلمانون کو لوٹنے کی اجازت دی گئی اُنھون نے
پرانی راجدھانی لودروا کو غارت کیا اور کریم خان مال مغروقہ لیکر بیکھر کو روانہ ہوا **نوٹ** ٹاڈ نے اسی طرح
لکھا ہے مگر یاد رہے کہ اس وقت تک شہاب الدین کو غزنین و افغانستان کی حکومت بھی ہاتھ نہ آئی تھی
ہندوستان پر حملہ کیا حیات افغانی مین محمد حیات خان لکھتا ہے کہ شہاب الدین محمد نے ۱۱۸۹ء مین خاندان
غزنی کو تباہ کرکے سلطنت کی پھر افغانستان کو فتح کرکے ہندوستان پر حملہ کیا حبیب السیر مین غیاث الدین
کہتا ہے کہ ۵۶۹ھ ہجری مطابق ۱۱۷۳ء مین غیاث الدین نے غزنی کو فتح کرکے اپنے چھوٹے بھائی
معزالدین محمد معروف بہ شہاب الدین محمد کو سپرد کرکے سلطان محمود کے تخت پر بٹھایا شہاب الدین تین چار
برس انتظام ملک مین مصروف رہا اور پھر بمشورہ یا بحکم اپنے بھائی غیاث الدین محمد کے تسخیر ہندوستان پر
جس پر عرصہ سے فریفتہ ہو رہا تھا متوجہ ہوا کوئی کہتا ہے کہ غیاث الدین ۵۵۲ھ ہجری مطابق ۱۱۵۷ء
مین غور کے تخت پر بیٹھا اور اپنے بھائی شہاب الدین کے ساتھ ملکر سلطنت کرتا تھا خلاصہ کلام یہ ہے کہ
جیسل کا سلطان شہاب الدین سے مدد لینا غلط ہے اُس کو اس وقت تک حکومت ہی حاصل نہوئی تھی منشی
سبحان رائے بھنڈاری بٹالوی مولف خلاصۃ التواریخ کے قول کے مطابق سب سے پہلا حملہ ۵۷۴ھ ہجری
مطابق ۱۱۷۸ء مین ملتان اور اُچ پر ہوا تھا جہان اسے ریگستان کی راہ گجرات پر عزیمت کی اور وہان کے
راجہ بھیم دیو کے ہاتھ سے ہزیمت پائی اور ۵۷۷ھ مطابق ۱۱۸۱ء مین دیول پرکہ ملک ٹھٹھہ مین واقع ہے

حملہ کرکے اُسے فتح کیا جیسل کا سلطان سے مدد لینا اُسی حالت مین تسلیم کے قابل ہوگا کہ اُسکی کار گذاری کے سالون مین اختلاف مانا جائے۔

۱۳- راول جیسل

اس نے اپنے بھتیجے سے راج لیکر لودروا راجدھانی کے عوض جو صاف میدان مین تھی دس میل فاصلے سے ایک پہاڑی پر سمت ۱۲۱۲ کے ساون مہینے مطابق ۱۱۵۶ء مین شہر جیسلمیر آباد کیا اس کے بارہ برس کے بعد وہ مرگیا اور اُسکے دو بیٹون کیلن اور شالباہن مین سے پچھلا جو چھوٹا تھا سردارون کی سازش سے راج کا مالک ہوگیا اور سرلیپل گریفن صاحب کی تاریخ راجگان پنجاب سے کچھ اور ہی معلوم ہوتا ہے اُس مین لکھا ہے کہ جیسل بانی شہر جیسلمیر ۱۱۸۰ء مین ایک بغاوت کی وجہ سے اپنی مملکت چھوڑکر شمال کی جانب پرتھی راج چوہان والی دہلی واجمیر کے قلمرو مین چلا گیا تھا اور اسکے بیٹے چار تھے۔

۱۴- شالباہن دوسرا

سمت ۱۲۲۴ مطابق ۱۱۶۸ء مین مسند نشین ہوا اس کی اول مہم بخلاف قوم کاٹھی کے تھی جو زیر حکومت اپنے حاکم جگ بھان کے درمیان شہر جھالور اور اراولی کے رہتی تھی راو کاٹھی کا مقتول ہوا اور اُس کے گھوڑے جیسلمیر پہونچائے گئے۔

کوہستان بدری ناتھ مین ایک ریاست تھی جہان کا راجہ جادو قوم سے شالباہن اول کی اولاد مین تھا جب وہ غزنی سے خارج ہوا تھا اس وقت مین اس ریاست کا راجہ لاولد فوت ہوا تو ایک پیام جیسلمیر مین آیا کہ کوئی راجپوت وہان کے واسطے بھیجدیا جائے تاکہ خالی گدی پر وہان بیٹھے شالباہن نے اپنے تیسرے بیٹے ہسو کو وہان بھیجا مگر وہ اثنائے راہ مین فوت ہوگیا اُس کی رانی حاملہ تھی اُس کو رستے مین دردزہ پیدا ہوا اور زیر درخت پلاس کے اُس کے فرزند پیدا ہوا اس لئے اُس کا نام پلاسو رکھا اور یہی لڑکا گدی نشین ہوا اور اُس کے نام سے اُس ریاست کا نام پلاسوہ مقرر ہوا۔

شالباہن سروہی کو شادی کرنے گیا تو اُس کے بیٹے بیجل نے راج دبالیا۔ شالباہن نے بہت عاجزی کی مگر بیٹے نے نہ مانا اس لئے وہ مقام کھدال مین جس کی دارالریاست کا نام دیراول تھا چلا گیا۔ اور وہان بلوچون سے مقابلہ کرنے مین قتل ہوا۔

۱۵- بیجل

جب اس کا باپ سروہی مین اپنی شادی کو گیا تھا تو بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے ریاست کا انتظام اس کے سپرد کرگیا تھا۔ شالباہن کی روانگی کے بعد بیجل کے دعا بھائی نے یہ خبر مشہور کی کہ راول ایک شیر کے شکار مین مارا گیا اور بیجل کو ترغیب دی کہ راول کا خطاب لے لے لیکن یہ بھی زیادہ عرصے تک حکومت نکرسکا ایک روز غصے مین اس نے اپنے دعا بھائی کو مارا اُس نے بھی پھر کر اس کو لٹا اس پہ

بیجل کو غصّہ اور شرم آئی اور خودکشی سے جان کھوئی۔

۱۶۔ کیلن

برادر کلان شالباہن دوم جسکو گادی سے محروم کر کے جیسل کے نائب نے نکالدیا تھا اب سمت ۱۲۵۲ مطابق ۱۲۰۰ء مین پھر طلب ہوکر پچاس سال کی عمر مین راول ہوا۔ خضر خان بلوچ نے پانچہزار سپاہ کے ساتھ دریاے مہران یعنی سندھ کا عبور کر کے علاقۂ کھدال پر حملہ کیا یہ حملہ اُس کا بعد قتل شالباہن دوم کے دوسری مرتبہ تھا کیلن نے سات ہزار راجپوتون کے ساتھ مقابلہ کیا سخت خونریزی کے بعد خضرخان اور اُسکے پندرہ سو ساتھی مارے گئے ۱۹ سال حکومت کر کے مر گیا۔

۱۷۔ چاچک دیو اول

سمت ۱۲۷۵ مطابق ۱۲۱۹ء مین راج پاکر چنا راجپوتون پر جواب معدوم ہین فوج کشی کی اُنکے دوہزار آدمی قتل کر کے چودہ ہزار مویشی پکڑ لایا اُنہین سے باقی ماندہ کو بمجبوری قوم جوہیہ کے پاس پناہ لینی پڑی بعد اسکے رانا روم سی راجہ سودا پر فوج کشی کی اور اُسکے چار ہزار سوارون کو شکست دی اور وہ اپنی دارالریاست امرکوٹ مین پناہ گیر ہوا اور اپنی لڑکی زوجیت مین دیکر دشمن کو رخصت کیا۔ قوم راٹھوڑ جو عرصہ قلیل سے علاقہ کیھر مین آباد ہوئی تھی ہمسایہ کیلئے تکلیف دہ تھی چاچک نے فوج سودا سے مدد لیکر اُس پر حملہ کیا راٹھوڑون نے بھی ایک بیٹی دے کر صلح کر لی۔

بھاٹیون کے بڑے دشمن لانگھا قوم کے راجپوت تھے جو سولنکھیون کی ایک شاخ ہے ہمیشہ اُنکے اور بھاٹیون کے درمیان جنگ وجدل رہتی تھی ۱۱۷۳ء سے جب قلعہ تنوت سردار بھاٹی نے تعمیر کیا تھا چاچک دیو کے عہد تک ان دونون گروہون مین آتش جنگ مشتعل رہی آخرکار اُس وقت جنگ سرد ہوئی جو چاچک دیو کی افسری مین بھاٹیون اور لانگھا مین بغیر مداخلت تیسری قوم کے وقوع مین آئی فرشتہ اس قوم کے کل خاندان کو راجگان ملتان سے تعبیر کرتا ہے اور قوم لانگھا کو افغان قرار دیتا ہے اور ابوالفضل کی تحریر سے انکا قوم لودھی سے ہونا پایا جاتا ہے یہ قوم فی الحقیقت بہت کثرت سے اقوام جٹ مین ہے تواریخ بھاٹی مین قوم لانگھا کو ایک صفحہ مین مسلمان اور دوسرے مین راجپوت لکھا ہے۔

بہرصورت رات دن کی تکرار وفساد سے یہ لوگ تنگ آکر سندھ وغیرہ کی طرف جا پھیلے اور وہان مسلمان ہوکر بلوچ کہلاتے ہین۔

چاچک دیو ۳۲ برس راج کر کے مرگیا اس کا بیٹا تیج راؤ جوانی مین بعمر بیالیس سال چیچک کے عارضے سے مرگیا تھا اسلئے دو پوتون جیت سی اور کرن سی مین سے چھوٹا لڑکا دادا کو زیادہ عزیز ہونے کے سبب راجہ بنایا گیا

۱۸۔ کرن سی

اس سے اسکے دادا کو بہت محبت تھی جب وہ قریب المرگ ہوا تو اُس نے اپنے رئیسون کو جمع کیا اور

اُنسے درخواست کی کہ وہ اُس کی یہ خواہش منظور کرین کہ اُس کا چھوٹا پوتا اُس کا جانشین ہو جب یہ جانشین ہوا تو اس کا بیٹا بھائی جیت سی ترک وطن کرکے گجرات مین چلا گیا اور وہان کے مسلمان بادشاہ کی ملازمت اختیار کی کرن سی اٹھائیس سال حکمرانی کرکے گذر گیا۔

۱۹- لاکھن سی

کرن کے مرنے پر سمت ۱۳۲۷ مطابق ۱۲۷۱ء مین یہ رئیس ہوا جو رات کے وقت گیدڑون کا ٹھنڈ کی تکلیف سے خیال کرکے اُنکے واسطے کپڑے بھجوانے کی تاکید کیا کرتا تھا اس پر بھی وہ بولتے تو انکے واسطے مکانات رمنہ راج مین بنوا دئے اکثر وہ مکانات اب بھی موجود ہین لاکھن پر اس کی رانی جو قوم سودا سے تھی حاوی تھی اُسنے اپنے بھائیون کو امرکوٹ سے طلب کیا مگر اُس کے دیوانے خاوند نے انکو قتل کرکے اُنکی لاشین دیوار سے باہر پھکوا دین چار برس کے بعد اہلکارون نے اس دیوانے راول کو خارج کرکے اُس کے بیٹے کو گدی پر بٹھا دیا۔

۲۰- پون پال

اپنے باپ کی معزولی کے بعد مسند نشین ہوا۔ لیکن پھر اسکو بھی بدمزاجی کے سبب نکالکر اس کے دادا کرن کے بڑے بھائی جیت سی کو گجرات سے بلا کر راج کا مالک بنا دیا۔

۲۱- جیت سی اول

اسکو سمت ۱۳۳۲ مطابق ۱۲۷۶ء مین گدی نصیب ہوئی۔ اس کے عہد مین رانا روپ سی پر ہار والی منڈور کے علاقے پر محمد بادشاہ (خونی) نے فوج کشی کی راجہ شکست کھا کر مع اپنے بارہ بیٹون کے فرار ہوا اور راول کے پاس آکر پناہ لی راول نے اُسکو بارو واسطے رہنے کے دیا علاء الدین محمد خلجی آماساگر کے پاس اجمیر مین مقیم تھا اُسکے پاس ملتان اور ٹھٹھہ سے خراج جا رہا تھا جب یہ خزانہ مقام بکھر مین پہونچا جو ایک جزیرہ سکھر کے قریب دریاے سندھ کے اُس موقع پر ہے جہان پنج ند یعنی پنجاب کے پانچون دریا اور دریاے سندھ ملکر بہتے ہین تو جیت سی نے داؤن لگا کر اُسکو لوٹ لیا بادشاہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اُس نے راول کی سزا دہی کا حکم دیا راول نے بنظر تحفظ تمام بوڑھے اور ضعیف مرد و عورت جنگل مین بھجوا دیے اور جیسلمیر مین مورچہ بندی کرائی اور دار الریاستہ کے گرد کئی کوس تک جنگل ویران کر دیا اور پانچہزار سپاہ آزمودہ کار قلعے کے اندر رکھی مسلمانون نے جیسلمیر کو آگھیرا راول کے پوتے دیوراج پسر مولراج اور پر... تے ہمیر پسر دیوراج کی شجاعت سے قلعہ محصور ہیچ ہاتھ سے ابھی نہ نکلا تھا کہ جیت سی کے مرجانے پر لاش قلعے مین جلائی گئی اور اُس کا بڑا بیٹا مولراج راول ہوا جیت سی نے ۱۸ سال حکمرانی کی تاریخ ٹاڈ راجستان مین اسی طرح لکھا ہے۔ اس بیان مین محمد بادشاہ خونی سے بھی مراد علاء الدین خلجی ہے جسکا اصلی نام علی تھا اور سلطان جلال الدین کا داماد و قاتل تھا اُس کے حق مین تاریخ حقی مین شیخ

...بدالحق دہلوی نے بھی لکھا ہے کہ بادشاہ جبار وقہار و کج رفتار وسخت گیر و زشت خو سے بلو تو ٹاڈ کا یہ لکھنا
...جیت سی کے عہد مین علاء الدین خلجی آنا ساگر کے پاس اجمیر مین مقیم تھا غلط ہے جیت سی کی حیات تک
...علاء الدین تخت نشین ہی نہوا تھا جیت سی ۱۲۹۳ء کی ابتدا یا ۱۲۹۳ء کی انتہا مین مرا ہے اور
...علاء الدین ۶۹۶ ہجری مطابق ۱۲۹۵ء مین تخت نشین ہوا ہے چنانچہ تاریخ فرشتہ سے ثابت ہی
...باکوکبہ و دبدبۂ عظیم در آخر سنہ ست و تسعین و ست مائۃ داخل دہلی شدہ بر تخت بادشاہی نشست
...میرے نزدیک سلطان جلال الدین خلجی ہونا چاہیئے کیونکہ اُس نے رنتھنبور اور ڈھونڈھار و مارواڑ کے
...مت سے مقامات کے راجپوتون پر حملہ کر کے اُنکی تباہی و بربادی کی تھی اور وہ ۶۸۸ ہجری مطابق ۱۲۸۹ء
...مین تخت نشین ہو کر ۶۹۵ ہجری مطابق ۱۲۹۵ء مین مرا ہے۔

. بھاٹیون نے کچھ بادشاہی سامان ضرور لوٹ لیا تھا جس سے مسلمانون نے جیسلمیر کو آگھیرا تھا۔

۲۲- مولراج اول

سمت ۱۳۵۰ مطابق ۱۲۹۴ء مین حالت محاصرہ مین راول ہوا دوسرے سال راجپوتون نے
رسد نر ہنے سے عورتون کو قتل کر کے دشمنون پر حملہ کیا راول ساتھیون سمیت مارا گیا اور مسلمانون نے دو
برس تک قلعہ پر قبضہ رکھنے کے بعد اُس کو توڑ کر چھوڑ دیا اس تباہی سے بھاٹی لوگ کئی برس تک پریشان رہے
جیت سی کے بیٹے رتن سی کی محبوب خان سردار بادشاہی کے ساتھ دوستی تھی اُس نے بروقت بربادی
جیسلمیر کے اپنے دونون بیٹون گرسی اور کیہر کو محبوب خان کے حوالے کر دیا تھا محبوب خان کی وفات کے بعد
گرسی اجازت لیکر مغرب کی جانب علاقہ کھود مین آگیا جہان اُس نے بلادیپ جگمال کی ہمشیرہ سے شادی
کی اور اسکا بھائی بھی مخفی طور پر وہان چلا آیا۔

۲۳- دُودُو

جیسلمیر کی بربادی سے کئی سال کے بعد جگمال وغیرہ راٹھوڑون نے بھی بھاٹیون کا ویران قلعہ
آدبایا جسپر جیسل کی اولاد مین سے دودو اور تلک سی نامی دو شخصون نے بے خبر حملہ کر کے دشمنون کو نکالدیا
اس کامیابی سے دودو نے راول خطاب پا کر قلعے کی مرمت کرائی اور تلک سی نے اجمیر کے بادشاہی علاقے
مین لوٹ مار شروع کی اور اسپان فیروزشاہ کو جو آنا ساگر پر پانی پینے کو آتے تھے لے گیا جس سے دوبارہ مسلمانون کی
فوج نے جیسلمیر کو آگھیرا اور راول دودو وغیرہ اپنی عورتون کو قتل کرنے کے بعد سمت ۱۳۶۲ مطابق ۱۳۰۶ء
مین لڑکر مارے گئے دودو کے سترہ سو ہم قوم کام آئے اور وہ دس برس گدی نشین رہا تھا ٹاڈ نے
اسی طرح لکھا ہے۔

لیکن تاریخ فیروزشاہی مین شمس سراج عفیف نے لکھا ہے کہ سلطان فیروزشاہ نے ۲۴ محرم ۷۵۲
ہجری مطابق ۱۳۵۱ء کو تخت سلطنت پر جلوس کیا تھا اس سے سمجھ مین آتا ہے کہ گجرات کے مسلمان ہون گے۔

اسی ہارسڈن نے جو اپنی تاریخ ہند مین لکھا ہے کہ علاء الدین خلجی ۱۳۰۳ء چتور گڑھ کو فتح کرکے جیسلمیر پہونچا اور آٹھ مہینے کے محاصرے کے بعد جیسلمیر کا قلعہ فتح ہوا یہان ۲۴ ہزار راجپوتنیان زیور اور لباس پہنکر آگ مین کود پڑین اور جلکر خاک سیاہ ہوگئین اور مردون نے بڑھ بڑھکر تلوار کے ہاتھ مارے اور دشمنون کے ہاتھ سے کٹ کٹ کر مرے شاید یہ واقعہ علاء الدین کے وقت کا ہو۔

۲۴۔ گرسی

گرسی جو رتن سی بن جیت سی کا بیٹا تھا جب تیمور نے دلی پر حملہ کیا تو اس نے ایسی خدمات کین کہ اس کا ملک موروثی عطا ہوا چنانچہ اس نے وہان پہونچ کر جیسلمیر کی ویرانی کی درستی کی اور آبادی بڑھائی سپاہ فراہم کی ٹاڈ نے اسی طرح لکھا ہے مگر مجھے گرسی کے امیر تیمور کے معرکون مین شریک ہونے مین کلام ہے کیونکہ تیمور نے ۸۰۱ھ ہجری مطابق ۱۳۹۸ء مین سلطان ناصر الدین محمود شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کے عہد مین ہندوستان مین قدم رکھا تھا جیسا کہ محمد بن خاوند شاہ بلخی کی کتاب روضۃ الصفا کی جلد ششم مین مذکور ہے اس بیان کو کسی اور معتبر کتاب مین مین نے نہین پایا بملا دیبی سے کوئی اولاد نہ تھی اس لئے اسکنے اپنی رانی کے مشورے سے کیہر کو جو دیو راج کا بیٹا دختر روپ سنگھ رانا ے منڈور کے بطن سے تھا متبنے کیا تو قوم جیسر اس امر سے ناراض ہوئی کیونکہ وہ جیسلمیر کی گدی کو اپنا حق جانتی تھی اور اُس نے گھات سے گرسی کو مار ڈالا یہ سنکر بملا دیبی نے اُنکے ارادون کے توڑنے کے لئے فوراً کیہر کو گدی پر بٹھا دیا اور اس نظر سے کہ جو دو خواہشین اُس کے شوہر کی تھین یعنی ایک تو پورا کرنا گرسی ساگر کا اور دوسرے تحفظ قرار واقعی اُس کے متبنے فرزند کیہر کا جب تک یہ اچھی طرح مکمل نہو جائین اُس نے اپنا ستی ہونا ملتوی کیا چھ ماہ کے بعد جب یہ دونون کام پورے ہوگئے تو وہ چتا پر جاکر ستی ہوگئی بملا دیبی نے یہ بھی کہدیا تھا کہ اگر کیہر لاولد رہے تو فرزندان ہمیر اُسکے جانشین کئے جائین۔

۲۵۔ کیہر دوسرا

اس کے آٹھ بیٹے ہوئے اُن مین سے سوما کی اولاد سوما بھاٹی کہلاتی ہے اس کی جاگیر مین بگم پور تھا جو زبردستی اس کے تیسرے بھائی کیلن نے چھین لیا سوما مع تمام آدمیون کے ترک وطن کرکے گروپ ٹیلی جاکر آباد ہوگیا اور پانچوین بیٹے ساتل نے ایک قدیم شہر کو بنام ساتل میر مشہور کیا کیہر کے اولاد ہونے کی وجہ سے فرزندان ہمیر کے مسند نشین ہونے کی نوبت نہ پہونچی ہمیر کے دو بیٹے تھے ایک کا نام جیتا تھا اور دوسرے کا لون کرن جیتا کے واسطے رانا کمبھا والی میواڑ نے اپنی دختر کے ساتھ شادی کے لئے ناریل بھیجا تھا جو منظور ہوا دولہ بیاہ کے لئے روانہ ہوا ارادلی پہاڑ مین پہونچا تو وہان دلھن کے متعلق ایک راز کی بات سنکر خفیہ تحقیقات کرائی تو معلوم ہوا کہ وہ عیب دلھن مین ضرور ہے اس لئے جیتا نے شادی نہ کی رانا اس فعل سے نہایت غصے ہوا مگر شرم کی وجہ سے اُس نے معاوضے کا ہاتھ دراز نہین کیا اور بجاے اظہار کرنے اپنی آبروی کے

اپنی دختر کی نسبت راجہ کھیچی اچلداس نامی گگرون والے کے ساتھ کردی یہ دونون بھائی مع ایک سو بیس
ہمراہیون کے مقام پوگل پر ایک ارادے کے انجام مین کام آئے۔

۲۶- کیلن دوسرا

پھر کے بعد اُس کا تیسرا بیٹا کیلن قوم بھاٹی کا سردار بنا اور تمام علاقے پر قبضہ کرلیا اور مقام دیوراول کو
جو بھاٹیون کے قدیم دشمن داہیا راجپوتون نے دبالیا تھا اُنسے چھین لیا کیلن کی مخالفت پر اقوام جوہیا اور
لانگھا نے کمر باندھی بعض بھاٹی بھی انکی مدد کو آمادہ ہوئے لیکن کیلن کے ہاتھ سے ہزیمت پائی۔ کیلن نے اپنی
شادی خاندان ساجام والا مین کی اور ان مین جو تکرار علاقے کی بابت باہم رہتی تھی اُسے رفع کیا شجاعت
جام جس کی اُس نے مدد کی تھی کیلن کے ہمراہ ماروت مین آگیا بعد دو سال کے اُس نے وفات پائی اب
کیلن نے ساکا سارا علاقہ اپنے قبضے مین کرلیا اور بہتر سال کی عمر پائی اُسکی حکومت پنجاب تک پہونچی تھی۔

۲۷- چاچک دیو دوسرا

کیلن کے بعد دوسرا چاچک دیو مسند نشین ہوا بعض کہتے ہین کہ رنمل مسند نشین ہوا لیکن یہ صرف
علاقجات شمالی ہین جو اُسکی جاگیر تھی حکمرانی کرتا تھا اور اسکے بعد صرف دو مہینے تک زندہ رہا۔
چاچک دیو نے اپنا قیام ماروت مین اس غرض سے قرار دیا کہ اپنے علاقے کو اہل ملتان کی تاخت
و تاراج سے بچائے رکھے رئیس ملتان نے بھاٹیون کے پرانے مخالفون مثل لانگھا۔ جوہیا اور کھیچی کو شریک
کرکے چاچک دیو پر حملہ کیا اس نے بھی سترہ ہزار سوار اور چودہ ہزار پیادے مقابلے کو تیار کرکے دریائے
بیاس کا عبور کیا لڑائی مین بھاٹی فتحیاب ہوئے دوسرے سال پھر لڑائی ہوئی اس مین سات سو چالیس
بھاٹی کام آئے اور تین ہزار ملتانی کھیت رہے ان فتوحات کے بعد چاچک کا ملک وسعت پذیر ہوا اور وہ
ایک تھانہ زیر حکم اپنے فرزند کے بمقام اسنی کوٹ آنزوے دریاے بیاس چھوڑکر پوگل مین واپس آگیا بعد
ازان اُس نے فوج کشی مہیال رئیس دوندی پر کی اور اُسے شکست دی۔
برجنگ راٹھور نے مشہور قلعہ ساتلمیر جس مین صاحب دولت مہاجن رہتے تھے ایک بھاٹی رئیس سے
چھین لیا تھا اور تاخت و تاراج کا ہاتھ صحرا مین پھیلایا تھا چاچک نے اُس کی رعیت مین سے بہت سے
سیٹھ اور دوسرے اہل دولت گرفتار کرکے جیسلمیر کے متفرق شہرون جیسے دیراول اور ماروت وغیرہ مین آباد
کردیے اور اُس راٹھوڑ کے بیٹے کو گرفتار کرکے اُول مین اپنے پاس رکھا تاکہ اُس کا والد خوش روئی رکھے
آخر عمر مین چاچک نے اپنے بڑے بیٹے (۲۸) برسل کو اپنا جانشین بنایا اور علاقہ کھدال جسکا دارالریاست
دیراول تھا دوسرے بیٹے (۲۹) رندھیر کو دیا جو ایک چوہان رانی سے تھا اور خود ملتان و سندھ کی طرف
چلا گیا جہاں دشمنون کے مقابل لڑکر کام آیا۔ برسل کے قدیم دشمن لانگھا نے بسر کردگی ہیبت خان ادہیر
حملہ کیا مگر شکست کھاکر واپس گیا۔

اسی عرصے مین حسین خان بلوچ نے بیگم پور پر حملہ کیا اور شکست یاب ہوا۔

ریاست بنجاٹے سے کچھ عرصے تک بھاٹیون کا ایک راجہ نرہا۔ لیکن آخرکار (۳۰) برسی سنے راول بنکر سمت ۱۵۳۰ مطابق ۱۴۷۳؁ء مین بیگم پور وغیرہ کی عمارت تیار کرائی۔ برسی کے مرنے پر (۳۱) جیت سی دوسرا راج کا مالک ہوا۔

جیت سی دوسرے تک جیسلمیر کا تاریخی احوال نہایت تاریکی مین ہے۔ اور اُس کے بعد بھی کرنل ٹاڈ کے بیان مین بہت فرق نظر آتا ہے۔ اس لئے یہان پر جیت سی کے بعد کئی پشت کا سلسلہ وار احوال تذکرۃ الواقعات ہمایونی۔ اکبرنامہ۔ تورک جہانگیری اور بادشاہ نامے سے صحیح کرکے لکھا جاتا ہے۔

۳۲۔ راول لون کرن

اس کے وقت سمت ۱۵۹۹ مطابق ۱۵۴۳؁ء مین ہمایون بادشاہ جسکی سلطنت شیرشاہ نے دبالی تھی جودھپور کے راو مالدیو سے کچھ مدد نہ پانے کے سبب تکلیفین اُٹھاتا ہوا سندھ کو جاتے وقت جیسلمیر کے علاقے مین سے گذرا اور وہان گائین پکڑوا کر ذبح کرائین تو راول جیسلمیر کے دو ایلچی بادشاہ کے پاس آئے اور اُنھون نے یہ شکایت کی کہ بادشاہ مسلح سپاہ کے ساتھ اس ملک مین بغیر بلائے چلا آیا اُس ملک مین گائے ذبح نہین ہوتی بادشاہ کے آدمیون نے اس مقدس جانور کو پکڑ کر حلال کیا اب بادشاہ کا لشکر راجہ کی رعایا کے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا بادشاہ نے امرا سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے اُنھون نے کہا کہ ملائمت سے تو کام چلنے کا نہین لب شمشیر سے حکم فرمائیے کہ ان ایلچیون کو مقید کیجئے بادشاہ نے اُنکو قید کردیا اور کچھ جواب ندیا راول لون کرن اور اُس کے بیٹے مالدیو نے اکثر کنوون مین ریت بھروادیا تاکہ ہمایون اور اُس کے آدمیون کو پانی نصیب نہو اور جب ہمایون جیسلمیر پہونچا تو راول جیسلمیر بادشاہ کے آنے سے ناراض ہوا اور شہر کے باہر جو تالاب تھا اُس کی محافظت کی تاکہ لشکر شاہی کہ تشنت اُٹھا کر سراب سے اس مرحلۂ بے آب مین آیا ہے پانی نہ ملنے سے آزار پائے مگر بادشاہ کے شیرون نے دست بردی کی اور گروہ کو تالاب کے کنارے پر شکست دی وہ بھاگ کر قلعہ مین چلے گئے اب پھر یہان سے صحرائے بے آب مین سفر کیا چوتھے روز چار چاہ پر پہونچا تاہم پانی اُن سے نکلنا دشوار تھا اور بہت سے آدمی پیاس کے مارے مرگئے پانی کی ایک بوند بھی مرتے وقت تک اُنکے حلق مین نہ پہونچی جبکہ ان مصیبت کے ماروں کی سختیان اور بدبختیان غایت کو پہونچین اور راجپوتون نے جو اُنکی ہلاکت و تباہی کے خواہان وجویان تھے یہ دیکھا کہ موت اُنکے قریب آگئی اور اب کوئی آس اُنکو باقی نہین رہی تو راجہ کا بیٹا سفید علم ہاتھ مین لئے نمودار ہوا اُس نے بادشاہ کے پاس آدمی بھیجکر یہ عرض کیا کہ حضور اس ملک مین دشمنون کی طرح آئے اور گائے کشی کی جو ہندوون کے دھرم مین نہایت ممنوع ہے اگر حضرت یہان اطلاع کرکے آتے تو مہمانداری آپ کی راجہ کی طرف سے موافق اُس قاعدے کے ہوتی جو راجاؤن اور زمینداروں مین مروج ہے اگر چند روز قیام کا ارادہ یہان ہو تو مین بیل اور ڈول بھیجکر حوض کو پر کردون کہ بادشاہ کے لشکر کے آدمی اور

مولیشی اچھی طرح پانی پئین میرے ایلچیون کو جو حضور نے بے قصور قید کر رکھا ہے خلاص فرمایئے بادشاہ نے تردی بیگ کی سفارش سے ان ایلچیون کو چھوڑ دیا غرض کہ ہمایون پکھالون مین پانی بھروا کر امرکوٹ کی طرف جو تھرو پارکر کے اضلاع مین ہے روانہ ہوا جہان کا راجا پرشاد ہمایون کے ساتھ اس بے سامانی کے عالم مین ایسی تعظیم و تکریم کے ساتھ پیش آیا جیسا کہ کوئی بڑے بادشاہ کے ساتھ پیش آتا ہے اس وقت صرف سات سوار بادشاہ کے ساتھ باقی تھے اور دوسرے ایک ایک دو دو تین تین کر کے فنا ہوئے سات ہفتے کے قریب امرکوٹ مین ہمایون رہا امرکوٹ ایک چھوٹا سا ضلع کم حاصل تھا بادشاہ کی اقامت دراز کے لئے مناسب نہ تھا یہان ۵ رجب ۹۴۹ھ مطابق ۱۵-اکتوبر ۱۵۴۲ء کو حمیدہ بیگم بانو سے شاہزادہ اکبر متولد ہوا۔

لون کرن کے مرنے کا خاص وقت معلوم نہین اُسکے بیٹون مین سے ہر راج جیسلمیر کی گدی پر بیٹھا۔

۳۳-راول ہر راج

اس وقت سمت ۱۶۲۷ مطابق ۱۵۷۱ء مین جب اکبر بادشاہ اجمیر ہوتا ہوا ناگور پہونچا تو اُس جگہ آنبیر کے راجہ بھگوانداس کی معرفت راول کی بیٹی بادشاہی محل مین داخل ہوئی اور اس وقت سے جیسلمیر والون نے بھی بادشاہی اطاعت قبول کی۔

۳۴-راول بھیم سنگھ

اس نے اپنے باپ ہر راج کے بعد راج پاکر سمت ۱۶۴۷ مطابق ۱۵۹۱ء مین مرزا خان خانان کے ماتحت اُڑیسہ و بنگالہ وغیرہ کی بغاوت دور کرنے مین کارگذاری دکھلائی۔ یہ اکبر کے عہد مین منصب پانصدی پر سرفراز تھا اور اس کی بیٹی کا جہانگیر سے ایام شاہزادگی مین بیاہ ہوا تھا شاہزادے نے اُسے ملکہ جہان خطاب دیا تھا یہ پچیس برس کے قریب راج کرکے مرگیا اور اُسکے چھوٹے بھائی کلیان نے گدی پائی۔

۳۵-راول کلیان سنگھ

جب جہانگیر کے عہد مین راو بھیم ایک خردسال بچہ دو مہینے کی عمر کا چھوڑ کر مرگیا اور وہ بھی تھوڑی دیر کے بعد مرگیا تو بادشاہ نے ۱۱ سنہ جلوس مین راجہ کشن داس کو جیسلمیر بھیجکر راوت کے چھوٹے بھائی کلیان کو دربار مین طلب کیا اُس نے حاضر دربار ہوکر سو اشرفیان اور ہزار روپے بطریق نذر پیش کئے بادشاہ نے ٹیکا راجگی اور خطاب راولی سے سرفراز کیا اس کے بعد اسی سال راول کلیان نے نو ہزار اشرفیان نو گھوڑے پچیس اونٹ اور ایک ہاتھی پیش کش مین پیش کئے بادشاہ نے منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار سے سرفراز کرکے جیسلمیر کو اُسی کی جاگیر مین مرحمت کیا اور خلعت اور اسپ و فیل اور شمشیر مرصع اور پھپوہ مرصع عنایت کرکے وطن کو رخصت کیا۔

کرنل ٹاڈ نے کلیان کو بھیم سنگھ کا بیٹا لکھ کر اُس کے عوض منوہرداس کا راول ہونا بیان کیا ہی جس کو غلط ثابت کرنے کے لئے تزک جہانگیری کی عبارت یہان درج کی جاتی ہے۔

۱۰۲۵ھ ہجری (مطابق سمت ۱۶۷۳ و ۱۶۱۷ء) مین کلیان جیسلمیری جس کے بلانے کو راجہ کشن داس

(کچھواہہ) گیا تھا حاضر ہوا - اُس نے سو گھوڑے اور ہزار روپیہ نذر میں پیش کیا - اُس کا بڑا بھائی راول بھیم جاگیر کا مالک تھا جب وہ مرا تو اُس نے ایک دو مہینے کا بچہ وارث چھوڑا - لیکن وہ بھی زیادہ نہ جیا - اُس (بھیم) کی بیٹی کو مین نے شاہزادگی مین بیاہ کر ملکہ جہان خطاب دیا تھا - چونکہ اس قوم کے لوگ پہلے سے سلطنت کے خیرخواہ چلے آئے ہین اور ایک رشتہ بھی ہوگیا تھا اس لئے راول بھیم کے بھائی کلیان کو طلب کر کے مین نے سرداری کا ٹیکہ اور راول خطاب عنایت کیا - دوبارہ راول کلیان کی طرف سے کچھ نذر کا سامان پیش ہوا اور اُس کو دو ہزاری ذات ایک ہزار سوار کا منصب دیا گیا -

سمت ۱۶۸۵ مطابق سنہ ۱۶۲۹ع مین شاہ جہان نے تخت پر بیٹھ کر کلیان سنگھ کا منصب بحال رکھا لیکن راول کے مرنے پر اُسکے بیٹے منوہر داس سے راج چھین کر سبل سنگھ کو دیدیا جو راول لون کرن کے بیٹے مالدیو سے تیسری پشت مین تھا -

۳۶ - راول سبل کرن

سمت ۱۶۹۵ مطابق سنہ ۱۶۳۹ع کے بعد شاہ جہان کے حکم سے مہاراجہ جسونت سنگھ والی جودھپور نے مدد کر کے سبل سنگھ کو راج دلایا جس کے عوض جیسلمیر کا پرگنہ پوکرن ہمیشہ کے واسطے راٹھوڑون کے قبضے مین آیا - بادشاہ کی طرف سے سمت ۱۷۱۲ مطابق سنہ ۱۶۵۵ع مین سبل سنگھ کو ایک ہزاری منصب ملا - کرنل ٹاڈ افسوس کرتا ہے کہ بیکانیر کے راٹھوڑون نے شمالی علاقہ - اور جودھپور والون نے جنوبی پرگنے بارمیر وغیرہ جیسلمیر مین سے بے سبب دبا لئے لیکن زمانے کی یہی چال ہے کہ زبردست لوگ جا بیجا ملک دباتے ہین شروع مین یہ بات ناگوار گذرتی ہے اور عرصے تک قیام پا لینے سے حقداری سمجھ لی جاتی ہے -

۳۷ - راول امر سنگھ

اس نے سمت ۱۷۱۵ مطابق سنہ ۱۶۵۹ع کے بعد عالمگیر کے عہد مین گدی پر بیٹھ کر بلوچون اور بیکانیر کے راٹھوڑون سے لڑائی مین بعض سرحدی مقام واپس لئے -

۳۸ - راول جسونت سنگھ

یہ سمت ۱۷۵۸ مطابق سنہ ۱۷۰۲ع مین راج کا مالک ہوا - اس کے وقت مین راٹھوڑون نے بارمیر پوگل - اور پھلودی وغیرہ پرگنے دبا لئے اور اس کے پانچ بیٹون مین سے بڑا جگت سنگھ گذر گیا تو اُس کا بیٹا اکھے سنگھ وارث رہا - لیکن اکھے سنگھ کے گدی پر بیٹھتے ہی اُسکے چچا تیج سنگھ نے راج چھین لیا -

۳۹ - راول تیج سنگھ

اس کے راج لینے پر اکھے سنگھ دلی جا کر اپنے باپ کے چچا ہری سنگھ کو مدد پر لایا تیج سنگھ لڑائی مین زخمی ہونے سے مر گیا اور اُس کا کم عمر بچہ وارث رہا -
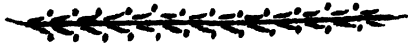
۴۰ - راول سوائی سنگھ

اسکے تین برس کی عمر مین گدی پر بیٹھنے کے بعد دعویدار اکھے سنگھ نے بڑی جمیعت سے قلعہ پر حملہ کر کے اس بے گناہ کو قتل کرنے کے بعد راج حاصل کیا۔

۴۱ - راول اکھے سنگھ

یہ سمت ۱۷۷۸ مطابق سنہ ۱۷۲۲ء مین راول ہوا اسکے وقت مین بہاول خان نے جو داؤد خان کا پوتا اور مبارک خان کا بیٹا تھا مقام دیوراول اور کھدال کا علاقہ دبا کر اپنی نئی ریاست بہاولپور مین داخل کیا۔

۴۲ - مہاراول مولراج

سمت ۱۸۱۸ مطابق سنہ ۱۷۶۲ء مین راج کا مالک ہوا اس کے اٹھاون سال عہد مین دیوان سروپ سنگھ اور اُسکے بیٹے سالم سنگھ نے بھائیون کے ملک اور خاندان کو نہایت تباہ کیا۔ جب راول کے ولیعہد رائے سنگھ نے سروپ سنگھ کو قتل کرنا چاہا تو دیوان نے اول کنور کو ملک سے خارج اور واپس آنے پر ایک قلعہ مین قید رکھ کر زہر سے مروا ڈالا اور اُسکے دو بیٹون ابھے سنگھ اور دھونکل سنگھ کا بھی اسی طرح کام تمام کیا راول کا دوسرا بیٹا جیت سی اندھا ہونے کے سبب جان سے بچا رہا تیسرے مان سنگھ نے گھوڑے سے گر کر وفات پائی اور اُسکے بیٹون کو بیکانیر مین پناہ لینی پڑی۔

سمت ۱۸۷۵ مطابق سنہ ۱۸۱۸ء ماہ دسمبر مین بڑی مشکل کے بعد سالم سنگھ نے سرکاری عہدنامہ ہونے دیا اس سے دو برس کے بعد مہاراول مولراج کے مر جانے سے اُس کا پوتا گج سنگھ جو مان سنگھ کا بیٹا تھا اور اپنے دوسرے بھائیون کے وطن سے نکل جانے پر کم عمری کے سبب ریاست مین رہ گیا تھا گدی پر بٹھایا گیا۔

۴۳ - مہاراول گج سنگھ

یہ سمت ۱۸۷۷ مطابق سنہ ۱۸۲۱ء مین راج کا مالک ہوا۔ اسکی شادی میواڑ کے مہارانا بھیم سنگھ کی بیٹی کے ساتھ اُس موقع پر ہوئی جبکہ بیکانیر اور کرشن گڑھ کے مہاراجہ بھی مہارانا کی دوسری بیٹیون کے ساتھ اپنے بیاہ کے لئے اودیپور گئے ہوئے تھے۔ اس رشتہ داری سے بیکانیر و جیسلمیر کے سرحدی جھگڑون مین کچھ کمی ہوگئی۔ سمت ۱۸۸۰ مطابق سنہ ۱۸۲۴ء مین سالم سنگھ دیوان مر گیا۔ مہاراول کو اُس کے بیجا باؤ اور رعیت کو ناروا سختی سے نجات ملی سالم سنگھ کے پیچھے اُسکے دو بیٹون مین سے بڑے نے چھوٹے کی ماں کو کسی نوکر کے ساتھ آشنائی رکھنے کے خیال سے مار ڈالا جس سے مہاراول نے جو اب ہوشیار ہو گیا تھا اُسے قید کر کے فسادیون کا بالکل زور توڑ دیا۔

سندھ کی لڑائی پر مہاراول نے سرکار انگریزی کو باربرداری کے لئے اونٹ جمع کرنے مین بہت مدد دی جس کے عوض سمت ۱۹۰۰ مطابق سنہ ۱۸۴۳ء مین سندھ کے فتح ہونے پر وہان کے نواب میر علی مراد خان سے شاہ گڑھ۔ گرسیہ اور گوٹڑہ کے قلعے جو کسی وقت دبا لئے گئے تھے واپس دلائے گئے اس کے دو برس کے بعد

مہاراول کے لاولد انتقال کرنے سے رانی راناوت نے اُس کے چھوٹے بھائی کیسری سنگھ کے بیٹے رنجیت سنگھ کو گود لیا۔

۴۴۔ مہاراول رنجیت سنگھ

یہ سمت ۱۹۰۲ مطابق ۱۸۴۶ء مین گدی پر بیٹھا۔ جس کو دوسرے رئیسون کی طرح ۱۸۶۲ء مین سرکار انگریزی سے گود لینے کی سند حاصل ہوئی اور سمت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۴ء ۱۶ جون کو اس کے لاولد انتقال کرنے پر اسکے چھوٹے بھائی بیری سال کو راج ملا۔

۴۵۔ مہاراول بیری سال

سمت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۴ء ۱۶ جون کے مہینے مین جبکہ اُس کی پندرہ سال کی عمر تھی گدی پر بیٹھا اس نے فضول جھگڑون کے سبب مدت تک گدی نشینی سے انکار رکھا لیکن دو برس کے بعد کرنل ایڈن اجنٹ گورنر جنرل کے نیک صلاح دینے اور ضابطے کے ساتھ مسند نشین کرنے سے اُس کا رنج و اندیشہ دور ہوا۔ سمت ۱۹۳۰ مطابق ۱۸۷۳ء مین مہاراول نے ڈونگرپور جا کر وہان کے مہاراول اودے سنگھ کی بیٹی سے شادی کی جس مین ڈیڑھ لاکھ روپے کے قریب خرچ پڑا اور پونے دو لاکھ کے قریب جہیز وغیرہ کی آمدنی ہوئی۔ سمت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء مین مہاراول سخت بیمار ہوگیا جس سے رزیڈنٹ مارواڑ وہان گیا اور اطمینان کے بعد واپس جودھپور چلا آیا۔

بیری سال نے ۱۸۶۴ء سے ۱۸۹۱ء تک حکومت کی۔ اُس کی بیوہ نے ٹھاکر کوشل سنگھ جاگیردار لاٹھی کے بیٹے شیام سنگھ کو متبنےٰ بنا لیا۔

۴۶۔ مہاراول سالیواہن

گورنمنٹ کی منظوری سے شیام سنگھ مسند نشین ہوے اور اُنھون نے سالیواہن کا لقب اختیار کیا انھون نے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی اُنکی شادی سروہی کے مہاراو کیسری سنگھ کی دوسری بیٹی سے ہوئی ۱۸۹۸ء مین اُنکو پورے اختیارات ملے۔

فصل۔ تاریخ سروہی

جغرافیہ

ریاست سروہی مغربی راجپوتانہ مین ایک چھوٹی سی ریاست ہے جو درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۰ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۲۰ دقیقہ وطول بلد شرقی ۷۲ درجہ ۱۰ دقیقہ و ۷۳ درجہ ۱۰ دقیقہ کے واقع ہے

اس کے شمال و مغرب مین مارواڑ جنوب مین پالن پور ہے کانٹھ اور بڑودہ مشرق مین اودیپور د مارواڑ کا
علاقہ ہے رقبۂ ریاست ۱۹۶۴ میل مربع آبادی ایک لاکھ نواسی ہزار ایک سو تہتر آدمی خالصے کی آمدنی
ایک لاکھ روپیہ سالانہ اور اس سے کچھ زیادہ کی زمین ماتحت جاگیرداروں کے قبضے مین تھی - لیکن اسوقت
خالصے کی آمدنی ۷۷۹۶۳۹ روپیہ سالانہ کی ہے یہ علاقہ اکثر غیر آباد ہے اور پہاڑیان زیادہ ہین جو اراولی
(اربلی) پہاڑ کی شاخین سمجھی جاتی ہین اُسکے پورب مین جو ملک کا حصہ ہے وہ بالکل پہاڑیوں اور جنگل
جھاڑیون سے بھرا پڑا ہے آبو کا پہاڑ اور اُس کے قریب کا پہاڑی ضلع جو بھاکر کہلاتا ہے اسی حصے مین ہے
مگر پچھم کی طرف کا ملک البتہ کشادہ اور کسی قدر زیادہ آباد بھی ہے کہ جہان جا بجا زراعت ہوتی ہے - آبو کا پہاڑ
بہت اکثر سبز و سیر حاصل ہے اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ موسم گرما و برسات مین یہان رہتے ہین ہندوؤن کا
عقیدہ یہ ہے کہ کوہ آبو بوجہ بود و باش اچلیش کے مثل سمیر و کیلاش کے پہاڑون کا گرو سمجھا جاتا ہے آبو پر
ایک روز برت کرنے سے انسان کے کل گناہ معاف ہو جاتے ہین اور ایک سال وہان رہنے سے نوع بشر کا
گرو ہو جاتا ہے اُس کی اونچی سے اونچی چوٹی گرو شکھر کہلاتی ہے جو سمندر سے ۵۷۰۰ یا ۵۸۰۰ فٹ اونچی ہے
وہ قدیم سے بہت متبرک اور عبادت گاہ عظیم ہندو اور جین دھرم کے ماننے والون کا خیال کیا جاتا ہے اُسکے
اوپر بشسشٹ منی کا آشرم اور اچلیشر مہادیو کا مندر بہت مشہور ہے اور وہان سے دو تین کوس پر مقام
دیلواڑہ مین جین دھرم کے کئی نہایت عمدہ اور قیمتی مندر ہین جنکی تعمیر صناعی اور سنگتراشی مین کروڑون روپیہ
صرف ہوا ہے - ان مین سب سے بڑا مغرب کی طرف رکھب دیو کا مندر کہلاتا ہے بقول کرنل ٹاڈ یہ مکان
ہندوستان کے کل مندرون سے بڑا ہے اور آگرے کے تاج گنج کے سوا کوئی عمارت اُس کی برابر نہین ہو سکتی
کہتے ہین کہ اس مقام پر بیشتر شیو اور وشنو کے مندر تھے بیرونی عمارت کے بڑے کمرے مین ایک متھ کے مختلف
دھاتون سے مرکب جینیون کے دیوتا کی مورت ہے اور مندر کے محاذی بمل ساہ یعنی ساہوکار انہل واڑہ
اس مندر کے بنانے والے کی پرتمان ہے کل مندر چودہ برس کے عرصے مین تیار ہوا تھا دوسرا نیمناتھ کا مندر
اُس کے کتبے سے سنہ ۱۲۳۶ء کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے اور باقی ماندہ دو مندر صرف چار سو برس سے کچھ زیادہ
کے بنے ہوئے اور اُس سے کمتر درجے کے ہین مگر اب سب خراب ہوتے جاتے ہین کوہ آبو کا اصلی نام اربدھ ہے
اسپر پرستندگان شمس اور دیرین کی لڑائی ہوئی تھی پیروان مذہب بودھ تو اُس کو اپنے اول بودھ
مسمی آدھ ناتھ سے منسوب کرتے ہین اور برہمن ایشور یا اچلیش مخصوص الموقع دیوتا سے جس اگنی کنڈ سے
برہمنون نے چار نسلون کو اچلیش اور معتقدان کثیر المعبود کی طرف سے بمقابلے دیت یعنی دہریون کے
(کہ عبارت بدھ مت والون سے ہے) لڑائی کرنے کے واسطے پیدا کیا تھا اُسکو آبو شکھر پر اب بھی دکھلایا
کرتے ہین ان پہاڑون مین اکثر مینا بھیل کولی اور گراسیہ بہت عرصے سے اور کثرت سے آباد ہین -
بھیل تو پچھم کے پہاڑون مین رہتے ہین یا اُنکے دامن مین - اُنکی آبادی متفرق ہوتی ہے وہ اپنے جھونپڑے

گول اور دور دور بناتے ہین اور وقت پر ایک بھیل کی چیخ سنکر ادھر اُدھر سے صد ہا جمع ہوجاتے ہین اُن کا خاص ہتھیار تیر اور کمان ہے اور لیٹ کر خوب تیر مارتے ہین پہلے تو اکثر اُنکا گذارہ لوٹ مار سے چلتا تھا مگر اب کھیتی بھی کرنے لگے ہین وہ کسی دھرم کے پابند نہین اور نہ اُنکا کوئی مذہب ہے یہان تک کھرے ہوئے چوپایون کو کھا جاتے ہین اور اسی سبب سے کوئی اُنکے ہاتھ کا پانی نہین پیتا ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ میواڑ سے اس طرف آئے ہین اور انکا زیادہ تر گروہ میواڑ مین ہے اور کہنے کو ہندوؤن مین داخل ہین اور اُنھین کی طرف جذب ہوتے جاتے ہین۔ اور قوم مینہ اُتر کی طرف زیادہ ہے چھہ سو برس کے قریب ہوئے کہ یہ دیوڑہ چوہانون کے ساتھ گوڈواڑ سے آئے تھے اور اس علاقے مین بس گئے یہ بھی چوری اور غارتگری مین بھیلون سے کم نہین بلکہ بہادری اور مضبوطی مین اُنسے دو قدم بڑھے ہوئے ہین اور بہت جلد بدی اور خونخواری پر آمادہ ہوجاتے ہین اور ہمیشہ فساد کرتے رہتے ہین انکو پہاڑون مین دوڑنے اور گھاٹیون پر چڑھنے اترنے کی خوب مہارت ہوتی ہے۔ اور گراسیہ ایک قوم بگڑی ہوئی راجپوتون کی ہے وہ ایڈر کی طرف سے آئی ہے اور اُنکی زیادہ تر آبادی بھی اُسی طرف کو سروہی کے مشرقی پہاڑیون اور گھاٹیون کے نیچے اور اوپر جھونپڑیون مین ہے اور جس علاقے کا نام بھاکر ہے وہ ان لوگون کا مسکن ہے یہ عجیب وحشی ہین اور کبھی اس بات کو گوارا نہین کرتے کہ کوئی آدمی بلا مرضی اُنکی اُنکے علاقے مین آجائے اُنکی زبان بہت ہی کم سمجھ مین آتی ہے اُنھون نے پہاڑون پر ڈھول رکھ چھوڑے ہین کہ جس کی آواز پر فوراً صد ہا آدمی جمع ہوجاتے ہین اور راستہ بند کردیتے ہین یہ بھاکر کا علاقہ آبو سے ۱۵ کوس لمبا اور بارہ کوس چوڑا ہے مگر گراسیہ ایک جگہ پر نہین رہتے ہین دوسرے تیسرے برس اپنے جھونپڑون کو دوسری جگہ لیجاتے ہین اور وہان ایسے ہی جنگل کاٹ کر زمین کو قابل زراعت کرلیتے ہین۔ ان گراسیون مین سے اکثر کے پاس بڑی جاگیرین ہین جو اپنی وحشت اور جنگلی مددگارون کی اعانت سے ریاست کی بہت کم اطاعت کرتے ہین زمین کے مالک جو راجپوت ہین وہ بھی عادت اور طریقہ اپنی رعیت کا سا رکھتے ہین وحشت یہان کے باشندون مین یہانتک بڑھی ہوئی ہے کہ ذراسی بات پر راج سے بغاوت کرکے بارو ٹھیہ ہوجاتے ہین اور لوٹ مار کرنے لگتے ہین اور آپس مین مدت دراز سے نااتفاقی چلی آتی ہے۔ یہ ریاست قوم چارن کے واسطے اچھی وجہ معیشت ہے یہان کے ٹھاکر اور راجپوت جو پشتہا پشت سے بغاوت کرنے اور بارو ٹھیہ ہوجانے کے عادی ہین اُن لوگون پر بہت کچھ اعتبار رکھتے ہین اور بغیر اُنکی ضمانت کے کسی شرط کے قبول کرنے پر راضی نہین ہوتے اُنکا کوئی راضی نامہ بغیر درمیان کی چارنون کے نہین ہوتا۔ جو بارو ٹھیہ اپنے ٹھکانے پر بیٹھتا ہے وہ جب تک کسی چارن کا بچن نہین لیتا ہے تب تک ایسا نہین کرتا ہے اور چارنون نے بھی اپنی شاعری سے دیوڑون کو خوب بڑھایا ہے چارن کے معنے چارون طرف شہرت دینے والے کے بیان کئے گئے ہین شروع مین انکا تعلق رشتہ داری کا راجپوتون کے ساتھ رہا لیکن اگلے زمانے مین دان لینے کی وجہ سے انکی راجپوتون سے علیحدگی ہوئی اور دان دینے اور لینے والون مین فرق سمجھا گیا۔

سروہی کے راج مین برسات مین پہاڑون سے کئی ندیان اُترتی ہین اور مارواڑ کی ندی لونی سے ملکر کچھ کے خلیج مین گرتی ہین مگر بناس ندی جو آبو کے پہاڑ سے نکلی ہے ریاست ہاے میواڑ - ڈھونڈھار ٹونک اور ہاڑوتی مین ہوکر چنبل ندی مین جا ملتی ہے -

سروہی کے پہاڑ مارواڑ کے پہاڑون کی بہ نسبت سرسبز اور سیراب ہین اور میدانون مین جا بجا نشیب ہے اور پانی سطح زمین سے بہت قریب ہے مگر اس پر بھی بند تالاب اور چاہات بہت ہی کم ہین کوہ آبو کی تالاب اور درختون کی تروتازگی سے بڑی رونق معلوم ہوتی ہے -

پہلے اس علاقے مین پنوارون کا راج تھا اور اُس وقت چندراوتی نگری اُنکی راجدھانی تھی اُسکے کھنڈرات ابھی تک آبو کے نیچے اپنی پچھلی یادگار کا اظہار کرتے ہین اُنمین اکثر عمارتون کے ستون اور پتھر اُس اعلےٰ اور افضل سنگ اشی کی یادگار ہین جس سے اس ملک کی دولتمندی ثابت ہوتی ہے اب ان کھنڈرون مین گراسیون کے جھونپڑے نظر آتے ہین - ریاست سروہی مین گیارہ پرگنے اور ۴۳۱ گانون ہین اُن مین سے ۲۰۰ گانون بھائی بیٹون کی جاگیرات مین دیے ہوئے ہین اُنمین بارہ جاگیردار بڑے ہین -

خاص شہر سروہی پانچ ہزار آدمی کی آبادی اجمیر سے دو سو میل جنوب و مغرب مین احمدآباد جاتے ہوئے ریلوے لائن سے قریب ہے یہ چھوٹا سا شہر اربلی پہاڑ کے نیچے آباد ہے یہ قصبہ پرانی بستی سے علیحدہ ہے جو اب اُجڑ گئی ہے شروع پندرھوین صدی عیسوی مین سرنوا پہاڑ کے نام پر سرنوی نام سے آباد کیا گیا تھا جو بدلکر سروہی ہوگیا ہے مکان اکثر پتھر اور اینٹون سے پختہ بنے ہوئے ہین اور مہاراؤ کا محل ایک بلند جگہ پر مضبوط ہونے کے سوا کچھ بڑا یا خوبصورت نہین ہے -

سروہی کی تلوار جو اکثر سیدھی ہوتی ہے اور سروہی یا کتی کہلاتی ہے تمام ہندوستان مین مشہور ہے وہ بہت کارآمد ہوتی ہے اور کاٹ بھی خوب کرتی ہے مگر اُس مین ایک بڑا عیب یہ ہے کہ بعض اوقات لگاتے ہی ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو جاتی ہے -

قوم

سروہی والے دیوڑہ راجپوت ہین جو چوہانون مین سے نکلے ہین وہ یہ دعوے کرتے ہین کہ ہم مہاراجہ پرتھی راج چوہان کے چچا کن کی اولاد مین ہین مگر تحقیقات سے اُنکا لاکھن سی راجہ ناڈول علاقہ مارواڑ کی اولاد مین ہونا ثابت ہوا ہے ناڈول کے چوہان راجے بھی بڑے نامی ہوے ہین سمت ۱۰۰۰ سے سمت ۱۳۶۸ تک اُنکا بڑا عروج رہا ہے اول راجہ ناڈول کا لاکھن تھا جو سمت ۱۰۳۹ مین گجرات کے دارالحکومت انہل پور پٹن تک راہداری کا محصول لیتا تھا اور میواڑ کا راج اُسکو خراج دیتا تھا اس نام کو لکسمن بھی لکھتے ہین اور یہ ناڈول کا راجہ لاکھن مانک راج چوہان کی نسل سے تھا نہ کن کی - کن کی اولاد مین پوری علاقہ آگرہ کے راجہ ہین مانک راج چوہان کے دس بیٹون مین سے ایک کا نام نربان تھا اُس کی اولاد مین

نربان چوہان ہوئے وہ مارواڑ کے اُتر مین رہا کرتے تھے اُن مین دیوٹ نام ایک بڑا بہادر شخص ہوا اُس نے آبو کے پاس راج کیا اور سروہی نام شہر بسایا اُس کی نسل والے دیوڑہ چوہان کہلائے لیکن نربانون کی تواریخ مین اس روایت کے برعکس یہ بات لکھی ہے کہ قوم نربان دیوڑون سے پیدا ہوئی ہے اُسکا مورث اعلیٰ جس کا نام راجہ جین تھا سروہی سے آیا تھا۔ دیوڑون کا نام پرتھی راج راسا مین بھی آیا ہی مگر اُس سے اُنکی پیدائش معلوم نہین ہوتی دیوراج دیوڑہ پرتھی راج کے ساونتون مین داخل او قنوج کی لڑائی مین اُس کے ساتھ تھا بعض کہتے ہین کہ اس راؤ چوہان کی عورت دیوی تھی جس سے اُس کی اولاد دیوڑہ کہلائی بعض کہتے ہین کہ لاکھن چوہان والی ناڈول کی سترھوین پشت مین راؤ کیتو تھا اور اس کیتو کا پوتا مانی جی تھا اس کی رانی چند کا بھوانی تھی اُس سے دیوراج اور پاتا دو بیٹے پیدا ہوئے دیوراج کی اولاد دیوڑہ کہلائی ان روایتون سے ثابت ہے کہ قوم دیوڑہ ناڈول کے چوہانون سے نکلی ہے اور ناڈول کے چوہانون کو پرتھی راج چوہان کی اولاد سے کچھ تعلق نہین کیونکہ اُنکا مورث اعلیٰ راؤ لاکھن مانک راج چوہان کی نسل سے تھا کرنل ٹاڈ نے ایک لاکھن سی پرتھی راج کی اولاد مین لکھا ہے اور وہ اکثر فرقہاے قوم مہاجن کا بانی ہوا ہی مگر وہ ناڈول کا راجہ نہین تھا اور بہ نسبت ماں کے باپ کے نام پر اُنکا نام دیوڑہ ہونا زیادہ تر موزون اور قرین قیاس معلوم ہوتا ہے اور راجپوتون مین قوم باپ کے نام پر ہی مقرر ہوئی ہے اسی لئے محققین کا یہ قول ہے کہ دیوراج کے نام سے اُس کی قوم دیوڑہ کہلاتی ہے جس طرح دیوڑون نے اپنی طاقت سے سروہی کی ریاست حاصل کی تھی ویسے ہی غیرون کی اطاعت بھی مقابلہ اور مجبوری بغیر آسانی سے اختیار نہین کی اُنھون نے اودیپور کے رئیسون کو آپس کی تکرار سے فیصلے کے لئے اکثر بزرگ و سرپنچ قرار دیا تھا اور ہم گجرات کے صوبہ دار جو دہلی کے تعلق خاندان کی ماتحتی سے نکلکر خود مختار بادشاہ کہلانے لگے تھے کبھی کبھی تحفے لینے اور لوٹ مار کرنے کے سوا سروہی پر زیادہ دباؤ نہین رکھ سکے لیکن مغل شاہنشاہ اکبر نے جس کی تدبیرین ان معاملات مین کامل تھین دیوڑون کو آزاد نہین چھوڑا اور اُنکو اودیپور کے تعلق سے علیحدہ کرکے اپنا تابع بنایا۔

تواریخ

سنہ ۱۱۹۲ء مین جبکہ شہاب الدین غوری نے پرتھوی راج چوہان کے قتل ہونے کے بعد دلی اور اجمیر وغیرہ پر قبضہ کرلیا تو چوہان لوگون نے شمالی ہندوستان سے پریشان ہوکر راجپوتانے کے ویران علاقون مین جہان جنگل اور پہاڑ کے سبب بچاؤ ہوسکتا تھا سہارا ڈھونڈھا اُنھین سے دیوراج نامی شخص کی اولاد مین (۱) راؤ لُنبھا نے سمت ۱۳۷۸ مطابق سنہ ۱۳۲۱ء پنوار راجپوتون سے آبو کا قلعہ لے لیا اور یہ وہ عہد تھا کہ ترکون کی سلطنت بسبب انتقال سلطان علاء الدین خلجی کے کمزور ہوگئی تھی اور راجپوتون کو جا بجا خروج کا موقع مل گیا تھا بعض کتابون مین لکھا ہے کہ لُنبھا نے آبو کے پنوار راجہ کو مار کر اُس کے ہاتھ سے خود بھی جان دی لیکن اُس کا بھائی تیج سی آبو کی گدی پر بیٹھ گیا اور لُنبھا دب کر تیج سی کے نوکر ہوگئے

اور کچھ چلے گئے میر اپنوار کی بہن جو راجہ کی بیٹی تھی تیج سی کو بیاہی گئی اور تیج سی نے صرف چار پانچ گانون میرا کو جاگیر مین دئے لونبھا کا دوسرا نام لونگ ہے۔ راس مالا مین لکھا ہے کہ (۲) تیج سنگھ لونبھا کا بیٹا تھا (۳) تیج سنگھ کا بیٹا (۳) کانڑ دیو اور کانڑ دیو کا بیٹا (۴) سامنت دیو تھا بعض کتابون مین جو کرسی نامہ دیا ہے اُس مین تیج سنگھ۔ کانڑ دیو اور سامنت سنگھ کا نام ہی نہین آیا ہے وہ راؤ لونبھا کے بعد (۲) راؤ سلکھا اور سلکھا کے بعد (۳) راؤ رنمل اور راؤ رنمل کے بعد (۴) راؤ سوبھان اور راؤ سوبھان کے بعد (۵) راؤ سہس مل کو لکھتے ہین بعض کتابون مین یون لکھا ہے (۱) لونبھا (۲) سلکھا (۳) رنمل (۴) سوبھان (۵) سہس مل (۶) لاکھا (۷) جگمال (۸) اکھے راج اول (۹) رائے سنگھ (۱۰) اودا (۱۱) اودے سنگھ (۱۲) مان سنگھ اول (۱۳) سرتان (۱۴) راج سنگھ (۱۵) اکھے راج دوم (۱۶) اودے بھان اول (۱۷) بیری شال (۱۸) سرتان دوسرا (۱۹) شترسال (۲۰) مان سنگھ دوسرا (۲۱) پرتھوی راج (۲۲) جگت سنگھ (۲۳) ہرسال (۲۴) اودے بھان دوسرا (۲۵) شیو سنگھ (۲۶) امید سنگھ (۲۷) مہاراؤ کیسری سنگھ۔

بہر صورت انہین سے رنمل تک آبو پر راج کرتے رہے اور راؤ سوبھان نے سمت ۱۴۶۲ مطابق سنہ ۱۴۰۶ء مین سرنوا پہاڑ مین جہان اُس کے بزرگون نے پناہ لی تھی ایک شہر بسایا اور وہان رہنا اختیار کیا اور اُسکے بیس برس کے بعد سمت ۱۴۸۲ مطابق سنہ ۱۴۲۵ء مین راؤ سہس مل نے جو لونبھا کی پانچوین پشت مین تھا نئی سروہی کو جو اب تک موجود ہے اور جس کی نسبت تین سی جھتا سمت ۱۴۵۲ مین آباد ہونا بیان کرتا ہے بسایا اور قلعہ بنایا کہتے ہین کہ اُس نے اپنی راجدھانی کا نام سارنیشو مہادیو کے نام شیوپوری رکھا تھا مگر کثرت استعمال سے سروہی مشہور ہو گیا سہس مل نے اپنا علاقہ بڑھایا اور ایک پہاڑ کے سولنکیون سے جو راج سروہی اور مارواڑ کی سرحد پر واقع ہے جنگ کی اور کچھ زمین اُنکی چھین لی۔ راؤ سہس مل چونڈا جی راٹھور والی منڈور اور رانا موکل و کونبھا ئیسان چتوڑ کا ہم عصر تھا اور ایک ایک بیٹی اُس کی ان دونون راجون اور ایک ایڈر کے راؤ پونجا کو بیاہی تھی اور اُسکا باپ سلکھا چتوڑ کے رانا لاکھا کا ہم عصر تھا اور اُسکی بیٹی بیران دیوڑی رانا مذکور کی رانی تھی۔

اس کے وقت مین گجرات کا بادشاہ قطب الدین تھا وہ بار بار سروہی کی طرف سے میواڑ پر حملہ کیا کرتا تھا جس مین ریاست سروہی بھی لٹ جاتی تھی۔ ایک بار رانا کونبھا نے سروہی کو فوج بھیجی اور آبو کا پہاڑ دیوڑون سے فتح کر لیا اور بعض کہتے ہین کہ سہس مل کے دوسرے بیٹے لاکھا کے کہنے سے بطور پناہ پذیری کے رانا کونبھا بخوف افواج شاہی چندماہ آبو کے اوپر اچل گڑھ مین ٹھہرا تھا اور جب اُسنے ایسے مضبوط مقام کو پاکر اُس کے چھوڑنے سے انکار کیا تو سہس مل کے بڑے بیٹے دھیرا جی نے فوج جمع کر کے اور بزور حمایت بادشاہ گجرات کے پہاڑ کے اوپر جا کر رانا اور اُس کے آدمیون کو نکالدیا۔

۶۔ راؤ لاکھا

تاریخ فرشتہ مین راؤ لاکھا کو کنتھا دیو لکھا ہے۔ کنتھا دیو سوائے لاکھا کے اور کوئی راجہ سروہی کا نہین ہو سکتا ہے

۸۹۲ سنہ ہجری مطابق ۱۴۸۷ء میں کئی سوداگر عربی اور عراقی گھوڑے اور کچھ اسباب لیکر گجرات کو جلتے تھے جب علاقہ سروہی میں پہونچے تو لاکھانے اُنکو لوٹ لیا اُنھون نے جاکر سلطان محمود بیگڑہ سے فریاد کی سلطان نے اُنکو مال مغروتہ کی قیمت اپنے خزانے سے دلا کر راؤ کو لکھا کہ یا تو سوداگرون کا مال بھیجدے یا لڑائی کی تیاری کر کہ مین آتا ہون راؤ نے ڈر کر سب مال واپس کردیا سلطان محمود بیگڑہ کے وقت مین ملک خضر نے سروہی پر یورش کر کے خراج لیا تھا- اس لاکھانے آبو پہاڑ پر اپنے نام سے لکھی تالاب کھدوایا جس کو اب عالم لوگ بگاڑ کر لکھی تالاب بولتے ہین

۷- راؤ جگمال

راؤ لاکھا کے چار بیٹے جگمال- ہمیر- شنگرا اور ادوا تھے جگمال جب راؤ ہوا تو ہمیر نے اُس سے آدھون آدھ راج بٹوا لیا جگمال آبو مین اور ہمیر سروہی مین رہا یہ بات جگمال کو بُری لگی اور اُس نے فوج کشی کر کے ہمیر کو مار ڈالا راؤ جگمال کی بیٹی جودھپور کے راؤ گنگا جی کو بیاہی تھی جس کے بطن سے راؤ مالدیو پیدا ہوا تھا-

۸- راؤ اکھے راج

جگمال کے بعد اُس کا بیٹا اکھے راج مسند نشین ہوا- پالن پور کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایکبار جالور کے رئیس مجاہد خان عرف موبھا کو شکار گاہ مین راؤ اکھاجی عرف اکھے راج نے پکڑ لیا جسکے بدلے مین جالور کے لشکر نے سروہی کا ملک لوٹ کر اُجاڑ دیا اور سروہی کے کنور مان سنگھ کو جو دولہا بنا ہوا براتیون کے ساتھ جاتے ہوے اُن پہاڑون کے سلسلے مین فروکش ہوا جو سرحد جالور کے قریب واقع ہے گرفتار کر لیا اور مسلمان کرنیکی دھمکی دی تب راؤ نے خان جالور کو چھوڑ دیا- راؤ اکھے راج کے بعد اُسکا بڑا بیٹا راے سنگھ گدی پر بیٹھا-

۹- راؤ راے سنگھ

بھین مال کا پرگنہ اُس وقت جالور کے پٹھانون کے پاس تھا راؤ نے اُس پر چڑھائی کر کے شہر بھین مال کو گھیرا اُس کے اندر سے ایک تیر آیا اور راؤ کا بکتر توڑ کر بغل مین لگا اُس سے راؤ کا کام تمام ہوگیا- اسکو جودھپور کے راؤ گانگا جی راٹھوڑ کی بیٹی چانپا بائی بیاہی تھی-

۱۰- راؤ دودا

راے سنگھ نے مرتے وقت کہا تھا کہ میرا بیٹا اودے سنگھ بہت چھوٹا ہے پانچ راجپوت ملک تلک میرے بھائی دودا کو دیدین وہ اودے سنگھ کو بھی پال کر بڑا کرے گا اس سبب سے سب راجپوتون نے دودا کو لاکھا وہ گدی پر تو بیٹھا لیکن مالک اودے سنگھ کو سمجھتا تھا- اس نے باگھیلون سے جنگ کی اور مرتے وقت کہا کہ ٹیکا اودے سنگھ کو دینا میرے بیٹے مان سنگھ کو ندینا اور اودے سنگھ کو کہا جو تیری خوشی ہو تو موضع لوہانہ میرے بیٹے کو دیدینا-

۱۱- راؤ اودے سنگھ

راؤ دودا کے انتقال کے بعد راجپوتون نے اودے سنگھ کو تو سروہی کا مالک کیا اور موضع لویانہ مان سنگھ کو دیا ایک برس کے بعد اودے سنگھ نے مان سنگھ سے زبردستی لویانہ چھین لیا اور اُسکے باپ کے احسانات کا پاس نہ کیا وہ چیتوڑ مین رانا کے پاس چلا گیا جس نے اُس کو اٹھارہ گانون دیے۔

۱۲- راؤ مان سنگھ

مسند نشینی سے ایک برس کے بعد اودے سنگھ چیچک سے مر گیا تو اُس کو چیتوڑ سے بلا کر دیوڑون نے گدی پر بٹھا دیا۔ اس نے راج پا کر اپنے چچا زاد بھائی اودے سنگھ کی بیوہ اور حاملہ رانی کو جس سے شاید کوئی ولی عہد پیدا ہوتا بے رحمی سے مار ڈالا کیونکہ راؤ رائے سنگھ کی بیوہ چانپا بائی نے کہا تھا کہ اودے سنگھ کی بیوہ کو حمل ہے جب میرے پوتا ہوگا تو مین مان سنگھ کو نکالدونگی۔

سروہی کے پاس ہی بہت سے گانون کولیون کے تھے وہ اب تک کسی راؤ کے مطیع نہ ہوئے تھے مان سنگھ نے ایک دن مین ۲۲ جگہ علحدہ علحدہ فوجین بھیجین جنھون نے ایک ساتھ ۲۲ جگہ حملہ کر کے کولیون کو نکال دیا اور اُنکے گانون مین چھ مہینے تک تھانہ رکھا بعد کو وہ کوئی عذر خواہ ہوئے اور جو حکم راؤ نے دیا وہ اُنھون نے منظور کر لیا تب راؤ نے خوش ہو کر اُنکی زمین اُنکو دیدی۔

اس راؤ کی ایک بیٹی رانا پرتاب سنگھ کو بیاہی تھی اور دوسری بیٹی راؤ چندر سین والی جودھپور کو۔

اُس کے ایک خدمتگار کلانے آبو کے اوپر برا بھلا کہنے سے غصے ہو کر کٹاری سے زخمی کیا اور خود صاف نکل گیا راؤ پہر بھر کے بعد مر گیا اور اُس کے کوئی اولاد نہونے کے سبب سے اُس کی وصیت کے موافق بھان سنگھ دیوڑہ کا بیٹا سرتان سنگھ جو موضع پامیرہ مین رہتا تھا راج کا مالک بنایا گیا جو راؤ لاکھا کی پانچوین پشت مین تھا۔

۱۳- راؤ سرتان یا سلطان

راؤ سرتان دیوڑہ سمت ۱۶۲۲ مطابق ۱۵۶۶ء مین سروہی کی گدی پر بیٹھا لیکن وجاجی دیوڑہ نے جو ریاست کا منتظم پہلے سے تھا سرتان کی خود بینی و نخوت سے آزردہ ہو کر سوجا دیوڑہ کو جو سرتان کی جان و مال کا محافظ تھا قتل کر کے سرتان کو مسند ریاست سے اُتار دیا اور رانا پرتاب والی میواڑ کی حمایت سے اپنی مسند نشینی کی کوشش کرنے لگا راؤ لاکھا کی نسل سے ایک شخص کلا تھا اُس نے جب یہ معاملہ دیکھا کہ ہر ایک مسند نشینی کے سودے مین مبتلا ہے تو اُس نے سروہی کی مسند نشینی کی سند شہنشاہ اکبر سے اپنے نام پر لکھوالی وجاجی دیوڑہ یہ خبر سُنکر سروہی کے خزانے اور رہا دیو کے شوالے سے جس قدر مال لے جا سکا لیکر ایڈر چلا گیا۔ کلا بادشاہی سند کے ذریعے سے سروہی مین آ کر مسند نشین ریاست ہوا اور چیباقوم کے راجپوتون کو اپنی مدار المہامی کا عہدہ دیا چونکہ قوم چیبا اور اُن ڈونگراوت راجپوتون مین جو سروہی کے رہنے والے تھے قدیم سے دشمنی چلی آتی تھی اسلیے یہ ڈونگراوت راجپوت اُو کلا سے بھی ناراض ہو گئے اور اوداوت وغیرہ راجپوتان سروہی سے متفق ہو کر وجاجی کو ایڈر سے بلا کر اُس کی وساطت سے راؤ سرتان مسند نشین سابق کو از سر نو مسند نشین

کرنے کے متعلق مشورہ کیا اور سب نے اتفاق کرکے اُس کو مقام رام سن مین بلاکر ملک خان والی جالور سے جسکی اولاد اب پالن پور مین حکومت کرتی ہے مدد چاہی لڑائی مین کلاً شکست فاش کھاکر میواڑ کی طرف بھاگ گیا اور ملک خان کی فوج نے سروہی آکر راؤ سرتان کو بار دگر مسند نشین کیا اور اس امداد کے معاوضے مین راؤ اور اُسکے دیوان دجاجی نے علاقہ سروہی مین سے پرگنات ڈوڈیالی - سوانہ - لوہیانہ اور بڑگانون ملک خان کو دیے طبقات اکبری مین ملا نظام الدین احمد کہتا ہے کہ اکبر نے میر محمد خان کو راؤ سروہی کی تنبیہ و سزا کے لئے مقرر کیا اکبر ۹۷۹ھ مین گجرات کی مہم پر بذات خاص جارہا تھا تو اُس کو میرتے کے مقام پر معلوم ہوا کہ میر محمد خان جب سروہی کے اطراف مین پہونچا تو راؤ نے اطاعت شعاری کا پیغام دیکر چند راجپوتون کو خان کے پاس بھیجا ان راجپوتون نے میر محمد خان کے پاس آکر راو کی طرف سے مدعا بیان کئے او راُس نے مناسب جواب دیے اور اُنکو خلعت دیکر ہندوستان کے قاعدے کے موافق اپنے ہاتھ سے پان کے بیڑے دینے لگا اُن مین سے ایک نے کٹار لگاکر خان کے سینے مین ماری جو پُشت کی طرف نکل گئی میر محمد خان کا ایک نوکر بہادر خان نام پس پشت کھڑا تھا اُس نے بڑھکر راجپوت کا کام تمام کردیا بادشاہ نے یہ خبر سُنکر خان میر بخشی کو میر محمد خان کی مزاج پُرسی کے لئے بھیجا اور اُس کی مرہم پٹی ہوکر پندرہ دن مین صحت ہوگئی اس واقعے کے بعد بادشاہ خود سروہی کی طرف آیا اور ۸ جمادی الثانی ۹۷۹ھ ہجری کو وہان پہونچ گیا انتی راجپوت مندر مین اور ستر راؤ سروہی کے مکان مین لڑنے مرنے کے لئے کھڑے تھے بادشاہ کے حکم سے سب مروا دیے گئے دوست محمد پسر تاتار خان راجہ کے مکان مین مارا گیا۔

اکبر نامے مین لکھا ہے کہ ۹۸۴ھ ہجری مطابق ۱۵۷۶ء مین سرتان نے تاج خان رئیس جالور کے ساتھ اکبر سے سرکشی کی بادشاہ نے اپنے ایک ماتحت سردار توسون خان اور بیکانیر کے راؤ رائے سنگھ کو فوج کے ساتھ سروہی پر بھیجا مقابلے مین لاچار ہوکر تاج خان اور راؤ سرتان نے بادشاہی دربار مین حاضری دی کئی مہینے کے بعد راؤ نے بادشاہی حضور سے بھاگ کر پھر سرکشی پر کمر باندھی اور سید ہاشم خان بارہ اور راؤ رائے سنگھ اس کے تدارک کے لئے مامور ہوئے راؤ نے شکست کھاکر آبو پر چڑھکر پناہ لی ان امرا نے آبو گڑھ کا محاصرہ کرنے کے بعد راؤ سرتان کو بادشاہی اطاعت پر مجبور کیا اور وہ رائے سنگھ کے ساتھ بادشاہ کے پاس حاضر ہوا لیکن اکبر نے دیوڑون کا زور توڑنے کی غرض سے میواڑ کے مہارانا اودے سنگھ کے بیٹے جگمال کو جو باپ کے بعد گدی نہ ملنے کے سبب اپنے بڑے بھائی رانا پرتاب سنگھ سے رنجیدہ ہوکر بادشاہی دربار مین چلا گیا تھا سروہی کا آدھا راج بانٹ دیا - اس پر دیوڑون نے ۱۵۸۳ء مین جگمال کو دغا سے مارکر اپنا تمام علاقہ واپس لے لیا نوٹ ۔ پالن پور یا جالور کے کسی رئیس کا نام تاج خان نہین البتہ تاج خان ہیتانی جالور والون کا ایک افسر تھا - ملک خان والی جالور نے سمت ۱۶۳۲ مطابق ۹۸۳ھ ۱۵۷۵ء مین انتقال کیا اور غزنی خان اس کی جگہ مسند نشین ہوا تو عبدالرحیم خان خانان بیرم خان کے بیٹے نے اس کو بوجہ اس کے تمرد کے گرفتار کرکے قید کردیا تو اُس کی مان امران بائی نے جوراول بھیم دیوراٹھوڑ جاگیردار ضلع باڑمیر کی لڑکی تھی رہائی کے لئے ایک قاصد کو خط دیکر

راے سنگھ والی بیکانیر کے پاس جو اُس وقت اکبر کے پاس حاضر تھا اور اُس کا ہم قوم تھا اور کلیان سنگھ راٹھور کا بھائی تھا بھیجا اور اُس نے راؤ مالدیو کی بیٹی جودھا بائی کے ذریعہ سے کوشش کی جو اکبر کی نہایت چہیتی بیگم تھی چنانچہ غزنی خان نے پانچ سال کے بعد رہائی پائی۔

سمت ۱۶۴۱ مطابق ۱۵۸۵ء مین راؤ سرتان کی طرف سے وجا دیوڑہ نے بادشاہی فوج کے شامل رہکر گجرات کا فساد دور کرنے مین بہت کارگذاری دکھلائی سرتان بتیس برس راج کرکے گذر گیا۔ راج سنگھ اُسکا بیٹا وارث ہوا

۱۴- راؤ راج سنگھ

سمت ۱۶۶۷ مطابق ۱۶۱۱ء مین راؤ سلطان کے بعد گدی پر بیٹھا اس کے وقت مین بھی باپ کے وقت کی طرح خانگی فساد ہوتا رہا۔ اس کے کئی بھائی تھے اُن مین سے سور سنگھ نے چند سرداروں کی مدد سے حملہ کیا اور راج سنگھ سے سروہی کا راج لے لیا۔

۱۵- راؤ سور سنگھ

چونکہ جودھپور کے راجون اور نیز جہانگیر کو بوجہ مار ڈالنے راؤ راے سنگھ اور جگمال سیسودیہ کے سروہی کی طرف سے بڑی ناراضی تھی اور اسی وجہ سے کئی دفعہ راؤ سرتان پر فوج کشی ہوچکی تھی اور اب پھر اُس کو احتمال تھا اس لئے راؤ سور سنگھ نے راجہ سورج سنگھ والی جودھپور سے اس شرط پر کہ راجہ سورج سنگھ اور کنور گج سنگھ کی شادی سروہی کے خاندان مین کی جائے گی اور جو ۲۹ راجپوت راے سنگھ کے ساتھ موضع دتانی مین مارے گئے تھے اُنکے بھائی بیٹون اور بھتیجون کے بیاہ بھی اُسی وقت کردیے جائینگے اور جو ہاتھی گھوڑے وغیرہ راؤ سرتان دینا کئے تھے دیے جاوینگے صفائی کرلی بعد اس کے پھر خانگی فساد شروع ہوا اس لئے کہ پرتھی راج سوجاوت جو راؤ سرتان کے چچازاد بھائی سوجا کا بیٹا تھا اور راج سنگھ سے ایک پشت رشتے مین بڑا ہونے کی وجہ سے بزرگی اور سرپرستی کا دعوے رکھتا تھا وہ راؤ سور سنگھ سے ناراض ہوکر راؤ راج سنگھ سے جاملا جس سے اُس کو دوبارہ سروہی کی مسند حاصل ہونے کا حوصلہ ہوا پس اب ایک لڑائی پھر درمیان دونون دعویدارون کے ہوئی جس مین راؤ سور سنگھ ہارا اور راج سنگھ باردیگر ریاست کا مالک ہوا مگر بدقسمتی سے اُس کے اور پرتھی راج کے درمیان مین بھی ناچاقی ہوگئی اور پرتھی راج مع اپنے خاندان کے اُس سے باغی ہوگیا جس کی وجہ سے عرصے تک ملک مین بہت فساد رہا۔ رانا کرن سنگھ کی فہمائش سے بھی نااتفاقی دور نہوئی۔ راؤ راج سنگھ نے پرتھی راج کو جودھپور والونکی مدد سے ملک سے نکلوادیا مگر اُس نے سال بھر کے بعد دفعتہً راؤ راج سنگھ پر حملہ کیا اور اُسکو آسانی سے مار لیا مگر اُسکا دو برس کا بچہ اکھے راج دائی کے چھپا دینے سے بچ گیا۔ اتنے مین راؤ کے آدمی جمع ہوگئے اور پرتھی راج بمشکل تمام اپنے آدمیون کی مدد سے جان بچا کر موضع پالڑی کی طرف نکل گیا۔

۱۶- راؤ اکھے راج

راؤ راج سنگھ کے مارے جانے کے بعد سمت ۱۶۷۵ مین اُس کے بیٹے اکھے راج کو جو صرف دو برس کا تھا

جانشین کیا گیا اور چتوڑ کے رانا امر سنگھ اور راپڑ کے راؤ کلیان مل نے راج سنگھ کے مارے جانے کا حال سنکر افسوس کیا
اور اُس کے خرد سال بچے کی ہر ایک موقع پر مدد رکھی جس سے سیسودیہ پربت سنگھ وغیرہ سرداران سروہی نے
زور پاکر پرتھی راج کو سروہی کی سرحد سے باہر نکال دیا۔ خود پرتھی راج تو دیول راجپوتون کی امداد سے چپلان
کے ایک نہایت دشوار گذار پہاڑ مین رہنے لگا اور اُس کا بیٹا چاندا سروہی کے علاقے مین لوٹ مار کیا کرتا تھا
راؤ اکھے راج نے بہت جلدی ہوش سنبھالا اور بارہ برس کی عمر مین اپنے ملک اور مال کی خبر لینی شروع کر کے
باغیون پر حملہ کرنا جاری کر دیا اس وقت رانا کرن سنگھ مر چکا تھا اور رانا جگت سنگھ اُس کی جگہ بیٹھ گیا چونکہ
اکھے راج کبھی کبھی سرحد میواڑ مین بھی حملہ کرتا تھا اس لئے رانا جگت سنگھ نے دوسرے برس اپنی مسند نشینی کے
راؤ کے اوپر فوج بھیجی اُس نے سروہی کے راؤ کو شکست دی اور اُس کی نامی عمارتون کو ڈھوا دیا۔

سمت ۱۷۱۷ مین جودھپور کا مہاراجہ جسونت سنگھ گجرات جاتا ہوا سروہی پہونچا ایک دن مقام ہو کر
دوسرے دن راؤ کی بیٹی انند کنور بائی سے مہاراجہ کی شادی ہوئی جس کو دیوڑی ات سکھ دی کا خطاب ملا۔
راؤ کا بڑا بیٹا اودے بھان اول تھا جو راؤ سے مخالفت رکھتا اور میواڑ کا رانا جگت سنگھ مر گیا تھا اور رانا راج سنگھ
اُس کا جانشین ہوا تھا راؤ اکھے راج اور رانا راج سنگھ سے موافقت نہین تھی کنور اودے بھان اودے پور
مین رانا کے پاس گیا اور اُس کی فوج کو سروہی پر چڑھا لایا۔ راؤ میواڑ کی فوج کے ہاتھ مین گرفتار ہوا سپہ سالار
فوج میواڑ اودے بھان کو گدی پر بٹھا کر راؤ کو اُن کے حوالے کر کے چلا گیا اودے بھان باپ کو قید کر کے مالک
ریاست ہوا لیکن کچھ عرصے کے بعد رام دیوڑہ اور صاحب خان سیسودیہ نے راؤ کو قید سے چھڑا کر پھر مسند پر بٹھایا
راؤ نے اودے بھان کو مع اُس کے بیٹے کے مروا دیا۔ پرتھی راج دو دیوڑون کے ہاتھ سے پہلے مارا جا چکا تھا اور
اُس کا بیٹا چاندا اپنی موت سے مرا اکھے راج نے چاندا کے بیٹے دیوڑہ امرا کو بالڑی۔ دیلواڑہ اور جیت وا ڈی
مواضعات مع حاصل راہداری کے دیکر منا لیا اس تدبیر سے ریاست مین امن ہو گیا۔ ۵۵ سال راج کر کے
سمت ۱۷۳۰ مین راؤ اکھے راج کا انتقال ہو گیا۔ اس نے شاہجہان کی بہت خیر خواہی کی تھی اُس کو اڑتا
اکھے راج بھی کہتے تھے کیونکہ اسنے بڑے بڑے دھاوے کئے تھے اور ایک دن مین دور دور تک پہنچکر دشمنون سے لڑا تھا

۱۷۔ راؤ اودے سنگھ

یہ اکھے راج کا دوسرا بیٹا تھا جو باپ کے بعد سمت ۱۷۳۰ مین مسند نشین ہوا اس کے وقت مین مہاراجہ
جسونت سنگھ والی جودھپور کا خرد سال بچہ اجیت سنگھ پوشیدہ طور پر سروہی مین رکھا گیا تھا اور جب اُس کے
ہوشیار ہونے پر راٹھوڑون نے اُس کو آ کر دیکھا اور ابھی اودے سنگھ کو اس کی خبر نہ تھی جب اُس کو خبر ہوئی تو
ملنے کو گیا اور اجیت سنگھ کو نذر دی اور راٹھوڑ درگداس اور کھیمکرن داس سے اجیت سنگھ کو زنانے مین لیجانے
کے واسطے بہت منت کی جب وہ زنانے مین گیا تو راؤ نے پانچہزار روپے کا چبوترہ بنا کر نظر سے گذرانا اور بخشش کی

سمت ۱۷۵۴ مین اودے سنگھ کا انتقال ہو گیا۔

۱۸-راؤ چھتر سال

راؤ اودے سنگھ کے بعد یہ مسند پر بیٹھا اس نے دس برس راج کیا۔

۱۹-راؤ اُمید سنگھ

یہ راؤ چھتر سال کا چچا تھا اور سمت ۱۷۶۴ مین اس کی جانشینی اختیار کی۔ سمت ۱۷۷۲ مین مہاراجہ اجیت سنگھ گجرات کو جاتا ہوا سروہی مین آیا اور راؤ کی بیٹی سے اجیت سنگھ کی شادی ہوئی۔ اور اجیت سنگھ کی زندگی تک جودھپور اور سروہی کے درمیان صلح وصفائی رہی۔

سمت ۱۷۸۷ مین جودھپور کے مہاراجہ ابھے سنگھ نے گجرات جاتے ہوے ریواڑہ کے دیوڑون پر جو علاقہ جالور مین لوٹ مار کیا کرتے تھے جالور سے فوج کشی کی اور جنگل کٹوا کر ریواڑہ کو ویران کر دیا پھر موضع پوسالیہ علاقہ سروہی کو لوٹا جلایا اُمید سنگھ نے اپنے وکیلون کو بھیجکر پیش کش اور ایک ڈولہ بھیجا اور صفائی کر لی اور ملاقات کر کے دیوڑہ نرایندااس ٹھاکر پاڈیو کو مع اپنی فوج کے ابھے سنگھ کے ہمراہ کیا۔

۲۰-راؤ مان سنگھ

امید سنگھ کے بعد چھتر سال کا بیٹا مان سنگھ مسند نشین ہوا۔ سمت ۱۸۰۶ مین دنیا سے گذر گیا۔

۲۱-راؤ پرتھی راج

مان سنگھ کے بعد پرتھی راج جانشین ہوا اور سمت ۱۸۲۹ مین دُنیا سے اُٹھ گیا۔

۲۲-راؤ تخت سنگھ

اپنے باپ پرتھی راج کے بعد جانشین ہوا آخر یہ بھی دُنیا سے جاتا رہا لاولد تھا۔

۲۳-راؤ جگت سنگھ

یہ اپنے بھتیجے تخت سنگھ کے بعد گدی پر بیٹھا۔

۲۴-راؤ بیری شال

اپنے باپ کے بعد گدی پر بیٹھا۔ چونکہ ریاست سروہی سے اور جودھپور والون سے اچھا برتاؤ تھا اور مہاراجہ بھیم سنگھ والی جودھپور اور بیری شال سے بھی بخوبی دوستی اور صفائی تھی اس لئے اُس نے مان سنگھ کو جو قلعہ جالور مین مہاراجہ بھیم سنگھ کی فوج سے لڑ رہا تھا مدد نہین دی۔ مان سنگھ نے سمت ۱۸۵۸ مین بیری شال سے چاہا تھا کہ مثل مہاراجہ اجیت سنگھ کے اس کو بھی کوہستان سروہی مین کوئی جگہ پناہ کی ملے کہ جہان وہ اپنے قبائل کو رکھ کر بدستور مہاراجہ بھیم سنگھ والی جودھپور سے لڑائی جاری رکھے بلکہ اُس نے اپنے خرد سال کنور چھتر سنگھ کو بھی مع کسی قدر آدمیون کے بغرض پناہ جوئی جنگلات سروہی مین بھیجدیا تھا لیکن راؤ نے اس خیال سے کہ مہاراجہ بھیم سنگھ کے ساتھ بگاڑ ہو جائے گا انکار کر دیا اور چھتر سنگھ کو پناہ ندی ناچار لوگ اُس کو سواڑ کی طرف لے گئے اور اس چپقلش مین ایک آنکھ کنور مذکور کی کسی جھاڑی مین کانٹا لگ جانے سے جاتی رہی جس کا غصہ عمر بھر

ن سنگھ کو رہا۔ سمت ۱۸۶۰ مین راو بیری شال کا انتقال ہوگیا۔

۲۵ - راؤ اودے بھان

یہ اپنے باپ کی طرح ہمیشہ جودھپور کے مہاراجہ بھیم سنگھ کی مرضی کا خیال رکھتا رہا اور مان سنگھ کو کچھ مدد دی جب مہاراجہ بھیم سنگھ کی وفات کے بعد مان سنگھ جودھپور مین مہاراجہ بنا تو اُس نے راؤ اودے بھان کی ضد پر جاگیردار نیبج کو جو ریاست سروہی سے خلاف رکھنے کو اپنے اسلاف کی میراث سمجھتا تھا راؤ کی برابر تعظیم دیدی اور اُس کے خاندان کی ایک لڑکی بیاہ لی جس سے ٹھاکر مذکور کو اور بھی حوصلہ سرکشی کا ہوگیا ایسے ہی ٹھاکر منڈار کے خاندان کی دو لڑکیان لیکر اُس کو بھی مدد دی اور خود سروہی کے اوپر دس ہزار فوج بھیجی سروہی شہر پر راؤ نے تین دن مقابلہ کیا چوتھے روز مارواڑیون نے ہلہ کردیا شہر اُنکے قبضے مین آگیا۔ راو بھاگ کر پہاڑون مین چلا گیا جہان سے حملے کیا کرتا اور لوٹ مار کرکے پھر اپنے مقام پر پہونچ جاتا رعایا آباد ہونے نہین پاتی مارواڑیون کا خرچ آمدنی سے زیادہ لگتا اُنھون نے کچھ انتظام کرکے مینون کو سزادی اور راؤ کے ہمراہیون سے بھی جنگ کرکے اُنکی لوٹ کھسوٹ کو بند کیا۔

سمت ۱۸۶۲ مین مہارانا بھیم سنگھ کی بیٹی کی شادی کی بابت لڑنے کے لئے جیپور والون کی جودھپور پر فوج کشی کرنے کی خبر مشہور ہوئی تو مہاراجہ مان سنگھ نے بطور پیش بندی میرتے مین جاکر اپنے افسران مقیم سروہی کو حکم لکھا کہ سروہی مین راؤ اودے بھان کو بٹھاکر مع فوج کے یہان چلے آؤ اُس وقت سروہی والون نے مارواڑیون کا تعاقب کیا اور کچھ سامان لوٹ لیا راؤ اودے بھان سروہی مین آبیٹھا مگر اُس کا رویہ اپنی رعیت کی نسبت بہت خراب تھا وہ لوگون کی ننگ و ناموس پر دست درازی کرتا تھا اور سردارون کو زیادہ ستانی وغیرہ سے ستاتا رہتا تھا اور بات بات مین اُنکے اوپر فوج بھیجدیتا تھا جس سے رعیت اور سردار وغیرہ سب لوگ اُس سے ناراض رہتے تھے سردارون کی بغاوت سے ملک مین فساد پھیلا ہوا تھا خزانے مین کوڑی نہ تھی سپاہیون کی تنخواہ ادا نہوتی تھی بیوپاریون کے امن مین خلل تھا۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ سمت ۱۸۷۰ مین راؤ اپنے باپ کے پھول لیکر گنگا کو گیا واپس آتے ہوے مہاراجہ مان سنگھ والی جودھپور نے فوج بھیجکر پالی سے اُس کو جودھپور پکڑوا منگوایا اور چالیس پچاس ہزار روپیہ نذرانہ داخل کرنے کا اقرار نامہ لکھواکر چھوڑا راؤ نے اس رقم کے واسطے رعایا پر ڈنڈ ڈالا اور دولتمندون کو بہت ستایا آخر ان تمام خرابیون کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام سردار و متعددی راؤ سے بدل گئے اور اُنھون نے راؤ کے بھائی شیو سنگھ کو جسکے اخلاق اچھے تھے اپنے اور اپنے ملک کی حفاظت پر مستعد کیا وہ بھی اپنی جاگیر سے سروہی مین آیا اور بھائی کو قید کرکے سب کی صلاح سے آپ اُس کی جگہ بیٹھ گیا۔ یہ واقعہ سمت ۱۸۷۴ مین ہوا راؤ اودے بھان نے اپنے معتمد جودھپور مین بھیجے اور مہاراجہ مان سنگھ سے فریاد کی مہاراجہ نے سمت ۱۸۷۶ مین کچھ فوج اُس کے چھڑانے کو بھیجی ٹھاکر نیبج بھی اُسکے شامل ہوا مگر سروہی کے تمام آدمیون نے متفق ہوکر مقابلہ کیا اور شکست دیکر اُس فوج کو اپنے علاقے سے ہٹادیا۔

راؤ سعز ول اٹھائیس برس قید رہکر سمت ۱۹۰۴ مطابق ۱۸۴۷ء مین لاولد مر گیا۔

۲۶ - راؤ شیو سنگھ

سمت ۱۸۷۴ مطابق ۱۸۱۸ء مین سروہی کے انتظام پر قائم ہوا اور اُس نے امن رہنے کی اُمید پر سب رئیسون کے بعد سرکار انگریزی کے ساتھ سمت ۱۸۸۰ مطابق ۱۸۲۳ء ۱۱ و سمبر کو ماتحتی کا عہدنامہ تحریر کیا اس کے بارہ برس کے بعد سرکار انگریزی نے ریاست کی درستی کے لئے پچاس ہزار روپیہ راؤ کو بغیر سود قرض دیکر باغی ٹھاکرون کو ریاست کا ماتحت بنادیا۔ لیکن کئی سردار جو عام عہدنامون سے پہلے پالن پور کے متعلق ہوگئے تھے سروہی کے تحت مین نہ آسکے۔

سمت ۱۹۰۱ مطابق ۱۸۴۵ء مین راؤ نے اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کا قیام اپنے علاقہ آبو پہاڑ پر منظور کیا اُس کے متعلق گائے۔ کبوتر اور مور وغیرہ جانور نہ مارنے کی شرطین کی گئین جن پر اب تک عمل چلا آتا ہے۔ اقرار نامے کے اندر یہ بھی درج ہے کہ انگریزی فوج ریاستی رعایا پر ظلم کرکے کوئی چیز بغیر قیمت نہ لے اور اپنی حفاظت کا ہر ایک انگریز اور ہندوستانی مسافر خود انتظام کرے یہ پہاڑ سطح سمندر سے ساڑھے پانچہزار فٹ تک بلند ہے یہان پر نکھی تالاب درختون کی تروتازگی اور پرانے جین مندرون کی باقیات سے بڑی رونق معلوم ہوتی ہے اور گرم موسم مین معتدل آب وہوا رہتی ہے۔

سمت ۱۹۱۰ مطابق ۱۸۵۴ء مین ریاست پر دو لاکھ روپیہ قرض ہوجانے سے راؤ نے اپنے معتمد سید نعمت علی کی معرفت سر ہنری لارنس صاحب کے۔ سی۔ بی۔ اجنٹ گورنر جنرل کے نام عریضہ رکھکر اپنے راج کا انتظام انگریزی پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے حوالے کیا جس کی نگرانی مین ریاست کی آمدنی ایک لاکھ روپے سالانہ سے بھی کم ثابت ہوکر سرکاری خراج تیس ہزار سے پندرہ ہزار روپے سالانہ رکھا گیا۔ ۱۸۵۷ء کے عام غدر مین سروہی کی طرف سے بڑی خیر خواہی ظاہر ہوئی جس کے عوض خراج اور بھی کم ہوکر ساڑھے سات ہزار روپے سالانہ رہ گیا۔ سات برس مین ریاست کی حالت درست ہوجانے پر سب کاروبار واپس راؤ کو سونپ دیئے گئے اس راؤ کی چار بیٹیان تھین جن مین سے ایک بیٹی بڑی خوشامد کے ساتھ مہاراجہ تخت سنگھ والی جودھپور کے ساتھ اس طرح بیاہی کہ اُس کا ڈولہ اہلکاران راج مارواڑ کے ساتھ جوڑ ولہ لینے آئے تھے اور مہاراجہ خود پالڑی پرگنہ گوڈواڑ مین مقیم تھا بعد یا اس لڑکی سے مہاراجہ نے موضع سوپالی مین شادی کی اور سارا خرچ دربار مارواڑ نے اپنی طرف سے ادا کیا۔

راؤ نے سمت ۱۹۱۷ مطابق ۱۸۶۱ء مین بڑھاپے اور ضعف کے سبب راج کا اختیار اپنے کنور اُمان سنگھ کو دیدیا یہ بہت ہوشیار اور منتظم تھا اور اپنے باپ کی نیابت مین راج کے تمام کامون کو انجام دیتا تھا مگر کچھ عرصے کے بعد اُس نے خودکشی کرکے اپنی جان دیدی بعد اس کے راؤ شیو سنگھ نے چاہا کہ اپنے دوسرے بیٹے جیت سنگھ کو نائب کرکے کام سونپ دے لیکن اجنٹ گورنر جنرل نے منظور نہ کیا اور اُس کے حکم سے بڑے کنور امید سنگھ کو

حکومت کا اختیار دیدیا اور راؤ سمت ۱۹۱۷ مطابق سنہ ۱۸۶۱ء مین مرگیا۔ کنور امید سنگھ کو اختیارات کی حالت مین ایک بار گولی کا نشانہ بنایا گیا ایکبار زہر دیا گیا ایک بار جس مکان مین وہ سوتا تھا اُس کی چھت کی پٹی اُسپر گرائی گئی مگر سروہی کا راج اُسکی قسمت مین لکھا تھا ہر بار بچ گیا۔

۲۷۔ راؤ امید سنگھ

یہ سمت ۱۹۱۷ مطابق سنہ ۱۸۶۱ء مین راج کا مالک ہوا تو اُس کے چھوٹے بھائیون نے تھوڑی جاگیر لینے سے انکار کرکے بہت دنون تک فساد اُٹھایا لیکن آخر لاچار ہوکر معمولی جاگیر قبول کرلی اس راؤ کو تین برس تک پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ کی صلاح و مدد رہنے کے بعد کاروبار کے اختیارات حاصل ہوئے۔

سمت ۱۹۲۱ مطابق سنہ ۱۸۶۵ء مین راؤ کی چھوٹی بہن سے شادی کرنے کو جودھپور کا مہاراجہ تخت سنگھ سروہی مین آیا حالانکہ اب تک کوئی رئیس وہان کا شہر مین نہین آتا تھا سروہی سے ۱۰ کوس پر موضع پوسالیہ ڈولہ جاتا تھا۔ راؤ نے خاطرداری مین تیس ہزار روپیہ خرچ کیا اور تین کوس تک پیادہ پا پیشوائی کی لیکن علاوہ سے لاگت بنولہ کے طور پر کچھ زیادہ وصول ہوگیا۔ اس کے دوسرے برس راؤ نے منشی نعمت علی خان کو جو لارنس صاحب کی سفارش سے بھرتپور چلا گیا تھا واپس طلب کرکے دیوان بنایا اور پھر تھوڑے دنون مین ناخوش ہوکر اُسے ایک گاؤن کی جاگیر پر بھیجدینے کے بعد ریاست کچھ کے اہلکار منشی امین محمد کو کامدار مقرر کیا۔ انھین دنون مین راؤ سرکاری تاکید سے پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ اور بعض اہلکارون کے ساتھ پہاڑی علاقے کا دورہ کرکے گراسیہ وغیرہ لٹیرون سے اُس نقصان کے عوض جو اُنھون نے مہی کانٹھہ پر کیا تھا اور جس کا ہرجانہ راج کو دینا پڑا تھا چار ہزار روپے کی قیمت کے جانور لینے کے بعد واپس آیا اور ایک دو مقامون پر زبردست تھانہ قائم کردیا۔

سمت ۱۹۲۴ مطابق سنہ ۱۸۶۸ء مین منشی امین محمد نے کئی کچہریان مقرر کرکے اُنکے لئے قاعدے باندھے اور سائر کا محصول جو ہر جگہ علیحدہ شرح سے لیاجاتا تھا ایک قرار دیا۔ دوسرے برس راؤ نے قحط کے سبب غلے کا محصول معاف کیا اور تیسرے سال اُس کی بیٹی کی شادی کرشن گڑھ کے کنور کے ساتھ ہوئی سنہ ۱۸۶۸ و سنہ ۱۸۶۹ء کی قحط سالی اور ٹھاکر بھٹانا کے فسادات اور بھیلون کی لوٹ مار کی وجہ سے ریاست مین بڑی مصیبت تھی۔ سنہ ۱۸۷۰ء مین ریاست کا پولٹیکل چارج ایرن پور کے اریگولر فورس کے کمانڈنگ کو دیا گیا جسکو خاص اختیارات عطا ہوئے۔

سمت ۱۹۳۲ مطابق سنہ ۱۸۷۵ء ۱۰ ستمبر کو راؤ امید سنگھ نے ۴۳ سال کی عمر مین بخار کی بیماری سے انتقال کیا۔ اُس نے اپنے پندرہ برس دور حکومت مین کسی پر ظلم نہین کیا اور ذاتی لحاظ و مروت سے کسی ماتحت کو نقصان نہین پہونچایا صرف جاگیردارون کو جو اپنا درجہ سب سے اول سمجھتے ہین۔ برہمن۔ چارن اور جوگیون وغیرہ کے زیادہ عزت پاجانے سے شکایت رہتی تھی۔

۲۸ مہاراؤ کیسری سنگھ

۲۰ جون ۱۸۵۷؁ع کو پیدا ہوئے اور انیس برس کی عمر مین سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵؁ع ۲۶ نومبر کو صورت کے دن مسند نشین ہو کر جلد انتظام پر توجہ کی اور قدیمی ملازم منشی نعمت علی خان کو جو میواڑ مین جا کر نوکر ہو گیا تھا دیوان ریاست پر واپس بلایا دوسرے برس مہاراؤ نے رئیس دانتہ کی بیٹی سے شادی کی اور غرضی نام رکھا نبگالے و بمبئی وغیرہ کی طرف سفر کو گئے جس سے خرچ کم اور تجربہ زیادہ حاصل ہوا۔

سمبت ۱۹۳۷ مطابق ۱۸۸۱؁ع مین منشی نعمت علی خان دیوان کو بوجہ نیک نامی کے گورنر جنرل کے حضور سے خان بہادر خطاب ملا۔ ٹھاکر ریواڑہ نے باغی ہو کر سروہی اور مارواڑ کی سرحد پر بڑا فساد برپا کیا جس سے دونون ریاستون کو فوج کشی کرنی پڑی اُس وقت وہ پہاڑون مین چلا گیا اور عرصے تک سروہی کے علاقے مین لوٹ مار کرتا رہا۔ آخر کار علاقہ مارواڑ مین پکڑا گیا اور ۱۸۸۲؁ع مین گولی مار دیا گیا یہ اول درجے کا ٹھاکر ریاست سروہی مین تھا اس کے مارے جانے سے غربی راجپوتانے مین امن ہو گیا۔ اسی سال مین راؤ نے اپنے چچا جامت سنگھ رئیس کھراڑی کی جاگیر جو ساڑھے بارہ ہزار روپے سالانہ کی تھی بوجہ حکم عدولی وغیرہ کے اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کی صلاح سے ضبط کر لی اور عوض مین اُس کے پانسو روپیہ ماہواری تنخواہ مقرر کر دی۔ ۱۷ فروری ۱۸۸۷؁ع کو راؤ نے ملکہ معظمہ کے پچاس سالہ جلوس کی بڑی خوشی کی اور کئی قیدی رہا کئے سمبت ۱۹۴۵ مطابق ۱۸۸۸؁ع کو راؤ کے کنور نے انتقال کیا مگر اسی سال کے اندر دوسرا کنور پیدا ہو گیا اور شروع ۱۸۸۹؁ع مین راؤ کو سرکار سے موروثی طور پر مہاراؤ کا خطاب ملا اور ۱۸۹۵؁ع مین کے سی ایس آئی کا خطاب ملا اور ۱۹۰۱؁ع مین جی۔ سی۔ آئی ای کا ۱۹۱۱؁ع کے دربار دہلی مین اُنھین مہاراج دھراج کا موروثی خطاب ملا۔

فصل تاریخ کشن گڑھ یا کرشن گڑھ

جغرافیہ

کرشن گڑھ وسط راجپوتانہ مین ایک چھوٹی ریاست ہے جس کے شمال و مغرب مین علاقہ جودھپور اور جنوب مین انگریزی ضلع اجمیر۔ مشرق مین جیپور کا ملک ہے یہ ریاست خطوط عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵۰ دقیقہ اور ۲۶ درجہ ۵۰ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۵۰ دقیقہ اور ۷۵ درجہ ۱۵ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اُس کا رقبہ ۸۵۸ میل مربع آبادی ۹۳۷۸۷ آدمی خالصے کی سالانہ آمدنی ساڑھے تین لاکھ روپیہ اور اس سے کچھ کم آمدنی کی زمین جاگیر دارون کے تحت مین تھی لیکن اب خالصے کی آمدنی بڑھ کر ۸۳۴۹۹ روپیہ تک پہونچ گئی ہے اور اسی طرح جاگیرداروں کی آمدنی بھی بڑھ گئی ہو گی فوج سوار و پیدل چھ سو آدمی بیان کی جاتی ہے۔

اس ریاست کی زمین کم پیداوار کی ہے جس سے کھیتی وغیرہ کی مدد کے واسطے اکثر تالاب بنوائے گئے ہین

علاقے مین مشرقی حصے کے سوا ہر طرف پہاڑیان پھیلی ہوئی ہین جن مین خار دار سینڈھ کے درخت جو کھیتون کی باڑ اور سوکھ جانے پر جلانے کے سوا کسی کام مین نہین آتے کثرت سے پیدا ہوتے ہین اس راج مین خالصے کے مین پرگنے کرشن گڑھ - روپ نگر - سروار اور جاگیر کا قصبہ فتح گڑھ مشہور گنے جاتے ہین جن مین حفاظت کیلئے قلعے اور مضبوط مکانات بنے ہوئے ہین خاص راجدھانی کرشن گڑھ ریلوے سڑک سے جو آگرہ و دہلی سے اجمیر کو جاتی ہے کچھ دور ایک بلند پہاڑی مقام پر آٹھ ہزار آدمی کی آبادی ہے اس کے اندر راجہ کا محل مضبوط اور عمدہ بنا ہوا ہے شہرپناہ چوڑی اور مکانات اکثر پختہ ہین ایک تالاب اور باغ بھی رونقدار معلوم ہوتا ہے -

تاریخ

یہ راٹھوڑون کی ریاست اس وقت سے تین سو برس پہلے جہانگیر بادشاہ کے شروع عہد مین اُسکی عنایت سے قائم ہوئی - جہانگیر نے جودھپور کے موٹہ راجہ اودے سنگھ کے ایک بیٹے کرشن سنگھ نام کو اُسکی خدمتگذاری کے عوض ضلع اجمیر مین سیٹھولا وغیرہ گانؤن کی جاگیر سمت ۱۶۶۶ مطابق سنہ ۱۶۱۰ء مین دی تھی جس کے دو برس کے بعد اُس نے اپنے نام پر کرشن گڑھ بسا کر راجدھانی کے طور پر وہان رہنا اختیار کیا اس شہر کا عرض بلد شمالی ۲۶-۳۳ طول بلد مشرقی ۷۴-۵۷ ہے - کرشن گڑھ والے اگرچہ مارواڑ والونکی چھوٹی شاخ مین ہین لیکن بزرگون کی جاگیر مین سے کچھ نہ ملنے اور اپنی کارگذاری سے ریاست پانے کے سبب وہ جودھپور والون کا احسان نہین مانتے - بادشاہی عہد مین اُنکا درجہ جےپور - جودھپور - بیکانیر - بوندی اور کوٹے کے بعد سمجھا جاتا تھا - اور اُنکو عالمگیر کے مرنے تک کوئی خطاب راجہ یا راؤ وغیرہ تین چار ہزاری منصب کے سوا نہین ملا تھا - شاید محمد شاہ وغیرہ نے بہادر سنگھ کو راجہ کے خطاب سے عزت دی ہو یہان تین سو برس کے اندر سولہ رئیس گدی پر بیٹھے جنکے نام نیچے لکھے جاتے ہین (۱) کرشن سنگھ ولد راجہ اودے سنگھ معروف بہ موٹا راجہ والی جودھپور (۲) سسمل (۳) جگمال (۴) ہری سنگھ (۵) روپ سنگھ (۶) مان سنگھ (۷) راجہ راج سنگھ (۸) راجہ ساونت سنگھ (۹) راجہ بہادر سنگھ (۱۰) راجہ بڑد سنگھ (۱۱) راجہ پرتاب سنگھ (۱۲) مہاراجہ کلیان سنگھ (۱۳) مہاراجہ مکھم سنگھ (۱۴) مہاراجہ پرتھوی سنگھ (۱۵) مہاراجہ شاردول سنگھ (۱۶) مہاراجہ مدن سنگھ -

یہ ریاست بہت چھوٹی تھی بلکہ قلت ملک ونقص زمین ریاست کے واسطے بہت مفید ہوئی کیونکہ اسمین شک نہین کہ اس ریاست سے سلطنت مغلیہ اور مرہٹون نے جو مدت تک خراج نہین لیا اُسکا سبب صرف قلت ریاست تھی

(۱) کرشن سنگھ یا کشن سنگھ

اس کو سمت ۱۶۶۶ مین اس کے بہنوئی جہانگیر بادشاہ نے علاقہ اجمیر مین سے جاگیر دیکر ایک ہزاری ذات اور پانسو سوار کا منصب عنایت کیا تھا وہ دوسرے برس مہابت خان کے ماتحت میواڑ پر بھیجا گیا جہان سے زخمی ہونے کے بعد بیس آدمی قتل اور تین ہزار قید کر لایا اور اپنی اس شجاعت و کارگذاری سے منصب داروں کے درجے سے ترقی کر کے امارت کے درجے پر پہونچا یعنی منصب دوہزاری ذات اور ہزار سوار سے سربلند ہوا

سنہ ۹ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہوا - پھر شاہزادہ شاہ جہان وغیرہ کے ہمرکاب رہ کر کئی بار بہادری دکھلانے پر سمت ۱۶۷۲ مطابق سنہ ۱۶۱۶ء مین اُس کا منصب تین ہزاری ذات اور ڈیڑھ ہزار سوار تک پہونچا تھا کہ وہ اسی سال ایک خانہ جنگی مین مارا گیا جس کا ذکر تزک جہانگیری مین بھی آیا ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ سنہ ۱۰۲۴ ہجری (مطابق سمت ۱۶۷۲ و سنہ ۱۶۱۶ء) مین بادشاہ جہانگیر اجمیر گیا کرشن سنگھ اور اُس کا علاتی بھائی راجہ سورج والی جودھپور ساتھ تھے ایک دن بادشاہ پشکر کے تالاب کی سیر کو گیا اور رات کو وہین رہ گیا دونون بھائیون مین عرصے سے رنج چلا آتا تھا وجہ یہ تھی کہ گوبند داس بھاٹی نے جو سورج سنگھ کی سرکار مین مختار کل تھا کسی خانگی معاملے مین گوپال داس اُس کے بھتیجے کو قتل کر ڈالا کشن سنگھ کو اُمید تھی کہ راجہ اس قصور کی ضرور سزا دے گا لیکن جب اُس نے بے پروائی پائی تو کشن سنگھ نے بھتیجے کا بدلا لینے پر زور دیا بھائی نہ مانا آخر کار دونون بھائیون کے دلون مین محبت کے بجاے عداوت پیدا ہو گئی اور بول چال کھانا پینا آنا جانا سب ترک ہو گیا کشن سنگھ موقع اور وقت کا متلاشی تھا اس موقع کو غنیمت سمجھا اور کچھ رات رہے اپنے سپاہیون کو مسلح کر کے سورج سنگھ کے پڑاؤ پر جا پہونچا اور گوبند داس کے خیمے پر پہونچ کر سپاہیون کو جو پہرہ دے رہے تھے قتل کرنا شروع کیا گوبند داس اس شور و غل کو سُنکر خواب سے بیدار ہوا اور دریافت کے واسطے خیمے سے باہر نکلا ہی تھا کہ کشن سنگھ کے آدمیون نے جو اُس کی تلاش مین تھے پکڑ کر اُس کا کام تمام کر دیا اسی عرصے مین راجہ سورج سنگھ بھی شور و غل سے بیدار ہوا اور شمشیر برہنہ لیکر خیمے سے باہر نکلا کچھ سپاہی بھی مدد کو آگئے کشن سنگھ کو گوبند داس کے مارے جانے کا حال معلوم نہ تھا وہ اُس کی تلاش مین سرگردان پھرتے پھرتے اُس کے خیمے مین گھسا اُسی وقت سورج سنگھ بھی آپہونچا دونون بھائیون اور اُنکے سپاہیون مین زور و شور سے تلوار چلنے لگی کشن سنگھ مع اپنے بھتیجے کرن سنگھ کے مارا گیا

صبح کو سورج نکلنے پر دیکھا گیا کہ کشن سنگھ چھتیس ہمراہیون سمیت مقتول پڑا تھا اور راجہ کے تیس آدمی مارے گئے تھے بادشاہ کو اس معاملے کی خبر پشکر کے مقام پر ملی لیکن کوئی ایسا قصور وار نظر نہ آیا جس کو سزا دی جائے اس لئے ان سب کی لاشین جلانے کا حکم دیا گیا -

۲ - سہس مل

کرشن سنگھ کے چار بیٹون سہس مل - جگمال - بھارمل اور ہری سنگھ مین سے بڑا کنور پانچ سو ذات دو سو سوار کا منصب پاکر گدی پر بیٹھا باقی بھائیون کو جہانگیر نے ملازمت شاہی مین منسلک کر کے منصب پر سرفراز کیا سہس مل بارہ برس کے بعد سمت ۱۶۸۵ مین کہ شاہ جہان کا شروع عہد تھا گذر گیا -

۳ - جگمال

کرشن سنگھ کا دوسرا بیٹا جگمال ڈیڑھ ہزاری ذات سات سو سوار کا منصب اور راج پاکر چھ سات مہینے کے بعد اپنے چھوٹے بھائی بھارمل سمیت جسکا منصب ایک ہزاری ذات پانچ سو سوار تھا کسی راجپوت کی حمایت پر مہابت خان کے بیٹے امان اللہ خان کے ماتحت لوگون سے لڑکر مارا گیا -

۴- ہری سنگھ

یہ کرشن سنگھ کا چوتھا بیٹا اپنے تین بڑے بھائیون کے مر جانے کے بعد سمبت ۱۶۸۵ مطابق سنہ ۱۶۲۹ء مین
گدی پر بیٹھا سنہ ۵ جلوس شاہ جہانی مین منصب ہزاری ذات ششصد سوار پر سرفراز ہوا سنہ ۹ جلوس مین
خان جہان بارہ کے ساتھ مہم بیجاپور مین متعین ہوا سنہ ۱۱ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات ہشت
صد سوار سے مفتخر ہو کر شاہزادہ محمد شجاع کے ساتھ کابل مین تعینات ہوا اس کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات
نہ صد سوار سے ممتاز ہوا۔ سنہ ۱۴ جلوس مین شاہزادہ محمد مراد بخش کے ساتھ کابل مین نامور ہوا سنہ ۱۵ جلوس
مین ۲۴ صفر سنہ ۱۰۵۴ ہجری کو تیرہ برس راج کر کے لاولد مر گیا جس کے بعد شاہ جہان بادشاہ نے اس کے بھتیجے
اور بھارمل کے بیٹے روپ سنگھ کو خلعت و اسپ دیکر کرشن گڑھ کی جاگیر پر قائم کیا۔

۵- روپ سنگھ

یہ سمبت ۱۷۰۱ مطابق سنہ ۱۶۴۴ء مین اپنے چچا ہری سنگھ کے بعد کشن گڑھ کی حکومت پر سرفراز ہوا اول
اول شاہ جہان نے سنہ ۱۷ جلوس مین اس کو منصب ہزاری ذات اور ہفت صد سوار پر مفتخر کیا سنہ ۲۲ جلوس
مین شاہ جہان نے منصب دو ہزار و پانصدی ذات و ہزار و دو صد سوار پر سربلند کر کے شاہزادہ اورنگ زیب کے
ساتھ مہم قندھار پر مامور کیا سنہ ۲۳ جلوس مین منصب سہ ہزاری و ہزار و پانصد سوار پر ترقی پائی سنہ ۲۵
جلوس مین نقارہ عطا ہوا و منصب چار ہزاری ذات و ہزار و پانصد سوار سے ممتاز ہو کر دوسری مرتبہ مہم قندھار مین
متعین ہوا سنہ ۲۶ جلوس مین منصب چار ہزاری ذات دو ہزار و پانصد سوار پر مفتخر ہو کر تیسری مرتبہ شاہزادہ
دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندھار مین شریک ہوا۔

سمبت ۱۷۱۰ مطابق سنہ ۱۶۵۳ء مین یہ چار ہزاری ذات و تین ہزار سوار کا منصب حاصل کرنے کے بعد
دوسرے سال قلعہ چتوڑ کے گرانے مین جس کی درستی عہد نامے کے خلاف رانا نے کر لی تھی سعد اللہ خان وزیر کے
ہمراہ تھا جس سے شاہ جہان نے اس کو پرگنہ مانڈل گڑھ دو لاکھ روپے سالانہ جمع پر اودیپور سے نکال کر دیا۔
جو چار برس کے بعد رانا راج سنگھ اول نے شاہ جہان کی بیماری کے وقت چھین کر کرشن گڑھ والون کو وہان سے
نکال دیا۔ سمبت ۱۷۱۵ مطابق سنہ ۱۶۵۹ء مین شاہ جہان کے سخت بیمار ہو جانے پر اس کے بیٹون دارا شکوہ اور
اورنگ زیب نے آگرے کے قریب سامو گڑھ مین لڑائی کی تو سد جنگ مین دارا شکوہ نے روپ سنگھ کو اپنی
فوج ہراول کا سردار مقرر کیا اس لڑائی مین اس کی جرات و شجاعت کا یہ عالم تھا کہ دلاوران زمانہ کے حوصلے سے
بڑھ کر قدم مارتا تھا آخر کار اپنی بے نظیر شجاعت سے اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس جا پہونچا اور بکمال دلیری کے
ساتھ اپنی تلوار سے اس ہاتھی کی عماری کے رسون کا کاٹنا شروع کیا اورنگ زیب اس جوانمرد اور پرجوش
افسر کی اس جسارت اور بہادری کو دیکھ کر ایسا خوش ہوا کہ بے اختیار چلایا کہ خبردار اس بہادر کو نہ مارنا اور
زندہ گرفتار کر لینا مگر لڑائی کے ہڑبونگ مین جب تک یہ فقرہ بادشاہ کے منھ سے نکلا آناً فاناً مین سیکڑون تلوارین

اُس پر پڑگئیں جنھون نے اُس کا نقش صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔
اس نے اپنے نام پر قصبہ روپ نگر آباد کیا جو اجمیر سے ۶۲ میل شمال مشرق مین ہے اور جیپور سے ۱۲ میل جنوب مغرب مین واقع ہے اسکے بعد اُسکی ایک بیٹی بادشاہ زادہ محمد معظم کو بیاہی گئی تھی جس کی تفصیل یہ ہے کہ عالمگیر نے روپ سنگھ کے جانشین کو حکم دیا کہ اُس لڑکی کو اپنے وطن سے محلات شاہی مین پہونچا دے جب وہ بادشاہی محل مین داخل ہوگئی تو اول اُس کو مسلمان کیا اور چند روز تک بیگمات اور شاہی مستورات کے پاس ضروریات دینی کے سیکھنے کو رکھا وہ لڑکی تھوڑے عرصے مین احکام دین سے مطلع ہوگئی اب بادشاہ نے بیاہ کا جشن ترتیب دیا اور سامان مہیا ہوا اور لاکھ روپے سے زیادہ کا جواہر اور سامان و اسباب اور مکانات اُس لڑکی کو عطا کئے اور علاوہ اس کے بہت سا امارت کا اور بھی سامان بخشا۔ بیگمات نے بھی بہت قیمتی جہیز اُس کے لئے بنایا۔ ۱۳ ربیع الثانی ۱۰۸۱؁ھ شب کے وقت عقد نکاح کی رسم قرار پائی اور جشن بادشاہانہ ترتیب دیا گیا۔ ناچ و رنگ ہوا اول شاہزادہ اپنے مکان سے دریا کے رستے کشتی مین سوار ہو کر قلعہ کے پائے برج مین کشتی سے اترا اُس وقت دریا کے دونون طرف ٹھاٹھ باندھکر روشنی ہو رہی تھی اور دریا کے اُس پار آتش بازی گاڑی گئی تھی۔ کشتی سے اُترکر شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا بادشاہ کے حکم سے اسد خان بخشی دوم و سیف خان و افتخار خان اختہ بیگی و ملتفت خان میر توزک ہمرکاب چلنے طوائف او رگویے گھوڑے کے آگے آگے ناچتے گاتے جاتے تھے۔
دربار خاص مین بادشاہ بڑے تجمل سے مسند نشین تھے اور محفل راگ و رنگ منعقد تھی شاہزادہ یہان پہونچا بادشاہ نے پچاس ہزار کی قیمت کے موتیون کا سہرا سر سے باندھا اور دو دانے موتیون کے ۵۵ ہزار کی قیمت کے بخشے اور بازوبند مرصع اور خنجر خاص موتیون کی حمائل کے ساتھ اور جیغہ کسی خاصہ مروارید جڑی ہوئی اور جیغۂ مرصع اور ایک خاص ہاتھی سنہری حوضے کے ساتھ اور پانچ گھوڑے عربی و عراقی جن مین سے ایک پر ساز مرصع تھا اور ایک پر زین اور ساز طلائی تھا مرحمت کئے اور آتش بازی کے چھوٹنے کا حکم دیا بعد اس کے جب نکاح کا وقت آیا تو قاضی القضات عبد الوہاب نے بادشاہ کے سامنے نکاح پڑھا اور مبارکباد کے شادیانے ارباب نشاط نے گانا شروع کئے نوبت خانے سے نوبت بجنے لگی۔ اس جشن مین سلطنت بخارا کا سفیر بھی شریک تھا جس کو دو روپے اور دو اشرفیان عنایت ہوئین جن مین سے ایک روپے اور ایک اشرفی کا وزن تین تین سو تولہ کا تھا اور ایک روپے اور ایک اشرفی کا وزن دو دو سو تولہ کا۔
خوش حال خان کلانوت اور اُسکے بھائی بیرام خان کو چار ہزار روپے کے زیور مرصع اور نقد تین ہزار روپے مرحمت ہوئے اور جوہر خان کلانوت کو دو ہزار روپے بخشے۔
جام جہان نما مین مولوی قدرت اللہ نے لکھا ہے کہ محمد عظیم اسی لڑکی کے بطن سے تھا۔

۶۔ مان سنگھ

یہ اپنے باپ کے بعد کم عمری مین مسند نشین ہوا اور ہوش سنبھالنے پر اس نے عالمگیر کو بہت خوش رکھا۔
سمت ۱۷۴۰ مطابق ۱۶۸۴؁ء مین اس کو پرگنہ مانڈل اور پور پر جو عالمگیر نے جزیے کے عوض اودے پور سے ضبط کئے تھے

فوجدار یعنی حاکم ضلع مقرر کیا گیا جہان کئی برس تک اس نے اچھا بندوبست رکھا پھر ۳۵ سنہ جلوس عالمگیری مین ذوالفقار خان کے ساتھ قلعہ جنجی کی تسخیر پر متعین ہوا اور نہایت بہادری سے قلعہ مذکور فتح کر لیا ۴۳ سنہ جلوس مین منصب سہ ہزاری سے مفتخر ہوا۔ دکن کے اندر سمت ۱۷۷۳ مطابق ۱۷۱۶ء مین مرگیا اور اسکا بیٹا راج سنگھ وارث رہا جو اپنے باپ کی زندگی مین شاہ عالم بہادر شاہ کے حکم سے راج کشن گڑھ کا کام کرتا تھا۔

۷۔ راج سنگھ

اسکو گدی پر بیٹھنے کے بعد شاہ عالم بن عالمگیر نے تین ہزاری منصب یا فرخ سیر کے عہد مین وہ سید وزیرون کا طرفدار گنا جاتا تھا۔ سمت ۱۸۰۵ مطابق ۱۷۴۹ء مین مرگیا تو اسکے دو بیٹون ساونت سنگھ اور بہادر سنگھ مین راج کے لئے جھگڑا پھیلا۔

۸۔ ساونت سنگھ

۹۔ راجہ بہادر سنگھ

ساونت سنگھ کی مسند نشینی جو دہلی مین حاضر تھا محمد شاہ نے منظور کر لی تھی لیکن بہادر سنگھ نے کرشن گڑھ دبا لیا جسکی بیدخلی کی فکر مین ساونت سنگھ بادشاہی کمزور ہونے کے سبب مرہٹون اور جودھپور والون سے مدد مانگتا پھرا۔ آخر اسکے بیٹے سردار سنگھ نے روپ نگر علیحدہ حاصل کیا۔

ساونت سنگھ اپنے وطن سے باہر سمت ۱۸۲۱ مطابق ۱۷۶۴ء مین مرگیا اور دوسرے سال اُس کا بیٹا سردار سنگھ بھی روپ نگر کی گدی پر لاولد گذر گیا تو اس موقع پر کرشن گڑھ والے بہادر سنگھ نے ہوشیاری سے اپنے بڑے بیٹے بڑد سنگھ کو روپ نگر مین گود کے طور پر بھیجکر ریاست ایک کر لی لیکن اس خیال سے کہ بڑد سنگھ کے روپ نگر مین گود مانے جانے کے سبب دوسرا بیٹا باگھ سنگھ کرشن گڑھ کا دعوےٰ نکرے اُس کو راج مین سے دسوین حصے کے طور پر فتح گڑھ کا پرگنہ بغیر خراج جاگیر مین دیا۔

ایک تاریخ کی کتاب مین لکھا ہے کہ ۱۷۸۷ء مین جودھپور کے راٹھوڑ اور جیپور کے کچھواہون نے مرہٹون کے مقابلے کے واسطے اتفاق کیا اور تونگا کی لڑائی مین اُنکو شکست دی اس شکست کا عوض سنہ سترہ سو نوے واکانوے عیسوی مین پاٹن اور میرتہ کی لڑائی ہونے سے ہوا ان لڑائیون کے واسطے کشن گڑھ کا رئیس بہادر سنگھ مرہٹون کو اپنے ملک پر چڑھا کر لایا تھا اُنکو لانے مین اُس کو کچھ اپنی بہبودی و بہتری کی خواہش نہ تھی بلکہ اپنے بزرگ مہاراجہ جودھپور سے انتقام لینا مقصود تھا کہ اُس نے بہادر سنگھ کو اپنے بھائی کے حقوق واجب غصب کرنے پر بار رکھا تھا میرتے کی لڑائی نے مرہٹون کو راجپوتانے پر مسلط کر دیا اور صرف کشن گڑھ کا دغاباز رئیس اس عام مظلومی سے محفوظ رہا لیکن یہ بات اور وجوہ سے غلط ہونے کے علاوہ یون بھی غلط ہے کہ بہادر سنگھ ۱۷۸۲ء مین مرچکا تھا اور اُسکے مرنے پر بڑد سنگھ نے راج پایا نہ کلیان سنگھ نے۔
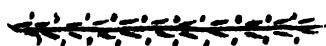
۱۰- راجہ بڑد سنگھ

یہ سمت ۱۸۳۹ مطابق ۱۷۸۲ء مین گدی پر بیٹھ کر سات برس کے بعد انتقال کر گیا اور کنور پرتاب سنگھ راجہ ہوا

۱۱- راجہ پرتاب سنگھ

اس نے سمت ۱۸۴۵ مطابق ۱۷۸۸ء مین گدی پر بیٹھ کر جودھپور کے برخلاف کارروائی کرنی چاہی جس پر جودھپور کے مہاراجہ بجے سنگھ نے ٹھاکر امر سنگھ کو جو راجہ راج سنگھ کا پوتا اور بیر سنگھ کا بیٹا تھا فوج کے ذریعہ سے روپ نگر کا علاقہ دلا دیا راجہ پرتاب سنگھ کے بہت دنون تک جودھپور مین حاضر رہنے اور لاچاری کرنے سے کرشن گڑھ واپس ملا اور جب مہاراجہ بجے سنگھ اپنے ماتحت سردارون کی جھگڑے مین پھنسا تو پرتاب سنگھ نے امر سنگھ سے روپ نگر چھین کر تمام علاقے پر قبضہ کر لیا یہ راجہ سمت ۱۸۵۴ مطابق ۱۷۹۸ء مین فوت ہو گیا۔

۱۲- مہاراجہ کلیان سنگھ

اس نے سمت ۱۸۵۴ مطابق ۱۷۹۹ء مین اپنے باپ کے بعد مسند نشین ہو کر ۱۸۱۸ء مین عہدنامے کے ساتھ بغیر خراج انگریزی سرکار کی اطاعت قبول کی۔ یہ ہوشیار مہاراجہ نجیر ریاستون جیپور اور جودھپور کے جھگڑون مین صلاح کار بنا رہا اور اس کے بیٹے محکم سنگھ کی ایک شادی سمت ۱۸۷۷ مطابق ۱۸۲۱ء مین مہارانا اودیپور کے یہان ہوئی۔ زمانے کا بڑا انقلاب دیکھنے سے اس کی طبیعت مین کچھ جنون پیدا ہو گیا تھا کہ اُس کے ذہن مین سما یا کہ سرکار انگریزی راج کے اندرونی کاروبار مین مداخلت کرنا چاہتی ہے اور اس خیال سے ۱۸۲۵ء مین دہلی کے پنشن خوار بادشاہ اکبر ثانی کی خدمت مین استغاثہ کرنے کو چلا لیکن انگریزی افسرون کی ہدایت سے واپس چلا آیا پھر اُس نے سمجھا کہ سرداران ریاست کی نوکری براہ واجب نقد مطالبے سے مبدل ہو سکتی ہے مگر کوئی کفالت نہ تھی کہ زر نقد ادا کرنے پر بھی وہ نوکری کرنے سے معذور رہین گے اس واسطے انھون نے انکار کیا بلکہ ٹھاکر فتح گڑھ نے خودسری اختیار کی مگر سرکار انگریزی نے ریاست کا جاگیردار قرار دیکر مہاراجہ کا حکم ماننے کی ہدایت کی مہاراجہ نے اُنکی سزادہی کے ارادے سے فوج متعین کی مگر جوش دیوانگی مین یکایک خاندان تیموریہ کے لقبی بادشاہ کے روبرو استغاثہ کرنے کے واسطے پھر دہلی کو چلا گیا اور وہان خیالی منصب مثلاً دربار شاہی مین موزہ پہن کر جانے کا تمغا حاصل کرنے مین مصروف ہوا ایسی حالت مین بھی کشن گڑھ مین اُس کے ہمراہی غافل نہ تھے اُنھون نے فوج بھرتی کی اور بوندی کی ریاست سے بھی مدد لی ٹھاکرون نے بھی کوٹے سے مدد لیکر مقابلے مین کوتاہی نہ کی ان مین لڑائی ہونے لگی اور اس سبب سے قرب وجوار کے علاقہ انگریزی مین بھی شر پیدا ہوا اس واسطے مہاراجہ کو ہدایت ہوئی کہ خود اُس کی اور اُسکے ملازمین اور ٹھاکرون کی حرکات سے جو نقصان پیدا ہو گا اُس کی جوابدہی مہاراجہ کے ذمے ہے اور اگر فی الفور بندوبست نکرے گا تو اُس کا عہدنامہ منسوخ ہو کر ٹھاکرون سے عہد و پیمان کیا جائے گا اس ہدایت نے اُس کو ششدر کر دیا اور وہ یکایک دہلی سے واپس آیا اور اپنے سردارون کو جمع کر کے بذات خود مفسدون پر حملہ آور ہوا مگر سردارون کے رویے سے ثابت ہوا کہ اُنکو اپنے ہم قوم باغیون پر حملہ کرنا منظور نہ تھا ایکلیکہ

کر کے سب علیحدہ ہوگئے اور پھر سب نے متفق ہو کر راجدھانی کا محاصرہ کیا اور مہاراجہ کلیان سنگھ کو خارج کر کے
اُس کے صغیر سن لڑکے کو مسند نشین کرنا چاہا کلیان سنگھ اجمیر کو بھاگ گیا اور سرکار انگریزی سے درخواست اعانت کر کے
اپنے ملک کا ٹھیکہ دینا چاہا مفسد ٹھاکرون نے بھی سرکار مین استغاثہ کیا سرکار نے کلیان سنگھ کی درخواست نامنظور کر کے
ہدایت کی کہ اگر وہ دہلی کو چلا جاوے اور اُس کی غیر حاضری مین انتظام ملک بہ اہتمام پنچایت ہوتا ہے تو کچھ مضائقہ
نہین اسپر مہاراجہ اور سردارون کے درمیان عہد و پیمان ہوا مگر شرائط مقررہ کی کفالت دینے مین سرکار نے انکار کیا
وہ دہلی کو چلا گیا اور رزیڈنٹ نے فہائش کر کے اُس کو واپس بھیجا بدرجہ لاچاری سردارون نے حسب خواہش
مہاراجہ یہ بھی منظور کیا کہ جودھپور کا مہاراجہ فیصلہ کردے مگر اُس مین سرکار انگریزی کی کفالت ہو یہ امر سرکار نے
منظور نہ کیا سردارون نے ولی عہد کو مسند نشین کردیا اور کرشن گڑھ کا محاصرہ کر کے اُس مین داخل ہونے والے تھے
کہ مہاراجہ نے پولٹیکل ایجنٹ کی درمیانجی منظور کی اُس کی وساطت سے شرطین قرار پاگئین اور کلیان سنگھ
کرشن گڑھ مین آگیا مگر تھوڑے عرصے کے بعد ثابت ہوا کہ مہاراجہ اور سردارون کے درمیان صلح و اتفاق رہنا
غیر ممکن ہے کیونکہ مہاراجہ اپنے قول پر ثابت قدم نہین ہے سردار پھر جمع ہوئے اور مہاراجہ کلیان سنگھ سمت ۱۸۸۹ مطابق
سنہ ۱۸۳۲ء مین اپنے کنور مکھم سنگھ کو راج سونپ کر ۳۶ ہزار روپے سالانہ پنشن پر انگریزی علاقے مین جا رہا
جہان چھہ برس کے بعد انتقال کر گیا۔

۱۳۔ مہاراجہ مکھم سنگھ

یہ نوجوان اور نیک مزاج مہاراجہ اپنے والد کے سامنے سردارون کے اتفاق سے راج پاکر نو برس
کے بعد سمت ۱۸۹۷ مطابق سنہ ۱۸۴۰ء مین لاولد مر گیا جس سے پرتھوی سنگھ فتح گڑھی جاگیر سے گود آکر ریاست کا مالک ہوا

۱۴۔ مہاراجہ پرتھوی سنگھ

یہ سمت ۱۸۹۸ مطابق سنہ ۱۸۴۱ء ۲۵۔ اپریل کو گود لئے جاکر چار برس کی عمر مین گدی پر بٹھایا گیا جو ہوش
سنبھالنے پر لائق اور کارگذار نکلا اس کے وقت مین آگرے سے اجمیر کو ریل جاری ہونے کے سبب نمک غیرہ کی
راہداری چھوٹنے سے کرشن گڑھ کو ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ محصول کا نقصان پہونچا سرکار نے بیس ہزار روپیہ
سالانہ ہرجانہ دینا منظور کیا اور باقی کمی دور کرنے کو مہاراجہ نے تین لاکھ روپیہ لگا کر سمت ۱۹۲۷ مطابق سنہ ۱۸۷۱ء تک
۲۲ تالاب تیار کرائے جن سے چوبیس ہزار پانچسو بیگھہ زمین کھیتی اور آمدنی کے لائق ہوگئی۔ سمت ۱۹۳۲ مطابق
سنہ ۱۸۷۵ء مین مہاراجہ کی بڑی بیٹی اودے پور کے مہارانا سجن سنگھ کو اور کچھ عرصے کے بعد دوسری بیٹی الور کے
مہاراو راجہ منگل سنگھ کو بیاہی گئی۔ سمت ۱۹۳۶ مطابق سنہ ۱۸۸۰ء مین اس مہاراجہ کا انتقال ہوگیا۔

۱۵۔ مہاراجہ شاردول سنگھ

اپنے والد کے بعد سمت ۱۹۳۶ مطابق سنہ ۱۸۸۰ء ۸۔ جنوری کو گدی پر بیٹھا اور چار برس کے بعد سیر اور
ملاقات کے لئے اودے پور جاکر خاطر داری سے دو ہفتے مہمان رہنے کے بعد واپس آیا۔ سمت ۱۹۴۳ مطابق سنہ ۱۸۸۶ء مین

مہاراجہ کی چھوٹی بہن جھالرا پاٹن کے مہاراج رانا ظالم سنگھ کو بیاہی گئی۔ یہ پہلا موقع ہے کہ جھالرا پاٹن والون کو پرانی خاندانی ریاست سے بیٹی ملی۔ سرکار نے اس کو بھی سی آئی ای کا خطاب دیا تھا۔ اس نے سنہ ۱۹۰۰ع مین انتقال کیا اسکے بعد اسکے اکلوتے بیٹے مدن سنگھ کو مسند ریاست حاصل ہوئی۔

۱۶۔ مہاراجہ مدن سنگھ جی

یہ سنہ ۱۸۸۴ع مین پیدا ہوئے اور انکو سنہ ۱۹۰۵ع مین پورے اختیارات ملے سنہ ۱۹۰۸ع مین انھین کے سی آئی ای کا خطاب ملا اور سنہ ۱۹۱۱ع کے دربار دہلی مین کے سی ایس آئی کا وہ برٹش فوج مین آنریری میجر بھی ہین۔ ابتداے سنہ ۱۹۱۴ع مین جنگ عظیم مین شریک ہونے کی درخواست دی تھی جو گورنمنٹ نے منظور کی انکی سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے۔

چوتھا باب

ہاڑوتی کے بیان مین

اس مین بوندی۔ کوٹہ۔ اور جھالاوار کا بیان ہے۔

فصل تاریخ بوندی

جغرافیہ

بوندی جنوبی مشرقی راجپوتانہ مین دوسرے درجے کی پرانی ریاست ہے۔ یہ راج درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۰ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۵۵ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۲۳ دقیقہ اور ۷۶ درجہ ۳۰ دقیقہ کے واقع ہے اس کے شمال مین جیپور۔ مغرب مین جہازپور وغیرہ علاقہ اودیپور۔ جنوب مین علاقہ گوالیار۔ مشرق مین راج کوٹہ ہے طول پچاس میل عرض پچاس میل رقبہ ۲۲۲۰ میل مربع آبادی سنہ ۱۹۱۱ع مین ۲۱۸۷۲۳ آدمی تھی۔ خالصے کی آمدنی پانچ لاکھ روپے سالانہ کے علاوہ اسی قدر ماتحت جاگیرداروں کی ہے اور فوج سوار و پیادہ ڈھائی ہزار سمجھی جاتی ہے۔ لیکن اب خالصے کی آمدنی ۹۴۵۴۰۰ روپیہ ہو گئی ہے۔

راج بوندی مین پہاڑی سلسلہ شمال و مشرق سے جنوب و مغرب کی طرف چلا گیا ہے جس سے علاقے کے دو حصے ہو جاتے ہین دونون طرف کی زمین ہموار اور قابل پیداوار ہے مشرقی جنوبی علاقہ چنبل ندی پر ختم ہوتا ہے جو ریاست کوٹے کی سرحد ہے اور شمالی مغربی حصہ اجمیر کے پہاڑون سے جا ملا ہے۔ بوندی کی بیچ ندی جو مارواڑ کے علاقے سے آتی ہے چنبل دریا مین شامل ہوتی ہے دوسرے برساتی ندی نالے ہر طرف کچھ عرصے تک جاری رہتے ہین معمولی پیداوار کے علاوہ کئی جگہ لوہا بہت نکلتا ہے۔ ملک کی آب و ہوا تندرستی کے لئے بہتر نہین ہے۔ بخار۔ تلّیا۔ نظر کی کمزوری اور بدہضمی وغیرہ بیماریان ہر موسم مین ہوتی رہتی ہین۔

شہر بوندی جس مین چالیس ہزار آدمی بستے ہین ایک پہاڑ کے گھاٹے مین مناسب موقع پر آباد ہے
شہر پناہ کے اندر تین دروازے آمد و رفت کے نئے بنے ہوئے ہین۔ دو بازار چوڑے ہین لیکن پانی کے بہاؤ کا
کچھ بندوبست نہین کیا گیا جس سے صفائی نہین رہتی۔ مہاراؤ راجہ کا محل اونچی جگہ پہاڑ کے ڈھال پر تعمیر
ہوا ہے جس کی عمارت راجپوتانے مین عمدہ قسم کی سمجھی جاتی ہے۔ محل کے سوا شہر بھر مین کوئی بڑا یا خوبصورت
مکان نہین ہے۔ یہ شہر کوٹے سے بائیس میل شمال و مغرب مین اور آگرے سے ایک سو چھانوے میل جنوب
و مغرب مین ہے۔ شہر کے دروازے پُرانے زمانے کے خوف کی پابندی مین شام سے صبح تک بند رکھے جاتے ہین
شہر بوندی عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۲۶ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۱۳ دقیقہ پر واقع ہے۔

قوم

بوندی والے چوہان قوم کی ہاڑا شاخ مین ہین۔ گومند رام ہاڑا بھاٹ کی کتاب کے بموجب ہاڑا
است پال پسر انوراج خلف بیسلدیو سے پیدا ہوئے ہین مگر موگجی کھیچی بھاٹ لکھتا ہے کہ انوراج مانک راے
بانی سانبھر کا بیٹا اور کھیچیون کا بزرگ تھا۔ است پال کی پیدائش قصّے کے طور پر ہڈیون سے قرار پاکر
اُس کی نسل ہاڑا راجپوت مشہور ہوئی۔

جس کی تفصیل حسب تحریر ہاڑا بھاٹ یہ ہے کہ انوراج مقام اسی یعنی ہانسی پر قابض تھا۔ اُس کے
بیٹے است پال نے بہ اتفاق اگن راج خلف اجے راؤ بانی کھیچ پور پاٹن واقع سندھ ساگر رندھیر چوہان راجہ
گولکنڈہ سے کچھ پاس طلبانہ نامی کرنے کی تیاری کی تھی مگر کجلی بن کے کوہ پشت یعنی وحشیون کی فوج نے ایک وقت مین
ہانسی اور گولکنڈہ دونون پر حملہ کیا رندھیر سنگھ نے ساکھا کیا اور صرف اُس کی دختر سورابائی جانبر ہو کر بغرض پناہ پذیری
ہانسی کو گئی کہ وہان بھی اُسی وقت مین وہی خونخوار فوج حملہ آور ہوئی تھی انوراج نے بھاگنے کی تیاری کر لی مگر
اُس کے بیٹے است پال نے انتظار حملہ نکر کے خود دشمن پر چڑھائی کی لڑائی مین حملہ آور مارا گیا اور است پال نے مجروح
شدید ہو کر جہان تک وہ گرا اُس کا تعاقب کیا اُسی مقام پر سورا بائی درخت بیل کے تلے موت کی منتظر تھی کیونکہ
زندگی کی اُمید نہ تھی اور خوف و اشتہا سے صرف پوست و استخوان باقی رہ گیا تھا مگر عین یاس کی حالت مین درخت
بیل جس کے سایے مین تھی ایکایک پھٹا اور آسا پورنا کُل دیوی نکلی سورا بائی نے اُس سے اپنے باپ اور بارہ بھائیون
کے بمقابلہ وحشیان کجلی بن گولکنڈہ کی حفاظت مین مرنے کا حال بیان کیا دیبی نے اُس سے کہا کہ طمانیت رکھ تیرے
حملہ آور کو مار ڈالا ہے اور قریب ہے چنانچہ اُس کو اُس مقام پر لے گئی جہان است پال زخمون سے بے ہوش پڑا تھا
اُس کی مدد سے وہ بحال ہوا اور چوہانون کی قدیم وراثت یعنی قلعہ اسیر پر قابض ہو گیا۔

اس روایت کو کپتان بروس پولٹیکل ایجنٹ ہاڑوتی نے دوسرے طور پر لکھا ہے کہ ہانسی کے راجہ انوراج
کی رانی دودا وتی پنوار نسل کی تھی اُس نے بارہ برس تک حاملہ رہ کر انڈا دیا پنڈتون نے انڈے کی پوجا کرائی
اور مدت تک اُس کی پرستش ہوتی رہی آخر گھر ارم جس نے کوہ آبو پر رہا کو ستایا تھا گولکنڈہ واقع دکن مین فوج

لیکر گیا اور وہان کے چوہان راجہ سے لڑا اور اُس کو شکست دیکر بجز ایک لڑکی مساۃ سوران بنت بند ھیر چوہان کے
سب کو ہلاک کیا بعد ازان گہرارم ہانسی حصار کو گیا اُس کی آمد سُنکر انوراج مفرور ہوا اور مترک سمجھکر انڈے کو اپنی رانی کے
ڈوبے مین رکھ کرلے چلا مگر وہ اس قدر وزنی ہوگیا کہ کہار نہ لے جاسکے پھر اُس مین سے آواز نکلی کہ بھاگو مت اس انڈے
مین سے نکلکر دیت سے مقابلہ کرون گا راقی نے یہ بات سُنکر راجہ کو اطلاع دی نصف شب پر انڈا پھوٹا اُس مین سے
سات گز کا دیو نکلا اور گہرارم سے لڑا دونون لڑائی مین مارے گئے۔ اتفاقاً سوران لڑکی کہ گولکنڈہ کے خاندان مین سے
بچ رہی تھی اسپلا درخت کے سایے مین بیٹھی تھی لیکایک درخت پھٹا اُس مین سے آسا پورا دیوی نے نکلکر سوران سے کہا
کہ جس دیت نے تیرے باپ کو مارا تھا وہ ہانسی حصار مین چوہان راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا اور وہ لڑکی کو اپنے ساتھ میدان جنگ
مین لے گئی وہان لڑکی نے اُس دیو کی ہڈیون کو جو انڈے سے پیدا ہوا تھا جمع و زندہ کرکے اُس کا نام اَست پال رکھا
کہ اس سے وہ اور اُس کی اولاد ہاڑا مشہور ہوئی۔

تاریخ

یہ تو کبیشرون کی شاعری اور خیال بندی ہے - اتنی روایت قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ انوراج مقام اسی
یعنی ہانسی پر قابض تھا جس کے بیٹے است پال کو وہان سے دشمنون نے نکال دیا وہ دکن کی طرف جاکر آسیر وغیرہ کا مالک
ہوگیا اور اسی سے ہاڑا شاخ چلی - چونکہ محمود غزنوی کا اخیر ہندوستان پر حملہ براہ ملتان اجمیر تک ۴۱۳ ہجری مطابق
۱۰۲۲ء مین ہوا تھا براہ راست یقین کیا جاسکتا ہے کہ اُس کے باپ انوراج کی جان اور اُس کی دارالحکومت
ہانسی کو اسی سلطان نے لیا تھا جس کے بعد ہاڑون کے شورش است پال نے سمت ۱۰۸۱ مطابق ۱۰۲۵ء مین آسیر پر قبضہ کیا
اُسی زمانے مین فتحمند محمود نے اجمیر کو مسخر اور ملک کو تابع کیا اور ہندی شاعر نے اُس کو کجلی بن کا دیت لکھا ہوگا اس کی
نظیر یہ ہے کہ جو نیک کام کرتا ہے ایرانی اُسے فرشتہ کہتے ہین اور جو بُرا کام کرتا ہے اُسے دیو بولتے ہین بہت سے بکرداروں
کو دیو کے نام سے یاد کیا ہے کیکاؤس شہنشاہ ایران کے عہد مین اُسکے ایک زبردست پہلوان و سردار نے بغاوت کی اُسے دیو
سپید کہنے لگے ملک مازندران کے کوہستان دماوند کے آدمی بڑے نامؤدب اور وحشی منش اور مردم آزار تھے ان مقامات مین
کیومرز رہتا اور حکومت کرتا تھا اُس کے بیٹے سیامک کو وہان کے آدمیون نے مار ڈالا تھا تہمورس پدر جمشید نے اُن سے
بدلا لیا اس لئے وہان کے آدمی دیو کہلائے اور تہمورس کو اُنکے مغلوب کرنے کی وجہ سے دیو بند لقب دیتے ہین اگرچہ اُس جاہ
شوق فتح نے جس کے نزدیک سارشتہ کا کنارہ غزنین سے سراندیپ و بیگو کی فتح تک صرف درمیانی مقام تھا قیام نہلوارہ
کے زمانے مین محمود نے ایک فوج بھیجکر بندھیر کو گولکنڈہ سے نکالا ہوگا - مسلمان مؤرخون کی تحریر سے فوج محمود کے جزیرہ نما
مین داخل ہونے کا کچھ پتہ نہین لگتا مگر ان خفیف مراتب کی نسبت قیاس دوانی کرنا عبث ہے اُنسے صرف یہی ایک نیا
امر ثابت ہوتا ہے کہ یہ ریاستین جنوب و شمال مین راجپوت رئیسون کے قبضے مین تھین اُنکی اولاد کے اصل باشندگان دکن
ملنے سے مرہٹون کی مشترک نسل پیدا ہوئی اس قوم مین اپنے بزرگون کے سے نام اور خواص ہین مگر بجاے جادو
اور تنور اور پنوار وغیرہ کے القاب سے مشہور ہین مرہٹون کو گولکنڈہ - بیجاپور اور احمد نگر کے مسلمان بادشاہون کے

وقت مین قلعون وغیرہ کے پیدل سپاہیون مین نوکریان ملا کرتی تھین مگر جب معلوم ہوا کہ جنگی سوارون مین بھی اچھی خدمت دے سکتے ہین تو رسالون مین بھی بھرتی ہونے لگے اور انمین ایسے لوگ جو پٹیل (چودھری) اور دیس مکھ (نمبردار) ہوتے تھے موروثی عزت کے باعث رسالدارون اور جمعدارون کے عہدون تک مامور ہوجاتے تھے سولھوین صدی عیسوی سے پہلے نہ تو مرہٹے بطور ایک قوم ہی کے مشہور تھے اور نہ اُن مین کوئی ایسا سردار تھا جو پولٹیکل لحاظ سے نامور اور ذی اقتدار گنا جاتا ہو مگر اس صدی کے آغاز مین ملک عنبر نے جو احمد نگر کی نظام شاہی سلطنت کا ایک مشہور اور نہایت زبردست امیر تھا اور جو امارت کے نام سے دراصل فرمان روائی کرتا تھا مرہٹون کو اپنی فوج مین سوارون کے زمرے مین زیادہ بھرتی کیا اور اُنکو سپاہ گری کا فن سکھایا اور زرخیز جاگیرین عطا کرکے امارت اور سپہ سالاری کے درجے تک پہونچایا۔

اسپت پال کا بیٹا چاند کرن تھا اور اُس کا پسر لوک پال ہوا اس کے دو بیٹے ہمیر اور گمبیھر تھے جو پرتھی راج چوہان کی لڑائیون مین بہت مشہور ہوئے ہین اور اُس کے ایک سو آٹھ سردارون مین داخل تھے اور اس سے متریح ہے کہ اگرچہ آسیر بالکل خراج گذار نہ تھا مگر اُس کے رئیس راجہ اجمیر کو چوہانون کا بزرگ سمجھ کر اطاعت کرتے تھے کتاب قنوج سمے مین جو چند نے چوہانون کی اُس لڑائی پر لکھی ہے جس مین پرتھی راج قنوج کے راجہ کی دختر لے گیا تیسرے روز کی لڑائی مین ہاڑا رئیسون کی بہت تعریف لکھی ہے۔ ہمیر ۵۹۰ھ ہجری مطابق ۱۱۹۳ء مین راجہ پرتھی راج کے ہمراہ شہاب الدین کے مقابلے پر مارا گیا ہمیر کا بیٹا کال کرن ہوا۔ اور اُس کا بیٹا ماہ مگد اور اُسکا بیٹا راو باچہ اور اُس کا بیٹا راو چندر یہ چار شخص آسیر کے راجہ ہوئے انمین سے پچھلے کو سمت ۱۳۵۱ مطابق ۱۲۹۵ء مین علاء الدین خلجی بادشاہ نے حملہ کرکے قتل کیا جس کا بیٹا رین سی ڈھائی برس کی عمر مین حفاظت کے لئے اپنے ماموں رانا کے پاس چتوڑ پہونچا یا گیا اور وہ میواڑ والونکی پناہ مین رہکر راجپوتانے کے اندر ترقی کے ساتھ قدم جمانے والا ہوا۔

۱- رین سی

جب یہ جوان ہوا تو اس نے بھینسروڑ گڑھ کے مسار قلعہ پر حملہ کرکے ڈونگا بھیل کو جس نے پہاڑی گروہ سے اس مقام کو اپنے پناہ بنالیا تھا نکالدیا میواڑ کی اس قدیم جاگیر کو علاء الدین نے وقت حملہ چتوڑ کے شکست کیا تھا اور ہاڑا کنور کی پناہ پذیری کے وقت تک میواڑ مین شامل نہوئی تھی رین سی کے کولن اور کنکل دو لڑکے ہوئے۔

۲- کولن

رین سی کے بعد کولن ہوا لیکن یہ کسی مہلک بیماری مین مبتلا ہوکر کیدار ناتھ واقع کنارہ دریائے گنگا کی جاترا کو چلا گیا اور کل راستے کو اپنے قدمون سے طے کیا چھ مہینے مین وہ درہ بندیا تک پہونچا اور وہان اُس چشمے مین جہان سے بان گنگا نکلتی ہے غسل کرنے سے اُسکا عارضہ رفع ہوگیا۔

۳- بانگو

یہ کولن کا پوتا تھا اس نے علاقے کو خوب بڑھایا اور ملک پتھار یعنی پہاڑی مسطح زمین پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ یہ کل ملک والیان چتوڑ کے قبضے مین تھا مگر جب علاء الدین نے چتوڑ کو فتح کیا اور گہلوت بہت مارے گئے اُن کی

حکومت ایسی ضعیف ہوگئی کہ اصل باشندگان ملک قوم مینہ نے اپنے قدیم پہاڑون پر پھر قبضہ کر لیا یا چوہڑ کے ماتحت
جاگیرداروں کے شریک ہوگئے۔ بانگو قدیم سے نال پر قابض ہوا اور تھار کی مغربی سمت کی ایک بلندی پر باودا کا
قلعہ تعمیر کرایا بھینسروڑگڑھ واقع مشرق و باودہ و بینال واقع مغرب تک ہاڑون نے کل تھار پر قبضہ کر لیا اس کے
علاوہ دوسرے علاقے بھی فتح کئے مانڈل گڑھ۔ بجولی۔ بیگون۔ رتنا گڑھ اور چوراٹہ گڑھ ملکر وسیع ریاست ہوگئی۔
راؤ بانگو کے بارہ بیٹے تھے اُنکی اولاد تھار مین پھیل گئی اسکے بعد دیو مسند نشین ہوا۔

۴۔ دیو

اس نے زور پاکر مینہ لوگون کو خوب زیر کیا اس کے تین بیٹے تھے ہرراج۔ ہٹ جی۔ سمرسی۔ ہاڑون کی
طاقت کا حال سُنکر سکندر لودھی شہنشاہ اُنپر متوجہ ہوا۔ اور دیو کو دربار مین طلب کیا اس واسطے باودہ مین اُس نے
اپنے بیٹے ہرراج کو مسند نشین کیا اور چھوٹے بیٹے سمرسی کو ساتھ لیکر دربار مین حاضر ہوا اور عرصے تک وہان رہا آخرکار بادشاہ نے
اُس کی سواری کا گھوڑا لینا چاہا وہ اپنے وطن کے پہاڑون کو بھاگ آیا۔ بادشاہ کے اصطبل مین ایک بہت عمدہ نسل کا
گھوڑا تھا کہ بغیر سم تر کرنے کے ندی کو عبور کر سکتا تھا دیو نے داروغہ اصطبل سے ساز کرکے اپنی گھوڑی سے اس گھوڑے
کا بچہ لیا بادشاہ نے اس بچھیڑے کو لینا چاہا دیو نے بتدریج اول اپنے قبائل کو روانہ کر دیا پھر ایک روز سوار ہوکر اور بھالا
ہاتھ مین لیکر جہان بادشاہ بیٹھا تھا پہونچا اور کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون مگر تم راجپوتون سے تین چیزین نہ مانگا کرو
گھوڑا۔ جورو۔ شمشیر۔ یہ کہکر باگ اُٹھائی اور بہت جلد تھار مین پہونچ گیا ۲ ٹاڈ صاحب نے یہان عمیق نقطۂ نظر سے
کام نہین لیا کیا ایک بھالے والے راجپوت کی گرفتاری یا قتل کا بھی تمام سلطنت مین سامان نہ تھا۔
علاوہ اس کے لودھیون کی اس وقت سلطنت کب شروع ہوئی تھی وہ لوگ ۱۴۵۱ء مین سلطنت کے
مالک ہوئے ہین اور اس وقت بوندی مین بیرسنگھ راج کرتا تھا جو آٹھوین نمبر پر ہے دیو ہاڑا تیرھوین صدی عیسوی
مین ہوا ہے اور سکندر لودھی جس کا نام نظام خان اور لقب علاء الدین سکندر شاہ غازی تھا اور مسماۃ زیبا سناری
کے بطن سے اور سلطان بہلول لودھی کے نطفے سے تھا ۸۹۴ھ ہجری مطابق ۱۴۸۹ء مین تخت نشین ہوکر اور یکشنبہ
۷ ذی قعدہ ۹۲۳ھ ہجری مطابق ۱۵۱۷ء کو عالم آخرت کو سدھارا جنات الفردوس نزلا (۹۲۳) تاریخ وفات ہے
۲۸ سال ۵ ماہ سلطنت کی جیسا کہ سلسلۃ الملوک مولفہ سید احمد خان اور حیات لودھی معروف بہ شوکت افغانی مولفہ
عبدالحکیم خان لودھی مین تصریح کی ہے شاہزادہ بیدار بخت کے حکم سے ایک مرقع سلاطین لودھی و ساوات و افغان کا جو
توشہ خانۂ عامرہ مین محفوظ تھا ۹ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ ہجری کو مصورون اور خوشنویسون کے ہاتھ سے تیار ہوا ہے اُس مین
لکھا ہے کہ سکندر لودھی ۲۲ شوال ۸۴۹ھ ہجری مطابق ۱۴۴۵ء کو تخت نشین ہوکر ۲۱ سال تین ماہ ایک دن سلطنت کرکے
۱۳ ذیقعدہ ۹۱۵ھ ہجری مطابق ۱۵۰۹ء کو گذر گیا اور اس مین غلطی ہے۔ دیو باودہ کو ہرراج کے قبضے مین چھوڑ کر
باندہ نال مین جہان اُس کے بزرگ کولن کو آرام ہوا تھا آیا یہان اُساروہ نسل کے مینے بہ تحت حکومت اپنے
سردار جیتا کے رہتے تھے اُس زمانے مین وہان کوئی شہر آباد نہ تھا۔ گھاٹون کے دہانون پر پختہ دیوار اور دروازے بنالئے تھے

اُس کے اندر ہر ایک مینہ جہان طبیعت چاہتی تھی جھونپڑی بنا کر رہتا تھا اس زمانے مین وہ گروہ جنھون نے رانا کی الہا (?) چتوڑ کی تخریب کے بعد اختیار کی تھی راو گنگا کو کھی چی کی تاخت سے کہ رام گڑھ اور پلاون کے قلعہ سے گرد و نواح کے ملک سے برچھی کی بہائی کا محصول لیتا تھا بہت تنگ تھے گانگو سے بچنے کے واسطے مینون نے صلح کر کے ہر ایک دو تیسرے مہینے کی پورن ماشی کو چوتھ کے خراج کا تھیلہ فصیل سے لٹکا نا قبول کیا تاریخ معینہ پر راو آیا مگر اُس کو تھیلا نظر نہ آیا۔
گانگو نے کہا کہ کون ہمارے سامنے آتا ہے کہ اُسی وقت دیو راجہ پتھار گھوڑے پر چڑھا ہوا آ نکلا گانگو والی رپلاون کے پاس بھی اُس سے بہتر گھوڑا تھا جو پاربتی ندی کے دریائی گھوڑے اور کھی چی سردار کی گھوڑی سے کہ ندی کے کنارے چرتی تھی پیدا ہوا تھا اس گھوڑے کی سواری مین کوئی دریا اُس کو سدِ راہ نہین ہوسکتا تا بعد یکہ ہر موسم مین مینون سے خراج لینے کے واسطے دریاے چمبل مانع نہ تھا سخت محاربہ وقوع مین آیا ہاڑا کی فتح ہوئی اور گانگو بھاگا اور پتھار سے راو نے اُس کا چمبل تک تعاقب کر کے اُس کے گھوڑے کا امتحان کیا جس وقت گانگو کنارے سے کودا سوار اور گھوڑا دونون پانی مین غرق ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد دوسرے کنارے پر جا نکلا دیو کو بہت تعجب ہوا اور اُس نے یہ کہا کہ شاباش راجپوت تمھارا نام کیا ہے اُس نے جواب دیا گانگو کھی چی نام ہے راو نے کہا میرا نام دیو ہاڑا ہے۔ ہم تم آپس مین بھائی ہین ہمکو عداوت نہین رکھنی چاہیے آئندہ کو یہ ندی ہمارے اور تمھارے درمیان سرحد ہوگی
ٹاڈ کا یہ بیان کئی وجہ سے محل نظر ہے ایک یہ کہ رانا ے چتوڑ کے علاقے مین راو کے آنے کا کیا کام تھا اور پچھلے بیان سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ملک دیو کا تھا۔
دوسرے اگر ٹاڈ علم الحیوان سے واقف ہوتا تو ضرور دریائی گھوڑے سے گانگو کی گھوڑی کے جفتی ہونے کی بات پر اعتراض کرتا اور کہتا کہ اُس کو گھوڑے سے کوئی مشابہت نہین وہ تو دریائی گینڈا سمجھنے کے قابل ہے اور یہ جانور صرف افریقہ مین ملتا ہے اور یہ بھی اعتراض کرتا کہ دریا مین غائب ہونے کے بعد گھوڑا تو زندہ رہ سکتا تھا مگر گانگو مر جاتا۔
سمت ۱۲۹۸ مطابق ۱۲۴۲ء مین جیتا اور اُسارا مینون نے دیو راے کو اپنا آقا قبول کیا راو نے باندر گھاٹی کے درمیان مین شہر بوندی بسایا کہ اُس وقت سے وہ ہاڑون کا دار الحکومت ہوگیا۔ تھوڑے دنون کے بعد تک چمبل ندی مشرقی سرحد رہی تھی آئندہ کو نرہی اور بہادری کی وجہ سے اس قوم کے لوگون کا بادشاہ کے نائبون سے بہت واسطہ ہوگیا اور اُنھون نے بادشاہ کی عنایت حاصل کر کے بذریعہ فتح و حصول عطیات کے ملک کو بڑھایا جس مین ہاڑون کے زیادہ پھیل جانے سے علاقے کا نام ہاڑوتی ہوگیا۔
راو دیو کی مینہ رعایا ہاڑون سے تعداد مین زیادہ تھی اس سبب سے اُس نے بنظر استحکام اپنی حکومت کے وہی وحشیانہ عمل کیا جو راجپوتانے کی ریاستون مین اکثر ہوتا رہتا تھا۔
راجپوت مورخ نے اُس کا سبب یہ لکھا ہے کہ مینون کا سردار ایسا گستاخ ہوگیا تھا کہ اُس نے مالک پتھار کی دختر سے شادی کی درخواست کی راو نے بماودا کے ہاڑا اور تھوڈا کے سولنکیون کو مدد پر بلایا اور اُسارا

مینون کو بالکل قتل کر ڈالا۔

ویوسے اس واقعہ سے کسی قدر مدت کے بعد ریاست چھوڑ کر اپنے بیٹے کو مسند نشین کیا اول اُس نے ہرراج کو جاودا دیا تھا اور خود سکندر لودی کے پاس چلا گیا تھا اور اس مرتبہ نمرسی کو راج دیا اور بوندی اور پتھار کی جاگیر میں خود مختار رہیں اور بعد اسکے دیو کبھی بوندی اور جاودہ کی فصیلون کے اندر نہ گیا اور وقت وفات تک بوندی سے پانچ کوس موضع امر تھونہ مین رہا۔

۵۔ نمرسی

راؤ دیو کے بعد مسند نشین ہوا۔ اس کے تین بیٹے ہوئے اُنمین سے ناپوجی مسند نشین ہوا ہرپال نے جاجاور حاصل کیا اُس کی اولاد ہرپال پوتہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ جیت سی نے آنصوب چمبل اپنی حکومت بڑھائی۔ جب وہ ایک دفعہ کے تون تنور سے ملکر واپس آیا ندی کے قریب ایک گھاٹے میں وہ بھیلون کے مجمع میں ہوکر گذرا اور اُنپر کیا ایک حملہ آور ہوکر اُنکو مار ڈالا اور وہ باڑون کے ہاتھ سے تباہ ہو گئے اس گھاٹے کے دروازے پر جسکی حفاظت کے واسطے ایک برج بنا ہوا تھا جیت سی نے بھیلون کے سردار کو مار ڈالا اور بھیرون پوتا کے نام کا جو جنگ گاہ کا سوامی ہے ہاتھی تعمیر کرایا وہ قلعہ کوٹہ کے بڑے دروازے کے قریب ایک مقام پر جسے چار جھونپڑہ کہتے ہین کھڑا ہے۔

۶۔ ناپوجی

اس نے دختر سولنکی رئیس تھوڑہ سے کہ راجگان انہل واڑہ کی اولاد مین سے تھا شادی کی تھوڑہ مین اُس نے بہت خوبصورت سنگ مرمر کی ایک پٹی دیکھ کر اپنی رانی سے کہا کہ اپنے باپ سے مانگ لے اس بات پر سولنکی بہت ناراض ہوا کہ شاید آئندہ کو ہاڑا میری عورت مانگنے لگے اور اُسکو رخصت کر دیا ناپوجی نے اس خفگی کا انتقام اپنی رانی سے لیا کہ اُس کو ترک کر دیا اُس نے اپنے باپ کے پاس جاکر شکایت کی کجلی تیج کے تہوار پر کہ ساون سدی تیج کو ہوتا ہے ہر ایک راجپوت پر فرض ہے کہ اپنی عورت سے ملے۔ بوندی سے کل سردارون کو اپنے گھر جانے کی رخصت ہوئی تھوڑا کے رئیس نے بوندی کے غیر محفوظ رہنے کو موقع غنیمت سمجھ کر کیا ایک قلعہ مین مداخلت کی اور ہاڑا راؤ کے سر مین بھالا مارا اور اُس کو ہلاک کرکے خفیہ نکل گیا اثنائے راہ مین اپنے ہمراہیون سے کامیابی کی تعریف کرتا تھا کہ ایک مقام پر بوندی کا ایک سردار گوشے مین بیٹھا ہوا ملا کہ بوجہ بیمار ہونے اپنی زوجہ کے گھر جانے سے پریشان ہوکر بوندی کو واپس جاتا تھا اور اِل پالی کر رہا تھا۔ یعنی افیون گھول کر پی رہا تھا اس مغموم حالت مین اُسنے گھوڑون کے سمون کی آواز آئی اور یہ بھی سُنا کہ تھوڑا کے راؤ کے ہمراہی ہاڑا راؤ کی اُس غفلت پر کہ وہ اپنے سردارون کو رخصت کر کے تنہا رہ گیا تھا طعن کرتے جاتے تھے باقی ماندہ حال چوہان نے خود سمجھ لیا اور جس وقت تھوڑا کا راؤ اُس کے قریب ہوکر نکلا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اُس کا سیدھا ہاتھ علٰحدہ ہو گیا۔ اور وہ خود بھی گھوڑے سے گر گیا ہمراہیان سولنکی بھاگ گئے اور چوہان اُس کے کٹے ہوئے ہاتھ کو مع طلائی پہونچی کے چادر مین رکھ کر بوندی کو روانہ ہوا وہان غم والم کا ہنگامہ ہو رہا تھا سولنکی رانی بلا رسخ الاعتقادی سے اپنے شوہر ناپوجی کی لاش کے ساتھ ستی ہوئی لیکن اُس

حالت میں بھی اپنے بھائی کے ہاتھ کی قوت کی تعریف کرتی تھی کہ اُس نے سر میں اس قدر مُنھ پیدا کردیے ہیں کہ ہر ایک میں پان دینے کے واسطے میسّر ہاتھ نہیں ہیں جس وقت لاش کو جلنے کے واسطے آراستہ کرنے میں مصروف تھے سرداروں نے اُس کے بھائی کا ہاتھ پیش کیا کہ شاید یہ آپ کے کچھ کام آوے اُس نے پہونچی پہچان لی اور اگرچہ ستی ہونے سے اُس نے تعلقات دنیا سے علٰحدگی کرلی تھی مگر اُس خوفناک وقت پر بھی انتقام خون کو کل فرائض سے مقدم سمجھنے میں کوتاہی نہ کی اور دوات قلم منگا کر چتا پر چڑھنے سے پیشتر اپنے بھائی کو لکھا کہ اگر تو اس ذلت کو رفع نہ کرے گا تو تیرا خاندان پت سوٹ سولنکی کے نام سے مشہور ہوجائے گا جب اُس نے اپنی ستی ہمشیرہ کا خط پڑھا نہایت رنجیدہ ہوا اور بدلا لینے کی قابلیت نہ ہونے سے مکان کے ستون سے سر پھوڑ کر مرگیا۔

ناپوجی کے تین بیٹے ہوئے ہامون جی۔ نورنگ۔ تھرد۔ نورنگ کی اولاد نورنگوت کہلاتی ہے اور تھرد کی تھرد ہاڑا۔

۷۔ راؤ ہامون

راؤ ہامون سمت ۱۴۰۴ مطابق ۱۳۴۷ء میں رئیس ہوا۔ ہرراج کے باوده میں اور اُس کے باپ کے بوندی میں قابض رہنے کا حال تو پیشتر لکھا گیا ہے۔ اب الوہاڑا باوده میں مسند نشین ہوا مگر ملک پتھار کے لئے یعنی میواڑ والوں سے عداوت ہوگئی کہ اُس کا ملک چھین لیا گیا شہر باوده مسمار ہوا اور کوئی وارث نہ رہا کہ بدلا لے رؤسائے چتوڑ نے کہ علاء الدین کے حملے کے بعد اب از سر نو تازہ دم ہوگئے تھے اول اپنے سرداروں کو کہ ایام مصیبت میں خودسر ہوگئے تھے سزا دینی چاہی اُنکے شمار میں ہاڑا بھی تھے مگر ہاڑا وں کا یہ قول ہے کہ ہم رانا کے مطیع نہیں ہیں اور اگرچہ میواڑ کی گدی کو بڑا سمجھتے ہیں مگر ملک اپنی تلوار کے زور سے حاصل کیا ہے رانا کے پٹّے سے نہیں ملا ہے اور طرفین کا دعوے کسی قدر صحیح ہے۔ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ ہاڑا آسیر سے مفرور ہوا تب رانا کی عنایت سے کہ علاء الدین کے حملے سے پیشتر کل ملک پر قابض تھا اُس کی جان بچی اور وہاں مقیم رہا مگر اسی زمانے میں سیسودیوں کی طاقت کم ہوگئی تھی اور بھومیوں اور ابتدائی اقوام نے اپنے قدیم مقامات کو چھین لیا تھا کہ اُنسے ہاڑوں نے فتح کیا مگر رانا نے چند روزہ قوت کم ہوجانے سے ملک پر دست اندازی جائز نہ سمجھکر ہامون کو بوندی سے نوکری کرنے کے واسطے کہا ہاڑا نے بذات خاص ہولی اور دسہرہ کے تہواروں پر سلام کرنا اور مسند نشینی پر ٹیکہ لگوانا منظور کیا مگر دوامی بے حد نوکری سے انکار کیا۔ رانا کو بھی ضد ہوئی کہ یا تو نوکری کریں ورنہ دیوکی اولاد کو پتھار میں سے نکال دوں گا ہامون نے کچھ پروانہ کی اور مقابلے کے واسطے تیار ہوا میواڑ کا رانا کل سرداروں کو لیکر بوندی پر چڑھا اور شہر سے پانچ میل بمقام نِمے رو (بواو مجہول) قیام کیا پانسو ہاڑا ایک باپ کی اولاد نے زعفرانی پوشاک پہنی اور اپنے سردار کے پاس جمع ہوکر مرنے پر آمادہ ہوئے بجز اس کے کہ بے باکانہ حملہ کریں اور کسی طرح اُمید بہتری نہ دیکھ کر نصف شب کے وقت رانا کے لشکر پر حملہ آور ہوے کہ وہ ایک بارگی درہم وبرہم ہوگیا اور ہر ایک سیسودیہ کو بجز فرار کے اور کسی طرح صورت جان بخشی نظر نہ آئی ہامون سید ہا سندوپتی کے خیمے پر گیا مگر سرگروہ سیسودیہ نے تاریکی اور ہجوم میں چتوڑ کو چلا جانا غنیمت سمجھا۔ اور اُس نے سرداروں کو ہاڑوں نے مارڈالا۔

قلیل جمعیت سے شکست کھانے پر از حد ذلیل وافروختہ ہوکر رانا نے زیر فصیل چتوڑ اپنی فوج کو آراستہ کیا اور قسم کھائی کہ جب تک بوندی کو فتح نکر لون کھانا نہ کھاؤن گا اس جوش غضب کی قسم کا شہرہ ہوگیا مگر بوندی ساٹھ میل تھی اور بہادر لوگ اُس کے محافظ تھے سردارون نے فہمائش کی کہ اس قسم کا ایفا غیر ممکن ہے مگر راجون کا کلام متبرک سمجھا جاتا ہے قبل اس سے کہ گہلوتون کا اَن داتا کھانا کھاوے بوندی کا فتح ہونا لازم آیا سو واسطے اُس کو قسم اور اشتہار سے سبک دوش کرنے کے واسطے بچگانہ تدبیر کی گئی کہ ایک مقام بنام نہاد بوندی بنایا جائے اور اُس کو شکست کیا جائے فوراً چتوڑ کی فصیلون کے قریب ایک فرضی شہر بنایا گیا اور کھیل کی تکمیل کیواسطے ہر ایک مقام اُسی شہر کے مقامات کے نامون سے نامزد کیا گیا اتفاقاً پتھار کے ہاڑون کا ایک گروہ بہ تحت کمبھو بےرسی رانا کی فوج مین نوکر تھا اُس کا افسر شکار کھیل کر آیا اُس نے آدمیون کا اژدہام اور شہر جدید بنانے کا حال دریافت کیا چنانچہ کیفیت مفصل کہی گئی کہ رانا کو کھانا کھلانے کے واسطے یہ تدبیر کی گئی ہے کمبُو نے اپنے پتھار کے بھائیون کو جمع کر کے کہا کہ بوندی کی خواہ اصلی ہو یا فرضی حمایت کرنا ہمارے ذمے فرض ہے اس طرح اپنی قوم کی طرفداری اور وطن کی محبت سے جوش خصوصیت مین آکر فرضی بوندی کو بچانے کے واسطے مرنے مارنے پر آمادہ ہوگئے جوقت رانا کو اطلاع ہوئی کہ بوندی تیار ہے وہ حملے کے واسطے روانہ ہوا اور جب بجائے بندوقون کی خالی آواز کے گولیان چلنے لگین تو نہایت حیرت زدہ ہوا اور بہت سٹپٹایا قاصد بھیجا گیا اُس کو بیرسی نے جواب دیا کہ فرضی بوندی کو بھی بلا مقابلہ شکست نہونے دینگے گارے کی بوندی کے دروازے پر اپنے خاندان کی عزت کے واسطے بیرسی اور کاؤنت لڑکر مرگئے رانا نے اسی ہتک پر قناعت کر کے جو ذلت اصلی بوندی مین ہوئی تھی اُس کے رفع کرنے کا ارادہ نہ کیا۔ کیونکہ جبس بہادر قوم سے وقت ضرورت پر کوئی کام لیا جائے اُس کو دشمن بنانے سے بجز نقصان کے کچھ حاصل نہوگا۔ ہامون سولہ برس تک حکمران رہا اُسکے بیر سنگھ اور لالہ دو بیٹے ہوئے لالہ نے کھٹکڑ حاصل کیا اور اُسکے دو بیٹے لوورمہ اور رجے تا ہوئے کہ اُنکی اولاد لووارم پوترا اور جیتاوت کہلاتی ہے۔

۸۔ بیر سنگھ

یہ سمت ۱۴۵۶ مطابق ۱۴۰۰ء مین راج پاکر سمت ۱۵۲۶ مطابق ۱۴۷۰ء مین انتقال کر گیا جن کتابون مین یہ لکھا ہے کہ اس نے پندرہ برس راج کیا یہ صحیح نہین تاہم وفات کے سال مین کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے اسکے عہد مین مالوے کا پہلا سلطان محمود خلجی ۸۵۴ھ ہجری مطابق ۱۴۵۰ء مین بیانے اور تھنبور سے واپسی کے وقت ہاڑوتی مین آیا اور قلعہ کوٹہ پر پہونچکر راؤ سے ایک لاکھ پچیس ہزار تنکے (روپے) وصول کر کے مانڈو کی طرف چلا گیا دوبارہ ۸۵۸ھ ہجری مطابق ۱۴۵۴ء مین ہاڑوتی پر حملہ کیا کیونکہ یہان کے راجپوتون نے بڑی شورہ پشتی اختیار کر کے آفت برپا کر رکھی تھی سلطان نے ہاڑوتی مین پہونچکر ہاڑون کو بہت مغلوب کیا اور خدائی خان کو اجمیر اور ہاڑوتی کا حاکم مقرر کر کے لوٹ گیا اور بہت سے ہندوؤن کو ہاڑوتی سے گرفتار کر کے مانڈو مین لے آیا اس نے تین لڑکے چھوڑے اول بی رو (بواؤ معروف) دوم جیسدھ سوم نی ما۔ جب دو سے تین خاندان ہوگئے کیونکہ

اسکے تین فرزند تھے اور ہر ایک مورث ایک جداگانہ فرقے کا ہوا - جیدو کے پسر کلان باچہ نامی کے دو فرزند تھے سیوا جی اور سرونجی سیوا جی کا لڑکا سیو جی تھا اور سرون جی کا ساونت انکی اولاد میوا ور ساونت ہاڑا کہلاتی ہے اور بیر سنگھ کے بیٹے نی ما کی اولاد نیاوت کہلاتی ہے۔

۹- بی رو (بواو معروف)

اس نے باپ کے بعد پندرہ برس راج کیا اور سمت ۱۵۲۶ مین وفات پائی یہ سال اس کے باپ کی وفات کا لکھا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ سمت ۱۵۱۱ مین مرا ہوگا - اس کے سات بیٹے ہوے (۱) راؤ باندو (۲) سا ندو (۳) اکو (۴) اودو - چارون لفظون مین پچھلا واؤ مجہول ہے (۵) چند (۶) سمر سنگھ (۷) امر سنگھ - اول پانچون کی اولاد اکاوت - اوداوت اور چاند اوت ہوئی مگر سمر سنگھ اور امر سنگھ مسلمان ہو گئے۔

۱۰- راؤ باندو

اس نے گدی پر بیٹھ کر سمت ۱۵۴۲ مطابق ۱۴۸۵ء کے قحط مین رعایا وغیر رعایا کی خوب پرورش کی بھاٹ کا قول ہے کہ اسکو قحط کی اطلاع خواب مین پیشتر ہوگئی تھی کال یعنی قحط مجسم ہوکر لاغر بھینسے پر سوار نظر آیا - ہاڑا نے ڈھال تلوار لیکر اُس پر حملہ کیا اُس نے کہا شاباش باندو ہاڑا مین اکال ہون مجھ پر تیری تلوار کارگر نہو گی - اب سن لے مین بیا ایسا ہون زمین ویران ہو جائے گی تو اپنے غلے کے کوٹھار بھر لے اور محتاجون کو تقسیم کیجیو اُن مین کمی نہ آئے گی یہ کہکر وہ تو غائب ہوا راؤ باندو نے اُس کی ہدایت کی تعمیل کی اور گرد و نواح کی ہر ایک ریاست سے غلہ فراہم کیا ایک سال گذرا اور دوسرے کے شروع ہوتے ہی بارش کا امساک ہوا اور ایسا قحط پڑا کہ تمام ملک تباہ ہوگیا نزدیک و دور کے رئیسون نے بونڈی سے مدد کی درخواست کی اور دیس کے محتاجون کو ہر روز غلہ تقسیم ہونے لگا کہ باندو راؤ کی یادگار مین لنگر کا گوگری (بواؤ معروف) کے نام سے خیرات خانہ ابتک جاری ہے - اس راؤ کے دو چھوٹے بھائیون سمر سنگھ و امر سنگھ نے مسلمان ہوکر بادشاہی مدد سے بونڈی چھین لی اور سمر قندی و عمر قندی نام سے حکومت کرنے لگے باندو مٹونڈہ (واؤ معروف) کے پہاڑون مین چلا گیا اور وہان گیارہ برس پریشان رہ کر اپنی حکومت سے اکیسوین برس مر گیا - کہ اب تک اُس کی چھتری موجود ہے - اس کے دو پسر ہوے - نارائن داس اور نربودہ - پچھلا تو مٹونڈہ مین رہا مین نارائن داس جوان ہوگیا اور خود مختار ہوتے ہی ہتھیار کے ہاڑون کو جمع کیا اور بونڈی لینے یا اسکے اقدام مین مرنے کا ارادہ ظاہر کیا اُنھون نے اُس کا ساتھ دینے کی قسم کھائی ایام ماتم گذرنے کے بعد اُس نے اپنے چچاؤن کے پاس شوقیہ پیغام بھیجا اور ادائے آداب کے واسطے حاضر ہونا چاہا اُسکے افلاس مین پرورش پانے سے کچھ شبہ نہوا اس واسطے اجازت ہوئی کہ آجائے۔

مختصر مگر دردمند جمعیت ساتھ لیکر وہ چوک مین پہونچا اور ہمراہیون کو باہر چھوڑ کر خود تنہا محل مین گیا

اور جب مقام پر دونون چچا تنہا بیٹھے تھے پہونچ گیا اُنکو اُس کے خوفناک چہرے سے اندیشہ ہوا چاہا کہ دوسرے کمرے مین چلے جائین بفور دریافت اس ارادے کے نارائن کے کھانڈے نے بڑے کو قتل کرکے زمین پر ڈالا اور دوسرے پر قبل اس کے کہ جائے پناہ مین پہونچے بھالا لگا اور ایک لمحے مین دونون کے سر علیحدہ کرکے بھوانی کو بھینٹ کئے اور پھر اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ انھون نے مسلمانون کو قتل کیا ہر ایک وفادار ہاڑا نے اُس کے واجب دعوے کی مدد کی اور مقتولون کی لاشین ذلت سے دیوار پر لٹکائین اس مہم اور بوندی کی واگذاشت کی یادگار مین ایک سنگین پتھر کو جسپر عندالقتل سمرقندی کے ہاڑا کی تلوار پڑی اور اُسپر اُسکی طاقت کی نشانی ابتک موجود ہے دسہرہ پر ہر ایک ہاڑا سالانہ پوجتا ہے۔

۱۱- نارائن داس

یہ طاقت و توانائی مین مشہور ہوا وہ اُن بہادر راجپوتون مین سے تھا جو خوف کے نام سے بھی واقف نہین ہوتے ہین مگر یہ وصف کثرت افیون سے کہ کسی اور شخص کے واسطے مہلک ہوتی جبلی ہوگیا تھا وہ ایک وقت مین سات پیسہ بھر افیم کھاتا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیشہ مخمور رہتا تھا کہ اس کی اکثر روایتین مشہور ہین ایک دفعہ رانا رائے مل والی چیتوڑ پر مانڈو کے مسلمان حملہ آور ہوئے تب وہ پانسو ہاڑا لیکر اُس کی مدد کے واسطے گیا تھا اول منزل مین اثنائے راہ مین معمولی افیون کھاکر درخت کے سائے مین آرام کرتا تھا منھ کھلا ہوا تھا اور مکھیان اندر بھری ہوئی تھین ایک تیلن کنوین پر پانی بھرنے کے واسطے آئی جب اُسکو معلوم ہوا کہ یہ بوندی کا راجہ ہے اور رانا کی مدد کے واسطے جاتا ہے تو کہنے لگی کہ اگر اس کے سوا رانا کی مدد پر اور کوئی نہین ہے تو بڑا افسوس ہے۔ راجپوتانے مین مشہور ہے کہ املدار (افیونی) کی آنکھین بند ہوتی ہین مگر کان تیز ہوتے ہین ہاڑا راو سنتے ہی تیلن کے پاس جاکر لکارا رانڈ (یہ کلمہ راجپوتانے مین عورتون کی تحقیر کے محل پر بولا جاتا ہی) کیا کہتی ہے اُس نے عذر کیا مگر ہاڑا نے نہ مانا اور کہا کہ ڈرے مت پھر کہ اُسکے ہاتھ مین لوہے کا لٹھہ تھا اُس کو راو نے ہاتھون سے موڑ کر تیلن کے گلے مین بطور ہنسلی کے پہنا دیا اور کہا کہ جب تک مین رانا کی مدد کرکے واپس آؤن بشرطیکہ اس عرصے مین کوئی تجھکو اس کے کھولنے کے لائق طاقتور نہ مل جائے پہنے رہ۔ چیتوڑ کا گھر امحاصرہ ہورہا تھا اور ملک تھارکے بیچارہ رستون سے گیا بادشاہی لشکر پر یکایک حملہ کرکے سیدھا سپہ سالار کے خیمہ پر پہونچا اور رستے مین جو آیا اُسکو قتل کیا مسلمان حیرت زدہ و شش و پنج کر اطراف کو بھاگے بوندی کے نقارے بجنے لگے طلوع آفتاب پر سواڑیون نے دیکھا کہ فوج حملہ آور منتشر ہوئی اور مددگار آپہونچے یکبارگی فکر رفع ہوئی کل سرداروں نے جمع ہوکر رئیس بوندی کی تعظیم و تواضع کی اور عورتین بھی پردے مین اُس کی جوانمردی سے ایسی محظوظ ہوئین کہ اُس کی کثرت افیون خوری پر کچھ پس و پیش نکرکے رانا کی بھتیجی کیتو کی ہاڑا کے ساتھ بہت حشمت و تجمل سے شادی ہوئی فتح اور عروس حاصل کرکے اُسنے کمال ٹھاٹ باندھ کر مراجعت کی۔

ٹاڈ نے اس بیان مین بڑا مبالغہ کیا ہے اور اصل واقعہ کی اُس کو کچھ خبر نہین کہ کس طرح ظہور مین آیا چیتوڑ پر حملہ ناصر الدین مالوے کے بادشاہ کا ہوا تھا فرشتہ اس بادشاہ کے حال مین کہتا ہے کہ "در سنہ تسع و تسعماۃ بطرف

ولایت چتوڑ رفت رانا رائے مل و جمیع زمینداران دیگر پیش کش فرستادہ جھونداسی کہ قرابت قریبہ برانا داشت دختر خود را پیش کش کرد و سلطان اورا ایرانی چتوڑی نام کردہ عازم مراجعت گشت"۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ پتھار کا ہاڑا زمیندار بھی پیش کش نذر کرنے کے لئے گیا تھا راؤ کی افیون روز بروز زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ ایک روز کثرت نشہ سے اُس نے میواڑ کی رانی کو ایسی خراش دی کہ اُس کے حسن میں کمی آگئی اُس روز سے وہ بہت پشیمان ہوا اور افیون کا ڈبہ رانی کو سپرد کر دیا نارائن داس نے ۳۲ برس راج کیا اور امن و فراغت سے راج کا اضافہ کرکے اپنے بیٹے کو وارث چھوڑا۔

۱۲۔ راؤ سورج مل

سمت ۱۵۹۰ مطابق ۱۵۳۴ء میں سورج مل گدی پر بیٹھا مثل اپنے باپ کے وہ بھی جسم سے کاہل اور روح سے بے خطر تھا اور کہتے ہیں کہ گھٹنوں سے نیچے تک دراز ہاتھ ہونے کی علامت بہادری کی جو راجہ رام چندر اور پرتھی راج چوہان میں تھی اُسکے جسم میں بھی تھی۔ خاندان چتوڑ سے پھر رشتہ داری ہوئی سورج مل کی ہمشیرہ سوجابائی رانا رتن سی فرمانروائے میواڑ بیاہی گئی تھی اور رانا کی ہمشیرہ راؤ کی شادی ہوئی راؤ سوجا سورج مل بھی اپنے باپ کی طرح افیم کھانیکا بہت عادی تھا۔ اس کو رانا سانگا کی طرف سے رنتھنبور کی قلعداری کنور بکرماجیت اور اودے سنگھ کی حفاظت کے لئے ملی تھی۔ رانا سانگا کے بڑے بیٹے رتن سی نے اپنے دونوں بھائیوں کو چتوڑ بلا کر رنتھنبور ضبط کرنا چاہا اور جب دونوں کنور چتوڑ نہ گئے تو رانا نے یہ بات سورج مل کے بہکانے سے خیال کرکے اُسکو اپنے پاس بلایا ایک روز شکار کے موقع پر رتن سی اور سورج مل ایک دوسرے پر حملہ کرکے مارے گئے یہ اودیپور کی تاریخ کی روایت ہے۔

صحیح یہ ہے کہ نہ راؤ سوجا کے پاس قلعہ رنتھنبور بطور ماتحتی کے تھا اور نہ بطور خود مختاری کے سانگا کے بابر کے ہاتھ سے مغلوب ہونے کے بعد شیر شاہ نے رنتھنبور کو لے لیا تھا اور اُس کی اولاد میں ابتری ہونے کے بعد ۱۵۵۳ء میں جھجھار خان قلعدار نے جو پٹھانوں کی طرف سے مقرر تھا راؤ سرجن ہاڑا رئیس بوندی کو یہ قلعہ کچھ روپے لیکر حوالے کردیا تھا اور جب سے علاء الدین خلجی نے چتوڑ کی حکومت کو کچل دیا تھا رانا کا کوئی حکم ملک پتھار پر باقی نہیں رہا تھا بھومیوں اور ابتدائی اقوام نے اپنے اپنے علاقوں کو دبا لیا تھا بوندی جو پہلے سے خود سر تھی آج تک ذی اختیار رہی رانا سے ماتحتی کا اُس کو کوئی تعلق نہ تھا۔ رانا لاکھا نے راؤ کو پتھار میں سے نکالنے کا عزم کیا اور نہایت سخت شکست کھاکر بوندی کے پاس سے بھاگا اور پھر کبھی اُدھر رخ کرنے کی ہمت نہ پڑی تو پھر کیسے یہ بات ماننے کے قابل ہوسکتی ہے کہ راؤ سورج مل کے پاس رنتھنبور کا قلعہ رانائے چتوڑ کی جانب سے تھا۔ یا راؤ پر والیان چتوڑ کو حق حکومت حاصل تھا بلکہ رانا کو عداوت سورج مل سے اُس کے ایک سردار کے بہکانے سے پڑ گئی جس نے راؤ کی اودیپور میں موجودگی کے وقت یہ کہدیا تھا کہ ہاڑا راؤ جو زنانے میں جاتا ہے اُس کا مطلب اپنی ہمشیرہ سوجا بائی سے ملنے کے سوا کچھ اور ہے بنائے فساد اس اشتباہ سے قائم ہوئی تھی کمان سے نکلا ہوا تیر اور زبان سے نکلی ہوئی بات ایک ہی حکم رکھتی ہے۔

۱۳ - راؤ سُرتان یا سلطان

سمت ۱۵۹۱ مطابق ۱۵۳۵ء مین مسند نشین ہوا اُس نے مشہور سکتا یا تی خاندان سکتاوتان میواڑ کی دختر سے شادی کی وہ خونخوار دیوتا کال بھیرون کا از حد معتقد تھا اور مثل دیگر بے رحم راجپوتون کے جو اُس کی مہیب رسمون کے پیرو ہین نہایت ظالم اور انجام مین دیوانہ ہو گیا اس وحشی دیوتا کو انسان کی قربانی چڑھائی جاتی ہے گو سرتان نے کفایت صرف رعایا کی آنکھون پر کی تھی کہ وہ نکلوا کر دیبی کو چڑھاتا تھا مگر یہ ظلم عرصے تک جاری نہین رہ سکا سرداران راج نے اُس کو حکومت سے بے دخل اور بوندی سے خارج کر کے چنبل کے کنارے پر ایک گانون بتا دیا کہ اُس نے اُس کا نام سرتان پور رکھا جو اب تک موجود ہے اُس کے کوئی اولاد نہ تھی اسواسطے سردارون نے راؤ باندو کے پوتے اور نربودہ کے بڑے بیٹے ارجن کو کہ اپنے باپ کی جاگیر موضع مونڈطہ مین پرورش پائی تھی گدی پر بٹھایا۔

۱۴ - راؤ ارجن

سمت ۱۵۹۲ مطابق ۱۵۳۶ء مین جانشین ہوا جس وقت بہادر شاہ گجراتی نے چتوڑ کا محاصرہ کیا رانا کی اولاد کی مدد پر پانسو ہاڑون کے ساتھ گیا باوجودیکہ رانا کے باپ نے اُس کے متقدم کو مارا تھا اس سے معلوم ہوا کہ بہادر قومون مین بدلا لینے کے بعد عداوت بالکل رفع ہو جاتی ہے اس بات کا ثبوت اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے اور ایک برج مین سرنگ لگائے جانے سے جہان وہ متعین تھا اُڑ گیا جسوقت سرنگ کے ساتھ پہاڑ کے پتھر پر بیٹھا ہوا اُڑا ارجن کے ہاتھ مین برہنہ شمشیر تھی کل عالم نے حیرت سے اُس کا تماشا دیکھا اور اُس کے بعد سرجن وارث بنا۔

۱۵ - راؤ سرجن

ارجن کے چار بیٹون مین سے سرجن نے سمت ۱۵۹۸ مطابق ۱۵۴۲ء مین بوندی کا راج پایا جیسا کہ بیر نبود وغیرہ مین مذکور ہے ٹاڈ نے سمت ۱۵۸۹ مطابق ۱۵۳۳ء سال مسند نشینی لکھا ہے۔ اور واقعی بات یہ ہے کہ بہادر شاہ نے سنہ ۹۴۱ ہجری مطابق سنہ ۱۵۳۳ و سنہ ۱۵۳۴ء مین قلعہ چتوڑ کو تسخیر کیا تھا اسی معرکے مین سرجن کا باپ کام آیا تھا پس ٹاڈ کی تحریر قرین قیاس ہے راؤ سرجن کے ساتھ بوندی کا عہد جدید شروع ہوا اُس وقت تک یہان کے رئیس خود مختار تھے اور بجز سلامی اور کبھی کبھی وقت ضرورت پر مدد کرنے کے کہ زیادہ تر بوجہ بزرگی خاندان و رشتہ داری میواڑ کے تھی کسی کے ماتحت نہ تھے مگر اب اُن کا وسیع تر میدان مین حرکت کرنا اور تاریخ ہندوستان کے صفحات مین ناموری حاصل کرنا شروع ہوا۔

شیر شاہی خاندان کے اخراج پر سانونت سنگھ نامی خاندان بوندی کے برادر اصغر نے رنتھنبور کے افغان حاکم سے موافقت پیدا کی کہ اس ذریعہ سے اُس نے یہ مشہور قلعہ اُس کے بزرگ راؤ سرجن کو دیدیا اس کارنمایان کے جلدو مین کہ عمدہ قلعہ اور ملک بوندی کے قبضے مین آیا سانونت جی کو شہر کے قریب جاگیر ملی اُس کا نام مشہور ہو گیا اور سانونت ہاڑون کا خاندان اُس سے نامور ہوا۔

اکبر کی بھی اول اُسی پر توجہ ہوئی کہ اُس نے خود آ کر محاصرہ کیا مدت تک وہ مایوسی کے ساتھ فصیلون سے باہر

بڑا رہا آخر کار بھگوانداس والی آمیر اور اُس کے بیٹے راجہ مان نے سرجن ہاڑا کو اپنے اقرار سے بدعہد کرنے مین کوشش کی اُس عزت سے جو بہادر راجپوتون کبھی علیحدہ نہین ہوئی راجہ مان کو قلعہ کے اندر آنے کی اجازت ہوئی اور بادشاہ بھی اُس کے ساتھ گیا اثنائے تقریر مین راؤ کے چچا نے بادشاہ کو پہچان لیا اور قلعہ کی گدی پر اُس کو بٹھا دیا مگر اکبر نے اپنے اوسان درست رکھکر کہا اے سرجن راؤ اب کیا کروگے راجہ مان نے جواب دیا کہ رتھنبور دیدو اور بادشاہ کے ملازم ہوکر عزت اور عہدہ حاصل کرو جس رشوت کی طمع دی گئی کم نہ تھی اول تو بائیس اضلاع کی حکومت کہ اُس کی مالگذاری کو صرف معمولی فوج تائیدی نوکری مین بھیج کر بلا بازپرس و محاسبہ اپنے تصرف مین لانا دوسرے اس کے علاوہ جو شرائط منظور خاطر ہون پیش کرے کہ بادشاہ اقرار صالح سے اُنکا کفیل ہو جائے اُسیوقت بہ توسط رئیس آمیر عہدنامہ منضبط ہوا کہ اُسکی شرطونسے ہنود کے خیالات اور منشا کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔

(۱) بوندی کے رئیس بادشاہی حرم مین ڈولہ بھیجنے کی رسم سے کہ راجپوتونکی ذلت کا باعث ہے مستثنےٰ رہین۔

(۲) محصول جزیہ معاف رہے۔

(۳) رؤسائے بوندی کو اٹک کے عبور کرنے کا حکم نہو۔

(۴) سرداران بوندی اپنی زوجگان و مستورات رشتہ دارون کو نوروز کے تہوار پر مینا بازار مین بھیجنے سے معاف رکھے جائین

(۵) اُنکے متبرک مقامات محفوظ رہین۔

(۶) دیوان عام مین اُنکو بالکل مسلح جانے کی اجازت ہو۔

(۷) وہ کسی ہندو افسر فوج کے محکوم نہ کئے جائین۔

(۸) اُنکے گھوڑون کے بادشاہی داغ نہ لگایا جائے۔

(۹) اُنکا نقارہ دارالسلطنت کے کوچون مین لال دروازے تک بجتا رہے اور حضور مین حاضر ہونے پر اُنکو سجدہ کرنا نپڑے۔ علاوہ شرائط مذکورہ کے جن کے ایفا کا بادشاہ نے حلفاً اقرار کیا راؤ کو کاشی مین بود و باش کیواسطے مکان اور اُس کے ساتھ استحقاق سرنا یعنی پناہ دہی کہ راجپوتون کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے ملا ایسی بیش بہا رشوت اور اپنی کل شرائط کے مقبول و منظور ہونے پر اگر راؤ سرجن سلطنت مغلیہ کے فخمند مددگار و نمین ہو گیا تو عجب نہین۔

نوٹ:۔ اگر اس ذلت آمیز بزدلی کے معاہدے کا کچھ بھی وجود ہوتا تو فارسی کے مورخ جنھون نے کوئی جزئی واقعہ بھی نہین چھوڑا وہ ضرور اس کا ذکر کرتے فارسی کی تمام تاریخین گواہی دیتی ہین کہ اکبر نے اس قلعے کو بزور غلبہ مسخر کیا ہے اکبر کے آگے راؤ کا مغلوب کر لینا مشکل کام نہ تھا اُس کا تمام ملک بادشاہی فوجین دبا لیتین تو آخر وہ کے دن خالی قلعے مین بیٹھا رہتا یہ تمام باتین کہ کبیشرون کا تخیل اور اُنھین کا نقطۂ نظر ہین جنھون نے اپنی شاعرانہ بلند پروازی سے ان دروغ بیانی کی تصاویر مین عادت کے موافق رنگ و روغن بھر لیا ہے تاریخی حقیقت کے خلاف ہین اس عہدنامے مین بعض باتین ایسی ہین کہ اُنکو دیکھتے تمام و کمال کے ابطال پر استدلال ہو سکتا ہے۔ کرنل ٹاڈ کے پاس تاریخ راجپوتانہ کے لکھنے کے لئے جس قدر ذخیرہ کتب کی ضرورت تھی جمع ہوتا

اور پھر وہ اُس مین غور کرتا تو ایسے مضامین کی تغلیط ضرور کر دیتا اور وہ یہ بھی نہ سمجھا کہ معاہدہ تو دو برابر کی قوتون مین باقی رہتا ہے زبردست اور زیردست کا کیا معاہدہ۔

(الف) محصول جزیہ کا حال یہ ہے کہ اکبر سے پہلے بھی بعض بادشاہ ہندوؤن سے جزیہ لیتے رہے سلطنت کے انقلاب مین کبھی موقوف ہو جاتا تھا کبھی مقرر ہو جاتا تھا جب اکبر کی سلطنت نے استقلال پکڑا تو ۹۸۶ھ ہجری مطابق ۱۵۷۹ء کے پس وپیش مین جزیہ معاف کر دیا اکبر نے خود فرمایا کہ عہد سلف مین جو یہ امر تجویز کیا گیا تھا سبب یہ تھا کہ اُن لوگون نے اپنے مخالفون کے قتل وغارت کو مصلحت سمجھا تھا چنانچہ اس لحاظ سے کہ ظاہری انتظام قائم رہے یعنی جو ہاتھ نیچے مین وہ دبے رہین جو باہر ہین اُنپر دباؤ پہونچے اور اپنی ضروریات کے لئے سامان ہاتھ آئے کچھ روپیہ قرار دیا اور اس کا نام جزیہ رکھا اب کہ ہماری خیر اندیشی اور کرم بخشی اور رحمت عام سے غیر مذہب اشخاص یک جہتان ہم دین کی طرح کمر باندھکر رفاقت پر جان دیتے ہین اور خیر خواہی اور جان فشانی مین جان نثاری کی حد سے گذر گئے ہین کیونکر ہو سکتا ہے کہ اہل خلاف سمجھ کر اُنھین بے عزت اور قتل وغارت کیا جائے اور ان جان نثارون کو مخالف قیاس کیا جائے۔

(ب) رؤسائے بوندی کے حالات مین دیکھو کہ اکثر یہان کے رئیس دریائے اٹک کو عبور کر کے افغانستان کی مہمات کو جاتے رہے فارسی کی کتابون مین اس دریا کا نام نیلاب لکھا ہے دریائے اٹک سے دریائے سندھ مراد ہے جس مقام پر یہ دریا پہاڑون سے گذر کر میدان مین داخل ہوا ہے وہان کچھ لوگ اس کو دریائے اٹک بھی کہتے ہین اٹک کا قصبہ اسکے کنارے اسی حصے مین آباد ہے یہ وہی مقام ہے جہان سکندر اعظم وغیرہ فاتحین نے شمال ومغربی درون سے آکر دریائے سندھ کو پار کیا ہے پنجاب کے پانچون دریاؤن مین دریائے سندھ داخل نہین کیونکہ وہ اس ملک کی مغربی سرحد پر واقع ہے اندرون ملک مین ہو کر نہین گذرتا۔

(ج) مینا بازار یا زنانہ بازار کا تو اُس وقت سان وگمان بھی نہ تھا وہ تو ۹۹۱ھ ہجری مطابق ۱۵۸۳ء سے مقرر ہوا تھا اور اس وقت راؤ مذکور راج سے دست بردار ہو چکا تھا۔

(د) متبرک مقامات تمام رجواڑون کے محفوظ رہتے تھے لڑائی کی بات دوسری ہے اگر بوندی والے بھی اکبر اعظم سے مقابلہ کرتے تو اُنکے متبرک مقامات بھی تباہی مین ضرور آتے وہ وقت ہی ایسے فساد وعناد اور تعصب کا ہوتا ہے اور اکبر تو آزاد مشرب شہنشاہ تھا اُسکے حکم سے دوسرے رجواڑون کے متبرک مقامات کب خراب ہوئے۔

(ر) دیوان عام بلکہ بادشاہ کے سامنے تک سردار ہتھیار باندھکر جاتے تھے۔

(س) ہاڑے اکثر جھیور والون کے ماتحت رہ کر خدمات فوجی انجام دیتے رہے ہین اسی فضیلت کی بنیاد پر جھیور والے بار ہا بوندی کو قابو مین لانے کے لئے فوج کشی کرتے رہے ہین اور جو دجھیور والونکے ماتحت رہ کر بھی اُنھون نے نوکری کی ہے

(ص) کاشی مین دوسرے سرداران ہنود کو بھی بود وباش کے واسطے مکان بنانے کا ہمیشہ حق حاصل رہا ہے کسی مسلمان شہنشاہ نے ایسی باتون کے لئے کبھی روک ٹوک قائم نہین کی۔

(ط) سرنا ایک ایسی چیز ہے کہ چھوٹے معاملے مین بھی راجپوت سردار اسے عمل مین لاتے رہے مگر بادشاہی مخالف اور

مفرور کو کبھی پناہ نہ دے سکتے تھے۔

(ع) کوئی انصاف دوست معاملہ فہم اکبر کے واقعات سے یہ مطلب نہین نکال سکتا کہ وہ ہندوؤن کو رنج پہونچانا چاہتا تھا اُس نے بڑی کوشش سے حکومت کے استبداد کے چہرے سے نقاب اُٹھا دیا جس کے ذریعے سے وہ اپنے مکروہ خط وخال کو چھپائے رکھتی تھی اس طرح اُس نے ہندو قومی افسردگی کا دور ختم کر دیا اور اُنہین قومی کام کا جوش پیدا کر کے ہندوستان کے ہر گوشے کو ایک زندہ قوم کا مسکن و مرز بوم بنا دیا اکبر کی ہر ایک تجویز ہندوؤن مین طمانیت اور مسرت کے ساتھ دیکھی جاتی تھی۔

اب اصل اور صحیح حال رن تھنبور پر اکبری قبضے کا سناتا ہون کہ اس قلعے پر شیر شاہ کا غلام حاجی خان جسکو جھجھار خان بدایونی بھی لکھتے ہین، حاکم تھا اُس نے اکبری اقبال سے ڈر کر ۱۵۵۳ء مطابق ۹۶۱ سنہ ہجری مین بوندی کے سرجن ہاڑا کو کچھ روپے کے عوض مین یہ قلعہ حوالے کر دیا راؤ سرجن نے اُس مین بہت سے محل اور مکانات بنوائے باہر بھی دور تک عملداری پھیلائی جب اکبر چتوڑ کی فتح سے فارغ ہوا تو ۱۵۶۸ء مطابق ۹۷۵ سنہ ہجری اور تاریخ عارف قندھاری کے بموجب رجب ۹۷۶ سنہ ہجری مین رن تھنبور کے قلعے پر فوج کشی کی اس پہاڑ پر بڑے پتھر ہین اور درخت چھائے ہوئے ہین محاصرے مین سخت دشواریان پیش آئین بے دمدمون کے کامیابی ممکن نہ تھی بادشاہ نے اس کا اہتمام راجہ ٹوڈر مل اور قاسم خان میر بحر کے سپرد کیا اُنھون نے کمال ہنر وری اور بڑے انتظام سے اُس کا بندوبست کیا بہادر دن نے وردون مین گھس کر اور پہاڑون پر چڑھ کر اونچے اونچے مقام پیدا کیے جن کی بلندی قلعے کی عمارتون کو قہر کی نظر سے گھورتی تھی اُنپر ساٹھ ساٹھ منی توپین چڑھائین ایک ایک توپ کو دو دو سو بیل اور سات سات آٹھ آٹھ سو کہار نے کھینچا اور اُن پہاڑون کی چوٹیون اور دھارون پر مورچون مین جا دیا کہ جہان چیونٹی کے پانون پھسلتے تھے جب ان توپون کے فیر ہونا شروع ہوئے تمام قلعے کے مکانات فرش زمین ہو گئے راؤ چتوڑ کا حال دیکھ چکا تھا گھبرا گیا حاجی محمد عارف تاریخ عارف قندھاری مین لکھتا ہے "رائے سرجن کہ رایت کفر و ضلال افراختہ بود و باستواری قلعہ مغرور گشتہ چون صولت و سطوت لشکر اسلام مشاہدہ کرد در بحر تفکر غرق شد و در مضیق تحیر عاجز ماند و روز امید و روز بخت تیرہ و سیاہ شد بہر جانب کہ نظر انداخت و از قید بلا خلاصی جست از مخائل شمشیر تیز و اطفاے سنان خون ریز راہ مفر بستہ دوست آویز و پاے گریز شکستہ یافت و گناہ را جز عفو شامل و کرم کامل شاہ دستگیر نیافت بضرورت حال از اوج استبداد و اصرار بہ حضیض عجز و انکسار آمد و حلقہ اطاعت داری و فرمان برداری در گوش کرد و شرائط مراسم بندگی بتقدیم رسانید و چنانکہ از محاسن عادات و سیر حضرت خاقان اکبر فائض رحمت معتاد است لطف عفو و کرامت امان ارزانی داشت"

اسی عرصے مین ایک دن جبکہ رمضان کی آخری تاریخ تھی بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آج رات تک راؤ یا اُس کی جانب سے کوئی شخص حاضر دربار نہ ہوا تو ہم کل صبح عید کا جشن قلعے کے اندر منائینگے یہ حال سنکر راؤ سرجن کے اور بھی چھکے چھوٹ گئے بعض ٹھاکرون اور سردارون کو بیچ مین ڈالا اور دودا اور بھوج اپنے دو بیٹون کو دربار مین بھیجا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ کوئی امیر آکر مجھے بھی لے جائے تو مین حاضر ہون جب دودا اور بھوج بادشاہ کی خدمت مین

حاضر ہوئے بادشاہ نے بہت خاطرداری کی دونون کو خلعت مرحمت ہوئے جب لوگ خلعت پہنانے کے واسطے دربار سے باہر لائے اُنکے ایک ہمراہی نے اپنی جہالت سے یہ سمجھا کہ بادشاہ نے اُنکو قید کرنے کا حکم دیا ہے اور لوگ انھین قیدخانے مین لئے جاتے ہین فوراً تلوار میان سے سونت کر آگے بڑھا ہرچند راجہ بھگوانداس کے نوکر نے جو وہان کھڑا ہوا تھا سمجھایا مگر اُس کو یقین نہ آیا اور مجنونانہ حالت مین ننگی تلوار ہاتھ مین لئے ہوئے بارگاہ شاہی کی طرف دوڑا راستے مین راجہ پورنمل اور دو تین آدمیون کو زخمی کیا اور شیخ بہاء الدین مجذوب بدایونی کو قتل کر ڈالا یہ حال دیکھکر مظفرخان کے ایک نوکر نے اُسپر تلوار کا ایسا وار کیا کہ ایک ہی ہاتھ مین کام تمام ہوگیا اس ناگوار واقعہ کو دیکھکر راے سرجن کے بیٹون کو بہت خجالت ہوئی اور خوف بھی پیدا ہوا مگر چونکہ اُنکا کوئی قصور نہ تھا بادشاہ نے اُنکو نہایت اعزاز واکرام سے رخصت کیا اور حسین قلی خان کو راؤ سرجن کے پاس بھیجا راؤ قلعہ کے باہر تک استقبال کو آیا بہت تعظیم وتکریم کی اور قلعہ مین لیجا کر اُتارا خان موصوف نے بھی راؤ کی بہت تشفی کی اور اپنے ساتھ دربار مین لاکر حضور مین پیش کیا اُس نے سونے کی کنجیان اور گرانبہا پیش کش نذر کیا اور تین دن کی مہلت لیکر تیسرے دن قلعہ سپرد کردیا۔ اُس کا درجہ جیپور وجودھپور کے بعد بیکانیر وغیرہ کی برابر رکھا گیا سرجن کو بادشاہی طرف سے راؤ خطاب کے سوا دو ہزاری منصب ملا۔

اب پھر ٹاڈ کی لفاظی کی طرف رجوع کرتا ہون۔ اکبر کی اطاعت مین آنے کے بعد راؤ سرجن کو جلد لڑائی پر جانا پڑا کہ گونڈوانہ کو جو گونڈ قوم کی قدیم آبادی کی وجہ سے اس نام سے مشہور ہے فوج کا افسر کرکے بھیجا گیا اُس نے حملہ کرکے دارالحکومت باڑی کو فتح کیا اور اپنی فتح کی یادگار مین سرجن پول دروازہ تعمیر کرایا گونڈون کے سردارون کو قید کرکے بادشاہ کے پاس لے گیا اور پھر فیاضی سے سفارش کرکے اُنکا کسی قدر ملک دلوا کر چھوڑوا دیا اس حسن خدمت کے جلدو مین بادشاہ نے اُس کو بنارس وچنارگڑھ وغیرہ کے سات ضلع عطا کئے یہ واقعہ سمت ۱۶۳۲ مطابق سنہ ۱۵۷۲ع کا ہے۔

راؤ سرجن بنارس مین رہکر حکومت کرتا تھا اُس کی خداپرستی ودانشوری وفیاضی سے ہندوؤن کو بہت فائدہ پہونچا چوراسی عمارتین مفید عام اور بیس گھاٹ تیار کرائے اُس کا وہین انتقال ہوا اور تین اصلی بیٹے ہے (۱) راؤ بھوج (۲) دودا جس کا اکبر نے لکڑخان نام رکھ چھوڑا تھا (۳) راے مل جسکو پرگنہ پولیتہ ملا اور کوٹے مین داخل ہے اور وہان راے ملوت رہتے ہین۔

اب مین کہتا ہون کہ سرجن نے بادشاہی اطاعت قبول کرنے کے بعد بوندی کا راج اپنے بڑے بیٹے دودا کو سونپ دیا تھا جو سمت ۱۶۳۴ مطابق سنہ ۱۵۷۸ع مین بادشاہ سے سرکشی کرکے بیدخل ہوا اور سرجن کے دوسرے بیٹے بھوج نے حکومت پائی دودا بادشاہی حضور سے بھاگ کر رانا پرتاب سنگھ کے پاس پہونچا جہان سے واپس آکر دوبارہ مالوے کی طرف جاتا ہوا کسی آدمی کے زہر دینے سے مرگیا۔ سمت ۱۶۴۱ مطابق سنہ ۱۵۸۵ع مین راؤ سرجن بھی بادشاہی فوجون کے شایان کارگذاری دکھلانے کے بعد گذر گیا۔
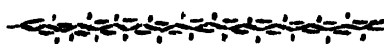
۱۶- راؤ بھوج

یہ سمت ۱۶۳۵ مطابق ۱۵۷۹ء میں اپنے باپ کے سامنے راج کا اختیار پا چکا تھا۔ مدتوں کنور مان سنگھ آمیر والے کے ساتھ متعین رہا اور معرکہ اڑیسہ میں خاص نام پیدا کیا۔ اُس کے بعد شیخ ابوالفضل کے ساتھ مہم دکن پر مامور ہوا۔ سنہ ۴۴ جلوس اکبری تک منصب ہزاری سے سربلند تھا۔

شہنشاہ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر جگت سنگھ پسر راجہ مان سنگھ کی لڑکی سے جو راؤ بھوج کی نواسی تھی شادی کرنی چاہی۔ راؤ نے اس قرابت کی مخالفت کی بادشاہ کو اُس کی جانب سے ملال پیدا ہوا اور ارادہ کیا کہ کابل سے واپس ہونے پر تدارک کیا جائے گا لیکن قبل واپسی بادشاہ کے اس نے سمت ۱۶۶۴ مطابق ۱۶۰۸ء (سنہ ۱۰۱۶ ہجری) میں انتقال کیا۔

۱۷- راؤ رتن

راؤ بھوج ہاڑا کا بیٹا تھا۔ جب راؤ بھوج پر جہانگیر کا عتاب نازل ہوا تو باپ کے ساتھ یہ بھی چند روز تک مورد عتاب رہا۔ سنہ ۳ جلوس میں حاضر دربار ہو کر تین ہاتھی پیش کش کیے کہ جن میں سے بادشاہ کو ایک بہت پسند آیا اور اُس کا نام رتن گج رکھا۔

جہانگیر نے راؤ رتن کا قصور معاف کر کے سربلند راؤ خطاب اور ڈھائی ہزاری ذات ایک ہزار سوار کے منصب سے مفتخر کیا۔ سنہ ۸ جلوس میں شاہزادہ خرم (شاہجہان) کے ساتھ مہم رانا پر متعین ہوا اور سنہ ۱۰ جلوس میں بادشاہی فوج کے ساتھ دکن گیا جہاں سے پانچ برس کے بعد کچھ دنوں کے لئے واپس آ کر دوبارہ وہیں بھیجا گیا۔ اور برہانپور کی قلعداری ملی۔ سنہ ۱۷ جلوس میں جب شاہزادہ خرم (شاہجہان) اپنے باپ جہانگیر سے باغی ہوا تو اُس کی فوج نے قلعہ برہانپور کو لینا چاہا لیکن راؤ رتن نے قلعہ نہ چھوڑا اس پر جہانگیر نے راؤ کو راؤ رائے کا خطاب اور پنجہزاری ذات و پانچہزار سوار کا منصب عنایت کیا اور بعض کا بیان یہ ہے رام راج کا خطاب دیا تھا جو دکن میں بکرماجیت کے خطاب کی برابر معزز سمجھا جاتا تھا۔ مہابت خان اور امرا کو حکم ملا کہ شاہزادہ کو گرفتار کرلاو راؤ رتن بھی اس مہم میں مقرر تھا ٹاڈ کہتا ہے کہ خرم چونکہ آمیر کا بھانجا تھا اور راجپوت اُسکی حمایت پر تھے مفسدہ عظیم برپا ہوا بجز راؤ رتن کے بائیس راجے باغی ہو گئے اپنے اخلاف مادھو سنگھ اور ہری سنگھ کو لیکر رتن برہانپور کو گیا اور باغیوں پر فتح کلی حاصل کی اس محاربے میں کہ کاتک سدی ۵ سمت ۱۶۳۵ مطابق ۱۵۷۹ء روز سہ شنبہ کو واقع ہوا (لیکن ان سنوں میں غلطی ہے) اُس کے دونوں بیٹے سخت زخمی ہوئے اس حسن خدمت کے صلے میں راؤ رتن کو برہانپور کی حکومت جہانگیر نے عطا کی اور اُس کے خلف دوم مادھو سنگھ کو کوٹہ شہر مع علاقجات بادشاہی عطا ہوا راؤ رتن نے بزمانۂ حکمرانی برہانپور کے ایک شہر آباد کر کے اُس کا نام رتن پور رکھا پھر اُس نے ایک ایسی خدمت کی جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا دریاؤ خان نامی ایک مفسد سردار نے اُس کے ملک میں فساد و غارتگری کی ہاڑا نے اُس پر حملہ کر کے شکست دی اور گرفتار کر کے بادشاہ کے پاس لے گیا

س مہم کے عوض مین بادشاہ نے اُس کو نوبت خانہ اور زر دنشان سواری مین آگے چلنے کے واسطے اور سُرخ جھنڈا
شکر کے واسطے عطا کیا ٹاڈ کا یہ کہنا بھی نہایت غلط ہے کہ خرم نے اپنے بھائی پرویز کو بھی ملالیا تھا کیونکہ پرویز تو مہابت خان
کے ساتھ اس مہم پر بھیجا گیا تھا یہ بیان صحت سے گرا ہوا ہے اس لئے کہ شاہ جہان کی طرفداری پر بائیس راجے ہرگز باغی
نہین ہوئے اور وہ بائیس تھے کون سے ہندوستان بھر مین اُنگلیون پر گننے کے قابل چند نام و نمود کے ایسے راجے تھے
جن پر جہانگیر کا پرتو التفات پڑتا اگر وہ باغی بھی ہوئے تو پھر اُنسے جہانگیر کو کیا نقصان پہونچا اُس کی سپاہ نے سب کو
کچل ڈالا۔ باڑا مین تنہا اُنکے مغلوب کرنے کی قوت کہان سے آئی۔ اور راؤ رتن پہلے ہی سے برہان پور کا حاکم تھا۔
اور بوندی کی تقسیم تو راؤ کے مرنے کے بعد شاہ جہان کے حکم سے وقوع مین آئی تھی۔

القصہ جب زمانے نے کروٹ بدلی اور شاہ جہانی اقبال آفتاب عالم تاب کی طرح چمکا راؤ رتن خوف کے مارے
اپنے وطن بوندی کو چلدیا لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر ۸ رجب ۱۰۳۷ھ ہجری کو مقام آگرہ پر دربار مین حاضر ہو گیا شاہ جہان
نہایت عالی ہمتی سے پہلی باتون کو دل سے بھلا دیا اور خلعت و جمدھر مرصع علم و نقارہ اسپ و فیل مرحمت کر کے
منصب پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار بحال رکھا۔ پہلے سال جلوس مین خان خانان مہابت خان کے ساتھ مہم
کابل پر تعین ہوا۔ ۳ سنہ جلوس مین بہت سے اور منصب دارون کے ساتھ مہم تلنگانہ پر مامور ہو کر روانہ ہوا۔
۴ صفر ۱۰۴۰ھ ہجری مطابق ۱۶۳۰ع کو حسب الحکم حضور مین حاضر ہوا اور یمین الدولہ آصف خان کے ساتھ پھر دکن مین
مامور کیا گیا بالاگھاٹ مین پہونچ کر ۱۹ جمادی الاولے ۱۰۴۱ھ ہجری (مطابق سمت ۱۶۸۸ و سنہ ۱۶۳۲ع) کو وفات پائی
ولیعہد گوپی ناتھ اُسکے سامنے مرچکا تھا اس واسطے بادشاہ نے اُسکے پوتے شتر سال کو بوندی پر قائم رکھکر دوسرے
بیٹے کو کوٹے کا علاقہ اور ایک دوسرا پرگنہ جاگیر مین دیدیا جس سے کوٹے کا راج اس وقت سے تقریباً تین سو برس
پہلے علیحدہ ہوا۔ اسکی تفصیل بادشاہ نامے مین اس طرح لکھی ہے۔

۱۶ ربیع الاول ۱۰۴۱ھ ہجری (مطابق سنہ ۱۶۳۲ع) کو بالاگھاٹ کی عرضیون سے حضور مین معلوم ہوا
کہ راؤ رتن کی زندگی کے دن پورے ہوئے قدردان بادشاہ نے اُس کے ولیعہد پوتے کو راؤ خطاب اور تین ہزاری
ذات دو ہزار سوار کا منصب عنایت کر کے بوندی اور کھٹکڑ کا علاقہ جو راؤ رتن کا وطن تھا جاگیر مین دینے کے بعد
فرمان کے ذریعہ سے حضور مین طلب کیا۔ راؤ رتن کے چھوٹے بیٹے مادھو سنگھ کو ڈھائی ہزاری ذات ڈیڑھ ہزار
سوار کا منصب اور کوٹہ اور پھلایتہ کا پرگنہ علیحدہ جاگیر مین دیا راؤ شتر سال کا باپ گوپی ناتھ (راؤ رتن کا بڑا بیٹا)
دُبلے بدن پر بھی ایسا طاقتور تھا کہ درخت کی دو شاخین جو شامیانے کے ستون کی برابر ہون اُن مین سے ایک پر
پانؤن رکھکر اور دوسری کو کمر لگا کر چیر ڈالتا تھا آخر وہ ایسے ہی بے فائدہ زور کرنے سے بیمار پڑ کر جلد مر گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ٹاڈ نے جو گوپی ناتھ کے مارے جانے کو ایک زناکاری کے فعل کے ارتکاب کی پاداش سے
منسوب کیا ہے سخت غلطی کی ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ گوپی ناتھ ولیعہد بوندی کی بُلدیہ نسل کے برہمن کی عورت
آشنائی ہو گئی تھی وہ رات کے وقت کمند ڈال کر اُس کے گھر مین جایا کرتا تھا ایک شب برہمن نے اُسکو گرفتار کرکے

ہاتھ پاؤں باندھ دیے اور سیدھا محل مین جاکر راؤ سے کہا کہ مین نے ایک سارق کو اپنی عورت چوراتا ہوا گرفتار کیا ہے اس جرم کی کیا سزا ہے راؤ نے جواب دیا کہ مارڈالنا چاہیے اُس نے گھر پر آکر بلا انتظار کسی اور امر کے ہتھوڑے سے اُس کا سر توڑ ڈالا اور لاش کو شارع عام مین پھینک دیا راؤ رتن کو خبر پہونچی کہ بیٹا مارا گیا اور اُسکی لاش ذلت سے راستے مین پڑی ہے مگر جب دریافت ہوا کہ حرکت ناشایستہ کا مرتکب ہوا تھا اور میرے حکم سے مارا گیا بجز سکوت کے کچھ جواب نہ دے سکا اس لغو قصے کے رد کرنے کی تکلیف کرنا اور ابطال پر وجہات لانا بھی عبث ہے ۔

۱۸- راؤ شتر سال یا چتر سال

راؤ رتن کے مرنے کے بعد سمبت ۱۶۸۸ مطابق ۱۶۳۱ع مین شاہ جہان نے اس کو کہ گوپی ناتھ کا بڑا بیٹا تھا اُس کا جانشین مقرر کرکے منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار سے سرفراز کیا اور خطاب راؤ سے ممتاز کرکے بوندی اُتھکرا اور قرب وجوار کے پرگنات جاگیر مین مرحمت فرمائے جب راؤ شتر سال بالاگھاٹ سے دربار مین حاضر ہوا چالیس ہاتھی پیش کش کئے بادشاہ نے اٹھارہ ہاتھی قیمتی مبلغ دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ قبول کرکے بقیہ ہاتھی واپس کر دیے اور خلعت فاخرہ اور علم ونقارہ اور اسپ مع ساز نقرہ کے عطا کیا ٹاڈ کا یہ کہنا کہ شاہ جہان نے شتر سال کو دار السلطنت کا حاکم مقرر کر دیا تھا کہ اپنی کل عمر مین وہ اس عہدے پر مامور رہا صحیح نہین اس لئے کہ وہ اپنے دادا کے بعد راج پاکر سلسلہ وار دکن مین مامور رہا جہان سے پانچ برس کے بعد واپسی کی اجازت ملی تھی ۔

۶ سنہ جلوس شاہ جہان مین محاصرہ قلعہ دولت آباد مین اور اسکے بعد تسخیر قلعہ پرینڈہ مین شریک ہوکر شجاعت وبہادری کے خوب جوہر دکھائے اور اس کے صلے مین خان زمان خان صوبہ دار بالاگھاٹ کا نائب مقرر ہوکر بالاگھاٹ مین متعین ہوا ۱۸ سنہ جلوس مین مہم قندھار مین شریک ہوا ۱۹ سنہ جلوس مین مہم بلخ وبدخشان مین مامور ہوا ۲۱ سنہ جلوس مین وہان سے واپس آکر رخصت حاصل کرکے وطن کو روانہ ہوا ۲۴ سنہ جلوس مین واپس آکر منصب سہ ہزاری پانصدی ذات سہ ہزار و پانصد سوار پر سرفراز ہوا اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار پر تعینات ہوا ۔ اور رستم خان اور قلیچ خان کے ساتھ محاصرۂ قلعہ بست مین نہایت بہادری اور بے جگری سے خدمتین انجام دین ۲۵ سنہ جلوس مین شاہزادۂ اورنگ زیب کے ساتھ اور ۲۶ سنہ جلوس مین شاہزادۂ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندھار مین شریک ہوا ۔

۲۹ سنہ جلوس مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ دکن مین متعین ہوا اُس نے کل معرکون علی الخصوص قلعہ دولت آباد و کلیانی و بیدر کے حملون مین خدمات نمایان انجام دین قلعہ بیدر کے حملے مین چتر سال خود حاکم تھا کہ اُس مقام کو فتح کیا سمبت ۱۷۰۹ مطابق سنہ ۱۶۵۳ع کے معرکۂ کالبرگ مین بھی چتر سال بذات خود شریک حملہ تھا یہ مقام بھی سخت مقابلہ آرائی کے بعد مفتوح ہوا ۔ آخر جائے پناہ دکن کی قلعہ دھونی تھا جس نے جملہ جنگ کو موقوف کیا اور اُس کے فتح ہونے کے بعد دکن صاف ہوگیا اور پھر شور وفساد باقی نہ رہا ۔ معاملات

دکن کے اس موقع پر شاہ جہان کی بیماری کی خبر پہونچی تو شجاع اور اورنگ زیب اور مراد بخش سنہ ۳۱ جلوس شاہ جہان (سمبت ۱۷۱۵ مطابق سنہ ۱۶۵۹ع) مین اپنی اپنی فوجون کے ساتھ دار الحکومۃ کی طرف روانہ ہوئے۔

بادشاہ نے اپنے بیٹون کے حملہ آور ہونے کی خبر سُنکر چتر سال کو خفیہ لکھا کہ حضور مین حاضر ہو جائے فرمان پہونچتے ہی چتر سال نے سوچا کہ مین تخت کا نوکر ہون بجز تعمیل کے مجھکو چارہ نہین فوراً دکن سے روانگی کی تیاری کی یہ خبر اورنگ زیب کے کان مین پہونچی اُس نے سبب دریافت کیا اور یہ بھی کہا کہ مین بھی عنقریب تمھارے ساتھ چلونگا جلدی کیون کرتے ہو رئیس بوندی نے فرمان دکھا کر جواب دیا کہ ہمارا فرض ہے کہ جو بادشاہ حکم دے اُسکی تعمیل کرین اورنگ زیب نے حکم دیا کہ جانے نہ پائے اور اُس کا لشکر گھیر لیا جائے مگر چتر سال بھی بہت ہوشیار اور دور اندیش تھا اُس نے پیشتر سے اسباب روانہ کر دیا تھا اب اپنے سردارون اور کل رؤسائے خیر خواہ سلطنت کو جمع کر کے یکبارگی کوچ کر دیا اورنگ زیب کی فوج کی ہمت نہ پڑی کہ اُنھین روکے یا اُنسے لڑے اس طرح وہ دریائے نربدا پر پہونچے اور بہ امداد سونگی رئیسون کے کہ دریائے نربدا کے کنارے پر رہتے تھے عین طغیانی مین عبور کیا چتر سال کی شجاعت اور رہنوری سے تنگ آکر اورنگ زیب نے تعاقب چھوڑ دیا کہ وہ بامن و عافیت بوندی مین پہونچ گیا اور اپنے گھر کا بندوبست کر کے ضعیف العمر بادشاہ کی دستگیری کے لئے دار الحکومۃ مین داخل ہوا۔

ٹاڈ نے چتر سال کے متعلق مبالغے سے کام لیا ہے جب وہ عالمگیر پر اتنا بھاری تھا تو عالمگیر کے مقابلے پر دارا شکوہ کی معیت مین باوجود ایڑی چوٹی کا زور لگا دینے کے کیون تباہ ہوا اصل یہ ہے کہ یہ شخص چھپ کر عالمگیر سے بھاگ نکلا اُس کو بڑے بڑے کام انجام دینا تھے۔ اک کمزور زمیندار کا کیا تعاقب کرتا جب یہ شاہزادے دار السلطنۃ پر حملہ آور ہونے کے ارادے سے آگے کو بڑھنے لگے تو خاندان کے خیر خواہون نے ولی عہد سلطنت دارا شکوہ سے ہر چند عرض کیا کہ جو آگ بھڑک گئی ہے آب تدبیر کے بغیر بجھنی مشکل ہے اس مین بادشاہ کو ایک فریق بنانا مناسب نہین ہے اورنگ زیب اور مراد بخش وغیرہ کو آنے دینا چاہیے جب بادشاہ کے حکم سے شاہی اُمرا اُنسے علیحدہ ہو جائین گے تو اُن مین خود ہی لڑنے کی طاقت نہ رہے گی بادشاہ نے بھی اس رائے کو پسند کیا لیکن دارا شکوہ نے اپنی ناتجربہ کاری کی وجہ سے راؤ شترسال اور رام سنگھ کے اغوا سے اس بات کو منظور نہ کیا بلکہ اس رائے کو نفاق پر محمول کر کے علانیہ کہا کہ "من عنقریب این کوتہ پایچہ ہا را (یعنی شرعی پائچون والے مسلمان امیرون کو) در طلیب (اردلی) شترسال خواہم دوانید" اس فقرے کے سنتے ہی سب امرا کیا تورانی کیا ایرانی بیدل ہو کر در پردہ فریق ثانی کے طرفدار ہو گئے جیسا کہ عاقل خان رازی نے اپنی تاریخ موسوم بہ ظفر نامۂ عالمگیری مین لکھا ہے۔

غرضکہ اورنگ زیب نے معرکۂ اُجین مین جسونت سنگھ سے میدان مار کر آگرے کے قریب موضع سامو گڑھ مین پڑاؤ ڈالکر مورچے جمائے اور دارا شکوہ سے یہان جنگ ہوئی دارا شکوہ کی فوج کو جب شکست ہوئی اور وہ بھاگنے لگی شترسال نے اس پر ملال موقع پر اپنے سردارون سے مخاطب ہو کے کہا جو بھاگے اُس پر لعنت ہے حق نمک کے زور سے اس میدان مین میرا قدم گڑا ہوا ہے بغیر فتح کے مین یہان سے زندہ نہ جاؤنگا اس طرح اپنے آدمیون کو آواز دے کر

وہ ہاتھی پر چڑھا اسی درمیان مین اُس کے ہاتھی کے گولہ لگا کہ وہ پیچھے پھر کر بھاگا شتر سال کو دو ۱۱ اور گھوڑا طلب کر کے
پکارا کہ ہاتھی نے پہلے ہی دشمن کو پشت دکھادی مگر مین نہ دکھاؤن گا گھوڑے پر سوار ہوکر اور اپنی فوج کا غول بنا کر
شہزادہ مراد پر حملہ آور ہوا اور اُس کو نشانہ بنا کر بھالا چلایا تھا کہ اُسی دم اُس کی پیشانی مین گولی لگی اور مر گیا اور
اُس کا چھوٹا بیٹا بھرت سنگھ کہ وقت وفات باپ کے ساتھ تھا وہ بھی مع عمدہ ترین اشخاص خاندان کے اُسی
کھیت مین کام آیا محکم سنگھ بہادر راؤ مع دو بیٹون کے اور اودے سنگھ دوسرا بھتیجا بھی کمال وفاداری سے
جان بحق ہوئے اس طرح اجین اور دھولپور کی دو لڑائیون مین کم سے کم بارہ رئیس ذی رتبہ نفس مع شاخ ہر قوم
جانین کھوئیں ـ بوندی کے محل مین اُس مکان کو جو راؤ کے نام سے چتر محل کہلاتا ہے زیادہ کر کے رونق دی اور
پاٹن مین کیشو رائے کا مندر اُس کے حکم سے تعمیر ہوا تھا ـ

۱۹ - راؤ بھاؤ سنگھ

سمت ۱۷۱۵ مطابق سنہ ۱۶۵۹ع مین اپنے باپ کی جگہ بوندی کا حاکم ہوا ـ اورنگ زیب نے سلطنت حاصل
کرنے کے بعد اپنا کل غضب جو چتر سال پر تھا اُس کے جانشین راؤ بھاؤ سنگھ پر نازل کیا اور راجہ آتمارام گوڑ
رئیس شیوپور کو متعین کیا کہ ہاڑون کی سرکش و باغی قوم کو مغلوب کر کے بوندی کو رنتھنبور کے علاقے مین شامل کر دے
راجہ آتمارام نے بجمعیت بارہ ہزار سپاہ کے ہاڑوتی مین جا کر قتل و آتش زنی سے ویرانی شروع کی اور قصبۂ کھتولی
علاقۂ اندر گڑھ کا محاصرہ شروع کیا ہاڑون نے خفیہ جمع ہو کے بمقام گوترده لڑائی کی اور آتمارام کو شکست دے کر
بھگا دیا بادشاہی نشان اور اُس کا اسباب لوٹ لیا اس پر بھی قناعت نہ کر کے اُس نے شیوپور کو جا گھیرا راجہ آفت زدہ
ہو کے دربار شاہی مین پہونچا اور ہاڑون کی تازہ شرارت کی کیفیت حضور مین عرض کی ـ

کرنل ٹاڈ بعض وقت رَو مین کچھ کا کچھ لکھ جاتا ہے اور بے سوچے اور تحقیق کئے دیسی بھاٹون وغیرہ کی
باتون کو قلم بند کر دیتا ہے ـ عالمگیر کا فوج بھیجنا اور بھاؤ سنگھ کا لڑنا دونون باتین غلط ہین بلکہ راؤ پہلے سال جلوس
عالمگیری مین دربار مین حاضر ہو گیا بادشاہ نے از راہ مراحم خسروانہ علم و نقارہ اور خطاب راؤ مرحمت فرما کر منصب
سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار پر سرفراز فرمایا اور اُس کا وطن بوندی جاگیر مین عطا کیا اور اُس نے تمام عمر بلو شاہی
فوج کے شامل رہ کر صرف کی ـ شاہزادہ شجاع کی لڑائی مین توپخانۂ شاہی کا اہتمام اس کے سپرد کیا گیا اور اس
شاہزادے کی شکست کے بعد شاہزادہ سلطان کے ساتھ تعاقب پر مامور ہوا اور اس مہم سے فارغ ہو کر ۳ سنہ
جلوس مین امیر الامرا شایستہ خان کے ساتھ محاصرۂ قلعہ اسلام آباد عرف چاکنہ مین جان فشانی کا حق ادا کیا اسکے بعد
مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ سیوا کی تنبیہ کے لئے دکن کو بھیجا گیا اور جب مہاراجہ جسونت سنگھ کی جگہ مرزا راجہ جے سنگھ
مامور ہوا اُس کی ماتحتی مین خدمتین بجالایا ۹ سنہ جلوس مین دلیر خان کے ساتھ زمیندار چاندہ کی تنبیہ پر مامور ہوا
اسکے بعد اورنگ آباد مین متعین ہوا اور اُسی جگہ سنہ ۱۰۸۸ھ مین وفات پائی ـ

راؤ بھاؤ سنگھ کی بہن کی شادی مہاراجہ جسونت سنگھ سے ہوئی تھی جب جسونت سنگھ نے اورنگ زیب سے بغاوت

کرنی چاہی اپنی اس رانی کو بلا کر اُس سے بھائی پر بہت دباؤ ڈلوایا کہ وہ بھی بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنے مین اُس کا ساتھ دے لیکن بھاؤ سنگھ نے خاندانی تعلقات پر حق نمک کو مقدم سمجھا اور صاف انکار کر کے کہدیا کہ مین بادشاہ کا نمک حلال جان نثار ہون نمک حرامی کا داغ لیکر دُنیا سے جانا نہین چاہتا بھاؤ سنگھ کے لاولد گذر جانے سے بادشاہ نے اُسکے بھائی بھیم سنگھ کے پوتے انرودھ سنگھ پسر کشن سنگھ کو اُس کا جانشین مقرر کر کے حکومت پر سرفراز فرمایا -
اس انرودھ سنگھ کا عرف انوراؤ تھا۔

۲۰ - راؤ انرودھ سنگھ عرف انوراؤ

یہ سمت ۱۷۳۹ مطابق سنہ ۱۶۸۲ء مین راج کا مالک قرار پایا - بادشاہ نے اس کو خلعت کے ساتھ اپنی سواری کا گج گوڑ نامی ہاتھی بھیجا - انوراؤ دکن کی مہم مین اورنگ زیب کے ساتھ رہا اور ایک دفعہ حرم سرا کی بیگمات کو دشمنون سے بچا کر بڑی خیر خواہی کی بادشاہ نے اُس کی بہادری سے خوش ہوکر پوچھا کیا انعام چاہتا ہے اُس نے درخواست کی بجاے لشکر کے پچھلے حصے کی نوکری کے مجھکو آگے کی فوج کی خدمت ملے بعد ازان بیجاپور کے محاصرے مین اُس نے بڑی نیک نامی حاصل کی - اتفاقاً درجن سنگھ نامی اپنے ہی ایک سردار سے اُس کی نااتفاقی ہوئی کہ اس باعث سے چند مشکلات واقع ہوئین ایک روز حالت افسردگی مین راؤ نے اُس سے کہا کہ مجھکو تم سے جو امید ہے مین بخوبی جانتا ہون وہ لشکر سے چلا گیا اور اپنے رشتہ دارون کو جمع کر کے سنہ ۲۶ جلوس عالمگیری مین بوندی کا محاصرہ کر کے اُس پر قبضہ کر لیا اُس وقت انرودھ سنگھ بادشاہ کی خدمت مین حاضر تھا بادشاہ نے یہ خبر سُنکر خلعت رخصت اور اسپ و فیل اور نقارہ اُسکو مرحمت فرمایا اور مغل خان کو مع فوج کے امداد کے واسطے ساتھ کیا درجن سنگھ نے اُن سے مقابلہ کیا لیکن شکست کھاکر پہاڑون مین جا چھپا اور بوندی پر انرودھ سنگھ کا قبضہ ہو گیا اور درجن سنگھ کی جاگیر ضبط کی مگر قبل اخراج درجن سنگھ نے اپنی جانشینی کا ٹیکہ اپنے بھائی بلبن والہ کی پیشانی پر کر دیا تھا بوندی کا معاملہ طے کرنے کے بعد انوراؤ بہ اتفاق راجہ بشن سنگھ والی آمیر عالمگیر کے بڑے بادشاہزادے محمد معظم کے ساتھ کابل جاکر سمت ۱۷۶۳ مطابق سنہ ۱۷۰۶ء مین وہین گذر گیا اور اُسکے دو بیٹون بودھ سنگھ یا بُدھ سنگھ اور جودھ سنگھ مین سے بڑا کنور جو کابل کی فوج مین موجود تھا راج کا مالک ہوا۔

۲۱ - راؤ راجہ بُدھ سنگھ

یہ راج پاکر کابل مین بادشاہ زادۂ بہادر شاہ (شاہ عالم) کے پاس رہا جس نے دوسرے بادشاہزادہ اعظم سے جو دکن مین بادشاہ کے پاس تھا مؤمیدانہ کا پرگنہ بوندی سے نکلوا کر کوٹے کے راؤ رام سنگھ کو دلوا دیا اس سے ہاڑون مین دشمنی کا بیج بو یا گیا - سمت ۱۷۶۴ مطابق سنہ ۱۷۰۷ء مین عالمگیر کے گذرنے پر شاہزادون مین تخت کے لئے لڑائی ہوئی اور شاہ عالم بہادر شاہ پر اعظم شاہ نے چڑھائی کی تو بدھ سنگھ بادشاہ زادۂ شاہ عالم کے ساتھ اور کوٹہ والا رام سنگھ بادشاہزادۂ اعظم شاہ کے ہمراہ تھا اس وقت بُدھ سنگھ عین عالم جوانی مین تھا اور کسی زمانے مین اپنے بھائی جودھ سنگھ کے مرنے کا صدمہ اٹھا چکا تھا بادشاہ نے اُسکو حکم دیا کہ بوندی مین جاکر رسمیات ماتم ادا کرے اور اپنے عزیز و اقارب کے

تشفی دے۔ بُدھ سنگھ نے جواب دیا کہ بوندی جانے کی چندان ضرورت نہین ہے مگر اپنے آقا کے ساتھ میدان جنگ مین جانا لابد ہے۔ شاہ عالم لاہور سے روانہ ہوا اور اعظم شاہ مع اپنے بیٹے بیدار بخت کے دکن سے چلا بمقام جاجو قریب دھولپور دونون کی فوجون کا مقابلہ ہوا اس جنگ وجدل کے کشت وخون سے بدتر حال ہندوستان کی تاریخ مین مسلمانون کے عہد کا درج نہین ہوا ہے اگر یہ نزاع اُسی قسم کا ہوتا جیسے مسلمان مخالف فریقون کی مدد سے تخت نشینی کے واسطے اکثر ہوتا تھا تو یقین ہے کہ اُسی طرح ایک دفعہ فساد برپا ہو کے فریقین کے مددگارون کی درماندگی وکنارہ کشی سے از خود رفع ہوجاتا مگر اس مرتبہ راجپوتانے کے بہادرون کے گروہ جمع ہوئے کہ خاندان کے مقابلے مین خاندان اور شاخ کے مقابلے مین شاخ ہر ایک دوسرے کے خون کے تشنہ تھے رؤساے کوٹہ ودتیا جو مدت تک بہ تحت شاہزادۂ اعظم شاہ نوکری مین رہے تھے اور اُس کے اشفاق وعنایات کے مرہون تھے اُس کے حامی ہوئے رؤساے بوندی ودتیا کے درمیان دکن کی مہمات مین بالاتفاق فتوحات عظیم حاصل کرنے سے انتہا درجے کا اتحاد تھا۔ رام سنگھ والی کوٹہ شاہ عالم کا مقابلہ کرنے پر اس تمنا سے آمادہ ہوا تھا کہ خاندان ہاڑا کا سرگروہ ہوجائے دا قع مین اعظم شاہ نے فتح کی اُمید سے اُس کی عزت وتعظیم بوندی کی برابر کردی تھی طرفین کی ایسی تحریک سے ہاڑون کی مخالف جمعیتین میدان جاجو مین برسر مقابلہ آئین اس غرض سے کہ نہ فقط شاہزادون کے دعوے سلطنت کا بلکہ اپنے اپنے خاندانون کی فضیلت کا بھی یکبارگی فیصلہ کرین لڑائی شروع ہونے سے پیشتر رام سنگھ نے راو بُدھ سنگھ کے پاس پیغام بھیجا تھا کہ شاہ عالم کو چھوڑ کر اعظم شاہ کی طرف آجائے مگر اُس نے نفرت سے جواب دیا کہ یہ میدان جس پر میرے بزرگ (رتن سال) نے جان دے کر نیک نامی حاصل کی ہے ایسا نہین ہے کہ اُس پر مین اپنے شاہزادے کا ساتھ چھوڑ کر ہمیشہ کے واسطے ذلیل ہون اس لڑائی مین سخت صدمہ طرفین سے راجپوتون نے اُٹھایا کوٹے کا ہاڑا رئیس اور بندیلہ ولیت والی دتیا دونون توپ کے گولون سے مارے گئے اعظم شاہ اور اُس کے بیٹے بیدار بخت نے ہلاک ہو کے اپنے دعوے کو ختم کیا۔

اس میدان کی خیر خواہی وجان فشانی کے جلدو مین بُدھ سنگھ کو راو راجہ کا خطاب اور سہ ہزاری پنجہزاری ذات وسوار کا منصب اور موئیدانہ کی زمینداری جو رام سنگھ سے متعلق تھی اور جو شاہزادۂ اعظم شاہ کی رفاقت مین مارا گیا تھا ملی۔ جاجو کے میدان مین رام سنگھ کے مارے جانے سے کوٹہ و بوندی کے رئیسون مین جو عداوت پیدا ہوئی تھی اُس کو بھیم سنگھ پسر رام سنگھ نے سرسبز رکھا وہ فرخ سیر کے وزیر سیدون کے فریق کا مددگار ہوگیا۔ عداوت کے جوش مین راجہ بھیم سنگھ راجپوتون کے طریق کو ایسا بھول گیا کہ اُس نے فصیل سے باہر اپنے دشمن پر جس وقت وہ گھوڑا پھیرتا تھا حملہ کیا اُس کے چند ہمراہیون نے اپنے سردار کے گرد حلقہ کر کے بہت جوانمردی سے مقابلہ کیا اور سخت نقصان اُٹھا کے جاے امن مین پہونچ گئے بُدھ سنگھ نے جب دیکھا کہ فرخ سیر بادشاہ کی مدد کی قابلیت نہین ہے اور دشمن کے فریب سے شکستہ بال ہوگیا مجبوراً مفرور ہونے مین صورت امن دیکھی چند روز کے بعد فرخ سیر مقتول ہوا۔

اس زمانے میں راجہ جے سنگھ سوائی والی آمیر نے ارادہ کیا کہ راؤ بودھ سنگھ کو بوندی سے بے دخل کیا جائے
بدھ سنگھ دربار دہلی سے اُس کے ساتھ آمیر کو گیا تھا اور اُس کا مہمان تھا اس نزاع کا سبب یہ لکھا ہے کہ راجہ
جے سنگھ کی بہن بدھ سنگھ سے بیاہی تھی اول اس لڑکی کی نسبت بہادر شاہ سے ہوئی تھی مگر اُس نے بعوض
خیرخواہی فتح دھولپور کے اپنا دعوے چھوڑ کر بدھ سنگھ کے ساتھ شادی ہونے کی اجازت دیدی تھی نحوست بخت سے
اُس کے کوئی اولاد نہوئی اور دوسری رانی دختر سردار بیگون ماتحت اودیپور کے دو صغیر سن لڑکون سے حسد کرتی تھی
اپنے شوہر کی غیر حاضری میں حمل مشہور کرکے کہین سے ایک بچہ منگا لیا اور اُس کو وارث ریاست قرار دیا۔ راؤ بدھ سنگھ
اپنی رانی کی کینہ وری اور اپنے اطفال کی خرابی سے واقف تھا آمیر میں آیا تب اُس نے اپنی رانی کے بھائی کو اُسکے
طریقے سے آگاہ کرنے کا موقع مناسب سمجھا بھائی نے اُسی وقت اپنی بہن سے دریافت حال کیا اُس نے یا تو اپنی
عصمت مشتبہ ہونے کے خیال سے یا فریب ظاہر ہوجانے کے خوف سے یکایک طیش میں آکے اپنے بھائی کی کمر سے
خنجر کھینچ لیا اور درزی کے بیچے کا طعنہ دیکر ایسا حملہ کیا کہ اگر وہ مغرور نہو جاتا تو ضرور ہلاک کرڈالتی۔ یہ رانی بیچے سنگھ
عرف چمن جی برادر جے سنگھ کی حقیقی اور جے سنگھ کی سوتیلی ہمشیرہ تھی۔
اس ذلت کے انتقام کی غرض سے جے سنگھ نے مخفی طور پر بدھ سنگھ کو مسند سے خارج کرکے اپنی طرف سے
دوسرا راجہ مقرر کرنے کا ارادہ کیا اور حق یہ ہے کہ اُس کو یہ خیال تھا کہ چھوٹے راجون اور جاگیردارون کو ماتحت
اپنی حکومت کا کرے۔
ہاڑا آمیر میں مہمان نوازی اور رشتہ داری کے اعتبار پر مقیم تھا جے سنگھ نے اپنے مقاصد حاصل کرنے کا یہ
موقع اچھا سمجھا اور رئیس بوندی کو ایما کیا کہ تم آمیر میں رہو اور پانسو روپیہ روزانہ خرچ کے لئے لیتے رہو اُسکے
چچا یعنی اُس اجیت سنگھ کے بھائی نے جو اپنے آقا کی خیرخواہی میں آگرے کے مقام پر مارا گیا تھا دانائی سے جے سنگھ کے
مخفی ارادے کو سمجھ لیا اور فوراً بوندی کو لکھ بھیجا کہ بیگون کی رانی اپنے بچون کو لیکر اپنے باپ کے گھر چلی جائے اور
کچھ قصہ دیکر فصیل آمیر سے باہر خفیہ اپنا گروہ بنایا اور اپنے رئیس کو آگاہ کرکے اُس پرخطر مقام سے سب بھاگ گئے
تین سو ہاڑون کی جمعیت ساتھ ہونے سے بدھ سنگھ کو کسی طرح کا خوف نہ تھا سیدھا اپنی راجدھانی بوندی کو روانہ ہوا
مگر مقام پانچولاس واقع سرحد پر آمیر کے پانچ سردارون کی منتخب فوج نے جا گھیرا ہنگامۂ جدال وقتال برپا ہوا
آمیر کے پانچون سردار ہمراہیون کے گروہ کثیر سمیت مارے گئے کہ سرداران اسروده و سردارار و بھووار (بواڑھول)
کی چھتریان اب تک ہاڑون کی شجاعت کی شہادت دیتی ہین بدھ سنگھ کا چچا مارا گیا اور بہادرون کی ایسی قلت ہوئی
کہ بوندی کا جانا خلاف مصلحت متصور ہوا اس واسطے میواڑ کے علاقہ بیگون کو چلے گئے جہان بدھ سنگھ کی دوسری
سسرال تھی مہاراجہ سوائی جے سنگھ نے کرور کے جاگیردار دلیل سنگھ کو بوندی کا راؤ راجہ بناکر اپنے ماتحت کرلیا
اور آمیر کی لڑکی سے اس کی شادی بھی ہوگئی۔
اپنے خاندان کی بڑی شاخ کی مصیبت زدگی کو غنیمت سمجھ کے راجہ بھیم سنگھ کوٹہ والہ نے اجیت سنگھ مہاراجہ

رواڑ اور دہلی کے وزیر سیدون سے کامل رفاقت پیدا کی اور چمبل کو ریاستون کی سرحد مقرر کرکے دریاے مذکور سے
شرق کی طرف کے کل ملک پر بجز کوٹہ بون کے اپنا قبضہ کر لیا اس طرح ہر طرف کے دشمنون سے تنگ ہو کے
ور چند مرتبہ اپنا ملک حاصل کرنے مین عبث کوشش کرکے بُدھ سنگھ حالت جلاوطنی مین بارہ برس کے بعد
سمت ۱۷۹۶ مطابق ۱۷۴۰ء مین بیگون مقام پر گذر گیا۔

اُس کے دو بیٹے امید سنگھ اور دیپ سنگھ رہے مگر اُنکو اپنے مامون کی پناہ مین سے جلد بھاگنا پڑا کیونکہ
اودیپور کے رانا نے جے سنگھ والی آمیر کے ایما سے بیگون کو ضبط کیا ان مین سے بڑے نے ہوش سنبھال کر اپنا
ملک واپس لیا اور دیپ سنگھ کو کاپرن کی جاگیر ملی

۲۲- اُمید سنگھ

اس نے مختصر گروہ ہمراہیون کا جمع کیا اور پچیل (بیاے مجہول) کے جنگل مین پناہ لی اور وہان سے
درجن سال پسر راجہ بھیم سنگھ والی کوٹہ کو لکھا یہ شخص رحم دل تھا اُسکی دستگیری کی بلکہ ملک روتی حاصل کرنے مین مدد دی
سمت ۱۸۰۰ مطابق ۱۷۴۳ء مین جب اس کا دشمن راجہ جے سنگھ سوائی مر گیا تو اس وقت اُمید سنگھ کی
عمر ۱۲ سال کی تھی یہ خبر سنتے ہی وہ اپنی مختصر جمعیت لیکر چڑھا اور پاٹن اور کے نولی (بواو مجہول) کو فتح کیا
جس وقت مشہور ہوا کہ بُدھ سنگھ کا بیٹا ہوشیار ہے قدیم ہاڑا اُس کے ساتھ فراہم ہوئے اور کوٹے کے راو
درجن سنگھ کی مدد سے بوندی پر قبضہ حاصل کیا۔

لیکن جے سنگھ کے جانشین ایشری سنگھ نے فوج کشی کی اور اول کوٹے کا محاصرہ ہوا صرف نقصان پہونچا کر
محاصرہ اُٹھا لیا کوٹے سے واپس ہو کر اُمید سنگھ پر حملہ کرنے کے واسطے نامک پنتھیون کی جمعیت متعین کی اُمید سنگھ
دب کر لوہاری عرف بودن (بواو معروف) کے مینون کے پاس جو اس کوہستان کے قدیم سے مالک تھے اور باوجودیکہ
اُنکو ہاڑون نے ہی بے دخل کیا تھا اُنکے خیرخواہ رہے جا کر پناہ پذیر ہوا اُمید سنگھ کی بہادری اور مصیبت زدگی نے
اُنکے دلون پر ایسا اثر کیا کہ پانچ ہزار تیرانداز جمع ہوکے اُس کے ساتھ دشمن پر حملہ آور ہوئے پی چوری کے مقام پر
مقابلہ ہوا جس حالت مین چست و تیز رو پہاڑیون نے لشکر کو تاراج کیا امید سنگھ نے دست بقبضہ ہوکے کمال
بیرحمی سے قتل کیا اور نقارہ و نشان چھین لیا اس شکست کی خبر پہونچتے ہی جیپور سے اٹھارہ ہزار آدمیون کی
فوج بسرکردگی نارائن داس کھتری اُمید سنگھ کے مقابلے کے واسطے متعین ہوئی مگر پی چوری کی فتح سے ہاڑون کو
ہمت و استقلال حاصل ہو گیا ہر طرف سے آکر اپنے نوجوان رئیس کے گرد جمع ہوئے اُس نے بے خوف و خطر
دشمن سے مقابلہ کیا جیپور کی فوج ڈبلانہ مین پہونچ گئی اور حملہ کرنے کو تیار تھی اُس وقت اُمید سنگھ سی تون
(بواو معروف) کی دیبی کے پوجنے کو گیا تھا اپنی کل دیبی آسا پورنا کے روبرو عبادت مین تھا تب اُسکی نظر بوندی پر
پڑی کہ نمک حرام کے قبضے مین ہے اُسی وقت قسم کھائی کہ یا تو بوندی فتح کرونگا ورنہ اسی جہد مین اپنی جان دونگا
ایسے خیالات سے جوش مین آکر ہر قوم کے بہادر اُس زعفرانی نشان کے گرد جمع ہوئے جو جہانگیر نے

راؤ رتن کو عطا کیا تھا اور جب وقت ڈبلانہ کے راستے پرگھاٹے سے نکلے دیکھا دشمن مقابلے کو تیار ہے اُمید سنگھ
یک بارگی ہاڑون کا غول بنا کے حملہ آور ہوا دشمن نے بھی بہت زور سے مقابلہ کیا دو دفعہ غول متفرق ہوا اور دونون
دفعہ باوجود گولیون کی بارش کے پھر بنایا گیا اول حملے مین اُمید سنگھ کا ماموں پرتھی سنگھ سولنکی اور مہاراج مرجاد رئیس موترہ کہ بہادر ہاڑا تھا اور اُس نے کھتری سپہ سالار فوج جیپور پر چکر چلایا تھا مارے گئے پراگ سنگھ شورن کا
سردار کتھانہ کی جاگیر کی ایک شاخ مین تھا قتل ہوا اور کم درجے کے سردار بہت مارے گئے اُمید سنگھ کے گھوڑے کے
توپ کا گولہ لگا کہ اُس کی آنتین نکل پڑین مگر نوجوان راؤ اور اُسکے رشتہ دارون کی بہادری کچھ کار آمد نہ ہوئی
سردارون نے اس خوف سے کہ شاید مارا جائے التجا کی کہ لڑائی سے باز رہو اگر تم زندہ رہوگے تو انجام مین بوندی
فتح کر لین گے لیکن اگر مر جاؤ گے تو امید بالکل قطع ہو جائے گی اُمید سنگھ نے بڑے افسوس سے اس صلاح کو قبول کیا
جسوقت راہ اندر گڑھ پرگھاٹہ سوا ئی مین پہونچ کر دم لینے کے واسطے گھوڑے سے اُترا تنگ کھولتے ہی گھوڑا مر گیا
اُمید سنگھ بیٹھ کر بہت رویا اور واقعی یہ گھوڑا جس کا نام ہَن جا تھا اسی قدر و منزلت کے لائق تھا اُس کی نسل
عراقی تھی بادشاہ نے اُمید سنگھ کے باپ کو بخشا تھا اور چند لڑائیون مین اُس کی سواری مین رہا تھا اُمید سنگھ کا یہ غم
فقط عارضی نہ تھا کیونکہ اُس نے ہن جا کو ایسا یاد رکھا کہ جب بعد کی حاصل کی تب اول ہن جا کا مزار بطور یادگار بنوایا جو اب تک
شہر کے چوک مین موجود ہے اور ہر ایک ہاڑا اُس کی عمدہ تاریخ کی یادگار مین بہت تعظیم کرتا ہے۔

اُمید سنگھ پیادہ پا اندر گڑھ مین پہونچا وہان کے ہاڑا جاگیردار نے کہ جے پور کا مطیع ہو گیا تھا اپنے آقا کو گھوڑا
دینے سے انکار کیا بلکہ کہلا بھیجا کہ میرے علاقے سے نکل جاؤ ورنہ اندر گڑھ و بوندی دونون پر مصیبت آئے گی
اس طعن و گستاخی سے رنجیدہ ہو کے نوجوان رئیس نے وہان کی سرحد مین پانی نہ پیا اور سیدھا کردین (دریاے
بجمول) کو چلا گیا وہان کے سردار نے استقبال و مہمانداری کر کے اور گھوڑا نذر کر کے اندر گڑھ والے کی گستاخی اور بے
وفائی کی تلافی کی وہان سے راؤ نے اپنے ہم قومون کو رخصت کیا کہ بالفعل اپنے گھرون کو چلے جاوین اور جب
میری تقدیر یاور ہو پھر آجاوین اور اپنی قدیم جاے پناہ شکستہ محل رام پورہ واقع نالہاے چنبل کو چلا گیا۔ درجن سنگھ
والی کوٹہ جس نے ایشری سنگھ اور اُس کے رفیق آپا سیندھیا کے دعوے سرپرستی کا بڑی جوانمردی سے
مقابلہ کیا تھا اُمید سنگھ کا شریک درد ہوا رئیس کوٹہ کا مشیر اور سپہ سالار ایک چارن (بھاٹ) تھا اُس نے
اُمید سنگھ کی بہادری سے خوش ہو کے اُس کو اپنے باپ کی مسند حاصل کرنے مین ہر طرح مدد دی الغرض کوٹے کی
کل فوج محکوم بھاٹ مذکور اُمید سنگھ کے دوست و رشتہ دارون کے شامل حال ہوئی اور بوندی پر پھر حملہ ہوا
شہر کی فصیلین متواتر لڑائیون سے مسمار ہو گئی تھین اُس کے لینے مین کچھ دشواری نہوئی جس وقت تارا گڑھ پر
چڑھائی شروع ہوئی بہادر بھاٹ اپنے ہمراہیون مین سے کسی نمک حرام کی گولی سے مارا گیا مگر لاش پر چادر ڈال کر
اُس کی وفات کو مخفی رکھا حملہ آور بڑھے چلے گئے دلیل سنگھ اور اُس کے ہمراہی نکل کر مفرور ہوئے اُمید سنگھ کی
اُمید پوری ہوئی کہ اپنے باپ کی گدی پر جا بیٹھا۔ دلیل سنگھ بھاگ کر ایشری سنگھ کے پاس جیپور کو گیا اُس نے

اپنی کل موجودہ فوج بہ افسری کیشوداس کھتری بوندی سے ہاڑدن کو نکالنے کے واسطے متعین کی اُس نے جاکر اردگرد گھیر اڈال لیا اُمید سنگھ کو تیاری مقابلہ کی فرصت نہ ملی مجبوراً چھوڑ کر بھاگا اور دیوا بانگو کے کنگورون پر پھر ڈھونڈھار کا پرچم لہرانے لگا۔ اس وقت دلیل سنگھ نے البتہ شرافت کی یعنی اُس کو از سرنو راجہ جیپور نے مسند نشین کرنا چاہا تو اُس نے انکار کیا کہ دوبارہ داغ بدنامی اپنے نام پر نہ لگاؤن گا اُمید سنگھ پھر جلاوطن ہوکر کبھی میواڑ مین اور کبھی مارواڑ مین سرگردان پھرتا رہا مگر اس حالت مین بھی اُس نے اپنے دشمن کو کبھی آرام سے نہ بیٹھنے دیا اپنے موروثی ملک پر متواتر حملہ کرتا رہا۔ ایک بار اُس کو مقام بنودیہ مین اپنے باپ کی بیاہتا رانی سے کہ اس تمام تباہی وخرابی کا باعث تھی اور اب اپنی اور اپنے شوہر اور اُس خاندان کی ذلت سے تنگ آکر یہان گوشہ نشین ہوئی تھی ملنے کا اتفاق ہوا اُمید سنگھ کے ملنے سے اُس کا رنج وغم تازہ ہوگیا اُسکی بہادری اور آفت زدگی اور اپنی پُرمذلت خواہش حق تلفی خلف اکبر کے خیالات نے اُس کے دل مین پشیمانی۔ دردمندی اور افسوس کا جوش پیدا کیا اس طرح تحریک پاکر وہ پسر مُردہ سنگھ کی دستگیری کی درخواست کرنے کے واسطے دکن کو روانہ ہوئی جب دریاے نربدا کے کنارے پر پہونچی تو ایک مینار دیکھا کہ اُس پر مثل دریاے اٹک کے اس ندی کا بھی عبور نکرنے کی راجپوتون کے واسطے قسم لکھی تھی اُس نے مثل خالص راجپوتون کے یہ کہکر کہ ایسی مصیبت مین کوئی قسم مانع نہین ہوسکتی مینار کو شکست کراکے ندی مین ڈلوا دیا اور عبور دریا کرکے ملہار راؤ ہلکر کے لشکر مین گئی شان ایزدی ہے کہ ہندوستان کے نہایت زبردست راجہ سوائی جے سنگھ کی ہمشیرہ نے غارتگرون کے سرگروہ سے دستگیری کی التجا کی بلکہ اُمید سنگھ کو از سرنو بوندی دلوانے کی غرض سے اُس کو اپنا بھائی بنایا ملہار راؤ نے اُس کی درخواست منظور کی۔

یہ امر کہ اُس کو اس پر متوجہ کرنے مین راناے اودیپور کی تحریک سے جو خاندان اودیپور کی ایک رانی کی اولاد کو مسند جےپور پر بٹھانے کے واسطے چونسٹھ لاکھ روپیہ فوج خرچ دینا منظور کرکے ہلکر سے مدد کا مستدعی ہوا تھا کس قدر آمادگی ہوئی وقائع بوندی سے دریافت نہین ہوسکتا کیونکہ اُس مین صرف وہی حال جو اس ریاست سے متعلق ہے لکھا ہے لیکن صاف ظاہر ہے کہ اگر اُس کو رانا نے اخراج ایشری سنگھ اور اپنے رشتہ دار مادھو سنگھ کو مسند نشین کرنے کے عوض اس قدر روپے کی طمع نہ دی ہوتی تو ملہار راؤ کا صرف اس بیوہ کی التجا پر ملتفت ہونا نہایت مشتبہ تھا۔

خیر واقعی سبب اس کا خواہ کچھ ہو وقائع بوندی کے بموجب یہ رانی صرف اپنی ریاست کو چھوڑانے پر قناعت نکرکے مرہٹون کو جیپور پر چڑھالے گئی اور اتفاقات اُسکی تدبیرون کے مؤید ہوئے۔

ایسری سنگھ نے اس فوج کثیر سے بھاگ کر بگرو مین پناہ لی وہان سے دس روز کے محاصرے کے بعد مجبوراً اقرارنامہ واگذاشت بوندی اور اپنی اولاد کی طرف سے ہمیشہ کے واسطے اُس کا لادعوے لکھدیا بلکہ اُمید سنگھ کو مالک بوندی تسلیم کرکے اُس کی پیشانی پر اپنے ہاتھ سے ایک تلک کردیا جسوقت اُمید سنگھ کی

مسند نشینی کی تقریب مین بوندی مین جشن شادیانہ ہورہا تھا جے پور مین اُس کے دشمن کی لاش کو جلانے کے واسطے چتا چنی گئی یعنی ایسری سنگھ نے اس ذلت کا متحمل نہو کے تھوڑے سے زہر سے اپنی حیات وعداوت کو خاتمے پر پہونچایا اور اس ذریعہ سے بوندی اور اودیپور دونون کے مطالب آسانی حاصل ہوگئے۔

چودہ برس تک جلاوطن رہ کے امید سنگھ نے سمت ۱۸۰۵ مطابق ۱۷۴۹ء مین اپنی موروثی ریاست حاصل کی لیکن بجائے ان ساون کے سمت ۱۸۰۷ اور ۱۷۵۲ء ہونا صحیح ہین مگر اس نزاع مین ریاست کے عمدہ اجزا جاتے رہے کیونکہ ہلکر نے فوجی مدد کے عوض مین پرگنہ پاٹن واقع کنارہ چپ دریائے چنبل طلب کیا جو بذریعہ اقرارنامہ تحریری اُس کے حوالے کیا گیا کیونکہ اُس نے بدھ سنگھ کی رانی کا برادر بنکر اس فرضی رشتے کے لحاظ سے دستگیری نہ کی تھی۔ اس چودہ برس کی جلاوطنی کا معاوضہ مستحکم مقام تارا گڑھ ہے جسکو دلیل سنگھ نے بنوایا تھا اور جس کی زد محلات اور شہر پر ہے۔

سمت ۱۸۱۲ مطابق ۱۷۵۶ء مین بادشاہی قلعدار نے مرہٹون کے خوف سے قلعہ رنتھنبور جیپور والون کو سونپ دیا اور اس سبب سے کہ ہاڑ وتی کا علاقہ بادشاہی انتظام مین رنتھنبور کے ماتحت رہتا تھا راجہ مادھو سنگھ والی جیپور نے کوٹہ اور بوندی پر فوج بھیجکر وہان خراج قائم کردیا مگر اس تدبیر کا بلا اعانت مرہٹون کے عمل مین آنا غیر ممکن تھا جو مددگار تھے جلد مالک ہوگئے اور سب کو ضرر پہونچایا۔

سمت ۱۸۱۷ مطابق ۱۷۶۱ء کی جنگ بٹوارہ نے جیپور کے اس دعوے کو ہمیشہ کے واسطے رد کردیا اور تنہا کوٹے کی فوج نے جیپور کی فوج کو شکست پر شکست دی کہ کوٹے والون کا مقابلہ کرنا اُنکے بوتے سے باہر ہوگیا اس مہم کا ذکر جیپور کی تاریخ مین لکھا گیا ہے اور یہان صرف اس غرض سے لکھا گیا ہے کہ اگر بوندی کی فوج کوٹے والون کی جنگ مین جیپور والون کے ساتھ کوٹے کی سپاہ کے شامل ہوجاتی تو اپنے ماتحت برادرون کو جیپور کی خراجگذاری سے کہ مجبوراً اب تک ادا کرنا پڑتا ہے بچا لیتی کیونکہ قلعہ رنتھنبور کی افسری کی وجہ سے راج جیپور کا ہاڑوتی کی کوٹریون پر تحصیل خراج کا دعوے قائم ہوگیا ورنہ کسی طرح کا استحقاق نہ تھا۔

اُمید سنگھ کو ریاست مین وہی رونق و ترقی پیدا کرنے کا شوق تھا جو پندرہ برس گذشتہ کی مصیبتون سے جاتی رہی تھی مگر جن مرہٹون کی اعانت سے اُس نے اپنا دارالحکومت ازسرنو حاصل کیا تھا اُنکی طمع وزرپرستی سے اُس کی ہمت شکست ہوگئی تھی۔

جیسی نمک حرامی شکست ڈبلانہ کے بعد اندرگڑھ کے سردار نے کی تھی انسان سے سہو نہین ہوسکتی۔ اور سردار مذکور کی طرف سے معذرت خواہی پیش نہونے کے بغیر آٹھ برس کا عرصہ گذرجانے پر سمجھا گیا کہ اُس کی علو حوصلگی وفیاضی نے باتفاق مصلحت وقت اُس کو انتقام جرم سے بازرکھا ممکن نہین ہے کہ کوتہ اندیش راجپوت جس نے اپنے رئیس کی مصیبت کو دیکھ کر اُس کی ہمدردی سے انکار کیا اُس وقت کا خیال کرنے پر دل مین نادم وپشیمان نہوتا ہو مگر اُس کی مردوں ہمتی مقتضی نہوئی کہ اپنے طریقۂ مابعد سے پہلی تقصیر کا دفعیہ کرے بلکہ جس کو ضرر

پہونچایا تھا اُس کی دریا دلی کو بزدلی پر حمل کرتا تھا اور اُس کے تحمل پر طعن کرتا تھا اور تازہ مضرت پہونچا کر اپنے اعمال سابقہ کو قبیح تر کیا۔

اُمید سنگھ نے مادھو سنگھ رئیس جیپور کو اپنی ہمشیرہ کی نسبت کا ناریل بھیجا تھا کہ دربار عام مین بموجودگی سرداران اور عمدہ ترین خاندان راجپوتانہ کے شایان تعظیم و تکریم سے لیا گیا اتفاقاً دیوسنگھ اندرگڑھ والا بھی جیپور گیا ہوا تھا مادھو سنگھ نے اُس سے براہ عنایت دختر بوندی کی کیفیت پوچھی اُس نے جواب مین ایسا کلمہ کہا جس سے اصل مین خطا ہونے کا شبہ پیدا ہوا لیکن یہ بیان اُس کا سراپا لغو اور حسد پر مبنی تھا کیونکہ چند روز کے بعد راجہ بجے سنگھ والی مارواڑ نے از خود دوستی کی الغرض ناریل جیپور سے واپس آیا اور بوندی کی وہ ہتک ہوئی کہ راجپوتون مین ہرگز معاف ہونے کے لائق نہین ہوتی ہے۔

سمت ۱۸۱۲ مطابق ۱۷۵۵ء مین اُمید سنگھ کرور کے قریب بجاسنی ماتا کے درشن کے واسطے گیا وہان سے اندرگڑھ قریب تھا اس واسطے اُس نے بشمول دوسرے سردارون اور اُنکے رشتہ دارون کے سردار اندرگڑھ کو بھی طلب کیا اگرچہ متمرد تھا مگر تعمیل حکم کرکے دیوسنگھ مع اپنے بیٹے پوتے کے حاضر ہوا پہونچتے ہی سب یکبارگی قتل کئے گئے اور جاگیر اندرگڑھ اُسکے بھائی کو دیدی۔ چونکہ یہ قتل دھوکے سے بنوا کر عمل مین آیا تھا اس لئے اُمید سنگھ نے اپنے قابل نفرت کام سے پچھتا کر سمت ۱۸۲۷ مطابق ۱۷۷۱ء مین اپنے کنور اجیت سنگھ کو ریاستی کام سونپ دیے اور آپ بنظر کفارہ گناہ حکومت کے کامون سے ترک تعلق کیا اور اپنا نام سری جی رکھ کے متبرک مقامات کو دیکھنے کے لئے ہم قومون کا گروہ مختصر ساتھ لیکر سیاحی اختیار کی۔ لیکن وہ فقیرانہ لباس مین نہین بلکہ ہر طرح مسلح ہوکے زیارات کے واسطے روانہ ہوا۔

۲۳۔ اجیت سنگھ

اجیت سنگھ نے سمت ۱۸۲۹ مطابق ۱۷۷۳ء مین اودے پور کے مہارانا ارسی سوم کو جو بوندی کے رمنہ یعنی جنگل مین شکار کھیلنے کے لئے آیا تھا دغا کے ساتھ مار ڈالا میواڑ کے تھوڑے آدمیون کے سوا جو مقابلے پر مارے گئے اکثر سردارون نے مہارانا سے عداوت کے سبب عوض لینے کی کوشش نہ کی یہ حرکت اودیپور اور بوندی والون کے درمیان آخری رنج کا سبب ہوئی ہے اجیت سنگھ اس کام کے دو مہینے بعد کوڑھ کی بیماری سے سخت تکلیف اُٹھا کر مرگیا اور اُس کا اکلوتا بیٹا بشن سنگھ کہ شیر خوار بچہ تھا مسند نشین ہوا۔

۲۴۔ بشن سنگھ

اس کم عمر بچے کی حفاظت کے لئے بڈھے اُمید سنگھ کو یاترات واپس بوندی آنا پڑا مگر اُس نے کاروبار ریاست کا انتظام کرکے اور ہوشیار رہا بائی کو سپرد کرکے پھر سیاحی شروع کی اکثر چار برس کے بعد آتا تھا اخیر عمر مین جب ضعیفی سے چلنے پھرنے کی طاقت نہ رہی بوندی مین اقامت کے لئے آنے کا ارادہ کیا بشن سنگھ کو جو ہوش سنبھال چکا تھا اُس کی طرف سے بے اعتباری پیدا ہوئی اس لئے راج مین رہنا اُس کا پسند نہ کیا اور

حکم دیا کہ سری جی بوندی مین نہ آنے پائے بد افعال لوگون نے جو عقلمند آدمی کا ریاست مین رہنا نہین چاہتے تھے سوائے مین یہ بھی کہا کہ آپ نشیہ پی کھا دین اور بنارس مین مالا پھیرین جب سری جی نیا شہر تک آگیا تھا قاصد نے پہونچ کر پیام سُنایا کہ تمھاری خاک بزرگون کی خاک سے نہ ملنے پائیگی مگر اُس کی قدر ایسی تھی اور زیارتون کے سبب سے اُس کو ایسا متبرک سمجھتے تھے کہ بفور پہونچنے اس پیام کے گرد و نواح کے رئیسون نے اُس کو بہت شوق سے طلب کیا اور پرتاب سنگھ نے بڑی التجا کے ساتھ اُس کو جیپور مین بلا کر نہایت عزت سے رکھا اور جب کوٹے کے دیوان ظالم سنگھ جھالا نے بشن سنگھ کو اس باب مین نصیحت کی تب سری جی کو بوندی مین بُلا یا گیا اور جوان رئیس سے خاطر خواہ ملاقات ہوئی سب کی آنکھون مین آنسو آ گئے سری جی نے کہا کہ اے بچے اگر تم کو یقین ہے کہ مین تمھارا بدخواہ ہون تو یہ تلوار لو اور خود مجھے مار دو مگر کمینہ لوگون سے میری ہتک نکراؤ تو جوان راؤ نے باآواز بلند گریہ کر کے عفو تقصیر چاہی سری جی نے اپنی حیات مین بوندی کے محل مین قدم رکھنے سے انکار کیا اس کے بعد وہ آٹھ برس زندہ رہا اخیر مین بشن سنگھ نے التجا کی کہ آپ کو بزرگون کی فصیل کے اندر آنکھ میچنی چاہیے چنانچہ قریب المرگ اُمید سنگھ سکھپال مین بیٹھ کر محل مین داخل ہوا اور اُسی شب زمانہ کی رنج بھری ہندی اُمیدون کے ساتھ گذر گیا یہ واقعہ ۲۵ - اگست ۱۸۰۴ء مطابق سمت ۱۸۶۱ کا ہے۔

اُمید سنگھ کے مرنے سے ڈیڑھ مہینہ پہلے بوندی کی ریاست نے انگریزی فوج کو جو ہلکر سے شکست پا کر یہان گذری رسد وغیرہ سامان کی عمدہ مدد دی جسکے سبب کچھ عرصے تک مرہٹون نے بوندی کو بہت تباہ کیا۔

بشن سنگھ اپنے دادا کی وفات کے وقت تیئس برس کی عمر مین تھا - اس نے اپنے ہم قوم گوٹھڑہ کے جاگیردار بلونت سنگھ کو سرکشی کے سبب فوج بھیجکر مروا ڈالا۔

سمت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۸ء ۱۰ فروری کو عہدنامے کے ذریعہ سے مہاراؤ نے انگریزی سرکار کی اطاعت قبول کی جس سے انگریزی سرکار نے وہ پرگنے جو کچھ مدت پہلے ہلکر نے دبا لئے تھے لڑائی مین فتح کر کے بغیر خراج بوندی کو حوالے کئے اور کچھ علاقہ جو سیندھیا کے تحت مین باقی رہ گیا تھا وہ بھی واپس دلا کر خراج پر اپنا حق قائم کیا لیکن اس موقع پر کوٹے کے نامی چالاک دیوان نے اندر گڑھ - بلون - انتروہ اور کھتولی کی جاگیرین اپنی طرف لے لین - سمت ۱۸۷۸ مطابق ۱۸۲۱ء ۱۴ جولائی کو مہاراؤ بشن سنگھ اڑتالیس ۴۸ سال کی عمر مین ہیضے کی بیماری سے مرگیا - اس کے وقت مین کم آمدنی کے سبب اگر کا مدار سو روپیہ اور جیب خرچ کے لئے حاضر نہ کرتا تو ایک اندر جیت نام جوتے سے پٹوایا جاتا تھا۔

۲۵ - مہاراؤ رام سنگھ

یہ سمت ۱۸۷۸ مطابق ۱۸۲۱ء ۲۸ جولائی کو اپنے والد کے بعد دس برس کی عمر مین نامی کرنل ٹاڈ کے سامنے مسند نشین ہوا اس نے اپنے چھوٹے بھائی گوپال سنگھ کو خراب عادتون کے سبب قید کر دیا جو اُسی حالت مین مرگیا - اسکے دعائے بھائی کشن رام نے محنت کے ساتھ خالصے کی آمدنی تین لاکھ روپے سے پانچ لاکھ

سالانہ تک پہونچائی۔ سمت ۱۸۸۱ مطابق ۱۸۲۵ء مین مہاراؤ کی شادی جودھپور کے مہاراجہ مان سنگھ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی جس نے بوندی کا دو لاکھ روپیہ قرضہ اپنے پاس سے ادا کر دیا۔ لیکن مہارانی راٹھوڑ کی تعظیم وتکریم کشن رام دھابے بھائی کے بہکانے سے کم بھی جاکر اُس کو مارواڑ کے ایک راجپوت نے قتل کر ڈالا اسپر سمت ۱۸۸۶ مطابق ۱۸۳۰ء مین بوندی والون نے دو تین مارواڑی سردارون کو جو وہان موجود تھے مروا ڈالا جودھپور کا ماتحت سردار پوہکرن والا ببھوت سنگھ پانچ سو آدمیون کے ساتھ عوض لینے کو جودھپور سے چلا اور دوسری مدد بھی آنے کا خیال تھا اس واسطے پولیٹکل افسر نے درمیان مین پڑکر اس فساد کو روک دیا۔

سمت ۱۹۱۵ مطابق ۱۸۵۸ء مین مہاراؤ نے غارتگر مینون کو فوج کے ذریعہ سے کامل سزا دے کر گوٹھرہ کی جاگیر سرکشی کے سبب ضبط کر لی۔

سمت ۱۹۲۳ مطابق ۱۸۶۶ء مین دو تہائی پرگنہ پاٹن جو مہاراجہ سیندھیا کے قبضے سے کئی برس پہلے انگریزی تحت مین آچکا تھا مہاراؤ کی درخواست پر کئی تحریری شرطون کے ساتھ بوندی مین شامل کیا گیا۔ جس کی بابت اسی ہزار روپیہ سالانہ خراج علاوہ چالیس ہزار پہلے خراج کے جو عہدنامے مین درج ہے مہاراجہ سیندھیا کے عوض انگریزی سرکار کو دیا جانا قرار پایا۔ دوسرے برس مہاراؤ کا ولی عہد کنور بھیم سنگھ تیئیس برس کی عمر مین گذر گیا۔ اور دس مہینے کے بعد ۱۸۶۹ء ۲۷ ستمبر کو کنور رگھوبیر سنگھ پیدا ہوا۔ مہاراؤ کے خاندان مین گوٹھرہ اور گاڑہی کے قریب رشتہ دار جاگیردار اولاد نہ ہونے کی صورت مین رئیس کے جانشین کئے جاتے ہین۔ سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۷ء کے شاہنشاہی دربار دہلی مین مہاراؤ کو اوّل درجے کا تمغاے ستارہ ہند اور خطاب مشیر قیصر ہند ملا۔ دلّی سے واپسی کے وقت جیپور کے مقام پر مہاراؤ کے ہم نام مہاراجہ رام سنگھ نے اُس کو خاطرداری کے ساتھ مہمان کیا جس سے دونون ریاستون کا قدیم رنج دور ہوا۔ سمت ۱۹۴۰ مطابق ۱۸۸۳ء مین مہاراؤ نے جودھپور جاکر اپنے کنور رگھوبیر سنگھ کا بیاہ مہاراجہ جسونت سنگھ دوم کی بہن کے ساتھ کیا۔ رئیس نے سمت ۱۹۴۵ مطابق ۱۸۸۸ء مین اپنے ہم قوم کاپرن کے زمیندار برسنگھ کی جاگیر اُس کی سرکشی کے سبب سے ضبط کی۔ یہ مہاراؤ انگریزی افسرون کی ملاقات اور سرکاری حکمون کی تعمیل سے پرہیز رکھنا چاہتا تھا لیکن کئی بار سخت تاکید ہونے سے اس مین کسی قدر درستی پیدا ہو گئی وہ پُرانی رسمون کا نہایت پابند لیکن رعایا کے معاملات مین انصاف پسند سمجھا جاتا تھا مہاراؤ رام سنگھ نے ۱۸۸۹ء مین ۶۸ سال کی حکومت کے بعد انتقال کیا اُسکے بیٹے رگھبیر سنگھ نے جانشینی کی۔

۲۶۔ مہاراؤ رگھبیر سنگھ جی

۲۱ ستمبر ۱۸۶۹ء کو پیدا ہوئے تھے اور ۲۸ مارچ ۱۸۸۹ء کو مسند نشین ہوئے ۱۸۹۰ء مین اُنکو پورے اختیارات ملے ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۰ء کی قحط سالی مین اُنھون نے چار لاکھ روپیہ کار خیر مین صرف کیا اور

اسی قدر رقم محاصل کی معاف کر دی - سنہ ۱۸۹۴ء مین مہاراؤ رگھبیر سنگھ کو کے سی - آئی - ای کا خطاب ملا اور سنہ ۱۸۹۷ء مین کے - سی - ایس - آئی - کا اور سنہ ۱۹۰۱ء مین جی - سی - آئی - ای کے خطاب سے ممتاز کئے گئے ۴ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء کو ملک معظم نے اُنکو جی - سی - وی - او کا اعزاز عطا کیا اُنکی سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے - ۲۴ دسمبر کو ملکہ معظمہ نے بوندی کو شرف قدوم بخشا -

فصل - تاریخ کوٹہ

جغرافیہ

راج کوٹہ جنوبی مشرقی راجپوتانہ مین خطوط عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۵۰ دقیقہ اور خطوط طول بلد شرقی ۷۵ درجہ ۳۵ دقیقہ اور ۷۷ درجہ ۵۶ دقیقہ کے درمیان واقع ہے یہ ریاست آمدنی کے لحاظ سے اودےپور - جیپور اور جودھپور کے بعد دوسری ریاستون سے بڑی سمجھی جاتی تھی - اُس کے شمال مین بوندی مغربی طرف بھینسروڑ علاقہ اودےپور جنوب مین مکندرہ گھاٹہ سرحد ہوکر اور جھالاواڑ مشرق مین پرگنہ چھبڑہ متعلق ٹونک اور گوالیار کا علاقہ ہے طول مشرق سے مغرب کو نوے میل عرض اس کے خلاف اسی میل - رقبہ چار ہزار تین سو چالیس میل مربع آبادی ۵۱۷۲۷۵ - فوج سوار و پیدل پانچہزار کے قریب اور آمدنی خالصہ اٹھائیس لاکھ روپیہ سالانہ جس مین سے تین لاکھ پچاس ہزار کے قریب روپیہ خراج اور دیولی فوج خرچ کی بابت انگریزی سرکار کو دیا جاتا ہے -

اس ریاست کی زمین شمال و مشرق کی پست ہے جدھر چنبل - کالی سندھ - نیوج اور کئی برساتی ندیان بہتی ہین - ایک متوسط بلند پہاڑون کا سلسلہ جنوب و مشرق سے شمال و مغرب کو چلا گیا ہے جو پہلے راج کوٹہ کے دو برابر حصے کرتا تھا اور اب جھالاواڑ کی علیحدہ ریاست قائم ہونے سے سرحد سمجھا گیا ہے - یہی پہاڑ راجپوتانے کو مالوے سے جدا کرتے ہین جن مین مکندرہ گھاٹہ بڑی گذرگاہ ہے - راج کوٹہ کا اکثر علاقہ سرسبز و آباد ہے جس مین ہر قسم کی پیداوار ہوتی ہے لیکن سخت گرمی کے بعد زیادہ بارش ہونے پر آب و ہوا کی خرابی سے ہمیشہ بیماری نکلا کرتی ہے شہر کوٹہ دریائے چنبل کے کنارے پر آباد ہے جس کے مشرقی طرف ایک بڑے تالاب اور درختون کی کثرت سے رونق نظر آتی ہے - آبادی کی شہر پناہ جس مین جابجا برج بنے ہوئے ہین اور جس کے گرد خشک خندق کھدی ہوئی ہے پختہ اور مضبوط ہے شہر سے علحدہ ایک گڑھی کے اندر محل چھتریان اور مینار بنے ہوئے ہین - جن کے شمال مین ایک برج سے دریا کے ہر طرف علاقے کی نگرانی ہو سکتی ہے - شہر کے مقابل چنبل کے اندر ایک ٹاپو مین گرم موسم کے لئے رئیس کے رہنے کا جل محل بنا ہوا ہے - خاص شہر بڑا ہے جس مین بہت سے مندر اور کئی مسجدین اچھی بنی ہوئی ہین یہان کے اکثر ساہوکار دولتمند اور عام پیشہ ور لوگ خوش حال ہین - لیکن آب و ہوا کی

خرابی سے شہر کے باشندون کو بیماریون کی شکایت ضرور رہتی ہے شہر کوٹہ عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۱۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۵۲ دقیقہ پر واقع ہے کوٹیہ (بھاو مجھول) بھیلون کی آبادی کی وجہ سے کوٹہ شہر کا نام ہوا ہے بعض نوشتون مین ہے کہ راج کوٹہ مین چالیس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کے کل ایک ہزار چار سو ترانوے (۱۴۹۳) گانوُن ہین جن مین سے ایک چہارم ماتحت جاگیرداروں اور مذہبی خیرات وغیرہ مین بٹے ہوئے ہین اور باقی تمام خالصہ ہے ۔

تاریخ

کوٹے کے رئیس ہاڑہ نسل سے بونڈی والون کی چھوٹی شاخ مین اُنکے ہم قوم ہین شاہ جہان بادشاہ کے شروع عہد مین یہ ریاست قائم ہوئی اور کشن گڑھ اور رتلام وغیرہ کی طرح مغل بادشاہون کی بخشش کا نشان ہے سمت ۱۶۸۸ مطابق سنہ ۱۶۳۲ء مین جبکہ بونڈی کا راؤرتن بادشاہی نوکری پر دکن مین مرگیا تو اُس کا ولی عہد پوتا شترسال جس کا باپ گوپی ناتھ مرچکا تھا کم عمری کے سبب نوکری پر نہ جاسکا اس لئے راؤرتن کے دوسرے بیٹے اور شترسال کے چچا مادھو سنگھ کو جو پہلے سے بادشاہی منصب دار بنکر دکن کی لڑائیون مین عمدہ کارگذاریان دکھلاچکا تھا شاہ جہان کے حکم سے پرگنہ کوٹہ اور پلاتہ علٰحدہ جاگیر مین ملا جس کی پوری تفصیل بونڈی کی تاریخ مین راؤرتن کے مرنے پر لکھی گئی ہے اس وقت سے تقریبًا پونے تین سو برس پہلے یہ ریاست علٰحدہ قائم ہوکر اول درجے کی ریاستون جیپور اور جودھپور وغیرہ اور دوسرے درجے کی بیکانیر و بونڈی کے بعد کشن گڑھ اور جیسلمیر وغیرہ کی طرح تیسرے درجے مین شمار کی گئی تھی۔ لیکن سو برس کے بعد محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین راؤ بھیم سنگھ نے جس کے پہلے تین رئیس بادشاہی نوکری مین کام آچکے تھے اور اُس کی جان بھی اسی قسم کی خیرخواہی مین گئی بونڈی وغیرہ کے برخلاف سید وزیرون کی موافقت سے علاقہ بڑھاکر کوٹے کو دوسرے درجے پر پہونچایا اگر بھیم سنگھ وزیرون کی طرف سے نظام الملک کے مقابلے پر مارا نہ جاتا تو تمام ہاڑوتی کا ملک کوٹے مین داخل ہوکر اُس کے جیپور اور جودھپور کے برابر ہوجانے مین کوئی شبہ نہ رہتا۔ دلی کی سلطنت تباہ ہونے پر بھی چالاک و ہوشیار دیوان ظالم سنگھ جھالا نے جس کی اولاد کے واسطے جھالراپاٹن کی ریاست علٰحدہ نکل گئی کوٹے کو اس طرح ترقی دیکر سنبھالا کہ اس وقت ٹنک اودیپور۔ جیپور اور جودھپور اور بیکانیر کے بعد باقی راجپوتانے کی سب ریاستون سے اُسکی مالی حالت بہتر ہے ۔

۱۔ راؤ مادھو سنگھ

راؤرتن کا چھوٹا بیٹا تھا ۱ سنہ جلوس شاہ جہانی مین منصب ہزاری ذات ششصد سوار پر سرفراز ہوا۔ ۲ سنہ جلوس مین خان جہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا ۳ سنہ جلوس مین شائستہ خان کی ماتحتی مین مہم دکن مین متعین ہوا اس کے بعد سید مظفر خان کے ساتھ خان جہان لودی کی سرکوبی پر تعینات ہوا اثنائے تعاقب مین ایک مرتبہ خان جہان کے برابر جاپہونچا اور گھوڑے سے اُترکر اُس پر برچھے کا

وار کیا دونون مین ایسا معرکہ ہوا کہ رستم و اسفندیار کے معرکے یاد آ گئے شاہ جہان نے اس حسن خدمت کے صلے مین علم مرحمت کیا کے منصب دو ہزاری و ہزار سوار پر سرفراز کیا اسی سال باپ کے مرنے کے بعد منصب دو ہزار و پانصدی ذات دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا اور بادشاہ نے پرگنہ کوٹہ اور پلاستہ جاگیر مین مرحمت کیا اس نے راج پا کر چھوٹے جاگیردارون اور بھیلون کو تابع کرنے سے اپنا علاقہ بڑھایا۔ ۶ سنہ جلوس مین شاہزادہ شجاع کے ساتھ مہم دکن پر مامور ہوا اور مہابت خان کی وفات کے بعد خان دوران بہادر صوبہ دار دکن کی نیابت مین برہان پور کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ ۱۰ سنہ جلوس مین منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار پر ترقی پائی۔ ۱۱ سنہ جلوس مین شاہزادہ شجاع کے ساتھ کابل مین تعینات ہوا ۱۴ سنہ جلوس مین منصب سہ ہزار و پانصدی اور ۱۶ سنہ مین منصب چہار ہزاری سے مفتخر ہوا۔ ۱۷ سنہ جلوس مین امیر الامرا صوبہ دار کابل کی کمک پر مامور ہوا اس کے بعد بلخ کی قلعداری پر سرفراز ہوا۔ ۲۱ سنہ جلوس مین بیمار ہو کر رخصت پر وطن گیا اور اسی سال کہ سمت ۱۷۰۴ مطابق ۱۶۴۷ء و ۱۰۵۷ھ تھے انتقال کر گیا اُسکے پانچ بیٹون مین سے بڑا مکند سنگھ گدی پر بیٹھا۔ موہن سنگھ کو پلاستہ۔ جھجار سنگھ کو کوٹڑہ۔ کنہی رام کو کوٹلا اور کشور سنگھ کو سانگود جاگیر مین ملا انکی اولاد کوٹے کے عزت دار سردار اور مادھانی یا ڈرا کہلاتی ہے۔

۲- راو مکند سنگھ

مادھو سنگھ کا بڑا بیٹا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد ۲۱ سنہ جلوس مین دربار شاہ جہانی مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے منصب دو ہزاری ذات و پانصد سوار پر سرفراز کر کے کوٹہ وغیرہ بدستور جاگیر مین عطا کیا۔ اسی سال منصب دو ہزار و پانصدی ترقی ہوئی۔ ۲۲ سنہ جلوس مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار پر متعین ہوا۔ ۲۵ سنہ جلوس مین علم و نقارہ مرحمت ہو کر منصب سہ ہزاری سے ممتاز ہوا اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ دوبارہ مہم قندھار پر روانہ ہوا ۲۶ سنہ جلوس مین شاہزادہ داراشکوہ کے ساتھ تیسری مرتبہ مہم قندھار مین شریک ہوا وہان سے واپس آ کر منصب سہ ہزاری ذات و ہزار سوار پر مفتخر ہوا۔ ۲۸ سنہ جلوس مین علامی سعد اللہ خان کے ساتھ قلعہ چتوڑ کی منہدمی پر مامور ہوا۔ ۱۰۶۸ ہجری مین شاہ جہان کے بیمار پڑ جانے پر اُس کے بیٹون نے تخت کے لئے لڑائیان کین تو راو اپنے تین بھائیون اور جمعیت سمیت داراشکوہ کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ متعین ہو کر اجین کی لڑائی مین شریک ہوا اُس معرکے مین اس بہادر نے اپنی جان کو جان نہین سمجھا اور سب سے پہلے ہمت کر کے مع اپنے چھوٹے بھائی موہن سنگھ کے اورنگ زیب کے توپخانے پر جا گرا اور حملہ ہائے مردانہ سے ہراول کی صفون کو تہ و بالا کرتا ہوا خاص اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس جا پہونچا اور نہایت بے نظیر شجاعت کے ساتھ لڑ کر اپنی جان عزت پر قربان کر گیا اور کشور سنگھ کو سخت زخمی ہونے کے سبب ہمراہی لوگ بچا لائے۔ مکند سنگھ نے انتہ وغیرہ مقام کے محل بنوائے تھے۔ اور گھاٹہ مکندرہ جو ہاڑوتی اور مالوے کی سرحد ہے اُسی کے نام سے مشہور ہوا ہے۔

۳- راو جگت سنگھ

عالمگیر کے عہد مین مکند سنگھ کا بیٹا جگت سنگھ حاضر دربار ہوا باپ کا جانشین مقرر کیا گیا۔ دو ہزاری منصب کی

بادشاہ کے حکم سے دکن مین نوکری دیتا رہا اور سمت ۱۷۲۶ مطابق سنہ ۱۶۷۰ء (سنہ ۱۰۹۲ھ) مین لاولد انتقال کر گیا۔
جگت سنگھ کے بعد اُس کے چچا کنھی رام کا بیٹا پیم سنگھ گدی پر بٹھایا گیا لیکن چند روز مین سردارون نے
اُسے بے وقوف جان کر کوٹلہ کی جاگیر پر واپس بھیجدیا۔ جہان اب تک اُس کی اولاد موجود ہے اور رکند سنگھ
کے بھائی کشور سنگھ سانگود والا کو راج ملا عالمگیر بادشاہ نے بھی اسکی مسند نشینی منظور کر لی۔

۴۔ راؤ کشور سنگھ

یہ اپنے بھتیجے کے بعد راج پاکر شاہزادہ محمد اعظم شاہ کے ساتھ مہم بیجاپور مین متعین ہوا اور اس مہم مین
شجاعت و کارگذاری کے جوہر دکھا کر زخمی ہوا سنہ ۳۱ جلوس عالمگیری مین شاہزادہ محمد معظم کے ساتھ مہم
حیدرآباد مین مامور ہوا اور سنہ ۳۸ جلوس مین نقارہ مرحمت ہوا اور دکن مین سمت ۱۷۴۳ مطابق سنہ ۱۶۸۶ء مین
بادشاہی دشمنون سے مقابلہ کرکے مارا گیا۔ اس کے تین بیٹون بشن سنگھ۔ رام سنگھ۔ اور ہرناتھ مین سے بڑا
دکن کی لڑائی پر نہ جانے کے سبب راج سے محروم رہ کر انتہ کا جاگیردار بنا اور دوسرے رام سنگھ کو گدی حاصل ہوئی۔

۵۔ راؤ رام سنگھ

اپنے باپ کے مارے جانے کے وقت دکن مین متعین تھا ذوالفقار خان کی سفارش سے سنہ ۳۸ جلوس مین
کوٹے کی جاگیر پر عالمگیر نے اسکو سرفراز کیا اور اُس کا منصب جو اس وقت تک ششصدی تھا ہزاری
کر دیا رام سنگھ نے مرہٹون کی لڑائیون مین ذوالفقار خان کے ساتھ نہایت جان فشانی اور اخلاص سے خدمتین
انجام دین اور اُنکے صلے مین سنہ ۴۲ جلوس مین نقارہ مرحمت ہو کر سنہ ۴۸ جلوس مین منصب دوہزار و پانصدی
ذات و سوار سے معزز ہوا اور موئیدانہ پرگنہ بوندی کی جاگیر جس کی اُس کو بہت تمنا تھی مرحمت ہوئی۔ عالمگیر کے
انتقال پر بہادر شاہ کابل سے اور اعظم شاہ دکن سے مقابلے کو چلے پہلے کے ساتھ بوندی کا راؤ بدھ سنگھ اور دوسرے
کے ہمراہ رام سنگھ تھا جس کو اُس نے منصب چارہزاری سے سرفراز کیا تھا۔ لڑائی مین بہادر شاہ نے فتح پاکر راؤ
بدھ سنگھ کو راؤ راجہ خطاب دیا اور راؤ رام سنگھ وغیرہ اعظم شاہ کے ساتھ مارے گئے اسی وقت سے کوٹہ اور بوندی
والون کے آپس مین رنج پیدا ہوا۔

۶۔ راؤ بھیم سنگھ

اس نے سمت ۱۷۶۴ مطابق سنہ ۱۷۰۷ء مین اپنے والد کے مارے جانے کے بعد گدی پر بیٹھ کر کوٹے کو بڑے
درجے پر پہونچایا۔ سیرالمتاخرین مین لکھا ہے کہ بوندی کے راؤ بدھ سنگھ اور کوٹے کے راؤ بھیم سنگھ مین ملک موروثی
کی بابت عداوت تھی بدھ سنگھ نے راج پر تسلط پاکر بھیم سنگھ کو نکال دیا۔ بھیم سنگھ نے امیرالامرا حسین علیخان سے
مدد چاہی حسین علی خان نے اپنے بخشی کو مع چھ ہزار سوار کے بھیم سنگھ کی مدد پر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بدھ سنگھ کی تنبیہ
کے بعد باتفاق بھیم سنگھ و گج سنگھ صوبہ مالوہ کی سرحد پر جاکر دوسرے حکم کا منتظر رہے۔
اب مین اصل حال پر روشنی ڈالتا ہون کہ بہادر شاہ اور جہاندار شاہ کے بعد راؤ راجہ بدھ سنگھ کو

مصیبتون کا سامنا ہوا اور راؤ بھیم سنگھ نے سید عبد اللہ خان اور حسین علی خان وزیرون کی معرفت بادشاہی سند سے
قلعہ گاگرون - اہیرواڑہ - شیرگڑھ - سنگرول - بڑود - اور منوہر تھانہ وغیرہ مقامات حاصل کرنے کے بعد بوندی پر
حملہ کرکے ریاستی سامان رن سنگھ یعنی لڑائی کا نقارہ اور جھنڈا جو شاہجہان کی طرف سے راؤ رتن کو عطا ہوا تھا
چھین لیا - انکو واپس لینے مین بوندی والون کو کئی بار فریب کرنے پر بھی ناکامی ہوئی -

محمد شاہ کے عہد مین سید وزیرون کا بڑا مخالف نواب آصف جاہ نظام الملک فتح جنگ تھا جسکی اولاد مین
اب حیدر آباد والے ہین اس لئے وزیرون نے اُس کو مالوہ کی صوبہ داری سے معزول کرکے دلی بلایا اور اُس نے
بے آبروئی کے خیال سے اس حکم کی تعمیل نہ کی - سیدون نے خود دلی سے دور جانا مناسب نہ جان کر اپنے رشتہ دار
عالم علی خان - دلاور علی خان کوٹے کے راؤ بھیم سنگھ اور نرور کے کچھواہہ راجہ گج سنگھ کو بیس ہزار عمدہ فوج دیکر
نظام کی بیدخلی کے لئے روانہ کیا تجویز تھی کہ کامیابی کے بعد دلاور علی خان مالوے کا صوبہ دار ہو اور راؤ بھیم سنگھ کو
جو اس وقت سات ہزاری منصب پر پہونچا یا گیا تھا مہاراجہ خطاب اور تمام ہاڑوتی جاگیر مین ملکر جودھپور والے
اجیت سنگھ کے سوا دوسرے راجاؤن سے بادشاہی دربار مین اونچی نشست دلائی جا - غرضکہ یہ لوگ سمت ۱۷۷۷
مطابق ۱۷۲۱ء مین بوندی کو تباہ کرتے ہوئے مالوے مین پہونچے جہان اُنکو برہانپور کے قریب سات ہزار فوج سے
نظام الملک نے تباہ کردیا اور اُنکی سب اُمیدین خاک مین ملگئین - اس موقع پر اگرچہ راؤ بھیم سنگھ کامیاب نہو سکا
لیکن جو کچھ وہ چھوڑ گیا اُس کے بزرگون کی جاگیر سے زیادہ تھا اسی اُمید پر ساٹھ برس کے عرصے مین کوٹے کے چار رئیس
مکند سنگھ - کشور سنگھ - رام سنگھ - اور بھیم سنگھ خاص بادشاہی لڑائیون مین کام آئے - راؤ بھیم سنگھ کے بعد اُس کے
تین بیٹون ارجن سنگھ - شیام سنگھ اور درجن سال مین سے بڑے نے گدی پائی -

۷ - راؤ ارجن سنگھ

سمت ۱۷۷۷ مطابق ۱۷۲۱ء جون مین اپنے والد کے مارے جانے کے بعد کوٹے کا مالک ہوا اسنے مادھو سنگھ
جھالا کی بہن کے ساتھ شادی کی جس کے رشتہ دارون مین سے کچھ عرصے کے بعد ظالم سنگھ نامور شخص پیدا ہوا
راؤ کے چار سال راج کرکے لاولد فوت ہوجانے پر اُس کے چھوٹے بھائیون مین سے شیام سنگھ کے مارے جانے
کے بعد درجن سال نے راج پایا -

۸ - راؤ درجن سال

اس کو سمت ۱۷۸۱ مطابق ۱۷۲۵ء مین محمد شاہ کی طرف سے راج تلک اور خلعت ملا سمت ۱۷۹۵ مطابق
۱۷۳۹ء مین مرہٹون کو رسد وغیرہ کی مدد دینے کے عوض اسے قلعہ ناہرگڑھ حاصل ہوا اور اس کے دوسرے سال
ہمت سنگھ جھالا قلعہ دار کا بھتیجا ظالم سنگھ پیدا ہوا جس کے نامۂ اعمال سے ہاڑون کی پچھلی تاریخ بھری ہوئی ہے
اس راؤ کو میواڑ کے مہارانا جگت سنگھ دوم نے اپنی بیٹی بیاہ کر بائین طرف گدی پر بیٹھنے کی عزت دی اور اسکے نام
دوسرے رئیسون کی طرح خریطہ لکھا جانا جاری کیا - سمت ۱۸۰۰ مطابق ۱۷۴۴ء مین جیپور کے راجہ ایشوری سنگھ نے

بوندی دبا کر کوٹے پر اپنی فوج بھیجی جس کو نقصان اُٹھاکر واپس جانا پڑا سمت ۱۸۰۵ مطابق ۱۷۴۹ء مین راؤ نے
ہلکر کے ہمراہ مدد دے کر اُمید سنگھ کو بوندی واپس دلائی جس کے سبب کوٹے کو مرہٹون کا خراج گذار بننا پڑا۔
دوسرے سال راؤ نے قلعہ گوگور کے کھیچی چوہانون کو تابع کرنا چاہا لیکن اس مین ناکامی ہوئی سمت ۱۸۱۳ مطابق
۱۷۵۷ء مین راؤ دُرجن سال لاولد انتقال کر گیا اور راؤ کشور سنگھ کا پوتا اور بشن سنگھ جاگیردار انتہ کا بیٹا
اجیت سنگھ اسّی برس کی عمر مین راج کا مالک کیا گیا

۹- راؤ اجیت سنگھ

یہ گدی پر بیٹھکر ڈھائی برس کے بعد فوت ہو گیا اور اس کے تین بیٹون چتر سال (شتر سال) گمان سنگھ
اور راج سنگھ مین سے بڑے کو ریاست ملی اسوقت ہمت سنگھ جھالا کے مرنے سے اُسکا بھتیجا ظالم سنگھ قلعہ دار تھا۔

۱۰- راؤ شتر سال اول

سمت ۱۸۱۶ مطابق ۱۷۶۰ء مین مسند نشین ہوا جس کے دوسرے سال جیپور کے راجہ مادھو سنگھ نے
کوٹے پر فوج بھیجی لیکن وہ بھٹورہ مقام سے ظالم سنگھ کی دلیری کے سبب جس نے کہ ہلکر کو بھی مدد کیلئے بلالیا تھا
واپس گئی سمت ۱۸۲۳ مطابق ۱۷۶۶ء مین راؤ شتر سال کے لاولد فوت ہو جانے سے اُس کا چھوٹا بھائی
گمان سنگھ راج کا وارث ہوا۔

۱۱- راؤ گمان سنگھ

اس نے راج پاکر ظالم سنگھ کی جاگیر ضبط کر لی تھی جس سے وہ اودیپور مین جا رہا لیکن جب اُسکی چالاکیاں
وہان کامیاب نہوئین تو وہ واپس کوٹے کو آ گیا راؤ نے کچھ عرصے تک اُس پر توجہ نہ کی مگر جب مرہٹون نے لڑائی
کر کے کوٹے کو بہت نقصان پہونچایا تو ظالم سنگھ کی معرفت چھ لاکھ روپیہ فوج خرچ دیے جانے پر صلح ہوئی اس
کارگذاری کے عوض راؤ نے ظالم سنگھ کو ناندتہ کی قدیم جاگیر بحال کر دی۔
سمت ۱۸۲۷ مطابق ۱۷۷۱ء مین راؤ گمان سنگھ نے اپنی سخت بیماری کے سبب زندگی سے نااُمید ہو کر
اپنے دس برس کے بیٹے اُمید سنگھ کو حفاظت کی غرض سے ظالم سنگھ کی گود مین بٹھایا جس سے راؤ کے مرنے
کے بعد اُس کو کم عمر رئیس اور کم طاقت ریاست پر ہر طرح کا دخل حاصل ہو گیا۔

۱۲- راؤ اُمید سنگھ

اس کے پچاس برس عہد مین دیوان ظالم سنگھ کو سیاہ و سفید کرنے کا بالکل اختیار تھا جس کسی نے
اُس کو روکنا چاہا وہ جلاوطن یا قید و قتل کیا گیا۔ اکثر سردارون کی جاگیرین بالکل ضبط یا بہت کم باقی
رہ گئین سمت ۱۸۶۰ مطابق ۱۸۰۴ء مین ظالم سنگھ نے علاقے کا دورہ کر کے پچیس لاکھ سالانہ کی عوض ۳۵
لاکھ جمع قائم کی جس سے کسان غیر علاقون مین بھاگ گئے اور اُنکی جگہ جاگیردارون کو زمینین ضبط ہونے سے
کھیتی کرنی پڑی۔ پانچ برس کے بعد دیوان نے مالگذاری اور راہداری کے سوا کئی قسم کے واہیات محصول

جاری کئے۔ بیوہ عورتون سے دوسری شادی کرنے کا محصول فقیر اور جوگیون سے تو نمبردار اور بھنگیون سے جھاڑو برار لیا جانا قرار پایا۔ جو دس برس کے بعد چارنون اور بھاٹون کی ہجو سے تنگ آکر اُس کے بیٹے مادھو سنگھ نے معاف کرایا لیکن ہجو کرنے والون سے رنج کے سبب دیوان نے تاکیدی حکم جاری کیا کہ بھاٹ اور برہمن وغیرہ کسی محصول سے بری نہ سمجھے جائین۔

سنہ ۱۸۰۴ء مین کرنل مونسن کو جبکہ وہ ہلکر سے شکست پاکر کوٹے مین آیا رسد وغیرہ پہونچانے کے سوا دیوان نے کوئی مدد نہ دی جس سے سرکار کو ناراضی ہوئی دوسری طرف ہلکر نے چڑھائی کرکے دس لاکھ روپیہ طلب کیا لیکن امیر خان وغیرہ ظالم سنگھ کے دوستون نے ملاقات پر فیصلہ ٹھہرایا۔ ظالم سنگھ خود فریبی تھا اور فریبون کو خوب پہچانتا تھا اس لئے اُس نے چنبل دریا کے اندر کشتیون کے ذریعہ سے ملاقات منظور کی دونون فوجین مقابل کنارون پر ٹھہری رہین ایک طرف سے ظالم سنگھ جو بالکل اندھا ہوگیا تھا اور دوسری طرف سے ہلکر جو کانا تھا دو کشتیون مین بیٹھ کر ملے ہلکر اپنی ضرورت اور ظالم سنگھ کی مروت سے تین لاکھ روپے لیکر چلا گیا۔ ظالم سنگھ کے تحت مین بیس ہزار جرار فوج تھی۔ اُس نے فوجی عہدون پر مسلمان پٹھان اور ملکی کامون پر مرہٹہ پنڈت نوکر رکھے تھے دلیل خان اور محراب خان اُس کے بڑے اعتباری مصاحب تھے جنکی تجویزون سے کوٹے کا مضبوط قلعہ اور نیا شہر جھالراپاٹن نام بن کر تیار ہوا۔

سمت ۱۸۷۴ مطابق سنہ ۱۸۱۷ء مین دیوان ظالم سنگھ نے انگریزی پولٹیکل افسر کو جو ہاڑوتی مین مقرر ہوا اور جنرل سرجان مالکم کو جو پریشانی مین دکن سے آرہا تھا عمدہ مدد دی اس لئے سرکاری طرف سے چار پرگنے دیگ سنپچ پہاڑ۔ اہوہ۔ اور گنگرار جو ہلکر کی طرف سے اُس کے ٹھیکے مین تھے انعام کے طور پر اُس کو دیے گئے۔ لیکن اُس نے ایک بڑی ریاست کا مختار رہنے کے عوض مختصر علاقے کا جاگیردار بننا پسند نہ کرکے چارون پرگنون کی سند راؤ اُمید سنگھ کے نام جو نام کے لئے راج کا مالک تھا۔ گورنمنٹ سے حاصل کی۔ اسی سال سرکاری عہدنامہ کوٹے سے منعقد ہوا جس مین ضمیمہ کے ذریعہ سے مسٹر مٹکاف رزیڈنٹ نے کسی سبب سے راج رانا ظالم سنگھ اور اُس کی اولاد کا ہمیشہ کو عہدہ دیوانی پر مختار رہنا درج کرایا یہی کچھ مدت کے بعد ریاست جھالراپاٹن کے علحدہ ہونے کی بنا ہوئی۔

سمت ۱۸۷۶ مطابق سنہ ۱۸۱۹ء ماہ نومبر مین راؤ اُمید سنگھ کے انتقال پر اُس کے تین بیٹون کشور سنگھ۔ بشن سنگھ اور پرتھوی سنگھ مین سے بڑا کنور ۵۴ سال کی عمر مین گدی پر بیٹھا۔

۱۳۔ راؤ کشور سنگھ دوم

سمت ۱۸۷۶ مطابق سنہ ۱۸۱۹ء مین نام کے لئے راج کا مالک ہوا۔ اس نے ظالم سنگھ کے بے حد اختیارات ضبط کرنے چاہے جس مین اُس کو ناکامی ہوئی۔ کیونکہ پولٹیکل افسر دیوان کا مددگار تھا کئی بار صفائی اور تکرار ہوتے ہوتے راؤ سمت ۱۸۷۸ مطابق سنہ ۱۸۲۱ء مین تنگ ہوکر اول بوندی اور پھر بندرابن کو چلا گیا۔

خرچ نہ رہنے سے واپس کوٹے مین آیا اس وقت دیوان یعنی نوکر کی سختی اور راؤ کی تنگدستی پر راجپوتانے کے ہر ایک رئیس کو افسوس تھا اگر انگریزی سلطنت کا قیام اور عہد نامہ طے نہ پاجاتا تو ظالم سنگھ بے شک راج دباکر کوٹے کا راجہ بن جاتا۔ مجبوراً اُس نے عہد نامے کے موافق اپنا عہدہ قائم رہنے کے واسطے سرکار سے مدد مانگی۔

ظالم سنگھ اپنی سفید داڑھی کو مالک کے ساتھ مقابلہ کرکے بدنامی کا داغ لگانے سے بچنے کی فکر مین تھا لیکن شوق حکومت نے سب باتین بھلا دین یکم اکتوبر ۱۸۲۱ء کو لڑائی کا سامان ہو گیا۔ دیوان آٹھ پلٹنین چودہ رسالے اور تیس توپین لیکر تیار ہوا اور انگریزی فوج جس مین دو پلٹنین چھ رسالے اور ایک توپخانہ تھا اُس کی مدد کو دہنی طرف جمائی گئی اشارہ ہوتے ہی دیوان کی فوج نے حملہ کیا جس کو راؤ صاحب کے بہادر راجپوتون نے روکا رئیس ساتھیون سمیت دبکر ندی پار اُتر گیا جہان دوبارہ دھاوہ کئے جانے پر اُس کے ہمراہیون نے دو انگریزی رسالون کو ہٹا دیا جس مین کرنل برچ سخت زخمی ہوا اور لفٹننٹ کلارک اور ریڈ رجان سے مارے گئے آخر تمام فوج اور انگریزی توپخانے کی مار سے راؤ جوار کے گنجان کھیتون مین ہوکر نکل گیا اور اُس کا چھوٹا بھائی پرتھوی سنگھ لڑکر مارا گیا۔ ہاڑوتی کی سرحد سے پولٹیکل افسر نے فوج کو روک لیا کیونکہ دیوان کا عہدہ بحال رکھنے کے سوا غیر علاقون مین فساد پھیلانے کی اجازت نہ تھی۔

راؤ ہاڑوتی سے نکل کر میواڑ مین ناتھ دوارہ مقام کو چلا گیا۔ جہان سے اُس کے اکثر ساتھی علیحدہ ہو گئے اور اُس نے مذہبی اعتقاد سے کوٹے کو شری کرشن کے نام پر نذر کردیا۔ جس کے سبب قلعۂ کوٹہ کا پانچ ہزار روپیہ سالانہ پہلی دی ہوئی جاگیر کے سوا کرایے کے طور پر اب تک ادا کیا جاتا ہے۔ کچھ دنون کے بعد مہارانا بھیم سنگھ کی صلاح سے میجر ٹاڈ کی معرفت صفائی ہو کر راؤ کے کوٹہ جانے پر دیوان نے اُس کو خاطرداری سے رکھا۔

جیٹھ سدی ۸ سمت ۱۸۸۰ مطابق ۵ جون ۱۸۲۴ء کو چوراسی برس کی عمر مین ظالم سنگھ کے مرنے پر اُس کا بیٹا مادھو سنگھ دیوان مقرر ہوا جس نے رئیس کو خوش رکھا۔ سمت ۱۸۸۴ مطابق ۱۸۲۸ء مین راؤ کشور سنگھ اور تھوڑے دنون کے بعد مادھو سنگھ مر گیا۔ رئیس کا کنور رام سنگھ اور دیوان کا بیٹا مدن سنگھ اپنے حق اور عہدے پر قائم ہوئے جنکے آپس مین کبھی اتفاق نہونے سے کوٹے کا تہائی حصہ نکل کر دیوان کے لئے ایک علیحدہ ریاست جھالراپاٹن پیدا ہوئی۔

۱۴- مہاراؤ رام سنگھ دوم

اس نے گدی پر بیٹھ کر دیوان مدن سنگھ سے کبھی رضامندی اور اطمینان ظاہر نہ کیا اور سمت ۱۸۹۰ مطابق ۱۸۳۴ء مین بڑے فساد کا اندیشہ پیدا ہوا اس لئے سمت ۱۸۹۴ مطابق ۱۸۳۸ء مین مہاراؤ کی منظوری سے جو کسی دباؤ یا فریب سے حاصل کی گئی دیوانی اور مختاری کے عہدے سے مدن سنگھ کا استعفا منظور ہو کر سرکاری حکم کے موافق راج کوٹہ کی چھتیس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی مین سے ایک تہائی یعنی بارہ لاکھ آمدنی کے سترہ پرگنے دیوان کو علیحدہ جاگیر کے طور پر دیئے گئے اور نئی ریاست جھالراپاٹن نام قائم ہو کر وہان کے رئیس کو

میواڑ کے جھالا سرداروں کی طرح راج رانا کے عوض مہاراج رانا خطاب انگریزی سرکار سے ملا۔ اس کی بابت ایک نیا عہد نامہ ایک طرف مہاراؤ رام سنگھ دوم اور دوسری طرف کپتان لڈلو پولٹیکل اجنٹ اور کرنل آلوس رزیڈنٹ راجپوتانہ کے دستخط سے تحریر ہوکر کوٹہ کا ایک تہائی خراج یعنی اسی ہزار روپیہ سالانہ جھالراپاٹن کے ذمے قرار پایا اور ایک کنٹنجنٹ فوج بھرتی ہوکر اُس کے خرچ کو تین لاکھ روپے سالانہ کوٹے سے لیا جاتا مقرر ہوا جو مہاراؤ صاحب کی ہمیشہ تکرار رہنے کے سبب سمت ۱۹۰۱ مطابق سنہ ۱۸۴۴ء سے دو لاکھ رہ گیا۔ اس موقع پر خلاف دستور ایک تہائی راج دیوان کے لئے تقسیم ہو جانے پر بھی تمام فوج خرچ تنہا کوٹے کے ذمے قائم کرکے جھالراپاٹن کو اُس سے بالکل بری رکھنا غیر مناسب ہوا۔

سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں کنٹنجنٹ فوج نے باغی ہوکر میجر برٹن پولٹیکل اجنٹ اور اُس کے دو بیٹوں کو قتل کر ڈالا مہاراؤ نے اپنے رنج وغم یا کم طاقتی کے سبب فسادیوں کو سزا دینے کی کوشش نہ کی جس پر انگریزی سرکار سے اُس کی سلامی سترہ توپ کے عوض تیرہ توپ کردی گئی لیکن کچھ عرصے کے بعد دوسرے رئیسوں کی طرح کوٹے کو بھی گود لینے کی سند ملکر کنٹنجنٹ کے عوض دیولی کی بے قواعد پلٹن بھرتی کی گئی جسکی بابت کوٹے کو دو لاکھ روپیہ سالانہ دینا پڑتا ہے۔ ۲۷ مارچ سنہ ۱۸۶۶ء کو مہاراؤ رام سنگھ دوم کے چونسٹھ برس کی عمر میں انتقال کرنے پر اُس کے بیٹے شترسال دوسرے کو راج ملکر کچھ آرام نہ ملا۔

۱۵۔ مہاراؤ شترسال دوم

سمت ۱۹۲۲ مطابق سنہ ۱۸۶۶ء میں اس کے مسند نشین ہونے کے بعد جناب ویسرائے بہادر نے کوٹے کی معمولی سلامی سترہ توپ بحال کردی۔ مہاراؤ نے شروع میں کسی قدر قرضہ وغیرہ کا بندوبست کیا لیکن پھر وہ ناتجربہ کاری کے سبب زیادہ شراب پینے کا عادی ہوکر غفلت میں پڑا جس کا انجام بے دخلی تھا سمت ۱۹۲۶ مطابق سنہ ۱۸۷۰ء میں پولٹیکل اجنٹ نے بدانتظامی کی رپوٹ کی کہ رشوت اور سفارش سے مقدمات طے پاتے ہیں۔ زبردست لوگ احکام کی تعمیل نہیں کرتے علاقے میں معمول سے زیادہ ہر جگہ محصول لے لیا جاتا ہے ہر ایک عہدے پر جس نے زیادہ نذرانہ دیا مقرر ہوگیا اور رعایا پر ظلم کرکے کسر نکالنی چاہی سالانہ جمع کا اکثر حصہ ٹھیکے دار کھا جاتے ہیں اور طلبی پر رشوت دیکر پیچھا چھڑاتے ہیں سرکاری خراج وقت پر کبھی ادا نہیں ہوتا۔ قرضہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ لوٹ مار کی واردات کثرت سے ہوتی ہیں۔ مینہ وغیرہ بدمعاشوں سے راج کے اہلکار ملے رہتے ہیں۔ کوٹری کے خاص سرداروں سے رنج رہتا ہے۔ یہ کوٹری کی جاگیریں شروع میں بوندی سے ملی تھیں۔ جب اکبر کے وقت میں قلعہ رنتھنبور دلی کی سلطنت میں شامل ہوا تو یہ لوگ بھی خالصے کے جاگیردار بن گئے۔ محمد شاہ کے مرنے کے بعد قلعہ دار نے رنتھنبور حفاظت کے لئے جیپور والوں کو سونپ دیا تو اُنھوں نے کوٹری والوں پر اپنا خراج قائم کیا لیکن آپس میں کبھی اتفاق نہ ہوتا تھا اس لئے راج رانا ظالم سنگھ نے کوٹری والوں کو کوٹے کے متعلق کرکے سالانہ خراج ادا کرنے کا ذمہ لیا۔ اُس وقت سے برابر یہی عمل چلا آیا۔ علاقہ کوٹری کے سات سردار مہاراج کہلاتے ہیں

جن مین (۱) اندرگڑھ کی جاگیر تین لاکھ اور (۲) کھتولی کی ایک لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب ہے باقی (۳) گینتا (۴) پیلیدہ (۵) کرور (۶) بلون اور (۷) انتروده کی کم تعداد مین ہے ان جاگیردارون سے جیپور کی دست اندازی دور کراکر خراج کا تعلق کوٹے کے ساتھ کرایا گیا لیکن پھر برخلافی اور عام شکایت پیدا ہوئی جس کے باعث سرکاری طرف سے دوسرے انتظام کی ضرورت لازم آئی۔

سرکاری انتظام

کئی پشت سے کوٹے والون کی قسمت مین یہی لکھا تھا کہ وہ نام کے لئے مالک کہلاکر راج سے بے اختیار رہین راؤ اُمید سنگھ اور کشور سنگھ دوم کے سامنے ظالم سنگھ کا دور دورہ رہا۔ مہاراؤ رام سنگھ نے تہائی راج بانٹ دیا اور اب مہاراؤ شتر سال دوم کو سات برس حکومت کرنے کے بعد بدانتظامی کے سبب بے اختیاری مین دن کاٹنے پڑے۔ مہاراؤ نے ریاستی مشکلون سے تنگ آکر پولیٹیکل اجنٹ کی صلاح کے موافق سرکاری انتظام ہونے کی درخواست کردی جس پر سمت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۳ء ماہ اکتوبر مین ممتاز الدولہ نواب حاجی سر فیض علیخان بہادر کے۔سی۔ایس۔آئی جو انگریزی علاقے کا ع.ت دار جاگیردار ہونے کے علاوہ جیپور مین بخشی اور وزیر رہ چکا تھا کوٹے کا سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا گیا اور ریاست کے اندر اُس کی نو توپ کی سلامی قرار پائی۔

نواب مختار نے اگلے سو پرگنون کے عوض تمام علاقہ آٹھ نظامتون مین تقسیم کرکے صدر مین دیوانی۔فوجداری مال اور کونسل اپیل اپنے ماتحت قائم کی۔ قرض خواہون نے سود پر سود لگانے اور وصول رقم کا سود مجرا نہ دینے سے لوتے لاکھ کا دعوےٰ پیش کیا جو سرکاری حکم کے موافق تحقیقات ہوکر فی روپیہ نو دس آنے کے حساب سے بیالیس لاکھ انتیس ہزار تسلیم کیا گیا۔ رئیس کے ذاتی۔ ملکی اور فوجی مصارف مین نو لاکھ سالانہ کے قریب کمی ہوکر ساڑھے اٹھارہ لاکھ کل سالانہ خرچ قائم رکھا گیا۔ تھوڑے عرصے مین نواب مختار نے بہت سے نقص دور کیے تھے کہ بعض خوشامدی لوگون نے رئیس کو نواب سے رنجیدہ کردیا اور خوف دلایا کہ جھالاوار کی طرح نواب مختار کے لئے بھی کوئی ملکی حصہ تقسیم ہوجائے گا۔

سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ء ماہ ستمبر مین نواب سر فیض علی خان نے تین سال انتظام کے بعد کارکن رہ کر استعفا دیکر علحدگی اختیار کی جس کے بعد کپتان ایبٹ اور پھر میجر باولٹ منتظم ہوئے سمت ۱۹۳۶ مطابق ۱۸۸۰ء سے میجر بیلی کا تقرر ہوا یہ انتظام مہاراؤ شترسال ثانی کی وفات تک ۱۸۸۹ء تک رہا۔

۱۶۔ مہاراؤ اُمید سنگھ دوم

مہاراؤ شترسال دوم کی وفات کے بعد موجودہ والی ریاست مہاراؤ اُمید سنگھ ثانی کہ ۵ ستمبر ۱۸۷۳ء کو پیدا ہوئے تھے اور جو کہ مہاراج چھگن سنگھ جاگیردار کوٹرا کے جو کوٹے کے نزدیک ایک جاگیر ہے بیٹے اور شترسال دوم کے متبنے تھے ۱۱ جون ۱۸۸۹ء کو مسند نشین ہوئے اُنھون نے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی اور اُنکو کچھ اختیارات ۱۸۹۲ء مین ملے جب ظالم سنگھ ثانی والی جھالاوار معزول ہوا تو ریاست کوٹہ کو ۵ اضلاع اُن اضلاع مین سے ملے

جو سنہ ۱۸۳۸ء مین کوٹے سے ریاست جھالاواڑ قائم کرنے کو علٰحدہ کئے گئے تھے۔ اور آمدنی ریاست کی ۱۴۴۰۳۰۶ روپیہ سالانہ کی ہوگئی۔

مہاراؤ امید سنگھ ثانی کو سنہ ۱۹۰۱ء مین کے۔سی۔ایس۔آئی کا خطاب ملا۔ اور سنہ ۱۹۰۳ء مین آنریری میجر ۴۲ دیولی رجمنٹ کے بنائے گئے۔ اور سنہ ۱۹۰۸ء مین جی۔سی۔آئی۔ای کا خطاب عطا ہوا اور سنہ ۱۹۱۲ء مین دہلی دربار کے موقع پر ملک معظم جارج پنجم نے اُنکو جی۔سی۔ایس آئی کا خطاب دیا۔ بعد دربار دہلی ملکہ معظمہ نے ۲۵ دسمبر سے ۲۸ دسمبر تک کوٹے کو شرف قدوم بخشا شہنشاہ اڈورڈ ہفتم کی تاج پوشی پر اس ریاست نے بقایا لگان زمین کی بابت زمینداروں کو پچاس لاکھ روپیہ معاف کرکے برٹش گورنمنٹ کی خیر اندیشی کا ثبوت دیا۔

فصل تاریخ جھالاواڑ

جغرافیہ

جھالاواڑ جس کی راجدھانی کا نام جھالراپاٹن ہے مشرقی جنوبی راجپوتانے مین سب سے پچھلی اور آمدنی کے لحاظ سے دوسرے درجے کی ریاست ہے۔ جس کے شمال مین کوٹہ اور درہ مکندرہ مغرب مین علاقہ ہلکر جنوب مین پرگنہ پڑاوہ علاقہ ٹونک و ملک ہلکر و سیندھیا وغیرہ مشرق مین پرگنہ چھپڑہ علاقہ ٹونک اور ملک گوالیار ہے رقبہ دو ہزار پانسو میل مربع کے قریب آبادی تین لاکھ چالیس ہزار پانچسو آدمی فوج سوار و پیدل چار ہزار آمدنی خالصہ اُنیس لاکھ روپیہ سالانہ اور صرف ایک لاکھ سالانہ کی زمین چھوٹے جاگیرداروں وغیرہ کے قبضے مین ہے۔

یہ ریاست عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۴۶ دقیقہ اور ۲۴ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۷۶ درجہ ۸ ۵ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اور خاص دارالریاستہ کے شہر کا موقع عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۱۲ دقیقہ پر ہے چونکہ اس ریاست کے راجگان قبیلۂ جھالا سے تعلق رکھتے ہین اس سبب سے یہ ریاست جھالاواڑ کہلاتی ہے لیکن سنہ ۱۸۹۶ء مین مہاراج رانا ظالم سنگھ دوم کی معزولی کے وقت پھر بہت سا علاقہ اس ریاست کا کٹ کر کوٹے کی ریاست مین شامل ہوکر یہ ریاست چھوٹی رہ گئی جس کی تفصیل آگے آتی ہے اور کوٹے کے بیان مین گزر چکی۔

علاقے مین اکثر جگہ پہاڑ اور جھاڑی پھیلی ہوئی ہے لیکن بنائے ریاست کے وقت کوٹے مین سے سرسبز مقامات چھانٹ لینے کے باعث علاقۂ ہاڑوتی مین جھالراپاٹن کی زمین سب سے زیادہ عمدہ اور آبادگنی جاتی ہے اسی لئے بارہ لاکھ جمع کے جو پرگنے لئے گئے تھے اُنسے بیس لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب آمدنی ہونے لگی شہر جھالراپاٹن بقول کرنل ٹاڈ رونق اور خوبصورتی مین جیپور سے دوسرے درجے پر اُسی کے نقشے کے موافق راج رانا ظالم سنگھ دیوان کوٹہ کا بسایا ہوا ہے۔ وہان ساہوکارون کی زیادہ آبادی سے سوداگری وغیرہ کو بہت ترقی ہے۔ جھالراپاٹن کی

چھاؤنی سے تین میل کوٹے والون کا قلعہ گاگرون ہے جس کو رئیس جھالراپاٹن اپنے قلعہ شاہ آباد سے جو زیادہ
فاصلے پر ہے بدلنے کی ہمیشہ آرزو رکھتے ہین لیکن کوٹے والے جو تہائی ملک نکلجانے کے رنج کو کبھی نہین بھول سکتے
یہ بات ہرگز نہین منظور کرتے اگرچہ انتظام مین کیسی ہی مشکلین پیش آتی رہین۔

قوم اور تاریخ

جھالراپاٹن کے رئیس جھالا قوم کے راجپوت ہین جس کی زیادہ تفصیل قومی بیان مین کی گئی ہے انکا
قدیم وطن ہندوستان مین علاقہ کاٹھیاواڑ ہے۔ اور راجپوتانہ مین یہ لوگ میواڑ والون کی بدولت عمدہ
کارگذاری کے سبب قیام پذیر ہوئے جن مین کے کئی سردار اب تک اودیپور کے ماتحت جاگیردار ہین ظالم سنگھ
مقام ہلود علاقہ کاٹھیاواڑ کے سردار کی اولاد مین سے تھا۔ کاٹھیاواڑ کا نام کاٹھی راجپوتون کے زیادہ قیام کے
سبب پیدا ہوا تھا جہان اب چند ریاستی جاڑیجہ قوم کی حکومت ہے اور جھالا انکے ماتحتون مین ہین۔ ہلود والونکی
چھوٹی شاخ مین سے ایک شخص بھاؤ سنگھ نام نے عالمگیر بادشاہ کے مرنے کے بعد اس وقت سے ایک سو بیس
تخمیناً پہلے نوکری کی تلاش مین اپنا وطن چھوڑا تھا۔ بھاؤ سنگھ کا بیٹا مادھو سنگھ جھالا کوٹے کے راؤ بھیم سنگھ
کے پاس آکر نوکر رہا اور اُس کی بہن کے ساتھ راؤ کے بیٹے درجن شال کی شادی ہوئی اس رشتہ داری کے سبب
تا ندرتہ گانؤن کی جاگیر اور فوجداری کا عہدہ جس مین فوج کی افسری اور قلعہ کی حفاظت شامل تھی اُس کو ملا
کوٹے مین اُس کا خطاب ماماں یعنی ماموں مشہور رہا۔ مادھو سنگھ کے بعد مدن سنگھ فوجدار ہوا اور اُس کے
مرنے کے بعد ہمت سنگھ نے باپ کی جگہ سنبھالی۔ ہمت سنگھ جھالا کے مرنے کے بعد اُس کے بھتیجے ظالم سنگھ نے
جو سمت ۱۷۹۶ مطابق ۱۷۴۰ع مین پیدا ہوا تھا ۱۸ سال کی عمر مین ۱۷۵۸ع مین فوجداری کا عہدہ پاکر اپنے بزرگون
کے نام کو زیادہ مشہور کیا جس کا مفصل احوال کوٹے کی تاریخ مین درج کئے جانے کے سبب بہان پر مختصر لکھا جاتا ہے
ظالم سنگھ جھالا کوٹے کے آٹھوین راؤ درجن شال کے عہد مین پیدا ہوا۔ نوین راؤ اجیت سنگھ کے
وقت مین وہ کوٹے کا فوجدار مقرر ہوا دسوین راؤ شتر سال کے سامنے بمقام بھٹوارا جیپور کی فوج پر فتح پانے
کے سبب اُس کی زیادہ ناموری ہوئی لیکن گیارھوین راؤ گمان سنگھ کے وقت مین رنجش کے سبب جھالا نے
کوٹہ چھوڑکر اودیپور مین وہان کے ماتحت جاگیردار دیلواڑہ کی معرفت نوکری کرلی اور یہان راج رانا کا خطاب
مہارانا سے حاصل کیا اور جب وہان اُس کی تدبیرین پیش نہ گئین تو اُس نے واپس کوٹے مین آکر موقع کا انتظار کیا
آخر راؤ گمان سنگھ اور مرہٹون کی برخلافی اُس نے صلح کے ذریعہ سے دور کرادی جس سے رئیس کوٹہ اُس پر پھر
مہربان ہوا اور مرنے سے پہلے اپنے کم عمر بیٹے اور راج کی حفاظت اُس کے سپرد کی۔ بارھوین راؤ امید سنگھ کے
پچاس برس عہد مین جھالا دیوان نے بڑی قوت پاکر خود مختاری سے کام کیا اور تیرھوین راؤ کشور سنگھ کے شروع
عہد مین اُس نے سرکار انگریزی کی مدد سے اپنے بے قید اختیار و حکومت کو جس کی ضبطی کا واجبی ارادہ
رئیس نے کیا تھا لڑائی کر کے قائم رکھا۔ پھر باہم صلح ہونے کے بعد سمت ۱۸۸۱ مطابق ۱۸۲۴ع ۵ جون کو چوراسی

سال کی عمر پاکر راج رانا ظالم سنگھ کا انتقال ہوگیا۔ راج رانا ظالم سنگھ کے بعد اُس کا بیٹا مادھو سنگھ دیوانی کے عہدے پر مختار ہوا جس نے اپنی ہوشیاری سے رئیس کو خوش رکھکر چار برس کے اندر سمت ۱۸۸۴ مطابق ۱۸۲۸ء میں وفات پائی۔ مادھو سنگھ کے مرنے کے بعد اُس کے بیٹے مدن سنگھ نے دیوانی پر قائم ہوکر کوٹے کے چودھوین مہاراؤ رام سنگھ سے کبھی اتفاق حاصل نہ کیا جس کے سبب کسی طرح رئیس کی رضامندی لیکر سرکار انگریزی نے رعایت کے ساتھ کوٹے کا تہائی حصہ دیوان کے لئے نکالکر سمت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۸ء مین ریاست جھالرا پاٹن نام علیحدہ قائم کی یہان کا راجہ مہاراج رانا کہلاتا ہے اور ۱۵ ضرب توپ سلامی اُس کے لئے مقرر ہین غرضکہ اس وقت سے کُل چوراسی برس پہلے سرکاری عنایت سے سب سے اس آخری ریاست کی بنا راجپوتانے مین پڑی۔ جہان کے رئیسون کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ مہاراج رانا مدن سنگھ

اس کو سمت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۸ء مین کوٹے کی دیوانی سے استعفا دینے کے بعد مہاراؤ رام سنگھ کی منظوری سے ایک عہدنامہ کرکے سرکار انگریزی نے جھالرا پاٹن کا اول رئیس بنایا کوٹے کے تہائی علاقے کے حساب سے تہائی قرضہ اور تہائی خراج اسی ہزار روپیہ سالانہ جھالرا پاٹن کے ذمے قرار پاکر راج رانا کے عوض جو اودیپور کے ماتحت جھالا سردارون کا خطاب ہے مدن سنگھ اور اُس کی قائم مقام اولاد کے لئے مہاراج رانا خطاب تجویز ہوا اور دوسرے خودمختار رئیسون کی طرح گود لینے کی سند بھی اس شرط سے کہ ریاست راج رانا ظالم سنگھ کے خاندان سے نکلنے نہ پاوے عطا ہوئی۔ سمت ۱۹۰۱ مطابق ۱۸۴۵ء مین سات برس کے قریب راج کرنے کے بعد مہاراج رانا مدن سنگھ نے انتقال کرکے اپنے بیٹے پرتھوی سنگھ کو وارث چھوڑا۔

۲۔ مہاراج رانا پرتھوی سنگھ

اس نے اپنے والد کے بعد سمت ۱۹۰۱ مطابق ۱۸۴۵ء مین راج پاکر ۱۸۵۷ء کے غدر مین کئی یورپین افسرون کی حفاظت سے عمدہ طور پر سرکاری خیرخواہی ثابت کی کپتان بردس نے اُس کی تعریف مین لکھا کہ ہاڑوتی کے علاقے مین جس قدر رئیس بوندی کو تعصب ہے اُس کے خلاف جھالرا پاٹن سے سرکاری حکمون کی تعمیل بہت جلد ہوتی ہے۔ لیکن یہ نسبتی مقابلہ صحیح نہ تھا کیونکہ ہاڑوتی مین ریاست بوندی سب سے زیادہ پُرانی اور عزت دار ہے اور جھالرا پاٹن صرف کوٹے کے طفیل بالکل نئی انگریزی مہربانی سے قائم ہوئی ہے۔ سمت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۶ء مین مہاراج رانا آگرے کے مقام پر گورنر جنرل بہادر کے دربار مین شریک ہونے کے بعد بنارس وکلکتہ وغیرہ مقامات کی یاترا اور سیر کرکے ایک برس مین راجدھانی کو واپس آیا جب سے یہ ریاست قائم ہوئی اُس وقت سے راجپوتانے کے دوسرے رئیسون کو اس کے خودمختار اور اپنی برابر ماننے مین عذر تھا اس لئے پولٹیکل افسرون نے راجپوت قوم کے بزرگ ومعتبر رئیس مہارانا شنبھو سنگھ والی اودیپور سے اس معاملے مین مدد چاہی جنھون نے باوجود اپنے ماتحت سردارون کی برخلافی کے پولٹیکل اجنٹ کے کہنے کے موافق اپنی بلند حوصلگی اور خوش اخلاقی سے مہاراج رانا کو

اپنے بائیں طرف برابر بیٹھنے کی عزت دی۔
سمت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۳ء میں مہاراج رانا آبو۔ناتھ دوارہ اور اودیپور جا کر خوشی کے ساتھ واپس آیا
اس کے انتظام میں راج کی سالانہ آمدنی بیس لاکھ روپے تک پہونچی تھی لیکن فضول خرچی سے چودہ لاکھ روپیہ
قرض ہو گیا تھا تاہم اُس نے محل درست کرانے کے بعد چھاؤنی میں رونقدار بازار وغیرہ بنوایا۔ مہاراج رانا
پرتھوی سنگھ سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ۲۸۔ اگست کو بخار اور احتراق مثانہ کی بیماری سے چالیس برس
کی عمر کے اندر تیس سال راج کر کے فوت ہو گیا۔ اُس کے بعد کنور بخت سنگھ جس کا نام بعد کو ظالم سنگھ ہوا وارجہ
بڑی کوشش کے ساتھ سرکاری منظوری پر بیرون علاقہ کاٹھیاواڑ سے گود لیا گیا تھا راج کا وارث مانا گیا۔
لیکن ایک رانی کے حمل بیان کئے جانے سے کچھ عرصے تک مسند نشینی کی رسم ملتوی رہی۔ حمل کی بابت شک
ہونے پر پولیٹیکل افسر کی منشا سے سخت بندوبست کیا گیا کہ چالاکی سے کوئی فریب نہونے پائے آخر معمولی میعاد
گذرنے پر یہ بات غلط ثابت ہو کر متبنے حقدار رہا۔

۳۔مہاراج رانا ظالم سنگھ

سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء میں گود لئے جانے سے مدت کے بعد مسند نشین ہوا جبکہ اُس کی عمر بارہ سال
کی بیان کی جاتی تھی وہ میو کالج اجمیر میں تعلیم پاتا رہا اور دس برس تک راج کے انتظام پر کپتان ایبٹ پولیٹیکل
سپرنٹنڈنٹ رکھا گیا جس نے محل۔باغ اور سڑکیں وغیرہ درست کرا کر قرضے کے لئے قسط بندی کر دی۔
سمت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۶ء میں مہاراج رانا کو سرکاری طرف سے پورے اختیارات ملکی اعتیاط کیلئے
سپرنٹنڈنٹی کے عوض جھالراپاٹن میں ایک غیر معمولی ایجنسی قائم رکھی گئی جس کا خرچ بھی راج کے ذمے رہا یہ
جوان رئیس بائیس برس کی عمر میں ایک سال کے قریب خود مختاری سے حکومت کرنے پایا تھا کہ ماتحتوں کی
فریاد اور انگریزی افسروں کی ناراضی کے سبب سمت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء ۲۶ ستمبر کو میجر ایبٹ پولیٹیکل ایجنٹ نے
سرکاری حکم سے اُسکے اختیارات سلب کر کے خزانہ اور تمام ملکی نگرانی اپنے ہاتھ میں لی۔
چونکہ مہاراج رانا ظالم سنگھ کی قسمت میں ریاست کی حکومت لکھی ہی نہ تھی اس لئے اُس کی حرکات نے
بدنظمی پیدا کی اور اس امر نے اُسے ۱۸۹۶ء میں معزول ہی کرا دیا۔ اور اُس کو بنارس بھیجدیا گیا اُسکے اخراجات
کی ۳۰ ہزار سالانہ کی ایک رقم مقرر ہو گئی مہاراج رانا ظالم سنگھ ثانی کی معزولی کے ساتھ راج کے پندرہ اضلاع بھی
(اُن اضلاع میں سے جو کوٹے سے کٹ کر جھالاواڑ کی ریاست قائم کی گئی تھی) کوٹے کو دیدیے گئے۔ اس وجہ سے
اب راج جھالاواڑ کا رقبہ ۸۱۰ میل مربع اور آبادی ۹۶۲۱۵ نفوس رہ گئی جس میں ۱۰ قصبے اور ۴۱۱ گانوں ہیں اور
آمدنی ۹۰۶۸۱۵ روپیہ سالانہ ہے اور یادگار دربار تاج پوشی میں آمدنی پانچ لاکھ اور سلامی ۱۱ ضرب لکھی ہے چونکہ
لاولد تھا اس لئے مسند بھوانی سنگھ ولد ٹھاکر چھترسال فتح پور والا کو جو مادھو سنگھ فوجدار کوٹہ مورث خاندان جھالا
کی اولاد سے ہے دی گئی ہے۔

۴۔ مہاراج رانا بھوانی سنگھ

یہ مہاراج رانا ۴ ستمبر ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوئے انکی تعلیم میو کالج اجمیر مین ہوئی۔ انکو ۶ فروری ۱۸۹۹ء کو سر آرتھر مارٹنڈل اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے پورے اختیارات دیے۔ اپریل ۱۹۰۴ء مین وہ یورپ گئے اور نومبر مین واپس آئے مئی ۱۹۰۸ء مین انکو کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا۔ ۱۹۱۲ء مین وہ دوبارہ انگلستان جاکر ملک معظم کے شرف باریابی سے کئی بار مفتخر ہوئے۔ مہاراج رانا ایک علم دوست شخص ہین اُن کا سفرنامہ یورپ ۱۹۰۹ء مین میسرز لونگمین گرین اینڈ کو نے چھاپا ہے اُنھون نے ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۱ء کے قحط مین رعایا کی بڑی پرورش کی کیونکہ وہ غلہ بڑی مقدار مین خرید کر بازاری نرخ سے کہین کم نرخ پر فروخت کرتے تھے اور اُنھون نے چار لاکھ روپیہ بقایاے محاصل معاف کردیا یورپ کے پہلے سفر سے واپسی کے بعد اُنھون نے مذکورۂ ذیل اصلاحات کین۔ انگریزی ڈاکخانجات کو اپنی ریاست مین مکمل طور پر ترویج دی انگریزی سکہ وا وزان اپنی ریاست مین اختیار کئے۔ کئی چھوٹے چھوٹے محاصل بند کئے۔ ریاست کی کچہریون اور دفترون مین ناگری رسم خط کو رواج دیا۔ دوسرے سفر انگلستان سے واپسی کے بعد اُنھون نے ۶ لاکھ روپیہ رعایا کو معاف کیا۔

خاتمہ

اجمیر کے متعلقہ راجپوت جاگیردارون اور استمراردارون کے بیانمین

اجمیر

چوہانون کے نامور راجہ اجے پال نے اس شہر کو آباد کیا تھا یہ قدیم و مشہور شہر پہاڑ کے گھاٹے بلکہ حلقے کے اندر عرض بلد شمالی ۲۶-۲۹- طول بلد مشرقی ۷۴-۳۴ پر واقع ہے ہر طرف پہاڑ ہین اُن مین سے ایک دامن پر شہر آباد ہے اُس کی پختہ شہر پناہ ہے۔ شمال اور مغرب کی سمتون مین پانچ بڑے بڑے دروازے ہین اس شہر کو آباد ہوئے کوئی سترہ سو چوہتر برس کا عرصہ ہوا ہے۔ قدیم سے یہ شہر راجپوتانہ کا صدر سمجھا جاتا ہے۔ ہندوستان کے بادشاہ راجپوتانے کو اپنا تحت حکومت کرنے کے واسطے اجمیر کا لینا مقدم سمجھتے رہے ہین اور اسی طرح راجپوتانے کے رئیسون نے بھی علی العموم اپنا حاکم و سرپرست اُسی کو سمجھا ہے جو اجمیر پر قابض ہوا کیونکہ یہ شہر وسط راجپوتانہ مین واقع ہے۔ اجمیر کی چیف کمشنری کے متعلق زمین کا کل رقبہ دو ہزار سات سو گیارہ میل مربع ہے۔ اسلامی سلطنت کی بربادی کے بعد سے سیندھیا نے اس پر قبضہ کر لیا تھا جو صوبہ دار باپو راؤ سے اقرارنامہ ہوجانے پر ۱۸۱۸ء مین گورنمنٹ انگریزی کو ملا ہے۔

یہان کے قابل دید مقامات یہ ہین۔ اول درگاہ خواجہ صاحب کی درگاہ۔ اندرکوٹ۔ میو کالج۔ تارا گڑھ

دولت بلغ - میگزین اور سونے کا بنا ہوا جین مندر -

شہر کی فصیل سے باہر تارا گڈھ کے پست حصے مین جین مندرون کے کھنڈرات ہین مگر اب بھی باوجود شکستگی کے بہت عالی شان ہین جس احاطے کے اندر یہ مکانات ہین وہ راجہ اندر سین کا آباد کیا ہوا تھا - ہندی کی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اوپر چار ہزار برس پیشتر راجہ اندر سین نے یہ مقام بنوا کر اندر کوٹ نام رکھا یہ راجہ بودھ مذہب رکھتا تھا صدہا بتخانے پہلے اس مین تھے اور ان بتخانون کے روبرو سنگین باؤلیان بنی ہوئی تھین مسلمان بادشاہون نے ان بتکدون کو مسمار کرا دیا مگر مندرون کی باؤلیان اب تک موجود ہین اس کوٹ مین تمام مسلمان لوگ رہتے ہین - راجہ اندر سین کے زمانے مین یہ عالی شان بتخانہ تیار ہوا تھا یہ عمارت زمین سے بہت بلند کرسی کی ہے کل کام نہایت عمدہ سنگین بنایا گیا ہے اور عجیب نقاشی ہے اس مین صدہا مورتین اور اقسام اقسام جانورون کی صورتین تھین گو ہندی کتاب مین مبالغہ ہوتا ہم یہ تعمیر دو ہزار سال سے کم مدت کی نہین ہے جب سلطان شہاب الدین غوری ۵۹۵ھ ہجری مطابق ۱۱۹۸ء مین یہان آیا اس بتخانے کو خانۂ خدا بنایا مگر صرف اسی قدر تبدیلی کی کہ بتون کی صورتون کو بگاڑ کے عمارت کو بحال خود چھوڑا اور غربی دیوار کے بیچون بیچ ایک محراب سنگ مرمر کی بنا کر اُس پر بخط طغرا آیات قرآنی کندہ کرا کر تاریخ بنا لکھدی اور اس تغیر سے بتخانے کو خانۂ خدا کر کے نماز جمعہ بادشاہ نے اُس مین ادا کی چونکہ یہ سب کام دو ڈھائی دن کے عرصے مین تیار ہوا تھا اس واسطے اسے ڈھائی دن کا جھونپڑا اور ڈھائی دن کی مسجد بھی کہتے ہین - تاریخ تعمیر اُس محراب پر اس طرح کندہ ہے بتاریخ الحادی و العشرین جمادی الاٰخر سنہ خمسہ و تسعین و خمسمائہ اور دیوار غربی مین یہ عبارت مرقوم تھی فی تولیت ابی بکر بن احمد جمال الفضلہ بتاریخ ذی الحجہ سنہ ستہ و تسعین و خمسماۃ مگر یہ عبارت نہایت دقت سے پڑھی گئی الغرض اس سے اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ یہ تغیر جو بتخانے کو ہوا اور محراب اسلامی قائم ہوئی ابوبکر بن احمد اُس کا متولی تھا اکیسوین تاریخ جمادی الاخری ۵۹۵ھ ہجری کو یہ بتخانہ خانۂ خدا ہوا اور ذی الحجہ ۵۹۶ھ ہجری تک کار تعمیر جاری رہا اگرچہ شہاب الدین کے وقت مین صرف اسی قدر بتخانے کو تغیر ہوا تھا کہ دیوار غربی مین محراب بنوا کر بتون کی صورتین مسخ کر دی تھین - مگر شمس الدین التمش نے تو اس رہے سہے بتخانے کی عمارت کو بیخ و بنیاد سے اُکھڑوا ڈالا اور نئے سر سے ۶۱۴ھ ہجری مطابق ۱۲۱۷ء مین سنگ سرخ سے مسجد مضبوطی اور خوش اسلوبی کے ساتھ بنوائی برجون کے اندر پتھر کو نہایت کھود کر لگایا ہے محرابون پر بیلون کو کھودا ہے کتابے اُس پر نادر اور خوش خط کندہ ہین بخط طغرا سلطان شمس الدین کا نام پتھر کے مرغولون پر بالاے مینار کندہ موجود ہے -

اس شہر مین دوسرا مشہور مکان حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی درگاہ ہے خواجہ صاحب قصبۂ چشت مین کہ ہرات کے پاس واقع ہے اور ہرات خراسان مین ہے ۵۳۷ھ ہجری مطابق ۱۱۴۲ء مین پیر کے دن پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام سید غیاث الدین احمد اور والدہ کا نام بی بی ماہ نور ہے اور اقتباس الانوار مین آپ کی والدہ کا نام بی بی خاص الملکہ لکھا ہے اور بعض نے تاریخ تولد آپ کی عاشق نو لکھی ہے اس سے

ولادت آپ کی ۵۲۷ھ ہجری مطابق ۱۱۳۲ء مین معلوم ہوتی ہے تحفہ معینیہ مین تحریر کیا ہے کہ خواجہ صاحب ۵۶۱ھ ہجری مطابق ۱۱۶۵ء مین اجمیر پہونچے اور اول آنا ساگر کی گھاٹی مین دولت باغ کے قریب قیام رکھا زان بعد اندر کوٹ کے قریب جہان اُنکا مزار ہے اخیر عمر بسر کی آرائش محفل مین لکھا ہے کہ آپ نوے برس زندہ رہکر رجب کی چھٹی تاریخ ہفتے کے دن ۶۳۳ھ ہجری مطابق ۱۲۳۶ء مین رہگرائے ملک آخرت ہوئے۔ مجمع الواصلین مین آپ کی تاریخ وفات یہ لکھی ہے جس مین آپ کی عمر ستانوے سال مندرج ہے۔

روز جمعہ ششم رجب بودہ	کز جہان خواجہ نقل فرمودہ
نود و ہفت سال عمر شش بود	کان زمان نقل زجہان فرمودہ
سال نقلش بعزت و تمکین	گو سراج جنان معین الدین

پرتھی راج اُسی وقت مین تھا اور اُنکے روبرو ہی چوہانون کے خاندان کی سلطنت جاتی رہی اور مسلمانی بادشاہت شروع ہوئی اُنکی اولاد مین ایک دیوان جی کا خاندان کہلاتا ہے لیکن اکبر بادشاہ کے عہد مین اس خیال سے کہ خواجہ صاحب تنہا ہندوستان کو آئے اور پیچھے کوئی اولاد دریافت ہوئی اس خاندان پر کچھ شبہہ پیدا ہوگیا تھا اسی بنا پر درگاہ کے خادم لوگ زور شور کے ساتھ دیوان کی مخالفت کرتے ہین۔ لیکن خوش عقیدہ مسلمانون مین یہ روایت مانی ہوئی ہے کہ نوے برس کی عمر مین اُنکا نکاح ہوا اور نکاح کرنیکے بعد سات برس زندہ رہے اخبار الاخیار مین شیخ عبدالحق دہلوی نے بیان کیا ہے کہ خواجہ حسین ناگوری نے جو شیخ حمید الدین کی اولاد سے ہین برسون خواجہ معین الدین چشتی کے مزار کی جو اُس وقت تک خام اور مٹی کا ڈھیر تھا مجاورت کی اور یاد الہٰی مین مشغول رہے اس زمانے مین شہر اجمیر خراب حالت مین تھا اور اُس کے گرد جنگل مین شیر رہتے تھے اور خواجہ صاحب کی قبر پر کسی قسم کی عمارت نہ تھی اسی خواجہ حسین نے اُنکے مزار پر سب سے اول عمارت تیار کرائی۔ سلطان غیاث الدین بادشاہ مانڈو خواجہ حسین سے عقیدت رکھتا تھا اُس نے خواجہ حسین کو اپنے ہان بلوایا اور بہت سے تحفے اور مال و اسباب اور زر نقد پیش کیا خواجہ نے تو ان چیزون کو نہ لیا لیکن اُنکے بیٹے نے لیا اور باپ کی ہدایت کے بموجب تمام مال کو خواجہ معین الدین اجمیری اور اپنے دادا حمید الدین ناگوری کے روضون کی تیاری مین صرف کردیا۔

چنانچہ عمارت روضۂ خواجہ معین الدین کی تاریخ تیاری جو گنبد کی غربی دیوار مین سنگ مرمر کی جالی پر بخط نستعلیق تحریر ہے یہ ہے۔

از پئے تاریخ نقش گنبد خواجہ معین		گفت ہاتف گو معظم قبۂ عرش برین

اس تاریخ سے سنہ نوسو انتالیس ہجری نکلتے ہین لیکن غالباً یہ تاریخ نقاشی گنبد کی ہے کیونکہ سلطان غیاث الدین خلجی ۹۰۶ھ ہجری مین فوت ہوا اور یہ بھی پایا جاتا ہے کہ سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین بن سلطان غیاث الدین کے عہد مین یہ نقاشی گنبد کے اندر ہوئی اور بقول محرر مرآت آفتاب نما محمود بادشاہ مانڈو نے موجودہ عمارت روضے کی تیار کرائی ہے بعض کتابون مین لکھا ہے کہ روضے کا دروازہ ایک اور بادشاہ مانڈو نے تعمیر روضہ کے بعد بنوایا

در قبر خام پر شمس الدین التمش کے عہد مین درگاہ کی تعمیر شروع ہوئی تھی جو سنہ ۶۰۷ ہجری مطابق سنہ ۱۲۱۰ء مین مسند نشین ہوکر سنہ ۶۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۲۳۵ء مین فوت ہوا تھا اور خواجہ صاحب کا انتقال اس کے آخر عہد مین ہوا پھر اس کے بعد والون نے زیادہ وسعت دی یہ ثابت ہوتا ہے کہ روضے کے اندر نقاشی از سر نو خواجہ حسین اجمیری نے کرائی جسکو تخمیناً تین سو برس کے قریب عرصہ گذرتا ہے۔ خواجہ صاحب کے مزار پر سیپ کے کام کا چھپر کھٹ صندلی بنا ہوا ہے بنانے والے نے عجب سیپ کا باریک کام کیا ہے تعویذ مزار پر سنگ مرمر مین یاقوت رمانی جس کو عوام الناس لعل بدخشانی کہتے ہین جڑا ہوا ہے۔ چھپر کھٹ کے بیچ مین چاندی کا کٹہرا لگا ہوا ہے مگر پیشتر اس کٹہرے کی جگہ سونے کا کٹہرا لگا ہوا تھا۔ چنانچہ تزک جہانگیری مین جہانگیر بادشاہ لکھتا ہے کہ سنہ ۱۰۲۵ ہجری مین بسبب برآنے بعض مطالب کے مین نے نذر کی تھی کہ محجر طلائی جالیدار خواجہ بزرگوار کے مرقد پر ترتیب دین تائیسوین رجب کو تیار ہوا مین نے حکم دیا کہ لیجاکر نصب کرین ایک لاکھ دس ہزار روپے اُس کی لاگت مین صرف ہوے اس کٹہرے کے تھوڑے فاصلے سے دوسرا چاندی کا کٹہرا ہے جس کی ترمیم راجہ جے سنگھ سوای والی جیپور کے حکم سے شیخ محمد حیات اور حاجی منظور علی خان متولی آستانہ کے اہتمام سے ہوئی وزن اس کا بیالیس ہزار نوسو اکسٹھ تولہ تین ماشہ ہے یہ دونون کٹہرے جہان آرا بیگم بنت شاہ جہان نے بنوائے تھے بلکہ اُس نے تمام شاگرد پیشہ اپنا آستانے کی خدمت گذاری کے لئے نذر کر دیا اُن لوگونکی اولاد اب تک بدستور اپنے کار خدمت پر مقرر ہے۔ اکبر کو ابتدا مین نہایت اعتقاد تھا اول تو جب جہانگیر پیدا ہوا آگرے سے پیادہ پا زیارت کو آیا اور سنہ ۹۷۵ مطابق سنہ ۱۵۶۸ء مین قلعہ چتوڑ فتح کیا تو اٹھارہ گانوٴن کی جاگیر لنگر خیرات کے واسطے اور ہر قسم کے اخراجات کے لئے مقرر کی اور سامان شاہی فراش خانہ نوبت خانہ چوبدار وغیرہ درگاہ مین نیاز کیا نقارۂ کلان جو صبح و شام بلند آواز سے بجتا ہے اکبر نے چتوڑ سے فتح کرکے درگاہ مین چڑھایا تھا اور درگاہ مین جو دو دیگین موجود ہین انہین سے بڑی کو اکبر نے اور چھوٹی کو جہانگیر نے بنوایا تھا دیگ کلان کی تیاری کی وجہ یہ ہوئی کہ اکبر نے قلعہ چتوڑ کی تسخیر کے وقت یہ عہد کیا تھا کہ بعد فتحیاب ہونے کے پیادہ پا اجمیر کو زیارت کے لئے جاوٴنگا اور دیگ کلان بنوا کر آستانے مین چڑھاوٴنگا چنانچہ فتحیابی کے بعد دیگ کلان مزار پر چڑھانے کے لئے تیار کرائی میر علاء الدولہ نے جسکا تخلص کافی تھا بنائے دیگ کی تاریخ یون لکھی ہے۔

شاہ دین پرور جمشید سیر　　خسرو عہد محمد اکبر
ساخت بے شبہ پئے فتح چتوڑ　　دیگ روئین تن واژ در پیکر
بہر تاریخ وے از عالم غیب　　دیگ چتوڑ کشا شد یکسر

اس تاریخ سے سنہ ۹۷۵ برآمد ہوتے ہین دیگ خرد سنہ ۱۰۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۶۱۳ء مین نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ نے بنوائی تھی اس بادشاہ نے تزک جہانگیری کے آٹھوین جشن مین لکھا ہے کہ دیگ کلان اکبرآباد سے تیار کراکر روضۂ متبرکہ حضرت خواجہ بزرگ مین نیازمندی سے لاکر چڑھائی اور اُس مین طعام واسطے فقرا

اور مساکین کے یکوایا پانچہزار آدمی اُس کے کھانے سے شکم سیر ہوئے بعد فراغ طعام زر نقد وغیرہ دیکر رخصت کیا
تاریخ بنانے دیگ کی یہ ہے۔ ؎

بد نیا باد دائم نعمت دیگ جہانگیری

اس مصرع سے ۱۰۲۲ سنہ ہجری نکلتے ہین جو کہ بسبب گذرنے زمانہ دراز کے اکثر جگہ پر دیگون مین سوراخ ہوگئے تھے
ملا مداری مدار المہام ریاست گوالیار نے ۱۲۶۶ سنہ ہجری مین سیٹھ لکھے چند مہتا کے اہتمام سے از سر نو دونون دیگون کو بنوایا
اکبر نے درگاہ مین ایک مسجد بھی تیار کرائی تھی یہ مسجد ۹۷۸ سنہ ہجری مین بنی تھی اور چند مکانات بھی تعمیر کرائے تھے۔
اور شاہ جہان نے سنگ سفید کی جامع مسجد بنوائی عبد الرحمن چشتی نے مرآت الاسرار مین لکھا ہے کہ مدت چودہ سال مین
یہ مسجد تعمیر کی گئی شاید کسی باعث سے تعمیر مسجد شروع ہونے کے بعد کام ملتوی رہا ہو ورنہ چودہ سال بہت ہوتے ہین
الغرض سال دہم جلوس مین دو لاکھ چالیس ہزار روپے کے صرف سے تیار ہوئی ہے۔
بڑی دیگ جب کوئی پکانا چاہے تو اُس کی بابت پچیس روپیہ اور چھوٹی دیگ پر ساڑھے بارہ روپے
درگاہ مین چڑھا کر دیوان سجادہ نشین۔ متولی اور خادمون کو تقسیم ہوتے ہین بڑی دیگ مین اسی من اور
چھوٹی مین اٹھائیس من چاول علاوہ روغن زرد و شکر کے پکتا ہے۔ اس درگاہ کے متعلق ایک تالاب معروف بہ
جھالرا ہے اس مین ہمیشہ بارش کا پانی جمع رہتا ہے تمام شہر کے لوگ اُس مین سے پانی لے جاتے ہین۔
تارا گڑھ کے نیچے پہاڑ کے دامن مین ایک مقام چلہ پیر دستگیر مشہور ہے اصل مین یہ قلعے کے برج کا
مورچہ تھا۔ روایت ہے کہ فقیر سونڈا نامی کوئی شخص اکبر کے عہد سے پیشتر خواجہ صاحب کی زیارت کو اجمیر مین آیا تھا وہ
اپنے ساتھ بغداد کے پیران پیر کی قبر سے ایک اینٹ لایا تھا اپنی حیات مین لوگون کو اُس کی زیارت کرایا کرتا تھا اور
آخری وقت وصیت کر گیا کہ اُس اینٹ کو بھی میری قبر مین دفن کر دینا چونکہ فقیر سونڈا برج مین رہا کرتا تھا لوگون نے
اُس کو اور اینٹ کو اُسی برج مین دفن کر دیا جب سے قبر کی زیارت ہونے لگی۔ سنہ ۱۸۱۶ء مین دولت راؤ نے بالا راؤ
صوبہ دار کی سفارش سے اُس کے اخراجات کے واسطے جاگیر مقرر کر دی تب سے رونق اور شہرت زیادہ ہوئی
اور کئی مکانات جدید تعمیر ہوئے۔ اور مکان جو اصل مین فقیر سونڈا کی مع اینٹ کے قبر ہے پیر دستگیر کا چلہ مشہور ہوا۔
تارا گڑھ مین میران صاحب کی درگاہ ہے یہ میر میران یعنی امیر الامرا حسین نام ایک شخص
شہاب الدین غوری کے رسالہ دار تھے اجمیر فتح ہوا تب اُنکو قطب الدین ایبک نے جس کو شہاب الدین غوری نے
ہندوستان کی حکومت بخشدی تھی اجمیر کا صوبہ دار اور تارا گڑھ کا قلعدار کیا۔ ۵۹۷ سنہ ہجری مین راجپوتون نے شب خون مارا
اور اُنکو قتل کیا دوسرے روز دیگر ملازمان شاہی نے اُنکو وہین دفن کیا اُنکو سوارون کی افسری یعنی رسالہ داری کے
سبب خنگ سوار بھی کہتے ہین قطب الدین ایبک نے ۵۹۸ سنہ ہجری مین پھر یورش کر کے اجمیر لے لیا تاریخ
فرشتہ وغیرہ مین لکھا ہے حسین خنگ سوار سید امام زین العابدین کی اولاد سے تھے۔ ۱۰۲۰ سنہ ہجری مین اعتبار خان
خواجہ سرا نے جو اکبری اور جہانگیری دربارون مین ممتاز تھا میران صاحب کی درگاہ بنوائی اور کلس زرین گنبد پر لگوایا

جنوب رویہ دروازے کی کھڑکی پر یہ اشعار کندہ ہین۔

شاہنشہ زمانہ جہانگیر بادشاہ	کاندر زمانہ او شدہ آسودہ در جہان
سال دہم ز عہد جلوس مبارکش	شد فتح ملک رانا ازان شاہ کامران
وقتیکہ اندر اجمیر آن شاہ گنج بخش	بر تخت زر نشستہ بُد از فتح شادمان
بود از ہزار افزون بست و چہار سال	گیتی ز عدل و داوش چون روضۂ جنان
در روضۂ مقدس سید حسین کرد	این پنجرہ ز صدق و صفا اعتبار خان

دیگر مکانات سیندھیا کی عملداری مین تیار ہوئے خصوصاً گمان جی راؤ نے کئی مکان تعمیر کرائے اس درگاہ کی جاگیر مین تین گانوُن ہین دو مغلیہ سلطنت کے زمانے سے اور ایک سیندھیا کا عطیہ ہے یہان بھی رجب کے مہینے مین عرس ہوا کرتا ہے۔آپ کا مزار تاش بادلے کے قبر پوش سے ڈھکا رہتا ہے۔

اکبر کے عہد سے ایک مستقل صوبہ دار اجمیر مین رہنے لگا اور جو خاندانی راجپوت میواڑ اور مارواڑ سے علیحدہ ہو کر بادشاہی نوکری مین آئے اُنکو اجمیر کے خالصے مین سے جاگیرین ملنی شروع ہوئین کیونکہ غیر علاقے مین اُنکا قائم رہنا مشکل تھا اکبر کے عہد سے پہلے کا کوئی جاگیردار یا استمرار اجمیر کے علاقے مین نہین۔

ضلع اجمیر مین تین لاکھ روپیہ سالانہ سرکاری خالصے کے سوا پونے سات لاکھ سالانہ آمدنی کے گانوُن جاگیرداروں کے قبضے مین ہین۔جن مین سے ایک لاکھ سالانہ کے قریب خاص شہر کے معافی دارونکی آمدنی ہے اور پانچ لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ کی زمین علاقے کے استمرارداروں کے تحت مین ہے۔

استمراردار وہ لوگ ہین جن کی مالگذاری مین بعض خاص ضرورتونکے سوا کمی و بیشی نہین کی جاتی پانچ لاکھ سالانہ سے زیادہ کی جاگیر راٹھوڑون کے قبضے مین ہے اور پچاس ہزار سالانہ کے قریب سیسودیون کے تحت مین ہے اور دس ہزار آمدنی کی زمین مختلف راجپوت و چوہان مینہ وغیرہ کے پاس ہے چوہان مینہ کی حقیقت یہ ہے کہ پرتھی راج چوہان والی اجمیر نے مینہ قوم کی ایک عورت خانہ انداز کی تھی اُس کے بطن سے جودہ اور لاکھن دو بیٹے پیدا ہوئے لاکھن کی اولاد تو سروہی کی جانب پھیل گئی اور جودہ کی اولاد نے گرہ بیراٹھ کو اپنا قیام گاہ بنایا۔مشہور ہے کہ جودہ چانگ مین رہا کرتا تھا۔اُس کے دو بیٹے ہوئے انہل جس کو چیتا کہتے تھے اور انہل جس کو برڑ بولتے تھے۔چیتا کی اولاد نے چانگ کے علاقے مین شیام گڑھ۔جھاگ۔ہتون۔بوردا کوکڑا۔لی۔کوٹ۔کرانہ دیہات آباد کئے۔بابر کے عہد مین چیتا کی اولاد مین گوڑا اور ہرراج دو بھائی تھے اُنکو مارواڑ کے راجہ سے ملک چھین لینے کا خوف تھا اس واسطے دربار شاہی کے کسی امیر کے ذریعے سے اسلام قبول کر کے فرمان شاہی مشعر عطاے گرہ بیراٹھ حاصل اور دربار شاہی سے قانون گو و قاضی متعین کرائے اور بذریعہ صوبہ دار اجمیر اس ملک پر قبضہ پایا مگر گوڑا نے اپنا مذہب بدستور رکھا اور مذہب اسلام جو اختیار کیا تھا ترک کر دیا چنانچہ اُس کی اولاد اب تک اپنے مذہب مین ہے اور ہرراج مسلمان ہوگیا اُس نے اپنی اولاد مین ختنہ وغیرہ کا رواج

جاری کیا ہرراج کا نام کاٹھا مشہور ہوا۔ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ جب دہلی مین حصول ملک کے واسطے
گیا تھا تو بادشاہ کی خدمت مین اُس کی پاسبانی کی نوکری تھی اتفاقیہ بارش بکثرت ہوئی جہان اُس کا پہرہ تھا
پانی پرنالے کا زور سے گرتا تھا اور ہرراج بدستور نوکری پر عین بارش مین حاضر رہا بادشاہ نے ایسی سخت حالت مین
اُسکو نوکری پر مستعد دیکھکر گوڑ (پہاڑ) کی زبان مین فرمایا کہ بہت کاٹھا یعنی سخت آدمی ہے۔ گوڑا اور ہرراج مسلمان ہوکر
اپنے ملک مین آئے تو گوڑا کی اولاد تو بدستور برادری مین شامل رہی کیونکہ اس کے بھائی بند مدت دراز تک کوہستان
مین وحشیانہ بود و باش رکھکر اپنا مذہب بھول گئے تھے اس لئے اُس کی اولاد سے اُن لوگون نے پرہیز نہ کیا اور
ہرراج کی اولاد نے صرف اجرائے رسم ختنہ سے نشان مسلمانی قائم کیا مگر کھانا پینا بیاہ شادی وغیرہ بدستور جاری رہا
اس زمانے مین البتہ اہل اسلام کی آمد و رشد و صحبت سے مسلمانی طریقہ ان لوگون مین جاری ہوتا جاتا ہے چونکہ
ہرراج کاٹھا اور گوڑا ان دونون کا دادا میرا تھا اُسکے نام پر دونون کی اولاد میرات مشہور ہے مگر اس خصوصیت سے
کہ ہرراج کاٹھا کی اولاد میرات کاٹھات اور گوڑا کی اولاد میرات گوڑات کہلاتی ہے۔

چوہان مینون کی یہ چار قومین ہین چیتا اور برڑ یا راوت اور میرات کاٹھات اور میرات گوڑات اور
چارون فی الجملہ مسلمان ہین۔

صوبۂ اجمیر کی حدود اربعہ یہ ہین شمال مین کشن گڑھ۔ مارواڑ۔ جنوب مین میواڑ۔ مشرق مین جیپور کشن گڑھ
مغرب مین مارواڑ اور بناس۔ کھاری ڈائی سرستی اور ساگرمتی کے سوا بڑی ندی اس صوبے مین کوئی نہین
پشکر۔ آنا ساگر اور ڈائی ساگر بڑی جھیلین اور تالاب ہین۔ پہاڑ اس صوبے مین سب اراولی پہاڑ کے سلسلے مین
جو جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہین اُن مین سے مشہور تاراگڑھ۔ مدار پہاڑ اور ناگ پہاڑ ہین۔ عمارتی پتھر کے سوا اس صوبے
مین تانبا۔ سیسہ اور ابرک کی کانین ہین مگر کھودی کم جاتی ہین۔ اس ملک کی خاص پیداوار جو ہین۔ کہین
گیہون۔ چنا۔ مکا۔ باجرا۔ مونگ اور تل بھی پیدا ہوتے ہین۔

پشکر ہندوؤن کا تیرتھ ہے متبرک تیرتھ کے نام سے گاؤن کا نام بھی پشکر مشہور ہو گیا ہے پشکر تالاب کے
کنارے بہت سے نہانے کے لئے گھاٹ اور مندر زائرین کے لئے بنوائے ہین عجیب بہار دکھلاتے ہین۔ کاتک
سدی پورنماشی کو اشنان کا میلہ ہوتا ہے پندرہ روز تک رہتا ہے میلے مین گھوڑے۔ اونٹ اور بیل بہت
آتے ہین۔ صوبۂ اجمیر کے اول درجے کے تعظیمی سردارون کی تفصیل یہ ہے جن کی جاگیرین اکبر کے عہد سے عالمگیر
کے عہد تک ملی ہوئی ہین۔

بھنائے

اس خاندان کا مورث اعلےٰ چندرسین ہے جو مالدیو والی مارواڑ کا چھوٹا بیٹا تھا۔ چندرسین دعویدار
ریاست ہوا تھا اودے سنگھ پر اکبر کی مہربانی تھی اس واسطے چندرسین جودھپور سے نکالا گیا اور تا مرگ سوانہ
مقام مین رہا اُس کی اولاد چندرسینوت راٹھور کہلاتی ہے۔ بھنائے کے علاقے مین نادلیہ بھیل راہزن قابض تھا

اکبر بادشاہ نے کرم سین نبیرہ پچندر سین کو اُس کی گرفتاری کے واسطے متعین کیا چنانچہ کرم سین نے اُس کو لڑکر قتل کیا اب یہ علاقہ اُس کو جاگیر مین ملا۔

بھنائے کو چوراسیہ بھی کہتے ہین کیونکہ اس مین ۸۴ گانون ہین اُن ایام مین بھائی بیٹون کو گراس یعنی وجہ معیشت ملنے کا کوئی قاعدہ مقرر نہ تھا اسی وجہ سے کرم سین کے تین چھوٹے بیٹون گردھر سنگھ۔ ہلدھر سنگھ اور موہن سنگھ کو واجبی معاش نہ ملی گردھر سنگھ کی اولاد تو ساتولائی کی استمراردار ہے اور ہلدھر سنگھ و موہن سنگھ کی اولاد ڈبریلہ۔ ڈھگاریہ۔ سانپڑودہ اور ورنیکوٹ مین بھوم سے گذارہ کرتی ہے۔ پھر ۱۶۵۹ء مین شیام سنگھ کے پسر اودے بھان اور اکھے راج مین تقسیم ہوئی چوراسی دیہات مین سے اڑتیس اکھے راج کو ملے اور چھیالیس اودے بھان کو جو باٹوی یعنی مسند نشین ہوا تھا۔ اکھے راج کی نسل مین دیوالیہ کا استمراردار اور اُس کے بھائی بیٹے ہین۔ اودے بھان کے تین لڑکون کیسری سنگھ۔ سورج مل اور نرسنگداس مین سے بڑا بیٹا کیسری سنگھ بھنائے کا مسند نشین ہوا اور نرسنگداس اس کا متبنے ہوا اور یہی بھنائے کا راجہ ہوتا مگر جب کیسری سنگھ کے دو صلبی بیٹے پیدا ہو گئے تو نرسنگداس کو ٹاٹولی معاش مین ملی اور کیسری سنگھ کے دو بیٹون جگت سنگھ اور رہٹی سنگھ مین سے جگت سنگھ قائم مقام ہوا اور رہٹی سنگھ کو شولیان معاش مین ملا بعد ازان بخت سنگھ رئیس ہوا اور اُس کے بھائی کیرت سنگھ کو سورکھنڈ ملا مگر اب سورکھنڈ پر راجہ صاحب بھنائے نے قبضہ کر رکھا ہے۔ بخت سنگھ کے بعد دلیل سنگھ مسند نشین ہوا اور اُس کے بھائی ارجن سنگھ کو سرانہ معاش مین ملا بھنائے کی کُل آمدنی ۱۱۰۵۰ کی ہے جس مین سے خاص جاگیر کی آمدنی ۵۳۰۰ روپیہ ہے اور باقی ۵۷۵۰ روپیہ رشتہ دارون کی آمدنی ہے بھنائے والون کا خطاب راجہ ہے۔

باندن واڑہ

اس ٹھکانے کا اول استمراردار ٹھاکر سورج مل تھا کیسری سنگھ بڑا بھائی جو بھنائے مین مسند نشین تھا سورج مل اور نرسنگداس چھوٹے بھائیون کو کم معاش دیتا تھا۔ نرسنگداس نے تو بوجہ متبنے ہونے کے منظور کر لی مگر سورج مل ناراض ہو کر دہلی چلا گیا وہان اورنگ زیب بادشاہ تھا ایک مہم مین سورج مل سے کارنمایان ظہور مین آیا اُس کے جلدو مین ساڑھے تین ہزاری منصب سات پارچہ کا خلعت اور ہاتھی مرحمت ہوا اور بھنائے کا نصف علاقہ تقسیم کرا دیا اور اُس کے سوا رام سروسری نگر کا علاقہ بھی جاگیر مین عنایت ہوا۔

۱۶۶۷ء مین سورج مل نے باندن واڑہ مین اپنے حکومت کا مقام بنایا تھوڑے عرصے کے بعد مہاراجہ اجیت سنگھ والی جودھپور اجمیر مین آیا تو باندن واڑے سے ٹھاکر پیشوائی کو نہین گیا مہاراجہ سخت ناراض ہوا اس خفگی مین رام سروسری نگر کا علاقہ ضبط کر لیا باندن واڑہ اگرچہ بحال رکھا مگر لوٹ لیا اور قلعہ توڑ ڈالا یہ جاگیر چھتیس ۳۶ ہزار کی ہے۔
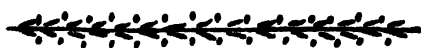
ساور

ٹھاکران علاقہ ساور سکتاوت سیسودیہ ہین اور یہ مہارانا اودیپور کی نسل مین سے ہین - رانا اودے سنگھ کے پرتاب سنگھ اور سکت سنگھ دو بیٹے تھے پرتاب سنگھ کی اولاد تو فرمان روائے ملک میواڑ ہین اور سکت سنگھ کی اولاد مین ساور وغیرہ کے ٹھاکر ہین - رئیس ساور کا مورث اعلےٰ گوکل داس شاہزادہ شاہ جہان کا ملازم تھا - شاہ جہان نے باپ سے جب بغاوت کی تو بادشاہی فوج کے مقابلے مین شاہزادے کی طرف سے بنارس کے معرکے مین گوکل داس کے ۸۴ زخم آئے اور اُس نے بہادری اور نمک حلالی ثابت کی شاہزادے نے صلح کے بعد اس جان فشانی کے جلدو مین ساور مع پرگنات کیکڑی وغیرہ عطا کئے کہ دوسرے پرگنے قبضے سے جاتے رہے فقط ساور اب تک ہے - سابقًا نوکری کرتے تھے مرہٹون کے عہد سے جمع مقرر ہوگئی ہے - جلسہ قیصری دہلی مین ٹھاکر مادھو سنگھ کو راجگی کا خطاب ملا خاص جاگیر کی آمدنی ۲۰۰۰۰ روپیہ سالانہ ہے اسکے سوا رشتہ دارون کی ۱۳۰۴۰ روپیہ ہے سب ملا کر ۳۳۰۴۰ روپیہ کی آمدنی ہے - ساور ایک پختہ چار دیواری سے محدود ہے - پہاڑی پر پرانا گڑھ بنا ہوا ہے -

مسعودہ

بادشاہی زمانے مین مسعودے کا علاقہ سرکاری خالصے مین تھا اور وہان اجمیر کے صوبہ دار کی طرف سے تھانہ رہتا تھا سنہ ۱۵۵۶ء مین جگمل مع اپنے بیٹون کے اکبر بادشاہ کی خدمت مین نوکری کے واسطے گیا تھا پنوار راجپوتون نے مسعودے کے تھانہ دار کو نکالکر اپنا قبضہ کر لیا بادشاہ نے اُن کے نکالنے کے واسطے جگ مال کو مع فوج متعین کیا اور پنوارون نے چتوڑ کے رانا کی مدد سے پہونچا کر مقام ہرمارہ مقابلہ کیا سخت لڑائی ہوئی انجام مین جگ مل کامیاب ہوا اور مسعودے پر دخل پایا بادشاہ نے مسعودے کا پرگنہ ہنونت سنگھ پسر جگمل کو دیا - وہ بادشاہ سے رخصت ہو کر آیا - ایک مقام پر جنگل مین شیر اور سور کی لڑائی ہوئی اور سور نے شیر کو مغلوب کر کے ہٹا دیا اس واسطے وہ سرزمین مردانگی کی متصور ہو کر موضع باگسوری آباد کیا گیا اور قلعہ تعمیر ہوا یہان کا ٹھاکر بیرتیہ راٹھوڑ ہے اور اُس کی خاص ذاتی آمدنی ستر ہزار کی ہے اور اُس کے رشتہ دارون کی چھتیس ہزار ایک سو بارہ روپیہ کی اس حساب سے کل خاندان کی آمدنی ایک لاکھ چھ ہزار ایک سو بارہ روپیہ ہوئی - مسعودے مین اٹھائیس گانون ہین جلسۂ قیصری دہلی مین ٹھاکر مسعودہ کو راؤ کا خطاب ملا تھا -

جونیان

یہان کے ٹھاکر جودھپور کے راجہ اودے سنگھ کے پوتے سجان سنگھ کی اولاد ہین انکا مورث اعلےٰ مادھو سنگھ راجہ اودے سنگھ والی مارواڑ کا پانچوان بیٹا تھا اُس کا بیٹا بیسانگن مین آیا تھا وہان راجپوت پنوارون سے اُس کا مقابلہ ہوا کہ وہ وہان قابض اور دخیل تھے یہ زمانہ شاہ جہان بادشاہ کے عہد کا تھا کیسری سنگھ نے پنوارون پر فتح پائی اور بیسانگن پر دخیل ہوا - کیسری سنگھ کے بعد اُس کا بیٹا سجان سنگھ ہوا یہ شخص صاحب داعیہ تھا گوڑ خاندان راجگڑھ کے قبضے سے جونیان اور سیسودیہ خاندان کے قبضے سے مہرون بزور شمشیر لیکر اپنے تحت مین کر لئے اور سنہ ۱۶۷۰ء مین

اپنے تین بیٹون کو اس طرح تقسیم کر دیے بشن سنگھ کو جونیان - کرن سنگھ کو مہرون - جھوجھار سنگھ کو پیسانگن یہ راٹھوڑ ہین انکی ذاتی آمدنی ۳۳ ہزار چھپن روپے کی ہے اور رشتہ دارون کی آمدنی گیارہ ہزار چھ سو ستر روپیہ کی جسکی میزان چھیالیس ہزار چھ سو تہتر روپے ہوئی -
جلسہ قیصری دہلی مین ٹھاکر کلیان سنگھ جونیان والہ کو راؤ صاحب کا خطاب ملا تھا -

مہرون

یہ سجان سنگھ نبیرہ اودے سنگھ راٹھوڑ والی جودھپور کی اولاد اور ہم قوم ہے کرن سنگھ پسر سجان سنگھ ابن کیسری سنگھ خلف مادھو سنگھ ولد اودے سنگھ والی مارواڑ کو اُس کے باپ سجان سنگھ نے یہان کا ٹھکانا دیا تھا کرن سنگھ کے بیٹے ناہر سنگھ نے اپنے ایک بیٹے ابھے سنگھ کو مہرون دیا اور ظالم سنگھ کو کاویڑہ دیا یہ تقسیم ۱۷۵۵ء مین ہوئی تھی ۱۸۱۱ء مین لال سنگھ ولد ظالم سنگھ نے ایک شب جمعیت سواران و پیادگان لے کر مہرون پر حملہ کر دیا لڑائی شروع ہوئی جگت سنگھ مہرون والا قلعے کے دروازے پر نکل آیا تب لال سنگھ نے اُس سے نہ مارنے کا وعدہ کیا جگت سنگھ دھوکا کھا کر دشمن کے پاس آگیا لال سنگھ نے گرفتار کر کے فوراً اُس کا سر کاٹ لیا اور محل مین گھس کر اُس کے بیٹے بھاگیرتھ سنگھ کو پکڑ کر قلعے سے گرا دیا وہ اس طرح مر گیا ٹھکرانیون کو علٰحدہ علٰحدہ قید کر دیا اور خود مہرون کا ٹھاکر ہو گیا - اس ظالمانہ کارروائی پر کسی راٹھوڑ نے دست اندازی نہ کی مگر شاہ پورے کے راجہ نے کہ سیسودیہ ہے یہ وحشیانہ حرکت ناپسند کر کے مہرون پر فوج کشی کی لال سنگھ کے پاس فوج نہ تھی خائف ہوا - راجہ نے اُس کی جان بخشی کی مگر ڈولہ لیا اور آئندہ کو ڈولہ دینے کا وعدہ کرا یا اور مہرون سے نکال کر کاویڑہ بھیجدیا اور مہرون مین بھاگیرتھ سنگھ کی ٹھکرانی کا قبضہ کرا دیا - ۱۸۴۲ء تک وہ قابض رہی - ۱۸۴۳ء مین ٹھکرانی نے جواہر سنگھ پسر شیر سنگھ کو متبنے کیا - ۱۸۶۷ء مین جواہر سنگھ لاولد فوت ہوا اُس کا حقیقی بھائی کالو سنگھ مسند نشین ہوا - یہ علاقہ کسی زمانے مین مہر یعنی گوجرون کے قبضے مین تھا اس سبب سے مہرون کہلاتا ہے یہان کے ٹھاکر کی آمدنی ۵۸۰۷ روپیہ اور رشتہ دارون کی آمدنی ۱۵۳۵۵ ہے اس طرح کل ۲۱۱۶۳ روپیہ ہے -

پسان گن

یہ ٹھکانا بھی سجان سنگھ نبیرہ اودے سنگھ راٹھوڑ والی جودھپور کی اولاد کے پاس ہے اُس نے اپنے بیٹے جھوجھار سنگھ کو دیا تھا - اس کی اولاد مین سے ناتھو سنگھ ٹھاکر پیسانگن ریاست جاول مین بیاہا تھا اور سیوا جی صوبہ دار اجمیر وہان کا باشندہ تھا اور ناتھو کی ٹھکرانی سیوا کی ہمشیرہ راکھی بند تھی - ناتھو سنگھ کا بھائی کلیان سنگھ تھا یہ خاص - سرسری - اور پران پیڑہ کا ٹھاکر ہوا - مادھو راؤ سیندھیا صوبہ دار اجمیر نے استمراردارون کو تنگ کیا اُنھون نے صلاح کر کے صوبہ دار مذکور کو گلاب سنگھ ولد کلیان سنگھ کے قلعے مین قید کر دیا تین مہینے تک قید رہا پھر مرہٹون کی فوج نے آکر چھڑایا اور اٹھارہ ہزار روپیہ جرمانہ کر کے اُس کے عوض گلاب سنگھ کو قید کر دیا - سمر سنگھ پسر گلاب سنگھ نے زر جرمانہ کی سبیل کر کے باپ کو رہا کرا دیا - اس خاندان مین قدیم سے ٹھکرائی کا خطاب تھا

مان سنگھ نے ابتداے عملداری انگریزی مین راج مارواڑ مین زرکثیر نذر کرکے خطاب راجگی کا حاصل کیا اور سرکار انگریزی سے بھی راجہ لکھوانا چاہا مگر سرکار نے مدت تک خطاب عطیہ راج جودھپور کو قبول نہ کیا - آخرکار سنہ ۱۸۷۵ء مین دربار ہوکر استمراردارون کو سندین عطا ہوئین تب ٹھاکر پسانگن کو خطاب راجگی سرکار انگریزی سے مرحمت ہوا اور جلسۂ قیصری دہلی مین ازسرنو تصدیق ہوا خاص جاگیر کی آمدنی بارہ ہزار روپیہ سالانہ ہے اور انتیس ہزار چار سو روپے کی رشتہ دارون کی آمدنی ہے جس کی میزان اکتالیس ہزار چار سو ہوئی پسانگن مین خاکوجی کا استھان ہے -

دیولیہ

اس خاندان کا مورث اعلےٰ اکھے راج تھا جس کو بروے تقسیم بھناے سے مجملہ ۸۴ گانون کے ۲۸ ملے تھے یہ تقسیم سنہ ۱۶۵۹ء مین ہوئی تھی - اکھے راج کے پانچ بیٹے ہوئے اُن مین سے ایشرداس پاٹوی ہوا - دیوداس کو بڑلی کا علاقہ ملا اسی طرح اورون کو حصے ملے - جلسۂ قیصری دہلی مین دیولیہ کے ٹھاکر ہری سنگھ کو راؤصاحب کا خطاب ملا - اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ کی خاص اُس کی ذاتی آمدنی ہے اور رشتہ دارون کی آمدنی ۸۷ ہزار اور گیارہ روپے کی جسکی میزان ۱۰۵۰۱۱ روپیہ ہوئی - دیولیہ مین رام دوارہ اور ایک کنڈ نامی ہے -

کھروہ

یہ ٹھکانہ راٹھوڑ راجہ اودے سنگھ والی جودھپور کے بڑے بیٹے سکت سنگھ کی اولاد مین ہے - کھروہ والون کا بیان ہے کہ ٹھاکر سکت سنگھ ہمارے مورث اعلےٰ نے اکبر بادشاہ کو دریا سے نکالا تھا کہ سیر کرتے ہوئے کشتی سے اتفاقیہ گر پڑا تھا اور نواب بنگالہ کی گرفتاری کی بھی خدمت کی تھی اُس کے جلدو مین یہ پرگنہ عطا کیا تھا مگر اُنکی سند فرمان اکبری مورخہ سنہ ۱۵۵۸ء مین صرف اسی قدر لکھا ہے کہ پرگنۂ کھروہ راؤ سکت سنگھ کو بوجہ مددمعاش نسلاً بعد نسلٍ عطا ہوا - جلسۂ قیصری دہلی مین ٹھاکر مادھو سنگھ کو راؤ کا خطاب ملا ہے اور اُس کی ذاتی آمدنی ۲۹۰۰۰ روپیہ سالانہ کی ہے اور رشتہ دارون کی آمدنی ۵۰۰ ۴ کی اور کل میزان ۳۳۵۰۰ ہوتی ہے - اس پرگنے مین ابرک اور تانبے کی کانین برآمد ہوئی ہین -

گوبندگڑھ

اکبر کے عہد مین اودے سنگھ الملقب بہ موٹا راجہ والی مارواڑ کا بیٹا گوبندداس چھپن سوارون سے نوکری کرتا تھا اُس کے عوض یہ ٹھکانہ جاگیر مین ملا تھا اس ٹھکانے مین چار گانوُن ہین اس مین سے کسی بھائی بیٹے کو کوئی گانوُن نہین ملا اور ذاتی آمدنی آٹھ ہزار روپے سالانہ کی اور رشتہ دارون کی پندرہ سو روپے سالانہ کی ہے جسکی میزان ۹۵۰۰ روپیہ ہوئی - گوبندگڑھ مین کانسی اور پیتل کے برتن اچھے بنتے ہین -

باگسوری

جگمل میرتیہ راٹھوڑ جس نے مسعودے کے مقام پر اکبر کے حکم سے پنوارون سے جنگ کرکے اُنکو شکست دی اور اکبر نے مسعودے کا پرگنہ اُس کے بیٹے ہنونت سنگھ پاٹوی کو دیا - جگمل کے تیسرے بیٹے کی اولاد باگسوری مین

استمرار دار ہے۔ ذاتی آمدنی نو ہزار روپیہ ہے اور رشتہ دارون کی آمدنی ساڑھے تین ہزار روپیہ سالانہ جس کی میزان ۱۲۵۰۰ ہوئی۔

تکملہ

ان استمرار دارون کے سوا میواڑیہ۔ ریچھ مالیان۔ سیٹھن۔ کرڑیل۔ منوہرپورہ۔ راجوسی اور کوٹری سات چھوٹے استمرار دار ہین ان مین سے کرڑیل کے سوا جس کی آمدنی آٹھ ہزار روپیہ اور کسی کی جاگیر ہزار دو ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ کی نہین ہے اور کوٹری کے سوا جو چتربھج چارن کے قبضے مین آٹھ سو روپیہ سالانہ کی جاگیر ہے باقی سب استمرار دار قوم کے راٹھوڑ ہین۔ استمرار دارون کے علاوہ گنگوانہ۔ بیر۔ سدا پور اور چاندلائے کے بھومیہ زمیندار جو کرشن گڑھ سے نکلے ہین ہزار روپیہ سالانہ سے بھی کم آمدنی کی جاگیر رکھتے ہین۔

ضمیمہ اُن ریاستون کے بیان مین جو راجپوتون کے سوا دوسری قوم کے رئیسون کے قبضے مین ہین

ایسی تین ریاستین ہین جن مین سے دھولپور اور بھرت پور کی دو ریاستین جاٹون کے پاس ہین اور ایک ریاست ٹونک مسلمانون کے پاس ہے۔

ریاست دھولپور

جغرافیہ

دھولپور مشرقی راجپوتانہ مین ایک مختصر ریاست ہے جس کے شمال مین ضلع آگرہ مغرب مین بھرت پور و قرولی جنوب مین گوالیار مشرق مین گوالیار و آگرہ کا علاقہ ہے یہ ریاست خطوط عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۲۶ درجہ ۵۷ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۳۲ دقیقہ اور ۷۸ درجہ ۲۰ دقیقہ کے درمیان واقع ہے۔ راج کی لمبائی چھپن میل چوڑائی تیس میل رقبہ ایک ہزار چھ سو چھبیس میل مربع آبادی ۲۷۹۶۵۷ آدمی سالانہ آمدنی قریب دس لاکھ روپیہ اور فوج سوار و پیدل تین ہزار کے قریب ہے توپ سلامی ۱۵ دریائے چمبل اس ریاست کے جنوب مشرقی طرف ساٹھ میل بہکر راج گوالیار اور علاقہ آگرہ کی سرحد ہو گیا ہے بان گنگا جس کو اس نواح مین اُٹنگن کہتے ہین چند میل تک سرحد پر بہہ کر قریب چودہ میل کے ملک کے اندر مشرقی سمت مین جاتی ہے اور وہان سے آگے اس راج اور ضلع آگرہ کے درمیان بیس میل تک خط سرحدی ہوئی ہے۔ مشرقی علاقہ اکثر ہموار اور میدان ہے اور جنوبی و مغربی طرف چھوٹی بڑی پہاڑیان پھیلی ہوئی ہین بارش پر پیداوار کا زیادہ دارومدار ہے لیکن آنب کے درختون کی کثرت سے ہر جگہ رونق نظر آتی ہے۔ راج مین تین قصبے (۱) دھولپور (۲) باڑی اور (۳) راج کھیڑہ بڑے گنے جاتے ہین۔

دھولپور

دار الحکومت ہے جو آگرہ و گوالیار کی سڑک پر جد هرسے اب ریل گذرتی ہے آگرے سے چونتیس ۳۴ میل جنوب مین اور گوالیار سے سینتیس ۳۷ میل شمال مین بسا ہوا ہے آبادی سے ایک میل جنوبی طرف چنبل دریا بہتا ہے ۔ جس کا پھیلاؤ داہنی طرف دور تک بڑھ جاتا ہے اور بائین طرف بلندی کے سبب جس پر قلعہ بنا ہوا ہے پانی کم چڑھتا ہے یہان قلعے کے سوا اکثر مسجدین اور مقبرے پہلے زمانے کی یادگار باقی ہین جن مین سے ایک مسجد ۱۶۳۴ء مین شاہ جہان بادشاہ کی بنائی ہوئی بیان کی جاتی ہے شاہ جہان کو شاہزادگی کے دنون مین اُس کے باپ جہانگیر بادشاہ نے کئی ضلعون کے ساتھ پرگنہ دھولپور بھی جاگیر مین دیا تھا ۔ جو کچھ عرصے کے بعد نور جہان بیگم کو ملکر خالصے مین شامل ہوگیا تھا محمد شاہ بادشاہ کے آخر عہد مین یہان مرہٹون نے قبضہ پایا جن کی ماتحتی اور مددگاری سے وہ موجودہ رئیس کے بزرگون کے ہاتھ آیا اور سرکار انگریزی کی مدد اور حفاظت سے اب تک اُنکے قبضے مین چلا آتا ہے یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۴۱ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۵۸ دقیقہ پر واقع ہے ۔

دھولپور بہت قدیم شہر ہے حسب روایت باشندگان دولہ نامی کسی رئیس نے آباد کیا تھا کہ اُس کے نام سے دھولپور موسوم ہوا ۔

باڑی

یہ قصبہ راج کے جنوب مین مغربی حصے مین پہاڑون کے درمیان دھولپور سے ۱۸ میل مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۳۸ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۴۲ دقیقہ پر واقع ہے یہ قصبہ ایک پرگنے کا صدر ہے ۔

راج کھیڑہ

یہ قصبہ بھی ایک پرگنے کا صدر ہے اور دھولپور سے شمال مشرق مین بفاصلہ ۲۳ میل عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۵۵ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۸ درجہ ۱۵ دقیقہ پر واقع ہے ۔

تاریخ

دھولپور والون کے بزرگ گوہد مقام کے جو قلعہ گوالیار سے اٹھائیس میل شمال و مشرق مین ہے رہنے والے زمیندار جاٹ تھے ان لوگون نے محنت اور جنگ آوری کے ذریعہ سے ۱۷۲۵ء و ۱۷۴۰ء کے درمیان باجی راؤ پیشوا کی خدمت مین عزت پاکر گوہد کی حکومت حاصل کی اور ۱۷۶۱ء مین جب مرہٹون کی بھاری فوج نے پانی پت کے میدان پر احمد شاہ دُرانی بادشاہ افغانستان سے شکست پاکر پریشانی اُٹھائی تو گوہد والون مین سے ایک بہادر شخص لوکیندر نام نے گوالیار کا قلعہ دباکر رانائے گوہد کا خطاب اختیار کیا جس کو وہ آخری بادشاہ دہلی کی طرف سے عنایت ہونا بتلاتے ہین ۔ اور گورنمنٹ انگریزی نے مہاراج رانا بنادیا اس وقت سے ایک سو چونسٹھ برس پہلے یہ لوگ ریاست پاکر زمانے کے ہیر پھار سے اول گوہد اور پھر دھولپور مین مرہٹون کی طرف سے تکلیفین اور ضبطی ملک کا نقصان اُٹھاکر انگریزی سرکار کے طفیل رئیس نے

جن مین سے ایک نے گوہد مین اور چھہ شخصون نے دھولپور مین ابتک راج کیا۔

۱۔ مہاراج رانا لوکیندر سنگھ

قلعہ گوالیار حاصل کرنے کے بعد چھہ برس تک کسی نے اس کی خود اختیاری پر اعتراض کیا۔ مگر عرصۂ درمیانی مین جبکہ مرہٹے دوبارہ زور پا گئے تھے سنہ ۱۸۶۷ء مین انھون نے پھر اپنا تسلط شروع کیا اور رگناتھ راؤ نے جو مابعد پیشوا ہوا گوہد پر حملہ کیا لیکن رانا نے بھی قلعے کو مستحکم اور فوج کو آراستہ کر لیا تھا اور بذات خاص بھی زبردست اور بہادر آدمی تھا ایسا مقابلہ کیا کہ مرہٹون کے دانت کھٹے ہو گئے اور رگناتھ راؤ کو صلح کرنی پڑی آخر کار مرہٹون نے تین لاکھ روپیہ لیکر فوج برخاست کی اور رانا لوکیندر سنگھ کو اپنے تحت مین خراج گذار رئیس قبول کیا۔ ۲ دسمبر سنہ ۱۷۷۸ء کو سرکار انگریزی نے مناسب سمجھکر رئیس گوہد کو ایک عہدنامہ لکھے جانے کے بعد مرہٹون سے توڑ کر اپنی طرف لے لیا تاکہ انگریزی علاقے پر حملہ نہو سکے اور یہ ریاست بطور رستہ راہ حملہ آور دن کے ہو اور دوسرے جو فوج کارزار کر کے بمبئی سے آئے اُس کو مقام آرام کا ملے اس عہدنامے کی رو سے گورنمنٹ نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ جو ملک کہ افواج سرکار کمپنی یا افواج رانا یا دونون شامل حال ہوکر بذریعہ جنگ یا صلح کے مرہٹون سے حاصل کرینگی بجز اُن ۵۶ محالات کے جو ملوکہ قدیم رانا کے ہین بلکہ مرہٹون کے قبضے مین ہین اس حساب سے تقسیم ہون گے کہ ایک روپے مین سے نو آنے سرکار کمپنی کو اور سات آنے رانا کو ملین گے اور ملک اور قلعے رانا کے قبضے مین رہ کر سرکار کمپنی کے حصے کا روپیہ بعد منہائی مصارف تحصیل بطور خراج رانا کی طرف سے سرکار کمپنی کے خزانے مین داخل ہوتا رہے گا اور جو صلح نامہ مرہٹون کے ساتھ ہوگا اُسمین رانا بھی شامل کیا جائے گا۔ ان شرائط کے بموجب سنہ ۱۷۷۸ء مین انگریزی فوج بتعداد دو ہزار اور چار سو آدمی بہ تحت حکومت کپتان ولیم پوفم مرہٹہ غارتگرون کو ملک گوہد سے خارج کرنے اور رانا کی مدد کرنے کے واسطے متعین ہوئی کپتان نے مرہٹون کو نکالدیا اور لاہر کا قلعہ فتح کیا اور ۴۔ اگست کو قلعہ گوالیار پر جو اُس وقت تک ناممکن التسخیر مشہور تھا حملہ کر کے قبضہ کر کے رانا گوہد کو دیدیا۔

۱۳۔ اکتوبر سنہ ۱۷۸۱ء کو جو عہدنامہ سرکار انگریزی اور مادھوجی سیندھیا کے درمیان ہوا اُس کے بموجب رانا کو کفالت دی گئی کہ جب تک عہدنامۂ سرکار انگریزی برقائم رہے گا گوالیار اور دیگر ممالک اُسکی ملکیت سمجھے جائین گے اور سیندھیا اُس مین مداخلت نکرے گا۔ مگر باوصف اس حسن سلوک کے چند معاملات سے ثابت ہوا کہ سنہ سترہ سو اکیاسی و بیاسی مین سرکار انگریزی کے خلاف جو دشمنون کا اجتماع ہوا اُس مین رانا شریک تھا اس واسطے عہدنامۂ موافقت باہمی منسوخ سمجھا گیا اور رانا کو بے سہارا چھوڑ دیا گیا اس سبب سے جب مادھوجی سیندھیا نے بذریعۂ عہدنامۂ سالبائی مورخہ ۱۷ مئی سنہ ۱۷۸۲ء کے آزادی پائی تو اُس نے حملہ کر کے قلعہ گوالیار اور مقام گوہد فتح کرنے کے بعد رانا کو قید کر لیا کیونکہ سرکار انگریزی نے رانا کی کچھ مدد نہ کی اور تنہا رانا سے سیندھیا کا مقابلہ ہونا مشکل تھا۔

یہ لوگ بائیس برس پریشان رہکر انگریزی سرکار کی مدد اور مہربانی سے دوبارہ رئیس بنے۔

۲- مہاراج رانا کیرت سنگھ

سنہ ۱۸۰۴ء مین سرکار انگریزی نے دولت راو کے جانشین مادھوجی سیندھیا سے لڑائی شروع کی تو اُسوقت جو ملک سیندھیا کا سرکار انگریزی کو حاصل ہوا وہ دولت راو سیندھیا کی بدعملی کے سبب قلعہ اور شہر گوالیار اپنے قبضے مین لیکر گوہد کا علاقہ لوکیندر سنگھ کے بیٹے کیرت سنگھ کو دیدیا ۲۳ دسمبر سنہ ۱۸۰۵ء کو سرکار نے مہاراجہ سیندھیا سے صلح کرکے گوالیار اور گوہد اُس کو سونپ دیے لیکن راج رانا کا اس وقت کوئی قصور نہ معلوم ہوا اس لئے اُس کو نئے عہدنامے کے ذریعے سے نقصان کے عوض تین پرگنے دھولپور۔ باڑی۔ اور راج کھیڑہ دیے گئے اس طرح دریائے چمبل ممالک سیندھیا اور راج دھولپور کا حد فاصل ہوگیا اور وہ چوالیس ۴۴ برس گوہد کے رانا کہلائے جانے کے بعد اس وقت سے ایک سو بیس برس پہلے خاص دھولپور کے رئیس بنے سمت ۱۸۹۲ مطابق سنہ ۱۸۳۶ء مین مہاراج رانا کیرت سنگھ کا انتقال ہونے پر اُس کا بیٹا بھگونت سنگھ وارث رہا۔

۳- مہاراج رانا بھگونت سنگھ

اس نے سنہ ۱۸۳۶ء مطابق سمت ۱۸۹۲ مین مسند نشین ہوکر سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر مین اُن انگریزی افسرون کو جو گوالیار سے بھاگ کر اس کے یہان آئے بہت حفاظت کے ساتھ رکھا اس خیرخواہی پر اُس کو دوسرے رئیسون کی طرح گود لینے کی سند ملی اور بعد مین کے۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب بھی دیا گیا سمت ۱۹۱۴ مطابق سنہ ۱۸۴۱ء مین دھولپور اور گوالیار کی باہمی دشمنی زیادہ نازک حالت کو پہونچی مہاراج رانا نے اپنے ہان کے بنیون پر مہاراجہ سیندھیا سے سازش رکھنے کا الزام لگاکر پارس ناتھ کا مندر توڑوالا جس سے مہاراجہ سیندھیا سخت رنجیدہ ہوا لیکن انگریزی سرکار نے کوئی فساد نہونے دیا۔ سمت ۱۹۱۷ مطابق سنہ ۱۸۶۱ء مین مہاراج رانا زیادہ قرضے اور دیوہنس کا مدار کے دباؤ سے سرکاری مدد کی اُمید پر آگرے کو بھاگ گیا کامدار قید کیا گیا اور رئیس نے راؤ راجہ سردنکر راؤ کے بھائی گنگادھر کو دیوان بنایا اور اُس کی نیابت مین منشی پربھولال کو منتظم مقرر کیا جس سے ہر کام مین درستی پیدا ہوئی لیکن سمت ۱۹۲۴ مطابق سنہ ۱۸۶۸ء مین رئیس کے مزاج پر ایک بازاری عورت گجرا نام کے حاوی ہونے سے کام مین بہت ابتری پھیلی وہ فضول خرچی کرکے ریاست کو زیربار کررہی تھی اور کاروبار ریاست مین خلل انداز ہوکے ہر قسم کی ابتری وخرابی پیدا کرتی تھی اس پر پولٹیکل اجنٹ نے مداخلت کرکے آوارہ لوگون کو نکال دیا اسی سال مہاراج رانا کا بیٹا جو بدچلنی سے سخت بیمار ہوگیا تھا اور اُس کے اور رانا کے درمیان انتہا درجے کی نااتفاقی تھی اٹھائیس ۲۸ سال کی عمر مین انتقال کرگیا مہاراج رانا نے بیٹے کے مرجانے کے بعد اپنے پوتے کو جو پانچ برس کی عمر مین تھا خبرداری کے ساتھ تعلیم دلانا شروع کیا۔ سمت ۱۹۲۶ مطابق سنہ ۱۸۷۰ء مین رئیس کو تمغاے ستارۂ ہند درجۂ اول انگریزی سرکار سے عطا ہوا۔ دوسرے سال گنگادھر نے دیوانی سے استعفا دیا اور اُس کا نائب پربھودیال بے اعتباری کے سبب علیحدہ کیا گیا مہاراج رانا نے حکیم عبدالغنی خان کو جو ریاست پٹیالہ کی سرفشی گری نا رافتی کے سبب چھوڑکر دھولپور مین آرہا تھا

اپنا دیوان مقرر کیا اس کا گذار شخص نے فضول خرچ کم کرنے اور ڈانگ کے لیٹرے گوجروں کا فساد دور کرنے کے سبب بہت نیک نامی حاصل کی یہ ہوشیار دیوان سمت ۱۹۲۸ مطابق ۱۸۷۲ء میں گذر گیا اور چند روز کے بعد ۹ فروری ۱۸۷۳ء کو مہاراج رانا بھگونت سنگھ کا انتقال ہو جانے سے اُس کا پوتا وارث رہا۔

۴- مہاراج رانا نہال سنگھ

۱۸۷۳ء کے فروری مہینے میں نو برس کی عمر کے اندر مسند نشین ہوا کچھ دنوں راؤ راجہ سر دنکر راؤ نے یہاں اگلی پُرانی ملازمت کے لحاظ سے بغیر تنخواہ انتظام کیا پھر میجر ڈنبی پولٹیکل افسر ہو لپور میں متعین ہوا ۱۸۷۶ء مطابق سمت ۱۹۳۲ تک کم عمر رئیس کو عمدہ تعلیم دی گئی جس سے وہ انگریزی زبان میں اچھی طرح باتیں کرنے لگا اور کسی قدر فارسی و ہندی بھی حاصل کی ۱۸۸۴ء مطابق سمت ۱۹۴۰ میں رئیس کو حکمرانی کے اختیارات سرکار کی طرف سے عطا ہوے ۱۸۸۷ء مطابق سمت ۱۹۴۳ میں فضول خرچی اور بد انتظامی کی شکایت ہونے سے رئیس اور میجر این سی مارٹلی پولٹیکل ایجنٹ کو ویسرائے کی خدمت میں جا کر ہدایتیں حاصل کرنی پڑیں اکتوبر ۱۸۸۸ء مطابق سمت ۱۹۴۵ میں رئیس کی نیک نام دادی نے انتقال کیا جس سے عوام کو بہت رنج ہوا۔ یہ راج رانا سنٹرل انڈیا ہارس میں آنریری میجر تھا اور فرانٹیر میڈل اور سی۔ بی کے خطابات تیراہ کی لڑائی میں پاچکا تھا اس کا انتقال ۱۹۰۱ء میں ہوا جس پر اس کا سب سے بڑا بیٹا رام سنگھ مسند نشین ہوا۔

۵- مہاراج رانا رام سنگھ

یہ آنریری کپتان مقرر ہوا اور کے۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب بھی ملا اور ۱۹۱۱ء میں لاولد فوت ہوا اور اس کا چھوٹا بھائی مسند نشین ہوا۔

مہاراج رانا اودے بھان سنگھ جی

یہ مہاراج رانا رام سنگھ کے چھوٹے بھائی ہیں جو ۲۶ مئی ۱۹۰۱ء کی پیدائش ہیں مارچ ۱۹۱۱ء میں مسند نشین ہوئے۔ پہلے میو کالج اور کیڈٹ کور میں تعلیم پاتے رہے اور ریاست کا انتظام بزمانہ نابالغی ایک انگریز سپرنٹنڈنٹ کے ماتحت دو ممبران کونسل انجام دیتے تھے دسمبر ۱۹۱۳ء میں انکو اختیارات ریاست ملے۔ ریاست کے جھنڈے کا رنگ اب سنہرا ہے کہ جس پر ہنومان کی تصویر ہے۔

ریاست بھرت پور

جغرافیہ

یہ راج درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۴۳ دقیقہ و ۲۷ درجہ ۵۰ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۵۴ دقیقہ و ۷۷ درجہ ۴۹ دقیقہ کے واقع ہے یہ مشرقی راجپوتانہ میں ایک درمیانی درجہ کی ریاست ہے جس کے شمال میں گوڑگانوہ علاقہ پنجاب مغرب میں الور و جیپور کا علاقہ جنوب میں راج جیپور قرولی

اور دھولپور مشرق مین ضلع آگرہ و متھرا واقع ہے لمبائی پچھتر میل چوڑائی اڑتالیس میل رقبہ ایک ہزار نو سو چوہتر
اور بقولے بیاسی میل مربع آبادی ۶۴۵۵۴۰ آدمی کل آبادی مین فی سیکڑہ اٹھارہ مسلمان اور باقی ہندو ہین
اُنیس فی صدی جاٹ ہین مسلمانون مین زیادہ تعداد نو مسلم میوون کی ہے راج کی تمام سالانہ آمدنی باستثنائے
اور بقول محرر یادگار دربار تاج پوشی ۷۴ ۳۲۲۵۶۲۲ روپیہ فوج سوار و پیدل پانچہزار ہے۔ بھرت پور سے کوئی رقم بطور
خراج یا مصارف مقامی کور و کنٹنجنٹ نہین لی جاتی سلامی ۱۷ ضرب ہے۔

راج بھرت پور کی زمین عمدہ انگریزی علاقے کے قریب ہونے سے اکثر ہموار اور سیراب ہے شمالی علاقہ اور
شہر بھرت پور کی زمین بہت پست ہے جہان زیادہ بارش ہونے پر نقصان کا خوف رہتا ہے اور معمولی برسات مین
بھی اکثر جگہ پانی بھرا رہنے سے سال بھر مین ایک فصل کی پیداوار ہو سکتی ہے۔ اس راج مین چار ندیان اُٹنگن
یعنی بان گنگا۔ گمبھیر۔ کاکند اور روپا ریل گذرتی ہین یہ اگرچہ بارہ مہینہ بہنے والی نہین ہین۔ لیکن برسات کے دنون مین
ضرورت سے زیادہ کھیتی وغیرہ کے لئے انسے پانی مل جاتا ہے۔ جنوبی علاقے مین پہاڑ بھی زیادہ ہین جن مین سے
پرگنہ بیانہ کے قریب والے حصے جو ڈانگ کہلاتے ہین سخت اور کم آباد ہین ان مین جنگلی درخت بھرے ہوئے ہین
اور گوجر قوم کے لوگ زیادہ بستے ہین جو بھیڑ بکریان پال کر یا چوری کے ذریعے سے گذر کرتے ہین۔ جس پہاڑ پر بیانہ کا
قلعہ ہے بہت بلند اور وسیع ہے اس کل پہاڑ کی ساخت کہ انتہائے پرگنہ روپباس تک چلا گیا ہے اسی طرح کی ہے
جیسے ہنڈون علاقہ جیپور کے پہاڑ کی ہے اور اُس مین ویسا ہی بیٹیون کا عمارتی پتھر نکلتا ہے چنانچہ کھان پہاڑ پور
پرگنہ روپباس و باریٹہ پرگنہ بیانہ مین بہت عمدہ سفید و سرخ پتھر نکلتا ہے یہ کانین قدیم الایام سے جاری ہین
کہ فتحپور سیکری کی مشہور عمارتین اور بھرت پور و دیگ دو نون کے محلات اسی پتھر سے تعمیر ہوئے ہین اس پتھر کی بڑی
شہرت ہے علاوہ انکے شمالی پرگنات مین بھی جا بجا پہاڑ ہین مگر کل راج مین سب سے بلند پہاڑ علی پور پرگنہ
اکھے گڑھ کا ہے مگر ان پہاڑون مین کوئی دھات کی کھان نہین ہے پہوسا و راورنئی کے درمیان اور بیانہ کے
پہاڑون مین سابقًا تانبے کی کانین جاری ہوئی تھین مگر کچھ فائدہ نہونے کے سبب بند ہو گئین۔

بیانہ کا قلعہ ایک مشہور مقام ہے جو ابتدا مین چندر بنسی راجپوتون اور پھر اکثر دہلی وغیرہ کے زبردست
بادشاہون کے قبضے مین رہا۔ مغلون کی سلطنت بگڑنے پر تھنبور کی طرح جو کہ جیپور والون کو حاصل ہوا بیانہ کو
بھرت پور والون نے دبا لیا۔

راج بھرت پور کے کل گانون کی تعداد ایک ہزار تین سو ستر ہے جن مین سے سومندر وغیرہ کی خیرات مین
اور باقی تمام خالصہ مین ہین کوئی بڑا یا چھوٹا سردار نہین ہے انتظام کی غرض سے ملک دو ضلعون مین تقسیم کیا گیا ہے
ایک خاص بھرت پور جس کے متعلق آٹھ پرگنے بھرت پور۔ روپباس۔ بیانہ۔ اُچین۔ وَیر۔ بھساور۔ اکھے گڑھ
اور کمبھیر ہین دوسرا دیگ اور میوات جس کے ماتحت پانچ پرگنے دیگ۔ گوپال گڑھ۔ کامہ۔ پہاڑی اور نگر ہین
ہر پرگنے مین ایک تحصیلدار اور ایک دو تھانہ دار رہتا ہے اور ضلع پر ایک عدالتی دیوانی و فوجداری کے فیصلون کیلئے

مقرر ہے۔ عدالت کا اپیل پنچایت مین اور پنچایت کا مرافعہ مہاراجہ کے اجلاس مین طے ہوتا ہے۔

بھرت پور

خاص شہر بھرت پور پست زمین مین آباد ہے جسکی لمبائی تین میل کے قریب ہے اور چوڑائی ایک میل سے کچھ زیادہ ہے لڑائی کے وقت باہر کی جھیلون سے اس قدر پانی چھوڑدیا جا سکتا ہے کہ دشمن کی رسائی مشکل ہوجائے شہر کی فصیل خام لیکن بہت چوڑی بنائی گئی ہے جس کے اندر دس دروازون سے آمدورفت ہوتی ہے شہر پناہ کے گرد وائی خندق برسات مین سب جگہ اور دوسرے موسم مین گہرے مقامات پر پانی سے بھری رہتی ہے۔ اور شہر پناہ کے چارون طرف ایک پختہ سڑک سیر وگشت کے واسطے عمدہ بنی ہوئی ہے۔ اس شہر کا نام راجہ رام چند کے بھائی بھرت کے نام پر بھرت پور رکھا گیا ہے آبادی تو پرانی ہے لیکن قلعہ اور اکثر مکانات راجہ سورج مل کے وقت سے تیار ہوکر یہ مقام راجدھانی قرار پایا شہر کے اندر مضبوط اور بلند قلعہ کے اندر بہت چوڑی اور گہری خندق بنی ہوئی ہے جس مین ہمیشہ پانی بھرا رہنے سے شہروالون کے بہت کام آتا ہے قلعہ کے دو دروازے اور آٹھ برج ہین اور تین مکان مردانہ محل۔ زنانہ محل اور کچہری محل عمدہ گنے جاتے ہین۔

مہاراجہ جسونت سنگھ نے شہر سے باہر تین میل مغربی طرف سیوگانون کے پاس ایک چھاؤنی آباد کرکے قیام اختیار کیا جہان کئی بنگلے اور فوج کی بارکین دور تک پھیلی ہوئی ہین۔

یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۱۲ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۳۸ دقیقہ پر آگرے سے ۳۴ میل کے قریب واقع ہے۔

دیگ

اس راج مین دارالریاست سے دوم درجے پر باعتبار عظمت وآبادی وقدامت دیگ ہے اگر اسکے عالی شان محلات معروف بہ بھون پر خیال کیا جائے تو نہ فقط اس راج کے بلکہ کل ہندوستان کے عمدہ مقامات وعجائبات سے ہے۔ قلعہ کے مغرب مین رئیس کے عالی شان محل اور خوش قطع باغ ہین انکے گرد پختہ بلند دیوار اُس کے ہرطرف عمدہ عمارتین ہین یہ خوبصورت محل حسن تعمیر وصنعت تجویز وخوبی تکمیل کے اعتبار سے قابل تعریف گنے جاتے ہین روپباس کی کھان کے نفیس سفید پتھر کے بڑے اجزا سے بنے ہین اور ہر ایک علٰحدہ نام سے مشہور ہے چنانچہ (۱) نند بھون (۲) گوپال بھون جس کو بھادون بھون بھی کہتے ہین (۳) سورج بھون (۴) رام بھون (۵) ہردیو بھون (۶) ساون بھون اور کل محلات وباغ مین کمال صنعت وخوبصورتی سے فوارے لگے ہین جس وقت فوارے چلائے جاتے ہین عجیب سیر ہوتی ہے کہ خواہ کوئی موسم ہو ساون بھادون کی کیفیت نظر آتی ہے فوارون کے واسطے رام بھون کی چھت پر ایک حوض ۱۱۹ فٹ طویل ۱۰۲ فٹ عریض اور ۶ فٹ عمیق اور ۸۸۸۰۶ مکعب فٹ کی جسامت کا ہے اسمین ۱۹۳ ہزار آٹھ سو ۸۷ من پانی سماتا ہے۔

دیگ کا قدیم نام دیرگھ (ریاسے معروف) دیرگھ پوری ہے اور یہ ایسا قدیم شہر ہے کہ اس کا ذکر

سکندہ پُران اور بھاگوت مہاتم کی چوتھی ادھیا میں ہے۔ ۱۷۶۵ء میں بعہد فرمان روائی نول سنگھ ابن راجہ سورج مل شاہ عالم بادشاہ دہلی کے زبردست وزیر نواب ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان نے ایک سال اور دو مہینہ لڑکر چھین لیا تھا مگر نجف خان کے مرنے پر پھر بھرت پور والون کے قبضے مین آگیا دیگ عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۲۹ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۲۳ دقیقہ پر بھرت پور سے ۲۲ میل شمال مغرب مین واقع ہے۔

کمہیر

اس شہر کے گرد و نواح کی زمین مین شوریت بہت ہے یہان تک کہ کنوون کا پانی کیاریون مین جمع کر کے بذریعہ تبخیر طپش آفتاب کے نمک نکالا جاتا ہے یہان ریاست کا محل بہت مضبوط اور سنگین تعمیر کا ہے محل سے مشرق مین تالاب ہے اُس کے مغربی کنارے پر بہت وسیع اور عمدہ مکان ہے کہ جل محل کہلاتا ہے کمہیر عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۱۹ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۶ دقیقہ پر بھرت پور سے ۱۲ میل مغرب و شمال مین واقع ہے۔

کامہ

ایک مؤرخ نے سنسکرت کی کتابون سے تحقیق کر کے لکھا ہے کہ اس قصبے کی آبادی نہایت قدیم زمانے سے ہے ست جگ مین اس کا نام برہم پور تھا دُواپر مین اس کو سنگ پور کہتے تھے تریتا مین کامک نام رکھا گیا اور کل جگ مین کامہ اور کام بن کہلاتا ہے یہ قصبہ برج مین واقع ہے اور ہنود کے متبرک مقامات سے سمجھا جاتا ہے کہتے ہین کہ چندر بنسی سری کرشن کے نانا کا مسکن یہان تھا اُس کے زمانے مین ایک مکان چوراسی کھمبہ نام تعمیر ہوا تھا اور اُس کے ساتھ آسائش مخلوق کے واسطے چوراسی کنوین اور چوراسی مندر اور چوراسی تالاب تیار ہوئے تھے زمانۂ مابعد مین سانگا رانا والی چتوڑ نے اس مقام پر کہ بیانہ سے متعلق تھا ظہیر الدین بابر سے جنگ کی اور شکست کھائی کامہ عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۴۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۴ دقیقہ پر واقع ہے۔

بیانہ

بلند سرزمین پر پہاڑون کے سلسلے مین کہ کسی قدر باہم متوازی اور شمال مشرق سے جنوب مغرب مین واقع ہین آباد ہے کل پہاڑ کے اوپر قدیم زمانے کے مکانات بے شمار موجود ہین ان مین سے مقدم قلعہ ہے اور اُسمین ایک بھیم لاٹ نامی مینار ہے کہ جنوب کی طرف سے بہت دور سے نظر آتا ہے تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ جب سکندر لودی دہلی کا بادشاہ اس پر حملہ آور ہوا تو یہ قصبہ بڑی رونق پر تھا اور بابر بادشاہ نے بیانہ کو ہندوستان کے نہایت مشہور قلعون مین سے لکھا ہے بیانہ عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۵۷ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۲۰ دقیقہ پر واقع ہے قلعے کے اندر جو لاٹ ہے اُسے تیلی کی لاٹ کہتے ہین اُس کے حروف پڑھنے مین نہین آتے سمت ۱۲۰۳ مین ابو بکر قندھاری نے کہ خاندان محمود غزنوی کے معتمدون مین سے تھا لڑکر اس قلعے کو فتح کیا ابو بکر قندھاری کا بیانہ مین انتقال ہوا کہ قبر اب تک موجود ہے اُسی زمانے مین اوکھا مندر وغیرہ مکان پرستش ہنود کو مسلمانون نے بہ تغیر تعمیر مسجد بنا لیا وقائع راجپوتانہ مین اسی طرح لکھا ہے۔ لیکن سمت ۱۱۹۸ سے سمت ۱۲۴۸ تک پرتھی راج چوہان دہلی اجمیر کے

زبردست راجہ کا عہد گذرا ہے اور بیانہ مین اُس کی سسرال تھی اور بیانہ والے اُس کے زیر دست [illegible] تھے ان وجوہات کی بنا پر کسی اور سمت مین ابوبکر قندھاری نے بیانہ کو فتح کیا ہوگا جو پرتھی راج اور اُس کے سرداروں کے عہد سے ماقبل یا مابعد ہوگا۔

قوم

بھرت پور کے رئیسون کو جو عام طور پر جاٹ مانے جاتے ہین اور اُسی فرقے مین اُن کی بیاہ شادی ہوتی ہے بابو جوالا سہاے نے وقائع راجپوتانہ مین حکیم وحید اللہ وغیرہ کی تاریخ کے حوالے سے سری کرشن کی چندربنسی نسل مین داخل کر دیا ہے۔ جاٹ لوگ اگرچہ راجپوتون کی چھتیس ۳۶ قسم مین سے ایک فریق سمجھے جاتے ہین لیکن اس مین کچھ شک نہین کہ کوئی جاٹ سری کرشن کی اولاد نہین بن سکتا اور شادی و غمی وغیرہ پر جدا آئین اختیار کر لینے سے تمام راجپوت اُنکو کھانے پینے یا رشتہ داری مین ہرگز اپنا شریک نہین کرتے مولوی عبید اللہ فرحتی نے ریاست اودے پور کی طرف سے بنوائی ہوئی کتاب تحفہ راجستان مین اسی طرح لکھا ہے۔

تاریخ

بھرت پور والون کے بزرگ مدت سے ایک گانون سنسنی مین رہتے تھے جہان اُنھون نے کھیتی وغیرہ کے سوا کچھ لوٹ مار شروع کی اُن مین سے اول نامور شخص راجہ رام جاٹ تھا جسے عالمگیر بادشاہ کے پوتے بیدار بخت نے غارتگری کے جرم پر سمت ۱۷۴۵ مطابق سنہ ۱۶۸۹ء مین قتل کر کے گڑھی سنسنی کو برباد کر دیا۔ عالمگیر کے بعد ان لوگون نے سلطنت کمزور دیکھ کر پھر ہاتھ پانون چلانے شروع کئے اس لئے ٹھاکر چوڑامن کو جو راجہ رام کے مارے جانے کے بعد جاٹون کا سرگروہ بنا تھا لوٹ مار نکرنے اور راستے کی حفاظت رکھنے کے واسطے فرخ سیر کے وزیر سید عبد اللہ خان نے راہدار خان خطاب اور کچھ گانون جاگیر مین دیے لیکن جب یہ لوگ فسادی عادتون سے باز نہ آئے تو وزیر نے راجہ سوائی جے سنگھ کو سمت ۱۷۷۵ مطابق سنہ ۱۷۱۸ء مین چوڑامن کو سزا دینے کے لئے بھیجا جسکا کافی بندوبست وزیر کی شرارت کے سبب سے نہو سکا چوڑامن نے زیادہ زور پاکر اپنے باغی بھتیجے بدن سنگھ کو قید کر دیا جو کئی برس کے بعد نیک چلن رہنے کے اقرار پر رہا ہوا۔

بدن سنگھ رہائی پاتے ہی سوائی جے سنگھ کو اپنی مدد کے واسطے چوڑامن کے مقابل چڑھا لایا چھ مہینہ محاصرہ رہنے کے بعد تھون مقام فتح ہوا اور چوڑامن نے اپنے بیٹے محکم سنگھ سمیت بھاگ کر جان بچائی۔ اس کے بعد سنہ ۱۷۲۳ء مین بدن سنگھ جاٹون کا رئیس مقرر ہوا جسکو راجہ سوائی جے سنگھ نے دیگ مقام پر راج تلک دیا غرضکہ محمد شاہ کے ضعیف عہد مین بدن سنگھ لڑائی جھگڑا دن سے کئی گانون قبضے مین لاکر اس قابل نکلا جسکی اولاد رفتہ رفتہ سو برس کے اندر راجاؤن مین شمار ہوئی اگرچہ آگرہ آباد کے صوبہ دار وغیرہ نے اُن پر کئی بار چڑھائی کر کے اُنکا علاقہ برباد و ضبط کیا لیکن مرہٹون کا شریک اور ہم پیشہ ہونے سے وہ انگریزی عہد تک بنے رہے اور دوسرے رئیسون کی طرح عہدنامہ ہوکر اُن کو بھی ریاستی حق دیے گئے۔ بھرت پور کے رئیسون کی حکومت کا

بیان اس طرح ہے۔

١- راجہ بدن سنگھ

اس نے سمت ۱۷۷۹ مطابق ۱۷۲۳ء مین جاٹون کا رئیس مقرر ہونے کے بعد۔ ویگ کمہیر اور دیر وغیرہ مقامات مضبوطی کے لئے قلعے بنوائے اور بدن سنگھ کے بائیس بیٹے تھے مگران سب مین ہوشیار و جوانمرد سورج مل تھا بدن سنگھ نے اکیس بیٹون کے واسطے جن مین سے سولہ کی اولاد جو موجود ہے سولہ ٹھاکرون کی کوٹڑیون کے نام سے مشہور ہے علیحدہ معاش مقرر کر کے اپنی حیات مین سورج مل کو ولی عہد بنا کر ریاست کے کامون کے بہت سے اختیارات دیدیے سورج مل نے سمت ۱۷۸۹ مطابق ۱۷۳۳ء مین بھرت پور پر چھاپہ مار کر اپنے ہم قوم کھیم کرن سے جو کھیما کر کے مشہور تھا قلعہ بھرت پور چھین لیا اور وہان درستی کر کے راجدھانی بنائی اور اُس کے گڑھ کو مسمار کر کے اپنا فراخ قلعہ تعمیر کر لیا اور دیگ کے مشہور محلات کہ نہایت عمدہ عمارت ہے اُس کے عہد مین تیار ہوئے۔

جب صفدر جنگ نے نواب احمد خان بنگش پر فوج کشی کی تو اس مہم مین کنور سورج مل کو بھی مدد کے لئے بُلایا۔ جو اپنے باپ کی اجازت سے پندرہ ہزار سوارون کی جمعیت لے کر وزیر کے پاس پہونچا اور لڑائی کے دن وزیر کے دہنے بازو پر تھا اور وزیر کی شکست کے بعد اپنے ملک مین بھاگ آیا یہ واقعہ ۱۷۵۰ء کا ہے۔ دوبارہ جب مرہٹون کی مدد سے پھر وزیر نے پٹھانون پر چڑھائی کی تو اُس نے سورج مل کو بھی اس جنگ مین شریک ہونے کو بُلایا۔ اور جب صفدر جنگ نے احمد شاہ بادشاہ دہلی سے بغاوت کی تو اس وقت بھی سورج مل وزیر کا شریک تھا اور وزیر کے حکم سے شہر دہلی مین داخل ہو کر ہزارہا آدمیون کو قتل کیا اور مکانات مین آگ لگائی اور لال دروازے تک پہونچکر لاکھون روپے کا مال و اسباب لوٹا ایک لڑائی مین سورج مل کے ہمراہیون مین سے رام چندر تنور اور پیم وغیرہ بہت سے چیدہ جوان مقتول و مجروح ہوئے جب وزیر اور بادشاہ مین صلح ہو گئی تو سورج مل نے اپنے ملک کو معاودت کی۔

جب بدن سنگھ کو یہ خبر ملی کہ ملہار راؤ ہلکر ساٹھ ہزار سوار ساتھ لیکر جیپور مین داخل ہوا ہے اور وہان کے راجہ نے بارہ لاکھ روپیہ دیکر اُس سے معاملہ کر لیا ہے اور اسی طرح راجگان شاہ پورہ و بوندی و کوٹہ و روپ نگر نے ہلکر کی اطاعت کر لی ہے اور مادھو سنگھ والی جیپور نے اپنے سردار ہرگوبند ناٹانی کو پندرہ ہزار سوارون کے ساتھ ہلکر کے ہمراہ بھیجا ہے تو بدن سنگھ نے اپنی طرف سے روپ رام کٹارہ کو ہلکر کے پاس روانہ کیا اور چارون قلعون کا بندوبست کر کے خود کمہیر مین آیا روپ رام نے ملہار راؤ سے ملاقات کی تو اُس نے بیان کیا کہ مین حسب الطلب بادشاہ کے ادھر آرہا ہون اور جاٹ رئیس سے دو کروڑ روپیہ نذرانہ طلب کیا وکیل نے انکار کیا ملہار راؤ نے بادشاہ سے پچاس لاکھ روپیہ لیکر جمعیت اپنے پچاس ہزار سوار اور پندرہ ہزار لازمان جیپور محکوم ہرگوبند ناٹانی اور فوج شاہی محکوم غازی الدین حیدر اور دیگر راجگان کے بھرت پور کے علاقے مین آکر کمہیر کا محاصرہ کیا دو ماہ تک ہنگامہ کارزار گرم رہا ایک دن کھانڈے راؤ پسر ملہار راؤ گولی سے مارا گیا ملہار راؤ کو اس کا سخت صدمہ ہوا اور دل شکستہ ہو کر

جاٹون سے معاملہ کرکے اور خرچۂ جنگ لیکر متھرا کے راستے سے دکن کو چلا گیا جاٹ رئیس نے غازی الدین خان کو سات لاکھ روپیہ دے کر اُس سے بھی صلح کرلی۔

جیٹھ سدھی دسمی سمت ۱۸۱۲ کو بدن سنگھ کا انتقال ہوا اور سورج مل مسند نشین ہوا بدن سنگھ نے ۳۳ برس دو مہینہ دس دن حکومت کی اور اپنی زندگی ہی مین ریاست کے تمام کام سورج مل کے سپرد کردیے تھے۔

۲- راجہ سورج مل

باپ کی جگہ اس کے جانشین ہونے سے دو سال کے بعد بھورے سنگھ جاٹ و دیگر رؤساے آن صوب دریاے جمنا کی شورش ہوئی یہ اُنکی سرکوبی کے واسطے گیا ڈیڑھ مہینے کے عرصے مین قلعہ مرسان اور دوسری یا ستو فتح کیا اسی اثنا مین یہ معلوم ہوا کہ احمد شاہ درانی ہندوستان پر آتا ہے سورج مل دیگ کو واپس آیا چندروز کے بعد احمد شاہ متھرا مین قتل عام کرتا ہوا آگرے مین داخل ہوا سورج مل نے منشی تیجے خان اور راجہ موہن سنگھ سورج دوج کو اُس کے پاس بھیجا اُنھون نے سورج مل کے مرسلہ تحائف بادشاہ کی نذر کرکے سند معافی ملک حاصل کی اور بادشاہ عازم دہلی ہوا اور اُس کو تاراج کرکے اپنے بیٹے تیمور شاہ کو لاہور مین چھوڑ کر واپس افغانستان کو چلا گیا ۱۷۵۹ء مین دوبارہ مرہٹون کی سرکوبی کو احمد شاہ ہند مین آیا تو اس موقع پر سورج مل ابتدا مین مرہٹون کے ساتھ تھا اس لڑائی کے مفصل حالات پنڈت کاشی راؤ نے (جو ملازم شجاع الدولہ کا تھا اور برابر جنگ و صلح کی گفتگو مین شریک رہا) فارسی مین لکھے ہین اُنسے مین یہان اقتباس کرتا ہون احمد شاہ کے مقابلے کیلیے سداشیو راؤ عرف بھاؤ مرہٹون کے دربار سے مامور ہوا اس نے بسواس راؤ پسر کلان بالا راؤ کو جس کی عمر اُسوقت سترہ سال کی تھی براے نام کمانڈر انچیف بنا کر حسب دستور قدیم مرہٹون کے اپنے ہمراہ لیا فوج اس کی ماتحتی مین بہت زیادہ تھی اور وہ بلا تاخیر مہم پر روانہ ہوا۔ علاوہ اپنی دکھنی افواج کے بھاؤ اپنے ہمراہ تمام وہ معاون جو مالوے و جھانسی وغیرہ مین مہیا کرسکا زیر حکم متعدد عاملون مثل نارو شنکر وغیرہ کے لایا تھا اور جو ہین کہ وہ دریاے چنبل پر پہونچا تو اُس نے ایک اپنا معتبر شخص جاٹون کے سردار راجہ سورج مل کے پاس مشورہ کرنے کی غرض سے بھیجا اور یہ کہلایا کہ سورج مل کو اُس کا شریک ہونا چاہیے سورج مل نے یہ جواب دیا کہ اُس کے عہد و پیمان مرہٹون کے ساتھ ملہار راؤ اور سیندھیا کے توسط سے ہوا کرتے تھے اگر وہ اس وقت مداخلت کرنا پسند کرین تو وہ بھاؤ سے ملاقات کرنے کو تیار ہے بھاؤ نے ضرورت کی وجہ سے اُن سردارون سے سورج مل کو بُلانے کے لئے کہا جنکو اُنھون نے قبول کرلیا جو ہین کہ افواج مرہٹہ آگرہ کے قریب پہونچین تو سورج مل بھاؤ کے پاس حاضر ہوا۔

سورج مل جو ایک دراز عرصے سے مرہٹون کی رفاقت مین لڑنے بھڑنے کا عادی ہوگیا تھا اُس نے بھاؤ سے اس موقع پر یہ کہا کہ تم ہندوستان کے مالک ہو اور مین صرف ایک زمیندار ہون تاہم مین اپنی راے بقدر اپنی سمجھ اور علم کے ظاہر کرونگا سب سے اول یہ بات ہے کہ سردارون اور سپاہیون کے خاندان و اسباب زیادہ اسباب لشکر اور بھاری توپخانہ اُس جنگ کے کرنے مین جو اس وقت درپیش ہے نہایت سدراہ ہونگے

تمھاری فوجین ہندوستان کی فوجون سے زیادہ سبک وچست وچالاک ہین لیکن درانی تم سے بھی زیادہ پھرتیلے ہین اس واسطے مناسب ہے کہ میدان جنگ مین اُنکے مقابلے کے لئے بالکل ہلکے پھلکے چلنا چاہیے اور زائد اسباب وشاگرد پیشہ لوگون کو دریاے چنبل کے دوسری طرف حفاظت کے ساتھ جھانسی اور گوالیار مین چھوڑ دینا چاہئے جو کہ تمھارے ماتحت ہین یا مین تم کو اپنے ملک کے بڑے قلعون ڈیگ یا کمبیر یا بھرت پور پر قابض کردونگا جن مین تم اپنے اسباب اور ہمراہیون کو رکھ سکتے ہو اور مین اپنی تمام فوج سے تمھارے شریک ہوجاؤنگا۔ اس تدبیر سے تم کو یہ آسانی ہوگی کہ تم آزادانہ گفت وشنید ایک دوست ملک سے جو تمھاری پشت پر واقع ہے جاری رکھوگے اور تم کو اپنی فوج کے لئے رسد کی بابت کوئی اندیشہ نہوگا اور اس امر کے یقین کرنے کے لئے ایک وجہ ہے کہ دشمن اس قدر فاصلے تک نہ بڑھ سکے گا بلکہ اس طرح کی کارروائی سے بغیر کچھ حاصل کئے منتشر ہوجائے گا ملہار راؤ اور دوسرے سردارون نے اس راے کو پسند کیا اور کہا کہ توپون کی قطارین افواج شاہی کے واسطے مناسب ہوتی ہین لیکن مرہٹون کا طریقہ جنگ لوٹ مار کا ہے اور اُنکے لئے بہترین طریقہ اُس چیز کو اختیار کرنا ہے جسکے وہ عادی ہین۔ علاوہ اس کے ہندوستان اُنکا آبائی یا موروثی ملک نہین ہے پس اگر وہ اُس کو فتح کرنے مین ناکامیاب رہے تو واپس چلے آنے مین اُنکی بے عزتی نہوگی سورج مل کی یہ راے عمدہ ہے اور جو تدبیر اُس نے بتلائی ہے وہ دشمن کو واپس چلے جانے پر مجبور کرے گی کیونکہ دشمن کا کوئی مقررہ مقبوضہ مقام ملک مین نہین ہے اس واسطے مرہٹون کا مقصد اس وقت یہ ہونا چاہیے کہ وہ بارش شروع ہونے تک تامل کرین اُس وقت درانی یقیناً اپنے ملک کو واپس چلے جاوینگے۔

باوجودیکہ تمام مرہٹہ سردار اس تدبیر کے اختیار کرنے مین متفق اللفظ تھے لیکن بھاؤ نے اپنی فوج کی طاقت اور اپنی ذاتی جراُت وقابلیت پر بھروسا کرکے کچھ نہ سُنا بلکہ یہ کہا کہ اُس کے ماتحتون نے اپنے کامون سے اس ملک مین فوجی عزت حاصل کی اور وہ یہ الزام ہرگز اپنے اوپر نہ آنے دیگا کہ باوجود بالاتر افسر ہونے کے اُس نے کچھ نہ حاصل کیا سواے اس بے عزتی کے کہ مدافعت کرتا رہا۔ اُس نے ملہار راؤ کو ملامت کی کہ مدت جفاکشی اور فہم سے زیادہ وہ زندہ رہا اور اُسی وقت یہ بھی کہا کہ سورج مل محض ایک زمیندار ہے اُس کی راے موافق اُس کے مرتبے وقابلیت کے ہے لیکن اُن لوگون کے لحاظ کے قابل نہین ہے جو اُس سے بالاتر ہین اُس وقت اہل عقل بحج افسر اُسکے تکبر وضد سے متعجب ہوئے اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ تقدیر نے اُنکی مہم کی ناکامیابی مقرر کردی ہے ہر شخص بھاؤ کی سخت وایذا رسان تقریرون سے متنفر ہوگیا اور اُنھون نے آپس مین یہ کہا بہتر ہے کہ اس برہمن کو ایکمرتبہ شکست ہو ورنہ ہماری کیا وقعت وعزت رہے گی۔

بھاؤ نے ایک دستہ فوج کا مقرر کردیا کہ سورج مل کو کیمپ سے باہر نہ جانے دین وہ اس بات سے بہت خوف زدہ ہوا لیکن چونکہ تمام سردار متفق الراے تھے ملہار راؤ اور بقیہ سردارون نے اُس کو صلاح دی کہ جلدی نکرنے بلکہ مطابق حالات کے کاربند ہوا اس وقت بغرض اطمینان بھاؤ کے حاضر ہے بعد ازین بھاؤ نے آگرے سے

دہلی کو کوچ کیا اور فور اً بادشاہی قلعے کا محاصرہ کر کے اُسے درانی آدمیون سے فتح کر لیا اس اثنا مین بارش شروع ہو گئی اور بھاؤ نے دہلی مین اور اُس کے گرد بارہ کوس تک اپنی فوج کو ٹھہرایا اور خود قلعے کے اندر قیام کیا اور دربار کی نقرئی چھت کو جو نہایت بڑی قیمت سے بنوائی گئی تھی توڑوا کر سترہ لاکھ روپے اُس سے بنوالئے اور عام طور پر یہ بات مشہور ہو گئی کہ بھاؤ کا ارادہ ہے کہ بعض خاص خاص ہندوستانی رؤسا کو جو اُس کے سدِّ راہ ہوئے تھے ختم کر کے اور شاہ درانی کو اُس کے ملک کو واپس چلے جانے کے بعد وہ بسواس راؤ کو تخت دہلی پر بٹھاوے گا۔ یہ خبر شجاع الدولہ کو پہونچائی گئی احمد شاہ درانی انوپ شہر کے قریب خیمہ زن تھا۔ احمد شاہ درانی اور اُس کے وزیر شاہ ولی خان نے نجیب الدولہ کے ہاتھ تحریری عہد نامے اور قرآن اپنی اپنی مہر مین لگا کر شجاع الدولہ کے پاس بھیجے اُس نے نجیب الدولہ کی نصیحت کی پیروی کی اور اُس کے ساتھ روانہ ہو کر انوپ شہر کے قریب شاہ درانی کے پاس حاضر ہو گیا۔ بادشاہ نے اُس کے ساتھ انتہائی عزت و لحاظ کا برتاؤ کیا اور اُس سے کہا کہ وہ اُس کو بطور اپنی اولاد کے خیال کرتا ہے اور یہ کہ وہ اُس کی آمد کا منتظر تھا اور اب وہ اُس کو مرہٹون کی سزا دہی دکھلاوے گا اور اپنی دوستی کے بہت سے دوسرے ثبوت دیے اُس نے اُسی وقت اپنے کیمپ مین مشتہر کرا دیا کہ کوئی درانی کسی قسم کی بے عنوانی یا بد تہذیبی شجاع الدولہ کے کیمپ مین نکرے اور اگر کرے گا تو اُس کو فی الفور سزائے موت دی جائے گی چونکہ عام سپاہی درانی فوج کے سرکش و حکم عدولی کرتے تھے اُنھون نے باوجود بادشاہ کی اس تہدید کے شجاع الدولہ کے کیمپ مین کچھ بے عنوانیان کین اس بات کو سنکر بادشاہ نے دو سو کو گرفتار کرایا اور نیز ان کی اُنکی ناک مین سوراخ کرا کے اور سوراخون مین نتھنیان ڈلوا کے اُن کو بطور اونٹون کے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا کہ جیسا وہ مناسب سمجھے کرے خواہ اُنکو سزائے موت دے خواہ معاف کرے اُس نے اُنکو معافی دیدی اُس وقت سے پھر کسی درانی سپاہی نے شجاع الدولہ کے کیمپ مین کوئی فساد نہ کیا۔

بھاؤ نے شجاع الدولہ سے استدعا کی کہ ایک شخص معتمد کو بھیجین جس پر پورا بھروسا کیا جاوے اور اُس کے ذریعے سے صاف کہلا بھیجین کہ کون کون سی تدبیر عمل مین لائی جائے اُسی وقت دوسرے پیغام ملہار راؤ اور سورج مل کی جانب سے پہونچے کہ اُنکو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اُنکو کیا کرنا ہوگا ان تمام باتون کی اطلاع صحیح صحیح شجاع الدولہ نے نجیب الدولہ کو اور وزیر اعظم کو کی اور مرہٹون سے موافق اُنکی صلاح کے بات چیت شروع کی۔ نجیب الدولہ نے صلح کے ہونے مین ہر ایک طرح کی رکاوٹ پیدا کی۔ شجاع الدولہ درحقیقت اُس وقت نجیب الدولہ کے ساتھ معمولی برتاؤ رکھتا تھا آخر کار اُس نے محمد یعقوب خواجہ سرا کو مرہٹون کے پاس یہ پیغام دیکر بھیجا کہ وہ اُس دوستی کا اقرار کرتا ہے جو ہمیشہ سے مرہٹون کے اور اُس کے درمیان ہے لیکن اُس کے لئے اُنکے ساتھ شریک ہونا نامناسب و ناقابل العمل ہے لیکن ہر موقع مناسب پر اُنکو خبر دینے اور صلاح دینے کے ذریعے سے اپنی دوستی کا اظہار کرنے کو وہ تیار ہے اور چونکہ وہ اس وقت اُس کی رائے طلب کرتے ہین لہذا وہ اُنکو یہ مشورہ دیتا ہے کہ وہ اس وقت کسی دوسری قسم کی جنگ نہ کرین سوائے لوٹ مار کی لڑائی اور غیر مسلسل جنگ کے جس کے وہ

عادی ہین اور اگر وہ صلح کرنا پسند کرین تو اُس کے حاصل کرنے کے لئے ذرائع سوچنا چاہئے اُس نے اُسی وقت راجہ
سورج مل کو لکھا اور اُس کو صلاح دی کہ وہ مرہٹون کی شرکت چھوڑ دیوے اور چونکہ یہ صلاح اُس کی راے کے موافق تھی
اُس نے وعدہ کیا کہ وہ اُس کی تعمیل کرے گا۔ بھاؤ نے جو جواب شجاع الدولہ کو لکھا اُس مین اُس کی نصیحت اور طریقے کو
تسلیم کیا اور وعدہ کیا کہ وہ اُس پر غور کرے گا۔ صلح کی بابت اُس نے کہا کہ اُس کو کوئی وجہ خصومت کی درانی بادشاہ سے
نہین ہے جو اپنے ملک کو واپس چلا جائے جب اُس کا دل چاہے۔ اور یہ کہ تمام ملک اُس جانب دریاے اٹک کے
بادشاہ کے قبضے مین رہے اور تمام ملک اس جانب دریا کے رؤساے ہندوستان کے قبضے مین رہے جس کو وہ
آپس مین اپنی مرضی سے تقسیم کر سکین یا اُس کا تصفیہ کر سکین اور اگر بادشاہ اس فیصلے سے رضامند نہو تو وہ لاہور
اپنا قبضہ کر لے۔ آخر مین اُس نے یہ کہا کہ اگر بادشاہ اس سے بھی زیادہ لینے پر اصرار کرے تو وہ سرہند تک اپنا قبضہ کر لے
اور بقیہ ملک رؤساے ہندوستان کو چھوڑ دے اس جواب کو لیکر یعقوب خان واپس آیا۔

اس کے دو دن کے بعد سورج مل نے جو مقام بدرپور مین چھ کوس کے فاصلے پر مقیم تھا حسب نصیحت ملہار
راؤ و دیگر ناراض رؤسا کے اپنی قیام گاہ کی زمین کے تبادلہ کرنے کا بہانہ کر کے اپنا تمام ساز و سامان اور لشکری لوگ اپنے
ملک کی طرف کو روانہ کر دیے اور جب اُس کو خبر آگئی کہ وہ دس کوس اپنے راستے پر پہونچ گئے تو وہ اپنی نوجون کے
دستون کے ساتھ اُنکے عقب مین روانہ ہوا اور دور نکل گیا قبل اس کے کہ بھاؤ کو خبر اُس کے چلے جانے کی ہو ایک دن
اور دو رات مین وہ پچاس کوس چلا اور اپنے ملک کے مضبوط مقامات پر پہونچ گیا بھاؤ نے اپنی افسردہ دلی کا کچھ اظہار نہ کیا
بلکہ صرف یہ کہا کہ اس قسم کے طریقۂ عمل کی توقع محض زمینداروں سے ہو سکتی ہے اور یہ کہ اُس کا چلا جانا کچھ وقعت
نہین رکھتا بلکہ ہم کو خوش ہونا چاہئے کہ اُس نے ایسے وقت پر ہم کو نہین چھوڑا جبکہ ہم نے اُس پر کسی بڑے کام کے
کرنے کے لئے بھروسا کیا ہوتا محمد یعقوب خان نے اپنے لشکر کو واپس آکر بھاؤ کے تمام خیالات کو بیان کیا لیکن چونکہ
کوئی فریق بھی صدق دل سے معاملہ نہین کرتا تھا اس لئے گفتگوئے صلح آہستہ آہستہ ہوتی رہی بارش ختم ہو چکی
تو دسہرے کے دو دن کے بعد ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۷۶۰ء کو احمد شاہ درانی نے اپنے خیمہ گاہ سے کوچ کیا اور ۲۳ اکتوبر کو فوج نے
جمنا کو عبور کرنا شروع کیا جب فوج دریا پار اُتر گئی تو بادشاہ نے دشمن کی طرف کوچ کیا جس سے کہ اُس کا مقابلہ کرنے کو
حرکت کی اور ۲۶ اکتوبر کو دوپہر کے بعد دونون افواج کی فوج ہراول کا سنبھل کی سراے کے قریب مقابلہ ہو گیا اور
ایک جنگ ہوئی جس مین مرہٹے نقصان مین رہے دوسرے دن پھر احمد شاہ آگے کو بڑھا اور اسی طرح کامیابی کے سلسلہ
چند روز تک معرکے ہوتے ہوتے مرہٹون کو دباتے ہوئے چلے یہان تک کہ مرہٹے پانی پت تک آگئے جہان کہ بھاؤ نے اپنا
کیمپ جما لیا اور اپنے کیمپ کو اور نیز قصبۂ پانی پت کو ایک خندق سے گھیرا جو ساٹھ فٹ چوڑی اور بارہ فٹ عمیق تھی خندق کی
مٹی سے فصیل بنوا کر اُس پر اُس نے توپین چڑھا دین بادشاہ نے مرہٹون کی مین سے قریب چار کوس کے خیمے جمائے
اور جیسا کہ وہ ہر منزل مین کیا کرتا تھا کہ اپنے کیمپ کو کٹے ہوئے درختون سے گھیر لیتا تھا یہان بھی اُس نے درختون کی
فصیل کسی قدر زیادہ مضبوط بنالی فوج کے سامنے کی کل اراضی مقبوضہ ساڑھے تین کوس کی تھی۔

درانی باقاعدہ فوج کے چوبیس دستے یا رجمنٹ تھے اور ہر ایک دستے مین بارہ سو سوار تھے خاص خاص حکمران سردار بادشاہ کی ماتحتی مین یہ تھے وزیر اعظم شاہ ولی خان - جہان خان - شاہ پسند خان - نصیر خان بلوچ - برخوردار خان وزیر اللہ خان قزلباش - مراد خان مغل ایرانی -

اور متذکرۂ بالا چوبیس دستون مین سے ۶ دستے بادشاہ کے غلامون کے تھے - وہان دو ہزار شتر سوار بھی تھے اور ہر ایک شتر پر دو بندوقچی سوار ہوتے تھے جنکے پاس بڑی چھری کی بندوقین ہوتی تھین جنکو زنبورک کہتے ہین چالیس توپین بھی تھین اور بہت سے شترنال[له] اونٹون پر تھے یہ قوت درانی فوج کی تھی - شجاع الدولہ کے ساتھ دو ہزار سوار اور دو ہزار پیدل اور بیس توپین مختلف قامت کی تھین - نجیب الدولہ کے ساتھ چھ ہزار سوار بیس ہزار پیادے اور بہت سے بان ہوائی چلانے والے تھے دوندے خان اور حافظ رحمت خان کے ساتھ پندرہ ہزار پیادے اور چار ہزار سوار اور کچھ توپین تھین احمد خان بنگش کے ساتھ ایک ہزار سوار ایک ہزار پیادے اور کچھ توپین تھین - جملہ مقدار فوج چالیس ہزار آٹھ سو سوار اور اڑتیس ہزار پیادے اور ستر یا اسی توپین تھین -

لیکن بے قاعدہ فوج کی تعداد جو ان افواج کے ہمراہ تھی چار گنا اس سے زیادہ تھی اور اُنکے گھوڑے اور ہتھیار باقاعدہ درانی فوج سے کسی قدر کم درجے کے تھے جنگ مین اُنکی عادت تھی کہ جب باقاعدہ فوج نے دشمن پر حملہ کیا اور صف بندی توڑدی تو وہ فوراً تلوارین ہاتھون مین لیکر دشمن پر ٹوٹ پڑتے تھے اور دشمن کی شکست کو مکمل کر دیتے تھے تمام درانی لوگ بڑی جسمانی قوت والے تھے اور اُنکے گھوڑے ترکی نسل کے تھے جو قدرتی طور پر محنتی ہوتے ہین اور متواتر مشقت نے اُنکو زیادہ محنتی کر دیا تھا -

بھاؤ کی فوج حسب ذیل تھی -

(۱) بماتحتی ابراہیم خان گاردی دو ہزار سوار نو ہزار پیادو نکی پلٹنین تھرکلا بندوقین لئے ہوئے جنکو یورپین طریقے پر قواعد سکھلائی گئی تھی مع چالیس توپون کے -

(۲) خاص پاگہ کے چھ ہزار سوار جن کے گھوڑے اور اُنکا سامان اور خوراک ریاست کی طرف سے ملتی تھی -

(۳) ملہار راؤ ہلکر کے پانچ ہزار سوار -

(۴) جھنکوجی سیندھیا کے ساتھ دس ہزار سوار -

(۵) اماجی گیکوار کے تین ہزار سوار -

(۶) جسونت راؤ پوار کے دو ہزار سوار -

(۷) شمشیر بہادر کے تین ہزار سوار -

(۸) بالاجی جادون کے تین ہزار سوار -

(۹) شیو راؤ پٹیل کے تین ہزار سوار -

(۱۰) بھاؤ کے سالے بلونت راؤ کے سات ہزار سوار -

[له] شترنال اسم مذکر ہے زنبورک کو کہتے ہین جو ایک قسم کی چھوٹی توپ ہے کہ اونٹ کی پیٹھ پر لدتی ہے اور اُس پر چھوڑی جاتی ہے ایسی توپین بادشاہ کی سواری مین اکثر ہوا کرتی تھین اور وہ تمام راستے چھوٹتی جاتی تھین ۱۲ فرہنگ صفیہ

(۱۱) بسواس راؤکی پائے گاہ کے پانچہزار سوار۔
(۱۲) انتاجی مانکیسہ کے دوہزار سوار۔
علاوہ انکے بہت سے دیگر چھوٹے چھوٹے گروہ تھے جو شمار نہین کئے جاسکتے کل فوج کی تعداد پچپن ہزار سوار پندرہ ہزار پیادون کی پلٹنین مع ابراہیم خان کے سپاہیون کے تھین دوسو توپین اور تھرکلا بندوقین اور شترنال بے شمار تھین علاوہ انکے پندرہ ہزار پنڈارے دو بڑے بڑے اپنے افسرون کے ماتحت تھے اور دو ہزار یا تین ہزار سوار راٹھوڑ اور کچھواہہ کے وکیلون کے ساتھ تھے یہ لوگ مع پانچ یا چھ ہزار سوارون کے دہلی کی حفاظت کے واسطے زیر حکم بھوانی شنکر چھوڑ دیے گئے تھے۔
لیکن یہ تعداد تخمینی ہے بلکہ بھاؤ کے ساتھ کے اژدہام کثیر کی تعداد کوئی پانچ لاکھ قرار دیتا ہے اور کوئی اس سے بھی زیادہ گوبند پنڈت دس یا بارہ ہزار سوار جمع کرکے میرٹھ تک آگئے گو بادشاہ کے عقب مین بڑھا اور ایسے موثر طور پر تمام رسد کو بند کردیا کہ بادشاہ کی فوج کو اشیاے خورونوش کے نہونے سے ازحد تکلیف ہوئی جوار باجرہ وغیرہ موٹے اناج کا آٹا دو روپیہ سیر ہوگیا فوج بہت غیر مطمئن ہوگئی بادشاہ نے گوبند کی تباہی کے واسطے عطائی خان کو مع دوہزار سوار کے متعین کیا وہ مطابق حکم کے روانہ ہوا اور آٹھ یا دس ہزار بے قاعدہ سپاہ کو اپنے ساتھ لیکر اور ایک رات مین تقریبًا چالیس کوس کوچ کرکے صبح ہونے کے وقت وہ مثل بجلی کے گوبند پنڈت پر ٹوٹ پڑا جنکو کچھ خبر درانیون کے آنے کی نہین تھی وہ خوف زدہ اور متعجب ہوکر ہر طرف کو بھاگے گوبند پنڈت نے ایک تر کی گھوڑے پر چڑھکر بھاگنے کا قصد کیا لیکن چونکہ وہ عمر رسیدہ تھا اور عمدہ طرح گھوڑے پر نہین چڑھتا تھا اس لئے تعاقب کی حالت مین گھوڑے پر سے گر پڑا اور درانیون نے اُس کا سر کاٹ لیا اور دشمن کے لشکر گاہ کی لوٹ مار کرکے اور اُس کی پراگندہ فوج کو ہر طرف بھگا کے عطائے خان چوتھے دن اپنی تعیناتی سے بادشاہ کی خیمہ گاہ کو واپس آیا اس خبر کا بھاؤ پر بہت اثر ہوا بادشاہ کے احکام کی تعمیل مثل تقدیر کے ہوا کرتی تھی کوئی شخص ایک منٹ اُن احکام کی تعمیل مین تساہل یا دیر کرنے کی جرأت نہین کرتا تھا۔ چونکہ درانی فوج دن رات ہوشیار رہتی تھی کہ کوئی قافلہ نہ گذرنے پائے اس لئے مرہٹون کے لشکر مین اشیاے خورونوش اور چارے دانے کی نہایت قلت ہونے لگی ہر روز افواج اور توپین جانبین سے مسلح ہوتی تھین اور دور سے گولہ باری اور خفیف لڑائیان سوارون سے ہوتی تھین شام کے وقت فریقین اپنے اپنے خیمہ گاہون کو چلے جاتے تھے تین مہینے تک یہی حالت قائم رہی اور اس عرصے مین تین بہت بڑے معرکے ظہور مین آئے پہلا معرکہ ۲۹ نومبر ۱۷۶۰ع کو ہوا اس مین تقریبًا چار ہزار آدمی فریقین کے مارے گئے دوسرا معرکہ ۲۳ دسمبر ۱۷۶۰ع کو ہوا اس لڑائی مین نجیب الدولہ کے آدمی تین ہزار سے زیادہ مارے گئے یا زخمی ہوے مقتولون مین خلیل اللہ خان نجیب الدولہ کا چچا بھی تھا اخیر حملہ مین بلونت راؤ بندوق کی گولی سے مارا گیا تیسرا معرکہ بھی اسی طرح ہوا۔
بھاؤ اکثر اپنے ہاتھ سے خطوط لکھکر شجاع الدولہ کے پاس بھیجا کرتا تھا یہ خواہش کرتے ہوئے کہ وہ درمیان پڑکر

بشمول وزیر اعظم اُس سے صلح کرادے اور یہ کہ وہ ہر طرح کی شرائط کے لئے تیار ہے اگر خود وہ اور اُس کی فوج برقرار
رکھی جاوے اور یہ کہ وہ سرطور سے صلح مین متوسط ہونے والون کا شکریہ ادا کرے گا اور تھوڑا سا زعفران جیسا کہ اُن
لوگون مین رسم ہے اور ایک تحریری معاہدہ جس کی اُس نے قسم کھائی تھی کہ وہ اُس کا پابند رہے گا مع ایک پگڑی
کے جس مین قیمتی جواہرات ٹکے ہوئے تھے شجاع الدولہ کے پاس بھیجی اور اُس کو پگڑی بدل بھائی بنایا نواب نے
بھی معقول تحایف بھیجے اور اُس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا اگرچہ سب دوسرے رئیس بھاؤ کے ساتھ صلح ہونے سے
مطمئن تھے لیکن نجیب الدولہ نے مخالفت کی اور بادشاہ سے کہا کہ تمام سردار مرہٹون سے صلح کرنے پر میلان رکھتے
ہین لیکن مین صلح کو ہرگز قرین مصلحت نہین سمجھتا مرہٹے ہندوستان کے خار ہین اگر وہ حائل راہ نہون تو یہ سلطنت
حضور والا کی ہے جس وقت آپ پسند کرین اس کو لے لین جیسا آپ مناسب خیال فرماوین ویسا کیجئے اور مین تو
خوش نصیب سپاہی ہون جو فریق غالب ہو گا اُس سے شرائط کرلون گا بادشاہ نے اُس کی صلاح کو پسند کیا اور
کہا کہ مین تمھاری راے کے خلاف کوئی بات نہ سنون گا شجاع الدولہ ایک کم عمر ناتجربہ کار ہے مرہٹے ایک
مکار قوم ہین جن کی توبہ یا استغفار پر کوئی بھروسا نہین ہو سکتا۔ المختصر صلح کی کارروائی تکمیل نہو سکی اور ایک
فیصلہ کن لڑائی پر انجام قرار پایا چنانچہ جنوری ۱۷۶۱ء کو فوراً سورج نکلنے کے وقت سے تھوڑی دیر کے بعد
طرفین مین جنگ شروع ہو گئی۔ مرہٹہ فوج کا رُخ پورب کی طرف تھا تمام توپ خانہ و شتر نال وغیرہ فوج کی قطار
کے سامنے جمائی گئی تھین اور مسلمانون کی فوج کا رخ پچھم کی طرف کو تھا۔ مرہٹون کی توپین چونکہ بہت بڑی
اور بھاری تھین اور اُنکی لیول آسانی سے نہین تبدیل ہوتی تھی اس واسطے اُنکے گولے بہت جلد مسلمانون کی
فوج کے اوپر سے جانے لگے اور ایک میل فوج کے عقب مین گرتے تھے مسلمانون کی طرف سے توپون کے بغیر کم ہوئے
صرف وزیر اعظم کی سپاہ نے گولہ باری کی دونون فوجین ایک دوسرے کی طرف بڑھتی جاتی تھین تین گھنٹے کی
جنگ مین ابراہیم خان کی جس نے درانیون پر حملہ کیا تھا چھ بلٹنین تقریباً برباد ہو گئین اور خود ابراہیم خان
متعدد مقامات پر نیزون سے اور ایک گولی سے زخمی ہوا جنگ صبح سے دوپہر تک برابر جاری رہی اگرچہ مسلمانون کا
نقصان مقتولون و زخمیون کی تعداد کے لحاظ سے بہت کم ہوا لیکن مجموعی طور مرہٹون کا غالب ہونا معلوم ہوتا تھا
دو تین بجے کے درمیان مین بسواس راؤ زخمی ہوا اور اپنے گھوڑے پر سے اُتر آیا اور جب یہ خبر بھاؤ کو کی گئی تو
اُس نے آدمیون کو حکم دیا کہ اُس کو لے جاوین اور اُس کے ہاتھی پر چڑھا دین اس کے بعد بھاؤ نے گھوڑے پر
سوار رہ کر تقریباً نصف گھنٹے تک اپنے آدمیون کے آگے ہو کر جنگ کو قائم رکھا وہ گھوڑے پر اچھی طرح سے سوار تھا
اور جنگ مین دو گھوڑے اُس کی سواری مین مارے گئے اُسکے چند زخم لگے اور تیسرا گھوڑا جو اُس کی سواری
مین تھا اُس سے وہ نیچے اُترا اُسی وقت مرہٹہ فوج نے پشت پھیر دی اور نہایت تیزی سے مفرور ہوئی اور
میدان جنگ کو مردون کے تودون سے چھپا ہوا چھوڑ دیا ہر ایک طرف جدھر کو مرہٹے بھاگے دس بارہ کوس تک
اُنکا تعاقب کیا گیا اور اُن درانیون نے جو بھاؤ کے پاس پہونچ گئے تھے اُس کا سر کاٹ لیا بسواس راؤ کی

گردن کے پیچھے کی طرف ایک زخم تلوار کا تھا اور ایک خفیف زخم تیر کا اُس کی بائین آنکھ کے اوپر تھا لیکن جو کپڑے اُس کے بدن پر باقی رہ گئے تھے اُنکے اوپر خون نہین دکھائی دیتا تھا اور اُس کی لاش مرجانے سے بدشکل نہین ہوئی تھی بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک شخص سو رہا ہے ہر قسم کے مردون اور عورتون اور بچون کے بیانات کے مطابق مرہٹون کے کیمپ مین پانچ لاکھ آدمی تھے جن مین سے اُنکا بڑا جزو اعظم قتل ہوا یا قیدی بنا اور میدان جنگ سے بھاگے ہوئے زمینداران ملک کے ہاتھون سے تباہ و برباد ہوئے انتاجی کو جو ایک سردار باعزت تھا زمینداران فرخ نگر نے کاٹ کر پھینک دیا اسباب غارتگری جو مرہٹون کے کیمپ مین پایا گیا وہ غیر معمولی طور سے بہت زیادہ تھا مسلمانون کا ایک ایک سوار آٹھ دس اونٹ قیمتی چیزون سے لدے ہوئے لیجاتا تھا گھوڑے بطور بھیڑون کے گلے کے ہانک کرے گئے بہت سے ہاتھی بھی پکڑے گئے تقریباً چالیس ہزار قیدی زندہ گرفتار کئے گئے جنمین سے سات یا چھہ ہزار نے شجاع الدولہ کے کیمپ مین امن حاصل کی۔ جب جنگ ختم ہوگئی تو تمام خاص خاص افسرون نے بادشاہ کو مبارکباد کی نذرین دکھائین زخمی جھنکوجی سیندھیا برخوردار خان کے خیمون مین پوشیدہ قید تھے جو اُس سے جان بخشی کے لئے سات لاکھ روپے طلب کرتا تھا چونکہ نجیب الدولہ سیندھیا کے خاندان کی بربادی چاہتا تھا اس لئے اُس نے فوراً بادشاہ کے پاس پہونچ کر اس معاملے کو پیش کیا برخوردار خان نے بادشاہ کے عتاب سے ڈر کر خفیہ طور سے دونون قیدیون کو قتل کرا کے دفن کرا دیا ابراہیم خان گاردی کو کہ سخت زخمی تھا شجاع الدولہ کے ایک افسر نے پکڑ لیا تھا جب شجاع الدولہ کو خبر کی گئی تو اُس نے حکم دیا کہ ابراہیم خان کو بہت ہوشیاری سے پوشیدہ رکھا جائے اور اُس کے زخمون کی مرہم پٹی کی جائے اُس کا ارادہ تھا کہ ابراہیم خان کو خفیہ طور پر لکھنؤ کو بھیج دے لیکن جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو اُس نے شجاع الدولہ سے لیکر وزیر اعظم کے ہاتھ مین دیدیا اور اُس کو اپنے سامنے طلب کر کے فرمایا کہ کسطرح ایک شخص تمھاری جرأت کا اس حال مین آیا اُس نے جواب دیا کہ کوئی شخص تقدیر پر حکمرانی نہین کر سکتا اُس کا آقا مارا گیا اور وہ خود زخمی اور قیدی ہے لیکن اگر وہ زندہ رہا اور بادشاہ اُس کو اپنی ملازمت مین رکھین تو وہ بادشاہ کے واسطے بھی ویسی جانفشانی کرے گا جیسی کہ بھاؤ کے واسطے کی بادشاہ نے اُس کو پھر وزیر اعظم کے حوالے کر دیا۔ جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُسکے زخمون کے اوپر زہر آلود پٹی باندھی گئی کہ وہ سات دن کے بعد فوت ہوگیا۔ اور یہ کارروائی اس لئے کی گئی کہ شجاع الدولہ نے وزیر اعظم سے یہ وعدہ لے لیا تھا کہ قیدی کو کوئی تکلیف نہونے پائے گی۔

نواب شجاع الدولہ کے پاس خاطر سے بادشاہ نے اُسے اجازت دیدی کہ بھاؤ اور بسواس راؤ اور سنتاجی کی لاشون کو مطابق رسوم اُنکی قومون کے جلا دے اور بادشاہ نے اپنے بیس نسقچی جو ایک قسم کے سوار تھے جن کے پاس ہتھیار اور وردی خاص طور کی ہوتی تھی اور جو کہ بادشاہ کے حکم فوری کو تعمیل کرنے اور بجالانے کے واسطے مامور ہوتے تھے موقع پر بھیجے تاکہ ہندو انہون کو اُس رسم کی ادائگی مین مانع ہونے نہین لیکن اُنہین سے بھاؤ کی لاش بے سر تھی اس لئے اُس مین کچھ شک کرنے کی گنجائش تھی بعد اس کے بھاؤ کا سر

ایک درانی کے پاس سے جو برخوردار خان کے گروہ کا تھا ملا جسکو بابو پنڈت نے جو مرہٹون کا وکیل تھا شناخت کیا اور اُس نے وہ سر وزیر سے مانگ کر کیمپ سے باہر پھونک دیا اس کے بعد کسی شخص کو بھاؤ کے قتل ہونے مین شک باقی نرہا۔ جنگ سے پانچ دن کے بعد بادشاہ دہلی کی طرف چلا جہان کہ وہ چار کوچ مین پہونچا اُس نے سلطنت ہندوستان کو لینا چاہا تھا لیکن خداے تعالے کو ایسا منظور نہ تھا آٹھ دن کے بعد تمام درانیون نے متفق ہوکر بغاوت کی اور اپنی دو سال کی تنخواہ جو باقی تھی طلب کی اور یہ بھی کہا کہ اُنھین فوراً کابل کی طرف کوچ کرنا چاہیے بادشاہ نے اپنی فوج کو کسی دوسرے طریقے سے تسکین دینا نامناسب سمجھکر ہندوستان مین قیام کرنے کے قصد کو ترک کیا اور کابل کی واپسی کا ارادہ کیا بادشاہ نے چالیس لاکھ روپے سے زیادہ نجیب الدولہ سے بعوض اُس مدد کے لئے جو اُس نے اُس کو دی تھی دہلی مین شجاع الدولہ نے اُن تمام مفرور آدمیون کو جو مرہٹون کے کیمپ سے بھاگ گئے تھے اور جنکو اُس نے امن بخشی تھی اپنی فوج کے گارد کی حفاظت مین طلب کیا اور سورج مل جاٹ کے ملک کی سرحد تک پہونچا دیا بہرصورت جو مفرور مرہٹے بھرت پور مین آئے سورج مل نے علے قدر مراتب سب کو زادراہ اور کپڑا دیا اور بھاؤ کی زوجہ بھی گھوڑے کی پشت پر سوار ہوکر شمشیر بہادر پسر بالا راؤ کے ساتھ افتان وخیزان قلعہ دیگ مین پہونچی اور وہان چند روز قیام کرکے اپنے شوہر کی ماتمی رسمیات ادا کین اور شمشیر بہادر نے کہ مجروح شدید ہوکر آیا تھا انتقال کیا سورج مل نے انکی بہت خاطر کی اور شمشیر بہادر کی لاش کی مثل رؤسا کے تجہیز و تکفین کرائی اور اُس کا مقبرہ دیگ مین بنوایا اور بھاؤ کی بیوی جب فارغ ہوکر عازم وطن ہوئی تو اُس کو سامان کثیر دے کر اور پالکی کے ساتھ محافظ لوگ ہمراہ کرکے جھانسی بھیجدیا جہان سے وہ صحیح و سلامت دکن کو چلی گئی مرہٹون کا زور بالکل ٹوٹ جانے کے بعد سورج مل نے آگرے پر قبضہ کرلیا۔ جب غازی الدین خان وزیر دہلی تباہ و برباد ہوکر مع قبائل خان دوران خان کے قلعہ دیگ مین پناہ پذیر ہوا۔ باوجودیکہ وہ ہمیشہ برسر پرخاش رہا تھا اُسکے ساتھ کمال خاطرداری و مہمان نوازی سے پیش آیا۔

نورالدین حسین خان فخری نے نجیب الدولہ کے حالات مین لکھا ہے کہ سورج مل کا مناقشہ بلوچون سے واقع ہوا جس کی تفصیل یہ ہے کہ میوا تیون کی قوم ہمیشہ اپنے ملک کے آس پاس لوٹ مار کرتی تھی اور سورج مل کے ملک کی سرحد اس کے پاس تھی میوات کے بعض مقامات مین اچھے اچھے آدمی تھے کہ جو دہلی مین منصب رکھتے اور بعض کے پاس زمینداری بھی تھی۔ دس سال کے عرصے سے سورج مل کا بڑا بیٹا جواہر سنگھ میوات کی بربادی کی فکر مین تھا اور تمام ملک میوات مین لڑائیان کرکے اپنا عمل ودخل کرلیا تھا بعض کو صلح سے بعض کو دغا سے بعض کو شب خون سے مارڈالا تھا اور الور کا قلعہ جو بادشاہی تھا اور میوات کا سارا ملک اُس کے تابع تھا دبالیا تھا اور ایک دوسرا قلعہ اس پرگنے مین نیا بناکر اُس کا نام کشن گڑھ رکھا تھا اور ریواڑی کی سرحد تک کہ دہلی سے تیس کوس ہے اپنی حدود قائم کی تھین اور اس علاقے کو لینے کی وجہ سے سرائے بسنت و ہیل مین کہ دہلی سے دس کوس ہے اور گانوءن اُس کے دہلی سے دس کوس ملحق تھے جواہر سنگھ نے اپنے تھانے بٹھا دیے تھے اور

جہان میواتی لوٹتا اُس کا پتا لگا کر جاٹ قتل کر دیتے اور بعض کو زندہ آگ مین جلا دیتے باوجود اسکے میواتیون نے
اپنا پیشہ نہ چھوڑا یہان تک کہ سانولیا نام ایک میواتی تھا جس کے پاس دس ہزار سوار تھے یہ شخص لوٹ مار
کرتا تھا یہان تک کہ دیگ کے قلعے کے پاس پہونچ کر قافلون کو لوٹ لیتا اور ہودل اور برسانہ کے مقامون مین بعد
دو روز مقررہ کے پہونچتا تھا۔ ہودل اور برسانہ کے درمیان ایک جنگل تھا جس کا نام کوکلاس تھا اس مین کھڑا ہوکر
مسافرون کو لوٹتا تھا آدمی اس کے ہاتھ سے عاجز تھے۔ فرخ نگر والے موسیٰ خان بلوچ اور اسد اللہ خان بلوچ کی
پناہ مین رہ کر انکو مال مغروقہ مین سے حصہ دیتا تھا جواہر سنگھ نے اپنے باپ سے شکایت کی کہ بلوچ سردار
سانولیا کو اپنے ہان پناہ دیتے ہین جب تک انکو سزا ندونگا یہ لوگ سانولیا کو اپنی حد سے باہر نہ کرینگے سورج مل نے
اجازت دی جواہر سنگھ نے اول دونون بلوچون کو کہلایا کہ سانولیا کو نکال دو ورنہ مین تم سے سمجھونگا بلوچون نے
ٹکا سا جواب دیا۔ جواہر سنگھ نے اُنپر حملہ کیا موسیٰ خان بلوچ کی مدد کو تاج محمد خان بلوچ بہادر گڑھ سے پہونچ گیا
جواہر سنگھ اور تاج محمد خان کے آدمیون مین جنگ ہوئی طرفین مین سے کوئی بیس آدمی مارے گئے ہونگے کہ
تاج محمد خان کے آدمی مغلوب ہونے لگے آخر کار تاج محمد خان گھوڑے سے اُترا اور زمین پر تیمم کرکے پھر سوار ہوکر
تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ جاٹون پر حملہ آور ہوا جاٹ بھاگ نکلے جواہر سنگھ تنہا کھڑا رہا دل مین نہایت غصے
بھرا تھا مجبور تھا کچھ نکرسکا خود بھی بھاگ نکلا اور باپ سے جاکر کہا کہ جب تک بلوچون کو تباہ نکردونگا چین سے
نہ بیٹھونگا نجیب الدولہ نے سورج مل کو لکھا کہ ہمارے آپ کے درمیان صلح بلکہ یکجہتی ہے اور بلوچ ہمارے
متوسل ہین اور اُن مین کچھ زیادہ قوت بھی نہین اور تم خواہ نخواہ اُنکو ملک سے نکالتے ہو یہ بات محبت و دوستی سے
بعید ہے سورج مل نے لکھا کہ اس معاملے مین میرا اختیار نہین ہے میرا بیٹا اس کام پر مصر ہے اور بلوچ بھی اس قابل ہین
کہ اُنکو سزا دی جائے کیونکہ وہ ڈاکوون کو پناہ دیتے ہین جواہر سنگھ دوبارہ بلوچون پر چڑھا انکے علاقے کے گانون جلائے
جب بلوچ لڑنے کو بڑھے تو اپنی سرحد مین آگیا نجیب الدولہ نے پھر سورج مل کو لکھا کہ تم مرد دانا عمر رسیدہ قائم مزاج
اور اپنے عہد پر مستقیم ہو یہ کیا بات ہے کہ میرے تعلقے کے قریب اور میرے متوسلون پر حملہ کیا جاتا ہے سورج مل نے
جواب دیا کہ میرے بیٹے کی مرضی یہ ہے کہ موسیٰ خان کے وطن فرخ نگر مین تھانہ بٹھائے موسیٰ خان سے کہدیجئے کہ کہین دوسری جگہ
اپنا ٹھکانا کرلے ورنہ جان و مال اُس کے برباد ہوجائینگے اور آپ بھی سورج مل فرخ نگر کی طرف راہی ہوا بلوچون نے
نجیب الدولہ کو حال لکھا کہ ہم کمزور آدمی ہین اور جاٹ زبردست ہین آپ جلد ہماری مدد کیجئے بجائے بادشاہ کے اب
آپ ہی ہین کہ اُدھر سورج مل قلعہ فرخ نگر کے قریب جا پہونچا اور مورچہ بندی شروع کی نجیب الدولہ اِن دنون بیمار تھا اور
نجیب آباد مین تھا جب اُس نے یہ حال سُنا تو متردد ہوا اور جس وقت نجیب الدولہ کو یہ خبر لگی کہ سورج مل فرخ نگر کے
پاس پہونچ گیا ہے تو نجیب الدولہ دہلی کو روانہ ہوا۔ تاج محمد خان نے موسیٰ خان کی اس وقت مدد نہ کی۔ سورج مل کے
پاس بیس ہزار سوار اور بے شمار پیادے اور بڑا توپخانہ تھا توپون کے گولون سے قلعے کی دیوارین سرنگون ہو گئین
موسیٰ خان عاجز ہوکر سورج مل کے پاس حاضر ہوگیا اُس نے ملاقات کے وقت خاطر کی جب اُس کو علحدہ خیمے مین

ٹھہرنے کو بھیجا تو قید کرا دیا اور اُس کی عورتون کو بھی بہلیون بین سوار کرکے لشکر بین بُلا لیا۔ جواہر سنگھ نے قلعے مین پہونچ کر تمام مال و اسباب اور سارا توپخانہ اور کل کارخانہ ضبط کر لیا چارون کے بعد نجیب الدولہ دہلی مین پہونچ گیا اور سورج مل کے پاس پیغام بھیجا کہ تم عمدہ سردار ہو میرے تمھارے درمیان رابطۂ اتحاد ہے اور موسیٰ خان میرا متوسل تھا تم نے اُس پر ایسی زیادتی کی اور میرا بالکل پاس نہ کیا جو کچھ ہوا ہو قلعہ تمھارے پاس آ گیا اب یہ کیجئے کہ موسیٰ خان اور اُس کے عیال و اطفال کو رہا کر دو سورج مل نے جواب مین لکھا کہ میرے اور تمھارے درمیان عہد تھا اور یہ شخص میرا دشمن ہے تو اس صورت مین گویا تم میرے دشمن ٹھہرے تم کو کیا مناسب ہے کہ میرے دشمن کے لئے اس قدر کوشش کرتے ہو۔ یہ تم سے بعید ہے تم نے جو نجیب آباد سے دہلی کا قصد کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجھ پر حملہ کرنے کا عزم رکھتے ہو اگر یہ مہم جلد نہ سر ہو جاتی تو تم موسیٰ خان کے شریک ہو جاتے قیاس یہی چاہتا ہے پس اس صورت مین میرے اور آپ کے درمیان وہ عہد و پیمان باقی نہ رہے اور تم سے بدعہدی واقع ہوئی اب مجھ سے خیر کی توقع رکھنی فضول ہے۔ یہ جواب پڑھکر نجیب الدولہ بہت گھبرایا اپنے سردارون سے صلاح کی کہ موسیٰ خان کا کام تو تمام ہو گیا اور اب اُس کا تدارک مجھ سے نہین ہو سکتا اور سورج مل مجھ سے ناخوش ہوتا ہے پس ایسے زبردست شخص کو دشمن بنانا مناسب نہین دوبارہ پھر سورج مل کے پاس وکیل بھیجے اس عرصے مین نجیب الدولہ پر حملے کی غرض سے سورج مل دہلی سے آٹھ کوس پر کالا پہاڑ کی طرف آ گیا تھا وکیلون نے بہت خوشامد کی مگر سورج مل نے نہ مانا نجیب الدولہ کی بے بسی اور کمزوری پر نظر کرکے یہی جواب دیا کہ نجیب الدولہ سے خلاف توقع ظہور مین آیا ہے اور میری طرف سے صفائی کی اُمید عبث ہے یہ جو نجیب آباد سے آئے ہین تو روہیلونکی قوت پر مغرور ہوئے ہین اس لئے مجھے اُن کی قوت کا ایکبار امتحان ضرور ہے کل لڑائی کے لئے بڑی فجر سوار ہونگا جمنا کو عبور کرکے غازی الدین نگر پہونچ کر ہینڈن کے کنارے کیمپ قائم کرونگا مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ روہیلکھنڈ کے آدمی نجیب الدولہ کی کمک کو آ رہے ہین گنگا تک پہونچ گئے ہین اول نجیب الدولہ کو سر کرونگا پھر آگے کو دیکھا جائے گا اور ہینڈن پر سورج مل نے مقام کیا اور جاٹون نے ہینڈن کو عبور کرکے غازی الدین نگر کے آس پاس کے تمام دیہات جلا دیے فقط قلعہ باقی رہا اور اپنے لشکر کے تمام ساز و سامان کو اپنے ملک کی طرف بھیجا دوسرے دن دہلی کے قریب کالکا پہاڑی کی طرف آیا جو دلی سے چار کوس ہے نجیب الدولہ یہ خبر سنکر مع فوج کے سوار ہو کر باغ خضر آباد مین پہونچ کر کھڑا ہوا اس کی اور سورج مل کی سپاہ مین دو کوس کا فاصلہ تھا سورج مل نے جمنا کو عبور کرکے دریا کے اُس پار ڈیرہ کیا نجیب الدولہ آ کر شہر مین داخل ہوا اُس وقت ساگر مل کھتری اور اپنے خاص خدمتگار شیخ کرم اللہ کو سورج مل کے پاس بھیجا کہ جو کچھ تم نے آج تک کیا وہ بہتر کیا جو کچھ گذرا گذرا مجھکو معلوم ہے کہ تمام چیزون مین تم مجھ پر فوقیت رکھتے ہو سوار اچھے ہین توپخانہ بہتر ہے مضبوط اور زبردست قلعے بھی تمھارے پاس ہین خزانہ بھی وافر ہے ملک بھی اچھا ہے پس مین تم سے لڑائی کرنی نہین چاہتا تم خواہ نخواہ زیادتی کر رہے ہو سو اب ایسا کرو کہ اپنے ملک کو لوٹ جاؤ تم نے میرے کئی گانوٴن لوٹ لئے مین ان سب باتون کو

فراموش کرتا ہون آدھی رات کو ساگر مل اور کرم اللہ خدمتگار سورج مل کے پاس سے آئے اور یہ کہا کہ سورج مل کہتا ہے
کہ نواب کو چاہیے کہ صبح کو ایک مرتبہ میدان مین آکر مقابلہ کرین مین اتنی دور تک تکلیف کرکے آیا ہون نواب پانچ
کوس بھی تکلیف گوارا نہین کرتے اگر تم صبح کو نہ آؤ گے تو مین خود پیش قدمی کرون گا عصر تک مقابلے مین جنگ کرونگا
بعد عصر کے تمھارے عقب سے حملہ کرونگا اور اس کا جو کچھ نتیجہ ہوگا تم کو ظاہر ہو جائے گا - نجیب الدولہ نے یہ جواب پاکر
اپنے تمام سردارون کو جمع کیا اور اُنسے کہا کہ تم نے سورج مل کا جواب سنا نہایت سفلہ پن سے بات کا جواب دیتا ہے
اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اُس کے سر پر قضا کھیل رہی ہے یا میرا وقت آخر آگیا ہے بس لڑائی کے بغیر چارہ نہین
تمام سردارون نے نجیب الدولہ کی راے پسند کی اور فوراً نقیب کو حکم دیا کہ جاکر سپاہ مین حکم سنا دے کہ پہر بھر رات
باقی رہے سے سب کی کمر بندی ہو جائے چار گھڑی رات باقی تھی کہ نجیب الدولہ نے دریاے جمنا کو پایاب عبور کیا اور
ہینڈن ندی سے کنارے کی طرف دہلی سے پانچ کوس پر کھڑا ہوا سورج مل نے بھی تمام لشکر تیار کرکے مقابلے کا
ارادہ کیا اور دونون طرف سے گولہ باری ہونے لگی سہ پہر تک یہ حالت رہی بعد اس کے سورج مل نے تمام توپون اور
فوج اور ہاتھیون کو اسی طرح کھڑا چھوڑا اور خود پانچ ہزار سوار جریدہ لیکر اور دو کوس اوپر کی جانب چلکر ہینڈن کو
عبور کیا اور نجیب الدولہ کے پیچھے سے آکر تین طرف سے لڑائی شروع کردی اُس کے سوار خوب خوب گولیان مارتے تھے
نجیب الدولہ کی فوج مین تزلزل پیدا ہوگیا شام کا وقت قریب آگیا اور اب سوچنے لگا کہ نجیب الدولہ پر کیسے ٹوٹ پڑے
نجیب الدولہ کی طرف سے سواران مغلیہ و سید محمد خان بلوچ اور جیا گوجر کا بیٹا گلاب سنگھ اور افضل خان برادر نجیب الدولہ
و عثمان خان اتمان خیل داد شجاعت دے رہے تھے اور لڑائی زور و شور سے جاری تھی کہ عثمان خان گولی کھاکر مارا گیا
اور نجیب الدولہ کے آدمیون نے اس سختی سے جواب دیا کہ سورج مل کے آدمیون کے پاؤن اُکھڑنے لگے اس وقت
سورج مل گھوڑے پر سوار تھا اور بندوق کا سامان کمر مین لگا ہوا تھا اور چھوٹا سا برچھا ہاتھ مین تھا متواتر گولیون کے
زخم سے وہ اور اُس کا گھوڑا گر گیا اور اس کے پاس جو چند خدمتگار اور ایک مسلمان بیرزادہ فتحپور کا رہنے والا شیخ احمد
نام موجود تھے وہ بھی کام آگئے اور چند سوار بھی کام آئے بقیۃ السیف بھاگ نکلے اور جب ان مفرورون کا مغلون نے
پیچھا کیا تو ان سوارون نے کہ خانزادے کی قوم سے تھے بڑی بزدلی کی اکثر اپنے گھوڑے ہینڈن کے کنارے چھوڑ کر جھاؤ کے
جھاڑون مین چھپ گئے اس ہنگامے مین کہ سورج مل کے سپاہیون کا تعاقب ہو رہا تھا سید محمد خان بلوچ جو سیدو کے
نام سے مشہور تھا مفرور دشمنون کے پیچھے جارہا تھا اُس سے کرم خان رزڑ کے ہمراہی کے ایک روہیلہ سپاہی نے چلاکر کہا
کہ سید محمد خان کہان جاتے ہو سورج مل یہ پڑا ہوا ہے مین اسے پہچانتا ہون چونکہ بلوچون کو سورج مل کے ہاتھ سے
بہت ایذا پہونچی تھی سیدو نے گھوڑے سے اُتر کر کمر سے خنجر نکالا اور دو تین مرتبہ اُس کے پیٹ مین گھسیڑ دیا اور دو تین
سوارون نے تلوارون کے وار کیے جب سیدو نے کہا کہ اس کا سر کاٹ لو تو پانچ چھ آدمیون نے اتنی تلوارین مارین
کہ سر پارہ پارہ ہوگیا ایک سوار کی تلوار بھی ٹوٹ گئی سیدو لوٹ گیا مغلون نے بہت سے گھوڑے پکڑے جو جھاؤ کے
پیڑون مین کھڑے ہوئے تھے سورج مل کی بڑی فوج کو ابھی تک اس واقعہ سے بے خبری تھی بان اور گولے مار رہی تھی،

اور ہاتھی پر نشان بدستور قائم تھا اور نقارہ دھم دھم بج رہا تھا جب سید و نے واپس آکر بیان کیا کہ مین سورج مل کو مار آیا تو کسی نے اعتبار نہ کیا بلکہ نجیب الدولہ نے کہا کہ اُس کا مارا جانا آسان کام نہین ہے البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ جو فوج ہماری پشت کی جانب آئی تھی اُس نے شکست کھائی ہوگی اور اُس کا افسر مارا گیا ہوگا یہ جو سپاہ ہمارے سامنے کھڑی ہے اور اس مین سوار بیس ہزار سے کم نہین ہین اور ہر طرح کے ساز و سامان سے آراستہ ہے اگر سورج مل مارا گیا ہوتا تو انہین اتنی تاب کہان باقی رہتی یہان تک کہ پہر رات گئے تک سورج مل کی سپاہ تمام کھڑے کھڑے لوٹنے لگی اور آہستہ آہستہ اپنی فرودگاہ کی جانب چلی گئی نجیب الدولہ بھی عین میدان کارزار مین خیمہ کھڑا کرا کے اُس مین داخل ہوگیا دوسرے روز ہر کارے خبر لائے کہ پندرہ پندرہ کوس تک جاٹون کی سپاہ کا کہین نام و نشان نہین۔ نجیب الدولہ نے سید محمد خان سے کہا کہ تم نے سورج مل کو کس مقام پر مارا ہے اس کا نشان بتاؤ سید و ایک ہاتھ اُس کی لاش سے کاٹ لایا نجیب الدولہ نے ساگر مل و کرم اللہ کو بلا کر کہا کہ تم سورج مل کے پاس گئے تھے وہ کیسے کپڑے پہنے ہوئے تھے کرم اللہ نے کہا کہ زرد چھینٹ کا انگرکھا تھا جو ہاتھ سید محمد خان لایا تھا دکھایا تو کہا یہی چھینٹ تھی ساگر مل نے ایک بات اور کہی کہ تین سال سے اُس کے ایک ہاتھ مین ناسور تھا اور اب تک وہ موجود ہے مجھے وہ ہاتھ دکھائیے جب دیکھا تو تازہ ناسور کا نشان موجود تھا اس وقت کہ پہر دن باقی تھا یقین ہوا کہ واقع مین سورج مل مارا گیا یہ حادثہ ۱۱۷۷ھ ہجری (مطابق سمت ۱۸۲۰ و ۱۷۶۴ء) مین وقوع مین آیا تھا۔

تیسرے دن نجیب الدولہ نے جواہر سنگھ کے رفع فتنہ و فساد کی غرض سے یہ تدبیر کی کہ نرکھاٹ اور نکوڑ کے درمیان بلم گڑھ سے تین کوس پر جمنا کے اُس پار پہونچ کر گرد و نواح کے علاقے مین دس دس کوس تک آگے پیچھے تھانے بٹھا دیے۔ قلعون کے سوا جہان جہان سورج مل کے عامل پیشہ آدمی اور سپاہی تھے وہ سب بھاگ گئے تھے پرگنہ چھپرولی میرٹھ مین بھی نجیب الدولہ کا عمل دخل ہوگیا وہان معلوم ہوا کہ سورج مل کے مارے جانے کے بعد تین پہر کے عرصے مین جواہر سنگھ کو خبر پہونچ گئی اور وہ فوراً سانڈنی پر سوار ہو کر تمام دن اور نصف شب چلکر دیگ مین پہونچ گیا دوسرے مفرور بھی دیگ مین پہونچ گئے نجیب الدولہ اس خیال مین تھا کہ جاٹ کی ساری علمداری پر قبضہ کرلے کہ ابتدائے ۱۱۷۸ھ ہجری مین اُس کو خبر ملی کہ سکھ جمنا کو عبور کر کے نجیب الدولہ کے علاقے مین گھس گئے ہین جب نجیب الدولہ سکھون کے تدارک کے لئے پہونچا تو وہ ملک کو لوٹ کھسوٹ کر واپس چلے گئے اور نجیب الدولہ دہلی مین آگیا کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ سورج مل کے پانچ بیٹون جواہر سنگھ۔ رتن سنگھ۔ نول سنگھ۔ ناہر سنگھ اور رنجیت سنگھ مین سے پہلے دو گرمی ذات کی عورت سے تیسرا مالن سے اور چوتھا اور پانچوان جاٹنی سے پیدا ہوئے تھے سورج مل نے پوس بدی ۱۲ سمت ۱۸۲۱ تک ۸ سال ۲ ماہ ۱۵ دن حکومت کی۔

۲۔ راجہ جواہر سنگھ

سورج مل کی مقتولی کے بعد اُس کی تمام فوج دیگ کو بھاگ آئی جہان جواہر سنگھ رئیس ہوا اس نے مسند نشینی کے بعد باپ کا بدلا لینے کی فکر کی اور فوج کے جمع کرنے مین مصروف ہوا اپنی قدیمی فوج کی استمالت کرکے

اُسے مطیع بنایا اور قدیمی سرداروں کی کہ اُس کے مزاج سے وحشت رکھتے تھے تالیف قلوب کی اور ملہار راؤ ہلکر کے پاس کہ کوٹہ و بوندی کے اضلاع مین مقیم تھا روپ رام کٹارہ اپنے معتمد کو بھیجا اور بہت سا روپیہ فوج خرچ مین دینے کا وعدہ کرکے اُس کو شریک بنانا چاہا۔ ملہار راؤ کا حال یہ تھا کہ اُس نے جیپور کے راجہ مادھو سنگھ کی فوج سے سخت جنگ کی تھی اور خود زخمی ہوگیا تھا اُس نے اس پیغام کو غنیمت جانا اور دل سے قبول کیا اور روپ رام کو جواب دیا کہ بوندی اور جیپور کا معاملہ درپیش ہے اور جیپور کی فوج کو مین نے شکست دی ہے اب کہ جیپور کے قریب مین نے قیام کیا ہے اور راجہ مادھو سنگھ بھاگ کر قلعہ رنتھنبور مین پناہ گزین ہوا ہے مین جو کچھ اُس سے مال اور روپیہ مانگونگا وہ احسان مان کر مجھے دیگا اور مین نے نجیب الدولہ کو بیٹا بنایا ہے جس نے مجھکو یہ لکھا ہے کہ سورج مل کے مارے جانے مین مین نے کوشش نہین کی تھی خواہ نخواہ اُس نے مجھپر فوج کشی کی اور میرے علاقے کو برباد کردیا اور اُس نے بلوچون پر ایسا سخت ظلم کیا کہ کسی مذہب مین روا نہین اُس کے واسطے جو کچھ قضا و قدر نے چاہا تھا وہ پورا ہوا اور اُس کے مقتول ہونے کے بعد مین نے نہ اُس کے بیٹے سے تعرض کیا نہ اُس کے ملک پر ہاتھ ڈالا اور مین اُس سے دوستی کا خواہان ہون پس اگر کوئی غرض گو دوسرے طور پر اس واقعہ کو آپ تک پہونچائے اور اظہار دوستی کرکے میرے برخلاف آپ کو آمادہ کرے تو میرے تعلقات قدیمہ کا خیال کرکے اُس کی بات قبول نکیجائے اس صورت مین اگر مین جواہر سنگھ کی بات مانتا ہون تو جیپور کا معاملہ ہاتھ سے جاتا ہے اور نجیب الدولہ کہ ہندوستان مین میرا متوسل ہے اُس سے مخالفت علیحدہ ہوتی ہے تیسرے نجیب الدولہ کی مہم سخت کام ہے لیکن جواہر سنگھ کی بے کسی اور یتیمی پر خیال کرکے مین اُس کی شرکت کرونگا اور تمام فوائد کو چھوڑدونگا لیکن میری فوج مدت سے بھوکی ہے اُس کا پیٹ پہلے بھردینا چاہیئے روپ رام نے سب باتین قبول کین اور جواہر سنگھ کے پاس آگیا جواہر سنگھ نے سکھون کو بھی لکھا اور اُنکو اپنی رفاقت پر آمادہ کیا بیس[؟] دن کے عرصے مین ان سب معاملات کی درستی اور اپنی فوج کی آراستگی سے فرصت پاکر تمام مددگارون کی سپاہ اور اپنی فوج کو کہ قریب تیس ہزار کے سوار اور پچاس ہزار کے قریب پیادے جمع ہوگئے تھے اور بڑا توپخانہ تھا لیکر ۱۱۷۸ ہجری مین دلی کی طرف کوچ کیا۔ اور خضر آباد کے باغ کے قریب پہونچ کر مورچے بنائے ابھی ملہار راؤ نہین پہونچا تھا نجیب الدولہ نے خیال کیا کہ دو دن کے بعد ملہار راؤ بھی ان مین مل جائیگا اُس وقت کام مشکل ہوجائیگا دشمن کی قوت بڑھ جائیگی بہتر یہ ہے کہ ابھی سوار ہوکر جواہر سنگھ سے لڑائی شروع کردی جائے اور اُس کو بھگا دیا جائے چنانچہ صبح کو سوار ہوکر خضر آباد تک پہونچا جواہر سنگھ نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ مین نے ملہار راؤ کو بہت سا روپیہ دیا ہے کل وہ بھی پہونچ جائیگا تنہا لڑنا مناسب نہین اور خود سوار ہوکر مورچے کے درمیان مین کھڑا ہوگیا اور تمام لشکر مرتب ہوکر حکم کا منتظر رہا سہ پہر تک نجیب الدولہ نے دیکھا کہ جواہر سنگھ لڑائی کا قصد نہین کرتا لوٹ گیا دوسرے دن ملہار راؤ بھی بیس ہزار سوارون کے ساتھ جاٹ کے لشکر مین پہونچ گیا عماد الملک بھی جواہر سنگھ کے لشکر مین پہلے سے موجود تھا ملہار راؤ نے نجیب الدولہ کو لکھا کہ میرے اور تمھارے درمیان جو عہد و پیمان ہے وہ بدستور قائم ہے اندنون میری سپاہ بھوکی ہے اور تم جانتے ہو

جاٹ کا خزانہ بھرا ہوا ہے پس مجھے اجازت دیجئے کہ تھوڑے دنون تک اس کو راضی کرکے روپیہ اس سے وصول
کرلون اور لڑائی کے معاملے کو بین طول مین ڈال دون گا نجیب الدولہ نے جواب لکھا کہ جس مین تمھاری بہبودی
ہو مین اُس امر سے راضی ہون تیسرے دن جواہر سنگھ نے کوچ کرکے پرانے قلعے کے مقابل کہ دریا کے کنارے ہے
مع ملہار راؤ کے مقام کیا اور نجیب الدولہ سے مقابلے کے لئے سوار ہوا نجیب الدولہ نے بلند باغ مین کہ قلعے کے
تلے ہے خیمہ کھڑا کرایا اور جمنا پر پل بندھوایا اور پل کے پاس ایک گز اونچی دیوار بنوا کر اُس کی پناہ مین توپین
اور دو سو روہیلے بٹھائے تاکہ دوآبے کے ملک سے رسد پہونچتی رہے اور خود قمر الدین خان کی حویلی مین ٹھہرا اور
تمام لشکر نے دریا کی طرف حویلیون کے تلے اپنے لئے فرودگاہ مقرر کی اور جواہر سنگھ کے لشکر کی طرف کہ جنوبی جانب تھا
خندق برج شہر پناہ سے دریا تک کھودی اور توپین قرینے سے جما کر مورچون مین مقابلے کو آمادہ ہوئے جواہر سنگھ
خود سوار ہوکر مع تمام فوج کے قلعہ کہنہ کے تلے گیا اور ملہار راؤ کو پیام دیا کہ آکر لڑائی مین شریک ہو کہ آج کی ساعت
حملہ آوری کے لئے اچھی ہے دوپہر تک اُس نے کچھ جواب نہ دیا دوپہر کے بعد سوار ہوکر آیا تو قلعہ شیر شاہی مین کھڑا
ہوگیا اور اپنے پوتے بال جیو راؤ کو تمام فوج کے ساتھ جواہر سنگھ کے لشکر کے پاس بھیجا۔ جواہر سنگھ نے جب مرہٹون کو
اپنے پیچھے سے آتے دیکھا تو خود پیش قدمی کرکے فیروز شاہ کے قلعے تک پہونچ گیا۔ اب ملہار راؤ نے بال جیو راؤ کو
حکم بھیجا کہ اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھے اس عرصے مین نجیب الدولہ کے مورچے سے توپین چلنے لگین اس طرف سے
جاٹ اور ملہار راؤ کا توپخانہ آتش فشانی کرنے لگا۔ جواہر سنگھ نے ملہار راؤ کو کہلا بھیجا کہ ذرا آگے بڑھ آئیے مین حملہ
کرتا ہون لیکن وہ اپنی جگہ پر قائم رہا اور یہ جواب کہلا بھیجا کہ ابھی تک پرانے قلعے مین دشمن کے آدمی موجود ہین
انکو پیچھے چھوڑ کر پیش قدمی کرنا نامناسب ہے اگر ہم لڑنے لگین تو یہ پیچھے سے ہم کو صدمہ پہونچاوینگے اُس وقت
مشکل ہو جائے گی اول فکر قلعے کے لینے کی کیجائے بعد اسکے آگے بڑھنے کی تدبیر کی جائے جواہر سنگھ نے یہ جواب
سنکر کہا کہ اگرچہ صوبہ دار بڑے ہین اور مین نے انکی قوت کے بھروسے پر لڑائی کو [illegible] کیا ہے لیکن بیشک نجیب الدولہ
اور مجھ مین ہے اس بات کو سنکر عماد الملک کے ایک رفیق مہدی قلی خان نے یہ بات ملہار راؤ سے کہدی وہ
بہت خفا ہوا۔ روپ رام کٹارہ جو جواہر سنگھ اور ملہار راؤ مین توسط [illegible] قلی خان کو جھٹلانے لگا کہ جواہر سنگھ
ہرگز ایسا نہ کہا ہوگا اور مہدی قلی خان کو سخت و سست باتین کہنے لگا مہدی قلی خان نے بھی اُسے برا بھلا کہا۔
اس وقت عماد الملک اور ملہار راؤ کہ دونون ہاتھیون پر [illegible] اور وہ دونون بھی ہاتھیون پر
سوار تھے شام تک سواری کھڑی رہی اور توپون سے لڑائی ہوتی رہی۔ جواہر سنگھ نے خیال کیا کہ نجیب الدولہ نے
بڑی خندق کھدوا کر جمنا کا پانی اُس مین بھر دیا ہے اور مرہٹے یورش کرنے پر آمادہ نہین ایسی تدبیر کی جائے کہ تھوڑے
آدمی جمنا کو عبور کرکے مشرق کی طرف سے جائین اور وہان جو تھوڑے سے سوار نجیب الدولہ کی طرف سے حفاظت کو
کھڑے ہون گے انکو بھگا کر بے محابا پل پر پہونچ جائین اور پل کے پاس جو ایک گز اونچی دیوار ہے اور دو سو
روہیلے اُس کی پناہ مین پل کی حفاظت کرتے ہین انکو بھگا کر مورچون مین گھس جائین چنانچہ اپنے سالے

بلرام فوجدار کو مع اپنے مرشد کشن مہنت بیراگی اور سوائی رام راٹھوڑ جودھپوری کے املی گھاٹ سے جو پرانے قلعے کے محاذی ہے آٹھ ہزار سوار دیکر جمنا کے اُس پار بھیجا کہ مشرق کی جانب سے پُل کے راستے سے پہونچین اور جواہر سنگھ نے آپ قلعہ فیروز شاہ سے گذر کر نجیب الدولہ کے مورچے کے سامنے کھڑا ہوکر توپون کی لڑائی شروع کی جس سردار نے جمنا کو عبور کیا تھا اُس نے اول پٹ پر گنج کو برباد کردیا اور لاکھون روپے کا غلہ تباہ کیا پانسو مغل سوار نجیب الدولہ کی جانب سے شاہ درے کے پاس چوکی پہرے کو کھڑے تھے اُنھون نے دور سے دشمن کے سوارون کی دھول اڑتے دیکھ کر پیش قدمی کی نصر خان ایرانی چھ سو سوارون کے ساتھ مغلان تورانی کی کمک کو پہونچا اور مغلیہ سوارون اور جاٹون کے سوارون کے درمیان حائل ہوگیا جواہر سنگھ کے سوارون نے مغلون پر ایسا حملہ کیا کہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے نجیب الدولہ ایک برج پر جو مٹی سے بنایا تھا بیٹھا دوربین سے دیکھ رہا تھا اُسے معلوم ہوا کہ سامنے سے قریب پچاس ہزار کے سوار مع فیلون اور نشانون کے آکر قریب پہونچ گئے ہین اور پیچھے سے یہ حال واقع ہوا ہے اُس نے آدمی پُل پر بھیجکر علی محمد کو جس کے حوالے پل کا مورچہ تھا کہلایا کہ اپنے مورچے سے خبردار رہے اور اپنے بیٹے ضابطہ خان کو کہا کہ یہ نالائق آدمی ذرا دلیری نہین دکھاتے بھاگتے چلے آتے ہین اگر دشمن کی یہ تمام فوج تعاقب کرکے پل کو لے لیگی تو کام مشکل ہوجائے گا تم اپنے رسالے مین سے پانسو پیادے کشتیون کے ذریعے سے اور پانسو سوار بھیجو کہ دشمن کے سوارون کا مقابلہ کرین چنانچہ چار کشتیون مین پیادہ روہیلے سوار ہوکر گئے اور سوار بھی نوبت خان بڑائچ اور سرفراز خان گوجر کی ماتحتی مین جا پہونچے جب دشمن کے سوارون نے دیکھا کہ یہ تھوڑے سے آدمی ایک طرف سے آتے ہین تو اُنھون نے انکی طرف توجہ کی پیادہ روہیلے تھوڑی سی نشیبی زمین مین بیٹھ گئے جب دشمن کے سوار انکی طرف آئے تو یکبارگی سب نے باڑھ ماری پہلی باڑھ مین بہت سے آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے اور دوسری باڑھ کھاکر سب پیچھے کو بھاگ گئے سوائی رام جس کے ساتھ ڈیڑھ سو راٹھوڑ سوار تھے گھوڑے سے اُتر پڑا ضابطہ خان کے سوار بھی گھوڑے سے اُترے اور شمشیر بدست مقابل ہوئے سوائی رام مع تمام راجپوتون کے مارا گیا دوسرے سردار یعنی بلرام اور کشن مہنت بھاگ نکلے اور روہیلون نے انکا تعاقب کیا جو مغل سوار پہلے بھاگ گئے تھے وہ بھی آکر شامل ہوگئے جواہر سنگھ اس وقت گھوڑے پر سوار دریائے جمنا کے کنارے کھڑا یہ حال دیکھ رہا تھا کہ اُس کے بھاگے ہوئے سوار بے تحاشا چلے آتے ہین اپنے چچازاد بھائی بہادر سنگھ سے کہا کہ تو سوار ہوکر دریا کے کنارے پہونچ جا اور ان بھگوڑون کو دریا پار ہوکر لشکر مین نہ آنے دینا چنانچہ وہ دریا کے کنارے اپنی جمعیت کے ساتھ پہونچ گیا اور اُترنے کی جگہ تلاش کرنے لگا لیکن تمام وہ سوار جو دریا کے اُس پار گئے تھے متفرق ہوکے دور دور از کے گھاٹون سے عبور کرکے لشکر مین پہونچ گئے بہادر سنگھ سے سامنا اُنکا نہوا اگرچہ مہنت اور بلرام کے تھوڑے سے آدمی لڑتے بھڑتے آہستہ آہستہ بھاگتے تھے اب دن بہت کم رہ گیا تھا جواہر سنگھ دیکھکر کہنے لگا کہ روہیلے دلیرانہ تعاقب کررہے ہین اور ہمارے آدمی ذرا استادگی نہین دکھاتے بہتر یہ ہے کہ مین خود گھوڑا دریا مین ڈالدون عماد الملک جواہر سنگھ کے پیچھے پچاس قدم کے فاصلے سے کھڑا تھا اُس نے جواہر سنگھ کو اس ارادے سے روکا جواہر سنگھ نے امراؤ گر گوشائین کو کہ دس ہزار ناگون کا افسر تھا اور وہ مشرق کیطرف سے آکر

جواہر سنگھ کے ہاں نوکر ہوگیا تھا اور اس وقت وہ جواہر سنگھ کے آگے کھڑا ہوا تھا) کہا کہ اگر تم دریا کو عبور کرو تو بہت نیک
بہتر ہے گوشائین نے ہمت مردانہ دکھائی اور اُس نے اپنے چھ سات سو ہمراہیون کے ساتھ دریا مین گھوڑا ڈال دیا
اتفاقاً پایاب انکے ہاتھ آگیا یہ جمنا کو اُترکر عین لڑائی مین پہونچ گئے مندھا بیگ نامی مغل بچہ جو گشائین کے ساتھ تھا
شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیکر روہیلون کے سامنے جا پہونچا اس کے ساتھ کے پندرہ آدمی زخمی ہوئے اور دو مارے گئے
چند روہیلے بھی زخمی ہوئے اور تین مارے گئے جب شام ہوگئی تو نجیب الدولہ کی فوج لوٹ گئی اور گشائین بھی جواہر سنگھ
کے حکم سے لوٹ آیا رات کو جواہر سنگھ کے آدمی مشعلین روشن کئے دریا کے کنارے پر کھڑے رہے تاکہ فوج کے آدمی اطمینان
اور آسانی سے عبور کرکے چلے آئین گشائین کے پہونچتے ہی جواہر سنگھ اُس کو اپنے ساتھ ہاتھی کے ہودے مین بٹھاکر
زخمی گوشائیون کے جائے قیام پر گیا اور اُنکی دلدہی کی۔ صبح کو یہ قرار پایا کہ اس پار سے پوری کوشش نہین
ہوسکتی لہذا اُس پار پہونچ کر توپون کو جمنا کے کنارے قلعے کے مقابلے مین لگانا چاہیئے کیونکہ اُدھر کوئی دیوار نہین ہے
گولے نجیب الدولہ کے تمام لشکر مین گرینگے اس قرارداد کے موافق جاٹون اور مرہٹون کے لشکر نے جمنا کو عبور کیا اور
تمام شاہ درے کو برباد کردیا اور رعایا کی ناموس بگاڑی ادھر سے قلعے مین بھی گولے گرنے لگے اور شہر کے آدمی بھی
ضائع ہونے لگے پندرہ روز تک اسی طرح جنگ جاری رہی پچھلے دن مین ملہار راؤ اور جواہر سنگھ بھی سوار ہوکر
توپون کو دریا کے کنارے لگاکر گولے مارتے تھے اور شام کو مع توپون کے لوٹ جاتے تھے۔

جن سکھون کو جواہر سنگھ نے اپنی مدد پر بلایا تھا وہ بھی قریب پہونچ گئے۔ دریاے جمنا سے گنگا کے کنارے تک
تمام ملک جاٹون اور سکھون کے تصرف مین آگیا اور بعض بعض مقامون پر اُنھون نے تھانے بھی بٹھادیے جب سکھ قریب
پہونچ گئے تو جواہر سنگھ جمنا کو عبور کرکے اُنسے ملنے کو گیا لیکن انکی صحبت اچھی واقع نہوئی جواہر سنگھ کے خاص چیلے کو
مجلس مین نہ آنے دیا اور حقہ بردار کو گالیان دیکر نکال دیا اور سو سے زیادہ سردارون سے جواہر سنگھ کو ملنا پڑا مجلس کی
نشست بھی بے طور تھی اور سکھ جب اپنے مراسم ادا کرنے لگے تو اُس وقت یہ کہنے لگے کہ جواہر سنگھ خالصہ جی کی
پناہ مین آیا ہے اور نانک شاہی سکھ ہوگیا ہے اور اپنے باپ کے خون کی داد چاہتا ہے جواہر سنگھ پر یہ صحبت شاق
گذری چونکہ اُس کا مطلب اُنسے متعلق تھا بہت کچھ برداشت کی اور یہ قرار پایا کہ سکھ شمال کی طرف سے لڑائی
شروع کرین جواہر سنگھ اور مرہٹے مشرق کی طرف سے لڑتے رہین اور مغرب کی طرف سکھ سوار دھاوے کرکے رسد شہر مین
نہ پہونچنے دین بیس روز تک اس طرح لڑائی ہوتی رہی۔

جواہر سنگھ نے اندنون اپنے ملک مین غلّے کا محصول معاف کردیا جس سے غلہ بڑی افراط اور ارزانی سے آگیا
اور سپاہی کے ایک روپے کی جگہ چار آنے خرچ ہونے لگے اور باوجود ویرانی ملک کے جاٹ کے ملک سے غلہ بڑی لغوط
کے ساتھ آتا تھا مرہٹون کی فوج جو نہایت بھوکی تھی انھون نے اپنے گھوڑون کو خوب فربہ کرلیا چار مہینے اسی طرح گذرے
دہلی مین غلے کی کمی بہت تھی بلکہ غربا اہل وعیال کو لیکر پُل کے ذریعہ سے شہر سے نکلکر جاٹ کے لشکر مین جاتے اور
وہان سے ملک مین نکل جاتے۔ نجیب الدولہ کے لشکر مین بھی بہت تنگی پیدا ہوگئی سپاہیون کے پاس گھوڑی بھی

ہر ایک سکھ سوار ہو کر یعقوب علی خان کے باغ سے قریب اور دریا کے کنارے کی حویلیون مین پہونچکر لڑتے اور چاہتے تھے
کہ شہر پناہ کی طرف آئین لیکن نجیب الدولہ کے آدمی اُنکو بڑھنے نہین دیتے تھے ایک دن دو گھڑی رات تک بندوق
کی خوب جنگ ہوئی روہیلہ پیادے تاک تاک کر گولیان لگاتے تھے جہان سکھون کے سوارون کے غول دیکھتے تیر
باڑھ مارتے جس سے وہ پریشان ہوجاتے چند جا جنگ جاری تھی ایک دن ایک سکھ سردار کے جس کا ساز چاندی کا تھا
گولی لگی وہ گھوڑے سے گر گیا۔ سکھون نے اُس کی لاش اُٹھانا چاہی پیادہ روہیلون نے سامان کے لالچ سے
لاش نہ اُٹھانے دی خوب لڑائی ہوئی تین روہیلے مارے گئے اور سات زخمی ہوئے سکھ بھی بہت سے مارے گئے
آخر کار روہیلون نے لاش پر قبضہ کر لیا ہزار روپے کی اشرفیون کی ہمیانی کمر سے نکلی ایک ماہ تک اسی طرح لڑتے رہے
سہ پہر کو نجیب الدولہ شہر سے نکلتا سکھون کی مدد جواہر سنگھ کی فوج بھی کرتی مغرب کے بعد اپنے اپنے لشکر مین لوٹ جاتے
مشرق کی طرف ملہار راؤ اور جواہر سنگھ کا توپخانہ الگ سرگرم تھا نجیب الدولہ کا توپخانہ بھی خوب جواب دے رہا تھا
عوض بیگ نجیب الدولہ کے لشکر مین گولہ انداز ون کا افسر تھا ایک دن اس کا گھوڑا گولے سے مارا گیا دوسرے روز
اُس نے توپ پر بیٹھ کر جواہر سنگھ کے نشان بردار ہاتھی کے تاک کر ایسا گولہ مارا کہ اُسکے سر مین بیٹھ کر حلق مین اُتر گیا
فیل تکلیف سے چارون طرف بھاگنے لگا جواہر سنگھ لڑائی کے طول سے نہایت تنگ ہو گیا کہتا تھا کہ مرہٹون نے
میرا بڑا روپیہ کھا لیا اور لڑائی پر تن دہی نہین کرتے گوشائین نے اُس سے کہا کہ آج مین مع ناگون کے جاتا ہون
اور دیکھئے کیسا کام کرتا ہون چنانچہ تمام ناگے اور جواہر سنگھ کے آدمی سردار گوشائین کے ساتھ پایاب عبور کر کے
حفیظ اللہ خان کی حویلی مین چلے گئے اور یہان جمع ہو کر کے جوق جوق باہر نکلتے اور بندوق اور بان مارتے ان کی
پشت پر سوار ہوتے نجیب الدولہ کو جب یہ خبر پہونچی ادھر آ کر دیکھا تو بان بارش کی طرح برستے نظر آئے اور ناگے جنکے
پاس بندوقین تھین قریب پہونچ گئے تھے انکے پیچھے سوارونکی فوج تھی۔ نواب نے اپنے آدمیون سے کہا کہ یہ وقت
پیش قدمی کا نہین کیونکہ مفت ضائع ہوجاؤگے پھر بھی بہت سے مسلمان زخمی ہوئے آخر کار سعادت خان آفریدی
دھاوا کر کے ناگون کے سر پر پہونچ گیا دس بیس ناگون کے زخمی اور کشتہ ہوتے ہی کل بھاگ نکلے اس اثنا مین
مغلون کی اور نصیر خان ایرانی کی جمعیتین دوسری طرف سے دوڑ پڑین اور حفیظ اللہ خان کی حویلی مین جو ناگے تھے
انکو نکلنا مشکل ہو گیا چارون طرف سے پیلوے روہیلے بھی آ گئے اور ناگے تمام بھاگ گئے گوشائیون کے اور جواہر سنگھ
کے سوارون کی اب نوبت پہونچی جنکو روہیلون نے بانون کا نشانہ بنا لیا۔ بہزار خرابی افتان و خیزان تمام ناگے گوشائین
اور سوار نکلکر جاٹ کے لشکر مین پہونچ گئے کیونکہ اندھیرا پڑ گیا تھا اسلئے انکو دشمن کی آنکھ بچا کر نکلجانیکا موقع مل گیا۔

جب جواہر سنگھ نے دیکھا کہ نہ سکھون کی مدد سے کام نکلا نہ مرہٹون کی اعانت سے دشمنون پر غلبہ حاصل ہوا
نہ ناگون نے کام دیا تب اُس نے یہ ارادہ کیا کہ خود حملہ آور ہو اول عماد الملک کے پاس گیا اور کہا کہ آپ بزرگ اور
سرگروہ ہندوستان کے ہین اور ملہار راؤ کا مزاج آپ کے ہاتھ مین ہے اور نجیب الدولہ آپ کا ایک نوکر تھا اُس نے اس قدر
نمک حرامی کی اور آپ کو بے دخل کر دیا اور سلطنت کا مالک بن گیا۔ میرے باپ نے آپ کو اپنے یہان رکھا اور مین نے

باپ کے خون پر کمر باندھی ہے آپ سے مین سوگند کے ساتھ وعدہ کرتا ہون کہ شایستہ خدمات بجا لاؤن گا ملہار راؤ کو بہت سا روپیہ دیا اور سکھون تھے مدنیرہ کے خرچ سے علٰحدہ زیر بار ہو رہا ہون اور پچاس ہزار سوار اور پیادے میری ذات کے نوکر ہین اگر آپ اور ملہار راؤ توجہ کرین تو کام نکلے عماد الملک نے اُس کی خواہش کے موافق ظاہری جواب دیے لیکن باطن مین وہ اُس سے کئی وجہ سے کبیدہ تھا (۱) جواہر سنگھ تخت پر اُس کے سامنے سوار ہوتا اور یہ امر عماد الملک پر بے حد گران تھا (۲) چاہتا تھا کہ فتح یاب ہو کر دلی پر اپنا قبضہ رکھے۔ اس وجہ سے ملہار راؤ بھی ملین تھا تھا دونون نے دل مین پختہ ارادہ کر لیا کہ نجیب الدولہ ہی کو قائم رکھنا چاہیئے اور جواہر سنگھ کی کامیابی آئندہ کے لئے بہتر نہین ہے کہ بہت زور پکڑ لے گا اس لئے دونون نے یہ تجویز کیا کہ کسی معتبر شخص کو مخفی نجیب الدولہ کے پاس سوال و جواب کے لئے بھیجین چنانچہ نورالدین حسین خان فخری جو عماد الملک کا رفیق تھا اس رسالت کے لئے تجویز ہوا مگر اس وقت شہر مین داخلہ سخت مشکل تھا کہ تھا مین اُدھر کسی کو جانے نہ دیتے تھے اگر سوار ہوتا تو روہیلے گولی کا نشانہ بناتے اور غریب ہوتا تو گوشائین اُس طرف جانے نہ دیتے اور کہتے کہ وہان تو قحط ہے تو کس خیال سے جاتا ہے اور اگر نامی آدمی جانے کا قصد کرتا تو جواہر سنگھ فوراً پھروا دیتا لیکن دونون سرداروں کی خوشنودی کے لئے رات کے وقت نورالدین حسین خان نے ہمراہ اُن پیادون کے کہ گڑھی خضر آباد مین تھے تین کوس پیادہ پا چلکر ایک تُمسا اور ٹوپی کے ساتھ دریاے جمنا کا عبور کیا جب گڑھی کے قریب پہونچا دروازے سے باہر مع ایک رفیق کے مکانون مین داخل ہوا ابھی دو گھڑی رات باقی تھی کہ درگاہ سلطان المشائخ کی طرف راہی ہوا گھڑی بھر دن چڑھے وہان پہونچا اور درگاہ مین چھپا رہا یہان سے نجیب الدولہ کو خبر بھیجی وہان سے شہر پناہ کے اندر تک آنا دشوار تھا خدا پر توکل کر کے شہر مین آیا دن بھر ایک دوست کے مکان مین چھپا رہا رات کو نجیب الدولہ سے ملا اور تمام حال بیان کیا نجیب الدولہ نے کہا کہ مین نے خود سنا ہے کہ نواب وزیر نے ملہار راؤ سے میری بڑی سفارش کی ہے مین قدیم سے اُنکا رفیق تھا اور اب بھی اُنکا اپنا خداوند جانتا ہون اور عرضی لکھکر دی نورالدین حسین نے نجیب الدولہ سے کہا کہ آپ اپنے آدمیون سے فرما دین کہ وہ مورچون سے نکل جانے دین جب پل سے گذر گیا تو اُن مساکین مین ملکر جو بھوک کے مارے شہر سے بھاگ کر لشکر مین آتے تھے اپنے لشکر مین پہونچا تمام کیفیت نواب وزیر سے ظاہر کی وہ بہت خوش ہوا صبح کو جواہر سنگھ نے اپنی فوج لیکر جمنا کو عبور کیا اُس طرف سے نجیب الدولہ نکلا اور فیروز شاہ کی لاٹ کے پاس بیٹھ گیا بادشاہی رمنے مین خوب جنگ واقع ہوئی عماد الملک اور ملہار راؤ دریا کے کنارے پر سے دیکھتے تھے رات کو جواہر سنگھ لوٹ گیا۔ جواہر سنگھ کے آدمی اُس سے کہتے تھے کہ تم جلدی کس لئے کرتے ہو محصورین تک رسد غلہ پہونچنے کی بندش ہو گئی ہے نجیب الدولہ خود بخود ہلاک ہو جائے گا اگر مجبور ہو کر میدان مین آیا تو ہم لوگ کام تمام کر دینگے کہ یکایک ۱۱۷۸ ہجری مین خبر پہونچی کہ احمد شاہ ابدالی پشاور مین پہونچ گیا ہے اٹک کے عبور کا ارادہ رکھتا ہے ملہار راؤ نے عماد الملک سے کہا کہ اب میرا یہان رہنا صلاح نہین ہے اور دوسرے دن صبح کے وقت اپنے اہل و عیال کو عماد الملک کے اہل و عیال کے ساتھ اکبر آباد کی طرف بھیجدیا جب جواہر سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے سبب پوچھا اور کہا کہ نجیب الدولہ کا کام قریب الاختتام

یہ حرکت کیون کرتے ہو ملہار راؤ نے کہا کہ تم کو کیا خبر ہے احمد شاہ ابدالی پہونچنے والا ہے جب وہ پہونچ گیا تو تم سے اور مجھ سے کچھ نہو سکیگا بہتر یہ ہے کہ بالفعل صلح کا قائم کرکے اپنے اپنے وطنون کو لوٹ چلین پھر دیکھا جائیگا اب دوبارہ علانیہ عماد الملک نے نورالدین حسین خان کو نجیب الدولہ کے پاس بھیجا اور جواہر سنگھ کا وکیل روپ رام کٹارا ملہار راؤ کی راے سے ساتھ گیا اور صلح کے سوال و جواب ہونے نورالدین حسین نے قرآن پر نجیب الدولہ سے یہ لکھا لیا کہ نواب عماد الملک کے ساتھ ہمیشہ کو اخلاص و یکجہتی رکھونگا اور یہ قرآن وہ عماد الملک کے پاس لے آیا۔ ہر چند جواہر سنگھ کی مرضی بالکل صلح کی نہ تھی مجبوراً ملہار راؤ کی راے کے مطابق قبول کرلیا ملہار راؤ نے نجیب الدولہ کو ممنون احسان کیا اور جب دیکھا کہ تیزی کے ساتھ شاہ درانی بڑھا چلا آتا ہے تو ایک دن مقرر کرکے خود جا کر نجیب الدولہ کو جواہر سنگھ کے خیمے مین لے آیا۔ یہان تواضعات کی رسم عمل مین آئی تیسرے دن نواب عماد الملک نجیب الدولہ سے ملنے گیا جبکہ جمنا کو عبور کیا تو نجیب الدولہ اپنی فرودگاہ سے جو بلند باغ مین تھی پالکی مین سوار ہو کر نکلا اور آکر سلام کیا نجیب الدولہ کے ساتھ ہاتھی نہ تھا اور عماد الملک ہاتھی کی عماری مین سوار تھا اور ملہار راؤ ساتھ تھا عماد الملک نے نجیب الدولہ کو اپنے ساتھ بٹھالیا اور وہ ہاتھی نجیب الدولہ کو دیدیا جب خیمے پر پہونچے تو وہان رسم ضیافت و تحفہ تحائف اور گھوڑے ہاتھی اور جواہر کی ادا ہوئی عماد الملک کے سب ہمراہیون کی بھی عطر وغیرہ سے تواضع ہوئی اور جمعہ کی نماز کو دونون ایک ہاتھی پر بیٹھ کر ساتھ گئے اور عماد الملک کی مرضی کے مطابق شاہ عالم کا نام خطبے مین نہ پڑھوایا گیا اکبر سے صرف محمد شاہ تک بادشاہون کے نام لئے گئے۔

احمد شاہ کے جب لاہور مین پہونچ جانے کی خبر آئی تو جواہر سنگھ اور ملہار راؤ اور سکھون کے حواس بگڑ گئے اور سب بے پوچھے دلی سے روانہ ہو گئے عماد الملک ملہار راؤ کے ساتھ انوپ شہر کی طرف سے بنگش کے ملک کو روانہ ہوا اور جواہر سنگھ اپنی قلمرو مین چلا آیا احمد شاہ کے خطوط نجیب الدولہ کے پاس پہونچتے تھے کہ عنقریب ہم تیس ہزار سوارون کے ساتھ پہونچنے والے ہین تم کفار سے دل مین ذرا خوف نہ کھانا ہم اُنپر جہاد کرینگے کہ اس اثنا مین احمد شاہ کو یہ خبر پہونچی کہ نجیب الدولہ نے ڈر کر جاٹ اور مرہٹون سے صلح کرلی اور وہ اپنے وطنون کو معاودت کرنے والے ہین بادشاہ جلدی کرکے دو روز مین سرہند پہونچا اور دو روز مین میدان مصطفے آباد مین آگیا یہ جگہ دلی سے ساٹھ کوس ہے اُسے یہان آکر معلوم ہوا کہ صلح مکمل ہو کر مرہٹے اور جاٹ اپنے اپنے وطن کو لوٹ گئے اس خبر سے بیحد دل شکستہ ہو کر قندھار کو مراجعت کی

اس کے چھوٹے بھائی ناہر سنگھ نے جاٹ قوم کی عورت سے پیدا ہونے کے سبب راج کا دعوی کیا تھا جو شکست پاکر پریشان پھرتا ہوا جیپور مین مر گیا سمت ۱۸۲۴ مطابق سنہ ۱۷۶۸ء مین جواہر سنگھ پشکر اشنان کو جاکر وہان مہاراجہ بجے سنگھ راٹھور والی جودھپور سے پگڑی بدل بھائی بنا اور واپسی کے وقت جیپور والون نے اس کو اپنے علاقے مین ہوکر لوٹنے نہ دینا چاہا تو وہ روکنے والی فوج سے لڑکر بھرتپور چلا آیا اس نے پرگنہ کامہ جو راج جیپور کے متعلق تھا دبا لیا سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ لوگ چونکہ اس کے مزاج سے ناخوش تھے اس لئے اس کے قتل پر ایک شخص کو مقرر کیا چنانچہ دوسرے برس قلعہ آگرہ کی سیر کرتا ہوا اُس شخص کے تلوار مارنے سے زخمی ہو کر ساون سدی ۵ سمت ۱۸۲۵ کو مر گیا ۴ سال ۷ ماہ ۱ دن

حکومت کی اور اُس کا دوسرا بھائی رتن سنگھ رئیس بنا۔

۴-راجہ رتن سنگھ

یہ سات مہینہ ۲۰ دن راج کرنے کے بعد ایک گسائین کے ہاتھ سے قتل ہوا سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ یہ شخص عیین یعنی نامرد تھا اس کو رجولیت کی دوا کی آرزو اکثر رہتی تھی کسی براگی نے دوا کے حیلے سے حاضر ہو کر خوب روپیہ حاصل کیا جب اُس کے فریب کا راز کھلنے لگا تو سمجھا کہ اب مقرر مارا جاؤن گا لہذا تیاری دوا کے بہانے سے خلوت کی اور رتن سنگھ کو تنہائی مین چیت سدی ۵ سمت ۱۸۲۶ کو مار ڈالا اور چاہا کہ نکل جائے مگر نکلنے کے وقت مارا گیا۔

جواہر سنگھ کا بیٹا کیسری سنگھ وارث مانا گیا۔

۵-راجہ کیسری سنگھ

یہ اپنے چچا کے بعد دو برس کی عمر مین گدی پر بٹھایا گیا اس کا ایک چچا نول سنگھ دیوان ہوا اور دوسرے رنجیت سنگھ نے راج کا دعوے کیا لڑائی ہونے کے بعد نول سنگھ نے رنجیت سنگھ کے مددگار مرہٹون کو کرڑ روپیہ اس شرط پر دینا قبول کیا کہ وہ بھرت پور چھوڑ کر متھرا چلے جائین ہلکر اور سیندھیا کے روانہ ہوتے ہی جاٹون نے اُنکا سامان لوٹنا شروع کیا مرہٹون نے دغابازی کے عوض نول سنگھ کو دیگ مین گھیر کر نشتر لاکھ روپیہ لینے کے بعد پیچھا چھوڑا۔

سمت ۱۸۲۹ مطابق ۱۷۷۳ء مین شاہ عالم ثانی کے ماتحت سردار نجف خان نے آگرہ وغیرہ کا علاقہ دبانے کے سبب راؤ نول سنگھ اور اُس کے نوکر سمرو جرمن کو شکستین دیکر علاقے سے نکال دیا اور تمام ریاست ضبط کر کے ایک پرگنہ بھرت پور راؤ رنجیت سنگھ کو مددگار رہنے کے سبب حوالے کیا لیکن کچھ عرصے کے بعد راجہ کیسری سنگھ کی والدہ رانی کشوری کے لاچاری کرنے پر نواب نے علاقہ واپس دیدیا سمت ۱۸۳۳ مطابق ۱۷۷۶ء مین نول سنگھ کے مرنے سے رنجیت سنگھ دیوان ہوا جسکو روہیلہ پٹھانون نے جو دیگ مین قابض تھے مار ڈالنا چاہا لیکن اُس نے پٹھانون کو نکال دیا اس پر نواب نجف خان نے پھر دیگ وغیرہ کو چھین لیا راجہ کیسری سنگھ ہمنت پور کو اور رنجیت سنگھ کمیر کو بھاگ گئے چیت بدی ۱۵ سمت ۱۸۳۴ کو راجہ کیسری سنگھ کے مرجانے پر اُسکے چچا رنجیت سنگھ کو رئیس بننے کا موقع ملا۔

۶-رنجیت سنگھ

یہ سمت ۱۸۳۴ مطابق ۱۷۷۷ء مین راج کا وارث مانا گیا۔ لیکن اس کے پاس کچھ ملک نہ تھا اس لئے اس نے اپنی بھاوج رانی کشوری کی معرفت ایک بڑا نذرانہ نواب نجف خان کو دینا قبول کیا اور وہ اس کو نو لاکھ روپے کا علاقہ سونپ کر بھرت پور کا راجہ بنایا گیا۔

سمت ۱۸۳۹ مطابق ۱۷۸۲ء مین نجف خان کے مرنے پر مرزا محمد شفیع وزیر ہوا جس نے دوسرے سال دلی سے آکر شہر بھرت پور کے سوا کل علاقہ ضبط کرنے کے بعد ہمدانی بیگ وغیرہ کے قبضے سے دیگ کو چھین لینا چاہا لیکن ہمدانی کے بھتیجے اسمٰعیل بیگ نے ملاقات کے وقت محمد شفیع کو دغا سے مار ڈالا اور راجہ رنجیت سنگھ نے موقع پا کر اپنے علاقے مین دخل جمالیا تھوڑے دنون کے بعد مہاراجہ سیندھیا جو شاہ عالم سے فرزند عالی جاہ خطاب پا چکا تھا تمام علاقے پر جس مین بھرت پور بھی

شامل تھا قابض ہوگیا مگر مہارانی کشوری کی سعی وسفارش سے دس لاکھ روپیہ کی آمدنی کے گیارہ پرگنے رنجیت سنگھ کو واپس دیے گئے اور بعد کو بعوض اُس امداد و اعانت کے جو اُس نے مہاراجہ سیندھیا اور اُسکے جنرل پیرن کے ساتھ کی چار لاکھ روپے کا ملک اور اضافہ ہوا۔

سمت ۱۸۴۱ مطابق ۱۷۸۵ء مین مہاراجہ سیندھیا اور بھرت پور کے کنور رندھیر سنگھ اپنے علاقے مین سیر کرانے کے لئے شاہ عالم ثانی کو لائے بادشاہ نے بدل بیگ سے قلعہ ڈیگ کو بھرت پور والون کو اور داؤد بیگ سے قلعہ آگرہ سیندھیا کو دلا دیا اس کارروائی کے بعد نجیب الدولہ کے پوتے غلام قادر خان روہیلہ نے شاہ عالم کو اندھا کر دیا اور اسمٰعیل بیگ نے بسرام بھاؤ کو قلعہ آگرہ سے نکال دیا اس پر سیندھیا اور بھرت پور والون نے ملکر غلام قادر خان[۵۱] کو قتل اور اسمٰعیل بیگ کو قید کیا۔ مہاراجہ سیندھیا کی طرف سے فرانسیسی جنرل پیرن آگرے کے علاقے پر مختار رکھا گیا سرکار انگریزی کو فتحیاب دیکھکر بھرت پور والون نے مرہٹون کے خلاف لارڈ لیک سے ملاپ کیا اور رنجیت سنگھ کے ساتھ ایک عہدنامہ طے پایا جس کی رو سے ۱۸۰۳ء سے اس راج کا تعلق سرکار انگریزی کے ساتھ پیدا ہوا اور رنجیت سنگھ نے عہدنامہ منضبط ہوتے ہی پانچہزار سوار لارڈ لیک کے لشکر مین بھیجے جنھون نے آگرے کے استحصال اور فتح جنگ لاسواری مین کارنمایان انجام دیا اس کے عوض مین اضلاع کشن گڈھ وکٹھومر ریواڑی وگوکل وسہار اُس کو عطا ہوئے سرکار انگریزی اور جسونت راؤ ہلکر کے درمیان خصومت ہونے پر ۱۸۰۴ء مین ہلکر کی سپاہ سے ڈیگ کے قریب جنرل فریزر کی لڑائی ہوئی ہلکر کو شکست فاش ہوئی اور اُس کی سپاہ کا سنہ پھر گیا مگر انگریزی جنرل بھی سخت زخمی ہوکر تین دن کے بعد مر گیا اُس کی جگہ کرنل مون سن مقرر ہوا جس نے ہلکر سے شکست فاش پائی لیکن لارڈ لیک نے ہلکر کا پیچھا کرکے فتح گڈھ پر پوری شکست دی یہ دو شکستین ہلکر نے ایسی پائی تھین کہ پھر جیتے جی انگریزون سے لڑنے کا نام نہ لیتا مگر رنجیت سنگھ نے اپنی حمایت مین پھر اُس کی ہمت بندھوائی اور عزم مردہ مین جان ڈلوائی اس راجہ سے انگریزون کا یہ معاملہ تھا کہ جس وقت جنرل لیک سیندھیا کے تعاقب مین چلا جاتا تھا تو برٹش گورنمنٹ کا خیرخواہ اس ملک مین سب سے پہلے یہی بنا تھا اور آگرے کی تسخیر مین پانچہزار سوار بھی اعانت کے لئے بھیجدیے تھے اُس کے اور برٹش گورنمنٹ کے درمیان یہ عہد وپیمان تھے کہ انگریزی گورنمنٹ اُس کی محافظت کرے گی اور اُس کے ملکی انتظام مین کسی طرح کی دست اندازی نہین کرے گی اور اُس کو مرہٹون کی چوتھ دینے سے آزاد رکھے گی اُس کے ملک کے متصل جو سیندھیا نے اضلاع فتح کرلیے تھے اور وہ اُس کے ملک کی ایک تہائی کی برابر وسعت رکھتے تھے انھین سیندھیا کے عمل دخل کو اُٹھاوے گی غرض جیسے وہ دوستی کا دم بھرنے مین سب سے مقدم تھا ویسا ہی وہ دشمن ہونے مین سب سے اول ہوا۔ رزیڈنٹ متھرا نے نمک کے بعض مقدمات کا راجہ کے خلاف مرضی تصفیہ کیا اور یہ شہرت ہوئی

---

۵۱ جیسا کہ تحفۂ راجستان مین ہے ماجی سیندھیا کے نام کے ایک خط مین مذکور ہے کہ غلام قادر کے ساتھ اتنے آدمی گرفتار ہوئے تھے (۱) خود غلام قادر (۲) منیار سنگھ (۳) مانا خوجہ (۴) بلا سرائے دیوان (۵) اکسلا کرد (۶) ابراہیم بویلی خان (۷) ناظم روہیلہ (۸) اشرف خان (۹) زور بست خان (۱۰) حسین روہیلہ (۱۱) منولال برہمن (۱۲) عجب روہیلہ (۱۳) گھاسی گاڑی بان (۱۴) قطبی خواص (۱۵) السیب روہیلہ (۱۶) سیتے سکھ برہمن طازم بلاسرائے (۱۷) یاکو دخواجہ اور ۸۰ تو پچی اور ۲۰۰ ہاتھی منقول از خطوط و دستاویزات زبان مرہٹی جلد اول مطبوعہ ۱۸۹۸ مرتبہ کاشی ناتھ نارائن سانے بی۔ اے دکن کالج صفحہ ۳۵۸۔

کہ راجہ کی عملداری مین انگریزی عدالتون کے بٹھانے کا ارادہ انگریزون کا ہے ان دونون باتون سے اُس کے کان کھڑے
ہوئے اُسنے ہلکر کی مدد کو ڈیگ پر کچھ توپخانہ اور لشکر بھیجا تھا جب حریف شکست کھا کر بھاگے تو اُنکو اپنے ہان پناہ دی
اس لئے لارڈ لیک نے خیال کیا کہ بھرت پور والے سے بگاڑے بغیر نہین بنتی سو وہ فرخ آباد سے سیدھا دلی کو چلا جمنا پار
اُتر کر بھرت پور کی راہ لی اور چند روز مین کرنیل مونسن کی فوج سے جا ملا اب دونون نے ملکر ڈیگ کے قلعے پر چڑھائی کی
جتنے مرہٹے قلعے کے اندر تھے وہ اُنکے آنے کی خبر سنتے ہی کافور ہو گئے قلعہ اور جس قدر توپین اور اسباب اُس مین
موجود تھا انگریزون کے ہاتھ آیا اور سپاہ مین تقسیم ہوا جب جنرل لیک نے راجہ بھرت پور کی یہ بے وفائی دیکھی تو
اُس نے گورنر جنرل کو لکھا کہ راجہ بھرت پور کو موافق عہدنامے کے سپاہ سے ہماری مدد کرنی لازم تھی وہ نہ کی بلکہ خلاف اُس
عہدنامے کے اُس نے سپاہ ہلکر کی کمک کرنے کے لئے بھیجی اس پر گورنر جنرل نے کمانڈر انچیف کو لکھا کہ راجہ کے ساتھ
جنگ اور آشتی کا فیصلہ مین تمھاری راے پر چھوڑتا ہون تم مجھسے زیادہ وہان کے حال سے واقف ہو جو مناسب جانو
وہ کرو اس بے وفا بدعہد راجہ کی سزا یہ ہے کہ تمام ملک اور قلعے اُس کے برٹش گورنمنٹ اپنے قبضے مین کر لے راجہ
بھرت پور اور ہلکر کی جان پر ڈیگ کے ہاتھ سے نکل جانے کا بڑا صدمہ ہوا اس کے گرد جو علاقہ تھا وہ بھی برٹش گورنمنٹ کا
تابع ہو گیا اب جنرل لیک نے ۲۹ دسمبر کو باقی ملک پر قبضہ کرنے کے لئے قدم بڑھایا کرنیل مری جو گجرات سے آیا تھا
اُس کو حکم ہوا کہ وہ جنوب کی طرف سے کوٹے کی جانب بڑھے اور ہلکر کو مالوہ مین نہ جانے دے یہ افسر بھی دسمبر کے آخر مین
کوٹے کے قریب آن پہونچا ہلکر کے تعاقب مین فوج جا بجا جاتی تھی مگر جنرل لیک کو یہ یقین تھا کہ اُس کا علاج
قرار واقعی جب تک نہین ہو سکتا کہ شہر بھرت پور اُس کی پیادہ سپاہ کا مامن اور کمین گاہ باقی ہے اُس کے سوار
لڑتے نہ تھے کوسون بھاگ جاتے تھے اور کھانے پینے کا اسباب ضروری انکو بھرت پور سے مل جاتا تھا غرض اب
تمام فساد کی جڑ بھرت پور ٹھہرا سو اُس کے کاٹنے کے واسطے اس دار الریاست کے روبرو ۲ جنوری ۱۸۰۵ء کو لشکر
انگریزی آن دھمکا بھرت پور کے شہر کا گھیرا آٹھ میل کا تھا اس کے گرداگرد بڑی بلندی کی فصیل بنی ہوئی تھی اور اُس کے
گرد گہری اور چوڑی خندق کھدی ہوئی تھی جس مین پانی بھرا رہتا تھا مشرقی کونے مین اُس کے قلعہ تھا اُس کے
برج و بارہ خوب درست تھے اور اندر سب طرح کا سامان موجود تھا اُس پر جا بجا توپین چڑھی ہوئی تھین بھرت پور کا
لشکر تمام اندر تھا ہلکر کی بچی کھچی فوج نے دیوارون کے نیچے مورچے جمائے تھے انگریزی لشکر نے ان سپاہیون کو خوب مارا
اور تمام توپخانہ جو وہ ڈیگ سے بچا کر لے گئے تھے چھین لیا اور شہر کے جنوب مغرب مین اپنے مورچے جمالئے ۷ جنوری کو
شہر پر گولہ زنی شروع کی ۹ کو دیوار مین رخنے و شگاف ڈالدیے اور جنرل لیک نے رات کو دھاوے کا قصد کیا کہ دشمن کو
دراڑون کی مرمت کرنے کی مہلت نہ ملے جب لشکر حملہ آور خندق کے کنارے پہونچا تو اُس مین پانی چھاتی چھاتی بھرا
ہوا تھا مگر اس دشواری کو بھی آسان کر لیا اور رخنہ دیوار کے نیچے جا پہونچے کئی دفعہ دلیرانہ حملہ کیا مگر ہر دفعہ منھ کی کھائی
اور بڑا نقصان اُٹھا کر اپنا سا منہ لیکر اُلٹے آئے کرنیل میک لینھ جو ایک بڑا جوان مرد کارکن اس قلعہ گیری کے
کام مین تھا وہ مارا گیا ۱۲ کو پھر ایک اور دیوار مین شگاف ڈالا گیا اور ۲ بجے دن کو حملہ کیا مگر ادھر خندق کے پانی نے

نیچے اُترنے نہ دیا۔ اُدھر توپون کی آگ نے بہون دیا غرض بڑا نقصان اُٹھاکر پھر اُلٹے آئے اسباب حرب و ضرب سرو سنت پورا موجود نہ تھا اور کھانے پینے کے سامان کی بھی قلت تھی اُس کے انتظام مین توقف کرنا پڑا اور آغاز ماہ فروری مین خالی توپین ہی شہر پر چلایا کئے فصیل مین بڑی دراڑ ڈالدی اور ۲۰ کو بڑی تیاری سے حملہ کیا شہر باہر جو توپین دشمن نے لگا رکھی تھین وہ چھین لین کئی غول سپاہ کے کئی مختلف مقامات پر حملہ کرنے کے لئے تجویز ہوئے تھے مگر ایک غول کو تو رہنا اُن نے دشمن کی آگ تلے اوڑالا اور اُنکے تمام زینے چھنوا دیئے خندق پر جو سپاہ پہونچی تو وہ ایسی چوڑی اور گہری تھی کہ اُس پر پُل بناکر عبور کرنے کا ارادہ کیا مگر دشمنون کی آتش باری نے یہ کام ہونے دیا ایک ہندوستانی پلٹن نے جوانمردی سے اپنے علم دیوار کے قریب جا گاڑے مگر اور لشکر نے ساتھ نہ دیا غرض انگریزون کا بڑا نقصان ہوا اور کام نہ نکلا دوسرے روز پھر بڑی شان و شکوہ سے تین بجے حملہ شروع کیا اور یہانتک نوبت پہونچی کہ دیوارون پر سپاہی چڑھنے لگے مگر دشمنون کے گرابون اور لٹھون اور بان بازی اور حقہ بازی نے جو اوپر چڑھے تھے اُنکو نیچے گرادیا اور جانون کو بہت نقصان پہونچایا اب انگریزی توپین گولے متواتر مارنے سے بیکار ہوگئین اور تمام گولہ بارود بھی خرچ ہوگیا کھانے پینے کا سامان بھی صرف ہوگیا بیمارون اور زخمیون کا بھی ایک لشکر کا لشکر ہوگیا اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اب حملہ کرنے مین توقف کیجئے تمام انگریزی تاریخ مین یہی واقعہ عجیب ہے کہ انگریزی ظفر مند سپاہ اور کمانڈر انچیف ایک چھوٹے سے راجہ کا قلعہ نہ فتح کرسکے لارڈ لیک کا تو ارادہ یہ تھا کہ بھرت پور کو علیگڑھ کے قلعے کی طرح دروازے اُڑا کر فتح کرون مگر اور افسرون نے یہ صلاح دی کہ دیوار توڑکر گھسنا چاہئے مگر اُسکے واسطے توپخانے کا سامان خوب نہ تھا فصیل کے پاس جانا نصیب نہوا جو حال معلوم ہوتا کہ کیا کرنا چاہیے خلاصہ یہ ہے کہ چار دفعہ کے حملون مین ۳۲۰۰ سپاہی لشکر انگریزی کے چھیجے جن مین ۱۰۳ افسر تھے۔ رنجیت سنگھ راجہ بھرت پور جو بہرا و بڈھے ہاتھ مین لٹھ لئے ہوئے قلعے کی دیوارون پر پھرا کرتا تھا اور گولندازون اور سپاہیون سے کہا کرتا تھا کہ بھائیو لگا تار وہی ہے اور جب وہ کہتے تھے کہ مہاراج آپ ان گولون کے نیچے سے ہٹ جائیے تو وہ کہتا تھا کہ بھاگ کے نام کی چٹھی بھگوان کے گھر سے وا ین بندھی آوت ہے وا ہی کو گولا لاگت ہے۔ رنجیت سنگھ نے سوچا کہ مین جو کچھ ہلکر سمجھا تھا وہ غلط سمجھا تھا اب کسی دوست سے کمک کی توقع نہین انگریزون کی ہر طرف سے مدد چلی آتی ہے آدھے سے زیادہ ملک لڑائی کی نذر ہوچکا ہے جو باقی رہا ہے اُس سے بھی آدھی وصول نہین ہوتی ہے اب مقابلہ کرنا مصلحت نہین ہے اس دور اندیش نے اپنے سردارون کو جمع کرکے کہا بھائیو ہماری تمہاری یہ طاقت نہ تھی کہ انگریزون سے ایسے سینہ سپر ہوکر لڑین نہ کہ اُنکو پرے ہٹادین لیکن یہ سری بھگوان کی کرپا ہے کہ میرے سر پر پاگ رہ گئی اب مناسب ہے کہ ہلکر سے کہدو کہ وہ کسی طرف چلا جائے اب مجھ مین جان نہین کہ انگریزون کے اس دشمن کو پناہ دون غرض کنور رندھیر سنگھ اپنے بیٹے کو قلعے کی کنجیان دیکر لیک صاحب کے پاس روانہ کیا کہ وہ اُنکو جاکر نذر کرے اِن کنجیون نے کام مین عجیب مشکل گرہ ڈالی ناخن صلح سے کھولنے مین یہ خرابی تھی کہ ہندوستانی رئیسون کے دلون مین یہ زعم کاسد اور عزم فاسد اور خیال باطل پیدا ہوتا کہ ہم بھی ایسے ہین کہ سرکار کمپنی کی سپاہ کثیر سے سینہ سپر ہوکر لڑسکتے ہین اور اُس کے دانت کھٹے کرسکتے ہین اگر وہ گرہ چاقو سے

جنگ سے کاٹی جاتی تو اُس مین یہ برائیان تعین کہ ادھر آتش جنگ مُلبستی اور پھر اُس پر موسم گرما کی گرمی اور لُو کی لپٹ معلوم نہین کتنے گورون اور کالون کو ٹھنڈا کرتی سوا اس کے قلعے کی استواری اور اہل قلعہ کی جان بازی بہادری ایسی ویسی نہ تھی اور اس ملک مین امن وامان جب تک نہوتا کہ ہلکر بھرت پور کے علاقے سے نکل جاتا اور سب سے زیادہ یہ بات تھی کہ سیندھیا کو انگریزون کے ساتھ لڑنے کا پھر خیال پیدا ہوگیا تھا اُس مواد فاسد کا دور کرنا بھی ایک امر اہم تھا غرض اس وقت مقتضائے عقل دوراندیش یہی تھا کہ انتقام کے درپے نہوجیے اور تحمل اور بردباری کو کار فرما ہوجیے اس لئے انگریزون نے راجہ بھرت پور کے پیغام صلح کو قبول کرلیا اور ۱۰ - اپریل ۱۸۰۵ء کو صلح نامہ ان شرائط کے ساتھ ہوگیا اول جب تک انگریزون کو راجہ بھرت پور کے اتحاد اور یک جہتی پر اعتماد نہو گا دیگ کا قلعہ انگریزون کے پاس رہے گا - اور بعد اس اطمینان کے بغیر کسی تاوان کے راجہ کو دیدیا جائے گا اور راجہ کو یہ عہد کرنا پڑے گا کہ سلطنت انگریزی کے مخالفون سے کسی طرح کی راہ ورسم نرکھے گا اور سرکار کمپنی کی اجازت بغیر کسی یورپ کے آدمی کو اپنے ہان نوکری ندے گا دوسرے فرخ آباد کے سکے کا بیس لاکھ روپیہ قسط وار کمپنی کے خزانے مین داخل کرے گا اور جتنا ملک سرکار کمپنی نے راجہ کے ملک کے سوا دیا تھا وہ واپس کرنا پڑے گا ان روپون مین سے سات لاکھ بعد کو معاف ہوگئے دوسرے برس سمت ۱۸۶۲ اگھن سدی ۱۵ کو ۲۷ سال ۸ ماہ - ۵ ادن حکومت کرکے رنجیت سنگھ نے وفات پائی اور اُس کا بیٹا رندھیر سنگھ مسند نشین ہوا -

۷ - مہاراجہ رندھیر سنگھ

اس نے راج پاکر سمت ۱۸۷۱ مطابق ۱۸۱۵ء مین لارڈ ماٹرا صاحب گورنر جنرل سے فتح پور سیکری مقام پر ملاقات کی اور دو برس کے بعد پنڈارون سے مقابلے کے وقت انگریزی سرکار کو فوجی مدد دی سمت ۱۸۷۷ مطابق ۱۸۲۱ء مین مہاراجہ کی بینائی مین فرق آگیا اور آسوج سدی ۱۸۸۰ سمت مطابق ۱۸۲۳ء کو اُسکے گذرجانے سے اُس کا چھوٹا بھائی بلدیو سنگھ گدی کا مستحق ہوا -

۸ - مہاراجہ بلدیو سنگھ

اس کے گدی پر بیٹھنے کے بعد اس کا چھوٹا بھائی لچھمن سنگھ مرگیا اور مہاراجہ کو اُس کے فسادی بیٹون مادھو سنگھ اور درجن سال سے اندیشہ پیدا ہوا جن مین سے پہلے نے مہاراجہ کو مارنا چاہا تھا اور دوسرے نے مہاراجہ کے گذرنے پر نو مہینے تک راج دبالیا یہ مہاراجہ اکثر بیمار رہتا تھا اس نے دوراندیشی یہ کی کہ سمت ۱۸۸۱ مطابق ۱۸۲۵ء مین راجپوتانہ ومالوہ کے رزیڈنٹ جنرل اکٹرلونی کو بھرت پور بلاکر اپنے چھ برس کے بیٹے بلونت سنگھ کو حفاظت ومدد کی اُمید پر اُنکی گود مین بٹھایا اور اُس سے کہا کہ میری آرزو یہ ہے کہ آپ میری حیات مین اس لڑکے کو سرکاری طرف سے مسند نشین کردین سر ڈیوڈ نے گورنر جنرل سے اسکی منظوری منگائی اور بلونت سنگھ کو مسند نشین کردیا اور اسی سال یعنی ۱۸۲۵ء مطابق سمت ۱۸۸۱ پھاگن سدی ۱۱ کو ۱ سال ۵ ماہ ۹ ادن حکومت کرکے بلدیو سنگھ نے وفات پائی -

۹-مہاراجہ بلونت سنگھ

اس نابالغ راجہ کے کاروبار کا منتظم اُس کا ماموں مقرر ہوا ایک مہینہ نہ گذرا تھا کہ درجن سال نے راجہ کے ماموں کو مار ڈالا اور اس نابالغ راجہ کو اسیر کر لیا اور تمام سپاہ کو کچھ ایسا پڑھایا سمجھایا کہ سب کے دل میں اپنا گھر کر لیا وہ بڑا بلند ہمت سخت مزاج نوجوان تھا سر ڈیوڈ نے اپنے ذمے جواب دہی لیکر وہی حرارت ذاتی و گرم جوشی و چستی و چالاکی جو اُسکے خمیر میں پڑی ہوئی تھی اس موقع پر ظاہر کی اور اپنی طرف سے سارے جاٹوں کو اشتہار دیدیا کہ وہ اپنے اُس راجہ کی طرف رجوع کریں جو حقیقت میں مستحق راج کا ہے اور ۱۶ ہزار سپاہ اور ایک سو توپیں اس راجہ کی حق رسی کے واسطے اور برٹش حکومت کی صولت جتلانے کے لئے روانہ کیں مگر گورنر جنرل نے اس تدبیر کو پسند نہیں کیا اُس نے کہا کہ ہم پر واجب نہیں کہ اس نابالغ راجہ کو راجہ بزور بنائیں اس وقت بھرت پور پر دوبارہ حملہ کرنا کسی طرح مصلحت وقت نہیں ہے کہ ادھر گرمی کا موسم ہے اُدھر برہما والوں سے لڑائی ہو رہی ہے اور معلوم نہیں کب وہ ختم ہو اگر دوبارہ بھرت پور پر ہزیمت ہو گئی تو تمام ہندوستان میں ایک دفعہ سب جگہ برٹش گورنمنٹ زلزلے میں آجائے گی اور ہندوستانیوں کو یقین ہو جائے گا کہ ہم بھی ایسے ہیں کہ انگریزوں سے لڑکر اُنپر فتحیاب ہو سکتے ہیں جب سر ڈیوڈ نے سپاہ کو جمع کیا تھا تو درجن سال کا یہ ارادہ ہوا کہ برٹش گورنمنٹ کی اطاعت اختیار کیجئے اور نائب الریاستہ بنئے مگر جب اُس نے دیکھا کہ انگریزی سپاہ آگے بڑھنے سے تھم گئی تو اُس نے ہاتھ پیر نکالے کیا نیابت چاہتا تھا یا خود ریاست چاہنے لگا اور تمام افسروں کو اپنے پاس جمع کر لیا راجپوت جاٹ مرہٹے افغان اور سرکار کی ناراض رعایا اُس کے جھنڈے کے نیچے جا کھڑی ہوئی اور ۲۵ ہزار سپاہ کا ازدحام اُس کے پاس ہو گیا جنرل اکٹرلونی رنج اور موقوفی کی حالت میں مر گیا جب یہ حال معلوم ہوا تو تمام ممبران کونسل گورنر جنرل کی یہ رائے ہوئی کہ جس لڑکے کی دستگیری کر کے ہم نے رئیس بنایا ہے اُس کا حق جو غصب ہے اُس سے لڑنا گورنمنٹ کی عزت اور دستور العمل کا مقتضا ہے چنانچہ سر چارلس مٹکاف نے بھی جو جنرل اکٹرلونی کی جگہ مقرر ہوا تھا یہی لکھا کہ برٹش گورنمنٹ ہندوستانی ریاستوں پر ۱۸۱۷ء سے غالب و مستولی ہو گئی ہے اس لئے یہ اُس کا کام ہے کہ جب کسی ریاست ماتحت میں کوئی قضیہ جھگڑا برپا ہو تو اُس کا خود انفصال کرے اگر گورنمنٹ ایسے ہنگاموں کو تماشوں کی طرح بیٹھی ہوئی دیکھا کرے گی تو پھر ہندوستانی رئیسوں کو لوٹ مار کا حوصلہ ہوگا اور بدنظمی پھیلے گی اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں آگ برابر لگتی چلی جائے گی ایسے موقع پر بھرت پور کی تسخیر ضرور ہے کیونکہ حال کی فتحیابی سابق کی ناکامی کا داغ گورنمنٹ کے دامن سے چھٹا دے گی اور اس رائے کو لارڈ ایمہرسٹ نے بھی منظور کر لیا سر چارلس کو یہ حکم سپرد کر دی کہ اگر درجن سال یوں اطاعت اختیار نہ کرے تو سپاہ اُس پر چڑھائی جائے لارڈ کمبرمیر جو کمانڈر انچیف تھا وہ انگریزی سپاہ اور بڑا توپخانہ لیکر ۱۰ دسمبر ۱۸۲۵ء کو بھرت پور کے سامنے جا پہونچا چہ اسی توپیں رات دن گولہ بھرت پور کے قلعے کی فصیل پر مارتی رہیں مگر اُس پر کچھ اثر نہ ہوا آخر کو ایک بڑی سرنگ کھودی گئی اور ۵۷۳ من بارود اُس میں بھری گئی ۱۸ جنوری ۱۸۲۶ء کو اُڑائی گئی اُس کے اُڑتے ہی زمین میں زلزلہ آگیا آسمان کے نیچے ایک اور آسمان اُس کے دھویں سے بن گیا مٹی کے ڈھیلے اور لکڑی کے کندے اور اُنکے ساتھ آدمیوں کے سر دھڑ ٹانگیں اوج ہوا پر پرندوں کی طرح اُڑتے تھے

ہزاروں کا مرغ روح اجل کا صید ہوا غرض اس محاصرے میں چھ ہزار سپاہی درجن سال کے مارے گئے اور ایک ہزار انگریزوں کے قتل ہوئے درجن سال نے بھاگنے کا ارادہ کیا مگر فرار نہو سکا گرفتار ہوکر بنارس کو بھیجا گیا اور پانسو روپیہ ماہوار پنشن اُس کو مرتے دم تک ۵ ۲ سال تک ملی چھوٹے سے راجہ کو پھر لارڈ کمبر مئر اور سر چارلس نے مسند پر بٹھایا مگر اس فتح کرنے میں انگریزی لشکر نے اپنی پیشانی پر داغ بدنامی ہمیشہ کو لگایا کہ وہ خود غاصب سلطنت کو نکالنے اور ایک نابالغ بچے کو ریاست کی گدی پر بٹھانے گیا تھا مگر غاصب پر غالب آکر خود غاصب کا بھی باوا بن گیا کہ راج کے خزانے میں پھوٹی کوڑی نہ چھوڑی جواہر خانے میں بوتھ بھی نہ رہنے دی اڑتالیس لاکھ روپے کے قریب لوٹ کر سپاہ نے آپس میں تقسیم کرلیا اور لارڈ کمبر مئر نے بھی چھ لاکھ روپے اپنے حصے کے لئے اور اس کی دلیل سوفسطائیہ یہ گھڑی گئی کہ درجن سال بالکل راج کا مالک تھا اور سب خلقت اُس کو بھرت پور کا مہاراجہ مانتی تھی اور یہ بلونت سنگھ کے راج کے دعوے کو نہ کوئی ظاہر میں مانتا تھا نہ دل میں اس لئے درجن سال تمام مال و ریاست کا مالک تھا اور اُس نے کوئی راجہ کا حق اُس پر قائم نہیں رکھا تھا پس جو کچھ لوٹا وہ درجن سال کا مال لوٹا ہندوستان میں بھرت پور کے لوٹنے کی اور سپاہ کی کونکوں کی داستانیں مشہور ہوگئیں ایک لطیفہ جو زبان زد خلائق ہے اُسی کو لکھ کر ہم قلم کو ٹھہراوتے ہیں کسی ظریف جاٹ نے ایک انگریزی افسر سے کہا کہ اگر آپ اپنی سلطنت چاہتے ہیں تو گوروں کی سپاہ کو یہاں سے علیحدہ کیجئے اُنھوں نے کہا کیوں اُس نے جواب دیا کہ اُنہوں ن اور گوروں سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ آپ سمجھ لیجئے کیسی قوی ہوگی اور وہ اس کا کیا حال کرے گی ایک اور لطیفہ بھی اس کے ساتھ ہے کہ جب قلعہ بھرت پور تعمیر ہوا تھا تو پنڈتوں نے کہا تھا کہ ایک کمبھیر (بیاے معروف) یعنی مگر مچھ اس سارے خندق کا پانی نہ پئے گا وہ کبھی فتح نہو گا کہتے ہیں کہ اس بھلاوے میں اُنھوں نے کچھ لڑنے کی تیاری نہیں کی اور جب فتح ہوگیا تو اُنھوں نے اُنکی پیشین گوئی کی یہ تاویل کی کہ کمبھیر کمانڈر انچیف تھا اور خندق کا پانی پینا یہ تھا کہ اُس نے پانی کا راستہ بند کردیا تھا خندق خشک ہوگئی تھی کیونکہ جن جھیلوں میں سے خندق میں پانی آتا تھا وہاں سپاہی مقرر کرکے پانی کی آمد بند کردی تھی اب اس قلعے کی دیواریں ڈھا ڈھوکر زمین کی برابر کردی گئیں۔

مہاراجہ بلونت سنگھ کو راج دیا جاکر اُس کے ہوشیار ہونے تک ایک پولٹیکل ایجنٹ کام کی نگرانی پر رکھا گیا دوسرے برس ناقص انتظام اور عام شکایت کے سبب پولٹیکل ایجنٹ کی رپوٹ پر مہاراجہ کی والدہ حکومت سے بے دخل اور جانی بیجناتھ دیوان شہر بدر کیا گیا سمت ۱۸۹۱ مطابق ۱۸۳۵ء میں مہاراجہ کو ریاستی اختیارات دیے جاکر ایجنٹی اُٹھالی گئی سمت ۱۹۰۷ مطابق ۱۸۵۱ء میں کنور جسونت سنگھ پیدا ہوا جس کی خوشی میں مہاراجہ نے تمام نوکروں اور رعایا کو انعام اور شیرینی وغیرہ تقسیم کرنے کے سوا قیدخانے کے تمام قیدی چھوڑ دیے۔

مسند نشینی سے ۲۷ سال ۲ ماہ ۲ دن کے بعد پھاگن سدی ۱۰ سمت ۱۹۰۹ مطابق ۱۸۵۳ء کو مہاراجہ کا انتقال ہوگیا

۱۰- مہاراجہ جسونت سنگھ

یہ مہاراجہ اپنے والد کے بعد راج کا مالک ہوا اور اساڑھ بدی ۲ اور سمت ۱۹۱۰ مطابق ۱۸۵۳ء کو مسند نشینی کی

رسم ادا ہونے پر دیوان بھولا ناتھ قید سے چھوٹ کر عہدے پر بحال کیا گیا۔ دوسرے برس کرنل ہنری لارنس رزیڈنٹ راجپوتانہ کی تجویز سے بھرت پور مین عدالتین اور علاقے مین تحصیل و تھانے انگریزی ملک کی طرح قائم ہوئے سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر مین ریاستی اہلکارون نے پولٹیکل افسر کی صلاح سے باغیون کو اپنے علاقے مین نہ ٹھہرنے دیا سمت ۱۹۱۵ مطابق سنہ ۱۸۵۹ء مین مہاراجہ جسونت سنگھ کی شادی پٹیالے کے مہاراجہ نویندر سنگھ کی بیٹی سے ہوئی اور بابو بھولا ناتھ داس بنگالی اسسٹنٹ سرجن مہاراجہ کی اتالیقی پر مقرر کیا گیا۔ سمت ۱۹۲۵ مطابق سنہ ۱۸۶۹ء مین اُس کو سرکار سے انتظامی اختیارات عطا ہوکر کئی برس کے واسطے پولٹیکل افسر سے صلاح لینے کی شرط مقرر کی گئی جو دو برس کے بعد کرنل برک ایجنٹ گورنر جنرل کے بھرت پور آنے پر موقوف ہوگئی۔ اختیارات حاصل ہونے سے پہلے پٹیالے والی رانی مہاراجہ سے رنجیدہ ہوکر اپنے وطن کو چلی گئی جہان اُس کا اور اُس کے کنور کا تھوڑے دنون کے فرق سے انتقال ہوگیا۔ ماہ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ء مطابق سمت ۱۹۱۸ مین مہاراجہ کے کنور رام سنگھ پیدا ہوا۔ یکم جنوری سنہ ۱۸۷۷ء کو حضور ملکۂ انگلستان و ہندوستان کے خطاب شاہنشاہی اختیار کرنے پر مہاراجہ کو تمغائے ستارۂ ہند درجہ اول عطا ہوا اور سمت ۱۹۴۳ مطابق سنہ ۱۸۸۷ء مین جشن جوبلی کے موقع پر مہاراجہ نے اپنی طرف سے مبارکباد کے لئے چار اہلکار لندن بھیجے جو وہان سے خاطرداری کے ساتھ واپس آئے۔

سنہ ۱۸۹۳ء مین مہاراجہ نے وفات پائی اور اس کا بیٹا رام سنگھ مسند نشین ہوا۔

۱۱- مہاراجہ رام سنگھ

ہنوز اسے اختیارات کامل حاصل نہوئے تھے کہ سنہ ۱۹۰۰ء مین بعض ناشدنی امور سے معزول کیا گیا اور اس کا خرد سال فرزند مسند نشین ہوا۔

۱۲- مہاراجہ برج اندر سوائی کشن سنگھ جی

۴ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء کو ولادت واقع ہوئی اور ۲۷ اگست سنہ ۱۹۰۰ء کو مسند نشین کئے گئے یہ مہاراجہ کچھ عرصے کے لئے ولایت بھی گئے تھے وہان سے سنہ ۱۹۱۴ء مین مع الخیر واپس آگئے۔

ریاست ٹونک

اس ریاست مین چھ متفرق پرگنے ٹونک و رام پورہ عرف علیگڑھ و نیا ہیڑہ و سرونج و چھبڑہ و پڑاوہ واقع راجپوتانہ و وسط ہند داخل ہین اس سبب سے اُس کے موقع و الحاق حدود کی کیفیت مثل دیگر ریاستون کے تحریر مین نہین آسکتی ہین۔

ٹونک و رام پورہ کہ باہم ملحق السرحد مگر بیس میل کے فاصلے پر ہین راج جیپور کے اندر شہر جیپور سے جنوب مین بجانب بوندی واقع ہین نیا ہیڑہ جنوب مغرب مین ۱۴۰ میل ہے اور سرونج جنوب مشرق مین ۱۶۰ میل ہے نیماہیڑے کے گرد علاقہ میواڑ و جاورہ و نیمچ ہے سرونج کے گرد ممالک مہاراجہ سیندھیا واقع مشرقی مالوہ و بھوپال و بیتوہ ندی و ضلع ساگر

نیماہیڑہ اور سرونج کے درمیان دونون سے اسّی میل کے فاصلے پر پڑا وہ ہے اُس کے اطراف مین علاقجات میواڑ راجگان
سیندھیا و ہلکر و راج جھالاواڑ ہین اور چھبڑہ ٹونک اور سرونج کے درمیان واقع ہے اور جھالاواڑ کو راج گوالیار کے
ماتحت کھی چی ریاستون سے علٰحدہ کرتا ہے۔ اگرچہ ہر پرگنے کی کیفیت علٰحدہ ہے مگر سب سیراب ہین اور پانی بہت
اچھا ہے۔ اس ریاست مین بناس اور پاربتی دو ندیان ہین بناس ٹونک کے قریب ریتے کی زمین مین بہتی ہے
موسم گرما و سرما مین اُس مین پنڈلیون تک پانی رہتا ہے مگر بارش مین نصف میل کے عرض مین بڑے زور شور سے
بہتی ہے پاربتی پرگنہ چھبڑہ کی مشرقی سرحد پر ہے یہ بہت خوشنما ہے کسی مقام پر چند دھارون مین منقسم ہوگئی ہے اور
بعض مقام پر بہت عمیق اور بند پانی کی ایک دھار ہوگئی ہے اکثر مقامات پر اُس مین سرسبز و پُر رونق جزائر ہین۔
پرگنات ٹونک و رام پورہ کی زمین ہموار ہے بعض مقامات پر چھوٹی چھوٹی پہاڑیان ہین شہر ٹونک بھی ایک
پست پہاڑی کے نیچے عجیب انداز سے واقع ہے رام پورہ کی مشرقی سرحد ایک بڑے سر درخت پہاڑ کا پانی ڈھال ہے
کہ گرد و نواح کے ملک سے ہزار فٹ بلند ہے اور بوندی سے دریاے چمبل کے متوازی واقع ہے دونون پرگنون کی
زمین زرخیز مگر کسی قدر نرم ہے بعض مقام پر ریتہ ہے اور بعض پر چکنی سیاہ مٹی ہے پانی زیادہ تر سطح زمین سے قریب
اور خوش ذائقہ ہے شور پانی بھی بہت ہے اور اکثر مقامات پر شیرین پانی کے قریب ملتا ہے مثلاً ٹونک مین کان نمک سے
ایک طرف شیرین پانی ہے اور دوسری طرف ایسا شور ہے کہ زبان پر نہین رکھ سکتے اِس ریاست کی آبادی
تقریباً ۴ لاکھ اور آمدنی تخمیناً ۲۰ لاکھ ہے۔

ٹونک

شہر ٹونک عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۱۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۵۶ دقیقہ پر لب سڑک دہلی و مؤ
دہلی سے ۲۱۸ میل جنوب مغرب مین اور مؤ سے ۲۸۹ میل شمال مین بناس ندی کے کنارۂ راست پر واقع ہے
یہان یہ ندی علی العموم دو فٹ پانی کے عمق سے پایاب رہتی ہے شہر کے گرد فصیل ہے اور اُس مین خام قلعہ ہے
ایک تاریخ مین لکھا ہے کہ خواجہ رام سنگھ مرسلہ کھین باد راجہ دہلی نے بتاریخ ۱۳ ماگھ سمت ۱۰۰۳ مین گانؤن آباد
کرکے اُس کا نام ٹونکڑہ رکھا تھا کہ یہ آبادی اب تک کوٹ کے نام سے مشہور ہے بعد ازان ماہ سدی ۵ سمت ۱۳۳۷ کو
علاء الدین خلجی نے مادھوپور و چتوڑ فتح کئے تب اس گانؤن کی دوبارہ آبادی ہوئی وقائع راجپوتانہ مین اسی طرح
مذکور ہے لیکن اس مین کلام ہے اس لئے کہ بقول سلسلۃ الملوک علاء الدین خلجی بست و دوم ذیحجہ سنہ ۶۹۵ ہجری
مطابق سنہ ۱۲۹۵ء کو تخت نشین ہوکر بیس سال چند ماہ حکومت کے بعد شب ششم ماہ شوال سنہ ۷۱۶ ہجری مطابق
سنہ ۱۳۱۶ء کو فوت ہوا اس حساب سے اُس کا عہد فرمان روائی سمت ۱۳۵۲ سے سمت ۱۳۷۲ تک کے درمیان یا اس سے
ایک آدھ سال آگے پیچھے قرار پاتا ہے سنہ ۱۸۰۶ء مین ٹونک نواب امیر خان کے قبضے مین آیا اُس نے شہر سے
ایک میل جنوب مین اپنی بود و باش اور ریاست کے کارخانون اور دفترون کے واسطے عمدہ و عالی شان مکانات
تعمیر کرائے۔

رام پورہ

قصبۂ رام پورہ عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵۸ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۱۴ دقیقہ پرجے پور سے ۰ میل جنوب مشرق میں آگرے سے ۲۴۵ میل مغرب میں واقع ہے اس قصبے کے گرد بہت مضبوط شہر پناہ ہے کہ بعض مقامات پر اُس کا عرض ۴۰ فٹ ہے اور جہاں کم سے کم ہے وہاں بھی بیس فٹ ہے۔ تاریخ ۱۵ مئی ۱۸۰۴ء کو انگریزی فوج محکوم کرنل ڈون نے حملہ کر کے اس قصبے کو فتح کیا تھا فوج حملہ آور مع ایک بارہ پونڈ کی توپ کے بزور بڑھی ہوئی چلی گئی اور اُس کے ذریعے سے تینوں دروازے کہ قلعے کے راستے میں ایک بعد دوسرے کے آتے ہیں کھل گئے۔ دشمن کی ایک ہزار جمعیت میں سے چالیس پچاس آدمی مارے گئے اور بتعداد کثیر مجروح ہوئے اور چار سو آدمیوں کو بعد الفرار ایک میدان میں انگریزی فوج نے تعاقب کر کے گرفتار کیا اور مار ابعد ازاں عہد نامۂ ۱۸۰۵ء کے بموجب سرکار انگریزی نے رام پورہ مہاراجہ ہلکر کو واپس دیدیا اور ۱۸۱۸ء میں جبکہ جنگ مہد پور کے ذریعے سے ممالک مہاراجہ ہلکر کے سرکار انگریزی کے قبضے میں آئے تو بشمول دیگر پرگنات عطیہ سال گذشتہ نواب امیر خان کو عطا کر دیا۔

نیماہیڑہ

عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۳ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۴۲ دقیقہ پر اور راج میواڑ کے مغربی کنارے پر مگر اُس کے علاقے کے اندر علاقۂ جاود و نیمچ سے ملحق نصیر آباد کی سڑک پر نیمچ سے ۱۶ میل شمال مغرب میں اور نصیر آباد سے ۱۲۷ میل جنوب میں واقع ہے اُس کے گرد فصیل و برجیں ہیں اگرچہ جب سے ریاست قائم ہوئی ہے پرگنہ نیماہیڑہ ٹونک کے شامل رہا ہے مگر مدت تک اُس کا انتظام مال و عدالت اہتمام سے سرکار انرایبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہوا تھا اس کا سبب یہ ہے کہ ایک دفعہ یہاں کے بدمعاشوں نے رعایاے سرکار انگریزی ساکن نیمچ پر حملہ کر کے لوٹ لیا اور اُن میں سے چند اشخاص کو مار ڈالا صاحب انگریز حاکم ضلع نیمچ نے نواب امیر خان کو مدعیوں کی چارہ رسی کے واسطے لکھا تو اُس نے جواب دیا کہ اس دور و دراز ملک میں اپنی حکومت قائم رکھنے اور مفسدوں کو سزا دینے کے واسطے میرے پاس فوج کافی نہیں ہے اس واسطے میں چاہتا ہوں کہ سرکار انگریزی اس پرگنے کا ٹھیکہ لیکے مجھکو جمع مناسب دیا کرے اور حسب خواہش اپنے ملک کا انتظام کرے۔ یہ درخواست منظور ہوئی۔ کرنل ٹاڈ نے ۱۸۲۰ء میں اس قصبے کو دیکھ کے لکھا ہے کہ یہاں شہر کے گرد عمدہ فصیل ہے اور قصبہ بہت بڑا ہے اور مالوہ و ہندوستان کی سڑک اعظم پر واقع ہونے سے تجارت بکثرت ہوتی ہے۔ علاقۂ نیماہیڑہ کی زمین سیاہ اور چکنی ہے افیون بکثرت پیدا ہوتی ہے اکثر مقامات پر زمین دو دو بہاڑ ہیں۔

بیڑاوہ

پرگنہ بیڑاوہ کی زمین و پیداوار کی کیفیت نیماہیڑہ کے حال سے بہت مشابہ ہے قصبہ بیڑاوہ عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۹ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۴ دقیقہ پر لب سڑک اُجین و کوٹہ اُجین سے ۶۹ میل شمال میں کوٹہ سے ۲۱۰ میل جنوب میں واقع ہے۔

سرونج

پرگنہ سرونج واقع مالوہ کی زمین سب سے بہتر ہے اور اُس کا رقبہ دیگر پرگنات سے زیادہ ہے اس واسطے وہ ریاست مین بہترین محال سمجھا جاتا ہے اس پرگنے مین چھوٹی چھوٹی ندیان دوازدہ ماہ جاری رہتی ہین اور کثرت زراعت و سرورختی انبہ و مہوہ و املی و بڑ و پیپل وغیرہ سے زمین بہت خوشنما معلوم ہوتی ہے جنوب و مغرب کی سرحد کی پہاڑی زمین اور بن ہے آبنوس وغیرہ عمدہ قسم کی لکڑی ہوتی ہے۔ اس پرگنے کی بلندی سطح سمندر سے علی العموم ۱۵۰۰ فٹ ہے اور بعض مقامات ۱۸۰۰ فٹ بلند ہین بارش کثرت سے ہوتی ہے خشکی سے کبھی قحط نہین ہوتا غرقی سے اکثر ہوتا ہے۔ شہر سرونج عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۶ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۴۲ دقیقہ پر لب سڑک نصیر آباد و ساگر نصیر آباد سے ۲۷۲ میل جنوب مشرق مین اور ساگر سے ۸۷ میل شمال مغرب مین واقع ہے اُس کا موقع بلند سرزمین واقع شمال کے گھاٹ یعنی اُتار کے دامن پر ہے مشرق و جنوب مغرب مین زمین کشادہ و سیراب مزروعہ ہے۔ سرونج اگرچہ اب بھی بہت بڑا قصبہ ہے مگر جس حالت مین ٹیورنیر نے سترھوین صدی مین دیکھا تھا اُس سے بہت کم ہوگیا ہے اُس زمانے مین سوداگرون اور کاریگرون سے بھرا ہوا تھا اور بیش قیمت ململ اور چھینٹون کیواسطے سرنام تھا تجارت بہت ہوتی تھی تغلق کے زمانے مین شہر کے گرد فصیل تھی وہ بھی اب نہین رہی مگر عمدہ بازار اب تک موجود ہے آبادی کے باہر ایک بت کا بڑا سیاہ سر ہے اُس پر ہندو گھی اور تیل چڑھاتے ہین شہر سے مغرب مین مستطیل شکل کا قلعہ ہے اُس کے ہر گوشے پر مربع برجین ہین اور جنوب مین عمدہ پانی کا تالاب ہے۔ مغرب کی طرف بلندی پر سے پانی کا چشمہ جاری ہے اُس مین سے پینے کے واسطے شیرین پانی آتا ہے کنوون کا پانی شور ہے۔ ۱۷۹۸ء مین مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر نے یہ پرگنہ نواب امیر خان کو دیا تھا۔ ۱۸۰۹ء مین نواب امیر خان نے ناگپور پر یورش کا ارادہ کیا تو سرکار انگریزی سے بہ افسری کرنل کلوز سرونج پر فوج کشی ہوئی۔ ۱۸۱۷ء مین سرکار نے بشمول دیگر پرگنات کے نواب کو دیدیا۔

چھبڑہ

پرگنہ چھبڑہ کے شمال اور متوسط حصے ہموار و زرخیز و مزروعہ ہین زمین سیاہ اور چکنی ہے مگر اول درجے کی نہین ہے جنوب مین زمین پہاڑی اور نالون سے پھٹی ہوئی ہے چیڑ کی لکڑی بکثرت ہوتی ہے۔ قصبہ چھبڑہ عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۷ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۵۱ دقیقہ پر اثنائے راہ نصیر آباد و ساگر نصیر آباد سے ۱۹۷ میل جنوب مشرق مین اور ساگر سے ۱۵۲ میل شمال مغرب مین واقع ہے۔

تاریخ

محمد شاہ بادشاہ دہلی کے عہد مین طالع خان قصبہ جوہر علاقہ بنیر سے ہندوستان مین آیا اور نواب علی محمد خان روہیلہ کی سرکار مین نوکری کر لی جب محمد شاہ نے نواب علی محمد خان پر چڑھائی کی تو طالع خان بعض دوسرے افغانون کی طرح نواب علی محمد خان کی رفاقت چھوڑ کر بن گڑھ کے محاصرے سے نکل گیا اور ترینہ سرائے من محلات

سنبھل مین آکر مقیم ہوا اور یہین انتقال کیا۔ اس کے فرزند محمد حیات خان کو دوندے خان روہیلہ سپہ سالار نواب علی محمد خان نے نوکر رکھ لیا بعد وفات دوندے خان کے محمد حیات خان نے سلسلۂ ملازمت ترک کر دیا اور مزراعت سے وجہ معاش پیدا کرنے لگا سنہ ۱۱۸۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۶۴ء مین اُس کے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام امیر خان رکھا اُس کے چہرے سے بچپن مین ہی آثار شجاعت نمایان تھے اس صفت نے اُس کو والدین کی خدمت سے جدا ہونے پر مجبور کیا اور بلا رضامندی والدین کے لکھنؤ کو گیا اور وہان سے واپس آکر میرٹھ مین نواب غلام قادر خان نبیرۂ نواب نجیب الدولہ کی فوج کے شامل ہوا مگر اپنے حوصلے کے موافق حصول عہدہ مین ناکام رہا جسکی وجہ بلا اطلاع والدین کے چلے آنا خیال کر کے وطن کو واپس ہوا اور دوبارہ والدین کی اجازت سے بیس برس کی عمر مین چھوٹے بھائی اور دس آدمیون کو لیکے اپنے وطن سے بتلاش معاش مالوے کو گیا اور وہان ملکی فوج مین نوکر ہوا تھوڑے عرصے کے بعد اُس کی ترقی کی صورت پیدا ہوئی کہ بھوپال مین چھوٹے خان کے سنہ ۱۷۹۴ء مین مرنے پر مختلف فریقون نے فوجین بھرتی کین امیر خان مع چھ سوار اور ساٹھ پیادون کے نواب حیات محمد خان کے پاس نوکر ہو گیا ایک سال یہان رہ کے جے سنگھ کھی چی راگھو گڑھ کے مخروج راجہ کی مع ایک ہزار رفیقون کے نوکری کرنے کے واسطے بھوپال سے چلا گیا مہاراجہ سیندھیا نے راجپوت رؤسائے کھی چی کو نکال دیا تھا اس واسطے وہ غارتگری کر کے اپنی اور اپنے ہمراہیون کی رفع الوقتی کرتے تھے اس نوکری مین امیر خان نے بے باکانہ دلیری ثابت کر کے بہت شہرت حاصل کی انھین دنون مین راجہ راگھو گڑھ اور سرداران سیندھیا کے باہم لڑائی ہوئی سرداران سیندھیا کے امیر خان کی شجاعت سے حوصلے پست ہو گئے مگر کھی چیون مین سے ایک رئیس سے نا اتفاقی پیدا ہو گئی اس واسطے امیر خان والی راگھو گڑھ کے پاس زیادہ نہ رہ سکا اُس سے علیحدہ ہو کر بالا راؤ انگلیہ مرہٹہ کے پاس کہ وہ حسب ایماے مراد محمد خان وزیر بھوپال کے انتظام ملک کرتا تھا نوکر ہوا اور اُس کو فتح گڑھ کا قلعہ اور نواب غوث محمد خان کی ذات خاص کی حفاظت سپرد ہوئی مگر مراد محمد خان کے انتقال اور مرہٹون کی واپسی سے اُس کا تعلق فتح گڑھ سے چھوٹ گیا چھ مہینہ تک کوشش کی کہ وزیر خان وزیر جدید کے پاس نوکر ہو جائے اور نوکر بھی ہو گیا مگر اُس کے نزدیک امیر خان کا طریقہ پرشر و فتنہ انگیز ثابت ہوا اس واسطے اُس نے موقوف کر دیا اُس زمانے مین مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کا نیر اقبال کامل عروج پر تھا اس واسطے امیر خان سنہ ۱۷۹۹ء مطابق سنہ ۱۲۱۴ ہجری مین اُس کے پاس گیا اُس نے بڑی تعظیم و تواضع سے رکھا اور بجاے تابعدار کے دوست سمجھتا رہا اس وقت سے جب تک سنہ ۱۸۰۶ء مطابق سنہ ۱۲۲۱ ہجری مین مہاراجہ جسونت راؤ نے ہندوستان سے معاودت کی دونون شامل حال رہے مہاراجہ جسونت راؤ حاکم و مالک تھا مگر نواب امیر خان بھی بجز اُس کے کسی دوسرے کا ماتحت نہ تھا بلکہ فوج کا اول افسر سمجھا جاتا تھا جس کو چاہتا موقوف کرتا اور جس کو چاہتا بحال رکھتا مگر اس بااختیاری کے ساتھ تکلیف بھی بہت تھی بے زری و تہیدستی کے سبب سے بضرورت اداے تنخواہ فوج اکثر غارتگری و کشت و خون کا مرتکب ہونا پڑتا تھا اور بعض اوقات اس ذریعے سے روپیہ میسر نہ آتا فوج کے ہاتھ سے سخت اذیت اُٹھاتا اکثر ایسا ہوتا تھا کہ بتقاضاے تنخواہ فوج نواب کو توپ سے باندھ دیتی اور اسی حالت سے دیر تک دھوپ مین رکھتی الغرض اُس کی فوج اگرچہ وقت

ضرورت پر جس طرف اُس کا آقا ہوتا بڑی بہادری اور جان فشانی کرتی تھی مگر اصل مین بجاے سپاہ کے غارتگرونکی جماعت تھی اس کی تعداد رفتہ رفتہ بتعدد بڑھ گئی تھی کہ ۱۸۰۶ء مین ۳۵۰۰۰ آدمی اور ۱۱۵ توپین تھین مہاراجہ ہلکر نے امیرخان کو ۱۷۹۸ء مطابق ۱۲۱۳ ہجری مین پرگنہ سرونج واقع مالوہ اور ۱۸۰۶ء مطابق ۱۲۲۱ ہجری مین جیپور سے چھین کر پرگنہ ٹونک اور ۱۸۱۷ء مطابق ۱۲۳۳ ہجری مین پرگنات پڑاوہ و چھپڑہ واقع سرحد راجپوتانہ و مالوہ اور نیماہیڑہ واقع میواڑ جنسے اب ریاست ٹونک مشتمل ہے جاگیر مین نکال دیے تھے مگر اس فوج کثیر کے گذرے کے واسطے یہ جاگیر کب کافی ہو سکتی تھی اس واسطے اُس کی فوج راجپوتانہ و مالوہ و بندیل کھنڈ مین گشت کیا کرتی تھی۔ مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر نے نواب امیرخان کی شجاعت سے اپنے بڑے بھائی کاشی راؤ ہلکر پر فتح پائی تھی اور تمام مالوے کا مالک ہو گیا تھا۔ ۱۸۰۵ء مین جب انگریزون اور جسونت راؤ ہلکر کے درمیان جنگ و جدل ہوئی اور ہلکر دیگ مین پناہ پذیر ہوا فوج انگریزی حملہ آور ہوئی و نیز فتح ہوئی دیگ کی لڑائی کے بعد جب ہلکر نے بھرت پور مین پناہ لی اور لارڈ لیک نے اُس کا تعاقب کیا اور ہلکر کی حوالگی چاہی تو رنجیت سنگھ نے دینے سے انکار کیا جس پر قلعہ کا محاصرہ کیا گیا اور رنجیت سنگھ نے قابل تعریف مقابلہ کیا امیرخان بھی اپنے سوارون سمیت ہلکر سے آن ملا تھا اور انگریزی لشکر کو حیران کرنا شروع کیا تھا اور بہت دفعہ اُس نے یہ ارادہ کیا کہ انگریزون کی کمک کے واسطے جو سپاہ کوٹے کے راستے سے کرنل مری کے ساتھ آتی ہے اُسے بھرت پور نہ پہونچنے دے مگر وہ جب اپنے ارادون مین کامیاب نہوا تو راجہ بھرت پور نے یہ کہا کہ ہلکر اور امیرخان مین اتفاق راے نہین ہے جب سردار آپس مین متفق ہو کر میدان جنگ مین نہ لڑ سکین تو بہتر یہ ہے کہ ایک اُن مین سے بھرت پور مین رہے اور دوسرا دشمن کے ملک مین جا کر کہین فتنہ انگیزی شروع کرے ہلکر تو مرد میدان ایسے نہین تھے کہ وہ کہین اڑ جاتے فرخ آباد اور دیگ مین شکست پا چکے تھے امیرخان البتہ دل چلا جان باز سپاہی تھا وہ روہیلکھنڈ کی طرف چلا یہین کا رہنے والا تھا مگر جس روز وہ ہلکر سے جدا ہوا اُسی روز جنرل سمتھ سوارون اور توپخانے کے ساتھ اُس کے پیچھے روانہ ہوا امیرخان مراد آباد پہونچا وہان انگریز کچھ سپاہ کے ساتھ پڑے ہوئے تھے دو روز تک وہ اُس سے لڑتے رہے کہ جنرل سمتھ جا پہونچا یہ دیکھتے ہی امیرخان مرہٹون کا لشکر لیکر پہاڑون کی طرف بھاگا اور جنرل بھی اسکے پیچھے پیچھے چلا اور افضل گڑھ پر ۲ مارچ ۱۸۰۵ء کو لڑائی ہوئی دو چار ہاتھ امیرخان کی سپاہ نے اچھے کیے مگر پھر میدان سے بھاگ اور روہیلکھنڈ کو کھنڈ لیتا اور اُس کے قصبون کو لوٹتا مارتا اور انگریزی سپاہ سے کہین کہین چھیڑ چھاڑ کرتا ہوا پھر گنگا پار اُترا اسوقت سو آدمی اسکے ساتھ تھے پھر اُسنے اپنی پراگندہ سپاہ کو جمع کیا اور ۲۰ مارچ کو ہلکر سے جا ملا۔

۱۸۰۶ء مطابق ۱۲۲۱ ہجری مین امیرخان کی شادی دختر اخوند زادہ محمد ایاز خان سے ہوئی جس کے بطن سے ۱۲۲۲ ہجری مین ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام محمد وزیر خان رکھا اور ۱۸۰۶ء مین امیرخان والی جیپور کے پاس کہ واسطے ازدواج دختر رانا اودے پور کے مہاراجہ جودھپور سے برسر مقابلہ تھا چلا گیا اور اُسکی مدد مین فوج خرچ مقرر کرکے کوشش کی۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ راناے اودیپور کی ایک بیٹی مہا سندری پیاری کرشن کماری تھی اُس کی سگائی بھیم سنگھ مہاراجۂ جودھپور سے ہوئی تھی مگر شادی سے پہلے یہ مہاراجہ مرگیا اور مان سنگھ اُس کا جانشین ہوا اور جگت سنگھ راجہ جیپور نے رانا کے ایما سے اس لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کا پیغام بھیجا اور تین ہزار لشکر کا ازدحام مہاراجہ جودھپور کے آدمیون کی مزاحمت کے لئے روانہ کیا مہاراجہ جودھپور نے اس فوج کو روکنے اور ہٹانے کی تیاری کی اور اُس کو وہان سے نکلوا دیا راجہ جیپور اسے اپنی پرلے درجے کی بے عزتی سمجھا اور غصے مین آگ ہوگیا ایک لاکھ آدمیون کا لشکر جمع کرکے درپۓ انتقام ہوا۔ اس لشکر مین طرح طرح کے آدمی تھے کچھ مرہٹے کچھ راجپوت کچھ افغان۔

جب پنجاب مین ہلکر سے انگریزون کی صلح ہوگئی تھی تو امیر خان کا بڑا پتلا حال ہوگیا تھا۔ اُس کا ارادہ تھا کہ افغانستان اُڑ جائے مگر اب وہ ہندوستان مین آگیا اور سپاہ فراوان جمع کرکے راجہ جیپور کے ساتھ ہوا اسیندھیا نے بھی دوسرے سردار راجہ جےپور کی استعانت کے واسطے بھیجدیے سوائی سنگھ جودھپور کی ریاست کے علاقہ پوہکرن کا جاگیردار تھا بھیم سنگھ کے لڑکا بعد اُس کے مرنے کے پیدا ہوا مان سنگھ کے خوف سے سوای سنگھ کے پاس رانی چلی آئی وہ اس لڑکے کا طرفدار ہوا اور اُس کو راجہ بنانا چاہا حالانکہ رانی خوف کے مارے اس لڑکے کے جننے سے انکار کرتی تھی اس سبب سے مہاراجہ اور سوای سنگھ مین بیر پڑ گیا اس ہنگامے مین وہ راجہ جیپور کے پاس آیا غرض کوئی راجپوتون کا رئیس بچا ہوگا جو اس لڑائی مین کسی نہ کسی طرف نہوا ہو فروری ۱۸۰۷ء مین ایک جنگ عظیم ان دشمنون مین ہوئی اُس مین مان سنگھ کو شکست فاش ہوئی اور اُس کے تمام ارکان سلطنت ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے یہ مہاراجہ میدان جنگ سے بھاگ کر اپنی دارالریاست کے قلعہ مین جا کر چھپا اور اس قلعے کو کئی مہینے تک دشمنون کے ہاتھ سے بڑی مردانگی اور دلیری سے بچائے رکھا دشمنون نے ملک کو لوٹ کر برباد کردیا مہاراجہ جودھپور نے امیر خان کو اپنے سے ملانا چاہا اور اُس سے اس معاملے کی بات چیت کی یہ پُرانا گھاگ یہ نہین چاہتا تھا کہ مین کسی راجپوت کی ریاست کو تحت الثرے کو پہونچا دون اس لئے کہ وہ تو لوٹ کا دیوانہ تھا کہ کبھی اس طرف ہوکر اُس طرف سے مال مارے کبھی اُس جانب سے ہوکر دولت سے دامن بھرے اگر دوسری جانب تباہ ہوکر باقی نرہتی تو پھر یہ ٹُر دین کہان ہاتھ لگتین غرض یہ سرتیا جانباز جوان مرد راجہ جیپور سے بوجہ اُس کی بےوفائی کے علحدہ ہوگیا اور مہاراجہ جودھپور سے اس قرار سے لگیا کہ وہ ساڑھے چار لاکھ روپیہ ماہوار حق اعانت دیتا رہے گا اور چار لاکھ روپیہ کی جاگیر باورچی خانے کے خرچ کے لئے دے گا اب جیپور پر سخت مصیبت نازل ہوئی مہاراجہ جودھپور کا اِدھر تو امیر خان کے دوست بنانے اور لڑائی کے خرچ مین ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ خرچ ہوا اُدھر ملک بالکل برباد پڑا تھا سوا اس کے جب تک سوای سنگھ بانی فساد نہ مارا جائے تو اُس کا رنج نہین ہوسکتا تھا اس پر امیر خان نے کہا کہ یہ کیا مشکل بات ہے ۲۵ لاکھ روپیہ دلوایئے کام دشمن کا ہم تمام کردین گے مہاراجہ نے کہا اچھا اب اُس کے مارنے کی گھات مین امیر خان چلا اور یہ بہانہ کیا کہ مان سنگھ سے میری بگڑ گئی اور ناگور مین پہونچا اور قرآن درمیان کیا کہ مین تمہارا دل سے اخلاص مند ہون سوای سنگھ اُس کے دام مین پھنس گیا اور اُس نے ملاقات کو بلایا یہ اجل گرفتہ راجپوت وہان گیا جب ملاقات کے خیمے مین بیٹھا تو اُس کی طنابین کاٹ دی گئین

غرض خیمون کی رسیون نے تو اُنھین پھنسایا اور بندوق کی گولیون نے شکار کیا اور توپ کے گرایون نے کباب بنایا
لوٹ اور کشت وخون سے دونون ریاستین تباہ وبرباد ہوگئین اس لڑائی مین رانا اودے پور کسی طرف نہ بولا
یہ ساری ہنگامہ آرائی اُس کی لڑکی کے سبب سے ہوئی تھی مگر سیندھیا اور امیر خان کے پاس تو بھاری بھاری فوجین
تھین کہ جن کے پیٹ بھرنے کے لئے نہ اُنکے پاس ملک تھا نہ دولت پھر وہ خالی بیٹھے ہوئے سوائے لوٹ مار کے اور
کیا کرتین اُنھون نے رانا کے ملک مین لوٹ مار مچادی مرہٹون اور پٹھانون کی آتش فشانی وبلا انگیزی وہ بلا کی تھی
کہ جس زمین سرسبز وشاداب وآباد پر اُنکے قدم ایک روز بھی پڑتے تھے پھر وہان سوائے خاک کے کچھ اور باقی نہ رہتا
جن دہات کو وہ جلاتے اُنکے شعلے اُن کی منزل پیمائی کا سراغ بتلاتے اُس کے رہنما اپنے پیروون کی رہنمائی کے لئے راہ مین
چراغ جلاتے غرضکہ جب رانائے اودیپور کو اس بد سے بدبلا کا خوف ہوا تو اُس نے برٹش گورنمنٹ کے پاس پیغام بھیجا
کہ میرا نصف ملک خود لے لیجئے اور اُس کے عوض مین دوسرے نصف کی حفاظت کیجئے ظالم سنگھ مدار المہام کوٹا اور
جیپور وجودھپور کے راجاؤن نے جو آپس مین رقیب تھے انگریزون کی منتین کر کے یہ کہا کہ ہندوستان مین تمام ملک کا
ایک بادشاہ سردھرا ہوتا ہے وہی سب کے سر پر ہاتھ رکھتا ہے اور زبردست کو زبردست کے ہاتھ سے بچاتا ہے اب
سرکار کمپنی کا پلہ سارے سلاطین سے بھاری ہے وہی سارے ملک کی شہنشاہ ہے وہی ہماری بزرگ ہے اُسکو چاہیئے
کہ وہ اپنے فرض بزرگی کو ادا کرے اور ہم خردون کی خبرگیری کرے مرہٹے اور پٹھان جو نربدا سے لیکر ستلج تک فتنہ پردازی
کر رہے ہین اور سارے ملک کو ویران اور بے چراغ کئے دیتے ہین اُنکی کیا مجال ہے کہ انگریزی سپاہ کے روبرو سامنا کرین
فقط گورنر جنرل کے زبان ہلانے کی دیر ہے کہ سارے ہندوستان مین پھر امن وامان چین چان ہوئے جاتا ہے مگر
برٹش گورنمنٹ اس وقت مین ایسی التجاؤن کو کب سنتی تھی وہ تو اور ہی دُھن مین بیٹھی ہوئی تھی کہ اُس راجہ کو
اپنی آغوش حمایت مین نہ بٹھائے جس کے سبب سے لڑنا پڑے۔ غرض راجپوتانے کے ایسے بُرے وقت مین
برٹش گورنمنٹ سے امداد کی توقع کرنی عبث تھی آخر لاچار ہوکر رانائے اودیپور کو امیر خان سے التجا کرنی پڑی
اور اُس کو پگڑی بدل بھائی بنانا پڑا چوتھائی ملک اُس کو اس غرض سے نذر کیا کہ وہ باقی تین چوتھائی کی حفاظت کیجے
اگرچہ ہندوستان مین راجپوتانہ ظلم وستم کا گھر قدیم سے چلا آتا ہے مگر اب امیر خان نے وہ ایک کام ستم کا کرایا جس کو
ظالمون نے بھی ظلم سمجھا اس نے رانائے اودیپور کو سمجھایا کہ یہ جو سارے جھگڑے راجپوتون مین برپا ہوئے ہین
وہ صرف آپ کی لڑکی کے سبب سے ہین اس بنائے فساد کو مٹائیے ورنہ مین خود اُس کو زبردستی پکڑ کر مان سنگھ مہاراجہ
جودھپور کے پاس لیجاؤنگا ایک اور بڑے ٹھاکر اجے سنگھ نے بھی رانا کو یہ صلاح دی غرض یہ ظالم باپ بھی بن بچی کو
مارنے پر راضی ہوگیا اور رانا کی بہن چندا بائی نے بھتیجی کے لئے زہر کا پیالہ تیار کیا اور کہا بیٹی اسے پی جا اس سعادتمند
نوجوان شانزدہ سالہ نے اس زہریلے شربت کو غٹ غٹ پی لیا اور اپنی جان شیرین کو جہان آفرین کے سپرد کیا
جس وقت یہ خبر شہر مین پھیلی کہرام مچ گیا ایک خلقت کی آنکھون سے آنسوؤن کا لشکر رواں تھا اور رانا اور
اُسکے اہلکارون کو ہر ایک دشنام دیتا تھا۔

معلوم نہین کہ بعض انگریزی مورخ اس گناہ عظیم مین امیر خان کو شریک کر کے کیون ثواب کماتے ہین راجپوتون کو
لڑکیون کے مارنے کے لئے کسی مسلمان کے مشورے اور صلاح کی کیا ضرورت ہے اُنکی تو دختر کشی رسم قدیم ہے۔
ناگور کے قتل اور سوائی سنگھ جاگیردار پوہکرن علاقہ جودھپور وبانی فساد کی ہلاکت کے ساتھ نواب امیر خان کا
تعلق اُس ملک سے ٹوٹ گیا۔

اس کے بعد امیر خان اجمیر سے جسونت راؤ ہلکر کے لشکر مین گیا جو بھان پورہ مین مقیم تھا یہان آکر مہاراجہ
جسونت راؤ ہلکر کو بحالت دیوانگی دیکھا جس کا امیر خان کو سخت رنج ہوا اور بوجہ خردسالی ملہار راؤ ہلکر کے بندوبست انتظام
ریاست اندور خود کیا اور پھر عبدالغفور خان کو خطاب نوابی عطا کر کے مدارالمہام ریاست ہلکر مقرر کیا اور خود ٹونک مین چلا آیا
راجپوتانہ کی تباہی وبربادی کو خاتمے پر پہونچا کر سنہ ۱۸۰۹ء مین امیر خان نے مرہٹہ خاندان فرمان روائے ناگپور پر توجہ کی
اُس کا ارادہ تھا کہ بجائے بھونسلہ کے اپنے خاندان کی حکومت قائم کرے سارے پٹھان اُس کو اپنا سرپرست اور سردار
جانتے تھے پٹھانون کی وہ قوم تھی کہ جس نے ہندوستان مین سیکڑون برس تک حکمرانی کی تھی اور طرح طرح کے انقلاب
اس ملک مین پیدا کئے تھے کوئی بزرگ ولی اُنکو کہہ مرے تھے کہ ایک نہ ایک دن اُنکی پھر سلطنت دہلی مین قائم ہوگی
اس خبط مین مبتلا تھے اور یہ یقین کرتے تھے کہ امیر خان ہم مین ایسا پیدا ہوا ہے کہ وہ ایک نہ ایک دن پھر پٹھانون کی
سلطنت دہلی مین پیدا کرے گا مگر امیر خان سیواجی حیدر علی اور رنجیت سنگھ سکھ کی طرح عقلمند اور صاحب تدبیر نہ تھا کہ
کوئی سلطنت جماتا مگر یہان سرداران غارتگر مین ممتاز اور سرفراز تھا اور اپنے معراج کمال پر پہونچ گیا تھا اور اُس نے
دس برس کے عرصے مین ایک ریاست تدریج ایسی پیدا کر لی تھی کہ جس کی سالانہ آمدنی پندرہ لاکھ روپیہ تھی لیکن
جس قدر سپاہ اُسکے پاس تھی اُس کے خرچ کے واسطے کافی آمدنی نہ تھی راجپوتانے کے سردارون کو کھوکھلا بنا کر اب
اُس نے اضلاع دور دست پر دست درازی کا ارادہ کیا اول اُس نے راجہ ناگپور کو تاکا کہ یہ سونے کی چڑیا ہے اور اُس سے لڑنے کا
بہانہ بھی یہ نکالا کہ جب جسونت راؤ ہلکر دیوانہ ہوگیا تھا تو اُس کی دیوانگی کی حالت مین اُس کی دیوان گری کا کام امیر خان
کے ہاتھ مین تھا اور سارا کاروبار اُس کا وہ کرتا تھا راجہ ناگپور سے اُس نے کہا کہ بارہ برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ جب ہلکر
اُس کے پاس پناہ لینے آیا تھا اور سیندھیا کے بہکانے سے اُس کو قید کیا تھا تو جواہر اُس کے اُس نے چھین لئے تھے اب
وہ خیریت سے عنایت کیجئے راجہ نے اس بات کو سنا بھی نہین کہ کیا کہتا ہے جب یون زبانی پیغام سے کام نہ چلا تو اُس نے
زور سے اُس کو نکالنا چاہا اور چالیس ہزار سوار اور چوبیس ہزار پیادے لیکر نربدا پار عبور کیا اور ناگپور کی طرف کوچ کیا راہ مین
جبل پور کو بھی لوٹ کھسوٹ کر تباہ وبرباد کر دیا یہ راجہ انگریزون کا دوست تھا کچھ اُس سے حفاظت وحراست کا وعدہ
سرکار کا نہ تھا اب لارڈ منٹو کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ یہ مسلمان سردار ایسا پیدا ہوا ہے کہ جسکے پاس سپاہ ایسی ہے کہ اُس کا مقابلہ
سوائے سرکار کمپنی کے کوئی اور نہین کر سکتا اگر اُس نے راجہ ناگپور کا ملک لیلیا اور اُس کے اوپر متسلط ہوگیا تو نظام کے
ہمسایہ مین ایک مسلمانی ریاست قائم ہو جائے گی اور پھر شاید ان دونون مسلمانون کی سازشین سرکار کے حق مین مضر
ہون گی اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کا علاج پہلے سے کیا جائے اور راجہ کی اعانت کی جائے گو راجہ نے کمک کی درخواست

نہین کی تھی مگر جب اُس کو یہ ملک مفت ملی تو وہ اُس کو نعمت غیر مترقبہ سمجھا غرض سپاہیون کی دو پلٹنون کو حکم دیا گیا کہ وہ راجہ کی امداد کے لئے روانہ ہون اور امیر خان کو لکھا گیا کہ اُس کے ملک سے چلا جائے اُس کے جواب مین امیر خان نے برٹش گورنمنٹ سے یہ کہا کہ موافق عہدنامۂ ہلکر کے جو سر جارج بارلو کے عہد مین ہوا تھا مداخلت کا استحقاق انگریزی گورنمنٹ کو نہین ہے یہ دلیل ایسی تھی کہ اس کا کچھ جواب نہ تھا انگریزی لشکر سفر کر چکا تھا کہ راجہ ناگپور کے سپہ سالار صادق علی خان نے امیر خان کو راجہ کے ملک سے نکال دیا اور وہ بھوپال مین چلا گیا یہان اُس نے پھر اپنے پنڈارون کو جمع کیا کہ پہلے برسات کے سبب سے اُنکو موقوف کر دیا تھا اور اُنکو ساتھ لیکر پھر ناگپور مین آیا مگر راجہ کی سپاہ مین سکھ بہت تھے اُنھون نے پھر اُس کو شکست دی امیر خان نے تیسری دفعہ ناگپور کی سپاہ کو چوراگڑھ مین گھیر لیا اور اُس کے پنڈارون نے سارا ملک لوٹ لیا اب انگریزی سپاہ اُس کے قریب جا پہونچی تھی کہ تلسی بائی قائم مقام ہلکر نے اُس کو اپنے ضروری کامون کے لئے بلا بھیجا اور وہ اپنی سپاہ سمیت اندور مین جا پہونچا کرنیل کلوز نے امیر خان کے ملک کی دارالسلطنت پر قبضہ کر لیا تھا مگر اُس وقت مین انگریزی لشکر کے واپس چلے آنے کا حکم پہونچا پھر امیر خان اپنے حال پر بحال ہو گیا اور ممالک متوسط کو سات برس تک خاک سیاہ اور تباہ کرتا رہا اگرچہ امیر خان نے اپنی ریاست قائم کر کے اپنی قدرت و قوت کو تقویت دی مگر اُس پر بھی تجھ پھیری کے لئے اپنے پھیرے نہین چھوڑے اُس کی سپاہ تمام ہندوستانی رئیسون کے لشکر سے زیادہ زبردست تھی اور تنخواہ اُس کی مقرر تھی گو وہ وقت پر نہین دی جاتی تھی اور برسون چڑھا کرتی تھی سپاہی اُسکے لوٹ مار کی نیت باندھے شب و روز روزے رکھے بیٹھے رہتے تھے مل گئی تو روزی نہین تو روزہ جس کی نقلین بھانڈ محفلون مین کیا کرتے تھے کہ کسی نے رمضان سے پوچھا کہ ایک مہینہ تو سب جگہ رہتے ہو گیارہ مہینے کہان تمھارا ٹھکانا ہے تو اُس نے جواب دیا کہ امیر خان کے لشکر مین۔

امیر خان کے پاس مضبوط سپاہ تھی جس مین دس ہزار پیادے اور پندرہ ہزار سوار تھے اس کے ساتھ توپوں کا بھی بڑا ساز و سامان تھا وہ ہندوستانی رئیسون سے چوتھ لیتا تھا اور جو نہ دیتا پھر اُس کو مزہ چکھا دیتا اُس کے گھر کو جا کر گھیر لیتا اور وہین شکار مار لیتا ۱۸۱۱ء مین جسونت راؤ ہلکر مر گیا تو تلسی بائی اُس کی حرم نے ایک اور حرم کے لڑکے ملہار راؤ کو گود لیکر مسند نشین کیا اور خود اُس کی نیابت مین سارا کاروبار ریاست سرانجام کرنا شروع کیا یہ بائی نوجوان حسین تھی اور انداز دلربایانہ رکھتی تھی ریاست کے کامون مین اُس کا ذہن خوب لڑتا تھا مگر ستم شعار جفاکار انتقام جو کینہ خو تھی امیر خان بھی اس ریاست کے کامون مین دخیل تھا اور بڑی جاگیر رکھتا تھا اور سارے کامون مین مشیر تھا جسونت راؤ کے مرتے ہی وہ اندور سے کافور ہو گیا اور راجپوتانے کی غارتگری مین مصروف ہوا اور عبدالغفور خان کو جس کی اولاد مین نوابان جاورہ ہین خطاب نوابی عطا کر کے مدارالمہام ریاست ہلکر مقرر کیا ایکبار عبدالغفور خان نے کمال تاکید سے اُس کو ملہار راؤ ہلکر کے لشکر مین طلب کیا وہان کی ضروریات کا بندوبست کر کے ایکبار پھر راجپوتانہ اور مالوہ کی لوٹ سے اپنے ہمراہیون کو مالا مال کرنے کے واسطے آیا اور جب تک سرکار انگریزی کو جنگ

پنڈارہ کی فتح کے بعد اس ملک کے بندوبست کرنے کی فرصت نہ ملی خلائق کو نواب امیر خان کی فوج کے ضرر وجود سے نجات نہ حاصل ہوئی ۱۸۱۷ء مین افواج انگریزی مالوہ کو گئی تب لارڈ ماٹرا نے پنڈاری لڑائی کو ختم کرنے اور جنوبی وسنٹرل انڈیا کی ریاستون مین امن قائم کرنے کے لئے نواب امیر خان کے پاس جو قلعہ ساھوراج پورہ کے محاصرہ مین مصروف تھا پیغام بھیجا کہ وہ سرکار انگریزی کے ظل حمایت مین آجائے مگر شرط یہ ہے کہ اپنی فوج کو کم کرکے بہ تعداد معینہ رکھ لے اور توپین فیمتیا سرکار کو دیدے ہلکر نے جو اُس کو جائداد دی ہے وہ بدستور قائم رہے گی ایک مہینے کی مہلت عہد وپیمان کے سوچنے کے لئے دی گئی امیر خان کی قوت آخر مین بیندھیا سے کچھ کم نہ تھی اُس کے پاس باون پلٹنین عمدہ قواعددان پیادون کی تھین اور بہت سے سوار بڑے شہسوار اور ڈیڑھ سو توپین ہو گئی تھین مگر جو شرائط وہ پیش کرتا تھا وہ فضول تھین اور قابل منظوری نہین الغرض اُس سے وعدہ ہوا کہ جس قدر علاقہ اُس کا ہلکر کا دیا ہوا تھا وہ اُس کے پاس رہے گا اور گورنمنٹ انگریزی اُس کی حفاظت رکھے گی بشرطیکہ وہ طریق ڈاکہ زنی چھوڑدے اور اپنی فوج کو موقوف کردے اور اپنی تمام توپین باستثناے چالیس ضرب توپ کے گورنمنٹ انگریزی کے ہاتھ فروخت کردے اور ایک دستہ اپنی فوج کا فوج انگریزی کے ہمراہ رکھے اور سرکار نے یہ بھی تصور کیا کہ بعوض ترک کرنے ڈاکہ زنی کے کچھ معاوضہ امیر خان کو ہلکر کے علاقے مین سے دیا جائے کیونکہ اُسی کے ضعف قوت اور بدنظمی سے امیر خان اس رتبۂ اقتدار کو پہونچا تھا اور امیر خان کی یہ درخواست کہ جو علاقہ اُس کے پاس ہے خواہ وہ کسی طریق زبردستی یا زیادتی سے اُس نے لیا ہو اُس کے پاس رہے انگریزون نے نامنظور کی نواب امیر خان کو یہ اُمید نہ تھی کہ انگریزی فوج کا مقابلہ کر سکے گا اگرچہ اول اول انگریزون کی شرائط کے قبول کرنے مین تامل ہوا مگر اخیر مین اُس نے غور کرکے دیکھا کہ پیشوا کا کیا حال ہوا راجۂ ناگپور کی کیا نوبت پہونچی اُس کے ذہن مین آیا کہ اس صاحب اقبال سرکار سے لڑنا عین بداقبالی ہے اس لئے گورنمنٹ انگریزی کی شرائط پر راضی ہوا عہد وپیمان قبول کرلئے اور اپنی لیٹرون کی جمعیت کو توڑدیا اور گیارہ برس کی غارتگری اور لیٹرے پن نے اُس کو ایک مستقل ریاست کا جس کی آمدنی پندرہ لاکھ روپیہ تھی نواب بنادیا اور ماہ نومبر ۱۸۱۷ء مین اُس سے عہدنامہ مرتب ہوا مگر نواب امیر خان نے بہ انتظار انقلاب زمانہ فتح سیتابلدی کی خبر پہونچنے تک عہدنامے کو تصدیق نہ کیا مگر جب دیکھا کہ مرہٹے بالکل پامال ہوگئے تو صلح کرکے اطاعت سے رہنا اختیار کیا اور اُس کے سپاہیون کو انگریزی فوج مین جگہ دیدی گئی جس کے بعد گورنمنٹ نے اُسے باضابطہ طور پر نواب تسلیم کرلیا۔ اس عہدنامے کے بموجب امیر خان کو پرگنات سرونج و پڑاوہ و نیاہیڑہ مکفول ہوئے اور اُس پر سرکار نے قلعہ ومحل ٹونک اور ضلع رام پورہ کا اپنی طرف سے بطور عطیۂ رعایتی اضافہ کیا اور تین لاکھ روپیہ قرض دیا کہ کچھ عرصے کے بعد معاف ہوگیا اس کے علاوہ اُس کے بیٹے محمد وزیر خان کو پرگنہ پلول حین حیات جاگیر مین دیا مگر بسبب قربت دہلی کے پرگنے پر قابض کرنا نامناسب سمجھ کے اُس کے عوض پانسو روپیہ یومیہ یعنی پندرہ ہزار روپیہ ماہوار نقد مقرر کردیا اور امیر خان نے بموجب شرائط عہدنامہ اپنے فرزند محمد وزیر خان کو چند روز کے لئے دہلی مین بھیجدیا اس ریاست سے خراج نہین لیا جاتا اور نہ کوئی فوج کنٹنجنٹ اس ریاست کی آمدنی سے تنخواہ پاتی ہے کہتے ہین کہ حکام انگریزی کی یہ کارروائی تھا

عہدنامہ و عطاے ملک پر مدبران وقت نے اعتراض کیا تھا کہ نواب امیر خان کو ایسی کیا قدامت و استحقاق حاصل تھے
کہ اُس سے مثل رؤساے عظیم الشان کے عہدنامہ کیا اور اس قدر ملک عطا کیا اس کے جواب مین اُنھون نے کہا کہ ہم نے
حکمت عملی سے ایک شیر کو جو بندگان خدا کو ناحق ونار و آتنگ و تلف کرتا تھا ریاست داری کے قفس مین بند کیا ہے
اگر منظور ہو تو اُس کو پھر آزاد کر دیجئے اور تماشے دیکھئے کہ کیسے پر ضرر نتائج پیدا ہوتے ہین۔ اُس وقت سے نواب
امیر خان نے غارتگری چھوڑ دی اور انتظام اور ترقی ملک اور مسافرون کے واسطے مکانات تعمیر کرنے مین مصروف ہوا
اور اس پر بھی قناعت نہ کرکے اپنی عمر کے واقعات کی کتاب لکھوائی اور جس قدر ضعف ہوتا گیا زیادہ دیندار اور
تقہ ہوتا گیا اخیر مین یہ کیفیت ہوئی کہ جو کوئی اُس کی پوستین کی پوشش اور قرآن شریف کی تلاوت اور مولویون کی
صحبت دیکھتا اُس کو بمشکل یقین آتا کہ یہ وہی امیر خان ہے کہ جس نے ممالک جیپور و جودھپور و اودیپور وغیرہ کی
خونریزی کرکے بندگان خدا کو پامال کیا تھا نواب امیر خان بڑا کثیر الاولاد تھا اُس نے اپنے بیٹون کی تعلیم و تربیت مین
بڑی کوشش کی تھی سنہ ۱۸۳۲ء مین لارڈ ولیم بنٹنگ سے اجمیر مین ملنے کے واسطے گیا تب چھ بیٹے ساتھ تھے
منجملہ اُنکے پانچ زرہ بکتر سے ملبوس تھے۔

سنہ ۱۲۵۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۳۴ء مین مرض استسقا سے نواب کا انتقال ہوا۔

نواب وزیر محمد خان عرف وزیر الدولہ

یہ نواب امیر خان کا بڑا بیٹا تھا جب اپنے باپ کا جانشین ہوا تو برٹش گورنمنٹ کی طرف سے خلعت مسندنشینی
بذریعہ مکیلاٹن اسسٹنٹ رزیڈنٹ راجستان کے عطا ہوا جب وزیر خان دہلی مین تھا تو اُس کو ابونصر محمد اکبر
ثانی نے خطاب وزیر الدولہ امیر الملک بہادر جنگ کا عطا کیا تھا نواب وزیر خان نے مسندنشین ہونے کے بعد سنہ ۱۲۵۰ھ
مین منور خان کی بغاوت رفع کی سنہ ۱۲۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۰ء مین سکناے ران پاڑہ کو جنھون نے ایک گانون
متعلقہ ٹونک پر قبضہ کر لیا تھا سید ھا کیا۔ سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر مین اُس نے سرکار انگریزی کی بڑی خیرخواہی کی اور
اُس کے جلدو مین حسب شرع محمدی اولاد صلبی نہونے پر ریاست وارث باستحقاق کو ملنے کی سند حاصل کی نواب وزیر الدولہ
شریعت کا سخت پابند تھا اُس کے عہد مین اشیاے نشہ کی خرید و فروخت و استعمال پر سزا ہوتی تھی بڑا عادل و فیاض و حلیم تھا
عدالت کا کام بذات خاص اجلاس کرکے سرانجام دیتا تھا انفصال مقدمات مین کسی کی رعایت و پاسداری نہ تھی کسی کی اِتجا
کو نواب تک پہونچنے کی شکایت نہ تھی ہر ایک کی عرض کو بالتفات و توجہ تمام سنتا اور حق رسی کرتا خوف خدا اس قدر تھا
کہ اگر کوئی واسطہ خدا درمیان مین لاتا تا وقتیکہ اُس کی رفع حاجت و طمانیت نہ کر لیتا دوسری طرف متوجہ ہوتا اور نہ
اُس مقام سے ہٹتا عجز و انکساری کی یہ کیفیت تھی کہ اگر کوئی اتفاقیہ اُس کی تعریف کا کلمہ کہہ بیٹھتا فوراً قبلہ کی طرف
رخ کرکے بآہ و زاری و اظہار خاکساری مستعد مغفرت ہوتا اُس کی فیاضی و سریع الیقینی سے اکثر مکار و فریبی لوگ زاہد و عابد
و حاجی و خدارسیدہ بن کے ہزارون روپیہ پیدا کرتے کہ اسی سبب سے ریاست مقروض وزیر بار تھی بجز انصرام امور ریاست
و یاد الٰہی و مطالعہ کتب و اشاعت علم کے اُس کی اور کچھ مصروفیت نہ تھی ۳۱ سال حکومت کرکے ۱۶ محرم سنہ ۱۲۸۱ھ

مطابق ۱۸ جون ۱۸۶۴ء کو انتقال کیا اور اُس کا بیٹا نواب محمد علی خان مسند نشین ہوا۔

نواب محمد علی خان

اس کی مسند نشینی کے بعد اس کے چچا عبدالکریم خان نے ریاست کا دعوے کیا اور طرفین کے وکیل راجپوتانے کے رزیڈنٹ اور گورنر جنرل کے پاس گئے آخر کار نواب محمد علی خان کی مسند نشینی منظور ہوئی۔ اپریل ۱۸۶۵ء مین کرنیل ایڈن ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے اُس کو خلعت مسند نشینی دیا اس نے بہت چستی و مستعدی سے ریاست کا انتظام کیا بخلاف طریقۂ راجپوت رئیسون کے ہر موسم مین ملک کا دورہ کرکے جزو کل کامون کو سنبھالتا تھا اور رعایا پر عدل گستری کرتا تھا کہ اس سے اُس کی بہت تعریف ہوئی مگر اس دورے سے ظلم و زیادہ ستانی کی صورتین بھی پیدا ہوتین کیونکہ کسی نہ کسی حیلے سے روپے کا مطالبہ کرتا تھا۔ مسند نشینی سے تھوڑے دنون کے بعد اُس نے ٹھاکر و تاجر و زمیندار وغیرہ ہر قسم کی رعایا سے علاوہ نذرانہ کے انواع محاصل جدید وصول کئے کہ اس سبب سے تجارت مین بہت کمی ہوگئی اگرچہ انتظام چندان اچھا نہ تھا مگر سرکار انگریزی کے احکام کی تعمیل بڑی کوشش سے اور صاحبان انگریزی کی تعظیم و تواضع بہت شوق سے کرتا تھا آراستگی فوج پر اُس کی بہت توجہ تھی فوج تعداد مین زیادہ نہ تھی در پرگنات مین متفرق رہتی تھی مگر دارالریاستہ کی فوج وردی و قواعد سے آراستہ تھی اگرچہ اُنکی قواعد صحیح نہ تھی مگر اس سے مستعدی ظاہر تھی اور ہر ہفتہ قواعد ہوتی تھی۔

۱۸۶۵ء کے موسم سرما مین نواب اور اُسکے خراج گذار ٹھاکر لاوہ کے درمیان فساد ہوا اُس مین بنظر حفظ عافیت عوام سرکار انگریزی کو مداخلت کرنی لازم آئی ٹھاکر لاوہ جب سے ریاست قائم ہوئی تھی ریاست کے ساتھ سرکشی اور خودسری سے پیش آتا تھا رئیس کے لاوے مین جانے پر تعداد معینہ نذرانہ دیتا تھا مگر اُس نے زمانہ ریاست مین حاضر ہوکے کبھی نوکری نہ کی نواب محمد علی خان کی مسند نشینی پر اُس سے نذرانہ زائد از تعداد معینہ طلب ہوا اُس نے حسب دستور معمولی نذرانہ پیش کرکے اُس سے زیادہ دینے مین عذر کیا عدم ادائے نذرانہ او روقت مسند نشینی حاضر نہونے سے عداوت پیدا ہوگئی اور جلد زیادہ مشتعل ہوکے ٹونک سے لاوے پر فوج کشی ہوئی مقابلے مین ٹھاکر کے آدمی مارے گئے اور نواب کی فوج مین بھی تین سو آدمیون کا قتل و مجروحی سے نقصان ہوا اس پر ایجنٹ گورنر جنرل کا ایک اسسٹنٹ تحقیقات و تصفیہ کے لئے متعین ہوا بتقرر چند شرائط ٹھاکر کو زیادہ تر مطیع ریاست کا کیا گیا۔ اس عرصے مین نواب نے اُس سے تیجون کے تہوار کی نذر گزراننے کا یا کسی اور امر کا سوال کیا ٹھاکر نے جواب دیا کہ یہ تہوار ہندوون کا ہے اور یہ ریاست مسلمانون کی ہے نذر عیدین تو ہم موافق دستور کے البتہ دین گے لیکن سررشتہ نیا ایجاد نہین ہوسکتا۔

بعد اس کے نواب نے کہا کہ مہاراجہ جیپور کی سند عطاے لاوہ مین جس قدر جائداد لکھی ہے ٹھاکر اُس سے زیادہ پر قابض ہے نصف جائداد ضبط کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ جس قدر جائداد پر ٹھاکر قابض تھا اُس کی سند مین درج نہ تھی جب موقع ملا جائداد مذکورہ کو نواب نے ضبط کر لیا اس زمانے مین دھیرت سنگھ ٹھاکر لاوہ کے کاربار کو اُس کا چچا ریوت سنگھ کہ زبردست آدمی تھا اور پیشتر راج الور کے سوارون مین نوکر رہا تھا انجام دیتا تھا اُس کی صلاح سے ٹھاکر

دھیرت سنگھ اکثر ٹونک میں نوکری کرنے کے واسطے آتا تھا وہاں سب کو معلوم تھا کہ اگرچہ خود ٹھاکر کمزور اور ناتجربہ کار ہے
مگر اُس کا چچا جو مختار ہے وہ شرارت سے باز نہیں آنے دیتا ۱۸۶۷ء میں نواب محمد علی خان نے خلعت دینے کے واسطے
ٹھاکر کو ٹونک میں بلایا وہ حسب الحکم مع اپنے چچا اور چند دیگر ہمراہیوں کے حاضر ہوا اور واسطے انفصال معاملہ مرجوعہ
نذرانہ کے بیٹے نائب حکیم سرور شاہ خان کے پاس جانے کو کہا اُس روز ٹھاکر کی طبیعت تو علیل ہو گئی اُس نے
اپنے چچا اور بھتیجے اور تحویلدار کو اُس معاملے کے طے کرنے کو نائب کے مکان پر بھیجا یہ لوگ ڈیوڑھی پر پہونچے اور
اندر جانے کا ارادہ کیا محافظان ڈیوڑھی نے اُنسے کہا کہ تم اپنے ہتھیار کھول کر رکھدو ہم تم کو ہتھیار باندھے ہوئے
مکان میں نہیں جانے دینگے راجپوتوں نے ہتھیاروں کا رکھنا گوارا نہ کیا گفتگوے بسیار اور رد و کد بے شمار کے بعد
نوبت تلوار و بندوق پر پہونچی چنانچہ ٹھاکر کا چچا اور بھتیجا اور تحویلدار وغیرہ تخمیناً چودہ آدمی مارے گئے اور کئی آدمی
نواب کے بھی زخمی و خستہ ہوئے یہ واقعہ یکم اگست ۱۸۶۷ء کی رات کا ہے جب ٹھاکر نے یہ ماجرا سُنا مکان کو بند کرکے
مسلح ہو بیٹھا نواب محمد علی خان کی سپاہ نے اُس کی حویلی کا محاصرہ کیا اور اُن لوگوں نے پکار پکار کر ٹھاکر سے کہا کہ
حویلی سے باہر آوے اور نواب کے پاس چلے ٹھاکر نے اندر سے جواب دیا کہ اگر حافظ عباد اللہ خان ضامن ہو جائے
تو البتہ میں حویلی سے باہر آؤں عباد اللہ خان نے ضمانت سے انکار کیا اور ٹھاکر چند ہمراہیوں کے ساتھ حویلی میں
بیٹھا رہا یہاں تک کہ ۸- اگست کو دیولی کی چھاؤنی سے پولٹیکل ایجنٹ سوار و پلٹن لیکر ٹونک میں آیا اور ٹھاکر
مذکور کی محافظت اور انسداد فساد کا کیا اور ٹھاکر کو لاوہ جانے کی اجازت دی جیسا کہ تذکرۂ حکومت المسلمین مؤلفہ حمید اللہ
میں مذکور ہے جس زمانے میں بمقام ٹونک یہ حادثہ وقوع میں آیا تھا ایک ہزار پیادہ اور چالیس توپوں نے جا کے
لاوے کو گھیر اور قلعے پر حملہ کیا ممکن نہ تھا کہ ایسے حادثے کے وقوع میں آنے پر بھی سرکار انگریزی کچھ توجہ نہ کرتی فوراً
تحقیقات شروع ہوئی آخرش ماہ دسمبر ۱۸۶۷ء میں گورنمنٹ نے حکم دیا کہ نواب محمد علی خان ریاست و علاقۂ ٹونک سے
خارج کیا جائے اور اُس کا نائب کہ بانی فساد تھا قید کیا جائے اور اُس کے سررشتے کے کل سپاہی موقوف ہوں
نواب ٹونک کی سلامی سترہ توپوں سے گیارہ توپوں کی کردی جائے اور لاوہ ہمیشہ کے واسطے ٹونک سے علیحدہ ہو کے
سرکار انگریزی کے ماتحت علیحدہ ریاست سمجھی جائے نواب محمد علی خان کے بیٹے کو ریاست دی جائے اور اُس کے
ہوشیار ہونے تک اُس کا دادا عباد اللہ خان کہ نواب امیر خان کے موجودہ بیٹوں میں سے سب سے بڑا ہے انتظام
ریاست کرے اس حکم سے نواب کو بذریعۂ خریطۂ گورنر جنرل اطلاع دی گئی اور بذریعۂ اشتہار عام ریاست کے امراء
ملازمین و رعایا کو مطلع کیا اور آخر ماہ دسمبر یا ۲۰ نومبر ۱۸۶۷ء مطابق ۲۲ شعبان ۱۲۸۴ ہجری کو نواب محمد علی خان ریاست
ٹونک سے علیحدہ ہوا اور گوروں کی حفاظت میں بنارس بھیجا گیا اور یہ حکم ہوا کہ بلا اطلاع سرکار اُس نواح سے
کہیں نہ جائے دو سال تک اُس کو ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ ملتا رہا اور بعد دو سال کے ایک لاکھ روپیہ سالانہ مقرر ہوا
اور سو آدمی رفقا و ملازمین و شاگرد پیشہ وغیرہ کے ساتھ رکھنے کی اجازت ہوئی اور اُس کا نائب حکیم سرور شاہ
قلعہ چنار میں قید رہا مگر اُس کو آمد و رفت کی کسی قدر آزادی ملی اور اُس کے پاس خدمتگار بھی مقرر رہا

نواب محمد علی خان معزول کی بہت اولاد ہوئی ہے اور ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ء مین وفات پائی ہر فرقے کی رعایا نے
نواب کے اخراج پر انتقال حکومت کو پسند کیا اس انتقال حکومت سے باوجودیکہ بعض لوگون کا کسی قدر نقصان
بھی ہوا کسی کی ناراضی ظہور مین نہ آئی خصوصًا فرقۂ عام رعایا نہایت خوش و محظوظ ہوا جس طرح ہندوستانی رئیس
مصیبت کے وقت ہر شخص کی دلجوئی کرتے ہین نواب معزول نے بھی قبل روانگی محاصل جدید موقوف کیے اپنے
رشتہ دارون کو جدید جاگیرین دین اور اُنکی حین حیات جاگیرون کو دوامی کر دیا۔ مگر نواب معزول کے انتظام مین بعض
خوبیان تعریف کے لائق بھی تھین بخلاف عہد نواب وزیرالدولہ کے آمدنی و خرچ ریاست کی نگرانی بخوبی تمام ہوتی تھی
مصارف مین بہت تخفیف ہوئی قرضہ ریاست کم ہوگیا تعمیرات مفید عام اور آرائش شہر کا اُس کو بہت شوق تھا
اُس کے حکم سے شہر کے ایک حصے مین خوشنما مکانات تعمیر ہوئے ہر ایک دولتمند باشندہ شہر سے اُس مین یکسان
نقشہ و قطع کا مکان تیار کرایا گیا دو مسجدین تعمیر ہوئین شہر کی پختہ سڑک تیار ہوئی اور گرد و نواح مین باغ لگانے کی
لوگون کو تحریک دی گئی نواب محمد علی خان واقع مین اپنے ملک کا ترقی خواہ تھا اور پرگنات مین دورہ کرنے سے اُسنے
بہت مستعدی ثابت کی تھی کہ کل راجپوتانے کے واسطے مفید ہوتی اور خصوصًا ٹونک کے متفرق الاجزا ریاست کی
نگرانی اُس کے بغیر ناممکن تھی۔

نواب حافظ محمد ابراہیم علی خان

حسب تحریر جلد سوم خم خانۂ جاوید ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۸ء ہجری سال پیدائش ہے یادگار دربار راجپوتانہ
مؤلفہ منشی دین محمد کی روایت کے موافق ۸ نومبر ۱۸۴۹ء کو پیدا ہوئے بعد معزولی اپنے والد کے تاریخ ۲۰ دسمبر ۱۸۶۷ء
کو مسند نشین ہوئے اور بعض نے اُنکی مسند نشینی جنوری ۱۸۶۸ء مین لکھی ہے لیکن ۱۸۶۶ء محررۂ خم خانہ جاوید
کسی طرح درست نہین مسند نشینی کے وقت ۲۰ سال کی عمر رکھتے تھے۔

انکی بے اختیاری اور مسند نشینی کے وقت عبداللہ خان نے عذر کیا کہ مجھسے تنہا کام نہو سکے گا اس لئے اُسکے
تحت مین محکمۂ پنچایت مقرر کیا اور نگرانی انتظام کے واسطے ایک انگریز صاحب اسسٹنٹ مامور ہوا اسوقت ریاست پر
۱۲ لاکھ روپے کا قرض تھا خزانے مین ایک روپیہ بھی نہ تھا اور فوج کی تنخواہ پانچ چھ مہینے کی چڑھی ہوئی تھی مثل کل
ہندوستانی رئیسون کے اُنکو ابتدا سے حکومت کا بہت شوق تھا مگر اُنکی مطلق ناتربیت یافتگی سے کیا بنا نام تک نہین
لکھ سکتے تھے بجز نہایت خوش خط و نستعلیق کے کچھ پڑھ نہین سکتے تھے حساب کا سمجھنا تو درکنار ہے رقم و ہندسہ بھی نہین
جانتے تھے اور بجز قرآن شریف کے ہر علم سے ناواقف تھے محکمۂ پنچایت کا مقرر کرنا لازم آیا اور جبتک کپتان بروس
پولیٹیکل ایجنٹ ہاڑوتی نے اپنے منشی بشارت علی کو بطور عارضی استاد کے مقرر کر کے بھیجا کچھ تحصیل نہ کی تھی اس شخص کی
کوشش سے نواب صاحب نے خوب استعداد حاصل کی پڑھنے لکھنے مین مشق کی تاریخ و جغرافیہ سے واقفیت پیدا کی اور
حساب بھی سیکھا انصرام کار ریاست مین شریک ہونے لگے معاملات عظیم پیش ہونے پر اجلاس پنچایت مین صاحب ایجنٹ
کے شامل ہوتے تھے اور اپنی راے کا اظہار کرتے تھے وزیر محمد خان اور محمود خان حاکم دیوانی اُنکے روبرو مقدمات پیش کرتے تھے

اور نواب صاحب اُنکی صلاح سے فیصلہ کرتے تھے۔ انکو یکم جنوری ۱۸۷۰ء کو کامل اختیارات حکمرانی عطا ہوئے ریاست کی سلامی جو اُنکے مسند نشین ہونے کے وقت گیارہ توپ کی تھی اب پھر سترہ توپ کی ہوگئی بائیس تئیس برس صاحبزادہ عبید اللہ خان مدار المہام ریاست رہا اُس کی وفات کے بعد انتظام ریاست مین کچھ خلل واقع ہوا اور کونسل ہوگئی اب پھر دوبارہ اختیارات ریاست ملگئے ہین نواب صاحب مذہب اسلام کے پورے پابند ہین نماز جمعہ ہمیشہ جامع مسجد مین سب کے ساتھ باجماعت پڑھتے ہین آپکے عہد مین ۱۸۶۹ء و ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۱ء کے قحطون مین رعایا کی پوری امداد کی گئی بند وبست کی تکمیل ہوئی باقاعدہ عدالتین بنین اسکول و اسپتال جاری کئے گئے۔ مئی ۱۸۹۰ء کو جی۔ سی۔ آئی۔ ای اور دربار تاج پوشی ۱۹۱۱ء مین جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کے معزز خطاب اُنکو دیے گئے۔ نواب صاحب کے گیارہ فرزند ہین شعر شاعری کا بھی شوق ہے پہلے بسمل خیر آبادی سے مشورہ سخن کا کیا کرتے تھے اُسکی وفات کے بعد اُسکے چھوٹے بھائی مضطر کو اُستاد بنایا گیا خلیل تخلص کرتے ہین یہ اُنکا کلام ہے۔

تم دست ناز مین سے جو چھو لو چمن کے پھول — کلیان تمام باغ کی رہ جائین بن کے پھول
شاخِ جفا نے پائے ہین مہر و وفا کے پھول — نخل وفا مین آئے ہین رنج و محن کے پھول
تجھ پر فدا ہے سبزہ ار تجھی ہر کلی کا رنگ — تجھ پر نثار لاکھ چمن ہر چمن کے پھول

کوئی ہے زہد پہ نازان کوئی عبادت پر — یہان تو اے مرے آمرزگار کچھ بھی نہین

دل اک چھوٹی سی شے ہے پر تعجب کا محل یہ ہے — خیالات جہان کس طرح سے اس مین سماتے ہین

زمانہ جانتا ہے ناز بردار جفا ہم ہین — خدائی دیکھتی ہے دشمن رسم وفا تم ہو
مروت مین وفا مین ناز برداری مین چاہت مین — ذرا مین بھی سنون کس بات مین مجھ سے سوا تم ہو
جو واپس ہم نے دل مانگا خلیل اُنسے تو وہ بولے — کہ اچھا بے وفا اب کون نکلا ہم ہین یا تم ہو

وفا کر یا نکر تو جان مجھ کو کیا تری مرضی — تجھی کو سب کہین گے بے مروت دیکھنے والے

ستایا لیکے دل ظالم نے کیا یہ دل لگی اچھی — اسی کا نام اُلفت ہے تو اس سے دشمنی اچھی

نہ پوچھو حالِ شب جدائی جو دلکو رنج و محن ہوا ہے — تمھارے سر کی قسم ہے صاحب کہ صبح کرنا کٹھن ہوا ہے
جو قصۂ زلف چھڑ گیا ہے تو بیرونِ طول سخن ہوا ہے — سکوت سب نے کیا ہے اوبت جو تیرا وصف دہن ہوا ہے
جو رشکِ گلگون کا دھیان آیا تو دل نے لطف چمن دکھایا — خیال آنکھون کا جبکہ باندھا تو صید مضمون ہرن ہوا ہے
بڑھا ہے جس دن سے عشق گیسو نہ دل پہ قابو رہا ہمارا — ہمارے قبضے مین لے پر یرو سوادِ ملکِ ختن ہوا ہے
یہان تو نور کا تڑکا ہے یا درشے روشن مین — وہ کوئی اور ہونگے شام فرقت دیکھنے والے

راجپوتانے کی موجودہ ریاستوں کا نقشہ بترتیب حروف تہجی

نمبر	نام ریاست	خطاب رئیس	نام رئیس	بنائے ریاست	رقبہ مربع میل	آبادی	آمدنی خالصہ	خراج سرکاری	فوج ریاست	توپ سلامی
۱	اودے پور	مہارانا	فتح سنگھ صاحب	سنہ ۷۲۸ء	۱۱۶۱۴	۱۲۷۲۵۱۸	۴۰۰۰۰۰۰	۲۵۰۰۰۰	۵۵۰۰	۱۹
۲	الور	مہاراؤ راجہ	جے سنگھ صاحب	سنہ ۱۷۷۸ء	۳۱۴۱	۹۰۰۰۰۰	۳۲۹۹۴۷۹	معاف	۴۰۰۰	۱۵
۳	بانسواڑہ	مہاراول	پرتھی سنگھ صاحب	سنہ ۱۵۳۱ء	۱۹۴۶	۱۸۷۴۶۸	۶۰۴۲۰۰	۴۲۴۰۰	۵۰۰	۱۵
۴	بوندی	مہاراؤ راجہ	رگھبیر سنگھ صاحب	سنہ ۱۳۴۲ء	۲۲۳۰	۲۱۸۷۳۰	۹۴۵۴۰۸	۱۲۰۰۰۰	۳۰۰۰	۱۷
۵	بھرت پور	مہاراجہ	کشن سنگھ صاحب	سنہ ۱۷۲۰ء	۱۹۷۴	۶۴۵۵۴۰	۳۲۵۶۲۴۷	معاف	۵۰۰۰	۱۷
۶	بیکانیر	مہاراجہ	گنگا سنگھ صاحب	سنہ ۱۴۸۹ء	۱۷۶۷۶	۵۰۹۰۲۱	۸۴۰۰۰۰۰	۲۰۰۰۰	۳۰۰۰	۱۷
۷	پرتاب گڑھ	مہاراوت	رگھوناتھ سنگھ صاحب	سنہ ۱۳۳۴ء	۸۸۶	۱۶۲۷۰۴	۵۱۳۲۰۰	۵۶۵۰۰	۶۰۰	۱۵
۸	ٹونک	نواب	ابراہیم علی خاں صاحب	سنہ ۱۸۰۰ء	۲۵۰۹	۳۳۸۰۲۹	تقریباً ۲۰۰۰۰۰۰	معاف	۴۰۰۰	۱۷
۹	جودھپور	مہاراجہ	سردار سنگھ صاحب	سنہ ۱۲۳۰ء	۳۴۹۶۳	۲۰۵۰۱۳۱	۸۸۰۰۰۰۰	۲۱۳۰۰۰	۶۵۰۰	۱۷
۱۰	جھالرا پاٹن	مہاراج رانا	بھوانی سنگھ صاحب	سنہ ۱۸۳۸ء	۸۱۰	۹۶۲۱۵	۹۰۶۸۱۵	۸۰۰۰۰ +	۴۰۰۰ +	۱۱
۱۱	جیسلمیر	مہاراول	سالیوہن صاحب	سنہ ۱۱۵۶ء	۱۶۰۶۲	۸۸۲۷۸	۲۴۰۰۰۰	معاف	۵۰۰	۱۵
۱۲	جےپور	مہاراجہ	مان سنگھ صاحب دوم	سنہ ۹۶۷ء	۱۵۵۸۹	۲۶۴۴۰۷۲	۸۳۰۰۰۰۰	۴۰۰۰۰۰	۱۱۰۰۰	۱۷
۱۳	دھولپور	مہاراج رانا	اودے بھان سنگھ صاحب	سنہ ۱۷۶۱ء	۱۶۲۶	۲۴۹۶۵۷	قریب ۱۰۰۰۰۰۰	معاف	۳۰۰۰	۱۵
۱۴	ڈونگرپور	مہاراول	بجے سنگھ صاحب	سنہ ۱۲۲۵ء	۱۴۴۷	۱۵۹۱۹۲	۴۲۲۴۰۰	۲۷۴۰۰	۴۰۰	۱۵
۱۵	سروہی	مہاراؤ	کیسری سنگھ صاحب	سنہ ۱۲۸۴ء	۱۹۶۴	۱۸۹۱۷۳	۷۷۹۶۳۹	۷۵۰۰	۵۰۰	۱۵
۱۶	قرولی	مہاراجہ	بھنور پال صاحب	سنہ [illegible]ء	۱۲۴۲	۱۴۶۵۵۸	۶۲۷۷۶۲	معاف	۲۰۰۰	۱۷
۱۷	کوٹہ	مہاراؤ	امید سنگھ صاحب دوم	سنہ ۱۶۳۲ء	۶۰۳۰	۷۶۱۵۶۰	۳۱۴۰۳۰۶	۳۸۴۰۰۰	۵۰۰۰	۱۷
۱۸	کشن گڑھ	مہاراجہ	مدن سنگھ صاحب	سنہ ۱۶۰۸ء	۸۵۴	۸۷۰۹۳	۸۳۸۴۹۹	معاف	۶۰۰	۱۵

ﷲ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری
طے ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج ۱۹ شوال ۱۳۴۳ھ ہجری مطابق ۱۳ مئی ۱۹۲۵ء کو آفتاب عالمتاب کے پہرے مین بمقام رام پور ملک روہیلکھنڈ اس مرآۃ الہنود یعنی تاریخ راجپوتانہ کے اخیر صفحے کی اخیر سطرین میرے قلم سے نکلین۔

ثنا کے خداوند روئے زمین — بلندی دہ چرخ خہاسے برین
کہ مقصد ہوا اپنا پورا شتاب — جہان مین خوشی سے ہوا کامیاب
برآئی مرے دل کی اب آرزو — خدا کی عنایت سے اے نیک خو
کھلا غنچۂ کامرانی شتاب — ملا تشنہ لب کو ہے اک جام آب
مراد دل ناتوان حقیر — برآئی جہان مین ہوا کام گیر
جہان مین رہین جب تلک مہر و ماہ — تو اس کارنامے کو رکھنا آگہ
ترے در پہ دائم رہے بو الفضول — گنہ اس کے محشر مین کرنا قبول
تری ہی ہر اک چیز دیوانہ ہے — ترا ہی ہر اک دل سے پروانہ ہے
فلک کو جو گردش ہے آٹھون پہر — ترا ہی ہے سرگشتہ یہ فتنہ گر
ترا ہی لگا ہے دل مہ مین داغ — ترے ہی ہین الفت مین روشن چراغ
ترے عشق مین جان کھوتی ہے شمع — ہمیشہ تری لو مین روتی ہے شمع
ترے عشق مین خون دل لالہ ہے — ترے عشق مین شعلہ جوّالہ ہے
ترا ہی ہے حیرت زدہ آئینہ — ترا ہی ہے حسرت زدہ آئینہ

ترا ذکر ہر دم ہو ورد زبان
ترے نام کے ساتھ رخصت ہو جان

تمت

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب لاجواب مرغوب دلہائے انس و جان الموسوم بہ

وقائع راجستان

از تالیف لطیف محقق خوش تدبیر و مورخ بینظیر مولوی حکیم نجم الغنی خان صاحب رامپوری مصنف و مولف کتب کثیرہ بصد اہتمام و تصحیح مالاکلام بصرف کثیر ہمدم برقی پریس لکھنؤ مین باہتمام خواجہ اسد پرنٹر ماہ مارچ ۱۹۲۶ء ع زیور طبع سے آراستہ ہوکر نور افروز دیدہ تاریخ بینان ہوئی۔ کتاب ہذا کا حق تصنیف و تالیف بحق ہمدم بک ایجنسی محفوظ ہے۔ کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائین ورنہ نقصان اٹھائینگے۔ جسقدر جلدین مطلوب ہون ہمدم بک ایجنسی لکھنؤ سے طلب فرمائین قیمت پانچ روپیہ صہ

المشتہر
منیجر ہمدم بک ایجنسی لکھنؤ

ضمیمہ متعلق حالات یادو

اسکو صفحہ ۴۵ کی سطر ۲۶ سے صفحہ ۴۷ کی سطر ۱۵ تک کی عبارت کا بدل سمجھنا چاہیئے

ہندوستان کی کل اقوام مین یادو جسکو جادو بھی کہتے ہین بہت مشہور ہے یدھ یعنی مرکری کی اولاد کہ قمری یعنی چندر بنسی نسل سے تھا اس لقب سے مشہور ہوئی ہے اور جادو کی ۵۶ شاخین تھین سری کرشن کی آٹھ رانیان تھین ساتوین رانی کا نام جام وتی تھا اور اُس کے بڑے بیٹے کا نام سامبا تھا اس نے قبضہ اُس ملک پر حاصل کیا جو دریاے سندھ یعنی اٹک کے دونون جانب واقع ہے اس سے خاندان سندھ سا ما پیدا ہوا سامبا سے جارے جا نسل چلی اور سب سے بڑی رانی کا نام رکمنی تھا اُسکے بڑے بیٹے پردمن کی شادی بدربہ کی راج کنیا سے ہوئی تھی جسکے بطن سے اُسکے دو فرزند تھے اَن راد اور بجر اس بجر سے قوم بھاٹی پیدا ہوئی۔ بجر کے دو فرزند تھے ایک ناب اور دوسرا کھیر (یاے معروف سے) حضرت عیسیٰ سے گیارہ سو برس پیشتر چھپن اقوام جادو مین بمقام کورو کشیتر (کوروچھیتر) اور بعد ازان دوارکا مین جنگہاے عظیم وقوع مین آئین اور بہت کم ور ہو گئے اور پردمن مارا گیا بجر متھرا اپنے والد کی ملاقات کو جاتا تھا اور اثناے راہ مین تھا اور صرف بنیس کوس متھرا سے گیا تھا کہ یہ خبر اُسکو پہونچی کہ اُسکے رشتہ دار سب برباد ہو گئے یہ سُنکر وہ اُسی مقام پر مر گیا اور ناب کو راج گدی ملی وہ واپس متھرا کو آیا مگر کھیر دوارکا کو چلا گیا۔ راجپوتون کی ۳۶ قومین جو کسی زمانے مین مالک ملک تھین اور اُنکو اتبک قوم جادو نے مغلوب کر رکھا تھا آمادۂ انتقام ہوئین ناب کو مجبوراً مغرور ہوکر دوارکا کو جانا پڑا اور وہان سے بھی بھاگ کر ماروار مین پناہ لی (یہان تک مضمون بھاگوت سے نقل ہوا۔ اب سُکھ دھرم نامے برہمن متھرا کی روایت سے کہین کہین اضافے کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے) ناب کا ایک فرزند پرتھی باہو تھا اور کھیر کے دو فرزند تھے ایک جھاریجہ دوسرا جدباہن۔ یہ جدباہن دیوی کی جاترا کے واسطے گیا تھا دیوی نے اُس کی آہوزاری پر رحم کھایا اور خواب مین آکے اُمید برآری کا اقرار کیا اُس نے التجا کی کہ مجھے رہنے کو زمین دے دیوی نے جواب دیا کہ اُنہین پہاڑون مین راج کر اور یہ کہکر غائب ہو گئی جدباہن اُٹھکر اس خواب کا خیال کرتا تھا کہ یکایک شور وغل کی آواز آئی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ دیس کا راجہ لاولد مر گیا ہے اور مسند نشینی کے واسطے لوگ آپس مین نزاع کرتے ہین وزیر نے کہا کہ مینے خواب مین دیکھا ہے کہ بہیڑہ مین کرشن کی اولاد مین سے کوئی آیا ہے اُس کو تلاش کرکے راجہ کرنا چاہیئے سب نے یہ بات قبول کی اور جدباہن راجہ ہو گیا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جدباہن نے دواآبۂ پنجاب مین حکومت قائم کی اور کامیابی کے ساتھ بہیڑہ مقام کی ریاست پائی اور اُسکے اولاد بہت ہوئی اور اُنکے رہنے کے مقام کا نام جادو کا ڈانگ اور بقولے یادو کا ڈانگ مشہور ہو گیا۔ پرتھی باہو خلف ناب رئیس مارواڑ کو سری کرشن کا چتر شاہی کہ بسوکرما کا بنایا ہوا تھا ورا ثت مین ملا۔ اس کا بیٹا باہوبل (بواو غیر ملفوظ) تھا جس کی شادی کملاوتی دختر بجے سنگھ پنوار راجۂ مالوہ سے ہوئی۔ بجے سنگھ نے ایک ہزار خراسانی گھوڑے اور سو ہاتھی اور مرواریداور جواہرات اور زیور طلائی بے شمار دیا اور پانسو خادم مع رتھ اور پلنگ طلائی بھی دیے یہ کملاوتی اصل رانی ہوئی اس سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام باہو تھا۔ باہو گھوڑے سے گر کر مر گیا اس کے ایک فرزند تھا جس کا نام شبا ہو تھا اس کی رانی نے جو دختر مندرلج چوہان اجمیر والے کی تھی

زہر دیکر ماردیا اُس کا ایک فرزند تھا جس کا نام ریجھ (ریاسے معروف ہے) اس شخص نے بارہ سال راج کیا۔ اس کی شادی سُھاگ سُندری دختر بیر سنگھ راجۂ مالوہ کے ساتھ ہوئی تھی جب وہ حاملہ تھی خواب مین دیکھا کہ سفید ہاتھی پیدا ہوگا اس کی تعبیر نجومیون نے اچھی سمجھ کر لڑکے کا نام گج رکھا جب وہ جوان ہوا تو جد باہو (بقولے جدبھان) راجۂ پورب دیس نے ناریل یعنی پیغام شادی اُسکے واسطے بھیجا جو منظور ہوا۔ اس عرصے مین خبر آئی کہ ایک قوم چار لاکھ سوار کی جمعیت سے بسرکردگی فرید شاہ والی خراسان چلی آتی ہے اور اُس سے خوف زدہ ہو کر لوگ فرار ہوتے ہین راجہ ریجھ مقابلے کے واسطے تیاری کرکے ہریو کو روانہ ہوا دشمن یہان سے دو کوس کے فاصلے پر گج شہر مین مقیم تھا لڑائی ہوئی دشمن پسپا ہوا اور اُس کا نقصان تیس ہزار آدمی کا ہوا اور ریجھ کے چار ہزار آدمی کام آئے مگر دشمن نے پھر حملہ کیا اور راجہ ریجھ نے پھر اُس کا مقابلہ کیا مگر اس جنگ مین یہ زخمی ہوا اور جس وقت گج اپنی زوجہ ہنساولی دختر جدبھان راجہ پورب کو لیکر یہان پہونچا اُس وقت راجہ ریجھ مرگیا۔ گج باپ کی جگہ مسند نشین ہوا دو لڑائیون مین شاہ خراسان کو شکست ہو چکی تھی مگر اُس کو شاہ روم نے کمک بھیجی کہ کافرون کے ملک مین قرآن وحدیث (اور بقول ٹاڈ طریق امامیہ) جاری کرے جب مخالفون کی فوج اس طرح زبردست ہوگئی تو راجہ گج نے اپنی حراست کے لئے زابلستان مین پہونچ کر کوہستان کے درمیان مین قلعہ گجنی جو اب غزنی کہلاتا ہے تعمیر کرایا جس کا وقت اس زمانے سے دو ہزار برس پیشتر قیاسی طور پر بیان کیا جاتا ہے کار تعمیر ختم ہی ہونے والا تھا کہ خبر پہونچی کہ شاہان روم وخراسان قریب آگئے ہین جادو راجہ بھی مقابلے کو بڑھا اور دُولا ئیر (واو معروف سے) مقام وہ دونون بادشاہ بھی چلے آئے تھے کہ یکایک شاہ خراسان بدہضمی سے مرگیا۔ لیکن شاہ سکندر رومی تنہا لڑا سخت محاربہ ہوا انجام کار شاہ کی فوج بھاگی پچیس ہزار آدمی کھیت رہے اور وہ تمام ہاتھی گھوڑے بلکہ اپنا تخت چھوڑ کر بھاگ گیا۔ سات ہزار ہندو بھی کام آئے۔ راجہ گج فتح کا نقارہ بجاتا دار الریاستہ کو واپس آیا اور ایام سنبت مین تیسری بیساکھ روز یکشنبہ روہنی نچھتر سمت ۳۰۰۸ دھرم راج یودھشٹر مین گج راجہ نے تخت غزنی پر بیٹھ کر جادو نسل کی حکومت کو قائم رکھا اس فتح سے اُس کی طاقت مستقل ہوگئی اُس نے مغربی ممالک کو فتح کیا اور کشمیر کو ایلچی بھیجکر وہان کے راجہ کندرپ کیل کو اپنے پاس بُلایا مگر اُس نے تعمیل نہ کی اور جواب دیا کہ اگر مین لڑنے کے بغیر دوسرے کی اطاعت کرونگا تو لوگ مجھ کو طعنہ دینگے اس پر گج نے کشمیر پر حملہ کیا اور وہان کے راجہ کی دختر سے شادی کی اور اس سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام شالباہن رکھا گیا جب یہ لڑکا بارہ برس کے سن کو پہونچا تو خبر آئی کہ خراسانی دوبارہ فوج کشی کرتے ہین راجہ کو دیوی کی زبان سے معلوم ہوا کہ غزنی تیرے ہاتھ سے جانے والی ہے مگر تیری اولاد کو کہ مسلمان ہونگے پھر مل جائے گی اور یہ بھی ہدایت کی کہ اپنے بیٹے شالباہن کو یہان سے نکالدے راجہ نے خوف کھا کر اپنے اہل خاندان کو جمع کرکے بحیلۂ درشن جوالا مکھی کے مشرق کی طرف بھیجدیا اور اپنے فرزند شالباہن کو ساتھ کیا بعد اس کے دشمن پانچ کوس کے فاصلے پر غزنی سے آپہونچا راجہ نے اپنے چچا سہدیو کو قلعے کی حفاظت کے واسطے چھوڑا اور خود مقابلے کے واسطے گیا لڑائی شروع ہوئی طرفین کے بہت سے

آدمی کام آئے اور شاہ خراسان اور راجہ گج دونون مارے گئے اور پانچ پہر کے عرصے مین ایک لاکھ میر اور تیس ہزار
ہندو تہ تیغ ہوئے بادشاہ کے بیٹے نے قلعہ گھیر لیا۔ تیس روز تک سہدیو لڑتا رہا آخر مین اُس نے ساکھ کیا اور نو ہزار
بہادرون نے جان دی (لیکن ان روشن خیال مورخون کے سمجھ مین یہ بات نہ آئی کہ راجہ گج کے زمانے مین مذہب
اسلام شروع کب ہوا تھا بلکہ بر تقدیر صدق اس حکایت کے یادون کو اُنکے لئے مقبوضہ ملک سے نکلنے والی تھین
قوم ہوگی) شالباہن نے یہ خبر سُنکر پنجاب مین اپنا پانون جمایا اور اُس ملک پر قبضہ کرکے ایک مقام پر جہان پانی بافراط تھا
شہر آباد کرکے شالباہن پور نام رکھا گرد و نواح کے بھومیون نے جمع ہوکر اُس کی اطاعت کی۔ بکرماجیت کے سمت سے
ہتر برس گذر چکے تھے جب بھادون کی اشٹمین روز یکشنبہ کو شالباہن پور کی آبادی شروع ہوئی۔ شالباہن نے
پنجاب کی کُل سرزمین کو فتح کیا اس کے پندرہ بیٹے تھے سب نے اپنی قوت بازو سے علٰحدہ علٰحدہ راج قائم کئے سب سے
بڑا بھائی بلند تھا اُس کے لئے راجہ جے پال تنور والی دہلی کے یہان سے ناریل آیا قبول کیا گیا۔ بلند دہلی گیا اور
اُس کی وہان شادی ہوگئی جب وہ دہلی سے واپس آیا تو اُس کے باپ شالباہن نے دشمن سے غزنی اور باپ کا
عوض لینے کا ارادہ کیا اس وجہ سے اُس نے دریاے اٹک کو عبور کرکے جلال آباد پر حملہ کیا اور غزنی فتح کرکے بلند کو
وہان چھوڑا اور خود اپنی دار الریاستہ واقع پنجاب کو واپس آیا اور تھوڑے دنون کے بعد ۲۳ سال اور نو ماہ راج کرکے
مرگیا۔ بلند باپ کی جگہ مسند نشین ہوا اور اُس کے بھائی پنجاب کے پہاڑی ملکون مین راجہ ہوگئے ترک پھر جمع ہونے
اور ملک کو مغلوب کرنے لگے بلند کے سات بیٹے تھے جن کے یہ نام ہین بھاٹی۔ بھوپتی۔ کلر۔ جنج۔ سرمور۔ بھینس رچہ
مانگریو۔ بلند کے دوسرے بیٹے بھوپتی کا بیٹا چکے تو تھا اُس سے چکیتو قوم پیدا ہوئی۔ بلند نے اپنے پوتے چکیتو کو
غزنی مین چھوڑ کر خود شالباہن پور مین بود و باش کی اب ملیچھون (مسلمانون) کی طاقت بڑھ گئی اُس نے اُنکو اپنی
فوج مین نوکر رکھا بلکہ کُل اُسی گروہ کے لوگ اُس کے سردار ہوگئے اور وہ اپنے سردارون کے سمجھانے سے مسلمان ہوگیا
اور بلخ و بخارا کا بادشاہ بن گیا۔ دروازۂ بلخ سے ہندوستان تک اُس کا راج تھا اُس سے چکیتو مغل یعنی چغتا کو
حاصل کیا اور یہ بالکل بے سروپا بات ہے صاحبان تاریخ دان کو معلوم ہوگا کہ قوم چغتہ مغل کی ایک شاخ ہے اور
اپنے مورث چغتائی خان ابن چنگیز خان کے نام سے مشہور ہوئی ہے اور چنگیز خان جامع التواریخ رشیدی کے مطابق
ذیقعدہ ۵۴۹ھ ہجری مین پیدا ہوا تھا اور ۷۵ سال قمری اور ۷۲ سال ترکی عمر پائی تفاوت کی وجہ یہ ہے کہ سالہاے
ترکی شمسی حساب سے لئے جاتے ہین اور ہر تیس سال مین تقریباً ایک سال قمری کم آتا ہے میلادی حساب سے چنگیز خان
۱۱۵۴ء مین پیدا ہوا اور ۱۲۲۷ء مین وفات پائی چغتائی خان اس کا دوسرا بیٹا اور بڑی بیوی سے تھا اسی طرح
مغل بھی قوم ترک کی ایک شاخ ہین اور مغول خان ابن النجہ خان اپنے مورث کے اسم سے تسمیہ مغل کا ہوا ہے اور ترک
کی قوم یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہے حیات افغانی مین لکھا ہے کہ غزنی کو زمانہ قدیم مین زابل کہتے تھے اور غزنی
قدیم کو سلطان محمود نے ہندوستان کو فتح کرکے آباد کیا تھا اور پچھلے تو کے زمانے تک اسلام اور مسلمانون کا نام بھی نہ تھا
بلند کے تیسرے بیٹے کلر کے آٹھ بیٹے ہوئے جن سب کی اولاد کلر کہلاتی ہے اِن مین سے زیادہ تر مسلمان ہوگئے ہین

اُنکی مختلف اقوام ندی سے مغرب کو پہاڑی ملک مین رہتی ہین بلند کے چوتھے بیٹے جنج کے سات لڑکے ہوئے اور سب کی اولاد جنجی کہلاتی ہے جب لفظ جنج کو جوہیہ کے ساتھہ جو ایک قوم کلان ہے شامل کیا جائے تو لفظ جنجوہیہ سے وہ قوم جس کا ذکر بار بار کیا ہے پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح بلند کے دیگر اخلاف کی اولاد علحدہ علحدہ اقوام کے ناموں سے مشہور ہوئی۔

بھاٹی بجاے اپنے باپ بلند کے مسند نشین ہوا اُس کے دو بیٹے تھے منگل راؤ اور مسور راؤ بھاٹی کے ساتھ خاندان کا نام بدل گیا اُس وقت سے قوم کا نام بھاٹی ہو گیا۔ اس بھاٹی نے کئی بار فتح غزنی کے لئے زور لگا کر ناکامی کے بعد پنجاب ہی مین دن گذارے وہان سے بھی نکالے گئے تو ستلج اور گارڑھا ندیون کو عبور کر کے ہندوستان مین آئے وہان سے لانگھا اُن کو جن مین جوہیہ اور مُوہے لا وغیرہ داخل تھے خارج کر کے اپنی حکومت قائم کی اور سمت ۱۲۱۲ مین تنوٹ اور دہرا اوّل اور جیسلمیر آباد کئے اب کرشن کی اولاد کے بھاٹیون کا جیسلمیر دار الحکومت ہے۔
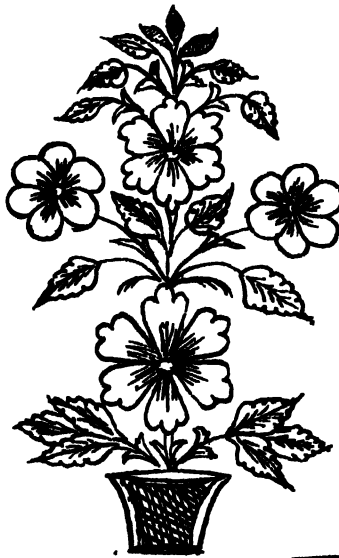
اُن کتابون کے نام جن سے تاریخ راجپوتانہ کی تالیف مین مدد لی گئی ہے

فارسی کتب

نمبر شمار	نام کتاب	بنانے والے کا نام	نمبر شمار	نام کتاب	بنانے والے کا نام
۱	بادشاہ نامہ	عبدالحمید لاہوری -	۲۳	آئین اکبری	ابو الفضل
۲	طبقات اکبری	ملا نظام الدین -	۲۴	امیر نامہ	بساون لال شادان
۳	عالمگیر نامہ موسوم بہ مآثر عالمگیری	مرزا محمد ساقی مستعد خان -	۲۵	مرآت سکندری	مرزا سکندر بن مرزا محمد عرف منجو
			۲۶	شاہجہان نامہ	محمد امین بن ابو الحسن قزوینی
۴	مرآت احمدی	مرزا محمد علیخان احمد شاہی -	۲۷	انشاء ست چندربھان	چندربھان -
۵	مرآت جہان نما	شیخ محمد بقا -	۲۸	تذکرۃ الواقعات ہمایونی	جوہر آفتابچی
۶	منتخب التواریخ	ملا عبدالقادر بدایونی -			
۷	ملخص التواریخ	سیفرزند علی -	۲۹	جام جہان نما	مولوی قدرت اللہ شوق ساکن بموّلی ضلع بیلی بھیت -
۸	نگارستان	مولوی محمد ابن محمد احمد -			
۹	مرآت آفتاب نما	نواب امین الدولہ شاہ نواز خان	۳۰	منتخب اللباب	محمد ہاشم المخاطب بہ خافی خان نظام الملکی
۱۰	ترجمہ بابرنامہ موسوم بہ تزک بابری	مترجمہ خان خانان بیرم خان	۳۱	مفتاح التواریخ	ٹامس ولیم بیل -
			۳۲	ہفت گلشن محمد شاہی	مولوی محمد ہادی -
۱۱	ظفر نامہ عالمگیری	عاقل خان رازی -			
۱۲	تاریخ فرخ سیر موسوم بہ اقبالنامہ		۳۳	تاریخ بہادر شاہی	مرزا محمد مخاطب بہ دانشمند خان المعروف بہ نعمت خان عالی -
۱۳	تاریخ جیپور	منقول از لالہ روشن رائے -			
۱۴	تاریخ فرشتہ	مرزا محمد قاسم معروف بفرشتہ -	۳۴	جنگ نامہ	نعمت خان عالی
۱۵	عمل صالح معروف بہ شاہجہان نامہ	سید آل محمد صالح -	۳۵	خلاصۃ التواریخ	منشی سبحان رائے بھنڈاری بٹالوی
			۳۶	مرآت العالم	بختاور خان منصبدار عہد عالمگیری
۱۶	تزک جہانگیری	جہانگیر بادشاہ	۳۷	حبیب السیر	مرزا غیاث الدین -
۱۷	سیر المتاخرین	میر غلام حسین	۳۸	روضۃ الصفا	محمد بن خاوند شاہ بلخی -
۱۸	تاریخ مظفری	محمد علیخان انصاری	۳۹	حسین شاہی معروف بہ درانی نامہ	سید امام الدین حسینی -
۱۹	مآثر جہانگیری	کامگار حسین غیرت خان -			
۲۰	مآثر الامرا	میر عبدالرزاق المخاطب بہ نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خان خوافی اورنگ آبادی	۴۰	تاریخ عارف قندہاری	حاجی محمد عارف قندہاری
			۴۱	طبقات ناصری	مولانا منہاج -
۲۱	اقبالنامہ جہانگیری	معتمد خان -	۴۲	تاریخ حقی	مولانا شاہ عبدالحق دہلوی
۲۲	اکبرنامہ	ابوالفضل	۴۳	تاریخ فیروز شاہی	شمس سراج عفیف -

نمبر شمار	نام کتاب	بنانے والے کا نام	نمبر شمار	نام کتاب	بنانے والے کا نام
۴۴	خزائن الفتوح	امیر خسرو دہلوی	۵۰	تاریخ فیروز شاہی	شیخ ضیاء الدین برنی مرید حضرت شیخ نظام الدین اولیا
۴۵	چچ نامہ	علی بن محمد	۵۱	تاریخ چغتائی	سید محمد شفیع تخلص وارد ولد محمد شریف طہرانی
۴۶	دستور العمل راجہ ٹوڈر مل		۵۲	جامع التواریخ	خواجہ شمس الدین بن فضل اللہ وزیر مقتول [illegible] ہجری
۴۷	اخبار الاخیار	شاہ عبدالحق محدث دہلوی			
۴۸	اقتباس الانوار	شاہ محمد اکرم ابن محمد علی البراسوی	۵۳	اقبال نامہ جہانگیری	مرزا محمد شریف۔
۴۹	مرآت الاسرار	مولوی عبدالرحمن چشتی بن عبدالرسول عباسی علوی	۵۴	مجمع الملوک	محمد رضا ابن ابو القاسم طباطبا۔
			۵۵	راحت افزا	محمد علی بن محمد صادق الحسینی۔

فتوح البلدان (عربی) ابو العباس احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری

اردو اور ہندی کی کتب

نمبر شمار	نام کتاب	بنانے والے کا نام	نمبر شمار	نام کتاب	بنانے والے کا نام
۱	جلد ہائے تواریخ ہندوستان	مولوی ذکاء اللہ صاحب	۲۱	نامۂ مظفری	منشی محمد مظفر حسین
۲	ترجمہ تاریخ ہندوستان	آنریبل الفنسٹن صاحب	۲۱	آثار اکبری	محمد سعید احمد مارہروی۔
۳	دربار اکبری	مولوی محمد حسین آزاد	۲۳	راج ترنگی	اچھر چند شاہ پوریہ
۴	سفرنامہ ڈاکٹر برنیر	مترجمہ خلیفہ محمد حسین	۲۴	ضمیمہ اودھ اخبار نمبر ۱۲۔ ۱۹ مارچ [illegible]	
۵	ترجمہ تاریخ راجستان	کرنل جیمس ٹاڈ			
۶	تذکرہ عالم	بلاقی داس۔	۲۳	تاریخ ہندی	رستم علی۔
۷	تحفہ راجستان	مولوی حبیب اللہ فرحتی۔	۲۴	سیر ہند و ہندی	شیامل داس چارن کب راج اودے پور
۸	وقائع راجپوتانہ	جوالا سہائے۔			
۹	تاریخ پالن پور	سید گلاب میاں۔	۲۵	راس مالا ہندی	
۱۰	امرائے ہنود	منشی محمد سعید احمد مارہروی	۲۵	سیاحت ہند	حافظ عبدالرحمن امرتسری
۱۱	مخزن التواریخ	منشی قمر الدین خان اکبر آبادی	۲۸	اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر	مولوی شبلی صاحب۔
۱۲	تمدن ہند	مترجمہ سید علی بلگرامی از کتاب فرنچ ڈاکٹر گستاؤلی بان فرانسیسی محقق۔	۲۹	رہنمائے دہلی	مولوی محمد رحیم بخش۔
۱۳	تاریخ الور و تجارا	مولوی محمد مخدوم۔	۳۰	تاریخ قلمرو نظام	مسٹر طالب علی شمس الدین نجم
۱۴	حیات افغانی	محمد حیات خان	۳۱	تاریخ سندھ	مولوی عبدالحلیم شرر
۱۵	سلسلۃ الملوک	سید احمد خان۔	۳۲	آب حیات	محمد حسین آزاد۔
۱۶	حیات لودی	عبدالحکیم خان	۳۳	تاریخ تراب	شیخ محمد تراب علی۔
۱۷	سیر محتشم		۳۴	تاریخ عالم	ہنری اسٹوارٹ ریڈ
۱۸	تاریخ مالوہ	سید کریم علی	۳۵	رشید الدین خانی	
۱۹	احسن السیر	محمد اکبر جہان شگفتہ	۳۶	بساتین السلاطین	مرزا ابراہیم زبیری۔
۲۰	تحفہ معینہ	ایضاً			